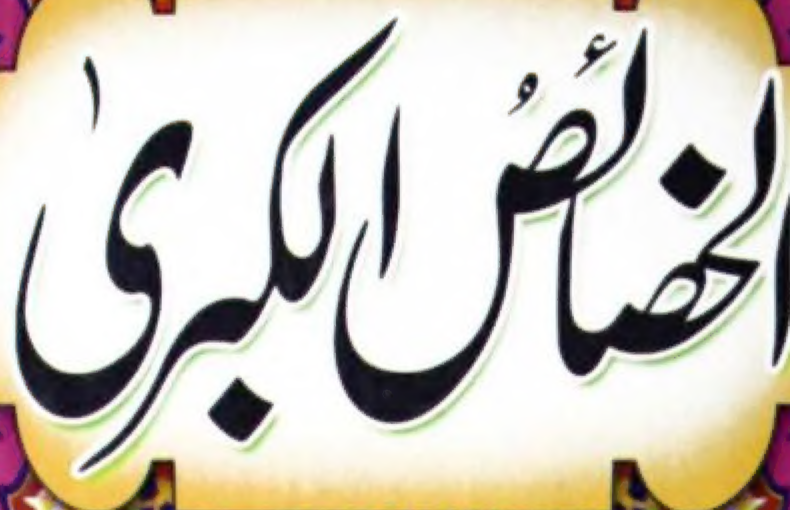


از قلم

حضرت علامہ جلال الدین عبدالرحمن سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

علامہ مفتی سید غلام معین الدین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ



الخصائص الکبریٰ

اوّل

تصنیف:

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ

مترجم:

علامہ مفتی سید غلام معین الدین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ



شبیر برادرز ۰ ۴۰۔ اردو بازار ۰ لاہور

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

نام کتاب	الخصائص الکبریٰ فی معجزات خیرالوریٰ (اوّل)
موضوع	سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم و بیانِ معجزات
مصنف	عبدالرحمٰن بن ابی بکر المعروف امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ
مترجم	حضرت الحاج مفتی سید غلام معین الدین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ
مقدمہ	حضرت علامہ شمس بریلوی علیہ الرحمۃ
کمپوزنگ	words maker
صفحات	402
باراوّل	مئی 2004ء
مطبع	اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور
ناشر	ملک شبیر حسین
قیمت	روپے (مکمل سیٹ)

ملنے کے پتے

شبیر برادرز 40 اُردو بازار لاہور

ادارہ پیغام القرآن 40 اُردو بازار لاہور

مکتبہ اشرفیہ مریدکے (ضلع شیخوپورہ)

فہرست الخصائص الکبریٰ جلد اوّل

☆☆ تمت ☆☆☆

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ

دیباچہ

ماطفل کم سواد سبقِ قصہ ہائے دوست صدبار خواندہ ودگراز سرگرفتہ ایم

عباسی دور کے تابندہ ماہ وسال ہارون الرشید کے نامور فرزند مامون الرشید کی سلطنت کے ماہ وسال ہیں بلکہ یہ کہنے میں ایک مؤرخ حق بجانب ہوگا کہ دورِ عباسیہ کی تمام شان وشوکت اور اس کا تمام ترطمطراق مامون ہی کے دم سے تھا۔ مامون نے بغداد میں بیت الحکمت کے قیام سے جن علوم وفنون سے عربوں کو روشناس کرایا ان سے اب تک وہ ناواقف محض تھے۔ ہرچند کہ منصور اور ہارون کا دور بھی علمی ترقی کا دور ہے اور ان دونوں امراء المسلمین کے دور میں علوم اسلامیہ کو بے حد فروغ حاصل ہوا۔ تفسیر' فقہ' حدیث' اسماء الرجال' علم جدل' علم تاریخ اور علم الکلام پر متعدد کتب تصنیف ہوئیں اور عظیم تر بات یہ کہ فقہ اسلامی کے چاروں آئمہ یعنی حضرت امام اعظم ابوحنیفہ (نعمان بن ثابت)' امام ادریس شافعی' امام احمد بن حنبل اور امام مالک بن انس (رحمہم اللہ تعالیٰ) عباسیوں کے اسی ابتدائی دور سے تعلق رکھتے ہیں پھر ان حضرات کے تلامیند ارشد کہ ان میں سے ہر ایک' ایک بلند پائگاہ کا حامل تھا اور ان حضرات سے صدہا علماء وفضلاء ملت نے فیض حاصل کیا۔ ان کے بیشتر شاگرد ماموں کے دور میں دینی خدمات میں مشغول ومصروف تھے۔ امام یوسف جو امام اعظم کے ارشد تلامذہ میں شمار کیے جاتے ہیں۔ مامون کے عہد میں قاضی القضاۃ کے اہم ترین منصب پر فائز تھے اور تاریخ کے قارئین جانتے ہیں کہ امام یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ مامون کی زرپاشیاں کسی اور محقق ومحدث کو اپنی جانب نہیں کھینچ سکیں اور آسمان علم وفضل کے بہت سے درخشندہ ستارے مامون اور معتصم کی زرپاشیوں کی دسترس سے بہت دور نکل گئے تھے۔

علوم دین کے یہ متوالے' رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے سرشار یہ ہستیاں' الگ تھلگ گوشوں میں' گمنامی اور ناشناسی کے زاویوں میں بیٹھے ہوئے دینی خدمات میں منہمک تھے' ہاں ماموں کے بیت الحکمت سے بہت سے دنیا پرست' زرپاشیوں سے مرعوب ہونے والے حضرات عبرانی' سریانی' یونانی' سنسکرت اور فارسی زبانوں میں لکھی جانے والی کتابوں کو عربی میں منتقل کر کے خوب خوب دنیا کما رہے تھے۔ بایں ہمہ ان کا علم وادب کے سر پر احسان عظیم ہے' شاید میرے ان الفاظ سے عصر حاصل کے بعض ارباب علم وفضل اتفاق نہ کریں لیکن تاریخ کا یہی متفقہ فیصلہ ہے کہ خلق قرآن کے مسئلہ پر جب ماموں کی ضد نے اپنے غیظ وغضب کی تلوار کو بے نیام کیا تو اس وقت حق گوئی کی جسارت کرنے والے صرف چار حضرات تھے جن کے سرخیل ملت اسلامیہ کے رجل عظیم' صداقت دینی کی گود میں پرورش پانے والے' علم کی لاج رکھنے والے' سطوت شاہی اور جبروت سلطانی کے سامنے سر تسلیم خم نہ کرنے والے حضرت محی دین

وملت امام ہمام احمد بن حنبل (رضی اللہ عنہ) تھے اور آپ کے تین ساتھی' ورنہ مامون کے غضب شاہی نے ہزاروں صاحبان جبہ و دستار کو سرنگوں کر دیا۔

مختصر یہ کہ عباسی دور کی مذہبی تاریخ ایسے ہی سرفروشوں اور بے لوث پاک دامن حضرات کے نفوس قدسیہ اور فکری کاوشوں کا صدقہ ہے کہ انہوں نے تاریخ اسلام میں بنی عباس کے دور کو اسلامی تاریخ کا ایک ورق زریں بنا دیا' جس کی چمک دمک نے امرائے عباسیہ کی رنگین محفلوں' عیش کوشیوں' تخت و تاج سے محبت کے افسانوں' باہمی رقابتوں' خانہ جنگیوں اور خون مسلم کی ارزانی کو ہماری نگاہوں سے بہت حد تک چھپا دیا۔ میں بڑے وثوق کے ساتھ یہ عرض کر رہا ہوں کہ اگر ان حضرات کے یہ علمی اور مذہبی کارنامے اس دور کی تخلیق نہ ہوتے تو دور عباسیہ کے اوراق زریں بالکل سادہ پڑے ہوتے۔ پھر اس پر برامکہ کا بذل اور سخاوت' عجمی تمدن کی لطافت و نفاست اور عجمی معاشرہ کی بوقلمونیوں نے سونے پر سہاگہ کا کام دیا اور اس کی بدولت وہ بھی اپنے خداوندان نعمت کے تذکروں کے ساتھ تاریخ اسلام میں زندہ جاوید بن گئے۔ آپ ذرا اس داد و دہش کے ورق کو الٹ دیجئے پھر تیغ عریاں کی کاٹ ملاحظہ کیجئے جس کی زد میں عراق و عجم' مصر و شام اور ماوراءالنہر کے سارے ہی علاقے تھے۔

میں یہ نہیں کہتا کہ عباسی دور کے بعد مسلمانوں کی ادبی خدمات اور ان کے مذہبی شغف یعنی مذہبیات پر کام کرنے میں فرق آ گیا' ایسا نہیں ہے عباسیوں کے عروج کے بعد سلجوقی' ایوبی اور غزنوی دور میں بھی اکابرین ملت اپنی تحقیق و تلاش کے نتیجے ارباب علم کے سامنے پیش کرتے رہے لیکن آپ کو حیرت ہوگی کہ اس دور میں بھی عباسی دور کی طرح یہ خدمات عربوں سے زیادہ عجمیوں نے سرانجام دیں۔ تفسیر' تدوین حدیث اور فقہ پر علمائے عجم نے جو کام کیا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ تبع تابعین (رضی اللہ عنہم) کے بعد ایسی خدمت اہل عرب بھی نہ کر سکے' یہاں اس کے اسباب و علل بیان کرنے کا موقع نہیں۔ انشاء اللہ کسی اور موقع پر آپ کے سامنے ان اسباب و علل کو بھی پیش کروں گا اور بتاؤں گا کہ صحاح ستہ کی تدوین' فقہ کی عظیم الشان کتب کی ترتیب اور تفسیر پر گرانمایہ سرمایہ عجمی حضرات کے ہاتھوں کیوں سرانجام پایا۔

پانچویں' چھٹی' ساتویں اور آٹھویں صدی ہجری میں عراق' مصر و شام میں جو علمی ذخیرہ علمائے کرام اپنی یادگار چھوڑ گئے' وہ حیرت خیز بھی ہے اور ہمارے لیے موجب فخر و مباہات بھی۔ الہٰیات و عقلیات میں وہ کون سا موضوع ہے جس پر علمائے عجم نے قلم نہیں اٹھایا' تاریخ اسلام اور تاریخ تمدن کا وقیع سرمایہ انہی حضرات کا شرمندۂ احسان ہے اور ان حضرات کی ان فکری کاوشوں کا یہ سلسلہ ہر صدی میں جاری و ساری رہا۔ نویں صدی ہجری میں ابوالغازی سلطان حسین بالسقرا شاہ ہرات کا دور بھی علم و فضل کی سرپرستی میں ایک ناقابل فراموش دور ہے' سلطان حسین شاہ ہرات کے دور میں ہرات' دوسرا بغداد تھا' حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی صاحب شرح جامی' نفحات الانس' شواہد النبوت' ملا حسین واعظ کاشفی صاحب تفسیری حسینی' میر خوند' خوند میر' میر علی شیر نوائی ملا معین ہروی صاحب معارج النبوت' جیسے ارباب علم و فضل اس کے دربار سے وابستہ تھے وہ خود بھی ایک صاحب طرز انشاء پرداز تھا چنانچہ اس کی یادگار ''مجالس العشاق'' آج بھی قدر کی نگاہوں سے دیکھی جاتی ہے۔ سلطان حسین کے سلسلے میں توزک بابری کا یہ فقرہ پڑھئے آپ کو اندازہ ہوگا کہ علماء و فضلاء کی قدردانی میں وہ کس حد تک بڑھ گیا تھا'' زمانے سلطان حسین مرزا عجب زمانے بود از اہل فضل مردم بے نظیر خراسان بہ

خصوص شہر ہری مملو بود'

ہرات کی طرح نیشاپور، اصبہان (اصفہان) دمشق، حلب اور مصر بھی علم وفضل کے مرکز تھے۔

اب میں مختصراً آپ کے سامنے ان چار صدیوں میں جو کچھ مذہبی وادبی سرمایہ ہمارے سامنے آیا' اس کو موضوع وار پیش کرتا ہوں تا کہ اندازہ ہو جائے کہ یہ گرانقدر سرمایہ کن تصانیف پر مشتمل ہے ہر چند کہ تمام کتابوں یعنی ان چار قرنوں کی تصانیف کا احاطہ اور استقصا ایک امر دشوار ہے لیکن میں آپ کے سامنے بغیر کسی تبصرہ کے صرف ان کتب کے نام مع مصنف پیش کر دوں گا۔

علم تفسیر

دوسری صدی ہجری اور تیسری صدی ہجری میں تفسیر پر بہت کچھ کام ہوا' دوسری صدی ہجری کے اواخر میں اس موضوع پر قلم اٹھایا گیا اور سب سے پہلی تفسیر حضرت سفیان بن عیینہ نے لکھی۔ تیسری صدی ہجری کی مشہور تفاسیر میں تفسیر ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ، تفسیر ابن ابی حاتم اور تفسیر ابن منذر رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ تفسیر تستری بھی قابل ذکر ہیں۔ اب پانچویں صدی سے آٹھویں صدی ہجری تک کے تفسیری سرمایہ پر نظر ڈالیے تو آپ کو یہ گراں مایہ تفاسیر ملیں گی۔

معالم التنزیل بغوی	امام بغوی (ابو محمد حسین رحمۃ اللہ علیہ)	516ہجری
الجامع	حافظ ابو القاسم اسماعیل اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ	535ہجری
تفسیر کشاف	علامہ محمود زمخشری رحمۃ اللہ علیہ	538ہجری
زاد المسیر	ابو الفرج عبد الرحمٰن المعروف بہ ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ	597ہجری
تفسیر کبیر (مفاتیح الغیب)	امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ	606ہجری
التبصر ہ	امام موفق الدین کواشی موصلی رحمۃ اللہ علیہ	680ہجری
انوار التنزیل	قاضی امام ناصر الدین بیضاوی شافعی رحمۃ اللہ علیہ	685ہجری
مدارک التنزیل	امام عبد اللہ بن احمد نسفی رحمۃ اللہ علیہ	710ہجری
تبصرۃ الرحمٰن	امام شیخ زین الدین علی رحمۃ اللہ علیہ	710ہجری
غرائب القرآن	علامہ نظام الدین حسن قسمی نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ	750ہجری
لباب التاویل فی معانی التنزیل	شیخ علاؤ الدین علی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ	741ہجری
تفسیر اصبہانی	شمس الدین الوالثنا شافعی الاصبہانی رحمۃ اللہ علیہ	749ہجری
تاویلاتِ قرآن (تاویلات کاشانی)	شیخ کمال الدین رحمۃ اللہ علیہ کاشی سمرقندی	887ہجری
تفسیر ابن کثیر	امام حفاظ ابو الفدا اسماعیل قرشی دمشقی	774ہجری
تنویر المقیاس	ابو طاہر محمد بن یعقوب فیروز آبادی	817ہجری

نظم الدرر | شیخ برہان الدین بقاعی | 885 ہجری
الدر المنثور و تفسیر جلالین | حافظ جلال الدین عبدالرحمن سیوطی رحمۃ اللہ علیہ | 911 ہجری

ان تفاسیر میں میں نے مصنفین و علمائے اندلس کی تفاسیر کو شامل نہیں کیا ہے مندرجہ بالا مفسرین میں اکثریت فضلاء و علماء عجم کی ہے اور اس کے بعد شامی و عراقی حضرات ہیں۔ یہ تمام تفاسیر جو میں نے ذکر کی ہیں پانچویں صدی ہجری سے نویں صدی ہجری تک لکھی جانے والی تفاسیر ہیں یہ نہیں کہ یہ سلسلہ بس یہیں ختم ہو گیا بلکہ بحمد اللہ کہ یہ سلسلہ آج تک جاری ہے اس برصغیر ہند و پاک میں بھی اس فن شریف پر بہت کچھ کام ہوا ہے۔

تدوین حدیث شریف اور مشہور مدونین

فن تفسیر کی طرح فن حدیث پر بھی بنی عباس کے دور میں اور اس زوال کے بعد بھی خوب خوب لکھا گیا' اگرچہ تدوین حدیث کے سلسلہ میں تیسری صدی میں جو کچھ کام ہوا اور اس کو جو شہرت حاصل ہوئی ویسی شہرت اور کسی زمانے کو میسر نہ آ سکی چنانچہ صحاح ستہ کے عظیم الشان مجموعے تیسری صدی ہجری میں مدون ہوئے چوتھی' پانچویں' چھٹی ساتویں' آٹھویں اور نویں صدی ہجری میں بھی اس فن شریف پر خوب کام ہوا۔ (ہر چند کہ یہ صدیاں اپنی آغوش میں ہزاروں فتنے لیے ہوئے تھے) بایں ہمہ' علی بن عمر دار قطنی 385 ہجری' محمد بن اسحاق بن خزیمہ 311 ہجری' عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ بن ابی حاتم 371 ہجری' احمد بن عبداللہ ابونعیم اصبہانی 430 ہجری' احمد بن قانی 425 ہجری' علی بن احمد حوم 457 ہجری' احمد بن حسین بیہقی 458 ہجری' احمد بن ثابت خطیب بغدادی 483 ہجری' عبدالرحمن بن مندہ 470 ہجری' حسین بن مسعود البغدی 516 ہجری' ابوالقاسم رحمۃ اللہ علیہ علی بن عساکر 571 ہجری' عبدالرحمن الجوزی البکری 597 ہجری' عبدالرحمن ابو شامہ 665' ابوالحسن علی بن احمد المکی 690 ہجری' عبدالمومن بن خلف الدمیاطی 705 ہجری' محمد بن احمد الذہبی 748 ہجری' مغلطائی بن قلیج 762 ہجری' سراج الدین عمر بلقینی رحمۃ اللہ علیہ 805 ہجری' شمس الدین محمد بن محمد الجزری 823 ہجری' الشہاب احمد بن علی بن حجر عسقلانی 852 ہجری' محمد بن عبدالرحمن السخاوی 902 ہجری' عبدالرحمن جلال الدین سیوطی 911 ہجری' احمد بن محمد قسطلانی 923 ہجری اور عبدالرحمن بن علی الزبیدی 942 ہجری' شہرت کے آسمان پر آفتاب بن کر چمکے۔

اسی طرح فقہ پر آئمہ اربعہ کے بہت سے حضرات نے ان قرن ہائے مابعد میں کام کیا اور ان کے کارنامے آج تک زندہ ہیں۔ فقہ اصول فقہ اور اصول حدیث پر ان کی تصانیف ہمارے لیے مشعل راہ ہیں۔ میں نے یہاں فلسفہ' منطق' ادب' علم الکلام وغیرہ کا ذکر قصداً نہیں کیا ہے کہ اس عظیم الشان ذخیرے کا بطور اختصار بھی ذکر کرنا تفصیل طلب ہوگا۔ میں ان موضوعات پر جو کچھ کام ہوا ان کتب کے نام مع مصنفین بھی اگر اختصار کے ساتھ پیش کروں تو مقدمہ کے یہ محدود صفحات اس کی تاب نہ لا سکیں گے اس لیے میں یہاں صرف تاریخ اسلام اور سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ذرا کھل کر کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

تاریخ اسلام

جیسا کہ موضوع سے ظاہر ہے کہ ابتدائے اسلام یا قرن یائے قریب الاسلام میں اس موضوع سے صرف صحابہ کرام رضوان اللہ

تعالیٰ علیہم اجمعین کا تذکرہ اوران کے وہ محار بات مراد لیے جاتے ہیں جو اسلامی سلطنت کی توسیع میں ان کو پیش آئے۔ سیرۃ النبی ﷺ ایک علیحدہ اور جداگانہ موضوع تھا اور اسی کے ساتھ مغازی رسول اکرم ﷺ کو بیان کردیا جاتا تھا۔ مدتوں یہ موضوع انہی حدود میں محدود رہا' دوسری تیسری صدی ہجری کے بعد جب اسلامی حکومت کے حدود وسعت پذیر ہوئے اور اسلامی تمدن اور معاشرہ نے ایک ہمہ گیر رنگ پیدا کرلیا' اس وقت تاریخ اسلام کا دامن بھی وسیع ہوگیا اور پھر جو اس موضوع پر تالیفات کا سلسلہ شروع ہوا تو اس کثرت سے اس پر لکھا گیا کہ تاریخ کے دامن کو ہمارے مصنفین نے اس طرح بھر دیا کہ اس میں کوئی گنجائش باقی نہیں چھوڑی صرف یہی نہیں کہ ہمارے اسلاف نے تاریخ تمدن پر قلم اٹھانے کو بس سمجھا بلکہ انہوں نے تاریخ کے تقریباً 40 موضوعات[1] پر قلم اٹھایا آپ اگر اس کی وضاحت کے خواستگار ہیں تو علامہ راغب طباخ کی معرکۃ الاراء تصنیف ''الاثقافۃ الاسلامیہ'' یا اس کا بہترین شستہ ترجمہ ''تاریخ افکار وعلوم اسلامی'' ملاحظہ کیجئے۔ آپ حیران رہ جائیں گے کہ ہمارے اسلاف نے اس موضوع پر کس قدر حیرت انگیز کام کیا ہے۔ اس سلسلے میں مجھے سب سے پہلے سیرۃ النبی ﷺ پر لکھی جانے والی کتابوں کا ذکر کرنا ہے کہ ہمارے اسلاف کرام نے سب سے پہلے تاریخ کے تحت اسی موضوع پر قلم اٹھایا تھا۔ اس سلسلہ میں سب پہلے جو کچھ لکھا گیا وہ 'مغازی'' پر لکھا گیا۔ حضور سرورکائنات ﷺ کے غزوات ان کے اسباب اور نتائج کو تفصیل کے ساتھ جن کتب میں پیش کیا گیا وہ کتب تاریخ ادب میں ''مغازی'' کے نام سے مشہور ہیں اور پہلی صدی ہجری میں سیرۃ النبی ﷺ کے اس پہلو پر کچھ لکھنا ہی سیرت نگاری سمجھا جاتا تھا۔

''مغازی'' پر سب سے پہلی کتاب محمد اسحاق مطلبی (تابعی) کی ہے۔ یہ دوسری صدی ہجری کی تصنیف ہے آپ کے نام کے ساتھ ہی امر معز نجیح مدنی (سندھی المتوفی 170 ہجری) کا نام بھی لیا جاتا ہے لیکن آپ کی کوئی تصنیف اس موضوع پر محفوظ نہیں ہے۔ جناب اسحاق مطلبی کے بعد مشہور سیرت نگار امام محمد بن عبدالملک متوفی 218 ہجری المعروف بہ ابن ہشام ہیں۔ آپ کی تصنیف (سیرت ابن ہشام'' نہ صرف اپنے تقدس کے اعتبار سے بلکہ جامعیت کے اعتبار سے بھی بہت مشور ہے اور اس کی شہرت آج تک قائم ہے' اردو میں بھی اس کے متعدد تراجم ہوچکے ہیں۔ سیرت ابن ہشام کے بعد بہت سی کتابیں سیرۃ النبی ﷺ پر لکھی گئی۔ سیرت مبارکہ پر تصنیف کا کام چوتھی صدی ہجری سے آٹھویں صدی ہجری تک بہت کچھ ہوا اور اس پانچ سوسال کی مدت میں صدہا کتب صرف سیرت مبارکہ پر لکھی گئیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ چوتھی صدی ہجری سے پہلے سیرت پر کچھ کام نہیں ہوا۔ بہت سے حضرات نے سیرت پر کتابیں تصنیف کیں۔ ایک ان میں ابوبکر عبدالرزاق بن الحمام الحمیر ی ہیں۔ (متوقع 211 ہجری) دوسرے ابوالعباس قرشی الاشقی ہیں۔ (متوفی 195 ہجری) لیکن چوتھی صدی ہجری سے آٹھویں صدی ہجری تک سیرت نگاری پر (عربی زبان میں) بہت کام ہوا۔ قارئین کرام یہ بات ملحوظ رکھیں کہ میں یہاں تاریخ اسلام سے بحث نہیں کررہا ہوں ورنہ ابن اثیر' طبری' ابوالفدا' واقدی' ابن خلدون وغیرہ کا ضرور ذکر کرتا۔ ان کا تذکرہ میں حسب موقع کروں گا۔ یہاں صرف سیرت نگاروں سے بحث کر رہا ہوں۔ چوتھی یا پانچویں صدی ہجری سے اگر آٹھویں صدی ہجری تک کے سیرت نگاروں کا فرداً فرداً تذکرہ کروں' تو یہ تعداد بھی

---

[1] گیارھویں صدی ہجری کے مشہور مورخ اور عالم حاجی خلیفہ صاحب کشف الظنون کہتے ہیں کہ ہم نے تیرہ سو تک تاریخی کتب شمار کی ہیں۔ اسی طرح علامہ سخاری فرماتے ہیں کہ میں اپنی تاریخ ''بحرالمحیط'' میں اگر تاریخ کی تمام انواع کو سمیٹ لیتا تو میری تاریخ چھ سو جلدوں پر محیط ہوتی۔ (تاریخ افکار وعلوم اسلامی)

سینکڑوں سے متجاوز ہو جائے گی' ان حضرات میں ابن حبان ابن عبدالبر' ابو محمد بن حزم' دمیاطی' مقدسی' مغلطائی گلہائے سرسبد ہیں۔ یہ حضرات تو وہ ہیں جنہوں نے رسول اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ کے تمام پہلوؤں کو ایک یا دو مجلد میں پیش کر دیا ہے۔ دلدادگان سرور ذیشان نے تو شمائل نبوی ﷺ پر سیرت النبی سے بھی زیادہ بڑھ چڑھ کر لکھا ہے۔ خصائص نبوت' بعث و اعلام نبوت پر بہت سی کتابیں لکھی گئیں۔ خلق نبی ﷺ و فضائل نبوت پر دل کھول کر لکھا گیا اور سراپائے اقدس پر قلم اٹھایا گیا۔ ابوالبختری کی تصنیف اس سلسلہ میں قابل ذکر ہے۔ حقوق المصطفیٰ کے نام سے قاضی عیاض کی کتاب ایک شاہکار ہے۔ حضور سرور کائنات ﷺ کے سراپائے جمال پر شمائل ترمذی مشہور زمانہ کتاب ہے۔ خطبات نبوی ﷺ پر قلم اٹھایا گیا۔ معراج شریف پر مستقل کتابیں لکھی گئیں اور چند اہل قلم حضرات نے معجزات سرور کائنات ﷺ کو اپنی سیرت نگاری کا موضوع بنایا۔ ان میں حضرت جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ محترم علامہ جلال الدین بلقینی رحمۃ اللہ علیہ کو دنیا ان کی تصنیف معجزات النبی ﷺ کے باعث نہیں بھول سکتی اور خود علامہ جلال الدین عبدالرحمن سیوطی ہیں جو الخصائص الکبریٰ فی المعجزات خیر الوریٰ کے مصنف ہیں اور اس موضوع پر ان کی کتاب سیرۃ کی کتابوں میں ایک منفرد مقام کی حامل ہے۔ الغرض حیات طیبہ مقدسہ کے ہر ہر نورانی پہلو پر قلم اٹھایا گیا' اس سیرت نگاری کے سلسلے میں ایک شبہ کا ازالہ کر دوں کہ اگر مجموعہ ہائے حدیث رسول اکرم ﷺ کو بھی اس موضوع کے تحت شامل کر لیا جائے یعنی اخبار و آثار کو تو اس صورت میں کتب سیرۃ مبارکہ کا شمار ناممکن ہے کہ تمام تر مجموعہ ہائے حدیث درحقیقت سیرۃ النبی ﷺ کے مجموعے ہی تو ہیں بعض مجموعہ ہائے حدیث میں شمائل نبوی کا تو ایک جداگانہ باب ہے چنانچہ صحاح ستہ ہی کو لے لیجئے ان میں سے بعض مجموعوں میں شمائل نبوی ﷺ کا ایک ایک باب موجود ہے اس طرح تمام مسانید' معاجم اور موطات میں بھی آپ سیرۃ النبی ﷺ کا عنوان موجود پائیں گے۔

چنانچہ اکثر مؤرخین اسلام نے سیرۃ النبی ﷺ پر لکھنے والوں میں تمام ایسے محدثین کرام کو شامل کر لیا ہے جنہوں نے تدوین حدیث (رسول اکرم ﷺ) پر کام کیا ہے۔ مگر میری مراد ان مجموعہ ہائے حدیث مبارکہ سے نہیں ہے بلکہ میں جہاں سیرت نگاری یا سیرت نبوی کہتا ہوں وہاں میری مراد اس سے ایسی تصنیفات ہیں جن میں حضور اکرم ﷺ کی سیرۃ طیبہ ہی کو صرف موضوع بنایا گیا اور آپ کی حیات طیبہ کو زیر بحث لایا گیا ہے اور مقدس زندگی کے پاک واقعات کو بقید ماہ و سال رقم کیا گیا ہے چنانچہ یہی سبب ہے کہ میں اس موضوع پر لکھنے والوں میں صرف چند حضرات کے نام ہی لے سکا ہوں۔ آٹھویں' نویں اور دسویں صدی ہجری میں امام ابوالفتح محمد بن محمد اندلسی (متوفیٰ 743 ہجری المعروف ابن سید الناس کی ایک جامع کتاب سیرۃ النبی ﷺ پر **عیون الاثر فی فنون المغازی والسیر** ہے اس کے بعد متاخرین میں علامہ نور الدین حلبی کی سیرۃ موسوم بہ'' **انسان العیون فی السیرۃ الامین المامون** '' ہے۔ یہ تو وہ مصنفین سیرت تھے جنہوں نے عربی زبان میں سیرۃ مقدسہ پر قلم اٹھایا۔ اب رہے فارسی زبان میں سیرت النبی پر لکھنے والے تو میرے قارئین اس امر سے بخوبی واقف ہیں کہ عہد فاروقی میں جنگ قادسیہ کے بعد ایرانی پرچم اسلامی پرچم کے سامنے سرنگوں ہو گیا تھا اور اسلامی حکومت کی جانب سے یہاں مختلف صوبوں میں عاملوں کا تقرر ہونے لگا' بادشاہت کا چراغ گل ہو گیا۔ یزدجرد مارا گیا اور شاہی خاندان کی ایک دختر شہربانو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے عقد میں آئیں۔ عربوں کے تسلط کے بعد ایران کے مختلف صوبوں میں عربی زبان کا اس تیز رفتاری کے ساتھ قدم بڑھا کہ عقل حیران ہے۔ دور عباسیہ کے فروغ کی پہلی اور

دوسری صدی میں ایران میں مذہبیات پر جو کام ہوا اس کی نظیر دنیائے اسلام میں نہیں ملتی۔ تفسیر حدیث، فقہ اصول فقہ، علم الکلام پر جو گرانقدر ذخیرہ اس زمانے کی یادگار ہے۔ اس کا 75 فیصد حصہ عجمی حضرات کی نگارشات (تصنیفات) پر مشتمل ہے اور صرف پچیس فیصد غیر عجمی یعنی مصری، شامی، عراقی اور حجازی مصنفین کی نگارشات پر مبنی ہے۔ اس کے اسباب وعلل پر یہاں بحث کرنا میرے موضوع مقدمہ سے خارج ہے۔ یہ صورتحال تو منقولات کی تھی۔ معقولات او دیگر فنون پر اگر نظر ڈالنا مقصود ہو تو امام غزالی، امام رازی اور البیرونی کی تصانیف کا سرسری جائزہ ہی لے لیجئے۔ ان عجمی حضرات کے تبحر علمی نے عربی زبان میں مذہبیات کے خزانے کو جس طرح مالا مال کیا ہے وہ حیرت انگیز ہے۔ ملک شاہ سلجوقی اور نظام الملک کی علم دوستی کی بدولت ہزاروں علماء عباسیوں کے پرآشوب ماحول سے کھنچ کھنچ کر ترکی اور عجمی سلاطین کے دامن دولت سے وابستہ ہو کر پوری آسودگی کے ساتھ علمی خدمات کی انجام دہی میں مصروف ہو گئے۔

جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا کہ ایران کی سرزمین ایک مدت تک طوائف الملو کی کی آماجگاہ بنی رہی اور پھر اس کے بہت سے ٹکڑے ہو گئے اور خودمختار سلطنتیں قائم ہو گئیں۔ انہی خودمختار سلطنتوں میں ہرات کی سلطنت تھی جس کا علم دوست بادشاہ ابوالغازی سلطان حسین فضلاء اور علماء کی قدردانی میں اپنی آنکھیں بچھا تا تھا۔ اس کے دربار سے نامور علماء وابستہ تھے۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی، ملاحسین واعظ کاشفی (صاحب تفسیر حسینی) میر علی شیر نوائی، خواند میر میر خوند جیسے مصنفین اس کے دربار سے وابستہ تھے۔ حضرت جامی کی شہرت کا موجب صرف ان کی شاعری ہی نہیں بلکہ عربی زبان میں ''شرح جامی'' ان کا ایک لافانی شاہکار ہے جو آج بھی درس نظامی میں ایک قابل قدر تصنیف شمار ہوتی ہے۔ ان کا خمسہ ''خمسہ نظامی'' کے جواب میں اپنی جگہ ایک یادگار کارنامہ ہے۔ میں نے ہرات کے دربار کا ذکر بے وجہ نہیں چھیڑا۔ میں یہ بتانا چاہتا تھا کہ جس طرح عجمی علمائے عظام نے دینیات و مذہبیات پر عربی اور فارسی زبان میں گراں بہا اضافہ کیا اسی طرح سیرت مقدسہ کے موضوع پر بھی قلم اٹھایا گیا۔ سب پہلے مولانا جامی کو لیجئے کہ قطع نظر ان کو عربی تصانیف کے صوفیائے کرام کا تذکرہ ''نفحات الانس'' ان کا ایک نہ مٹنے والا کارنامہ ہے۔ اس طرح سیرت نبی ﷺ پر شواہد النبوت (فارسی زبان میں) ان کی مبسوط تو نہیں بلکہ متوسط درجہ کی تصنیف ہے۔ دربار ہرات کے ایک دوسرے قاضی ملا معین ہروی ہیں جنہوں نے ''معارج النبوت'' سیرت مقدس پر فارسی زبان میں اپنی یادگار چھوڑی ہے لیکن ''شواہد نبوت'' کے برخلاف معارج النبوت کی نثر مسجع و مقفی ہے اور اسلوب بیان بھی پیچیدہ اور الجھا ہوا ہے لیکن شواہد نبوت سے ضخامت میں معارج النبوت زیادہ وقیع اور مہتم باشان ہے۔

اب ذرا اس برصغیر کی طرف آیئے تو اس برصغیر میں غزنوی اور غوریوں کے دم قدم سے علمائے کرام کی آمد ورفت شروع ہو گئی اور لاہور اس زمانے میں علم وفن کا گہوارہ بن گیا۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ اس دور کے ایک مشہور صاحب قلم عجمی صوفی بزرگ ہیں اور آپ کی کشف المحجوب یادگار زمانہ ہے۔ حضرت حسن صنعانی کی مشارق الانوار (عربی زبان میں) اس دور کا ایک یادگار او وقیع مجموعہ حدیث ہے۔ مذکورہ شاہی خانوادے علم دوستی اور قدردانی میں بہت پیش پیش تھے۔ سراج عفیف، تغلق خاندان سے وابستہ تھا اور تاریخ فیروز شاہی اس کی یادگار ہے لیکن یہ تسلیم کرنے میں کچھ باک نہیں اور نہ یہ اقرار بے جا ہوگا کہ ان خاندانوں کے دامن سے

وابستہ ادیب و انشاء پرداز مذہبیات پر کوئی وقیع تصنیف اپنی یادگار نہیں چھوڑ گئے۔ فقہ کی مشہور اور جامع تالیف ''فتاویٰ تاتارخانیہ'' خانوادۂ غزنویہ یا غوری کی یادگار نہیں بلکہ وہ عہد فیروزی کی یادگار ہے۔ دکن میں حضرت گیسودراز بندہ نواز نے رشد و ہدایت کے ساتھ ساتھ قلم بھی اٹھایا لیکن ان کی تصانیف کا ذخیرہ ''تصوف'' کا گرانقدر سرمایہ ہے۔ اسی طرح بزرگان چشت کے ملفوظات!!

لودھیوں کے بعد جب مغلیہ سلطنت کا یہاں قیام ہوا اور پانی پت کا میدان بابر کے ہاتھ رہا تو اس کی تمام تر توجہ استحکام سلطنت کی طرف مبذول رہی اور علم و ادب کو کچھ ترقی نہ مل سکی۔ دینی کتب پر بھی۔ بہت کم قلم اٹھایا گیا بجز اس کے کہ تصوف کو کافی ترقی ہوئی اور تصوف میں نئے نئے نظریات قائم ہو کر اشاعت پذیر ہوئے۔ بابر کی خودنوشت سوانح کا یہاں ذکر نہ کرنا ناانصافی ہوگی اس نے تزک بابری لکھ کر یہ ثابت کر دیا کہ تلوار کی طرح وہ قلم کا بھی دھنی ہے۔ بابر کے بعد ہمایوں کا عہد علمی ترقی سے بالکل خالی ہے خود ہمایوں کو پرسکون زندگی گزارنا میسر نہ ہو سکا اور اس کی بدنصیبی کو ادھر ادھر پریشانی حال کے ساتھ لیے پھرتی رہی۔

البتہ اس کی تلافی اس کے نامور، ناخواندہ فرزند شہنشاہ اکبر نے کردی اور فارسی ادب کے ساتھ ساتھ سنسکرت اور برج بھاشا کو اس کی سرپرستی میں بڑا فروغ حاصل ہوا۔ متعدد تصانیف و تالیفات کے ساتھ ساتھ تراجم پر بھی کام ہوا۔ ہندوؤں نے فارسی سیکھ کر دربار کی نگاہ میں عزت حاصل کی اور مسلمانوں نے ہندی اور سنسکرت سے فارسی زبان میں تراجم کر کے رواداری کا ثبوت مہیا کیا۔ جیسے ہندوؤں کی مذہبی کتابوں کے تراجم میں شیخ حاجی سلطان تھانیسری نے مہابھارت کا فارسی ترجمہ کیا۔ عبدالقادر بدایونی نے منتخب التواریخ لکھی۔ ابوالفضل نے اکبر نامہ اور آئین اکبری نظام الدین بخشی نے طبقات اکبری فارسی زبان میں تصنیف کیں۔ یہ تمام تر کام ادبی حیثیت رکھتے ہیں۔ مذہبی حیثیت سے اس کو پیش نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ علامہ فیضی کی تفسیر بے نقط یعنی سواطع الالہام جو از اول تا آخر صنعت مہملہ میں لکھی گئی ہے۔ مذہبیات میں ایک شاندار کارنامہ اور ایک مثالی تفسیر ہے۔

اکبری دور میں علم و ادب کی ترقی میں معقولات کا فروغ ناقابل فراموش ہے' خلجی اور تغلق خانوادوں کے زمانے میں فقہ اور اصول فقہ کو فروغ حاصل ہوا ہے اور فتاویٰ تاتارخانیہ اس عہد کا ایک لازوال فقہی کارنامہ ہے۔ اسی طرح فلسفہ و منطق کو اکبری عہد میں فروغ حاصل ہوا ہے اور حکیم فتح اللہ شیرازی کی معقولاتی کوششوں کو نہیں بھلایا جا سکتا۔ لیکن جیسا کہ میں نے عرض کیا منقولات (قرآن' تفسیر' حدیث شریف وغیرہ) پر توجہ نہیں کی گئی۔ علماء اور فضلاء کی تمام تر توجہ اسی طرف تھی یا پھر ملکی تاریخ اور فنون لطیفہ کے فروغ کی طرف جیسا کہ میں اس سے قبل عرض کر چکا ہوں منقولات میں صرف ''سواطع الالہام'' کو پیش کیا جا سکتا ہے اور بس اس لیے سیرت النبی ﷺ پر عہد اکبری میں کسی عالم نے قلم نہیں اٹھایا۔ تصوف کو حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی بدولت فروغ حاصل ہوا لیکن حضرت نے احیاء دین کے لیے جو کچھ کیا وہ تقریری تھا تحریری نہ تھا۔

اکبر کے بعد جہانگیر کا دور شروع ہوا تو اس دور میں بھی فنون لطیفہ کو بڑا فروغ حاصل ہوا۔ مدرسوں میں وہی درس نظامی رائج تھا جس میں منقولات کے بجائے معقولات کی کثرت تھی' جہانگیر بھی صاحب قلم تھا اور شعر و شاعری کا دلدادہ تھا' اس کی تو زک آج بھی خودنوشت سوانح میں ایک بلند مقام رکھتی ہے۔ اس دور میں حضرت مجدد الف ثانی کی وہ کوششیں قابل ذکر ہیں جو تزکیہ نفوس کے لیے انہوں نے اپنے انفاس قدسیہ یا مکتوبات کے ذریعہ پیش کی ہیں یا چند رسائل تحریر فرمائے جن کا عمومی موضوع تصوف ہے' عہد

جہانگیری میں صرف ایک ہستی محدث علام حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی ہے جن کی ذات والا سے علوم دینی کا نیا دور شروع ہوتا ہے۔ انہوں نے اس برصغیر میں حدیث شریف کے موضوع کا احیا کیا اور اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ اس وقت کی ملکی زبان یعنی فارسی میں تحریر فرمائی۔ اس مشکوٰۃ شریف کی شرح عربی زبان میں ان کے قلم سے چھ سال کی مسلسل محنت و کاوش سے لمعات کے نام سے آج بھی یادگار ہے' تاریخ مدینہ یعنی جذب القلوب فی دیار المحبوب' فارسی زبان میں حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کی فتوح الغیب اور غنیۃ الطالبین کے تراجم پیش کیے اور آپ کی سب سے قدیم سوانح حیات بہجت الاسرار کی فارسی میں تلخیص زبدۃ الآثار کے نام سے ہے (یہ داراشکوہ کی فرمائش پر آخر عمر میں لکھی گئی)۔ صوفیائے ہند کا تذکرہ اخبار الاخیار کے نام سے پیش کیا۔ شیخ محدث دہلوی کی تمام تر تصانیف کا ذکر یہاں مقصود نہیں ہے۔ ان کی تعداد ایک سو سے زیادہ ہے۔ میں یہاں آپ کی اس عظیم الشان کتاب کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جو اس برصغیر ہندو پاک میں سب سے پہلے محبت رسول اکرم ﷺ میں آپ کے قلم سے نکلی اور آج بھی عقیدت کی نگاہیں احترام سے اس کو دیکھتی ہیں اور وہ ہے مدارج النبوت (دوم جلد) جلد اول میں خصائص نبوت کو پیش کیا ہے اور سراپائے حضور اکرم ﷺ پر بڑے اہتمام واحترام کے ساتھ قلم اٹھایا ہے اور جلد دوم میں آپ کی ولادت باسعادت سے جمع غزوات وصال تک کے تمام حالات بکمال تحقیق و حوالہ جات بیان کیے ہیں اور سیرۃ طیبہ کے ان پہلوؤں کو بھی نمایاں کیا ہے جن کو عام طور پر سیرت نگار حضرات معرض ذکر میں نہیں لاتے۔ (راقم الحروف نے جلد دوم کا ترجمہ 1965ء میں پیش کیا تھا اور 1970ء میں دونوں جلدوں کا ترجمہ بڑے اہتمام سے شائع ہوا تھا۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا انتقال 1642ء میں ہوا تھا)

وثوق کے ساتھ یہ کہنا دشوار ہے کہ مدارج النبوت کا سال تحریر (آغاز و اختتام) کیا ہے۔ یہ ضرور کہا جا سکتا ہے کہ 1600ء کے بعد ہی مدارج النبوت لکھی گئی۔ آپ ایک عاشق رسول ﷺ تھے۔ اسی عشق رسول نے آپ سے اشعۃ اللمعات' جذب القلوب اور مدارج النبوت لکھوائی چنانچہ مدارج النبوت کی وجہ تصنیف کے سلسلہ میں رقم طراز آپ حضرت محدث دہلوی قدس سرہٗ کے اس ارشاد کو ملاحظہ فرمائیں' آپ کو حیرت ہوگی کہ دسویں صدی ہجری میں رفعت مقام رسالت سے گریز و عدم اعتنا کا کیا عالم تھا' دسویں صدی ہجری میں ایسے باغی اذہان موجود تھے جن پر۔ خاتم النبیین ﷺ کے مقام ارفع و اعلیٰ کے تذکرے بار تھے۔ جب خواص کا یہ عالم تھا تو عوام کا کیا حال ہوگا۔ حضرت شیخ محدث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

چوں از فسادِ زماں انحرافے در مزاج وقت بعضے ازدرویشاں مغرور ایں روزگار راہ یافتہ وازتنگی حوصلہ ادراک پایہ ارفع و اعلیٰ و مقام محمد ﷺ راکہ ہیچ کس راید رک و دریافت آں راہ نیست نشاختہ تقصیرے

زمانے کے فتنہ و فساد (بدعقیدگی) کے باعث اس عہد کے بعض مغرور درویشوں کے مزاج میں کجروی پیدا ہوگئی ہے اور اپنی کم ظرفی کے باعث وہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے مقام ارفع و اعلیٰ کا ادراک نہیں کر سکے ہیں (کہ حقیقتاً اس مقام کی معرفت ہر ایک کے لیے ناممکن ہے) اور اس سلسلہ میں ان سے کوتاہی سرزد ہوئی ہے

در ادائے حق نمودہ وازجادۂ دین و صراط مستقیم برافتادہ بودند لازم حق مسلمانی آں نمود کہ احوال و صفات قدسیہ نگارش نماید وایں بے خبراں را از حقیقت حال آگاہ گرداند مقدمہ (مدارج النبوت فارسی)	اور ادائے حق میں قاصر رہے ہیں چنانچہ صراط مستقیم سے بھٹک کر دین کے راستے سے ہٹ گئے ہیں اس صورتحال کے پیش نظر میں نے اپنے حق مسلمانی کی ادائیگی کے لیے یہ ضروری سمجھا کہ میں حضور اکرم ﷺ کی صفات واحوال قدسیہ کو تحریر کروں اور ان بے خبروں کو حقیقت حال سے باخبر بناؤں۔

آپ اس سے اندازہ کر لیجے کہ اس وقت خواص کا کیا عالم تھا اور مقام رسالت ﷺ سے بے اعتنائی کی رو کس قدر تند و تیز تھی۔

یوں تو عہد اکبری میں مختلف موضوعات پر متعدد کتابیں لکھی گئیں لیکن سیرت نبوی (ﷺ) پر سوائے مدارج النبوت دو جلد کے اور کوئی کتاب کسی صاحب قلم نے پیش نہیں کی' میں بہت ہی اختصار کے ساتھ عہد مغلیہ میں لکھی جانے والی کتابوں کا ایک سرسری سا جائزہ پیش کر رہا ہوں تاکہ آپ کو اندازہ ہو جائے کہ اکبر' جہانگیر' شاہ جہاں اور اورنگزیب کے عہد میں کس موضوع پر قلم اٹھایا گیا اور کس کو نظر انداز کیا گیا۔

دور (اکبری)

نام مصنف	کتاب	موضوع
۱-ابوالفضل	اکبرنامہ	تاریخ ملکی
ابوالفضل	آئین اکبری	آئین سلطنت
۲-عبدالقادر بدایونی	منتخب التواریخ	تاریخ ملکی وامراء سلطنت
۳-علامہ فیضی	سواطع الالہام	تفسیر قرآن
۴-حضرت شیخ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ	مدارج النبوت (چودھا سو صفحات 2 جلدیں)	سیرت النبی ﷺ
حضرت شیخ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ	لمعات (شرح مشکوٰۃ)	حدیث شریف
حضرت شیخ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ	اشعۃ اللمعات	حدیث شریف
حضرت شیخ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ	جذب القلوب فی دیار المحبوب	تاریخ مدینۃ النبی ﷺ
حضرت شیخ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ	شرح فتوح الغیب	تصوف
حضرت شیخ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ	اخبار الاخیار	تذکرہ صوفیا
حضرت شیخ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ	زاد المتقین	تذکرہ شیوخ واساتذہ
	ترجمہ غنیۃ الطالبین (فارسی میں)	تصوف

	زبدۃ الآثار	سوانح حیات حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ
	تاریخ حقی یا ذکر ملوک	تاریخ سلاطین
	مجموعہ مکاتیب و رسائل	مکتوبات
۵-حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ	رسالہ معارف لدنیہ	تصوف
	رسالہ مبداء و معاد	تصوف
	رسالہ دراثبات نبوت	نبوت
	رسالہ تہلیلیہ	تصوف
	مکتوبات متن دفتر	تصوف
۶-ملا عبدالحکیم سیالکوٹی	شروح و حواشی پر کتب مختلفہ و حاشیہ خیالی	معقولات
۷-ملا محمود جونپوری	شمس بازغہ	فلسفہ (حکمت)
	کتاب الفرائد	علم معانی
۸-شیخ محمد طاہر عظیم آبادی	مجمع البحار	مجموعہ حدیث شریف

عہد جہانگیری

۹-نور الدین جہانگیر بادشاہ غازی	توزک جہانگیری	خودنوشت سوانح حیات

عہد شاہ جہانی

۱۰-محمد صالح کنبوہ	عمل صالح	تاریخ (سیاست ملکی)
۱۱-عبدالحمید لاہوری	بادشاہ نامہ	تاریخ (سیاست ملکی)
۱۲-خافی خان	منتخب اللباب	تاریخ ملکی
۱۳-دارالشکوہ	سفینۃ الاولیاء	تصوف
	سکینۃ الاولیاء	تذکرہ صوفیہ
	مجمع البحرین حسنات العارفین	تصوف
۱۴-محسن خان فانی	دبستان مذاہب	مذاہب عالم
۱۵-شیخ محب اللہ الہ آبادیؒ	سر الخواص	تصوف
	شرح فصوص الحکم	تصوف

	سعادت الخواص	تصوف
	رسالہ وجود مطلق	تصوف

عہد عالمگیری

۱۶- اورنگزیب عالمگیر	رقعات عالمگیری	مجموعہ رقعات وخطوط
۱۷- چند مصنفین	فتاوی عالمگیری	فقہ
۱۸- محمد ساقی	ماثر عالمگیری	تاریخ
۱۹- عاقل خاں رازی	آداب عالمگیری	تاریخ
۲۰- میر محمد زاہد	کتب درس نظامیہ برحواشی	کتب درست نظامیہ برحواشی
۲۱- شیخ احمد المعروف بہ ملاجیون	تفسیر احمدی	تفسیر
	نورالانوار	اصول فقہ

آپ نے غور فرمایا اکبری' جہانگیری' شاہجہانی اور عالمگیری دور کے مشاہیر مصنفین اور ان کی تصانیف کا ایک مختصر سا جائزہ میں نے آپ کے سامنے پیش کر دیا۔ غور کیجئے کہ ان علم پرور سلاطین کے دور میں خصوصاً شاہجہاں کے زمانے میں بھی سیرت النبی ﷺ پر قلم اٹھانے والے حضرت عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ میں جو نتیجہ تھا۔ ان کی اس شیفتگی کا جوان کو ذات رسالت مآب ﷺ سے تھی۔ اس کے بعد عالمگیر کا دورہ آیا جس کی دین پروری اور زہد و اتقاء کی لوگ آج بھی قسم کھاتے ہیں لیکن ان محی السنۃ سلطان غازی نے بھی صاحب سنت وشریعت کی سوانح مبارکہ کی طرف کوئی توجہ نہیں کی ورنہ ان کے عہد کے علماء اس طرف ضرور توجہ کرتے۔ اس کو فقہ کی ترویج کا دورہ کہنا چاہئے۔ فتاوی عالمگیری اس کا ایک کھلا ثبوت ہے۔ درس نظامی کی ترویج نے کتب درسیہ پر تعلیقات لکھنے پر علماء کو متوجہ کیا اور اورنگزیب کے بعد اس کے نامور فرزندوں کے ہاتھوں اس برصغیر پر جو کچھ گزری وہ ظاہر ہے آخری دور میں ولی اللہی خاندان نے احیاء دین وتجدید شریعت کے لیے بڑا کام کیا۔ حضرت شاہ عبدالقادر اور رفیع الدین صاحبان نے قرآن کریم کے اردو ترجمے پیش کر کے اس کام کی تکمیل کر دی جوان کے پدر گرامی نے شروع کیا تھا۔ شاہ عبدالعزیز صاحب نے تفسیر پر قلم اٹھایا چنانچہ تفسیر عزیزی جو چند پاروں کی تفسیر ہے۔ آپ کی یادگار ہے لیکن سیرت نگاری پر آپ نے بھی غور نہیں کیا۔

شاہ ولی اللہ صاحب کثیر التصانیف بزرگ تھے انہوں نے اسلامیات کے اکثر موضوعات پر قلم اٹھایا لیکن خود انہوں نے اور نہ ان کے دور میں کسی اور بزرگ نے سیرت النبی پر قلم اٹھایا۔ ان کے کافی عرصہ بعد ہم کو سرسید احمد خاں کا نام اس موضوع پر قلم اٹھانے والوں میں سرفہرست نظر آتا ہے لیکن ان کی (سیرت احمدیہ) خطبات احمدیہ صرف ایسے چند جوابات پر مشتمل ہے جو ای دریدہ دہن مغربی مصنف سرولیم میور نے حضور پر نور احمد مجتبیٰ ﷺ کی ذات گرامی پر کئے تھے ورنہ اٹھارویں صدی عیسوی تک فارسی اور اردو کا دامن اس اہم موضوع سے خالی ہے۔

انیسویں صدی میں یہ شرف علامہ قاضی سلیمان منصور پوری' علامہ شبلی نعمانی اور ان کے گراں پایہ شاگرد حضرت مولانا سلیمان ندوی کو بحیثیت تکمیل کنندہ سیرت میسر آیا کہ انہوں نے چھ جلدوں میں سیرت النبی ﷺ کو بڑی شرح و بسط کے ساتھ پیش کیا۔ میں یہاں تاریخ اسلام کا ذکر نہیں کر رہا ہوں ورنہ مولانا عبدالحلیم شرر کے نام نامی کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا اور اسی طرح علامہ شبلی مرحوم سے قبل علامہ عنایت رسول رحمۃ اللہ علیہ چڑیا کوٹی کا بھی ذکر ضروری تھا کہ انہوں نے اپنی تمام زندگی کا علمی و ادبی سرمایہ ''بشریٰ'' کی شکل میں پیش کیا۔ افسوس! کہ اب یہ کتاب نایاب ہے۔ بشریٰ میں فاضل مصنف نے ان کتب سماوی کی بشارتوں کو بڑی کاوش سے اصل زبان (عبرانی) میں جمع کیا ہے جو سرکار رسالت مآب ﷺ کے سلسلہ میں ان کتب سماویہ میں وارد ہوئی ہیں' اس اہم کام کے لیے ان کو عبرانی زبان سیکھنے کے لیے زندگی کا ایک بڑا حصہ صرف کرنا پڑا۔ اسی لیے کتاب کی لوح پر انہوں نے اپنے حسب حال یہ شعر لکھا ہے۔

حاصل عمر نثار رہ یارے کردم شادم از زندگی خویش کہ کارے کردم

بہرحال میں یہ عرض کر رہا تھا کہ مولانا قاضی سلیمان اور مولانا شبلی' مرحوم شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی کے بعد پہلے صاحب قلم ہیں جنہوں نے سیرت نگاری کو اپنا موضوع بنایا۔ اسی زمانے کی ایک اور سیرت قابل ذکر ہے یعنی تاریخ ''حبیب الہٰ'' جو قاضی صاحب اور علامہ شبلی کی تصانیف کی طرح مبسوط و ضخیم تو نہیں لیکن اختصار کے باوجود بڑی جامعیت رکھتی ہے۔ اٹھارویں صدی کے اواخر میں اردو زبان اس قابل بن گئی تھی کہ اس سے علمی و ادبی اور تاریخی کام لیا جا سکے اور انیسویں صدی میں تو اردو زبان اس قدر صاف و شستہ ہو گئی تھی کہ اس کے ذریعہ ہر قسم کے موضوعات کو پیش کیا گیا۔ سرسید اور ان کے رفقاء کی اردو خدمات کو بھلایا نہیں جا سکتا لیکن ان حضرات رحمۃ اللہ علیہم (آزاد' ذکاء اللہ' نذیر احمد' حالی اور شبلی) میں صرف شبلی نے اس طرف توجہ کی۔ نذیر احمد نے اپنا سارا قلم اصلاحی ناولوں پر صرف کر دیا۔ ذکاء اللہ تاریخ ہندوستان کے تکملہ میں مصروف رہے۔ آزاد سے بھی سیرت نگاری کا اہتمام و سرانجام نہ ہو سکا رہے حالی تو سرسید کی سوانح حیات جاوید لکھی اور خوب لکھی۔ یادگار غالب لکھ کر حق شاگردی ادا کیا جیسا کہ میں اوپر عرض کر چکا ہوں کہ سرسید نے سر ولیم میر کی حیات رسول اکرم ﷺ کے جواب میں ''سیرت احمدیہ'' لکھی لیکن عوام میں قبول حاصل نہیں ہوا۔ مختصر یہ کہ سرسید اور انکے رفقاء کی ادبی خدمات تسلیم' لیکن دینی خدمات کے یہ حضرات مرد میدان نہیں تھے' مولانا عبدالحلیم شرر بھی اس دور کے ایک مشہور صاحب قلم ہیں۔ کاش انہوں نے جس قدر زور قلم رسالہ ''دلگداز'' کی بقا کے لیے تاریخی ناولوں پر صرف کیا' وہ سیرت نگاری پر صرف کرتے۔ ان کے اسلامی تاریخی ناولوں سے پتا چلتا ہے کہ ان کی نگاہ بڑی دور رس تھی۔ ان کے مشہور ناول ''ایام عرب'' ''حسن بن صباح'' اور ''فردوس بریں'' سے پتہ چلتا ہے کہ اسلامی تاریخ پر ان کی نظر بہت گہری تھی' کاش وہ تاریخ اسلام' جس کا پہلا حصہ سیرت النبی ﷺ پر مشتمل اور محیط ہے' کے بجائے ایک مستقل ضخیم کتاب سیرت النبی ﷺ پر تحریر فرماتے' مولانا شرر نے تاریخ اسلام میں عربی مؤرخین اسلام کی پیروی کر کے اردو میں تاریخ اسلام کے ایک خاص اسلوب اور نہج کی بنیاد رکھ دی۔ عربی زبان میں جس قدر کتابیں تاریخ اسلام پر لکھی گئی ہیں مثلاً تاریخ امام محمد بن جریر طبری (متوفی 310 ہجری تاریخ مسعودی متوفی 346 ہجری' علامہ ابن مسکویہ کی تاریخ ''متجارب الامم'' تاریخ ابن اثیر (تاریخ کامل) شیخ عزالدین علی بن محمد جزری (المتوفی 630 ہجری) تاریخ

ابن خلدون' امام ذہبی (متوفی 748 ہجری کی "تاریخ اسلام" ان تاریخوں کے علاوہ بھی اور بہت سی تواریخ اسلام عربی زبان میں اس طرح لکھی گئیں کہ ان کا آغاز یا تو حضرت آدم علیہ السلام سے کیا گیا یا خیر البشر رسول اکرم ﷺ کی ذات گرامی سے کیا گیا۔ ان میں سے اکثر تاریخیں بہت ضخیم ہیں اور متعدد جلدوں مشتمل ہیں۔ ان تاریخوں کی جلد اول سیرۃ النبی ﷺ پر مشتمل ہے۔ اکثر ارباب قلم نے عربی میں زیادہ اور فارسی زبان میں کمتر خصائص نبوت' یعنی اخلاق نبوی' فلسفہ نبوت' معراج شریف' ازواج مطہرات' سراپائے نبوی ﷺ کو اپنی تصنیف کا موضوع بنایا۔ اردو زبان میں تو سیرت النبی ﷺ پر لکھا ہی بہت کم گیا۔ صرف محدث اعظم حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نور اللہ مرقدہ نے مدارج النبوت جلد اول (فارسی) میں اس موضوع کو ایجاز کے ساتھ اپنایا ہے اور عصر حاضر میں بعض حضرات نے سراپائے رسول ﷺ کے بیان میں حضرت محدث دہلوی سے استفادہ کیا بلکہ ان کی فارسی عبارت کو اردو کا جامہ پہنا دیا اور بس اور بزعم خود اس کو اپنی تصنیف قرار دیا ہے۔

سرور کائنات ﷺ کے خصائص نبوت اور سراپائے اقدس پر جتنا وقیع سرمایہ عربی زبان میں ہے وہ اور کسی زبان میں نہیں ہے۔ اس مختصر مقدمہ میں اتنی گنجائش نہیں کہ میں بقید سنین وموضوع ان تمام کی فہرست پیش کروں البتہ یہاں نویں صدی ہجری ایک مشہور کتاب "الخصائص الکبریٰ" کو آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ میری اس مقدمہ نگاری کا مقصد اصلی ہے اور یہ ہے اس امر کا محرک ہوا کہ میں مختصر سیرۃ نگاری کی تاریخ آپ کے سامنے پیش کروں الخصائص الکبریٰ نویں صدی ہجری کے مشہور مفسر ومحدث ومؤرخ حضرت علامہ جلال الدین عبدالرحمٰن سیوطی کا ایک لافانی شاہکار ہے۔ جس میں حضرت علامہ نے صرف معجزات خیر البشر ﷺ کو بڑی تحقیق وتلاش کے بعد مرتب کیا ہے چنانچہ حضرت علامہ فہامہ نے اس کی تالیف میں 20 سال صرف کیے جیسا کہ الخصائص الکبریٰ کے دیباچے میں حضرت مصنف نے خود اس کا اظہار کیا ہے۔ شاید آپ کو حیرت ہو کہ ایک ہزار صفحات کی ضخیم کتاب دو سال میں تصنیف کی گئی تو اس کی صراحت یہ ہے کہ امام جلال الدین عبدالرحمٰن کثیر التصانیف تھے۔ آپ کی تصنیفات وتالیفات کی تعداد 450 کے قریب ہے خود آپ نے اپنی تصنیفات وتالیفات کی فہرست "حسن المحاضرۃ" میں 350 بتائی ہے اور "حسن المحاضرۃ" کی تالیف کے بعد یہ سلسلہ جاری رہا۔ پس صورت حال یہ تھی کہ آپ بیک وقت کئی کئی کتابوں کی تصنیف وتالیف شروع فرما دیتے تھے۔ چنانچہ آپ کی مشہور زمانہ کتاب جس کا موضوع علوم القرآن ہے یعنی "الاتقان" آپ کی ضخیم تفسیر الدر المنثور نیز جامع الجوامع مجموعہ مسانید وصحاح ستہ (جس میں بجائے سنن نسائی کے موطا امام مالک کو شامل کیا گیا ہے) ہزاروں صفحات پر مشتمل ہیں اور مندرجہ بالا تصنیفات میں سے ہر ایک تصنیف کے تکملہ میں برسیں صرف ہوئی ہیں' دوسری وجہ یہ کہ "الخصائص الکبریٰ" میں آپ نے ایک ہزار سے زیادہ خصائص نبی الوریٰ ﷺ کو بیان فرمایا ہے اور ہر ایک اعجاز کی صراحت اور ثبوت کے لیے احادیث نبوی ﷺ کے عظیم الشان ذخیرہ سے تلاش وتجسس کے بعد جس قدر بھی احادیث بطرق مختلف آپ کو دستیاب ہو سکی ہیں ان سب کو بحوالہ راویاں پیش کیا ہے۔ اب آپ اندازہ کیجئے کہ ایک ہزار معجزات خیر الوریٰ ﷺ کے تمام ماخذوں کا حصول کتنا عظیم کارنامہ ہے۔ جب کہ آٹھویں اور نویں صدی ہجری تک تصنیفات وتالیفات شرمندۂ طباعت نہیں ہوئی تھیں بلکہ ان کی اشاعت صرف نقول کے ذریعہ ہوتی تھی اور جو تصنیف جس قدر گراں مایہ اور موضوع کے لحاظ سے بلند پایہ ہوتی تھی اتنی ہی اس کی نقول زیادہ ہوتی تھیں اس صورت میں علامہ

سیوطی کی ان کاوشوں اور کوششوں کا اندازہ کیجئے کہ کتنا وقت کتنا پیسہ اور کس قدر زحمات جسمانی سے ان کو دوچار ہونا پڑا ہوگا تب کہیں صدہا مجموعہ ہائے حدیث سے یہ احادیث مطلوبہ برائے اسنادان کو دستیاب ہوں گی اور کس قدر منازل ان اسناد کے حصول کے لیے ان کو طے کرنا پڑی ہوں گی۔ ان کے دور میں تو یہ کتب خانے لائبریریاں بھی نہیں تھے کہ جب ضرورت ہوئی بغرض استفادہ وہاں پہنچ گئے اور مواد مطلوبہ کو تلاش کرلیا۔ کتابوں کے ذخیرے ضرور ہوتے تھے لیکن وہ شخصی ملکیت ہوتے تھے یا شاہی و سلطانی اثاثہ ایسی صورت میں کتابوں سے استفادہ کسی قدر دشوار کام تھا لہٰذا ''الخصائص الکبریٰ'' کی تصنیف میں بیس سال کی مدت کا صرف ہو جانا کوئی غیر معمولی بات نہیں۔

اسی طرح کی کاوش کی مثال میری نظر سے گزری ہے اور وہ بلند پایہ شخصیت حضرت مولانا عنایت رسول کی کہ انہوں نے کتب سماوی توریت و زبور اور انجیل میں پائی جانے والی ان بشارتوں کو جو سرور کونین ﷺ کے سلسلہ میں ان کتب سماویہ میں وارد ہیں جب جمع کرنے کا ارادہ کیا تو انہوں نے موجودہ تراجم اردو فارسی اور عربی پر اعتماد نہ کیا بلکہ انہوں نے ان کتب سماوی کی اصل زبان (عبرانی) سے ان کو حاصل کرنے کے لیے کلکتہ کے ایک یہودی کے پاس نجی ملازم کی حیثیت سے مدتوں تک اس کی خدمات انجام دے کر عبرانی زبان حاصل کی اور اس پر تبحر پیدا کیا پھر فن کتابت سیکھا اس وقت ان تمام بشارتوں کو متن کے ساتھ ''بشریٰ'' کے نام سے اردو زبان میں پیش کیا اور چونکہ اس کار مقدس اور امر خطیر کی انجام دہی میں اپنی عمر عزیز کا بیشتر حصہ صرف کر دیا تھا اس لیے دیباچہ میں بڑے فخر کے ساتھ یہ مصرعہ رقم کیا ہے۔

''شادم از زندگی خویش کہ کارے کردم''

افسوس کہ آج یہ کتاب نایاب ہے اور ہماری بے توجہی کے باعث اس کی اشاعت عام نہ ہو سکی ممکن ہے کہ بعض کتب خانوں میں اس کے نسخے موجود ہوں' افسوس کہ میری پاس سے بھی یہ نسخہ ضائع ہوگیا۔ بہرحال میں یہ عرض کر رہا تھا کہ حضرت علامہ جلال الدین عبدالرحمن سیوطی نے اس مقدس و محترم موضوع پر زندگی عزیز کے بیس سال صرف کر دیئے۔ تب یہ کارنامہ انجام پذیر ہوا۔

الخصائص الکبریٰ کا ادبی اور تحقیقی مقام

مجھ کے ہیچمدان کے قلم میں یہ تاب و طاقت نہیں کہ میں ''الخصائص الکبریٰ'' پر ناقدانہ نظر ڈالوں یا اس پر تنقیدی نقطہ نظر سے کچھ لکھوں صرف اتنا عرض کروں گا کہ علامہ نے آیات و معجزات کے سلسلہ میں جن ماخذوں (احادیث) کو پیش کیا ہے اس میں اصول حدیث کو اکثر نظرانداز کر دیا ہے۔ ایک معجزہ کے سلسلہ میں جس قدر احادیث جتنے طریقہ سے ان کو مل سکی ہیں۔ انہوں نے بغیر تبصرہ سب کو پیش کر دیا ہے۔ اس طرح بہت سی ضعیف احادیث بھی پیش کر دی ہیں۔ ایک اور امر کا لحاظ بھی علامہ نے نہیں رکھا ہے وہ یہ کہ ان کے یہاں واقعات کی ترتیب میں تسلسل نہیں۔ آپ ترجمہ میں اکثر مقامات پر اس کا مشاہدہ کریں گے اور میں نے حاشیہ میں بعض مقامات پر اس کی صراحت بھی کر دی ہے خدانخواستہ اس سے میری مراد فاضل مصنف کی تنقیص نہیں ہے بلکہ ایک حقیقت کی طرف توجہ مبذول کرانا ہے۔ اب رہا اس کا ادبی اور تحقیقی مقام! بلاشبہ یہ علامہ موصوف کا ایک عظیم کارنامہ ہے اور اس سے اس محبت و شیفتگی

کا اظہار ہوتا ہے جو ذات سرورِ کونین ﷺ کے ساتھ آپ کو تھی اور شاید اس کی وجہ تالیف بھی وہی جذبہ ہو جس نے حضرت علامہ عبدالحق محدث دہلوی کو "مدارج النبوت" کی تصنیف پر ابھارا تھا۔ جس طرح حضرت عبدالحق محدث دہلوی کے دور میں مقام رسالت کے ترفع اور علوشان سے لوگوں میں بے خبری رائج ہوتی جا رہی تھی اس طرح علامہ سیوطی کا عہد دنیا پرستی کا زریں دور بن کر رہ گیا تھا۔ سلاطین مصر جو خلفائے مصر کہلاتے تھے۔ امراء کے ہاتھوں میں کھلونوں سے زیادہ نہ تھے۔ اگر ان کو شاہ شطرنج کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ اس وقت علامہ سیوطی نے رسول اکرم ﷺ کی ارفع و اعلیٰ ذات سے بے خبر رہنے والوں کو بتایا ہے کہ "مقام مصطفیٰ" کیا ہے یہاں ایک بات ضرور عرض کر دوں کہ معجزات نبی الوریٰ ﷺ پر قلم اٹھانے والوں میں علامہ سیوطی منفرد نہیں آپ کے معاصرین اور پیشرو حضرات نے بھی اس موضوع پر لکھا ہے چنانچہ اس سلسلہ میں علامہ سراج الدین عمر بن علی بن الملقن المتوفی 804 ہجری اور جلال الدین بن عبدالرحمن بن عمر البلقینی المتوفی 824 ہجری قطب خیضری یوسف بن موسیٰ الجذامی اور مشہور زمانہ محدث علامہ ابن حجر عسقلانی نے بھی خصائص نبوت میں کتب تالیف کی ہیں لیکن جامعیت کا شرف صرف "الخصائص الکبریٰ" کو حاصل ہے۔

الخصائص الکبریٰ کی ادبی حیثیت کے بارے میں کیا لکھوں کہ میں یہ دیباچہ الخصائص الکبریٰ کے اردو ترجمہ "خصائص کبریٰ" کے ساتھ پیش کر رہا ہوں اردو ترجمہ کے ساتھ عربی زبان کی خصوصیات پر کچھ لکھنا انمل بے جوڑ سی بات ہے۔ اگر یہ کتاب عربی متن کے ساتھ پیش کی جاتی تو ضرور طرز انشاء پر بھی لکھا جاتا اور کسی ترجمہ کے ساتھ اس کا متن پیش کرنا ایک سعی بے حاصل ہے اس لیے کہ جو متن سے استفادہ کر سکتے ہیں وہ ترجمہ پر نظر کیا ڈالیں گے بلکہ ترجمہ پڑھنا تضیع اوقات سمجھیں گے اور جن کو ترجمہ درکار ہے وہ متن کے سمجھنے سے قاصر ہیں۔ ان کے لیے متن کا کیا فائدہ اور ان کو متن سے کیا سروکار! ہاں یہ ضرور ہے کہ ترجمہ کے ساتھ فاضل مصنف کی سوانح حیات اور اس موضوع کے سلسلہ میں کچھ صراحت ایک پسندیدہ کام ہے چنانچہ موضوع کے سلسلہ میں کچھ صراحت کرنے اور کتاب کے بارے میں کچھ عرض کر دینے کے بعد میں آپ کو مختصراً[1] علامہ سیوطی کے حالات اور ان کی ادبی سرگرمیوں سے آگاہ کرنا ایک ادبی فرض سمجھتا ہوں۔

---

[1] علامہ سیوطی کی تاریخ الخلفاء کا ترجمہ اس ناچیز کے قلم سے ملاحظہ فرمایئے۔

علامہ حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

مصنف الخصائص الکبریٰ وتاریخ الخلفاء والاتقان تفسیر جلالین وغیرہ

نام نام عبدالرحمٰن لیکن اپنے لقب جلال الدین سے دنیائے علم وادب میں مشہور ہیں۔

آپ کا نسب نامہ یہ ہے۔ عبدالرحمٰن جلال الدین بن ابوبکر محمد کمال الدین محمد سابق الدین۔

دریائے نیل کے مغربی کنارے پر عہد قدیم میں ایک قصبہ سیوط کے نام سے مشہور تھا۔ علامہ عبدالرحمٰن جلال الدین یکم رجب 849ھ میں پیدا ہوئے۔ مصر میں اس وقت سلاطین عباسیہ مصر کا اقتدار تھا اور علامہ کے والد مرحوم سلطان المستنجد کے دامن سے وابستہ تھے۔ اس کی اتالیقی کے فرائض چونکہ انجام دے چکے تھے اس بنا پر وہ آپ کی بہت قدر کرتا تھا۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بذکر امیر المسلمین قائم بامر اللہ بیان کیا ہے کہ میرے والد خلیفہ المستکفی کے انتقال کے بعد زیادہ عرصہ زندہ نہیں رہے۔ صرف چالیس دن کے بعد بعہد القائم بامر اللہ انہوں نے انتقال فرمایا۔ گویا محرم 855ھ میں جبکہ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی عمر صرف 6 سال تھی۔ علامہ سیوطی نے المتوکل علی اللہ ابوالعز کے عہد تک کے حالات تاریخ الخلفاء میں لکھے ہیں اور خود لکھا ہے کہ ''یہ آخری حال ہے جو میں اس تاریخ میں تحریر کر رہا ہوں۔'' المتوکل علی اللہ کے بعد اس کا فرزند یعقوب تخت نشین ہوا جس کو المتوکل نے اپنی زندگی ہی میں المستمسک باللہ کا خطاب دے کر ولی عہد بنا دیا تھا۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس امیر المسلمین کے عہد میں 911ھ میں وفات پائی۔ المستمسک باللہ کا انتقال 920ھ میں ہوا۔ اس کے تین سال بعد متوکل علی اللہ ثالث متوفی 923ھ پر حکومت عباسیہ کا خاتمہ ہوگیا۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ صغیر سن ہی تھے کہ آپ کے والد کا انتقال ہوگیا۔ لہٰذا تحصیل علم کیلئے شیخ کمال الدین ابن الہمام حنفی سے اکتساب کیا اور آٹھ سال کی عمر ہی میں حفظ قرآن کی سعادت سے بہرہ اندوز ہوئے۔ شیخ شمس سیرامی اور شیخ شمس فرومانی حنفی کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا۔ بہت سی کتابیں پڑھیں۔ شیخ کے اساتذہ میں شیخ شہاب الدین السارمساحی' شیخ الاسلام علم الدین بلقینی' علامہ شرف الدین الغاوی اور علامہ محی الدین کافیجی کے نام سرفہرست ہیں۔ آخر الذکر علامہ کافیجی کی خدمت میں چودہ سال تک مسلسل حاضر رہے۔

تحصیل وتکمیل کے بعد 871ھ (22 سال کی عمر میں) انشاء کا کام شروع کیا اور 872ھ سے املا حدیث کا بھی شرف آپ کو حاصل ہوا۔ علامہ ''حسن المحاضرہ'' میں خود فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے مجھے سات علوم یعنی تفسیر وحدیث' فقہ' نحو' معانی بیان اور بدیع

میں تبحر عطا فرمایا ہے۔ آپ نے خود اپنی اس دعا کے بارے میں لکھا ہے کہ "میں حج کے موقع پر آب زمزم پیا اور یہ نیت کی کہ فقہ میں مجھے شیخ سراج الدین بلقینی کا اور حدیث میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا رتبہ مل جائے۔

قوت حافظہ

آپ کی قوت حافظہ نہایت قوی تھی۔ چنانچہ آپ نے فرمایا ہے کہ مجھے دو لاکھ احادیث یاد ہیں اور اگر مجھے اس سے زیادہ احادیث ملتیں تو ان کو بھی یاد کر لیتا۔ جب آپ کی عمر چالیس سال کی ہوئی تو آپ نے درس و تدریس' افتا' قضا وغیرہ کی مصروفیات ترک کر دیں۔ تجرد اور گوشہ نشینی کو اختیار کر لیا۔ تصنیف و تالیف' ریاضت و عبادات اور رشد و ہدایت میں باقی زندگی گزار دی۔ آپ کی دینی خدمت جس میں آپ کے شب و روز گزرتے تھے بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں قبولیت سے مشرف ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم رویاء میں آپ کو یا شیخ السنہ یا شیخ الحدیث کہہ کر مخاطب فرمایا۔ شیخ شاذلی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ آپ سے جب دریافت کیا گیا کہ "آپ سرور ذیشان صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار بہجت آثار سے کتنی بار مشرف ہوئے" تو آپ نے فرمایا ستر مرتبہ سے زیادہ۔

آپ نے 63 سال کی عمر پائی اور 911ھ میں ایک معمولی مرض یعنی ہاتھ کے ورم نے اس قدر شدت اختیار کر لی کہ اسی مرض میں آپ کا انتقال ہوا اور "طبقات الخلفاء" یا "تاریخ خلفاء" میں حق تعالیٰ سے آپ نے جو دعا کی تھی وہ پوری ہوگئی اور سیوط ہی میں دفن کیے گئے۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ درباری الجھنوں اور ریشہ دوانیوں سے ہمیشہ الگ تھلگ رہے' چونکہ آپ کی پرورش سلطان وقت کے زیر عاطفت ہوئی اس لیے آپ ذریعہ معاش کی فکروں سے آزاد رہے۔ میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ آپ نے متاہل زندگی گزاری یا نہیں۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا علمی مرتبہ:

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ایک جامع علوم شخصیت تھے' آپ مفسر بھی تھے اور محدث بھی' ایک بالغ نگاہ فقیہ بھی تھے اور ایک متجر عالم علوم قرآن اور طبقات نگار و مؤرخ۔

آپ کثیر التصانیف بزرگ تھے جس کی صراحت آئندہ کی جائے گی۔ آپ کے والد ماجد ابوبکر کمال الدین رحمۃ اللہ علیہ عباسیان مصر میں امیر المسلمین المستکفی باللہ کے دربار سے وابستہ تھے۔ اور وہ ان کا بڑا قدردان تھا۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ الخلفاء میں بیان کیا ہے کہ القائم بامر اللہ کے عہد میں جب ان کا انتقال ہوا تو امیر المسلمین قبرستان تک ان کے جنازے کے ساتھ ساتھ گئے اور کئی بار جنازے کو کندھا دیا۔ اس درباری تعلق کی بنا پر آپ کو بھی دربار سے وابستہ ہونا چاہئے تھا لیکن حصول علم کے شوق نے آپ کو اتنا وقت ہی نہیں ملنے دیا اور اطمینان کے ایسے ماہ و سال میسر نہیں آئے کہ آپ کسی دربار سے تعلق پیدا کرتے۔ عمر کا بیشتر حصہ تحصیل علم میں صرف کر دیا' کئی کئی سال تک ایک ایک استاد کی خدمت میں بغرض استفادہ حاضر رہے' ان کے اساتذہ و شیوخ کی فہرست بہت طویل ہے۔ حسن المحاضرہ میں صرف ایسے اساتذہ اور شیوخ کا ذکر کیا ہے جن کے ساتھ برسوں رہنے کا اتفاق ہوا ہے۔ جس طرح ان کے اساتذہ کرام مشہور زمانہ بزرگ تھے' اسی طرح علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں نے بھی بڑی شہرت پائی۔ ملا علی قاری ان میں سرفہرست ہیں۔

تصنیف وتالیف:

حسن المحاضرہ میں علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میری عمر آٹھ سال کی تھی' تب میں نے قرآن شریف حفظ کیا۔ اس کے بعد میں نے کتاب العمدہ' منہاج الفقہ اور الفیہ ابن مالک کو حفظ کیا۔ میری علمی مشغولیت کا آغاز 864ھ (پندرہ سال کی عمر) سے ہوا۔ فقہ اور نحو کی کتابیں ایک جماعت شیوخ سے پڑھیں۔ علم فرائض شیخ شہاب الدین السارمی سے پڑھا۔ 866ء کے آغاز میں مجھے عربی کی تدریس کی اجازت ملی اور اس سال میں نے تالیف وتصنیف کا آغاز کیا۔ سب سے اول میں نے شرح استعاذہ و بسم اللہ تالیف کی۔ یہ میری پہلی ادبی و مذہبی تالیف ہے' اس کی اطلاع میں نے اپنے استاد شیخ عالم الدین بلقینی کو دی اور انہوں نے اس پر تقریظ لکھی۔ شیخ بلقینی کی صحبت میں رہ کر میں نے مزید علم فقہ حاصل کیا اور جب تک وہ حیات رہے' میں ان کی صحبت میں رہا۔ شیخ کی وفات کے بعد میں ان کے فرزند کی صحبت میں رہا اور علامہ بلقینی کی کتاب تدریب میں نے ان ہی سے پڑھی۔ 876ھ میں مجھ کو فتویٰ نویسی کی اجازت مل گئی۔ حدیث شریف اور عربی ادب کی شیخ امام تقی الدین الشبلی حنفی کی خدمت میں رہ کر چار سال تک مواظبت کی۔ اس عرصہ میں نے شرح الفیہ اور جمع الجوامع مرتب کی اور علامہ تقی الدین الشبلی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر تقریظ لکھی۔ شیخ جب تک بقید حیات رہے میں ان سے استفادہ کرتا رہا۔ شیخ کی وفات کے بعد میں استاد محی الدین الکافیجی کی خدمت میں 14 سال تک رہا اور ان سے تفسیر' عربی ادب وغیرہ کی تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد میں شیخ عفیف الدین حنفی کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہاں تفسیر کشاف کے بعد سے درس دیے۔ توضیح تلویح' تلخیص المفتاح اور عضد (مواقف) پر حاشیے لکھے۔ 866ھ میں تصنیف و تالیف کی طرف ہمہ تن متوجہ ہو گیا تھا۔ اس وقت (تکملہ حسن المحاضرہ کی تالیف) تک میری تالیفات تین سو ہیں اور یہ تین سو کتابیں' ان کتابوں کے علاوہ ہیں جن کو میں نے تالیف کے بعد قلمزد کر دیا۔ 872ھ سے املاء حدیث کا کام شروع کیا' اللہ تعالیٰ نے ان سات علوم میں مجھ کو تبحر عطا فرمایا۔ (1) تفسیر (2) حدیث (3) فقہ (4) نحو (5) معانی (6) بیان (7) بدیع۔

تحدیث نعمت یا اساتذہ کی تحقیر:

ان علوم میں مجھ کو عرب اور بلغائے عرب کے طریقے پر تبحر حاصل ہوا ہے عجم اور اہل فلسفہ کے طریقہ پر نہیں' میں یہ اعتقاد رکھتا ہوں کہ سوائے فقہ کے مجھ کو ان علوم میں جس طرح رسائی حاصل ہوئی ہے میرے شیوخ میں کسی کو یہ رسائی حاصل نہیں ہوئی اور ان میں سے کوئی بھی میری طرح مطلع نہیں ہوا' دوسرے لوگوں کا تو ذکر ہی کیا۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف:

جیسا کہ میں شروع میں عرض کر چکا ہوں کہ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت بہت سے علوم وفنون کی جامع تھی۔ بہت سے علوم عقلی و نقلی پر ان کو کامل دستگاہ حاصل تھی۔ صرف منطق اور ریاضی سے گھبراتے تھے۔ مذہبیات کے اکثر اہم موضوعات پر انہوں نے قلم اٹھایا ہے اور حق یہ ہے کہ جو یادگار اپنے چھوڑ گئے ہیں وہ بہت ہی بلند پایہ اور گرانمایہ ہے۔ سب سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان کی

ایک بےمثال تصنیف کا ذکر کیا جائے اور وہ ہے الاتقان فی علوم القرآن: ہر چند کہ یہ کتاب ان کی مشہور ومبسوط اور ضخیم تفسیر مجمع البحرین، مطلع البدرین کا مقدمہ ہے جس کا سال تصنیف 872ھ ہے۔ لیکن اللہ اللہ اس شان کا مقدمہ کہ بجائے خود علوم قرآن پر ایک جامع اور مبسوط تصنیف کی حیثیت سے مشہور ہے اور قبولیت کا شرف حاصل ہے۔ علامہ نے اس میں وہ داد تحقیق دی ہے کہ حق ادا کر دیا ہے۔ علامہ نے اس مقدمہ کو ازسرِنو مرتب کر کے ایک مستقل تصنیف کی صورت میں 878ھ میں پایہ تکمیل کو پہنچایا۔ تمام مفسرین و محدثین نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ علوم قرآن پر سب سے زیادہ جامع کتاب ''الاتقان'' ہے۔ لیکن علامہ زرکشی کی اس موضوع پر ''کتاب البرہان'' کا جو مقام ہے وہ اس سے چھینا نہیں جاسکتا جبکہ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے خود اس کا اقرار کیا ہے کہ انہوں نے ''الاتقان'' کی تصنیف میں ''البرہان'' سے استفادہ کیا ہے۔

تفسیر:

الاتقان یا انواع علوم القرآن کے بعد علامہ کی تفاسیر کا تذکرہ ضروری ہے جیسا کہ میں ابھی عرض کر چکا کہ یہ علامہ کی تفسیر مجمع البحرین و مطلع البدرین کا مقدمہ تھا۔ لیکن پہلے علامہ نے اس کو ''التحبیر فی علوم التفسیر'' کے نام سے موسوم کیا تھا لیکن علامہ زرکشی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف البرہان جب نظر سے گزری تو انہوں نے اس پر نظرِ ثانی کی اور بہت سے تغیر و تبدل کے بعد الاتقان کے نام سے موسوم کیا۔ بہرحال تفسیر قرآن پر ان کی تصانیف کی تعداد بتیس بتائی جاتی ہے لیکن ان کی مشہور تصانیف صرف یہ ہیں۔ الدر المنثور فی تفسیر ماثور ترجمان القرآن (پانچ جلدوں میں) الاکلیل فی استنباط التنزیل لباب المنقول فی اسباب النزول، الناسخ والمنسوخ، مفحمات القرآن فی مبہمات القرآن، اسرار التنزیل (سورہ براۃ تک) علامہ جلال الدین محلی کی ناتمام تفسیر تکملہ یعنی تفسیر جلالین (نصف اول)

حدیث شریف!

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کو نویں اور دسویں صدی ہجری کے مشہور محدثین میں شمار کیا جاتا ہے۔ حدیث شریف کے موضوع پر ان کی مبسوط و ضخیم تالیف جامع الجوامع ہے صحاح ستہ اور دس مسانید پر مشتمل ہے۔ خبر متواتر پر ان کی تالیف الازہار المتناثرہ فی الخبار المتواترہ ہے۔ صحیح بخاری پر ان کی تعلیق ''التوشیح علی الجامع الصحیح'' ہے۔ صحاح ستہ میں سے بعض کتب کی شرح بھی لکھی ہے۔ موطا امام مالک رضی اللہ عنہ کی شرح کشف الغطا کے نام سے لکھی۔ طبقات پر ان کی مشہور کتاب ذیل تذکرہ ''الحفاظ'' ہے۔

طبقات المفسرین:

یہ طبقات المفسرین کے نام سے مشہور ہے۔ مفسرین پر ان کی ایک اور کتاب ''فوائد الابکار'' ہے یہ قدمائے مفسرین کے حالات پر مشتمل ہے۔

طبقات الخلفاء:

تاریخ الخلفاء اس موضوع پر علامہ کی بہت ہی مشہور کتاب ہے' اس کے علاوہ طبقات پر آپ نے بہت سی کتابیں یادگار چھوڑی ہیں جن کی صراحت علامہ نے "تاریخ الخلفاء" کے مقدمہ میں خود کر دی ہے۔

سیرۃ النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) الخصائص الکبریٰ:

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ کی یہی ایک کتاب ہے اور اس میں آپ نے صرف معجزات خیر الوریٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو کمال تفحص و تحقیق کے ساتھ بقید سنین پیش کیا ہے۔ اسناد کی تلاش میں سخت کاوش و کاہش کی ہے۔ یہ اوراق اس بلند پایہ کتاب کے ترجمہ کے تعارف یا دیباچہ کے طور پر آپ کے سامنے پیش کیے جا رہے ہیں جیسا کہ میں آغاز کلام میں عرض کر چکا ہوں۔ اس موضوع پر لکھنے والے صرف علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ہی نہیں بلکہ آپ کے پیشرو حضرات اور بعض معاصرین نے بھی قلم اٹھایا ہے۔ لیکن علامہ کی اس کتاب کو خاص شہرت حاصل ہوئی جسکا باعث سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم سے شیفتگی اور والہانہ محبت ہے۔ یہ کتاب کافی ضخیم ہے۔ اس کا اردو ترجمہ آپ کے سامنے دو جلدوں میں پیش کیا جا رہا ہے۔ الخصائص الکبریٰ میں بھی علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا اسلوب بیان قریب قریب وہی ہے جو "تاریخ الخلفاء" کا ہے' یعنی الفاظ قلیل و معانی کثیر' وہ جس واقعہ کو بیان کرتے ہیں اس کی سند آثار و اخبار سے پیش کرتے ہیں تا کہ قاری کا ذہن تشکیک سے محفوظ رہے۔ خصائص الکبریٰ میں علامہ مبرور رحمۃ اللہ علیہ کی ایک اور تلاش و تفحص قابل ذکر اور قابل ستائش ہے کہ انہوں نے صدہا کتب کی ورق گردانی کے بعد اس نعتیہ کلام کا انتخاب کیا ہے جو آپ کے ظہور مسعود کی بشارتوں کے سلسلہ میں مشاہیر عرب کی زبان سے ادا ہوئے ہیں اور اس نعتیہ کلام کا بیشتر حصہ شعرائے قبل اسلام کا ہے۔ ان نعت گو حضرات میں خاندان بنی ہاشم کے افراد ہی شامل نہیں ہیں بلکہ غیر ہاشمی افراد' احبار و قسیسین بھی شامل ہیں۔ الخصائص الکبریٰ کی ایک یہ بھی اہم خصوصیت ہے۔ سید خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص اور معجزہ کے سلسلہ میں جو اسناد' احادیث آپ نے پیش کی ہیں وہ علامہ کی دقت نظر اور ان کے تفحص اور ذہنی کاوش کی ایک روشن دلیل ہے اور ان کا یہ کارنامہ ہمیشہ تاباں اور باقی رہنے والا ہے جہاں ہر ہر قدم پر احترام و عقیدت حضور رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنا سر جھکاتے ہیں اور محبت اسے اپنی آنکھوں سے لگاتی ہے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ (الجمعہ 1/2)

ترجمہ خصائص الکبریٰ:

اس سے قبل آپ کے مطالعہ سے غنیۃ الطالبین اور تاریخ الخلفاء کے تراجم گزرے ہوں گے جو اس ہیچمدان کی فکر و کاوش کا نتیجہ ہے لیکن میں یہاں بڑی صفائی سے یہ بات بتانا چاہتا ہوں کہ اس ترجمہ میں آپ کو میرا اسلوب اس آن بان سے نظر نہیں آئے گا جس کو آپ کی پسند اور قبول خاطر کی سند حاصل ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ جناب ناشر کی جانب سے حکیم غلام معین الدین مرحوم کا ترجمہ خصائص کبریٰ مجھے اصلاح زبان و بیان کیلئے دیا گیا تھا اور وہ بھی کتابت شدہ اور اصرار یہ تھا کہ اسی کتابت شدہ نسخہ کی تزئین زبان و بیان کی جائے اور کاتب نے اس ترجمہ کی جو صورت بگاڑی تھی وہ ناقابل بیان ہے۔ ہر ہر صفحہ پر حاشیہ اور ترجمہ کی عبارت

میں کاٹ چھانٹ جا بجا حواشی وہ بھی کوئی مفید تعلیق و تشریح نہیں بلکہ فرہنگ الفاظ مشکلا گویا ترجمہ کیا تھا۔ ایک لغت کی کتاب تھی۔ بہر حال میں اور مولانا اطہر نعیمی صاحب ہر دو جلد کا ترجمہ جہاں تک ممکن ہو سکا حک و اصلاح سے آراستہ کر کے پیش کر رہے ہیں۔ ممکن ہے کہ آپ کی نگاہیں بعض خامیوں سے دوچار ہوں' اس کیلئے مجھے معذور سمجھیں اور میری معذرت قبول فرمائیں۔ وَمَا تَوْفِيْقِىْ اِلَّا بِاللهِ۔

شمس بریلوی
ایئرپورٹ کراچی
31مارچ1976ء



وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی

سرورِ کونین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

آفرینش میں تمام انبیاء (علیہم السلام) سے اوّل ہیں اور آپ کی نبوت تمام انبیاء کی نبوت پر مقدم ہے

ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں اور ابونعیم نے الدلائل میں بہ طرق متعددہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کریمہ ''وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَھُمْ الآیۃ'' کی تفسیر کے تحت روایت کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں آفرینش میں ''اول النبیین'' اور بعثت میں ان کے بعد ہوں مگر میرے منصب نبوت کو ان سے پہلے ظاہر فرمایا گیا۔[۱]

ابوسہل قطان نے اپنی کتاب ''امالی'' میں حضرت سہل بن صالح ہمدانی سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت ابوجعفر محمد بن علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام سے کس طرح مقدم ہیں حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب کے بعد مبعوث ہوئے؟ تو انہوں نے جواب دیا اللہ تعالیٰ نے جب نبی آدم کو ان کی پشتوں سے نکال کر ان سے عہد لیا اور ایک کو دوسرے پر گواہ بنا کے فرمایا ''اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ'' اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے جواب میں کہا ''بَلٰی'' ایک وجہ انبیاء علیہم السلام پر تقدیم کی یہ بھی ہے کہ یہ بات دوسری کہ آپ ان سب کے بعد مبعوث ہوئے۔[۲]

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں اور حاکم و بیہقی اور ابونعیم نے میسرۃ الفجر سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کی نبوت کا انعقاد کب ہوا؟ تو آپ نے فرمایا میں اس وقت بھی نبی تھا جب کہ آدم علیہ السلام ہنوز روح و جسم کے درمیان تھے۔

---

۱ اس سلسلہ میں متعدد احادیث وارد ہیں، سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کُنْتُ نَبِیًّا وَّاٰدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ۔ ایک اور حدیث میں آیا ہے اِنِّیْ عَبْدُاللّٰہِ وَخَاتَمُ النَّبِیّٖنَ وَاٰدَمُ لَمُنْجَدِلٌ فِیْ طِیْنَۃٍ (بیشک میں اللہ کا بندہ اور آخری نبی اس وقت تھا جبکہ آدم اپنے خمیر میں تھے۔

۲ یہ جتنے پیشوا آئے یہ جتنے انبیاء آئے خبر لے کر انہیں آنا تھا بن کر مقتدا آئے

امام احمد و حاکم اور بیہقی نے حضرت عرباض رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے یہ فرماتے سنا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے حضور ام الکتاب (لوح محفوظ) میں یقیناً اس وقت بھی خاتم النبیین تھا جب کہ حضرت آدم علیہ السلام ابھی اپنے خمیر میں تھے۔

حاکم و بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ آپ کے لیے نبوت کب لازم کی گئی؟ آپ نے فرمایا اس وقت جب کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کی اور ان کے پتلے میں روح پھونکی۔

بزار اور طبرانی نے ''اوسط'' میں اور ابونعیم نے بہ طریق شعبی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ کسی نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کی نبوت کا انعقاد کب ہوا؟ آپ نے فرمایا جب آدم علیہ السلام روح و جسم کے درمیان تھے۔

ابونعیم نے صنابحی سے روایت کی انہوں نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو نبوت کب عطا فرمائی گئی؟ آپ نے جواب دیا۔ ابھی آدم علیہ السلام اپنے خمیر ہی میں تھے۔ یہ حدیث مرسل ہے۔

ابن سعد نے ابن ابی الجدعاء سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی نبوت کا انعقاد کب ہوا؟ فرمایا اس وقت جب کہ حضرت آدم علیہ السلام روح و جسد کے درمیان تھے۔

ابن سعد نے مطرف بن عبداللہ بن الشخیر سے روایت کی کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی رسالت کا انعقاد کب ہوا؟ آپ نے جواب میں فرمایا اس وقت جب ابوالبشر روح اور مٹی کے درمیان تھے۔

ابن سعد نے عامر سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا ہے' آپ کو کس وقت نبوت دی گئی؟ فرمایا جب کہ آدم روح و جسد کے درمیان تھے۔ جب وقت کہ مجھ سے میثاق لیا گیا۔

طبرانی و ابونعیم نے ابی مریم غسانی سے روایت کی کہ ایک اعرابی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی سب سے پہلی بات کون سی تھی؟ فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ سے میثاق لیا جس طرح کہ تمام نبیوں سے ان کا میثاق لیا۔ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں اور میری ولادت سے قبل میری والدہ نے خواب میں دیکھا کہ ان کے جسم سے ایک نور نمایاں ہوا ہے جس سے شام کے محلات روشن ہوگئے۔

عموم رسالت:

شیخ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''التعظیم والمنہ فی لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ'' میں اس آیت کریمہ کے تحت فرماتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و توقیر اور آپ کے مرتبہ اعلیٰ کے بیان میں اس قدر واضح ہے کہ اس میں قطعاً' تعقید و ابہام نہیں بایں ہمہ اس تقدیر کی طرف بھی اشارہ ہے کہ اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نبیوں کے زمانے میں تشریف لے آتیں تو آپ ان سب کی طرف رسول ہوں گے تو گویا آپ کی نبوت اور آپ کی رسالت حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے قیامت تک کی تمام مخلوق کے لیے عام ہے اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام اور ان کی ساری امتیں آپ کی امت ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ 'بعثت لے

الناس کافۃ" یعنی میں تمام نوع انسانی کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں۔ یہ ارشاد آپ کے عہد رسالت سے زمانہ قیامت تک کے لوگوں کے لیے خاص نہیں بلکہ آپ ﷺ سے قبل کے لوگوں کے لیے بھی محیط ہے اور یہی بات حضور ﷺ کے اس ارشاد سے عیاں ہے۔

کنت نبیا وادم بین الروح والجسد (حدیث) میں اس وقت بھی نبی تھا جب کہ حضرت آدم علیہ السلام روح و جسم خاکی کے درمیان تھے۔

اور اگر کوئی اس کی یہ تفسیر کرے کہ "اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ آپ مستقبل میں نبی ہوں گے۔" تو یہ تفسیر مناسب نہیں ہے کیوں کہ اس صورت میں اس حقیقت ثابتہ تک رسائی نہیں ہوئی۔ اس لیے کہ علم خداوندی تمام اشیاء کو محیط ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی نبوت کی جو حقیقت بیان فرمائی۔ اس کا مفہوم یہ متعین ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی نبوت اس وقت میں بھی تھی۔ یہی وجہ تو ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے آنکھ کھولتے ہی حضور ﷺ کا اسم مبارک عرش الٰہی پر "محمد رسول اللہ" لکھا دیکھا۔ لامحالہ یہ ماننا پڑے گا کہ آپ ﷺ کی نبوت تکمیل وتخلیق آدم علیہ السلام سے پہلے تھی۔

اور اگر صرف علم الٰہی میں آپ ﷺ کا نبی ہونا مانا جائے یعنی یہ کہ آپ آئندہ ایک وقت مقررہ میں نبی ہوں گے تو یہ معنی مراد لینے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی خصوصیت ثابت نہیں ہوتی حالانکہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے۔ "میں نبی تھا جب کہ حضرت آدم علیہ السلام ہنوز روح و جسد کے درمیان تھے" اس لیے کہ علم الٰہی میں تو تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوتیں اس وقت بھی تھیں اور اس سے پہلے بھی تھیں' اس میں حضور ﷺ ہی کی کیا تخصیص ہے حالانکہ حضور ﷺ نے اس کا تذکرہ اس لیے فرمایا کہ آپ ﷺ کی امت کو پتا چل جائے کہ اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کو کس قدر مرتبہ اعلیٰ سے نوازا ہے اور آپ ﷺ کی نبوت تمام نبیوں سے آفرینش سے بھی پہلے موجود اور متعین تھی۔

حضرت شیخ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اب اگر تم یہ اعتراض کرو کہ میں اس خصوصی قدر و منزلت کو سمجھنا چاہتا ہوں تو اس کی تفہیم یہ ہے کہ نبوت ایک وصف ہے اور وصف کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے موصوف کے ساتھ موجود ہو حالانکہ وصف نبوت کا بیان ولادت کے چالیس سال بعد ہوا ہے تو پھر اس سے ماقبل یا بعثت سے پہلے کے زمانہ کو اس کے ساتھ کیسے متصف کر سکتے ہیں اور اگر یہ بات آپ کے لیے صحیح و درست ہے تو دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے لیے بھی یہ بات صحیح و درست ہوگی؟ اس اعتراض کا جواب میں یہ دیتا ہوں کہ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارواح کو اجسام سے پہلے پیدا کیا پس قرین صواب ہے کہ حضور ﷺ کا یہ ارشاد کہ "کُنْتُ نَبِیًّا" (میں نبی تھا) اپنی روح یا اپنی حقیقت کی طرف اشارہ ہو اور حقائق کے ادراک سے ہماری عقلیں عاجز و قاصر ہیں۔ بلاشبہ کلی حقائق کو اللہ ہی جانتا ہے یا پھر مشیت خداوندی کے تحت جزوی طور پر کچھ ان کو بھی بتا دیا جاتا ہے جن کی نور الٰہی سے مدد کی جاتی ہے۔

پھر ان حقائق کے انکشاف و اظہار میں یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہٗ جس حقیقت کو جس وقت اور جب قدر مناسب ہوتا ہے ظاہر فرما دیتا ہے لہٰذا نبی کریم ﷺ کی حقیقت کو ممکن ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی آفرینش سے پہلے ہی یہ وصف اس طرح عطا فرما دیا ہو کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی تخلیق ہی اس کے ساتھ فرمائی ہو اور آپ نبی ہو گئے ہوں اور آپ ﷺ کا اسم مبارک عرش پر لکھا ہو اور رسالت

و بعثت آپ ﷺ کو دے دی گئی ہوتا کہ تمام فرشتے اور مخلوق جان لے کہ خدا کے نزدیک آپ ﷺ کی کیسی عزت ہے لہٰذا آپ کی حقیقت اس وصف کے ساتھ اس وقت موجود تھی اگر چہ آپ کا جسم اقدس جو اس صفت سے متصف ہے متاخر ہے۔

اس میں شک و شبہ نہیں کہ آپ کی بعثت آپ کے خصائص نبوت اور آپ کا منصب رسالت اس عالم آب و گل میں جسے عالم الانفس سے تعبیر کیا جاتا ہے تمام انبیاء سے متاخر ہے لیکن عالم غیب و عالم ارواح میں آپ سب سے مقدم ہیں یہ ممکن ہے کہ جو لوگ اہل کرامت سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان میں کرامت کا فیضان اس عالم مادی میں ان کے وجود میں آنے کے بعد کیا ہو۔ بہر حال اس میں شبہ نہیں کہ ہر ظہور پذیر شے کا کلی اور تفصیلی علم رب العلمین کو ازل سے ہے اور ہم اللہ کے اس علم کے بارے میں بہت ہی کم ذرہ اور کائنات کی نسبت کے مطابق جانتے ہیں اور اسی کے لحاظ سے انسان کو مکلف بنایا گیا کہ ہم بساط بھر معرفت حاصل کر کے خالق و مخلوق سے اپنے تعلق کو سمجھ کر عدل و اعتدال کے ساتھ دونوں کے حقوق ادا کرتے رہیں۔

اکتساب علم کے دو ذریعے ہیں ایک ذریعہ تو یہ ہے کہ ہم کو دلائل و براہین کے ذریعہ کچھ معلوم ہو یعنی معلوم سے علت کو جانیں اور دوسرا ذریعہ ہے کہ اس کے لیے کسی دلیل و برہان کی ضرورت پیش نہ آئے بلکہ وہ ظاہر و عیاں ہو لیکن ان دونوں ذریعوں کے مابین اللہ تعالیٰ کے عمل تکوینی یا تخلیقی کے کچھ واسطے ہیں۔ ان میں سے کچھ واسطے افعال الٰہیہ کے ظہور کے بعد مخلوق پر ظاہر ہوتے ہیں اور کچھ ایسے وسائط ہیں جو اس محل فعل کو کمال تک پہنچاتے ہیں اور یہ ضروری نہیں کہ یہ افعال کسی مخلوق پر ظاہر ہوں لیکن ہر فعل الٰہی محل انفعال کو ان کمالات تک پہنچاتا ہے جو اس محل میں اس کی خلقت کے اعتبار سے اس میں ودیعت کر دیئے گئے ہیں اور آخر کار محل فعل (مفعول) کو وہ کمال حاصل ہو جاتا ہے جو اس کی تخلیق میں ودیعت کر دیا گیا ہے لیکن یہ وسائط علمی انبیاء کرام (علیہم السلام) کے لیے مخصوص ہیں۔ عوام ان کے حصول سے محروم ہیں جس طرح حضور اکرم ﷺ کی نبوت کا علم قوموں کو جبھی ہوا جب کہ آپ پر قرآن کریم نازل ہوا اور پہلی مرتبہ جبریل علیہ السلام قرآن (پہلی وحی) لے کر آئے۔ یہ بات اللہ تعالیٰ کے افعال سے ایک فعل ہے جو اس کی معلومات کا ایک جز ہے اور اس کی قدرت کے آثار اس کے ارادے اور اس کے اختیار جو کسی خاص فعل کے ساتھ وابستہ ہوں اس کا ایک حصہ ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی شان یہ ہے کہ آپ ﷺ "خیر الخلق" ہیں لہٰذا کسی مخلوق کا کمال آپ ﷺ کے کمال سے برتر نہیں اور نہ کسی کا مقام آپ ﷺ کے مقام سے اعلیٰ تر۔ یہ بات ہم نے صحیح حدیث کے ذریعہ جانی کہ یہ کمال آپ ﷺ کو تخلیق آدم علیہ السلام سے پہلے حاصل تھا جسے حق تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے عطا فرمایا۔ علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے لیے انبیاء کرام علیہم السلام سے عہد و پیمان لیے تاکہ وہ سب جان لیں کہ آپ ﷺ ان پر مقدم ہیں اور آپ ان کے بھی نبی اور رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ نے جو عہد اور میثاق لیا ہے اس میں آپ ہی کا خلیفہ بنانا بیان کیا گیا ہے اور اس کا مقصود آپ ہی کی ذات ہے اسی بنا پر آیہ کریمہ "لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ" میں لام قسم کے لیے آیا ہے۔

انبیاء کرام علیہم السلام سے جو عہد و پیمان لیا گیا گویا وہ اس بیعت کی مانند ہے جو خلفاء کے نائبوں سے بوقت استقرار خلافت لے جاتی ہے اور عین ممکن ہے کہ نائبین سے جو حلف لیا جاتا ہے وہ اسی کی اصل بھی ہو۔

اب حضور اکرم ﷺ کی عظمت شان اور رفعت مقام پر غور کیجئے جو بارگاہ حق وسبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے ہے۔ غور وتدبر کے بعد آپ کی سمجھ میں آ جائے گا کہ رسول اللہ ﷺ ''سردار انبیاء'' اور ''امام الرسل'' ہیں اور اس کا ظہور آخرت میں ہوگا کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام آپ کے علم کے نیچے ہوں گے جس طرح شب معراج میں حضور ﷺ نے ان ...... کی امامت فرمائی تھی۔

مسئلہ کی وضاحت اور زیر بحث گفتگو مزید ذہن نشین کرنے کے لیے فرض کیجئے۔ کہ اگر آپ حضرت آدم یا حضرت نوح علیہ السلام یا حضرت ابراہیم علیہ السلام یا حضرت موسیٰ علیہ السلام یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانوں میں سے کسی کے زمانے میں اس دنیا میں تشریف لے آتے تو ان پر اور ان کی امتوں پر واجب ہو جاتا کہ وہ آپ پر ایمان لائیں اور اتباع کریں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ارواح انبیاء علیہم السلام سے عہد و پیمان لیا کہ آپ کی نبوت سب پر محیط اور آپ ﷺ کی بالادستی سب پر ہے۔ یہ حیثیت آپ ﷺ کو معنوی طور پر حاصل ہے۔ بلاشبہ یہ بات آپ ﷺ کے ساتھ ان کے اجتماع پر موقوف ہے اور اس بات میں تاخیر ان کے وجود کی طرف راجع ہے نہ کہ ان کے عدم اتصاف کی جانب جیسا کہ اس کا اقتضا ہے کیوں کہ یہ دو باتیں الگ الگ ہیں۔ ایک یہ کہ فعل کا اس بات پر موقوف ہونا کہ فعل کے محل میں قبول فعل کی صلاحیت ہے یا نہیں اور دوسری بات یہ کہ فاعل میں یہ اہلیت ہے کہ نہیں کہ وہ محل فعل میں صلاحیت قبول فعل پیدا کرے ان دونوں باتوں کے مابین ایک عظیم فرق ہے لہٰذا اس جگہ نہ تو فاعل کی جہت سے توقف ہے اور نہ نبی کریم ﷺ کی ذات شریفہ کی جہت سے توقف ہے بلکہ وجود زمانہ کی جہت سے کہ وہ فعل اس پر مشتمل ہے موقف ہے۔ اب اگر یہ بات ان کے زمانے میں پائی جائے تو بلاشبہ آپ ﷺ کا اتباع ان پر لازم آتا ہے۔ اسی بنا پر آخر زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کی شریعت پر آئیں گے اگرچہ آپ اپنے حال پر نبی و رسول ہوں گے۔ ایسا نہیں ہے جیسا کہ بعض لوگ گمان کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس امت کے ایک امتی بن کر آئیں گے۔ البتہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضور ﷺ کی امت کے ایک فرد ہیں جیسا کہ ہم نے تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے کہ وہ حضور ﷺ کا اتباع کریں گے اور ہمارے نبی کریم ﷺ کی شریعت پر قرآن وسنت کے تحت حکم فرمائیں گے اور اوامر ونواہی سے ہر اس چیز کا حکم فرمائیں گے جو حضور ﷺ کی امت سے متعلق ہے جس طرح کہ تمام امتوں سے متعلق ہوتا ہے۔ بایں ہمہ وہ علیٰ حالہٖ باعظمت نبی ہیں اور ان کی نبوت اور شرف نبوت سے کچھ بھی کم نہ ہوگا۔

اسی طرح اگر حضور ﷺ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں یا حضرت موسیٰ علیہ السلام یا حضرت ابراہیم علیہ السلام یا حضرت نوح علیہ السلام اور آدم علیہ السلام کے زمانوں میں مبعوث ہوتے تو وہ تمام انبیاء کرام اپنی اپنی نبوت و رسالت پر جو ان کی امتوں کی طرف ہے، برقرار رہتے اور ہمارے نبی کریم ﷺ ان سب کے اوپر نبی ہوتے۔ اور آپ کی رسالت انبیاء کرام اور ان کی امتوں سب پر ہوتی لہٰذا حضور ﷺ کی نبوت و رسالت عام تر، شامل تر اور عظیم تر ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی شریعتوں کے ساتھ اصول میں حضور ﷺ کی شریعت متفق ہے۔ اس لیے شرائع کے اصول میں اختلاف نہیں ہوتا ہے۔

اب رہا حضور اکرم ﷺ کی شریعت مطہرہ کا تقدم ان مسائل میں جو فروعات سے تعلق رکھتے ہیں اور جن میں اختلاف کا وقوع ہے خواہ یہ اختلاف کا وقوع ہے خواہ یہ اختلاف بر سبیل تخصیص ہو یا بر سبیل نسخ تو یہ نسخ ہے نہ تخصیص بلکہ ان اوقات میں ان امتوں کی نسبت سے جن میں ان کے انبیاء احکام لائے۔ درحقیقت حضور اکرم ﷺ کی ہی شریعت تھی اور اس زمانے میں ان امتوں کی طرف

منسوب ہونے سے ان کی شریعت کہلائی گئی۔ لہٰذا اختلاف اشخاص و زمانہ کے اعتبار سے فروعی احکام میں اختلاف ہے۔ اس تقریر سے ہمیں ان دونوں حدیثوں کا مطلب واضح طور پر معلوم ہوگیا۔ اس سے پہلے ہم پر اس کا مفہوم مخفی تھا۔

ایک یہ حدیث کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ''مجھے تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا اس کا مطلب ہم نے بے شک یہ لیا تھا کہ اس سے مراد وہ امت ہے جو آپ کے زمانے سے قیامت تک ہوگی مگر اب یہ علم ہوا کہ تمام نوع انسانی آپ کے حلقہ رسالت میں شامل ہے۔ قطع نظر اس سے کہ عہد ماقبل میں گزر چکی ہے یا زمانہ مابعد میں آئے۔

دوسری یہ حدیث کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''میں اس وقت بھی نبی تھا جب کہ حضرت آدم علیہ السلام ہنوز روح و جسم کے درمیانی مرحلہ میں تھے۔''

اس کا مطلب ہم یہ سمجھتے ہوئے تھے کہ علم و ارادہ الٰہی میں آپ ﷺ نبی تھے مگر اب یہ ظاہر ہوا کہ آپ ﷺ کا یہ ارشاد مزید فضل و کمال اور عالم گیر رسالت اور ہمہ وقتی نبوت اور مطلق و بے قید ازمنہ کے لیے پیغمبری کا حامل ہوتا تھا۔

اور بلاشک یہی فرق اس حال کے مابین ہے جو حضور اکرم ﷺ کے عالم اجسام میں جلوہ فرما ہونے اور خاکدان عالم کی ظلمتوں کو جمال جہاں آرا کی تابشوں سے منور فرماتے اور شیر خواری و طفلی کے مراحل سے گزر کر جواں ہونے تک اور اس کے بعد عمر شریف کے چالیس سال پورے ہونے پر آپ کی بعثت اور اس کے ابلاغ کے درمیان نسبت ہے۔ تو یہ نسبت نہ رسول اکرم ﷺ کی طرف ہے نہ لوگوں کی طرف۔ اگر لوگ اس سے پہلے سننے کے قابل ہوتے بلکہ شرائط پر احکام کو معلق کرنا کبھی محل قبولیت کے اعتبار سے ہوتا ہے اور کبھی فاعل مجری کے سبب سے تو اس جگہ محل قبولیت کے لحاظ سے تعلیق ہے اور وہ آپ کی نوع انسانی کی طرف بعثت اور ان پر ابلاغ کرنا ہے اور حضور ﷺ کے جسمانی وجود کا ان کی نظروں کے سامنے ہونا ہے۔

اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک باپ کسی شخص کو اپنی لڑکی کے نکاح کے لیے اس شرط کے ساتھ وکیل بنائے کہ جب کوئی کفو ملے تو نکاح کر دینا اور وہ وکیل کفو ملنے پر اس لڑکی کا نکاح کر دے تو یہ وکالت صحیح ہے۔ اور وہ شخص ایسی وکالت کا اہل ہے اور کبھی فاعل مجری کا وقوف کفو کے وجود پر ہوتا ہے۔ اور کفو ایک عرصہ کے بعد میسر آتا ہے تو ایسی صورت میں جو کچھ توقف و تاخیر ہوئی اس سے وکالت کی صحت اور وکیل کی اہلیت میں حرج نہیں آتا۔ (علامہ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ)

ملاء اعلیٰ پر حضور ﷺ کا اسم مبارک

حاکم بیہقی اور طبرانی نے ''صغیر'' میں اور ابونعیم اور ابن عساکر نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے جب خطا سرزد ہوگئی تو انہوں نے التجا کی۔

''اے رب! بہ حق محمد ﷺ مجھے بخش دے۔''

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ ''تم نے محمد ﷺ کو کس طرح جانا؟''

عرض کیا: ''جب تو نے میرے پتلے کو اپنے دست قدرت سے بنایا اور جان آفرینی کی میں نے سر اٹھایا تو دیکھا کہ عرش اعلیٰ کے

ستونوں پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا ہوا ہے تو میں نے جان لیا کہ جس ذات اقدس کا نام نامی تیرے اسم گرامی کے ساتھ مکتوب ہے یقیناً وہ تیری بارگاہ میں دیگر ساری مخلوق سے اعلیٰ ومحترم ہوگا۔''

رب عظیم نے فرمایا: ''اے آدم! تم نے ٹھیک سمجھا اگر محمد ﷺ ہوتے تو میں نہ صرف تم کو پیدا کرتا نہ کائنات کو۔ یہ حدیث قدسی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''لولاک لما خلقت الافلاک اس حدیث قدسی کے یہی معنی ہیں یعنی یہ تمام کائنات اور عالم اجساد صدقہ ہے وجود باجود جناب محمد رسول اللہ علیہ وسلم کا۔

ابن عساکر نے کعب احبار سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو انبیاء ومرسلین کی گنتی کے برابر لاٹھیاں دیں۔ یہ تعین نہیں کیا جاسکتا کہ وہ لاٹھیاں کتنی اور کیسی تھیں۔ واللہ اعلم بالصواب) بعدازاں حضرت آدم علیہ السلام اپنے فرزند شیث علیہ السلام کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''اے میرے فرزند میرے بعد جب تم میرے قائم مقام ہوتو اس منصب وخلافت کو عمارۃ التقویٰ اور عروۃ الوثقیٰ کے ساتھ لو۔ او جب تم حق تبارک وتعالیٰ کا ذکر کروتو اس کے ساتھ ہی نام نامی محمد رسول اللہ ﷺ کا لیا کرو۔ کیوں کہ میں نے عرش الٰہی کے ستونوں پر آپ ﷺ کا نامِ نامی اس وقت لکھا دیکھا جب کہ میں روح اور مٹی کے درمیانی مرحلہ میں تھا اس کے بعد مجھے آسمانوں میں پھرایا گیا تو میں نے آسمان میں ہر جگہ اور ہر مقام پر محمد ﷺ لکھا دیکھا پھر میرے رب نے مجھے جنت میں ٹھہرایا تو میں نے جنت میں ہر محل اور ہر دریچہ پر اسم محمد ﷺ تحریر دیکھا نیز میں نے نام محمد (ﷺ) کو حورالعین کی پیشانیوں پر اور جنت کے برگِ درختانِ سبز پر اور درختِ طوبیٰ کے ہر پتا پر اور سدرۃ المنتہیٰ کے ہر ورق پر اور پردوں کے ہر گوشے پر اور فرشتوں کی آنکھوں کے درمیان لکھا دیکھا ہے تو تم اس اسم گرامی کا کثرت سے ذکر کرو کہ فرشتے ہر آن اس کا ورد کرتے ہیں۔

ابن عدی اور ابن عساکر نے حضرت انس سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ شب معراج جب مجھے لے جایا گیا تو میں نے عرش اعلیٰ کے ستونوں پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ایدتہٗ بعلٰے یعنی خدا کے سوا کوئی معبود نہیں۔ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ بیشک ان کی سربلندی کے ساتھ تائید کی'' لکھا دیکھا۔

ابن عساکر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ معراج کی شب مجھے سیر کرائی گئی تو میں نے عرش پر ''لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اَبُوْبَکْرِ الصِّدِّیْقُ' عُمَرُ الْفَارُوْقُ' عُثْمَانُ ذُوالنُّوْرَیْنِ'' لکھا دیکھا۔

ابویعلیٰ طبرانی صاحب اوسط ابن عساکر اور حسن بن عرفہ نے اپنی کتاب ''مرویات ابوہریرہ'' میں روایت کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: معراج کی شب مجھے آسمانوں پر لے جایا گیا تو ہر آسمان پر ''محمد اللہ کے رسول اور ابوبکر صدیق میرے خلیفہ ہیں۔'' میں نے لکھا دیکھا۔

بزار نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی' انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جب مجھے معراج کی شب آسمان پر لے جایا گیا تو میں نے ہر آسمان پر اپنا نام مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) لکھا ہوا دیکھا دارقطنی ابن عساکر اور ابونعیم وغیرہ جیسے اجلہ اکابر محدثین نے بڑی صراحت ووضاحت کے ساتھ اپنی اپنی تصانیف میں اس امر کی وضاحت کی ہے کہ حضور ﷺ نے معراج شریف کی سیر میں اپنا اسم گرامی عالم بالا میں ہر مقام پر تحریر پایا چنانچہ:

محدث دارقطنی نے ''الافراد'' میں اور خطیب وابن عساکر نے بروایت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ سے روایت کی کہ

آپ ﷺ نے فرمایا شب معراج مجھے سیر کراتے ہوئے عرش پر لے گئے تو وہاں کے سبز پردوں پر سفید نورانی حروف سے میں نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَبُوْبَكْرِ الصِّدِّيْقُ عُمَرُ الْفَارُوْق لکھا دیکھا۔

ابن عساکر نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت کے دروازوں پر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا ہوا ہے۔

ابونعیم نے ''حلیہ'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں کوئی درخت ایسا نہیں جس کے پتوں پر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ نہ لکھا ہوا ہو۔

حاکم نے روایت کی اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی اس روایت کو صحیح کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وحی فرمائی کہ محمد ﷺ پر ایمان لاؤ اور تمہاری اُمت میں سے جو کوئی ان کو پائے اسے حکم دو کہ ان پر ایمان لائے کیونکہ اگر محمد ﷺ کی جلوہ گری نہ ہوتی تو نہ آدم علیہ السلام ہوتے اور نہ جنت و دوزخ ہوتی اور میں نے عرش کو پانی پر مقیم کیا تو وہ متحرک تھا پھر میں نے اس پر لکھا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ تو وہ ٹھہر گیا۔

ابن عساکر نے بہ روایت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت آدم علیہ السلام کے دونوں شانوں کے درمیان ''محمد رسول اللہ خاتم النبیین'' لکھا ہوا تھا۔

مظاہر عالم میں آیات قدرت

بزار نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی کہ وہ خزانہ جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے وہ سونے کی تختی ہے جس میں لکھا ہوا ہے کہ:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ میں اس شخص سے تعجب کرتا ہوں کہ جو قدرت پر یقین رکھتا ہے پھر وہ غمگین بھی ہوتا ہے نیز میں اس شخص پر حیرت کرتا ہوں جو جہنم کی ہولناکیوں کو یاد رکھتا ہے پھر وہ ہنستا ہے اور مجھے اس شخص پر بھی حیرت اور تعجب ہوتا ہے جو موت کو یاد رکھنے کے باوجود پھر اس سے غافل رہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ''

تقریباً اسی مضمون کی حدیث حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے جس کو بیہقی نے روایت کیا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے جس کو خرائطی نے کتاب ''قمع الحرص'' میں روایت کیا ہے۔

طبرانی نے حضرت عبادہ بن الصامت سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کی انگشتری کے نگین کا رنگ آسمانی تھا یہ نگین ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوا تھا۔ انہوں نے نگین اپنی انگشتری کے حلقہ نگین میں جڑوا لیا تھا اس نگین پر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ' کندہ تھا۔

عقیلی نے ''الضعفاء'' میں اور ابن عدی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام کی انگوٹھی کے نگینہ میں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ نقش کیا ہوا تھا۔

ابن عساکر وابن نجار نے اپنی اپنی تاریخوں میں ابوالحسن علی بن عبداللہ ہاشمی سے روایت کی کہ میں بلادِ ہند گیا تو میں نے ایک گاؤں میں سیاہ رنگ کے پھول کا ایک درخت دیکھا وہ سیاہ پھول ایک بڑے پھول میں کھلتا تھا نہایت پاکیزہ خوشبو اس کی پنکھڑیوں کا رنگ سیاہ تھا اور ان پتیوں پر سفید حروف میں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اَبُوْبَکْرِ الصِّدِّیْقُ عُمَرُ الْفَارُوْق لکھا تھا۔ مجھے شبہ ہوا اور میں نے گمان کیا کہ شاید یہ پھول مصنوعی ہے اس کے بعد میری نظر ایک اور کلی پر پڑی میں نے ہاتھ سے اسے کھولا تو دیکھا اس میں بھی ویسا ہی لکھا ہوا تھا۔ اس بستی میں ایسے پھول بہ کثرت تھے حالانکہ اس بستی کے باشندے بت پرست ہیں۔ وہ اللہ عزوجل کو جانتے بھی نہیں۔

عہد آدم علیہ السلام اور ملاء اعلیٰ میں اذان کے اندر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام

ابونعیم نے حلیہ میں اور ابن عساکر نے بہ روایت عطاء ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت آدم علیہ السلام سراندیپ[1] میں اتارے گئے تو انہیں وحشت و پریشانی لاحق ہوئی۔ جبریل علیہ السلام کا نزول ہوا اور اذان دینی شروع کردی۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ دو مرتبہ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ دو مرتبہ، حضرت آدم علیہ السلام نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا:

''محمد کون ہیں؟''

جبریل علیہ السلام نے جواب دیا: یہ تمہارے ایک فرزند انبیاء میں سے ہیں۔''

بزار نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ اپنے رسول کو اذان سکھائے۔ تو جبرئیل علیہ السلام ایک براق لے کر پہنچے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوار ہونے کا قصد کیا تو براق نے شوخی کی اس وقت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا: اطاعت کے لیے ٹھہر جا خدا کی قسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے برگزیدہ ترین بندے تجھ پر سوار ہوں گے۔ سکوت براق کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر سوار ہوئے یہاں تک کہ اس حجابِ عظمت تک آئے جو بارگاہ رحمٰن کے نزدیک ہے اسی دوران اس حجاب کی پشت سے ایک فرشتہ باہر آیا اور اس نے کہا کہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ حجاب کے پیچھے سے آواز آئی میرے بندے نے سچ کہا' میں اکبر ہوں' میں اکبر ہوں۔ اس کے بعد فرشتے نے کہا کہ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ حجاب کی پشت سے کہا گیا' میرے بندے نے سچ کہا میرے سوا کوئی معبود نہیں پھر فرشتے نے کہا: اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور پردۂ حجاب کے پیچھے سے آواز آئی میرے بندے نے سچ کہا میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول بنایا۔ اس کے بعد فرشتے نے کہا حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ اس کے بعد کہا اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ پس عقب پردہ سے کہا گیا میرے بندے نے سچ کہا میں اکبر ہوں میں اکبر ہوں۔ فرشتے نے پھر کہا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ پس پردہ سے

---

[1] بعض مورخین نے ارض ہبوط آدم علیہ السلام جزائر سراندیپ کو بتایا ہے لیکن مورخین اسلام کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ جزیرہ لنکا موجودہ مملکت سری لنکا ہے یعنی حضرت ابوالبشر جنت سے ہبوط کے بعد لنکا میں پہنچے اور حضرت حوا عرب پہنچیں۔ مولانا آزاد بلگرامی نے اس سلسلہ میں بہت سی روایتوں کو یکجا کیا ہے اور فیصلہ کیا ہے کہ لنکا کے پہاڑ جبل آدم کی شہرت اسی باعث ہے۔

کہا گیا کہ میرے بندے نے سچ کہا میرے سوا کوئی معبود نہیں۔

اس کے بعد فرشتے نے حضور ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھایا۔ آسمان والوں میں حضرت آدم علیہ السلام سے اور حضرت نوح علیہ السلام بھی تھے۔ اس دن اللہ تعالیٰ نے حضور کے لیے آسمان و زمین والوں پر اشرف و کمال اور برتری کو کامل فرمادیا۔

انبیاء علیہم السلام سے حضور ﷺ پر ایمان لانے کا عہد و پیمان

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ط قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِیْ ط قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ O

(پارہ سورہ آل عمران رکوع ۹ آیت نمبر ۸۱)

اور یاد کرو جب کہ اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں سے عہد لیا کہ جو کچھ میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تمہارے پاس کوئی رسول آئے جو تمہاری کتابوں کی تصدیق کرے تو تم ضرور اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد بھی کرنا۔ فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا عہد قبول کیا؟ سب نے عرض کیا ہم نے اقرار کیا۔ ارشاد فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ رہنا اور میں بھی اس پر تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔

ابن ابی حاتم سدی سے آیت مذکورہ کی تفسیر میں روایت کرتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام کے وقت سے کوئی ایسا نبی مبعوث نہیں ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے یہ عہد و پیمان نہ لیا ہو کہ محمد ﷺ پر ضرور ایمان لانا اور آپ ﷺ کی مدد کرنا بشرطیکہ وہ تمہارے زمانہ حیات میں ظہور پذیر ہو جائیں ورنہ اپنی امت سے عہد و میثاق کر لینا کہ وہ سب ان پر ایمان لائیں اور مدد کریں بشرطیکہ ان کے زمانہ حیات میں وہ مبعوث ہو جائیں۔

ابن عساکر نے بہ سند کریب ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی اللہ تعالیٰ جل شانہ آنحضرت ﷺ کا مذکور حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے بعد میں مبعوث ہونے والے انبیاء کرام سے فرماتا رہا۔ تمام سابقہ امتیں اپنے اپنے انبیاء علیہم السلام سے بشارت ظہور سنتی رہیں اور آپ کے وسیلہ سے دعائے فتح و ظفر مانگتی رہیں حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو بہترین امت بہترین عہد بہترین اصحاب رضی اللہ عنہم اور بہترین شہر میں مبعوث فرمایا۔ آپ نے اس شہر میں جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا قیام[1] فرمایا: یہ شہر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حرم تھا۔ اس کے بعد حق تعالیٰ نے آپ کو ہجرت مدینہ کے لیے حکم فرمادیا۔ اس لیے وہ شہر آں حضرت ﷺ کا حرم ہے تو گویا مقام بعثت اور

[1] علامہ شبلی مرحوم اور قاضی سلیمان منصور پوری سیرۃ النبی اور رحمۃ للعالمین میں تحقیق و دلیل کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی تاریخ ۹ ربیع الاول ۱ عام الفیل مطابق ۲۰ اپریل ۵۷۱ء یوم دوشنبہ وقت صبح صادق تحریر کرتے ہیں۔ مدینہ منورہ میں نزول کی تاریخ ۸ ربیع الاول ۱ ہجری ہے یعنی ۱۳ نبوت ہے۔ جب آپ نے نماز ادا فرما کر وہاں مسجد کی بنیاد ڈالی مکہ مکرمہ سے روانگی کے وقت آپ کی عمر شریف ۵۳ سال تھی اور ۱۳ سال آپ کی بعثت کو ہو چکے تھے۔ مدینہ منورہ میں آپ کے قیام کی مدت ۸ ربیع الاول ۱۳ نبوت مطابق ۱ ہجری تا ۱۲ ربیع الاول ۱۱ ہجری یوم دوشنبہ ہے یعنی کامل ۱۰ سال اس طرح عمر شریف ۶۳ سال ہوتی ہے۔ آپ کی ولادت شریف ہجرت اور وصال مبارک میں یوم دوشنبہ مشترک ہے۔

مقام ہجرت دونوں حرمین ہیں۔

آپ دعائے خلیل علیہ السلام اور نوید عیسیٰ علیہ السلام ہیں

ابن جریر نے اپنی تفسیر میں ابوالعالیہ سے روایت کی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب دعا کی کہ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ الآیہ[1] تو ان سے فرمایا گیا کہ ہم نے تمہاری درخواست قبول کر لی وہ ختم الانبیاء سب کے بعد جلوہ افروز ہوں گے۔

امام احمد، حاکم اور بیہقی نے عرباض بن ساریہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اپنے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں۔

ابن عساکر نے عبادہ بن صامت سے روایت کی کہ کسی نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ ہمیں اپنے بارے میں کچھ بتائیے ارشاد فرمایا ضرور ''میں اپنے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں اور جن لوگوں نے میرے ظہور کی بشارت دی تھی ان میں آخری بشارت دینے والے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں، میں ان کی بشارت ہوں۔

ابن سعد نے بہ طریق جریر از ضحاک روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اپنے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں، انہوں نے اس وقت دعا مانگی جب وہ خانہ کعبہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے کہ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ الآیہ یہاں تک کہ حق تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور مجھے ظاہر فرمایا:

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اولاد ابراہیم علیہ السلام کو بشارت

ابن سعد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیوی ہاجرہ کے رخصت کرنے کے لیے حکم فرمایا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام براق پر سوار ہوئے جب آپ کا گزر نرم و شاداب علاقہ پر ہوتا تو فرماتے: اے جبریل علیہ السلام یہاں اتروں؟ مگر جبریل علیہ السلام منع کرتے رہے حتیٰ کہ مکہ آ گئے۔ اب جبریل علیہ السلام نے کہا: سیدنا ابراہیم علیہ السلام، یہاں پر اتر جائیے۔ آپ نے کہا اس مقام پر نہ دودھ دینے والے جانور ہیں اور نہ کھیتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہاں یہیں اتر جائیے۔ اسی جگہ اللہ تعالیٰ آپ کے فرزند کی نسل سے اس نبی اُمی کو مبعوث فرمائے گا جس کے ذریعہ کلمہ دین حق کی تشریع و تکمیل فرمائے گا۔

محمد بن کعب قرظی سے مروی ہے کہ جب ہاجرہ اپنے فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ساتھ نکلیں تو کسی شخص نے ان سے کہا: ''اے حاجرہ! تمہارے یہ فرزند کثیر خاندانوں کا باپ ہے اور انہیں کی نسل سے نبی امی ﷺ پیدا ہوں گے جو حرم کے بسانے والے ہوں گے۔''[2]

---

[1] رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِكَ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَیُزَكِّیْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ٥ (سورہ بقرہ ۱۲۹/۱۵) ترجمہ اے رب! ان لوگوں میں خود انہی کی قوم سے ایک ایسا رسول اٹھائیو جو ان کو تیری آیات سنائے ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور ان کی زندگیاں سنوارے تو بڑا مقتدر اور حکیم ہے۔

[2] کعبہ شریف کی تعمیر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے دست مبارک سے ہوئی۔ قرآن کریم میں ارشاد فرمایا گیا ہے۔ وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ (ابراہیم ۱۲۷/۱۵) ترجمہ جس زمین پر کعبہ کی تعمیر ہوئی وہ ایک بے آب و گیاہ میدان تھا جس کو قرآن حکیم (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

کہا گیا کہ میرے بندے نے سچ کہا میرے سوا کوئی معبود نہیں۔

اس کے بعد فرشتے نے حضور ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھایا۔ آسمان والوں میں حضرت آدم علیہ السلام سے اور حضرت نوح علیہ السلام بھی تھے۔ اس دن اللہ تعالیٰ نے حضور کے لیے آسمان و زمین والوں پر اشرف و کمال اور برتری کو کامل فرمادیا۔

انبیاء علیہم السلام سے حضور ﷺ پر ایمان لانے کا عہدو پیمان

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ط قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ ط قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ O

(پارہ سورہ آل عمران رکوع ۹ آیت نمبر ۸۱)

اور یاد کرو جب کہ اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں سے عہد لیا کہ جو کچھ میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تمہارے پاس کوئی رسول آئے جو تمہاری کتابوں کی تصدیق کرے تو تم ضرور اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد بھی کرنا۔ فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا عہد قبول کیا؟ سب نے عرض کیا ہم نے اقرار کیا۔ ارشاد فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ رہنا اور میں بھی اس پر تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔

ابن ابی حاتم سدی سے آیت مذکورہ کی تفسیر میں روایت کرتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام کے وقت سے کوئی ایسا نبی مبعوث نہیں ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے یہ عہد و پیمان نہ لیا ہو کہ محمد ﷺ پر ضرور ایمان لانا اور آپ ﷺ کی مدد کرنا' بشرطیکہ وہ تمہارے زمانہ حیات میں ظہور پذیر ہو جائیں' ورنہ اپنی امت سے عہد و میثاق کر لینا کہ وہ سب ان پر ایمان لائیں اور مدد کریں بشرطیکہ ان کے زمانہ حیات میں وہ مبعوث ہو جائیں۔

ابن عساکر نے بہ سند کریب ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی اللہ تعالیٰ جل شانہ آنحضرت ﷺ کا مذکور حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے بعد میں مبعوث ہونے والے انبیاء کرام سے فرماتا رہا۔ تمام سابقہ امتیں اپنے اپنے انبیاء علیہم السلام سے بشارت ظہور سنتی رہیں اور آپ کے وسیلہ سے دعائے فتح و ظفر مانگتی رہیں حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو بہترین امت بہترین عہد' بہترین اصحاب رضی اللہ عنہم اور بہترین شہر میں مبعوث فرمایا۔ آپ نے اس شہر میں جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا قیام فرمایا: یہ شہر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حرم تھا۔ اس کے بعد حق تعالیٰ نے آپ کو ہجرت مدینہ کے لیے حکم فرمادیا۔ اس لیے وہ شہر آں حضرت ﷺ کا حرم ہے تو گویا مقام بعثت اور

علامہ شبلی مرحوم اور قاضی سلیمان منصور پوری سیرۃ النبی اور رحمۃ اللعالمین میں تحقیق و دلیل کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی تاریخ ۹ ربیع الاول ۱ عام الفیل مطابق ۲۰ اپریل ۵۷۱ء، یوم دوشنبہ وقت صبح صادق تحریر کرتے ہیں۔ مدینہ منورہ میں نزول کی تاریخ ۸ ربیع الاول ۱ ہجری ہے یعنی ۱۳ نبوت ہے۔ جب آپ نے نماز ادا فرما کر وہاں مسجد کی بنیاد ڈالی' مکہ مکرمہ سے روانگی کے وقت آپ کی عمر شریف ۵۳ سال تھی اور ۱۳ سال آپ کی بعثت کو ہو چکے تھے۔ مدینہ منورہ میں آپ کے قیام کی مدت ۸ ربیع الاول ۱۳ نبوت مطابق ۱ ہجری تا ۱۲ ربیع الاول ۱۱ ہجری یوم دوشنبہ ہے یعنی کامل ۱۰ سال اس طرح عمر شریف ۶۳ سال ہوتی ہے۔ آپ کی ولادت شریف' ہجرت اور وصال مبارک میں یوم دوشنبہ مشترک ہے۔

مقام ہجرت دونوں حرمین ہیں۔

آپ دعائے خلیل علیہ السلام اور نوید عیسیٰ علیہ السلام ہیں

ابن جریر نے اپنی تفسیر میں ابوالعالیہ سے روایت کی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب دعا کی کہ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ الآیہ[1] تو ان سے فرمایا گیا کہ ہم نے تمہاری درخواست قبول کر لی وہ ختم الانبیاء سب کے بعد جلوہ افروز ہوں گے۔

امام احمدؒ حاکم اور بیہقی نے عرباض بن ساریہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اپنے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں۔

ابن عساکر نے عبادہ بن صامت سے روایت کی کہ کسی نے عرض کیا' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اپنے بارے میں کچھ بتایئے ارشاد فرمایا ضرور''میں اپنے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں اور جن لوگوں نے میرے ظہور کی بشارت دی تھی' ان میں آخری بشارت دینے والے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں' میں ان کی بشارت ہوں۔

ابن سعد نے بہ طریق جریر از ضحاک روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اپنے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں' انہوں نے اس وقت دعا مانگی جب وہ خانہ کعبہ کی بنیادیں ابھار رہے تھے کہ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ الآیہ یہاں تک کہ حق تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور مجھے ظاہر فرمایا:

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اولاد ابراہیم علیہ السلام کو بشارت

ابن سعد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیوی ہاجرہ کے رخصت کرنے کے لیے حکم فرمایا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام براق پر سوار ہوئے جب آپ کا گزر نرم و شاداب علاقہ پر ہوتا تو فرماتے: اے جبریل علیہ السلام یہاں اتروں؟ مگر جبریل علیہ السلام منع کرتے رہے حتیٰ کہ مکہ آ گئے۔ اب جبریل علیہ السلام نے کہا: سیدنا ابراہیم علیہ السلام' یہاں پر اتر جایئے۔ آپ نے کہا اس مقام پر نہ دودھ دینے والے جانور ہیں اور نہ کھیتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہاں یہیں اتر جایئے۔ اسی جگہ اللہ تعالیٰ آپ کے فرزند کی نسل سے اس نبی اُمی کو مبعوث فرمائے گا جس کے ذریعہ کلمہ دین حق کی تشریع و تکمیل فرمائے گا۔

محمد بن کعب قرظی سے مروی ہے کہ جب ہاجرہ اپنے فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ساتھ نکلیں تو کسی شخص نے ان سے کہا: ''اے حاجرہ! تمہارے یہ فرزند کثیر خاندانوں کا باپ ہے اور انہیں کی نسل سے نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوں گے جو حرم کے بسانے والے ہوں گے۔''[2]

---

[1] رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِكَ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَیُزَكِّیْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝ (سورہ بقرہ ۱۲۹/۱۵) ترجمہ اے رب! ان لوگوں میں خود انہی کی قوم سے ایک ایسا رسول اٹھائیو جو ان کو تیری آیات سنائے ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور ان کی زندگیاں سنوارے تو بڑا مقتدر اور حکیم ہے۔

[2] کعبہ شریف کی تعمیر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے دست مبارک سے ہوئی۔ قرآن کریم میں ارشاد فرمایا گیا ہے۔ وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ (ابراہیم ۱۲۷/۱۵) ترجمہ جس زمین پر کعبہ کی تعمیر ہوئی وہ ایک بے آب و گیاہ میدان تھا جس کو قرآن حکیم (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

محمد بن کعب قرظی سے ہی مروی ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ میں تمہاری نسل سے بادشاہ اور انبیاء پیدا کروں گا اور اس نبی تہامی کو مبعوث فرماؤں گا جس کی امت بیت المقدس کے ہیکل کو مسجد بنائے گی۔ وہ نبی خاتم الانبیاء علیہم السلام ہوگا اور اس کا نام نامی احمد ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی بشارت

طبرانی نے ابوامامہ باہلی سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جب معد بن عدنان کی اولاد چالیس مردوں پر پہنچی تو وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی فوج پر حملہ آور ہوئے اور ان پر لوٹ مار مچادی۔ اس موقع پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بددعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی فرمایا: ''اے موسیٰ! ان کے لیے بددعا نہ کرو اس لیے کہ ان لوگوں کی نسل سے نبی امی بشیر ونذیر پیدا ہوں گے۔ نیز ان میں امت محمدیہ پیدا ہوگی یہ لوگ خدا کے تھوڑے رزق پر راضی ہوں گے اور خدا ان کے تھوڑے عمل سے راضی ہوگا اور وہ امت لآ الٰہ الا اللہ کہتی ہوئی داخل فردوس ہوگی۔ ان کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہیں۔ جو اپنی وضع وقطع میں متواضع ہوں گے۔ ان کا سکوت، حکمت و دانائی کی وجہ سے ہوگا۔ ان کی گفتگو حکمت و دقائق پر مبنی ہوگی۔ حلم اور سنجیدگی ان کی خصلت ہوگی۔ اہل قریش کے بہترین گھرانے میں ان کو پیدا کروں گا۔ وہ قریش کے منتخب روزگار فرد ہوں گے تو وہ بہتر ہیں اور بہتر لوگوں کی طرف مبعوث ہیں اور ان کے متبعین اچھائی اور خیر کی طرف رجوع کرنے والے ہیں۔

کتب سماویہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ (الآیہ)

(سورہ اعراف رکوع ۱۹ آیت ۱۵۷)

جو لوگ ایسے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، نبی امی کا اتباع کرتے ہیں، جن کو وہ لوگ اپنے پاس توریت اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ (تا آخر آیت)

اللہ تعالیٰ کا مزید ارشاد پارہ چھبیس میں اس طرح ہے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کے ساتھی اور اصحاب ہیں، وہ کافروں کے مقابلے میں سخت ہیں اور آپس میں مہربان ہیں تو ان کو دیکھے گا کہ کبھی رکوع کر رہے ہیں کبھی سجدہ کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کے فضل

(بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ سے آگے) نے وَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ (ابراہیم ۷/۳۷) فرمایا ہے یعنی ایسی وادی جو قابل زراعت نہ ہو۔ بنائے کعبہ کے وقت یہ جگہ آبادی سے بالکل خالی تھی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسی لئے اس کی آبادانی کی دعا فرمائی تھی۔ جو بارگاہ خداوندی میں قبول ہوئی۔

حضرت عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ کبھی کبھی حضرت سارہ کی اجازت سے براق پر سوار ہو کر شام سے مکہ مکرمہ تشریف لاتے اسی روز واپس ہو جاتے ایک مدت مدید کے بعد حق تعالیٰ نے خانہ کعبہ کی تعمیر کا حکم دیا۔

فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ط ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰةِ ﺼﻠﮯ وَمَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْاَهٗ - الآیہ

(سورۃ الفتح: رکوع آخر 4 آیت 29)

اور رضامندی کی جستجو میں لگے ہوئے ہیں۔ ان کے آثار بوجہ تاثیر سجدہ کے ان کے چہروں پر نمایاں ہیں۔ یہ ان کے اوصاف توریت میں ہیں اور انجیل میں ان کا یہ وصف ہے کہ جیسے کھیتی کہ اس نے اپنا پٹھا نکالا پھر اُسے طاقت دی پھر وہ کھیتی اور موٹی ہوئی پھر اپنی ساق پر سیدھی کھڑی ہوگئی .....

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ عطاء بن یسار سے روایت کرتے ہیں کہ میں عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے ملا تو میں نے ان سے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی خاص بات بتائیے تو انہوں نے کہا' ہاں! خدا کی قسم آپ صلی اللہ علیہ وسلم توریت میں بیان کردہ اوصاف سے متصف ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت کچھ صفتیں قرآن میں ہیں۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے: ''اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! بے شک ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شاہد' مبشر' نذیر اور اُمیوں کا مامن کر کے رسول بنایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے بندے اور رسول ہیں۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام المتوکل رکھا۔ نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بدخلق ہیں اور نہ سخت مزاج اور نہ درشت خو' نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بازاروں میں زور سے بولنے والے ہیں اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دینے والے ہیں بلکہ عفو و درگزر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصلت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک اس وقت تک قبض نہ فرمائے گا جب تک کہ کج روسیدھے نہ ہو جائیں اور وہ لا الٰہ الا اللہ نہ کہہ لیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اندھی آنکھیں' بہرے کان اور دلوں کے پردے کھولے گا۔ صلی اللہ علیہ وسلم

ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں بہ طریق محمد بن حمزہ بن عبداللہ بن سلام اور انہوں نے اپنے دادا حضرت عبداللہ بن سلام سے روایت کی ہے کہ جب انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت مکہ کی خبر کو سنا تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کو آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اے ابن سلام تم اہل مدینہ کے عالم ہو؟''

انہوں نے عرض کیا: ''ہاں'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میں تمہیں اس خدا کی قسم دیتا ہوں جس نے توریت کو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمایا۔ کیا تم میری صفت اللہ کی کتاب (توریت) میں پاتے ہو؟''

عبداللہ بن سلام نے عرض کیا: ''اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ اپنے رب کا نسب بیان کیجئے!''

یہ سن کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ارتعاش کی کیفیت طاری ہوگئی۔ عین اسی وقت' حضرت جبریل علیہ السلام نے آ کر وحی سنائی:

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ ۝ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝

(سورۃ اخلاص: پارہ عم)

اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ دیجئے۔ وہ اللہ اکیلا ہے' اللہ بے نیاز ہے' نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ کوئی اس کے جوڑ کا ہے۔

حضرت عبداللہ بن سلام نے یہ ''دل نشین و دل کشا'' کلام سن کر عرض کیا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً آپ اللہ کے رسول ہیں اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو تمام دینوں پر غالب فرمائے گا اور بلاشبہ میں نے خدا کی کتاب (توریت) میں یہ پڑھا ہے کہ ''اے نبی! بے شک ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شاہد' مبشر اور نذیر بنا کر بھیجا۔ آپ میرے بندے اور میرے رسول

ہیں۔ میں نے آپ کا نام متوکل رکھا۔ آپ نہ سخت مزاج' درشت خو اور بدگو ہیں اور نہ بازاروں میں چیخنے چلانے والے ہیں اور نہ بدی کا بدلہ بدی سے دیں گے بلکہ عفو و درگزر سے کام لیں گے اور اللہ تعالیٰ اس وقت تک آپ کی روح مبارک کو قبض نہ فرمائے گا جب تک کہ کج رو لوگ سیدھی راہ پر نہ آ جائیں اور وہ دل کے اخلاص کے ساتھ نہ کہنے لگیں ''لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ'' ان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اندھی آنکھیں' بہرے کان اور دلوں کے پردے کھولے گا۔''

اس کے بعد بہ طریق زید بن اسلم' عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف' توریت میں اس طرح ہے "اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا۔" (الاحزاب 6/46) آخر تک آیت قرآن کو پڑھا۔

دارمی نے اپنی مسند میں اور بیہقی نے بہ طریق عطاء بن یسار رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن سلام رضی اللہ عنہ سے اس کی مانند حدیث بیان کی۔

دارمی نے اپنی مسند میں اور ابن عساکر نے کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ پہلی سطر میں ہے "محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول اور اس کے بندے ہیں۔ نہ وہ بدخلق و سخت مزاج اور نہ بازاروں میں شور مچانے والے ہیں او نہ برائی کا بدلہ برائی سے دیتے ہیں۔ مگر بہت زیادہ عفو و درگزر سے کام لیتے ہیں۔ ان کی ولادت کا مقام مکہ مکرمہ اور ہجرت کا مقام مدینہ طیبہ اور ان کی مملکت شام میں ہے۔" اور دوسری سطر میں ہے:

''محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں' ان کی امت بہت زیادہ حمد کرنے والی ہے' وہ ہر خوشی اور غم میں اللہ کی حمد کریں گے اور ہر جگہ اللہ کی حمد کریں گے اور ہر بلندی پر اس کی کبریائی بیان کریں گے۔ سورج پر نگہداشت کرتے ہوئے نمازیں پڑھیں گے۔ اگرچہ وہ سواری پر سوار ہوں اور وہ لوگ اپنی کمروں پر تہبند باندھیں گے' ان کے اعضائے وضو روشن ہوں گے اور رات کے وقت ان کی آوازیں فضائے آسمانی میں شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی مانند گونجتی ہوں گی۔'' (یہ حدیث اصحاب طریقت کیلئے حجت ہے)

دارمی' ابن سعد اور ابن عساکر نے بہ روایت ابی فروہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ انہوں نے کعب احبار رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف توریت میں کس طرح پائی؟ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے بتایا۔ ہم نے توریت میں پڑھا ہے کہ: ''محمد بن عبداللہ مکہ میں پیدا ہوں گے اور مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کر کے تشریف لے جائیں گے اور ان کا ملک شام ہوگا۔ نہ وہ بے ہودہ گو ہوں گے اور نہ بازاروں میں شور مچانے والے اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دیں گے بلکہ عفو و درگزر سے کام لیں گے۔ ان کی امت بہت زیادہ حمد کرے گی' وہ ہر رنج و راحت میں حمد کرے گی اور ہر بلندی پر اللہ کی کبریائی بیان کرے گی اور اپنے اعضاء کا وضو کرے گی اور کمر پر تہبند باندھے گی اور اپنی نمازوں میں اس طرح صف بستہ ہوگی جس طرح میدان جنگ میں صف بستہ کھڑے ہوتے ہیں۔ ان کی مساجد میں گونج ہوگی جس طرح شہد کی مکھیاں بھنبھناتی ہیں۔ ان اذانوں کی آواز فضائے آسمانی میں سنی جائے گی۔

زبیر بن بکار نے ''اخبار مدینہ'' میں اور ابونعیم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میری علامات اور اوصاف میں (سابقہ کتب سماوی) میں بیان ہوا ہے کہ:

ا۔ کعب بن سلام رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جو اوصاف والا بیان کئے ہیں اور کتب سماوی کی جو پیش گوئیاں پیش کیں وہ ان کے اپنے الفاظ میں عبرانی زبان سے عربی زبان میں آئے۔ قارئین کرام ملحوظ رکھیں کہ آیات قرآنی ان کتب سماوی کی آیات کے مترادف نہیں یعنی ان مفاہیم کو پیش کرتی ہیں جو کتب سماوی میں بزبان عبرانی بیان کئے گئے ہیں۔

''احمد (ﷺ) متوکل ہیں' ان کی جائے ولادت مکہ اور ان کا مقام ہجرت مدینہ ہے' نہ وہ بد خلق اور سخت مزاج ہیں اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دینے والے بلکہ برائی کا بدلہ بھلائی سے دینے والے ہیں۔ ان کی امت بہت زیادہ حمد کرنے والی اور نصف کمر پر تہبند باندھنے والی ہے' وہ اپنے اعضائے جسمانی پر وضو کریں گے اور ان کے سینوں میں کتابِ الٰہی ہوگی' وہ نمازوں کیلئے اس طرح صف باندھیں گے جس طرح میدانِ جنگ میں صفیں باندھی جاتی ہیں اور ان کی قربانیاں ایسی ہوں گی جس طرح میرا قرب حاصل ہوگا۔ راتوں رات میں عبادتیں کریں گے اور دنوں میں وہ شیر دل (اللہ کے دین کے سپاہی) جنگ کریں گے۔''[1]

ابن سعد اور حاکم نے صحت کے ساتھ اور بیہقی و ابونعیم نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے اوصاف انجیل میں اس طرح ہیں کہ: ''وہ بد خلق ہیں نہ سخت مزاج' نہ سوقیانہ اور بازاری انداز سے شوروغوغا کرنے والے اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دینے والے ہوں گے بلکہ عفو و درگزر سے کام لیں گے۔

بیہقی اور ابونعیم نے ام الدرداء سے جو حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی زوجہ ہیں' روایت کی ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ:

''آپ توریت میں رسول اللہ ﷺ کے اوصاف کس طرح پاتے ہیں۔'' تو انہوں نے جواب میں فرمایا:

''ہم نے توریت میں حضور ﷺ کی یہ صفتیں پائیں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور ان کا نام متوکل ہے' وہ نہ بد خلق ہیں نہ سخت مزاج اور نہ سوقیانہ و بازاری فقرے اور آوازے کستے ہیں اور انہیں کنجیاں عطا فرمائی گئی ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ اندھی آنکھوں کو بینائی دے اور بہرے کانوں کو شنوائی بخشے اور ٹیڑھی زبانیں حضور ﷺ کے ذریعہ سیدھی ہوں گی' یہاں تک کہ 'لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ'' کی وہ گواہی دیں گے۔ وہ مظلوموں کی دستگیری فرمائیں گے اور کمزوروں کو زورداروں سے بچالیں گے۔''[2]

ابونعیم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جب توریت نازل ہوئی اور انہوں نے اسے پڑھا تو اس امت کا تذکرہ اس میں پایا' انہوں نے عرض کیا۔ اے رب! میں توریت کی تختیوں میں اس امت کا ذکر پاتا ہوں جن کا زمانہ تو آخری زمانہ ہوگا مگر ان کا داخلہ جنت میں پہلے ہوگا' تو ایسے لوگوں کو میری امت میں شامل فرمادے۔ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا' وہ امت تو احمد مجتبےٰ نبی آخرالزماں ﷺ کی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔ اے پروردگار! میں نے ان تختیوں سے یہ جانا ہے کہ وہ امت فرمانبردار ہوگی اور ان کی دعائیں مستجاب ہوں گی تو اسے میری امت بنادے۔ رب عظیم نے فرمایا: وہ امت تو احمد مجتبیٰ ﷺ کی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر عرض کیا: اے پروردگار عالم! میں نے ان الواح میں پڑھا ہے کہ وہ ایسی امت ہے کہ جس کے سینوں میں کتاب الٰہی ہے جس کو وہ پڑھیں گے تو اظہار ہوگا' تو اس امت کو میری امت بنادے۔ حق تعالیٰ نے پھر فرمایا وہ امت تو احمد مجتبیٰ ﷺ کی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔ اے پروردگار کائنات! میں نے ان الواح میں پایا ہے کہ

---

[1] علامہ سیوطی کے یہ الفاظ عبرانی عبارات کا ترجمہ ہے۔ جس کو مترجمین نے عربی سے اردو میں منتقل کیا ہے۔

[2] توریت کے اصل الفاظ عبرانی زبان میں ہیں۔ علامہ سیوطی علیہ الرحمۃ نے ان کا ترجمہ عربی میں پیش فرمادیا ہے اور یہاں انہی عربی الفاظ کو اردو میں پیش کیا جارہا ہے۔ قارئین یہ نہ سمجھیں کہ توریت کے اصل الفاظ یہ ہیں۔

وہ امت غنائم سے تمتع کرے گی تو اس امت کو میری امت بنادے۔ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا' وہ امت تو احمد مجتبیٰ ﷺ کی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔ میں نے ان الواح[1] میں دیکھا ہے کہ وہ امت صدقات کے اموال کھائے گی اور پھر اس پر انہیں اجر وثواب بھی دیا جائے گا' تو اس کو میری امت بنادے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا' وہ امت احمد مجتبیٰ ﷺ کی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔ اے رب! میں نے ان الواح میں دیکھا ہے کہ اس امت کا کوئی شخص اگر نیکی کرنے کا ارادہ کرے اور وہ کسی بے بسی کی بنا پر اس نیکی کو نہ کر سکے' تب بھی وہ نیکی اس کے حساب میں تحریر کرلی جائے گی اور اگر وہ اس نیکی کو عمل میں لے آئے تو اس کیلئے دس نیکیاں درج کی جائیں گی' تو اس امت کو میری امت بنادے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ امت تو احمد مجتبیٰ ﷺ کی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔ اے رب قدیر! میں نے الواح مقدسہ میں دیکھا ہے کہ جب اس امت میں سے کوئی شخص بدی کرنے کا ارادہ کرے اور پھر خوف خداوندی سے باز رہے تو کچھ نہ لکھا جائے گا اور اگر ارتکاب کرلے تو ایک ہی بدی لکھی جائے گی' تو اس امت کو میری امت بنادے۔ فرمایا احمد مجتبیٰ ﷺ کی ہی وہ تو امت ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے رب! میں نے ان الواح میں تحریر پایا ہے کہ وہ امت علم اولین وآخرین کی وارث ہوگی اور گمراہ پیشواؤں اور مسیح دجال کو ہلاک کرے گی' اس کو میری امت بنادے۔ ارشاد فرمایا وہ احمد مجتبیٰ ﷺ کی امت ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔ اے مہربان پروردگار! پھر تو مجھے احمد مجتبیٰ ﷺ کی امت میں شامل فرمادے۔ اس کے جواب میں ان کو دو خصلتیں عطا فرمائی گئیں اور حق تعالیٰ نے فرمایا:

يٰمُوْسٰى اِنِّىْ اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِىْ وَبِكَلَامِىْ فَخُذْ مَاۤ اٰتَيْتُكَ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ۔

اے موسیٰ میں نے تم کو اپنی رسالت اور اپنے کلام کے ساتھ لوگوں کیلئے چن لیا' تو جو کچھ تم کو دے رہا ہوں اسے لو! اور شکر گزاروں میں ہو جاؤ۔

اس ارشاد پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے رب! میں راضی ہوگیا۔

ابو نعیم نے عبدالرحمن معافری سے روایت کی کہ کعب احبار رضی اللہ عنہ نے ایک یہودی عالم کو روتے ہوئے دیکھا تو اس سے پوچھا کیوں روتا ہے؟ اس نے جواب دیا' مجھے کچھ باتیں یاد آ گئی ہیں۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: خدا کی قسم اگر میں تجھے بتادوں کہ تو کن باتوں کو یاد کرکے رویا ہے تو کیا تو میری تصدیق کرے گا؟ اس نے کہا۔ ہاں۔

انہوں نے اس سے کہا: میں تجھے اللہ کا واسطہ اور قسم دیتا ہوں' کیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل شدہ کتاب میں یہ واقعہ نہیں پاتا کہ "حضرت موسیٰ علیہ السلام نے توریت پر نظر ڈالی تو بارگاہ خداوندی میں عرض کیا اے میرے پروردگار! میں توریت میں ایسی امت کا ذکر پاتا ہوں جو ایک بہترین امت ہے' وہ لوگوں کو ہدایت کے لیے پیدا کی گئی ہے جو نیکیوں کا حکم کرتی اور برائیوں سے روکتی ہے[2] اور وہ

---

[1] حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تورات الواح کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی تھی۔ الواح کی تعداد میں اختلاف ہے۔ اکثریت کا قول یہ ہے کہ یہ تعداد دس الواح ہے اور اسی پر اجماع ہے۔ حضرت عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں: کہ یہ تعداد سات' آٹھ یا دس الواح ہے۔

[2] اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام مجید میں اس امت کا تعارف اس طرح کرایا ہے۔ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ

کتاب اوّل اور کتاب آخر پر ایمان رکھتی ہے اور وہ گم کردہ راہ افراد اور قوموں سے قتال کرے گی حتیٰ کہ شیطان دجال کو ہلاک کرے گی۔اے میرے رب! ان لوگوں کو میری امت میں شامل کر دے۔حق تعالیٰ نے فرمایا وہ امت تو احمد مجتبیٰ ﷺ کی ہے۔''

اس عالم یہود نے کہا:''درست ہے!''

پھر حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:''میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں' کیا تو نے کتاب موسیٰ علیہ السلام میں نہیں پاتا کہ' جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آیت کو پڑھا تو عرض کیا: اے الہ العالمین! میں اس میں ایک امت کا تذکرہ پاتا ہوں کہ وہ بہت حمد و ثنا کرنے والی اور سورج کی نگہبانی کرنے والی ہوگی اور جب وہ کسی بات کا ارادہ کرے گی تو اس میں استحکام ہوگا اور انشاء اللہ سے آغاز کرے گی' تو اُن لوگوں کو میری امت میں شامل کر دے۔اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وہ امت تو احمد مجتبیٰ ﷺ کی امت ہے''۔

اُس یہودی عالم نے کہا:''تمہارا کہنا درست ہے''۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا:''میں تجھے قسم دیتا ہوں' کیا تو نے کتابِ آسمانی میں یہ نہیں پڑھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے صحیفۂ آسمانی کے مطالعہ کے بعد التجا کی۔اے خالق کائنات! میں مطلع ہوا ہوں کہ ایک امت ایسی ہے جب ان میں سے کوئی بلندی پر چڑھتا ہے تو خدا کی کبریائی بیان کرتا ہے اور جب نیچے اترتا ہے تو تمجید کرتا ہے' ان کے لیے روئے زمین کی تمام سطح سجدہ گاہ اور مٹی پاک و طاہر کر دی گئی ہے جسے وہ رفع نجاست و جنابت کیلئے استعمال کریں گے۔ان کے اعضاء وضو روشن اور چمکدار ہوں گے' تو انہیں میری امت بنا دے۔'' اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وہ تو احمد مجتبیٰ ﷺ کی امت ہے۔

یہودی عالم نے کہا: بالکل صحیح ہے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: میں پھر تجھے قسم دیتا ہوں کہ کیا تو نے خدا کی نازل کردہ کتاب میں نہیں پڑھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب توریت کو پڑھا تو عرض کیا:''اے رب قدیر! میں ایسی امت مرحومہ[ع] کا ذکر پاتا ہوں جو اپنی کمزوری کے باوجود کتاب اللہ کی وارث ہے اور ان کو تو نے برگزیدہ کیا ہے مگر کچھ تو ان میں اپنی جانوں پر زیادتی کریں گے اور کچھ لوگ راہ اعتدال پر چلیں گے اور کچھ لوگ ان میں سے نیکیوں میں سبقت لے جائیں گے۔

پس اے صاحب جود و عطا! ان سب کو میری امت بنا دے۔'' اللہ تعالیٰ نے فرمایا' وہ تو احمد مجتبیٰ ﷺ کی امت ہے۔

یہودی عالم نے کہا: تم نے حقیقت بیان کی۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں' جواب دے کہ تو نے کتابِ مُنَزَّل میں یہ نہیں پایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تلاوتِ تورات کے بعد دعا کی:''اے کارساز عالم! میں الہامی کتاب میں ایک ایسی امت کا تذکرہ پاتا ہوں جن کے سینوں میں کتابِ خداوندی منقوش ہے اور وہ لوگ عالم آخرت میں اہل جنت کے رنگارنگ لباس زیب جسم کریں گے اور اپنی نمازوں میں ایسی صف بندی کریں گے جیسی فرشتے کرتے ہیں۔مسجدوں میں ان کی آوازیں شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی مانند گونجیں گی۔ان لوگوں میں سے کوئی ایک بھی جہنم میں نہ جائے گا۔بجز اس کے جو نیکیوں سے بالکل تہی دامن ہو جس طرح خزاں کا درخت ننگا ہوتا ہے۔پس

ع امت مرحومہ سے مراد ملت اسلامیہ ہے۔

اے مجیب! ان لوگوں کو میری امت میں شامل فرمادے۔'' باری تعالیٰ نے فرمایا وہ تو احمد مجتبیٰ ﷺ کی امت ہے۔
یہودی عالم نے کہا تم نے صداقت کا اظہار کیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب اس فضیلت کا علم ہوا اور رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کی امت کو اللہ تعالیٰ شانہ نے مرحمت فرمائی ہے تو احساس فضیلت و برتری کی بنا پر خواہش کی کہ کاش میں بھی امت محمدیہ میں شامل ہو سکتا۔ اس حالت تاثر میں اللہ تعالیٰ نے ان پر تین آیتیں نازل فرمائیں اور ان کے ذریعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مسرت و انبساط بخشا گیا۔ ان آیاتِ مبارکہ کے مضمون کو اس طرح بیان فرمایا گیا ہے: یٰمُوْسٰۤى اِنِّى اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِىْ وَبِكَلَامِىْ الآیہ۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو طمانیت قلب حاصل ہوگئی اور وہ خوش ہوگئے۔

ابونعیم نے سعید بن ابی ہلال سے روایت کی کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مجھ کو رسول اللہ ﷺ اور آپ رضی اللہ عنہ کی امت کے بارے میں بتائیے۔ انہوں نے کہا میں خدا کی کتاب توریت میں ان کا تذکرہ اس طرح پاتا ہوں کہ:
''حضور احمد مجتبیٰ ﷺ اور ان کی امت بہت زیادہ حمد الٰہی میں مصروف رہنے والی ہے جو مساعد اور نامساعد ہر حال میں اللہ کی حمد کرے گی۔ ہر بلندی پر کبریائی اور ہر پستی پر تسبیح بجالائے گی۔ ان کی اذانیں فضائے آسمانی میں گونجیں گی اور ان کی نمازوں میں بھی اس طرح گونج ہوگی جیسے درخت پر شہد کی مکھیوں کی گونج ہوتی ہے۔ وہ فرشتوں کی صفوں کی مانند اپنی نمازوں میں صفیں بنائیں گے اور میدانِ جہاد میں بھی مثل نمازوں کے صف بندی کریں گے۔ فرشتے ان کے آگے اور پیچھے تیز پیکاں والے تیر لیے کھڑے ہوں گے اور جب وہ راہ خدا میں صف بستہ ہوں گے تو حق تعالیٰ ان پر سایہ کناں ہوگا۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر اپنے ہاتھ سے اشارہ کرکے بتایا کہ جس طرح شاہین اپنے آشیانہ پر سایہ کرتا ہے اسی طرح یہ لوگ میدان جنگ میں قائم رہیں گے تاوقتیکہ جبریل علیہ السلام نہ آجائیں۔

ابونعیم نے ''حلیہ'' میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بنی اسرائیل کے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ جو شخص مجھ سے اس حال میں ملے کہ وہ احمد مجتبیٰ ﷺ کا منکر ہے تو میں اسے جہنم میں داخل کروں گا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے رب! احمد کون ہے؟ فرمایا:
''میں نے کسی مخلوق کو ان سے بڑھ کر مکرم نہیں بنایا اور میں نے ان کا نام تخلیق آسمان و زمین سے پہلے عرش پر لکھا۔ بلاشبہ میری تمام مخلوق پر جنت حرام ہے جب تک وہ ان کی امت میں داخل نہ ہو۔'' موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ ان کی امت کیسی ہے؟ فرمایا وہ بہت زیادہ حمد کرنے والی امت ہے جو چڑھتے اور اترتے ہر حال میں خدا کی حمد کرنے والی ہے۔ وہ اپنی کمریں باندھیں گے اور اعضاء کو پاک کریں گے۔[1] وہ دن میں روزہ دار اور شب میں ذکر و اذکار اور عبادت گزار ہوں گے۔ میں ان کے قلیل عمل قبول کروں گا اور لا الٰہ الا اللہ کی شہادت پر ان کو جنت میں داخل کروں گا۔'' عرض کیا: اس امت کا نبی مجھے بنادے؟ فرمایا اس امت کا نبی انہیں میں سے ہوگا۔ عرض کیا مجھے اس نبی کا امتی بنادے! فرمایا تمہارا زمانہ پہلے ہے اور ان کا زمانہ آخر میں۔ لیکن بہت جلد میں تم کو اور ان کو بیت

---

[1] یعنی وضو کیا کریں گے۔

الجلیل میں یکجا کردوں گا۔

ابن ابی حاتم اور ابونعیم نے وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اشعیاء علیہ السلام پر وحی فرمایا:

''میں نبی امی کو مبعوث کرنے والا ہوں' جس کے ذریعے بہرے کان' محجوب دل اور اندھی آنکھیں کھولوں گا۔ اس کی جائے ولادت مکہ اور مقام ہجرت مدینہ اور اس کا ملک شام ہے۔ یہ میرا بندہ متوکل' مصطفیٰ' مرفوع' حبیب' محبوب اور مختار ہے۔ جو برائی کا بدلہ برائی سے نہ دے گا بلکہ عفوودرگزر اور بخشش سے کام لے گا۔ ایمان دار لوگوں کے ساتھ رحم دلی برتے گا اور قوت سے زیادہ لدے ہوئے اور بوجھل جانور کو دیکھ کر دردمند ہوجائے گا اور بے سہارا عورت کی گود میں یتیم بچوں کے لیے وہ دل گرفتہ ہوگا۔ نہ وہ بدخلق ہوگا' نہ سخت مزاج' نہ بازاروں میں شور مچاتا پھرے گا' نہ فحش کے ذریعے زینت کو پسند کرے گا' نہ وہ یاوہ گو ہے' نہ بری بات کہنے والا۔ اگر وہ چراغ کے قریب سے گزرے گا تو سکون و وقار سے' تاکہ چراغ گل نہ کردے اور اگر وہ طویل وسخت میدان پر بھی رواں ہوگا تو اس کی رفتار پروقار اور بے آواز ہوگی۔ وہ مبشر ونذیر ہے۔ میں اس کے اعمال توازن اور اخلاق میں حسن وعظمت دوں گا' طمانیت و وقار کو اس کا لباس بناؤں گا اور نیکی کو اس کا شعار' تقوے کو اس کا ضمیر اور حکمت کو اس کی فراست بناؤں گا اور صدق و وفا اس کی طبیعت ہوگی اور عفو وبخشش اور بھلائی اس کی عادت ہوگی' عدل وانصاف اس کی سیرت' حق اس کی شریعت' ہدایت اس کا امام اور اسلام اس کی ملت ہوگی۔ اس کا نام گرامی احمد ﷺ ہے۔ میں اس کے ذریعہ گمراہی سے لوگوں کو نجات دوں گا اور اس کے ذریعہ جہالت سے لوگوں کو علم عطا کروں گا اور اس کے ذریعہ گمنامی کے بعد سربلندی عطا کروں گا اور ناواقفیت کے بعد اس کے ذریعہ لوگوں کو معرفت دوں گا اور قلت کے بعد اس کے ذریعہ کثرت دوں گا اور مفلسی کے بعد اس کے ذریعہ تونگر بناؤں گا اور انتشار وتفریق کے بعد اس کے ذریعہ مجتمع کروں گا اور دلوں میں اس کے ذریعہ الفت پیدا کروں گا اور پراگندہ خیالات مختلف گروہوں کے درمیان اتحاد فکر اور خیرسگالی پیدا کروں گا اور اس کی امت کو خیرامت یعنی بہترین امت بناؤں گا[۲] جو لوگوں کی ہدایت کیلئے ظاہر کی گئی ہے' وہ امت نیکی کا حکم دے گی اور برائی سے منع کرے گی۔ وہ لوگ میری وحدانیت کا چرچا کریں گے اور مجھ پر ایمان لائیں گے' میرے ساتھ عقیدہ اور محبت میں اخلاص ہوگا اور میرے تمام انبیاء علیہم السلام اور رسول جو الہام و ہدایت لائے ہیں وہ ان سب کی تصدیق کریں گے اور وہ لوگ نمازوں کے اوقات کیلئے سورج کے طلوع وغروب پر نظر رکھیں گے۔ ایسے دموں' ایسے چہروں اور ایسی روحوں کو خوشخبری ہو جو میرے ساتھ مخلص ہوں گے۔ میں ان کی مسجدوں میں' مجلسوں میں' ان کے کاروباری اداروں میں' ان کی گزرگاہوں میں اور ان کی آرام گاہوں میں تسبیح وتکبیر اور تحمید وتوحید کرنے کی توفیق دوں گا۔ وہ اپنی مساجد میں اس طرح صفیں بنائیں گے جس طرح عرش کے گرد

---

۱ قرآن حکیم نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ تمام اوصاف جگہ جگہ بیان فرمائے ہیں۔ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ آپ رؤف الرحیم بھی ہیں اور بشیر و نذیر بھی۔ آپ کا وجود گرامی ان تمام خصائص اور کمالات کا آئینہ دار تھا۔ اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ اس پر دال ہے۔

۲ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ

اس سورۃ میں ایک اور جگہ فرمایا

مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِى الْخَيْرٰتِ وَاُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ (پارہ 4 سورہ آل عمران)

فرشتے صف بناتے ہیں۔ وہ میرے محبوب و محسن اور مددگار ہیں۔ میں ان کے ذریعے اپنے دشمنوں سے بدلہ لوں گا۔ وہ میرے لیے قیام و قعود اور رکوع و سجود کے ساتھ نمازیں پڑھیں گے۔ وہ میری رضا و خوشنودی کی خاطر اپنے دیار و اعصار اور جائیدادوں سے دست کش ہوں گے' وہ قتل کریں گے اور شہید بھی ہوں گے۔ ان کی جماعت مجاہدین میں بڑی تعداد ہوگی۔ میں ان کی کتاب کے ذریعہ دوسری کتابوں کو اور ان کے نظام زندگی کے ذریعہ دوسرے باطل نظاموں کو اور ان کے قانون شریعت کے ذریعے دوسرے خلاف عدل سیاہ قوانین کو ختم کروں گا۔ پس جو کوئی بھی ان کے زمانہ کو پائے پھر بھی ان کی کتاب کو نہ مانے اور ان کے دین یعنی نظام حیات اور قانون شریعت کو نہ اپنائے' تو وہ میرا نہیں اور مجھ سے بری ہے۔

میں نے ان کو تمام امتوں پر افضل بنایا اور نیز ان کو ''امت وسط'' اور تمام لوگوں پر گواہ بنایا۔ جب وہ غضبناک ہوتے ہیں تو میری تکبیر کہتے ہیں اور جب وہ لاچار ہوتے ہیں تو میری کبریائی بیان کرتے ہیں اور جب جھگڑتے ہیں تو میری تسبیح کرتے ہیں۔ وہ اپنے چہروں اور اپنے ہاتھوں اور پاؤں کو وضو کے ساتھ پاک و صاف کرتے ہیں اور نصف کمر پر تہبند باندھتے ہیں اور ہر نشیب اور فراز پر تہلیل و تکبیر کرتے ہیں۔ ان کی قربانیاں ان کا خون بہانا۔ کتاب اللہ ان کے سینوں میں محفوظ ہے' وہ رات کو عبادت کرتے ہیں اور دن کو روزہ رکھتے ہیں۔ ان کا منادی یعنی مؤذن اپنی آواز سے فضائے آسمانی میں گونج پیدا کردیتا ہے' جس طرح شہد کی مکھی کی بھنبھناہٹ ہوتی ہے۔ خوشخبری ہو اسے جو ان کے ساتھ ہے اور ان کے دین' ان کے طریقہ اور ان کی شریعت پر ہے۔ یہ میرا فضل ہے میں جسے چاہتا ہوں دیتا ہوں اور میں ہی صاحب فضل عظیم ہوں۔

بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ آں حضرت ﷺ کی خدمت میں جارود بن عبداللہ رضی اللہ عنہ آئے اور اسلام قبول کیا۔ پھر کہا قسم ہے اس ذات اقدس کی جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ بلاشبہ میں نے انجیل میں آپ کی صفت پائی ہے اور یقیناً آپ ﷺ کی بشارت ابن مریم حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی ہے۔

ابونعیم نے حضرت سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہما نے کعب احبار رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم عہد رسالت ﷺ اور زمانہ خلافت ابوبکر رضی اللہ عنہ میں ایمان نہیں لائے' اب امارت فاروقی میں اسلام لائے ہو اس کی کیا وجہ ہے؟ انہوں نے جواب دیا'' میرے والد نے میرے لیے ایک کتاب جو توریت سے ماخوذ تھی لکھی اور میرے حوالے کرتے ہوئے فرمایا اس کے بموجب عمل کرنا' نیز حقوق ابوت کا احساس دلاتے ہوئے مجھ سے عہد لیا کہ میں اس کتاب کی مہر کو نہ توڑوں' کیونکہ انہوں نے اپنی تمام کتابوں پر مہریں لگادی تھیں۔ پھر جب میں نے اسلامی تحریک کو دیکھا تو اس میں از سرتا پا بھلائی اور اس کی اشاعت میں ارتقاء اور غلبہ پایا' تو مجھے خیال ہوا کہ شاید اس کتاب میں میرے باپ نے کچھ ضروری علم میرے لیے مخفی کر رکھا ہے' لہٰذا میں نے مہر کو ہٹایا تو اس میں حضور ﷺ کی اور آپ ﷺ کی امت یعنی پیروان رسول ﷺ کی توصیف پائی۔ بہرحال میں اب آیا اور اسلام لایا۔

ابونعیم نے بہ طریق شہر رحمۃ اللہ علیہ بن حوشب' حضرت کعب سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میرا باپ تمام لوگوں میں حضرت موسیٰ

---

۱ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا (سورۃ بقرہ پارہ ۲) (اور ہم نے تم کو ایسی ہی ایک جماعت بنا دیا ہے جو نہایت اعتدال پر ہے تاکہ تم (مخالف) لوگوں کے مقابلہ میں گواہ ہو اور تمہارے لیے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) گواہ ہوں۔

علیہ السلام پر نازل شدہ کتاب کا بہت بڑا عالم تھا۔ وہ علم کو مجھ سے چھپاتا بھی نہ تھا۔ اس نے اپنی موت کے وقت مجھے بلایا اور کہا: اے بیٹے! تم جانتے ہو کہ میں نے اپنے علم کو تم سے پوشیدہ نہیں رکھا ہے بجز دو ورقوں کے۔ ان اوراق میں ایک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے جن کی بعثت کا زمانہ بہت قریب ہے۔ لہٰذا میں نے مناسب سمجھا کہ میں تمہیں اس کی اطلاع کر دوں اس لیے کہ مجھے خطرہ ہے کہ بعض نبوت کے جھوٹے مدعی ظاہر ہوں اور تم ان کی اطاعت کرنے لگو۔ لہٰذا میں نے ان دونوں ورقوں کو تمہارے سامنے روزن میں رکھ دیا ہے اور ان پر مہر لگادی ہے۔ تم ان اوراق کو ابھی نہ دیکھنا۔ ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے بھلائی کا ارادہ فرمائے اور نبی مذکور آ جائے تو تم اس کی پیروی کرنا۔ اس کے بعد فوت ہو گئے اور ہم نے ان کو دفن کر دیا۔ اس کے بعد میرے لیے کوئی شے اس سے زیادہ محبوب نہ تھی کہ میں ان اوراق کو دیکھوں۔ بالآخر میں نے اس روزن کو کھولا اور ان ورقوں کو نکالا۔ ان میں لکھا تھا:

محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) خاتم النبیین ہیں' ان کی جائے ولادت مکہ اور ان کا مقام ہجرت مدینہ۔ وہ نہ بدخلق ہیں نہ سخت مزاج' نہ بازاروں میں شور مچانے والے ہیں اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دینے والے ہیں۔ وہ عفو و درگزر سے کام لیں گے۔ ان کی امت بہت زیادہ حمد کرنے والی ہوگی۔ وہ لوگ ایسے ہوں گے کہ ہر حالت میں اللہ کی حمد کریں گے۔ ان کی زبانیں حمد و سپاس میں سرگرم' وہ دشمنانِ دین کے مقابلے میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کریں گے۔ وہ اپنی شرم گاہوں کو دھوئیں گے اور نصف کمر تک تہبند باندھیں گے۔ خدا کی کتاب ان کے سینوں میں ہوگی اور وہ باہم اتنے رحیم و کریم ہوں گے جس طرح ماں جائے بھائی باہم رفیق و شفیق ہوتے ہیں اور وہ لوگ قیامت کے دن تمام لوگوں سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔''

<u>مزید شہادت:</u> کعب نے بیان کیا' اس کے بعد جب تک خدا نے چاہا میں ٹھہرا رہا۔ پھر مجھے اطلاع ملی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں مبعوث ہوئے ہیں۔ میں انتظار کرنے لگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر یقین کرنے کے لیے ثبوت مل جائے۔ اس کے بعد مجھے خبر ملی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے رحلت فرمائی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ منتخب ہو گئے ہیں اور ان کا لشکر ہمارے علاقہ کی طرف آ رہا ہے۔ میں نے دل میں کہا میں ان کے دین کو اس وقت تک قبول نہیں کروں گا جب تک میں ان کے اقوال و اعمال کو نہ دیکھ لوں۔ بالآخر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مقرر کردہ عامل ہماری طرف آئے اور میں نے ان کے اندر وفائے عہد اور وہ جملہ علامات دیکھ لیں تو جان لیا کہ یہ وہی امت اور وہی لوگ ہیں جن کا میں انتظار کر رہا تھا۔

اللہ تعالیٰ گواہ ہے' ایک رات میں اپنے مکان کی چھت پر تھا تو میں نے دیکھا کہ مسلمانوں میں سے ایک شخص کلام الٰہی کی یہ آیت تلاوت کر رہا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا۔ الآیہ

اے لوگو! ہماری نازل کردہ کتاب پر ایمان لے آؤ جو اس کی تصدیق کرتی ہے جو تمہارے پاس ہے۔ (ایمان لے آؤ) اس سے پہلے کہ ہم تمہارے چہروں کو مسخ کر ڈالیں۔

جب میں نے اس آیت کو سنا تو میں ڈر گیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ صبح ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ میرے منہ کو میری گدی کی طرح کر دے۔ اس وقت میری بس ایک خواہش تھی کہ کسی صورت سورج طلوع کر آئے اور کاش ابھی صبح ہو جائے۔

پھر جب صبح ہوئی تو میں مسلمانوں کے پاس گیا۔ (اس آیت کو ابن عساکر نے بہ طریق میسب بن رافع وغیرہ حضرت کعب سے نقل کیا ہے۔)

بیہقی نے وہب بن منبہ سے نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی فرمائی: "اے داؤد! تمہارے بعد جلد ہی ایک نبی آئے گا جس کا نام احمد' محمد اور صادق ہے۔ نہ اس پر میرا کبھی غضب ہوگا اور نہ کبھی وہ میری نافرمانی کرے گا۔ میں اس کے سبب اس سے اگلے اور پچھلے لوگوں کے گناہ معاف کروں گا۔ اس کی امت' امت مرحومہ ہے' میری بخشش ان پر بہت ہوگی' ان میں سے بعضوں پر بعض بخششیں انبیاء علیہم السلام کی مانند ہوں گی۔ میں ان پر ایسے فرائض لازم کروں گا جو انبیاء علیہم السلام پر کیے ہیں۔ وہ امت قیامت کے دن اس شان سے آئے گی کہ ان کا نور انبیاء علیہم السلام کے نور کے مانند ہوگا اور یہ نور اس عائد کردہ فرض کی وجہ سے ہوگا کہ وہ انبیاء علیہم السلام کی طرح ہر نماز کیلئے طہارت کریں گے اور مثل انبیاء علیہم السلام کے غسل جنابت کریں گے اور انبیاء علیہم السلام کی طرح حج کریں گے اور مثل انبیاء علیہم السلام کے دین حق کی مدافعت اور اشاعت کیلئے جہاد کریں گے۔ اے داؤد علیہ السلام! میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت کو تمام امتوں پر فضیلت دی ہے۔ نیز میں ان کو ایسی چھ خصلتیں دوں گا جو میں نے دیگر کسی امت کو نہیں دی ہیں اور ان کی خطاء ونسیان پر مواخذہ نہ کروں گا۔

طبرانی' بیہقی' ابونعیم اور ابن عساکر نے فلتان بن عاصم سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ ایک شخص آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کیا تم نے توریت پڑھی ہے؟ اس نے کہا "ہاں" پھر ارشاد فرمایا: کیا انجیل بھی؟ اس نے کہا" جی ہاں" حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قسم دے کر کہا:

"کیا تم نے توریت اور انجیل میں میری صفت پڑھی ہے؟"

اس نے کہا" آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف کی مانند اوصاف' آپ کی ہیئت کی مانند ہیئت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے مانند ظاہر ہونے کا حال ہم نے پڑھا ہے۔ مگر ہمیں امید ہے کہ وہ نبی ہم میں سے ہوگا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہور فرمایا تو ہمیں اندیشہ ہوا کہ وہ نبی موعود شاید آپ ہی ہوں۔ پھر جب ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو ہم سمجھ گئے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہیں۔

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" یہ تم نے کیسے جانا؟"

اس نے کہا" ان کے ساتھ ان کی امت میں سے ستر ہزار ایسے لوگ ہوں گے جن پر کچھ حساب وکتاب اور عذاب نہ ہوگا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال یہ ہے کہ تھوڑے سے لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہیں۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے' یقیناً میں ہی وہ نبی ہوں اور جس امت کی تم نے تعریف بیان کی ہے وہ میری ہی امت ہے اور وہ ستر ہزار سے بہت زیادہ ہے۔"

طبرانی' ابن حبان' حاکم' بیہقی اور ابونعیم نے حضرت عبداللہ بن سلام سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے جب زید بن سعنہ کی ہدایت کا ارادہ فرمایا تو زید بن سعنہ کہتے ہیں کہ جس وقت میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر نظر ڈالی تو علاماتِ نبوت میں سے کوئی علامت باقی نہ رہی جس کو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روئے انور میں نہ دیکھا لیا ہو۔ صرف دو باتیں ایسی رہیں' جن کو میں

چہرۂ انور سے نہ پہچان سکا۔ ایک یہ کہ آپ ﷺ کا حلم آپ ﷺ کے جہل پر غالب ہوگا۔ دوسرے یہ کہ دوسروں کے جہل کی بنا پر آپ ﷺ شدت کرنے سے آپ ﷺ کا حلم ہی زیادہ ہوگا۔ چنانچہ اس کی پہچان کے لیے میں نے حضور ﷺ سے نرمی کا برتاؤ اختیار کر کے ایک معاملہ کیا تاکہ میں بعد میں طے شدہ معاملہ کے خلاف کر کے آپ ﷺ کے حلم اور جہل کو پہچان سکوں۔ لہٰذا میں نے ایک خاص مدت مقرر کر کے ایک متعین کھجور کی مقدار خریدنے کا معاملہ کیا اور آپ ﷺ کو قیمت دیدی۔ پھر اس مدت مقررہ سے دو یا تین دن پہلے میں حضور ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کی قمیص اور چادر کے ایک گوشہ کو پکڑ کر غضبناک جذباتی ہیجان کے عالم میں کہا:

''اے محمد ﷺ! تم میرا حق ادا نہ کرو گے۔ واللہ تم سب آل مطلب' بدمعاملگی کرنے والے لوگ ہو اور بے شک تمہارے اس معاملہ میں لاپروائی کو میں خوب جانتا ہوں۔

میری یہ یاوہ گوئی سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: اے دشمن خدا تو رسول اللہ ﷺ سے ایسی بات کہتا ہے اور پھر میں موجود سن رہا ہوں۔ خدا کی قسم' اگر مجھے حضور ﷺ کا اس درجہ احترام نہ ہوتا تو میری تلوار سے اب تک تیرا سر اڑ چکا ہوتا۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیر معمولی سکون اور وقار کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ کر تبسم فرما رہے تھے۔ اس کے بعد فرمایا:

''اے عمر (رضی اللہ عنہ)! میں اور (میری جانب اشارہ کرتے ہوئے) یہ' تمہاری اس درشت بات کے علاوہ کسی اور ہی چیز کے متمنی تھے۔ اے عمر رضی اللہ عنہ! تم مجھ سے حسن ادا کو کہتے اور ان کو مہذب کے تحت مطالبہ کرنے کی تلقین کرتے۔ جاؤ' اے عمر رضی اللہ عنہ! انہیں لے جاؤ' ان کا مطالبہ پورا کرنے کے بعد مزید بیس صاع[1] کھجوریں ان کی خوش دلی حاصل کرنے کیلئے دینا کیونکہ تم نے ان کو رنج دیا ہے۔ امید ہے یہ بددل نہ ہوں گے۔''

انہوں نے تعمیل کی۔ اس کے بعد میں نے کہا:

''اے عمر (رضی اللہ عنہ)! نبوت کی تمام علامتیں میں نے رسول اللہ ﷺ کے پرنور چہرے میں دیکھ لی تھیں۔ صرف دو علامتیں ایسی تھیں جن کو میں جاننا چاہتا تھا۔ ایک یہ کہ ان کا حلم ان کے غیظ پر غالب رہے گا۔ دوسرے یہ کہ جاہلوں کو ان ﷺ کے ساتھ جس درجے کی شدت ہوگی' اسی قدر ان کا حلم و انضباط ان کے ساتھ بڑھے گا۔ تو میں نے یہ دونوں نشانیاں پہچان لیں۔'' لہٰذا اب میں اقرار کرتا ہوں کہ:

میں اللہ کے رب ہونے' اسلام کے دین ہونے اور محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہوگیا۔''

ابن سعد نے زہری سے روایت کی کہ ایک یہودی نے کہا: توریت میں مذکور تمام صفتوں کو میں نے رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی میں مجتمع اور موجود پایا' صرف صفت حلم باقی تھی۔ اس صفت کو دریافت کرنے کیلئے ایک مقررہ مدت سے پیشگی تیس دینار کھجوروں کی قیمت میں نے آنحضرت ﷺ کو دیدی۔ اس نے مذکورہ بالا واقعہ آخر تک بیان کیا۔ مگر اس کے آخر میں یہ زائد ہے کہ:

''اس یہودی نے کہا۔ اے عمر (رضی اللہ عنہ)! جو بے ادبی مجھ سے سرزد ہوئی' اس کے لیے مجھے کسی اور بات نے نہیں ابھارا تھا' بجز

---

[1] ''صاع'' ایک عربی وزن ہے۔ ایک صاع میں چار مد اور ایک مد عربی ۶ تولے کا ہوتا ہے۔

اس لئے کہ میں حضور ﷺ کی ذات میں تورات میں مذکور تمام صفتیں پاتا تھا مگر ایک صفت حلم کی مجھے آزمائش مقصود تھی جسے آج میں نے آزمالیا اور ویسا ہی پایا کہ تورات میں مذکور تھا۔ اس کے بعد وہ یہودی اور اس کے تمام گھر والے مسلمان ہو گئے۔

ابونعیم نے بہ طریق یوسف بن عبداللہ بن سلام سے روایت کی اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: میں نے جتنی کتابیں پڑھی ہیں ان میں سے ہر ایک میں تھا کہ ایک علم صاحب علم کے ساتھ اٹھایا جائے گا اور اس کے ساتھ اللہ ہوگا اور صاحب علم کو اللہ تعالیٰ تمام قوموں پر غالب فرمائے گا۔

ابن سعد اور ابن عساکر نے بطریق موسیٰ بن یعقوب زمعی سہل مولیٰ خثیمہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اہل مریس کا نصرانی تھا' یتیم تھا اور اپنے چچا کی کفالت میں تھا۔ اس نے بتایا کہ میں نے انجیل کو پڑھا' مطالعہ کے دوران مجھے ایک ورق گوند سے چسپاں ملا۔ میں نے اس کو کھولا تو اس میں محمد ﷺ کے اوصاف حمیدہ اس طرح تحریر تھے کہ:

''آپ ﷺ نہ کوتاہ قد ہوں گے نہ طویل القامت' گورا رنگ ہوگا' دو زلفیں ہوں گی' دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی' احتباء کی ہیئت میں اکثر بیٹھیں گے' صدقہ کو قبول نہ کریں گے' دراز گوش اور اونٹ پر سواری کریں گے' بکری کا دودھ دوہیں گے' پیوند لگا لباس زیب تن فرمائیں گے۔ جو شخص اپنی خصلت میں ایسا ہو وہ ظاہر ہے کہ غرور و تکبر سے پاک ہوگا۔ آپ (ﷺ) میں یہ تمام اوصاف ہوں گے اولاد اسماعیل علیہ السلام سے ہوں گے اور اسم گرامی احمد ہوگا۔''

سہل بیان کرتے ہیں کہ میں جب حضور ﷺ کا تذکرہ یہاں تک پڑھ چکا تو میرا چچا آ گیا' جب اس نے اس ورق کو دیکھا تو مجھے مارا اور کہا کہ تو نے اس ورق کو کیوں کھولا اور پڑھا؟ میں نے جواب دیا کہ میں نے اس میں نبی موعود (ﷺ) کی نعت پڑھی ہے۔ اس پر اس نے کہا کہ وہ نبی ابھی نہیں آیا ہے۔

بیہقی نے بطریق عمر بن حکم بن رافع بن سنان سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ مجھے میرے چچا اور دوسرے بزرگوں نے بتایا ہے کہ ان کے پاس ایک ورق قدیم زمانہ جاہلیت سے بطور میراث چلا آ رہا تھا۔ پھر اسلامی تحریک شروع ہوئی اور اس کے قائد محترم ﷺ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو وہ ورق لایا گیا' اس میں لکھا تھا:

بسم اللہ و قولہ الحق و قول الظلمین فی تباب۔ اللہ کے نام سے شروع' اس کا قول حق ہے اور ظالموں کی باتیں کپڑوں میں ہیں۔ یہ ذکر اس امت کا ہے جو آخر زمانہ میں آئے گی۔ وہ لوگ اپنے دامنوں کو لٹکائیں گے اور اپنی کمروں پر تہبند باندھیں گے اور دریاؤں کو عبور کر کے اپنے دشمنوں کی طرف جائیں گے۔ ان میں ایسی نماز ہوگی کہ اگر وہ نماز قوم نوح علیہ السلام میں ہوتی تو وہ طوفان سے ہلاک نہ ہوتی اور قوم عاد میں ہوتی تو وہ ہوا سے برباد نہ ہوتی اور ثمود میں ہوتی تو وہ چیخ سے ہلاک نہ ہوتے۔''

رسول اللہ ﷺ کے حضور جب اس ورق کو پڑھا گیا تو آپ ﷺ نے تعجب فرمایا:

ابن مندہ نے کتاب الصحابہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے سارے جہاں کیلئے ہدایت اور رحمت کر کے بھیجا اور مجھے اس لیے مبعوث فرمایا کہ مزامیر[1] اور معازف کو مٹاؤں۔ اس موقع پر اوس بن سمعان

---

[1] مزامیر و معازف عربوں کے پسندیدہ ساز تھے۔ اب تمام سازوں کیلئے لفظ مزامیر استعمال کیا جاتا ہے۔

رضی اللہ عنہ نے کہا۔قسم ہے اس ذات گرامی کی جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ پیدا کیا۔ بلاشبہ میں نے توریت میں ایسا ہی پایا ہے۔

بیہقی اور ابونعیم نے کعب احبار سے روایت کی۔ انہوں نے کہا میں نے ایک شخص کو یہ کہتے سنا کہ ''میں نے خواب میں دیکھا' تمام لوگ حساب گاہ میں ہیں' پھر انبیاء علیہم السلام کو ان کی امتوں کے ہمراہ لایا گیا' اس طرح کہ ہر نبی کے ساتھ دو اور ان کے ہر متبع کے ساتھ ایک نور چل رہا تھا۔ پھر رسول اللہ ﷺ کو بلایا گیا تو آپ ﷺ کے سر مبارک اور چہرۂ انور کے ہر بال کے ساتھ جدا جدا نور تھا اور آپ ﷺ کے ہر متبع کے ساتھ دو نور مثل انوار انبیاء علیہم السلام کے تھے۔''

یہ سن کر حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا۔قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی لائق بندگی نہیں' کیا واقعتہ تو نے خواب میں ایسا ہی دیکھا ہے؟ اس نے کہا ''ہاں'' تو کعب (رضی اللہ عنہ) نے کہا قسم سے کہتا ہوں۔ یہ محمد ﷺ اور ان کی امت ہے اور انبیائے کرام اور ان کی امتوں کی یہی صفت ہے جو کتابِ الٰہی میں مذکور ہے۔

ابن عساکر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ جن کی بشارت اللہ نے ان کی پیدائش سے پہلے دی ہے۔ایک اسحاق علیہ السلام دوسرے یعقوب علیہ السلام چنانچہ فرمایا فَبَشَّرْنَاهَا بِإِسْحَاقَ وَمِن وَرَاءِ إِسْحَاقَ يَعْقُوبَ اور تیسرے حضرت یحییٰ علیہ السلام چنانچہ ارشاد فرمایا إِنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيَىٰ یعنی بے شک اللہ تمہیں یحییٰ علیہ السلام کی بشارت دیتا ہے اور چوتھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام چنانچہ فرمایا إِنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ یعنی بے شک اللہ تمہیں بشارت دیتا ہے جو اس کی جانب سے ہے اور پانچویں حضرت محمد ﷺ۔ آپ ﷺ کی تشریف آوری کی بشارت سورۃ الصف میں اس طرح دی گئی۔ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِن بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ ''بشارت دیتا ہوں اس رسول ﷺ کی جو میرے بعد آنے والا ہے۔اس کا نام احمد ہے۔ یہ ہیں وہ انبیاء علیہم السلام جن کی بشارت قبل پیدائش دی گئی۔

ابونعیم نے ''حلیہ'' میں وہب سے روایت کی کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے دو سو سال تک خدا کی نافرمانی کی۔ پھر وہ مر گیا تو بنی اسرائیل نے اسے کوڑے گھر میں ڈال دیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بذریعہ وحی حکم دیا کہ جاؤ وہاں سے اٹھا کر اس کی نماز جنازہ پڑھو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے رب! بنی اسرائیل گواہی دیتے ہیں کہ اس نے دو سو سال تک تیری نافرمانی کی ہے۔حق تعالیٰ نے دوبارہ وحی فرمائی۔ واقعتہ وہ ایسا ہی شخص تھا لیکن وہ جب بھی توریت کو تلاوت کے لیے کھولتا اور اسم گرامی احمد مجتبیٰ (ﷺ) پر نظر پڑتی تو وہ اسے بوسہ دیتا اور اسے اٹھا کر اپنی آنکھوں سے لگاتا اور آپ ﷺ پر درود بھیجتا تو میں نے اس کا یہ بدلہ دیا کہ میں نے اس کے گناہوں کو بخش دیا اور ستر حوروں سے اس مشہور نافرمان کا نکاح کر دیا۔

ابن سعد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ اہل کتاب کے مدرسہ میں تشریف لے گئے اور ان سے فرمایا:

''میرے پاس اپنے سب سے بڑے استاد اور عالم کو لاؤ'' تو انہوں نے کہا کہ:

''یہ ہیں' عبداللہ بن صوریا۔''

---

1 پس ہم نے ان دونوں کو اسحاق کی (پیدائش) کی بشارت دی اور اسحاق کے علاوہ یعقوب کی خوشخبری پہنچائی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کو خلوت میں لے گئے اور ان کو ان کے دین' جملہ انعامات الٰہیہ' من اور سلویٰ[1] اور ان پر ایک خاص وقت میں سایہ ابر ہوا تھا۔ ان سب کی قسم دی اور کہا:

''تم میرے بارے میں کیا جانتے ہو؟''

انہوں نے جواب دیا ''خدا شاہد ہے' میں جانتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور جملہ اہل کتاب واقف ہیں چونکہ توریت میں واضح طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف مذکور ہیں۔ مگر میرے ہم مذہب حسد اور عصبیت کی بنا پر انکار کرتے ہیں۔''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر سوال کیا ''تم کو اقرار اور اعتراف سے کس چیز نے روک رکھا ہے۔''

انہوں نے عرض کیا کہ ''میں اپنی قوم کے خلاف کرنا پسند نہیں کرتا۔ میرا خیال ہے عنقریب یہ لوگ دعوت اسلام قبول کر لیں گے اس وقت میں بھی اسلام لے آؤں گا۔''

امام احمد و ابن سعد نے ابی صخر عقیلی سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے ایک بدوی عرب نے بیان کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر اس یہودی کے پاس سے ہوا جو ایک بستہ پر توریت رکھے بیمار لڑکے کے آگے پڑھ رہا تھا:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: میں تجھ کو اس ذات کی قسم دیتا ہوں جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر توریت نازل فرمائی' کیا تو اس توریت میں میرا اور میرے مقام ہجرت کا ذکر پاتا ہے؟'' اس یہودی نے اپنے سر کے اشارے سے کہا: ''نہیں۔'' مگر اس کے بیٹے نے کہا میں اس ذات کو گواہ بنا کر کہتا ہوں جس نے موسیٰ علیہ السلام پر توریت نازل فرمائی کہ توریت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام ہجرت کا بیان موجود ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً اللہ کے رسول ہیں۔

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا۔ اس یہودی کو اس کے ساتھی کے پاس سے علیحدہ کر دو۔ اس کے بعد وہ جوان فوت ہو گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ بیہقی نے اسی حدیث کی مانند حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

ابن سعد نے بطریق کلبی ابو صالح اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ قریش مکہ نے نضر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط وغیرہ کو مدینہ کے یہودیوں کے پاس بھیجا کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں دریافت کریں۔ تو یہ لوگ مدینہ میں آئے اور کہا کہ ہمیں ایک معاملہ درپیش ہے۔ وہ یہ کہ ہم لوگوں میں ایک شخص یتیم و حقیر ہونے کے باوجود بہت بڑا دعویٰ کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں رحمٰن کا رسول ہوں۔

یہودیوں نے کہا ہمیں اس کے اوصاف سے آگاہ کرو تو انہوں نے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اوصاف بیان کیے۔ یہودیوں نے پوچھا

''کون لوگ اس کا اتباع کر رہے ہیں؟'' انہوں نے جواب دیا۔

''ادنیٰ لوگ اس کی پیروی کر رہے ہیں۔''

---

[1] وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ؕ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ لیکن اس انعام الٰہی سے وہ بہت جلد سیر ہو گئے اور نافرمانی کرتے ہوئے کہنے لگے وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا وَقِثَّآئِهَا وَفُوْمِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا ؕ

اس جواب کو سن کر یہودیوں کا پیشوا ہنسا اور اس نے کہا: ''یہ وہی نبی ہے جس کا وصف ہماری کتابوں میں موجود ہے کہ اس کی اپنی قوم عداوت میں دوسرے تمام لوگوں سے زیادہ شدید ہوگی۔''

حاکم و بیہقی اور ابن عساکر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ ایک یہودی کے کچھ دینار تھے' یہودی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تقاضا کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا' اس وقت تو میرے پاس کچھ موجود نہیں ہے جو میں تم کو ادا کروں۔ یہ جواب سن کر یہودی نے کہا: ''اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ کے پاس سے ہرگز نہ ٹلوں گا' جب تک کہ اپنا مطالبہ نہ لے لوں۔'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں تمہارے پاس بیٹھا رہوں گا۔'' اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس بیٹھ گئے۔

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر' عصر' مغرب' عشاء اور فجر کی نمازیں پڑھیں۔ اس دوران میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام اس یہودی کو دھمکاتے رہے۔ پھر صحابہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا یہ یہودی آپ کو یونہی روکے رکھے گا۔''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھ کو میرے رب نے معاہد اور غیر معاہد پر ظلم کرنے سے منع فرمایا ہے۔'' پھر ایک پہر دن گزرنے کے بعد یہودی مسلمان ہوگیا اور اس نے کہا میرا آدھا مال خدا کی راہ میں ہے۔ اب میں عرض کرتا ہوں کہ میرا یہ رویہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صرف اس وجہ سے تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان اوصاف کو جو توریت میں مذکور ہیں' آزمائش کرسکوں۔ توریت میں ہے کہ محمد بن عبداللہ کی جائے ولادت مکہ اور مقام ہجرت مدینہ اور ان کا ملک شام ہے۔ نہ وہ بدخلق ہوں گے نہ سخت مزاج اور نہ بازاروں میں آوازے کسنے والے اور نہ فحش کردار اور نہ بے حیا۔

ترمذی نے عبداللہ بن سلام سے روایت کرکے اسے حسن کہا ہے۔ انہوں نے کہا: توریت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت موجود ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دفن ہوں گے۔

ابوالشیخ نے اپنی تفسیر میں سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نجاشی شاہ حبشہ کے چند مصاحبین نے کہا ہمیں اجازت دیجئے کہ ہم اس نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوں کیونکہ صحیفہ آسمانی میں ہم ان کے اوصاف پڑھ چکے ہیں۔ لہٰذا وہ جویانِ حق غزوۂ احد کے موقع پر آئے اور دین حق میں داخل ہوئے۔

زبیر بن بکار نے ''اخبار مدینہ'' میں کعب سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ''کتاب موسیٰ'' میں مدینہ طیبہ کو مخاطب کرکے فرمایا: ''اے طیبہ' اے طابہ! اے مسکینہ!! تو خزانوں کو قبول نہ کرنا' میں تیری سطح کو تمام بستیوں کی سطح پر رفعت و بلندی عطا کروں گا۔

بہ روایت قاسم بن محمد مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ توریت میں مدینہ کے چالیس نام بیان کیے گئے ہیں۔

قبل بعثت سرورِ دو عالم ﷺ اخبار راہبین

حاکم و بیہقی نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ان سے لوگوں نے پوچھا: آپ کو اسلام کی طرف متوجہ کرنے میں پہلے کونسا واقعہ محرک ہوا؟

انہوں نے بتایا میں یتیم تھا اور ''رام ہرمز'' میں سکونت تھی میرا باپ ایک کسان تھا اور وہ ایک معلم کے پاس جا کر پڑھا کرتا تھا۔ میں نے مزید حصول علم و دانش کیلئے اس معلم کی صحبت و رہائش اختیار کر لی۔ میرا ایک بڑا بھائی مجھ سے الگ رہتا تھا اور میں کمسن اور بے سہارا تھا۔

معلم کی عادت تھی کہ جب اس کی مجلس درس سے شاگرد رخصت ہو جاتے تو وہ اپنے منہ پر کپڑا لپیٹ کر پہاڑ پر چڑھ جاتا تا کہ لوگ نہ جان سکیں کہ پہاڑی پر روزانہ جانے والا یہ استاد اور معلم ہے۔ ایک روز میں نے اس سے کہا:

''آپ روزانہ جہاں جاتے ہیں' وہاں مجھے لیکر نہیں جاتے؟''

انہوں نے کہا ''تم بچے ہو اندیشہ ہے کہ دوسروں سے کہہ دو گے۔'' میں نے کہا:

''اس کا خوف نہ کیجئے ایسا نہیں ہو سکتا۔'' انہوں نے بتایا کہ:

''اس پہاڑ پر ایک قوم رہتی ہے جس کی عبادت و تزکیہ کا ایک خاص طریقہ ہے۔ وہ لوگ اللہ اور آخرت کو یاد کرتے ہیں اور ان کا خیال ہے کہ ہم لوگ آتش پرست اور بت پرست ہیں' صحیح راہ سے بھٹکے ہوئے۔''

میں نے کہا: ''مجھ کو ان کی خدمت میں لے چلئے۔'' عالم استاد نے کہا: ''میں اللہ والوں سے اجازت لے لوں۔''

پھر عالم نے ان سے اجازت مانگی۔ انہوں نے اجازت دے دی اور میں عالم کے ساتھ روانہ ہو کر ان کے پاس پہنچا۔ وہ چھ یا سات آدمی تھے اور حالت ان کی یہ تھی کہ کثرت ریاضت و عبادت سے نیم جان' دن میں روزہ اور رات میں قیام' غذا کیلئے درختوں کے پتے کھا لیتے۔ ہم ان کے قریب ہی بیٹھ گئے۔ انہوں نے اللہ کی حمد و ثنا کی اور کچھ انبیائے سابقین علیہم السلام کا ذکر کیا' حتیٰ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذکر تک پہنچے۔ بتایا کہ اللہ نے انہیں بغیر مرد کے پیدا فرمایا اور خدا نے ان کو منصب رسالت عطا فرمایا' اللہ تعالیٰ نے ان کو مسیحا یعنی مردوں کو زندہ اور بیماروں کو شفاء دینے والا بنایا۔ مگر کچھ لوگوں نے ان کے معاملے میں کفر اور بعض نے پیروی اختیار کی۔

اس کے بعد انہوں نے مخاطب کیا اور کہا:

''اے برخوردار! بے شک سب کا رب ایک ہے' سب کو آخرت درپیش ہے اور سب کا انجام طرفین سے کسی ایک طرف ہوگا۔ جنت کی طرف یا دوزخ کی جانب۔ جو لوگ آگ کی پرستش کرتے ہیں لاریب وہ کفر و ضلالت میں مبتلا ہیں' ان سے ان کے اعمال کی بنا پر اللہ بیزار ہے اور وہ دین حق سے برگشتہ اور گم کردہ راہ ہیں۔

پھر ہم لوٹ آئے' دوسرے دن پھر گئے انہوں نے پھر خطاب کیا اور خوب اچھی طرح ہم کو سمجھایا' چنانچہ میں اب مستقلاً ان کی خدمت میں رہنے لگا۔ مجھ کو ہمہ وقت حاضر پا کر انہوں نے مشفقانہ انداز اختیار کرتے ہوئے فرمایا:

''اے سلمان! تم ابھی بچے ہو' تم اتنا زہد و ریاضت نہ کر سکو گے۔ لہٰذا جو میسر ہو کھاؤ' پیو اور عبادت کر کے سو جایا کرو۔''

کچھ ہی عرصہ بعد بادشاہ کو خبر ہوگئی اور اس نے ان کو جلاوطنی کا حکم دے دیا۔ میں نے راہبوں سے کہا: وطن چھوڑ سکتا ہوں پر آپ سے جدا نہیں ہو سکتا۔''

چنانچہ ان کے ہمراہ روانہ ہوگیا۔ سفر طے کر کے موصل پہنچے' وہاں لوگوں نے ان کو گھیر لیا' اس کے بعد غار سے ایک شخص باہر آیا اور سلام کر کے بیٹھ گیا۔ سب لوگ ادب و احترام کے جذبات کے ساتھ اس کے روبرو مؤدب تھے کہ اس نے میرے ساتھی راہبوں سے سوال کیا:

''اب تک تم لوگ کہاں تھے؟''

انہوں نے سارے حالات بتائے۔ اس نے دریافت کیا: ''یہ بچہ کون ہے؟'' انہوں نے میری خوب تعریف کی اور بتایا پوری طرح ہدایت اور عمل کرتا ہے۔ اس کے بعد اس شخص نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی اور انبیاء و مرسلین علیہم السلام کا ذکر کیا اور حق تعالیٰ نے ان پر جو اکرام و انعام فرمائے' ان کو بیان کیا۔ یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر کیا۔ بعدازاں سامعین کو نصیحت کی اور کہا اللہ سے ڈرو اور جو کچھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام لائے ہیں اسے اپنے لیے لازم کر لو' ان کی مخالفت نہ کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہاری مخالفت کرے گا۔''

اس کے بعد اس نے کھڑے ہونے کا ارادہ کیا تو میں نے کہا' 'میں اب تم سے جدا نہیں ہوں گا۔'' اس نے جواب دیا: ''اے بچے! تم اتنی برداشت نہیں رکھتے کہ میرے ساتھ رہ سکو۔ میں اپنے اس غار سے علاوہ باہر نہیں آتا۔''

میں نے کہا: ''میں تم سے جدا نہیں ہوں گا۔'' میری دوبارہ درخواست پر اس نے مجھے ساتھ لے لیا اور غار میں داخل ہو گیا۔ میں نے غار نشین راہب کو سوتے اور کھاتے پیتے نہیں دیکھا' وہ تمام وقت رکوع و سجود میں رہتا' یہاں تک کہ دوسرا اتوار آ گیا۔ پھر جب صبح ہوئی تو ہم نکلے۔ لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے۔ اس کے بعد حسب سابق اس نے لوگوں سے خطاب کیا۔ پھر وہ اپنے غار میں چلا گیا اور میں بھی اس کے ساتھ ہی چلا گیا۔ جب تک خدا نے چاہا میں اس کے ساتھ رہا۔ وہ ہر اتوار کو نکلتا' لوگوں کا اجتماع ہوتا' پھر وہ ان کو وعظ و نصیحت کرتا۔ ایک اتوار کو وہ نکلا اور معمول کے مطابق تقریر کر کے اس نے کہا:

''اے لوگو! میری عمر بہت ہوگئی ہے اور میری ہڈیاں گھل گئی ہیں' میرا وقت اخیر قریب ہے۔ ایک عرصہ سے میں بیت المقدس کی حاضری کا ارادہ کر رہا ہوں۔ مجھے وہاں جانا ضروری ہے۔'' میں نے کہا' میں تم سے جدا نہیں ہوں گا۔

چنانچہ ایک روز ہم دونوں روانہ ہو گئے' حتیٰ کہ بیت المقدس پہنچ گئے اور وہاں پہنچ کر عبادت میں مشغول ہو گیا' وہ مجھ سے اکثر باتیں کرتا' کبھی کہتا:

''اے سلمان! اللہ تعالیٰ عنقریب ایک رسول کو مبعوث فرمائے گا جس کا نام احمد ہے۔ وہ تہامہ[1] سے ظاہر ہوگا۔ اس کی نشانی یہ ہے کہ وہ ''ہدیہ'' قبول کرے گا مگر صدقہ نہیں کھائے گا' دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی۔ یاد رکھو اس کا ظہور بہت نزدیک ہے لیکن میں بہت ہی معمر اور ضعیف ہو گیا ہوں اس لیے خیال ہے کہ اس عہد سعادت کو نہ پا سکوں گا۔ تم اگر پاؤ تو ان کی تصدیق کرنا اور

---

[1] جزیرہ نمائے عرب جغرافیائی تقسیم کے اعتبار سے کئی حصوں میں تقسیم تھا ان میں سے ایک علاقہ تہامہ کہلاتا تھا۔ مکہ مدینہ طائف اور خیبر اس کے مشہور شہر تھے۔

اتباع کرنا۔''

میں نے سوال کیا: ''اگر وہ اس دین کو جس کی تعلیم و تربیت آپ نے مجھے دی ہے' ترک کرنے کا حکم دے؟''

اس نے کہا: ''ہاں اگر وہ تمہیں اس کا بھی حکم دے۔''

اس کے بعد وہ بیت المقدس کے عبادت خانے سے باہر آیا۔ اس کے دروازے پر ایک مجبور ولا چار شخص بیٹھا تھا۔ راہب نے اس سے کہا: مجھے اپنا ہاتھ دے۔ پھر اس نے ہاتھ پکڑ کر کہا "قُمْ بِسْمِ اللهِ" یعنی اللہ کے نام سے کھڑا ہو جا۔ تو وہ کھڑا ہو گیا گویا کہ اسے رسیوں سے باندھ رکھا ہو پھر اس نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا اور وہ تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ ہر طرف سے بے پروا اور کسی طرف توجہ کیے بغیر آگے بڑھتا گیا۔ اس معذور ولا چار شخص نے مجھ سے کہا: اے لڑکے! مجھ پر میرے کپڑے ڈال دے تاکہ میں چلا جاؤں' میں نے اس پر کپڑے ڈال دیئے۔ اس کے بعد میں تلاش راہب میں' اس کے نقوش قدم پر روانہ ہوا' جب بھی میں لوگوں سے اس بارے میں پوچھتا وہ جواب دیتے کہ تیرے آگے جا رہا ہے۔ ایک مقام پر بنی کلب کے سوار مجھے ملے۔ میں نے راہب کے بارے میں ان سے پوچھا' انہوں نے میرے طرز گفتگو سے جو بھی سمجھا ہو بہرحال ایک اونٹ پر اپنے پیچھے مجھے بٹھا لیا اور اپنے علاقہ میں لے آئے۔ پھر ایک انصاری خاتون نے مجھے خرید لیا اور اپنے باغ کی نگہداشت پر مقرر کر دیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ رونق افروز ہوئے۔ اس کی خبر جب مجھے ہوئی تو میں نے باغ سے کچھ کھجوریں لیں اور بارگاہ نبوت میں حاضر ہو گیا۔ بہت لوگ موجود تھے میں نے کھجوریں حضور ﷺ کے سامنے رکھ دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ کیسی ہیں؟ میں نے عرض کیا صدقہ ہے۔ آپ ﷺ نے حاضرین سے کہا' کھاؤ مگر خود نہ کھایا۔

کچھ دیر وہاں قیام کے بعد میں آیا اور میں نے باغ سے پھر کھجوریں لیں اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں پہنچا۔ اصحاب رسول موجود تھے' میں نے وہ کھجوریں جن کو ساتھ لے کر گیا تھا' حضور ﷺ کے سامنے رکھ دیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا' یہ کیسی ہیں۔ میں نے عرض کیا یہ ہدیہ ہے۔ پس حضور ﷺ نے بھی بسم اللہ پڑھ کر کھایا اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی۔ آپ ﷺ کے طرز عمل کو دیکھ کر میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ نبی موعود کی نشانیوں میں سے ہے۔

اس کے بعد حضور ﷺ کی جانب راست و چپ اور پھر پشت مبارک کی طرف گیا۔ آپ میرا مطلب سمجھ گئے' جسم پر سے کپڑا ہٹایا تو مہر نبوت شانوں کے درمیان موجود تھی۔ میں آ کر حضور ﷺ کے پاس بیٹھ گیا اور صدق دل کے ساتھ کہا:

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللهِ

ابن سعد' بیہقی اور ابونعیم نے بہ طریق ابن اسحاق سے اور انہوں نے باسناد عاصم بن عمر بن قتادہ نے محمود بن لبید سے اور محمد بن لبید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس طرح بیان کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ مجھ سے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں ایرانی النسل تھا اور میرا باپ ایک کاشتکار تھا جو مجھ پر بڑا مہربان اور شفیق تھا' حتیٰ کہ گھر سے باہر نہ نکلنے دیتا۔ وہ مذہباً آتش پرست اور عقائد میں شدید اور غلو کرنے والا۔ میں اس کے آتش خانے کا محافظ اور منتظم تھا۔ میں دوسرے لوگوں کے مذہبی نظریات اور رسوم سے بیگانہ محض تھا۔ اس سلسلہ میں مجھے بس اسی قدر معلوم تھا جو کچھ میں نے اپنے ماحول سے حاصل کیا تھا۔

میرے باپ کی زمین پر کچھ کارندے مقرر تھے۔ ایک روز باپ نے بلا کر کہا: ''میرے بیٹے! مجھے اس زمین کا فکر لاحق ہے' اس کی دیکھ بھال کی ضرورت ہے' تم کھیتوں پر جا کر کارندوں سے یہ اور یہ کہہ دینا مگر وہاں ٹھہر نہ جانا کیونکہ تمہارے ٹھہر جانے سے سارا کام درہم برہم ہو جائے گا۔'' میں کہنے کے مطابق چل پڑا۔ راستہ میں عیسائیوں کے ایک معبد پر گزر ہوا اندر سے آوازیں آ رہی تھیں۔ میں نے لوگوں سے پوچھا: یہ عمارت کیسی اور اس میں کون لوگ رہتے ہیں' لوگوں نے مجھے بتایا کہ یہ عیسائیوں کا کنیسہ ہے اور اندر لوگ عبادت میں مصروف ہیں۔ مجھے ان کا یہ طرزِ عبادت دیکھ کر اس قدر حیرانی ہوئی کہ میں ان کے پاس ہی بیٹھا رہا۔ ان کے پاس سے ہٹنے کو دل نہ چاہا۔ یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔ میں رات کے وقت جب گھر واپس آیا تو لوگ مجھے تلاش کرنے روانہ ہو چکے تھے۔ مجھے دیکھ کر والد نے کہا تم کہاں رہ گئے تھے۔ کیا میں نے تم کو جلد واپس آنے کی تاکید نہیں کی تھی؟

''میں نے کہا اے ابا جان! میرا گزر ایسے لوگوں پر ہوا جن کو لوگ عیسائی کہتے ہیں۔ مجھے ان کی عبادت اور دعا بھلی معلوم ہوئی۔ میں اس خیال سے بیٹھ گیا کہ دیکھوں وہ کیا کرتے ہیں۔'' والد نے جواب دیا ''اے میرے بیٹے! تیرا دین اور تیرے آباؤ اجداد کا دین اس سے بہتر ہے۔'' میں نے باپ سے عرض کیا:

''واللہ' ہم لوگوں کا دین ان لوگوں کے دین سے جو اللہ کی عبادت کرتے' اس کی پرستش کرتے اور اس کیلئے عبادت کرتے' بہتر نہیں ہے۔ ہم لوگ آگ کو پوجتے ہیں جس کو خود ہم روشن کرتے ہیں۔ اگر ہم روشن کرنا چھوڑ دیں تو وہ خاکستر ہو جائے۔''

یہ جواب سن کر میرے باپ کو اندیشہ ہوا۔ لہٰذا اس نے پیروں میں بیڑیاں ڈال کر مجھے اپنے گھر میں قید کر دیا۔ اس کے بعد میں نے ان نصرانیوں کے پاس ایک شخص کو بھیجا اور ان سے پوچھا: ''تمہارے دین کے اصول کہاں ملیں گے؟'' انہوں نے بتایا کہ ملک شام میں ہیں۔ میں نے پیغام دیا: ''آپ حضرات میں سے کوئی صاحب وہاں جانے والے ہوں تو مجھے خبر کر دیں۔''

کچھ عرصہ بعد چند عیسائی تاجر آئے تو انہوں نے مجھے اطلاع کرا دی۔ میں نے کہلوا دیا کہ تاجر اپنے کاروبار سے فارغ ہو کر جب واپسی کا ارادہ کریں تو مجھے اس موقع پر خبر کرا دیں۔ لہٰذا جب وہ اپنی مصروفیات ختم کر کے واپس ہونے لگے تو مقامی عیسائیوں نے مجھے خبر دی۔ میں نے پیروں سے بیڑیاں نکال دیں اور ان کے ساتھ ہو کر ملک شام پہنچ گیا اور نصرانی مذہب کے سب سے بڑے اسقف کے بارے میں دریافت کیا۔ لوگوں نے بتایا کنیسہ کا منتظم ایک اسقف ہے۔ اس کے پاس گیا اور میں نے اس سے عرض کیا کہ:

''میری خواہش ہے کہ میں تمہارے کنیسہ میں رہوں اور اللہ کی عبادت کروں اور تم سے اچھی اچھی باتیں سیکھوں۔'' اس نے اجازت دیدی اور میں اس کے پاس رہنے لگا۔ وہ ایک برا آدمی تھا۔ میں نے دیکھا وہ لوگوں کو صدقات کی تلقین کرتا' جب لوگ صدقات لیکر اس کے پاس آتے تو وہ خزانے میں رکھ دیتا اور جن مسکینوں کے نام پر وہ یہ حاصل کیے تھے انہیں محروم رکھتا۔ مجھے یہ صورتحال دیکھ کر اس سے نفرت ہو گئی۔ مگر وہ زیادہ عرصہ زندہ نہ رہا اور مر گیا۔ جب لوگ اس کے دفن کیلئے آئے تو میں نے ان سے کہا۔ یہ بد طینت شخص تھا' تم لوگوں کو تو صدقہ کرنے کا حکم دیتا تھا اور اس کیلئے تمہیں شوق دلاتا تھا اور جب تم صدقات اکٹھے کر کے اس کے پاس لاتے تھے تو یہ ان کو جمع کر لیتا تھا اور غرباء و مساکین کو کچھ نہ دیتا تھا۔

لوگوں نے کہا "اس کا ثبوت کیا ہے؟" میں نے کہا: "میں ابھی اس کا اندوختہ نکال کر آپ کے روبرو رکھتا ہوں۔" انہوں نے کہا "اچھا لاؤ۔" میں گیا اور سات مٹکے سونے اور چاندی سے لبریز ان کے سامنے لا کر رکھ دیئے۔

جب لوگوں نے یہ دیکھا تو کہنے لگے "ہم اسے ہرگز دفن نہ کریں گے۔" اس کے بعد انہوں نے سولی پر لٹکایا اور سنگسار کر دیا۔

اس کے بعد وہ ایک اور شخص کو لیکر آئے جوان کے خیال میں ایک قابل اور ایماندار شخص تھا اور اس کے منصب پر مقرر کر دیا۔ میں نے کبھی آج تک نہ اپنوں اور نہ غیروں میں غرض کسی شخص کو اس شخص کی طرح زاہد و شب زندہ دار نہیں دیکھا تھا۔ اس کے رات دن عبادت میں گزرتے تھے۔ میں نہیں جانتا کہ کبھی میں نے اس سے بھی زیادہ کسی سے محبت کی ہو۔ بہر حال میں اس کے ساتھ رہا' یہاں تک کہ اس کی وفات کا وقت آ گیا۔ اس وقت میں نے ان سے کہا "اے جناب! اب آپ کا وقت آخر ہے اور جو امر الٰہی میں ہے اسے آپ دیکھ رہے ہیں۔ قسم سے کہتا ہوں کہ میرے لیے آپ سے زیادہ کوئی محبوب نہ تھا۔ براہ مہربانی مجھے کچھ حکم دیجئے اور کسی کی طرف میری رہنمائی کیجئے۔ اس نے کہا "اے بیٹے! میں اور تو کسی کو نہیں جانتا البتہ ایک شخص موصل ہے' تم اس کے پاس چلے جاؤ' یقیناً تم اس کو میری طرح پاؤ گے۔"

پھر جب وہ فوت ہو گیا تو میں موصل پہنچا اور اس شخص کے پاس گیا۔ میں نے اس کی ریاضت و عبادت اور ترک دنیا اور زہد میں اسی طرح پایا۔ میں نے اس عابد کو بتایا کہ شام کے اسقف نے مرتے وقت مجھ کو آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کی وصیت کی ہے لہذا میں آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں اور آپ کا فیض صحبت حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے کہا اے بیٹے! شوق سے رہو' میں مقیم ہو گیا' یہاں تک کہ اس کی وفات کا وقت بھی قریب آ گیا۔ میں نے اس سے کہا:

"میں وصیت کے مطابق آپ کے پاس آیا تھا اور اب آپ کی حالت بھی حکم خداوندی کے انتظار میں ہے' لہذا آپ کسی کی طرف میری رہنمائی فرما دیں۔" اس نے کہا: اے بیٹے! خدا کی قسم میں نہیں جانتا البتہ صرف ایک شخص نصیبین میں ہے وہ ہمارے ہی دین و مسلک پر ہے۔ تم اس کے پاس چلے جاؤ۔ امید ہے تم اس کی صحبت میں رہ کر اپنا مقصد ضرور حاصل کر لو گے۔

اس کو دفن کرنے کے بعد میں نصیبین میں اس شخص کے پاس پہنچا اور بتایا کہ فلاں نے فلاں کی طرف رہنمائی کی تھی اور انہوں نے اب آپ کے پاس بھیجا ہے۔ تو اس نے کہا اے صاحبزادے تم رہو۔ پھر میں اس کے پاس سابقہ طور پر شب و روز رہنے لگا۔ یہاں تک کہ اس کی وفات کا وقت بھی نزدیک پہنچا۔ میں نے اس سے کہا:

"اب آپ کے لیے بھی خدا کا حکم آ گیا ہے' آپ محسوس کر رہے ہیں۔ فلاں شخص نے مجھے فلاں کے پاس جانے کا مشورہ دیا اور پھر اس نے آپ کی خدمت میں بھیجا' اب آپ کس طرف رہنمائی کرتے ہیں۔ میں کہاں جاؤں؟"

اس نے جواب دیا "اے برخوردار! میں کسی بھی ایسے شخص کو نہیں جانتا جو ہمارے طریقے پر ہو' مگر روم میں شہر عموریہ کے اندر ایک شخص ہے تم اس کے پاس جا سکتے ہو۔ یقیناً تم اس کو اسی طریقہ و مسلک پر پاؤ گے جس پر ہم ہیں۔"

پھر جب ہم اسے دفن کر چکے تو میں سفر پر چل دیا اور زاہد عموریہ کے پاس پہنچ گیا۔ میں نے اسے پہلے راہبوں کی مانند پایا اور اس کے پاس رہنے لگا۔ میں نے محنت اور مزدوری بھی شروع کر دی جس کے نتیجے میں میرے پاس کثیر بکریاں اور گائیں ہو گئیں۔

بحکم ایزدی پھر ایک عرصہ بعد زاہد عموریہ کا بھی وقت آ گیا تو میں نے اس سے کہا: اے میرے میزبان مجھے زاہد شام نے زاہد موصل کی طرف اور اس نے نصیبین کی طرف اور عابد نصیبین نے پھر آپ کی خدمت میں بھیج دیا تھا۔ اب معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے لیے بھی خدا کا حکم آ چکا ہے جسے آپ دیکھ رہے ہیں' کیا آئندہ کیلئے آپ کچھ وصیت فرمائیں گے۔ اس نے ہمدردانہ لہجے میں کہا: اے بیٹے! خدا گواہ ہے میں کسی شخص کو نہیں جانتا جو ہمارے طریقے پر ہو اس لیے میں کس طرف تمہاری رہنمائی کر سکتا ہوں؟ البتہ اس نبی کا زمانہ قریب ہے جو مکہ میں پیدا ہوگا اور اس کی ہجرت کا مقام دو پتھریلی زمینوں کے درمیان ایک شور زمین میں ہوگا جہاں کھجوروں کے درخت ہوں گے۔ اس نبی کی نشانیاں واضح ہوں گی' اس کے شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی' وہ ہدیہ قبول کرے گا مگر صدقہ نہ لے گا۔ اگر تم تلاش حق کا جذبہ رکھتے ہو تو اس علاقہ کی طرف چلے جاؤ۔ اس لیے کہ اس کے ظہور کا زمانہ قریب ہے۔

پھر جب اس کو دفن کر چکے تو میں چل کھڑا ہوا۔ دوران سفر مجھے سوداگران بنی کلب کا ایک قافلہ ملا۔ میں نے ان سے کہا: تم مجھے اپنی سواری پر سرزمین عرب لے جاؤ۔ اس کے معاوضہ میں' میں تم کو اپنی بکریاں اور گائیں دے دوں گا۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے تو میں نے وہ سب جانوران کو دیدیئے اور وہ مجھ کو سوار کر کے وادی حجاز لے آئے۔ یہاں پہنچ کر انہوں نے مجھ پر ظلم وتشدد کیا اور وادی القریٰ کے ایک یہودی کے ہاتھ مجھے فروخت کر دیا۔

یہاں پہنچ کر جب میں نے کھجور کے درختوں کو دیکھا تو مجھے امید ہوئی کہ شاید یہ وہی شہر ہے جس کی بشارت پیشوائے عموریہ نے دی تھی مگر یہ بات تحقیق طلب تھی۔ یہاں تک کہ بنی قریظہ کے یہودیوں میں سے ایک شخص وادی القریٰ آیا تو اس نے میرے اس مالک سے مجھے خرید لیا اور اپنے قبیلہ میں مدینہ طیبہ لے آیا۔ میں نے اس شہر کو دیکھتے ہی پہچان لیا اور اپنے یہودی آقا کے ساتھ زندگی بسر کرنے لگا اور رسول اللہ ﷺ مکہ میں نبوت کا اعلان فرما چکے تھے۔

وہ لوگ حضور ﷺ کے بارے میں کچھ نہ بتاتے تھے اور میں اسی طرح غلامی میں زندگی گزار رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ قبا تشریف لائے اور میں اپنے آقا کے باغ میں کام کر رہا تھا کہ یہودی آقا کا عم زاد بھائی آیا اور کہا۔ اے فلاں! اللہ تعالیٰ بنی قیلہ کو ہلاک کرے' یہ سارے لوگ اس وقت قبا[1] میں مکہ کے مسافر کے پاس جمع ہو رہے ہیں جو آج ہی آیا ہے۔ ان لوگوں کو وہم ہوا ہے کہ وہ اللہ کا نبی ہے۔

یہ سنتے ہی میرے جسم پر لرزش طاری ہو گئی جس کی وجہ سے مجھ گمان ہوا کہ اپنے قریب کھڑے ہوئے مالک پر گر پڑوں گا۔ میں اوپر سے یہ کہتا ہوا نیچے اتر آیا:

''یہ ایک عجیب خبر ہے جسے میں سن رہا ہوں۔''

مالک نے میری یہ حالت دیکھ کر ایک طمانچہ میرے رسید کیا اور کہا

''کام سے کام رکھ'' اس کے جواب میں' میں نے کہا:

''اس میں حرج ہی کیا ہے کہ جو خبر ہم سن رہے ہیں اس کے بارے میں تحقیق کر لیں۔'' یہ کہہ کر میں باغ سے نکل آیا۔ راہ میں

---

۱ ہجرت کے بعد مدینہ منورہ کے ملحقات میں سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبا ہی میں قیام فرمایا تھا۔

شہر کی ایک عورت ملی۔ میں نے اس سے دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ اس کے گھر کے تمام لوگ مسلمان ہو گئے ہیں۔ پھر اسی عورت نے بارگاہ رسالت تک میری رسائی کی۔ میں جس وقت حضور ﷺ کی خدمت مبارک میں پہنچا' اس وقت شام ہو گئی تھی اور میرے ساتھ صدقہ کا کھانا موجود تھا۔ حضور ﷺ قبا ہی میں تشریف فرما تھے۔ میں نے عرض کیا:

''مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ ﷺ ایک مرد صالح ہیں اور آپ ﷺ کے ساتھ کچھ غریب صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں۔ میرے پاس تھوڑا سا صدقہ کا کھانا تھا۔ مجھے خیال آیا کہ آبادی میں آپ ﷺ زیادہ حق دار ہیں' لہٰذا یہ کھانا حاضر ہے' تناول فرمائیے۔''

رسول اللہ ﷺ نے جب یہ سنا تو اپنا دست مبارک کھینچ لیا اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا تم کھاؤ۔ میں نے سوچا یہی وہ خصوصیت ہے جس کا ذکر عابد عموریہ نے آپ کی نشانی کے طور کیا تھا۔ اس کے بعد میں لوٹ آیا اور حضور ﷺ قبا سے مدینہ طیبہ آ گئے۔ پھر جو کچھ موجود تھا' میں نے اکٹھا کیا اور ساتھ لے کر دربار رسول ﷺ میں دوبارہ حاضر ہوا اور کہا:

''میں نے دیکھا ہے آپ ﷺ صدقہ کا مال نہیں کھاتے ہیں' یہ میری طرف سے ہدیہ اور تحفہ ہے' صدقہ نہیں ہے۔''

میری بات سن کر حضور ﷺ نے خود بھی کھایا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی دیا۔ میں نے خیال کیا یہ وہ دونوں خوبیاں ہیں جو مجھے بتائی گئی ہیں۔

اس کے بعد میں پھر دربار رسالت میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ ﷺ ایک جنازہ کے ہمراہ جا رہے تھے۔ آپ کے جسم اقدس پر صوف کی چادر تھی اور آپ ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم کے جھرمٹ میں تھے۔ میں حضور ﷺ کے گرد چکر لگانے لگا تاکہ میں آپ کے پشت مبارک پر مہر نبوت کی زیارت کر سکوں۔ آنحضرت ﷺ نے مجھے اس حال اور جستجو میں دیکھا تو سمجھ گئے اور حضور ﷺ نے اپنے پشت مبارک سے چادر اٹھا دی تو میں نے آپ ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت دیکھی جس کو میرے ساتھی راہب نے علامت نبوت کے طور پر بیان کیا تھا۔ پس میں نے اسے بوسہ دیا اور پھر مجھ پر گریہ طاری ہو گیا۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اے سلمان! پیچھے سے آگے آ جاؤ۔'' تو میں سامنے آ کر حضور ﷺ کے روبرو بیٹھ گیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور ﷺ کے بارے میں جو نشانیاں کتب سماوی میں بیان کی گئی ہیں' وہ میری زبانی سنیں۔ جب میں ان کے بیان سے فارغ ہوا تو حضور ﷺ نے فرمایا:

''اے سلمان! مکاتب ہو جاؤ۔''

لہٰذا میں اپنے مالک سے کھجور کے تین سو درختوں اور چالیس اوقیہ (چاندی) پر مکاتب ہو گیا۔ اصحاب رسول رضی اللہ عنہم نے درختوں کی فراہمی میں میری مدد کی۔ کسی نے تیس' کسی نے بیس اور کسی نے دس پودے دیئے۔ ہر ایک نے مقدور بھر تعاون کیا۔ پھر مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے ان پودوں کو لگانے کیلئے گڑھے کھودنے کیلئے فرمایا اور کہا جب تم گڑھے کھود لو تو مجھے بلا لینا' میں ان کو اپنے ہاتھ سے لگاؤں گا۔

میں نے گڑھے کھودنے شروع کر دیئے۔ اس مرحلہ پر صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی میری مدد کی۔ وہ جہاں جہاں نشانات لگاتے' میں وہاں وہاں گڑھے کھودتا۔ جب کھدائی کا یہ کام ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ چنانچہ ہم حضور ﷺ کو پودے اٹھا کر دیتے

اور حضور ﷺ اپنے دست مبارک سے ان کو لگاتے اور مٹی کو درست کرتے۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے حضور ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا' کوئی ایک پودہ بھی تو خشک نہیں ہوا۔

اب میرے ذمہ درہم رہ گئے تھے۔ تو ایک شخص کسی کان سے انڈے کے برابر سونے کی ڈلی لایا۔ حضور ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: "اے سلمان! اس ڈلی کو تم لے لو اور اس کے ذریعہ تم اپنی مکاتبت کا جتنا حصہ ہے' ادا کر دو۔" میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس قدر چھوٹی ڈلی سے میرا قرضہ کس طرح ادا ہوگا؟ حضور ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اسی سے تمہارا قرضہ ادا کرے گا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ میں نے اس سونے سے یہودی کو مکاتبت[1] کا چالیس اوقیہ[2] ادا کر دیا اور اتنی ہی مقدار میں سونا میرے پاس باقی بچ گیا۔

ابو نعیم نے بہ طریق ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن' حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ انہوں نے فرمایا کہ میں رام ہرمز میں پیدا ہوا۔ ہم عمر بچوں کے ساتھ بستی میں جانا ہوتا' اس بستی کے قریب ایک پہاڑ ہے جس میں ایک غار تھا۔ ایک روز میں تنہا اس طرف چلا گیا۔ اتفاقاً اس جگہ ایک دراز قد آدمی اونی لباس اور بالوں سے بنی چپل پہنے دکھائی دیا۔ پھر اس نے مجھے اپنے پاس بلانے کے لیے اشارہ کیا۔ جب میں اس کے پاس گیا تو اس نے کہا:

"اے فرزند! تم حضرت عیسیٰ ابن مریم کو جانتے ہو؟"

میں نے جواب دیا: "میں نہیں جانتا اور نہ میں نے یہ نام سنا ہے۔"

اس نے کہا: "وہ اللہ کے رسول ہیں' اس لیے جو شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے گا اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ ان کو اللہ کی طرف پیغام بر سمجھتا ہے اور جو عنقریب رسول تشریف لانے والے ہیں' ان کا نام "احمد" ہے اور جو ان رسول پر ایمان لائے گا تو اللہ تعالیٰ اسے دنیا کے غموں سے نجات دے کر آخرت کی راحتوں اور اس کی نعمتوں سے سرفراز فرمائے گا۔"

میں نے اس اجنبی کی باتوں میں سچائی کی حلاوت اور حقیقت کا نور دیکھا جو اس کے لب گویا سے نمودار تھا۔ میرے دل کو اس کی باتیں لگیں میرے ضمیر کو انبساط حاصل ہوا۔ گویا یہ پہلا محسن تھا جس نے مجھے "لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ عِيْسَى بْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَمُحَمَّدٌ بَعْدَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ" کی تعلیم دی۔

پھر اس نے مجھے نماز میں قیام کی تعلیم دی اور کہا "جب تم نماز کیلئے کھڑے ہو تو قبلہ کی جانب منہ کرنا۔ اس وقت اگر تمہیں چاروں طرف سے آگ بھی گھیر لے تو اطمینان خاطر رکھنا اور اگر بہ حالت نماز فرض تمہارے والدین بھی بلائیں تو ہرگز ان کی طرف بھی توجہ نہ دینا۔ ہاں اگر اللہ کا رسول بلائے تو نماز فرض کو بھی قطع کر دینا' کیونکہ اس کا بلانا اللہ کے حکم سے اور اللہ کیلئے ہوتا ہے۔"

اس کے بعد اس نے کہا کہ "اگر تم محمد بن عبداللہ (ﷺ) کو پاؤ تو تہامہ کے پہاڑی علاقے سے ظہور فرمائے گا تو اس پر ایمان لانا اور ان کے حضور میرا اسلام پیش کرنا۔" میں نے کہا اس کی کچھ علامتیں بیان فرمایئے تو انہوں نے بتایا:

"ان کو نبی الرحمۃ محمد بن عبداللہ کہا جائے گا۔ وہ تہامہ کے پہاڑی علاقے سے ظہور کریں گے' وہ اونٹ' گھوڑے' خچر اور گدھے

---

[1] مکاتب وہ غلام ہے جو اپنے آقا کی رضامندی سے رقم آزادی متعین کرلے اور پھر اس کو ادا کر کے آزاد ہو جائے۔ [2] اوقیہ چالیس درہم کا وزن۔

پرسواری کریں گے' آزاد اور غلام ان کے نزدیک برابر ہوں گے'ان کے دل میں انسان دوستی اور کرم ہوگا اور ان کے دونوں شانوں کے درمیان بیضہ کبوتر کی برابر ایک مہر ہوگی جس پر غیر مرئی حروف میں اَللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا ہوگا اور نمایاں اور مرئی حروف میں ہوگا توجہ حیث شئت فانك المنصور وہ ہدیہ قبول کریں گے اور صدقہ کو اپنی ذات کے لیے پسند نہ فرمائیں گے۔ ان کے اندر کسی کیلئے حسد و عناد نہ ہوگا' نہ ہو معاہدہ پر ظلم کریں گے اور مسلمان پر۔''

طبرانی اور ابونعیم نے بہ طریق شرجیل بن السمط' سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے فرمایا میں تلاش حق میں نکلا' اہل کتاب کے راہبوں سے ملا وہ سب اس بات پر متفق تھے کہ یہی وہ زمانہ ہے کہ جس میں سرزمین عرب سے ایک نبی کا ظہور ہوگا۔ اس نبی کی بہت سی خصوصیتوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس کے دونوں شانوں کے درمیان ایک بڑا سا تل ہوگا جو مہر نبوت ہے۔''

میں (یہ اطلاع پاکر) سرزمین عرب پہنچ گیا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہور فرمایا اور جو کچھ راہبوں نے نشانیاں بتائی تھیں' وہ تمام نشانیاں آپ میں' موجود پائیں اور مہر نبوت کو دیکھا تو میں نے گواہی دی کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ

بیہقی و ابونعیم نے بہ روایت جناب بریدہ رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے کہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ جس قدر کھجور کے درختوں کے عوض مکاتب ہوئے (حسب قرارداد سلمان و یہودی) درختوں کی پرورش اور بارآور ہونے تک ان کی تیاری کرنی تھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے از راہ عنایت درختوں کو زمین میں لگایا بجز ایک پودے کے کہ اس کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لگا دیا۔ مگر وہ تمام درخت اسی سال پھل لے آئے' سوائے ایک درخت کے۔ یہ صورت حال دیکھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اس درخت کو کس نے لگایا تھا؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا عمر رضی اللہ عنہ نے' تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اکھیڑ کر خود لگایا تو پھر وہ بھی اسی [1]سال پھل لے آیا۔

ابن سعد و ابونعیم نے بہ روایت ابوعثمان مہدی حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ انہوں نے فرمایا میں اپنے مالک سے کھجور کے پانچ سو پودے لگانے پر مکاتب ہوا کہ جب وہ پھل لے آئیں تو میں (باغ کے مالک کے حوالے کردوں گا اور) آزاد ہو جاؤں گا۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور پودوں کو اپنے دست مبارک سے لگایا' بجز ایک پودے کے کہ جس کو میں نے اپنے ہاتھ سے لگا دیا تھا' تو وہ سب بارآور ہو گئے مگر اس ایک درخت میں پھل نہ آیا۔

حاکم و بیہقی نے بہ روایت ابوالطفیل حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے انڈے کے برابر سونا دیا اور پھر انگشت شہادت کو انگوٹھے پر رکھ کر حلقہ بنایا جو درہم کے برابر بن گیا۔ انہوں نے کہا کہ اگر اس سونے کی ڈلی کو ایک پلہ میں رکھا جائے اور دوسرے میں کوہ احد تو یقیناً سونے کا پلہ وزنی رہے گا۔

امام احمد اور بیہقی نے ایک دوسری سند سے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے فرمایا' جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سونا عطا فرمایا اور کہا اس سے مکاتبت کا قرض ادا کر دو' تو میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جتنا مجھے دینا ہے وہ اس سے کس طرح ادا ہوگا؟ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ڈلی کو اپنی زبان مبارک پر پھرایا اور مجھے دیتے ہوئے کہا: اسے لے جاؤ' اللہ تعالیٰ اس سے

[1] یہ حضور سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ایک معجزہ تھا کہ آپ کے دست مبارک سے لگائے ہوئے کھجور کے پودے تناور ہو کر ایک ہی سال میں پھل لے آئے۔

تمہارا قرض ادا کرادے گا۔ میں اسے لے گیا اور وزن کر کے اس سے چالیس اوقیہ سونا ادا کر دیا۔

ابن اسحاق' ابن سعد' بیہقی اور ابونعیم نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا مجھ سے اس شخص نے حدیث بیان کی جس نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سے سنا کہ مجھے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت ملی کہ عموریہ کے راہب نے سلمان رضی اللہ عنہ سے اپنی وفات کے وقت کہا۔ تم ملک شام کے دو پہاڑوں میں جاؤ' وہاں ایک شخص پہاڑ سے نکل کر دوسرے پہاڑ کی طرف سال میں ایک مرتبہ جاتا ہے اور اس کے روبرو بیمار پیش کیے جاتے ہیں' وہ جس مریض کے لیے دعا کرتا ہے' شفایاب ہو جاتا ہے۔ تم اس سے اس دین کے بارے میں پوچھنا' جس کے بارے میں تم مجھ سے پوچھتے ہو۔

سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں روانہ ہو گیا اور ایک سال تک اس ہستی کے نکلنے کے انتظار میں ٹھہرا رہا' حتیٰ کہ وہ اس خاص رات میں نکلا۔ میں نے اس کا شانہ (ایک اضطرابی عمل کے طور پر) پکڑ کر کہا: ''تم پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے' کیا حنفیت دین ابراہیم میں ہے؟''

اس نے جواب دیا ''اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کا زمانہ تم پاؤ گے جو اس بیت اللہ سے ظہور فرما کر اس حرم میں ظاہر ہو گا اور ''دین حنیف[1]'' کے ساتھ مبعوث ہو گا۔

ایک مرتبہ سلمان رضی اللہ عنہ نے اس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے سلمان رضی اللہ عنہ! اگر تم سچ کہتے ہو' تو تم نے یقیناً سید حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا ہے۔ (حضرت سہیلی مالکی نے کہا اس حدیث کی سند مقطوع ہے کیونکہ اس میں ایک راوی مجہول ہے۔)

ابن اسحاق اور بیہقی نے اپنی سند سے روایت کیا کہ مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے ہمارے شیوخ نے کہا کہ عرب میں ہم سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ رفعت کو جاننے والے کوئی نہیں کیونکہ ہماری رہائش یہودیوں کے ساتھ تھی' وہ اہل کتاب تھے اور ہم صنم پرست۔ ہماری جانب سے جب ان کو کوئی گزند پہنچتی تو وہ ہماری تنبیہ کے لیے کہتے۔ ''جلد ہی ایک نبی کا ظہور ہونے والا ہے' وہ ہمارا رہنما اور سردار ہو گا اور ہم تم کو عاد و ارم کی طرح قتل کریں گے۔'' لیکن جب اللہ تعالیٰ نے اس نبی موعود یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو ہم (صنم پرستوں) نے مانا اور اطاعت کی اور انہوں نے انکار کیا اور مخالفت کی۔ اللہ تعالیٰ نے اسی بارے میں یہ آیت کریمہ نازل فرمائی ''وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا. الآیۃ''

بیہقی اور ابونعیم نے علی الازدی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ یہودی یہ دعا مانگا کرتے تھے۔ ''اے خدا! ہمارے لیے اس

---

[1] هَاَنْتُمْ هٰۤؤُلَاۤءِ حَاجَجْتُمْ فِيْمَا لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَاۤجُّوْنَ فِيْمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا [2] وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ [3] قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْۤءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ. اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا مذکورہ بالا تمام آیات میں دین حنیف یعنی دین توحید کی وضاحت کی گئی ہے۔ یہی دین اسلام ہے۔

نبی ﷺ کو مبعوث کو فرما جو ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان فیصلہ کرے۔"

حاکم اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ خیبر کے یہودی بنی غطفان سے دشمنی رکھتے تھے اور اہل خیبر شکست کھا جاتے تو وہ اس موقع پر ان الفاظ میں دعا کرتے: "اے ہمارے خدا! ہم تجھ سے اس نبی موعود کے وسیلہ سے التجا کرتے ہیں کہ جس کا نام احمد ہے اور زمانہ آخر میں ہماری رہنمائی کیلئے جس کے ظاہر فرمانے کا وعدہ فرمایا ہے ہماری مدد کر۔" اس کے بعد جب مقابلہ ہوتا تو یہودی غالب آتے اور غطفان شکست کھا جاتے۔ لیکن جب رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے تو ان ہی یہود نے حضور ﷺ کے ساتھ کفر کیا جس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: "وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ" (اور اس سے قبل یہ آپ ہی کے وسیلے سے فتح یاب ہوتے تھے۔)

ابن اسحاق امام احمد امام بخاری صاحب مستدرک حاکم کی صحت کے ساتھ بیہقی طبرانی و ابونعیم بہ روایت محمود بن لبید از سلمہ بن سلامہ بن وقس روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا ہمارے درمیان ایک یہودی تھا وہ اپنی قوم بنی عبدالاشہل کے پاس صبح کے وقت گیا اور اس نے مرنے کے بعد زندہ ہو کر اٹھنے اور قیامت قائم ہونے اور جنت و دوزخ اور حساب و میزان کا ذکر کیا اور کہا کہ یہ حقیقت ان بت پرستوں کیلئے حیرت افزا ہے جو اس پر یقین نہیں کرتے۔ اس یہودی نے یہ بات حضور ﷺ کی بعثت سے قبل کی تھی۔ یہ سن کر لوگوں نے کہا اے شخص تیرا بھلا ہو (کچھ تو عقل سے کام لے) یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ مرنے کے بعد اس گھر کی طرف اٹھائے جائیں گے جس میں جنت و دوزخ ہے اور ان کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا؟ اس نے کہا ہاں قسم ہے اس ذات کی جس کے ساتھ قسم کھائی جاتی ہے میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میرا حصہ اس آگ میں ہو جس کو تم اپنے گھروں کے صحنوں میں جلاتے ہو تم اسے جلاؤ پھر تم مجھے اس روشن تنور میں ڈال کر اوپر سے اس کا منہ بند کر دو اور پھر میں اس کے عوض کل سزا کے دن آتش جہنم سے نجات پاؤں۔

لوگوں نے پوچھا: "اس قول کی صحت پر تیرے پاس کوئی دلیل ہے؟"

اس نے مکہ اور یمن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: "اس علاقے میں ایک نبی مبعوث ہوگا۔"

لوگوں نے پوچھا: "تیرے خیال میں وہ نبی کب مبعوث ہوگا؟"

اس پر اس نے میری طرف دیکھا۔ میں اس وقت اپنے قبیلے کے لوگوں میں سب سے کم عمر تھا۔ پس اس نے میری طرف اشارہ کر کے کہا: "اگر اس نے اپنی عمر کو پورا کیا تو یہ اس نبی ﷺ کو پائے گا۔"

اس کے بعد زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو مبعوث فرمایا اور وہ یہودی ہمارے سامنے زندہ تھا۔ بحمد اللہ ہم نے حضور ﷺ کی تصدیق کی اور ہم آپ ﷺ پر ایمان لائے اور وہ یہودی بغاوت و حسد کا رویہ اختیار کرنے کے بعد انکار کرتا رہا اور جب ہم نے اس سے کہا۔ کیا تو وہ شخص نہیں ہے جو حضور ﷺ کے بارے میں یہ اور یہ پیش گوئیاں ہم لوگوں سے کرتا تھا؟ اس نے جواب دیا "یہ وہ نبی نہیں ہیں۔"

بیہقی طبرانی ابونعیم اور خرائطی نے "ہواتف" میں خلیفہ بن عبدۃ سے نقل کیا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے محمد بن عدی بن ربیعہ

سے پوچھا۔ زمانہ جاہلیت میں تمہارے باپ نے تمہارا نام محمد کیسے رکھا؟ انہوں نے جواب دیا: میں نے بھی اپنے والد سے یہی سوال کیا تھا تو میرے والد نے بتایا تھا کہ ہم بنو تمیم کے چار آدمی تھے ایک میں دوسرے سفیان بن مجاشع بن دارم تیسرے یزید بن عمر بن ربیعہ اور چوتھے اسامہ بن مالک خندف۔ ہم چاروں سفر پر روانہ ہوئے جب ہم ملک شام پہنچے تو ایک تالاب پر جہاں سایہ دار درخت بھی تھے اترے تو کچھ دیر بعد ایک شخص ہمارے پاس آیا اور اس نے کہا: ''تم کون لوگ ہو؟''

ہم نے جواب دیا: ''ہم قبیلہ مضر کے لوگ ہیں۔''

ہمارا جواب سن کر اس نے کہا: ''آگاہ ہو جاؤ' عنقریب تم لوگوں میں ایک نبی مبعوث ہوگا' لہٰذا بلا تاخیر اپنے علاقہ کو لوٹ جاؤ اور اس سے اپنا حصہ حاصل کرو اور ہدایت یاب بنو۔ کیونکہ وہ خاتم النبیین' یعنی آخری نبی ہے۔''

ہم نے پوچھا کہ ''اس کا کیا نام ہے؟''

بتایا کہ ''اس کا نام محمد ﷺ ہے۔''

سفر سے جب ہم واپس ہوئے تو ہم میں سے ہر ایک کے یہاں لڑکا پیدا ہوا اور چاروں نومولود بچوں کا نام محمد رکھا۔

ابن سعد نے سعید بن میسب سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ اہل عرب' اہل کتاب اور کاہنوں سے سنا کرتے تھے کہ عرب میں ایک نبی مبعوث ہوگا جس کا نام محمد ﷺ ہوگا تو اہل عرب میں سے جس نے یہ بات سنی اس نے طمع نبوت کے سبب اپنے بچہ کا نام محمد رکھ لیا۔

بیہقی نے مردان بن الحکم کی سند سے امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے نقل کیا۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابوسفیان بن الحرب نے حدیث بیان کی کہ میں اور امیہ بن ابی صلت شام کی طرف روانہ ہوئے تو دوران سفر ہمارا گزر اس بستی سے ہوا جس کے باشندے نصاریٰ تھے۔ جب ان کی نظر امیہ پر پڑی تو اس کا استقبال اور پذیرائی کی اور ساتھ لے جانے کی درخواست کی۔ امیہ نے مجھ سے کہا اے ابوسفیان! میرے ہمراہ تم بھی چلو' کیونکہ تم ایک ایسے شخص کے پاس جاؤ گے جو علوم نصرانیت کا علامہ اور بڑا فاضل ہے۔

میں نے کہا میں تمہارے ساتھ نہیں جا سکتا تو امیہ چلا گیا۔ پھر واپس آ کر اس نے کہا جو بات میں تم سے کہوں گا کیا تم اسے پوشیدہ رکھو گے؟ میں نے کہا ''ہاں'' اس نے کہا مجھ سے ایک شخص نے جو علم توریت کا سب سے بڑا محقق ہے' ایک اہم بات کہی ہے' وہ یہ کہ بلاشبہ ایک نبی مبعوث ہو گیا ہے۔ میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ شاید وہ میں ہی ہوں۔ مگر اس نے بتایا کہ وہ تم میں سے نہیں ہے بلکہ وہ اہل مکہ میں سے ہے۔ میں نے پوچھا اس کا نسب کیا ہے؟ اس نے کہا وہ اپنی قوم کا منتخب شخص ہے اور اس کی یہ نشانی بیان کی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ملک شام میں آٹھ زلزلے آئیں گے۔ اب ایک زلزلہ باقی ہے جس سے شام میں فساد و مصیبت داخل ہو جائے گی۔

پھر جب ہم واپس ہو کر ثنیہ پہنچے تو اچانک ایک سوار آتا ہوا ملا۔ ہم نے پوچھا کہاں سے آ رہے ہو؟ اس نے جواب دیا' شام سے۔ ہم نے پوچھا وہاں سے متعلق کوئی نئی خبر تو نہیں؟ اس نے بتایا خبر یہ ہے کہ شام میں زلزلہ آیا ہے جس کے سبب ہر طرف آفت ہی آفت نظر آتی ہے۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ اور کعب رحمۃ اللہ علیہ اور وہب بن منبہ سے روایت کی کہ بخت نصر نے بہت بڑا خواب دیکھا جس کے ڈر سے وہ لرز اٹھا مگر بیدار ہونے کے بعد خواب کو بھول گیا۔ اس نے کاہنوں اور جادوگروں کو بلایا اور اثرات خواب کو بیان کیا اور تعبیر چاہی۔ انہوں نے کہا کہ خواب بیان کرو۔ بخت نصر نے کہا خواب تو یاد نہیں رہا۔ انہوں نے کہا جب تک خواب ہمارے سامنے نہ ہو تعبیر کہاں سے ہوگی۔ پھر اس نے حضرت دانیال علیہ السلام نبی کو بلایا اور سارے حالات بیان کیے۔ انہوں نے فرمایا:

''اے بخت نصر! تم نے خواب میں بہت بڑے بت کو دیکھا ہے جس کے پاؤں زمین میں ہیں اور سر آسمان میں' اس کے اوپر کا حصہ سونے کا ہے اور درمیانی حصہ چاندی کا اور اس کا نچلا دھڑ تانبے کا ہے اور اس کی پنڈلیاں لوہے کی اور اس کے پاؤں کھنکناتی مٹی کے ہیں۔ اس دوران کہ تم اس کو دیکھ کر اس کے حسن و جمال اور کاری گری پر حیرت کر رہے تھے اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پتھر پھینکا جو اس کے سر کے وسط پر گرا اور وہ از سرتا پا ریزہ ریزہ ہو گیا' حتیٰ کہ اس کا سونا' چاندی' تانبہ' لوہا اور مٹی اس طرح آمیختہ ہو گئے اور تم نے خیال کیا کہ اگر روئے زمین کے تمام جن و انس مل کر بھی اس کے مخلوط اور آمیختہ اجزاء یا ذرات کو علیحدہ علیحدہ کرنا چاہیں تو عاجز رہیں اور اس بات پر قادر نہ ہوں کہ ان کو الگ کر دیں اور تم کو اس بات کا خطرہ درپیش تھا اور تم ڈر رہے تھے..... کہ اگر ہوا چلے گی تو اسے اڑا لے جائے گی اور تم نے اس پتھر کو دیکھا جو اس پر مارا گیا تھا اور وہ بڑھتا' پھیلتا اور ہمہ گیر ہوتا جا رہا ہے' یہاں تک کہ اس نے تمام روئے زمین کو گھیر لیا۔ اس وقت تمہیں اس پتھر اور آسمان کے سوا کچھ بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔'' بخت نصر نے کہا:

''آپ نے سچ فرمایا۔ میں نے یہی خواب دیکھا ہے تو اب اس کی تعبیر کیا ہے؟''

پیغمبر دانیال نے جواب دیا ''بت تو وہ مختلف امتیں ہیں جو ابتدا' وسط اور آخر زمانوں سے متعلق ہیں اور وہ پتھر جس سے اس بت کو پاش پاش کیا گیا ہے وہ اللہ کا دین ہے' جس کے ذریعہ آخر زمانہ میں تمام امتوں کو ختم کیا جائے گا تا کہ اللہ تعالیٰ اس دین کو تمام ادیان پر غالب فرما دے۔ اس کے لیے اللہ تعالیٰ عرب سے نبی امی کو مبعوث فرمائے گا اور اس کے ذریعہ ساری امتوں اور تمام دینوں کو منسوخ کرے گا' جیسا کہ تم نے خواب میں دیکھا کہ سنگ گراں نے بت کے ہر حصہ کو پامال کر دیا ہے اور وہ دین تمام ادیان پر غالب ہوگا جس طرح کہ تم نے پتھر کو تمام روئے زمین پر غالب اور پوری فضا پر محیط دیکھا ہے۔

ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں عیسیٰ بن داب سے نقل کیا۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا' ہم صحن کعبہ میں بیٹھے ہوئے تھے اور زید بن عمر بن طفیل بھی بیٹھا تھا۔ اتنے میں امیہ بن ابی الصلت گزرا۔ اس نے کہا خبردار ہو جاؤ' جس نبی کا ہم انتظار کر رہے تھے' وہ یا تو تم میں سے ہوگا یا فلسطین والوں میں سے۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس سے پہلے کسی نبی کے انتظار کے بارے میں کچھ نہیں سنا تھا کہ وہ ظہور فرمانے یا مبعوث ہونے والا ہے۔ اس کے بعد وہ ورقہ[1] بن نوفل کے پاس گیا اور ان سے تمام واقعہ بیان کیا۔ انہوں نے کہا' ہاں اے بھتیجے۔ اہل کتاب اور علماء نے خبر دی ہے کہ نبی منتظر عرب کے بزرگ ترین خاندان میں پیدا ہوگا۔ میں اس کے نسب سے واقف ہوں۔ میں نے کہا اے چچا وہ نبی کیا تعلیم کرے گا؟ ورقہ نے کہا ان کی

---

[1] ورقہ بن نوفل حضرت ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چچازاد بھائی تھے۔ ان کو بت پرستی سے دلی نفرت تھی اور وہ اس وقت تمام کتب سماوی کے زبردست عالم تھے۔ آپ توریت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی خبریں پڑھ چکے تھے۔

تعلیم وہی ہوگا جس کی ہدایت ان کو ہوگی نہ وہ خود ظلم کرے گا' نہ ظالموں کو برداشت کرے گا۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہور فرمایا تو میں ان پر ایمان لایا اور تصدیق کی۔

طیالسی اور ابونعیم نے سعید بن زید بن عمرو بن نفیل سے روایت کی کہ میرے والد اور ورقہ بن نوفل دونوں دین کی جستجو اور تلاش میں نکلے اور وہ موصل میں ایک راہب کے پاس پہنچے۔ اس نے زید سے پوچھا: تم کہاں سے آرہے ہو؟

زید نے کہا: ''حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تعمیر کردہ بیت اللہ سے۔''

اس نے کہا: ''کس چیز کے ارادہ اور تلاش میں نکلے ہو؟''

زید نے جواب دیا: ''سچے دین کی۔''

راہب نے کہا: ''لوٹ جاؤ۔ کیونکہ وقت آگیا ہے کہ اس ذات گرامی کا ظہور ہو جس کیلئے تم اپنی سرزمین سے دور سرگرم جستجو ہو۔''

امام بغوی نے اپنی ''معجم'' میں (طبرانی اور حاکم نے اسے صحیح کہا) اور ابونعیم نے بروایت اسامہ بن زید' زید بن حارثہ سے نقل کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن عمرو بن نفیل سے ملاقات کی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہا اے چچا ''میں یہ کیا دیکھ رہا ہوں کہ تمہاری قوم تم سے دشمنی رکھتی ہے؟'' انہوں نے کہا ان کی یہ بات بغیر اس کینہ کے ہے جو مجھ میں ان کی طرف سے ہے۔ دراصل بات یہ ہے کہ میں نے ان کو گمراہی پر دیکھا تو دین حق کی جستجو میں گھر سے نکلا اور جزیرہ میں ایک بزرگ کے پاس پہنچا اور اس سے اپنے سفر اور آمد کا مقصد بیان کیا۔ اس نے پوچھا ''تم کن لوگوں سے ہو؟'' میں نے کہا اہل بیت اللہ سے۔ اس نے کہا بلاشبہ تمہارے شہر میں وہ نبی یا تو پیدا ہو چکا ہے یا ہونے والا ہے کیونکہ اس کا ستارہ طلوع ہو چکا ہے' لہٰذا تم جاؤ اس کی تصدیق کرو اور ایمان لاؤ۔ میں یہ سن کر لوٹ آیا اور راہب کے قول کے بارہ میں مجھے کچھ پتہ نہ چلا۔[1]

ابن سعد اور ابونعیم نے عامر بن ربیعہ سے روایت کی کہ عامر نے کہا۔ مجھے زید بن عمرو بن نفیل مکہ مکرمہ سے غار حراء کی جانب جاتے ہوئے ملے۔ اس زمانے میں ان کے اور ان کی قوم کے درمیان اس بات پر رنجش تھی کہ انہوں نے پوری قوم کے عقیدہ اور عمل کے خلاف طرز فکر اختیار کرلیا تھا۔ ان کی اصنام پرستی سے بیزار ہوکر کنارہ کش ہوگئے تھے۔ اس ملاقات میں زید نے عامر سے کہا: ''اے عامر! میں نے قوم کی مخالفت اور ملت ابراہیمی کی پیروی شروع کردی ہے' میں اس کی عبادت کرتا ہوں جس کی وہ عبادت کرتے تھے اور میں اس نبی کا منتظر ہوں جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد اور نسل عبدالمطلب سے ہوں گے' جن کا نام احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا۔ میرا خیال ہے کہ میں ان کے زمانہ کو پاسکوں گا۔ میر میں ان پر ایمان لاتا ہوں اور ان کی تصدیق کرتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے نبی ہیں۔ اگر تمہاری زندگی وفا کرے اور ان کے عہد سعادت کو پاؤ تو میری جانب سے ان پر سلام عرض کرنا۔ اے دوست عامر!

---

[1] یہ حضرات بتوں کی پرستش سے بیزار تھے۔ کسی کی الوہیت کے قائل نہ تھے۔ ان میں زید سب سے زیادہ مشہور تھے۔ یہ خانہ کعبہ میں اکثر بیٹھتے تھے اور قریشیوں سے کہتے کہ تم نے دین حنیف سے ہٹ کر جو راہ اختیار کرلی ہے اس سے باز آجاؤ۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا وحی اول کے نزول کے پرہیبت حالات سن کر حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئی تھیں تاکہ ان سے تصدیق ہو سکے۔

میں آنے والے نبی کی کچھ علامتیں بتاتا ہوں تاکہ وہ ذات گرامی تم پر پوشیدہ نہ رہ سکے اور بغیر کسی ادنیٰ تامل کے تم ان کو پہچان سکو۔

''وہ ہادی برحق میانہ قد ہوں گے' جسم پر بال زیادہ ہوں گے نہ کم' آنکھوں کا رنگ شربتی ہوگا اور دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی' نام آپ ﷺ کا احمد ﷺ ہوگا۔ یہ شہر ان کی ولادت اور بعثت کا مقام ہے۔ بعد میں ان کو قوم جلاوطن اور خارج الدیار کردے گی اور وہ یثرب[1] کو ہجرت کرجائیں گے' پھر باطل' حق کے مقابل نہ ٹھہرے گا۔''

اے میرے رازدار عامر! متنبہ ہوجاؤ کہ ان کے ساتھ تم پر فریب طرز عمل مت اختیار کر بیٹھنا۔ تم کو معلوم ہونا چاہئے کہ میں ''دین ابراہیمی'' کی تلاش میں ملکوں اور شہروں گھوما ہوں اور ہر ذی علم و نیک نہاد یہودی' نصرانی اور زرتشتی[2] نے یہی بتایا کہ ''یہ دین تو تیرے پیچھے آرہا ہے۔'' اور انہوں نے تقریباً بالاتفاق یہی علامتیں مجھے سکھائیں جن کو میں نے تم سے بیان کردیا ہے اور وہ بتاتے تھے کہ بس اسی ایک نبی کا آنا باقی ہے۔

عامر نے کہا جب میں نے زید بن عمر کے اس پورے واقعہ کو حضور ﷺ کے سامنے بیان کیا تو آپ ﷺ نے زید کے لیے رحمت کی دعا فرمائی اور کہا میں ان کو جنت میں دامن پھیلائے دیکھ رہا ہوں۔

ابن سعد نے بہ روایت شعبی' عبدالرحمن بن زید بن الخطاب سے روایت کی کہ زید بن عمرو بن نفیل نے بتایا کہ میں شام کے ایک راہب کے پاس گیا اور میں نے اس سے بت پرستی اور یہودیت و نصرانیت سے اپنی بیزاری کا ذکر کیا تو اس نے جواب میں کہا:

''اے مکہ کے بیٹے! تم دین ابراہیمی کا نظام چاہتے ہو وہ تم کو کہیں بھی نظر نہ آئے گا' تم مکہ ہی کو لوٹ جاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہاری قوم سے تمہارے ہی شہر میں ایک نبی مبعوث فرمائے گا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ''دین حنیف'' کو بھی ارتقاء و تکمیل کے ساتھ جاری و نافذ کرے گا اور وہ بارگاہ خالق میں اکرم الخلائق ہے۔''

ابونعیم نے بہ روایت ابی امامہ باہلی' عمرو بن عبسہ سلمی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا میں زمانہ جاہلیت ہی میں اپنی قوم کے اصنام سے بیزار ہوگیا تھا۔ میرا خیال تھا کہ یہ ''پرستش اصنام'' کا طریقہ و مسلک قطعی باطل ہے۔ اسی زمانے میں مجھے ایک اہل کتاب ملا۔ اس سے میں نے افضل دین کے بارے میں پوچھا۔ اس نے کہا مکہ مکرمہ میں ایک شخص پیدا ہوگا جو اصنام پرستی اور شرک کو مٹائے گا اور وحدہ لاشریک کی بندگی کی طرف بلائے گا اور افضل دین کو لائے گا تو جب تم اس کا ذکر سنو' تو اس کی دعوت دین پر لبیک کہنا۔

اس کے بعد میرا یہ ایک وظیفہ ہوگیا کہ مجھے جو شخص بھی مکہ سے آیا ہوا ملتا' میں اس سے مکہ کے مخصوص حالات کے بارے میں دریافت کرتا' جب کوئی خاص خبر دریافت نہ ہوتی' پھر میں اپنے گھر کو لوٹ جاتا۔ ایک مرتبہ چند سوار ملے اور مکہ کی خبریں پوچھنے پر انہوں نے کہا کوئی خاص خبر نہیں ہے۔ اس کے بعد بھی میں راستے پر بیٹھا رہا کہ ایک سوار تیزی سے میرے قریب پہنچا۔ میں نے اس سے پوچھا:

---

[1] یثرب' مدینۃ الرسول کا قدیم نام جس کے معنی خارزار کے ہیں۔

[2] زرتشتی مذہب زرتشت کا پیرو زرتشت پارسی مذہب کے بانی کا نام ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پانچ سو برس پہلے میڈیا یعنی وسطی ایران میں پیدا ہوئے اور نظریہ خیر و شر یعنی یزداں و اہرمن کی دوئی پیش کی۔ اس وجہ سے اس مذہب کے نظریہ کو نظریہ ثنویت بھی کہتے ہیں۔ پہلوی زبان اسی عہد کی زبان ہے۔

''تم کہاں سے آ رہے ہو؟''

اس نے کہا'' مکہ سے۔'' میں نے پوچھا:

''کیا' کوئی خاص خبر ہے؟''

اس نے جواب دیا:''ہاں' ایک شخص نے پوری قوم اور اپنے آباء واجداد کے مراسم عبودیت سے نفرت و بیزاری کا اظہار کر دیا ہے اور صرف ایک معبود کی بندگی کی طرف بلاتا ہے۔'' تو میں نے سوچا شاید یہ شخص وہی ہے جس کا انتظار کرتا ہوں۔ چنانچہ میں مکہ مکرمہ آیا اور حضور ﷺ کو موجود پایا۔ میں نے عرض کیا'' آپ ﷺ کون ہیں؟'' حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا'' میں نبی ہوں۔'' میں نے پوچھا نبی کسے کہتے ہیں؟'' فرمایا'' رسول کو۔'' میں نے عرض کیا'' کس نے آپ ﷺ کو بھیجا ہے؟'' فرمایا'' اللہ تعالیٰ نے۔'' میں نے سوال کیا'' آپ کے بھیجنے کا مقصد کیا ہے؟'' فرمایا'' کہاں گیا ہے کہ تم صلہ رحمی کرو' جان و مال کی حفاظت کرو' راستوں کو مامون کرو' بت شکنی کر کے صرف خدائے واحد کی بندگی اختیار کرو۔''

میں نے شگفتہ دلی کے ساتھ عرض کیا:''بہت خوب! کیا ہی اچھا باتوں کے لیے آپ کو بھیجا گیا ہے' لہٰذا میں اطمینان قلب کے ساتھ شہادت دیتا ہوں کہ میں آپ ﷺ کی رسالت پر ایمان لایا اور آپ ﷺ کی تصدیق کی۔'' پھر میں نے عرض کیا' میں آپ کے ساتھ رہوں یا آپ ﷺ کی جو رائے ہو؟ فرمایا تم دیکھ رہے ہو کہ جو دعوت دین میں دے رہا ہوں لوگ اسے کس قدر تلخ اور ناگوار سمجھ رہے ہیں' لہٰذا تم اپنے گھر ہی رہو اور جب تم کو معلوم ہو کہ فلاں مقام پر ہجرت کر کے پہنچ چکا ہوں' تو تم وہاں میرے پاس پہنچ جانا۔ اب واپس چلے جاؤ۔

چنانچہ جب میں نے سنا کہ حضور ﷺ مدینہ طیبہ ہجرت کر کے پہنچ چکے ہیں تو میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ (اس حدیث کو ان ہی الفاظ میں ابن سعد نے بہ روایت شہر بن حوشب' عمرو بن عبسہ سے روایت کیا ہے۔)

ابونعیم نے اور ابن عساکر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ بنی اسرائیل کو جب ان پر بخت نصر کے غلبہ سے بیشمار مصائب پہنچے' ان کی وجہ سے وہ منتشر اور ذلیل وخوار ہو کر تتر بتر ہو گئے۔ وہ اپنی کتاب میں محمد رسول اللہ ﷺ کے اوصاف حمید پاتے تھے' مثلاً یہ کہ وہ عرب کی بستیوں میں سے کسی ایک بستی میں ظاہر ہوں گے' جہاں کھجوروں کے درخت ہوں گے۔ پھر جب وہ ملک شام پہنچے تو منتشر ہو کر حصے بخرے ہو گئے۔ ہر حصے کے لوگوں میں گھل مل گئے' شامی اور یمنی مخلوط ہو گئے' میں جہاں کھجوروں کے درخت دیکھتا اور دوسرے مذکورہ اوصاف پاتا' ٹھہر جاتا کہ شاید حضور ﷺ سے طلب سعادت کا موقع مل جائے۔ یہاں تک کہ اولادِ ہارون علیہ السلام جو توریت کی حامل تھی' یثرب میں آ کر ٹھہری۔ ان کے بزرگ اور پیر مرد اس حال میں فوت ہوئے کہ وہ محمد ﷺ پر اعتقاد و ایمان رکھتے تھے کہ آپ بعثت فرمائیں گے اور اپنی آئندہ اور نوخیز نسل کو نصیحت کرتے کہ جب وہ تشریف فرما ہوں تو اطاعت امر و تعاون کریں۔ انجام کار جس نے ان کی نسل میں حضور ﷺ کو پایا' انہوں نے انکار کا رویہ ہی اختیار کیا' باوجودیکہ وہ خوب واقف تھے۔

ابونعیم نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کی' انہوں نے کہا: واللہ! میں اپنے گھر میں سات سالہ بچہ تھا اور میری

حالت یہ تھی کہ جو کچھ سنتا یا دیکھتا اسے یاد رکھتا۔ ایک روز میں والد کے ساتھ تھا کہ ہمارے پاس ایک نوجوان آیا جس کو ثابت بن ضحاک کہتے تھے۔ اس نے بتایا کہ بنی قریظہ کے ایک یہودی کا خیال ہے وہ نبی پیدا ہو گیا ہے جو ہماری کتاب کی مانند لائے گا اور عاد کی مانند تم کو قتل کرے گا۔ نیز حسان رضی اللہ عنہ نے کہا میں صبح کے وقت اپنی چھت پر تھا تو میں نے ایک ایسی آواز سنی ایک ایسی آواز جو اس سے پہلے کبھی نہ سنی تھی' دفعتہ ایک یہودی مدینہ کے قلعہ پر نظر آیا' اس کے ہاتھ میں مشعل تھی' لوگ جمع ہونے لگے اور کہنے لگے' تیری خرابی ہو تجھے کیا ہو گیا ہے۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں اس کے بولنے کی آواز سن رہا تھا۔ اس نے کہا یہ ستارہ احمد کا ہے جو طلوع ہوا ہے اور ہمیشہ اس ستارہ کا طلوع اور نبوت کا ظہور ایک ساتھ ہوتا ہے اور اب انبیاء علیہم السلام میں بجز احمد کے کسی کا ظہور و شہود باقی نہیں ہے۔

حسان نے کہا اس پر لوگوں نے اس کا مضحکہ اڑایا اور اس کی بات پر حیران ہوئے اور حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے ایک سو بیس سال عمر پائی جس میں سے نصف زمانہ جاہلیت میں اور باقی عمر اسلام میں گزری۔

واقدی اور ابونعیم نے حویصہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ہم اور یہود باہم ذکر کیا کرتے تھے کہ ایک نبی مکہ مکرمہ سے مبعوث ہو گا اور یہ نبی آخر ہے۔ یہ خبر ہماری کتابوں میں ہے نیز یہ کہ وہ ان اوصاف کے حامل ہوں گے اور اس طرح ظہور فرمائیں گے۔ علاوہ ازیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں عہد و پیمان بھی لیا جاتا تھا۔ حویصہ نے کہا میں اس زمانے میں کمسن تھا جو دیکھتا یاد رکھتا اور جو سنتا اسے نہ بھولتا۔ اسی زمانے میں' میں نے ایک مرتبہ قبیلہ بنی اشہل کی جانب سے شور و غل کی آوازیں سنیں جس کی وجہ سے لوگوں کو اندیشہ اور خوف ہوا اور خیال کیا کہ کوئی بات ضرور ہے' پھر آوازیں کچھ آہستہ ہوئیں پھر بلند ہوئیں' اب ہم گوش بر آواز ہو گئے تو ہم نے سنا' بنی اشہل کے لوگ پکار رہے تھے:

''اے ساکنانِ یثرب! یہ ستارہ تو احمد کا ہے اور اس کے طلوع پر ان کو بھی پیدا ہونا چاہئے۔'' حویصہ نے کہا۔ اس اعلان یا پکار کو ہم نے کچھ تعجب سے سنا۔ پھر بہت زمانہ گزر گیا اور اس واقعہ کو ہم بھول گئے اور اس عرصہ میں ظاہر ہے پیدائش و اموات کا عمل جاری رہا اور میں بھی ایک اچھی عمر کا شخص ہو گیا۔ اب پھر حسب سابق شور و غل ہوا' کوئی کہہ رہا تھا ''اے یثرب کے باشندو! بلاشبہ اس نبی کی بعثت ہو گئی اور اس کے پاس وہ ''ناموس اکبر[1]'' آتے ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آتے تھے۔

اس کے بعد زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ میں نے سنا۔ مکہ میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ پھر ہماری قوم کے نکلنے والے نکلے اور تاخیر کرنے والے تاخیر کرتے رہے۔ نوعمر لوگ ایمان لائے مگر میرے لیے حکم الٰہی نہ ہوا تھا' یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میں مسلمان ہوا۔

ابن سعد اور ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ قریظہ' نضیر' فدک اور خیبر کے یہود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے آپ کے اوصاف اپنی کتابوں کے اندر پاتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقامِ ہجرت مدینہ طیبہ ہے۔ پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو احبار یہود نے کہا کہ آج رات احمد مجتبیٰ پیدا ہوں گے اس لیے کہ ستارہ طلوع ہو گیا۔ پھر جب اعلانِ نبوت فرمایا تو انہوں نے

[1] ''ناموس اکبر'' احکام الٰہی لانے والا جبریل علیہ السلام

کہا بلاشبہ اعلانِ نبوت فرما دیا۔ وہ سب آپ ﷺ کو پہچانتے تھے اور آپ ﷺ کا اقرار اور توصیف کیا کرتے تھے۔

ابن سعد اور ابونعیم اور ابن عساکر نے ابی نحلہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ بنی قریظہ کے یہود اپنی کتابوں میں رسول اللہ ﷺ کے بابُ الذکر کا درس دیا کرتے تھے اور آپ ﷺ کے اوصاف کی تعلیم اپنے بچوں کو دیا کرتے تھے اور آپ ﷺ کا نام اور مقامِ ہجرت مدینہ طیبہ ان کو بتایا کرتے تھے۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ نے ظہور فرمایا تو حسد و عصبیت کی بنا پر منکر ہو گئے۔

ابونعیم نے بہ روایت حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کی کہ میں نے اپنے باپ مالک بن سنان کو یہ کہتے سنا کہ میں ایک روز بنی عبدالاشہل کے پاس کچھ باتیں کرنے گیا۔ وہاں میں نے یوشع یہودی کو کہتے سنا کہ: ''اس نبی کا ظہور زمانہ قریب ہے جس کا نام احمد مجتبیٰ ﷺ ہے اور وہ حرم سے ظاہر ہوگا۔'' لوگوں نے پوچھا:

''اس کی علامت و شناخت بتا دیجئے!'' اس نے کہا:

''نہ وہ پستہ قد ہوگا' نہ طویل قامت' آنکھوں میں سرخ ڈورے ہوں گے' اون کا لباس پہنے گا' دراز گوش پر سواری کرے گا اور اس کے شانہ پر تلوار آویزاں ہوگی اور یہ شہر یعنی مدینہ منورہ اس کا ہجرت کا مقام ہوگا۔''

اس کے بعد میں اپنی قوم بنی فدرہ لوٹ آیا' میں نے یوشع سے جو کچھ سنا تھا اس پر تعجب کر رہا تھا کہ اپنے قبیلہ کے ایک شخص کو کہتے سنا کہ تنہا یوشع اس بات کو نہیں کہہ رہا تھا بلکہ یثرب کا ہر یہودی یہی بات کہہ رہا ہے۔ پھر میں بنی قریظہ کے پاس آیا تو وہ سب مجتمع تھے اور نبی آخرالزماں کا ذکر کر رہے تھے۔ زبیر ابن باطا نے کہا کہ وہ سرخ ستارہ طلوع ہو گیا جو کسی نبی کے ظہور کے وقت طلوع ہوتا ہے اور اب احمد مجتبیٰ کے ظہور کے سوا کسی اور نبی کی آمد باقی نہیں اور یہ شہر مدینہ اس کی ہجرت کا مقام ہے۔

ابونعیم نے بہ روایت محمود بن لبید' محمد بن سلمہ سے نقل کیا۔ انہوں نے کہا کہ قبیلہ بنی عبدالاشہل میں ایک ہی یہودی ایسا تھا جس کا نام یوشع تھا۔ میں نے اس کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اس گھر کی طرف سے اس نبی موعود کے ظہور کا وقت قریب ہے۔ جو کوئی اس کو پائے' تصدیق کرے۔

محمد بن سلمہ نے کہا حضور ﷺ کی بعثت کے بعد ہم تو اسلام لے آئے مگر لوگوں کو بتانے والا وہ یہودی نہ صرف منکر رہا بلکہ اس نے حسد اور بغاوت کی راہ اختیار کی۔

ابونعیم نے عبداللہ بن سلام سے روایت کی کہ تبع نے اپنی وفات سے پہلے حضور ﷺ کی تصدیق کر دی' اس وجہ سے کہ یثرب کے یہود نے اس کو خبردار کر دیا تھا۔[1]

ابن سعد نے بروایت عکرمہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور انہوں نے ابی بن کعب سے روایت کی کہ جب تبع مدینہ آیا اور وادی قناۃ میں اترا تو اس نے احبارِ یہود کو کہلا بھیجا کہ میں اس شہر کو تباہ و برباد کر دوں گا تو شامون نے اس کا جواب دیا:

---

[1] سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت اور آپ کے مبعوث ہونے کی خبریں علمائے یہود اور رہبانوں نے اس کثرت سے دی تھیں کہ ان تمام کا یہاں ذکر کرنا دشوار ہے۔ خود ان کی کتابوں توریت و زبور میں یہ بشارتیں موجود ہیں' جن کو برصغیر کے فاضل زبان عبرانی مولوی عنایت رسول مرحوم و مغفور نے اپنی تصنیف ''بشریٰ'' میں مع ترجمہ جمع فرما دیا ہے۔

''اے بادشاہ! بلاشبہ یہ وہ شہر ہے جس میں بنی اسماعیل کا آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مولد یعنی مکہ سے ہجرت کر کے سکونت پذیر ہوگا جس کا نام احمد مرقوم ہے اور تمہارے پڑاؤ کا میدان جان نثاران احمد اور دشمنان نبوت کی معرکہ آرائی اور مہمات امور کے واقع ہونے کا میدان ہے؟''

تبع نے پوچھا ''اس نبی سے جنگ کرنے والے کون لوگ ہوں گے؟''

شامون نے جواب دیا ''اس کی اپنی قوم حملہ آور ہوگی۔''

تبع نے پوچھا ''اس نبی کا مزار کہاں ہوگا؟'' شامون نے کہا ''اسی شہر میں'' تبع نے پوچھا: ''لڑائی کا نتیجہ کس کے حق میں ہوگا؟'' شامون نے جواب دیا ''کبھی تو ان کے حق میں ہوگا اور کبھی اہل باطل مخالفین کے حق میں۔'' اور اس مقام پر جہاں تم فروکش ہوئے ہو یہاں نبی اللہ کو زحمت برداشت کرنا پڑے گی اور اس جنگ میں ان کے اتنے مجاہد شہید ہوں گے کہ شاید کسی اور جنگ میں نہ ہوں گے۔ اس کے بعد اس نبی کے لیے نیک انجام ہوگا اور وہ غالب ہو جائیں گے اور امر نبوت میں کوئی ان سے اختلاف کرنے والا نہ رہے گا۔

تبع نے پوچھا ''اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اور وصف کیا ہے؟''

اس کے جواب میں شامون نے کہا ''وہ نہ پستہ قد ہوں گے نہ طویل' ان کی آنکھوں میں سرخی ہوگی' اونٹ پر سواری کریں گے' عمامہ کی بندش میں شملہ ہوگا' اکثر تلوار شانے پر آویزاں ہوگی جو بھی طاقت ان کے کاموں میں مزاحم ہوگی وہ اس کو پاش پاش کر دے گا اور بالآخر اس کا دین غالب ہو جائے گا۔

ابن سعد نے بروایت عبدالحمید بن جعفر روایت کی اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' کہ زبیر بن باطا یہود کا سب سے بڑا عالم تھا۔ اس نے ذکر کیا میں نے اس کتاب کو حاصل کر لیا جس کو میرا باپ مجھ سے چھپاتا تھا۔ اس میں نبی احمد مبشر کا ذکر تھا کہ وہ علاقہ قرظ یعنی مکہ مکرمہ میں پیدا ہوگا اور اس کی یہ اور یہ اوصاف ہوں گے۔ زبیر نے یہ بات اپنے باپ کے مرنے کے بعد بیان کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی مبعوث بھی نہ ہوئے تھے' اس کے بعد انہوں نے سنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں ظہور فرمایا ہے تو زبیر نے اس کتاب کو چھپا دیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تجاہل عارفانہ برتتے ہوئے انکار کا رویہ اختیار کر لیا۔

ابونعیم نے سعد بن ثابت سے روایت کی کہ بنوقریظہ اور بنونضیر کے یہودی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی علامتی نشانات کے ساتھ کیا کرتے تھے۔ پھر جب سرخ ستارہ طلوع ہوا تو انہوں نے خبر دی وہ نبی پیدا ہوگیا اور اس کے بعد کوئی نبی نہیں ہے' اس کا نام احمد ہے۔ وہ ہجرت کر کے یثرب میں آئے گا۔

پھر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے اور قیام فرمایا تو انہوں نے انکار کیا اور حسد و بغاوت کی روش اختیار کی۔

ابونعیم نے زیاد بن لبید سے روایت کی کہ وہ مدینہ طیبہ کے قلعوں میں سے ایک قلعہ میں تھے۔ انہوں نے سنا: ''اے یثرب کے لوگو! خدا کی قسم سلسلہ نبوت بنی اسرائیل سے منقطع ہوگیا' کیونکہ نبی الآخر کی ولادت کا ستارہ افق پر نمودار ہوگیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ہجرت مدینہ طیبہ ہے۔

ابن سعد اور ابونعیم نے عمارہ بن خزیمہ بن ثابت سے روایت کی وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ قبائل اوس وخزرج میں ابو عامر سے زیادہ کوئی شخص حضور ﷺ کی توصیف کرنے والا نہ تھا۔ یہود بھی اس کو پسند کرتے اور مسائل دریافت کرتے تھے۔ نیز وہ ان کو حضور ﷺ کی آمد کا مژدہ اور ہجرت و اوصاف کے تذکرے سناتا۔ پھر وہ تیما کے یہودیوں کے پاس گیا تو انہوں نے بھی اس کے خیال کی تائید کی۔ اس کے بعد وہ شام گیا اور نصاریٰ سے تبادلہ خیال کیا تو انہوں نے منجملہ اوصاف کے ایک یہ بھی بتایا کہ ہجرت کے بعد ان کا مرکز یثرب ہوگا۔ اس کے بعد ابو عامر لوٹ آیا اور کہنے لگا۔ میں ''دین حنیف'' پر ہوں۔ ترک دنیا' رہبانیت' لباس صوف اس کی وضع قطع تھی اور وہ ظہور نبوت کا انتظار کرتا تھا۔

جب رسول اللہ ﷺ کی بعثت ہوئی تو وہ اپنے حالات میں مگن رہا اور حضور ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل نہیں کیا۔ تیرہ سال کے بعد ترکِ وطن کر کے آپ ﷺ یثرب آ گئے تو اس نے آپ ﷺ کی قیادت' سیادت اور سعادت کی عظمتوں کو دیکھ کر رشک و رقابت اور حسد و بغاوت کا طریقہ اختیار کیا۔ ایک دن وہ آں حضرت ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا:

''اے محمد ﷺ! آپ کس چیز کے ساتھ مبعوث ہوئے ہیں؟''

حضور ﷺ نے فرمایا ''حنیفیت کے ساتھ۔'' اس نے کہا:

''آپ ﷺ حنیفیت کے ساتھ دوسری چیزوں کی آمیزش کرتے ہیں۔''

حضور ﷺ نے فرمایا ''میں روشن اور واضح حنفیت لایا ہوں۔'' اور ارشاد فرمایا ''علمائے یہود و نصاریٰ میری شناخت اور اوصاف کے بارے میں جو کچھ تجھ سے بیان کرتے تھے' وہ کہیں نظر آتے ہیں؟'' اس نے کہا ''آپ ﷺ ان اوصاف کے حامل نہیں ہیں۔''

اس کے جواب میں حضور ﷺ نے فرمایا ''تو جھوٹ بولتا ہے۔'' اس نے کہا ''میں جھوٹ نہیں بولتا۔'' اس مرحلہ پر آپ ﷺ نے فرمایا جھوٹ بولنے والے کو اللہ تعالیٰ اس حال میں موت دے کہ لوگوں نے اسے دھتکار دیا ہو اور وہ پھر بے سہارا رہ جائے۔ اس پر اس نے کہا ''آمین۔''

پھر وہ قریش مکہ کے پاس چلا گیا' یہودیت کو ترک کر کے قریش کے ساتھ رہ و رسم مشرکانہ کو اختیار کر لیا۔

ابونعیم نے بہ روایت ابن اسحاق' جعفر بن عبداللہ بن ابی الحکم سے مذکورۂ بالا حدیث کی مانند روایت کی مگر اس میں اتنا زیادہ ہے کہ ابو عامر مکہ چلا گیا۔ پھر جب مکہ فتح ہو گیا اور طائف اور اہل طائف[1] جب مسلمان ہو گئے تو انہوں نے اس کو برداشت نہ کیا تو یہ شام میں چلا گیا اور پھر وہیں دل گرفتہ' بے سہارا اور بے یار و مددگار رہ کر مر گیا۔

ابونعیم نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف سے نقل کیا کہ کعب بن لوی بن غالب جمعہ کے قومی اجتماع میں اس طرح خطاب کرتا

---

[1] مکہ مکرمہ سے شمال و مغرب میں سطح مرتفع پر جزیرۂ نمائے عرب کا ایک مشہور شہر۔ پہلے مکہ سے یہاں تک کا راستہ سخت دشوار گزار تھا۔ لیکن شاہ فیصل کے عہد میں مکہ سے طائف تک ایک بہترین وسیع سڑک بنا دی گئی ہے اور اب آمد و رفت بہت آسان ہے۔ یہی وہ شہر ہے کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہاں تبلیغ اسلام کیلئے تشریف لائے تھے تو یہاں کے رئیس نے شہر کے نوجوانوں کو آپ پر انگیز کیا تھا اور آپ زخمی ہو گئے تھے۔ مگر آپ نے حلم سے کام لیا۔ بددعا کے بجائے یہاں کے باشندوں کے لیے قبول اسلام کی دعا فرمائی۔

تھا''اے برادران قوم! غور سے سنو اور خبردار ہو جاؤ۔ رات تاریک اور دن روشن ہے' زمین بچھونا اور آسمان ہماری چھت ہے' پہاڑ میخ اور سارے راہنما اور پچھلے اگلوں کی مانند' ویسے ہی مرد و عورت ہیں اور روح پرانی ہونے والی ہے' لہٰذا تم صلہ رحمی کرو' حقوق قرابت کی حفاظت کرو' اپنے اموال کو بڑھاؤ۔ تم نے کسی مرنے والے کی بازگشت دیکھی' یا دیکھا کہ کوئی مردہ دوبارہ اٹھا؟ آخرت تمہارے سامنے ہے اور آخرت اس اندازہ وگمان کے سوا ہے جو تم بتاتے ہو اور جس کا ذکر کرتے ہو' اپنے حرم کو زینت دو اور اس کی تعظیم کرو اور اس کو مضبوط تھامو کیونکہ عنقریب اس کے لیے ایک عظیم خبر ہونے والی ہے اور بہت جلد اس حرم سے عزت والا نبی ظہور کرنے والا ہے۔

نھار ولیل کل ادب بحادث سواء علینا لیلھا ونھارھا

روزانہ دن و رات نو بہ نو رونما ہوتے ہیں ہم پر دن و رات سب یکساں ہیں

علی غفلة یاتی النبی محمد بخبر اخبارا صدوق خبیرھا

اچانک نبی محمد ﷺ تشریف لانے والے ہیں وہ ایسی خبر دینگے کہ جن کا خبر رکھنے والے بہت سچا ہے

خدا کی قسم اگر میں شنوائی اور بینائی اور دست و پا رکھنے والا ہوتا تو ان کے عہد نبوت میں (ان کے مشن کے لیے) ایسی محنت اور سرگرمی سے کوشاں ہوتا جس طرح ایک شتر محنت کش اور مشقت گیر ہوتا ہے اور ایسی تیزی دکھاتا جس طرح ایک اونٹ اپنی طویل منزل مقصود تک پہنچنے میں دکھاتا ہے۔ پھر کہا:

یالیتنی شاھدا نجواء دعوة حین العشیرة تبغی الحق خذلانا

یعنی' کاش میں ان کی دعوت کے دور میں موجود ہوتا جبکہ قبائل حق کو چھوڑنے کی خواہش کریں گے۔

حالانکہ کعب بن لوی کے مرنے اور حضور ﷺ کی بعثت کے درمیان پانچ سو ساٹھ برس کا زمانہ تھا۔ ابونعیم نے بروایت ابن اسحاق زہری سے نقل کیا' انہوں نے سعید بن مسیب سے' انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ قیس بن ساعدہ اپنی قوم کا عکاظ کے بازار میں خطبہ دیا کرتا تھا۔ وہ اپنے خطبہ میں کہتا' عنقریب اس جگہ سے حق عام ہوگا اور پھر اپنے ہاتھ سے مکہ کی طرف اشارہ کرتا۔ لوگ پوچھتے وہ حق کیا ہے؟ وہ جواب دیتا۔ ایک شخص کشادہ رو' سیاہ چشم' لوی بن غالب کی نسل سے ہوگا' وہ لوگوں کو کلمہ اخلاص' ابدی زندگی اور کبھی کم نہ ہونے والی نعمتوں کی طرف بلائے گا۔ تم اس کی دعوت کو قبول کرنا۔ اگر میں اس کی بعثت تک زندہ رہتا تو سب سے پہلے اس کی طرف دوڑ کر جانے والا ہوتا۔

خرائطی نے کتاب الہواتف میں اور ابن عساکر نے جامع بن حمران سے نقل کیا کہ جب اوس بن حارثہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنے بیٹے مالک کو وصیت کی۔ اس کے بعد اس نے یہ اشعار پڑھے

شھدت اسرایا مال محرق وادرك عمری صیحة فی الحجر

یعنی آل محرق کی جنگ کے دن میں ان قیدیوں میں موجود تھا اور میری عمر کو عذاب الٰہی نے مقام حجر میں پالیا تھا۔

نلم ارذا ملك من الناس واحداً ولا شوقة الا الی الموت والقبر

تو اس دن نہ کسی دولت مند اور سرمایہ دار شخص کو اور نہ کسی بے مایہ اور محتاج کو دیکھا مگر یہ کہ وہ موت اور قبر کی طرف جا رہا تھا۔ یہ

قصیدہ ان شعروں تک اس نے پڑھا:

الم یات قومی ان للہ دعوۃ　　یفوز بھا اھل السعادۃ و البر

کیا میری قوم کو یہ معلوم نہ ہوا کہ اللہ کی طرف سے دعوت ہے۔ اس دعوت کے ذریعہ سعادت مند اور نیکوکار کامیاب ہوں گے۔

اذ بعث المبعوث من آل غالب　　بمکہ فیما بین زمزم و الحجر

جس وقت وہ (منتخب کائنات) مبعوث ہونے والا آلِ غالب[1] سے حرم مکہ میں زمزم اور حجر اسود کے درمیان ظہور کرے گا۔

ھنالك نابغو انصرہ ببلادکم　　بنی عامر ان السعادۃ فی النصر

اس وقت اپنے علاقوں سے اٹھ کر اس کے ساتھ مؤثر تعاون کرنا لازمی ہے۔ اے بنو عامر بلاشبہ تمہاری سعادت نصرت کرنے میں ہی ہے۔

ابن سعد نے حرام بن عثمان انصاری سے نقل کیا کہ اسعد بن زراق اپنی قوم کے چالیس افراد کے ساتھ بغرض تجارت شام پہنچا تو اس نے خواب میں دیکھا کہ کسی آنے والے نے کہا۔ اے ابوامامہ مکہ مکرمہ سے ایک نبی ظہور فرمائے گا' تم اس کی پیروی کرنا اور اس سلسلہ کی ایک علامت یہ ہے کہ تم ایک ایسی منزل پر اترو گے کہ تمہارے ساتھیوں کو مصیبت پہنچے گی مگر تم محفوظ رہو گے اور فلاں کی آنکھ میں برچھے کی بھال لگ جائے گی۔''

پھر وہ ایک منزل پر اترے تو ان سب افراد کو رات میں وبائی طاعون نے گھیر کہ تیری قبر کھودی گئی اور قریب تھا کہ تیری ماں تجھ پر روتی اور کیا تو نہیں دیکھ رہا ہے کہ ہم نے اس کی قبر کو تیرے سوا دوسرے شخص کے لیے بدل دیا اور قصل نامی شخص کو اس میں رکھ کر پتھروں سے بھر دیا ہے۔ تو کیا اب تو اس نبی مبشر پر ایمان لائے گا اور اپنے رب کے ساتھ شکر و سپاس اور ابنائے نوع کے ساتھ صلہ رحمی کا رویہ اختیار کرے گا اور مشرب ضلالت اور مشرکانہ جہالت کو چھوڑ دے گا؟ میں نے پر اخلاص انداز میں عرض کیا۔ ہاں ضرور ایمان لائے گا' لہٰذا مجھے چھوڑ دیا گیا ہے۔ لوگوں نے اس واقعہ عجیب کے بعد قصل نامی شخص اور اس کے حالات دریافت کرنے ایک جماعت کو روانہ کیا جس کی تحقیقات یہ تھی کہ واقعی وہ مر چکا اور اسی گڑھے میں اس کو دبا دیا گیا ہے۔ عمیر اس واقعہ کے بعد عرصہ دراز تک زندہ رہا۔ یہاں تک کہ عہد رسالت آیا اور وہ حلقہ اسلام میں داخل ہوا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قبولِ اسلام:

ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں کعب سے نقل کیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اسلام[1] قبول کرنا بذریعہ وحی تھا اور وہ اس طرح کہ آپ بغرض تجارت شام گئے وہاں آپ نے ایک خواب دیکھا اور بحیرہ راہب سے بیان کیا۔ بحیرہ نے پوچھا:

---

[1] آل غالب سے کنایہ قریش کی طرف ہے کہ غالب قریش کے فرزند تھے' جو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے گیارھویں مورث ہیں یعنی عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب۔ قریش کو آل عدنان بھی کہا جاتا ہے۔ عدنان ان کے مورث اعلیٰ تھے۔

[1] چنانچہ پختہ سال مردوں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے ہیں اور عورتوں میں ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور بچوں میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور موالی میں زید بن حارثہ ہیں۔

''تم کہاں کے رہنے والے ہو؟''

انہوں نے جواب دیا ''تہامہ کے شہر مکہ کا۔''

بحیرہ نے سوال کیا ''تمہارا تعلق کس قبیلہ سے ہے؟''

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''قبیلہ قریش سے۔''

بحیرہ نے پھر سوال کیا ''آپ کا ذریعہ معاش کیا ہے؟''

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ''تجارت''

بحیرہ راہب نے اپنے سوالات کے جواب پانے کے بعد خواب کی یہ تعبیر کی کہ ''اللہ تعالیٰ تمہارے خواب کو حقیقت بنا کر مشاہدہ میں اس طرح لائے گا کہ تمہاری قوم میں سے ایک نبی کو مبعوث فرمائے گا اور تم اس نبی کے صاحب[1] معتمد اور مشیر اعلیٰ ہو گے اور وفات کے بعد خلیفہ نبی ہو گے۔''

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ ''تعبیر خواب'' کو پوشیدہ ہی رکھا۔ یہاں تک کہ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔ اس وقت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اے آقا آپ کے دعویٰ نبوت کی دلیل کیا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ خواب جس کو تم نے شام میں دیکھا تھا آپ یہ جواب سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے چمٹ گئے' پیشانی پر بوسہ دیا اور سمع وطاعت اور استجابت و شبہات کے ملے جلے جذبات کے ساتھ کہا ''اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ'' میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں۔

ابن عساکر نے ابن عبدالرحمٰن سے نقل کیا۔ انہوں نے اپنے والد اور انہوں نے اپنے دادا سے روایت کی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ نے عہد اسلام سے قبل ''دلائل نبوت'' کی قبیل سے کچھ دیکھا تھا؟ آپ نے جواب دیا: ''ہاں'' اور مزید کہا کہ کوئی شخص قریشی یا غیر قریشی ایسا نہ تھا جسے آثار و دلائل نبوت سے کچھ معلوم نہ ہوا ہو۔ میں زمانہ جاہلیت میں درخت کے نیچے بیٹھا ہوا تھا کہ دفعۃً ایک ٹہنی میرے اوپر اس قدر جھکی کہ سر کے قریب آ گئی۔ میں حیران تھا کہ عجیب بات ہے کہ اتنے میں درخت مذکور سے آواز سنی وہ کہہ رہا تھا کہ ایک نبی کا ظہور ہونے والا ہے اور تم کو تمام لوگوں سے زیادہ اپنے آپ کو اس کی سپردگی میں دینا ہے۔

کتب سماویہ میں حضور کے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کا ذکر

اللہ تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے:

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ ۝

اور بلاشبہ ہم نے ذکر کے بعد زبور میں لکھا کہ اس میں زمین کے وارث اللہ تعالیٰ اپنے نیکوکار بندوں کو کرے گا۔

---

[1] حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا صاحب ہونا ارشاد خداوندی سے ثابت ہے۔ ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا کے معتمد اور مشیر اعلیٰ اور خلیفہ اول ہونے پر تواریخ عالم شاہد ہیں۔

امت محمدیہ کا تذکرہ:

ابن ابی حاتم اپنی تفسیر میں مندرجہ بالا آیات کریمہ کی تشریح میں یہ قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے توریت اور انجیل میں اپنے ازلی اور قبل آفرینش علم سے خبر دی ہے کہ امت محمدیہ زمین کی وارث ہوگی۔

ابن ابی حاتم نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے جب اَنَّ الْاَرْضَ یَرِثُھَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ پڑھا تو کہا کہ ہم ہی وہ صالحین بندے ہیں اور فرمایا کہ میں زبور کے اس نسخے سے واقف ہوں جس میں ایک سو پچاس سورتیں ہیں اور میں نے اس کی چوتھی سورت میں پڑھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے داؤد! میں جو سناتا ہوں اسے سنو اور سلیمان علیہ السلام کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو بتادیں کہ تمہارے بعد یہ زمین میری ہے اور میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کی امت کو اس کا وارث کروں گا۔''

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا تذکرہ:

ابن عساکر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے یمن کی طرف گیا اور قبیلہ ازد کے ایک شیخ کے پاس پہنچا جو متجر عالم اور کتب سماوی کو پڑھنے والا شخص تھا اور اس کی عمر دس کم چار سو برس کی تھی۔ اس ازدی عالم نے مجھ سے کہا کہ میرا خیال ہے کہ تم حرم مکہ کے رہنے والے ہو؟

میں نے کہا کہ ''ہاں'' پھر اس نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ تم قرشی ہو میں نے کہا کہ ہاں۔ اس نے کہا کہ ''میرا خیال ہے کہ تم تیمی ہو؟'' میں نے کہا ''ہاں''

اس نے کہا کہ: اب صرف ایک نشانی تمہاری طرف سے باقی رہ گئی ہے جس سے میں واقف نہیں ہو سکا ہوں۔'' میں نے پوچھا ''وہ کون سی نشانی ہے؟''

اس نے کہا: ''تم اپنے پیٹ سے قمیض اٹھاؤ۔'' میں نے کہا کہ کس لیے؟ اس نے کہا کہ میں نے علم صادق میں پایا ہے کہ۔

''حرم مکہ میں ایک نبی مبعوث ہو گیا اور اس کے دعویٰ نبوت میں ایک جوان اور ایک ادھیڑ عمر[1] کا شخص مددگار ہوں گے اور جوان شدتوں اور دشمنوں کی متحدہ قوت اور ہجوم مصائب کو خاطر میں نہ لائے گا اور ان کا زور توڑ کر رکھ دے گا اور دوسرا ادھیڑ عمر شخص گورے رنگ اور لاغر جسم کا ہوگا اور اس کے پیٹ پر ایک تل ہوگا اور بائیں ران پر ایک نشان ہوگا۔ تو تمہارا کیا حرج ہے اگر تم مجھے اپنا پیٹ دکھا دو اور تمہارے ساتھ جو اوصاف میں پاتا ہوں اس پوشیدہ علامت کو دیکھنے سے میرا علم مکمل ہو جائے اور اس کے علاوہ ایک آدھ علامت مخفی رہ جائے تو رہ جائے۔'' حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے اپنے پیٹ پر سے کپڑا اٹھالیا اور وہ ازدی عالم میری ناف کے اوپر سیاہ تل کو دیکھ کر کہنے لگا:

---

[1] ادھیڑ عمر کے شخص سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مراد ہیں جو تمام شدائد میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے معاون و مددگار اور دشمنوں کی متحدہ قوتوں کے سامنے بھی یعنی تمام غزوات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے اور ہجوم و مصائب کو اس راہ محبت میں کبھی حائل اور مانع نہیں ہونے دیا۔ اس جاں سپاری و جاں نثاری سے مسرور ہو کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر میں کسی کو اپنا خلیل بناتا تو وہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوتے۔

''رب کعبہ کی قسم بلاشبہ تم ہی وہ شخص ہو۔''

ابن عساکر نے ربیع بن انس سے روایت کی انہوں نے کہا کہ کتب سابقہ میں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مثال قطرات بارش کی سی ہے کہ وہ جہاں بھی گرتے ہیں نفع پہنچاتے ہیں۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا تذکرہ:

ابن عساکر نے ابی بکرہ سے روایت کی کہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان کے پاس کچھ لوگ کھانا کھا رہے تھے۔ آخر میں کچھ لوگ بیٹھے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان میں سے ایک پر نظر ڈالی اور فرمایا: تم کتب سابقہ میں کیا کچھ پاتے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ ان کا صدیق ہوگا۔''

دینوری نے ''المجالسہ'' میں اور ابن عساکر نے بروایت زید بن اسلم نقل کیا کہ انہوں نے کہا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ہمیں بتایا کہ میں زمانہ جاہلیت میں قریش کے لوگوں کے ساتھ بغرض تجارت شام گیا' پھر جب ہم مکہ واپس ہونے لگے تو مجھے ایک ضروری کام یاد آ گیا جسے میں بھول گیا تھا لہٰذا میں نے ساتھیوں سے کہا کہ ''میں ایک کام کر آؤں پھر تم سے آ کر مل جاؤں گا۔'' واللہ میں بازار میں گزر رہا تھا کہ دفعتہً ایک بطریق نے پیچھے سے آ کر مجھے گردن سے پکڑ لیا اور مجھے لے جانے لگا۔ میری مزاحمت کے باوجود وہ مجھ کو کینسہ تک لے جانے میں کامیاب ہو گیا اور ایک بہت بڑی مٹی کے ڈھیر کے پاس لے جا کر ٹوکری اور پھاوڑہ میرے آگے ڈال دیا اور کہا کہ اس انبار سے مٹی اٹھا کر دوسری جگہ ڈال دو۔ میں بیٹھ گیا اور پیش آمدہ شدنی حالات پر سوچنے لگا کہ کیا کروں؟ وہی بطریق کچھ دیر بعد آیا اور کہنے لگا: میں دیکھ رہا ہوں کہ تو نے کچھ بھی کام نہیں کیا اور پھر ایک مکا بنا کر پوری قوت سے میرے سر پر مارا۔ میں برق رو کی طرح اٹھا اور وہی پھاوڑہ سامنے سے اٹھا کر اس کے سر پر رسید کیا اور اس کے سر کی ہڈی ٹوٹ گئی بھیجہ نکل کر بکھر گیا۔ اسکے بعد بلاتوقف میں کینسہ سے باہر نکل آیا اور غیر ارادی طور پر چل کھڑا ہوا میں نہیں جانتا تھا کہ کدھر جا رہا ہوں اور میں ایک رات اور دن برابر چلتا رہا حتیٰ کہ میں ایک صبح کو گرجا کے قریب سے گزر رہا تھا کہ آرام کرنے کو جی چاہا اور گرجا کے سایے میں ستانے لگا۔ اتنے میں ایک شخص نکل کر میرے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے بندے اس جگہ کیوں بیٹھے ہو؟ میں نے کہا: میں اپنے ساتھیوں سے بچھڑ گیا ہوں۔ اس کے بعد وہ کھانا اور پانی لایا اور وہ مجھ کو اور میرے سارے جسم کو اوپر سے نیچے تک دیکھتا رہا' پھر بولا:

''اے اجنبی! اہل کتاب جانتے ہیں کہ روئے زمین پر کوئی شخص مجھ سے زیادہ کتاب الٰہی کا جاننے والا نہیں ہے۔ اور میں تجھ میں وہ اوصاف دیکھ رہا ہوں کہ تو ہی ہوگا کہ ہمیں اس گرجا سے نکالے گا اور اس شہر پر غلبہ پائے گا۔''

میں نے اس کے جواب میں کہا: ''اے استاذ' میں ایک دوسرے مذہب کا پیرو ہوں۔'' پھر اس نے پوچھا: تیرا نام کیا ہے؟'' میں نے بتایا: عمر بن الخطاب'' اس کے بعد اس نے پہلے سے زیادہ وثوق اور اعتماد کے لہجے میں کہا: ''واللہ' ایسا ہی ہوگا اور تو ہی ہمارا غالب و فاتح ہے۔ اس میں کوئی مغالطہ اور شبہ نہیں مہربانی کر تو میرے لئے اس گرجا کے لئے اور اس کے جملہ اشیاء و لوازمات کے لیے ایک دستاویز لکھ دے۔''

میں نے کہا ''اے صاحب علم، تو نے بلاشبہ میرے ساتھ حسن سلوک کیا ہے۔ پس اب تو ایسی باتیں کر کے مجھ مکدر نہ کر۔''

اس نے اصرار کیا کہ ''ایسی ایک تحریر لکھ دینے میں تجھ کو کس وجہ سے گریز ہے؟ حالانکہ بات واضح ہے کہ اگر تو ہمارا حاکم ہوگیا تو یہ تحریر ہمارے منشاء میں مفید ہوگی اور اگر ایسا نہ ہوا تو تیری ذات کو کیا نقصان۔''

حضرت عمر نے دستاویز تحریر فرمادی:

میں نے کہا کہ اچھا سامان کتابت لاؤ۔'' وہ جلد ہی کاغذ وغیرہ لے آیا اور میں نے اس کے مطالبہ اور خواہش کے مطابق تحریر لکھ کر دستخط کر دیئے۔ پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے زمانہ خلافت میں شام پہنچے تو وہی راہب آپ کے پاس آیا اور وہ ''دیر القدس'' کا انچارج تھا۔ اس نے وہی تحریر پیش کی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس تحریر کو تعجب کے ساتھ دیکھا اور جو مسلمان ساتھ میں موجود تھے انہیں تحریر کا پس منظر بتایا۔ راہب نے عرض کیا: میرے لئے جو شرط منظور ہو چکی ہے اسے پورا فرمائیے۔ اس کا جواب آپ نے یہ دیا۔ اس معاملہ میں نہ عمر کو اختیار ہے نہ اس کی اولاد کو۔

ابن سعد نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھوڑا دوڑا رہے تھے۔ اتفاقاً ران پر تہبند اڑا اور اہل نجران میں سے کسی نے ران پر سیاہ تل کو دیکھ لیا جس کی وجہ سے انہوں نے کہا کہ یہی وہ شخص ہے جس کا ذکر ہم اپنی کتابوں میں پاتے ہیں۔ اور یہی شخص ہمیں اپنے اس علاقے سے نکالے گا۔

حضرت عبداللہ بن امام احمد نے ''زوائد الزہد'' میں بروایت ابی اسحاق، ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ عہد رسالت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھوڑا دوڑا رہے تھے تو قبا کا دامن اڑ جانے سے ان کی ران کھل گئی۔ آپ کی ران پر سیاہ تل دیکھ کر نجران کے ایک شخص نے کہا یہی وہ شخص ہے جس کا تذکرہ ہمیں اپنی کتابوں میں ملتا ہے کہ وہ ہمیں ہمارے گھروں سے نکال دے گا۔

ابونعیم نے بروایت شہر بن حوشب، کعب سے روایت کی کہ میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے شام میں کہا کہ ان کتابوں میں بتایا گیا ہے کہ یہ شہر و امصار اس شخص کے ہاتھوں فتح ہوں گے جو صالحین، مسلمین اور متقین کے ساتھ ہمدرد اور مہربان اور شورہ پشتوں اور کافروں پر سخت گیر اور شدید ہے اور اس کا باطن اس کے ظاہر سے بہتر اور اس کے قول اور فعل میں تضاد نہیں اور اس شدید ہے اور اس کا باطن اس کے ظاہر سے بہتر اور اس کے قول اور فعل میں تضاد نہیں اور اس کے نزدیک حق کے حاصل کرانے میں قریب و بعید برابر ہے۔ اس کے شاگرد رات میں عبادت گزار اور دن میں شیر ہیں، وہ آپس میں رحم دل، شفیق اور نیکوکار ہیں۔[1]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے کعب تم نے ٹھیک کہا: کعب نے جواب دیا ہاں خدا گواہ ہے میں نے حقیقت بیان کی ہے کہ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہر طرح کی حمد و ثنا کے لائق وہی ذات اقدس ہے جس نے ہمیں عزت و غلبہ دیا اور ہمیں شرافت و کرامت سے سرفراز کر کے ہمارے نبی ہمارے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہم کو باہم شفقت کرنے والا بنایا۔

---

[1] رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب گرامی کے بارے میں قرآن پاک کا ارشاد ہے۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ الخ (حضرت) محمد اللہ کے رسول ہیں اور آپ کے ساتھی (اصحاب) آپس میں بڑے ملنسار نیکن کافروں پر بڑے سخت گیر ہیں۔

ابن عساکر نے عبید بن آدم ابی مریم اور ابی شعیب بن عمر سے نقل کیا کہ ''حضرت عمر بن الخطاب مقام جابیہ میں تھے۔ اس وقت حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بیت المقدس تشریف لائے تو نصرانی راہبوں نے ان سے کہا کہ آپ کا نام کیا ہے؟

انہوں نے فرمایا: خالد بن ولید

پھر انہوں نے پوچھا: آپ کے امیر کا نام کیا ہے؟

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ'' پھر انہوں نے امیر کی شناخت پوچھی تو خالد رضی اللہ عنہ نے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی نشانیاں بیان کیں جن کو سن کر راہب بولے؟ ''تم بیت المقدس کو فتح نہیں کر سکتے۔ البتہ عمر رضی اللہ عنہ کر سکتے ہیں کیونکہ ہم نے اپنی کتابوں میں پڑھا ہے کہ ہر شہر دوسرے سے پہلے فتح ہو جائے گا اور ہر اس شخص کی جو جس شہر کو فتح کرے گا اس کی نشانیاں ہمیں معلوم ہیں ہماری کتب مقدس میں ہے کہ بیت المقدس سے پہلے ''قیساریہ'' فتح ہوگا۔ پس جاؤ پہلے اسے فتح کرو پھر اپنے امیر کو ساتھ لے کر آنا۔''

حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کا تذکرہ:

طبرانی نے اور ابونعیم نے ''حلیہ'' میں مغیث اوزاعی سے نقل کیا کہ حضرت عمر بن الخطاب نے حضرت کعب احبار سے پوچھا کہ تم توریت میں میری کیا علامت پاتے ہو؟ کعب نے جواب دیا ایسا خلیفہ جو آہنی عزم کا حامل اور شدید قوت کا حامل اور احکام خداوندی کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہ کرے گا پھر تمہارے بعد ایک خلیفہ ہوگا جسے امت قتل کرے گی اور وہ لوگ اسے خلیفہ کے حق میں ظالم ہیں پھر اس کے بعد ملت مصائب میں مبتلا ہو جائے گی۔

ابن عساکر نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے مؤذن اقرع سے روایت کی کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسقف کو بلا کر دریافت فرمایا: ''کیا تم اپنی کتابوں میں ہمارا کچھ بھی ذکر پاتے ہو؟'' اسقف نے جواب میں کہا

''ہم تمہاری علامات اور اوصاف تو پاتے ہیں مگر ان کا ذکر نام بنام نہیں ہے؟'' حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا

''تم میرا ذکر کس طرح پاتے ہو؟'' اسقف نے جواب دیا: ''آہن کے مانند لوہے کے مشابہ'' آپ نے پوچھا اس کیا مطلب ہوا؟

اس نے کہا کہ اصولوں کا بہت سختی سے پابند امیر دشمنان دین کے لیے ''مرد آہن'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ صرف اللہ کے لیے بڑائی ہے ہر طرح کی تعریف بھی اسی کے لیے ہے۔

پھر حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے پوچھا: میرے بعد ہونے والا خلیفہ کا ذکر کس طرح ہے؟ اس نے کہا: ''وہ ایک حلیم الطبع بہت ہی باحیا اور صالح مرد ہے جو اقربا کو دوسروں پر ترجیح دے گا۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ برادرم عفان کے بیٹوں پر رحم فرمائے پھر سوال کیا کہ ''جو شخص ان کے بعد خلیفہ ہوگا اس کے بارے میں کیا مذکور ہے؟'' اسقف نے جواب دیا لوہے کا میل ہے۔'' اس پر حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: ہائے افسوس! '' اسقف راہب امیر المومنین رضی اللہ عنہ کا قطع کلام کرتے ہوئے بولا: اے امیر ٹھہرئیے وہ مرد تو صالح ہے لیکن اس کی خلافت کا قیام خون ریزی اور کھنچی ہوئی برہنہ تلواروں کے درمیان ہوگا۔

ہمارے دور کے مورخان کے مستشرقین اور دشمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

لے ہمارے دور کے مورخان ...

ع تاریخ اسلام شاہد ہے کہ ایسے ہی ہوا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ایام خلافت اسی طرح گزرے۔

ابن عساکر نے ابن سیرین سے روایت کی کہ کعب احبار نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ ”کیا آپ نیند میں کچھ دیکھتے ہیں؟ اس سوال پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو جھڑک دیا۔ پھر کچھ دیر کے بعد فرمایا: میں ایک شخص کو دیکھتا ہوں جو خواب میں امت کے معاملات دکھاتا ہے۔

ابن راہویہ نے اپنی مسند میں بہ سند حسن حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے غلام افلح سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ عبداللہ بن سلام اہل مصر کے آنے سے پہلے سرداران قریش کے پاس جا کر کہتے تھے کہ حضرت امیر یعنی عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل نہ کرو۔ وہ کہتے خدا کی قسم ہمارا قتل کرنے کا ارادہ نہیں۔ مگر انہوں نے واپس لوٹتے ہوئے کہا: واللہ یہ لوگ ضرور ارتکاب کریں گے۔ ایک مرتبہ پھر ان لوگوں کو متنبہ کیا اور کہا کہ خدا کی قسم وہ چالیسویں دن فوت ہو جائیں گے۔ باغیوں نے انکار کیا اور کہا کہ ہم شہید نہیں کریں گے۔ اس کے کچھ دنوں بعد پھر عبداللہ بن سلام ان (محاصرین) کے پاس پہنچے اور سمجھایا: (خلیفہ معصوم) کو شہید نہ کرو۔

ابن عساکر اور ابن سعد نے طاؤس سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن سلام سے حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے موقع پر لوگوں نے پوچھا: تم اپنی کتابوں میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے کیا اوصاف پاتے ہو؟“ انہوں نے جواب دیا کہ ”ہم نے پڑھا ہے کہ وہ قیامت کے روز قتل کرنے والے اور ان کو چھوڑنے والے لوگوں پر امیر ہوں گے۔“

ابن عساکر نے یہ روایت محمد بن یوسف نقل کیا کہ ”وہ اپنے دادا عبداللہ بن سلام سے روایت کرتے ہیں کہ جب وہ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو انہوں نے دریافت کیا کہ جنگ کرنے اور اس سے باز رہنے میں کون سی بات آپ مناسب خیال کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ قیام حجت کے لیے جنگ سے ہاتھ روکنا بہتر ہے کیونکہ ہم نے کتاب آسمانی میں پڑھا ہے کہ آپ قیامت کے دن قاتل اور آمر پر امیر ہوں گے۔

ابن عساکر نے مذکورہ سند ہی سے روایت کی کہ عبداللہ بن سلام نے مصریوں سے کہا کہ تم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کے درپے نہ ہو کیونکہ وہ ماہ ذی الحجہ ختم نہ کرسکیں گے کہ ان کی وفات ہو جائے گی۔

ابوالقاسم بغوی نے سعید بن عبدالعزیز سے روایت کی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رحلت فرمائی تو لوگوں نے ذی قربات حمیری سے جو علمائے یہود میں سے تھا۔ پوچھا: اے ذی قربات! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کون خلیفہ ہوگا۔“

اس نے کہا کہ: الامین[1]؟ یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ لوگوں نے پھر پوچھا: ان کے بعد خلیفہ کون ہوگا؟“

اس نے کہا کہ: مرد آہنی“ یعنی عمر بن الخطاب (جو قوت ارادی اور ہمت وعزیمت کا پہاڑ اور اصول وانصاف کی پابندی میں مرد آہنی ہیں۔) پھر لوگوں نے سوال کیا کہ ”ان کے بعد یہ خلافت وسیادت کس کی طرف منتقل ہوگی؟“

اس نے کہا کہ: الازہر“ یعنی حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ (جو اپنے اخلاق اور کردار میں انفاق اور حلم وحیات میں ازہر تھے) پھر ان کے بعد کے لیے پوچھا گیا:

---

[1] الامین قبل بعثت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا لقب تھا اور تمام اہل مکہ آپ کو الامین ہی کہہ کر خطاب کرتے تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو لسان رسالت سے امین الامت کا لقب مرحمت فرمایا تھا۔

اس نے کہا کہ "الوضاح المصور" یعنی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ۔"

ابن راہویہ اور طبرانی نے عبداللہ بن مغفل سے روایت کی کہ مجھ سے عبداللہ بن سلام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد کہا کہ اب چالیس ہجری کا آغاز ہے اور عنقریب اسی سال میں صلح ہو جائے گی۔[1]

ابن سعد نے ابوصالح سے روایت کی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا اونٹ چرانے والا ایک روز یہ حدی گا رہا تھا:

ان الامیر بعدہ علی وفی الزبیر خلف مرضی

یعنی بادشاہ ان کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ امیر ہوں گے اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ پسندیدہ خصلت والے پس رو ہوں گے۔

کعب نے سن کر کہا کہ نہیں بلکہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہوں گے۔ یہ خبر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ملی تو انہوں نے کعب سے کہا اے ابواسحاق یہ کیسے ممکن ہے حالانکہ ابھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ موجود ہیں؟ انہوں نے کہا کہ تم ہی امیر ہو گے۔

دارمی اور ابن راہویہ نے بہ سند حسن ابوحجر یہ ازدی اور عبداللہ بن سلام سے روایت کی کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہمیں اپنی کتابوں میں اس طرح ملتا ہے کہ قیامت کے روز آپ رب کے حضور اس حال میں کھڑے ہوں گے کہ آپ کے دونوں رخسار سرخ ہوں گے اور آپ کے بعد امت جو کارنامے انجام دے گی ان کی وجہ سے آپ محجوب اور شرمندہ ہوں گے اور حیاء آئے گی۔

مشاجرات صحابہ وغیرہ کا تذکرہ:

طبرانی اور بیہقی نے محمد بن یزید ثقفی سے روایت کی کہ قیس بن خرشہ اور کعب احبار دونوں ہمراہ جا رہے تھے کہ یہاں تک کہ جب یہ دونوں مقام صفین پہنچے تو کعب ٹھہر گئے اور کچھ دیر اس سرزمین پر نظر ڈالی پھر فرمایا اس خطہ سرزمین پر مسلمانوں کا اس قدر خون بہے گا کہ اتنا خون کسی اور خطہ زمین پر نہ بہا ہوگا۔ اس پر قیس نے کہا یہ بات تمہیں کس ذریعہ سے معلوم ہوئی حالانکہ یہ بات علم غیب سے ہے اور غیب کا علم صرف اللہ کو ہے۔ اس پر کعب نے کہا زمین کا بالشت بھر ٹکڑا بھی ایسا نہیں ہے جس کا ذکر توریت منزلہ موسیٰ میں نہ ہو۔

حاکم نے مستدرک میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب مختار کا سر ان کے سامنے لایا گیا تو انہوں نے کہا کہ کعب نے جو باتیں بتائی تھیں ان سب باتوں کو میں نے درست پایا سوائے اس ایک بات کے جو مجھ سے کہی کہ عنقریب ایک ثقفی شخص مجھ کو قتل کرے گا۔ اعمش کہتے ہیں کہ وہ اسے نہ جان سکے کہ حجاج ثقفی کو ان کے لیے پوشیدہ رکھا گیا ہے۔

حجاج کے ظلم کا تذکرہ:

حاکم نے مستدرک میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے کتاب میں پڑھا ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ایک ہم نسب شخص لوگوں کا خون بہائے گا اور دوسرے کے اموال کو حلال جانے گا اور بیت اللہ کے ایک ایک پتھر کو توڑے گا۔ میری حیات میں اگر

---

[1] اس معاہدہ کی طرف اشارہ ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت امیر معاویہ اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہما کے مابین ہوا۔

اس طرح کے واقعات رونما ہوئے تو میں دیکھ ہی لوں گا ورنہ تم ان باتوں کو ذرا یاد رکھنا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات بنی مغیرہ کی جبل ابوقبیس پر رہنے والی عورت سے کہی تھی۔ چنانچہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں حجاج کے مقابلہ کے دوران بیت اللہ کو منہدم ہوتے دیکھ کر اس خاتون نے کہا: خدا عبداللہ رضی اللہ عنہ پر رحم کرے کیسی درست بات کہی تھی۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا تذکرہ:

عبداللہ بن امام احمد نے زوائد الزہد میں ہشام بن خالد ربعی سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ میں نے توریت میں دیکھا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز پر چالیس دن تک آسمان وزمین روئیں گے۔

محمد فضالہ سے مروی ہے کہ ایک راہب نے کہا کہ عمر بن عبدالعزیز کا تذکرہ عادل اماموں میں پاتے ہیں جس طرح حرمت والے مہینوں میں رجب حرمت وامن والا ہے۔ اسی طرح عمر کا زمانہ حرمت وامن والا زمانہ ہے۔

ولید بن ہشام بن ولید بن عقبہ بن ابی معیط سے مروی ہے کہ ہم ایک مقام پر ٹھہرے ہوئے تھے۔ ایک صاحب نے کہا کہ تم نے اس راہب کے قول کو سنا؟ وہ کہتا ہے کہ امیر سلیمان نے وفات پائی اور اس کی جگہ پیشانی پر ایک چوٹ لگا شخص امیر ہوا ہے[1] چنانچہ جب ہم آئے تو ایسا ہی پایا جیسا کہ راہب نے خبر دی تھی۔

راوی کا بیان ہے کہ پھر جب ہم چوتھے سال اسی مقام پر ٹھہرے تو اس شخص نے اسی راہب سے جا کر کہا: صاحب من! اس موقع پر تم نے جو خبر دی تھی ہم نے ویسا ہی پایا! ''راہب نے جواب دیا'' خدا شاہد ہے۔ 'عمر بن عبدالعزیز کو زہر پلا دیا گیا ہے۔'' پھر جب ہم واپس لوٹے تو واقعی حضرت عمر بن عبدالعزیز کو زہر دیا جا چکا تھا۔

ابن عساکر نے بہ طریق مغیرہ بن نعمان ایک بصری شخص سے روایت کی۔ اس نے بتایا کہ میں نے بیت المقدس کے ارادے سے چلا تو میں ایک جگہ بارش میں گھر گیا اور میں نے ایک راہب کے صومعہ میں پناہ لی تو راہب نے میرے روبرو آ کر کہا:

''ہم کو اپنی کتاب مقدس میں یہ واقعہ ملتا ہے کہ تمہارے دین کے کچھ لوگ مقام عذراء میں قتل کئے جائیں گے اور ان پر حساب ہوگا نہ عذاب۔''

تو کچھ ہی عرصہ گزرا کہ حجر بن عدی اور ان کے ساتھیوں کو مقام عذرا میں لایا گیا اور انہیں قتل کیا گیا۔

بیہقی نے کعب سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ بنی عباس کے سیاہ جھنڈے نکلیں گے یہاں تک کہ شام میں قیام کریں گے اور ان کے ہاتھوں سے ہر جابر اور ان کے ہر دشمن کو اللہ تعالیٰ قتل کرائے گا۔

دولابی نے الکنی میں بہ روایت حماد بن سلمہ از یعلی بن عطاء از بکیر بن ابی عبید از سرح بن یزید مولی جو اہل کتاب سے تھا روایت کی اس نے کہا کہ میں کتاب آسمانی میں لکھا پاتا ہوں کہ اس امت میں بارہ رئیس ہوں گے ان بارہ میں ایک نبی ہوگا اور جب ان کی تعداد پوری ہو جائے گی تو لوگ آپس میں سرکشی وبغاوت وجنگ وجدال کرنے لگیں گے۔[2]

---

[1] اس سے اشارہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کی طرف ہے کہ آپ کی پیشانی پر نشان تھا۔ [2] تاریخ اسلام کا عہد زریں پڑھنے والے ذرا ان اوراق کو الٹ کر بھی دیکھ لیں تو معلوم ہوگا کہ اموی اور عباسی دور میں ایک کروڑ سے زیادہ مسلمان 'مسلمانوں کی تلواروں کی بھینٹ چڑھ گئے۔

حضور ﷺ کے بارے میں کاہنوں کی پیشین گوئیاں

ابونعیم اور ابن عساکر نے بہ روایت اسماعیل بن عیاش از یحییٰ بن ابی عمرو شیبانی از عبداللہ بن دیلمی از ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کی کہ ایک شخص ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ سطیح[1] کا ذکر کیا کرتے ہیں اور آپ کا یہ خیال بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی آدم میں کسی کو اس کی مثل نہیں پیدا کیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہاں ایسا ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سطیح کو تختہ پر گوشت کا ایک لوتھڑا پیدا کیا۔ اس کی نقل وحمل تختہ ہی پر ہوئی۔ اس کے بدن میں ہڈی تھی نہ پٹھے۔ نہ اس کی کھوپڑی تھی اور نہ گردن، ہتھیلیاں بھی غائب تھیں۔ اس نے اس لوتھ کو مثل ٹھری کے لپیٹ لیا جاتا۔ اس کے جسم میں کوئی حس وحرکت نہ تھی صرف زبان حرکت کرتی تھی۔ اسکے کہنے پر اس کو تختہ پر رکھ کر مکہ لایا گیا تو اس کے پاس چار قرشی آئے۔ آل قصی میں سے عبدشمس، عبد مناف احوص بن فہر اور عقیل بن ابی وقاص ان چاروں نے اپنا نام اور نسبی تعارف کرایا۔ لوگوں نے کہا کہ جمح والے ہیں جو تمہاری زیارت کے لیے آئے ہیں۔ عقیل نے ایک ہندی تلوار اور ردینیہ برچھا بہ طور تحفہ پیش کیا اور دونوں چیزوں کو بیت الحرام کے دروازے پر رکھ دیا۔ تاکہ وہ یہ دیکھیں کہ سطیح نے ان چیزوں کو اس سے پہلے دیکھا یا نہیں۔

تھوڑی دیر کے بعد سطیح نے کہا کہ "اے عقیل! اپنا ہاتھ میرے سامنے لاؤ۔" اس نے اپنا ہاتھ آگے کیا۔ اس کے بعد سطیح نے کہا "قسم ہے باطن کے جاننے والے اور خطاؤں سے درگزر کرنے والے کی۔ قسم ہے پورا ہونے والے عہد کی۔ اور قسم ہے بیت الحرام کی۔ تم نے جو تحفہ پیش کیا ہے اس میں شمشیر ہندی اور دوسرا ردینی نیزہ ہے۔"

ان قرشیوں نے کہا کہ اے بزرگ سطیح آپ نے درست فرمایا! اسکے بعد سطیح نے کہا کہ قسم ہے فرح کے ساتھ لات کی قسم ہے قوس وقزح کی قسم ہے سبقت لے جانے والے گھوڑے کی قسم ہے پیشانی پر نشان والے گھوڑے کی قسم ہے تازہ کھجور کے درخت کی قسم ہے خشک وتر خرموں کی بلاشبہ کوا جس طرف اڑا مبارک ہے' اس نے بتایا ہے کہ یہ لوگ جمح سے تعلق نہیں رکھتے اور ان کا نسب ان قریش سے ملتا ہے جو پتھریلی زمین کے رہنے والے ہیں۔"

ان چاروں نے کہا کہ "اے سطیح! آپ ٹھیک کہتے ہیں کہ ہم اسی علاقے کے رہنے والے ہیں۔ ہم آپ کے پاس صرف ملاقات کی غرض سے حاضر ہوئے ہیں۔ اب جب کہ ہمیں آپ کے علم کا اندازہ ہو گیا ہے تو اب ہمیں بتائیے کہ ہمارے زمانے میں اور ہمارے بعد کیا کیا واقعات رونما ہوں گے۔ اگر اس بارے میں آپ کو کچھ خبر ہے۔ سطیح نے کہا کہ بے شک تم سچ کہتے ہو۔ اچھا آپ میری باتوں کو سنو جو اللہ نے الہام کے ذریعہ مجھے بتائی ہیں۔

اے گروہ عرب تم بڑھاپے کے عالم میں ہو تمہاری بصیرتیں اور عجم کی بصیرتیں برابر ہیں' تمہارے پاس علم ہے نہ سمجھ اور تمہارے بعد آنے والے لوگ انواع علم کے متلاشی ہوں گے اور بت شکنی کرتے ہوئے ردم تک پہنچیں گے۔ عجمی جانثیوں کو قتل کرکے غنائم حاصل کریں

---

[1] سطیح کاہن نے جو قسمیں کھائی ہیں وہ عرب جاہلیت میں عام تھیں۔ کوے کے اڑنے اور کوے کی کائیں کائیں سے بھی عرب جاہلیت میں شگون لیا جاتا تھا۔ جب اسلام آیا تو اس نے ان تمام مشرکانہ قسموں اور رسموں کو مٹایا۔

گے۔

اس تقریر کو سن کران چاروں نے کہا کہ اے بزرگ محترم سطیح وہ کون لوگ ہوں گے؟ اس نے جواب دیا: رکنوں والے گھر امن وغلبہ کی قسم وہ لوگ تمہارے بعد تمہاری ہی اولاد میں سے ہوں گے جو بتوں کو توڑیں گے اور طاغوت کی بندگی چھوڑ کر اللہ کی فرماں برداری کریں گے اور دنیا کو توحید کا سبق دیں گے اور دیان کے دین پر چلیں گے اونچی اونچی عمارتیں بنائیں گے عامیوں پر سبقت لے جائیں گے۔"

انہوں نے پوچھا: "اے سطیح وہ لوگ کس نسل سے ہوں گے؟ اس نے جواب دیا قسم ہی اشرف الاشرف کی۔ قسم ہے اسراف کے نگہبانی کرنے والے کی قسم بلاد عاد کو ہلا دینے والے کی اور قسم ہے کمزوروں کو قوت دینے والے کی۔ وہ ہزاروں لوگ ہوں گے جن میں عبد شمس اور عبد مناف سے بھی ہوں گے اور دوسرے مختلف لوگ بھی ہوں گے۔

چاروں قریشیوں نے کہا: اے غیبی خبر دینے والے شیخ! ہمیں یہ بتائیے کہ وہ کس شہر سے ظہور کریں گے؟۔ اس نے کہا کہ قسم ہے ذات ازل و ابد کی اور قسم ہے مددگار اعلیٰ کی شہر مقدس سے ایک ہدایت یافتہ نبی پیدا ہوگا جو سیدھی راہ دکھائے گا اور یغوث[1] واصنام سے کنارہ کشی اختیار کر کے ان کے پرستش سے بری ہوگا۔ وہ ایک خدا کی عبادت کرے گا پھر اللہ تعالیٰ اس نبی کو محمود کر کے وفات دے گا۔ وہ زمین سے مفقود اور آسمان میں حاضر و موجود ہوگا۔ اس کے بعد صدیق ان کا خلیفہ ہوگا اس کے فیصلے صحیح اور حقوق کی ادائیگی اور اس کے معاملات میں پورا اعتدال ہوگا۔ اس خلیفہ اول کے بعد دوسرا صاحب عدل و استقامت خلیفہ ہوگا جو اعلیٰ درجہ کا مدبر، تجربہ کار اور معاملہ شناس ہوگا وہ کل ملت کا بہترین ذمہ دار مہمان نواز اور عدلیہ کا ایک مثالی استحکام کرنے والا ہوگا اس کے بعد وہ شخص خلیفہ اور نائب ہوگا کہ جو اپنے سابقین کی طرح مستعد زرہ پوش اور آزمودہ کار ہوگا با ایں ہمہ غدار منصوبے بنائیں گے اور یہ اشرار تعمیری مشوروں کا بہانہ بنا کر گروہ در گروہ اس کے شہر میں جمع ہو جائیں گے اور اس معصوم کو بے دردی کے ساتھ شہید کر ڈالیں گے۔ پھر اس کے خون کا بدلہ لینے کے لیے اکابرین و معززین امت اٹھ کھڑے ہوں گے۔ اس کے بعد وہ خلیفہ ہوگا جو اپنی ذاتی رائے کو فریب دینے والے کی رائے سے متفق کر دے گا۔ پھر قلم رو میں لشکر عظیم مدمقابل ہوں گے پھر اس کے بعد اس کا بیٹا جانشین ہوگا۔ وہ جمع شدہ مال میں ہاتھ ڈالے گا کم ہی لوگ ہوں گے جو اس کو پسند کریں گے وہ عوام کے خزانے میں تصرف کرے گا اور آئندہ جانشین کے لیے بھی خزانہ بھرے گا۔ اس کے بعد وہ بادشاہ والی ہو جائیں گے کہ ان کے عہد میں خون ریزی عام ہوگی بعد ازیں ان کا والی ایک مفلوک الحال شخص ہوگا وہ ان کو فرش کی طرح پامال کرے گا۔ پھر ایک مضبوط گرفت والا ابو جعفر ہوگا جو حق کو دور اور مضر کو قریب کرے گا اور بہت بری طرح زمین کو فتح کرے گا۔ اس کے بعد ایک پستہ قد شخص والی ہوگا اس کی پشت پر نشان ہوگا وہ سلامتی کی موت مرے گا پھر نسبتاً کم مکار شخص آئے گا اور وہ ملک کو خالی اور بیکار چھوڑ دے گا پھر اس کا بھائی والی ہوگا جو اسی کی راہ پر گامزن ہوگا وہ منبر و اموال کے ساتھ مخصوص ہوگا۔ اس کے بعد والی وہ شخص ہوگا جو غصہ کو ضبط نہ کر سکے گا وہ دنیا پسند اور مال دار ہوگا اس کے معاصرین اور ہم زمانہ لوگ نیز اس کے اقارب اسے جنگ پر ابھاریں گے اور پھر اس پر چڑھائی کریں گے اور سلطنت سے معزول کر دیں گے اور پھر وہ قتل کر دیا جائے گا اس کے بعد ساتواں شخص برسر اقتدار آئے گا۔ وہ ملک کو

---

[1] ایام عرب کا ایک عظیم بت

قحط زدہ ویران اور پسماندہ بنادے گا اور ملک کے اندر ایک بھوکے حریص کی طرح لوٹ کھسوٹ کرے گا۔ اس وقت حالت یہ ہوگی کہ بے مایہ و حریص لوگ ملک گیری کی طمع کریں گے اور ننگے بھوکے لوگ والی بنیں گے۔ قبیلہ نزار کے لوگ بنی قحطان کو پامال کریں گے اور یہ دونوں قبیلے دمشق میں لبنان کے قریب نبرد آزما ہوں گے۔ اس دن اہل یمن کے دو طبقے ہوں گے اور ایک غالب اور دوسرے مغلوب و مخذول[1]

صحرانشینوں کے خیموں کو تم بوسیدہ دیکھو گے اور ان کے جھنڈے کھلے پاؤ گے اور قیدیوں کو پابہ زنجیر دیکھو گے۔ یہ واقعات وادی فرات اور پہاڑوں کے درمیان ہوں گے اس زمانے میں منابر ویران ہوں گے اور بیوہ خواتین لوٹی جائیں گی اور حاملہ عورتوں کے حمل گریں گے اور زمزمے اور ساز کا دور دورہ ہوگا۔ وائل نامی شخص خلافت کو طلب کرے گا۔ اس وقت قوم نزار مشتعل ہو جائے گی وہ غلاموں اور شر پسندوں کو مقرب بنائے گی۔ اور اخیار و عباد سے دور رہے گی۔ لوگ بھوکے مریں گے غلہ اور عام ضرورت کی چیزیں گراں ہو جائیں گی اور ایک موقع پر ماہ صفر میں ان جابروں کو قتل کیا جائے گا۔ جنہوں نے خندقیں نہریں سرسبزی و شادابی کو عام کیا۔ ان کو بھاگنے کا موقع نہ ملے گا۔ حاکم وقت ان جابروں کو دن کے اول وقت ہزیمت دے گا۔ جب وہ اس حالت مغلوبیت کو پہنچیں گے تو وہ خوف کے باعث نہ سوسکیں گے اور نہ فرار کرسکیں گے۔ وہ کسی آبادی میں داخل ہوں گے اور پھر قضا و قدر کو پالیں گے۔ اس کے بعد تیر اندازوں کی جماعت آئے گی اور وہ صالحین کو اکٹھا کرے گی تاکہ آہن پوشوں کو قتل کریں اور ان کے حامیوں کو قید کریں اور گمراہوں کو اسیر بنائیں اس مرحلہ پر بادشاہ کو آبی راہ سفر پر پالیں گے پھر دین اور اس کے امور پر اختلال واقع ہو جائے گا اور زبور پوشیدہ کر دیئے جائیں گے۔ معبدوں کو توڑ دیا جائے گا اور کوئی محفوظ و مامون نہ ہوگا مگر وہ جو کہ جزائر الجور میں ہوگا۔ (یعنی دور دراز کے جزیروں میں چلے جائیں گے۔)

اس کے بعد جنوب کی سمت سے غبار اٹھے گا اور دیہاتی گنوار غلبہ کرینگے ان میں کوئی بھی بدکاری جنگ جوئی اور ہٹ دھرمی سے پاک و مبرا نہ ہوگا یہ زمانہ بہت ہی خراب ہوگا کاش قوم میں اس دن کچھ حیا ہوتی اور اور تمناؤں کی خواہش نہ کرتی۔

ان چاروں قریشی حضرات نے دریافت کیا اے سطیح اس کے بعد پھر کیا ہوگا؟

اس نے کہا" اس کے بعد یمن سے ایک شخص اٹھے گا وہ خوبصورت اور برف کی مانند سفید ہوگا وہ صنعاء اور عدن کے درمیان میں ایک علاقے سے ظاہر ہوگا اس کا نام حسین یا حسن ہوگا اللہ تعالیٰ اس کے سر پر فتنوں کو لے جائے گا۔

ابن عساکر نے بروایت ابن اسحاق چند راویوں سے نقل کیا ہے کہ ربیعہ بن نصر لخمی نے ایک خوفناک خواب دیکھا جس سے وہ بہت زیادہ خوفزدہ ہو گیا تو اس نے اپنی مملکت کے معبروں کے پاس لوگوں کو بھیجا اور کسی کاہن جادوگر شگون لینے والے اور منجم کو نہ چھوڑا سب ہی لوگوں کو طلب کر لیا اور کہا میں نے ایک خوفناک خواب دیکھا ہے جس کی وجہ سے میں خائف اور دہشت زدہ ہو گیا ہوں لہٰذا مجھے اس کی تعبیر دو معبروں نے کہا خواب بیان فرمایئے تاکہ ہم تعبیر دیں۔

اس نے جواب دیا کہ میں خواب بیان کروں اور پھر تم اس کی تعبیر دو یہ طریقہ کار میرے لیے اطمینان کا باعث نہیں کیونکہ میں سمجھتا

---

[1] تاریخ اسلام کا مطالعہ کیجئے خلافت راشدہ میں خلیفہ سوم و چہارم کے حالات پڑھئے اور اس کے بعد امام حسن رضی اللہ عنہ کی صلح جوئی اور ان کے بعد اموی سلاطین کی چیرہ دستیاں دیکھئے یہ پیش گوئی حرف بحرف صادق آتی ہے۔

ہوں کہ صحیح تعبیر وہی کرے گا جو اس خواب کو میرے بیان کیے بغیر جانتا ہو کہ میں کیا دیکھ چکا ہوں۔

ربیعہ کا نقطہ نظر معلوم کر کے حاضرین میں سے کسی ایک نے کہا اگر آپ اس طریقہ پر تعبیر کے خواہاں ہیں تو سطیح یا شق کے پاس کسی کو بھیجنا چاہیے ان دونوں سے بہتر کوئی شخص نہیں ہے یہ دونوں افراد خواب اور تعبیر بتا سکتے ہیں۔

طلبی پر شق سے پہلے سطیح آ گیا بادشاہ نے کہا ''اے سطیح میں خواب دیکھ کر خوفزدہ ہو گیا ہوں تم اس کی تعبیر دو''۔

سطیح نے جواب میں کہنا شروع کیا اے بادشاہ آپ نے خواب دیکھا ہے کہ تاریکی کی حالت میں ایک شعلہ برآمد ہوا وہ تہامہ کا علاقہ ہے اور اس شعلہ نے ہر کھوپڑی والے کو کھا لیا ہے بادشاہ نے کہا اے سطیح تم نے خواب کے بیان میں کوئی بھی غلطی نہیں کی ہاں اب تم اس کی تعبیر بیان کرو۔

سطیح نے کہا میں قسم کھاتا ہوں دونوں حرہ کے درمیان ہر چرند اور پرند کی تمہاری مملکت میں حبشی اتریں گے اور ابین سے لے کر جرش تک کے علاقہ پر وہ قبضہ کر لیں گے۔

یہ سن کر بادشاہ نے کہا یہ بات ہمارے لیے موجب فکر والم اور خوف و ہراس کا باعث ہے بتاؤ یہ بات تمہارے زمانہ میں ہوگی یا بعد میں؟[1]

سطیح نے کہا ''نہیں بعد کو ساٹھ ستر سال سے زیادہ گزر جانے کے بعد واقع ہوگی'' بادشاہ نے پوچھا یہ ملک ان کے قبضہ میں ہمیشہ رہے گا یا پھر نکل جائے گا سطیح نے کہا کچھ اوپر ستر برس کے بعد یہ ملک ان کے قبضہ سے نکل جائے گا پھر ان میں سے اکثر قتل کیے جائیں گے اور کچھ جان بچا کر بھاگ سکیں گے۔

بادشاہ نے پوچھا ان کو قتل کرنے اور بھاگنے پر مجبور کر دینے والا شخص کون ہوگا سطیح نے جواب دیا ارم ذی یزن ان کا حکم عدن سے یورش کرے گا اور پھر ان میں سے کسی ایک کو یمن میں نہ چھوڑے گا بادشاہ نے پوچھا:

''حاکم عدن کی حکومت یمن میں ہمیشہ رہے گی یا ختم ہو جائے گی؟'' سطیح نے جواب دیا کہ کچھ اوپر ستر برس کے بعد اس کی حکومت بھی ختم ہو جائے گی بادشاہ نے دریافت کیا اس کی حکومت کو پھر کون ختم کرے گا۔

سطیح نے کہا ایک نبی برحق جس پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہدایت و وحی نازل ہوا کرے گی۔

بادشاہ نے سوال کیا وہ نبی مکرم کس قبیلہ سے ہوگا سطیح نے کہا غالب بن فہر بن مالک بن نضر کی اولاد سے اس کی امت میں حکومت آخر زمانے تک باقی رہے گی بادشاہ نے پوچھا کیا زمانہ کا بھی آخری کنارہ ہے۔ سطیح نے کہا ہاں وہ جس روز تمام اولین و آخرین جمع ہوں گے اس روز نیکوکار سعادت مند ہیں اور بدکار لوگ بدبخت ہیں بادشاہ نے کہا اے واقف حالات سطیح جو کچھ تم کہہ رہے ہو کیا واقعی یہ درست ہے۔

سطیح نے کہا ہاں میں قسم کھاتا ہوں شفق،غسق اور فلق کی[2] کہ جو کچھ میں نے بیان کیا وہ حق ہے۔

---

[1] کاہنوں کو یہ نادان غیب کی باتیں بتانے والے سمجھتے تھے۔

[2] لوگ جس طرح بتوں کی قسم کھاتے تھے اسی طرح مظاہر قدرت کی بھی قسم کھاتے تھے۔

جب سطیح اپنی گفتگو اور جوابات سے فارغ ہوا تو شق کو بادشاہ ربیعہ نے اپنے پاس بلایا اور کہا میں ایک خواب دیکھ کر خوفزدہ ہو گیا ہوں اور جو سوال و جواب سطیح سے ہو چکے تھے ان کو بادشاہ نے مخفی رکھا تا کہ وہ معلوم کر سکے دونوں کاہنوں کے بیان اور تعبیر میں کیا اور کس قدر اتفاق یا اختلاف ہے۔

شق نے کہا ہاں آپ نے تاریکی سے ایک شعلہ برآمد ہوتے دیکھا پھر وہ باغ اور پشتہ کے درمیان ٹھہرا ہوا پھر اس نے ہر جاندار کو کھالیا' بادشاہ نے پوچھا اس کی تعبیر تم کیا کرتے ہو؟

اس نے کہا میں قسم کھاتا ہوں دونوں حرہ کے درمیانی انسانوں کی' آپ کی سرزمین میں سوڈانی یلغار کرینگے اور وہ نازک انگلیوں والوں پر غالب ہو جائیں گے اور ابین اور نجران تک قبضہ کر لیں گے۔

بادشاہ نے کہا'' یہ بات ہمارے لیے موجب اشتعال بھی ہے اور باعث رنج وفکر بھی بتا سکتے ہو کہ یہ سب کچھ میرے عہد میں ہوگا یا میرے بعد؟'' شق نے جواب دیتے ہوئے کہا کچھ زمانے کے بعد یہ حالات وحادثات رونما ہونگے اس کے بعد تم لوگوں کو ان سوڈانیوں سے ایک عظیم اور صاحب شان چھڑائے گا اور وہ ان کو ایک درد ناک مزہ چکھائے گا بادشاہ نے پوچھا وہ عظیم ترین شخص کون ہے۔

شق نے کہا'' وہ لڑکا نہ زیادہ کم مرتبہ ہوگا نہ زیادہ معزز ذی یزن کے گھر میں پیدا ہوگا''

بادشاہ نے دریافت کیا'' اس کی حکومت ہمیشہ رہے گی یا جاتی رہے گی؟'' کاہن نے جواب دیا ایک رسول مرسل اس کے اقتدار و سلطنت کو ختم کرے گا وہ رسول حق اور دین وعدل کو لائے گا وہ ایک خاص نظام زندگی کا داعی اور صاحب فضل ہوگا۔ یہ حکومت اس کے صاحبوں اور متبعین میں فیصلہ کے دن تک باقی رہے گی۔

بادشاہ نے سوال کیا'' وہ فیصلہ کا دن ہے؟'' شق کاہن نے جواب دیا یہ وہ دن ہوگا جس میں حاکموں کو بدلہ دیا جائے گا آسمان سے بلانے والے کی ندا کی جائے گی جسے ہر زندہ اور مردہ سنے گا اس دن تمام لوگ میقات میں جمع ہونگے جس نے اپنی زندگی میں اللہ تعالیٰ سے تقویٰ اختیار کیا ہوگا وہ اس دن کامیاب اور نجات یافتہ ہوگا۔

ابن عساکر کہتے ہیں مجھے خبر ملی ہے کہ سطیح کاہن سیل عرم[1] کے زمانے میں پیدا ہوا اور حضور ﷺ کے سال ولادت میں اس کی موت واقع ہوئی وہ پانچ سو سال زندہ رہا۔ اس کے علاوہ دوسرا ایک قول یہ ہے کہ تین سو سال زندہ رہا۔

ابو موسیٰ مدینی'' میں بہ روایت ابن کلبی از عوانہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے ہمنشینوں سے پوچھا کیا تم میں سے کوئی شخص زمانہ جاہلیت میں رسول اللہ ﷺ کے بارے میں کوئی ایسی بات جانتا تھا اور جو اس کے سامنے واقع ہوئی ہو؟ آپ کے استفسار پر طفیل بن زید حارثی نے جن کی عمر 160 برس تھی کہا' ہاں امیر المومنین! ایک شخص مامون بن معاویہ تھا جس کی کہانت کے بارے میں آپ کو علم ہے وہ حضور ﷺ کے بارے میں لوگوں کو بتایا کرتا تھا وہ اکثر کہتا سنا گیا:

ھالیت انی الحقد او لیتنی لا اسقیه

اے کاش میں آپ کے ساتھ شامل ہوتا' اے کاش میں آپ سے پہلے پیدا نہ ہوا ہوتا۔

---

[1] سیل عرم۔ ایام جاہلیت کا عظیم سیلاب جس نے عرب کی متعدد بستیوں کو تباہ کر دیا۔

طفیل بیان کرتے ہیں کہ ہم تہامہ میں تھے کہ ہمیں نبی کریم ﷺ کی بعثت کی خبر ملی میں نے اپنے دل میں کہا' یہ وہی نبی ہے جس کے بارے میں مامون خبر دیا کرتا تھا طفیل کہتے ہیں کہ دن گزرتے گئے حتیٰ کہ میں ایک وفد کے ساتھ آیا اور اسلام لایا۔

قدیم پتھروں پر حضور ﷺ کا اسم گرامی

ابن عساکر بہ طریق حسن' سلیمان سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کعب سے فرمایا ہمیں رسول اللہ ﷺ کے وہ فضائل جو آپ ﷺ کی ولادت سے پہلے ظاہر ہوئے بتایئے' کعب نے کہا' ہاں امیر المومنین! میں نے ایک کتاب میں پڑھا ہے کہ حضرت ابراہیم نے ایک ایسا پتھر دیکھا جس پر چار سطریں تحریر تھیں' پہلی سطر میں تھا: ''میں ہی اللہ ہوں' میرے سوا کوئی معبود نہیں پس میری ہی عبادت کرو''

دوسری سطر میں تھا کہ: ''بے شک میں ہی اللہ ہوں' میرے سوا کوئی معبود نہیں' محمد ﷺ میرے رسول ہیں' مژدہ ہو اسے جو ایمان لایا اور آپ ﷺ کی پیروی کی''

تیسری سطر میں تھا کہ'' میں ہی اللہ ہوں' میرے سوا کوئی معبود نہیں' جس نے مجھے مضبوط تھاما وہ نجات پا گیا''

چوتھی سطر میں تھا کہ'' میں اللہ ہوں' میرے سوا کوئی معبود نہیں' حرم میرا ہے اور کعبہ میرا گھر ہے تو جو میرے گھر میں داخل ہوا وہ میرے عذاب سے محفوظ رہا''

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ میں اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ بہ طریق محمد بن الاسود بن خلف بن عبد یغوث روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے باپ سے سنا کہ قریش نے مقام ابراہیم کے نچلے حصے سے ایک کتاب پائی۔ قریش نے اس کے (پڑھنے کے) لیے میر کے ایک شخص کو بلایا۔ اس نے کہا اس میں ایسے کلمات ہیں کہ اگر میں ان کو تم سے بیان کروں تو تم مجھے قتل کردو گے۔ اس پر ہم نے گمان کیا کہ شاید اس میں محمد ﷺ کا ذکر ہوگا' پھر ہم نے اس کو نابود کر دیا۔

ابونعیم نے بروایت حریش' طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا پہلی مرتبہ جب خانہ کعبہ منہدم ہوا تو وہاں ایک پتھر منقش پایا گیا پھر ایک شخص کو بلایا گیا' اس نے اسے پڑھا تو یہ لکھا تھا:

''میرا جو بندہ منتخب' متوکل' منیب اور مختار ہے اس کی جائے ولادت مکہ اور جائے ہجرت مدینہ ہے۔ وہ دنیا سے رخصت نہ ہوگا جب تک کہ ٹیڑھی زبانوں کو سیدھا نہ کر دے' اور عام گواہی نہ ہو جائے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس کی امت بہت زیادہ حمد کرنے والی ہوگی' وہ ہر فراز پر اللہ کی حمد کرے گی اور نصف کمر پر تہبند باندھے گی اور اپنے ہاتھوں اور پاؤں کو پاک رکھے گی''

ابن عساکر نے ابوالطیب عبدالمنعم بن غلبون مقری سے روایت کی کہ عموریہ کو جب فتح کیا گیا تو وہاں کے ایک کنیسہ پر سنہری حرفوں سے لکھا پایا گیا کہ:

''بعد میں آنے والے لوگوں میں سے وہ شخص بہت برا ہے جو سلف یعنی گزرے ہوئے لوگوں کو برا کہے' کیونکہ عہد ماضی کا ایک شخص زمانہ مستقبل کے ہزار اشخاص سے بہتر ہے۔ اے صاحب رضی اللہ عنہ غار تم ... کرامت حاصل کی اسی لیے ملک جبار نے تمہاری

تعریف کی ہے کیونکہ اس نے اپنے بھیجے ہوئے نبی پر اپنی نازل کردہ کتاب میں فرمایا کہ "ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْھُمَا فِی الْغَارِ (دو میں کا دوسرا جب کہ وہ دونوں غار میں تھے) اے عمر رضی اللہ عنہ تم حاکم نہ تھے بلکہ باپ تھے۔ اے عثمان رضی اللہ عنہ تم ظلماً قتل کیے گئے اور قبر میں لوگ تمہاری زیارت نہ کریں گے۔ اے علی رضی اللہ عنہ تم امام الابرار ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے سے کافروں کو بھگانے والے ہو۔ تو وہ صاحب غار ہے اور یہ اخیار میں سے ایک اور وہ شہروں کا فریادرس ہے اور یہ ابرار کا امام تو جو کوئی ان چاروں میں سے کسی کی تنقیص کرے اس پر جبار کی لعنت ہے۔

ابوالطیب کہتے ہیں کہ میں نے کینسہ کے راہب سے پوچھا جس کی بھنویں تک بڑھاپے سے سفید ہو چکی تھیں' یہ عبارت تمہارے کینسہ کے دروازے پر کب سے منقش ہے؟ اس نے جواب دیا تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے دو ہزار برس پہلے سے۔

ابومحمد جوہری رحمۃ اللہ علیہ نے امالیہ میں یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ بن الیمان سے روایت کی کہ مجھے بنی سلیم کی مسجد کے امام نے بتایا ہے کہ ہمارے بزرگوں نے روم کی طرف جہاد کیا تو انہوں نے ایک کینسہ پر یہ شعر منقوش پایا۔

اترجو اُمه قتلت حُسَینا شفاعته جده یوم الحساب

یعنی جس امت نے حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا' کیا وہ قیامت کے دن ان کے نانا کی شفاعت کی امید اور توقع رکھے گی۔

ہمارے بزرگوں نے راہبوں سے دریافت کیا' یہ عبارت آپ لوگ اس کینسہ میں کب سے دیکھ رہے ہو' انہوں نے جواب دیا تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے چھ سو سال پہلے سے یہ عبارت موجود ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نسب ونژاد کی عصمت وعظمت

ابن سعد اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' میں حضرت آدم علیہ السلام سے اب تک بذریعہ نکاح ہی منتقل ہوا ہوں' میرے اجداد کی نسل میں زنا نہیں ہوا۔

طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' مجھے کسی جاہلیت کی بدی نے منتقل نہیں کیا اور میں ایک ایسے نکاح سے جیسا اسلام میں ہے اصلاب میں منتقل ہوتا رہا ہوں۔

ابن سعد اور ابن عساکر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' میں نکاح سے ہی متولد ہوا نہ کسی ناجائز عمل[1] سے۔

ابن سعد اور ابن ابی شیبہ نے "المصنف" میں محمد بن علی بن حسین سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ میں نکاح سے ہی پیدا ہوا اور صلب آدم علیہ السلام سے اب تک میرا نسلی جوہر پاک رہا اور میرے رشتہ نصبی کو اعمال جاہلیت سے کبھی بدی نہیں پہنچی۔

ابن سعد اور ابن عساکر نے کلبی سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب مبارک کو پانچ سو سال سابقہ

---

[1] عہد جاہلیت میں زن وشوہر کے تعلقات کا ایک ناجائز طریقہ بھی تھا جو سفاح کہلاتا تھا۔ ایسے تعلقات سے پیدا ہونے والے سفاح سے پیدا ہونے والے کہلاتے تھے۔ اس طریقہ کو سفاح جاہلیت کہا جاتا تھا۔

تک تحریر کیا ہے مگر اس میں کسی جگہ بدی کو میں نے نہیں پایا اور نہ ایسی کوئی چیز جو عام طور پر جاہلیت کے لوگوں میں ہوتی ہے اس میں پائی۔

عدنی نے اپنی سند اور طبرانی نے اوسط میں اور ابونعیم و ابن عساکر نے علی بن ابی طالب سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نکاح ہی کے ذریعہ ظاہر ہوا اور از آدم علیہ السلام تا والدین محترم پورے سلسلہ نسل نے تخلیق اولاد میں برا طریقہ اختیار نہیں کیا اور نہ عہد جاہلیت کی بدی نے اس پیدائشی نظام کو متاثر کیا۔

ابونعیم نے بہ روایت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' میرے رشتہ نسلی سے وابستہ اجداد کبھی زنا کے قریب نہ گئے اللہ تعالیٰ نے مجھے ہمیشہ اصلاب طیبہ سے ارحام طاہرہ میں منتقل فرمایا اور جب بھی دو گھرانے ہوئے تو مجھے ان میں اچھے گھرانے میں رکھا۔

ابن سعد نے بہ روایت کلبی' ابوصالح از ابن عباس رضی اللہ عنہ نقل کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عربی قبائل میں بہترین قبیلہ مضر اور مضر کی شاخوں میں عبد مناف کی شاخ اور عبد مناف میں بنو ہاشم' بنو ہاشم میں خاندان عبدالمطلب' خدا کی قسم جب سے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور ان کی اولاد کی دو شاخیں ہوئیں تو مجھے ان میں سے بہتر شعبہ میں رکھا گیا۔

برار رحمۃ اللہ علیہ و طبرانی رحمۃ اللہ علیہ اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے بہ روایت عکرمہ رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد "وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ"[1]

کی تفسیر میں روایت کی کہ نبی کریم ﷺ ہمیشہ انبیاء کے اصلاب میں منتقل ہوتے رہے یہاں تک کہ حضور ﷺ کو آپ کی والدہ ماجدہ نے تولد فرمایا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے بنی آدم کے ہر دور میں یکے بعد دیگرے بہترین زمانے میں مبعوث کیا گیا یہاں تک کہ میں اس زمانے میں تشریف لایا۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے واثلہ بن رحمۃ اللہ علیہ الاسقع سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ نے اولاد ابراہیم میں حضرت اسماعیل کو برگزیدہ فرمایا اور اولاد اسماعیل میں سے بنو کنانہ کو اور بنو کنانہ سے قریش کو اور قریش سے بنو ہاشم کو اور پھر مجھ کو تمام بنو ہاشم میں برگزیدہ فرمایا۔

ترمذی نے مذکورہ بالا حدیث کو روایت کر کے اس کو حسن کہا ہے۔

بیہقی اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے پیدا فرما کر اپنی بہترین مخلوق میں شامل فرمایا اور جب انسانی مخلوق کو قبائل میں تقسیم کیا تو مجھ کو بہترین قبیلہ میں رکھا اور جب جانوں کو پیدا فرمایا تو مجھے ان کے درمیان بہت بہتر جان بنایا ارو جب خاندانوں کو بنایا تو مجھے ان میں بہتر خاندان میں رکھا میں جان اور خاندان اور ہر لحاظ سے بہتر ہوں۔

---

[1] اور ہم آپ کو سجدہ کرنے والوں کے اصلاب میں منتقل کرتے رہے۔

بنی ہاشم کی فضیلت:

بیہقی، طبرانی اور ابونعیم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کر کے ان میں حضرت آدم علیہ السلام کو پسند فرمایا اور بنی آدم میں سے اہل عرب کو پسند فرمایا اور اہل عرب میں مضر کو اور مضر میں قریش کو اور قریش میں بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں سے مجھ کو پسند فرمایا تو اس طرح میں اچھوں میں سے اچھا ہوں۔

بیہقی، طبرانی اور ابونعیم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو دو قسموں میں تقسیم کیا تو مجھے ان دونوں میں بہترین قسم میں رکھا پھر ان دو قسموں کو تین قسموں میں تقسیم کیا تو مجھے ان میں تیسری بہترین قسم میں رکھا پھر جب ان تین قسموں میں قبائل بنائے تو مجھے ان کے بہترین قبیلہ میں رکھا پھر جب قبائل کو گھرانوں میں تقسیم کیا تو مجھے ان کے بہترین گھرانے میں رکھا۔

اللہ تعالیٰ کے ارشاد: اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا (الآیہ) اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ اے گھر والوں تم سے ہر ناپاکی دور کر کے خوب اچھی طرح پاک و بہتر بنائے۔

بیہقی، طبرانی اور ابن عساکر بروایت مالک زہری سے اور انس سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب لوگوں کے دو حصے ہوئے تو مجھے میرے رب نے ان میں سے بہترین قسم میں رکھا حتیٰ کہ میں اپنے والدین کریمین سے متولد ہوا۔ اسی لئے مجھے عہد جاہلیت سے قطعی کوئی برائی نہ پہنچی اور مجھے ازدواجی رشتہ سے پیدا کیا گیا اور آدم علیہ السلام سے لے کر میرے والدین تک برے طریقہ پر کبھی ذریات کی منتقلی نہ ہوئی۔ اس بنا پر ذات کے اعتبار سے بھی اور آباء و اجداد کے لحاظ سے بھی تم میں بہتر ہوں۔

بیہقی نے محمد بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوق میں عرب کو چنا۔ پھر عرب میں سے کنانہ کو چنا پھر ان میں سے قریش کو چنا۔ پھر ان میں سے بنی ہاشم کو منتخب فرمایا پھر بنی ہاشم میں سے مجھے منتخب کیا۔

بیہقی، طبرانی نے اوسط میں اور ابن عساکر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ سے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ میں نے زمین کے مشرق و مغرب کو چھان ڈالا لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل کسی شخص کو میں نے نہیں پایا اور نہ کسی اولاد کو بنی ہاشم سے افضل پایا۔

ابن عساکر نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب سے میں صلب آدم علیہ السلام سے باہر آیا ہوں مجھ کو کسی بدکار عورت نے منتقل نہیں کیا اور سلف میں ہمیشہ امتیں مجھ سے منازعت کرتی رہیں یہاں تک کہ میں نے عرب کے دو بہترین قبیلوں سے جو کہ بنی ہاشم اور بنی زہرہ میں ظہور کیا۔

ابن مردویہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت کریمہ "لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ (الآیہ)" کو فا کے زبر کے ساتھ پڑھا اور فرمایا اَنَا اَنْفَسُكُمْ یعنی میں حسب و نسب اور قرابت میں تم سب سے زیادہ بہتر ہوں اور میرے آباؤ اجداد میں آدم علیہ السلام سے اب تک کاری اور زنا نہیں ہوا۔ پورا سلسلہ تولید نکاح اور رشتہ زوجین کی بنیاد پر رہا۔

ابن ابی عمر عدنی نے اپنی مسند میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے دو ہزار سال پہلے قریش نور تھے۔ وہ نور خدا کی تسبیح کرتا تھا اور فرشتے تسبیح میں موافقت کرتے تھے پھر جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو اس نور کو ان کے صلب میں ودیعت فرما دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے آدم علیہ السلام کے صلب میں زمین پر اتارا اس کے بعد صلب نوح علیہ السلام میں رکھا اور اس کے بعد صلب ابراہیم علیہ السلام میں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ مجھے پاکیزہ اصلاب اور مطہر ارحام میں منتقل فرماتا رہا۔ یہاں تک کہ مجھے اپنے والدین کے ذریعہ ظاہر[1] فرمایا: میرے اجدادی سلسلے میں کوئی ایک مرد و عورت بھی رشتہ مناکحت کے بغیر قریب نہیں ہوئے۔

اس حدیث کی وہ روایت شاہد ہے جسے حاکم وطبرانی نے خزیم بن اوس سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں غزوۂ تبوک کی واپسی کے وقت ہجرت کر کے حاضر ہوا۔ اس وقت میں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا۔ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ میری خواہش ہے کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح عرض کروں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہارے منہ کو ٹھنڈا رکھے تو انہوں نے کہا

من قبلها طبت فی الظلال وفی مستودع حیث یخصف الورق

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اپنے آباؤ اجداد کی اصلاب وارحام میں اس وقت سے پاکیزہ رہے جب سے آدم علیہ السلام جسم پر پتے لپیٹتے تھے۔

ثُمّ هبطت البلاد وَلا بشرٌ انتَ وَلا مُضغَةٌ وَلا عَلَقٌ

پھر آپ شہروں میں اس شان کے ساتھ آئے کہ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ انسانی جسم میں تھے اور نہ مضغہ تھے اور نہ جما ہوا خون

بل نطفة ترکب السّفین وقد الجم نسرا واهله الغرق

بلکہ آپ بہ صورت نطفہ تھے اور اسی کشتی میں سوار تھے جب کہ کوہ نسر اور اس کے رہنے والے غرقاب ہو رہے تھے۔

تنقل من صَالب الی رحم اذا مضی عَالم بدا طبق

آپ صلب سے رحم کی طرف منتقل ہوتے رہے جبکہ ایک جہان دنیا سے رخصت ہوتا اور دوسرا ان کی جگہ پیدا ہوتے رہے۔

وردت نار الخلیل مستترا فی صلبه انت کیف یحترق

آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خلیل علیہ السلام کے صلب میں پوشیدہ ہو کر نار نمرود میں اترے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی صلب میں تھے تو وہ آگ انہیں کیسے جلاتی؟

---

۱ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ نسب مطہرہ پاک اس طرح ہے: حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ابن عبد اللہ ابن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔

۲ آپ کے اجداد و اسلاف کرام جب شہروں میں وارد ہوئے یعنی حضرت آدم وحوا تو آپ حضرت آدم علیہ السلام کی صلب میں موجود تھے۔

خشی احتری بیتک المهیمن من   خندف علیاء تحتها النطق

یہاں تک کہ آپ کو اس شرف نے جو آپ ﷺ کے فضل پر شاہد ہے اس اعلیٰ شرف کو گھیر لیا جو ذی نسب خندف سے ہے اور اس کے تحت نطق یعنی بلندیاں یا قبائل ہیں۔

وَانتَ لَمّا وَلِدتَ اَشرَقتِ ال   ارض وَضَاءت بنُورِكَ الافق

اور آپ ﷺ کی شان یہ ہے کہ جب آپ ﷺ پیدا ہوئے تو زمین روشن ہوگئی اور آپ ﷺ کی شعاع نور سے افق آسمان منور اور روشن ہوگیا۔

فنحن فی ذلک الضیاء وفی   النور وسبل الرشاد نخترق

اب ہم اسی روشنی اس نور اور ہدایت کے راستہ میں رواں دواں ہیں۔

بیہقی اور ابن عساکر نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو انہیں ان کی اولاد دکھائی تو انہوں نے ایک دوسرے پر صاحب کرامت وفضیلت دیکھا۔ پھر انہوں نے ان کے درمیان میں ایک چمکتا نور دیکھا۔ اس پر انہوں نے عرض کیا، اے میرے رب یہ نور کس کا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا یہ تمہارے فرزند جلیل احمد مجتبیٰ ﷺ ہیں یہی اول ہیں یہی آخر ہیں اور یہی سب سے پہلے شفاعت کرنے والے ہیں۔

ابونعیم فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی نبوت کے دلائل کے مجملہ وجوہ ایک وجہ یہ نسبی فضیلت ہے۔ اس لیے کہ نبوت' حکومت اور سیادت بھی ہے اور حکومت وسیاست ذی حسب اور صاحب عزت وشرف ہی ہوتی ہے۔ اس لیے یہ بات رعایا کے انقیاد، اطاعت اور اس کی پیروی کرنے میں ایک موثر ذریعہ ہے۔ اسی وجہ سے تو ہرقل شاہ روم نے ابوسفیان سے سوال کیا تھا کہ تم لوگوں کے درمیان ان کی نسبی حالت کیسی ہے؟ ابوسفیان نے جواب دیا تھا وہ ہمارے درمیان صاحب نسب ہیں۔ ہرقل نے کہا:

''یہی نسبی بزرگی' نجابت واصالت اور طہارت تمام رسولوں میں رہی ہے اور وہ اپنی قوم میں نجابت نسبی [1] کے لحاظ سے ممتاز رہے ہیں۔

حضرت عبدالمطلب کا خواب

ابونعیم بروایت ابوبکر بن عبداللہ بن ابوالجہم اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابوطالب سے حضرت عبدالمطلب کو خواب بیان کرتے سنا۔ عبدالمطلب نے کہا کہ میں نے جب کہ میں حجر اسود کے قریب سو رہا تھا ایک خواب دیکھا جس کی وجہ سے مجھ پر خوف طاری ہوگیا اور میں بہت بے چینی محسوس کرنے لگا۔ میں ایک قریشی کاہن کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ میں نے آج خواب میں دیکھا ہے کہ ایک درخت اس طرح کھڑا ہے کہ اس کی اونچائی آسمان تک اور شاخیں مشرق ومغرب تک پھیلی ہوئی ہیں اور اس

[1] اگر وہ نجابت نسبی میں ممتاز نہ ہوتے تو قوم کی نگاہ میں کبھی معزز ومحترم نہیں ہو سکتے تھے اور نہ قوم ان کے حکم کو واجب الاذعان والاطاعت سمجھتی جیسا کہ ہرقل نے ابوسفیان کو بتایا تمام رسول اس نجابت نسبی سے مشرف رہے ہیں۔

درخت کے نور کو میں نے روشنی آفتاب سے ستر گنا زیادہ دیکھا اور اس کے سامنے عرب وعجم کو میں نے سجدہ ریز دیکھا اور میں دیکھ رہا تھا کہ وہ درخت اپنی عظمت، نور اور بلندی میں ہر آن اضافہ کر رہا ہے، ایک لحہ وہ چھپتا ہے اور دوسرے لمحے ظاہر ہو جاتا ہے۔ دیکھا کہ ایک جماعت قریش اس کی شاخوں سے چمٹ گئی ہے اور دوسری جماعت اس کے کاٹنے میں کوشاں ہے یہاں تک کہ یہ جماعت اس کو کاٹنے کے قوی ارادہ سے درخت کے قریب پہنچی ہی تھی کہ مجھے ایک خوب رو، حسین وجمیل اور نظافت وخوشبو سے معطر شخص کہ اس کو دیکھنے سے پہلے میں ایسے شخص کا تصور بھی نہ کر سکتا تھا کہ نظر آیا۔ یہ خوب رو جوان اس جماعت کے لوگوں کی کمریں توڑتا اور آنکھیں نکالتا رہا پھر میں نے چاہا کہ ہاتھ بڑھا کر اس درخت سے کچھ لوں، مگر کامیاب نہ ہوا۔ میں نے دریافت کیا کہ اس درخت سے کون لوگ پھل لے سکیں گے؟ جواب ملا صرف وہ لوگ جو مضبوطی سے چمٹے ہوئے ہیں۔''

عبدالمطلب نے کہا کہ کاہن کو خواب سنانے کے بعد میری نظر اس کے چہرے پر ٹھہری تو میں نے دیکھا اس کا چہرہ فق ہو گیا ہے۔ پھر کاہن نے تعبیر کرتے ہوئے کہا:

''اگر تمہارا خواب سچا ہے تو تمہاری پشت سے ایک ایسا فرزند پیدا ہوگا جو مشرق ومغرب کا مالک ہوگا اور ایک مخلوق اس کی خوبیوں کو دیکھ کر اس سے وابستہ ہو جائے گی۔''

اس کے بعد عبدالمطلب نے اپنے بیٹے ابوطالب سے کہا: شاید وہ فرزند یعنی میرے خواب کی تعبیر تم ہی ہو۔''

ابوطالب اس بات کو اکثر بیان کیا کرتے تھے۔ حضور ﷺ کی بعثت کے بعد کہتے۔ ''خدا کی قسم! وہ درخت یقیناً حضرت ابوالقاسم الامین ہیں۔'' اس پر کچھ مسلمانوں نے ان سے پوچھا: ''پھر آپ حضور ﷺ پر ایمان کیوں نہیں لاتے؟'' ابوطالب جواب دیتے۔ ''مجھے شرم وحیا آتی ہے کہ فرشتے کہیں گے۔ طریقہ اسلاف کو چھوڑ کر بھتیجے پر ایمان لے آیا۔''[1]

ایام حمل کی نشانیاں:

حاکم وبیہقی وطبرانی اور ابونعیم نے بہ روایت ابوعون مولی مسور بن مخرمہ روایت کی کہ مسور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ عبدالمطلب نے بیان کیا کہ موسم سرما میں ہم یمن کے سفر پر گئے تو ایک یہودی عالم سے ملا تو اس نے مجھ سے پوچھا تمہارا تعلق کس خاندان سے ہے؟''

میں نے کہا: ''میں بنی ہاشم سے ہوں۔ پھر اس نے کہا کہ: کیا تم اجازت دیتے ہو کہ میں تمہارے جسم کے کچھ حصوں کو دیکھوں؟''

میں نے کہا: ''ستر عورت کے مقامات کے علاوہ آپ دیکھ سکتے ہیں۔''

اس مشروط اجازت کے بعد اس نے میری ناک کا ایک اور پھر دوسرا نتھنا کھول کر دیکھا پھر کہنے لگا: ''میں دعوے سے کہتا ہوں کہ تمہارے ایک ہاتھ میں ملک اور دوسرے میں نبوت ہے، اور میں اسے دیکھ رہا ہوں۔'' اور دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں۔ ''ہم اس کو بنی زہرہ میں پاتے ہیں، تو یہ کیسے ہوگا؟''

---

[1] جناب ابوطالب کے ایمان لانے اور نہ لانے کے سلسلے میں بہت کچھ اختلاف پایا جاتا ہے۔ سیرۃ کی کتابوں میں مختلف اقوال موجود ہیں۔ حضرت محدث دہلوی قدس سرہ العزیز مدارج النبوت میں اس سلسلہ میں رقمطراز ہیں کہ ابوطالب نے لوگوں کی ملامت کے خوف سے ایمان قبول نہیں کیا۔ اہل سنت واحناف کا یہی مسلک ہے۔

اس یہودی عالم نے پوچھا: کیا تمہاری کوئی شاعہ ہے؟'' میں نے جواب میں کہا: شاعہ سے تمہاری مراد کیا ہے؟'' اس نے کہا کہ '' بیوی زوجہ! اس کے جواب میں میں نے کہا کہ '' فی الحال تو کوئی بیوی موجود نہیں ہے؟'' اس نے کہا کہ'' جب تم اپنے وطن واپس پہنچو تو قبیلہ بنی زہرہ میں نکاح کرنا۔''

اس کے بعد جب عبدالمطلب مکہ واپس آئے تو جناب ہاشم نے آپ کا نکاح قیلہ نامی خاتون سے کر دیا۔ قیلہ کے بطن سے حارث پیدا ہوئے۔ حارث ہی آپ کے سب سے بڑے فرزند تھے قیلہ کے بعد آپ کا نکاح ہند بنت عمرو سے ہوا اور اس سے دوسرے فرزند اور صاحبزادیاں پیدا ہوئیں۔ حضرت عبدالمطلب کا تیسرا نکاح فاطمہ نامی خاتون سے ہوا جن کے بطن سے حضرت عبداللہ والد ماجد جناب رسول اللہ ﷺ دنیا میں تشریف لائے اور جب جوان ہوئے تو آپ کا نکاح وہب بن عبد مناف کی صاحبزادی جناب آمنہ سے کیا گیا۔

اس روایت کو ابو نعیم نے بطریق حمید بن عبدالرحمٰن انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا کہ حضرت عبدالمطلب نے اس بات کو بیان کیا اور اسی روایت کو ابن سعد نے ''طبقات'' میں بہ طریق جعفر بن عبدالرحمٰن بن المسور بن مخرمہ انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا سے نقل کیا کہ عبدالمطلب نے بیان کیا کہ اہل کتاب نے ان کے نتھنوں کے بالوں کو دیکھا اور پھر کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ ملک ہے اور نبوت ہے اور ان دونوں میں سے ایک بات بنی زہرہ میں دیکھتا ہوں اور اسی روایت کے آخر میں ہے کہ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عبدالمطلب کی اولاد میں نبوت اور خلافت دونوں کو رکھا۔

ابو نعیم نے حضرت سعد بن ابی الوقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کے والد ماجد حضرت عبداللہ اپنے زیر تعمیر مکان سے آ رہے تھے اور ان کے بدن پر مٹی اور غبار کا اثر تھا۔ ان کا گزر لیلیٰ العدویہ کی طرف ہوا۔ جب لیلیٰ کی نگاہ آپ پر پڑی تو اس نے دونوں آنکھوں کے درمیان ''نور مصطفیٰ'' تاباں پایا پس اس نے آپ کو جنسی خواہش کی تکمیل کی دعوت دی' اس نے کہا کہ اگر آپ میری خواہش پوری کر دیں' تو میں آپ کو سو اونٹ پیش کروں گی۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا: ٹھہر جا میں غسل کر کے صاف ہو لوں پھر تیرے پاس آتا ہوں۔[1] گھر آ کر حضرت عبداللہ نے سیدہ آمنہ اپنی بیوی سے مباشرت فرمائی اور حضور ﷺ کے ظہور ولادت کے لئے حمل کا استقرار ہوا۔

اس کے بعد حضرت عبداللہ لیلیٰ کے پاس پہنچے اور کہا' اب تیری خواہش باقی ہے؟ اس نے جواب دیا نہیں۔ عبداللہ نے پوچھا کیوں' کیا بات ہوئی؟ لیلیٰ نے کہا کہ '' جب تم ادھر سے گزر رہے تھے تو تمہاری پیشانی پر'' نور نبوت'' تاباں تھا' مگر اس وقت وہ موجود نہیں بلکہ منتقل ہو کر آمنہ کے رحم میں قرار پا چکا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ '' جس نور کے ساتھ تم میرے پاس سے گئے تھے اب اس نور کے ساتھ واپس نہیں لوٹے ہو۔ اگر تم نے سیدہ آمنہ سے مباشرت کی ہے تو یقیناً وہ ایک اعلیٰ مقتدر کو تولد میں لائیں گی۔

ابو نعیم' خرائطی اور ابن عساکر نے بہ طریق عطاء حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ حضرت عبدالمطلب اپنے بیٹے عبداللہ کو

---

[1] لیلیٰ نے جنسی خواہش کی جس کو آپ نے مسترد کر دیا تھا اور آپ دوبارہ لیلیٰ کے پاس نہیں گئے بلکہ گزرگاہ میں مل گئی تھی اور تھا کہ اب تمہاری پیشانی میں وہ نور نبوت تاباں نہیں ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے مدارج النبوت جلد دوم۔

نکاح کے لیے لے کر روانہ ہوئے تو ان کا گزر اہل تبالہ یمن کی ایک کاہن خاتون پر ہوا جو کتب سماویہ کی عالم مشہور تھی اور اس کا نام فاطمہ بنت الخثعمیہ تھا۔ اس نے جب نور نبوت کو عبداللہ کی پیشانی میں دیکھا تو ان سے کہا کہ اے جوان اگر تم اس وقت میرے ساتھ مباشرت کرو تو میں تم کو سو اونٹ پیش کروں گی۔'' اس کی اس پیشکش پر حضرت عبداللہ نے کہا

وما الحرام فالممات وانه — والفعل لاحل فاستبينه

فعل حرام سے تو مرجانا بہتر ہے اور فعل حلال تو میں اس کی خوبیاں نہیں بیان کر سکتا۔

فكيف بي الامر الذي تبغينه — يحمي الكريم عرضه ودينه

اے خاتون! حرام کاری کی جو خواہش تو میرے ساتھ رکھتی ہے اس کی تکمیل کیسے ممکن ہے کیونکہ اہل تو قیر و آبرو اپنی عزت اور دین کی پاسداری کرتے ہیں۔

اس کے بعد حضرت عبداللہ اپنے والد کے ساتھ روانہ ہو گئے اور انہوں نے حضرت آمنہ بنت وہب زہری کے ساتھ آپ کا نکاح کر دیا اور جناب عبداللہ ان کے پاس تین روز رہے۔ اس کے بعد انہوں نے اس خاتون کے پاس جانے کا ارادہ کیا جس نے دعوت مباشرت دی تھی۔ چنانچہ وہ اس کے پاس آئے تو اس عورت نے ان سے پوچھا: ''میرے پاس سے جانے کے بعد تم نے کیا کیا؟''

جناب عبداللہ نے جواب: ''میرا نکاح آمنہ بنت وہب سے ہو گیا ہے۔'' اور میں تین روز تک ان کے پاس رہا۔'' یہ جواب سن کر اس عورت نے کہا:

''اے عبداللہ میں بدکار عورت نہیں ہوں چونکہ میں نے تمہاری پیشانی میں نور نبوت کی چمک دیکھی تھی تو مجھے تمنا ہوئی کہ وہ نور میں حاصل کروں، مگر اب اللہ تعالیٰ نے اسے جہاں چاہا وہاں ودیعت فرما دیا۔''

اس کے بعد فاطمہ نے حسب ذیل اشعار پڑھے۔

انی رأيت مخيلة لمعت — فتلألأت بحناتم والقطر

میں نے ایک برسنے والے ابر کی بجلی دیکھی، جس کی تابناکی نے جہاں بھر کے سیاہ کالے بادلوں کو جگمگا دیا۔

ظلما بها نور يضيئ له — ماحوله كاضاءة البدر

ان کالے بادلوں میں ایک ایسا نور تھا جس نے گردوپیش کے سارے علاقہ کو روشن کر دیا جس طرح کہ چودھویں رات کی چاندنی تی ہے۔

ورجوته فخرا ابوء به — ماكل قادح زنده يوري

میں نے عبداللہ سے نکاح کر کے فخر حاصل کرنے کی تمنا کی، مگر میں کامیاب نہ ہو سکی جس طرح کہ ہر شخص چقماق سے چنگاری حاصل نہیں کر سکتا۔

لله مازهرية سلبت — ثوبيك مااستلبت وماتدري

ساری خوبیاں اللہ کے لیے ہیں، اس زہری عورت نے کتنی اعلیٰ چیز پائی ہے، اے عبداللہ وہ تمہارے دو کپڑے ہیں، ایک نبوت دوسرا

ملک جو آمنہ زہری نے حاصل کر لئے حالانکہ وہ نہیں جانتیں کیا چیز حاصل کی ہے۔
اس کے بعد فاطمہ نے یہ بھی کہا:

بنی ھاشم قد غادرت من اخیکم　　　امینہ اذ للبما یعتلجان

اے آل ہاشم! آمنہ نے تمہارے بھائی کو ایسا چھوڑا جب کہ وہ اپنی خواہش کی سیرابی کر رہی تھیں۔

کما غادر المصباح بعد خبوہ　　　فتائل قد میثت لہ بدھان

جس طرح کہ چراغ بتی سے اس تیل کو چوسنے کے بعد جو اس میں ڈالا جاتا ہے بتی کو خالی اور خشک چھوڑ دیتا ہے۔

وما کل مایحوی الفتی من تلادہ　　　بحزم ولا مافاتہ لتوانی

آدمی جو قدیمی اور موروثی مال جمع کرتا ہے وہ اس کی کوشش سے نہیں ہے اور جو مال اس سے جاتا رہتا ہے وہ اس کی غفلت سے نہیں ہے۔

فاجمل اذا طالبت امرا فانہ　　　سیکفیک جدان یصطرعان

جب تم کسی بات کی طلب کرو تو خوبی کے ساتھ کرو کیوں کہ باہم لڑنے والی دو کوششیں تم کو کفایت کریں گی۔

سیکفیکہ امایہ مقفعلۃ　　　واما یدمبوطۃ ببنان

یا تو وہ ہاتھ جو تم سے روک دیا گیا تمہیں کافی ہوگا یا وہ ہاتھ جو کشادہ ہے اور انگلیوں کے پوروں کے ساتھ ہے کافی ہوگا۔

ولما قضت منہ امینۃ ماقضت　　　نبا بصری عنہ عنہ وکل لسانی

حضرت آمنہ نے جس چیز کی خواہش کی وہ حضرت عبداللہ سے حاصل کر چکیں تو اب میری آنکھوں کی بصارت جاتی رہی اور میری زبان گونگی ہوگئی۔

ابن سعد نے ہشام بن کلبی سے انہوں نے ابوالفیاض خثعمی سے تفصیل کے ساتھ جو روایت کی اس میں مذکور ہے کہ جب حضرت عبداللہ واپس ہو کر فاطمہ کے پاس پہنچے تو کہا تو نے خواہش کا اظہار مجھ سے کیا تھا اب کیا خیال ہے؟ اس نے جواب دیا؟ وہ خواہش اسی روز تھی آج نہیں اور اس کا یہ قول ایک محاورہ بن گیا۔

اس روایت کے آخر میں کہ جوانان قریش کو جب یہ واقعہ معلوم ہوا تو انہوں نے فاطمہ سے استصواب کیا۔ فاطمہ نے قریش کے جواب میں فی البدیہہ یہ اشعار پڑھے[1] اور اس روایت میں اس قول کے بعد کہ ”انہوں نے ان کے پاس تین روز قیام کیا۔“ اتنا زیادہ ہے کہ اہل عرب میں دستور تھا کہ جب شوہر اپنی بیوی کے پاس جاتا ہے تو تین روز قیام کرتا ہے۔ اور ابن سعد کہتے ہیں کہ وہب بن جریر بن حازم نے مجھے خبر دی وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے ابویزید مدنی نے حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ حضرت عبداللہ خثعمی عورت کے پاس آئے تو اس نے ان کی پیشانی سے آسمان تک نور نبوت کو چمکتا دیکھ تو خثعمی عورت نے ان سے کہا کہ: ”کیا تم میری خواہش پوری کر سکتے ہو؟۔“

---

[1] جن فی البدیہہ اشعار کی طرف اشارہ ہے وہ پیچھے گزر چکے ہیں۔

انہوں نے جواب دیا: "ہاں لیکن پہلے میں رمی جمار" کرلوں۔" تو وہ گئے رمی جمار کی پھر اپنی زوجہ سیدہ آمنہ کے پاس آئے۔ اس کے بعد خثعمی عورت کی بات یاد آئی تو وہ اس کے پاس[1] آئے۔ اس کے بعد خثعمی عورت نے کہا کہ "میرے پاس سے جانے کے بعد بیوی سے ملے ہو؟" انہوں نے کہا کہ 'ہاں' میں اپنی زوجہ آمنہ کے پاس گیا ہوں۔" خاتون نے کہا کہ "اب تم سے میری کوئی خواہش نہیں ہے کیونکہ جب تم میرے پاس سے گئے تھے تو تمہاری پیشانی سے آسمان تک ایک نور چمک رہا تھا۔ جب تم نے اپنی زوجہ سے صحبت کی تو وہ نور ان میں منتقل ہو گیا۔ اب تم ان کو جا کر خبر دے دو کہ تم کو استقرار حمل سے وہ عزت ملی ہے کہ روئے زمین پر اس درجہ تو قیر افزا حمل کسی خاتون کو نہ ہوا؟ اس روایت کو ابن عساکر نے بیان کیا۔)

بیہقی و ابونعیم اور ابن عساکر نے بروایت عکرمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ خثعم کی ایک خاتون ایک خاص موسم میں رونمائی وخودنمائی کرتی' بڑی ماہ رو اور حسین تھی' وہ فرش فروخت کرنے کے لیے پھیری کرتی' اسی طرح وہ ایک روز حضرت عبداللہ کے پاس پہنچ گئی جب اس خاتون نے ان کو دیکھا تو متعجب و متاثر ہوئی اور خود کو ان کے روبرو پیش کرنے اور دعوت مباشرت دینے لگی۔ عبداللہ نے کہا تو اسی جگہ ٹھہری رہ' جب تک میں لوٹ کر واپس نہ آؤں۔ پھر وہ اپنی بیوی کے پاس گئے اور مباشرت کی جس کے نتیجے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے استقرار حمل ہوا اور پھر اس کے بعد جب لوٹ کر اس عورت کے پاس پہنچے تو اس نے کہا تم کون ہو؟ انہوں نے کہا کہ تجھ سے وعدہ کرنے والا۔ اس نے کہا کہ غلط کہتے ہو اور اگر تمہارا قول درست ہے تو وہ نور کیا ہوا جس کو میں پہلی ملاقات کے وقت تمہاری پیشانی پر نمایاں طور پر دیکھ رہی تھی۔

بیہقی اور ابونعیم نے ابن شہاب سے روایت کی کہ جناب عبداللہ بڑے خوب رو نوجوان تھے۔ ایک دن وہ قریش کی کچھ عورتوں کے پاس سے گزرے' ان عورتوں میں سے ایک نے ان سے کہا:

"تم میں سے کون ہے جو ان سے نکاح کر کے اس کے نور سے دامن مراد کو بھرے جو ان کی پیشانی میں تاباں ہے؟" اس کے بعد حضرت عبداللہ کا نکاح قبیلہ زہرہ کی ایک خاتون آمنہ سے ہو گیا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حاملہ ہوئیں۔

ابن سعد اور ابن عساکر نے عروہ وغیرہ سے روایت کی کہ ورقہ بن نوفل کی بہن قتیلہ بنت نوفل لوگوں کو دیکھ کر شگون لیا کرتی تھی۔ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ اس کے قریب سے گزرے تو اس نے آپ کو بلایا' تا کہ آپ سے خواہش نفس کی تکمیل کرے۔ اس نے جناب عبداللہ کا دامن پکڑ لیا مگر آپ نے انکار کیا اور کہا کہ صبر کر میں لوٹ کر آتا ہوں اور تیزی سے نکل کر چلے گئے' اپنے گھر آمنہ کے پاس آئے اور مباشرت کی اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حاملہ ہوئیں پھر وہ اس عورت کے پاس پہنچے۔ تو "اسے انتظار کرتے پایا۔ عبداللہ نے کہا کہ کیا ارادہ ہے' خواہش باقی ہے؟ قتیلہ نے جواب دیا بالکل نہیں کیونکہ پچھلی مرتبہ ایک نور تمہاری پیشانی پر تاباں تھا اور اب آنے ہو تو وہ رخصت ہو چکا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ اس حال میں گئے کہ آپ کی پیشانی ایسی روشن تھی جیسے گھوڑے کی پیشانی میں سفیدی کی چمک ہوتی ہے اور اس حالت میں لوٹے ہیں کہ وہ چیز اب آپ کی پیشانی میں نہیں ہے۔

---

[1] حضرت عبداللہ کا دوبارہ خثعمی عورت کے پاس جانا اس لئے تھا کہ حقیقت حال دریافت کرسکیں۔

ابن سعد اور ابن عساکر نے بہ روایت کلبی ابوصالح سے اور انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ وہ خاتون جس نے خود کو جناب عبداللہ پر پیش کیا' ورقہ بن نوفل کی بہن تھی۔

ابن سعد نے کہا مجھے واقدی نے خبر دی اور انہوں نے کہا کہ مجھے علی بن یزید بن عبداللہ بن وہب بن زمعہ نے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنی چچی سے حدیث بیان کی کہ ہم نے سنا ہے کہ سیدہ آمنہ جب تولید حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حاملہ ہوئیں تو فرماتی تھیں کہ مجھے محسوس تک نہ ہوا کہ حاملہ ہوگئی ہوں اور نہ گرانی پیدا ہوئی جیسا کہ عام طور پر عورتیں ایام حمل میں خود کو بوجھل محسوس کرتی ہیں۔ بجز اس علامت کے کہ میرا حیض منقطع ہو گیا تھا اور یہ علامت بھی میرے لئے کوئی خاص وجہ حمل نہ رکھتی تھی کیونکہ اس کے بغیر میرے اکثر دن چڑھ جایا کرتے تھے اور پھر حیض جاری ہو جایا کرتا تھا۔ ایک روز میری نیم خواب اور بیداری میں ایک آنے والا آیا اور اس نے کہا:

''اے آمنہ تمہیں معلوم ہے' تم حاملہ ہو؟ میں نے جواب دیا کہ میں تو نہیں جانتی۔'' پھر اس نے کہا کہ '' تم ایک بڑی امت کے سردار اور اس کے نبی کی تولید کے لئے حاملہ ہوئی ہو۔''

یہ دن دوشنبہ یعنی پیر تھا۔ پھر دن اور مہینے گزرتے رہے۔ یہاں تک کہ زمانہ ولادت قریب آ گیا اور پھر وہی شخص میرے خواب میں آیا اور کہا: تم یہ پڑھا کرو۔

اُعِیذُہٗ بِالواحِدِ مِنْ شَرِّ کُلِّ حَاسِدٍ — میں الواحد سے ہر حسد کرنے والے کی شرارت سے پناہ مانگتی ہوں۔

جب سے میں اس کلمہ کو برابر پڑھتی رہی اور اس کے بعد کچھ عورتوں سے میں نے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے مشورہ دیا کہ تم اپنے بازو اور گلے میں لوہا لٹکا لو[1] میں نے ایسا بھی کر لیا مگر وہ ہمیشہ کٹ جاتا' میں اسے باندھتی اور پھر جلدی ہی کٹا ہوا پاتی۔ بالآخر میں نے اس کو لٹکانا اور باندھنا ترک کر دیا۔

ابن سعد نے زہری سے روایت کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں کہ میں نے زمانہ حمل میں کسی طرح تکلیف اور گرانی برداشت نہیں کی۔

ابن سعد نے ابوجعفر محمد بن علی سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ آمنہ کو ایام حمل میں حکم دیا گیا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام احمد رکھیں۔

ابونعیم بریدہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے خواب دیکھا کہ ان سے کہا گیا کہ ''تم خیر البریہ اور سید المرسلین سے حاملہ ہو لہٰذا جب ان کی تمہارے بطن سے ولادت ہو تو ان کا نام احمد اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) رکھنا اور اس تختی کو ان کے گلے میں لٹکا دینا پھر جب میں بیدار ہوئی تو میرے سرہانے ایک تختی موجود تھی جس پر لکھا تھا۔

''اعیذہ بالواحد من شرّ کلّ حاسد' و کل خلق رائد' من قائم و قاعد عن السّبیل عائد' علی الفساد جاھد' من نافثٍ او عاقد' و کُلّ خلق مارد یا فذ بالمراصد' فِی الحرق الموارِدِ' انھا تم عند باللہِ الاَعْلیٰ واحوطہ منھُمْ بالید العُلیاءِ' والکف الذی لا یری' یداللہ فَوْقَ ایدیھِمْ وحجاب اللہ دون عادِیھم لاَ

---

[1] ایام جاہلیت کی رسم تھی کہ حاملہ خواتین اپنے بازو پر لوہا باندھتیں اور گلے میں لٹکا لیتیں۔

یطردو ولا یضرہ فی مقعد ولامنام ولا سیرو لا مقام اوّل الیالی و آخر الایام"

حضور ﷺ کے والد ماجد کی وفات

ابن سعد نے محمد بن کعب وغیرہ سے روایت کہ رسول اللہ ﷺ کے والد ماجد نے شام کی تجارت سے واپسی پر مدینہ طیبہ میں وفات پائی۔ رسول اللہ ﷺ ان دنوں شکم مادر میں تھے۔ جناب عبداللہ کی عمر وفات کے وقت پچیس سال تھی۔ واقدی کہتے ہیں کہ عبداللہ کی وفات اوران کی عمر کے بارے میں جس قدرروایات اوراقوال ہیں ان میں یہی قول درست ہے۔[1]

واقدی نے کہا کہ ہمارے اور دوسرے تمام اہل علم کے نزدیک یہ بات مسلم ہے کہ سیّدہ آمنہ جناب عبداللہ سے محمد ﷺ کے علاوہ کوئی اولاد پیدا نہ ہوئی۔[2]

اصحاب فیل کی بیت اللہ پر چڑھائی اور اللہ کی نصرت وتائید

ابن سعد ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر ابوجعفر محمد بن علی سے روایت کرتے ہیں کہ اصحاب فیل نے وسط ماہ محرم میں مکہ مکرمہ پر چڑھائی کی تھی۔ اس واقعہ اور رسول اللہ ﷺ کی ولادت کے درمیان پچاس راتوں کا فصل تھا۔

بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ اصحاب فیل نے چڑھائی کی اور وہ مکہ مکرمہ کے نزدیک پہنچے تو حضرت عبدالمطلب ان کے پاس گئے اوران کے بادشاہ سے فرمایا: تم نے ہم پر چڑھائی کردی۔ بہتر ہوتا کہ تم کسی فرستادے کو ہمارے پاس بھیج دیتے اور جو تمہارا مطالبہ ہوتا ہم اس فرستادے کے ذریعہ پورا کردیتے۔ اس پر اس نے کہا کہ "مجھے بتایا گیا ہے کہ یہاں ایک گھر ایسا ہے کہ جو کوئی بھی اس میں داخل ہوا وہ امن یافتہ اور حفاظت یاب ہوا پس میں اس کے صاحب خانہ کو ڈرانے آیا ہوں۔[3] جناب عبدالمطلب نے بہ نظر رفع فساد پھر اس سے کہا:

"تم ہم سے جو مطالبہ کرو گے ہم کو پورا کریں گے اور تم واپس ہو جاؤ" مگر اس نے ان کی پیشکش کو رد کردیا اور خانہ کعبہ کی بے حرمتی کرنے پر اصرار کیا اور اس طرف پیش قدمی بھی شروع کردی۔

عبدالمطلب لوٹ آئے اور پہاڑ پر چڑھ کر اعلان کیا کہ "میں کعبۃ اللہ کو ویران کرنے اور حرم مقدس کے بے خطا ساکنوں کو ہلاک کرنے والوں کے مقابلہ پر نہ جاؤں گا پھر مندرجہ ذیل اشعار پڑھے۔

اللھم ان لکل الہ حلا لاً فامنع حلالك یا یغلبن محالھم محالك

---

[1] یعنی جناب عبداللہ کی عمر وفات کے وقت پچیس سال تھی۔ [2] یعنی حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے جو پہلی ولادت ہوئی وہ وجود گرامی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا اور آپ کی ولادت سے چند ماہ پہلے جناب عبداللہ وفات پا چکے تھے۔

[3] اصحاب فیل کا واقعہ قرآن حکیم کی سورۃ الفیل میں بکمال ایجاز واختصار بیان ہوا۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے رب نے اصحاب فیل (ابرہہ اور اس کے لشکر) کے ساتھ کیا کیا' کیا ہم نے ان کے داؤں کو ان پر ہی نہیں اُلٹ دیا اور ان پر چھوٹے چھوٹے پرندوں کے غول بھیجے جنہوں نے اصحاب فیل پر پتھریلی کنکریاں فضا سے گرائیں اور ان کو کھائے ہوئے بھوسے کی طرح کردیا۔ ان کا کچومر نکال دیا۔

اللھم فان فعلت فامر ما بدالک

(یعنی اے خدا! ہر معبود کے لیے ایک حل ہوتا ہے تو اب تو اپنے حل کی حفاظت فرما' تیری تدبیر پر کسی کا داؤ ہرگز غالب نہیں آ سکتا۔ اے خدا اب اگر تو بچانا چاہتا ہے تو جس طرح تو بہتر سمجھتا ہے حکم فرما۔)

اس کے بعد سمندر کی جانب سے ایک غول پرندوں کا مثل ابر نظر پڑا وہ ابابیل تھے جو ان پر چھا گئے اور ہاتھی اذیت اور ضربات کی تاب نہ لا کر چنگھاڑنے لگے اور سارے لشکر کو مثل چبائے ہوئے بھوسے کے کر ڈالا۔

سعید بن منصور اور بیہقی نے عکرمہ سے طَیْرًا اَبَابِیْلَ کی تفسیر میں روایت کی کہ سمندر کی جانب سے درندوں کے سروں کے مانند پرندے نمودار ہوئے جن کو نہ اس سے پہلے دیکھا گیا اور نہ اس کے بعد تو ان اصحاب فیل کے جسموں پر چیچک کے مانند آبلے پیدا ہو گئے اور پہلی مرتبہ چیچک کو ان ہی کے جسموں پر دیکھا گیا۔[1]

سعید بن منصور نے عبید بن عمیر لیثی سے روایت کی' انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے جب اصحاب فیل کو ہلاک کرنے کا ارادہ فرمایا تو ان پر پرندوں کو بھیجا جو سمندر کی جانب سے نمودار ہوئے یہ گویا ابلق ابابیلیں تھیں' ہر ایک کے پاس تین پتھر تھے ایک منہ میں اور دو پنجوں میں پھر وہ آئیں اور اصحاب فیل کے سروں پر چھا گئیں اور جو کچھ ان کی چونچوں اور پنجوں میں تھا وہ چھوڑ دیا۔ وہ پتھریاں ان کے جسموں پر پڑیں اور ہڈی اور گوشت کو پھاڑ کر قیمہ قیمہ کر گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہوا کے جھکڑ چلا دیئے اور خانہ خدا کے دشمن ریزہ ریزہ ہو کر غبار اور ریت میں مل کر بے نام ونشان ہو گئے۔

بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ اصحاب فیل نے جب مکہ مکرمہ پر چڑھائی کی اور مقام ''الصفاح'' پر پڑاؤ کیا تو عبدالمطلب تشریف لائے اور ان سے کہا: ''یہ بیت اللہ ہے۔ اللہ اپنے گھر پر کسی کو غالب اور قادر نہیں ہونے دے گا۔'' یہ بات سن کر انہوں نے جواب دیا: ''ہم بغیر منہدم کیے نہ لوٹیں گے۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ وہ ہاتھیوں کو آگے بڑھانا چاہتے تھے مگر وہ پیچھے لوٹتے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے پرندوں کو سیاہ رنگ کی پتھریاں جن پر مٹی تھی دے کر ایک بڑے غول کی شکل میں فوج کے سروں پر فضا میں معلق کر دیا اور ان پرندوں نے پتھریوں کو ان کے سروں پر چھوڑ دیا۔ جس کے اثر سے ہاتھیوں کے لشکر خارش میں مبتلا ہو گئے ان میں سے جو بھی اپنے بدن کو کھجاتا وہاں کا گوشت گر پڑتا۔

ابونعیم نے وہب سے روایت کی کہ اصحاب فیل کے ساتھ ایک ہتھنی تھی' اس ہتھنی کے لگاؤ سے ہاتھی کو بڑھایا' معاً اس پر پتھر پڑا اور وہ دونوں لوٹ پڑے۔

---

[1] بہت کم مفسرین نے طیرا ابابیل کی تفسیر میں یہ بات بیان کی ہے ورنہ عام مفسرین نے یہی فرمایا کہ کنکریاں جسم میں پیوست ہو گئیں اور ان کی ضربات سے وہ ہلاک ہو گئے۔

حضرت عبدالمطلب اور چاہ زمزم

ابن اسحاق اور بیہقی نے حضرت علی بن ابی طالب سے روایت کی ہے کہ حضرت عبدالمطلب حجر اسود کے قریب سو رہے تھے تو کسی نے ان سے کہا کہ "برہ" کو کھودو۔ انہوں نے اس سے پوچھا: برہ کیا ہے؟ مگر کہنے والا ان کے پاس سے چلا گیا۔ دوسرے دن جب وہ پھر اسی جگہ سوئے تو کسی نے ان سے کہا "المضنونہ" کو کھودو! انہوں نے پوچھا: مضنونہ کیا ہے؟ مگر وہ ان کے پاس سے چلا گیا۔ تیسرے دن جب وہ اسی جگہ سوئے تو کسی نے ان سے کہا کہ: طیبہ کو کھودو۔ انہوں نے پوچھا "طیبہ کیا ہے؟" مگر وہ ان کے پاس سے چلا گیا۔ چوتھے دن جب وہ اسی جگہ آئے اور سو گئے تو کسی نے ان سے کہا:

"چاہ زمزم کھودو"[1] انہوں نے پوچھا "زمزم کیا ہے؟" اس نے بتایا اس کا پانی نہ کبھی کم ہوگا اور نہ اپنی جگہ سے ہٹے گا۔ اس کے بعد چاہ زمزم کی جگہ انہیں بتائی۔ پھر جب اس کی بتائی ہوئی جگہ پر کھودنا شروع کیا تو قریش نے ان سے کہا: اے عبدالمطلب کیا کھود رہے ہو؟" انہوں نے جواب دیا: "مجھے چاہ زمزم کھودنے کا حکم دیا گیا ہے۔" پھر جب چاہ زمزم نمودار ہوا اور لوگوں نے ایک کنواں دیکھا تو کہنے لگے: "اے عبدالمطلب اس میں ہمارا بھی حق ہے کیونکہ یہ کنواں ہمارے باپ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے تصرف میں آیا ہے۔

"اس میں تمہارا کوئی حق نہیں ہے' اس لیے کہ یہ چشمہ مجھے ہی بتایا گیا اور میرے ہی لئے مخصوص کیا گیا۔" انہوں نے کہا۔

عبدالمطلب نے جواب دیا:

"کیا اس معاملہ میں ہمارے ساتھ محاکمہ کرنے کو تیار ہو؟" انہوں نے کہا: "ہاں بالکل"

قریش نے نے کہا کہ: "اچھا' ہم اپنے اور تمہارے درمیان بنی سعد کی کاہنہ کو حکم تجویز کرتے ہیں وہ جو بھی فیصلہ کرے ہم دونوں کو منظور ہوگا۔"

کاہنہ شام کے علاقہ میں رہتی تھی لہٰذا عبدالمطلب اور ان کے خاندان کے چند دوسرے اصحاب نیز قریش کے مختلف قبائل میں سے ایک ایک شخص کو لے کر قافلے کی صورت میں شام کی طرف روانہ ہوگئے۔ راہ سفر میں ریگستان تھا جس میں پہنچ کر پانی ختم ہوگیا اور شدت پیاس سے تمام قافلہ کو یقین ہوگا کہ اب مرجائیں گے۔ کچھ افراد شدت تشنگی سے جان بلب تھے وہ دوسروں سے پانی کی التجا کرتے' مگر وہ جواب دیتے کہ بھائیو! کیا کریں؟ اب ہمارا حال بھی ویسا ہی ہونے والا ہے جو تمہارا ہو چکا ہے۔ اس اضطراب کی حالت میں عبدالمطلب نے ساتھیوں سے مشورہ لیا تو انہوں نے جواب دیا: "ہماری سمجھ میں تو کچھ نہیں آتا جو آپ مشورہ دیں ہم اس پر عمل کریں۔"

عبدالمطلب نے جواب دیا: "میری رائے یہ ہے کہ ہم سے ہر شخص اپنے لئے ایک ایک گڑھا کھود لے اور جو بھی مرتا جائے دوسرے ساتھی اس کو گڑھے میں دفن کرتے جائیں۔ یہاں تک کہ ہم میں سے آخری شخص رہ جائے گا اور اس طرح ایک شخص کا بے لحد ضائع ہونا

---

[1] عمرو بن حارث نے جرہمی حاکم کے ظلم سے تنگ آکر حجر اسود کو کعبے سے اکھاڑ کر اسفندیار تابی کی بطور تحفہ بھیجی ہوئی سونے کی مورتیاں چاہ زمزم میں چھپا کر اس کو پاٹ دیا۔ جب اللہ تعالیٰ کی مشیت ہوئی کہ چاہ زمزم ظاہر کر دیا جائے تو حضرت عبدالمطلب کو خواب میں وہ مقام دکھایا گیا اور آپ نے اپنے فرزند حارث کی مدد سے اس کو کھودا۔ قریش مزاحم بھی ہوئے لیکن آپ باز نہ آئے۔ آخر کار تھوڑی سی محنت کے بعد آپ کو چاہ زمزم مل گیا۔ (مدارج النبوت حصہ دوم)

اس سے کہیں بہتر ہے کہ سب لوگ ضائع ہوں۔''

چنانچہ سب نے اپنے اپنے لئے گڑھے کھود لئے۔ اس کے بعد ساتھیوں نے کہا کہ: ''اس طرح تو ہم نے اپنے آپ کو خود ہی موت کی آغوش میں دے رہے ہیں' ہم ہمت کرتے ہیں اور پانی کی تلاش' کیا عجب ہے' کہ ہماری کوشش اور ہمت کو دیکھ کر اور ہماری بے بسی اور لاچاری پر رحم فرما کر خدا ہماری مدد فرمادے۔''

یہ سن کر عبدالمطلب نے ساتھیوں سے فرمایا: پھر اٹھ کھڑے ہو! چنانچہ وہ سب لوگ اٹھ کھڑے ہوئے جب عبدالمطلب اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے تو دفعتہً اس کے پیر زمین میں دھنسے' پانی نکل آیا عبدالمطلب نے جب یہ دیکھا تو ساتھیوں کو بتایا سب نے پانی کو بافراط پیا' استعمال کیا اور برتنوں میں' مشکوں میں ذخیرہ کر لیا ہم سفر سارے ساتھی اس خدا ساز آب رسانی کی وجہ سے متاثر تھے۔ انہوں نے کہا:

''اے محترم ہاشمی سردار! بلاشبہ اللہ نے زم زم کا فیصلہ آپ کے حق میں کر دیا۔[1] آؤ لوٹ چلیں' چاہ زم زم آپ کا حق ہے اور اب اس معاملے میں آپ کے ساتھ ہمارا نزاع نہیں۔

بیہقی نے زہری سے روایت کی کہ عبدالمطلب کے تذکرے میں پہلا واقعہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ اکثر قریش مکہ اصحاب فیل سے ڈر کر مکہ سے چلے گئے۔ مگر عبدالمطلب نے فرمایا: خدا کی قسم میں حرم سے ہرگز نہ نکلوں گا اور نہ خدا کے سوا کسی سے مدد چاہوں گا۔ اس کے بعد وہ بیت اللہ کے پاس بیٹھ گئے اور دعا کرنے لگے:

''اے خدا ہر ایک اپنے گھر کی حفاظت اور مدافعت کرتا ہے' تو بھی اپنے گھر کی دشمنوں سے حفاظت فرما۔''

وہ صبر و استقامت کے ساتھ بیت الحرم میں ٹھہرے رہے' حتیٰ کہ بے شمار دیو پیکر' ہاتھیوں والا لشکر مالک حرم کی مدافعت کرنے والی چڑیوں کے ذریعہ خستہ اور خراب ہو گیا۔ اس کے بعد قریش اپنے گھروں کو لوٹ آئے اور عبدالمطلب کی عظمت ان کے اس کردار کی وجہ سے دوچند ہو گئی۔

اسی زمانے میں ان کو خواب میں الہام ہوا کہ زم زم کو کھودو جو شیخ اعظم کا پوشیدہ کیا ہوا ہے پھر جب وہ بیدار ہوئے تو انہوں نے عرض کیا۔ ''اے خدا! مجھے اس کنویں کا مقام ظاہر فرمادے۔'' چنانچہ پھر خواب میں رہنمائی فرمائی گئی کہ ''تم اس پوشیدہ مقام کو کھودو جو فرث اور دم کے مابین مخفی ہے اور وہ غراب اعظم کے چونچ مارنے کی جگہ ہے وہ جگہ قریۃ النمل میں سرخ پتھروں کی جگہ ہے۔''

اس کے بعد عبدالمطلب اٹھ کر گئے اور مسجد حرام میں بیٹھ کر بتائی ہوئی علامات کا انتظار کرنے لگے اور مقام خرورہ میں گائے ذبح کی۔ ابھی اس میں کچھ جان باقی تھی کہ وہ ذبح کرنے والوں کے ہاتھوں چھوٹ گئی اور پھر مسجد حرام کے نزدیک چاہ زمزم کے قریب آ کر گر گئی' اس کو وہیں مکمل طور پر ذبح کیا گیا' گوشت بنایا اور اٹھایا گیا کہ دفعتہً خون اور اوجھ پر ایک کوا آیا اور قریۃ النمل کی جگہ بیٹھا' چونچ ماری۔ یہ عمل دیکھ کر عبدالمطلب اٹھے اور اسی مقام پر کھدائی شروع کر دی۔ قریش آئے' دیکھا اور دریافت کیا ''کس لئے آپ کھدائی کر رہے ہیں؟''

آپ نے فرمایا: ''میں اس کنویں کو کھود رہا ہوں۔''

جب انہوں نے کھدائی میں غیر معمولی دشواری محسوس کی تو یہ نذر مان لی کہ میں اپنے بیٹوں میں سے ایک لڑکے کو ذبح کروں گا۔ اس

---

[1] جب یہاں پانی آپ کے سوا کسی اور کو نہ مل سکا تو اب زم زم بھی یقیناً آپ کے لیے مخصوص کر دیا گیا ہوگا۔

کے بعد پھر کھدائی شروع کردی۔ یہاں تک کہ ہر سطح آب تک پہنچ گئے اور اس کے گرد حوض بنایا جو زمزم کے پانی سے بھر گیا اور اس سے حجاج پانی پینے لگے۔

رات کو قریش کے حاسد لوگ حوض کو توڑ دیتے تھے اور صبح کو عبدالمطلب اس کو درست کردیا کرتے تھے۔ جب حاسدوں کی شرارتیں حد سے بڑھ گئیں تو عبدالمطلب نے اللہ سے دعا کی جس کے جواب میں ان کو خواب میں بتایا گیا کہ تم ہم سے ان الفاظ میں دعا کرو۔''

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ لا احلها لمغتسل ولكن هي لشارب حل' وَبَل ثُمَّ كَفَيْتَهُم

اے خدا! میں زمزم کے پانی کو نہانے والوں کے لیے حلال نہیں بناتا۔ یہ پانی صرف پینے والوں کے لیے ہی حلال ہے' یہ تیرا ہے اور تو ہی اس کی حفاظت فرما۔

اس کے بعد وہ اٹھ کر گئے اور خواب کے عین ہدایت کے مطابق منادی کرادی۔ اس کے بعد جس کسی نے زمزم کے حوض کو خراب کیا' اللہ تعالیٰ نے اس کے جسم میں کوئی بیماری پیدا کردی بالآخر وہ حوض کے خراب کرنے اور اس کے پانی میں غسل کرنے سے باز آ گئے۔

اس کے بعد عبدالمطلب نے دعا کی: ''اے خدا! میں نے اپنی اولاد میں سے ایک فرزند کو قربان کرنے کی نذر مانی تھی لہٰذا میں ان میں قرعہ اندازی کرتا ہوں' پس تو جس فرزند کو پسند فرمائے' اس کی ہدایت فرما۔'' بعدازاں انہوں نے تمام اولادوں میں قرعہ اندازی کی او جناب عبداللہ کے نام قرعہ نکل آیا اور نسبتاً یہ فرزند ان کو زیادہ محبوب تھا۔ پھر جناب عبدالمطلب نے درخواست کی: ''خدایا! کیا اس کی قربانی تجھے مطلوب ہے یا اس کے بدلے سو اونٹوں کی قربانی؟'' انہوں نے پھر عبداللہ اور 100 اونٹوں کے درمیان قرعہ اندازی کی' تو قرعہ سو اونٹوں پر نکل آیا اور انہوں نے عبداللہ کے بجائے اونٹوں کی قربانی کردی۔

ابن سعد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ عبدالمطلب نے زمزم کی کھدائی میں جب اپنے مددگاروں کی کمی محسوس کی تو انہوں نے نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھ کو دس لڑکے عطا فرمائے اور میں ان کو دیکھ لوں تو پھر میں ان میں سے ایک کی قربانی کروں گا۔ پھر جب ان کے دس لڑکے ہو گئے تو ان سب کو جمع کیا اور اپنی نذر کا واقعہ بیان کیا۔ سب نے کہا مناسب ہے۔ آپ جس لڑکے سے چاہیں نذر کی تکمیل کریں مگر انہوں نے قرعہ اندازی کی او رحضرت عبداللہ کے نام قرعہ نکل آیا۔ پس وہ ان کو ہاتھ پکڑ کر قربان گاہ کی طرف لے چلے اور ان کے ساتھ چھری تھی۔ عبدالمطلب کی صاحبزادیاں رونے لگیں اور ان میں سے ایک نے کہا: ''آپ اپنے لخت جگر کے بدلے اپنے اونٹوں کو ذبح کر دیجئے جو حرم میں چھوٹے ہوئے ہیں پھر عبدالمطلب نے حضرت عبداللہ دس اونٹوں کے درمیان قرعہ ڈالا۔ اس زمانہ میں آدمی کی دیت دس اونٹ تھی۔ نتیجے میں قرعہ جناب عبداللہ کے نام نکلا۔ اس کے بعد وہ دس دس اونٹ بڑھاتے گئے اور قرعہ ڈالتے رہے مگر ہر مرتبہ عبداللہ ہی کا نام نکلتا رہا۔ بالآخر دسویں مرتبہ 100 اونٹوں اور عبداللہ کے مابین قرعہ اندازی میں اونٹوں کے نام پر قرعہ نکلا۔ اس موقعہ پر عبداللہ نے تکبیر بلند کی اور دوسرے افراد نے ان کے ساتھ ہمنوائی کی اور سب اونٹوں کو ذبح کردیا گیا۔

سو اونٹوں کی دیت کا طریقہ عرب میں پہلی بار عبدالمطلب نے ہی برتا اور پھر پورے عرب میں دیت کی یہی قیمت متعین ہو گئی اور الٰہی حکم سے چونکہ ممانعت بھی نہ ہوئی اس وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسے رد نہیں فرمایا۔

حاکم' ابن جریر اور اموی نے اپنے مغازی میں بروایت صنابحی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

خدمت میں حاضر تھے کہ ایک دیہاتی نے آ کر کہا' یارسول اللہ ﷺ سرسبزی ناپید' پانی خشک' اہل وعیال تباہ اور مال ضائع ہو چکے ہیں۔ اے دو ذبیحوں کے فرزند! اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو جو کچھ دیا ہے' اس میں سے کچھ مجھے بھی دیجئے۔''

اس بات کو سن کر آپ ﷺ نے تبسم فرمایا اور کوئی ناگواری کا اظہار اور اعتراض نہ فرمایا: لوگوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ''اے امیر المومنین! وہ دو ذبیح کون سے ہیں؟'' تو انہوں نے فرمایا: ''جناب عبدالمطلب کو جب زمزم کھودنے کا حکم فرمایا گیا تو انہوں نے نذر مانی کہ اگر یہ کام مجھ پر آسان ہو گیا تو اپنے بیٹوں میں سے کسی ایک کی قربانی دوں گا۔ پھر جب وہ اس کی کھدائی سے فارغ ہوئے تو فرزندوں کے درمیان قرعہ اندازی کی اور جناب عبداللہ کے نام قرعہ نکل آیا۔ اب انہوں نے ان کو ذبح کرنے کا ارادہ کیا تو ان کی ممانیاں جو بنی مخزوم سے تھیں' مانع آئیں اور زور دیا کہ اپنے بیٹے کے عوض فدیہ دے کر اپنے خدا کو راضی کرو۔ تو انہوں نے سو اونٹوں کی قربانی دی۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ ایک ذبیح ہوا اور دوسرا ذبیح حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام ہیں۔

حضور ﷺ کے خصائص ولادت

بیہقی اور ابونعیم نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں سات یا آٹھ سال کی عمر کا ایک ہوش وگوش والا سمجھدار بچہ تھا' میں نے سنا یثرب کا ایک یہودی صبح کے وقت اپنے قلعہ کی چھت پر کھڑا ہوا اور پکار کر کہا: ''اے گروہ یہود' دیکھو'' آس پاس کے سارے یہودی جمع ہو گئے۔ میں سن رہا تھا کہ ان لوگوں نے اس سے کہا کہ ''تیری خرابی ہو کیوں شور مچاتا ہے؟''

یہودی نے چھت پر سے کہا: ''احمد کا ستارہ طلوع ہو گیا ہے' جس کو آج رات میں کسی وقت پیدا ہونا ہے۔''

بیہقی' طبرانی' ابونعیم اور ابن عساکر نے عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میری والدہ نے بتایا کہ میں اس رات میں حضرت آمنہ کے پاس تھی جس رات رسول اللہ ﷺ کی ولادت ہوئی۔ میں گھر میں ہر طرف روشنی اور نور پاتی اور محسوس کرتی جیسے کہ ستارے قریب تر ہو رہے ہیں حتیٰ کہ مجھے گمان ہوا کہ کیا یہ میرے اوپر گر پڑیں گے پھر جب آمنہ نے وضع حمل کیا تو ایک نور برآمد ہوا جس سے کہ ہر شے روشن ہو گئی یہاں تک کہ میں نور کے سوا کچھ نہ دیکھتی تھی۔

امام احمد' بزار' طبرانی' حاکم' بیہقی اور ابونعیم نے عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اس وقت اللہ کا عبد اور خاتم النبیین تھا جبکہ حضرت آدم علیہ السلام ہنوز اپنے خمیر میں تھے اور میں تم لوگوں پر واضح کرتا ہوں کہ میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت اور اپنی والدہ کے خواب کی تعبیر ہوں اور انبیاء علیہم السلام کی مائیں ایسے ہی خواب دیکھا کرتی تھیں۔

بلاشبہ آنحضرت ﷺ کی والدہ ماجدہ نے ولادت حضور ﷺ کے وقت ایسے نور کو دیکھا جس سے ان پر شام کے محلات روشن ہو گئے۔

ابن سعد' امام احمد' طبرانی' بیہقی اور ابونعیم نے ابوامامہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ کسی نے دریافت کیا: ''اے اللہ کے رسول ﷺ' آپ اپنے ابتدائی حالات کے بارے میں کچھ ارشاد فرمائیے:'' تو حضور ﷺ نے بیان کیا کہ ''حضرت ابراہیم علیہ السلام نے میرے لئے دعا کی' حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے میری بشارت دی اور میری والدہ نے خواب میں دیکھا کہ ان سے ایک نور نے طلوع فرمایا ہے' جس سے شام

کے محلات روشن ہو گئے ہیں۔

(حاکم نے اس روایت کو بیان کیا اور صحیح کہا ہے۔)

بیہقی نے بہ روایت خالد بن معدان اصحاب رسول اللہ ﷺ سے روایت کی کہ انہوں نے عرض کیا "یا رسول اللہ ﷺ اپنے بارے میں ہمیں کچھ بتایئے! آپ نے ارشاد فرمایا میں اپنے جد اعلیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا' حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت اور وہ خواب ہوں جسے میری والدہ ماجدہ نے زمانہ حمل میں دیکھا کہ ان سے ایک نور نے طلوع فرمایا ہے جس سے تمام علاقہ شام منور ہو گیا۔

علامہ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا یہ ارشاد کہ "میں اس خواب کی تعبیر ہوں جسے میری ماں نے زمانہ حمل میں دیکھا:" تو یہ خواب زمانہ حمل میں واقع ہوا لیکن شب ولادت میں حضرت آمنہ نے جو شام کے محلات دیکھے وہ بہ حالت بیداری عینی مشاہدہ تھا۔ جیسا کہ ابن اسحاق نے روایت کی کہ حضرت آمنہ بیان کرتی تھیں کہ زمانہ حمل میں بشارت دینے والے آتے رہے' کسی نے ان سے کہا: "اے آمنہ! تم اس امت کے سردار سے حاملہ ہو اور اس کی نشانی یہ ہے کہ جب وہ تمہارے بطن سے ظہور کرے گا تو اس کے ساتھ ہی ایک نور طلوع ہو گا جس سے شام تک کے محلات روشن ہو جائیں گے اور جب وہ ماہ لقا پیدا ہو جائے تو اس کا نام محمد ﷺ رکھنا۔

ابن سعد اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ حضرت آمنہ نے فرمایا: جب میں حاملہ ہوئی تو میں نے وضع حمل تک کسی قسم کی گرانی اور تکلیف محسوس نہ کی پھر جب حضور ﷺ کی ولادت ہوئی تو ساتھ ہی ایک روشنی اور نور پھیل گیا جس سے مشرق و مغرب کے درمیان ہر چیز روشن ہو گئی پھر حضور ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے زمین پر ٹیک لگائی اس کے بعد مٹھی میں مٹی کو لے کر سر مبارک آسمان کی جانب اٹھایا:

ابن سعد نے بہ روایت ثور بن یزید ابو العجفاء سے روایت کی کہ حضور ﷺ نے فرمایا جب والدہ نے مجھے جنم دیا تو انہوں نے ایک شعاع نور کی آمد سے بصرہ کے محلات تک دیکھ لئے۔

ابو نعیم نے بہ روایت عطاء بن یسار' ام سلمہ سے اور انہوں نے حضرت آمنہ سے روایت کی کہ وہ فرماتی ہیں کہ شب ولادت جب مجھ سے حضور ﷺ پیدا ہوئے تو میں نے ایک نور دیکھا جس سے محلات شام روشن ہو گئے اور میں نے ان کو دیکھا۔

ابو نعیم نے بہ روایت بریدہ' حضور ﷺ کی دایہ[1] جو بنی سعد سے تھیں' ان سے روایت کی کہ آمنہ فرماتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ گویا میرے بطن سے ایک شعاع برآمد ہوئی ہے اور جس سے ساری زمین منور ہو گئی ہے حتیٰ کہ میں نے شام کے محلات اور قصور کو دیکھ لیا۔

ابن سعد نے بہ روایت عمرو بن عاصم کلابی روایت کی کہ ہم سے ہمام بن یحییٰ از اسحاق بن عبداللہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی والدہ ماجدہ فرماتی تھیں کہ حضور کی ولادت کے وقت میرے بطن سے نور کا ظہور ہوا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے اور حضور ﷺ پاک و صاف پیدا ہوئے یعنی آپ کے ساتھ کوئی آلودگی نہ تھی اور جب آپ ﷺ کو زمین پر رکھا تو آپ ﷺ اپنے دست مبارک کے سہارے بیٹھ گئے۔

---

[1] حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی دایہ کا نام حلیمہ سعدیہ تھا' وہ قبیلہ بنی سعد سے تھیں۔ حضور کو رضاعت کے لیے جب لے کر اپنے گھر پہنچیں تو گھر میں یکبارگی خیر و برکت آ گئی۔ سب لوگ حیران تھے۔ حلیمہ سعدیہ کے دبلے جانور فربہ ہو گئے' جو دودھ نہیں دیتے تھے' دودھ دینے لگے۔

ابن سعد نے کہا کہ ہمیں معاذ عنبری نے خبر دی ہے کہ ہم سے ابن عون نے ابن قبطیہ کے حوالے سے ولادت حضور ﷺ کے سلسلے میں یہ حدیث بیان کی کہ آپ ﷺ کی والدہ محترمہ نے فرمایا کہ میں نے محسوس کیا کہ گویا مجھ سے شہاب برآمد ہوا جس سے ساری زمین روشن ہوگئی ہے۔

حسان بن عطیہ سے ابن سعد نے روایت کی کہ حضور ﷺ نے اپنی ولادت کے بعد اپنے دونوں ہاتھوں اور دونوں گھٹنوں کو زمین پر رکھا اور پھر اوپر آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی۔

ابن سعد نے بہ روایت موسیٰ بن عبید سے اور انہوں نے اپنے بھائی سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کو پیدائش کے بعد زمین پر رکھا گیا تو آپ نے دونوں ہاتھ ٹیکے اور سر کو آسمان کی طرف اٹھایا اور دست مبارک میں مٹی لی۔ جب بنی لہب کے ایک شخص کو اس بات کی خبر ملی تو اس نے کہا کہ اگر راوی سچا ہے تو یہ نومولود روئے زمین پر غالب ہوگا۔

ابونعیم نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے اپنی والدہ الشفاء بنت عمرو بن عوف سے روایت کی کہ جب حضور ﷺ کی ولادت ہوئی[1] وہ میرے ہاتھوں میں آئے اور رونے لگے اس وقت میں نے سنا کوئی کہہ رہا تھا۔

''رحمك الله ورحمك ربك'' الشفاء بیان کرتی ہیں کہ مجھ پر مشرق و مغرب کی ہر چیز روشن ہوگئی حتیٰ کہ میں نے روم کے کچھ محلات کو دیکھا' وہ بیان کرتی ہیں کہ اس کے بعد میں نے آپ ﷺ کو لباس پہنایا اور لٹا دیا۔ کچھ دیر نہ گزری تھی کہ میرے جسم کے دائیں حصہ پر ایک لرزش طاری ہوگئی اور وہ تاریکی میں ڈوب گیا' اس وقت میں نے سنا کہ کوئی کہہ رہا تھا کہ تم حضور کو کہاں لے گئے تھے۔ کسی نے جواب دیا مغرب کی طرف۔ اس کے بعد میری حالت درست ہوگئی۔ مگر تھوڑی دیر بعد دوبارہ میری بائیں طرف ویسی ہی کیفیت ہوگئی جیسی دائیں طرف ہوئی تھی ایک ظلمت اور ارتعاش طاری ہوگیا پھر میں نے سنا تم حضور ﷺ کو کہاں لے گئے تھے؟ دوسرے نے جواب دیا مشرق کی جانب' الشفاء کہتی ہیں کہ میں نے یہ واقعہ ہمیشہ یاد رکھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو مبعوث فرمایا اور میں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔

ابونعیم نے عمرو بن قتیبہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا میں نے اپنے والد سے سنا ہے اور وہ علوم کے مخزن تھے کہ جب حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے یہاں ولادت کا وقت قریب ہوا تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا' آسمانوں اور جنتوں کے تمام دروازے کھول دو اور فرشتوں کو حاضر ہونے کا حکم دیا۔ فرشتے باہم مژدے سناتے اترے اور دنیا کے پہاڑوں کا ارتفاع بڑھ گیا۔ سمندر کی سطح گہری اور دریا کی روانی تیز ہوگئی۔ شیطان ملعون کو ستر طوقوں میں جکڑ کر بحر عمیق میں الٹا کر کے ڈال دیا گیا' اور اس کی ذریات و نیز سرکش جنوں کو پابہ زنجیر کر کے بند کر دیا گیا۔ آفتاب عالم تاب کو نور عظیم کا لباس پہنایا گیا اور ستر ہزار حوریں خلاء میں اس کے سر پر استادہ کی گئیں جو کہ ولادت رسول ﷺ کا انتظار کر رہی تھیں اور اس سال سارے جہان کی عورتوں کے لیے بہ حرمت محمد مصطفیٰ ﷺ نے حکم دیا کہ اولاد نرینہ سے حاملہ ہوں اور کوئی درخت ایسا نہ تھا جس میں پھل نہ آیا ہوا۔ کسی قسم کا خوف نہ تھا اور دور دراز علاقوں اور راہوں میں عافیت تھی اور امن۔ جب حضور ﷺ

---

[1] احادیث میں ہے کہ شب میلاد مبارک عالم ملکوت میں ندا کی گئی کہ سارے جہان کو انوار قدس سے منور کر دو اور زمین و آسمان کے تمام فرشتے خوشی سے جھوم اٹھے اور رضوان کو حکم ہوا کہ فردوس اعلیٰ کو کھول دے اور سارے جہان کی خوشبوؤں سے معطر کر دیے۔

کی ولادت ہوئی تو سعادت کی بارشیں ہونے لگیں۔ ظلمت اور تاریکیاں چھٹ گئیں اور سارا جہان نزہت ونور سے معمول ہو گیا۔ ملائکہ آپس میں مبارکیاں دینے لگے اور ہر آسمان میں ایک ستون زبرجد کا قائم کیا گیا اور ولادت سعادت کی بدولت نور افشاں کر دیا گیا۔

آسمانوں میں یہ ستون مشہور ومعروف ہیں اور معراج کے سفر آسمانی میں رسول اللہ ﷺ نے انہیں دیکھا اور فرمایا کہ یہ ستون میری ولادت کی خوشی میں قائم کیے گئے اور جس رات میں سید الانبیاء ﷺ کی ولادت ہوئی' اللہ تعالیٰ نے حوض کوثر کے کناروں پر مشک اذخر سے معطر ستر ہزار درخت اگائے اور ان کے پھلوں کی خوشبو کو اہل جنت کے لیے بخور بنایا۔ اس روز تمام آسمان والے اللہ تعالیٰ سے سلامتی کی دعا مانگتے تھے اور تمام بت اوندھے گر پڑے۔ لیکن لات وعزیٰ کا یہ حال تھا کہ وہ دونوں اپنے اپنے مقامات سے بحکم رب اٹھ کر نکل آئے تھے اور کہتے تھے۔ قریش کا بھلا ہو ان کے یہاں امین آ گئے' ان میں صدیق تشریف لے آئے اور قریش نہیں جانتے کہ انہیں کیا مصیبت پہنچی ہے[1]

خانہ کعبہ کا یہ حال تھا کہ بہت دنوں تک لوگوں نے اس سے یہ آواز سنی اب اللہ تعالیٰ میرے نور کا لوٹا دے گا اور جوق در جوق توحید پرست میری زیارت کو آئیں گے۔ اب اللہ تعالیٰ مجھ کو جاہلیت سے پاک کر دے گا۔ اے عزیٰ تو ہلاک ہو گیا اور تین شب وروز بیت اللہ کا زلزلہ نہ رکا۔

ابو نعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کی علامات حمل میں سے ایک یہ ہے کہ اس رات قریش کا ہر پروردہ چوپایہ گویا ہوا:

''رب کعبہ کی قسم! آج کی رات رسول اللہ ﷺ حمل میں آئے اور وہ اہل دنیا کی امان اور ان کے آفتاب ہیں۔''

نہ صرف قریشی کاہن بلکہ تمام جزیرہ نمائے عرب کاہن اپنے کہانت اور فنی کمال سے معرا ہو گئے اور دنیاوی بادشاہوں کا کوئی تخت نہ تھا جو اوندھا نہ پایا گیا ہو اور ہر بادشاہ گونگا ہو گیا تھا اور اس دن وہ بولنے سے قاصر تھا اور مشرق کے چرند وپرند مغرب کے جانوروں کے پاس مژدہ اور مبارکی لے کر گئے اور یہی عمل آبی جانوروں کا تھا۔ حمل کے ہر ماہ کے اختتام پر زمین وآسمان دونوں پر یہ ندا تھی۔ ''مژدہ'' ہو کہ نبی آخر کی ولادت کی گھڑی نزدیک آ گئی' وہ زمین پر امن ومبارکی کے لیے ضمانت بن کر تشریف لانے والے ہیں۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا حضور ﷺ حمل میں نو ماہ کامل رہے۔ حضرت آمنہ نے اس عرصہ کوئی گرانی' تکلیف بدمزگی یا اس طرح کی کوئی دوسری شکایت جو ان ایام میں عموماً خواتین کو لاحق ہو جاتی ہیں' محسوس نہیں کی۔ اور حضرت عبد اللہ نے اسی دوران وفات پائی۔ جب کہ آپ منزل حمل ہی میں تھے۔ فرشتوں نے جناب باری میں عرض کی اے ہمارے معبود انبیاء علیہم السلام کا سردار اور تیرا نبی یتیم ہو گیا۔'' حق تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا ''ہم ان کے محافظ' مددگار اور والی ہیں۔'' ان پر صلوٰۃ وسلام پڑھو اور ان کے لیے برکتیں

---

[1] قارئین کرام! یہ محسوس کریں گے کہ ذکر ولادت مبارک کے بعد زمانہ حمل کے بیان کی کیا گنجائش رہتی ہے آپ نے محسوس کیا ہوگا کہ حضرت مصنف علامہ سیوطی کا انداز اور اسلوب بیان ہی ایسا ہے کہ وہ ایک عنوان کے تحت واقعات اور جس قدر حوالے ان کو مل جاتے ہیں ان کو بیان کرتے ہوئے آگے گزر جاتے ہیں اور جب وہ ایسے تمام شواہد یا دلائل کو پیش کر چکتے ہیں تو پھر اصل موضوع پر آ جاتے ہیں۔ یہاں بھی کچھ ایسا ہی ہوا ہے۔ اس قول کو آپ نے استقرار حمل سے شروع کیا تھا اور وہ ولادت پر ختم ہوئی تھی لہٰذا ذکر ولادت کے بعد پھر اصل موضوع کے بقیہ روایات کو پیش کرنا شروع کر دیا۔

طلب کرو اور ان کے لیے دعائیں مانگو۔ والصلوٰۃ اللہ تعالٰی وَمَلٰئِکَتَہٗ والنبین والصدیقین والشھدا ؤ الصالحین علی سیدنا محمد بن عبداللہ بن عبدالمطّلب برکاتہٗ وسلامہٗ

اللہ تعالٰی نے میلاد شریف کی رات تمام آسمانوں اور جنتوں کے دروازے کھول دیے۔ حضرت آمنہ خود سے ذکر کرتیں کہ مدت حمل میں جب چھ ماہ گزر گئے تو میرے پاس کوئی آیا اور اس نے بہ حالت خواب مجھے اپنے پاؤں سے دبایا اور کہا "اے آمنہ تمہارا محمول سارے جہان سے افضل ہے جب ولادت ہو تو محمد ﷺ نام رکھنا۔"

حضرت آمنہ ذکر فرمایا کرتیں کہ جب وقت آیا تو مجھے وہ کیفیت لاحق ہوئی جو وضع حمل کے وقت عورتوں کو ہوتی ہے اور گھر کے افراد کو ابھی معلوم نہ ہوا تھا کہ دفعتہً میں نے ایک ہیبت ناک آواز کو سنا جس کی وجہ سے میں خوف زدہ ہو گئی۔ اس کے بعد ایک عجیب شے جس کو میں سفید پرندے کے بازو سے تشبیہ دے سکتی ہوں نمودار ہوا اور اس نے میرے دل کو ملا جس سے وہ خوف وہراس اور جو تکلیف میں پاتی تھی دور ہو گئی۔ پھر میں نے رخ پھیر کر دیکھا تو ایک دودھ کا پیالہ نمودار ہوا مجھے پیاس تھی میں نے اسے پی لیا پھر مجھ سے ایک بلند نور چمکا اس کے بعد میں نے چند ایسی دراز قد عورتوں کو دیکھا جیسے کہ وہ عبد مناف کی بیٹیاں ہوں انہوں نے مجھے اپنے جھرمٹ میں لے لیا۔ میں اس پر تعجب ہی کر رہی تھی کہ میں نے دیکھا کہ آسمان و زمین کے درمیان سفید فرش بچھایا گیا اور کسی نے کہا کہ اس نو مولود کو لوگوں کی آنکھوں سے بچاؤ۔ حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ کچھ مرد فضا میں اپنے ہاتھوں میں چاندی کے برتن لئے کھڑے ہیں اور یہ بھی دیکھا کہ پرندوں کی ایک ٹکڑی میرے روبرو آئی پھر انہوں نے میری گود کو ڈھانپ لیا ان پرندوں کی چونچ زمرد کی اور بازو یاقوت کے تھے۔ اس وقت اللہ تعالٰی نے میری آنکھوں سے حجابات بالکل دور فرما دیے۔ میں نے اس وقت دنیا کے مشارق و مغارب کا معائنہ کیا میں نے دیکھا تین جھنڈے نصب کئے گئے۔ ایک مشرق اور دوسرا مغرب میں اور تیسرا کعبہ کی چھت پر نصب کیا۔ اس وقت مجھے دردزہ ہوا اور حضور ﷺ پیدا ہوئے۔ ولادت کے بعد میں نے آپ کی طرف نظر کی تو دیکھا کہ سجدے کی حالت میں ہیں اور انگلیوں کو اس طرح اٹھائے ہوئے ہیں جیسے کوئی گریہ وزاری کرنیوالا اٹھاتا ہے پھر میں نے سفید ابر دیکھا جو آسمان کی جانب سے آ رہا تھا یہاں تک کہ اس نے آپ کو مجھ سے روپوش کر لیا۔ پھر وہ غائب ہو گیا پھر میں نے ایک منادی کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا۔

حضور ﷺ کو زمین کے مشارق و مغارب میں لے جاؤ اور سمندروں کی سیر کراؤ تاکہ وہ سب آپ کے نام نامی اوصاف گرامی اور صورت گرامی کو پہچان لیں اور جان لیں کہ آپ کا اسم گرامی اور نام نامی 'دریاؤں میں ماحی رقم کیا گیا ہے۔ کیونکہ شرک اور اس کے لوازمات و اسباب کو آپ کے زمانے میں مٹا دیا جائے گا۔[1]

پھر وہ ابر جلد ہی آپ کے پاس سے ہٹ گیا اس وقت میں نے دیکھا کہ آپ سفید اون کے کپڑے میں ملبوس ہیں اور آپ کے نیچے سبز حریر کا بچھونا ہے اور آپ آبدار موتیوں کی تین کنجیاں ہاتھ میں لئے ہوئے ہیں۔ اس وقت کسی کہنے والے نے کہا "محمد ﷺ نے نصرت' غلبہ اور نبوت کی کنجیاں دست مبارک میں لے رکھی ہیں۔

---

[1] حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے نام ہائے نامی اور اسم ہائے گرامی اپنی تصنیف مدارج النبوت (جلد دوم) میں لکھے ہیں۔

اس کے بعد ایک اور ابر سامنے آیا۔ اس میں گھوڑوں کے ہنہنانے اور پرندوں کے بازوؤں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ یہاں تک کہ اس نے بھی آپ ﷺ کو مجھ سے پوشیدہ کر دیا اور آپ میری نظر سے اوجھل ہو گئے۔ میں نے منادی کو ندا کرتے سنا کہ ''محمد ﷺ کو شرق و غرب اور انبیاء علیہم السلام کی مولدات پر لے جاؤ اور آپ کے حضور جن و انس اور حوش و طیور کی روحوں کو پیش کرو اور آپ کو حضرت آدم علیہ السلام کی صفا' حضرت نوح علیہ السلام کی رقت' حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خلت' حضرت اسماعیل کی زبان' حضرت یعقوب علیہ السلام کی مسرت' حضرت یوسف علیہ السلام کا جمال' حضرت داؤد علیہ السلام کی آواز' حضرت ایوب کا صبر' حضرت یحییٰ کا زہد اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کرم عطا کر دیا اور تمام نبیوں کے اخلاق حمیدہ اور فضائل جلیلہ سے آراستہ کر دو۔'' علیٰ نبینا وعلیھم السلام

اس کے بعد وہ ابر چھٹ گیا اور میں نے آپ ﷺ کو موجود پایا۔ آپ لپٹے ہوئے سبز حریر کو تھامے ہوئے تھے۔ پھر کسی کو کہتے سنا کہ خوشی ہے خوشی ہے محمد ﷺ نے تمام دنیا کو تھامے رکھا ہے اور کوئی مخلوق نہیں جو آپ کے حلقہ نبوت سے باہر ہو۔ بعد ازاں میں نے دیکھا کہ تین افراد ہیں' ایک کے ہاتھ میں چاندی کا آفتابہ' دوسرے کے ہاتھ میں سبز زمرد کا طشت اور تیسرے کے ہاتھ میں سفید حریر تھا۔ اس نے اس حریر کا سرا کھولا اور ایک انگوٹھی نکالی جس کی چمک سے آنکھیں خیرہ ہوتی تھیں پھر اس آفتابے سے آپ ﷺ کو سات مرتبہ غسل دیا اور دونوں شانوں کے درمیان اس انگشتری سے مہر لگائی اور حریر میں آپ کو لپیٹ دیا پھر آپ کو اٹھایا اور کچھ دیر بعد اپنے بازوؤں میں رکھ کر میری طرف بڑھا دیا۔

ابونعیم نے بہ سند ضعیف ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ میرے بھائی عبداللہ جب پیدا ہوئے جو ہم سے چھوٹے[1] تھے تو ان کا چہرہ اس قدر نورانی تھا گویا وہ ایک آفتاب تھا درخشاں اور تاباں یہ دیکھ کر حضرت عبدالمطلب نے کہا کہ یہ فرزند عجیب شان والا ہوگا۔

اور میں نے خواب میں دیکھا کہ ان کے نتھنے سے ایک سفید پرندہ نکل کر اڑ رہا ہے اور وہ مشرق و مغرب کی حدوں تک پہنچ کر واپس ہوا اور خانہ کعبہ پر آ کر بیٹھا اور تمام قریش نے اس کے آگے سجدہ کیا۔ پھر وہ آسمان و زمین کے درمیان فضا میں اور دور دراز خلاء میں اڑتا رہا۔''

میں بنی مخزوم کی کاہنہ کے پاس گیا اور اس سے خواب بیان کیا کہ جس کو سن کر اس نے کہا کہ اگر واقعی تمہارا خواب یہی ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ عبداللہ کے فرزند پیدا ہوگا اور مشرق سے مغرب تک لوگ اس کا اتباع کریں گے۔

پھر جب آمنہ نے حضور ﷺ کو تولد کیا تو میں نے ان سے پوچھا کہ ''تم نے حضور ﷺ کی ولادت کے موقع پر کیا کیا دیکھا؟'' انہوں نے جواب دیا: مجھے درد زہ ہوا اور تکلیف زیادہ ہوگئی اس وقت میں نے ایسی آوازیں سنیں جو آدمیوں کے کلام سے مشابہ تھیں اور میں نے ایک جھنڈا دیکھا جو یاقوت کی لکڑی پر تھا جسے زمین و آسمان کے درمیان نصب کر دیا گیا اور میں نے اس کے سرے پر ایک ایسا نور دیکھا جو آسمان تک پہنچ رہا تھا اور میں نے شام کے تمام محلات دیکھے جو مثل شعلہ آتش فروزاں تھے اور میں نے اپنے قریب

---

[1] حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عبداللہ سے دو سال بڑے تھے اس لئے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے موقع پر ایسے امور ان سے سرزد ہونا مثلاً کاہنہ کے پاس جانا اور خواب کی تعبیر لینا یا حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے کیفیت ولادت کو دریافت کرنا ناممکن ہے کہ یہ روایات ضعیف اور صحت سے دور ہیں۔ اس قسم کے دوسرے عجائبات و مشاہدات دوسری مستند روایات سے ثابت ہیں۔

قطاء کا غول دیکھا جو حضور ﷺ کو سجدہ کر رہا تھا اور آپ ﷺ پر اپنے بازوؤں کو پھیلا رہا تھا اور میں نے سعیر الدیہ کی تابعہ کو دیکھا جو کہتی گزری کہ تمہارے اس فرزند کی بدولت بت پرستی اور کہانت جاتی رہی اور یہ سعیرہ ہلاک ہو گئی' بتوں کی خرابی و رسوائی ہو اور میں نے ایک جوان کو دیکھا جو قد کی درازی اور رنگ و روپ میں کامل ترین شخص تھا۔ اس نے مجھ سے بچہ کو لیا اور اس کے منہ میں لعاب ڈالا۔ اس کے ساتھ سونے کا طشت تھا تو اس نے اس کے سینے کو چاک کیا اور آپ کے قلب کو نکالا پھر قلب کو بھی چاک کیا اور ایک سیاہ نقطہ اس میں سے نکال کر پھینک دیا۔ اس کے بعد سبز حریر کی ایک تھیلی نکالی اسے کھولا اور اس میں سے سفید سفوف سا نکالا اور آپ ﷺ کے دل میں بھر دیا اس کے بعد سفید حریر کی تھیلی کھول کر اس میں سے مہر نکالی اور آپ کے دونوں شانوں کے درمیان انڈے کی مانند مہر کی اور آپ کو قمیص پہنا دی یہ ہیں وہ عجیب و غریب امور جو میرے مشاہدے سے گزرے۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ بیان اور پہلے کے دونوں بیانات میں تناقض[1] موجود ہے اور میں نے اس کتاب میں اس سے زیادہ شدید منکر روایت کوئی بھی بیان نہیں کی ہے بلاشبہ اس کو بیان اور نقل کرنے کے لیے میری طبیعت میں انقباض تھا لیکن میں نے اس موقع پر حافظ ابونعیم[2] کی متابعت کی ہے۔

حافظ ابوزکریا یحییٰ بن عائذ حضور اکرم ﷺ کی ولادت کے سلسلے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جناب آمنہ حضور ﷺ کی ولادت کے سلسلے میں بتایا کرتی تھیں کہ میں نے بہت سے عجائب دیکھے ہیں۔ میں حیران اور متعجب ہی تھی کہ ایک مرتبہ تین اشخاص نمودار ہوئے میں نے گمان کیا کہ ان کے چہروں کے درمیان آفتاب طلوع ہو رہا ہے۔ ایک کے ہاتھ میں چاندی کا آفتابہ' دوسرے کے ہاتھ میں مشک نافہ' تیسرے کے ہاتھ میں سبز زمرد کا طشت جس کے چار کونے تھے اور ہر کونے پر سفید موتی تھا کسی کہنے والے نے کہا کہ یہ دنیا ہے اور یہ ان کی مشرق و مغرب اور خشکی و تری ہے تو اے اللہ کے حبیب اس کے جس کنارے کو آپ چاہیں تھام لیں۔ جناب آمنہ فرماتی ہیں میں نے رخ پھیرا کہ دیکھوں حضور ﷺ نے کون سا کونا پکڑا ہے تو میں نے دیکھا کہ آپ نے اس کے وسط میں سے پکڑا ہے اس وقت کسی نے کہا کہ قسم ہے رب کعبہ کی حضور ﷺ نے کعبہ کو پکڑا ہے۔ آگاہ ہو جاؤ بلاشبہ اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کے لیے کعبہ کو قبلہ اور برکت والا مسکن بنا چکا ہے۔

میں نے تیسرے شخص کے ہاتھ کو دیکھا اس پر حریر اسی طرح لپٹا ہوا تھا۔ پھر اس نے اسے کھولا تو اس میں سے ایسی مہر نکلی جس سے دیکھنے والوں کی آنکھیں خیرہ ہو جائیں پھر وہ میرے پاس آیا اور طشت والے شخص کو حرکت ہوئی اور اس نے حضور ﷺ کو آفتابہ سے سات مرتبہ غسل دیا اور پھر حضور ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر لگائی اور حضور ﷺ کو اس حریر میں لپیٹا جس میں مشک اذخر کا ڈورا تھا اور اٹھا کر ایک گھڑی اپنے بازو میں لیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہ شخص رضوان محافظ جنت تھے اور انہوں نے آپ کے کان میں ایسی بات کہی جس کو حضرت آمنہ فرماتی ہیں' میں نے سمجھ سکی اور کہا کہ اے محمد ﷺ آپ کو بشارت ہو تمام نبیوں کے علوم آپ کو عطا کیے گئے آپ باعتبار علم ان سے زیادہ اور بہ لحاظ شجاعت آپ ان سب سے اشجع ہیں۔ آپ کے ساتھ نصرت کی کنجیاں ہیں۔ بلاشبہ آپ کو خوف و رعب کا لباس پہنایا گیا ہے۔ جو بھی آپ ﷺ کا ذکر کرے گا۔ اس کا قلب مضطرب ہو جائے گا اور اس کا دل خوف زدہ

---

[1] ایک دوسرے سے متضاد اور خلاف ہیں۔ [2] کہ حافظ ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف "حلیہ" میں ان روایات کو بیان کیا ہے۔

ہوگا۔اے خلیفۃ اللہ اگر چہ اس نے آپ کو نہ دیکھا ہو۔

ابن وحیہ نے ''تنویر میں کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

ابن سعد' حاکم' بیہقی اور ابونعیم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ ایک یہودی تاجر مکہ میں رہتا تھا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شب ولادت اس یہودی نے قریش کی مجلس میں کہا: اے گروہ قریش کیا آج رات تمہارے یہاں کوئی فرزند پیدا ہوا ہے؟'' قریش نے جواب دیا ہمیں نہیں معلوم۔اس نے کہا کہ دریافت کرو اور میں جو بات تمہیں بتایا ہوں اسے یاد رکھنا۔

آج رات اس آخری امت کا نبی پیدا ہونے والا ہے۔اس کے دونوں شانوں کے درمیان ایک علامت ہے جس پر کثرت سے بال ہیں گویا کہ وہ گھوڑے کا ایال ہے۔وہ بچہ دو راتوں تک دودھ نہ پئے گا کیونکہ ایک عفریت جنی نے اس کے منہ میں انگلی ڈال دی ہے جس کی وجہ سے دودھ پینے سے روک دیئے گئے ہیں۔پھر قریش کی مجلس برخاست ہوگئی او وہ لوگ یہودی کی باتوں پر متعجب تھے۔وہ اپنے گھروں میں پہنچے تو تقریباً سب ہی نے اس بات کا گھر والوں سے تعجب اور حیرانی کے ساتھ ذکر کیا اسی طرح ہر طرف چرچا ہونے کے بعد کسی نے بتایا کہ آج رات ایک لڑکا عبداللہ مرحوم کے گھر پیدا ہوا ہے اس کا نام انہوں نے محمد رکھا ہے۔پھر اہل قریش نے اس یہودی سے ملاقات کی اور اس کو بتایا: یہودی نے کہا میرے ساتھ چلو تاکہ میں اس بچہ کو دیکھ کر شناخت کروں۔

وہ آئے اور حضرت آمنہ سے عرض کیا کہ بچہ کو دیکھیں گے۔انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان لوگوں کی گود میں دے دیا۔یہودی نے کپڑا اٹھا کر اس علامت کو دیکھا اور بے ہوش ہو کر گر پڑا اور جب اس کی حالت درست ہوئی تو قریش نے کہا ہم کو تمہاری تکلیف پر افسوس ہے ہم پریشان ہیں کہ تمہیں اچانک کیا ہو گیا؟ یہودی نے کہا بنی اسرائیل سے نبوت جاتی رہی۔اے قبائل قریش کیا تم اس بچے کی ولادت سے خوش ہو رہے ہو۔خبردار ہو جاؤ کہ یہ فرزند تم پر اس طرح غلبہ کرے گا کہ آفاق میں تمہارے بجائے اس فرزند کا ہر طرف شہرہ ہوگا۔

بیہقی و ابن عساکر نے ابوالحکم تنوخی سے روایت کی۔انہوں نے کہا کہ قریش میں دستور تھا کہ ان کے یہاں جب ولادت ہوتی تو صبح عورتیں نومولود بچہ کے سر پر ہانڈی رکھتیں۔اسی دستور کے مطابق جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو عبدالمطلب نے آپ کو عورتوں کے سپرد کر دیا کہ وہ رسم کے مطابق ہانڈی رکھیں چنانچہ انہوں نے ہانڈی رکھی تو اس کے دو ٹکڑے ہو گئے اور انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ رخ اوپر کو ہے اور آسمان کی جانب نگاہیں ہیں۔انہوں نے آکر عبدالمطلب سے کہا کہ ہم نے ایسا بچہ نہیں دیکھا کہ اس کے ساتھ ایسی صورت واقع ہوئی ہو عبدالمطلب نے جواب دیا تم لوگ یاد رکھو اور مجھے امید ہے کہ یہ بچہ خیر و فلاح کو پہنچے گا۔

جب ساتواں روز ہوا اور عبدالمطلب نے (عقیقہ میں) قربانی کی اور برادری کو کھانے پر بلایا تو کھانے سے فراغت کے بعد انہوں نے کہا کہ:

''اے سردار (مطلب) آپ نے اپنے پوتے کا کیا نام رکھا ہے؟''

عبدالمطلب نے بتایا: ''میں نے اس کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم رکھا ہے۔''

قریشی مہمانوں نے کہا کہ ''اپنے ہاں کے خاندانی ناموں سے آپ نے کیوں انحراف کیا؟''

فرمایا: ''میری خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں میں اس کی مدح فرمائے اور زمین پر مخلوق اس کی مدح کرے۔''

ابونعیم اور ابن عساکر نے بہ روایت مسیب بن شریک روایت کی کہ شام کے علاقہ میں بمقام مرالظہران ایک راہب تھا جس کا نام عیصی تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے علم کثیر سے نوازا تھا۔ وہ مکہ آیا اور اس نے لوگوں سے ملاقات کے دوران کہا۔ عنقریب تمہاری سرزمین سے ایک فرزند پیدا ہوگا جس کی تمام عرب وعجم والے پیروی کریں گے تو جو لوگ اس کے عہد اور دعوت کو پائیں اور قبول کریں وہ راہ یافتہ اور فلاح یاب ہوں گے اور جنہوں نے اس کی مخالفت کی اور رہنمائی سے گریز کیا۔ لاریب وہ خسران میں رہیں گے۔ میں دنیاوی راحت و آرام اور وطنی ماحول اور اپنی سرزمین کو چھوڑ کر محنت و تکلیف اور بھوک و پیاس اور اجنبی ماحول میں صرف اسی کی طلب و جستجو میں آیا ہوں اس کا یہ معمول بن گیا تھا کہ مکہ میں خاندان قریش کے اندر جو نومولود بچہ ہوتا وہ اس کے بارے میں دریافت کرتا اور جب حضور ﷺ کی علامات نہ پاتا تو اکثر کہا کرتا وہ فرزند جلیل ہنوز تشریف نہیں لایا۔

جب رسالت مآب ﷺ کی جلوہ فرمائی ہوئی تو اسی صبح عبدالمطلب عیصی راہب کے صومعہ پر آئے اور آواز دی۔ اس نے نام پوچھا اور پھر نکل کر آیا اور کہا ''اے عبدالمطلب تم ہی اس فرزند ارجمند کے دادا ہو۔ جس کی ولادت کے بارے میں میں تم سے باتیں کیا کرتا تھا۔ وہ دوشنبہ کو پیدا ہوا اسی دن بعثت کا اعلان کرے گا اور اسی دن اس جہان سے رحلت اور کوچ فرمائے گا۔ بالشبہ آج رات ہی اس کا ستارہ طلوع ہوا ہے۔ اس کی پہچان یہ ہے کہ وہ اس وقت درد میں ہے اور یہ شکایت تین دن رہے گی پھر وہ صحتمند ہو جائیگا۔ تم اپنے آپ کو قابو میں رکھنا اس لیے کہ جس قدر حسد لوگ اس فرزند کے ساتھ کریں گے اس کی مثال نہیں ملے گی اور جیسی مخالفت اور مزاحمت لوگ اس کے ساتھ کریں ویسی مخالفت کسی کے ساتھ نہ ہوئی ہوگی۔''

عبدالمطلب نے پوچھا: اس بچہ کی عمر کتنی ہوگی۔''

راہب نے جواب: اس کی عمر کم ہو یا زیادہ ستر کو نہیں پہنچے گی ¹اس کی عمر کے لیے سالوں کی گنتی طاق پر ہوگی۔ 59' 61' 63 برس اس کی امت کی عمریں ہوں گی۔''²

راوی کا قول ہے کہ حضور ﷺ عاشورہ محرم کے دن حمل میں آئے اور 12 رمضان پیر کے دن آپ کی ولادت ہوئی۔

ابونعیم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ زمانہ جاہلیت میں دستور تھا کہ جب کوئی بچہ رات میں پیدا ہوتا تو اسے کسی برتن سے ڈھانپ دیتے تھے اور رات میں اس کو نہ دیکھتے' چنانچہ جب آپ ﷺ کی ولادت ہوئی تو آپ ﷺ کو بھی ہانڈی میں رکھ دیا گیا۔ صبح ہونے پر دیکھا کہ ہانڈی کے دو ٹکڑے ہو گئے ہیں اور آپ کی نگاہیں آسمان کی جانب ہیں۔ یہ دیکھ کر سب نے تعجب و حیرت کا اظہار کیا۔ اس کے بعد آپ ﷺ کو بنی بکر کی ایک عورت کے پاس دودھ پلانے کے لیے بھیج دیا گیا۔ جب عورت نے آپ کو دودھ پلایا تو اس کے یہاں ہر طرف سے خیر و برکت داخل ہوگئی۔ اس کے یہاں کسب معاش کے لیے بکریاں تھیں اللہ تعالیٰ نے ان میں برکت دی اور وہ بہت زیادہ ہوگئیں۔

ابونعیم نے داود بن ابی ہند سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی ولادت ہوئی تو تمام اونچے ٹیلے روشن ہو گئے

---

۱ عیصی راہب کی یہ تمام پیش گوئیاں درست ثابت ہوئیں کہ اس نے انجیل کی بشارتوں کے مطابق یہ تمام باتیں حضرت عبدالمطلب کو بتائی تھیں۔

۲ مفسرین کے تیسرے طبقے سے آپ کا تعلق ہے اور آپ کو مفسرین میں دوسرا درجہ دیا گیا ہے۔ ۳۲۰ھ سال وفات ہے۔

اور جب آپ ﷺ کو زمین پر رکھا گیا تو آپ نے دونوں ہاتھوں سے زمین پر سہارا لیا اور آسمان کی طرف نگاہیں اٹھا کر دیکھنے لگے۔ جب آپ ﷺ پر ہانڈی لوٹی گئی تو وہ پھٹ کر دو ٹکڑے ہوگئی۔

ابن سعد نے عکرمہ سے روایت کی کہ جب رسول اللہ ﷺ دنیا میں تشریف فرما ہوگئے اور آپ پر ہانڈی لوٹی گئی تو اس کے دو ٹکڑے ہوگئے۔ حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ میں نے آپ کی طرف نظر کی تو دیکھا کہ آپ چشم مبارک کھولے آسمان کی طرف نظارہ کناں ہیں۔

ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں عکرمہ سے روایت کی کہ جب نبی کریم ﷺ پیدا ہوئے تو ساری زمین نور سے منور ہوگئی اور ابلیس نے کہا کہ آج کی رات ایک فرزند ایسا پیدا ہوا ہے جو ہمارے کاموں کو خراب کردے گا۔ اس پر اس کے ذریات نے کہا کہ جب تو اس کے پاس جائے تو اس کے فہم و دانش کو متاثر اور خراب کردینا۔ چنانچہ وہ حضور ﷺ کے قریب ہونے ہی والا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل کو بھیجا انہوں نے ٹھوکر رسید کی اور وہ ملک عدن میں جا کر گرا۔

زبیر بن بکار اور ابن عساکر نے معروف بن خربوذ سے روایت کی کہ ابلیس ساتوں آسمانوں میں چلا جایا کرتا تھا مگر جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو تین آسمانوں سے روک دیا گیا پھر وہ چار آسمانوں تک جاتا رہا لیکن جب رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے تو ساتوں آسمانوں سے روک دیا گیا۔ راوی حدیث معروف نے کہا ہے کہ حضور ﷺ پیر کے دن طلوع فجر کے وقت پیدا ہوئے۔

بیہقی 'ابونعیم اور خرائطی الہواتف'' میں اور ابن عساکر نے بہ روایت ابوایوب رضی اللہ عنہ ابویعلی سے روایت کی کہ جب حضور ﷺ کی شب ولادت آئی تو کسریٰ کے محل پر زلزلہ آیا اور اس کے چودہ کنگر گر گئے اور آتش کدہ ایران بجھ گیا جس کی آتش ہزار سال سے زائد سے فروزاں اور مشتعل تھی اور دریائے ساوہ خشک ہوگیا جب صبح ہوئی تو کسریٰ سخت پریشان اور متاثر تھا۔ مگر اس نے اخفائے حال کے لیے صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا اور اس عجیب و غریب واقعہ کے بعد بس اس نے اتنا کیا کہ تاج پہن کر تخت سلطنت پر بیٹھا اور تمام وزراء کو رات کی وہ شدنی کیفیت بتائی۔ اسی اثنا میں ایک شخص خط لے کر آیا جس میں ازخود آتش خانہ کے سرد ہوجانے کی اطلاع تھی۔ اس کے بعد کسریٰ کا فکر دو چند ہوگیا۔ اس کے علاوہ موبذان مجوسی عالم نے کہا کہ یزداں آپ کے ملک و سلطنت کو قائم و دائم رکھے۔ آج رات میں نے ایک خواب دیکھا ہے کہ:

''سخت اونٹوں کو عربی گھوڑے کھینچ رہے ہیں اور دریائے دجلہ کٹ کر اپنے شہروں میں پھیل گیا ہے۔''

کسریٰ نے پوچھا: اے محترم موبذان اس خواب کی تعبیر کیا ہے؟'' اس نے جواب دیا عرب کے کسی گوشے سے کوئی غیر معمولی بات ہونے والی ہے۔

اس کے بعد کسریٰ نے نعمان بن المنذر کو خط لکھا کہ:

میرے پاس کسی ایسے جاننے والے واقف کار کو بھیجو کہ اس سے جو کچھ میں چاہوں دریافت کرسکوں۔'' نعمان نے اس کے پاس عبدالمسیح بن عمرو بن حسان غسانی کو بھیجا جب وہ کسریٰ کے پاس پہنچا تو اس نے پوچھا کیا تم ایک صاحب بصیرت شخص ہو؟ کہ میں تم سے سوال کروں۔''

---

[1] آتش کدہ کا پروہت موبد یا موبداں کہلاتا تھا۔ کسریٰ زردشت مذہب کا پیر تھا۔

عبدالمسیح نے جواب میں کہا: "اے شہنشاہ فارس دریافت کیجئے مجھے معلوم ہوا تو میں بتادوں گا ورنہ اس شخص کی نشاندہی کردوں گا جو اسے جانتا ہوگا۔"

اس کے بعد بادشاہ نے سارا حال بیان کیا جس کو سنکر عبدالمسیح نے کہا "اس بارے میں صحیح علم میرے ماموں کو ہے جو شام میں پہاڑ کی چوٹی پر رہتا ہے اور جس کو سطیح کاہن کہتے ہیں۔"

بادشاہ نے کہا "اچھا اس کے پاس جاؤ اور دریافت کرو" پس عبدالمسیح سفر دراز طے کر کے سطیح کے پاس پہنچا۔ وہ ایک تخت پر پڑا ہوا تھا اور اس کی زندگی کے آخری لمحات تھے۔

عبدالمسیح نے اسے سلام کہا کہ اس نے سلام کی آواز سن کر سر اٹھایا اور کہا کہ عبدالمسیح 'تیز رفتار ناقہ پر سطیح کے پاس اس حال میں آیا ہے کہ وہ مرنے کے قریب ہے۔ ساسانی بادشاہ ان اپنے قصر کے زلزلے آتش کدے کے بجھ جانے 'موبذان کے خواب اور دجلہ کا عرضی پھیلاؤ کے بارے میں معلوم کرنے کے لیے تجھے بھیجا ہے تو (سن لے اور بتادے) جس وقت تلاوت کی کثرت ہوگی اور صاحب عصا کا ظہور ہوگا اور دریائے سادہ خشک اور آتش کدہ بجھ جائے گا تو سطیح کے لئے شام 'شام نہ رہے گا اور بادشاہ مرد اور بادشاہ عورتوں کی حکومت کنگروں کے گرنے کی تعداد کے برابر ہوگی یعنی یکے بعد دیگرے چودہ بادشاہوں کی حکومتیں ہوں گی اور جو کچھ ہونے والا ہے ہو کر رہے گا۔

سطیح یہ بتا کر اسی وقت فوت ہو گیا۔ عبدالمسیح کسریٰ کے پاس واپس آیا اور اسے سارا حال بتایا۔ کسریٰ نے کہا کہ جب تک ہمارے خاندان میں چودہ حکومتیں ہوں گی تو بہت سے امور پیش آئیں گے۔ اس کے بعد چار سال اس کی حکومت رہی[1] اور باقی بادشاہوں نے خلافت فاروقی تک حکومتیں کیں۔

ابن عساکر نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے ہم اس حدیث کو نہیں جانتے بجز مخزوم کی روایت کہ جو وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ ابوایوب بجلی نے اسے منفرد بیان کیا ہے۔ اسی طرح ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں سطیح کاہن کے تذکرے میں بیان کیا ہے اور عبدالمسیح کے تذکرے میں انہوں نے کہا ہے کہ اس کے بعد انہوں نے اس روایت کو اسی طریق سے بیان کیا۔ اور اسے معروف بن خربوذ سے روایت کر کے کہا ہے "جب ولادت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شب آئی۔" اس کے بعد اسی کی مانند روایت بیان کی اور اسی سند سے صاحب "کتاب الصحابہ" نے اور ابن حجر نے "الاصابہ" میں مرسلاً روایت کی ہے۔

خرائطی نے "الہواتف" میں اور ابن عساکر نے عروہ سے روایت کی کہ ایک جماعت قریش جن میں ورقہ بن نوفل 'زید بن عمرو بن نفیل 'عبیداللہ بن جحش اور عثمان بن حویرث تھے۔ ان لوگوں کا ایک مشترکہ بت تھا جس کے پاس یہ جمع ہوتے تھے۔ ایک رات جب یہ اس بت کے پاس گئے تو دیکھا کہ وہ منہ کے بل اوندھا پڑا ہے۔ انہوں نے اس بات کو کوئی اہمیت نہ دی اور بت کو سیدھا کر کے اسکے مقام پر درست کر دیا۔ کچھ دیر گزری ہوگی کہ وہ بت پھر منہ کے بل گر گیا۔ انہوں نے دوبارہ پھر سیدھا کر کے درست کر دیا۔ تیسری مرتبہ پھر اسی طرح گر پڑا۔ اب عثمان نے کہا کہ کوئی خاص بات معلوم ہوتی ہے۔ یہ وہی رات تھی جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی تھی۔ اس وقت

---

[1] ایرانی ملوکیت کا خاتمہ حضرت عمرؓ کے دور میں ہو گیا جب کہ جنگ قادسیہ کے معرکہ میں ایرانیوں نے شکست کھائی اور آخری تاجدار یزدجرد مارا گیا۔

عثمان نے یہ اشعار پڑھے۔

ایا صنم العید الذی صف حولہ صنادیہ وفد من بعید ومن قریب

اے خوشی اور انبساط کے صنم! جس کے طواف کے لیے قریب و بعید سے بڑے بڑے لوگ آتے ہیں۔

تنکس مقلوبا فما ذالک قل لنا اذاک شئی ام تنکس اللعب

تو منہ کے بل اوندھا ہوا تو ہمیں اس کی وجہ بتا۔ کیا یہ کسی خاص بات کی وجہ سے ہے یا یوں ہی تفریح طبع کے طور پر ہے۔

فان کان من ذنب اسأنا فاننا نبوء باقرار و غوی عن الذنب

اور اگر تو ہمارے معاصی سے بیزار ہو کر اوندھا ہے تو ہم اعتراف قصور کرتے ہیں اور معصیت سے اجتناب کا اقرار کرتے ہیں۔

و ان کنت مغلوباً تنکست صاغرا فما انت فی الاوثان بالسید الرب

اور اگر تو مغلوب ہو گیا اور ذلت و رسوائی نے تجھے منہ کے بل گرایا ہے تو جب تو بتوں میں سرداری اور معبود ہونے کے لائق تو نہیں ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ انہوں نے پھر اس بات کو اٹھا کر اس کی جگہ پر قائم کر دیا جب وہ سیدھا ہوا تو بہ حکم خداوندی بت کی جانب سے یہ کہتے سنا گیا۔

تردی لمولود انارت نورہ جمیع فجاج الارض بالشرق و المغرب

میرا گرانا اس مولود کی وجہ سے ہے جس کے نور کے طفیل کرہ زمین کے مشرق و مغرب کے تمام راستے منور اور درخشاں ہو گئے ہیں۔

وخرت لہ الاوثان طرا وازعدت قلوب ملوک الامرض لحرامن الرعب

اور اس مولود کی وجہ سے تمام بت گر پڑے ہیں اور جہاں آباد کے تمام بادشاہوں کے دل اس کے رعب سے لرزہ براندام ہو گئے ہیں۔

ونار جمیع الفرس باخت واظلمت وقدبات شاہ الفرس فی اعظم الکرب

اور فارس کے تمام آتش کدے بجھ کر تاریک ہو گئے ہیں اور فارس کے اعلیٰ مرتبت بادشاہ کو شدید درد و تکلیف کا سامنا ہے۔

وصدت عن الکھان بالغیب جنھا فلا مخبر منھم بحق ولا کذب

اور کاہنوں کے پاس غیبی خبریں لانے والے جنات کو روک دیا گیا ان کے پاس اب سچی خبر ہے نہ جھوٹی۔

فیال قصی ارجعوا عن ضلالکم وھبوا الی الاسلام والمنزل الرجب

تو اے اولاد قصی! تم اپنی راہ ضلالت اور کجروی سے لوٹ کر اسلام کی راہ اور کشادہ منزل کی طرف دوڑ کر پہنچو۔

خرائطی نے بہ طریق ہشام بن عروہ روایت کی انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنی دادی اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ زید بن عمرو بن نفیل اور ورقہ بن نوفل دونوں بتایا کرتے تھے کہ اصحاب فیل کے واقعہ ہلاکت کے بعد ہم دونوں نجاشی شاہ حبشہ کے پاس پہنچے تو اس نے ہم سے کہا:

''اے قریشی بزرگو! مجھے بتاؤ' کیا تم لوگوں میں کوئی ایسا بچہ پیدا ہوا ہے جس کے باپ کو خدا کے نام پر ذبح ہونا تھا پھر قرعہ کے بعد وہ بچ گئے اور ان کے عوض بہت سے اونٹ بطور بت قربان کر دیے گئے۔

ہم نے جواب دیا کہ ''ہاں ایسا ہوا تو ہے۔''

اس نے پوچھا ''وہ (یعنی بچہ کے والد) پھر کہاں ہیں؟''

ہم نے بتایا: ''انہوں نے زہری قبیلہ کی ایک شریف زادی آمنہ سے نکاح کیا اور پھر کچھ ہی دنوں بعد اپنی بیوی کو حاملہ چھوڑ کر فوت ہو گئے۔

اس نے کہا کہ تمہیں معلوم ہے کہ اس عورت کے فرزند پیدا ہوا یا نہیں؟''

ورقہ نے جواب دیا ''اے بادشاہ میں ایک شب کا واقعہ عرض کرتا ہوں کہ ہم اپنے مخصوص بت کے قریب ہی بیٹھے تھے کہ اس کے اندر سے غیبی طور پر سنایا گیا' وہ کہہ رہا تھا۔

ولد النبی فذلت الاملاک ونأی الضلال وادبر الاشراک

اس کے بعد وہ بت سر کے بل گر پڑا' پھر زید نے کہا: ''اے عزت مآب بادشاہ اسی نوعیت کی ایک اطلاع میرے پاس بھی ہے۔ میں اس رات گھر سے نکل کر جبل ابوقبیس پر آیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص آسمان سے اتر رہا ہے۔ اس کے دو سبز بازو ہیں وہ ابوقبیس پر اتر کر ٹھہرا پھر اس نے مکہ کی سمت رخ کیا اور کہا کہ شیطان رسوا ہوا۔ بت پرستی کا بطلان ہو گیا اور الامین آج پیدا ہو گیا پھر اس نے اپنے کپڑے کو پھیلایا جو اس کے ساتھ ہی تھا اور وہ از مشرق تا مغرب محیط ہو گیا اور پھر میں نے ایک ایسا تیز نور دیکھا کہ میں ڈرا کہیں یہ میری بصارت نہ سلب کر لے۔ میں نے جو کچھ مشاہدہ کیا میں اس سے خوفزدہ ہو گیا پھر وہ شخص اپنے بازو پھیلا کر اڑا اور خانہ کعبہ پر اترا اور وہاں سے بھی روشنی اور نور پھیلا جس سے تہامہ کا وسیع علاقہ منور ہو گیا پھر اس نے کہا کہ کرہ ارض پاک ہو گیا اور اس سے تاریکی اور ظلمت دور ہو گئی اور کعبہ میں جس قدر بت تھے اس نے ان کی طرف اشارہ کر کے دیکھا' وہ سب کے سب گر پڑے۔''

نجاشی نے کہا تمہارا بھلا ہو جو کچھ مجھے اس رات در پیش آیا۔ اب اس کو میں تم سے بیان کرتا ہوں۔ اس رات میں جس کا تم ذکر کر رہے تھے' میں محل کے ایک کمرے میں بیٹھا تھا کہ دفعتہً میرے سامنے زمین کی طرف سے ایک سر گردن کے مقام تک ابھرا اور کہا کہ اصحاب فیل پر ہلاکت نازل ہوئی۔ ان کو ابابیل نے ''حِجَارَةٌ مِّنْ سِجِّيْلٍ''[1] سے ہلاک کر دیا۔ اشرم جو مجرم و سرکش تھا مر گیا اور وہ نبی امی جو حرمی اور مکی ہے پیدا ہو گیا۔ پس جس نے اس کی دعوت کو قبول کیا وہ نجات یافتہ ہوا اور جس کو کسی نے انکار کیا وہ سراسر نقصان و زیاں میں ہے۔ اس کے بعد وہ سر غائب ہو گیا۔

پھر دوسرے دن کی صبح ہوئی اور میں نے بات کرنے کی کوشش کی مگر میں نے محسوس کیا کہ ''قوت ناطقہ'' مفقود ہے۔ میں نے کھڑے ہونے کی کوشش کی مگر نہ ہو سکا۔ اس کے بعد میرے پاس گھر والے آئے۔ میں نے ان سے کہا: ''حبش کے باشندوں کو میرے پاس نہ آنے دو۔'' تو انہوں نے لوگوں کو آنے سے روکا۔ اس کے بعد میری قوت گویائی اور قوت رفتار از خود بحال ہو گئے۔

---

[1] اشارہ ہے سورۃ الفیل کی طرف جس میں ابرہہ کا انجام بتایا گیا ہے۔

حضور ﷺ کی بعض طبعی وجسمانی خصوصیات

طبرانی نے اوسط میں اور ابونعیم وخطیب اور ابن عساکر نے بہ روایت مختلف حضرت انس سے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے رب کا مجھ پر جو انعام واکرام ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ میں ختنہ شدہ پیدا ہوا اور میرے ستر کو کسی نہ دیکھا۔ (اس روایت کو ایضاء نے "المختارہ" میں بیان کیا اور صحیح کہا)۔

ابن سعد نے کہا کہ ہمیں یونس بن عطاء نے اور انہیں حکم بن امان نے اور انہیں عکرمہ نے اور انہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی اور انہوں نے اپنے والد حضرت عباس سے روایت کی کہ عبدالمطلب بتاتے تھے کہ حضور ﷺ مختون ومسرور پیدا ہوئے اور اس حالت پر انہوں نے تعجب کیا' اور فرمایا یقیناً میرے اس فرزند کی بڑی شان ہوگی۔

(اس روایت کو بیہقی' ابونعیم اور ابن عساکر نے بھی بیان کیا ہے)۔

ابن عدی اور ابن عساکر نے بہ روایت عطاء ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی ﷺ ناف بریدہ اور مختون پیدا ہوئے۔

ابن عساکر نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت ختنہ شدہ حالت میں ہوئی۔

ابن عساکر نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ ناف بریدہ اور مختون پیدا ہوئے۔ حاکم نے المستدرک میں کہا ہے کہ آنحضرت کا مختون پیدا ہونا احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔

ابن درید نے الوشاح میں کہا کہ ابن کلبی کہتے ہیں کہ ہمیں کعب احبار سے معلوم ہوا ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہم نے اپنی کتاب میں پایا ہے کہ ابوالآباء حضرت آدم مختون پیدا ہوئے پھر ان کی اولاد میں سے بارہ انبیاء کرام ختنہ شدہ پیدا کیے گئے۔ ان میں آخری نبی رسول اللہ ﷺ ہیں۔ وہ انبیاء کرام جن کو بہ حالت مختون پیدا کیا گیا اور جن کی تعداد بارہ بتائی گئی حسب ذیل ہیں۔

حضرت شیث' حضرت ادریس' حضرت نوح' حضرت سام' حضرت لوط' حضرت یوسف' حضرت موسیٰ' حضرت سلیمان' حضرت شعیب' حضرت یحییٰ' حضرت ہود اور حضرت صالح ان سب برگزیدہ انبیاء پر سلام ہو۔

طبرانی نے اوسط میں اور ابونعیم وابن عساکر نے ابی بکرہ سے روایت کی کہ جبریل علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ کی ختنہ اس وقت کی جب انہوں نے حضور ﷺ کے قلب مطہر کی تطہیر کی تھی۔[1]

حضور ﷺ کا گہوارہ میں چاند سے باتیں

بیہقی نے اور صابونی نے المائتین میں اور خطیب وابن عساکر نے اپنی کتب تاریخ میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے تو آپ کی نبوت کی نشانیوں نے آپ کے دین میں داخل ہونے کی دعوت دی تھی میں نے دیکھا کہ آپ گہوارے میں چاند سے باتیں کرتے اور اپنی انگلی سے اس کی طرف اشارہ کرتے اور جس طرف اشارہ فرماتے۔ چاند جھک جاتا تھا۔

---

1. آپ کے مختون پیدا ہونے میں حکمت یہ تھی کہ آپ کی شرمگاہ پر غیر کی نظر نہ پڑے۔

حضور ﷺ نے فرمایا۔ میں چاند سے باتیں کرتا تھا اور چاند مجھ سے باتیں کرتا تھا اور وہ مجھے رونے سے بہلاتا تھا اور اس کے عرش الٰہی کے نیچے سجدہ کرتے وقت میں اس کو تسبیح کرنے کی آواز کو سنا کرتا تھا۔

بیہقی نے کہا کہ اس کی سند میں احمد بن ابراہیم جیلی ہے جو کہ منفرد ہے اور مجہول بھی ہے اور صابونی نے کہا کہ یہ حدیث غریب الاسناد ہے اور تمین معجزات میں حسن ہے۔)

حضور ﷺ کا گہوارہ میں کلام فرمانا

حافظ ابوالفضل ابن حجر شرح بخاری میں فرماتے ہیں کہ سیر واقدی میں ہے کہ حضور ﷺ نے اوائل عمر میں پیدا ہوتے ہی کلام فرمایا اور ابن سبع نے ''الخصائص'' میں بیان کیا کہ آپ کے گہوارے کو فرشتے ہلاتے تھے اور سب سے پہلا کلام جو آپ نے کیا وہ یہ تھا اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا

حضور ﷺ کی ایام رضاعت

ابن اسحاق ابن راہویہ ابویعلیٰ طبرانی بیہقی ابونعیم اور ابن عساکر نے عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب کی سند سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حلیمہ بنت حارث جو رسول اللہ ﷺ کی رضاعی والدہ ہیں۔ انہوں نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ وہ کہتی ہیں میں بنی سعد بن بکر کی عورتوں کے ساتھ مکہ مکرمہ آئی۔ ہم سب عورتیں خشک سالی میں شیر خوارانی کے لئے بچوں کی جستجو کرنے لگیں۔ میں ایک گدھی پر آئی نیز میرے ساتھ ایک بچہ اور ایک اونٹنی بھی تھی اور وہ ایک قطرہ دودھ نہ دیتی تھی اور ہم تمام رات اس بچہ سمیت سونہ سکتے تھے اور میری چھاتی میں اتنا دودھ نہ تھا جس سے بچہ شکم سیر ہوسکتا نہ اونٹنی کے دودھ تھا کہ جس سے مدد لے سکتے۔ ہم مکہ پہنچ گئے اور مجھے یقین ہے کہ خواتین سعدیہ میں سے ہر ایک کو موقع دیا گیا کہ وہ محمد ﷺ کو دودھ پلائے مگر جب اسے پتا چلتا ہے کہ یہ بچہ یتیم ہے تو وہ دودھ پلائی سے انکار کر دیتی۔ حسن اتفاق سے میری ساتھی تمام عورتوں کو بچے مل گئے اور اب میرے لئے سوائے حضور کے کوئی بچہ نہ تھا۔ میں نے اپنے شوہر سے کہا: میں اس بات کو ناپسند کرتی ہوں کہ تمام عورتیں دودھ پلائی کے لئے بچے لے کر لوٹیں اور میرے پاس کوئی بچہ نہ ہو لہٰذا میں جاتی ہوں اور اسی کو لیتی ہوں۔

بہر حال میں گئی اور بلا تردد حضور ﷺ کو لے کر اپنے پڑاؤ پر آ گئی۔ میری چھاتی میں جو کچھ بھی دودھ ہو میں نے بہر طور اپنا پستان حضور ﷺ کے منہ میں دیا اور آپ سیر ہو گئے اور آپ کے رضاعی بھائی نے بھی پیا وہ بھی سیر ہو گئے۔ میرے شوہر نے اونٹنی کا دودھ دوہا اور ہم نے خوب سیر ہو کر پیا اور آرام سے رات بسر ہوئی پھر میرے شوہر نے کہا کہ

۱؎ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے پہلے دودھ پلانے والی خیر عورت ثویبہ ابولہب کی کنیز تھی جس شب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تولد ہوئے تو ثویبہ نے ابولہب کو خوش خبری پہنچائی کہ تمہارے بھائی عبداللہ کے گھر فرزند تولد ہوا ہے۔ ابولہب نے اس مژدہ پر اس کو آزاد کر دیا اور اس نے جا کر حضور کو دودھ پلایا۔ شب دوشنبہ کو ابولہب پر حضور کی ولادت پر خوشی اور مسرت کے باعث عذاب کم ہو جاتا ہے۔ ہر چند کہ وہ کافر تھا اور عذاب شدید میں مبتلا ہے لیکن چونکہ میلاد النبی پر خوش ہوا اور لونڈی کو آزاد کر دیا اس لئے اس پر انعام ہوا۔

''اے حلیمہ میں محسوس کرتا ہوں کہ تم تو بڑے خوش نصیب اور برکت والے صاحبزادے کو حاصل کر لائی ہو۔ کیا تم نے اندازہ نہیں کیا؟۔''

پھر ہمارا چھوٹا سا قافلہ اپنے علاقہ بنو سعد کے قریہ کی طرف واپس ہوا۔ راہ سفر میں میری گدھی تو اتنی تیز رفتار ہوگئی کہ اس نے قافلہ کی تمام سواریوں کو پیچھے چھوڑ دیا جس پر ساتھی عورتوں نے کہا کہ کیا یہ وہی گدھی ہے جس پر آتے میں تم سوار تھیں؟ میں نے کہا کہ ہاں یہ وہی گدھی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اب تو اس گدھی کی بڑی شان ہے۔ اب ہم اپنے قبیلے اور علاقہ میں آ گئے اور ہم اپنے اس علاقہ کو سارے علاقوں سے خشک اور قحط زدہ جانتے تھے مگر اب یہ حال تھا کہ ہماری بکریاں چرنے جاتیں اور شام کو شکم سیر اور دودھ سے لبریز آتیں ہم ان سے دودھ اپنی ضرورت کے مطابق نکال لیتے اور دوسرے لوگوں کی بکریوں کا یہ حال کہ وہ دودھ سے قطعی طور پر خشک، باوجودیکہ دونوں کی چراگاہ ایک تھی وہ اپنے چرواہوں سے کہتے کہ جہاں حلیمہ کی بکریاں چرتی ہیں اس طرف کیوں نہیں چراتے؟ اس کے بعد وہ اپنی بکریوں کو میری بکریوں کے ساتھ ہی رکھتے مگر اس کے باوجود ان کی بکریاں بھوکی رہتیں اور دودھ نہ دیتیں۔ ہم اس خیر و برکت کو محسوس کرتے اور اس کی وجہ بھی جانتے تھے۔ اس طرح دو سال گزر گئے اور حضور ﷺ کی نشوونما دوسرے بچوں کے مقابلے میں زیادہ رہی اور دو سال کی عمر میں آپ کھانے پینے والے لڑکے ہو گئے اور پھر ہم آپ کو آپ کی والدہ ماجدہ کے پاس لائے اور جو خیر و برکت ہم کو حضور ﷺ کی وجہ سے میسر ہوئی تھی اس کے اظہار و بیان میں ہم نے بخل کیا۔

ایک روز آپ ﷺ کی والدہ سے ہم نے کہا: اے بی بی اجازت دو کہ ہم بیٹے کو اپنے ساتھ لے جائیں کیونکہ ہمیں اندیشہ ہے کہ شہر مکہ کی وبا ان پر اثر انداز نہ ہو جائے۔ ہمارا اصرار جاری رہا اور اس کا نتیجہ وہی ہوا جو ہمیں مطلوب تھا اور محترمہ نے حضور ﷺ کو ساتھ واپس لے جانے کی اجازت دیدی۔

شق صدر یا شرح صدر:

ہم حضور ﷺ کو لے کر واپس آ گئے۔ دو یا تین ماہ گزرے ہوں گے کہ ایک روز ہمارے مکان کے پیچھے آپ ﷺ اور رضاعی بھائی بکریوں کے ساتھ تھے کہ دفعتہً آپ ﷺ کا ساتھی برادر رضاعی دوڑتا بھاگتا اور بدحواسی کے عالم میں آیا اس نے کہا:

''قرشی بھائی کے پاس سفید کپڑے پہنے دو آدمی آئے اور انہوں نے لٹا کر ان کا سینہ چاک کر دیا۔ یہ سن کر میں اور حضور ﷺ کے رضاعی والد دوڑ کر پہنچے تو ہم نے حضور ﷺ کو کھڑا ہوا پایا۔ آپ کا رنگ فق تھا۔ آپ کے رضاعی والد نے حضور ﷺ کو سینے سے لگا لیا اور دریافت کیا کہ اے بیٹے تمہارا کیا حال ہے؟

حضور نے فرمایا: ''میرے پاس سفید کپڑے پہنے دو آدمی آئے پھر انہوں نے مجھ کو لٹا کر سینہ چاک کیا اور اس میں سے کوئی چیز نکال کر پھینک دی اور پھر ویسا ہی کر دیا جیسا کہ پہلے تھا۔ ہم حضور ﷺ کو گھر پر لے آئے پھر ان کے رضاعی والد نے کہا کہ اے حلیمہ مجھے تو ڈر ہو گیا ہے کہ محمد ﷺ کو کوئی مصیبت نہ پہنچ جائے لہٰذا میرے خیال میں انہیں ان کے گھر والوں کے پاس پہنچا دینا چاہئے۔''

حضرت حلیمہ کہتی ہیں کہ ہم آپ کو مکہ میں آپ ﷺ کی والدہ کے پاس لے آئے۔ سیدہ آمنہ نے کہا کہ تم انہیں کس وجہ سے لے

آ ئیں۔ باوجودیکہ تم ان کو اپنے پاس رکھنے کی بڑی مشتاق تھیں؟

میں نے جواب دیا کہ ہمیں ان کے تلف ہو جانے یا اور کسی نئی بات کے رونما ہونے کا خوف ہے؟ انہوں نے پوچھا کیا بات ہوئی؟ ٹھیک ٹھیک اور پوری پوری بتاؤ؟ ہم نے ساری صورتحال کہہ سنائی۔ انہوں نے کہا کہ شاید تمہیں اندیشہ لاحق ہوا کہ حضور ﷺ پر شیطان کا اثر ہوا ہے۔ واللہ شیطان کا ہاتھ آپ تک نہیں پہنچ سکتا۔ میرا بیٹا بڑی شان والا ہے۔ وہ بات میں تمہیں بھی بتا دوں جس کی خبر مجھ کو دے دی گئی ہے؟ ہم نے کہا ضرور بیان کیجئے تب انہوں نے کہنا شروع کیا:

''میں اسی بچہ کے لیے حاملہ ہوئی تو دوران حمل کسی طرح کی گرانی اور بدمزگی محسوس نہ کی اور خواب میں دیکھا کہ میرے جسم سے نور برآمد ہوا ہے جس کی ضو سے محلات شام روشن ہو گئے اور آپ ﷺ کی پیدائش ایک نادرہ روزگار ہے اور عجیب شان سے ہوئی ہے آپ ﷺ ہاتھوں پر ٹیک لگائے ہوئے آسمان کی جانب دیکھ رہے تھے۔

بیہقی و ابن عساکر نے محمد بن ذکریا غلابی کی سند کے ساتھ یعقوب بن جعفر بن سلیمان سے انہوں نے علی بن عبداللہ بن عباس سے انہوں نے اپنے والد اور انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی کہ حلیمہ سعدیہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بولنا شروع کیا تو آپ ﷺ کا سب سے پہلا کلام ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا وَسُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلاً'' ط تھا اور جب چلنے پھرنے کی عمر میں آئے تو باہر جاتے مگر بچوں کے ساتھ کھیلنے سے اجتناب فرماتے۔

ایک دن آپ نے مجھ سے پوچھا: اے امی کیا وجہ ہے کہ میں دن بھر (دودھ شریک) بھائی کو موجود نہیں پاتا۔'' میں نے جواب دیا: ''جان من وہ بکریاں چرانے اندھیرے سے جاتے ہیں اور رات کو واپس آتے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا: مجھے ان کے ساتھ کیوں نہیں بھیجا کرتیں۔

اس کے بعد آپ ﷺ بکریاں چرانے کے لیے جانے لگے۔ چنانچہ ایک مرتبہ آدھا دن گزرنے کے بعد میرا لڑکا ضمرہ روتا پیٹتا اور دوڑتا ہوا آیا۔ اس کی پیشانی سے پسینہ ٹپک رہا تھا۔ اس نے پکارا ''اے ابو! اے امی! محمد ﷺ قرشی بھائی کے پاس جلد جاؤ وہ مر جائیں گے۔''

ہم نے پوچھا حضور ﷺ کو کیا ہوا؟ تو اس نے بتایا کہ ہم کھڑے تھے کہ اچانک ایک شخص نظر آیا پھر اس نے محمد ﷺ کو پکڑا اور پہاڑ پر لے گیا۔ میں دیکھ رہا تھا کہ اس نے سینہ چاک کیا پھر میں آپ کو خبر دینے آ گیا ہوں۔

اس کے بعد میں اور اس کے باپ دونوں دوڑے' ہم نے دیکھا کہ حضور ﷺ پہاڑ پر بیٹھے ہیں' نظر اوپر آسمان کی جانب ہے اور تبسم فرما رہے ہیں۔ پھر میں حضور ﷺ پر جھکی اور آپ ﷺ کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ لیا اور کہا میری جان تم پر فدا ہو تمہیں کیا مصیبت پہنچی آپ نے فرمایا اے امی بالکل خیریت ہے۔ اس وقت ہم کھڑے تھے کہ تین اشخاص نمودار ہوئے ایک کے ہاتھ میں چاندی کا آفتابہ دوسرے کے ہاتھ میں سبز زمرد کا طشت برف سے لبریز تھا۔ انہوں نے مجھے پکڑا اور اس پہاڑ کی بلندی پر لے آئے اور مجھے نرمی کے ساتھ سیدھا لٹا دیا۔ پھر میرا سینہ ناف تک چیرا۔ میں ان کو دیکھتا رہا مجھ کو کوئی گھبراہٹ ہوئی نہ درد و تکلیف اس کے بعد انہوں نے اپنا ہاتھ میرے پیٹ میں داخل کیا اور آنتوں کو نکال کر برف سے انہیں غسل دیا اس کے بعد جسم میں اپنے مقام پر رکھ دیا۔ دوسرا شخص جو کھڑا تھا

اس نے پہلے شخص سے کہا کہ اب ہٹ جاؤ حکم خداوندی کی تکمیل ہو چکی۔ پھر وہ شخص میرے قریب آیا اور اپنا ہاتھ ڈال کر میرے دل کو نکالا' شق کیا اور اس کے اندر سے خون آلود گوشت کا سیاہ نقطہ نکال کر پھینک دیا۔ اور کہا ''اے حبیب اللہ یہ آپ کے دل میں شیطان کا حصہ تھا۔'' پھر اسے اس شے سے بھرا جو اس کے پاس تھی اور اس کی جگہ پر رکھ دیا اور نور کی انگشتری سے اس پر مہر لگا دی۔ اس وقت بھی میں اس مہر کی ٹھنڈک اور طراوت اپنے جسم میں محسوس کرتا ہوں اس کے بعد وہ تیسرا شخص جو کھڑا تھا اس نے کہا:

''اب تم ہٹ جاؤ۔'' تم کو خدا نے جو حکم دیا تھا اسے پورا کر لیا اب وہ میرے قریب آیا اور اس نے اپنے ہاتھ کو میرے سینہ کے جوڑ سے ناف تک پھیرا اور کہا کہ آپ کو آپ کی امت کے دس آدمیوں کے ساتھ وزن کرو۔ تو انہوں نے مجھ کو وزن کیا اور میں ان میں ان دس پر وزنی رہا پھر کہا کہ انہیں چھوڑ دو۔ اگر تم ان کو ساری امت کے ساتھ وزن کرو گے تو یقیناً حضور ﷺ سب پر بھاری رہیں گے۔ اس کے بعد انہوں نے مجھے نہایت نرمی کے ساتھ پکڑ کر اٹھایا اور وہ سب مجھ پر جھک پڑے اور میرے سر اور پیشانی کا بوسہ لیا اور کہا

اے اللہ کے حبیب آپ خوف نہ کریں اگر آپ کو ادراک ہوتا کہ اللہ تعالیٰ آپ پر کس درجہ مہربان ہے تو بلاشک آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں۔''

انہوں نے مجھے اس جگہ پر بیٹھا چھوڑ دیا اور خود فضا میں اڑتے اور بلند ہوتے رہے حتیٰ کہ آسمان کی پہنائیوں میں مستور ہو گئے۔

حضرت حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں پھر میں آپ کو اٹھا کر بنی سعد کی بستی میں لے آئی۔ لوگوں نے مشورہ دیا کہ ان کو کاہن کے پاس لے جاؤ تا کہ وہ دیکھ بھال کر کے اس مرض کا علاج وغیرہ کرے۔ حضور ﷺ نے فرمایا جس خیال کے پیش نظر تم یہ مشورہ دے رہے ہو۔ وہ حالت اس میرے واقعہ میں نہیں ہے ہر لحاظ سے ٹھیک ہوں۔ کچھ دوسرے لوگوں نے کہا کہ ان کو ضرور کوئی اذیت پہنچی ہے یا کسی جن کا اثر ہے۔ غرض کہ لوگوں کی رائے میرے کہنے پر غالب رہی اور میں حضور ﷺ کو کاہن کے پاس لے کر پہنچی اور اس سے سارا ماجرا بیان کیا۔ اس نے کہا کہ خاتون آپ خاموش رہیں میں بچہ سے سننا چاہتا ہوں اس لیے کہ یہ اپنے معاملہ سے زیادہ واقف ہے۔''

پھر اس نے کہا کہ اے بچے تم اپنی روداد بیان کرو۔

اس کے بعد حضور نے از اول تا آخر پوری واردات بیان کی جس کو سن کر کاہن اچھلا' کھڑا ہوا اور بہ آواز بلند کہنے لگا:

اے اہل عرب من شر قد اقترب تم اس بچہ کو قتل کر دو اور اس کے ساتھ ہی مجھے بھی قتل کر دو۔ کیونکہ اگر تم نے اس کو زندہ چھوڑا تو یہ تم لوگوں کے فہم و فراست کو رسوا کر دے گا اور تمہارے ادیان کی تکذیب کرے گا اور تم کو ایسے خدا کی طرف بلائے گا جس کو تم نہیں جانتے اور ایسے دین کی دعوت دے گا جس کا تمہیں علم نہیں۔''

حضرت حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں کہ جب میں نے اس کی یہ باتیں سنیں تو میں نے حضور ﷺ کا ہاتھ کاہن کی گرفت سے چھڑا لیا اور کسی قدر پر زور الفاظ میں میں نے کاہن سے کہا کہ تو خاصا پاگل ہے اگر میں جانتی کہ تو ایسی بکواس کرے گا تو میں ہرگز اپنے بچے کو تیرے پاس نہ لاتی تو کسی اور کو اپنے قتل کے لئے بلالے میں ہرگز محمد ﷺ کو قتل نہ ہونے دوں گی۔''

---

[1] حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے شق صدر کا مرحلہ متعدد بار پیش آیا ان مرحلوں میں سب سے پہلے تو حلیمہ سعدیہ کے یہاں ایک اس وقت جبکہ عمر شریف چھ سال تھی اور بروایت صحیحہ شب معراج میں بھی شق صدر واقع ہوا ہے۔

پھر میں حضور ﷺ کو اپنے گھر پر لے آئی اس کے بعد میں آپ ﷺ کو قبیلہ سعد کے گھروں میں لے جاتی اور آپ کے جسم سے مجھ کو مشک کی طرح خوشبو آتی' نیز روزانہ دو شخص گورے رنگ کے آپ کے پاس آسمان سے اترتے اور آپ کے کپڑوں میں غائب ہو جاتے' ظاہر نہ ہوتے جب کچھ لوگ واقف ہوئے تو انہوں نے مشورہ دیا اے بی بی حلیمہ محمد ﷺ کو ان کے دادا کے پاس پہنچا دو اور تم اپنی امانت سے سبکدوش ہو جاؤ۔''

حلیمہ فرماتی ہیں میں نے اس مشورہ پر عمل کرنے کا ارادہ کیا تو میں نے کسی منادی کو پکارتے سنا۔

اے سرزمین مکہ آج تمہیں مبارک ہو آج تم پر نور دین' عزت' حرمت اور کمال بخشا جا رہا ہے جو تمہیں پہلے حاصل تھا مگر اب دوامی حیثیت سے حاصل رہے گا۔ حضرت حلیمہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے یہ سارا ماجرا عبدالمطلب سے بیان کیا تو انہوں نے جواب دیا اے حلیمہ بلاشبہ میرا یہ فرزند بڑی شان والا ہے میری آرزو رہے کہ میں اس کے اس زمانے کو پاؤں جس میں اس کی شان و شوکت کا ظہور ہو۔

بیہقی نے زہری سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ اپنے دادا عبدالمطلب کی آغوش میں تھے تو بنی سعد کی ایک عورت نے آپ کو دودھ پلایا اور وہ عورت حضور ﷺ کو ''سوق عکاظ'' میں لے کر پہنچی ایک کاہن کی نظر آپ پر پڑ گئی اس نے بہ غور دیکھا اور پھر بولا اے عکاظ والو!

اس بچہ کو قتل کر دو کیونکہ یہ ایک انقلاب کا بانی ہوگا۔ حلیمہ نے جب یہ سنا تو پھرتی کے ساتھ کاہن سے دور لے گئیں اور اللہ نے آپ ﷺ کو اس کے شر سے بچا لیا۔

حضور ﷺ حلیمہ کے ہاتھوں پلتے بڑھتے رہے بی بی حلیمہ کی لڑکی شیما آپ کو کھلایا کرتی تھی۔ ایک دن اس رضائی بہن نے آ کر کہا کہ اماں جان میں نے دیکھا چند آدمی اترے اور انہوں نے قریشی بھائی کو پکڑا اور پیٹ پھاڑ ڈالا۔[۱]

حضرت حلیمہ شور و بکا کرتی ہوئی دوڑتی بھاگتی حضور ﷺ کے پاس آئیں۔ آپ ﷺ بیٹھے تھے اور چہرہ کا رنگ فق تھا اور کوئی پاس نہ تھا۔ وہ اب حضور ﷺ کو لے کر سیدہ آمنہ کے پاس آئیں اور کہنے لگیں۔ آپ اپنے بچے کو اپنے ہی پاس رکھئے کیونکہ مجھ کو اس کے بارے میں اندیشہ معلوم ہوتا ہے۔ سیدہ نے فرمایا نہیں' نہیں جس چیز سے تم اندیشہ کرتی ہو وہ میرے بچے پر نہیں ہے۔ ایام حمل میں بہ کثرت اچھی خوابیں میں دیکھتی رہی ہوں اور وہ اس شان سے پیدا ہوا کہ آپ اپنے ہاتھوں پر سہارا لئے اور نظریں آسمان پر جمائے ہوئے تھا۔

پھر عبدالمطلب نے آپ ﷺ کو واپس لے لیا اور اس کے کچھ عرصہ کے بعد آپ کی والدہ محترمہ وفات پا گئیں اور آپ کے لیے صرف دادا کی آغوش تربیت باقی رہ گئی۔

---

[۱] حضرت عبدالحق صاحب محدث دہلوی رقمطراز ہیں کہ روزانہ ایک نور آفتاب کی مانند آپ پر اترتا اور آپ کو ڈھانپ لیتا پھر آپ منجلی ہو جاتے۔ روایات کثیرہ سے یہ بھی ثابت ہے کہ روزانہ دو سفید مرغ آپ کے گریبان میں داخل ہو کر روپوش ہو جاتے تھے لیکن آپ کی طمانیت میں قطعی فرق نہیں آتا تھا نہ آپ گھبراتے تھے اور نہ روتے اور شور کرتے تھے۔

[۱] انہی شیما کا بیان ہے کہ اکثر جنگل میں ایسا ہوتا کہ جب شدت کی گرمی پڑتی تو بادل آپ پر سایہ کر لیتا اور مجھے بھی اس میں پناہ مل جاتی۔

زمانہ خورد سالی میں آپ آتے اور دادا جان کی مسند پر بیٹھ جاتے اور وہ آپ ﷺ کے لیے جگہ دے دیتے۔ جب بڑے ہوئے تو خادم یا لونڈی جو دادا کے ساتھ ہوتی تو کہتی۔ حضور ﷺ دادا کی مسند سے ہٹ جایئے عبدالمطلب اس کی یہ بات سن کر کہتے۔ میرے بیٹے سے کچھ نہ کہو۔ کیونکہ اس کو خیر و بھلائی کا شعور ہے کچھ عرصہ بعد آپ ﷺ کے دادا کا بھی انتقال ہو گیا اور حضرت ابو طالب نے آپ ﷺ کی کفالت اپنے ذمہ لے لی۔

حضور ﷺ کے جوانی کے زمانے میں ابو طالب تجارت کے لئے شام کی طرف روانہ ہوئے تو آپ ﷺ کو بھی ساتھ لیا۔ اثنائے سفر میں جب مقام تیما پر اترے تو ایک یہودی عالم نے حضور ﷺ کو دیکھ کر ابو طالب سے پوچھا: کیا یہ تمہارا فرزند ہے؟'' انہوں نے جواب دیا یہ میرے بھائی کا لڑکا ہے۔ اس نے پوچھا کیا آپ اس پر بہت مہربان ہیں۔ ابو طالب نے جواب دیا ہاں اس نے کہا کہ اگر تم اس کو شام لے گئے تو مجھے اندیشہ ہے کہ یہود اس کو قتل کر دیں گے کیونکہ وہ ان علامات کے حامل شخص کے دشمن ہیں اس کے بعد ابو طالب حضور ﷺ کو لے کر مکہ واپس آ گئے۔

ابویعلیٰ ابونعیم اور ابن عساکر نے شداد بن اوس سے روایت کی کہ بنو عامر کے ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ آپ کے بارے میں حقیقت امر کیا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا میری شان کی ابتدا یہ ہے کہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور اپنے بھائی حضرت عیسیٰ کی بشارت اور اپنی والدہ کا اکلوتا بیٹا ہوں۔ میری پیدائش کے سلسلے میں جب والدہ حاملہ ہوئیں تو طریقہ عام کے مطابق بوجھ محسوس نہیں کیا نہ اپنی سہیلیوں سے اس کی شکایت کیا کرتی تھیں۔ پھر انہوں نے خواب میں دیکھا کہ وہ حمل ایک نور ہے۔ وہ بیان کرتی کہ میں اپنی نگاہوں کو اس نور کے پیچھے دوڑاتی تھی مگر وہ نور میری نگاہ سے آگے بڑھتا رہا یہاں تک مجھ پر زمین کے مشارق و مغارب روشن ہو گئے پھر انہوں نے مجھے تولد کیا اور میں نشو و نما پانے لگا۔ جب میں کچھ بڑا ہوا تو مجھے قریب میں قریش کے جو بت تھے برے معلوم ہونے لگے اور شعر گوئی سے مجھے نفرت ہو گئی۔ اس وقت میں بنی لیث بن بکر میں دودھ پیا کرتا تھا اسی زمانے میں ایک دن میں اپنے گھر سے دور ہم عمر بچوں کے ساتھ صحرا میں تھا کہ یکا یک تین اشخاص نمودار ہوئے ایک کے ہاتھ میں سونے کا طشت برف سے بھرا ہوا تھا۔ انہوں نے میرے ساتھیوں کے درمیان سے مجھے پکڑ لیا۔ پھر ان میں سے ایک شخص نے نرمی کے ساتھ مجھے زمین پر لٹا دیا اس کے بعد سینہ کے جوڑ سے ناف تک چیرا میں اس عمل کو دیکھ رہا تھا اور مجھے کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ اس نے میرے پیٹ سے ہر شے کو باہر نکال کر برف کے پانی سے غسل دیا اس نے جسمانی نظام کو حسب سابق درست کر دیا پھر دوسرے کھڑے ہوئے شخص نے اس سے کہا کہ اب تم ہٹ جاؤ پھر اب اس نے ہاتھ ڈال کر میرے دل کو نکالا میں دیکھ رہا تھا کہ اس نے دل کو چیر کر سیاہ گوشت کے لوتھڑے کو نکال کر پھینک دیا اس کے بعد اس نے دونوں جانب دیکھا جیسے وہ کسی شے کا متلاشی ہو دفعۃً میں نے اس کے ہاتھ میں انگوٹھی دیکھی بڑی چمکدار اور منور اس نے اس کے ذریعہ دل پر مہر کی اور نور سے بھر دیا پھر دل کو اس کے خاص مقام پر رکھ کر بڑی ہی چابکدستی سے سی دیا اس کے بعد تیسرا شخص آگے بڑھا اور اس نے اپنا ہاتھ سینے کے جوڑ سے ناف تک پھیرا تو وہ شگاف بھر کر بے نشان ہو گیا اس کے بعد میرا ہاتھ پکڑ کر بٹھا دیا گیا۔ پھر کہا کہ آپ کا وزن ان

---

[1] واقعہ شرح صدر کے تعدد میں مفسرین میں اختلاف ہے کسی نے دو بار کسی نے تین بار اور بعض نے اس سے بھی زیادہ مرتبہ بتایا ہے۔ بہر حال دو بار پر زیادہ حضرات کا اتفاق ہے یعنی پہلی مرتبہ ایام رضاعت میں اور دوسری بار معراج شریف کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شرح صدر فرمایا گیا۔

کی امت کے دس افراد سے کرو۔ چنانچہ کیا گیا اور میں دسوں پر بھاری رہا۔ پھر کہا کہ 100 آدمیوں کے ساتھ وزن کرو وزن کیا گیا اور میں ان پر بھاری رہا اس نے کہا کہ ایک ہزار افراد کے ساتھ وزن کرو وزن کیا گیا اور میں پھر بھی بھاری رہا۔ اس کے بعد اس نے کہا کہ چھوڑ و اگر تم ساری امت کے ساتھ بھی وزن کرو گے جب بھی آپ ﷺ ہی بھاری رہیں گے۔ پھر انہوں نے مجھ کو اپنے سینہ سے لگایا اور میری آنکھوں کے درمیان بوسہ لیا اور کہا یا حبیب اللہ آپ خوف نہ کریں اگر آپ کو معلوم ہو جاتا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ بھلائی کا کیا ارادہ فرماتا ہے تو یقیناً آپ ﷺ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں۔ پھر میں قبیلہ میں آیا اور ان کو خبر دی کہ قبیلہ کے کچھ لوگوں نے کہا کہ اس بچہ کو یا تو اذیت پہنچی ہے یا جن کا اثر ہوا ہے لہٰذا ان کو کاہن کے پاس لے جاؤ تا کہ وہ مداوا کرے۔ میں نے کہا کہ جس بات کا تم اندیشہ کر رہے ہو وہ نہیں ہے۔ میں تندرست ہوں اور میرا دل درست ہے۔ یہ سن کر میرے رضاعی باپ نے کہا کہ غور کرو یہ کس قدر صحیح بات کہہ رہا ہے اور میری خواہش ہے کہ بیٹے کو کوئی زحمت نہ پہنچے۔ پھر قبیلے کے لوگ مجھے کاہن کے پاس لے گئے اور میرے ساتھ جو کچھ گزرا تھا اس کو بیان کیا۔

کاہن نے ان لوگوں سے کہا کہ ''میں اس بچے کو پیش آمدہ حالات اور قلبی واردات خود اس کی زبانی سننا ضروری سمجھتا ہوں کیونکہ وہ اس کی آپ بیتی کیفیت ہے اور وہ دوسروں سے زیادہ بہتر طور پر جانتا ہے۔''

اس کے بعد میں نے سارا قصہ بیان کیا جب میں اپنی باتیں ختم کر چکا تو کاہن جست کر کے میری طرف آیا اور اپنے سینہ کی طرف مجھ کو کھینچا اور پھر با آواز بلند کہنے لگا:

اے گروہ عرب اے اولاد سعد اس بچہ کو قتل کر دو۔ قسم ہے لات وعزیٰ کی اگر تم نے اس کو زندہ چھوڑ دیا اور تمہاری عمریں اس کے عہد تک رہیں تو یہ ضرور تمہارے دین و مذہب کو بدل دے گا یہ تم کو اور تمہارے اسلاف کو بے وقوف بنائے گا اور ایک ایسا دین لائے گا جو بالکل ہی انجانا غیر عرفی طریقوں پر مشتمل ہوگا۔''

میری رضاعی ماں نے مجھے کاہن کی گرفت سے چھڑایا اور کہنے لگیں تو فاتر العقل معلوم ہوتا ہے کاش میں تیرے پاس نہ آتی۔ وہ مجھے واپس لے آئیں اور پھر مکہ میں مجھے والدہ کے پاس پہنچا گئیں۔

ابو نعیم اس حدیث کے سلسلے میں فرماتے ہیں کہ حضرت آمنہ نے کہا کہ میں نے حمل کا بوجھ محسوس کیا حالانکہ دوسرے آثار میں اس کی نفی ہے ہوسکتا ہے کہ استقرار حمل کے ابتدائی دنوں میں گرانی اور بوجھ محسوس کیا ہو اور استمرار حمل یا بعد ایام میں خفت محسوس کی ہو۔ اور یہ دونوں حالتیں عرف وعادت سے خارج ہیں۔

ابو نعیم نے بریدہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ بنی سعد سے شیر خوارگی کے زمانے میں تھے۔ حضرت آمنہ نے حلیمہ سے کہا کہ میرے بیٹے کا خیال اور نگہداشت کرنا اس لیے کہ میں نے دیکھا ہے کہ آپ۔ میرے بطن سے شہاب کے مانند برآمد ہوئے جس سے ساری فضا روشن ہوگئی یہاں تک کہ میں نے شام کے محلات دیکھے۔

پر جس دن آپ کا شق صدر کا معاملہ پیش آیا تو آپ کو حلیمہ کاہن کے پاس لے گئیں اور لوگ کاہن سے حضور کے بارے میں دریافت کرنے لگے تو اس نے حضور ﷺ کو دیکھا اور قمیص پکڑ کر کہنے لگا:

اے لوگو! اسے قتل کردو۔" حلیمہ کہتی ہیں کہ میں جلدی سے گئی اور حضور ﷺ کو باہوں میں لے لیا اور ہمارے ساتھ جو لوگ گئے تھے وہ کاہن سے جھگڑتے رہے اور حضور ﷺ کو لے کر واپس آ گئے۔

ابن سعد ابونعیم اور ابن عساکر نے یحییٰ بن یزید سعدی سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ بنی سعد بن بکر کی دس عورتیں دودھ پلائی کے لئے بچے لینے آئیں تو سب عورتوں کو بچے مل گئے صرف حلیمہ کو بچہ نہ ملا ان کے پیش نظر اب صرف رسول اللہ ﷺ ہی تھے وہ سوچتی تھیں کہ اگر میں اس بچہ کو لے لوں تو وہ بے باپ کا ہے اور اس کی ماں بیچاری مجھ کو کیا صلہ دے گی۔ حلیمہ کے شوہر نے کہا کہ تم اس بچہ کو لے لو شاید اللہ تعالیٰ ہمیں اس میں برکت دے۔ تو انہوں نے حضور ﷺ کو لے لیا اور اپنی چھاتی آپ کے منہ میں دی جس سے آپ نے اور آپ کے رضاعی بھائی نے دودھ پیا حالانکہ اس سے پہلے آپ ﷺ کے رضاعی بھائی دودھ کی کمی کی وجہ سے سوتے تک نہ تھے۔

حضرت آمنہ نے کہا کہ اے حلیمہ اس بچہ کے بارے میں اطمینان رکھ یہ برکتیں اور سعادتیں ساتھ لانے والا ہوگا۔ نیز جو واقعات دیکھ چکی تھیں اور جو کچھ آپ کی ولادت کے سلسلے میں کہا گیا تھا ان کو بیان کیا اور یہ بھی بتایا کہ مجھ سے تین راتوں سے کہا جا رہا ہے کہ اپنے فرزند کو بنو سعد بن بکر کے ابوذویب کی اولاد سے دودھ پلوانا[1]

حلیمہ نے کہا: میرے ہی باپ کا نام ابوذویب ہے؟" پھر وہ گدھی پر اور ان کے شوہر اونٹنی پر سوار ہوا اور دونوں وادی سرور میں اپنے ہمراہیوں میں آئے۔ وہ لوگ تفریح میں مشغول تھے کہ یہ دونوں پہنچ گئے۔ عورتوں نے پوچھا حلیمہ: کیا تجھ کو کوئی بچہ ملا ہے؟ انہوں نے کہا کہ میں نے ایسی خیر و برکت والا بچہ لیا ہے جو فقید المثال ہے ہم ابھی پڑاؤ ہی پر تھے کہ میں نے دیکھا کچھ عورتیں حسد کرنے لگی ہیں۔

ابونعیم نے واحدی کی سند سے روایت کی ہے کہ مجھ سے عبدالصمد بن محمد سعدی نے بیان کیا کہ مجھ سے حلیمہ سعدیہ کے پڑوسی اور ساتھی چرواہوں نے بیان کیا کہ وہ حلیمہ کی بکریوں کو اس طور پر چرتے دیکھتے کہ وہ سر نہ اٹھاتیں اور ہماری بکریاں بیٹھی رہا کرتیں اور خشک ڈاب تک نہ پاتیں جس سے وہ پیٹ بھر لیں۔

عبدالصمد کہتے ہیں کہ آپ ﷺ حلیمہ کی رضاعت میں دو سال رہے پھر دودھ چھوٹ گیا اس وقت آپ ﷺ کی جسامت سے دوگنی عمر کا اندازہ ہوتا۔ اسی زمانے میں وہ آپ ﷺ کو والدہ کے پاس ملانے کے لیے مکہ لے گئیں۔ اثنا راہ میں جب وہ وادی صدر میں پہنچیں تو حبشہ کے کچھ لوگ مل گئے اور حلیمہ ان کی ہم سفر ہو گئیں۔ ان لوگوں نے خاص توجہ سے حضور ﷺ کو دیکھا' حالات پوچھے شانوں کے درمیان مہر نبوت اور آنکھوں میں سرخ ذوروں کو دیکھ کر حلیمہ سے پوچھا کہ ان کی آنکھوں میں کچھ تکلیف ہے؟ انہوں نے جواب دیا نہیں۔ ان کی آنکھوں میں یہ ڈورے اور یہ کیفیت قدرتی اور دائمی ہے یہ جواب سن کر انہوں نے کہا کہ یقیناً یہ بچہ نبی ہوگا پھر انہوں نے مکہ پہنچ کر آپ ﷺ کو والدہ سے ملایا اور پھر واپس لے آئیں۔

ایک دن ذی المجاز کی طرف ان کا گزر ہوا وہاں ایک عراق تھا جس کے پاس لوگ بچوں کو دکھانے کے لیے لاتے تھے جب اس عراف نے آپ ﷺ کی چشمان مبارک کی سرخی اور مہر نبوت کو دیکھا تو چیخ پڑا اور کہنے لگا۔ اے عرب کے لوگو! اس بچہ کو قتل کر دو یہ

---

[1] حضرت علامہ جلال الدین سیوطی صاحب خصائص کبریٰ کا یہ اسلوب و انداز ہے کہ ایک واقعہ کے ضمن میں آپ کو جس قدر روایات یا اخبار و احادیث ملتی ہیں خواہ اس کے طرق متعدد ہوں آپ سب کے سب بیان کرتے ہیں چنانچہ رضاعت کے سلسلہ میں آپ نے تمام روایات کو جمع کر دیا ہے۔

تمہارے دین والوں کو قتل کرے گا۔ تمہارے بتوں کو توڑ دے گا اور اس کے عقائد تم سب کو ماننے پڑیں گے۔ اس کی چیخ و پکار سن کر حلیمہ فوراً ہی آپ کو وہاں سے کہیں دور لے گئیں۔

ان حالات کے پیش نظر وہ حضور ﷺ کو کسی کے روبرو لانے سے پرہیز کرنے لگی تھیں۔ ایک مرتبہ ان کے قبیلہ میں اتفاقاً عراف آ کر ٹھہرا۔ قبیلہ کے لوگ بچوں کو اس کے پاس لے گئے۔ مگر حلیمہ نے حضور ﷺ کو لے جانے سے انکار کیا۔ ایک روز آپ ﷺ جھگی سے باہر تھے کہ عراف کی نظر پڑ گئی۔ اس نے آپ کو بلایا مگر آپ ﷺ نہ گئے اور اندر حلیمہ کے پاس آ گئے۔ عراف نے دیکھنے اور ملنے کی خواہش کی مگر حلیمہ نے انکار کر دیا۔ عراف نے بتایا مجھ کو اس بچہ میں نبوت کی علامات نظر آ رہی تھیں۔

ابن سعد اور حسن بن طرح نے "کتاب الشعراء" میں زید بن اسلم سے روایت کی کہ حلیمہ سعدیہ نے جب حضور ﷺ کو رضاعت میں لے لیا تو حضور ﷺ کی والدہ نے ان سے کہا کہ تمہیں معلوم ہے کہ تم نے کس قدر عالی شان بچہ کو لیا ہے؟ واللہ جب یہ حمل میں آیا تو مجھ پر کوئی بھی کیفیت حمل کی طاری نہ ہوئی۔ ایک روز کسی آنے والے نے بتایا تم جلد ہی ایک فرزند پیدا کرو گی۔ وہ سید العالمین ہے۔ اس کا نام تم احمد رکھنا پھر جب آپ ﷺ پیدا ہوئے تو آپ نے دونوں ہاتھوں پر ٹیک لگا کر آسمان کی طرف نگاہیں اٹھا دیں۔

اس کے بعد آپ ﷺ کو حلیمہ اپنے شوہر کی قیام گاہ پر لے کر آئیں۔ سارے حالات بیان کئے تو وہ خوش ہوئے پھر ہم اپنے علاقہ کی طرف لوٹنے کے خیال سے گدھوں اور اونٹوں کی طرف آئے تو ہماری اونٹنی میں دودھ اتر آیا تھا تو ہم اس سے صبح و شام دودھ نکالا کرتے اور حضرت حلیمہ کا کہنا ہے کہ پہلے میرا بچہ دودھ کم ہونے کی وجہ سے رات میں مجھے سونے نہ دیتا مگر حضور ﷺ کے دودھ میں شریک ہونے کے بعد وہ اور حضور ﷺ دونوں خوب سیر ہو جاتے میرا خیال ہے کہ اگر ان دونوں کے علاوہ ایک تیسرا بچہ اور ہوتا تو وہ بھی میرے دودھ پر پل جاتا۔

بنی ہذیل میں ایک عراف تھا۔ حلیمہ اس کے پاس گئیں جب اس نے آپ ﷺ کو دیکھا تو بلند آواز سے کہنے لگا:

اے عربو! اس بچہ کو قتل کر دو۔ ورنہ یہ تمہارے تمام ہم عقیدہ لوگوں سے جہاد کرے گا۔ اصنام کو توڑے گا اور اس کی جماعت غالب ہو جائیگی اس کے بعد حلیمہ نہ رکیں اور حضور ﷺ کو لے کر چلی آئیں۔

ابن سعد اور ابن طراح نے عیسیٰ بن عبداللہ بن مالک سے روایت کی کہ شیخ الہندلی بنی ہذیل اوان کے بڑے بت[۱] کے آگے فریاد کرتا اور کہتا تھا کہ یہ بچہ آسمان سے کسی بات کے نازل ہونے کا انتظار کر رہا ہے اور اس طرح وہ حضور ﷺ کی طرف سے لوگوں کو بدگمان کرتا اور آپ کے پیامبرانہ مستقبل سے ان کو ڈراتا مگر کچھ زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ یہ شیخ الہندلی دماغی توازن کھو بیٹھا' پاگل اور فاتر العقل ہو کر بہ حالت کفر مر گیا۔

ابن سعد اور ابن طراح نے اسحاق بن عبداللہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کی والدہ نے جب آپ ﷺ کو حلیمہ سعدیہ کے سپرد فرمایا تو ان سے کہا کہ میرے بچے کی حفاظت کرنا' اور گزشتہ حالات بہ تفصیل تمام و کمال ان سے بیان کر دیے تھے۔

حلیمہ سعدیہ بچے کو لے کر جب اپنے قبیلے کی طرف واپس ہوئیں تو ان کا گزر یہود کی بستیوں کے قریب سے ہوا پس یہودیوں سے کہا

---

[۱] عہد جاہلیت میں اکثر قبیلوں نے اپنے اپنے بت بنا کر مخصوص کر لئے تھے۔ لات' ہبل' یغوث' عزیٰ اور منات قبائل عرب کے مشہور بت تھے۔

کہ مجھے میرے اس نومولود بچے کے بارے میں بتاؤ اور حضرت آمنہ کی زبانی سنے ہوئے حالات اپنی ذات کی طرف منسوب کر کے بیان کر دیئے۔ واقعات کو سننے کے بعد یہودی آپ ﷺ کو قتل کرنے کا منصوبہ تیار کرنا چاہتے تھے کہ ان کو کچھ خیال آیا اور انہوں نے سوال کیا تمہارے اس بچے کا باپ فوت ہو چکا ہے؟''

حلیمہ نے کہا کہ نہیں وہ ہے اس کا باپ اور میں اس کی ماں ہوں۔ حلیمہ کا یہ جواب سن کر انہوں نے کہا کہ اگر یہ بچہ یتیم ہوتا تو ہم اسے ضرور قتل کر دیتے۔

ابن سعد ابو نعیم ابن طراح اور ابن عساکر عطاء بن ابی رباح کی سند کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حلیمہ سعدیہ حضور ﷺ اپنی رضاعی بہن شیما کے ساتھ دوپہر کو چراگاہ چلے گئے۔ حلیمہ تلاش میں نکلیں اور انہوں نے حضور ﷺ کو رضاعی بہن کے ساتھ موجود پایا انہوں نے شیما سے کہا کہ ان کو ایسی گرمی میں لے کر یہاں آ گئی۔ شیما نے جواب دیا امی جان بھائی کو گرمی نہیں لگتی۔ میں نے دیکھا ہے کہ ابر کا ایک ٹکڑا آپ ﷺ پر سایہ کئے رہتا ہے اور جب آپ ٹھہرتے ہیں تو وہ ابر بھی رک جاتا ہے اور جب آپ چلنے لگتے ہیں تو وہ بھی آگے بڑھنے لگتا ہے اسی کے سایے میں اس وقت بھی وہ یہاں تک آئے ہیں۔

حلیمہ نے کہا کہ: ''اے بیٹی! کیا تو سچ کہہ رہی ہے؟ اس نے جواب دیا ''ہاں میں سچ کہہ رہی ہوں۔''

ابن سعد نے زہری سے روایت کی کہ بنی ہوازن[1] کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ اس میں حضور ﷺ کے رضاعی چچا ابوزردان بھی تھے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں نے آپ کو دودھ پیتا بھی دیکھا ہے اور میں نے آپ ﷺ سے بہتر کسی دودھ پیتے بچے کو نہیں دیکھا۔ پھر میں نے آپ کو جوان دیکھا اور کسی جوان کو بھی میں نے آپ سے بہتر نہیں دیکھا۔ اس میں شبہ نہیں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ میں تمام خوبیاں جمع کر دی ہیں۔ بلاشبہ آپ ﷺ کا دنیا سے پردہ فرمانا بھی ایک بہتر فال ہی میں ہوگا۔

حلیمہ سعدیہ کی پراثر و پُرکیف لوری

ابن طراح کہتے ہیں کہ میں نے ابوعبداللہ محمد بن معلی ازدی کی کتاب الترقیص میں دیکھا ہے کہ حلیمہ سعدیہ کا وہ شعر جس کو گنگنا کر وہ حضور ﷺ کو بلایا کرتی تھیں۔ یہ ہے۔

یا رب اذا اعطیتہ فابقہ   واعلہ الی العلاء وارقہ

وادحض اباطیل العدی بحقہ

یعنی اے پروردگار کائنات جب تو نے مجھ کو حضور ﷺ جیسا بچہ عطا فرمایا دیا ہے تو براہ کرم اس عطیہ کو دوام و بقا بھی عطا فرما اور آپ کے درجات و مقامات (اعلیٰ میں مزید) ترقی فرما کر بلندیوں کی انتہائی منزل پر فائز کر دے۔ اور دشمنوں کے کید (سازش اور معاندانہ رویہ) کو آپ کی سچائی راست بازی اور حق کی تاثیر سے بے اثر یعنی اور باطل بنا دے۔ ابن سبع نے الخصائص میں ذکر کیا کہ حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں کہ میں حضور کو اپنی داہنی چھاتی پیش کرتی اور آپ اس سے دودھ پیا کرتے' پھر بائیں چھاتی پیش کرتی تو آپ نہ لیتے اور یہ

---

1. بنی ہوازن عرب کا مشہور قبیلہ تھا۔ 8 ہجری میں مشرف بہ اسلام ہوا۔

بات اس عدل وانصاف کی وجہ سے تھی کہ رضاعت میں ایک شریک اور بھی تھا۔

مہر نبوت کا بیان [1]

بخاری ومسلم نے سائب بن یزید سے روایت کی کہ میں رسول اللہ ﷺ کی پشت کی جانب کھڑا ہوا تو میں نے آپ کے دونوں شانوں کے درمیان چکور کے انڈے کی مانند مہر نبوت کو دیکھا۔

مسلم وبیہقی نے جابر بن سمرہ سے روایت کی کہ میں نے حضور ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان کبوتر کے انڈے کی مانند مہر نبوت کو دیکھا اس کا رنگ آپ کے جسم اقدس کے مشابہ تھا۔ ترمذی نے اس روایت کو کبوتر کے انڈے کی مانند سرخ غدہ کے الفاظ سے بیان کیا ہے۔ مسلم نے عبداللہ بن سرجس سے روایت کی کہ میں نے حضور ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت پر نظر ڈالی تو اسے بائیں شانے کی ہڈی کی چپنی پر ہتھیلی کی برابر ابھری ہوئی مسوں کے مانند دیکھا۔

امام احمد وبیہقی نے قرۃ سے روایت کی کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا مجھ کو مہر نبوت کی زیارت کرائیں گے؟ فرمایا تم اپنا ہاتھ داخل کر کے دیکھ لو تو میں نے اسے شانے کی چپنی ہڈی کے اوپر انڈے کی مانند دیکھا۔

امام احمد ابن سعد اور بیہقی نے متعدد سندوں کے ساتھ ابو رمثہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں اپنے والد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا تو میری نظر آپ کے دونوں شانوں کے درمیان ایک مسلّہ نما چیز پڑی اور ابن سعد کی روایت میں سیب نما آیا ہے اور امام احمد کی روایت میں کبوتر کے انڈے کی مانند آیا ہے۔

بخاری نے اپنی تاریخ میں اور بیہقی نے ابو سعید سے روایت کی کہ وہ مہر نبوت جو رسول اللہ ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان تھی وہ ایک ابھرا ہوا گوشت تھا۔ ترمذی نے ان الفاظ میں روایت کی ہے کہ

حضور ﷺ کی پشت مبارک پر گوشت کا ایک ابھار تھا اور امام احمد نے ان الفاظ سے روایت کی کہ دونوں شانوں کے درمیان بلند گوشت تھا۔''

بیہقی نے سلمان فارسی سے روایت کی کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور ﷺ نے اپنی چادر اٹھا دی اور فرمایا اسے دیکھ لو جس کی بابت تم سے کہا گیا ہے تو میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان کبوتر کے انڈے کی مانند مہر نبوت ہے۔

امام احمد وبیہقی نے ہرقل کے قاصد تنوخی سے روایت کی۔ اس نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا اے تنوخ کے بھائی جس بات کا تجھ کو حکم دیا گیا ہے تو اس کے بجا آوری کر تو میں حضور ﷺ کی پشت کی جانب آیا تو میں نے شانے کے

---

[1] مہر نبوت کے بارے میں جمہور کا اتفاق ہے اور ہر ایک نے اس کا اقرار کیا ہے۔ اگر فرق ہے تو صرف اتنا کہ مہر نبوت کس جگہ تھی۔ اس میں مورخین نے اختلاف کیا ہے نیز مہر نبوت کی ہیئت اور جسامت میں بھی مورخین اور سیرت نگار حضرات کے یہاں اختلاف آرا موجود ہے۔ حضرت محدث دہلوی فرماتے ہیں۔ بین کتفیہ یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دونوں شانوں کے بین وسط میں مہر نبوت تھی۔ مہر نبوت ابھری ہوئی صاف اور نورانی تھی۔

غضروف[1] پر ولدار پچھنے لگی ہوئی جگہ کی مانند مہر نبوت کو دیکھا ہشام کہتے ہیں کہ راوی کا مطلب یہ ہے کہ جسم پر بند سنگھی کے استعمال سے ابھری ہوئی شکل بن جاتی ہے۔اس طرح مہر نبوت ابھری ہوئی تھی۔

ترمذی و بیہقی نے حضرت علی سے روایت کی ہے کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ کے اوصاف کا ذکر فرماتے ہوئے کہا کہ''آپ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی اور ترمذی نے حضرت ابوموسیٰ اشعری سے روایت کی کہ مہر نبوت حضور کے شانے کے نچلے حصہ کے غضروف میں سیب کی مانند تھی۔

امام احمد و ترمذی و حاکم نے روایت کی اور حاکم نے اسے حدیث صحیح کہا اور ابویعلیٰ و طبرانی نے علباء بن احمر کی سند کے ساتھ ابوزید سے روایت کی کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے قریب آؤ اور پشت پر ہاتھ پھیرو۔تو میں پاس آیا اور آپ کی پشت پر ہاتھ پھیرا اور انگلیوں کو مہر نبوت پر رکھ دیا لوگوں نے دریافت کیا کہ مہر نبوت کیسی تھی؟ تو انہوں نے بتایا کہ حضور ﷺ کے شانے کے پاس بہت سے بالوں کا گچھا تھا۔

بیہقی نے حضرت سلیمان فارسی سے روایت کی کہ حضرت رسول اللہ ﷺ کے داہنے شانے کے غضروف[2] کے پاس انڈے کے مانند مہر نبوت تھی اور اس کا رنگ وہی تھا جو سارے جسم کا رنگ تھا۔

ابن عساکر نے جابر بن عبداللہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ حضور ﷺ نے مجھے اپنی سواری پہ اپنے پیچھے بٹھالیا تو میں نے اپنے چہرے کو مہر نبوت پر رکھ دیا۔جس کی مشک جیسی خوشبو سے میں محظوظ ہوا۔

طبرانی اور ابن عساکر نے ابوزید بن اخطب سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی پشت مبارک پر مہر نبوت کو دیکھا جو پچھنے لگے ابھرے گوشت کی طرح تھی اور ایک روایت میں ہے کہ گویا انسان نے اپنے ناخن سے اس پر پالش کی ہے گویا مہر لگائی ہے۔

ابن عساکر اور حاکم نے'' تاریخ نیشاپور'' میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کہ حضور ﷺ کی پشت مبارک پر بادام کے مثل مہر نبوت تھی۔اس کی سطح گوشت پر تحریر تھا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔

ابونعیم نے حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آپ کے دونوں شانوں کے درمیان بیضہ کبوتر کے مانند اُبھار تھا۔باطنی سطح پر''اَللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' لکھا ہوا تھا اور اُس کے ظاہر پر لکھا تھا''توجہ حَیْثُ شِئْتَ فَاِنَّکَ الْمَنْصُوْرُ''

طبرانی و ابونعیم نے''المعرفہ'' میں عباد بن عمرو سے روایت کی کہ مہر نبوت بائیں شانے کے کنارے پر تھی۔گویا کسی گوسفند کا کاسہ زانو تھا اور رسول اللہ ﷺ (بوجہ حیاء) مہر نبوت دکھانے کو پسند نہ فرماتے تھے۔

ابن ابی خیثمہ نے اپنی تاریخ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ سیاہ مسہ کی مانند مہر نبوت تھی جس میں زردی کی جھلک تھی اور اس کے گرد گھنے بال تھے جیسے کہ گھوڑے کی ایال۔[3]

---

[1] ''غضروف'' نرم ہڈی جس کو چبایا جاسکے۔ [2] غضروف گوشت کے اس حصے کو کہتے ہیں کہ جس کے نیچے پتلی ہڈی ہوتی ہے۔

[3] گھوڑے کی ایال۔اس طرح مختلف روایتیں بیان کی گئیں ہیں۔

علمائے کرام اس سلسلہ میں کہ مہر نبوت کی ہیئت و مقام وغیرہ میں راویوں کا اختلاف ہے فرماتے ہیں کہ اس اختلاف کو بنظر غائر اگر دیکھا جائے تو مابین اختلاف کوئی بنیادی فرق موجود نہیں ہے۔ مختلف روایتوں میں صرف تشبیہات یا امثال کا فرق ہے۔ ایک راوی نے اس کو بیضہ کبک سے تشبیہ دی۔ ایک نے ایسے گوشت سے جس کو گودا گیا یا چھیلا گیا ہے۔ مشابہہ بتایا تیسرے راوی نے بیضہ کبوتر سے مشابہ اس کو ٹھہرایا۔ کسی نے سیب سے تشبیہ دی اور کسی نے دل دار گوشت کے ابھار کو اس کا ہمشکل بتایا۔ بالوں کا اظہار بھی چونکہ ساتھ ساتھ مقصود تھا لہٰذا میش کے کاسہ زانو سے تشبیہ دی گئی۔ بایں ہمہ اختلافات روایات وتمثیلات وتشابیہ کا مقصد صرف ایک ہے لوگوں کے ذہن میں مہر نبوت کا تصور پیدا کر دیا جائے تا کہ لوگ شبیہہ سے اس کا اندازہ اور قیاس کر لیں اور اس کی ہیئت کے تصور سے محروم نہ رہیں۔

امام قرطبی ''المفہم'' میں فرماتے ہیں کہ احادیث ثابتہ اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ مہر نبوت سرکار دو عالم ﷺ کے بائیں شانہ مبارک کے نیچے سرخ رنگ کی ایک ابھری ہوئی چیز تھی جن راویوں نے اس کی ہیئت کا چھوٹا پن ظاہر کیا تو انہوں نے اس کو بیضہ کبوتر سے مشابہہ ہونا بیان کیا اور جس راوی نے اس کی جسامت کی بزرگی بیان کی ہے تو اس کو مٹھی کی جسامت کا سہارا لینا پڑا اور مٹھی کو اس کا مشبہ بہ قرار دیا۔

سہیلی فرماتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ مہر نبوت حضور ﷺ کے بائیں شانے کی نرم ہڈی کے پاس تھی کیونکہ آپ وسوسہ شیطان سے محفوظ تھے اور یہ جگہ شیطان کے داخل ہونے کی تھی علما کا اس میں اختلاف ہے کہ مہر نبوت آپ کی پیدائش کے وقت موجود تھی یا بعد ولادت دیکھی گئی۔

قائلین نے دوسرے قول کے ساتھ تمسک کیا۔ اس کا استدلال اس حدیث سے ہے جو رضاعت کے باب میں شداد بن اوس سے مروی ہے اور یہ بھی وارد ہوا ہے کہ مہر نبوت وفات کے وقت اٹھالی گئی جس کا ذکر بیان وفات میں ہم کریں گے۔

حاکم نے ''المستدرک'' میں وہب بن منبہ سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اس شان کے ساتھ مبعوث فرمایا کہ ان کے داہنے ہاتھ میں مہر نبوت ہوتی تھی بجز ہمارے نبی ﷺ کے کیونکہ آپ کی مہر نبوت آپ کے دونوں شانوں کے درمیان تھی۔

معجزہ چشم ہائے مبارک

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی O سورۃ النجم رکوع 1 آیت 17 — آپ کی نگاہ نہ تو ہٹی اور نہ بڑھی

ابن عدی' بیہقی اور ابن عساکر نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ تاریکی میں اس طرح دیکھتے جس طرح تمام لوگ روشنی اور نور میں دیکھتے ہیں۔

بخاری ومسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تمہارا خیال ہے کہ میں بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ اندھیری اور سیاہ رات میں اسی طرح دیکھتے جیسے روشنی میں دیکھا جاتا ہے۔

صرف سامنے ہی دیکھتا ہوں؟ خدا کی قسم تمہارے رکوع اور سجدے مجھ سے مخفی نہیں ہیں' بلاشبہ میں پس پشت سے تم کو دیکھتا ہوں۔

مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! میں تمہارا امام ہوں، تم مجھ سے پہلے رکوع اور سجدوں میں سبقت نہ کرو۔ بلاشبہ میں آگے اور پیچھے دونوں جانب سے دیکھتا ہوں۔

عبدالرزاق نے اپنی جامع میں اور حاکم و بیہقی نے ابوہریرہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک میں اپنی پشت کی جانب سے ایسا ہی دیکھتا ہوں جیسا کہ سامنے دیکھتا ہوں۔

ابونعیم نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اپنی پشت کی جانب سے بھی تم کو دیکھتا ہوں۔

حمیدی نے اپنی سند میں اور ابن منذر نے اپنی تفسیر میں اور بیہقی نے مجاہد سے آیت کریمہ اَلَّذِیْنَ یَرٰاکَ حِیْنَ تَقُوْمُ وَ تَقَلُّبَکَ فِی السّٰجِدِیْنَ کی تفسیر میں بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پیچھے کی صفوں کو ایسے ہی دیکھتے جیسے اپنے سامنے کی طرف دیکھتے تھے۔

علمائے کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ ہمہ جہتی بصارت دراصل ایک حقیقی مشاہدہ کی صلاحیت تھی جو بطور معجزہ آپ کو ودیعت فرمادی گئی تھی۔ اہل سنت و جماعت کا اس پر اجماع ہے کہ مشاہدہ کے لئے باعتبار روایت، مقابل ہونا ناگزیر اور لازمی نہیں ہے۔ اس نکتہ سے علماء کرام نے اس پر بھی اتفاق کیا ہے کہ آخرت میں روایت الٰہی وقوع پذیر ہوگی اور روایت الٰہی محال و ناممکن نہیں ہے۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چشم پشت سے مشاہدہ کرتے تھے جو اہل جہاں کی نظروں سے پنہاں تھی۔ ایک دوسرا قول یہ ہے کہ آپ کے دونوں شانوں کے درمیان دو آنکھیں سوئی کے ناکہ کے مانند تھیں اور ان کے عمل دید میں کوئی کپڑا مانع تھا نہ کوئی دوسری شے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دہن اور لعاب دہن کا اعجاز

امام احمد و ابن ماجہ، بیہقی و ابونعیم نے حضرت وائل بن حجر سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ڈول میں پانی لایا گیا۔ آپ نے اس کا پانی پیا پھر کنویں میں کلی فرمادی جس کے بعد کنویں سے مشک جیسی خوشبو آنے لگی۔[1]

ابونعیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے گھر کے کنویں میں دہن مبارک کا لعاب ڈال دیا جب سے مدینہ طیبہ میں اس کنویں سے زیادہ شیریں پانی کسی جگہ کا نہ تھا۔

بیہقی و ابونعیم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باندی رزینہ سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم عاشورہ مکہ کے شیرخوار بچوں کو اور سیدہ فاطمہ کے شیرخوار بچوں کو بلایا اور ان کے دہنوں میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور ان کی ماؤں سے فرمایا: رات تک انہیں دودھ نہ پلانا گویا ان کو رات تک دودھ کی ضرورت نہ ہوگی۔

طبرانی نے عمیرہ بنت مسعود سے روایت کی کہ وہ خود اور ان کی بہنیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیعت کے لئے حاضر ہوئیں اور ہم

---

[1] اسی طرح مشہور روایت ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے مکان میں جو کنواں واقع تھا اس میں ایک روز ان کی استدعا پر لعاب دہن ڈال دیا۔ اس روز سے اس کے پانی کا یہ عالم ہوا کہ مدینہ منورہ میں اس سے زیادہ شیریں پانی کسی کنویں کا نہیں تھا۔

پانچ بہنیں تھیں تو انہوں نے حضور ﷺ کو قدید کھاتے پایا۔ آپ نے چبایا ہوا تھوڑا سا قدید مجھ کو عنایت فرمایا۔ ہم سب نے اس میں سے بانٹ کر کھالیا' بجز میرے وہ سب بہنیں اگرچہ وفات پا چکی ہیں' کسی کے منہ میں کبھی بدبو نہ پائی گئی۔

طبرانی نے ابوامامہ سے روایت کی کہ ایک مرتبہ بدزبان عورت حضور ﷺ کے پاس آئی۔ حضور ﷺ اس وقت قدید تناول فرما رہے تھے کہ اس عورت نے کہا کہ آپ مجھے عنایت فرمائیں گے۔ حضرت نے اپنے برتن میں سے لے کر اس کی طرف بڑھایا۔ عورت نے کہا کہ یہ مجھے نہ چاہئے بلکہ منہ کے اندر سے دیجئے لہٰذا حضور ﷺ نے دیا اس نے منہ میں رکھا اور نگل گئی اس کے بعد کبھی ناشائستہ بات اس عورت کی زبان سے کسی نے نہ سنی۔

بیہقی نے عمرو بن شیبہ کی سند کے ساتھ ابوعبید نحوی سے روایت کی کہ عامر بن کریز اپنے پانچ سالہ بیٹے عبداللہ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے۔ حضور ﷺ نے اس کے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈال دیا' جس سے ایسی کرامت ان کو ملی کہ وہ جس پتھر پر ضرب لگاتے پانی نکل آتا۔

بیہقی نے محمد بن ثابت سے روایت کی کہ ان کے والد نے جمیلہ بنت عبداللہ بن ابی کو چھوڑ دیا تھا اور محمد بن ثابت ان کے حمل میں تھے۔ جب محمد کی ولادت ہوئی تو جمیلہ نے قسم کھائی کہ وہ بچہ کو دودھ نہ پلائے گی۔ تو حضور سرور کائنات ﷺ نے نومولود محمد کو منگا کر لعاب دہن اس کے منہ میں ڈال دیا اور روزانہ لانے کی ہدایت کی اور فرمایا اللہ اس کا رازق ہے۔ لہٰذا حضور ﷺ کی خدمت میں ان کو دوسرے یا تیسرے دن لایا جاتا۔ اچانک عرب کی ایک خاتون ثابت بن قیس کو دریافت کرتی ہوئی آئی۔ میں نے اس سے مقصد دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ آج رات میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں ثابت کے بچے کو جس کا نام محمد ہے دودھ پلا رہی ہوں۔ ثابت نے اسے بتایا کہ یہ میرا ہی نام ہے اور یہ میرا بچہ محمد ہے۔

ابن عساکر نے ابوجعفر سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حضرت حسن رضی اللہ عنہ موجود تھے کہ انہیں پیاس لگی اور تشنگی بڑھتی ہی گئی۔ پانی اس وقت موجود نہ تھا چنانچہ حضور ﷺ نے اپنی زبان مبارک ان کے منہ میں دیدی۔ انہوں نے اس کو چوسا حتیٰ کہ وہ سیراب ہو گئے اور تشنگی رفع ہو گئی۔

طبرانی و ابن عساکر نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ہم رسول اللہ کے ہمراہ جا رہے تھے کہ راستے کے ایک جانب سے حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے رونے کی آواز سنی وہ دونوں اپنی ماں کے ساتھ تھے۔ حضور ﷺ تیز چل کر ان کے قریب پہنچے اور فرمایا یہ کیوں رو رہے ہیں؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا پیاسے ہیں۔ پھر آپ نے پانی منگایا لیکن کہیں دستیاب نہیں ہوا۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے ایک بچہ کو مانگا تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بموجب ارشاد ایک بچے کو آپ کی گود میں دیدیا۔ آپ نے لے کر سینے سے چمٹایا مگر وہ برابر چیختے رہے اور خاموش نہ ہوئے بعدازاں آپ نے زبان مبارک ان کے منہ میں دیدی۔ وہ چوسنے لگے اور قرار آ گیا۔ اس کے بعد دوسرے بے قرار روتے بچے کو حضور نے طلب فرمایا اور ان کے ساتھ وہی عمل کیا حتیٰ کہ دوسرا فرزند بھی خاموش ہو گیا۔

۱؎ ''قدید'' سکھایا ہوا گوشت۔ لعاب دہن شریف کے اس قسم کے متعدد واقعات کتب سیر میں موجود ہیں۔ جن کو بیہقی طبرانی اور ابونعیم نے اپنی تصنیفات میں بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے۔

حضور ﷺ کے دندان مبارک:

دارمی وترمذی نے شمائل میں اور بیہقی طبرانی نے اوسط میں اور ابن عساکر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے کے دونوں دانت کشادہ تھے۔ دوران کلام ان کے درمیان سے نور نکلتا محسوس ہوتا۔

طبرانی نے ابی قرصافہ سے روایت کی۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے اور میری ماں نے حضور ﷺ سے بیعت کی جب ہم لوٹ رہے تھے تو میری ماں اور خالہ نے کہا کہ اے بیٹے ہم نے حضور ﷺ سے بہتر کسی شخص کو نہ دیکھا۔ آپ نظافت جسم لطافت لباس شیریں گفتار ہیں باتیں کرتے وقت دہن مبارک سے گویا نور نکلتا ہے۔ [1]

حضور ﷺ کے پُرنور چہرے کا اعجاز

ابن عساکر نے بروایت حضرت جابر بیان کیا ہے کہ حضور نے فرمایا میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ پر سلام بھیجتا ہے اور فرماتا ہے کہ اے میرے حبیب ﷺ میں نے حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن کو کرسی کے نور کا لباس پہنایا۔ ابن عساکر کہتے ہیں کہ یہ سند مجہول ہے اور یہ حدیث منکر ہے۔

ابن عساکر نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ میں سحری کے وقت سی رہی تھی۔ میرے ہاتھ سے سوئی گر گئی۔ بہت تلاش کی مگر نہ ملی۔ اتنے میں رسول ﷺ داخل ہوئے تو آپ کے چہرۂ انور کی روشنی سے سوئی نظر آ گئی۔ پھر میں نے اس کا ذکر حضور ﷺ سے کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اے حمیرا [2] افسوس ہے پھر افسوس ہے (تین مرتبہ فرمایا) اس شخص پر جس نے نظر کو میرے چہرے کی طرف دیکھنے سے حرام کیا۔ (یعنی مجھے نہیں دیکھا)۔

حضور ﷺ کی بغل شریف کا ذکر:

بخاری ومسلم نے حضرت انس سے روایت کی کہ میں نے رسول ﷺ کو دعا کے وقت اس قدر ہاتھ اٹھائے دیکھا ہے کہ آپ کے بغل کی سفیدی نظر آ گئی تھی۔

ابن سعد نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ جب سجدہ کرتے تو آپ کے بغل کی سفیدی نظر آ جاتی۔

طبری نے کہا کہ حضور ﷺ کی خصوصیتوں میں سے ایک یہ ہے کہ آپ کے بغل کا رنگ جسم کے دوسرے رنگ سے مختلف نہ تھا۔ حالانکہ تمام انسانوں کا مختلف ہوتا ہے۔ قرطبی نے بھی ایسا ہی بیان کیا ہے اور اتنے اضافہ کے ساتھ کہ اس میں بال نہ تھے۔

حضور ﷺ کی گفتگو لطافت و بلاغت:

ابو احمد غطریف نے اپنی تصنیف میں اور ابن مندہ ابو نعیم اور ابن عساکر نے بریدہ کی سند کے ساتھ حضرت عمر بن خطاب سے روایت کی

---

[1] ہند بنت ابی ہالہ کہتی ہیں كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخمًا مُفَخَّمًا يَتَلَأْلَأُ وَجْهُهُ تَلَأْلُؤَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ

[2] حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انتہائی شفقت ومحبت کے عالم میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حمیرا فرمایا کرتے تھے۔

کہ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! کیا وجہ ہے کہ آپ ﷺ ہم سے زیادہ فصیح ہیں باوجودیکہ آپ ﷺ ہمارے درمیان سے کہیں تشریف بھی نہیں لے گئے؟ حضور ﷺ نے فرمایا: حضرت اسماعیل علیہ السلام کی لغت پرانی ہوکر ذہنوں سے محو ہو چکی تھی۔ اس کو جبریل علیہ السلام لائے اور مجھے یاد کرا کے گئے۔ حضرت بریدہ سے بعض روایتوں میں منقول ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا ''یارسول اللہ ﷺ ——— تا آخر حدیث'' اور اس حدیث کو علمائے حدیث نے مسند بریدہ سے گردانا[1] ہے۔

بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں اور ابن ابی الدنیا نے ''کتاب المطر'' میں اور ابن ابی حاتم وخطیب نے ''کتاب النجوم'' میں اور ابن عساکر نے محمد بن ابراہیم تیمی سے روایت کی کہ ایک مرتبہ صحابہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم نے آپ سے زیادہ کسی کو فصیح نہ دیکھا۔ اس کا کیا سبب ہے۔ ارشاد فرمایا میرے لیے کونسی چیز فصاحت سے مانع ہو سکتی ہے۔ جبکہ صورتحال یہ ہے کہ قرآن حکیم میری زبان اور ''عربی مبین'' کے ساتھ مجھ پر نازل ہوا۔

ابن عساکر نے محمد بن ابراہیم زہری سے روایت کی کہ انہوں نے اپنے سے اور انہوں نے والد سے روایت کی کہ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! ایدالك الرجل امرانه ''حضور ﷺ نے فرمایا ''نَعَمْ اِذَا كَانَ مُلْفِجًا'' حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! اس شخص نے آپ سے کیا کہا؟ اور آپ نے کیا جواب دیا؟ ہم نہیں سمجھ سکے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس نے دریافت کیا ''ایماطل الرجل اهله'' یعنی شوہر اپنی بیوی کا کسی وقت قرضدار ہوتا ہے؟ تو میں نے جواب دیا ''نَعَمْ اِذَا كَانَ مُفْلِسًا'' یعنی ہاں جب وہ نادار ہو (جس کی بنا پر ان کے حقوق ادا کرنے میں تاخیر کرے) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں عرب کے اکثر علاقوں میں گیا ہوں اور بڑے بڑے مدعیان فصاحت کے کلام سنے ہیں مگر کسی کا کلام بھی آپ کی طرح فصیح میں نے نہیں سنا۔ اس پر آپ نے ارشاد فرمایا ''میرے رب نے مجھے سکھایا اور بنوسعد بن بکر میں میری ابتدائی پرورش اور تربیت ہوئی۔

طبرانی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول ﷺ نے فرمایا میں عربوں میں سب سے زیادہ فصیح ہوں[2]۔ میں قریش کی ایک محترم شاخ میں پیدا ہوا اور پھر بنوسعد میں میری پرورش ہوئی۔ تو ظاہر ہے کہ میرے کلام میں سقم' عامیانہ انداز اور سکی کہاں سے راہ پائے گی۔

کیفیتِ شرحِ صدر

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ — کیا ہم نے آپ کا شرح صدر نہیں فرمایا؟

بیہقی نے ابراہیم بن طہمان کی سند سے روایت کی کہ میں نے حضرت سعد سے ارشاد باری ''اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ'' کے

---

[1] اشارہ اس حدیث کی طرف جو صفحہ ۱۵۹ پر پیش کی گئی اور جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے استفسار پر فرمائی ہے۔ [2] ایک اور حدیث میں سرور کائنات ﷺ کا یہ ارشاد ہے کہ اَنَا اَفْصَحُ الْعَرَبِ وَ الْعَجَمِ میں تمام عربوں اور عجمیوں سے زیادہ فصیح ہوں۔

بارے میں پوچھا تو انہوں نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی۔ حضور انور کے بطن اقدس کو آپ کے سینہ اقدس سے اسفل بطن تک چیر کر اس سے قلب اطہر کو نکالا گیا۔ پھر اسے سونے کے طشت میں غسل دیا گیا اور اسے ایمان وحکمت سے بھر کر اس کی جگہ واپس رکھ دیا گیا۔

امام احمد ومسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک دن جبریل علیہ السلام آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کے ساتھ سیاحت فرما رہے تھے۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑ کر لٹا دیا۔ قلب کے پاس سینہ کو کھول کر دل نکالا اور پھر اس میں شگاف دیا اور جما ہوا کچھ خون نکالا اور کہا یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں شیطان کا حصہ تھا۔ پھر سونے کے طشت میں آب زم زم کے ساتھ اسے غسل دیا اور پھر اسے درست کر کے اس کے مقام پر رکھ دیا۔ آپ کے ساتھی بچے دوڑ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دایہ والدہ کے پاس آئے اور کہا ''محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دیا گیا'' یہ سن کر وہ آئیں تو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ فق تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ کے سینہ اقدس پر شگاف کی سلائی کا اثر دیکھا تھا۔

احمد، دارمی اور حاکم نے روایت کی اور حاکم نے اسے صحیح کہا۔ بیہقی، طبرانی اور ابونعیم نے بھی عتبہ بن عبد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں قبیلہ بنو سعد میں زیر پرورش تھا۔ تو میں اپنے رضاعی بھائی کے ساتھ چراگاہ گیا۔ ہم کھانا لے کر نہیں گئے تھے۔ چنانچہ میں نے بھائی سے کہا کہ والدہ سے کھانا لے آؤ۔ وہ چلا گیا اور میں بکریوں کے پاس ٹھہرا رہا۔ کچھ دیر کے بعد میرے سامنے گدھ کی مانند دو سفید پرندے آئے۔ ایک نے دوسرے سے پوچھا ''کیا یہ وہی ہیں؟'' اس نے جواب دیا ''ہاں''

اب وہ دونوں بہت ہی نزدیک آ گئے اور جھپٹ کر مجھے پکڑ لیا اور شانے کے بل لٹا دیا اور میرا پیٹ چاک کیا دل کو نکالا اور اسے بھی چیرا اور اس سے دو سیاہ گوشت کے لوتھڑے نکالے اور ایک نے دوسرے سے کہا کہ برف کا پانی لاؤ۔ انہوں نے برف سے میرے پیٹ کو دھویا پھر ٹھنڈے پانی سے میرے دل کو غسل دیا۔ پھر سکینہ میرے دل پر چھڑکا۔ پھر اس کو سی دیا اور مہر نبوت اس پر لگا دی۔ پھر مجھ کو امت کے ایک ہزار آدمیوں سے وزن کیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ اونچے ہیں اور خیال ہوا ان میں سے کوئی مجھ پر نہ گر پڑے گویا میں ان سے سب سے زیادہ وزنی تھا۔ اس کے بعد ان دونوں نے کہا:

''اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری امت کے ساتھ وزن کیا جائے تو یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سب پر بھاری رہیں گے اور آپ کا ہی وزن زیادہ ہوگا۔''

اس کارروائی کے بعد وہ دونوں چلے گئے اور مجھ کو ڈر اور خوف کی حالت میں چھوڑ گئے۔ میں اپنی رضاعی ماں کے پاس پہنچا اور ان سے سارا ماجرا بیان کیا۔ جس کو سن کر وہ دردمند ہو گئیں۔ انہوں نے دیکھا کہ میرے حالات عجیب پہلو اختیار کر رہے ہیں۔ انہوں نے میرے لیے خدا سے پناہ مانگی۔ اونٹ پر کجاوہ رکھا۔ سوار ہوئیں مجھے اپنی آغوش میں آگے بٹھایا اور ہم مکہ میں والدہ کے پاس پہنچ گئے۔ حلیمہ نے کہا:

میں آپ کی امانت سے دست کش ہوتی ہوں۔ اور تمام روداد جو مجھ پر بیتی تھی سنائی۔ جس کو میری والدہ سن کر کچھ بھی متاثر نہ ہوئیں۔ انہوں نے فرمایا ''بلاشبہ میں نے دیکھا کہ مجھ سے نور برآمد ہوا جس سے شام کے محلات روشن[1] ہو گئے۔

---

1 ولادت شریفہ کے وقت جو نورانی کیفیات طاری ہوئی تھیں ان کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

بیہقی نے یحییٰ بن جعدہ سے (مرسلاً) روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے پاس دو فرشتے کلنگ کی صورت میں آئے۔ ان کے ساتھ برف اور ٹھنڈے پانی کا انتظام تھا۔ ان میں سے ایک نے میرے سینے کو چاک کیا اور دوسرے نے اپنی چونچ سے پانی ڈالا اور اس کو غسل دیا۔

عبداللہ بن امام احمد نے ''زوائد المسند'' میں اور ابن حاکم' ابن حبان' ابونعیم' ابن عساکر اور الضیاء نے ''المختار'' میں بہ سند معاذ بن محمد بن معاذ بن ابی کعب سے روایت کی کہ ابوہریرہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ امور نبوت میں کیا بات سب سے پہلے آپ ﷺ کو پیش آئی؟ ارشاد فرمایا میں دس برس کی عمر میں صحرا کی طرف جا رہا تھا کہ یکا یک دو اشخاص کو میں نے اپنے سر کے اوپر دیکھا۔ انہوں نے آپس میں پوچھا یہ وہی ہیں؟ دوسرے نے کہا ہاں تو اس نے مجھ کو پکڑ لیا۔ اور آہستگی سے لٹا دیا۔ پھر میرے بطن کو چاک کیا۔ اس کو غسل دیا۔ پھر میرے سینے کو کھولا مگر مجھے قطعاً درد یا تکلیف محسوس نہ ہوئی۔ پھر میرے قلب کو شگاف دیا گیا اور کہا کہ اس کے اندر سے حسد و کینہ کو نکال دو۔ پس دوسرے شخص نے اس میں سے ایک لوتھڑا نکال کر پھینک دیا۔ آواز آئی رافت و رحمت کو بھر دو تو انہوں نے چاندی کی مانند کوئی شے داخل کی۔ پھر ایک سفوف اس پر چھڑک دیا۔ بعد ازاں میرے انگوٹھے کو بجایا اور کہا کہ جاؤ چنانچہ میں اس حال میں واپس ہوا کہ بچپن میں میرے دل کے اندر غایت درجہ رحمت اور بڑا ہو جانے کے بعد بحد کمال رافت کے جذبات موجود تھے۔

(ابونعیم نے اس مذکورہ بالا حدیث کے بارے میں کہا کہ معاذ اپنے اباء سے روایت روایت کرتے ہیں اور نیز سن کے بیان میں منفرد ہیں یعنی دس سال کی عمر صرف معاذ کی روایت میں ہے۔)

دارمی' بزار' ابونعیم اور ابن عساکر نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ آپ نبی ہیں؟ فرمایا میں بطحائے مکہ میں تھا کہ دو آنے والے آئے ان میں ایک تو زمین پر اتر گیا اور دوسرا زمین و آسمان کے درمیان رہا۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ کیا یہ وہی ہیں؟ دوسرے نے کہا کہ ہاں وہی ہیں۔ اس نے کہا ان کو ایک شخص کے ساتھ وزن کرو۔ تو اس نے مجھے وزن کیا اور میں اس سے وزنی رہا۔ پھر کہا ان کو دس آدمیوں کے ساتھ وزن کرو تو اس نے میرا وزن کیا اور میں ان پر بھی وزنی رہا۔ پھر کہا ان کو سو آدمیوں کے ساتھ وزن کرو تو اس نے وزن کیا اور میں ان پر بھی بھاری رہا پھر کہا ایک ہزار آدمیوں کے ساتھ وزن کرو تو اس نے وزن کیا اور میں ان پر بھی بھاری رہا اور جو لوگ میرے ساتھ تولے گئے تھے وہ ترازو کے پلڑے سے مجھ پر گرنے لگے پھر ایک نے دوسرے سے کہا ان کا بطن چاک کرو تو اس نے میرا بطن چاک کیا اور اس میں سے شیطان کے دخل کی چیز اور خون کا لوتھڑا نکال پھینکا۔ پھر کہا کہ ان کے بطن کو اس طرح دھوؤ جیسے برتن کو دھوتے ہیں اور ان کے قلب کو اسی طرح غسل دو جیسے چادر کو دھوتے ہیں پھر ایک نے دوسرے سے کہا کہ ان کے بطن کو سی دو تو اس نے سی دیا اور میرے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت لگائی۔ جیسی کہ اس وقت موجود ہے۔ اور دونوں چلے گئے۔ اور گویا کہ میں مہر نبوت کو معائنہ کر رہا ہوں۔

ابونعیم نے یونس بن میسرہ بن جلبس سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فرشتہ سونے کا طشت میرے پاس لایا اور اس

نے میرے بطن کو چاک کیا اور اس کو دھویا اور پھر سفوف چھڑک دیا اور کہا کہ اب یہ دل مضبوط ہے اور جو چیز اس میں اترے گی اسے محفوظ رکھے گا۔ آپ ﷺ کی آنکھیں دیکھتی اور کان سنتے ہیں اور آپ ﷺ محمد رسول اللہ ﷺ المقفی اور الحاشر ہیں۔ آپ کا قلب سلیم ہے آپ کی زبان صادق، نفس مطمئن، تخلیق مستحکم ہے اور آپ ﷺ بہت بخشش کرنے والے ہیں۔

دارمی اور ابن عساکر نے ابن غنم سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جبریل آئے اور آپ کا بطن اقدس چاک کیا اور کہا کہ یہ دل مضبوط ہے اس میں دو کان ہیں جو سنتے ہیں دو آنکھیں ہیں جو دیکھتی ہیں۔ محمد اللہ کے رسول المقفی' الحاشر ہیں۔ آپ ﷺ کی تخلیق مستحکم' آپ کی زبان صادق اور نفس مطمئن ہے۔

مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اپنے گھر پر تھا کہ فرشتہ آیا اور چاہ زم زم لا کر میرا شرح صدر کیا پھر آب زم زم سے غسل دیا پھر سونے کا طشت لائے جو ایمان وحکمت سے لبریز تھا۔ پھر ان دونوں چیزوں کو میرے سینے میں داخل کیا۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ شرح صدر کا اثر دکھایا کرتے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا پھر مجھے وہ فرشتہ آسمان دنیا کی جانب لے گیا اور معراج کی حدیث بیان فرمائی۔

امام بیہقی فرماتے ہیں کہ ہوسکتا ہے کہ شرح صدر ایک سے زیادہ مرتبہ ہوا ہو۔ ایک حلیمہ کے ہاں شیر خوارگی میں۔ دوسری مرتبہ بعثت کے وقت تیسری مرتبہ شب معراج میں۔

علامہ سیوطی کہتے ہیں کہ شرح صدر کا واقعہ بہ زمانہ شیر خوارگی بہت سی سندوں کے ساتھ بیان کیا جا چکا ہے اور بعثت واسراء کی حدیثوں میں بھی آئے گا۔ کہ ان حدیثوں کی جمع وتحقیق سے یہ مستنبط ہوتا ہے کہ متعدد بار واقعہ ہوا ہے یعنی تین مرتبہ ہوا ہے کہ اور جن علماء نے دو مرتبہ واقعہ ہونا بیان کیا ہے ان میں سہیلی' ابن وحید اور ابن المنیر ہیں۔ اور جنہوں نے تین مرتبہ واقعہ ہونا بیان کیا ہے ان میں ابن حجر ہیں اور انہوں نے اس کی توجیہہ کے سلسلے میں لطیف معنی پیدا کیے ہیں وہ یہ کہ تین مرتبہ کی تطہیر میں مبالغہ مقصود ہے۔ جس طرح شریعت میں تین مرتبہ دھونا مشروع ہے اور اسے تین مختلف اوقات کے ساتھ مختص کرنا اس وجہ سے کہ تاکہ عہد طفولیت میں نشو و ارتقاء کے دور میں وساوس خناس سے محفوظ رکھا جائے۔ اور بعثت کے وقت شرح صدر اس لیے تھا کہ وحی کا لینا اس کا پھیلانا اور زندگی کے لیے رہنما بنانا۔ حضور ﷺ کے لیے آسان ہو جائے۔ اور اسراء کے وقت شرح صدر کا مقصد مناجات کے لیے مستعد کرنا ہے۔

علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ شرح صدر کی خصوصیت آپ کے لیے تھی یا یہ عمل کسی اور نبی کے لیے بھی ہوا ہے۔ ابن منیر کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے لیے شرح صدر ایک ابتلا کی قبیل سے ہے۔ جس طرح سیدنا حضرت ذبیح اللہ آزمائے گئے۔ بلکہ حضور ﷺ کا شق صدر بار بار ہونے اور اپنی حقیقی نوعیت سے آپ ﷺ پر طاری ہونے نیز ماحول اور سن اور اجنبی نو واردوں کے ذریعہ انشقاق ہونے کے اعتبار سے بہت ہی اہم ہو جاتا ہے۔[1]

حضور ﷺ طبیعی طور پر جماہی سے منزہ تھے:

امام بخاری تاریخ میں ابن ابی شیبہ نے اپنی تصنیف میں اور ابن سعد نے یزید بن الاصم سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کو

---

[1] ابن منیر اس صراحت میں منفرد ہیں۔ متعدد بار شرح صدر کی صراحت گزشتہ صفحہ میں علامہ ابن حجر نے خوب کی ہے۔

کبھی جماہی نہیں آئی۔ ابن ابی شیبہ نے مسلمہ بن عبدالملک بن مروان سے روایت کہ حضور ﷺ نے کبھی جماہی نہیں لی۔

حضور ﷺ کی سماعت کا اعجاز:

ترمذی و ابن ماجہ اور ابونعیم نے حضرت ابوذر سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے۔ تم آسمان کے چرچرانے کی آواز نہیں سنتے اور آسمان کا چرچرانا درست ہے کیونکہ اس میں چند انگل بھی ایسی جگہ نہیں ہے جہاں فرشتہ پیشانی رکھے سجدہ نہ کر رہا ہو۔

ابونعیم نے حکیم بن حزام سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ ایک روز صحابہ کے درمیان تشریف فرما تھے۔ حضور ﷺ نے ان سے فرمایا تم سنتے ہو جس آواز کو میں سن رہا ہوں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا ہم تو کوئی آواز نہیں سن رہے ہیں۔ فرمایا میں آسمان کے چرچرانے کی آواز کو سن رہا ہوں۔ اور چرچرانے میں اس کو ملامت نہیں۔ کیونکہ آسمان میں بالشت بھر جگہ ایسی نہیں جس پر فرشتے قیام و سجود نہ کر رہے ہوں۔

حضور ﷺ کی آواز کا اعجاز:

بیہقی و ابونعیم نے حضرت براء سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا تو آپ کے اس خطبہ کو تمام اجتماع کے آخر میں پس پردہ عورتوں نے سنا یعنی آپ کی آواز مبارک اس دور دراز جگہ پر پہنچ گئی۔ جہاں عورتیں بیٹھی تھیں۔

ابونعیم نے حضرت بریدہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی ﷺ نے نماز پڑھانے کے بعد رخ انور پھیر کر وعظ فرمایا تو اس وعظ کو بہت دور پس پردہ بیٹھی ہوئی عورتوں نے سنا۔

ابونعیم نے ابوبرزہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ دوپہر کے وقت ہمارے پاس تشریف لائے اور ایسی آواز سے ہمیں خطبہ دیا کہ پیچھے پردہ نشین عورتوں نے سنا۔

بیہقی و ابونعیم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ جمعہ کے دن منبر پر تشریف لائے اور لوگوں سے فرمایا بیٹھ جاؤ تو آپ کی آواز مبارک حضرت عبداللہ بن رواحہ نے سنی ابھی وہ بنی غنم میں تھے تو وہیں بیٹھ گئے۔

ابن سعد و ابونعیم نے حضرت عبدالرحمن بن معاذ تیمی سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں منیٰ میں خطبہ دیا تو ہمارے کان کھل گئے۔ ایک روایت میں اس طرح آیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے کان کھول دیے۔ تو جو کچھ حضور ﷺ فرماتے تھے ہم اپنے گھروں میں بلاشک و شبہ اسے سنتے تھے۔

ابن ماجہ و بیہقی نے حضرت ام ہانی سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ ہم آدھی رات کو خانہ کعبہ سے نبی کریم ﷺ کی قرات کی آواز کو سنا کرتے تھے۔ اور ہم اپنے مکانوں میں خاصے فاصلے پر ہوتے تھے۔

حضور ﷺ کی عقلی برتری:

ابونعیم نے ”حلیہ“ میں اور ابن عساکر نے حضرت وہب بن منبہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اکثر کتابیں پڑھی

ہیں۔ ان سب میں میں نے پایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام لوگوں یعنی کل مخلوق و بنی آدم کو رسول اللہ ﷺ کے مقابلے میں ایک ذرہ حقیر کے برابر فہم و دانش عطا فرمائی ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ رسول اللہ ﷺ عقل و حکمت میں سب سے زیادہ ہیں۔

حضور ﷺ کے پاکیزہ پسینہ کی عطر بیزی :

مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے یہاں تشریف لائے اور قیلولہ فرمایا۔ جب آپ کو پسینہ آیا تو میری والدہ ایک شیشی لائیں اور اس کو پونچھ کر جمع کرنے لگیں اسی دوران آپ ﷺ کی آنکھ کھل گئی۔ آپ نے پوچھا اے ام سلیم تم یہ کیا کر رہی ہو؟ انہوں نے عرض کیا میں حضور ﷺ کے پسینہ کو جمع کر رہی ہوں تاکہ ہم خوشبو کے طور پر استعمال کریں۔ کیونکہ یہ سب خوشبوؤں سے زیادہ لطیف خوشبو ہے۔

امام مسلم نے ایک اور سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آں حضرت محمد ﷺ ام سلیم کے ہاں جا کر قیلولہ فرمایا کرتے تھے۔ وہ حضور ﷺ کے لیے بستر بچھا دیتیں۔ اور حضور کو پسینہ بہت آتا۔ ام سلیم اس کو جمع کر لیا کرتیں۔ ایک روز حضور ﷺ نے فرمایا۔ اے ام سلیم کیا کر رہی ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ میں پسینہ کو خوشبو کے لیے جمع کر رہی ہوں۔

ابونعیم نے محمد بن سیرین کی سند کے ساتھ حضرت ام سلیم سے روایت کی۔ انہوں نے کہ رسول اللہ ﷺ میرے یہاں چمڑے کے بستر پر قیلولہ فرمایا کرتے تھے۔ جب آپ ﷺ کو پسینہ آتا تو میں اس کو سک[1] یعنی عطر مجموعہ میں ملا لیتی تھی۔

دارمی بیہقی اور ابونعیم نے حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ میں چند مخصوص علامتیں تھیں جب کوئی راستہ حضور ﷺ طے فرماتے تو وہ جسم اطہر کی خوشبو سے مہک جاتا اور لوگ جان لیتے کہ آپ اس راہ سے گزرے ہیں۔ اور کسی پتھر یا درخت کے پاس سے گزرتے تو وہ سجدہ کرتے۔

ابن سعد و ابونعیم نے حضرت انس سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے آنے سے پہلے ہی خوشبو سے ہم آپ کو پہچان لیتے تھے۔

بزار و ابویعلیٰ نے حضرت انس سے روایت کی کہ مدینہ کے راہ گیر راستوں کی خوشبو سے جان لیتے کہ حضور ﷺ ادھر سے گزرے ہیں۔

دارمی نے ابراہیم نخعی سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کو رات کی تاریکی میں ہم ان کی خوشبو سے پہچان لیتے تھے۔

خطیب بغدادی ابن عساکر، ابونعیم اور دیلمی نے دو سندوں کے ساتھ محمد بن اسماعیل بخاری سے روایت کی کہ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ میں سوت کات رہی تھی اور حضور ﷺ جوتے کو سی رہے تھے۔ آپ کی پیشانی پر پسینہ آ گیا اور اس سے ایسا نور پیدا ہوا کہ میں حیران ہو گئی۔ حضور ﷺ نے میرے بشرہ[2] سے اندازہ کر کے حیرانی کی وجہ پوچھی تو میں نے پسینہ اور نور کی کیفیت کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ابوکبیر ہذلی کا یہ شعر آپ ﷺ پر صادق آتا ہے۔

ومبراء من کل غبر حیضته   و فساد مرضعته وداء مغیل

---

1. چند خوشبوؤں کا مرکب   2. خوشبوؤں کا گھر

وہ ہر بچے ہوئے حیض اور دودھ پلانے والی کے فساد اور جلد ہلاک کرنے والے مرض سے پاک ہے۔

واذانظرت الی اثرہ وجھہ　　　برقت بروق العارض المتھلل

اور جب تم اس کے چہرے کی شکنوں کو دیکھو گے تو وہ یوں چمکیں گی جیسے برسنے والے بادل کی بجلی چمکتی ہے۔

پھر رسول اللہ ﷺ اپنے دست مبارک سے جوتا رکھ کر کھڑے ہوئے اور میرے پاس آکر میری دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور فرمایا اللہ تمہارا بھلا کرے مجھے یاد نہیں کہ مجھے کبھی ایسی خوشی ہوئی ہو جیسی اس وقت ہوئی ہے۔

ابو علی صالح بن محمد بغدادی نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں کہ ابو عبیدہ نے ہشام بن عروہ سے کوئی حدیث روایت کی ہو۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ حدیث حسن ہے کیونکہ محمد بن اسماعیل بخاری نے اس روایت کو قبول کیا ہے۔

ابو نعیم نے حضرت عائشہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ حسین وخوب رو تھے۔ آپ ﷺ کے رنگ میں نورانی کیفیت تھی۔ اسی لیے صفت خواں ہمیشہ ماہ کامل سے آپ کے چہرے کو تشبیہ دیتے۔ آپ کے چہرے کا پسینہ موتی کے مانند اور خوشبو میں مثل مشک ختن تھا۔

ابو یعلے اور طبرانی نے اوسط میں اور ابن عساکر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں اپنی بیٹی کی شادی کر رہا ہوں۔ آپ اس میں میری مدد فرمائیں۔ آپ نے کہا کہ اس وقت تو کچھ موجود نہیں ہے۔ لیکن تم کھلے منہ کی شیشی اور درخت کی ٹہنی لاؤ۔ وہ دونوں چیزیں لایا۔ حضور نے دونوں کلائیوں سے پسینہ پونچھ کر شیشی کو بھر دیا۔ آپ نے فرمایا یہ شیشی اپنی بیٹی کو دو اور کہو کہ یہ لکڑی شیشی میں ڈبو کر خوشبو لگائے۔ چنانچہ لڑکی نے ایسا ہی کیا اور اس وجہ سے اس کے گھر کی شہرت "بیت المطیبین" کے نام سے ہوگئی۔

دارمی نے بنی حریش کے ایک شخص سے روایت کی کہ جب میں ماعز بن مالک کو سنگسار ہوتے دیکھا تو خوف کی بنا پر لرزنے لگا۔ جب حضور ﷺ کی نظر پڑی تو آپ نے مجھے چمٹا لیا اور آپ کے بغل کا پسینہ جو مشک کی خوشبو کی مانند تھا مجھ پر بہنے لگا۔

بزار نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جا رہا تھا کہ آپ نے فرمایا کہ میرے قریب آؤ۔ تو میں قریب ہو گیا۔ اور ایسی تیز مہک اور لطیف خوشبو آپ کے جسم سے خارج ہو رہی تھی کہ مشک و عنبر کی خوشبو بھی ایسی نہ ہوتی۔

قد زیبائے محمد ﷺ:

ابن خیثمہ نے اپنی تاریخ میں اور بیہقی و ابن عساکر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نہ طویل القامت تھے نہ پستہ قد لیکن جب لوگوں کے ہمراہ ہوتے تو آپ ﷺ کا قد ان سب پر طویل اور اونچا معلوم ہوتا۔ اکثر آپ کے دونوں جانب طویل القامت اشخاص ہوتے مگر بایں ہمہ آپ ﷺ ان سے اونچے نظر آتے۔

مذکورہ بالا حدیث کو ابن سبع نے الخصائص میں اس قدر اضافہ کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ حضور ﷺ کا شانہ مبارک مجلس میں تمام بیٹھنے والوں سے اونچا نظر آتا۔

حضور ﷺ کے جسم انور کا سایہ نہ تھا:

حکیم ترمذی نے ذکوان رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کا سایہ دھوپ میں بنتا تھا نہ شعاع ماہ میں اور ابن سبع نے حضور ﷺ کی خصوصیات کے بیان میں کہا کہ آپ کا سایہ دھوپ اور چاندنی دونوں میں اس وجہ سے نہ ہوتا کہ آپ ﷺ سرتا پا نور تھے۔ بعض علماء نے کہا کہ اس کی شاہد حدیث یہ ہے جس میں حضور ﷺ کی اس دعا کا ذکر ہے "وَاجْعَلْنِیْ نُوْرًا" یعنی اے رب مجھ کو سراپا نور بنا دے۔

حضور ﷺ کے جسم اور لباس پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی:

قاضی عیاض نے "کتاب الشفا" میں اور عزنی نے اپنی کتاب "المولد" میں بیان کیا کہ حضور اکرم ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ حضور ﷺ کے جسم اقدس پر مکھی نہ بیٹھتی تھی۔

ابن سبع نے الخصائص میں اسے ان لفظوں سے بیان کیا کہ حضور ﷺ کے کپڑوں پر بھی مکھی نہ بیٹھتی تھی۔ اور حضور ﷺ کے خصائص میں اتنا زیادہ کیا کہ جوں آپ کو نہ کاٹتی تھی (یعنی کپڑوں میں جوں نہ پڑتی تھی۔)

حضور ﷺ کے موئے مبارک:

سعید بن منصور اور ابن سعد و ابویعلیٰ و حاکم و بیہقی اور ابونعیم نے عبدالحمید بن جعفر سے روایت کی کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جنگ یرموک کے موقع پر ٹوپی اوڑھے ہوئے تھے (اتفاق سے وہ کہیں گر گئی) آپ نے اسے تلاش کر کے حاصل کیا اور فرمایا کہ حضور ﷺ نے عمرہ کر کے حلق[1] کیا تو لوگوں نے بالوں کے حاصل کرنے میں جلدی کی اور میں ان کے بال حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا تو ان بالوں کو میں نے اس ٹوپی میں محفوظ کر لیا تھا۔ اور تمام جہادوں میں اس ٹوپی کو استعمال کیا حتیٰ کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے ہر حالت اور ہر موقع پر فتح و نصرت عطا فرمائی۔

حضور ﷺ کے خون مقدس کا اعجاز:

بزار' ابویعلیٰ' طبرانی' حاکم و بیہقی نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک مرتبہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ پچھنے لگوا رہے تھے۔ جب فارغ ہوئے تو فرمایا اے عبداللہ اس خون کو لے جاؤ اور کسی ایسے مقام پر رکھ دو کہ کوئی نہ دیکھے۔ وہ خون کو لے گئے اور پی لیا۔ واپس آئے تو آپ نے دریافت کیا عبداللہ خون کا کیا کیا؟ انہوں نے عرض کیا میں نے ایسی پوشیدہ جگہ رکھا ہے کہ وہ ہمیشہ لوگوں سے مخفی رہے گا۔ حضور ﷺ نے جواب دیا میرا خیال ہے تم نے اسے پی لیا۔ میں نے کہا ہاں ارشاد فرمایا تم سے لوگوں کے لیے افسوس ہے اور لوگوں سے تمہارے لیے افسوس ہے۔[2]

---

[1] صحابہ کبار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے سرور کائنات کے موہائے سر مبارک کو فرط شوق کے ساتھ جمع کیا تھا۔

[2] صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا خیال تھا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی طاقت و قوت کا سبب یہی خون مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔

حضور ﷺ کے مبارک نقش قدم کا ذکر:

بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی رسول اللہ ﷺ زمین پر پورا قدم رکھ کر چلتے۔ اور آپ ﷺ کا نقش قدم نا تمام نہ رہتا۔

ابن عساکر نے حضرت ابو امامہ باہلی سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کے قدم مبارک کی انگشت کو چک دوسری انگلیوں سے بلند تھی۔

امام احمد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ قریش ایک کاہن کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ ہمیں بتاؤ کہ ہمارے اندرون شخص صاحب نبوت ہو سکتا ہے؟ اس نے جواب زمین کو اپنی چادر سے صاف اور بے نشان کر کے اس پر چلو۔ میں نقش قدم کو دیکھ کر بتا دوں گا تو انہوں نے زمین کو صاف کیا پھر اس پر چلے تو کاہن نے حضور ﷺ کے نشان قدم کو دیکھ کر کہا کہ یہ شخص منصب نبوت کا زیادہ مستحق ہے۔ اس کے بعد وہ انتظار کرتے رہے چنانچہ تقریباً بیس سال بعد رسول اللہ ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا۔

حضور ﷺ کی رفتار کا اعجاز:

ابن سعد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ اور میں ایک جنازے کے ساتھ جا رہے تھے۔ جب میں قدم بڑھاتا تو حضور ﷺ حسب معمول مجھ سے سبقت لے جاتے۔ میں نے برابر جو شخص چل رہا تھا میں نے اس سے کہا کہ بلاشبہ حضور ﷺ کے قدموں کے نیچے زمین لپٹتی جاتی ہے۔

ابن سعد نے یزید بن مرثد سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب چلتے تو آپ ﷺ کی رفتار ہوتی حتیٰ کہ آپ کے پیچھے لوگ دوڑنے پر مجبور ہو جاتے۔

حضور ﷺ کے خواب اور سونے کی کیفیت:

بخاری و مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ وتر پڑھنے سے پہلے محو خواب ہو جاتے ہیں۔ جواب دیا: اے عائشہ! میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا۔ ابو نعیم نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری آنکھ سوتی ہے اور میرا دل جاگتا ہے۔ بخاری و مسلم نے حضرت انس بن مالک سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انبیاء علیہم السلام کی آنکھیں سوتی ہیں اور ان کا دل جاگتا ہے۔

بخاری و مسلم نے حضرت انس بن مالک سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم گروہ انبیاء کی آنکھیں سوتی ہیں اور ہمارے دل بیدار رہتے ہیں۔ ابن سعد نے حضرت حسن سے مرفوعاً روایت کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا میری آنکھ سوتی ہے اور میرا دل نہیں سوتا ہے۔

ابو نعیم نے حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت کی کہ آپ کی چشم مبارک سویا کرتی اور دل بیدار رہا کرتا تھا۔

ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہودیوں کی ایک جماعت آئی تو ان سے فرمایا۔ میں تمہیں اس رب کی قسم دیتا ہوں جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر توریت نازل فرمائی۔ کیا تم شناخت کرتے ہو۔ یہ نبی ہیں ان کی آنکھیں سوتی ہیں اور دل بیدار رہتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا ''بخدا درست ہے'' فرمایا اے خدا تو شاہد رہ۔

حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کر کے اسے صحیح کہا۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چشم ہائے مبارک سوتی تھیں اور آپ کا قلب مطہر جاگتا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت باہ اور مجامعت کا ذکر:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بہ روایت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دن ورات کی ایک ساعت میں تمام ازواج مطہرات پر دورہ کر لیتے تھے اور ان کی تعداد گیارہ تھی۔ قتادہ کہتے ہیں میں انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا آپ میں اتنی طاقت تھی؟ انہوں نے جواب دیا ہم آپس میں کہا کرتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تیس مردوں کی طاقت دی گئی ہے۔

ابن سعد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لونڈی سلمٰی سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک شب میں نو ازواج پر دورہ فرمایا کرتے تھے۔

ابن سعد نے روایت کی کہ ہمیں عبید اللہ بن موسیٰ نے خبر دی ان کو اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے' ان کو صفوان ابن سلیم نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جبریل علیہ السلام میرے پاس ایک ہانڈی لائے۔ میں نے اس میں سے کھایا تو مجھ کو چالیس مردوں کے برابر قوت مجامعت مل گئی۔

ابن عدی نے بہ روایت سلام بن سلیمان نہشل سے روایت کی۔ انہوں نے ضحاک سے' انہوں نے ابن عباس سے مرفوعاً روایت کی۔ لیکن پہلی سند مرسل ہونے کے باوجود جید ہے اور یہ سند واہی[1] ہے۔

ابن سعد نے کہا کہ ہمیں واقدی نے خبر دی ان سے موسیٰ بن محمد نے اپنے والد کے ذریعہ بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ میں عام لوگوں سے طاقت مجامعت کم تھی۔ پھر اللہ نے (بذریعہ فرشتہ) ایک ہانڈی کے گوشت کے ذریعہ وہ قوت عطا فرمادی کہ جب میں ارادہ کرتا ہوں تو اس قوت کو محسوس کرتا ہوں۔

ابن سعد نے کہا کہ ہمیں واقدی نے خبر دی اور انہوں نے ایک سلسلہ رواۃ کے ناموں کے بعد اسی (مذکورہ بالا) حدیث کی مانند روایت بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس ہانڈی لائی گئی۔ میں نے اس میں سے کھایا یہاں تک کہ میں سیر ہو گیا اور جب سے کھایا ہے جس گھڑی چاہتا ہوں ازواج کے پاس جاتا ہوں۔

ابن سعد نے مجاہد اور طاؤس سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چالیس مردوں کے برابر طاقت مجامعت دی گئی تھی۔

حارث بن ابوامامہ نے مجاہد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ اوپر چالیس جنت کے مردوں کے مساوی قوت دی گئی۔

نیز حارث نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ذریعہ روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گرفت اور نکاح میں چالیس مردوں کی طاقت مجھے دی

[1] اس روایت پر اصول حدیث کے اعتبار سے تنقید کی گئی ہے اور روایت کو غیر صحیح بتایا ہے۔

گئی ہے۔

طبرانی' اسمٰعیلی نے معجم میں اور ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے لوگوں پر چار باتوں میں فضیلت دی گئی۔ ۱- داد و دہش ۲- شجاعت' ۳- کثرت جماع' ۴- اور دشمن پر قابو پانا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم احتلام سے محفوظ تھے:

طبرانی نے بہ سند عکرمہ ابن عباس سے اور دینوری رحمۃ اللہ علیہ نے ''مجالست'' میں بہ سند ابن عباس سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی احتلام نہیں ہوا چونکہ احتلام شیطان کے وسوسے سے ہوتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بول و براز کا اعجاز:

بیہقی نے بہ سند حسین بن علوان ہشام اور عروہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء تشریف لے جاتے تو اس کے فوراً بعد میں وہاں جاتی بجز پاکیزہ خوشبو کے کچھ بھی نہ پاتی۔ میں نے اس کا ذکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ نے فرمایا

''تم واقف نہیں ہو ہمارے اجسام کی نشوونما جنتی ارواح پر ہوتی ہے اور جو چیز ہمارے جسموں سے خارج ہوتی ہے اسے زمین نگل لیتی ہے۔'' (بیہقی نے کہا کہ یہ حدیث ابن علوان کی موضوعات میں سے ہے)

میں جلال الدین سیوطی کہتا ہوں۔ امام بیہقی کا خیال درست نہیں کیونکہ یہ حدیث ایک اور سند سے بھی مروی ہے جو اسماعیل' عتبہ' محمد' ام سعد چار سلسلہ رواۃ کے ذریعہ بیان ہوئی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ رفع حاجت کے لیے تو جاتے ہیں مگر میں بول و براز کا اثر نہیں دیکھتی۔ ارشاد فرمایا تم کو کیا خبر کہ انبیاء کا اخراج زمین نگل لیتی ہے۔ اس کے نظر آنے کا سوال ہی نہیں (اس حدیث کو اسی سند کے ساتھ ابونعیم نے بھی روایت کیا ہے) ابونعیم نے کہا:

اس حدیث کی ایک تیسری سند اور بھی ہے۔ جو محمد' علی ذکریا' شہاب' عبدالکریم اور ابوعبداللہ اور (باندی عائشہ رضی اللہ عنہا) لیلیٰ سات واسطوں سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تک پہنچتی ہے۔ متن اس حدیث کا بھی وہی ہے۔

اسی متن سے ملتی جلتی روایت وہ ہے جس کو حاکم نے اپنی مستدرک میں بیان کیا ہے اور یہ چوتھی سند ہے جو مخلد محمد موسیٰ' ابراہیم' اُمنہال' اور باندی عائشہ رضی اللہ عنہا لیلیٰ چھ واسطوں سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تک پہنچتی ہے۔ اس کا متن بھی الفاظ کے معمولی فرق کے ساتھ وہی ہے یعنی ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لیے داخل ہوئے اس کے بعد میں گئی تو میں نے وہاں کچھ نہ دیکھا۔ البتہ مشک کی خوشبو پائی۔ اس پر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے تو بیت الخلاء میں کچھ نہ دیکھا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارے یعنی گروہ انبیاء کے بارے میں زمین کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اسے چھپالے''

اس حدیث کی پانچویں سند اور ہے وہ یہ کہ دارقطنی نے ''الافراد'' میں کہا کہ ہم سے محمد بن سلیمان باہلی نے' ان سے محمد بن حسان اموی نے' ان سے عبدہ بن سلیمان نے' ان سے ہشام بن عروہ' نے ان سے ان کے والد نے' ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ میں نے آپ ﷺ کو بیت الخلاء جاتے دیکھا پھر آپ کے بعد میں گئی تو میں نے خارج ہونے والی چیز کا کوئی نشان تک نہ دیکھا؟ حضور ﷺ نے فرمایا۔ اے عائشہ رضی اللہ عنہا تم نہیں جانتیں اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا ہے کہ انبیاء کرام سے جو فضلہ خارج ہو وہ اسے کھا جائے۔

سند کے اعتبار سے یہ حدیث اعلیٰ ہے۔ ابن وحیہ نے الخصائص میں اس سند کو لانے کے بعد فرمایا یہ سند ثابت ہے۔ محمد بن حسان بغدادی ثقہ اور صالح شخص ہیں اور عبدہ شیخین رحمہما اللہ کے راویوں میں سے ہیں۔

اس حدیث کی چھٹی سند مرسل بھی ہے۔ وہ یہ کہ حکیم ترمذی نے عبدالرحمٰن بن قیس زعفرانی کی سند کے ساتھ عبدالملک بن عبداللہ بن ولید سے' انہوں نے ذکوان سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کا سایہ آفتاب میں دیکھا جاتا نہ چاند کی روشنی میں اور قضائے حاجت کا نشان بھی نہ ہوتا۔ اس حدیث کی ساتویں سند بھی ہے جو جنات کے وفد کے باب میں آئے گی)

حضور ﷺ کے بول سے انسداد مرض:

حسن بن سفیان نے اپنی سند میں ابویعلیٰ' حاکم' دارقطنی سے' اور ابونعیم نے ام ایمن سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ رات میں گھر کے ایک گوشے میں رکھے ہوئے پیالے کی جانب گئے اور اس میں بول فرمایا پھر رات میں مجھے پیاس لگی۔ میں اٹھی اور پیالے میں جو کچھ تھا پی لیا۔ صبح کو اتفاقا رات کی بات کا ذکر میں نے کیا۔ جس پر آپ ﷺ نے تبسم فرمایا اور کہا کہ آج سے تمہارے پیٹ میں کوئی بھی بیماری یا شکائیت نہ ہوگی۔

عبدالرزاق نے ابن جریج سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ لکڑی کے پیالے میں پیشاب کرتے تھے۔ پھر اسے چارپائی کے نیچے رکھ دیا جاتا۔ تھا۔ حضور تشریف لائے اور دیکھا کہ پیالے میں کچھ نہیں ہے۔ تو آپ نے برکت نامی عورت سے فرمایا۔ یہ عورت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی خادمہ تھی اور اس کو وہ اپنے ساتھ حبشہ سے لائی تھیں۔ پیالہ کے اندر کا پیشاب کیا ہوا؟ اس نے بتایا میں نے پی لیا۔ آپ نے فرمایا تم ہمیشہ کے لیے صحت مند ہوگئیں۔ اے ام یوسف (اس خادمہ کی کنیت تھی) تو وہ کبھی بیمار نہ ہوئیں صرف مرض الموت ان کو لاحق ہوا۔ ابن وحیہ نے کہا کہ یہ واقعہ ام ایمن کے علاوہ ہے۔

حضور ﷺ بڑے صاحب جمال تھے:

بخاری و مسلم نے حضرت براء سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں میں سے سب سے زیادہ حسین و خوبرو اور خلقت میں سب سے احسن اور میانہ قد تھے۔

بخاری نے براء رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ان سے کسی نے دریافت کیا کہ ''حضور ﷺ کا چہرہ انور شمشیر کی مانند تھا؟'' کہا نہیں بلکہ قمر کی مانند۔

مسلم نے حضرت جابر بن سمرہ سے روایت کی کہ ان سے کسی نے پوچھا ''کیا رسول اللہ کا چہرۂ انور طویل تھا؟'' کہا نہیں بلکہ چاند و سورج کی مانند مستدیر تھا۔

دارمی وبیہقی نے حضرت جابر بن سمرہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو چاندنی راتوں میں دیکھا ہے۔ آپ ﷺ سرخ لباس میں تھے تو کبھی میں آپ کو دیکھتا اور کبھی چاند کو تو بلاشبہ آپ میری آنکھوں کو چاند سے زیادہ حسین معلوم ہوئے۔

بخاری نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب خوش ہوتے تو چہرہ انور چمک اٹھتا گویا کہ وہ چاند کا ٹکڑا ہے۔ اور ہم اس بات کو آپ کی شادمانی کی علامت سمجھتے۔

ابونعیم نے حضرت ابوبکر صدیق سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا آنحضرت کا چہرہ چاند کی مانند مدور یعنی گول تھا۔

بیہقی نے ابواسحاق سے اور انہوں نے ایک ہمدانی عورت سے روایت کی۔ اس نے کہا کہ میں نے آں حضرت ﷺ کے ساتھ حج کیا ہے۔ میں نے اس سے پوچھا آپ ﷺ کی مشابہت کیسی تھی؟ اس نے جواب دیا چودھویں رات کے چاند کی مانند۔ میں نے کسی کو آپ کی مانند نہ پہلے دیکھا نہ بعد کو۔

دارمی بیہقی' طبرانی اور ابونعیم نے ضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے ربیع بنت معوذ سے پوچھا کہ براہ کرم رسول اللہ ﷺ کے اوصاف بیان فرمایئے۔ انہوں نے کہا کہ اگر تم حضور ﷺ کو دیکھتے تو کہتے کہ سورج نے طلوع کیا ہے۔

مسلم نے ابوالطفیل سے روایت کی۔ ان سے کسی نے پوچھا ہمیں رسول اللہ ﷺ کے بارے میں کچھ بتایئے۔ انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ سفید اور ملیح چہرے والے تھے۔

بخاری ومسلم نے حضرت انس سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں میں میانہ قد تھے۔ کھلتا ہوا رنگ' سیاہ نہ سفید' موئے شریف گھنے تھے نہ چھدرے۔ لٹکے ہوئے تھے نہ گھنگریالے بلکہ ایسے تھے جیسے کنگھی کر کے بنائے گئے ہوں۔

بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ایسے صبیح تھے کہ اس میں سرخی کی جھلک تھی۔

ابن سعد' ترمذی اور بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ خوبصورت کسی کو نہ دیکھا۔ محسوس ہوتا کہ آپ ﷺ کے چہرہ انور میں آفتاب پھر رہا ہے اور میں نے رفتار میں کسی کو حضور ﷺ سے زیادہ تیز نہ دیکھا گویا کہ زمین آپ ﷺ کے لیے لپٹتی تھی۔ ہم آپ کے ساتھ چلنے کے دوران کوشش کرتے اور آپ ﷺ کی عام رفتار بے پروائی کے ساتھ ہوتی۔

ابن سعد نے قتادہ سے اور بن عساکر نے بہ سند قتادہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ کہ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ ہر نبی کو حُسنِ خلق 'حُسن صورت اور حُسن آواز کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ آخرکار اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی ﷺ کو مبعوث فرمایا تو آپ ﷺ کو بھی حُسن اخلاق 'حُسن جمال صورت' اور دل پذیر آواز سے نوازا۔

ابن عساکر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کبھی کسی نبی کو مبعوث نہ فرمایا مگر یہ کہ وہ خوب رو' صاحب حسب ونسب اور خوش آواز ہوتا۔ اور بلاشبہ تمہارے نبی صبیح ووجیہ' نجیب وشریف اور دل نشین آواز والے تھے۔ اور یہ تمام خوبیاں آپ میں بدرجہ کمال موجود تھیں۔

دارمی نے' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ بہادر سخی اور

خوبصورت نہیں دیکھا۔ مسلم نے حضرت جابر بن سمرہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا دہن کشادہ' چشمان مبارک میں سرخی کی جھلک اور پیروں کی دونوں ایڑیاں پر گوشت اور بھری ہوئی تھیں۔

بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی چشم ہائے مبارک بڑی بڑی تھیں جن میں سرخی کی جھلک تھی اور آپ کی مژگاں دراز تھیں۔

ترمذی و بیہقی نے ایک اور سند کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی[1]۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ میانہ قد تھے۔ سر کے بال نہ گھنگھریالے نہ لٹکے ہوئے چہرے کا گوشت نرم اور لٹکا ہوا نہ تھا۔ اور چہرے میں گولائی تھی۔ رنگ نکھرا ہوا' کشادہ پیشانی' مژگاں سیاہ و دراز' جسم و اندام کی ہڈیاں چوڑی پر گوشت' شانے چوڑے' جسم پر بال نہ تھے۔ البتہ از سینہ تا ناف ایک بالوں کی لکیر تھی۔ دونوں ہتھیلیاں اور قدم قوی و مضبوط تھے۔ انگلیاں فربہ تھیں۔ پورا قدم رکھ کر قوت کے ساتھ چلتے۔ گویا فراز سے نشیب میں آ رہے ہیں۔ التفات بے دلی سے نہ ہوتا اور دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی۔

بیہقی نے ایک اور سند کے ساتھ انہیں سے روایت کی۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ کی پتلیاں سیاہ اور مژگاں دراز تھیں۔

بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی پیشانی مبارک چوڑی اور پلکیں لانبی تھیں۔ (طیالسی اور ترمذی نے اسے روایت کر کے صحیح کہا ہے)

بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ طویل القامت تھے۔ نہ پستہ قد۔ آپ کا سر مبارک بڑا اور ریش مبارک بھی بڑی تھی۔ ہاتھ اور پاؤں کی انگلیاں فربہ اور جوڑ مضبوط تھے۔ اور ہڈیوں کے سرے' یعنی گھٹنے کہنی اور مونڈھے چوڑے اور مضبوط تھے۔

طیالسی' احمد اور بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی کلائیاں چوڑی اور دونوں شانوں کے درمیان فاصلہ تھا۔ اور آپ کی مژگاں دراز تھیں۔ آپ ﷺ بازاروں میں شور مچانے والے فحش گو اور لغو بات کہنے والے نہ تھے۔ کسی کے روبرو ہوتے یا پشت پھیرتے دونوں صورتوں میں پوری طرح عمل فرماتے تھے۔

بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کی داڑھی سیاہ تھی اور دندان مبارک حسین تھے۔

بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ان سے کسی نے پوچھا کیا نبی کریم ﷺ پر بڑھاپا آیا تھا؟ انہوں نے جواب دیا

---

[1] حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اجمالاً اوصاف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرما دیئے ہیں۔ تفصیل کی اس روایت میں گنجائش نہ تھی۔ یہاں شیدائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم امام بوصیری کے یہ چند اشعار بے ساختہ نوک قلم پر آ گئے ہیں۔ غور فرمائیے۔

وَكُلُّ آيٍ اتى الرسل الكرام بها ... فَاِنَّمَا اتصلت من نوره بهم

فَاِنَّهٗ شمسُ فضلٍ هم كواكبها ... يُظْهِرْنَ انوارها للنَّاسِ فى الظلم

وَكُلُّهُم من رسول الله ملتمس ... غرفا من اليم او رشفا من الديم

یعنی تمام انبیاء مرسلین جو نشانی لے کر بھی یہاں آئے وہ سب آپ ہی کے انوار و جمال کا پرتو ہیں۔ بلاشبہ آپ ہی فضل کے آفتاب ہیں اور وہ سب آپ کے سامنے ستارے ہیں جن کے انوار تاریکی میں لوگوں کے لیے مشعل راہ ہے۔ وہ تمام انبیاء رسول اللہ کے خوشہ چیں ہیں اور آپ کے دریائے فضل کا ایک گھونٹ اور سمندر کا ایک قطرہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ پر بڑھاپے کا عیب نہ لگایا۔ آپ ﷺ کی ریش مبارک میں بس سترہ یا اٹھارہ بال سفید تھے۔

شیخین رحمہما اللہ نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا قد میانہ تھا اور دونوں شانوں کے درمیان فاصلہ تھا۔ اور سر کے بال کانوں کی لو تک پہنچتے تھے۔ بہرحال آپ ﷺ سے زیادہ حسین میں نے کسی کو نہ دیکھا۔

امام احمد و بیہقی نے محرش کعبی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے مقام جعرانہ سے رات کے وقت عمرہ کی نیت کی۔ اتفاقاً میری نظر آپ ﷺ کی پشت مبارک پر پڑی تو وہ گویا ایک سیم پارہ تھا۔

طیالسی، ابن سعد، طبرانی اور ابن عساکر نے حضرت ام ہانی سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے شکم مبارک کو (بہ غور) نہیں دیکھا مگر مجھے یاد ہے کہ وہ کاغذ کی تہوں کی مانند تھا۔ (یعنی بہت زیادہ شکنیں پڑی ہوئی تھیں)

ترمذی و بیہقی نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ ایسے صبیح تھے گویا چاندی سے بنائے گئے تھے اور آپ کے بال گھونگھر والے تھے نہ لٹکے ہوئے تھے شکم ہموار شانوں کی ہڈیاں چوڑی اور چلنے کے دوران پورا قدم رکھ کر چلتے۔ تخی طب کے سلسلے میں پورے طور پر روبرو ہوتے۔ اور جب رخ تبدیل فرماتے تھے تو پورے طور پر فرماتے تھے۔

بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کا سر مبارک اور پائے مبارک بزرگ اور کف ہائے دست کشادہ تھے۔

بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کے قدم بڑے اور چہرہ زیبا ایسا تھا کہ میں نے کسی دوسرے کا نہ دیکھا۔

طبرانی و بیہقی نے حضرت میمونہ بنت کردم سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ میں نے حضور ﷺ کو دیکھا ہے اور میں پیر کے انگوٹھے سے متصل انگلی کی درازی کو نہیں بھولی ہوں۔

بیہقی نے بلعدوی کے ایک صحابی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ کو دیکھا ہے۔ آپ ﷺ خوبصورت متناسب جسامت چوڑی پیشانی کھڑی بلند ناک اور ملی ہوئی عمدہ ابرو والے شخص تھے۔ اور میں نے دیکھا تھا کہ آپ کی گردن کے پاس سے ناف تک بالوں کی لکیر تھی۔

بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نہ طویل القامت تھے نہ پستہ قد بلکہ قدرے درازی مائل جسم تھا اور ہاتھوں اور پیروں کی انگلیاں بھری ہوئی سینہ سے ناف تک بالوں کی لکیر تھی۔ آپ ﷺ کا پسینہ موتی کی مانند ہوتا اور جب چلتے تو جھکے ہوئے معلوم ہوتے گویا چڑھائی پر چڑھ رہے ہیں۔

عبداللہ بن احمد اور بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ طویل قامت نہ تھے اور درمیانہ قد سے نیچے نہ تھے مگر لوگوں کے ساتھ ہوتے تو دراز قد نظر آتے۔ آپ ﷺ کا رنگ گورا اور سر مبارک بڑا تھا۔ رنگ و روپ روشن و چمکدار تھا۔ پلکیں باریک اور ابرو کشادہ، ہاتھ پیر کی انگلیں بھری ہوئی اور دراز تھیں۔ روانگی کے دوران قوت سے قدم بڑھاتے جیسے

---

1 یعنی چاندی کی ڈلی کی طرح روشن۔

نشیب میں اتر رہے ہوں۔ آپ ﷺ کی پیشانی پر پسینہ موتیوں کی مانند ہوتا اور میں نے آپ ﷺ کو دیکھنے سے پہلے یا بعد آپ ﷺ کا ہمسر نہ دیکھا۔

مسلم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا رنگ شفاف تھا اور حضور ﷺ کا پسینہ موتی کی مانند تاباں تھا۔ آپ جس وقت چلتے تو اس طرح چلتے کہ جھکے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔

بزار و بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ میانہ قد کے لوگوں میں حسین ترین تھے۔ قد مائل بہ طول تھا۔ دونوں شانوں کے درمیان فاصلہ تھا۔ رخسار مبارک نرم و دراز بال خوب سیاہ' آنکھیں سرگیں' پلکیں دراز تھیں۔ قدم پورا رکھتے۔ پیروں کے تلوؤں میں گڑھا نہ تھا۔ جب شانوں پر چادر ڈال لیتے تو پھر آپ ﷺ کا سراپا جسم سیمیں[1] معلوم ہوتا۔ تبسم سے دیواریں روشن ہو جاتیں اور میں نے آپ ﷺ کو دیکھنے سے قبل یا بعد کسی کو حضور کا ہمسر نہ پایا[2]۔

شیخین رحمہما اللہ نے حضرت انس سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلیوں سے زیادہ نرم و ملائم' ریشم و دیبا کو بھی نہ پایا اور رسول اللہ ﷺ کی پاکیزہ خوشبو سے زیادہ مشک و عنبر کی خوشبو کو بھی نہ سونگھا۔

مسلم نے جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے رخساروں پر دست مبارک پھیرا تو میں نے آپ کے ہاتھ کی لطیف خنکی اور خوشبو کو محسوس کیا جیسے کہ آپ نے خوشبودان سے اپنا دست مبارک نکالا ہو۔

بیہقی نے یزید بن اسود سے روایت کی کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا دست مبارک مجھے دیا تو میں نے آپ کے ہاتھ میں برف سے زیادہ ٹھنڈک اور مشک سے زیادہ خوشبو محسوس کی۔

طبرانی نے مستورد بن شداد سے انہوں نے والد سے روایت کی۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور میں نے آپ ﷺ کا دست مبارک اپنے ہاتھ میں لے لیا تو وہ برف سے زیادہ سرد اور حریر سے زیادہ نرم تھا۔

امام احمد نے حضرت سعد بن ابی وقاص سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں مکہ میں بیمار ہوا اور رسول اللہ ﷺ عیادت کے لیے تشریف لائے۔ اپنا دست مبارک میری پیشانی پر رکھا نیز میرے چہرے' سینے اور پیٹ پر پھیرا تو میں آج تک سرور کائنات ﷺ کے دست مبارک کی اس خنکی کو محسوس کرتا ہوں جو اس وقت میں نے محسوس کی تھی۔

ابن سعد اور ابن عساکر نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ سرخی مائل گورے تھے۔ انگلیوں کے پورے بھرے ہوئے' طویل القامت تھے نہ پستہ قد بال گھنگریالے نہ لٹکے ہوئے۔ جب آپ ﷺ چلتے تو لوگ ہمراہی قائم رکھنے کے لیے دوڑتے اور میں نے آپ کے مانند کسی کو نہ دیکھا۔

ابوموسیٰ مدینی نے "کتاب الصحابہ" میں امد بن ابد خضرمی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اور آپ سے پہلے اور آپ کے بعد میں کسی کو آپ ﷺ کی مانند نہیں دیکھا۔

ابن سعد نے حضرت عبداللہ بن بریدہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کے قدم مبارک میں احسن البشر تھے۔

---

1. چاندی کی مثل۔ 2. علامہ سیوطی نے اس سلسلہ میں متعدد احادیث بیان کی ہیں۔

ابن سعد و ابن عساکر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ آپ نے بیان کیا۔ رسول اللہ ﷺ کا رنگ سرخ سفید' پتلیاں سیاہ' سینہ سے ناف تک بالوں کا خط' ناک بلند' رخسار' دراز و بلند داڑھی گھنی اور بال کان کی لو تک تھے۔ گردن مبارک گویا چاندی کی صراحی تھی۔ پیشانی پر پسینہ موتیوں کی مانند چمکتا اور پسینہ کی خوشبو مشک سے زیادہ پاکیزہ اور لطیف تھی۔

ابن سعد اور ابن عساکر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن کی جانب بھیجا تو میں ایک دن لوگوں کو خطاب کر رہا تھا۔ اور احبار یہود ہاتھ میں کتاب لیے کھڑے تھے۔ اور اس کی عبارت کسی مقام سے دیکھ رہے تھے۔ پھر انہوں نے میری طرف دیکھ کر کہا ''ابو القاسم محمد رسول اللہ ﷺ کا وصف بیان کیجئے'' میں نے کہا کہ آپ ﷺ طویل القامت ہیں نہ پست قد' بال گھنگھریالے ہیں نہ لٹکے ہوئے' سیاہ رنگ کے ہیں' سر مبارک بڑا' آپ کا رنگ مائل بہ سرخی ہے۔ 'مضبوط اندام' انگلیاں بھری ہوئی' حلق سے ناف تک بالوں کی سیدھی لکیر ہے۔ پلکیں دراز دونوں ابرو ملی ہوئی' پیشانی چوڑی اور دونوں شانوں کے درمیان فاصلہ ہے۔ ان کی رفتار کے دوران جسم میں جھکاؤ سا معلوم ہوتا ہے جیسے بلندی سے اتر رہے ہوں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے حضور ﷺ کے یہ اوصاف بیان کیے تو ایک یہودی نے کہا کہ ہماری کتاب میں بھی یہی اوصاف موجود ہیں۔ پھر یہودی عالم نے کہنا شروع کیا کہ حضور جب آنکھ کھولتے ہیں تو اس میں سرخ ڈورے نظر آتے ہیں۔ ریش مبارک اور دہن اقدس خوبصورت اور دونوں کان مکمل ہیں۔ اور جب تخاطب فرماتے ہیں تو پوری طور پر متوجہ ہو جاتے ہیں۔ اور جب اختلاط ختم ہو جاتا ہے یعنی رابطہ اور میل کے بعد پھر (سن کن لینے کی خاطر) توجہ اور نظر نہیں رکھتے۔ حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا ہاں یقیناً آنحضرت ﷺ کی یہی شان ہے۔ یہودی عالم نے کہا ایک بات اور ہے۔ میں نے کہا وہ کونسی؟ اس نے کہا کہ آپ ﷺ میں خمیدگی ہے۔ میں نے کہا کہ یہ وہ بات ہے جو میں نے تم سے بیان کر دی ہے کہ آپ چلتے وقت جھکے معلوم ہوتے ہیں۔ کہ جیسے نشیب میں اتر رہے ہیں۔ یہودی عالم نے کہا کہ میں نے حضور ﷺ کے یہ اوصاف اپنے اسلاف کی کتابوں میں پائے ہیں اور ہم نے پڑھا ہے کہ آپ خدا کے گھر اس کے حرم' مقام امن سے مبعوث ہوں گے پھر آپ اس حرم کی جانب ہجرت کریں گے جس کو آپ نے حرام قرار دیا ہوگا۔ اس کی حرمت ایسی ہی ہے جیسے اللہ کے حرم کی۔ اس نئے حرم کے لوگ جہاں آپ ہجرت کر کے پہنچیں گے۔ آپ کے انصار ہوں گے۔ اور وہ لوگ عمرو بن عامر کی نسل سے ہوں گے۔ جو باغات اور زمینوں کے مالک ہوں گے اور ان سے پہلے یہود ان چیزوں کے مالک ہوں گے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا یہی صورت واقعہ ہے۔ یہودی عالم نے کہا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ نبی برحق ہیں۔ اور پوری نوع انسانی کے طرف ان کی ہدایت کے لیے آئے ہیں۔

ابن عساکر نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ چند یہودی آئے حضرت علی کو بلایا اور ان سے کہا ''ہمیں اپنے چچا کے بیٹے کے اوصاف بتائیے''

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ''محمد ﷺ نہ طویل القامت تھے نہ پست قد آپ کا رنگ و روپ سرخی مائل گورا تھا۔ آپ کے بال گھنگریالے تھے مگر بالکل پیچیدہ نہ تھے۔ سر کے بال دونوں کانوں تک تھے۔ پیشانی کشادہ اور رخسار واضح تھے۔ پتلیاں سیاہ اور

دونوں ابرو ملے ہوئے۔ مژگاں دراز اور بنی شریف باریک اور درمیان میں اٹھی ہوئی۔ حلقوم سے ناف تک بالوں کی سیدھی لکیر تھی سامنے کے دانت چمکدار اور ریش مبارک گھنی تھی۔ گردن گویا چاندی کی صراحی تھی اور آپ کی ہنسلیوں میں گویا سونا رواں تھا۔ مذکور جگہوں کے علاوہ باقی جسم پر کہیں بال نہ تھے۔ اور دونوں شانوں کے درمیان ماہ کامل کی مانند ایک دائرہ تھا جس میں نورانی حروف میں دو سطریں تحریر تھیں۔ اوپر کی سطر میں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور نیچے کی سطر میں مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

ابن عساکر نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بیت المقدس کے علماء یہود میں سے کوئی ایک عالم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذاتی اوصاف مجھ سے بیان فرمائیے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا سنو "حضور صلی اللہ علیہ وسلم طویل القامت تھے نہ پستہ قد رنگ سرخی مائل گورا' بال قدرے خم دار کانوں کی لو تک' پیشانی کشادہ' رخسار واضح' ابرو ملے ہوئے' پتلیاں سیاہ' پلکیں دراز' ناک باریک درمیان سے قدرے اٹھی ہوئی سینہ سے ناف تک بالوں کی لکیر تھی۔ سامنے کے دانت چمکدار اور ریش مبارک گھنی تھی۔ گردن شریف گویا چاندی کی صراحی اور حلقوم میں سونا بہتا معلوم ہوتا تھا۔ پیشانی پر پسینہ موتیوں کی مانند معلوم ہوتا تھا۔ ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیاں فربہ تھیں۔ حلقوم سے ناف تک بالوں کی لکیر کے سوا جو شاخ کی مانند تھی آپ کے جسم اور کہیں بال نہ تھے۔ آپ کے جسم سے مشک سے زیادہ خوشبو مہکتی تھی۔ کھڑے ہوتے تو دوسرے لوگوں سے اونچے نظر آتے۔ اور جب چلتے تو گویا پتھر سے ہیرا اکھاڑ رہے ہیں۔ جب کسی کی جانب رخ انور پھیرتے تو پورے گھوم جاتے۔ اور جب پلٹتے تو پوری طرح پلٹتے تھے"۔

یہودی نے کہا کہ "آپ نے تمام اوصاف صحیح بیان کیے اور میں توریت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہی اوصاف پاتا ہوں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کا دین سچا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں"

بیہقی اور ابن عساکر نے مقاتل بن حیان سے روایت کی انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ تم میرے اوامر کے اجراء میں پوری جدوجہد کرو اور مذاق کرنے والوں کو برداشت نہ کرو۔ اے کنوارک پاک بتول کے فرزند! میرا حکم سنو اور اس کے مطابق عمل کرو۔ میں نے تم کو بغیر مرد کے پیدا کیا اور سارے جہان کے لیے اپنی قدرت کا تم کو نشان بنایا۔ پس میرا ہی حکم مانو اور مجھ ہی پر بھروسہ رکھو۔ اور اہل سوران کی طرف جا کر ان کو میرے احکام پہنچا دو کہ میں وہ خدائے حی القیوم ہوں جسے کبھی زوال نہیں اور اس نبی امی کی تصدیق کرو جو عربی شتربان اور عمامہ والا ہے۔ وہ نبی موصوف نعلین پہنے گا اور ہاتھ میں عصا رکھے گا۔ اس کا سر بڑا ہوگا' پیشانی چوڑی بھنویں ملی ہوئیں' پتلیاں سیاہ' آنکھیں سوہ حسین و کشادہ' مژگاں دراز ناک باریک اور درمیان سے اٹھی ہوئی' رخسار واضح اور ریش مبارک گھنی' پیشانی پر پسینہ موتیوں کی مانند ہوگا جس سے خوشبو مہک جائے گی۔ اس کی گردن گویا صراحی سیمی اور حلقوم میں سونا بہتا معلوم ہوگا۔ اور از سینہ تا ناف بالوں کی لکیر ہوگی مگر اس کے علاوہ کہیں بال نہ ہوں گے۔ ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیاں فربہ ہوں گی۔ وہ لوگوں کے درمیان سب سے بلند نظر آئے گا۔ چلنے کے دوران قدموں کی نشست و برخاست کچھ

---

۱ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جو اوصاف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان فرمائے ہیں۔ وہ صفحات گزشتہ میں بحوالہ روایات بیان کئے جا چکے ہیں۔ قرآن مجید نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے اس طرح کہلوایا ویاتی من بعدی رسول اسمہ احمد یعنی میرے بعد ایک رسول تشریف لائیں گے جن کا نام نامی احمد ہوگا۔

اس انداز پر ہوگی جیسے وہ قدموں سے پتھروں کی ناہمواری و مسلتا چل رہا ہے اور ایک صاحب قوت نشیب کی طرف پہنچ رہا ہے۔ اس محترم و محسن عالم کی رفتار کڑی کمان کے تیر کی طرح تیز ہوگی۔

ابن سعد اور ترمذی نے ''شمائل میں اور بیہقی' طبرانی' ابونعیم اور ابن السکین نے ''المعرفہ'' میں اور ابن عساکر نے حسن بن علی سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ سے رسول اللہ کے بارے میں پوچھا اور وہ حضور ﷺ کے اوصاف بیان کرنے میں مشہور تھے۔ انہوں نے اس طرح حالات بیان کیے۔

''حضور ﷺ صاحب عظمت لوگوں میں برگزیدہ تھے۔ آپ ﷺ کی پیشانی ماہ تمام کی مانند چمکتی۔ آپ ﷺ کا قد زیبا درمیانہ قامتی سے کسی قدر متجاوز مگر طویل قامتی سے کم تھا۔ آپ ﷺ کا سر بڑا اور بال قدرے خمیدہ تھے۔ جو اکثر کانوں کی لو سے متجاوز ہوتے۔ رنگ نکھرا ہوا' چمکدار پیشانی کشادہ' ابرو باریک اور بڑی جن میں بالوں کی کثرت تھی۔ نیز دونوں ابرو کے درمیان رگ تھی جو غصہ کے وقت ابھر آتی تھی۔ ناک باریک درمیان سے اٹھی ہوئی اور نورانی تھی۔ ریش مبارک گھنی' آنکھوں کی پتلیاں سیاہ' رخسار دراز' دہن مبارک فراخ' دانت آبدار اور سامنے سے کشادہ تھے۔ سینہ پر بالوں کی لکیر تھی۔ گردن ہاتھی دانت یا چاندی کی طرح صاف تھی۔ تمام اعضاء میں تناسب اور حسن تھا۔ فربہ اور قوی تھے۔ پیٹ اور سینہ ہموار تھا۔ سینہ چوڑا ابھرا ہوا تھا۔ اندام قوی تھے۔ کل جسم پرنور تھا۔ سینہ پر بالوں کے علاوہ کہیں بال نہ تھے۔ کلائیاں لمبی اور ہتھیلیاں چوڑی' تمام انگلیاں فربہ تھیں۔ تلوؤں میں گڑھا نہ تھا۔ دونوں تلوے صاف رہتے۔ پھٹے نہ ہوتے۔ پانی پڑنے پر فوراً بہہ جاتا۔ آپ ﷺ قدرے جھک کر متانت اور وقار کے ساتھ چلتے۔ رفتار میں تیزی اور سرعت تھی۔ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ ایک صاحب قوت شخص اپنے جوتوں سے پتھروں کی ناہمواری کو مسلتا ہوا نشیب کی طرف اتر رہا ہے۔ جب التفات فرماتے تو پوری توجہ کے ساتھ' نگاہیں نیچی سوئے زمیں رہتیں۔ دیکھنے کا انداز گوشہ چشم سے تھا۔ اپنے اصحاب کے پیچھے چلتے اور ہمیشہ لوگوں سے السلام علیکم کہنے میں سبقت فرمایا کرتے۔

اس کے بعد میں ہند بن ابی ہالہ سے عرض کیا' براہ کرم اب حضور ﷺ کی گفتار کے بارے میں کچھ بیان کیجئے۔ تو انہوں نے کہا[1]

''حضور ﷺ کے حزن و ملال کی کیفیت دائمی تھی۔ ہمیشہ فکرمند رہتے۔ کسی لمحہ آپ ﷺ کو چین و انبساط نہ تھا۔ بغیر ضرورت کلام نہ فرماتے۔ خاموشی طاری رہتی۔ خوش کلامی سے کلام کی ابتدا کرتے۔ اور خوش کلامی پر ہی اختتام فرماتے۔ گفتگو ٹھوس با مقصد جچا تلا انداز' سوچی سمجھی رائے' جامعیت اور اختصار کے ساتھ ہوتی نہ اس میں تشنگی رہتی اور نہ غیر ضروری الفاظ ہوتے۔ آپ ﷺ نعمت کی قدر اور شکر کرتے اگرچہ وہ قلیل ہو۔ کھانے کی اشیاء میں نہ برائی نہ تعریف میں مبالغہ کرتے۔ حق کی مدافعت کے لیے غضب ناک ہوتے تو باطل پرست تاب برداشت نہ رکھتا۔ اپنی ذات کے لیے کبھی ترش رو اور خفا نہ ہوتے۔ نہ اپنے کارناموں پر داد و تحسین کو پسند کرتے یا گوارا فرماتے۔ جب اشارہ فرماتے تو پورے ہاتھ سے مکمل طور پر اشارہ کرتے۔ اظہار حیرت کے لیے ہاتھ کو پلٹ کر اشارہ

---

[1] حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تکلم کے سلسلہ میں فرماتے ہیں کہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخزن لسانہ الا فیما یعنیہ ٥ یعنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زبان مبارک بند رکھتے اور اس کی حفاظت فرماتے مگر اس چیز میں اور اس بات میں جو مفید و سودمند ہوتی کلام فرماتے۔

فرماتے۔ کبھی دوران گفتگو میں ہاتھوں کو ملا لیتے۔ اور سیدھے ہاتھ کے انگوٹھے کو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر مارتے۔ بری اور نازیبا بات کو دیکھ کر یا سن کر اعراض فرماتے جس سے لوگوں کو حضور ﷺ کی ناپسندیدگی اور ناراضگی کا فوراً اندازہ ہو جاتا۔ مسرت و انبساط کے وقت نگاہیں جھکا لیتے۔ اور حضور ﷺ کی ہنسی تبسم سے زیادہ نہ ہوتی۔ تبسم کے دوران دندان مبارک اولوں کی مانند صاف اور چمکدار نظر آ جاتے۔

صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ و اہل بیتہ اجمعین

حضور ﷺ کے اسمائے صفاتی

بعض علماء کا قول ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ایک ہزار نام ہیں۔ کچھ قرآن کریم مذکور ہیں اور کچھ احادیث اور کتب سابقہ میں ہیں۔

شیخین رحمہما اللہ نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میرے بہ کثرت نام ہیں۔ میں محمد ہوں۔ میں احمد ہوں میں ماحی ہوں کہ میرے ذریعہ اللہ تعالیٰ کفر کو ناپید کرے گا۔ میں وہ حاشر ہوں کہ میرے قدموں پر لوگ قبروں سے اٹھیں گے۔ اور میں عاقب ہوں اس وجہ سے کہ میں سب سے پیچھے آیا ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہ آئے گا۔

احمد وطیالسی نے اپنی مسانید میں اور ابن سعد' حاکم اور بیہقی نے حضرت جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا میں محمد' میں احمد' میں حاشر' میں ماحی اور خاتم و عاقب ہوں۔

طبرانی نے اوسط میں نیز ابونعیم نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں محمد' میں احمد' میں حاشر اور ماحی ہوں۔

امام احمد و مسلم نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ہم کو رسول اللہ ﷺ نے اپنے بہت سے نام بتائے۔ ان میں سے کچھ تو ہمیں یاد ہیں اور کچھ یاد نہیں رہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں محمد' میں احمد و مقفی' حاشر' نبی التوبہ' نبی الملحمہ اور نبی الرحمہ ہوں۔

امام احمد' ابن ابی شیبہ اور ترمذی نے ''شمائل'' میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے مدینے کے ایک کوچہ میں رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں محمد' میں احمد' میں نبی الرحمہ' میں نبی التوبہ' میں المقفی' میں الحاشر اور نبی الملاحم ہوں۔

ابونعیم ابن مردویہ اپنی تفسیر میں دیلمی مسند الفردوس میں حضرت ابوالطفیل سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے رب کے نزدیک میرے دس نام ہیں۔ میں محمد' احمد' فاتح' خاتم' ابوالقاسم' حاشر' عاقب' ماحی' یٰس اور طٰہٰ ہوں۔

ابن سعد نے مجاہد کی سند کے ساتھ نبی کریم ﷺ سے روایت کی کہ حضور ﷺ نے فرمایا میں محمد' احمد' رسول الرحمہ' رسول الملحمہ' المقفی اور الحاشر ہوں۔ مجھے جہاد کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہے۔

ابن عدی اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ قرآن کریم میں میرا نام محمد انجیل میں احمد توریت میں احید ہے۔ میرا نام احید اس لیے رکھا گیا کہ میں اپنی امت کو جہنم کی آگ سے دور کرتا ہوں۔

ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کو کتب سابقہ میں احمد محمد ماحی المقفی نبی الملاحم حمطایا فارقلیطا اور ماذ ماذ کے ناموں سے مخاطب کیا جاتا تھا۔

ابن فارس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا توریت میں میرا نام احمد الضحوک القتال ہے، جو اونٹ پر سواری کرے گا۔ عمامہ باندھے گا اور کاندھے پر تلوار لٹکائے گا۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کے اسمائے شریفہ کی شرح میں ایک کتاب مرتب کی ہے جس میں تین سو چالیس ناموں کو قرآن کریم احادیث نبوی اور کتب سابقہ سے اخذ کر کے بیان کیا ہے۔

حضور ﷺ کے ناموں کا اسمائے خداوندی سے انتساب

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو تقریباً اپنے تیس ناموں سے مخصوص فرمایا۔ وہ اسماء حسب ذیل ہیں۔

الاکرام' الامین الاول' الآخر' البشیر' الجبار' الحق' الخبیر' ذوالقوہ' الرؤف' الرحیم' الشھید' الشکور' الصادق' العظیم' العفو' العالم' العزیز' الفاتح' الکریم' المبین' المھیمن' المقدس' المولےٰ' الولی' النور' الھادی' طٰہٰ اور یٰس۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمیں ان تیس ناموں کے سوا اور بھی بہت سے اسماء قرآن کریم میں ملتے ہیں جو یہ ہیں۔

الاحد' الاصدق الاحسن' الاجود' الاعلیٰ' الآمر الناھی' الباطن' البر' البرھان' الحاشر' الحافظ' الحفیظ' الحسیب' الحکیم' الحلیم' الحی' الخلیفہ' الداعی' الرفیع' الواضع' رفیع الدرجات' السلام' السید' الشاکر الصابر' الصاحب' الطیب' الطاھر' العدل' العلےٰ' الغالب' الغفور' الغنی' القائم' القریب' الماجد' المعطی' الناسخ' الناشر' الوفی' حٰمٓ اور نٓون (صلی اللہ علیہ وسلم)

حضور ﷺ کے مبارک ناموں کا اسمائے خداوندی سے اشتقاق

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی مدح میں حسب ذیل اشعار پڑھے۔

اغر علیہ للنبوۃ خاتم — من اللہ من نور یلوح ویشھد

آپ ﷺ حسین ہیں' آپ ﷺ پر مہر نبوت ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔ وہ مہر نور ہے جو چمکدار ہے اور گواہی دیتی ہے۔

وضمّ الٰہ اسم النبی الی اسمہ اذا قال فی الخمس الموذن اشہد

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا نام اپنے نام کے ساتھ ملایا۔ جب موذن پانچوں وقت اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہتا ہے تو اس کے ساتھ ہی اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا بھی اظہار و اعلان کرتا ہے۔

وشق لہ من اسمہ لیجلہ فذو العرش محمود و ھذا محمد

اللہ تعالیٰ نے اپنے نام سے حضور ﷺ کا نام نکالا تا کہ آپ ﷺ کی عزت و عظمت کا اظہار ہو تو مالک عرش کا نام محمود ہے اور آپ ﷺ کا نام محمد (ﷺ)

بیہقی و ابن عساکر نے سفیان بن عینیہ کی سند سے حضرت علی بن زید بن جدعان سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ لوگوں نے ایک اجتماع میں مذاکرہ کیا کہ عرب میں کون سا شاعر بہتر ہے اور اس کے کلام میں وہ کونسا بہترین شعر ہے جو اس نے حضور ﷺ کی منقبت میں کہا ہے؟ چنانچہ متفقہ طور پر کہا گیا کہ ''وشق لہ من اسمہ الخ'' سب سے بہتر ہے۔

ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ جب پیدا ہوئے تو حضرت عبدالمطلب نے ایک دنبہ کا عقیقہ کیا اور حضور ﷺ کا نام محمد ﷺ رکھا۔ اس موقع پر کسی نے ان سے کہا ''اے ابوالحارث! کیا وجہ ہے کہ آپ نے حضور ﷺ کا نام محمد رکھا اور اپنے آباؤ اجداد کے ناموں پر نام نہ رکھا؟

عبدالمطلب نے جواب دیا: میں نے چاہا کہ آسمانوں میں اللہ تعالیٰ میرے پوتے کی مدح فرمائے۔ اور زمین پر ساکنان خاک آپ کی تعریفیں کریں۔ اور اللہ تعالیٰ نے عبدالمطلب کی اس آرزو کو پورا کر دیا کہ آج آفاق اس نام سے گونج رہا ہے۔

مدینہ منورہ میں بعالم صغرسنی قیام کے دوران رونما ہونے والے آثار

ابن سعد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما' زہری رحمۃ اللہ علیہ اور عاصم بن عمرو بن قتادہ سے روایت کی۔ اس روایت میں مختلف احادیث کے الفاظ خلط ملط ہو گئے ہیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ چھ سال کے ہوئے تو آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ اپنی بہنوں سے ملنے کے لیے مدینہ منورہ میں بنی عدی اور بنی نجار آئیں۔ پہلے نابغہ کے گھر اتریں اور ان کے یہاں ایک ماہ تک قیام کیا۔ ان کے ہمراہ آپ اور ام ایمن بھی تھیں۔ حضور ﷺ کو جب کبھی اس مکان کو دیکھنے کا اتفاق ہوتا تو آپ کو اپنے زمانہ قیام کی یاد تازہ ہو جاتی۔ آپ ﷺ فرماتے میں اپنی والدہ کے ہمراہ یہاں ٹھہرا تھا اور میں نے بنی عدی کے حوض میں تیرنا شروع کیا تھا۔ یہود کی نگاہیں جب آپ ﷺ پر پڑیں تو وہ بہ غور آپ ﷺ کو دیکھتے۔ ام ایمن کا کہنا ہے میں نے سنا ایک شخص کہہ رہا تھا'' یہ بچہ اس امت کا نبی ہے اور یہ مقام اس کی ہجرت گاہ ہے'' میں نے ان باتوں کو یاد رکھا۔ کچھ عرصہ کے بعد آپ ﷺ والدہ کے ساتھ مکہ واپس آ رہے تھے کہ آپ ﷺ کی والدہ کا مقام ابواء پہنچنے پر انتقال ہو گیا۔

ابونعیم نے واقدی کی سند سے ان کے مشائخ اور راویوں سے مذکورہ حدیث کی مانند روایت کی اور یہ مزید کہا کہ رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا۔ اس زمانے میں اس یہودی کو میں نے نظر بھر کر دیکھا جو بار بار میری جانب دیکھ رہا تھا۔ اس نے مجھ سے کہا:

''اے بچے! تمہارا کیا نام ہے؟''

میں نے جواب دیا ''میرا نام احمد ہے''

پھر اس نے میری پشت کی جانب دیکھا تو میں نے سنا وہ یہودی کہہ رہا تھا ''یہ اس امت کا نبی ہے'' پھر میں اپنی والدہ کی بہنوں کے پاس آیا اور ان سے اس واقعہ کا ذکر کیا۔ انہوں نے والدہ کو بتایا تو وہ میرے بارے میں اندیشہ کرنے لگیں۔ اور مجھ کو ساتھ لے کر مکہ روانہ ہوگئیں۔ ام ایمن ہمیں بتایا کرتی تھیں کہ دوپہر کے وقت میرے پاس مدینہ کے قیام کے دوران دو یہودی آئے اور انہوں نے کہا کہ ''ہم احمد کو دیکھیں گے'' میں نے دکھا دیا۔ پھر اونداکر کے پیٹھ دیکھی۔ پھر انہوں نے آپس میں کہا ''یہ اس امت کا نبی ہے اور یہ شہر اس ہجرت کا مقام ہے۔ عنقریب اس شہر میں قتل و غارت، قید و بند اور دوسرے اہم امور ظہور میں آنے والے ہیں'' ام ایمن رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے ان کے یہ الفاظ یاد رکھے۔

حضور ﷺ کی والدہ کی وفات:

ابونعیم نے بہ سند زہری ام سماعہ بنت ابی رہم سے اور انہوں نے اپنی امہات (ماؤں) سے روایت کی کہ میں رسول اللہ ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ کے پاس اس مرض کے زمانے میں جس میں ان کی وفات ہوئی۔ موجود تھی۔ اور حضور ﷺ جن کی عمر صرف پانچ سال تھی بالیں پر بیٹھے تھے اور مریضہ ماں اپنے صاحبزادے کو دیکھ رہی تھی۔ پھر حضرت آمنہ نے یہ اشعار پڑھے۔

بارك الله فيك من غلام — يا ابن الذى من حومته الحمام

اے میرے بیٹے! اللہ تعالیٰ تمہاری عمر میں برکت دے۔ اے اس شخص کے فرزند جو (میرا شوہر ہے اور وہ) وفات پا چکا ہے۔

نجا بعون الملك المنعام — فودى عذاة الضرب بالسهام

جس نے انعام و اکرام کرنے والے خدا کی مدد سے اس وقت نجات پائی تھی جب قرعہ اندازی میں ان کا نام نکلا۔

بمائته من الابل سوام — ان صح ما ابصرت فى المنام

پھر ان کی دیت میں چھوڑے ہوئے سو (۱۰۰) اونٹ ذبح کیے گئے اور جو خواب میں میں نے دیکھا ہے اگر وہ صحیح ہے تو

فانت مبعوث الى الانام — من عند ذى الجلال والاكرام

یقیناً آپ لوگوں کی طرف عظمت و جلالت والے خدا کی جانب سے مبعوث ہوں گے۔

تبعث فى الحل و فى الحرام — تبعث بالتحقيق والاسلام

آپ ﷺ حل[1] و حرم میں مبعوث ہوں گے۔ بلاشبہ اسلام کے ساتھ آپ ﷺ کی بعثت ہوگی۔

دين ابيك البر ابراهام — فالله اك عن الاصنام

ان لا تواليها مع الاقوام

---

[1] حل و حرم سے مراد بیت الحرام ہے۔

اسلام' بلاشبہ تمہارے نیکوکار والد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دین ہے۔ اب اللہ تعالیٰ آپ کو بتوں سے محفوظ رکھے کہ آپ لوگوں کے ساتھ ان کی پیروی نہ کریں۔

ان اشعار کے بعد حضرت آمنہ نے فرمایا "ہر جینے والے کو مرنا ہے ہر جدید کو قدیم اور ہر بڑھاپے کے لیے موت ہے۔ اب میں مرنے والی ہوں مگر میری یاد باقی رہنے والی ہے۔ بلاشبہ میں نے آپ کو خیر کے ساتھ چھوڑا اور عظمت وطہارت کے ساتھ تولد کیا پھر وہ وفات پا گئیں۔ اور ہم نے جنات کو ان پر روتے سنا اور ہم نے ان کے نوحہ کے چند اشعار یاد رکھے ہیں جو یہ ہیں:

ا۔ حِل وحرم سے مراد بیت الحرام ہے۔

نبکی الفتاة البرة الامینہ ذات الجمال العفہ الرزینہ

ہم اس جوان محترمہ کی موت پر روتے ہیں جو نیکوکار' امانت دار' صاحب جمال' عفیفہ اور وقار والی ہے۔

زوجة عبداللہ و القرینہ ام نبی اللہ ذی السکینہ

وہ حضرت عبداللہ کی بیوی محترمہ اور ان کی رفیقہ حیات اور صاحب سکینہ اللہ کے نبی کی والدہ ماجدہ ہیں۔

و صاحب المنبر بالمدینہ صارت لدی جعفر تھارھینہ

وہ نبی مدینہ طیبہ میں صاحب منبر ہوگا ان کی والدہ اپنی قبر میں مدفون ہوگئیں۔

اہل مکہ کی طلب بارش کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا کے وسیلے سے دعا

ابن سعد' ابن ابی الدنیا' بیہقی' طبرانی' ابونعیم اور ابن عساکر نے متعدد سندوں کے ساتھ مخرمہ بن نوفل سے انہوں نے اپنی والدہ رقیقہ سے جو کہ عبدالمطلب کی ہم عمر تھیں۔ روایت کی کہ قریش کو مسلسل خشک سالی کا سامنا کرنا پڑا جس کی بنا پر بیچاروں کی ہڈیاں تک چیخ گئیں۔ چنانچہ میں ایک روز سو رہی تھی یا غنودگی کی حالت تھی کہ دفعتہً ایک غیبی آواز سنی کہ:

"اے گروہ قریش! وہ نبی جو تمہارے درمیان مبعوث ہونے والا ہے۔ اس کے ظہور کا زمانہ قریب آ گیا ہے تم لوگ بارش اور خوشحالی کے لیے دعا کیوں نہیں مانگتے لہٰذا تم ایسے شخص کو مخصوص کرو جو حسب ونسب میں بہتر اور جسامت میں عظیم' رنگ میں صاف وسفید اور جلد میں نازک لطیف ہو اس کی پلکیں دراز وکثیر اور رخسار شاداب وحسین ہوں اور اس کی ناک سوتی ہوئی درمیان سے مرتفع ہو۔ اسے وہ فخر حاصل ہے کہ اس پر لوگوں کی حاجتیں موقوف ہیں۔ اس قحط اور خشک سالی سے نجات کا یہ طریقہ ہے کہ مذکورہ علامات کا حامل شخص اس کے بیٹے' پوتے دعاؤں کے لیے مخصوص ہو جائیں اور تمام قبائل عرب سے ایک ایک فرد ان کے ساتھ آ کر شریک ہو اور تمام افراد پانی سے غسل کریں۔ خوشبو ملیں رکن کعبہ کو بوسہ دیں' سات مرتبہ طواف کعبہ کریں پھر سب لوگ جبل ابوقبیس پر چڑھیں بعد ازاں وہ مذکورہ علامات کا حامل شخص اللہ تعالیٰ سے بارش کے لیے التجا ودعا کرے باقی تمام لوگ آمین کہیں۔ اس کے بعد تم لوگوں کو حسب ضرورت سیراب کیا جائے گا"

میں بیدار ہوئی تو صبح تھی اور میرا دل خوف زدہ اور اندام لرزاں' دماغ چکرا رہا تھا۔ میں نے اپنے خواب کا ذکر کیا اور مکی خانوادوں[۱] میں آئی ہر شخص نے یہی کہا کہ جو علامات تم بیان کر رہی ہو وہ سردار عبدالمطلب کے سوا کسی میں نہیں۔ پس اہل قریش اور دیگر قبیلوں میں سے ایک ایک فرد بہ طور نمائندہ مجتمع ہو کر عبدالمطلب کی خدمت میں آئے۔ غسل کیے خوشبوئیں لگائیں۔ استلام کے بعد طواف کیا۔ پھر جبل ابوقبیس پر آئے۔ عبدالمطلب پہاڑ کی چوٹی پر پہلو میں کمسن پوتے یعنی رسول اللہ کو لے کر کھڑے ہوئے۔ پھر عبدالمطلب نے ان الفاظ میں دعا کے لیے لب کشائی کی۔

''الھم ساد اسحلته و کاشف الکربته انت عالم غیر معلم و مسئول غیر منجل و ھذه عبد و اماؤك بعذات حرمك یشکون الیك سنتھم اذھبت الخف و الظاف اللھم فامطرن غیثا مغدقا مریعاً''[۲]

دعا کے بعد وہ ابھی لوٹے بھی نہیں تھے کہ آسمان ابر آلود ہوا۔ بارش ہونے لگی اور پوری وادی اور نالے بھر گئے۔ میں نے دو بوڑھے قریشیوں کو کہتے سنا'' اے عبدالمطلب' اے ابوالبطحا یہ استجاب[۳] مبارک ہو کیونکہ اس کے سبب اہل بطحا میں زندگی کی لہر دوڑ گئی'' اس موقع پر رقیقہ نے حسب ذیل اشعار کہے۔

بشیبته الحمد اسقی الله بلدتنا لمافقدنا الحیاء واجلوذ المطر

یعنی شیبۃ الحمد عبدالمطلب کے وسیلے سے اللہ۔ نے ہمارے شہروں کو پانی بخشا جبکہ ہماری زندگیاں خشک سالی کے سبب تنگی میں تھیں۔

فجاء بالماء جونی له سیل سحافعا شت به الانعام و الشجر

تو موسلا دھار بارش ہوئی جس سے دریا اور نالے بھر گئے۔ چوپائے اور درخت زندہ ہو گئے۔

منامن الله بالمیمون طائره وخیر من بشرت یوما به مضر

ہم سب کی سیرابی اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔ اس کے وسیلے سے ہے۔ جس کا نصیبہ برکت والا ہے اور وہ اس سے بہتر ہے جس کی بشارت ایک دن مضر نے دی تھی۔

مبارك[۴] الامر یستقی الغمام به ما فی الانام له عدل ولا خطر

بابرکت ہے وہ نام جس کے وسیلے سے بادل کے ذریعے پانی مانگا گیا وہ ایسی ذات ہے جس کی ہمسر اور ہم مرتبہ ذات لوگوں میں کوئی نہیں۔

آنحضرت ﷺ اپنے دادا کے جس کام کو اپنے ذمہ لیتے وہ پورا ہوتا:

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں ابن سعد نے اور ابویعلیٰ' طبرانی' ابن عدی اور حاکم نے روایت کر کے صحیح کہا ہے اور بیہقی' ابونعیم اور ابن مندہ نے کندیر بن سعید کی سند سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ زمانہ جاہلیت میں زیارت بیت اللہ کو میرا جانا

[۱] خانوادے مکے میں روساء قریش کے بہت سے گھرانے تھے انہی خانوادوں میں ایک گھرانا حضرت عبدالمطلب بھی تھا۔
[۲] اے خدا ہماری حاجات کو پورا فرمانے اور ہمیں غموں سے نجات دینے والے تجھے بلا بتائے سب خبر ہے اور سب تجھ سے سوالی ہیں۔ عطا نہ فرمانا تیری عادت نہیں ہے تیرے حرم میں تیرے بندے حاضر ہیں۔ خشک سالی کی وجہ سے ہمارے مویشی اور زمین تباہ حال ہے۔ اے معبود برحق ہم پر اپنی بارش فرما جو ہر طرف سرسبزہ کر دے۔
[۳] استجاب دعا مانگتے ہی بارش شروع ہوگئی۔ اس پر مبارک باد دی گئی۔ [۴] مبارک الاسم

ہوا۔ میں نے خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے ایک شخص کو دیکھا جو یہ پڑھ رہا تھا

یا رب ردہ واصطنع عندی یدا ردالی راکبی محمدا

اے میرے رب! مجھ پر سواری کرنے والے محمد کو مجھے لوٹا دے۔ اے میرے رب اسے پلٹا دے اور میرے ہاتھ مضبوط کر دے۔

میں نے دریافت کیا کہ یہ کون شخص ہے جو مناجات کر رہا ہے۔؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ عبدالمطلب ہیں۔ انہوں نے اپنے فرزند (محمد) کو تلاش شستر کے لیے بھیجا ہے اور وہ عبدالمطلب کے جس کام کی انجام دہی کے لیے جاتے ہیں اس کو پایہ تکمیل تک پہنچا دیتے ہیں۔ اس وقت ان کو واپسی میں کچھ دیر ہو گئی ہے۔ جس کی وجہ سے وہ دعا کر رہے ہیں۔ اس بات کو زیادہ دیر نہ ہوئی تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ لے کر آ گئے۔

بیہقی اور ابن عدی نے بہتر بن حکیم سے روایت کی کہ (میرے جد امجد) حیدہ نے عہد جاہلیت میں عمرہ کیا۔ انہوں نے ایک بوڑھے شخص کو طواف کے دوران یہ دعا کرتے سنا۔

یا رب ردہ و اصطنع عندی یداً ردالی راکبی محمداً

میں نے دریافت کیا کہ یہ کون شخص ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ سردار قریش عبدالمطلب ہیں۔ ان کے بہت سے اونٹ ہیں۔ جب ان میں سے کوئی گم ہو جاتا ہے تو اپنے بیٹے کو بازیابی کے لیے بھیجتے ہیں۔ اور جب بیٹے تلاش میں ناکام ہو جاتے ہیں تو پھر اپنے پوتے کو روانہ کرتے ہیں۔ اس وقت انہوں نے اپنے پوتے کو روانہ کیا ہوا ہے کیونکہ ان کے بیٹے اونٹ کی تلاش میں ناکام ہو چکے تھے۔ اس گفتگو کو کچھ زیادہ وقت نہ گزرا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ کو لے کر آ گئے۔

عبدالمطلب کو معرفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاصل تھی:

ابن اسحاق' بیہقی اور ابونعیم نے اپنی سند سے روایت کی کہ ہم سے عبداللہ بن عباس بن معبد نے اور ان سے ان کے بعض گھر والوں نے حدیث بیان کی کہ عبدالمطلب کے لیے سایہ خانہ کعبہ میں مسند لگائی جاتی اور مسند پر کوئی بھی ان کی اولاد میں سے نہ بیٹھتا مگر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے تو آپ اسی مسند پر بیٹھ جاتے۔ کوئی چچا جب یہ دیکھ لیتا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مسند سے ہٹنے کے لیے کہتا تو پھر عبدالمطلب فرماتے ''میرے بیٹے سے کچھ نہ کہو' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت پر شفقت اور پیار سے ہاتھ پھیرتے ہوئے کہتے۔

''بلاشبہ میرے اس بیٹے کی بڑی شان ہے''

جب عبدالمطلب کی وفات ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم آٹھ سال کے تھے۔ عبدالمطلب نے وفات سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ابوطالب کو وصیت کر دی تھی۔[1]

---

[1] اس بنا پر بعض ارباب علم وفضل یہ استدلال کرتے ہیں کہ عبدالمطلب کو اپنے نبیہ محترم کی ان خصوصیات سے منجانب اللہ آگہی حاصل تھی جو اللہ تعالیٰ نے ان کی ذات میں ودیعت فرما دی تھی۔

ابونعیم نے بہ طریق عطاء حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی کے مانند روایت کی۔ البتہ اس میں اس قدر زیادہ ہے کہ "میرے بیٹے کو چھوڑ دو کہ وہ مسند پر بیٹھا رہے۔ وہ اپنی ذات کے بارے میں شعور اور معرفت رکھتا ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ ایسے مرتبہ اعلیٰ پر پہنچے گا کہ نہ اس سے پہلے کوئی پہنچا نہ بعد میں پہنچ سکے گا"

ابن سعد اور ابن عساکر نے زہری' مجاہد اور نافع بن جبیر سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسند عبدالمطلب پر بیٹھ جایا کرتے۔ کوئی چچا آتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہٹ جانے کو کہتا تو عبدالمطلب فرماتے "میرے بیٹے کو کچھ نہ کہو کیونکہ اس میں شاہانہ صفات ہیں"

بنی مدلج نے عبدالمطلب سے کہا "آپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کیجئے۔ کیونکہ ہم نے حضرت ابراہیم کے نشان قدم کے مشابہ (جو مقام ابراہیم میں ہے) کسی کا قدم نہیں دیکھا مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نشان قدم اس سے بہت مشابہ ہے۔

حضرت عبدالمطلب نے ام ایمن سے فرمایا "اے کنیز! اس فرزند سے بے پرواہ ہونا اس لیے کہ اہل کتاب میرے اس بیٹے کو نبی بتاتے ہیں۔

- ابونعیم نے واقدی کی سند کے ساتھ ان کے مشائخ سے روایت کی ہم ایک روز حجر اسود کے قریب عبدالمطلب کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ اور نجران کا پادری جوان کا دوست تھا ان سے باتیں کر رہا تھا کہ ہم ایک نبی کی خبر پاتے ہیں جو بنی اسمٰعیل سے ہوگا۔ یہ شہر مکہ اس کی ولادت گاہ ہے۔ اور اس کی یہ اور یہ علامات ہیں۔ اتفاقاً اسی وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ پادری نے آپ کی آنکھوں' پشت اقدس اور قدم شریف کو بہ غور دیکھا اور کہنے لگا وہ نبی یہی ہیں۔ اس نے پوچھا آپ کا ان سے کیا رشتہ ہے؟

انہوں نے جواب دیا "یہ میرا فرزند ہے"

پادری نے کہا: "نہیں ان کے بارے میں ایک علامت یہ بھی ہے کہ اس نبی کے والد حیات نہ رہیں گے"

عبدالمطلب نے کہا "دراصل یہ میرا پوتا ہے اور اس کے باپ نے اس وقت وفات پائی جب کہ یہ حمل میں تھے" پادری نے کہا کہ آپ نے سچ فرمایا اس کے بعد عبدالمطلب نے اپنے بیٹوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لیے ہدایت کی۔

بیہقی' ابونعیم اور ابن عساکر نے عفیر بن زرعہ کی سند سے روایت کی کہ جب سیف بن ذی یزن کا تسلط حبشہ پر ہوا (یہ واقعہ آنحضور کی ولادت کے دو سال بعد ہوا تھا) تو عرب کے وفود اسے مبارک باد دینے آئے جن میں قریش کے وفد کے سربراہ عبدالمطلب بھی تھے۔ ان سے سیف نے کہا "اے عبدالمطلب! میں اسرار علمی کی ایک بات تم سے بیان کرتا ہوں اس کا ایک تعلق تم سے بھی ہے۔ جو اس کے وجود کا تعلق ہے مگر میرا بیان اس شرط پر ہوگا کہ آپ اسے بدون حکم خداوندی کسی پر ہرگز ظاہر نہ کریں گے۔ اس میں کچھ لوگوں کے لیے خیر اور کچھ کے لیے خطرہ ہے۔ اس میں دنیا کی فلاح اور آخرت کی نجات ہے اور جس کے اثرات کا دائرہ وسیع ہے۔ حضرت عبدالمطلب نے پوچھا "ایسی کونسی بات ہے"

سیف نے کہا "اس زمانہ میں تہامہ کی سرزمین پر ایک بچہ پیدا ہوا ہے جس کے دونوں شانوں کے درمیان ایک دائرہ ہے۔ اس فرزند جلیل کو شرف امامت و ہدایت حاصل ہے اور تم سب اور ساری نوع انسانی کے لیے اس کی پیشوائی اور ہدایت قیامت تک کے لیے مخصوص ہے۔ اس نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا کہ یہی وہ زمانہ ہے جس میں اس کو پیدا ہونا ہے یا وہ پیدا ہو چکا ہے۔ نام

اس کا محمد ہے۔ اس کے والدین فوت ہو جائیں گے۔ اور اس کے دادا اور اس کے چچا کفالت کریں گے۔ اس کا حکم غالب ہو کر رہے گا۔ اور ہم میں سے اس کے لیے مددگار پیدا کرے گا۔ اس کے ذریعہ دشمن دوست بنیں گے اور سچائی کے مخالفوں کو ذلیل وخوار کریں گے۔ ہلاکت کے گہرے غاروں سے لوٹ کر لوگ سلامتی کی راہ پر گامزن ہوں گے۔ ان کے لیے مادی وسائل فراہم کرنا آسان ہو گا۔ وہ زمین کے خزانوں سے اپنے ارادہ کی قوت باہر نکال لیں گے۔ وہ صرف رحمان کی عبادت کریں گے۔ اور طاغوت کی قوت اور سرکشی کو توڑ دیں گے۔ آتش کدے سرد اور بت کدے تباہ ہوں گے۔ اس کے عدل اور انصاف گستری کا انعام خویش و بیگانہ سب کو پانی، ہوا اور سورج کی شعاع کی طرح یکساں لے گا۔ اے عبدالمطلب! تم اس کے دادا ہو یہ بات جھوٹ نہیں ہے۔ تو اے خوش قسمت بوڑھے سردار اور پاسبان حرم! تو کیا تم نے سمجھ لیا جو میں کہہ رہا تھا؟

انہوں نے کہا کہ ''ہاں اے واقف حال بادشاہ! میں نے اپنے محبوب ترین فرزند کا نکاح ایک شریف خاندان، شریف خصلت زہری خاتون سے کیا ہے جس کے بطن سے لڑکا پیدا ہوا جس کا نام محمد رکھا گیا بچہ کے والدین وفات پا گئے لہٰذا میں اور اس کا چچا اب اس کا کفیل ہیں۔

سیف نے کہا کہ ''میری باتوں کو یاد رکھنا بچہ کو یہودیوں سے محفوظ رکھنا کیونکہ وہ اس کے دشمن ہیں اگرچہ ان کی رسائی بچہ تک نہیں ہو گی بلاشبہ میرے زمانہ اقتدار میں وہ مبعوث ہو جاتے تو میں سوار اور پیادوں سے ان کی مدد کرتا۔

ابونعیم فزائطی اور ابن عساکر نے بہ طریق کلبی ابوصالح سے، انہوں نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جو مندرجہ بالا حدیث ہی کے مطابق ہے۔

واقدی اور ابونعیم نے حضرت عبداللہ بن کعب سے روایت کی کہ مجھ سے میری قوم کے بزرگوں نے ذکر کیا کہ ایک مرتبہ عبدالمطلب کی حیات میں ہم اپنے علاقہ سے عمرہ کے لیے روانہ ہوئے۔ تیما کے ایک یہودی بغرض کاروبار تجارت ہمارے ساتھ ہو گیا۔ مکہ پہنچ کر اس نے عبدالمطلب کو دیکھا تو اس نے کہا کہ کتب سماوی میں ہے کہ اس شخص کی نسل سے ایک نبی پیدا ہو گا جو ہماری قوم کو عاد کی طرح قتل کرے گا۔

ابن سعد نے ابوحازم سے روایت کی کہ ایک کاہن مکہ آیا اس نے حضور ﷺ کو عبدالمطلب کے ہمراہ دیکھ کر کہا ''اے قریش! اس بچہ کو مار ڈالو یہ تمہارے طریقوں کو ختم کرے گا اور تمہاری مزاحمت بے سود اور بے نتیجہ رہے گی''

حضور ﷺ کا اعجاز ابوطالب کے زمانہ کفالت میں:

ابن سعد، ابونعیم اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ابوطالب کے بچے عام بچوں کی طرح گندے منہ اور آنکھوں کے ساتھ سو کر اٹھتے اور حضور ﷺ صاف اور ستھرے۔ ابوطالب سب کے سامنے کھانا لاتے تو وہ بے صبری اور حرص اور طلب زیادتی کا مظاہرہ جیسے بچوں کی عادت ہوتی ہے کرنے لگتے مگر حضور ﷺ پروقار طریقہ پر خاموش بیٹھے رہتے۔ ابوطالب نے یہ صورت حال دیکھ کر ان سے علیحدہ آپ ﷺ کا انتظام کر دیا۔

ابن سعد' ابونعیم اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ابوطالب اور ان کے دوسرے اہل خانہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دستر خوان پر کھانا تناول فرماتے تو شکم سیری اور لطف محسوس کرتے۔ اتفاقاً کھانے کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم موجود نہ ہوتے تو ابوطالب گھر والوں سے کہتے ٹھہر جاؤ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے آجانے کے بعد شروع کریں گے۔ اگر غذا میں دودھ ہوتا تو پھر ابوطالب شیر نوشی کی ترتیب اس طرح رکھتے کہ پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پلاتے۔ پھر دوسرے گھر والوں کو اور بعد میں خود لیتے۔ اکثر کہا کرتے کہ میرا یہ بیٹا بڑی برکت والا ہے۔

ابونعیم نے واقدی کی سند سے روایت کی کہ ام ایمن نے فرمایا میں نے نہیں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھوک یا پیاس کی شکایت کی ہو۔ صبح کو اٹھ کر تھوڑا آب زمزم پی لیتے اور صبح کو ناشتے میں کچھ نہ لیتے۔

ابن سعد نے ام ایمن کی اس حدیث کو دوسری سند سے "طبقات" میں لکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچپن اور بڑھاپے میں کبھی بھوک اور پیاس کی شکایت نہ کی۔

ابن سعد نے ابن قطبیہ سے روایت کی کہ ابوطالب کے لیے بڑا تکیہ بنایا جاتا تھا اور وہ حسب عادت اس پر ٹیک لگا لیتے تھے۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور تکیہ کو کھول کر بچھا دیا اور اس پر دراز ہو گئے۔ کچھ دیر بعد ابوطالب آئے اور دیکھ کر کہنے لگے۔ "حل بطحا کی قسم! میرا یہ بھتیجا ذوق نعمت رکھتا ہے۔ (ابن سعد نے ایسا ہی ایک اثر عمرو بن سعید سے بھی روایت کیا ہے)

طبرانی نے عمار سے روایت کی۔ ایک مرتبہ ابوطالب (اہل مکہ کے لیے کھانا تیار کرا رہے تھے) اور ضروری سامان کے پاس بیٹھے تھے۔ جب انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آتے دیکھا تو کچھ شے پہلو کے نیچے کر لی مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چچا کے اس اخفاء کو سمجھ لیا۔ ابوطالب نے کہا میرا یہ بھتیجا بذریعہ کرامت معلوم کر لیتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بحیرا راہب کی پیش گوئی اور چچا کو مشورہ:

بیہقی' ابونعیم اور خرائطی نے "الہواتف" میں ابوموسیٰ اشعری سے روایت کی ہے کہ جناب ابوطالب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش کے چند دوسرے بوڑھے افراد کے ساتھ شام کے سفر پر روانہ ہوئے۔ ایک مقام پر پڑاؤ کیا۔ اس پڑاؤ پر ایک راہب آیا حالانکہ اس سے قبل ان کے پاس کبھی کوئی راہب ملنے نہیں آیا تھا۔ یہاں پہنچ کر راہب کی نظریں کسی کو تلاش کرنے لگیں۔ پھر یکبارگی اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ اور کہنے لگا کہ یہ فرزند سارے جہانوں کا سردار ہے۔ یہ رب العالمین کا رسول ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے رحمت اللعالمین بنا کر مبعوث فرمائے گا۔ یہ سن کر قریش کے بڑے بوڑھوں نے کہا کہ تم کو یہ سب کس طرح معلوم ہوا۔ راہب نے کہا کہ تمہاری جماعت جب گھاٹی سے نمودار ہوئی تو میں نے دیکھا کہ اس فرزند کے سامنے ہر پتھر اور ہر درخت سجدے میں گر جاتا تھا اور یہ نبی کے سوا کسی غیر نبی کو سجدہ نہیں کرتے۔ میں ان کو شناخت اس طرح کیا کہ ان کے شانوں کے نچلے حصہ میں سیب کی طرح مہر نبوت ہے۔ راہب نے اس جماعت کے لیے کھانے کا بندوبست کیا۔ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر بادلوں کا سایہ کرنا خود اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا۔ قریش کے قیام کے دوران بحیرا برابر تاکید کرتا رہا کہ اس بچہ کو روم نہ لے جاؤ کیونکہ ان

مخصوص علامات کو دیکھ کر وہاں کے لوگ پہچان لیں گے۔اور اندیشہ ہے کہ قتل نہ کردیں۔حسن اتفاق سے نو رومی اشخاص نمودار ہوئے بحیرا جا کر ان سے ملا اور مقصد سفر دریافت کیا۔انہوں نے جواب دیا۔

''ہم اس نبی کی تلاش میں آئے ہیں جو عنقریب مبعوث ہوا چاہتا ہے۔ہم چاہتے ہیں کہ اس کے ظہور سے پہلے قتل کر دیا جائے''

بحیرا نے ان سے کہا کہ ''تم نے کبھی سنا یا دیکھا ہے کہ حکم خداوندی اور ارادۂ باری کو ٹالنے اور روکنے کی کوشش کسی نے کی ہو اور وہ کامیاب ہوا ہو؟

انہوں نے جواب دیا ''سنا نہ دیکھا''

راہب نے مشورہ دیا ''تم کو چاہیے کہ اس نبی کی اطاعت کرو اور اس کے کاموں میں شریک بن جاؤ''

بحیرا راہب اس کے بعد قریشیوں کے پاس آیا اور کہا کہ آپ لوگوں میں ان (محمد ﷺ) کا اصل والی کون ہے؟ لوگوں نے ابوطالب کی طرف اشارہ کیا کہ یہ ہیں ان کے والی۔بحیرا نے حضرت ابوطالب کو نزاکت حال سے آگاہ کیا اور ان کو کسی نہ کسی طرح مکہ واپس کر دینے پر راضی کر لیا اس سفر میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی شریک تھے۔انہوں نے بلال حبشی کو حضور ﷺ کے ہمراہ جانے پر آمادہ کر لیا۔روانگی کے وقت زیتون کے کاک بطور توشہ ساتھ کر دیئے۔(بیہقی کہتے ہیں کہ یہ واقعہ اہل مغازی کے نزدیک بہت مشہور ہے۔)

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس واقعہ کے متعدد شواہد ہیں جن کو آگے بیان کروں گا اور جو اس کی صحت پر دلالت کرتے ہیں۔ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو اس قول کی بنا پر ضعیف کہا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بلال کو حضور ﷺ کے ساتھ بھیج دیا'' وجہ یہ ہے کہ حضرت ابوبکر اس وقت تک نہ تو متاہل تھے اور نہ ہی بلال رضی اللہ عنہ کو خریدا تھا اور ابن حجر نے ''الاصابہ'' میں فرمایا۔اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں اور اس میں کوئی منکر بھی نہیں ہے۔بجز اس فقرے کے تو اس فقرے کو اس بات پر محمول کیا جائے گا کہ یہ خلط الفاظ کا نتیجہ ہے۔گویا ہم سند دوسری حدیث کے الفاظ اس حدیث سے مخلوط ہو گئے ہیں۔

بیہقی نے ابن اسحاق سے روایت کہ آپ ﷺ کے چچا ابوطالب قافلہ کے ہمراہ حضور ﷺ کو ساتھ لے کر شام کی طرف روانہ ہوئے۔دوران سفر بصرہ پر پڑاؤ کیا۔وہاں بحیرا راہب اپنی خانقاہ میں مقیم تھا۔اس کی علمائے نصاریٰ میں بڑی قدر تھی۔اس خانقاہ کی موروثی الہامی کتاب راہبوں کے سردار کے پاس منصبی اعتبار سے پشت در پشت سے چلی آرہی تھی۔بحیرا بھی اس کا عالم تھا۔ عرب اور قریشی قافلے اسی منزل پر ٹھہرتے اور گزرتے رہتے۔مگر راہب قطعی طور پر التفات نہ کرتا۔اس مرتبہ قافلے کے ٹھہراؤ کے بعد اس نے مہمانی کے لیے کھانے تیار کرائے۔اس نے اپنے صومعہ سے دیکھا کہ قافلہ پر سفید ابر سایہ افگن ہے۔پھر یہ قافلہ اور نزدیک پہنچ کر ایک درخت کے سایہ میں فروکش ہوا۔تو دیکھا کہ وہ سفید ابر درخت کے اوپر سایہ کر رہا ہے اور درخت کی شاخیں رسول اللہ ﷺ پر جھکی ہوئی ہیں۔جب بحیرا نے یہ منظر دیکھا تو وہ خانقاہ کی چھت سے اترا اور کھانا تیار کرنے کا حکم دیا اور کہلوایا۔

اے گروہ شعب قریش! میری خواہش ہے کہ آپ تمام حضرات میری مہمانی میں کھانا کھائیں۔

قریشیوں میں کسی ایک نے کہا کہ "بحیرا سے کہو آپ نے آج خلاف عادت نوازش فرمائی ہے اور پورے قافلے کو دعوت طعام دی ہے۔"

بحیرا نے جواب میں دوبارہ کہلوایا "آپ لوگوں نے صحیح کہا مگر یہ میری پیش کش پر خلوص ہے۔ اور آپ کے احترام میں ہے"

چنانچہ معزز بحیرا جو کہ علم و فضل عبادت و زہد اور بصرے کی مشہور خانقاہ کا متولی ہونے کی وجہ سے احترام رکھتا تھا۔ قریشی مسافر اس کی دعوت کیسے مسترد کر سکتے تھے۔ وہ سب خانقاہ جانے لگے۔ اور محمد ﷺ کو قیام گاہ پر حفاظت سامان کے خیال سے چھوڑ گئے۔

بحیرا نے سب مہمانوں پر نظر ڈالی مگر وہ علامات نہ دیکھیں تب اس نے کہا "اے محترم قریشی مہمانو! میں سمجھ رہا ہوں کہ آپ سب لوگ تشریف لائے ہوں گے اور مجھے سب کی مہمانی کا شرف مل رہا ہے؟"

مہمانوں میں سے ایک نے کہا کہ "ہم اپنی عزت افزائی کے لیے شکر گزار ہیں ہم سب حاضر ہیں بجز ایک لڑکے اور اس کو مستقر پر سامان کے لیے چھوڑ دیا ہے"

بحیرا نے کہا کہ یہ تو میری خواہش کے خلاف ہے۔ بحیرا کے اس پر خلوص التفات کو دیکھ کر ایک شخص نے کہا

"قسم لات و عزیٰ کی ہمارے لیے غیرت و شرم کی بات ہے کہ ہم سے محترم میزبان کو بار بار کہنے کی ضرورت پڑے"

اب ہم میں سے کسی کو مستقر پر جا کر محمد ﷺ کو اس دعوت میں لے آنا چاہیے۔

راوی کا بیان ہے وہ شخص اٹھا اور جا کر حضور ﷺ کو لے آیا۔ بحیرا حضور ﷺ کو بغور دیکھتا رہا حتی کہ لوگ کھانے سے فارغ ہوئے۔ بحیرا نے حکمت عملی سے حضور ﷺ کو ساتھیوں سے تھوڑا الگ لے جا کر عرض کیا "اے فرزند ارجمند! میں آپ ﷺ کو لات و عزیٰ کی قسم دے کر چند باتیں پوچھنا چاہتا ہوں آپ مجھے اس کا جواب دیں"

بحیرا نے بتوں کا نام اس لیے لیا تھا کہ قریش اس کی پرستش کرتے تھے مگر بتوں کا نام حضور ﷺ کو بہت ہی ناگوار گزرا آپ نے فرمایا مجھ سے گفتگو میں بتوں کا نام نہ لیجئے۔ میں ان سے نفرت کرتا ہوں اور میں بت پرستی سے بیزار ہوں۔

بحیرا نے کہا کہ "میں خدا کو درمیان میں لا کر کہتا ہوں کہ آپ میرے سوالات کا جواب دیں گے۔"

آپ نے فرمایا: "ہاں آپ کی امید پوری ہوگی"

چنانچہ خانقاہ بصری کا یہ عابد و عالم آپ کی عام حالت' بیداری اور خواب' آپ کے خیالات اور وجدانیات کے بارے میں پوچھتا اور جواب پاتا رہا۔ پھر اس نے پشت پر مہر نبوت کو دیکھا اور ملاقات کا یہ سلسلہ ختم ہو گیا۔

راوی بن اسحاق کا بیان کا ہے کہ اس کے بعد بحیرا راہب ابو طالب کے پاس آیا اور پوچھا کہ "کیا یہ تمہارا لڑکا ہے؟ ابو طالب نے جواب دیا "جی ہاں" بحیرا نے کہا "میرا خیال تو یہ ہے کہ ان کے والد فوت ہو چکے ہیں" ابو طالب نے کہا "یہ میرے بھائی کا بچہ ہے" بحیرا نے پوچھا کہ وہ کہاں ہیں۔

ابو طالب نے جواب دیا "وہ لڑکے کی ولادت سے کچھ پہلے ہی فوت ہو چکے" اب بحیرا نے کہا ہاں یہ درست ہے۔ پھر اس نے ابو طالب سے کہا کہ تم اپنے اس بھتیجے کو وطن واپس لے جاؤ اور یہودیوں کے شر سے بچاؤ وہ اس کو مخصوص علامات سے شناخت کر سکتے

ہیں اور یہ بات خطرے کی وجہ بن سکتی ہے۔

اس کے بعد ابوطالب نے جلد جلد معاملات ضروریات سفر کو نمٹایا اور مکہ لوٹ آئے۔ واپس آ کر تمام واقعات سفر' بحیرا کی مشورت اور یہود کے تجسس وتلاش وغیرہ کے تمام بیتے حالات پر غور کیا ایک ایک کر کے تمام باتیں آپ کو یاد آئیں اور اس تاثیر کے تحت ابوطالب نے یہ چند محبت بھرے اشعار نعت میں کہے۔

فَمَا رَجَعُوْا حَتّٰی رأو ابن محمَّد   اَحَادیث تجلو غم کُلّ فوادِ

وہ یہود اس وقت تک نہ لوٹے جب تک کہ انہوں نے محمد ﷺ میں وہ باتیں نہ دیکھ لیں جن سے دلوں کا غم غلط ہوتا ہے۔

وَحَتی رَاؤا اَحبار کُلِّ مدینة"   سَجودالّٰه مِن عَصبَة و فراد

انہوں نے یہاں تک دیکھا کہ ہر شہر کے اہل علم جمع ہو کر اور فرداً فرداً ان کو سجدہ کرتے ہیں۔

زبیر او تماما و قد کان شاهدا   دریسا دهمو کلهم بفساد

زبیر اور تمام لوگ جو ان کے ساتھ تھے دریس وغیرہ ان سب نے برائی کا قصد کیا۔

فقال لهم قولا بحیرا و ایقنو   له بعد تکذیب و طول بعاد

بحیرا نے ان سے ایک بات کہی جس کی تکذیب اور طویل بحث کے بعد انہوں نے اس کو تسلیم کر لیا۔

کما قال للرهط الذین تهودوا   وجاهد هم فی الله کل جهاد

جس طرح بحیرا نے یہودیوں سے پرزور گفتگو کی اور بحیرا نے اللہ کے لیے ان کے ساتھ جدوجہد کی اس کا حق ادا کر دیا۔

فقال و لم یترك له النصح رده   فان له ارصاد کل مصاد

تو بحیرا نے آپ کی خیر خواہی میں سب کچھ ہی کہا اور کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا کیونکہ ہر گھات میں ان کے لیے خطرہ ہی خطرہ تھا۔

فانی اخاف الحاسدین و انه   لفی الکتب مکتوب بکل مدد[1]

بحیرا نے کہا کہ میں حاسدوں سے ڈرتا ہوں کیونکہ آپ کی علامات اور رفعت شان کتب آسمانی میں درج ہے۔

ابونعیم نے واقدی سے روایت کی کہ بحیرا مرتاض حضور ﷺ کی سرخی چشم کے باعث بار بار چہرہ مبارک کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر اس نے قریش سے پوچھا آپ کی آنکھیں ہمیشہ سرخ رہتی ہیں یا کبھی ٹھیک ہو جاتی ہیں؟ ابوطالب نے جواب دیا یہ پیدائشی حالت ہے کوئی آشوب یا کوئی مرض کی علامت نہیں ہے۔

بحیرا راہب نے نیند کے بارے میں حضور ﷺ سے پوچھا تو فرمایا میری آنکھیں سوتی ہیں مگر دل بیدار رہتا ہے۔

ابونعیم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ابوطالب چند قریشیوں کے ساتھ شام کے سفر پر روانہ ہوئے۔ حضور ﷺ بچہ تھے اور آپ ﷺ کو بھی ساتھ لے لیا۔ گرمیوں کی تپتی دوپہر میں بصریٰ کے مقام پر پہنچنے ہی والے تھے کہ خانقاہ کی چھت پر سے بحیرا کی

---

[1] ان تمام اشعار میں حضرت ابوطالب نے پورے واقعہ کو بڑی خوبی سے نظم کر دیا ہے جس میں جذبہ محبت بھی ہے۔

نظروں نے یہ عجوبہ دیکھا کہ ایک چھوٹا سا قافلہ آگے بڑھتا آرہا ہے اور ان میں سے ایک فرد پر بادل سایہ کیے ہوئے ہے۔ پس بحیرا نے کھانا بنوایا اور مسافران نوارد کو خانقاہ کے دستر خوان پر بلایا جب حضور ﷺ صومعہ میں داخل ہوئے تو وہ منور ہو گیا۔ بحیرا نے کہا یہی وہ نبی مذکور ہیں جن کی تمام دنیا کے لیے عرب سے عنقریب بعثت ہو گی۔

ابن سعد نے اور ابن عساکر نے عبداللہ بن محمد بن عقیل سے روایت کی کہ ابوطالب شام کی طرف روانہ ہوئے۔ حضور ﷺ ان کے ہمراہ تھے۔ پھر وہ ایک دیر کے قریب اترے۔ دیر کے راہب نے پوچھا

''اے اجنبی عرب مسافر! یہ بچہ تمہارا ہے'' ابوطالب نے جواب دیا اے راہب اعظم یہ میرا بیٹا ہے راہب نے کہا

''اے عرب مسافر یہ تمہارا بیٹا نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ بات انہونی اور بعید از قیاس ہے کہ اس کا باپ ہنوز زندہ ہو''

ابوطالب نے سوال کیا ''اس کی وجہ؟''

بحیرہ راہب واقف اسرار تھا کہنے لگا ''یہ چہرہ ایک نبی کا چہرہ اور یہ آنکھ ایک نبی کی آنکھ ہے''

ابوطالب نے پھر سوال کیا ''نبی کون ہوتا ہے؟''

راہب نے جواب دیا ''نبی وہ ہوتا ہے جس کی آسمان سے رہنمائی ہوتی ہے۔ فرشتہ ہدایت لے کر پہنچتا ہے اور وہ اس ہدایت کو انسانوں تک پہنچاتا ہے۔

ابوطالب نے کہا ''خدا ہی برتر ہے تم کیسی باتیں کرتے ہو؟''

آخر میں راہب نے متنبہ کیا کہ لڑکے کو یہودیوں کے شر سے بچانا

عبداللہ راوی نے بیان کیا[1] اس کے بعد وہ ایک اور راہب کی خانقاہ پر اترے اس کا پہلا سوال یہی تھا ''یہ بچہ کس کا ہے؟'' انہوں نے کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے۔ راہب نے کہا ''نہیں یہ تمہارا بیٹا نہیں ہوسکتا یہ کس طرح ممکن ہے کہ اس کا باپ زندہ ہو؟'' ابوطالب نے پوچھا یہ کس لیے؟ راہب نے جواب دیا اس لیے کہ اس کا چہرہ نبی کا چہرہ اور اس کی آنکھ نبی کی آنکھ ہے۔ انہوں نے کہا کہ سبحان اللہ! اللہ ہی برتر ہے جو تم بیان کرتے ہو پھر ابوطالب نے حضور ﷺ کو مخاطب کر کے کہا ''اے میرے بھتیجے تم سن رہے ہو یہ کیا کہہ رہے ہیں؟'' حضور ﷺ نے جواب دیا ''اے چچا انکار نہ کیجئے اللہ کی بڑی قدرت ہے''

ابن سعد نے سعید بن عبدالرحمٰن سے روایت کی کہ ایک راہب نے ابوطالب سے کہا کہ اپنے بھتیجے کو آگے نہ لے جایئے کیونکہ یہودی جس امت سے دشمنی رکھتے ہیں یہ اسی امت کا نبی ہے۔ اور چونکہ یہ بنی اسرائیل سے نہیں ہے اس لیے یہود اس کے ساتھ شدید تعصب سے پیش آئیں گے۔

ابن سعد و ابن عساکر نے ابی مجاز سے روایت کی کہ ابوطالب نے شام کا سفر کیا اور رسول اللہ ﷺ کو ہمراہ لے لیا تو وہ ایک منزل پر قیام کے لیے اترے۔ وہاں ایک راہب ان کے پاس آیا اور کہا کہ تمہارے اندر کوئی برگزیدہ ہستی ہے پھر کہا اس بچہ کا ولی کون ہے۔ ابوطالب نے کہا کہ میں موجود ہوں۔ اس نے کہا کہ اس بچہ کی حفاظت کیجئے گا۔ اور اسے شام نہ لے جایئے۔ چونکہ یہود

---

[1] واقعہ ایک ہی ہے اس سلسلہ کی تمام روایات کو علامہ سیوطی علیہ الرحمہ نے جمع کر دیا ہے۔

حسد کرتے ہیں اور میں ان سے خوف زدہ ہوں۔ تو انہوں نے حضور ﷺ کو واپس بھیج دیا۔

ابن مندہ نے بہ سند ضعیف ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اٹھارہ سال کی عمر سے رہے اور آنحضرت ﷺ کی عمر بیس سال تھی۔ دونوں حضرات بہ غرض تجارت شام کے لیے سفر پر روانہ ہوئے۔ سفر کے دوران ایک منزل پر بیری کے درخت کے سائے میں حضور ﷺ بیٹھ گئے۔ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ بحیرا راہب کے پاس چلے گئے۔ بحیرا نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھا

''درخت کے سائے میں کون شخص بیٹھا ہے؟'' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ''وہ محمد ابن عبداللہ بن عبدالمطلب ہیں'' اس نے کہا ''یقیناً وہ نبی ہوں گے اور اس درخت کے سایے میں عیسیٰ مسیح کے بعد بجز اس محمد ﷺ کے کوئی نہ بیٹھا (ابن حجر نے ''الاصابہ'' میں فرمایا اگر یہ اثر صحیح ہے تو پھر یہ دوسرا سفر ہوا۔ ابوطالب کے سفر شام کے بعد)

حضور ﷺ کے وسیلے سے ابوطالب کا بارش کی دعا مانگنا:

ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں جلہمہ بن عرفطہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں مکہ مکرمہ آیا تو اہل مکہ شدید قحط سالی میں مبتلا تھے۔ ایک روز قریش نے مجاور حرم ابوطالب سے کہا کہ ''وادیاں خشک ہوگئیں اور لوگ بھوکوں مر رہے ہیں آؤ چلو بارش کے لیے دعا کریں''

چنانچہ ابوطالب اپنے ساتھ ایک بچہ کو لے کر روانہ ہوئے۔ مطلع صاف اور آفتاب روشن تھا۔ ابوطالب نے بچہ کا ہاتھ تھاما اور اس کی پشت خانہ کعبہ سے ملا دی اور اپنی انگلیوں سے بچہ کو تھام لیا۔ دفعۃً افق سے بادل اٹھے اور برسنے لگے اتنی موسلا دھار بارش ہوئی کہ وادی اور نالے بھر گئے۔ اس موقع پر ابوطالب نے آپ کی ثنا میں حسب ذیل اشعار کہے۔

و ابیض یستسقی الغمام بوجہ　　　ثمال الیتامی عصمہ للارامل

آپ ﷺ ایسے حسین و جمیل ہیں کہ بادل آپ کے چہرہ انور سے پانی مانگتا ہے اور آپ یتیموں اور بیواؤں کے پناہ گاہ ہیں۔

یلو ذبہ الھلاک اٰل ھاشم　　　فھم عندہ فی نعمتہ و فواضل

ہلاک ہونے والے ہاشمیوں کی اولاد آپ کے دامن میں پناہ کی تلاش کرتی ہے تو وہ لوگ آپ ﷺ کے دامن میں نعمتوں اور برکتوں سے مستفید ہیں۔

حضور ﷺ کو دیکھ کر ابوطالب کے پاس سے یہود کا فرار:

ابونعیم نے بہ سند ابن عون عمرو بن سعید سے روایت کی کہ کچھ یہودی ابوطالب کے پاس سامان خریدنے آئے تھے کہ اتنے میں رسول اللہ کم سنی میں اپنے چچا کے پاس آ گئے۔ جب یہود کی نظر آپ ﷺ پر پڑی تو وہ خریداری چھوڑ کر فرار ہو گئے۔ ابوطالب نے تعاقب میں ایک شخص کو روانہ کیا اور کہا جب ان تک پہنچ جاؤ تو تالی بجا کر کہنا ہم نے تمہارے طرز عمل میں عجیب بات دیکھی پھر سننا کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں۔ وہ شخص گیا اور ایسا ہی کیا۔ یہود نے جواب دیا ہم نے جو کچھ دیکھا وہ اس سے کہیں زیادہ عجیب ہے۔

اس نے پوچھا تم نے کیا دیکھا؟ یہود نے کہا کہ ہم نے محمد ﷺ کو چلتے پھرتے دیکھ لیا۔

ابولہب کے دل میں حضور ﷺ کی طرف سے کینہ پیدا ہونے کی ابتدا:

ابن عساکر نے ابوالزناد سے روایت کی کہ ابوطالب اور ابولہب کے درمیان کشتی ہوئی تو ابولہب نے ابوطالب کو پچھاڑ دیا اور ان کے سینے پر چڑھ کر بیٹھ گیا۔ یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے ابولہب کی زلفوں کو پکڑ کر کھینچا۔ ابولہب نے کہا کہ اے لڑکے ہم دونوں تمہارے چچا ہیں پھر تم نے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا۔ آپ ﷺ نے جواب دیا اس لیے کہ میں ان سے زیادہ محبت کرتا ہوں۔

ابوطالب کی وفات اور آخرت میں ان کا انجام:

ابن سعد نے عبداللہ بن ثعلبہ بن صغیر سے روایت کی کہ جب ابوطالب کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے عبدالمطلب کے بیٹوں کو بلایا اور کہا کہ تم لوگ ہمیشہ خیر و برکت میں رہو گے جب تک محمد ﷺ کی بات سنو گے اور ان کے حکم کی پیروی کرو گے۔

مسلم نے حضرت عباس بن عبدالمطلب سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کیا آپ نے ابوطالب کو کچھ نفع پہنچایا ہے؟ کیونکہ انہوں نے ہمیشہ آپ کی مدافعت کی اور آپ کو ان کی حمایت اور تعاون حاصل رہا۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں وہ جہنم کے ضحضاح میں ہیں اگر ان کو نفع نہ ملتا تو وہ جہنم کے درک اسفل میں ہوتے۔

ابن سعد نے کہا کہ ہمیں عفان بن مسلم نے خبر دی کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ کیا آپ ابوطالب کے لیے خیر کی امید رکھتے ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا میں اپنے رب سے ہر خیر اور کرم کی امید رکھتا ہوں۔

ابن عساکر نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ بلاشبہ میرے دل میں ابوطالب کے لیے خیر خواہی ہے اور جب تک مجھے روکا نہ گیا میں ان کے لیے استغفار کروں گا۔

تمام نے اپنی فوائد میں اور ابن عساکر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں قیامت کے دن اپنے ماں باپ چچا ابوطالب اور اپنے بھائی جو زمانہ جاہلیت میں فوت ہوئے شفاعت کروں گا (تمام کی اس روایت کی سند میں ولید بن سلمہ ہے جو منکر الحدیث ہے)

خطیب اور ابن عساکر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ میں نے ان لوگوں کے لیے استغفار کی ہے یعنی اپنے والدین ابوطالب اور رضاعی بھائی۔ امید ہے یہ لوگ پریشان حال نہ ہوں گے۔ (خطیب بغدادی نے اس حدیث کی سند کو ضعیف اور ساقط بتایا ہے)

حضور ﷺ کو ابوطالب کے لیے استغفار کی ممانعت:

ابن عساکر نے بہ طریق حسن بن عمارہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ قبر ابوطالب پر گئے تاکہ ان کے لیے استغفار کریں۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ اٰمَنُوْا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ (الآیہ)

نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ایمان داروں کے لیے سزاوار اور مناسب نہیں کہ وہ مشرکوں کی مغفرت چاہیں

ابو طالب کی کفر کی حالت میں مرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت شاق گزرا۔ تو اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے شانہ نے ارشاد فرمایا

اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس کو چاہیں (یعنی ابو طالب وغیرہ کو) اسے راہ ہدایت پر نہیں لا سکتے۔ لیکن اللہ جسے چاہتا ہے راہ ہدایت پر لے آتا ہے۔

ابو طالب نے قریش کی گستاخی کو روکا

ابن عساکر نے حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب ابو طالب فوت ہو گئے تو ایک بد بخت قریشی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آیا اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر مٹی اچھالی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی آئیں۔ وہ مٹی صاف کرتیں اور روتی جاتیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اے بیٹی نہ رو کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہارے باپ کا مدافعت کرنے والا اور محافظ ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم قبل بعثت بھی تمام نازیبا اور جاہلانہ رسوم و روایات سے محفوظ رہے:

شیخین رحمہما اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعمیر خانہ کعبہ کے لیے پتھر اٹھا اٹھا کر لا رہے تھے اور تہبند باندھے ہوئے تھے۔ اس وقت حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اپنے تہبند (ازار) کو کھول کر کندھے پر رکھ لو تا کہ کندھا چھلنے سے محفوظ رہے۔ چنانچہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے جیسے ہی یہ عمل کیا حضور زمین پر آ رہے اور آپ کی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھ گئیں اور آپ نے اسی حالت میں فرمایا میرا تہبند کہاں ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے تہبند جب آپ کو دیا تب آپ زمین سے اٹھے۔ اس موقع کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی بھی عریاں نہ ہوئے۔

بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں اور میرا بھتیجا کندھوں پر رکھ کر پتھر لا رہے تھے اور ہم نے تہبند پتھر اور کاندھے کے درمیان رکھ لیا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آگے اور میں پیچھے تھا جوں ہی آپ نے تہبند کاندھے پر رکھا کہ زمین پر گر پڑے۔ میں اٹھانے کو دوڑا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں آسمان پر جمی تھیں۔ میں نے پوچھا آپ کا کیا حال ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹھ کر تہبند باندھا اور پھر فرمایا مجھے عریاں ہو کر چلنے سے ممانعت فرمائی گئی ہے مگر میں نے اس بات کو اس خوف سے پوشیدہ ہی رکھا کہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مجنوں نہ کہیں (یا مصروع نہ سمجھیں)

حاکم، بیہقی اور ابو نعیم نے روایت کی اور حاکم نے اسے صحیح کہا ہے کہ جب قریش نے خانہ کعبہ کی تعمیر کی تو وہ نواحی پہاڑوں سے پتھر لاتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی سنگ برداری میں مصروف تھے۔ آپ کا ستر کھل گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب سے ندا آئی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! ستر پوشی کیجئے۔ یہ ندائے اولین تھی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کی گئی اور اس سے پہلے یا بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ستر نہیں دیکھا گیا۔

ابن سعد، ابن عدی اور حاکم نے روایت اور ابو نعیم نے بھی عکرمہ کی سند کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ابو طالب چاہ

زمزم کی مرمت کر رہے تھے اور رسول اللہ ﷺ پتھر اٹھا کر لا رہے تھے۔ آپ ﷺ اس وقت کم سن تھے تو انہوں نے تہبند اتار کر پتھر کے نیچے شانے پر جسم کو رگڑ سے محفوظ کرنے کے لیے رکھ دیا۔ تو حضور بے ہوش کر زمین پر گر پڑے ہوش آنے پر ابوطالب نے پوچھا تو فرمایا سفید لباس میں ایک فرشتہ نمودار ہوا اس نے مجھ سے کہا کہ ستر ڈھکیے۔

ابن سعد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کا ستر کبھی نہیں دیکھا۔

ابن راہویہ نے اپنی مسند میں اور ابن اسحاق' بزار' بیہقی' ابونعیم اور ابن عساکر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ میں جاہلیت کی رسوم بد اور لہو ولعب کی طرف کبھی بھی متوجہ نہیں ہوا۔ بجز دو راتوں کے اور ان دو راتوں میں بھی اللہ تعالیٰ نے مجھے بے خطا اور معصوم رکھا۔ ایک رات کا واقعہ تو یہ ہے کہ مکہ کے چند نوجوان اور میں اپنے گھر کی بکریوں کے ریوڑ میں تھے۔ میں نے اپنے ساتھی سے کہا کہ "ذرا میری بکریوں کی نگرانی کرنا تاکہ میں مکہ جا کر نوجوانوں کا شغل دیکھوں۔ اس نے کہا کہ اچھا۔ پھر میں آبادی کی طرف آیا اور پہلے ہی گھر میں موسیقی کی آواز میں نے سنی۔ پوچھا یہ کیسی آواز ہے۔ کسی نے بتایا شادی کا سلسلہ ہے۔ میں موسیقی سننے کے لیے بیٹھ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے میرے کو کانوں کو تھپتھپایا اور میں سو گیا حتیٰ کہ دوسرے روز سورج کی آمد پر اس کی شعاعوں نے مجھے بیدار کیا میں اٹھ کر ساتھی کے پاس گیا۔ اس نے پوچھا تم اتنے لمبے وقت تک کیا کرتے رہے؟ میں نے اس کو پوری آپ بیتی سنائی۔

دوسری رات پھر میں نے ساتھی سے کہا کہ میری بکریوں کا خیال رکھ تاکہ میں جا کر کچھ شغل کروں۔ اس نے اقرار کر لیا اور میں مکہ شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ یہاں آ کر میں نے موسیقی کی ویسی آواز سنی جیسی کہ میں گزشتہ رات میں سنی تھی۔ میں دیکھنے کے لیے بیٹھ گیا۔ پھر قدرت نے میرے کانوں کو تھپتھپایا اور میں سو گیا یہاں تک کہ دوسرے دن دھوپ نے مجھے جگایا۔ پھر میں لوٹ کر اپنے ساتھی کے پاس آیا۔ اس نے پوچھا کیا کیا؟ میں نے کہا کچھ بھی نہیں اور اسے ساری صورت حال بتائی۔ اس کے بعد میں نے نہ کبھی ایسا ارادہ کیا اور نہ ہی مجھے رغبت ہوئی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے نبوت سے سربلند و سرفراز فرمایا (ابن حجر نے کہا ہے کہ اس حدیث کی سند متصل اور اس کے تمام راوی' عدالت' صداقت اور حفاظت میں معتبر ہیں)

طبرانی' ابونعیم اور ابن عساکر نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ نے ایام جاہلیت میں عورتوں کے کھیل تماشے میں حصہ لیا تھا؟ حضور ﷺ نے فرمایا نہیں البتہ میں نے دو مرتبہ اس کا ارادہ کیا تھا جس میں ایک مرتبہ تو نیند مجھ پر غالب آ گئی اور دوسری مرتبہ میرے اور ان کے درمیان قومی واقعات کہانی حائل ہو گئی۔ شیخین رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی جب آیہ کریمہ "وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ" نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے قریش کے ایک ایک خاندان کو بلایا اور پھر ان کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"اے برادران قریش! اگر میں آپ لوگوں سے کہوں کہ اس پہاڑ کے عقب سے سواروں کی ایک جماعت تم پر حملہ کرنے والی ہے تو کیا تم میری اطلاع پر یقین کرو گے؟ سب نے کہا ہاں' کیونکہ ہم نے آپ سے کبھی جھوٹی بات نہیں سنی۔ پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "تو میں تمہیں پیش آنے والے عذاب شدید سے ڈراتا ہوں"

ابولہب نے کہا "تبالک[1]" کیا اسی لیے آپ نے ہمیں جمع کیا ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے سورہ "تَبَّتْ یَدَا اَبِیْ لَهَبٍ وَّتَبَّ" نازل فرمائی۔

ابونعیم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے زید بن عمرو بن نفیل (موحد) سے جب سنا کہ وہ اللہ کے سوا کسی دوسرے کے نام پر ذبح کیے جانے والے جانور کو نادرست کہتے ہیں تو میں نے کسی استھان پر ذبح کیے ہوئے جانور کا گوشت کبھی نہ چکھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے رسالت سے سرفراز فرمایا۔

ابونعیم اور ابن عساکر نے حضرت علی مرتضیٰ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے دریافت کیا "کیا آپ نے کبھی بت کی پرستش کی ہے؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کبھی نہیں۔ پوچھا کبھی شراب پی ہے؟" ارشاد فرمایا "کبھی نہیں" اور فرمایا میں جانتا تھا کہ جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ کافر ہیں حالانکہ مجھے معلوم نہ تھا کہ کتاب کیا ہے اور ایمان کیا ہے؟

ابن سعد' ابونعیم اور ابن عساکر نے بطریق عکرمہ' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ مجھ سے ام ایمن نے کہا کہ بوانہ میں ایک بت کدہ تھا جہاں قریش سال کے سال جایا کرتے تھے۔ ابوطالب بھی اپنے خاندان اور قوم کے ساتھ جایا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک بار ابوطالب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بوانہ کی عید میں شرکت کے لیے کہا مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف انکار کردیا۔ حتیٰ کہ ابوطالب آپ پر ناراض بھی ہوئے۔ ام ایمن کہتی ہیں کہ اس روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام پھوپھیاں بھی بہت شدت سے آپ پر ناراض ہوئیں۔ اور شدید خفگی کا اظہار کیا۔ اور کہا کہ اے برادرزادے ہمیں ڈر ہے کہ ہمارے معبودوں کی بیزاری سے تم پر کوئی آفت نہ آئے۔ تم آخر کوئی وجہ بتاؤ کہ تم ہمارے قومی تہوار میں شرکت کیوں نہیں کرتے"

ان کے اس اصرار پر رسول اکرم ﷺ بت کدہ کی طرف روانہ ہوئے لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو راستہ ہی سے جب تک چاہا غائب رکھا۔ اور آپ گھر پر کسی کو نظر نہیں آئے۔ جب چند روز کے بعد آپ واپس ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سارے جسم پر لرزہ طاری تھا۔ پھوپھیوں نے پوچھا اے برادرزادہ تم کو یہ کیا ہوگیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ڈرتا ہوں کہ مجھے کوئی صدمہ نہ پہنچ جائے۔ انہوں نے کہا کہ تم ایسے نہیں کہ اللہ تعالیٰ شیطان کے ذریعہ تم کو آزمائش میں ڈالے۔ تمہارے کردار کی نادر و مخصوص خوبیاں ہیں آخر یہ تو بتاؤ کہ صدمہ پہنچنے کا احساس تم کو کیوں ہے۔

آپ نے فرمایا کہ جب میں صنم کدہ میں ایک بت کے قریب گیا تو ایک گوری شکل کے طویل القامت شخص نے زور سے مجھ سے کہا کہ اے محمد! اس کو نہ چھوؤ۔

ام ایمن رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ متذکرہ بالا واقعہ کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم بوانہ[2] کے تہوار پر کبھی نہ گئے۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان نبوت فرمایا۔

ابونعیم اور ابن عساکر نے بہ طریق عطاء بن ابی رباح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچازاد

---

[1] عرب کا ایک کوسنا جو سخت طیش کے وقت مرد بھی استعمال کرتے ہیں "تیرے ہاتھ ٹوٹیں"

[2] جس طرح بوانہ میں بتوں کی پرستش اور ان کے سالانہ دیدار کا میلہ ہوتا تھا اسی طرح عکاظ کے مقام پر ایک بازار لگا کرتا تھا جس کو سوق عکاظ کہتے تھے۔ یہ بازار ایام جاہلیت میں سے نوشی طاقت کے مظاہرے اور شاعری میں مسابقت کے لیے لگتا تھا۔

بھائیوں کے ساتھ اساف کے قریب کھڑے ہوئے اور ایک ساعت خانہ کعبہ کی دیوار پر نظر ڈال کر لوٹ آئے۔ بھائیوں نے پوچھا اے محمد ﷺ! کیا بات ہوئی کہ آپ ﷺ لوٹ آئے۔ فرمایا مجھے اس بت کے پاس کھڑے ہونے سے منع کیا گیا ہے۔

ابونعیم وبیہقی نے زید بن حارثہ سے روایت کی کہ تانبے کا ایک بت تھا جس کا نام اساف یا نائلہ تھا اور جس کو مشرکین طواف کے وقت چھوا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے طواف کیا اور میں بھی آپ کے ساتھ تھا۔ جب میں اساف کے سامنے سے گزرا تو اسے چھوا یہ دیکھ کر حضور ﷺ نے چھونے سے منع فرمایا۔ زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کے ساتھ طواف جاری رکھا اور سوچا کہ میں ضرور ہاتھ لگاؤں گا تاکہ دیکھوں کیا ہوتا ہے لہٰذا میں نے اسے چھوا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں نے اس کو چھونے سے تمہیں منع نہیں کیا؟ زید کہتے ہیں کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے حضور ﷺ کو منصب نبوت سے سرفراز کیا اور آپ ﷺ پر کتاب نازل فرمائی۔ میں نے اسے نہ چھوا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو اس سے مکرم بنایا جس سے آپ مکرم ہوئے۔ اور آپ ﷺ پر کتاب نازل فرمائی۔

امام احمد نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ مجھ سے ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ہمسائے نے حدیث بیان کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا۔

''اے خدیجہ! خدا کی قسم میں لات کو کبھی نہ پوجوں گا اور عزیٰ کی کبھی پرستش نہ کروں گا''

ابویعلیٰ' ابن عدی' بیہقی اور ابن عساکر نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ مشرکین کے کسی اجتماع میں تشریف لے گئے تھے وہاں آپ نے دو فرشتوں کو کہتے سنا ''چلو رسول اللہ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہوں'' دوسرے نے جواب دیا یہ کیسے ممکن ہے جب کہ ان کی نیت استلامِ اصنام کے قریب ہے۔ اس کے بعد حضور ﷺ مشرکوں کے کسی مذہبی اجتماع میں نہیں گئے۔

ابن اسحاق' بیہقی اور ابونعیم نے حضرت جبیر بن مطعم سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو زمانہ جاہلیت میں دیکھا اپنی قوم کے آگے اونٹ پر سوار تھے۔ عرفات میں توقف فرمایا اور بس ان کے ساتھ لوٹ آئے۔ یہ توفیق الٰہی تھی جس کے باعث حضور ﷺ نے یہ عمل فرمایا۔

شیخین رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ قریش اور چند ان کے ہم مذہب دوسرے لوگ اور دوسرے قبیلوں کے افراد مزدلفہ میں ٹھہرے وہ کہتے تھے کہ ہم اہل حرم ہیں۔

حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں اور بغوی نے معجم میں اور ماوردی نے الصحابہ میں ربیعہ بن جرشی سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بعثت سے قبل عرفات میں کھڑا دیکھا ہے۔ یہ دیکھ کر میں نے جان لیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس امر کی توفیق اور ہدایت اپنے فضل وکرم سے آپ ﷺ کو دی ہے۔

حضور کی بعثت اور اعلان دعوت سے قبل آپ کی تکریم کی جاتی تھی:

یعقوب بن سفیان اور بیہقی نے ابن شہاب سے روایت کی کہ قریش نے جب خانہ کعبہ کی تعمیر کی اور حجر اسود کو اپنی جگہ نصب

کرنے کا وقت آیا تو لوگوں میں نزع شروع ہو گیا۔ ہر قبیلہ کا سردار یہی چاہتا کہ میں نصب کروں۔ چنانچہ انہوں نے اس پر اتفاق کیا کہ جو شخص اب ہمیں سب سے پہلے نظر آئے وہ اس معاملہ میں ہمارا حکم ہو گا۔ پس رسول اللہ ﷺ نظر پڑے حالانکہ آپ صغیر السن تھے۔ تو ان سب نے آپ ﷺ کا حکم مان لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے حجر اسود کو چادر میں رکھا اور چاروں کونے مختلف چار سرداروں سے پکڑوا کر اس کی جگہ پر لائے۔ پھر آپ ﷺ نے خود اٹھا کر اس کو نصب فرما دیا[1]

ابونعیم اور ابن سعد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور محمد بن جبیر سے روایت کی کہ جب حضور ﷺ نے رکن کو نصب فرما دیا تو ایک نجدی شخص آگے بڑھا اور چاہا کہ آپ ﷺ کو پتھر دے تاکہ حجر اسود کو مستحکم کر سکیں۔ مگر حضرت عباس نے منع کر دیا اور خود قریب جا کر پتھر دے دیا پھر آپ ﷺ نے مستحکم کر کے اس کو جما دیا۔ اس پر نجدی نے اعتراض کیا کہ تجربہ کار بوڑھے اور قبائل کے دانشور سردار ہوتے ہوئے

ایک کم حیثیت نو عمر لڑکے کو اس قدر آگے بڑھا دیا گیا ہے۔ متنبہ ہو جاؤ یہ تم پر سبقت کر کے تمہارے اتحاد کو ختم کر دے گا۔
(کہا جاتا ہے یہ نجدی شخص کے روپ میں ابلیس ملعون تھا)

ابن سعد اور ابن عساکر نے حضرت داؤد بن حصین سے روایت کی کہ متفقہ طور پر ہر ایک کو اعتراف تھا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی قوم میں اس طرح جوان ہوئے کہ مروت میں ان سے افضل' اخلاق میں ان سے احسن' میل جول میں ان سے اکرم' رفاقت میں ان سے اچھے' حلم میں ان سے اعظم' امانت و دیانت میں ان سے اصدق اور فحش بری بات کہنے سے بالکل پاک تھے۔ آپ ﷺ کو ایسی حالت میں کبھی نہ دیکھا گیا کہ آپ ﷺ نے کسی کے ساتھ جنگ و جدال' خصومت اور دشنام طرازی کی ہو۔ آپ ﷺ کو ساری قوم ''امین'' کہتی تھی۔

ابونعیم نے مجاہد سے روایت کہ مجھ سے میرے مولیٰ عبداللہ بن سائب نے حدیث بیان کی کہ میں زمانہ جاہلیت میں رسول اللہ ﷺ کا (کاروبار میں) شریک تھا۔ جب آپ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لے آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا ''تم نے مجھے پہچانا؟'' میں نے عرض کیا ''ہاں آپ ﷺ میرے ساتھ شریک تجارت تھے اور آپ ﷺ کی شراکت بہت ہی مفید اور معتبر تھی۔''

ابوداؤد' ابویعلیٰ اور ابن مندہ نے ''المعرفہ'' میں خرائطی نے ''مکارم اخلاق'' میں حضرت عبداللہ بن ابی الحماء سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے قبل بعثت خرید و فروخت کا ایک معاملہ کیا اور میرے ذمہ کچھ باقی رہ گیا تو میں نے کہا کہ آپ ﷺ ذرا یہیں ٹھہریں میں ابھی لا کر دیتا ہوں۔ لہٰذا میں آپ ﷺ کو وہیں چھوڑ کر چلا گیا اور بالکل بھول گیا۔ تیسرے دن مجھے یاد آیا تو میں

---

[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر ۳۵ سال تھی کہ قریش نے عمارت کعبہ کی جو سیلاب سے خراب ہو گئی تھی تجدید کا ارادہ کیا مگر پرانی دیواروں کو گرانے کی ہمت کسی کو نہ ہوتی تھی۔ بالآخر ولید بن مغیرہ نے ابتدا کی اور جب مشاہدہ کر لیا کہ اس پر کوئی آفت نہیں آئی تو پھر انہدام میں سب شریک ہو گئے۔ جن بنیادوں پر حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ نے دیواریں بنائی تھیں وہاں تک توڑ کر بنیادوں کو سطح تک کھودنے کے بعد چنائی کی لکڑی کی ضرورت کے لیے ساحل جدہ پر رومی جہاز ٹوٹا پڑا تھا اس کی لکڑی خریدی گئی اور باقوم رومی کو لکڑی کے کام پر مقرر کر دیا گیا۔ باقی تمام کام خود قریش رضا کارانہ طور پر کرتے تھے۔ آخر میں فراہم کردہ سرمایہ ناکافی ہونے کی وجہ سے مجبوراً عمارت کو بنیاد ابراہیمی سے شمال کی جانب چھ گز کم کر دیا گیا۔
حجر اسود کی تنصیب کے موقع پر مختلف قریشی قبائل اور ان کے سرخیل و سرداروں میں خود غرضی کی بنا پر اختلاف رائے پیدا ہو گیا تھا۔ جس کا انتظام و انسداد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قدر حکمت و دانائی سے فرمایا کہ سب کی تسکین ہو گئی اور باہمی جنگ و جدال سے محفوظ رہے۔

پہنچا آپ ﷺ اسی مقام پر میرا انتظار کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے بس اتنا فرمایا کہ تمہارے سبب مجھے بہت تکلیف پہنچی۔

ابن سعد نے ربیع بن خثیم سے روایت کی کہ قبل اسلام جاہلیت میں لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس مقدمات کا فیصلہ کرانے آتے تھے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے غلام میسرہ کے ساتھ آپ ﷺ کا سفر شام:

ابن اسحاق نے بیان کیا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے سرمائے سے تجارت کی پیش کش کی۔ آپ ﷺ نے قبول کر لی۔ اور ان کے غلام میسرہ کو ہمراہ لے کر شام پہنچے۔ درخت کے سایہ میں آرام فرمایا۔ وہیں ایک صومعہ تھا جس کا راہب میسرہ کے پاس آیا اور حضور ﷺ سے تعارف کرانے کی درخواست کی۔ میسرہ نے کہا:

''اہل حرم اور قریشی ہیں'' اس کے بعد راہب نے کہا:

''اس درخت کے سائے میں کبھی غیر نبی نے قیام نہیں کیا''

جب دوپہر ہوئی' سورج سر پر آیا اور دھوپ کی تمازت بڑھ گئی تو دو فرشتوں کو آپ ﷺ پر سایہ کیے ہوئے دیکھا۔

جب تجارتی کاروبار سے فارغ ہو کر مکہ آئے اور اسباب تجارت کی فروخت کے بعد منافع کا حساب کیا گیا تو وہ غیر معمولی تھا۔ پھر میسرہ نے راہب کی باتیں اور فرشتوں کی سایہ افگنی کا تمام ماجرا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بتایا۔ یہ تمام باتیں سن کر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بہت متاثر ہوئیں۔ اور ان کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ وہ آپ ﷺ کی رفیقہ حیات بن جائیں۔ (بیہقی نے اس حدیث کو ابن اسحاق ہی سے روایت کیا ہے)

ابن سعد اور ابن عساکر نے یعلی بن منیہ کی ہمشیرہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کی عمر شریف پچیس سال ہو گئی تھی۔ اس زمانہ میں بھی اہل مکہ عموماً آپ کو ''الامین'' ہی کہتے۔ اسی دوران آپ ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مال تجارت لے کر شام روانہ ہوئے۔ ساتھ میں خدیجہ رضی اللہ عنہا کا غلام میسرہ بھی تھا۔ دوران سفر بصرہ میں ایک درخت کے زیر سایہ پڑاؤ کیا۔ نسطورا راہب نے میسرہ سے ملاقات کی اور کہا کہ اس درخت کے نیچے نبی کے سوا کوئی اور شخص نہیں بیٹھا۔ پھر میسرہ غلام سے راہب نے پوچھا ''کیا ان کی چشم مبارک میں سرخی ہے؟''

میسرہ نے جواب دیا ''ہاں مستقل طور پر سرخی مائل ہیں''

راہب نے اس علامت کو پا کر کہا ''وہ نبی ہیں آخر الانبیاء ہیں''

شام میں پہنچ کر حضور ﷺ نے مال فروخت کیا۔ اسی دوران ایک شخص الجھ پڑا اور حضور ﷺ سے کہا کہ آپ ﷺ لات و عزیٰ کی قسم کھایئے۔ فرمایا میں نے کبھی لات و عزیٰ کی قسم نہیں کھائی ہے اور میں تجھے بھی مشورہ دیتا ہوں کہ ان کی قسموں سے اجتناب کر۔ اس شخص نے کہا کہ آپ کا مشورہ درست ہے۔ پھر اس نے میسرہ سے کہا کہ یقیناً یہ نبی آخر الزماں ہیں۔ ہمارے علماء نے آسمانی کتابوں میں آپ کے یہ اوصاف پڑھے ہیں۔ اور ہم کو یہ اوصاف بتائے ہیں۔ جب دوپہر کا وقت ہوا اور سورج کی تمازت

میں اضافہ ہوا تو میسرہ نے مشاہدہ کیا کہ دو فرشتے اپنے پروں سے آپ پر سایہ کیے ہوئے ہیں۔ اسی طرح جب آپ تجارت سے فارغ ہو کر مکہ واپس تشریف لائے تو اتفاق سے دوپہر کا وقت تھا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اپنے مکان کے بالائی حصے پر تھیں۔ انہوں نے دیکھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ پر تشریف لا رہے ہیں اور ان کو تمازتِ آفتاب سے محفوظ رکھنے کے لیے دو فرشتے اپنے پروں سے آپ پر سایہ افگن ہیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے دوسری عورتوں کو بھی اس حال کا مشاہدہ کرایا وہ عورتیں بھی حیران رہ گئیں۔ پھر میسرہ نے اپنے تمام مشاہدات اور روئیداد سفر اور تفصیل کے ساتھ سارے حالات اپنی معزز مالکہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بتائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کا غیبی حکم:

ابن سعد نے بہ طریق سعید بن جبیر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ مکہ کی عورتوں کے درمیان عید میں اختلاف ہو گیا۔ رجب میں ان کی عید ہوتی تھی۔ وہ عورتیں ایک بت کے روبرو فیصلہ کے انتظار میں بیٹھی ہوئی تھیں۔ ان کے روبرو مرد کی صورت میں فرشتہ نمودار ہوا اور بہ آواز بلند ان کو مخاطب کر کے کہا

''اے تیما کی عورتو! عنقریب تمہارے شہر میں ایک نبی کی بعثت ہوگی جس کا نام احمد ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی رسالت کے ساتھ اسے مبعوث فرمائے گا تو تم میں جو کوئی استطاعت رکھے اس کی زوجہ بن جائے اور نکاح کرلے''

یہ سن کر اکثر خواتین اس کو کنکریاں مارنے اور برا بھلا کہنے لگیں۔ لیکن حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے سکوت اختیار کیا اور ناگواری کا اظہار نہ کیا[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات قبل بعثت:

شیخین رحمہما اللہ نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے از قبیل وحی جو بات سب سے پہلے معرض ظہور میں آئی وہ رویائے صادقہ تھیں۔ رات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ خواب کی حالت میں دیکھتے وہ دن میں ظہور میں آجاتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گوشہ نشینی کو پسند کرنے لگے۔ غار حرا میں تشریف لے جاتے۔ مسلسل کئی کئی دن اور راتیں وہاں عبادت میں گزار دیتے اور مدت قیام کے لیے کھانا ہمراہ لے جاتے۔ سامان خورد ونوش ختم ہو چکنے پر پہاڑ سے اتر آتے۔ پھر بیوی صاحبہ توشہ تیار کر دیتیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پھر چلے جاتے۔ حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی الٰہی کا نزول ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسب معمول غار حرا میں تھے کہ فرشتے نے آ کر کہا:

''اقراء (یعنی پڑھیے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے فرشتے سے کہا ''مَا اَنَا بِقَارِیٍٔ'' (یعنی میں پڑھا لکھا نہیں ہوں) پھر اس نے مجھے پکڑا اور اپنے ساتھ چمٹایا یہاں تک کہ مجھے شدت گرفت محسوس ہوئی اس کے بعد اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا

---

[1] حضرت خدیجہ میسرہ سے آپ کے بارے میں بہت کچھ سن چکی تھیں اور آپ سے بہت متاثر تھیں ان کو اپنا کاروبار چلانے کے لیے ایک پاکیزہ اخلاق اور امین شوہر کی ضرورت تھی۔ اب جو یہ غیبی اشارہ پایا تو انہوں نے اپنی معتمد کیلی کے ذریعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شادی کی درخواست کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منظور فرمالیا۔ اور ابو طالب نے پانسو طلائی درہم پر نکاح پڑھا دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر اس وقت ۲۵ سال تھی اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی چالیس سال۔

کہ ''اقرا'' یعنی پڑھیے۔ میں نے اس سے کہا کہ میں پڑھا لکھا نہیں ہوں۔ پھر اس نے مجھے دوبارہ پکڑا' اپنے ساتھ چمٹایا یہاں تک کہ مجھے شدت گرفت محسوس ہوئی۔ اس کے بعد اس نے مجھے چھوڑ دیا۔ اور کہا کہ ''اقراء'' یعنی پڑھیے میں نے کہا میں پڑھنے والا نہیں۔ پھر اس نے مجھے تیسری مرتبہ پکڑا اپنے ساتھ چمٹایا یہاں تک کہ مجھے شدت محسوس ہوئی۔ اس کے بعد اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا کہ

''اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ''

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اس سورت کو لے کر واپس آئے۔ آپ ﷺ کا دل کانپ رہا تھا۔ آپ ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کہا ''زملونی زملونی'' یعنی مجھے چادر اوڑھاؤ' مجھے چادر اوڑھاؤ۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو چادر اوڑھائی حتیٰ کہ وہ خوف جاتا رہا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو ساری کیفیت بتائی اور کہا کہ مجھے اپنی جان کا اندیشہ ہے۔ اس پر خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ

''آپ ﷺ ہرگز خوف نہ کیجئے اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو ہرگز بے سہارا نہ چھوڑے گا کیونکہ آپ ﷺ صلہ رحمی کرتے' سچی بات فرماتے اور مصیبتیں برداشت کرتے ہیں۔ مہمانوں کو کھانا کھلاتے' حق دار کو اس کا حق دلانے میں امداد فرماتے ہیں'' بعد ازاں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔ وہ عہد جاہلیت میں نصرانی ہو گئے تھے۔ انجیل کی عربی میں کتابت کرتے تھے۔ جس قدر خدا نے چاہا انہوں نے لکھا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ورقہ سے کہا:

''اے برادر عم! مہربانی کر کے اپنے بھتیجے کی بات سنو!''

ورقہ نے پوچھا ''آپ نے کیا دیکھا؟ حضور نے جو کچھ دیکھا تھا اسے بیان کیا۔ ورقہ نے پورے بیان کو بغور سننے کے بعد کہا:

''یہ وہ ناموس اکبر ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں آتا تھا کاش کہ میں اس وقت جوان ہوتا' یا اس وقت تک زندہ رہتا جب آپ کی قوم آپ کو نکالے گی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا ''کیا وہ مجھے نکالیں گے؟''

ورقہ نے جواب دیا: ''ہاں' آپ ﷺ کی طرح جو کوئی بھی (ہدایت و اصلاح کا پروگرام لے کر آیا ہے اس سے ضرور دشمنی کی گئی۔ اگر میں نے آپ ﷺ کے عہد نبوت کو پایا تو میں ضرور آپ ﷺ کی امکان بھر مدد کروں گا'')

اس کے بعد ورقہ زیادہ عرصہ زندہ نہ رہے اور وفات پا گئے۔

امام احمد اور بیہقی نے بطریق زہری' عروہ سے اور انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسی کے مانند روایت کی ہے۔ اس روایت کے آخر میں اتنا زیادہ ہے کہ اس کے بعد عرصہ تک سلسلہ وحی بند رہا اور فترت وحی سے حضور ﷺ کی طبیعت پر بڑا حزن و ملال طاری رہتا۔ بعض روایتوں میں تو یہاں تک آیا ہے کہ چند بار حضور ﷺ نے ارادہ فرمایا کہ خود کو پہاڑ کی چوٹی سے گرا دیں۔ مگر جب بھی آپ ﷺ اس ارادہ سے پہاڑ کی چوٹی پر پہنچے اور خود کو گرانے کا ارادہ فرمایا معاً حضرت جبریل علیہ السلام ظاہر ہوتے اور کہتے

''اے محمد ﷺ! یقیناً آپ اللہ کے برحق رسول ہیں''

---

1 ورقہ بن نوفل حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ کے رشتہ کے چچا زاد بھائی تھے۔

اس ندا سے آپ ﷺ کو صبر و قرار آجاتا اور آپ واپس تشریف لے آتے۔ پھر سلسلہ انتظار وحی طویل[1] ہوتا پھر پہاڑ سے گرنے کا ارادہ فرماتے اور ایسی ہی شہادت آمیز ندا سن کر حضور ﷺ طمانیت حاصل کر لیتے۔

حافظ ابن حجر نے شرح بخاری میں فرمایا کہ بعض علماء نے بیان کیا ہے کہ بھینچنے اور چمٹانے کا جو عمل رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نزول وحی کے موقع پر ہوا ہے وہ صرف آپ ﷺ ہی کی خصوصیت ہے کیونکہ کسی نبی کے حالات میں اس طرح کا واقعہ مذکور نہیں ہے۔ جیسا کہ ابتدائے وحی کے وقت آپ ﷺ کو پیش آیا۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ وحی کے علاوہ ہر طرف سے توجہ ہٹ جائے اور شدت وسختی کا احساس دے کر اس امر سے آگاہ کرنا ہے کہ جس چیز کا تم پر نزول فرمایا جا رہا ہے وہ تم پر بھاری ذمہ داری ڈالنے والے احکام ہیں۔

بعض کا کہنا ہے کہ تخیلات اور وساوس کو رفع کرنا مقصود تھا۔ کیونکہ تخیل اور وسوسہ مادی اجسام کے عوامل ہیں۔

شیخین رحمہما اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ فترت وحی کے بارے میں ارشاد فرما رہے تھے کہ میں جا رہا تھا دفعتہً آسمان سے ایک آواز سنی میں نے سر اٹھایا تو دیکھا کہ وہ فرشتہ جو میرے پاس غار میں آیا تھا آسمان و زمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہے۔ یہ منظر دیکھ کر میرا دل کانپ گیا اور فوراً گھر لوٹ آیا۔ میں نے کہا مجھے چادر اوڑھا دو پس اس وقت اللہ تعالیٰ نے سورہ المدثر کی یہ آیات نازل فرمائیں۔

يٰاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝ قُمْ فَاَنْذِرْ ۝ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝

اس کے بعد مسلسل نزول وحی ہونے لگا۔

امام احمد بن حنبل اور یعقوب بن سفیان اپنی اپنی تصانیف میں اور ابن سعد و بیہقی نے شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ حضور ﷺ پر چالیس سال کی عمر میں وحی نازل ہوئی اور آپ ﷺ کی نبوت کے ساتھ تین سال تک اسرافیل علیہ السلام رہے۔ وہ آپ ﷺ کو چند کلمے اور کوئی چیز سکھاتے تھے۔ قرآن نازل نہیں ہوتا تھا۔ جب تین سال گزر گئے تو آپ ﷺ کی نبوت کے ساتھ جبریل علیہ السلام رہے اور آپ ﷺ کی زبان میں قرآن نازل ہوا۔ دس سال مکہ مکرمہ میں اور دس سال مدینہ طیبہ میں۔

ابونعیم نے حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کو سب سے پہلے رویائے صادق عطا ہوئے تھے۔ آپ ﷺ جو کچھ خواب میں دیکھتے ویسا ہی حقیقت میں ظہور پذیر ہوتا۔

ابونعیم نے علقمہ بن قیس سے روایت کی کہ جو چیز سب سے پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کو ودیعت ہوئی وہ سچے خواب تھے جب ان کے دل متحمل ہو جاتے تو وحی نازل ہوتی۔

بیہقی اور ابونعیم نے بہ طریق موسیٰ بن عقبہ ابن شہاب سے روایت کی کہ انہوں نے یہ روایت کی کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے

---

[1] فترت وحی یا پہلی اور دوسری وحی کے درمیان وقفہ کے بارے میں محدثین و حضرات رواۃ کے درمیان اختلاف ہے یہ حضرات کسی ایک مدت پر متفق نہیں ہیں بعض کے خیال میں یہ زمانہ تین سال کا ہے ابن اسحاق کا یہی قول ہے مواہب لدنیہ میں اس سے اختلاف کیا ہے اور کہا ہے کہ پہلی وحی کے بعد تین سال تک حضرت اسرافیل علیہ السلام نبوت سے قریب رہے پھر جبریل علیہ السلام تشریف لائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رویاء دکھائے اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت شاق گزرے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبارک ہو اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بھلائی فرمائے گا۔ اسکے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس سے اٹھ کر آئے مگر پھر واپس ہوئے اور ان کو بتایا کہ "میں نے دیکھا ہے کہ میرا پیٹ چاک کیا گیا ہے اور پھر صاف کر کے اسے غسل دیا گیا ہے۔ اس کے بعد درست کر کے حالت سابقہ کی مانند کر دیا گیا ہے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا یہ اچھا خواب ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبارک ہو" اس کے بعد جبریل علیہ السلام ظاہری طور پر یعنی بے حجابانہ صورت میں آئے۔ انہوں نے آپ کو ایک عجیب وغریب عزت بخش مسند پر بٹھایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مجھے درنوک یعنی ریشمی جھالر والے فرش پر بٹھایا۔ اس فرش میں موتی اور یاقوت جڑے تھے۔ مجھے جبریل علیہ السلام نے بشارت رسالت دی۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ پڑھئے۔ آپ نے کہا کہ کیسے پڑھوں جبریل علیہ السلام نے کہا کہ

"اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ (الی قوله) مَالَمْ یَعْلَمْ"

اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم منصب رسالت سے سرفراز ہو کر واپس لوٹے۔ راہ کے شجر وحجر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام پیش کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔ جس خواب کے بارے میں میں نے تم سے ذکر کیا تھا وہ جبریل علیہ السلام تھے۔ وہ بلا حجاب میرے روبرو منصب رسالت لے کر آئے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ خیر و بھلائی ہی فرمائے گا۔ مبارک ہو کہ یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وسلم رسول برحق ہیں۔ اس کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا عتبہ کے غلام کے پاس آئیں جس کا نام عداس اور مذہبا نصرانی تھا۔ خاتون اعظم زوجہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا

"اے عداس! میں تجھے خدا کو یاد دلاتی ہوں یعنی قسم دیتی ہوں مجھے بتا کیا تیرے پاس جبرئیل علیہ السلام کا علم ہے"؟

عداس نے جواب میں کہا: "قدوس قدوس! جبریل علیہ السلام کی یہ شان نہیں کہ بت پرستوں کے علاقے میں اس کا ذکر کیا جائے"۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ "جبرائیل علیہ السلام کے بارے میں جو کچھ علم تجھے ہے وہ بے کم وکاست میرے سامنے بیان کر دے"

عداس نے کہنا شروع کیا "بلاشبہ وہ خداوند تعالیٰ اور انبیاء علیہم السلام کے درمیان امین ہے اور وہ حضرات موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام کا خلوت نشین ہے"

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا واپس آگئیں اور پھر ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں اور سارے حالات اور پیش آمدہ عجائبات کو بیان کیا جن کو بغور سننے کے بعد ورقہ نے کہا:

"ہوسکتا ہے کہ تمہارے شوہر ہی وہ نبی ہوں جن کا انتظار اہل کتاب کر رہے ہیں اور جن کا مذکورہ کتب سماوی توریت وانجیل میں پڑھتے ہیں" اس کے بعد ورقہ بن نوفل نے اللہ کی عظمت وجلال کی قسم کھا کر کہا:

"اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے اعلان نبوت پہنچا اور میں بقید حیات ہوا تو اطاعت کروں گا اور مزاحمت کرنے والوں کے مقابلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھرپور مدد کروں گا" مگر نیک دل ورقہ نے وفات پائی۔

بیہقی اور ابونعیم نے دوسری سند کے ساتھ حضرت عروہ بن زبیر سے مذکورہ بالا واقعہ کی مانند روایت کی ہے جس کے شروع میں

ہے کہ حضور ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ آپ مکہ مکرمہ میں ہیں۔ ایک آدمی آپ کے مکان کی چھت پر آیا اور اس نے ایک ایک کڑی نکالی جب سوراخ ہو گیا تو اس نے چاندی کی ایک سیڑھی لگائی اور اس کے ذریعہ وہ شخص آپ کے پاس اترے۔ حضور فرماتے ہیں میں نے ارادہ کیا کہ کسی کو مدد کے لیے پکاروں تو اس نے بات کرنے سے روک دیا۔ پھر ایک شخص میرے سرہانے اور دوسرا پہلو میں بیٹھ گیا۔ اس کے بعد اس کے اپنا ہاتھ میرے پہلو میں داخل کیا اور میری دو پسلیاں نکال لیں پھر اس نے اپنا ہاتھ میرے پیٹ میں داخل کیا تو اس نے میرے قلب کو نکال کر اپنی ہتھیلی پر رکھا اور اپنے ساتھی سے کہا کہ مرد صالح کا کس قدر اچھا دل ہے پھر دل کو اس کی جگہ پر رکھ کر وہ دونوں پسلیاں لگا دیں۔ اس کے بعد وہ دونوں اوپر چلے گئے اور سیڑھی اٹھالی۔ جب میں بیدار ہوا تو چھت اپنے حال پر تھی۔ میں خواب کا ذکر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کیا۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ بھلائی ہی فرمائے گا۔ پھر میں ان کے پاس سے باہر گیا۔ اور پھر لوٹ کر آیا اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کو مزید بتایا کہ اس نے تو میرا پیٹ چاک کیا پھر غسل وصفائی کے بعد اس کو درست کر دیا۔ روایت مذکورہ بالا کی مانند یہ مالقی روایت بھی ہے البتہ آخر میں اتنا زیادہ ہے کہ

''جبرئیل علیہ السلام نے زمین سے چشمہ جاری کیا اور وضو کیا اور محمد ﷺ کو دیکھتے رہے۔ انہوں نے اپنا چہرہ' کہنیوں تک دونوں ہاتھ دھوئے۔ سر کا مسح کیا اور دونوں پاؤں ٹخنوں تک دھوئے پھر وضو کے بعد قبلہ کی طرف رخ کر کے دو سجدے کیے۔ سمت قبلہ خانہ کعبہ تھی۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے بھی ایسا ہی کیا۔

ابونعیم نے تیسری سند سے بہ روایت زہری حضرت عروہ سے اور انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسی روایت کو اضافہ آخریں کے ساتھ بیان کیا ہے۔

بیہقی نے ابن اسحاق کی سند سے روایت کی کہ جب اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو کرامت اور نبوت سے سرفراز فرمایا تو آپ جس شجر و حجر کے پاس سے گزرتے وہ سلام کرتا۔ آپ ﷺ یہ اعلیٰ کلمات سلامتی سن کر ہر طرف دیکھتے مگر وہاں کوئی بھی نہ ہوتا۔ وہ منصب نبوت کو خطاب کے ساتھ اس طرح پیش کرتے۔ السلام علیک یا رسول اللہ''

رسول اللہ ﷺ ہر سال غار حرا میں ایک ماہ کے لیے تشریف لے جاتے اور وہاں عبادت کرتے۔ بالآخر وہ زمانہ وہ وقت وہ سال اور وہ مہینہ آیا جس کو رمضان کہتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ حسب معمول تشریف لے گئے۔ حتیٰ کہ قیام حرا کے دوران منصب رسالت کی ذمہ داری سونپے جانے کا وقت مقررہ آ گیا۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں میں سو رہا تھا کہ ایک فرشتہ میرے پاس آیا اور اس نے مجھ سے کہا ''اقرا'' یعنی پڑھو میں نے جواب دیا ''ما اقراء'' یعنی میں پڑھنا نہیں جانتا''

اس کے بعد فرشتے نے مجھ کو اپنے ساتھ اس شدت سے چمٹایا کہ مجھ کو اندیشہ ہوا کہ کہیں میری جان نہ نکل جائے۔ پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا۔ اور پھر کہا ''پڑھو'' میں نے جواب دیا میں نہیں پڑھ سکتا۔ اس نے پہلے کی مانند چمٹایا اور پھر چھوڑ دیا اور کہا ''پڑھو'' میں نے جواب دیا میں نہیں پڑھ سکتا۔ اس کے بعد اس نے کہا:

''اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ (الی قولہ) مَالَمْ یَعْلَمْ'' 'فرشتہ اب چلا گیا اور میں بھی نیند سے بیدار ہو گیا[1]۔ میں نے دل

---

[1] ارباب سیر کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ واقعہ عالم بیداری کا ہے عالم نوم سے اس کا تعلق نہیں ہے۔

میں کہا کہ اس واقعہ کو قریش سے بیان نہ کروں گا۔ میں اپنے آپ کو پہاڑ سے گرا کر ہلاک کر دوں گا تو میں اس ارادہ سے روانہ ہوا میں ایسا کرنے ہی والا تھا کہ میں نے سنا کوئی کہہ رہا تھا:

اے محمد ﷺ! تم اللہ کے رسول ہو اور میں جبریل ہوں۔ یہ سن کر میں نے نظر اٹھائی تو دیکھا کہ جبریل علیہ السلام ایک مرد کی صورت میں کھڑے ہیں اور ان کے دونوں قدم آسمان کے افق میں ہیں۔ میں ہلاکت کے ارادہ سے رک گیا۔ مجھ پر ایک طرح کا سکتہ اور سکوت طاری ہو گیا اور حیرت اس لیے میرے اندر آگے بڑھنے یا پیچھے ہٹنے کی مجال نہ رہی۔ دیر زیادہ ہو چکی تھی۔ اور دن ڈھل چکا تھا۔ میں اپنے گھر لوٹ آیا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے قریب بیٹھ گیا۔ انہوں نے سوال کیا" آپ ﷺ اتنی دیر سے کہاں تھے؟ میں نے کہا' یہ تو ناممکن ہے نہ میں شاعر یا مجنوں ہوں؟"

انہوں نے میری بات سن کر کہا" اس بات میں آپ کے لیے خدا سے پناہ مانگتی ہوں۔ کہ خدا آپ کے ساتھ ایسا کرے۔ البتہ میں خوب جانتی ہوں کہ آپ اعلیٰ درجہ کے راست باز' بڑے امانت دار' بہت پاکیزہ اخلاق اور دائمی طور پر صلہ رحمی فرمانے والے ہیں۔

(اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبٰتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ)

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے پورا واقعہ ان کو سنایا جس کو توجہ اور ہمدردی سے سن کر انہوں نے کہا:

اے ابن عم[1]! میں یہ سب حقائق سننے کے بعد' آپ ﷺ کی خدمت میں خوشخبریاں اور تہنیت و مبارکبادیاں پیش کرتی ہوں۔ میں آپ سے ان حالات' مستقبل کے واقعات اور پیش آمدہ مشکلات کے مقابلے میں صبر و ثبات کی توقع رکھتی ہوں۔ میں خود فریبی کی بنا پر نہیں بلکہ ضمیر و روح کی ہم آہنگی سے انسان پر جو حقیقت منکشف ہوتی اس کی بنیاد پر عرض کرتی ہوں آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں

پھر حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ورقہ بن نوفل کے پاس پہنچیں۔ سارا حال سنایا جس کو سن کر انہوں نے کہا۔

"اگر تم نے واقعات کا اندازہ مشاہدہ اور میرے سامنے نقل کرنے میں غلطی نہیں کی ہے تو یقیناً محمد ﷺ اس امت کے نبی ہیں ان کے پاس آنے والا فرشتہ وہ ناموس اکبر ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آتا تھا۔

بیہقی نے ابن اسحاق کی سند سے روایت کی کہ حضرت ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے کہا" اے ابن عم چونکہ آپ ﷺ صبر و استقامت رکھنے والے ہیں کیا آپ کے لیے ممکن ہے کہ جب وہ آپ کے پاس آنے والا آئے تو مجھے بھی بتائیے۔ حضور نے فرمایا: ہاں! پھر حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے تو آپ نے ام المومنین کو بتایا انہوں نے پوچھا آپ ان کو دیکھ رہے ہیں آپ ﷺ نے جواب دیا: ہاں! پھر خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ کو اپنے داہنے پہلو میں بٹھا کر پوچھا آپ ﷺ نے فرمایا ہاں میں اب بھی دیکھ رہا ہوں۔ اس کے بعد خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو بائیں پہلو میں بٹھا کر دریافت کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہاں نظر آ رہے ہیں اس کے بعد مشیر رسول خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنے سر سے دوپٹہ اتارا بال بکھیر دیے۔ اور حضور ﷺ سے وہی سوال کیا۔

[1] ابن عم باعتبار محاورہ عرب کہا ہے ویسے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ نسب اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا نسب قصی پر جا کر مل جاتا ہے۔

اب آپ ﷺ نے انکار میں جواب دیا۔ تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا یہ شیطان نہیں ہے بلکہ فرشتہ ہے۔ آپ ﷺ مطمئن اور ثابت قدم رہیے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ پر اسی وقت ایمان لے آئیں[1]۔

بیہقی اور ابونعیم نے ابو میسرہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا ''میں تنہائی کے موقعوں پر غیبی ندا سنا کرتا ہوں اس وجہ سے مجھے اندیشہ ہے کوئی خاص بات وقوع پذیر نہ ہو'' حضرت خدیجہ نے جواب دیا کہ

''خدا کی پناہ اللہ ایسا نہیں کرے گا کیونکہ آپ ﷺ امانت میں دیانت کرنے والے، صلہ رحمی کرنے والے اور راست گوئی سے کام لینے والے ہیں''

ایک روز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے تو خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان سے حضور ﷺ کا حال بیان کیا اور درخواست کی کہ آپ حضور ﷺ کو ورقہ کے پاس لے جائیں۔ لہٰذا دونوں حضرات ورقہ کے پاس گئے اور انہیں سارا حال سنایا۔ حضور ﷺ نے بیان کیا:

''اے بزرگ جب میں خلوت میں ہوتا ہوں تو مجھے پیچھے سے آواز آتی ہے اے محمد! اے محمد! یہ سن کر میں زمین پر دوڑا چلا جاتا ہوں۔

ورقہ نے کہا ''ایسا نہ کیجئے بلکہ جب آپ ایسی ندائیں تو استقلال واطمینان کے ساتھ توجہ سے سنیے کہ قائل کیا کہتا ہے اس کے بعد آ کر مجھے بتائیے''

ایک مرتبہ جبکہ حضور ﷺ خلوت میں تھے تو کہنے والے نے کہا ''یَا مُحَمَّدُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اس کے بعد اس نے کہا پڑھیے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (تا آخر سورہ) وَلَا الضَّآلِّيْنَ پھر اس نے کہا پڑھیے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ''

آپ ﷺ پھر ورقہ کے پاس آئے اور ان سے سارا حال بیان کیا۔ ورقہ نے کہا

''آپ ﷺ کو بشارت ہو اور مبارک ہو میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ ﷺ وہی نبی ہیں جس کی بشارت حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام نے دی ہے آپ ﷺ بلاشبہ نبی ہیں اور یقیناً آپ کو جلد ہی جہاد کا حکم دیا جائے گا۔ اگر مجھ کو وہ دن میسر آ گئے تو میں انشاء اللہ ضرور آپ کی کوششوں میں شریک ہو کر جہاد میں حصہ لوں گا''

جب ورقہ کی وفات ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے ورقہ کو دیکھا وہ حریر کا لباس زیب تن کیے ہوئے ہیں۔ اس لیے کہ وہ نیک بہادر بزرگ مجھ پر ایمان لائے[1] اور میری تصدیق کی''

ابونعیم نے عبداللہ بن شداد سے روایت کی کہ ورقہ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا 'کیا تمہارے شوہر نے اپنے صاحب یعنی فرشتہ کو سبز لباس میں دیکھا ہے انہوں نے کہا کہ ہاں ورقہ نے کہا جب تو مجھے یقین ہے کہ آپ کے شوہر نبی ہیں اور جلد

ع حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا خواتین میں سب سے پہلی خاتون ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں۔ آپ کے ایمان لانے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرنے کا تفصیلی واقعہ بہ تغیر چند الفاظ اسی طرح ہے۔ جس طرح علامہ سیوطی نے پیش فرمایا ہے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب تک حیات رہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرا عقد نہیں فرمایا۔

[1] ورقہ بن نوفل کے ایمان لانے پر جمہور علماء کا اتفاق نہیں ہے۔ صرف بعض کا قول ہے۔

ہی لوگ ان کو مصائب میں مبتلا کر دیں گے۔

ابونعیم نے بہ روایت عروہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جب ورقہ سے فرشتہ کا ذکر کیا تو ورقہ نے کہا سبوح سبوح جبریل علیہ السلام کی یہ شان نہیں کہ ایسی سرزمین میں ان کا ذکر کیا جائے کہ جس میں بتوں کو پوجا جاتا ہے۔ جبریل علیہ السلام تو اللہ تعالیٰ کے امین ہیں جو خدا اور اس کے رسولوں کے درمیان ذریعہ ہیں۔ اے اچھی خدیجہ اپنے شوہر کو اس جگہ لے جاؤ جہاں انہوں نے یہ سب کچھ دیکھا مگر جب آئندہ وہ ان کو نظر آئے تو اپنے سر سے چادر اتار دینا اگر وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے تو پھر وہ ان کو نظر نہ آئے گا۔

انہوں نے ورقہ کی ہدایت پر عمل کیا۔ وہ کہتی ہیں کہ جب میں نے سر سے دوپٹہ اتارا تو جبریل علیہ السلام غائب ہو گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نظر نہ آئے۔ پھر میں ورقہ کے پاس آئی اور انہیں بتایا تو انہوں نے کہا کہ یقیناً ان کے پاس ''ناموس اکبر'' آیا ہے۔ اس کے بعد ورقہ اعلان نبوت اور دعوت اسلام کا انتظار کرنے لگے۔

ورقہ نے مندرجہ ذیل اشعار اس سلسلہ میں کہے ہیں۔

لججت و کنت فی الذکری لجوجا — لھم طال ما بلغ انشیجا

میں نے تکرار کی اور میں ذکر میں تکرار کرنے کا عادی تھا۔ ان سے یہ تکرار جب کی جبکہ میرا گلا گھٹنے کے قریب پہنچ گیا۔

و وصف من خدیجہ بعد وصف — فقد طال انتظاری یا خدیجا

اور خدیجہ نے یکے بعد دیگرے اوصاف بیان کیے تو اے خدیجہ رضی اللہ عنہا میرے انتظار نے طول کھینچا

ببطن المکتین علی رجائی — حدیثك ان اری منہ خروجا

میرا انتظار شہر مکہ میں صرف اس امید پر تھا کہ جو بات اے خدیجہ رضی اللہ عنہا تم نے کہی ہے میں اس کے ظہور کو دیکھ لوں

بما اخبرتنا من قول قس — من الرھبان اکرہ ان یعوجا

مجھ کو یہ انتظار تمہاری اس بات کے بتانے سے ہوا جو تم نے راہبوں میں سے ایک قس کا قول کہا تھا اور میں اچھا نہیں سمجھتا کہ اس قس کی بات الٹی ہو۔

بان محمدا اسیود قوما — ویخصم من یکون لہ حجیجا

اس قس نے کہا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم قوم کے سردار ہوں گے اور جو شخص بھی ان کی طرف جائے گا لوگ اس سے جھگڑا کریں گے۔

ویظھر فی البلاد ضیاء نور — تقام بہ البریہ ان تعوجا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ آبادیوں میں نور اور روشنی کی تابانی ہوگی۔ اور لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ کجروی چھوڑ کر صراط مستقیم پر آ جائیں گے۔

فیلقی من یحاربہ خسارا — ویلقی من یسالمہ فلوجا

جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کرے گا وہ خسارے میں رہے گا اور جو صلح و آشتی سے رہے گا وہ کامیاب و کامران رہے گا۔

فیالیتنی اذا ما کان ذا کم شھدت و کنت اولھم ولوجا

کاش میں اس مرحلے پر موجود ہوتا جب لوگ آپ ﷺ سے برسرپیکار ہوں گے اور میں مدد کرنے والوں میں سب سے پہلے ہوتا۔

ولوجا فی الذی کوھت قریش ولو عجت بمکتھا عجیجا

میں (پوری عزیمت کے ساتھ) بالیقین ان لوگوں میں شامل ہوتا جسے قریش برا جانتے ہیں اگرچہ وہ کتنا ہی ہنگامہ کرتے اور شور مچاتے۔

ارجی بالذی کرھوا جمیعا الی ذی العرش ان سلفوا عزوجا

میں اس سے امید وابستہ کرتا ہوں جس کو سب برا سمجھتے ہیں مجھ کو سہارا اور امید عرش والے خدا سے ہے اگرچہ نا ہنجار لوگ کتنا ہی مادی عروج حاصل کرلیں

دھل امر السفاھته غیر کفر یختار من سحك البروجا

اس شخص کے لیے جس نے اس ذات کو اختیار کیا کہ جس نے برجوں کو بلند کیا کفر کے سوا کسی بات میں حماقت نہیں ہے۔

فان یبقو و ابق تکن امورا یفج الکافرون لھا ضجیجا[1]

اگر وہ لوگ زندہ رہے اور میں بھی باقی رہا تو بلاشک ایسے امور ہوں گے جن کی (تاب برداشت) نہ لا کر کافر لوگ دہائی دیں گے۔

وان اھلك فکل فتی سیلقی من الاقدار متلفه خروجا

اور اگر میں فوت ہو گیا تو (ذہن نشین کرلو) کہ ہر جوان کو ان اقدار کا سامنا کرنا ہوگا (جن سے کسی انقلابی تحریک کا) کا ظہور و نمود وابستہ ہوتا ہے۔

تیسرے شعر میں جو ''ببطن المکتین مذکور ہے اس سلسلے میں عینی ''شواہد الکبریٰ'' میں فرماتے ہیں کہ اس سے مراد مکہ کے دونوں یعنی اعلیٰ اور اسفل حصے مراد ہیں۔

طیالسی حارث بن ابی اسامہ اور ابونعیم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے نذر مانی کہ آپ ﷺ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا دونوں غار حرار میں اعتکاف کریں گے۔ تو یہ اتفاق ماہ رمضان میں ہوا۔ ایک رات حضور اکرم ﷺ باہر تشریف لائے تو آپ نے اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ کی آواز سنی۔ آپ ﷺ کو گمان ہوا کہ یہ جن کی آواز ہے۔ اور تیزی کے ساتھ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آ گئے۔ انہوں نے پوچھا کیا بات ہے آپ ﷺ نے حال بیان کیا۔ انہوں نے کہا آپ ﷺ کو مسرور ہونا چاہیے کیونکہ ''السلام'' خیر کا کلمہ ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ کچھ دیر بعد میں دوسری مرتبہ باہر آیا تو اچانک میں نے دیکھا کہ جبریل علیہ السلام آفتاب پر کھڑے ہیں اور ان کا ایک بازو مشرق میں ہے اور دوسرا مغرب میں۔ میں یہ منظر دیکھ کر خوف زدہ ہو گیا۔ اور جلدی سے

---

[1] ورقہ بن نوفل کے اس نعتیہ بیانیہ قصیدے کو عینی نے شواہد الکبریٰ میں پیش کیا ہے۔

واپس ہوا تو میرے اور دروازے کے درمیان حائل ہو گئے اور انہوں نے مجھ سے کلام کیا یہاں تک کہ میں جبریل علیہ السلام سے مانوس ہو گیا۔ اس کے بعد انہوں نے مجھ سے ایک جگہ ملنے کا وعدہ کیا پھر میں حسب وعدہ وہاں پہنچا مگر جبریل علیہ السلام نے تاخیر کر دی۔ میں نے لوٹ آنے کا ارادہ کیا تھا کہ دفعتہً میری نگاہ اوپر ہوئی۔ میں نے دیکھا کہ جبریل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام افق کو گھیرے کھڑے ہیں۔ اس کے بعد جبرئیل علیہ السلام اترے اور میکائیل علیہ السلام آسمان و زمین کے درمیان موجود رہے۔ پھر جبریل علیہ السلام نے مجھے پکڑ کر زمی کے ساتھ شانے کے بل مجھے لٹا دیا اور سینہ کو چاک کر کے دل نکالا اور مشیت خداوندی کے بموجب اس سے کوئی شے خارج کی بعدازاں آب زم زم سے اس کو دھویا پھر اسے سینہ میں رکھ کر شگاف زدہ حصہ درست کر دیا۔[1] بعدازاں پشت پر مہر نبوت ثبت کر دی۔ اس کے بعد حلق کے قریب میری گردن کو پکڑا اور کہا پڑھیے میں امی تھا اس لیے نہ پڑھ سکا۔ دوبارہ کہا پڑھیے۔ میں نے جواب دیا ''میں نہیں پڑھ سکوں گا'' پھر انہوں نے کہا ''اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ'' اور پانچ آیتیں پوری کیں۔[2] اس کے بعد مجھے ایک شخص کے ساتھ وزن کیا اور میں اس پر وزنی رہا۔ پھر دو آدمیوں کے ساتھ اور اسی طرح میرے ساتھ تلنے والوں کی تعداد بڑھاتے گئے حتیٰ کہ سو آدمیوں کے ساتھ مجھے وزن کیا اور میں وزنی رہا۔ پھر میکائیل علیہ السلام نے کہا کہ ان کی امت نے ان کی متابعت کر لی۔ اس کے بعد تو یہ عام ہو گیا کہ میرا گزر جس درخت اور پتھر کے قریب سے ہوتا اس میں سے آواز آتی ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ''

امام احمد' ابن عسد اور ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا میں ایک آواز سنتا ہوں اور ایک روشنی دیکھتا ہوں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اس کا ذکر ورقہ سے کیا تو انہوں نے کہا کہ یہ وہ ناموس ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوتا تھا۔ اب اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور میں اس وقت تک زندہ رہا تو ان کے وظائف منصبی کی انجام دہی میں ان کی مدد کروں گا''

ابونعیم نے سلیمان سے روایت کی کہ جبریل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو درنوک کی مانند ایک فرش پر بٹھایا جس میں موتی اور یاقوت کی مرصع کاری تھی اس کے بعد جبرئیل علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا:

''اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ ج خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ج اِقْرَاْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ الَّذِیْ ۵ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۵ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ'' ۵

اس کے بعد اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوف نہ کیجیے اس لیے کہ آپ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوٹ آئے۔ راہ میں شجر وحجر کہتے السلام علیک یارسول اللہ'' اس صورتحال کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم مطمئن ہو گئے اور خوف جاتا رہا۔

طبرانی اور ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جناب ورقہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبریل علیہ السلام کس طرح آتے ہیں؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا آسمان کی جانب سے آتے ہیں۔ ان کے دونوں بازو موتیوں کے ہیں اور ان کے پاؤں کے تلوے سبز رنگ کے ہیں۔

---

[1] یہ واقعہ تفصیل وصراحت کے ساتھ گزشتہ اوراق میں بیان کیا جا چکا ہے۔

[2] اس امر پر جمہور علماء کا اتفاق ہے کہ پہلی وحی انہی پانچ آیتوں پر مشتمل تھی۔

ابن رستہ نے ''کتاب المصارف'' میں زہری سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ حرا میں تشریف فرما تھے کہ جبریل علیہ السلام دیباج کا کپڑا لائے جس پر تحریر تھا ''اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ (اے قول) مَالَمْ يَعْلَمْ

ابن رستہ نے حضرت عبید بن عمیر سے روایت کی کہ حضرت جبریل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک کپڑا لائے اور کہا کہ پڑھیے! حضور ﷺ نے جواب دیا میں پڑھا لکھا نہیں تو حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ ''اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ ''

ابن سعد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ اجیاد میں اپنی حالت عبودیت میں مستغرق تھے کہ آپ نے فرشتہ کو دیکھا کہ وہ افق آسمان میں ایک پاؤں کو دوسرے پاؤں پر رکھے ہوئے کہہ رہا ہے

''اے محمد ﷺ! میں جبریل علیہ السلام ہوں''

حضور ﷺ اس عجیب وغریب آواز اور خطاب کو سن کر بہت متاثر ہوئے اور کئی بار فضا میں نگاہ اٹھا کر ملاحظہ فرمایا۔ ہر بار فضا میں ایک فرشتہ کو موجود پایا۔ آپ ﷺ یہاں سے اٹھ کر اپنی غمگسار اور رفیقہ حیات کے پاس تشریف لائے اور صورت حال بیان فرمائی۔ مزید فرمایا کہ ''اے خدیجہ رضی اللہ عنہا! اللہ تعالیٰ شاہد وعلیم ہے کہ میں نے بتوں اور کاہنوں سے ہمیشہ نفرت کی ہے۔ اور اب مجھے ڈر ہے کہ کہیں میں کاہن نہ بن جاؤں''

انہوں نے جواب دیا (لہجے اور الفاظ دونوں میں اعتماد وصداقت کی وجہ سے زور واثر پیدا ہو گیا تھا) ''ہرگز نہیں'' ''اے محترم! آپ ﷺ اس طرح نہ سوچیے یقیناً خدا آپ ﷺ کے ساتھ اس طرح ہرگز بھی نہ ہونے دے گا۔ کیوں؟ اس لیے کہ آپ ﷺ صلہ رحمی کرتے، راست بازی اختیار کرتے اور امانت میں دیانت اور حفاظت کرتے ہیں۔ آپ ﷺ کا اخلاق اور کردار حسن و پاکیزگی کا ایک اعلیٰ نمونہ ہے۔ بھلا خدا ایسے شخص کو ضائع کرے گا۔

حضور ﷺ کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پھر اپنے بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔ حالات بیان کیے۔ ورقہ نے کہا کہ واللہ یہ صادق ہیں اور یہ رسالت کے ابتدائی مراحل میں ہیں اور وہ آنے والا ناموس اکبر ہے'' جو سابقہ پیغمبروں پر نازل ہوتا رہا ہے۔ اے خدیجہ محمد ﷺ سے کہہ دو وہ خیر کے سوا کچھ نہ سوچیں''

ابن سعد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ پر جب غار حرا میں وحی نازل ہوئی تو آپ ﷺ چند روز وہیں پر مقیم رہے مگر جبریل علیہ السلام نظر نہ آئے اس وجہ سے آپ ﷺ کو شدید طور پر حزن وملال ہوا جس نے ایک بے چینی اور اضطراب کی صورت اختیار کر لی۔ آپ ﷺ کبھی جبل ثبیر پر جاتے اور کبھی جبل حرا پر۔ اور کبھی ارادہ کرتے کہ خود کو ان پہاڑوں کی بلندی سے گرا دیں۔ ایک موقع پر ایسے ہی ارادہ پر عمل کرنے ہی والے تھے کہ ایک آواز کا احساس ہوا۔ نظر اٹھائی تو جبریل علیہ السلام نظر آئے وہ کہہ رہے تھے۔

''اے محمد (ﷺ) آپ اللہ کے رسول ہیں''

یہ ندائے شہادت سننے کے بعد آپ ﷺ واپس آ گئے۔ دل کو سکون حاصل ہو چکا تھا۔ اور اس کے بعد سلسلہ احکام ووحی شروع ہو گیا۔

حاکم نے ابن اسحاق کی سند سے روایت کی کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات ورقہ سے بیان کرتی تھیں۔ ان سے متاثر ہو کر اس موحد عالم وکاتب انجیل وتورات نے یہ اشعار کہے:

یا للرجال و صرف الدھر والقدر وما لشئی قضاء اللہ من غیر

لوگوں کا حوادث زمانہ کا اور قضا وقدر کا عجیب اور حیرت افزا حال ہے حالانکہ کسی بھی شے کے لیے اللہ تعالیٰ کی قضا میں تبدیلی نہیں ہے۔

حتی خدیجۃ تدعونی لاخبرھا وما لھا نجفی الغیب من خبر

حتی کہ (حضرت سیدہ ام المومنین) خدیجہ رضی اللہ عنہا مجھے بلاتی ہیں کہ میں ان کو بتاؤں دراصل انہیں غیب کی خبر کی کچھ بھی خبر نہیں۔

جائت لتساء عند لاخبرھا امرا اراہ سیاتی الناس من اخر

(حضرت) خدیجہ رضی اللہ عنہا میرے پاس اس مقصد سے آئیں کہ میں ان کو اس بارے میں بتاؤں جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ عنقریب وہ نبی آخر کی حیثیت سے آئیں گے۔

وخبرتنی بامر قد سمعت بہ فیما مضی من قدیم الدھر و العصر

(حضرت) خدیجہ رضی اللہ عنہا نے مجھے ایسے امر کی اطلاع دی جس کو میں زمانہ قدیم سے سنتا آ رہا ہوں۔

بان احمد یاتیہ و یخبرہ جبرئیل انک مبعوث الی البشر

مجھے (حضرت) خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اس بات کی خبر دی ہے کہ (حضور) احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جبرئیل یعنی ناموس اکبر آتے ہیں اور یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام کائنات (مخلوق) اور تمام انسانوں کی طرف رسول ہیں۔

فقلت علی الذی تجین ینجزہ لک الا لہ خرجی الخیر و انتظری

میں نے خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ جس چیز کی تم امید رکھتی ہو اللہ تعالیٰ تمہارے لیے پوری کر دے گا۔ تو تم بھلائی کی امید رکھو اور انتظار کرو۔

وارسلتہ الینا نسائلہ عن امرہ ما یری فی النوم والسھر

اور خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے پاس بھیجا تاکہ ہم ان سے وہ احوال دریافت کریں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خواب اور بیداری میں دیکھتے ہیں۔

فقال حین اتانا منطقا عجبا یقف منہ اعالی الجلد و الشعر

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب ہمارے پاس تشریف لائے تو آپ نے ایسی عجیب بات سنائی جس سے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔

انی رائیت امین اللہ و اجھنی فی صورۃ اکملت من اھیب الصور

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا میں نے اللہ کے امین کو روبرو دیکھا۔ ایسی صورت میں جو ہیبت ناک صورتوں میں کامل تھی۔

ثم استمر فکان الخوف یذعرنی مما یسلم ماحولی من الشجر

پھر وہ اللہ کا امین مجھے مسلسل نظر آتا رہا اور اردگرد کے درختوں کو سلام کرنے میں خوف وہراس کھاتا رہا۔

فقلت ظنی و ما ادری ایصدقنی ان سوف تبعث تتلو منزل السور

میں نے حضور ﷺ سے عرض کیا۔ میرا گمان ہے اور جو میں جانتا ہوں وہ میری تصدیق کرتی ہے کہ عنقریب آپ ﷺ مبعوث ہوں گے اور نازل شدہ سورتوں کی تلاوت کریں گے۔

وسوف اتیك ان اعلنت دعوتهم من الجهاد بلا من ولا كدر

اور میں نے کہا کہ عنقریب میں آپ کے پاس حاضر ہوں گا۔ اگر آپ نے جہاد کا اعلان کیا۔ میرا آنا بغیر احسان اور بغیر کدورت کے ہوگا۔

طیالسی' ترمذی اور بیہقی نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مکہ مکرمہ میں ایک پتھر ہے جس رات میں مبعوث ہوا وہ پتھر مجھے سلام کرتا تھا۔ بے شک میں اس کو پہنچاتا ہوں جب میں اس کے پاس سے گزرتا ہوں۔

مسلم نے اس طرح روایت کی ہے کہ میں مکہ مکرمہ میں ایک پتھر کو پہچانتا ہوں جو مجھ کو بعثت سے پہلے سلام کرتا تھا اور میں اب بھی اسے پہچان سکتا ہوں۔

طبرانی' ابونعیم اور بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ میں تھے۔ آپ ﷺ ایک روز نواحی علاقہ میں تشریف لے گئے۔ تو جو چٹان' پتھر اور درخت ہم کو قریب راہ ملتا وہ آپ ﷺ سے السلام علیک یا رسول اللہ کہتا۔

بزار اور ابونعیم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی نازل فرمائی تو میں جس پتھر یا درخت کے پاس سے گزرتا اس سے آواز آتی ''السلام علیك یارسول اللہ''

ابن سعد اور ابونعیم نے بطریق بنت ابی تجراۃ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو منصب نبوت عطا فرمایا۔ اس زمانے میں قضا حاجت کے لیے آپ ﷺ دور تشریف لے جاتے۔ تو راہ کے درختوں اور پتھروں سے آپ ﷺ یہ کلمات سنتے ''السلام علیك یارسول اللہ''

ابونعیم نے اس روایت کو ایک اور سند سے بھی روایت کیا ہے جس کے آخر میں مزید یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ ان کو جواب سلام ''وعلیك السلام'' کے الفاظ سے عنایت فرماتے۔ یہ جواب آپ ﷺ کو جبریل علیہ السلام نے سکھایا تھا۔

ابن سعد اور بیہقی نے طلحہ بن عبیدہ اللہ سے روایت کہ میں بصریٰ کے بازار میں گیا ہوا تھا۔ وہاں کی صومعہ کے راہب کو میں نے یہ کہتے سنا ''ان نووارد سوداگروں سے پوچھو کہ ان میں کوئی حرم مکہ کا رہنے والا ہے؟''

میں نے (یعنی طلحہ) نے جواب دیا ''جی ہاں میں حرم کا رہنے والا ہوں''

راہب نے پوچھا ''کیا سرزمین حرم میں احمد نے ظہور کیا ہے؟''

میں نے راہب سے وضاحت چاہی کہ ''احمد کون''

راہب نے بتایا کہ ''ابن عبداللہ بن عبدالمطلب کیونکہ یہی وہ مہینہ ہے جس میں ان کا ظہور ہوتا ہے اور وہ آخری نبی ہیں۔ ان کے ظہور کا مقام حرم اور ہجرت کی جگہ نخلستانی' پتھریلی اور شور کی زمین ہے تم کو چاہیے کہ ان پر ایمان لانے میں سبقت کرو''

طلحہ کا بیان ہے کہ مجھ پر راہب کی بات کا اثر ہوا میں مکہ آ کر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گیا۔ راہب نے بصری میں جو کچھ بیان کیا تھا انہیں بتایا وہ حضرت ابوبکر صدیق میرے ساتھ ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے طلحہ کا واقعہ بیان کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سن کر مسرور ہوئے۔ اور طلحہ نے اسلام قبول کر لیا۔ نوفل بن عدویہ کو یہ معلوم ہوا تو اس نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور طلحہ رضی اللہ عنہ کو پکڑ کر ایک رسی سے دونوں کو باندھ دیا۔ اسی وجہ سے ان دونوں حضرات گرامی کا لقب عام طور پر قرینین'' پڑ گیا۔

ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا میں ایک قافلہ کے ساتھ بغرض تجارت یمن گیا۔ اس قافلہ میں ابوسفیان بن حرب بھی تھے۔ تو ایک خط حنظلہ بن ابوسفیان کا پہنچا۔ جس میں لکھا تھا۔

''محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ابطح میں کھڑے ہوئے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول اور تم سب کو اللہ کی توحید کی طرف بلاتا ہوں''

یہ اطلاع اب پورے یمن میں پھیل گئی۔ جس کو سن کر ایک یہودی عالم میرے پاس آیا۔ اور اس نے کہا:

''مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے قافلے میں اس شخص کا چچا ہے جس نے حرم میں نبوت کا دعویٰ کیا ہے'' حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:

''ہاں میں اس کا چچا ہوں'' اس کے بعد یہودی عالم نے کہا:

''میں تم کو قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تمہارے بھتیجے میں جوانی کی خودسری یا عقل و دانش کی کمی ہے؟'' میں نے جواب دیا:

''واللہ بالکل بھی نہیں۔ وہ نہ جھوٹے ہیں نہ خائن۔ اسی وجہ سے تمام قریش ان پر اعتماد کرتے اور الامین کہہ کر پکارتے ہیں'' پھر یہودی نے سوال کیا:

''کیا وہ لکھنا جانتے ہیں؟'' عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرا ارادہ ہوا کہ میں کہہ دوں کہ لکھنا جانتے ہیں مگر پھر خیال ہوا کہ ابوسفیان سنے گا کہیں مجھے جھٹلا نہ دے۔ اس لیے میں نے جواب دیا:

نہیں وہ لکھنا نہیں جانتے۔ میرے جواب کو سن کر وہ یہودی اچھل پڑا اور اپنی ردا چھوڑ کر تیزی سے روانہ ہو گیا۔ وہ کہتا جاتا کہ اب یہودی قتل کر دیئے جائیں گے۔ پھر جب ہم اپنے گھروں کو واپس ہوئے تو ابوسفیان نے کہا ''اے ابوالفضل! یہودی تو تمہارے بھتیجے سے مرعوب ہیں'' میں نے کہا کہ تم نے دیکھ ہی لیا تو کیا ابوسفیان بہتر نہ ہوگا کہ تم ان پر ایمان لاؤ کیونکہ اگر وہ حق پر ہیں تو تم قبول حق میں سبقت لے جاؤ گے اور اگر وہ باطل پر ہیں تو تمہارے ساتھ اور بھی لوگ ہوں گے جو انجام ان کا ہوگا وہی تمہارا بھی ہوگا۔

ابوسفیان نے کہا ''میں تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اس وقت تک ایمان نہ لاؤں گا جب تک میں مقام کداء میں گھوڑے نمودار ہوتے نہ دیکھ لوں گا''

میں نے کہا" تم کیا کہہ رہے ہو؟"

ابوسفیان نے جواب دیا" کچھ نہیں یہ کلمہ تو میری زبان پر یونہی آ گیا ورنہ میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہرگز کداء پر گھوڑے نہیں نمودار ہونے دے گا"

حضرت عباس رضی اللہ عنہ (جو اس حدیث کے راوی ہیں) بیان کرتے ہیں فتح مکہ کے روز ہم نے دیکھا کہ گھوڑے مقام کداء پر نمودار ہورہے تھے چنانچہ میں نے ابوسفیان سے کہا کہ تمہیں اپنی وہ بات یاد ہے؟ ابوسفیان نے جواب ہاں اسی کو یاد کر رہا ہوں۔

ابونعیم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے اپنے والد حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے روایت کہ میں اور امیہ بن ابی الصلت شام گئے تو امیہ نے مجھ سے کہا کہ نصرانی علماء میں سے کسی کو تم جانتے ہو کہ جو علوم کتب سماویہ کا ماہر ہوتا کہ ہم سے مل کر کچھ سوالات کریں۔ میں نے جواب کہ مجھے تو ان باتوں سے کوئی دلچسپی نہیں۔ امیہ میرا جواب سن کر چلا گیا اور پھر واپس آ کر اس نے مجھ سے کہا "میں فلاں عالم کے پاس گیا تھا اور میں نے اس سے بہت سی باتیں پوچھیں اور میں نے اس سے" نبی منتظر" کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا وہ عربی نژاد ہے۔ میں نے پھر سوال کیا" وہ عرب کے کس علاقے سے ہوگا؟" اس نے جواب وہ ساکنان حرم قریشیوں میں سے ہوگا"

پھر میں نے نبی منتظر کے اوصاف بیان کرنے کو کہا۔ تو اس نے بتایا" وہ ہنوز نوجوان ہیں جب کہولت میں داخل ہوں گے تو نبوت و بعثت سے سرفراز ہوں گے۔ وہ مظالم و محارم[1] سے بیزار ہوں گے۔ حسن عمل اور صلہ رحمی ان کا مشرب[2] ہوگا۔ نسباً نجیب الطرفین ہوں گے اور ان کو تائید و نصرت خداوندی حاصل ہوگی"

میں نے کہا" ان کے ظہور و بعثت کے آثار کیا ہوں گے؟" اس نے بتایا" جب سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا سے گئے ہیں ملک شام میں تیس زلزلے آچکے ہیں جن میں ہر زلزلہ ایک بڑی مصیبت تھی۔ اب صرف ایک زلزلہ باقی ہے جس کے اثرات عام ہوں گے"

ابوسفیان راوی حدیث کہتے ہیں کہ میں نے امیہ سے کہا" یہ سب باتیں افسانہ اور غلط ہیں اور ان پر یقین کر لینا سادہ لوحی ہے۔

امیہ نے جواب دیا" قسم ہے اس ذات کی کہ جس کی سوگند اور قسم کھائی جاتی ہے یہ باتیں وقوع پذیر ہوئی ہیں اور جن کا تعلق آنے والے دنوں سے ہے وہ رونما ہو کر رہیں گی"

پھر ہم واپس آنے لگے تو اچانک ہمارے پیچھے ایک سوار یہ کہتا ہوا آیا کہ تمہارے بعد شام میں ایسا زلزلہ آیا کہ اہل شام ہلاک ہو گئے اور ایک ابتلائے عام میں گرفتار ہیں۔ ابوسفیان کہتے ہیں کہ امیہ میرے پاس آیا اور اس نے کہا کہ تم نے نصرانی کی بات کو کیا پایا؟ میں نے کہ واللہ اس کی بات حق ہے۔ جب سامان تجارت فروخت کر کے مکہ واپس آیا تو لوگ میرے پاس آئے اور سب سے پہلے اپنے مال کے بارے میں انہوں نے استفسار کیا پھر میرے پاس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے مجھے خوش آمدید کہا میرے سفر اور قیام کے بارے میں دریافت کیا لیکن اپنے مال تجارت کے بارے میں کچھ نہ پوچھا جس پر مجھے حیرت ہوئی۔ میں نے اپنی بیوی ہند سے کہا کہ مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر تعجب ہے کہ انہوں نے اپنے مال کے بارے میں کچھ نہ پوچھا۔ ہند نے کہا کہ تم ان کی شان کو نہیں جانتے

---

[1] خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ [2] لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۝

وہ گمان کرتے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ ہند نے یہ باتیں کچھ اس طرح سے کہیں کہ میں قائل سا ہو گیا۔ اس وقت مجھے اس نصرانی کی بات یاد آ گئی۔ میں نے ہند سے کہا کہ محمد ﷺ گمان سے زیادہ عاقل ہیں کہ وہ یہ فرمائیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ ہند نے کہا کہ واللہ وہ یہی کہتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔

حضرت امیر معاویہ اپنے والد ابوسفیان سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ درازی عمر کے حسن وقبیح کے سلسلہ میں امیہ اور میرے درمیان بات چھڑی ہوئی تھی۔

امیہ نے کہا ''ابوسفیان قطع کلام نہ کرو میری بات تمام ہونے دو ہاں تو میں نے اپنی کتاب میں ایک نبی کا ذکر پڑھا ہے جو ہمارے علاقہ میں پیدا ہوگا۔ اور یہیں مبعوث ہوگا۔ میرا گمان خود اپنے بارے میں بھی تھا کہ شاید یہ منصب مجھ کو مل جائے۔ میں نے پھر مزید معلومات اور تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ وہ نبی اولاد عبد مناف سے ہوگا۔ پھر میں نے ان سب کا پوری احتیاط سے فرداً فرداً جائزہ لیا تو میری نظر سب برادری پر سے گزرتی ہوئی عتبہ بن ربیعہ پر ٹھہری۔ اب جب تم نے عتبہ کی عمر کے بارے میں وضاحت کی تو میں نے سمجھ لیا کہ وہ نبی عتبہ بھی نہیں ہو سکتا اس لیے اس کی عمر چالیس سے زیادہ ہو چکی ہے۔

ابوسفیان نے بیان کیا کہ جب میں واپس آیا تو رسول اللہ ﷺ پر نزول وحی کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔ میں امیہ کے پاس پہنچا اور استہزاء کے طور پر کہا کہ جس نبی کے بارے میں تم ذکر کرتے تھے وہ ظاہر ہو گیا ہے۔ امیہ نے جواب میں کہا آگاہ ہو جاؤ وہ نبی برحق ہے اس کی پیروی کرو اور گواہ رہو کہ میں اس کی پیروی کرتا ہوں۔

حارث بن ابی اسامہ نے اپنی مسند میں عکرمہ بن خالد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے دنوں میں قریش کے کچھ لوگ سمندری سفر پر تھے۔ طوفانی ہواؤں نے کشتی کو ساحل جزیرہ پر لگا دیا۔ جزیرہ کے ایک شخص نے اہل کشتی سے پوچھا۔

''تم لوگ کون ہو؟''

انہوں نے بتایا کہ ''ہم قبیلہ قریش سے تعلق رکھتے ہیں'' اس نے پوچھا

''قریش کون لوگ ہیں''

اہل کشتی نے جواب دیا ''ساکنان حرم'' جب اس نے پہچان لیا تو کہا کہ ''اہل حرم تو ہم ہیں تم اہل حرم نہیں ہو سکتے'' اس وقت معلوم ہوا کہ وہ قدیم قوم جرہم سے تعلق رکھتا تھا۔ جو اس وادی غیر ذی زرع کے اولین آباد کار تھے۔ اس نے کہا کہ تم جانتے ہو کہ کس وجہ سے گھوڑوں کا نام اجیاد رکھا گیا؟ پھر خود ہی کہا کہ اس لیے کہ وہ تیز رفتار تھے۔

اس کے بعد قریشیوں نے اس سے رسول اللہ ﷺ کا ذکر کیا کہ ہم میں ایک شخص اس طرح دعویٰ نبوت کرنے لگا ہے جرہمی شخص نے کہا کہ تم سب اس کی پیروی کرو اگر میں اس قدر بوڑھا نہ ہوتا تو ان کی خدمت میں ضرور پہنچتا۔

ابن عساکر عبدالرحمن بن حمید کے دادا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حضور ﷺ کی بعثت کے سال اول میں یمن کا سفر کیا۔ اور عسقلان حمیری کے پاس قیام کیا وہ بہت بوڑھا کمزور تھا۔ اور ثقل سماعت بھی تھا۔ اس کی اولاد در اولاد کا سلسلہ طویل تھا۔ صبح کو مسند پر اس کو بٹھایا گیا اور سب بیٹے پوتے اور پر پوتے وغیرہ سلیقہ کے ساتھ اس کے روبرو بیٹھے مجھ کو بھی مہمان کی حیثیت

سے بٹھایا گیا۔ حمیری بزرگ نے مجھ سے کہا:

''قریشی مہمان! اپنا نسب بیان کرو''

میں نے دوبارہ سلام کیا اور کہا کہ ''میرا نام عبدالرحمٰن ہے اور میں عوف بن عبد عوف بن عبدالحارث بن زہرہ کا بیٹا ہوں'' اس نے کہا کہ ''اے معزز زہری مہمان! بس کافی ہے کیونکہ باقی سے واقف ہوں کیا میں تم کو ایک ایسی اچھی خبر نہ دوں جو تمہارے لیے تجارت کے فائدوں سے زیادہ نفع بخش ہے؟''

میں نے کہا ''ضرور بتائیے'' اس نے کہا کہ میں تم کو تعجب میں ڈالنے والی اور رغبت وشوق پیدا کرنے والی بشارت سناتا ہوں۔

''گزشتہ ماہ تمہاری قوم میں ایک نبی مبعوث ہوا ہے۔ جس کے خصائل پسندیدہ ہیں اور اس پر کتاب نازل ہوئی ہے۔ اور اس کے لیے ثواب مقرر کیا گیا ہے۔ وہ اصنام پرستی سے روکتا اور اسلام کی طرف بلاتا ہے۔ حق کی تلقین کرتا اور اس پر عمل پیرا رہتا ہے''

میں نے دریافت کیا ''وہ کس قبیلہ سے ہے؟''

انہوں نے کہا کہ ''وہ بنی ہاشم سے ہے اور تم لوگ اس کے ''ننہالی'' ہو۔ تو عبدالرحمٰن تم قیام کو مختصر کر دو اور جلد لوٹ جاؤ جا کر اس کے کاموں میں تعاون کرو اور اس کی تصدیق کرو اور ان اشعار کو لے جا کر ان کی بارگاہ میں پیش کرو۔

اشهد بالله ذی المتعالی و فالق الیل و الصباح

میں اس اللہ کی گواہی دیتا ہوں جو بلندیوں والا اور سلسلہ روز وشب کا قائم رکھنے والا ہے۔

انك فی السرو من قریش یا ابن المفدی من الذباح

بے شک آپ ﷺ جواں مردی میں قریش ہیں اور اس شخص کے فرزند جس کا ذبیحہ سے فدیہ دیا گیا۔

ارسلت تدعو الی یقین ترشد للحق و الفلاح

آپ ﷺ رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں اور (تذبذب وریب سے نکال کر) یقین کی منزل کی طرف لے جاتے ہیں اور حق و فلاح کی راہ دکھاتے ہیں۔

اشهد باللّٰه رب موسیٰ انك ارسلت بالبطاح

میں اس اللہ کی گواہی دیتا ہوں جو موسیٰ کا رب ہے بلاشبہ آپ ﷺ بطحا میں رسول ہو کر تشریف لائے ہیں۔

فکن شفیعی الی حلیك یدعو البرایا الی الفلاح

اے رسول ﷺ! آپ ﷺ بارگاہ خداوندی میں میری شفاعت فرمایئے کیونکہ حق تعالیٰ لوگوں کو فلاح کی طرف بلاتا ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن فرماتے ہیں کہ میں ان اشعار کو (جن میں شہادت رسالت، مدح نبوت فلاح کی دعوت اور منصب شفاعت کا مضمون بے پناہ ارادت اور جذبہ اخلاص کے ساتھ نظم کیا گیا تھا) یاد کر لیا اور اپنی ضروریات جلد از جلد پوری کر کے مکہ لوٹ آیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملاقات اور تبادلہ خیال کیا۔ انہوں نے کہا کہ وہ محمد بن عبداللہ ہیں تم ان کی خدمت میں حاضر ہو۔ چنانچہ میں بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ بیت خدیجہ میں تشریف فرما تھے۔ حضور ﷺ کی نظر مجھ پر پڑی تو آپ ﷺ نے تبسم فرمایا اور

کہا کہ "میں ایک خوش اخلاق شخص کے چہرے کو دیکھ رہا ہوں اور میں اس کے لیے خیر کی امید رکھتا ہوں۔ جسے تم پیچھے چھوڑ کر آئے ہو"

میں نے عرض کیا "اے محمد ﷺ وہ کونسی بات ہے؟"

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا "تم میرے لیے ایک امانت لے کر آئے ہو کسی بھیجنے والے نے تم میرے پاس ایک پیام کے ساتھ بھیجا ہے۔ وہ جو کچھ ہے بیان کرو"

پھر مجھے اپنے میزبان اور بوڑھے حمیری کا پیام یاد آ گیا۔ اور حضور ﷺ کی خدمت میں اس کے ارادت مندانہ اشعار جو دراصل اس کے والہانہ جذبات تھے جو شعر ونغمہ میں اپنی پرزور کیفیت کی وجہ سے ڈھل گئے تھے۔ سنائے۔ اور میں نے اسلام قبول کر لیا۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا معمر حمیری خاص مومنین میں سے ہے چونکہ ایسے لوگوں کی تعداد جنہوں نے اپنی چشم سے مجھے نہ دیکھا مگر میری تصدیق کی مجھ پر ایمان لائے اور انہوں نے میری محبت میں آنکھوں کو پرنم اور دلوں کو داغ دار کر لیا وہ لوگ میرے سچے بھائی ہیں۔

غیبی آوازوں اور کاہنوں کی زبانوں سے بعثت محمدی کی شہادت اور ثبوت

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ان کے پاس سے ایک خوبصورت شخص کا گزر ہوا جو چہرے اور بشرے سے نیک اور ذہین معلوم ہوتا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو روک کر اس کا حال دریافت کیا۔ تو اس نے بتایا کہ زمانہ جاہلیت میں وہ عرب کا کاہن تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا تمہاری جنیہ سب سے زیادہ عجیب اور غیر متوقع کونسی خبر لے کر تمہارے پاس آئی؟ اس نے بتایا کہ ایک روز میں بازار مکہ میں تھا تو وہ جنیہ مجھ سے ملی میں نے اس کو پریشان حال دیکھ کر اس سے پوچھا کہ کیا بات ہے؟ تو اس نے کہا

الم تر الجن و ابلاسها و یاسها من بعد الكاسها

و لاحوقها بالقلاص و احلابها

یعنی تم نے جنوں اور ان کی حالت بے خبری کو نہیں دیکھا اور ان کو اوندھانے کے بعد ان کی محرومی کو اور ان کا اونٹوں اور پالانوں کے پاس ہونا نہیں دیکھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم سچ کہتے ہو میں بھی ایک روز عرب کے اصنامی معبودوں کے پاس ہی محو خواب تھا۔ کہ ایک شخص گائے کا بچھڑا لے کر آیا جس کو اس نے ذبح کیا ہی تھا کہ اس نے ایک بہت بڑی اور غیر معمول چیخ ماری میں نے اس قدر پرزور آواز کبھی نہیں سنی تھی اس کے کلمات یہ تھے۔ یا جلیح 'امر نجیح' رجل فصیح 'یقول لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ' یعنی اے جلیح یہ امر نجات بخش ہے اور وہ شخص سچا خیر خواہ ہے جو اس حقیقت کا ابلاغ کرتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ[1] نہیں

[1] بعد کے دونوں واقعات میں بالکل مطابقت ہے لیکن وہ الگ الگ بیان کیے گئے ہیں اور راوی بھی الگ الگ ہیں۔

لوگ دنگ رہ گئے۔ اور پھر راہ فرار اختیار کی۔ میں نے اپنی جی میں سوچا کہ جب تک نہ جاؤں گا کہ یہ معلوم نہ کرلوں کہ اس کے بعد کیا ہوتا ہے۔ اس کے بعد دوسری بار پھر اس نے وہی کلمات اسی آواز سے کہے۔ اور پھر تیسری بار اور اس واقعہ ندا کے بعد کچھ ہی مدت گزری تھی کہ اعلان کلمۃ اللہ کے لیے حضور ﷺ مبعوث ہو گئے۔

ابن سعد اور بیہقی نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ قبیلہ غفار کے لوگ اپنے بتوں پر چڑھاوے کے لیے ایک گائے کو لائے۔ ابھی وہ گائے صنم پر ذبح ہونے کی وجہ سے پجاریوں کے نزدیک تبرک بنی کھڑی ہی تھی کہ اس نے یہ بانگ دہل کہا:

یا لذریح 'امر نجیح 'صایح یصیح لسان فصیح 'یدعو بمکتہ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ یہ سن کر لوگ اس کے قربان گاہ پر بھینٹ چڑھانے میں توقف کرنے لگے اور وہاں سے ٹل گئے۔ اس کے کچھ عرصہ بعد ہی وہ نبوت محمدی سے کفر کے ماحول میں ہلچل کی خبریں سننے لگے۔

امام احمد و بیہقی نے مجاہد سے روایت کی کہ ہم سے ایک بوڑھے نے حدیث بیان کی کہ اس نے کہا کہ میں اپنے گھر والوں کی گائے کو ہانک رہا تھا تو میں نے اس کے پیٹ میں سے یہ آواز سنی:

"یا الذریح 'قول فصیح رُجل یصیح اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ" اس کے بعد ہم مکہ آگئے تو ہم کو معلوم ہوا کہ محمد ﷺ نبوت سے سرفراز ہو گئے ہیں۔

بیہقی نے براء سے روایت کی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سواد بن قارب سے فرمایا "تم کو اسلام قبول کرنے کی ترغیب یا تحریک کس طرح ہوئی"

سواد نے کہا "میرا ایک جن تھا میں ایک رات میں سو رہا تھا کہ وہ جن میرے پاس آیا اور اس نے کہا کہ اٹھو اور سمجھو اور جان لو اگر تم میں کچھ عقل ہے کہ لوئی بن غالب[1] کی اولاد سے رسول خدا مبعوث ہو چکے۔ پھر اس نے یہ اشعار پڑھے۔

عجبت للجن و انجاسها　　　و شدها العیس باحلاسها

مجھے جنات اور ان کی نجاستوں اور ان کے اپنے اونٹوں پر کجاوے کسنے پر تعجب ہے۔

تهوی الی مکته تبغی الهدی　　　مامومنو مثل ارجاسها

کہ وہ جناتِ مکہ کی طرف آ کر ہدایت کے خواستگار ہو رہے ہیں اور جنات میں جو صاحب ایمان ہیں وہ ناپاک جنات کی طرح نہیں ہیں۔

فانهض الی الصفوة من هاشم　　　واسم بعینیك الی راسها

لہٰذا تم بنی ہاشم کے صاحب پاک سیرت کی خدمت میں پہنچو اور اولاد ہاشم کے سردار کی جانب ذرا جائزہ گیر نگاہ سے تو دیکھو۔

پھر اس نے مجھے بیدار کر کے اور خوف زدہ کر دیا اور کہا کہ اے سواد بن قارب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو مبعوث فرما دیا ہے تو تم اس کے پاس پہنچو اور رشد و ہدایت حاصل کرو دوسری رات میں وہ جن پھر آیا اور مجھے خواب سے بیدار کر کے یہ اشعار سنانے لگا۔

---

[1] "لوی بن غالب" لوی فہر بن مالک (قریش) کے بیٹے کے بیٹے یعنی پوتے تھے۔

عجبت للجن و قطلابها و شدها العیس باقتابها

مجھے جنات اوران کی طلب اوران کے اپنے اونٹوں پر کجاوے کسنے پر حیرت ہوتی ہے۔

تهوی الی مکته تبغی الهدیٰ ماصادقو الجن ککذابها

جنات مکہ کی جانب سفر کر کے رشد و ہدایت کے طالب ہیں اور گروہ جنات میں جو صدق و صفا کے حامل ہیں وہ کذب وافترا کے خوگر جنوں کی طرح کیسے ہو سکتے ہیں۔

فارحل الی الصفوة من هاشم لیس قدامها کاذنابها

تو تم بنی ہاشم کے پاک سیرت شخص کے پاس سفر کر کے پہنچو ان کے اگلے لوگ ان کے پچھلے لوگوں کی مانند نہیں ہیں۔

پھر جب تیسری رات آئی تو وہ جن میرے پاس آیا اور اس نے مجھ کو بیدار کر کے حسب ذیل اشعار سنائے۔

عجبت للجن و تجسارها و شدها العیس بار کوارها

میں جنات پر اور ان کی جسارت پر اور اونٹوں پر کجاوے باندھنے پر تعجب کرتا ہوں۔

تهوی الی مکته تبغی الهدیٰ لیس ذودالشر کاخیارها

وہ جنات مکہ پہنچ کر ہدایت و رہنمائی کی جستجو میں ہیں اور برے جنات ان کے اچھے جنوں کی مانند ہرگز نہیں ہیں۔

فانهض الی الصفوة من هاشم ما مومنو الجن ککفارها

تو تم بنی ہاشم کے پاک سیرت شخص کی خدمت میں حاضر ہو اور صاحب ایمان جن کافر جنوں کے مانند نہیں ہیں۔

سواد بن قارب نے کہا کہ جب میں نے مسلسل تین راتوں تک یہ وعظ سنا تو میرے دل میں اسلام کی محبت اور عظمت جانشین ہوئی۔ میں روانہ ہوا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گیا حضور ﷺ نے مجھے دیکھ کر ارشاد فرمایا ''اے سواد بن قارب! مرحبا ہم جانتے ہیں کہ کس نے تم کو بھیجا ہے'' میں نے گزارش کیا اے اللہ کے رسول ﷺ میں نے واردات اور تاثرات کو اشعار کے قالب میں ڈھالا ہے براہ لطف و کرم اجازت دیجئے کہ بیان کر کے قلب کو سکون دوں پھر میں نے عرض کیا

اتانی رئیبی بعد لیل و هجعته ولم یک فیم قد بلوت بکاذب

میرے پاس میرا جن رات کو سونے کے بعد آیا اور میں نے جس بارے میں بھی اس کی آزمائش کی وہ جھوٹا ثابت نہیں ہوا۔

ثلاث لیال قوله کل لیلته اتاک رسول من لوئی بن غالب

تین راتوں میں وہ آیا اور ایک ہی بات اس نے کہی کہ ''تیرے قرین لوی بن غالب کی اولاد سے پیغمبر ﷺ تشریف لے آئے ہیں

نشموت عن ساقی الازارووسطت بی الذعلب الوجناء عند السباسب

---

۱ سواد بن قارب نے اپنے اشعار میں ان تمام کیفیات کو پیش کیا ہے جن سے متواتر تین راتوں تک دو چار ہوئے۔

پھر میں پنڈلی سے اپنا تہبند اونچا کیا' تیز رفتار اور بڑے چہرے والی اونٹنی پر سوار ہو کر قطع مسافت کر کے حاضر ہو گیا۔

فاشهد ان الله لا رب غيره وانك مامون على كل غائب

اب میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک اللہ ہے اس کے سوا کوئی رب نہیں اور بلاشبہ آپ ﷺ ہر غائب پر مامون ہیں

وانك ادنى المرسلين شفاعته الى الله يا ابن الاكرمين الاطائب

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حضور میں تمام رسولوں سے زیادہ مقرب و شفیع ہیں اے صاحبان کرمت اور پاکوں کے فرزند

فمرنا بمایاتیك یا خیر من مشی وان كان فيما جاء شيب الذوائب

اے افضل الخلائق! جو امر آپ ﷺ لائے ہیں اس کا ہمیں حکم دیجئے اگر چہ وہ اس قدر دشوار ہو کہ آدمی بوڑھا ہو جائے

وكن لى شفيعا يوم لا ذو شفاعته سواك بمغن عن سواد بن قارب

مگر آپ میری اس دن شفاعت فرمائیں جس دن کوئی صاحب شفاعت آپ ﷺ کے سوا سواد بن قارب کو چھڑانے والا نہ ہو گا۔

بیہقی نے ہشام بن محمد کلبی سے روایت کی کہ مجھ سے طی کے مشائخ میں سے ایک شیخ نے حدیث بیان کی کہ مازن طائی سرزمین عمان میں تھا۔ وہ اپنے گھرانے کے بتوں کا خدمت گار تھا۔ اور اس کا ایک بت تھا جس کا نام ناجز تھا۔ ایک روز اس بت پر بھینٹ چڑھائی تو بت سے آواز آئی اے مازن ایک خبر صادق سنو جس سے تم بے خبر ہو۔ وہ یہ کہ ایک نبی کی بعثت اور اس پر نزول کلام ہوا ہے تم ان پر ایمان لا کر اس عذاب آتش سے بچ سکتے ہو۔ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ مازن نے کچھ دنوں بعد ایک اور ذبیحہ قربان کیا تو پھر آواز آئی ''اے مازن تو مسرور ہو گا خیر ظاہر اور بدی ناپید ہو گئی مضر سے ایک نبی دین الٰہی کی اشاعت کے لیے مبعوث ہو چکا ہے تو اصنام پرستی چھوڑ دے تاکہ عذاب جہنم سے بچ سکے''

مازن نے دل میں سوچا یہ تو حیرت ناک طریقہ پر ہدایت کی گئی جو میری بھلائی کی خاطر ہے۔ اسی اثناء میں مازن کا کہنا ہے کہ حجاز سے ایک شخص میرے پاس آیا میں نے اس سے پوچھا اپنے علاقے کی کوئی خاص خبر سناؤ اس نے بتایا کہ تہامہ میں ایک شخص ظاہر ہوا ہے جو خود کو دین الٰہی کا داعی بتاتا ہے اور اس کا نام احمد ہے۔ میں نے خیال کیا واللہ یہ تو وہی اطلاع مل گئی جس کی مجھے خبر دی گئی ہے۔

اس کے بعد جلد ہی سفر کر کے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور حضور ﷺ کی دعوت دین کو قبول کیا۔ پھر میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! میں موسیقی' شراب اور عورتوں سے والہانہ فریفتگی رکھتا ہوں نیز سالوں سے ہم قحط سالی میں مبتلا ہیں جس کی وجہ سے ہمارے اموال تباہ ہو گئے۔ ہمارے بچے' عورتیں اور مرد بھوکوں سے نزار ہو گئے۔ اور میرا کوئی لڑکا بھی نہیں ہے میں ان باتوں کے لیے آپ سے دعا کی درخواست کرتا ہوں۔ ان کی درخواست پر اللہ کے رسول نے یہ دعا فرمائی۔

''اَللّٰهُمَّ ابدل بالطرب قراة القرآن وبا الحرام الحلال و آته بالحياء' وهب له ولداً''

اے پروردگار کائنات! اس کے ذوق موسیقی کو قراۃ قرآن سے اور حرام کو حلال سے بدل دے اور بارش کے لیے حکم فرما دے اور اس کو فرزند نرینہ عطا فرما۔

مازن کا کہنا ہے کہ اس دعا مستجاب کے بعد اللہ نے ہماری تمام پریشانیاں رفع فرما دیں۔ اور ہمارا سارا علاقہ عمان سرسبز و شاداب ہو گیا۔ میں نے چار خواتین سے نکاح کیا اور اللہ نے مجھے حیان جیسا لائق فرزند عطا فرمایا۔ (اس روایت کو طبرانی اور ابونعیم نے بھی روایت کیا۔

ابن سعد، محمد، طبرانی، بیہقی اور ابونعیم نے حضرت جابر بن عبداللہ سے یہ روایت کی کہ مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کے بارے میں سب سے پہلے یہ خبر آئی کہ مدینہ کی ایک عورت کے تابع جن تھا۔ ایک روز وہ جن پرندے کی صورت میں اس کے گھر کی دیوار پر بیٹھ گیا۔ عورت نے اس سے کہا نیچے اتر آ۔ تو اس نے جواب دیا ایسا نہیں ہو سکتا کیونکہ مکہ میں جو نبی مبعوث ہوا ہے اس نے ہر طرح کی بد اخلاقی کو منع اور زنا کو حرام کر دیا ہے۔

ابونعیم نے ارطاۃ بن المنذر سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نے ضمرہ سے سنا ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ مدینہ میں ایک عورت پر جن آتا تھا پھر وہ غائب رہا اور ایک عرصہ تک نہیں آیا۔ کافی دنوں کے بعد وہ اس طریق پر جو اس کے سابقہ معمول کے خلاف تھا آیا عورت نے پوچھا پہلے تیری عادت تو یہ نہ تھی اس نے جواب دیا کہ مکہ مکرمہ میں اللہ کے نبی مبعوث ہوئے ہیں اور میں نے ان کی ہدایت میں ''حرمت زنا'' کو معلوم کر لیا ہے لہٰذا اب میرا تجھ کو سلام ہے۔

ابونعیم نے حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے قبل شام کی طرف روانہ ہوئے جب باب شام پر پہنچے تو وہاں ایک کاہنہ تھی اس نے بتایا کہ میرا جن آیا اور مکان کے دروازے پر کھڑا ہو گیا۔ میں نے کہا کہ اندر کیوں نہیں آتا جن نے جواب دیا اب اس کی کوئی صورت نہیں اس لیے کہ احمد ﷺ کا ظہور ہو گیا ہے اور انہوں نے اس سلسلہ میں قطعی ممانعت کر دی ہے۔ یہ بتا کر وہ کاہنہ چلی گئی جب میں مکہ واپس پہنچا تو اہل مکہ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ مبعوث ہو گئے ہیں اور قریش کو اللہ کے دین فطرت کی طرف دعوت دے رہے ہیں۔

ابن شاہین، ابن مندہ اور المعافی نے علی الترتیب کتب الصحابہ، دلائل النبوۃ اور الجلیس میں ابن ابی سبرہ سے روایت کی۔ انہوں نے بتایا کہ مجھ سے حضرت ذباب رضی اللہ عنہ بن حارث نے حدیث بیان کی کہ ابن وقشہ کے ایک جن تابع تھا جو اس کو مستقبل کے بارے میں بتاتا تھا۔ ایک دن آیا اور اس نے کوئی خبر ابن وقشہ کو دی اور پھر بغور دیکھ کر کہا کہ آج میں تجھے بڑی تعجب خیز بات سناتا ہوں کہ محمد ﷺ اپنے بارے میں ''نبی اللہ'' ہونے کا دعویٰ کر رہے ہیں اور لوگوں کو دعوت اسلام دے رہے ہیں مگر لوگ اعتنا نہیں کر رہے بلکہ انکار اور سرتابی پر اتر آئے ہیں۔

اس کی بات سن کر میں نے کہا ''یہ ایک عجیب اور انوکھی خبر ہے'' جن نے کہا ''میں اس سے زیادہ نہیں جانتا''

ابن وقشہ نے کہا کہ کچھ ہی عرصہ بعد میں نے حضور ﷺ کی رسالت اور تحریک دین کی خبریں معتبر لوگوں سے سنیں اور اسلامی جماعت اور پیروان رسول میں شامل ہو گیا۔

عمر بن شبہ نے جموح بن عثمان غفاری سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ زمانہ جاہلیت میں ہم اپنے گھروں میں تھے تو رات

۱؎ ایام جاہلیت میں ہر قبیلہ میں ایک کاہن یا کاہنہ ہوتی تھی جو مستقبل کے بارے میں بتانا ان کا کام ہوتا تھا

کے وقت ایک شخص کے چیخنے کی آواز سنی اور اس نے کچھ اشعار کہے۔ دوسری اور تیسری راتوں میں بھی ایسی ہی آوازیں سنیں۔ پھر کچھ ہی دنوں کے بعد ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ کے ظہور کی خبر پہنچی۔

ابن سعد اور ابن عساکر نے سفیان ہذلی سے روایت کی کہ ہم ایک مرتبہ سفر شام کے لیے روانہ ہوئے تھے۔ دوران سفر ہمارے قافلے نے زرقاء اور معان کے درمیان پڑاؤ کیا۔ یکا یک ہم نے ایک سوار کو کہتے سنا اے لذت خواب کے دل دادگان اٹھو یہ خواب راحت کا وقت نہیں بحکم خداوندی بیشک مکہ میں عبدالمطلب کے گھرانے میں احمد ﷺ نے ظہور فرمایا ہے اور جنات ہر طرح سے راندہ کر دیئے گئے ہیں اور ان کو دھتکار دیا گیا ہے۔

اس آواز سے ہم سب لوگ کانپ گئے اگرچہ ہم لوگ قوی ہمت اور جوان تھے۔ ہمارے گروہ میں کوئی ایسا نہ تھا جس نے یہ آواز نہ سنی ہو۔ بہرحال جب ہم اس سفر شام سے واپس اپنے اپنے گھر کو ہوئے تو ہم نے مکہ مکرمہ میں نبی کے ظہور کے سلسلہ میں مختلف الخیال اور متضاد آراء کو موجود پایا۔ لوگوں کو ہم نے ہر جگہ اور ہر طرف یہی ذکر کرتے سنا کہ قریش میں بنی عبدالمطلب سے ایک چالیس سالہ شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اس شخص کا نام احمد ہے ہم نے یہ بھی دیکھا کہ مکہ میں اس نبی کی دعوت کے سلسلہ میں دو گروہ پیدا ہو گئے ہیں۔ ایک گروہ اہل شرک کا ہے اور ایک جماعت علمبرداران حق کی ہے۔

ابونعیم نے طلحہ تیمی سے روایت کی کہ ایک شخص حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا تو کاہن ہے اور اپنی صاحب کے ساتھ تو نے عہد کیا تھا۔ اس نے جواب دیا اسلام سے پہلے ایک دن وہ آئی اور سلام سلام کہہ کر اس نے کہا "الحق المبین و الخیر الدایم غیر حلم النائم اللہ اکبر" پھر وہ چلی گئی[1]۔

اس موقع پر ایک مسلمان نے کہا "اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ! اسی طرح کی ایک بات آپ سے عرض کرتا ہوں۔" ہم ایک لق و دق بیابان میں جا رہے تھے اس میں بجز اپنے قدموں کی چاپ کے ہم کچھ نہ سنتے تھے۔ کہ دفعتہ ہم نے سامنے سے ایک سوار کو آتے دیکھا اور اس نے "یا احمد 'یا احمد اللہ اعلیٰ و امجد اتاك ما وعدك من الخیر یا احمد" پکارا پھر وہ چلا گیا۔ پھر ایک انصاری نے کہا کہ ایک واقعہ میں بھی عرض کرتا ہوں۔ شام کے سفر کے دوران ہم بادیہ نوردی میں تھے کہ ہاتف غیبی کو گاتے سنا۔ اشعار یہ تھے۔

قدلاح نجم فاضاء مشرقه   یخرج من ظلماء عوف موبقه

بلاشبہ ایک ستارے نے طلوع فرمایا جس نے اپنی ضو سے مشرق کو جگمگا دیا۔ ہلاکت خیز اندھیروں سے وہ مخلوق کو نکالتا ہے۔

ذاك رسول مفلح من صدقه   اللہ اعلیٰ امرہ و حققه

وہ ستارہ ایک رسول ہے جس نے اس کی تصدیق کی پس اس نے فلاح پائی۔ اللہ نے ان کے امر کو بلند کیا اور اسے ثابت کر دیا۔

ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ایک جن نے جبل ابوقبیس پر جو مکہ میں ہے یہ آواز دی کہ

قبح اللہ رأی کعب بن فھر   مارق العقول و الاحلام

---

[1] حق ظاہر و باہر ہو گیا اور خیر و بھلائی ہمیشہ کے لیے قائم ہو گئی۔ اللہ بہت بڑا ہے۔

اللہ تعالیٰ کعب بن فہر کی رائے کو برا کرے وہ کتنا کم عقل اور نادان ہے۔

دینها انها لینف فیها دین ابائها الحماة الکرام

ان کا دین ان کے برگزیدہ آباء کی حمایت کرنے والوں کا دین ہے اور پھر بھی وہ اس دین میں ملامت کیے جاتے ہیں

حالف الجن حین یقضی علیکم و رجال النخیل و الالحام

جب ان کو حکم دیا جائے گا تو جنات اور نخلستان اور ریگ زار زمین کے رہنے والے لوگ ان کی حمایت کریں گے۔

یوشك الخیل ان ترها تهاوی تقتل القوم فی البلاد العظام

عنقریب سبک خرام سواروں کو تم دیکھو گے جب کہ بڑے بڑے شہروں میں لوگ قتل کیے جائیں گے۔

هل کریم منکم له نفس حر ماجد الوالدین و الاعمام

کیا تم میں کوئی جان ایسی ہے جو آزاد اور باعزت ہے اور جس کے والدین اور چچا لائق احترام سمجھے جاتے ہیں

ضارب ضربته تکون نکالا درواحا من کربته واغتمام

وہ عزت والا شخص خواری کی مار لگانے والا ہے اور سختی و مصیبت سے خوشی کی جانب لے جانے والا ہے۔

جب صبح ہوئی تو یہ بات تمام مکہ میں پھیل گئی اور مشرکین آپس میں ان شعروں کو مزاحیہ انداز میں گنگناتے اور مہذب و باوقار مسلمانوں کی جانب اشارے وکنایے کرتے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے اس طرز عمل کے بارے میں ارشاد فرمایا۔ یہ شیطان کی آواز ہے جو بتوں کے ذریعہ لوگوں سے ''ہرزہ سرائی'' کرتا ہے۔ اس کا نام مسعر ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ذلیل وخوار کرے۔ اس کے تین دن بعد اچانک جبل ابوالقبیس پر ہاتف کو کہتے سنا

نَحْنُ قَتَلْنَا مِسْعَرًا لَمَّا طَغٰی وَاسْتَكْبَرَا

ہم نے مسعر شیطان کو قتل کر ڈالا جبکہ اس نے سرکشی کی اور تکبر کیا

وسفه الحق و سن المنکرا قنعته سیفا جر وفا میترا

مسعر نے حق کو سبک ٹھہرایا اور بری بات کو نعمت قرار دیا۔ مسعر کو اسی تلوار سے قتل کیا جو بنیادوں کو کھودنے والی ہے۔

بشتمه نبینا المطهرا

مسعر کا قتل اس بنا پر ہے کہ اس نے ہمارے پاک نبی ﷺ کے ساتھ دشنام طرازی کی۔

اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جنات میں وہ عفریت ہے جس کا نام سمج ہے اس نے مسعر کو قتل کیا۔ میں نے سمج کا نام عبداللہ رکھ دیا ہے کیونکہ وہ مجھ پر ایمان لے آیا اور اس نے مجھے بتایا کہ وہ مسعر کی تلاش میں کئی روز سے تھا۔

فاکہی نے ''اخبار مکہ'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کو عامر بن ربیعہ سے روایت کیا کہ ہم ابتدائے اسلام کے وقت مکہ مکرمہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ اچانک ہم نے مکہ کے ایک پہاڑ پر سے ندا سنی۔ ''اس میں لوگوں کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکایا تھا۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ شیطان ہے اور جس شیطان نے کسی نبی ﷺ کے خلاف علانیہ لوگوں کو ابھارا ''اللہ

تعالیٰ نے اسے ہلاک کر دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے اس شیطان کو جنات کے اس عفریت کے ذریعہ قتل کرادیا۔ جس کا نام سمج ہے۔ اور میں نے اس کا نام عبداللہ رکھ دیا ہے۔ پھر جب غروب آفتاب کا وقت ہوا تو میں نے ایک ندا کرنے والے کو اسی جگہ ندا کرتے سنا۔

نحنُ قتلنا مسعرا لَمَّا طغی وَاسْتَکْبَرَا

و اصغر الحق و سن المنکر بشتمہ نبیّنا المُطهّرا

ابونعیم اور فاکہی نے ''اخبار مکہ'' میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت کی کہ نبوت محمدی ﷺ کا جب اعلان و اظہار ہوا تو ایک جن نے جس کا نام مسعر ہے جبل ابوقبیس پر کھڑے ہو کر کہا

''قبح اللہ رای کعب بن فهر الابیات''

جب صبح ہوئی تو قریش کہنے لگے کہ تم نے اس قدر سستی دکھائی کہ جن تم کو ابھارنے پر مجبور ہو گئے۔ پھر جب دوسری رات آئی تو اسی جگہ ایک اور جن نے جس کا نام سمج تھا کھڑے ہو کر کہا

نحن قتلنا مسعرا لما طغی و استکبرا

یعنی ہم نے مسعر کو قتل کر دیا جب اس نے سرکشی اور تکبر کیا

بشتمہ نبینا المطهرا اور دتہ سیفا جروفا مبترا

ہم نے اس لیے قتل کیا کہ اس نے ہمارے پاک نبی کے ساتھ گستاخی کی میں اس پر ایسی تلوار لایا جو جڑ او بنیاد کو کھود ڈالے۔

اما نذود من اراد البطرا

ہم اسے دور کرتے ہیں جو غیر مکروہ کو برا جانے۔

ابوسعید نے ''شرف المصطفیٰ'' میں جندل بن نضلہ سے روایت کی۔ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے انہوں نے کہا کہ ایک جن میرا ساتھی تھا وہ اچانک میرے پاس آیا اور اس نے ڈراتے ہوئے کہا

هب فقد لاح سراج الدین لصادق مهذب امین

اٹھ دین کا چراغ روشن ہو گیا۔ اس نبی ﷺ کے ذریعہ جو صادق' مہذب اور امین ہے

فارحل علی ناجیتہ امون تمشی علی الصحصح و الحزون

اور تو ایسی اونٹنی پر سوار ہو جو مضبوط ہے اور وہ نرم و سخت ہر جگہ پر چلتی ہے۔

میں خوف زدہ ہو کر بیدار ہو گیا میں نے حقیقت حال دریافت کی تو اس نے کہا ''وساطح الارض و فارض الغرض لقد بعث محمد فی الطول و العرض نشاء فی الحرمات العظام و هاجر الی طیبتہ الامینیة'' یعنی قسم ہے سطح زمین اور فرض کرنے والے کی۔ یقیناً محمد ﷺ طول و عرض میں مبعوث ہو گئے۔ انہوں نے مکہ مکرمہ میں نشو و نما پائی اور مدینہ طیبہ کی جانب ان کی ہجرت ہو گی۔

یہ سن کر میں خوش ہو گیا اور جانے لگا تو اچانک میں نے ہاتف غیبی کو کہتے سنا

یا ایہا الراکب المزجی مطینہ   نحو الرسول لقد وفقت للرشد

اے سار بان جو سوار ہو کر رسول ﷺ کی خدمت اقدس میں رواں دواں ہے اس میں کوئی شبہ نہیں کہ تو نے ہدایت کی توفیق پالی۔

ابن کلبی نے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ قبیلہ بنی کلب کا ایک مزدور تھا جس کا نام حابس بن دغنہ تھا۔ ایک دن میں اپنے مکان کے صحن میں تھا کہ وہ بھاگ کر خوف زدہ حالت میں میرے پاس آیا اور کہنے لگا "آپ اپنے اونٹوں کو سنبھال لیجئے" میں نے اس سے پوچھا "تو کس وجہ سے اس قدر خوف زدہ اور لرزاں و ترساں ہے" تو اس نے جواب دیا کہ "میں فلاں وادی میں تھا کہ میں نے ایک بوڑھے کو پہاڑ کی گھاٹی سے نمودار ہوتے دیکھا اس کا سر رخمہ[1] کی مانند تھا۔ پھر وہ آگے کی طرف بڑھتے ہوئے ایسی جگہ اترا جہاں پر عقاب تک پھسل جائے مگر وہ قطعی بے خوف لگا ہوا تھا۔ میں دیکھتا رہا حتی کہ اس کے قدم زمین پر جم گئے۔ اس کے بعد میں نے جو کچھ دیکھا بہت ہی عجیب ہے۔ اس نے کہا

یا حابس بن دغنہ یا حابس   لا تعرضن الیک الوساوس

اے حابس بن دغنہ تو اپنے دل میں کسی نوع کا ہراس اور کسی طرح کا خدشہ نہ لا

ھذا سنا النور بکف القابس   فاجنح الی الحق ولا توالس

یہ روشنی دراصل تیرے نور بکف ہونے کی بنا پر ہے تو حق اور سچائی کی طرف مائل ہو اور فریب میں مبتلا نہ ہو۔

حابس نے بتایا وہ بوڑھا یہ کہہ کر غائب ہو گیا اور میں نے اونٹوں کو وہاں سے ہانک کر دور ایک دوسری جگہ پر چرنے چھوڑ دیا اور میں لیٹ گیا اور پھر کسی ٹھوکر مارنے سے میری آنکھ کھلی دیکھا تو وہی بوڑھا تھا پھر اس نے کہا

یا حابس اسمع ما اقول ترشد   لیس ضلول مائر کمتھدی

اے حابس میرے قول پر دھیان دینے سے ہدایت یافتہ ہو جائے گا گمراہ شخص ایک ہدایت یافتہ شخص کی طرح نہیں ہو سکتا۔

لا تترکن نھج الطریق القصد   قد نسخ الدین بدین احمد

اے حابس تو اعتدال اور میانہ روی کی راہ کو نہ چھوڑ بلاشبہ دین احمد ﷺ کے ذریعہ تمام ادیان منسوخ ہو گئے

حابس نے بتایا میں اس کے بعد بے ہوش ہو گیا اور بہت دیر کے بعد مجھے ہوش آیا۔ بلاشبہ حق تعالیٰ نے اسلام کے لیے میرے دل کا امتحان لیا۔

طبرانی اور ابونعیم نے عمرو بن مرہ جہنی سے روایت کی کہ میں حج کے ارادہ سے نکلا میں نے خواب میں دیکھا دراں حالیکہ میں مکہ میں تھا میرا خواب یہ تھا کہ کعبہ سے ایک نور چمکا اور پھر یثرب کی پہاڑیاں مجھے نظر آنے لگیں۔ نیز میں نے نور سے آواز سنی کوئی کہتا تھا

انقشعت الظلماء و سطع الضیاء وبعث خاتم الانبیاء[2]

---

[1] اس کا سر رخمہ یعنی گدھ کی مانند تھا۔
[2] یعنی تاریکی چھٹ گئی نور روشن ہو گیا اور حضرت خاتم الانبیاء مبعوث ہو گئے

پھر میں نے دوبارہ نور کو روشن ہوتے دیکھا اور اس کی چمک میں میں نے خیرہ کے محلات اور ابیض المدائن دیکھ لیے پھر میں نے سنا کہ ظهر الاسلام و كسرت الاصنام و وصلت الارحام[۱]

پھر میں خوف زدہ ہو کر بیدار ہو گیا اور میں نے اپنے علاقے کے لوگوں سے کہا کہ میرا خیال ہے کہ قبیلہ قریش میں کوئی غیر معمولی بات رونما ہو گی اور پھر میں نے ان لوگوں سے اپنے خواب کو بیان کیا۔ حتیٰ کہ جب ہم اپنے علاقے میں واپس پہنچے تو ہمیں معلوم ہوا کہ مکہ میں نبی مبعوث ہوا ہے میں یہ اطلاع پا کر مکہ آیا۔ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر خواب کو بیان کیا اور حلقہ اسلام میں داخل ہو کر حضور ﷺ سے عرض کیا حضور ﷺ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اپنے قبیلے میں جا کر دعوت اسلام دوں۔ آپ ﷺ نے اجازت دے دی لہٰذا میں نے اگر تبلیغ اسلام کی جس کے نتیجے میں سب لوگوں نے اسلام قبول کر لیا مگر ایک پختہ خو شخص مخالفت پر آمادہ ہو گیا اس نے عصبیت کے پرزور جذبہ کے ساتھ کہا:

''اے عمرو بن مرہ! تیری زندگی خراب ہو گیا تو ہمیں یہ حکم دیتا ہے کہ ہم اپنے معبودوں کو چھوڑیں اور دین اسلاف کے مخالف ہو جائیں اس نے کہا:

ان ابن مره قداتی بمقالته یست مقاله من برید صلاحا

بلاشبہ ابن مرہ ایسی بات لے کر آیا ہے جو (اپنے انجام وعواقب کے لحاظ سے) درستی وتعمیر کی حامل نہیں

افی لا حسب قوله و فعاله یوما و ان لحال الزمان ریاحا

میں ابن مرہ کے اقوال ونظریات کو ایک دن خلا میں سوچی ہوئی باتیں خیال کروں گا۔ اگرچہ اس میں زمانہ طویل گزر جائے۔

ایسفه الاشیاخ ممن قدمضی من رام ذالك لا اصاب فلاها

ہمارے بزرگ اسلاف کیا بے وقوف تھے جس کسی نے ایسا خیال کیا وہ فلاح کو نہ پا سکا

اس کے جواب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا ہم دونوں سے جو بھی جھوٹا ہے اللہ تعالیٰ اس کی زندگی خراب کر دے۔ اس کو زبان سے گونگا اور آنکھوں سے اندھا کر دے[۲] تو پھر وہ شخص اس حال میں مرا کہ منہ ٹیڑھا' آنکھوں سے اندھا اور کانوں سے بہرا ہو گیا تھا۔

ابونعیم' خرائطی اور ابن عساکر نے بہ طریق ابن خریوذ مکی خثعمی سے روایت کی کہ اس نے کہا کہ اہل عرب حرام کو حلال اور حلال کو حرام کر لیا کرتے تھے۔ وہ بتوں کو پوجتے اور ان سے فریادیں کرتے تھے۔ ایک رات ہم ایک بت کے پاس بیٹھے اس سے طلب دعا کر رہے تھے کہ دفعتہً ایک غیبی آواز نے کہا

یا ایها الناس ذو والاجسام ومسند و الحکم الی الاصنام

اے لوگو تم صاحب اجسام ہو کر بتوں سے فریادرسی چاہتے ہو اور ان کو درمیان میں سہارا یا سفارشی قرار دیتے ہو

---

۱ یعنی اسلام ظاہر ہوا اور بتوں کو توڑ دیا گیا اور صلہ رحمی کا دور دورہ ہو گیا ۔ ۲ ان تمام اشعار میں ابن مرہ کے قبول اسلام پر طعن کیا ہے۔

۳ یہ مباہلہ ہی کی ایک شکل ہے۔

ما انتم و طائش الاحلام — ھذا نبی سید الانام

حالانکہ تم کم عقل اور نادان نہیں ہو سنو یہ نبی ﷺ تمام مخلوق کے سردار ہیں

اعدل ذی حکم من الحکام — یصدع بالنور و بالاسلام

یہ رسول ﷺ سارے حاکموں سے زیادہ عادل ہیں اور اسلام کے ہمہ گیر نور کو ظاہر کرتے ہیں۔

ویروع الناس عن الاثام — مستعلن فی البلد الحرام

یہ لوگوں کو پرستش اصنام سے روکتے ہیں اور یہ نبی بلد حرام میں ظاہر ہوا ہے۔

راوی نے کہا کہ ہم یہ اشعار سن کر خوف زدہ ہو گئے اور اس بت کے پاس سے اٹھ کر چلے گئے اور مذکورہ اشعار ہماری زبان زد ہو گئے یہاں تک کہ ہمیں خبر ملی کہ نبی کریم ﷺ نے مکہ میں ظہور فرمایا تھا اور اب مدینہ طیبہ تشریف لے گئے ہیں۔ تو میں مدینہ پہنچا اور اسلام لایا اور کچھ میرے ساتھ دوسرے لوگ بھی۔

ابن سعد' بزار اور ابونعیم نے حضرت جبیر رضی اللہ عنہ بن مطعم سے روایت کی کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے ایک ماہ پہلے بوانہ میں بت کے قریب بیٹھے تھے اس روز ایک اونٹ بت کی قربان گاہ پر بھینٹ چڑھا چکے تھے۔ کہ اچانک بت کے پیٹ سے یہ آواز بلند صدا ہوئی

"الا اسمعوا الی العجب' ذھب استراق السمع للوحی دیرمی بالشھب لنبی بمکتہ اسمہ احمد مھاجرہ الی یثرب

اے لوگو سنو تعجب کی بات ہے خبروں کے لیے جنات کا آسمانوں سے باتوں کا چوری کرنا ختم ہو۔ اب ان پر شعلے مارے جاتے ہیں۔ یہ ان نبی ﷺ کی وجہ سے ہے جن کا نام مکہ میں احمد اور ان کی ہجرت کا مقام یثرب ہے۔

حضرت جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ سن کر ہم رکے رہے اور حیرت و استعجاب کرتے رہے۔ بالآخر رسول اللہ ﷺ نے ظہور فرمایا۔

ابونعیم' حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے وقت میں شام گیا ہوا تھا۔ میں اپنی کسی ضرورت سے باہر نکلا اور مجھے رات ہو گئی۔ میں نے دل میں کہا کہ میں اس وقت کتنے بڑے بیابان کے آغوش میں ہوں۔ اس کے بعد میں لیٹ گیا پھر میں نے ایک غیر معلوم آواز کو کہتے سنا:

اللہ کے بندو! اللہ کی پناہ تلاش کرو کیونکہ جنات اللہ کے عذاب سے نہیں بچا سکتے"

میں نے کہا کہ "میری ہدایت کے بارے میں وضاحت کرو" آواز آئی "رسول امین ظہور فرما چکے ہیں وہ اللہ کے رسول ہیں ہم نے ان کے پیچھے نماز پڑھی ہے ہم نے اسلام قبول کر کے ان کا اتباع کر لیا ہے اب جن کا فریب جاتا رہا ان پر آگ کے شعلے برسائے جاتے ہیں۔ اب تو محمد رسول اللہ ﷺ کے حضور میں جا اور دعوت اسلام کو قبول کر"

تمیم داری نے بیان کیا جب صبح کا وقت ہوا تو میں ایک راہب کے پاس گیا اور اس سے سارا ماجرا بیان کیا۔ اس نے جواب دیا تم نے سچ کہا حرم سے ایک نبی کا ظہور ہو گا اور اس کی ہجرت گاہ بھی حرم ہو گی۔ تم کو تلقین صدا کے مطابق حرم مکہ جانا چاہیے۔

ابونعیم نے خویلد ضمیری سے روایت کی۔ انہوں نے بیان کیا کہ ہم ایک بت کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ہم نے اس کے پیٹ سے آواز سنی۔ ''خبریں لانے کے لیے جنوں کی رسائی ختم ہوگئی۔ یہ اس نبی کی وجہ سے جو مکہ میں مبعوث ہوا وہ یثرب میں ہجرت کرے گا اور وہ نماز روزہ اور صلہ رحمی کا حکم دیتا ہے اس کا نام احمد ہے''

ابونعیم' ابن جریر' ابن زکریا اور ابن الطراح نے ''کتاب الشعراء'' میں اپنی سندوں کے ساتھ عباس بن مرداس سے روایت کی کہ انہوں نے اپنے اندر قبول اسلام کی تحریک پیدا کرنے والے ابتدائی واقعہ کا تذکرہ اس طرح کیا کہ:

''میرے باپ کی وفات کا وقت نزدیک آیا تو اس نے مجھے ایک بت کی پرستش کی وصیت کی۔ اس صنم کو ضمار کہتے تھے۔ میں اس کو لا کر گھر میں مخصوص مقام پر رکھ لیا۔ میں ہر روز اس بت کے مراسم پرستش بجالاتا۔ جس زمانے میں حضور ﷺ مبعوث ہوئے تو میں نے ایک رات بت سے سنا وہ کہتا تھا

قل للقبائل عن سلیم کلها هلك الانیس و عاش اهل المسجد

اے عباس! بنی سلیم کے تمام قبیلوں سے کہہ دو انیس ہلاک ہوگیا اور مسجد والے زندہ ہوگئے۔

اودی ضمار وکان یعبدمرة قبل الکتاب الی النبی محمد

ضمار بھی ہلاک ہوگیا وہ کبھی پوجا جاتا تھا' نبی کریم ﷺ پر نزول کتاب سے پہلے۔

ان الذی ورث النبوة و الهدی بعد ابن مریم من قریش مهتدی

قریش کے اس شخص نے ابن مریم علیہا السلام کے بعد نبوت اور راہ راست کی میراث پائی ہے وہ ہدایت یافتہ اور (ہدایت رساں) ہے۔

(عباس نے کہا) میں نے اس بات کو لوگوں سے چھپایا اور اس کا چرچا نہ کیا حتیٰ کہ جب لوگ علمبردار اسلام غزوہ احزاب سے واپس آرہے تھے اور ہم وادی عقیق میں ذات عرق میں تھے تو میں نے زوردار آواز سنی جب دیکھا تو ایک شخص شتر مرغ پر کھڑا نظر آیا وہ کہہ رہا تھا:

''النور الذی وقع یوم الاثنین و لیلة الثلثاء مع صاحب الناقه الغضباء فی دیار نبی افی العنقاء''

اس آواز کا جواب اپنے بائیں جانب سے کسی غیبی آواز نے دیا۔

بشر الجن و ابلاسها ان وضعت المطی احلاسها

وبنت السماء امراسها

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں خائف ہوگیا اور یقین آگیا کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

خرائطی' طبرانی اور ابونعیم نے دوسری سند کے ساتھ عباس بن مرداس سے روایت کی۔ میں دوپہر کے وقت اپنی اونٹنیوں میں گشت کر رہا تھا۔ اچانک مجھے ایک شتر مرغ سفید روئی کی مانند نظر آیا اور اس پر سفید روئی کی مانند لباس پہنے ایک شخص سوار تھا۔ اس نے کہا:

''اے عباس رضی اللہ عنہ! تم نے نہیں دیکھا کہ آسمانوں کو محافظوں نے گھیر لیا ہے اور جنگ اپنا سانس ختم کر چکی ہے۔ اور گھوڑوں نے اپنے پالانوں کو رکھ دیا ہے۔ وہ شخص جو نیکی کو لائے گا پیر کے بعد منگل کی شب میں پیدا ہو گیا اور وہ قصواء نامی اونٹنی کا مالک ہے''

یہ سن کر میں خوف زدہ ہو کر نکلا اور ضمار بت کے پاس آیا کہ اچانک وہ چیخا اور اس کے اندر سے آواز آئی قُلْ لِلْقَبَائِل ---(معنی ابیات سابقہ)[1]

ابونعیم نے تیسری سند کے ساتھ عباس بن مرداس سے روایت کی کہ میں ایک روز دوپہر کے وقت ایک درخت کے نیچے بیٹھا تھا کہ ایک آواز کی طرف میں متوجہ ہوا تو دیکھا کہ ایک خوش رو سفید پوش شخص سفید رنگ شتر مرغ پر سوار کہہ رہا ہے اے عباس! کیا تو نے جنوں اور ان لوگوں کو نہ دیکھا جو بھلائی سے محروم ہیں۔ لڑائی نے بہادروں کو ہضم کر لیا ہے اور آسمان کو اس کے محافظوں نے گھیر لیا ہے''

یہ سن کر میں اس قول کے آثار اور تعبیر کی تلاش اور جستجو میں لگا رہا۔ بالآخر میرا چچا زاد بھائی یہ اطلاع لے کر آیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خفیہ طور پر دین الٰہی کی دعوت دے رہے ہیں۔

ابن سعد اور ابونعیم نے سعید بن عمرو ہذلی سے روایت کی کہ میں نے بت پر جانور ذبح کیا تو اس بت سے یہ آواز نکلی: العجب کل العجب' خرج نبی من بنی عبدالمطلب' یحرم الزنا و یحرم الذبح لاصنام و حرست السماء و رمینا بالشہب''

کتنی عجیب اور حیرت ناک بات ہے کہ بنی عبدالمطلب سے ایک نبی ظاہر ہوئے ہیں۔ انہوں نے زنا کو حرام قرار دیا اور بتوں کے لیے جانور ذبح کرنے کو حرام فرما دیا اور آسمان کو محافظوں نے گھیر لیا اب ہمیں آگ کے شعلے مارے جاتے ہیں'' یہ آواز سن کر ہم وہاں سے بت آئے۔

پھر ہم مکہ مکرمہ آئے تو کسی نے بھی ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر نہ دی۔ ایک روز ہماری ملاقات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو ہم نے ان سے مدعی نبوت کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے جواب دیا ہاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں''۔

ابن سعد اور ابونعیم نے عبداللہ بن ساعدہ ہذلی سے روایت کی کہ ان کے والد نے کہا کہ میں صنم خانے میں ایک بت کے پاس بیٹھا ہوا تھا تو مجھے اس بت سے آواز آئی

یقد ذہب کید الجن ورمینا بالشہب نبی اسمہ احمد

جنوں کی مکاریاں اور فریب کاریاں ختم ہوئیں اب ہمیں شعلہ ہائے آتشیں سے مارا جاتا ہے۔ ان نبی کی وجہ سے جن کا نام احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

پھر چند دنوں کے بعد مجھے ایک شخص ملا اور اس نے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر سنائی۔

ابن مندہ نے بکر بن جبلہ سے روایت کی کہ ہمارا ایک بت تھا جس پر ہم نے ایک روز ایک جانور کی قربانی دی تو اس بت سے

1۔ یہ وہی اشعار ہیں جو ابھی سابقہ صفحہ پر گزر چکے ہیں۔

میں نے سنا کہ اس نے کہا "اے بکر بن جبلہ! تم نے حضرت محمد ﷺ کو پہچانو"

بیہقی و ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ایک شخص نے بتایا "اے اللہ کے رسول ﷺ! میں زمانہ جاہلیت میں ایک روز اپنے بھاگے ہوئے اونٹ کی تلاش میں نکلا تو میں ہاتف غیبی کو کہتے سنا

یا ایها الراقد فی الیل الاجم قد بعث الله نبیا فی الحرم

اے شب تاریک میں سونے والے[1] اللہ تعالیٰ نے (بر سبیل کرم، گم کردہ راہ لوگوں کے لیے) حرم میں نبی کریم کو مبعوث فرما دیا ہے۔

من هاشم اهل الوفاء والکرم یجود جنات الدیاحی والظلم

وہ نبی ﷺ قبیلہ بنی ہاشم سے صاحب وفا کرم ہے۔ وہ نبی (ہدایت الٰہی سے) ظلمتوں اور تاریکیوں کو نور (سے مبدل) کر دیتا ہے۔

میں نے منادی کو دیکھنے کے لیے ہر طرف نظریں دوڑائیں مگر کوئی بھی نظر نہ آیا تب میں نے ایک بے تابانہ انداز سے عرض کیا

یاایها الهاتف فی داجی الظلم اهلا و سهلا بك من طیف الم

شب تاریک میں آنے والے ہاتف اہلا و سہلا تو بتا دے کہ (حقیقتاً) تو کس لیے آیا ہے؟

بین هداك الله فی لحسن الکلم ماذا الذی تدع الیه یغتنم

اللہ تعالیٰ تجھے ہدایت دے صاف صاف الفاظ میں (مقصد) بیان کر کہ وہ کون ہے جس کی طرف تو بلاتا ہے تاکہ میں ٹھیک طور پر جان سکوں۔

اس کے بعد میں نے کسی کو گلا صاف کرتے سنا پھر اس نے کہا کہ نور ظاہر ہو گیا اور ظلمت چھٹ گئی اور محمد ﷺ تمام بھلائیوں کے ساتھ مبعوث ہو گئے۔ اس کے بعد نظروں سے اوجھل منادی نے یہ اشعار پڑھے۔

الحمد الله الذی لم یخلق الخلق عبث

وہی اللہ تعالیٰ لائق تعریف ہے کہ جس نے کسی مخلوق کو بے کار نہ پیدا کیا۔

ارسل فینا احمد خیر بنی قد بعث

اس نے ہمارے درمیان احمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول بنا کر بھیجا' بلاشبہ وہ افضل نبی مبعوث ہوئے۔

صلی الله علیه الله ما حج له رکب وحث

اللہ تعالیٰ حضور علیہ السلام پر صلوٰۃ بھیجے جب تک کہ حج کرنے والے سوار ہو کر آئیں اور اس پر آمادہ ہوں۔

اس کے بعد صبح ہو گئی اور مجھے اونٹ مل گیا۔

ابو سعید نے "شرف المصطفیٰ" میں جعد بن قیس مرادی سے روایت کی۔ انہوں نے ذکر کیا کہ ہم چار آدمی زمانہ جاہلیت میں

1. شب تاریک میں سونے والے سے اشارہ ہے کہ کفر و شرک کی تاریکیوں میں زندگی بسر کرنے سے۔

ارادہ حج سے سفر پر روانہ ہوئے۔ ہم یمن میں ایک وادی کو عبور کر رہے تھے کہ آفتاب غروب ہو گیا اور ہم اب بڑی وادی میں ٹھہر گئے اور اپنے اونٹوں کے پاؤں باندھ دیے۔ جب تاریکی مسلط ہو گئی اور میرے رفقائے سفر سو گئے تو میں نے دفعتہً ہاتف کو کہتے سنا:

الا ایھا الراکب المعرس بلغوا اذا ما وقفتم بالحطیم و زمزما

اے اونٹوں پر سواری کرنے والو! جب تم حطیم اور زم زم کے قریب ٹھہرو تو پہنچاؤ

محمد المبعوث منا تحیتہ تشیعتہ من حیث سار و یمما

ہماری طرف سے محمد ﷺ کو سلام' جہاں وہ تشریف لے جائیں اور جس جگہ کا وہ قصد و ارادہ کریں ہماری تحیت ساتھ ہو۔

وقولو الہ انا لدینک شیعتہ بذلک اوصانا امسیح بن مریما

ان سے عرض کر دو کہ ہم آپ ﷺ کے دین کے پیرو اور متبع ہیں اور اس بات کی ہمیں حضرت ابن مریم علیہما السلام نے بھی وصیت کی ہے۔

ابو سعد نے شرف المصطفیٰ میں بہ سند ضعیف روایت کی کہ جندع بن ضمیل کے پاس کسی آنے والے نے اس سے کہا "اے جندع تو اسلام قبول کرتا کہ اس آگ سے محفوظ رہے جو بھڑک رہی ہے" جندع نے کہا "اسلام کیا ہے" ہاتف نے کہا کہ "بتوں سے بیزاری اور خدائے علیم وخبیر کے ساتھ خلوص"

جندع نے سوال کیا "علیم وخبیر خدا سے تقرب پانے کی کیا صورت ہے؟ ہاتف نے جواب دیا "عرب میں ایک ستارہ منور کے ظہور کا وقت قریب ہے۔ وہ نجیب النسب حرم مکرم سے طلوع ہوگا اور تمام عرب وعجم اس کے دین کے اتباع میں فلاح سمجھیں گے۔

پھر جندع کے برادر عم زاد نے جس کا نام رافع بن خداش اطلاع دی کہ نبی مکرم ہجرت کر کے یثرب آ گئے ہیں تو پھر وہ آیا اور حلقہ اسلام میں داخل ہوا۔

حضور ﷺ کی بعثت پر بتوں کی کیفیت اور کسریٰ شاہِ ایران کی حالت

ابن اسحاق اور ابو نعیم نے حضرت وہب بن منبہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے جب رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا تو ایران میں قصر کسرے کے کنگرے گر گئے۔ اور دریائے دجلہ کا بہاؤ اور روانی متاثر ہو گی۔ کسرے اس صورت حال سے غم ناک ہو گیا اس نے کاہنوں نجومیوں اور ساحروں کو طلب کیا اور کہا کہ تم اس معاملہ پر غور کرو مگر وہ ناکام رہے۔ اور آسمانوں کے گوشے بند کر دیے گئے اور وہ کچھ بتانے اور کسی نتیجے پر پہنچنے میں ناکام ہو گئے اور سائب نے اندھیری رات میں ایک ٹیلے پر بسر کی اور حجاز کی جانب سے ایک روشنی آتی دیکھی۔ جو مشرق تک پھیل گئی جب صبح ہوئی تو وہ ایک سرسبز باغ میں تھا۔ پھر اس نے کہا کہ میں نے جو غیر معمولی مظاہر دیکھے ہیں اگر وہ سچے ہیں تو یقینا حجاز سے ایک بادشاہ ظہور کرے گا جو مشرق تک پہنچے گا اور اس کے عہد میں زمین سرسبز ہو جائے گی۔

جب کاہن اور نجومی تخلیہ میں گئے تو ایک نے دوسرے سے کہا "تم نے محسوس کیا کہ تمہارے اور علم کے مابین کوئی شے حائل نہ

تھی بجز اس شے کے جو آسمان کی جانب سے آئی۔ بلاشبہ وہ نبی ہے جو مبعوث ہوا ہے وہ اس ملک پر قبضہ کر لے گا اور یہاں کے سلسلہ شہنشاہیت کو مستقلاً ختم کر دے گا''

واقدی اور ابونعیم نے حضرت محمد بن کعب سے روایت کی کہ میں 8 ہجری میں کسریٰ کے مدائن میں گیا اور وہاں کے محلات کو دیکھ کر حیرت کر رہا تھا۔ تو وہاں کے مقامی بوڑھے نے مجھے بتایا کہ کسرے نے سب سے پہلے بدشگونی اس رات محسوس کی کہ جس رات میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پہلی بار وحی کا نزول ہوا۔ اور یہاں قصر کے کنگرے گر پڑے اور پھر مذکورہ بالا پوری حدیث کے مطابق اس نے اپنا شنیدہ و مشاہدہ بیان کیا[1]۔

واقدی اور ابونعیم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو صنم کدوں کے تمام بت منہ کے بل گر پڑے پھر شیاطین ابلیس لعین کے پاس گئے تو اس نے کہ یہ نبی کی بعثت کی علامت ہے۔ تم اسے تلاش کرو۔ شیاطین نے کہا کہ ہم نے بہت ڈھونڈا لیکن نہ پا سکے پھر وہ خود تلاش میں نکلا۔ اور اس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مکہ میں پایا۔ پھر وہ اپنے شاگردوں اور ذریات میں واپس آیا اور کہا کہ میں ان کو پالیا ہے مگر جبریل علیہ السلام ان کے ساتھ ہیں[2]۔

ابونعیم نے حلیہ میں مجاہد سے روایت کی کہ ابلیس ملعون نے چار مرتبہ دہائی مانگی اور فریاد کی اول بار جب وہ ملعون و مردود ہوا۔

دوسری بار: اس وقت جب اس کو زمین پر پھینکا گیا۔

تیسری بار: اس وقت جب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔

چوتھی بار: اس وقت جب الحمد للہ رب العلمین نازل ہوئی۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے بعد آسمان پر جنات کی رسائی مسدود ہو گئی[3]:

اللہ تعالیٰ نے جنات کی خبر دیتے ہوئے سورہ جن میں ارشاد فرمایا۔

وَّاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِیْدًا وَّشُهُبًا o وَّاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ؕ فَمَنْ یَّسْتَمِعِ الْاٰنَ یَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا o

(پارہ ۲۹ سورہ جن آیات ۹،۸)

اور یہ کہ ہم نے آسمان کو چھوا تو اسے پایا کہ سخت پہرے اور آگ کی چنگاریوں سے بھر دیا گیا ہے۔ اور یہ کہ ہم آسمان میں سننے کے لیے کچھ موقعوں پر بیٹھا کرتے تھے پھر اب جو کوئی سنے وہ اپنے لیے آگ کا لوکا پائے۔

امام احمد و بیہقی نے بہ طریق سعید بن جبیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ شیاطین آسمان پر چڑھا کرتے تھے اور وہاں سے پوشیدہ باتوں کو سنا کرتے اور ان میں اپنی طرف سے کچھ مزید اضافہ کر کے برخود غلط لوگوں اور کاہنوں کو مبتلائے فریب کرتے۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے تو آسمانوں تک ان کی رسائی ختم کر دی گئی۔ شیاطین نے اس کی وجہ معلوم کرنے کے لیے ہر طرف

---

[1] واقدی نے بھی اسی طرح کی حدیث بیان کی ہے۔

[2] اس لیے میں ان پر قابو نہ پا سکا اور نہ آئندہ پا سکوں گا۔

[3] عہد جاہلیت میں اصنام پرستی اور اشجار پرستی کی طرح ستاروں کی بھی پرستش ہوتی تھی اور یہ ستارہ پرست سیاروں اور ستاروں سے شگون لیا کرتے تھے۔

بھاگ دوڑ شروع کر دی حتی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو تلاوت قرآن کرتے پالیا۔ اور انہوں نے آپس میں کہا کہ بے شک آسمانوں پر ہماری بندش کی یہی وجہ ہے۔

ابن سعد، بیہقی اور ابونعیم نے دوسری سند کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جنات کے ہر کنبے اور قبیلے کے لیے آسمان میں خاص جگہ تھی جہاں سے وہ آسمانی باتوں کو سن لیا کرتے تھے اور اس کی خبریں کاہنوں کو دیا کرتے تھے۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے تو انہیں روک دیا گیا اور جب ان کو جنات نے خبریں لا کر نہ دیں تو عرب کے کج فہموں نے کہا کہ آسمان کے لوگ ہلاک ہو گئے ہیں تو اونٹوں والے ایک اونٹ کی اور گایوں والے ایک گائے کی بکریوں کے ریوڑ والے ایک بکری کی اس سے متاثر ہو کر قربانیاں دینے لگے۔

ابلیس نے بھی کہا کہ زمین پر کوئی خاص نئی بات ہوئی ہے۔ اس نے اپنے شاگردوں اور ساتھیوں سے کہا کہ زمین کے ہر خطہ سے ایک مشت خاک لاؤ وہ اس کے پاس مٹی لے کر آ موجود ہوئے۔ اس نے ہر جگہ کی خاک کو سونگھا پھر اس نے خاک حرم کو سونگھ کر کہا کہ اس جگہ وہ نئی بات ظاہر ہوئی ہے۔

بیہقی نے عوفی کی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جس روز نبی ﷺ نے نبوت کا اعلان فرمایا تو شیاطین کو روک دیا گیا اور آتشیں شعلوں سے ان کی خبر لی گئی۔ ابلیس نے کہا کہ کسی خطہ زمین پر نبی مبعوث ہوا ہے جا کر جستجو کرو پھر ساتھی شیاطین لوٹ کر آ گئے اور کہیں نشان نبوت نہ پا سکے۔ اس کے بعد خود ابلیس مکہ مکرمہ آیا اور اس نے حضور علیہ السلام کو اولین مقام نزول وحی (غار حرا) سے نکلتے دیکھا پھر وہ اپنی ذریات میں لوٹ گیا اور ان کو مطلع کر دیا۔

واقدی و ابونعیم صاحب حلیہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد سے ستاروں کا ٹوٹنا بند ہو گیا تھا۔ اس کے بعد یہ سلسلہ اس وقت شروع ہوا جب رسول اکرم ﷺ مکہ میں مبعوث ہوئے۔ آپ ﷺ کی بعثت کے بعد چند ستارے ٹوٹے۔ قریش کا خیال یہ تھا کہ اب ستارے اسی وقت ٹوٹیں گے جب قیامت کا وقت قریب ہوگا۔ وہ اس خیال سے اپنی پریشانی دور کرنے کے لیے بتوں پر نذرانے اور قربانی کے جانور چڑھانے لگے۔ اور غلاموں کو آزاد کرنے لگے اور کہنے لگے کہ دنیا کی فنا کا وقت قریب ہے۔ طائف کے سردار عبد یالیل کو جب یہ معلوم ہوا کہ ستارہ ٹوٹتا ہے تو اس نے کہا کہ پریشان مت ہو گھبرانے اور پریشان ہونے سے پہلے یہ معلوم کرو کہ ٹوٹنے والا ستارہ کون سا ہے؟ اگر وہ جانا پہچانا ستارہ ہے تو سمجھ لو کہ سب کی فنا کا وقت قریب آ گیا ہے۔ اور اگر وہ جانا پہچانا ستارہ نہیں ہے تو فنا کا وقت تو نہیں ہاں کوئی نئی بات ضرور ہوئی ہے۔ یا ہونے والی ہے اور یہ اس کا پیش خیمہ ہے۔

انہوں نے نہیں پہچانا اور عبد یالیل کو اس بات سے آگاہ کیا تو اس نے کہا کہ یہ نبی کے ظہور کا وقت ہے۔ کچھ عرصہ گزرا تھا کہ طائف میں ابوسفیان بن حرب آیا اور اس نے کہا کہ محمد ﷺ بن عبداللہ نے نبی مرسل ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ عبد یالیل نے جواب دیا کہ انہی کی دعوت و کامیابی کے لیے جنوں پر شہاب پھینکے گئے ہیں۔

سعید بن منصور اور بیہقی نے شعبی سے روایت کی کہ ستاروں کو فضا میں نہ پھینکا جاتا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے تو

ستارے پھینکے گئے۔ اس کی وجہ سے اہل عرب نے چوپایوں کو بھینٹ چڑھانا اور غلاموں کو آزاد کرنا شروع کر دیا۔ یہ دیکھ کر سردار عبدیالیل نے کہا کہ دیکھو جلدی نہ کرو یہ دیکھو وہ ٹوٹنے والا ستارہ کون سا ہے۔ اگر ایسا ہے جسے تم جانتے ہو تو سمجھ لو کہ لوگ فنا ہو گئے۔ ورنہ خطرے کی کوئی بات نہیں بلکہ کوئی نئی بات رونما ہو گی۔

ابن سعد نے یعقوب بن عتبہ مغیرہ سے روایت کی کہ عرب میں سب سے پہلے ستاروں کے ٹوٹنے کے سبب ثقیف خوف زدہ ہوئے اور وہ عمرو بن امیہ کے پاس آئے۔ انہوں نے پوچھا کیا تم نے وہ نئی بات نہیں دیکھی جو منصۂ شہود پر آ رہی ہے۔ اس نے ثقفیوں سے جواب میں کہا کہ ہاں دیکھی تو ہے۔

ثقفیوں نے پھر عمرو سے کہا تم توجہ اور غور سے دیکھو کہ وہ بڑے بڑے ستارے آئے دن ٹوٹ رہے ہیں کہ جن کے ذریعہ ہم بہت سی رہنمائی لیتے تھے۔ یہ تو دنیا کے خاتمہ اور فنا کی علامت معلوم ہوتی ہے۔ لیکن یہ ہمارے آسمان کے وہ مستقل ستارے نہیں ہیں کوئی دوسرے روشن شعلے ہیں تو پھر شاید عرب میں کوئی پیغام لانے والا آیا ہو گا۔

خرائطی نے ''ہواتف'' میں اور ابن عساکر نے مرداس بن قیس سے روایت کی کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے حضور علیہ السلام سے کہانت اور آپ کے ظہور سے کاہنوں کے لیے جو سلسلہ اخبار منقطع ہوا اس کا ذکر کیا۔ میں نے عرض کیا اے حضور علیہ السلام ہماری قوم میں ایک خلصہ نامی عورت تھی ہم اسے برگزیدہ سمجھتے تھے۔ ایک روز وہ ہمارے پاس آئی اور اس نے کہا

''اے دوس کے لوگو! تم نے مجھ سے بھلائی کے سوا اور کوئی چیز نہیں معلوم کی'' ہم نے جواب دیا وہ کون سی بات ہے جس کی وجہ سے تم یہ کہتی ہو؟ اس نے کہا کہ ''میں اپنی بکریوں کے ریوڑ میں تھی کہ دفعتہ مجھ پر تاریکی مسلط ہوئی اور میں نے اس طرح محسوس کیا کہ جس طرح عورت مرد کے ساتھ (جماع کے موقع پر) حظ محسوس کرتی ہے اس کے بعد مجھے اندیشہ ہو گیا کہ میں حاملہ ہو گئی ہوں حتی کہ بچہ کی پیدائش کا وقت آ گیا اور میرے بطن سے لٹکے ہوئے کانوں والا بچہ پیدا ہو گیا اس کے دونوں کان کتے کے کانوں کے مشابہ تھے۔ وہ بچہ اس قابل ہو گیا کہ دوسرے بچوں کے ساتھ کھیلنے لگا پھر ایک دن وہ خوب اچھلا کودا اور اپنا تہبند کھول کر پھینک دیا اور اونچی آواز سے چیخا اور کہا:

''ہائے ویلا ہائے ویلا! اس پہاڑی کے پیچھے گھوڑے ہیں اور ان پر حسین وخوبصورت جوان ہیں''

پھر لوگ سوار ہو کر پہاڑی کے عقب میں گئے اور اس پر سواروں کو موجود پایا اور ان کو مار بھگایا اور ان کا سامان چھین لیا۔

وہ بچہ جو کہتا ویسا ہی ہوتا اور اے اللہ کے رسول ﷺ! جب آپ ﷺ کی بعثت کا زمانہ آیا تو وہ جھوٹی خبریں دینے لگا۔ ہم نے اس سے کہا کہ تیری خرابی ہو تو ہر خبر غلو اور جھوٹی دینے لگا ہے۔ اس نے کہا میں نہیں جانتا مجھے وہی جھوٹا کر رہا ہے جو پہلے سچا کرتا تھا۔ مجھے تین دن کسی گھر میں قید کر کے رکھو پھر میرے پاس آؤ تو ہم نے ایسا ہی کیا تین روز کے بعد ہم گئے اور اس کو کھولا دیکھا تو وہ آگ کا انگارہ تھا اس نے کہا:

''اے دوس کے لوگو! آسمان کی حفاظت کی جاتی ہے اور خیر الانبیا ﷺ نے ظہور فرمایا ہے'' ہم نے پوچھا ''کس مقام پر؟'' اس نے جواب دیا: ''مکہ میں'' پھر اس نے کہا کہ میں مردہ تو ہو چکا ہوں مجھے پہاڑ کی چوٹی پر دفن کر دو کیونکہ میں آگ بھڑکاؤں گا جب تم

مجھے آگ بجز کاتا دیکھو تو میرے تین پتھر مارنا اور ہر پتھر کے مارتے وقت بِاسْمِكَ اَللّٰهُمَّ[1] کہنا اس کے بعد میں بجز کنے سے رک جاؤں گا اور میری آگ سرد ہو جائے گی۔

پھر ہم نے ایسا ہی کیا اور کچھ ماہ بعد حاجیوں نے مکہ سے واپس آ کر ہم کو آپ ﷺ کی نبوت اور آپ ﷺ کی طرف سے دعوت اسلام کی خبر دی۔

ابن سعد اور ابونعیم نے زہری سے روایت کی کہ پہلے آسمانی خبریں سنی جاتی تھیں۔ اسلام کے آنے کے بعد مسدود ہو گئیں۔ بنی اسد کی ایک عورت سعیدہ نامی کے ایک جن تابع تھا جب اس کو آسمانی خبریں لانے پر قدرت نہ رہی تو اک دن وہ اس عورت کے سینہ میں داخل ہو کر چیخنے لگا" رسم اتحاد ختم ہو گئی گردنیں اڑ گئیں اور ایسا حکم آیا جس کی طاقت نہیں اور احمد ﷺ نے زنا کو حرام کر دیا"

بیہقی نے زہری سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کی وجہ سے شیاطین کو آسمانی خبریں سننے سے روک دیا۔ کہانت منقطع ہو گئی اب کہانت کا وجود نہیں۔

واقدی اور ابونعیم نے حضرت نافع بن جبیر سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ شیاطین جاہلیت کے دور میں آسمانی خبریں سن لیا کرتے تھے۔ اور انہیں مارا نہ جاتا تھا مگر جب سے رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے' آگ کے گولوں سے ان کو مارا جاتا ہے۔

واقدی اور ابونعیم نے بہ طریق عطا' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ شیاطین آسمانی خبریں اچک لیا کرتے تھے۔ جب سے رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے ان کو روک دیا گیا۔ جس کی اطلاع انہوں نے ابلیس کو کی۔ اس نے کہا کہ کوئی نئی بات واقع ہوئی ہے۔ پھر وہ جبل ابوقبیس پر چڑھا اور اس نے حضور علیہ السلام کو مقام ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھتے دیکھا۔ اس نے کہا کہ میں جاتا ہوں اور ان کی گردن توڑ دیتا ہوں تو وہ آیا اس وقت حضرت جبریل علیہ السلام حضور علیہ السلام کے پاس تھے۔ تو جبریل علیہ السلام نے اس کو ٹھوکر ماری اور وہ فلاں مقام پر گرا (واقدی اور ابونعیم نے مجاہد سے بھی ایسی ہی روایت کی)

ابونعیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت کو بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے جب رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا تو ابلیس حضور علیہ السلام کے قریب آ کر اپنا فریب چلانا چاہتا تھا کہ حضرت جبریل علیہ السلام اس پر ٹوٹ پڑے اور اس کو شانہ کے اشارے سے وادی اردن میں پھینک دیا۔

ابوالشیخ' طبرانی اور ابونعیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ بہ حالت نماز سجدہ میں تھے تو ابلیس آیا اور اس نے چاہا کہ آپ ﷺ کی گردن پر حملہ کرے تو جبریل علیہ السلام نے پھونک ماری اور وہ اردن میں جا گرا۔

مشرکین شعراء' فصحاء اور زبان دانوں کا' اعجاز قرآن کو تسلیم کرنا:

مشرکین عرب میں نزول قرآن کے وقت بڑے بڑے خطیب اور ماہرین زبان اور زبردست بلیغ و فصیح کاہن موجود تھے۔ ان اہل کمال کو اعتراف تھا کہ قرآن کے اسلوب بیان کو اعجاز حاصل ہے۔ اور خود اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ:

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا — اے نبی ﷺ! کہہ دیجئے کہ اگر انسان اور جن مجتمع ہو کر

1. اللہ کے نام سے آغاز ہے۔

بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ط

بھی اس قرآن کے مثل لانے کی کوشش کریں تو اس کے مثل نہ لاسکیں گے اگرچہ وہ ایک دوسرے کی آپس میں مدد کریں۔

اور مزید حق تعالیٰ نے فرمایا

وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ٥ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ (الآیہ)

اگر تم کو ہمارے اپنے بندہ خاص پر نازل کیے ہوئے میں شک ہے تو اس کی مانند ایک سورۃ لے آؤ اور اپنے تمام شریکوں کو بلالو اللہ کے سوا اگر تم سچے ہو اب اگر تم نہ کرسکو اور ہرگز تم نہ کرسکو گے تو آگ سے ڈرو .....

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

فَلْيَاْتُوْا بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖ اِنْ كَانُوْا صَادِقِيْنَ ٥

تو قرآن کی مانند ایک ہی بات لے آؤ اگر سچے ہو۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انبیاء علیہم السلام میں سے ہر نبی کو جو شے (کتاب و شریعت) دی گئی وہ اس دور کے انسانوں کے لیے اور ان کے حال کے مطابق تھی۔ بلاشک و شبہ مجھے وہ چیز دی گئی وہ وحی ہے جسے اللہ نے میری طرف بھیجا ہے۔ میں امید رکھتا ہوں کہ میرا اتباع کرنے والے ان سے زیادہ ہوں گے۔

علماء نے فرمایا ہے کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو جتنے معجزات دیئے گئے تھے وہ ان کے زمانے کے ختم ہونے کے بعد خود بخود ختم ہو گئے۔ ہر نبی کو عطا کردہ معجزات کا مشاہدہ اسی نبی کی امت نے کیا (جو اس کے زمانہ میں موجود تھی) لیکن قرآن کا معجزہ قیامت تک باقی رہنے والا ہے۔ قرآن کریم اپنے اسلوب بیان' اپنی بلاغت اور اپنے غیبی اخبار میں ایک فرق عادۃ اور معجزہ ہے۔ اور کوئی زمانہ ایسا نہیں گزرتا کہ جس کی بابت قرآن نے خبر دی ہے کہ آئندہ ایسا ہوگا وہ خبر ویسی ہی واقع نہ ہوئی ہو۔ (قرآنی خبر کے مطابق واقعہ ظہور میں آیا) چنانچہ اس خبر کی صداقت قرآن کے دعویٰ صحت پر دلالت کرتی ہے۔

بعض علماء نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک کے یہ معنی بیان کیے ہیں کہ انبیاء سابقہ کے معجزات حسی تھے وہ نگاہوں سے مشاہدہ کیے جاسکتے تے۔ جیسے حضرت صالح علیہ السلام کا ناقہ' حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا ہے اور قرآن شریف کے معجزات بصیرت سے مشاہدہ ہوتے ہیں۔ پس جو لوگ قرآن شریف کا اتباع بصیرت سے کرتے ہیں بوجہ بصیرت دوسروں سے زیادہ ہوں گے۔

قرآن کریم ایسی ظاہری و باطنی جامعیت' ایجاز' معنوی خصوصیات کا حامل ہے اور بہ لحاظ اسلوب بیان لطافت' زبان محاورہ عرب فصاحت و بلاغت اور تاثیر میں اس درجہ پر ہے کہ بلا استثنا کوئی کتاب اس کے مقابل میں نہیں لائی جاسکتی۔

حاکم و بیہقی نے بہ طریق عکرمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ولید بن مغیرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو قرآن پڑھ کر سنایا۔ ولید پر رقت طاری ہو گئی۔ یہ بات ابو جہل کو معلوم ہوئی تو وہ اس کے پاس آیا اور کہا کہ اے چچا! قوم کا ارادہ ہے کہ تمہارے لیے مال جمع کرے۔ ولید نے پوچھا کس لیے؟ اس نے جواب دیا اس لیے کہ وہ تمہیں دیا جائے کیونکہ تم

محمد (ﷺ) کے پاس اس لیے گئے کہ جو شے ان کے پاس ہے تم اس کی تمنا رکھتے ہو ولید نے کہا تم یہ تو جانتے ہو کہ قریش میں سرمایہ اور دولت کے لحاظ سے میں کافی سرمایہ دار ہوں۔ ابوجہل نے کہا:

محمد (ﷺ) کے بارے میں تم کچھ بتاؤ تا کہ وہ قریش کو معلوم ہو اور وہ سب جان لیں کہ تم ان کے منکر ہو اور نفرت کرتے ہو"

ولید نے جواب دیا "میں کیا عرض کروں" یہ حقیقت ہے کہ زبان و ادب اور اس کی لطافتوں اور نزاکتوں کو سمجھنے والا کوئی مجھ سے بہتر نہیں ہے۔ اور میں اس کا اعتراف نہ کرنا ناانصافی سمجھتا ہوں۔ کہ محمد ﷺ جو کلام پڑھتے ہیں اس کے مقابلہ میں کوئی دوسرا کلام نہیں رکھا جا سکتا۔ بلاشبہ وہ ایک عجیب نادر اور تیکھا کلام ہے اور تاثیر کے اعتبار سے سحر آفریں"

ابوجہل نے پھر کہا "قوم اس بارے میں آپ کے خیالات سے واقف ہونا چاہتی ہے" ولید نے کہا "مجھے مہلت دو کہ میں سوچ سکوں" چنانچہ ولید نے بعد میں کہا محمد ﷺ کے پاس جو کلام ہے وہ ان کا ذاتی نہیں بلکہ القاء والہام کے ذریعہ سیکھا ہوا معلوم ہوتا ہے" اس موقع پر اس آیت کا نزول ہوا۔

ابن اسحاق اور بیہقی نے بطریق عکرمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ولید بن مغیرہ اور قریش کے چند افراد جمع ہوئے۔ ولید ان میں عمر رسیدہ تھا۔ اس نے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا "زمانہ حج نزدیک ہے میرا خیال ہے کہ مختلف علاقوں کے وفو د تمہارے پاس آ کر محمد ﷺ کے بارے میں دریافت کریں گے کیونکہ انہوں نے اس بارے میں کچھ نہ کچھ سن رکھا ہوگا لہٰذا تم سب کی رائے پر اتفاق کر لو تا کہ ہماری باتوں میں تناقض اور تضاد نہ ہو"

لوگوں نے جواب میں کہا اے عبدالشمس! آپ ہی مشورہ دیجئے کہ کیا کہا جائے! ولید سوچتا رہا اور پھر اس نے کہا کہ میں تمہارے خیالات سننا ہی بہتر سمجھتا ہوں" قریش نے کہا کہ ہم کاہن بتائیں گے"

ولید نے کہا "وہ کاہن تو نہیں ہیں تم نے کاہنوں کو دیکھا ہے اور کلام بھی سنا ہوگا مگر ان کا کلام تو کاہنوں کا سا بے معنی زمزمہ نہیں ہے۔ اس کے بعد لوگ کہنے لگے مجنوں بتا دیں گے ولید نے پھر مخالفت کی اور کہا کہ وہ حواس باختہ پریشان خیال اور جذباتی نہیں حالانکہ ہر مجنوں میں ایسا ہی کچھ ہوتا ہے

لوگوں نے پھر کہا شاعر بتایا جا سکتا ہے ولید نے کہا وہ شاعر بھی نہیں کیونکہ ہم اصناف شعر رجز' ہزج' قریض' مقبوضہ مبسوطہ وغیرہ سب سے واقف ہیں مگر محمد ﷺ کا کلام تو بے نظیر اور بے مثال ہے۔

اس کے بعد لوگوں نے کہا "ساحر کہہ دیں گے" ولید نے کہا وہ جادوگر بھی نہیں ہم میں سے ہر ایک نے ساحروں کو دیکھا ہے ان کے انداز کلام میں تو جھاڑ پھونک اور گرہ بندی لازمی طور پر ہوتی ہے۔ لوگوں نے کہا کہ اے عبدشمس تم ہی بتاؤ لوگوں کو محمد ﷺ کے بارے میں کیا جواب دو گے؟ اب ولید نے کہنا شروع کیا

"واللہ! ان کے کلام میں تو عجیب حلاوت ہے۔ تازگی اور لذت ہے۔ تو تم بیان کردہ باتوں میں سے جو بھی کہو گے جھوٹ سمجھا جائے گا۔ بہر حال قرین عقل یہ ہے کہ ساحر کہو اور بتاؤ کہ یہ ساحر لوگوں کے درمیان جدائی ڈالتا ہے۔ لوگوں کو باپوں سے' بیویوں سے' بھائیوں سے اور خاندان سے کاٹ دیتا ہے"

پس لوگ اس کی رائے سے اتفاق کر کے اس اجتماع سے رخصت ہو گئے۔ اور جب حج کا زمانہ آیا تو ہر طرف سے لوگ آ آ کر بیت اللہ کے طواف کے لیے جمع ہونے لگے۔ اور مشرکین قریش ان کو حضور علیہ السلام سے برگشتہ کرنے کے لیے ان کے اجتماعات اور دارالاقامتوں میں جانے آنے لگے جو بھی ان کے پاس آتا وہ حضور علیہ السلام کے بارے میں اسے ڈراتے اور بچنے کی ترغیب دیتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے ولید بن مغیرہ کے بارے میں ذَرْنِیْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِیْدًا [لا] (الی قولہ) سَاُصْلِیْهِ سَقَرَ ٥ آیتیں نازل فرمائیں اور نیز ان لوگوں کے بارے میں جنہوں نے اس جھوٹے پروپیگنڈے میں ولید کو اپنا قائد اور پیشوا بنا لیا تھا۔ آیت کریمہ اَلَّذِیْنَ جَعَلُوا الْقُرْآنَ عِضِیْنَ فَوَرَبِّكَ لَنَسْئَلَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ (پ۱۴ الحجر:۹۱) نازل ہوئی۔ یہ وہ لوگ تھے۔ جو لوگوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر پاس بٹھائے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی برائی اور بدگوئی ان سے کرتے۔

راوی حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کہنا ہے کہ حج سے فراغت کے بعد جب لوگ اپنے اپنے علاقوں اور قبائل میں واپس آئے تو چپہ چپہ پر رسول مکی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا چرچا ہو گیا اور اس طرح تمام بلاد عرب ذات نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دعوت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے واقف ہو گیا۔

ابونعیم نے بہ طریق عوفی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ولید بن مغیرہ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور وہ قرآن حکیم کے بارے میں پوچھ رہا تھا جب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کو بتایا تو وہ اٹھ کر قریش کے پاس آیا اور کہا

''جو کلام ابن ابی کبشہ سناتا ہے وہ بہت ہی عجیب ہے۔ وہ شعر ہے نہ سحر نہ بے معنی گفتگو ہے یقیناً ان کا کلام خدا کا کلام ہے۔

ابن اسحاق' بیہقی اور ابونعیم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نضر بن حارث نے کھڑے ہو کر کہا ''اے قریشی بھائیو! تم ایک ایسی الجھن میں مبتلا ہوئے ہو کہ اس سے پہلے نہ ہوئے تھے۔ جب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نوجوان تھے تو وہ تمہارے اندر سب سے زیادہ پسند کیے جاتے اور وہ سب سے زیادہ صادق القول اور امانت دار سمجھے جاتے تھے۔ اور جب وہ جوان ہوئے اور ان کی نہاد میں مزید پختگی اور خوبو میں متانت کا نکھار آ کر ان کی خوبیوں میں اور جلا ہو گئی اور وہ خدا کا کلام لے آئے تو پھر تم اسی جامع صفات کو ساحر کہنے لگے۔ حالانکہ سحر سے ان کو کیا نسبت۔ کاہن کہنے لگے درآں حالیکہ کہانت سے ان کو کیا سروکار۔ مجنوں کہنے لگے باوجودیکہ جنوں سے ان کو کیا علاقہ۔ پس اے برادران قریش! انصاف کر کے اپنے رویہ پر نظر ثانی کرو بلاشبہ اللہ نے تم پر احسان عظیم فرمایا ہے کہ تمام عالم آباد کو چھوڑ کر تمہارے اندر سے ایک نبی کو اٹھایا ہے۔

[لا] ولید کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے سورۂ مدثر میں ارشاد فرمایا:

ذَرْنِیْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِیْدًا ٥ وَّجَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا ٥ وَّبَنِیْنَ شُهُوْدًا ٥ وَّمَهَّدْتُّ لَهٗ تَمْهِیْدًا ٥ ثُمَّ یَطْمَعُ اَنْ اَزِیْدَ ٥ كَلَّا اِنَّهٗ كَانَ لِاٰیٰتِنَا عَنِیْدًا ٥ سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا ٥ اِنَّهٗ فَكَّرَ وَقَدَّرَ ٥ فَقُتِلَ كَیْفَ قَدَّرَ ٥ ثُمَّ قُتِلَ كَیْفَ قَدَّرَ ٥ ثُمَّ نَظَرَ ٥ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ٥ ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ٥ فَقَالَ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ یُّؤْثَرُ ٥ اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ٥ سَاُصْلِیْهِ سَقَرَ ٥ (پارہ ۲۹ سورۃ المدثر رکوع اول)

مجھ کو اور اس شخص کو رہنے دو جس کو میں نے اکیلا پیدا کیا اور اس کو کثرت سے مال دیا اور پاس رہنے والے بیٹے اور سب طرح کا سامان اس کے لیے مہیا کر دیا پھر بھی اس بات کی ہوس رکھتا ہے کہ اور زیادہ دوں ہرگز نہیں وہ ہماری آیتوں کا مخالف تھا۔ اس کو عنقریب دوزخ کے پہاڑ پر چڑھاؤں گا اس شخص نے سوچا پھر ایک بات تجویز کی سو اس پر خدا کی مار ہو کیسی بات تجویز کی پھر اس پر خدا کی مار ہو کیسی بات تجویز کی پھر دیکھا پھر منہ بنایا اور زیادہ منہ بنایا پھر منہ پھیرا اور تکبر کا اظہار کیا۔ پھر بولا کہ یہ تو جادو ہے منقول۔ بس یہ تو آدمی کا کلام ہے میں اس کو جلد ہی دوزخ میں داخل کروں گا۔

ابن ابی شیبہ' بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جماعت قریش نے ابوجہل بن حکم سے کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی دعوت دین عوامی تحریک صورت اختیار کرتی جا رہی ہے تم ایسے کسی شخص کو منتخب کرو جو سحر' کہانت اور شعر سے بخوبی واقف ہو۔ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جائے اور ان کے عزائم و اغراض کے بارے میں ان سے گفتگو کر کے ہمیں اطلاع دے۔ عتبہ نے کہا کہ میں سحر' کہانت اور شعر کی حقیقتوں سے بخوبی واقف ہوں۔ لہٰذا وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا:

"اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ بہتر ہیں یا ہاشم؟ آپ بہتر ہیں یا عبدالمطلب؟ آپ بہتر ہیں یا عبداللہ؟ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے اور کوئی جواب نہ دیا۔

عتبہ نے پھر کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کس لیے ہمارے معبودوں کو برا اور ہمارے اسلاف کو گمراہ بتاتے ہیں؟ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکومت و ریاست کی خواہش ہے تو ہم جھنڈا آپ کے لیے بلند کیے دیتے ہیں اور آپ کو اپنا سردار بنائے لیتے ہیں۔ اگر جنسی میلان ہے تو دس ایسی عورتوں سے شادی کرائے دیتے ہیں' جو آپ کو محبوب ہوں۔ اگر دولت و سرمایہ کی ضرورت ہے تو ہم لا کر آپ کی خدمت میں ڈھیر کر دیں گے۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرورت سے زیادہ اور آپ کی آئندہ نسلوں تک کو کافی ہوگا" آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے اور کوئی جواب نہ دیا اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھ لیا کہ عتبہ اپنا سلسلہ کلام ختم کر چکا تو پھر آپ نے یہ آیات پڑھیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○	اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔
حٰمٓ ○ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ○ (الی قولہ) فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ ○	حٰمٓ یہ کلام بڑے مہربان اور رحم والے کا اتارا ہوا ہے۔ یہ ایک ایسی کتاب ہے جس کی آیات کو صاف صاف بیان کیا گیا ہے۔ عربی زبان میں قرآن دانش مندوں کے لیے ہے۔ (مزید آگے کی گیارہ آیات تک) پھر اگر یہ لوگ اعراض کریں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیجئے کہ میں تم کو ایسی آفت سے ڈراتا ہوں جیسی عاد و ثمود پر آفت آئی تھی۔
(پارہ 24 سورہ حٰمٓ السجدہ رکوع آیت 1 تا 13)	

جب حضور یہاں تک پہنچے تو عتبہ میں مجال سماعت نہ رہی۔ اس نے قسم دے کر آپ کو آگے پڑھنے سے روک دیا اور رحم کی بھیک مانگ کر کہنے لگا کہ اس کو ایسے عذاب سے دور رکھیں۔ عتبہ یہاں سے نہ اپنے گھر گیا نہ ان لوگوں کے پاس پہنچا تو ابوجہل نے کہا:

"اے گروہ قریش! ہم کو کہیں پر عتبہ نظر نہیں آتا شاید وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف مائل ہو گیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اسے کوئی حاجت درپیش ہے۔ پھر وہ عتبہ کے پاس آئے۔ ابوجہل نے کہا" عتبہ ہمارا خیال ہے کہ تو کسی طمع کا شکار ہو کر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف مائل ہو گیا ہے۔ اگر تجھے مالی اعانت کی ضرورت ہے تو ہم اس کو پورا کرنے کے لیے تیار ہیں تاکہ پھر تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بے نیاز ہو جائے"

یہ سن کر عتبہ غضب ناک ہو گیا اور قسم کھا کر بولا کہ "میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کبھی بات نہ کروں گا۔ تمہیں معلوم ہے کہ میں تم میں سب سے زیادہ مالدار ہوں۔ اس وجہ سے میں کسی سے اعانت کا طالب نہیں۔ سنو جب میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس حاضر ہوا تو انہوں نے ایسے کلام کے ساتھ جواب دیا کہ خدا کی قسم نہ تو وہ سحر ہے اور نہ وہ شعر و کہانت ہے انہوں نے میرے جواب میں پڑھا بِسْمِ اللّٰهِ

الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ حٰمٓ تَنْزِیْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ تا صَاعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ! پھر میں نے ان سے التجا کی اور ان کو آگے پڑھنے سے روک دیا اور ان سے رحم کی بھیک مانگی تاکہ وہ اس عذاب میں مجھے مبتلا نہ کردیں اور یہ تو تم جانتے ہو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جو کچھ فرماتے ہیں وہ جھوٹ نہیں ہوتا لہٰذا میں ڈرتا ہوں کہ کہیں تم پر عذاب نہ نازل ہو جائے۔ میرا کہا مانو تو ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو اور تعرض نہ کرو اگر وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے تو ان کا ملک اور ان کی عزت تمہارا ملک اور تمہاری عزت ہوگی

بیہقی اور ابونعیم ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی ایسی ہی روایت نقل کرتے ہیں۔ جس میں تفصیل کے بجائے اجمال اور اختصار ہے۔

ابن اسحاق اور بیہقی نے زہری سے روایت کہ ابوجہل' ابوسفیان اور اخنس بن شریق ایک شب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام اللہ سننے کی نیت سے روانہ ہوئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس وقت مصروف نماز تھے۔ یہ تینوں اشخاص اندھیرے میں اپنے اپنے زاویوں پر بیٹھ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تلاوت سے کچھ اس طرح لذت اندوز ہوئے اور متاثر ہوئے کہ خبر نہ ہوئی اور پوری رات گزر گئی۔ طلوع فجر پر جب جانے لگے تو تینوں نے بہم ایک دوسرے کو دیکھا اور سب پر انفعال طاری ہو گیا۔ تین راتوں اسی طرح عمل ہوتا رہا اس کے بعد اخنس' ابوسفیان کے گھر پر آیا اور کہا کہ اس کلام کے بارے میں تمہاری کیا رائے جس کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے سنا ہے۔ ابوسفیان نے جواب دیا میں اس کلام کو نیز اس کے تاثر کو محسوس کرتا ہوں۔

اس کے بعد اخنس ابوجہل کے پاس پہنچا اور اس سے کہا کہ اے ابوالحکم اس کلام کے بارے میں جو ہم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے سنا ہے تمہاری کیا رائے ہے۔ ابوجہل نے کہا کہ میں نے کیا سنا ہے اسے سنو ہم اور بنی عبد مناف شرف میں ہمیشہ جھگڑا کرتے تھے۔ اگر انہوں نے کھانا کھلایا تو ہم نے بھی کھانا کھلایا۔ انہوں نے لوگوں کو سواریاں دیں تو ہم نے بھی لوگوں کے لیے سواریاں فراہم کیں۔ انہوں نے لوگوں کو مال دیا تو ہم نے بھی دیا یہاں تک کہ ہمارے اور ان کے درمیان یہ مسابقت جاری رہی اور اس دوڑ میں ہم اور وہ برابر رہے تو بنی عبد مناف نے از روئے فخر و شرف کہا کہ ہم میں ایک نبی ہوگا جس پر آسمان سے وحی نازل ہوگی تو اگر ہم نے اس نبی کو پایا تو خدا کی قسم ہم اس پر کبھی ایمان نہیں لائیں گے اور ہم اس کی تصدیق نہیں کریں گے۔ اخنس ابوجہل کی یہ باتیں سن کر اٹھ کھڑا ہوا۔

بیہقی نے مغیرہ بن شعبہ سے روایت کی کہ سب سے پہلا دن جب ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان رسالت کو پہچانا وہ دن تھا کہ میں اور ابوجہل شہر مکہ کی ایک گلی میں جا رہے تھے ہماری ملاقات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہوگئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوجہل سے فرمایا ''ابوالحکم اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آؤ''

ابوجہل نے جواب دیا ''محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا تم ہمارے معبودوں کو برا کہنے سے باز نہ آؤ گے؟ جو کچھ تم کہتے ہو اگر میں اسے حق جانتا تو ضرور تمہارا اتباع کر لیتا'' اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور ابوجہل نے مجھ سے کہا

''میں جانتا ہوں کہ وہ سچے ہیں لیکن قصی کی اولاد سے ہیں قصی کے لوگوں نے کہا کہ ہم غلاف کعبہ[1] چڑھاتے ہیں۔ ہم مشاورت کے لیے ندوہ کو منظم رکھتے ہیں۔ ہمارا لوا ہے۔ ہم میں سقایہ ہے۔ پھر انہوں نے کہا کہ ہم میں اللہ کا نبی ہے۔ میں نے کہا

---

[1] غلاف کعبہ کا اہتمام اور کعبہ پر چڑھانا' ندوہ یعنی دارالمشاورت کا انتظام قریش کے سپرد تھا اسی طرح پرچم قومی کے اٹھانے والے بھی وہی تھے۔ حاجیوں کو پانی پلانے کی خدمت بھی ان کے سپرد تھی۔ عربوں میں یہ تمام کام عظمت و بزرگی کی نشانی سمجھے جاتے تھے اسی وجہ سے قریش اپنے آپ کو دوسرے قبیلوں سے ممتاز سمجھتے تھے۔

کہ ہم چاروں باتوں کو تسلیم کرتے ہیں مگر خدا کی قسم پانچویں دعوے کو ہرگز نہ مانیں گے۔

مسلم نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میرا بھائی انیس جو مکہ گیا تھا اس نے آکر بتایا کہ میں نے حرم میں ایک شخص سے ملاقات کی۔ جو کہتا ہے کہ مجھے اللہ نے بھیجا ہے۔ میں نے پوچھا لوگ اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ انیس نے جواب دیا لوگ اسے شاعر' ساحر اور کاہن کہتے ہیں۔ اور انیس شعر و ادب میں پاکیزہ ذوق رکھتا تھا۔ دنیائے عرب اس کی اس حیثیت کو تسلیم کرتی تھی۔ نیز وہ بڑا سمجھدار اور فہم و ادراک والا شخص تھا۔ لہٰذا میں نے خود اس کا تاثر لیا۔ تو اس نے کہا کہ میں نے کاہنوں کو بہت قریب سے دیکھا ہے۔ وہ کاہن نہیں ہیں۔ ادب و شعر کی اصناف میں سے کسی صنف سے ان پر جو کلام نازل ہوا ہے تعلق نہیں رکھتا۔ اس وجہ سے میں تو یہ سمجھا ہوں کہ وہ سچے ہیں اور بدگو لوگ متعصب اور جھوٹے ہیں۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں خود مکہ آیا اور پورے تیس روز مقیم رہا۔ مجھے خورد و نوش کے سلسلے میں آب زم زم کے سوا کچھ دستیاب نہ تھا مگر مجھے گرسنگی تھی نہ نقاہت بلکہ میں اور بھی فربہ اور چست ہو گیا۔

ابونعیم نے زہری سے روایت کی کہ اسعد بن زرارہ نے بیعت عقبہ کے دن حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہم نے قریب و بعید اور ذی رحم رشتہ کو چھوڑ دیا اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے بھیجے ہوئے ہیں وہ دروغ گو نہیں اور یہ کہ جو کلام آپ لائے ہیں اس کے مشابہ کسی بشر کا کلام نہیں ہو سکتا۔

ابونعیم نے بطریق ابن اسحاق روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ بنی سلمہ کے ایک شخص نے بیان کیا کہ جب میرے قبیلے کے لوگ اسلام لائے تو عمرو بن الجموح نے اپنے بیٹے سے کہا کہ تو نے جو کلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے اس میں سے کچھ مجھے بھی سنا۔ تو بیٹے نے دو کو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ سے صِرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ تک پڑھ کر سنایا۔ اس پر عمرو نے کہا کہ یہ کلام کس قدر حسین و جمیل ہے۔ کیا حضور علیہ السلام کا سارا کلام ایسا ہی ہے؟ بیٹے نے کہا ابا جان سب ایسا ہی ہے۔

ابن سعد نے شعبی و زہری وغیرہ سے روایت کی کہ رسول اللہ کی خدمت میں قیس سلیمی آیا اس نے حضور علیہ السلام سے کلام اللہ کی تلاوت سن کر کچھ سوالات کیے اور حضور علیہ السلام نے جوابات دیے۔ اس کے بعد وہ اسلام لے آیا اور بنو سلیم سے واپس جا کر کہا:

''میں نے روم و ایران کا ادب لطیف' عرب شعراء کی تخلیقات' کاہنوں کی کہانت اور حمیر کے مقالات اور کلام سنا ہے لیکن ان سب کا کلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کی حکمت و حسن سے قطعاً مناسبت نہیں رکھتا۔ لہٰذا میرا مشورہ قبول کرو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں خود کو دے دو اور ان پر نازل شدہ کلام سے استفادہ کرو''

پھر بنی سلیم کے لوگ فتح مکہ کے سال حاضر ہو کر داخل ملت اسلام ہوئے وہ سات سو اور ایک قول کے مطابق ایک ہزار تھے۔

وجوہ اعجاز قرآن:

تمام دنیا کے دانش مندوں اور مفکرین نے ہر ہر رخ سے غور کیا۔ درایت کی کسوٹی پر پرکھا تو ہر ایک کو جو عصبیت کے مرض کا مارا نہیں تھا یہی کہنا پڑا کہ قرآن حکیم انسانی کلام نہیں ہے بلکہ ایسا ہی کلام ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ سب سے عظیم معجزہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فصیحان عرب کو للکارا اور فرمایا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ لیکن وہ اس کلام الٰہی کے مقابل میں

ایک سورۃ بھی پیش نہ کر سکے۔

پھر یہ کہ قرآن شریف کو ڈھکا چھپا نہیں رکھا گیا اس کی صداقت' اس کے اعجاز کو عام کرنے کے لیے اس کے سنانے کا اہتمام کیا گیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلَامَ اللّٰهِ

اور اگر مشرکین میں سے کوئی تمہاری پناہ کا خواستگار ہو تو اسے پناہ دے دو تاکہ وہ اللہ کا کلام سنے۔

اور اگر کلام ربانی سننے کے باوجود ان کے قلوب غیر متاثر رہیں تو یہ اس بات کی دلیل نہیں کہ کلام بے اثر ہے بلکہ ان کے دل مریض ہیں کلام تو یقیناً معجزہ ہے۔

وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ؕ اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ

(پارہ 21 سورہ عنکبوت رکوع 5)

کافروں نے کہا کہ کچھ نشانیاں ان پر ان کے رب کی طرف (براہ راست) کیوں نہ اتریں؟ تم ان سے کہہ دو کہ نشانیاں تو اللہ ہی کے پاس ہیں اور میں تو واضح طور پر ڈرانے والا ہوں۔ اور کیا یہ ان کے لیے کافی نہیں کہ ہم نے تمہارے اوپر کتاب نازل فرمائی جو ان پر پڑھی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ قرآن کریم اس کی نشانیوں کے ایک نشانی ہے۔ اہل عرب فصیح و بلیغ انشا پرداز خطیب اور شاعر تھے اور ان کو اس صنعت پر بڑا غرور' گھمنڈ اور پندار بھی تھا۔ لہٰذا ان کو تحدی کی گئی اور سال ہا سال تک ان کو مہلت دی گئی مگر وہ ایک چھوٹی سورۃ بنانے پر بھی قادر نہ ہو سکے۔ ہر چند کہ وہ اللہ کے نور کو بجھانے اور چھپانے پر تلے بیٹھے تھے۔ تو اگر اس سے معارضہ کرنا ان کی قدرت میں ہوتا تو یقیناً قطع حجت کے لیے کام میں لاتے مگر سارے زبان آور عاجز رہے۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو اس حال میں مبعوث فرمایا کہ عربوں کے اندر اس زمانے میں بڑے بلند پایہ خطیب اور شعراء موجود تھے اور زبان کی لطافت کو پورے طور پر سمجھتے تھے۔ ان کے ذہنوں میں الفاظ کا بڑا ذخیرہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے تمام اہل عرب کو معارضہ قرآن کی دعوت دی مگر وہ سب عاجز رہے۔

جن وجوہ کے ساتھ قرآن کے اعجاز کا وقوع ہوا ان میں لوگوں کا اختلاف ہے اور ان میں کئی قول ہیں جن کو میں نے کتاب تفسیر اتقان میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے ان میں سے چند وجوہ کا خلاصہ یہ ہے۔

پہلی وجہ اعجاز یہ ہے کہ قرآن کریم اپنے نظم و اسلوب کی صورت میں عجیب و غریب ہے۔ جو اسالیب عرب کے مطابق نہیں۔ قرآن کریم کی وہ ترتیب و نظم جس کا وہ حامل ہے اور اس پر آیات کے مقاطع کلمات کے فواصل اور عبارت میں اوقاف کا جو نظام ہے وہ اپنی نظیر آپ ہے۔ دوسری وجہ اعجاز یہ ہے کہ قرآن کریم ایسی غیبی خبروں پر مشتمل ہے جو اس وقت واقع نہیں ہوئی تھیں اور جب وہ واقع ہوئیں تو ویسی ہی واقع ہوئیں جیسی کہ خبر میں دی گئی تھی۔

تیسری وجہ اعجاز یہ ہے کہ قرون ماضیہ اور شرائع سابقہ کی خبریں اس قبیل سے تھیں جن کو اہل کتاب میں سے کوئی شخص اس وقت

تک نہیں مان سکتا تھا جب تک کہ وہ اپنی عمر کا بیشتر حصہ اس کی تحصیل میں صرف نہ کر دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان وجوہ کے ساتھ جن پر وہ منصوص تھیں۔ قرآن کریم میں لے کر آئے۔ حالانکہ آپ امی تھے۔ پڑھنا لکھنا کسی سے نہیں سیکھا تھا۔

چوتھی وجہ اعجاز یہ ہے کہ قرآن کریم ضمیر کی کیفیات اور قلب کے احساسات کو بیان کرتا ہے۔ مثال کے طور پر قرآن حکیم نے بیان کیا اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا اور فرمایا وَ يَقُوْلُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ ط

پانچویں وجہ اعجاز یہ ہے کہ قوم کو عاجز اور ناچار بتانے کے سلسلے میں بعض قضایا اور اخبار وارد ہوئے مثلاً قرآن نے بتایا کہ فلاں لوگ ایسا نہ کر سکیں گے اور پھر واقعات کی دنیا میں وہ ویسا نہ کر سکے۔ جیسا کہ یہود کے بارے میں بتایا گیا وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا یعنی یہود کبھی بھی اس کی آرزو نہ کریں گے۔

چھٹی وجہ اعجاز یہ ہے کہ عرب فصحا' شعراء اور ماہرین زبان ایڑی چوٹی کا زور اور اجتماعی و متفقہ کوششوں کے باوجود معارضت میں ناکام رہے۔

ساتویں وجہ اعجاز یہ ہے کہ سماعت قرآن کے موقع پر مخالفوں اور منکروں پر خوف و دہشت پیدا ہو جاتی اور تلاوت کی سماعت کے وقت عجیب ہیبت و رعب طاری ہو جاتا جیسا کہ حضرت جبیر بن مطعم کے دل پر رعب و دہشت طاری ہوا۔

حضور علیہ السلام مغرب کی نماز جہری میں سورہ طور کی تلاوت کر رہے تھے۔ جب اس آیت پر پہنچے۔

اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ الْخٰلِقُوْنَ ۝ اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ بَلْ لَّا يُوْقِنُوْنَ ۝ اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَبِّكَ اَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُوْنَ

(پارہ 27 سورہ طور رکوع 2)

کیا یہ لوگ بغیر کسی خالق کے خود بخود پیدا ہو گئے ہیں یا یہ خود اپنے خالق ہیں یا انہوں نے آسمان و زمین کو پیدا کیا ہے۔ بلکہ یہ لوگ یقین نہیں لاتے۔ کیا ان لوگوں کے پاس تمہارے رب کے خزانے ہیں یا یہ لوگ حاکم ہیں؟

حضرت جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس کلام الٰہی کو سن کر ایسا محسوس ہوتا تھا کہ شاید میرا دل پارہ پارہ ہو جائے گا اور یہ پہلا موقع تھا کہ اسلام کی صداقت میرے دل میں جاگزیں ہوئی۔

ساتویں وجہ اعجاز یہ کہ نہ تو اس کے پڑھنے والے کا دل بھرتا ہے اور نہ سننے والے کا بلکہ بار بار اس کی تلاوت کے لیے وہ بے قرار ہوتا ہے اور ہر بار اس کو لذت بڑھتی جاتی ہے۔ اسی وجہ سے حضور علیہ السلام نے قرآن کی ایک صفت یہ بھی بیان کی کہ بار بار پڑھنے سے قرآن پرانا نہیں ہوتا۔

آٹھویں وجہ اعجاز یہ ہے کہ قرآن کریم رہتی دنیا تک باقی رہنے والی خدا کی کتاب ہے۔ اس میں کبھی کوئی تحریف نہیں کر سکے گا۔ اور اس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے خود لی ہے۔

نویں وجہ اعجاز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں تمام علوم و معارف کو جمع فرما دیا ہے جو کسی کتاب میں یکجا نہیں ہوئے اور نہ آئندہ ہوں گے اور نہ کسی فرد کا علم اس کے چند کلمات اور گنتی کے حروف کا احاطہ کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی اس آخری کتاب میں زندگی کے ہر شعبہ کے لیے اصول عطا فرمائے ہیں۔

دسویں وجہ اعجاز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کی مزاجی خصوصیت کو ثواب و عذاب' انعام و عتاب اور رحمت و عقاب کے بین بین رکھا ہے۔ اس لیے یہ مایوس ہونے دیتا ہے نہ امید کا دامن چھڑواتا ہے۔ اگر ایک وقت خوف کے سائے پڑنے لگتے ہیں تو معاً دوسرے وقت رجاء اور امید سے دل کو سہارے ملنے لگتے ہیں۔

گیارہویں وجہ اعجاز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو دوسری آسمانی سابقہ کتابوں کے لیے ناسخ قرار دیا اور کتب سابقہ کے اساطیری بیانات کی صحت و عدم صحت کا معیار قرار دیا جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَقُصُّ عَلٰی بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اَكْثَرَ الَّذِیْ هُمْ فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ٥ یعنی بے شک یہ قرآن بنی اسرائیل پر ایسے قصے بیان کرتا ہے جن سے وہ لوگ اکثر اختلاف کرتے ہیں۔

قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ پہلی چار وجوہ اعجاز قرآن میں ایسی ہیں کہ جن پر اعتماد کیا گیا ہے اور باقی وجوہ قرآن کی خصوصیات میں بیش بیش ہیں۔ بقیہ خصائص قرآن سے یہ ہے کہ اس کا نزول سات حروف پر ہوا ہے۔ اور یہ کہ اس کا نزول ٹکڑے ٹکڑے اور تھوڑا تھوڑا ہوا ہے۔ اور یہ قرآن حفظ کے لیے بہت آسان کیا گیا ہے۔ (بہت آسانی سے حفظ ہو جاتا ہے) دیگر تمام کتابیں ان تین خصوصیتوں سے عاری ہیں۔ میں نے پہلی دو خصوصیتوں کو تفصیل کے ساتھ الاتقان میں بیان کیا ہے۔ ان میں سے کچھ حصہ ان خصائص کے بیان میں پیش کرتا ہوں جن کی وجہ سے حضور علیہ السلام تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے ممتاز ہیں۔

اور تقریباً ان ستر ہزار کو آٹھ وجوہ میں ضرب دی جائے یا ان آٹھ وجوہ میں اول کی دو وجوہ پر ضرب دو یا ساتویں آٹھویں اور نویں وجوہ اور معرفت سے اگر ضرب دیا جائے تو معجزات کی یہ تعداد لاکھوں پر پہنچے گی۔ اگر کوئی شخص یہ چاہتا ہے کہ پہلی دو وجوہ کے اعتبار سے قرآن کے معجزات سے واقف ہو تو وہ ہماری کتاب الاتقان ملاحظہ کرے۔ پھر ہماری کتاب اسرار التنزیل کا بغور مطالعہ کرے۔ ان دونوں کتابوں میں قاری اس سلسلہ میں سنتا جائیگا کہ اس کی تشنگی دور ہو جائے گی۔

بے شبہ ہزار یا دو ہزار پر ان کا حصر نہیں بلکہ وہ اتنے زیادہ ہیں کہ ان کو احاطہ نہیں کیا جاسکتا اس لیے نبی کریم ﷺ نے قرآن کریم کی ایک سورۃ کے ساتھ تحدی فرمائی تو وہ ایک سورۃ کے لانے میں عاجز رہ گئے۔ قرآن حکیم کی سب سے چھوٹی سورۃ الکوثر ہے۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کے دس کلمات میں ہر کلمہ اپنی جگہ ایک مستقل معجزہ ہے اور پوری کتاب اللہ میں 77934 کلمات ہیں تو صرف انشاء و عبارت کے لحاظ سے کلمات مذکورہ کے مطابق اتنے ہی تعداد میں معجزات ہوئے۔

امام احمد وغیرہ محدثین نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر قرآن کریم چمڑے میں ہو تو اسے آگ نہیں کھائے گی۔ ابن اثیر نے بیان کیا کہ بعض علماء کا قول ہے کہ قرآن کریم کا یہ معجزہ صرف زمانہ رسالت میں تھا۔

نزولِ وحی کے موقع پر ظہور معجزات

ابن ابی داؤد نے ''کتاب الصاحف'' میں ابو جعفر سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جبریل علیہ السلام کی مناجات جو نبی کریم ﷺ کے لیے ہوتی سنا کرتے تھے۔ اور وہ ان کو نظر نہ آتے تھے۔

امام احمد ترمذی' نسائی' حاکم' بیہقی اور ابونعیم نے بہ سند جید حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ پر جب وحی نازل

ہوتی تو ہم شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی مانند آواز سنا کرتے تھے۔ایک روایت میں ہے کہ حضور علیہ السلام کے چہرے کے قریب سے یہ آواز سنی جاتی۔

شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کس طرح نازل ہوتی ہے۔فرمایا میرے پاس کبھی گھنٹی کی سی آواز آتی ہے اور یہ کیفیت مجھ پر بہت سخت گزرتی ہے۔ پھر وہ زائل ہو جاتی ہے۔اور فرشتہ جو کہتا ہے میں یاد کر لیتا ہوں۔کبھی فرشتہ انسانی صورت میں آ کر مجھ سے کلام کرتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے سخت سردی کے دن حضور علیہ السلام پر وحی نازل ہوتے دیکھی۔تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی سے پسینہ بہہ رہا تھا۔

ابن سعد نے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میرے پاس وحی دو طرح پر آتی ہے۔ایک فرشتے کے ذریعے دوسرے آواز کے ذریعہ جو مثل گھنٹے کی آواز کے ہوتی ہے مگر یہ صورت مجھ پر گراں گزرتی ہے۔

ابونعیم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نزول وحی کے وقت بوجھ محسوس کرتے تھے۔اسی لیے ارشاد باری ہے اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْكَ قَوْلًا ثَقِیْلًا ؕ یعنی بے شک ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھاری قول القا فرمایا۔

ابونعیم نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جب وحی نازل ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا بوجھ محسوس فرماتے اور پیشانی پر پسینہ نمودار ہو جاتا خواہ سردی کا موسم ہو۔

طبرانی نے زید بن ثابت سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی لکھا کرتا تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شدید لرزہ لاحق ہو جاتا اور آبدار موتی کی مانند پسینہ آ جاتا۔ پھر جب یہ کیفیت رفع ہو جاتی تو حضور علیہ السلام وحی لکھواتے اور میں اس کو تحریر کرتا۔ جب میں وحی کی کتابت سے فارغ ہو جاتا تو قرآن کریم کے بوجھ سے مجھے اپنے پاؤں ٹوٹتے معلوم ہوتے حتیٰ کہ میں خیال کرتا کہ اب میں کبھی چلنے کے قابل نہ رہوں گا

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جب وحی نازل ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ کے تغیر سے لوگ پہچان لیتے۔ابونعیم نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جب وحی نازل ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور اور جسم مقدس کا رنگ متغیر ہو جاتا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام گفتگو سے رک جاتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی کسی سے گفتگو نہ فرماتے۔

امام احمد و بیہقی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ نزول وحی کے وقت اگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اونٹنی پر سوار ہوتے تو بار وحی سے اونٹنی گردن ڈال دیتی تھی۔

احمد و طبرانی و بیہقی اور ابونعیم نے حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ ایک مرتبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کی مہار پکڑے تھی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر سوار تھے کہ سورہ مائدہ نازل ہوئی تو قریب تھا کہ اونٹنی کے بازو بار وحی سے ٹوٹ جائیں۔

مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جب نزول وحی ہوتا تو ہم میں سے کسی میں مجال نہ ہوتی کہ میں حضور علیہ السلام پر نظر ڈال سکیں۔

جناب رسالت مآب ﷺ نے جبریل علیہ السلام کو ان کی اصل صورت میں دیکھا:

امام احمدؒ ابن ابی احاتم اور ابوالشیخ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو دو مرتبہ ان کی اصل صورت میں دیکھا۔ پہلی مرتبہ خود حضور علیہ السلام کے کہنے پر جبریل علیہ السلام نے خود کو دکھایا اور وہ عظیم جسامت سے افق کو گھیرے ہوئے تھے۔ اور دوسری مرتبہ شب معراج میں آپ ﷺ نے ان کو سدرۃ المنتہیٰ کے پاس دیکھا۔

شیخین نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول ﷺ نے جبریل علیہ السلام کو اپنی اصل صورت میں دو مرتبہ دیکھا آپ ﷺ نے ان کو دیکھا کہ وہ آسمان سے زمین کی طرف اتر رہے ہیں اور ان کی خلقت عظیم نے زمین و آسمان کو گھیر لیا ہے۔

امام احمد نے جو روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کی ہے اس میں اس کے علاوہ یہ بھی ہے کہ جبریل علیہ السلام سندسی لباس میں ملبوس تھے جس پر موتی اور یاقوت جڑے ہوئے تھے۔

ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے حضرت جبریل علیہ السلام کو دیکھا ان کے چھ سو بازو موتیوں کے تھے۔ اور انہوں نے مور کی مانند اپنے بازوؤں کو پھیلایا ہوا تھا۔

ابوالشیخ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے جبریل علیہ السلام کو سبز حلے میں دیکھا اس وقت انہوں نے زمین و آسمان کو گھیر لیا تھا۔

ابوالشیٰ اور ابن مردویہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے جو روایت کی ہے اس میں ہے کہ ان کے دونوں پاؤں سدرہ پر معلق تھے۔

ابوالشیخ نے حضرت شرح بن عبید سے روایت کی کہ حضور علیہ السلام نے جب آسمان پر صعود فرمایا تو آپ ﷺ نے جبریل علیہ السلام کو ان کی تخلیقی صورت میں دیکھا۔

ابن سعد اور نسائی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جبریل دحیہ کلبی کی صورت میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا کرتے تھے۔ اور طبرانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے جو روایت کی اس میں مزید یہ بھی کہ حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ بہت حسین و جمیل شخص تھے۔

نبوت کے مکی دور سے متعلق معجزات

ابن ابی شیبہ' ابویعلی' داری' بیہقی اور ابونعیم نے بطریق اعمش حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اہل مکہ نے بعثت کے بعد رسول اللہ ﷺ پر بہت شدائد کیے۔ ایک بار آپ ﷺ ان کے گستاخانہ رویے اور نازیبا حرکات سے خون میں تر مکہ سے باہر تشریف فرما تھے کہ جبریل علیہ السلام امین آئے اور پرسش احوال کے بعد کہا کہ اے محمد (ﷺ) اگر آپ ﷺ چاہتے ہیں کہ اسی وقت آپ ﷺ کے ایک معجزے کا ظہور ہو تو آپ ﷺ فلاں درخت کو حکم دیجئے کہ وہ آپ ﷺ کے پاس آئے۔ آپ ﷺ نے ایک درخت کی طرف اشارہ کر کے اس کو اپنے پاس بلایا اور درخت حکم ملتے ہی آپ ﷺ کے قریب آ گیا۔ جبریل علیہ السلام نے کہا کہ

اب حکم دیجئے کہ وہ اپنی جگہ لوٹ جائے۔ آپ ﷺ نے اس درخت کو حکم دیا وہ فوراً اپنی جگہ واپس چلا گیا۔

بیہقی نے حضرت حسن سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ مشرکین مکہ کے معاندانہ رویہ اور تکذیب سے رنجیدہ ہو کر ایک روز پہاڑ کی گھاٹی کی جانب چلے گئے۔ اور اللہ تعالیٰ سے سکون قلب کے لیے دعا کرنے لگے۔ رب العزت نے وحی کی کہ سامنے والے درخت کی کسی بھی ٹہنی کو آپ ﷺ اپنی طرف بلائیں۔ پس حضور علیہ السلام نے ایک ٹہنی کو طلب کیا اور وہ درخت سے منقطع ہو کر سامنے آ گئی۔ اس کے بعد فرمایا ویسے ہی اپنے مقام پر درست ہو جا تو اس نے تعمیل کی اور لوٹ کر اپنے مقام پر پیوست ہوگئی۔ اس کے بعد آپ ﷺ کی طبیعت میں انبساط پیدا ہو گیا اور آپ ﷺ نے فرمایا اب مجھے ان کے جھٹلانے کی پرواہ نہیں۔

بکری کے چھوٹے بچے سے حضور علیہ السلام کا دودھ نکالنا:

طیالسی' ابن سعد' ابن ابی شیبہ وغیرہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میرا ابھی بچپن ہی تھا اور ابن ابی معیط کی گھاٹی میں بکریاں چرا رہا تھا۔ تو حضور علیہ السلام اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دونوں مشرکوں کی اذیت سے بچ کر میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا تمہارے پاس پلانے کے لیے کچھ دودھ ہے۔ میں نے کہا کہ میں امانت دار ہوں۔ فرمایا تمہاری کوئی ایسی بکری ہے جس کی عمر کم اور زمانہ دودھ دینے کا نہ ہو۔ میں نے اقرار میں جواب دیا اور پھر ایک مادہ بچہ جو قدرے بڑا تھا لا کر دیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کے پیر باندھے پھر حضور علیہ السلام نے اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا اور دعا کی تو اس کے تھن دودھ سے بھر گئے۔ پھر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کاسہ لے کر آئے اور حضور علیہ السلام نے اس بچہ سے دودھ نکالا۔ اور دونوں حضرات نبی اکرم ﷺ اور صدیق رضی اللہ عنہ نے خود بھی دودھ پیا مجھے بھی پلایا۔ اس کے بعد حضور علیہ السلام نے فرمایا اے دودھ اتر جا تو وہ اتر گیا۔

حضرت خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کا خواب

ابن سعد اور بیہقی نے محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان سے روایت کی کہ حضرت خالد بن سعید متقدمین اسلام سے تھے۔ ان میں قبول اسلام پیدا ہونے کا واقعہ یہ ہے کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ وہ جہنم کے کنارے کھڑے ہیں۔ پھر انہوں نے جہنم کی وسعت بیان کی۔ جس کو خدا ہی خوب جانتا ہے۔ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ ان کے والد انہیں جہنم میں دھکیل رہے ہیں اور رسول اللہ ﷺ دخول جہنم سے روک رہے ہیں۔ وہ خوف زدہ ہو کر بیدار ہوئے اور کہا کہ یہ خواب برحق ہے۔ پھر وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے بیان کیا کہ میں نے اس طرح کا خواب دیکھا ہے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اللہ کے رسول ﷺ تمہاری بھلائی کے خواستگار ہیں تم ان سے رجوع کرو۔

پس وہ حضور علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا آپ ﷺ کس امر کی دعوت دیتے ہیں۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا میں اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہوں۔ کہ وہ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں تم جن پتھروں کی پرستش میں مبتلا ہو اس سے باز آ جاؤ کیونکہ وہ پتھر نہ سن سکتے ہیں نہ دیکھ سکتے ہیں نہ وہ نقصان پہنچا سکتے ہیں نہ نفع وہ تو اتنا بھی نہیں جانتے کہ کون ان کی پوجا کرتا ہے اور کون نہیں۔ یہ سن کر حضرت خالد رضی اللہ عنہ ایمان

لے آئے۔ جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے والد کو معلوم ہوا کہ ان کے بیٹے نے آبائی دین کو چھوڑ دیا ہے تو اس نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ پر طرح طرح کی سختیاں کیں۔ اور ان کو ڈرایا دھمکایا اور کہا کہ آج میں تم کو کھانے پینے کو کچھ نہیں دوں گا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے تمہارے رزق کی کچھ پروا نہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اتنا رزق دے گا کہ میں اس زندگی گزار لوں گا اور تم سے سوال نہ کروں گا۔

ابن سعد نے صالح بن کیسان سے روایت کی کہ حضرت خالد بن سعید نے بیان کیا کہ میں نے ظہور نبوت اسلام سے پہلے خواب میں دیکھا کہ مکہ اور اس کے اطراف کو گہری تاریکی نے ڈھانپ لیا ہے۔ صرف اطراف ہی نہیں بلکہ اس کی تاریکی میں زمین و آسمان تک پوشیدہ ہو گئے ہیں۔ اچانک زم زم سے نور افشاں قندیل بلند ہونی شروع ہوگئی۔ جتنا وہ نور قندیل بلند ہوتا جاتا اتنی ہی اس کی چمک بڑھتی جاتی تھی۔ یہاں تک کہ مجھے سب سے پہلے اس کی روشنی میں بیت اللہ نظر آیا۔ پھر اس علاقے کی ساری اشیاء، پہاڑ عمارات اور نباتات پھر وہ منظر اور وسیع ہوا اور مجھے یثرب کے نخلستان ایسے روشن نظر آئے کہ میں ان پر نیم پختہ کھجوریں دیکھ رہا تھا۔ پھر کسی کہنے والے نے اس روشنی کے درمیان سے کہا

سُبْحَانَہٗ سُبْحَانَہٗ تمت الکلمتہ و ھلك ابن مارد بھضبتہ الحصاء بین ادرجد الاکمہ — پاک ہے وہ ذات پاک ہے وہ ذات کلمہ پورا ہوا اور ابن مارد اور ج وا کمہ کے درمیان ہضبتہ الحصاء میں ہلاک ہوا۔

خالد نے اپنے بھائی عمرو بن سعید سے اپنا یہ خواب بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ تم نے یہ عجیب وغریب خواب دیکھا ہے میرا خیال ہے کہ روشن قندیل عبدالمطلب کے گھرانے سے نمایاں ہوں گی کیونکہ چاہ زم زم ان ہی کی تحویل میں ہے اور تم نے اس نور کو چاہ زم زم سے نکلتے دیکھا ہے۔

اس روایت و دارقطنی نے الامزاد میں بیان کیا ہے۔ ابن عساکر نے بطریق واقدی چند الفاظ کے تغیر کے ساتھ بیان کیا ہے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا خواب:

ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر نے حضرت سعد بن ابی وقاص سے روایت کی۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے قبول اسلام سے تین روز قبل خواب دیکھا کہ

میں ایک تاریک اور اندھیرے ماحول میں ہوں۔ کہ دفعتہً مجھے چاند کی روشنی نظر آئی۔ میں اس روشنی کے پیچھے چلا میں نے دیکھا کہ کچھ لوگ اس تک پہنچنے میں مجھ سے سبقت حاصل کر چکے ہیں۔ پھر میں ان لوگوں سے نزدیک ہوا تو میں نے پہچانا ان میں زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ، علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نظر آئے۔ میں نے ان حضرات سے دریافت کیا تم اس جگہ کب آئے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ چاند کے روشن ہوتے ہی ہم اس تک پہنچ گئے۔

پھر کچھ ہی دن ہوئے تھے میں اطلاع پا کر ایک روز اجیاد کی وادی میں حضور علیہ السلام سے ملا۔ اور پوچھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کیا ہے؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا اللہ کی توحید اور اپنی رسالت کی دعوت۔ میں نے اس کو قبول کیا اور کلمہ شہادت پڑھ کر داخل اسلام ہو گیا۔

حضور علیہ السلام کا ایک صاع مقدار طعام سے چالیس افراد کو شکم سیر ہو کر کھانا کھلانا:

ابن اسحاق اور بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب آیت کریمہ وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ نازل ہوئی تو اس

کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا ایک بکری کے پائے اور ایک صاع غلہ کا طعام تیار کرو اور ایک قدح دودھ بھی رکھو۔ پھر اقربا یعنی اولاد عبدالمطلب کو بلالو۔ تو میں نے تعمیل کی اور وہ سب آ گئے۔ جن کی تعداد 4029 یا 41 تھی۔ ان لوگوں میں حضور علیہ السلام کے چچا یعنی حضرت عباس اور ابولہب بھی موجود تھے۔ میں نے ان کے سامنے گوشت کا بڑا پیالہ رکھا حضور علیہ السلام نے اس میں سے ایک بوٹی لی اور دانتوں سے توڑ کر پیالے میں بکھیر دی۔ اور فرمایا بسم اللہ کر کے شروع کیجئے۔ تو سب مہمانوں نے سیر ہو کر کھانا کھایا مگر کھانا تقریباً ویسے ہی موجود اور باقی تھا۔ اس کے بعد فرمایا علی سب کو دودھ پلاؤ تو میں پیالہ لایا جس میں سے سب نے سیر ہو کر پیا حالانکہ وہ دودھ مقدار میں صرف ایک شخص کے لیے ہی کافی تھا۔ اس کے بعد حضور علیہ السلام نے دعوت اسلام پیش کی۔

پانی کا زمین سے جوش زن ہونا:

ابن سعد نے حضرت عمرو بن سعید کی روایت کو بیان کیا کہ ابوطالب نے کہا کہ میں ذی المجاز میں محمد (ﷺ) کے ساتھ تھا کہ مجھے پیاس لگی۔ میں نے کہا کہ مجھے پیاس لگی ہے تو حضور علیہ السلام نے اونٹنی کو بٹھایا۔ اس پر سے اترے اور پیچھے کی طرف چند قدم چل کر نکلے۔ وہاں پانی تھا۔ مجھ سے کہا کہ چچا پانی پیجئے۔ اور میں نے خوب سیر ہو کر پانی پیا۔

ابوطالب کی صحت کے لیے حضور علیہ السلام کا دعا کرنا:

ابن عدی' بیہقی اور ابونعیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ابوطالب کی بیماری میں رسول اللہ ﷺ نے ان کی عیادت فرمائی اور ابوطالب کی خواہش پر دعا بھی کی اے اللہ میرے چچا کو صحت اور شفا عطا فرما تو ابوطالب اٹھ کھڑے ہوئے اور بیماری کا کوئی اثر باقی نہ رہا۔ ابوطالب نے کہا کہ اے بھتیجے تمہارا معبود تم پر بہت مہربان ہے۔ آپ ﷺ نے جواب دیا اے چچا اگر تم بھی اسی معبود کی بندگی اختیار کرلو تو یقیناً تم پر بھی مہربانی فرمائے گا۔ (اس حدیث کی روایت میں ہیثم منفرد ہیں اور وہ ضعیف مانے جاتے ہیں)

حضور علیہ السلام کے وسیلے سے ابوطالب کا دعائے استسقاء کرنا:

ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں جلہمہ بن عرفطہ سے روایت کی کہ میں مسجد حرام پہنچا تو وہاں قریش کو شور مچاتے سنا وہ بارش کی دعا مانگ رہے تھے۔ ان میں سے کسی نے کہا کہ لات و عزیٰ سے مدد مانگو اور کسی نے کہا منات سے۔ یہ سن کر ایک پیر سال' خوبرو اور تجربہ کار شخص نے کہا ابوطالب نہیں ہے اس کے پاس چلو چنانچہ وہ سب اور میں بھی ان کے ہمراہ ابوطالب کے گھر پر پہنچے' آواز دی تو ابوطالب زرد چادر گردن میں لپیٹے باہر نکلے لوگوں نے کہا

اے ابوطالب وادیاں خشک ہو گئیں جانور دبلے ہو گئے چلو بارش کی دعا مانگیں۔ ابوطالب نے کہا کہ زوال آفتاب اور ہوا کے تھمنے تک رکو پھر ابوطالب ایک بچہ کو ہمراہ لے کر نکلے انگلی پکڑی اور بچہ کی پشت کو خانہ کعبہ سے ملا کر کھڑا کیا۔ اور طلب بارش کی دعا کی گئی۔ تھوڑی ہی دیر میں صاف مطلع ابر آلود ہو گیا اور موسلا دھار بارش سے وادیاں' تالاب اور آبی ذخیرے بھر گئے۔ باغات اور کھیت سرسبز ہو گئے۔ اس موقع پر ابوطالب نے کہا:

وابیض یستسقی الغمام بوجھہ ثمال الیتامی عصمۃ للارامل

یعنی آپ ﷺ کی ذات ایسی برکت والی ہے کہ آپ ﷺ کے چہرے سے بادل پانی کا خواستگار ہوتا ہے۔ آپ ﷺ یتیموں کے فریادرس اور بیواؤں کی عصمت (کے محافظ) ہیں۔

تطیف بہ الھلاک من ال ھاشم   فھم عندہ فی نعمتہ و فضائل

ہاشم کی بھوکی پیاسی اولاد آپ ﷺ کو گھیرے رہتی ہے وہ لوگ آپ ﷺ کے دامن میں نعمت وفضائل دیکھتے ہیں۔

ومیزان عدل لا یخیس شعیرۃ   ووزان صدق وزنہ غیر ھائل

اور آپ ﷺ میزان عدل ہیں کہ ایک جو برابر کم (وبیش) نہیں تولتے اور آپ ﷺ سچائی کا وزن کرنے والے ہیں۔ آپ ﷺ کی تول کسی طرف جھکتی نہیں۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ (سید الشہداء) کا حضرت جبریل علیہ السلام کو دیکھنا:

ابن سعد و بیہقی نے روایت کی کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں حضرت جبریل علیہ السلام کو ان کی اصل صورت میں دیکھنا چاہتا ہوں۔ حضور علیہ السلام نے جواب دیا چچا آپ میں ان کو دیکھنے کی تاب نہیں۔

انہوں نے عرض کیا "درست ہے" بایں ہمہ ان کو مجھے دکھایئے ضرور۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا بیٹھ جایئے۔

لہٰذا وہ بیٹھ گئے کچھ ہی دیر گزری تھی کہ حضرت جبریل علیہ السلام اس لکڑی پر اترے جو کعبہ میں نصب تھی اور مشرکین طواف کے وقت اس پر کپڑے ڈالا کرتے تھے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا چچا جان اپنی نگاہیں اوپر اٹھایئے۔ تو انہوں نے نگاہ اٹھائی اور دیکھا کہ ان کے دونوں پاؤں سبز زبرجد کی مانند ہیں یہ منظر دیکھ کر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بے ہوش ہو گئے۔

حضور علیہ السلام کا معجزہ شق القمر:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ○ قیامت قریب آ گئی اور چاند ٹکڑے ہو گیا

شیخین نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اہل مکہ نے رسول اللہ ﷺ سے کوئی معجزہ دکھانے کا مطالبہ کیا۔ تو حضور علیہ السلام نے دو مرتبہ چاند کے ٹکڑے کر کے انہیں دکھائے۔

شیخین نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ چاند دو ٹکڑے ہوا ہم اس وقت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ ایک ٹکڑا پہاڑ کے پیچھے اور دوسرا ٹکڑا آگے تھا۔ رسول اللہ نے فرمایا تم گواہ رہو۔

بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ مکہ میں چاند کے دو ٹکڑے ہوئے۔ تو مشرکین مکہ نے کہا کہ یہ جادو ہے جو تم پر کیا گیا ہے۔ پھر انہوں نے اطراف و جوانب کے مسافروں سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ قمر کو شق ہوتے ہم نے بھی دیکھا ہے۔

شیخین نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد سعادت میں شق القمر ہوا۔

بیہقی و ابونعیم نے حضرت جبیر بن مطعم سے روایت کی انہوں نے کہا کہ چاند کے دو ٹکڑے ہوئے تو ہم یہ عہد رسالت مکہ میں

تھے۔ کافروں نے کہا کہ ہم پر حضور علیہ السلام نے جادو کیا ہے۔

ابو نعیم نے بہ طریق عطا اور ضحاک حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مشرکین مکہ مجتمع ہو کر آئے اور کہا

اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں تو ہمیں چاند کے اس طرح دو ٹکڑے کر کے دکھائیں۔ کہ ایک ٹکڑا جبل ابو قبیس پر ہو اور دوسرا ٹکڑا جبل قعیقعان پر ہو۔ اور وہ رات چودھویں کی تھی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب سے دعا کی کفار جس چیز کا مطالبہ کر رہے ہیں اے میرے رب اس کو پورا کر دے بحکم ایزدی پھر چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے آدھا جبل ابو قبیس پر اور آدھا جبل قعیقعان پر تھا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا تم گواہ ہو۔

علماء کرام نے شق القمر کو معجزہ عظیم قرار دیا ہے اور اس کو برہان نبوت کی اعلیٰ ترین نشانی قرار دیا ہے اور کہا کہ انبیائے علیہم السلام کے تمام معجزات میں کوئی معجزہ اس کے برابر نہیں ہو سکتا۔

اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو دشمنان دین کے شر سے محفوظ رکھنے کا وعدہ فرمایا:

ترمذی، حاکم، بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حفاظت کے لیے دربانوں کو مقرر فرمایا کرتے تھے۔ اور جب آیہ کریمہ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ یعنی اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔ نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قبہ سے سر مبارک نکال کر پاسبانوں سے فرمایا اے صاحبو اب تکلیف نہ کرو کیونکہ میرے رب نے حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے۔

احمد طبرانی اور ابو نعیم نے جعدہ سے روایت کی کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھی کہ ایک شخص کو لایا گیا اور اس کے بارے میں بتایا کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا ارادہ رکھتا ہے۔ پھر حضور علیہ السلام نے اس سے کہا کہ تم مطلق خوف نہ کرو اگر واقعی تمہارا ارادہ یہی ہے تو خوب سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ تم کو مجھ پر غلبہ نہ دے گا۔

حضور علیہ السلام کی ابو جہل کی بد اندیشیوں سے معجزانہ طور پر حفاظت:

مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ابو جہل نے لوگوں سے پوچھا کیا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے سامنے اپنے چہرے کو گرد آلود کرتے ہیں۔ لوگوں نے بتایا ہاں اس نے کہا کہ قسم ہے لات وعزیٰ کی کہ اگر میں نے ان کو نماز پڑھتے دیکھا تو ضرور ان کی گردن مروڑ دوں گا۔ یا ان کے چہرے کو خاک آلود کر دوں گا۔ تو ایک روز ابو جہل حضور علیہ السلام کو مصروف نماز دیکھ کر آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن مبارک کی طرف بڑھا ابھی وہ حضور علیہ السلام کے قریب بھی نہ پہنچا تھا کہ وہ اپنے ہاتھوں سے خود کو بچاتا ہوا الٹے قدم لوٹا۔ لوگوں نے پوچھا کیوں کیا حال ہے؟ اس نے بتایا میں نے اپنے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان آگ سے پر خندق حائل دیکھی اس بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر ابو جہل میرے قریب آ جاتا تو فرشتے اس کا ایک ایک عضو الگ کر ڈالتے۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ سورہ مبارکہ نازل فرمائی كَلَّا إِنَّ الْإِنْسَانَ لَيَطْغَىٰ (تا آخر سورۃ) ہرگز نہیں یقیناً انسان بڑا سرکش ہے۔

ابن اسحاق، بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ابوجہل نے کہا کہ اے گروہ قریش محمد ﷺ جس دین کی دعوت دے رہے ہیں اسے تم دیکھ ہی رہے ہو وہ ہمارے دین کو باطل آباء واجداد کو گمراہ اور ہم سب کو عقل سے کورا کہتے ہیں۔ میں اپنے معبودوں سے عہد کرتا ہوں کہ کل دوران نماز ایک بڑا پتھر ان کے سر پر ماروں گا۔ پس وہ دوسرے روز پتھر لے کر بیٹھ گیا جب آپ سجدہ کے لیے جبین مبارک رکھ رہے تھے۔ کہ ابوجہل بڑھا اور قریب تھا کہ وہ سر پر پتھر مار دے کہ دفعتہً چیختا چلاتا ہوا دہشت زدہ ہو کر بھاگا۔ قریش نے پوچھا تو اس نے بتایا کہ ایک نر اونٹ کے مشابہ جانور جو انتہائی خوفناک تھا مجھے نگلنے کے لیے میری جانب بڑھا۔ یہ بات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بیان کی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا ابوجہل کو ڈرانے والے حضرت جبریل علیہ السلام تھے اگر وہ کچھ اور میرے قریب ہو جاتا تو اس کو ختم کر دیا جاتا۔

بزار، طبرانی، حاکم، بیہقی اور ابونعیم نے بھی مذکورہ حدیث کی مثل حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے جس میں قدرے تفصیل اور جملہ مختلف ہے رسول اللہ ﷺ نے نماز میں اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ کی قرات کی اور جب حضور اکرم ﷺ ابوجہل کی مذمت والی آیت كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰۤى پر پہنچے تو کسی شخص نے ابوجہل سے کہا کہ یہی تو محمد ہیں۔ ابوجہل نے کہا کہ اے شخص جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں اس کو تم نہیں دیکھ رہے ہو مجھ پر سارا اُفق گھر گیا ہے۔

ابن اسحاق بیہقی اور ابونعیم نے عبدالملک بن ابوسفیان ثقفی سے روایت کی کہ ایک نووارد بدوی پہلی مرتبہ شہر مکہ میں آیا۔ ابوجہل نے غریب کا انٹ ہتھیا لیا اور کوئی قیمت بھی ادا نہ کی۔ وہ قریش کی مجلس مشاورت میں کسی طرح پہنچ گیا۔ اور کہا کہ اے سردارو! مجھ غریب مسافر کو اونٹ کی قیمت دلا دو۔ قریش ندوہ کے سامنے ہی حرم کے ایک گوشے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تھے۔ انہوں نے اپنے فتنہ پردازی کے جذبہ کی تسکین کی خاطر آپ ﷺ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس مظلوم صحرائی سے جواب میں کہا

''مظلوموں کے مددگار وہ بیٹھے ہیں جا اور ان سے مدد مانگ''

بیچارہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آیا اور ماجرا بیان کرنے لگا۔ پس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مدد کے لیے کھڑے ہو گئے اور بدوی کو ساتھ لے کر ابوجہل کے گھر پر پہنچے۔ آواز دی۔ وہ باہر آیا آپ ﷺ نے اس کا حق ادا کرنے کو کہا اور ابوجہل نے غیر معمولی عجلت کے ساتھ اس کو قیمت ادا کر دی۔

قریشیوں نے جو اپنے خیال میں تماشا دیکھنے ندوہ سے یہاں آ گئے تھے ابوجہل کے اس رویہ پر ملامت کی۔ اس نے کہا کہ تمہارا برا ہو بڑی خیریت ہوئی میں بچ گیا کیونکہ ایک عظیم الجثہ، خوفناک اور بڑے زبردست جبڑوں والا جانور مجھے نگل جاتا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عورا بنت حرب کی نظروں سے پوشیدہ ہو جانا

وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَیْنَكَ وَبَیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا (بنی اسرائیل رکوع 5)

اور جب آپ (ﷺ) قرآن پڑھتے ہیں تو ہم آپ (ﷺ) کے اور جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے درمیان میں ایک پردہ حائل کر دیتے ہیں۔

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا

وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ○

اور ہم نے ان کے آگے بھی پردہ اور پیچھے بھی پردہ کر دیا ہے۔ جس نے ان کو ڈھانپ لیا ہے تو وہ دیکھتے ہی نہیں ہیں۔

ابویعلیٰ' ابن ابی حاتم' اور ابونعیم نے حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ جب سورۃ تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ نازل ہوئی تو عورا بنت حرب آئی وہ شدید غضب ناک تھی۔ اس کے ہاتھ میں پتھر تھا۔ اس وقت حضور علیہ السلام اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مسجد حرام میں تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نظر اس پر پڑی تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کو بتایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا وہ مجھ کو نہ دیکھ سکے گی۔ چنانچہ وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کھڑی ہوئی اور کہا

"اے عبدالکعبہ مجھے معلوم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آقا میری مذمت کرتے ہیں۔

حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ وہ میرے آقا نہ شعر کہتے ہیں اور نہ شعر پڑھتے ہیں۔

یہ جواب سن کر وہ لوٹ گئی اور حضور علیہ السلام کو نہ دیکھ سکی۔ باوجودیکہ حضور علیہ السلام حضرت صدیق کے پاس موجود تھے۔

اسی روایت کو بیہقی نے ایک دوسری سند سے روایت کیا ہے۔ اس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے جواب کے سلسلے میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا میرا آقا یا پیشوا شاعر ہے نہ شعر کہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا حضور علیہ السلام کو بنی مخزوم کے شر سے بچانا

بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے قول باری تعالیٰ وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا کی تفسیر میں فرمایا کہ جن لوگوں کے آگے اللہ نے پردہ ڈالا وہ قریش مکہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ہم نے ان کی آنکھوں کو ڈھانپ لیا۔ اس وجہ سے وہ حضور علیہ السلام کو نہیں دیکھ سکے۔ اس سے متعلق واقعہ یہ ہے کہ بنی مخزوم کے کچھ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف مشورہ کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کی ذمہ داری کون شخص قبول کرتا ہے۔ ان مشورہ کرنے والوں میں ابوجہل اور ولید بن مغیرہ بھی تھا۔ اسی دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے۔ کفار نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرات سنی تو ولید کو بھیجا کہ وہ حضور علیہ السلام کو قتل کرے۔ وہ آیا مگر حضور علیہ السلام کی آواز تو برابر سنتا رہا مگر دیکھ نہ سکا۔ لہٰذا وہ واپس ہو گیا اور دوسرے ساتھیوں کو حقیقت حال سے آگاہ کیا۔ اس کے بعد وہ سب مل کر آئے اور اس جگہ پہنچے جہاں پر حضور علیہ السلام نماز پڑھ رہے تھے۔ وہ آواز اپنے صوتی مقامات بدلتی رہی اور کافر مرکز آواز پر آگے پیچھے' دائیں بائیں پھرتے رہے مگر حضور علیہ السلام نظر نہ آئے۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا مطلب وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ (الآیۃ) یہی ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نضر کے شر سے بچانا:

واقدی وابونعیم نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نضر بن حارث' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دیتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعرض کرتا تھا۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شدید گرمی میں دوپہر کے وقت قضائے حاجت کے ارادہ سے تشریف لے گئے۔ اور آپ حسب عادت بہت دور نکل گئے۔ تو نضر بن حارث نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیا اور تنہا سمجھ کر برے ارادے سے حضور علیہ السلام کے

قریب پہنچا ہی تھا کہ پھر سراسیمہ ہو کر لوٹا۔ راہ میں ابوجہل مل گیا۔ پوچھا نضر کہاں سے آرہے ہو نضر نے جواب دیا میں نے محمد ﷺ کا تعاقب کیا تھا اور ارادہ تھا کہ قتل کر دوں گا کہ اچانک چند شیر منہ کھول کر میری طرف تیزی سے بڑھے اور میں خوف زدہ ہو کر پلٹ آیا۔

ابوجہل سنتا رہا اور پھر بولا یہ ان کا جادو ہے۔

حضور اکرم ﷺ کو حکم کے شر سے بچانا:

طبرانی' ابن مندہ اور ابونعیم نے بہ طریق قیس روایت کی کہ بنت حکم نے کہا کہ مجھے والد نے بتایا کہ اے بیٹی میں تم کو وہ بات بتاتا ہوں جس کو میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ایک دن ہم نے حضور علیہ السلام کو پکڑ لینے کا ارادہ کیا تو ہم اس ارادہ سے آپ ﷺ کی طرف گئے لیکن ہم نے ایک بڑی خوفناک آواز سنی جس پر ہم نے گمان کیا کہ تہامہ کا کوئی پہاڑ پھٹے بغیر نہ رہا ہوگا۔ ہم پر غشی طاری ہوگئی جب ہماری حالت درست ہوئی تو حضور علیہ السلام اپنے کاشانہ اقدس تشریف لے جا چکے تھے۔ دوسری شب ہم نے پھر ارادہ کیا۔ جب ہم نے حضور علیہ السلام کو آتے دیکھا تو ہم بھی حضور علیہ السلام کی طرف بڑھے لیکن ہم نے دیکھا کہ صفا اور مروہ بھی اپنی جگہ سے چلنے لگے اور دونوں ایک دوسرے سے مل گئے اور ہمارے درمیان حائل ہو گئے۔ اور خدا کی قسم ہمارے اذیت رسانی کے ارادے کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلام کی توفیق عطا فرمائی اور اسلام میں داخل ہونے کی سعادت بخشی۔

حضور ﷺ نے معجزانہ طور پر رکانہ پہلوان کو زیر کر دیا:

بیہقی نے بہ طریق ابن اسحاق روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے رکانہ بن عبد یزید کو دعوت اسلام دی تو اس نے کہا کہ اے محمد ﷺ مجھے اسلام کی صداقت میں شبہ ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا اے رکانہ اگر میں تجھے پچھاڑ دوں تو کیا تو اسلام کو حق سمجھ کر قبول کر لے گا رکانہ نے جواب دیا بے شک۔

رکانہ کا یہ جواب سن کر حضور علیہ السلام عرب کے اس نامور پہلوان سے جس کو آج تک کسی نے نہیں پچھاڑا تھا۔ کشتی لڑنے پر آمادہ ہو گئے۔ اور بہت جلد رکانہ کو کشتی میں پچھاڑ دیا۔ رکانہ نے کہا کہ اے محمد ﷺ یہ تو اتفاقیہ طور پر جیت گئے لہٰذا دوبارہ مقابلہ ہونا چاہیے۔

حضور علیہ السلام نے دوبارہ کشتی کی اور پھر رکانہ کو پچھاڑ دیا اس کے بعد وہ یہ کہتا ہوا بھاگ کھڑا ہوا کہ جادوگر ہیں اور ان کا جادو بڑا پرزور ہے۔

بیہقی نے رکانہ بن عبد یزید سے روایت کی اور رکانہ اس زمانے کے بڑے پہلوانوں میں شمار ہوتا تھا۔ اس نے کہا کہ میں اور رسول اللہ ﷺ ابوطالب کے ریوڑ کے ساتھ موجود تھے۔ سب سے پہلے جو بات میں نے دیکھی یہ تھی کہ۔

ایک دن حضور علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کیا تم میرے ساتھ کشتی کرو گے

میں نے جواب دیا: ''کیا آپ ﷺ میرے ساتھ کشتی کرنے پر تیار ہیں؟ آپ ﷺ نے کہا: ''ہاں تیار ہوں''۔ میں نے کہا ''کس شرط پر؟'' جواب میں فرمایا: ''ایک بکری پر''۔

پس میں نے کشتی کی اور آپ ﷺ نے مجھے پچھاڑ دیا اور ایک بکری مجھ سے وصول کی اس کے بعد تبسم آمیز لہجے میں فرمایا۔
''رکانہ کیا دوبارہ کشتی کرنے کی ہمت ہے؟ میں نے کہا ہاں پھر کشتی ہوئی اور آپ ﷺ نے پھر پچھاڑ دیا اور مجھ سے ایک اور بکری لے لی۔ میں نے آس پاس نظریں دوڑائیں تو حضور علیہ السلام نے پوچھا کیا دیکھ رہے ہو؟ میں نے جواب دیا دیکھ رہا ہوں کہ کوئی چرواہا ہماری کشتی کو دیکھ کر حیرت تو نہیں کر رہا ہے؟
حضور علیہ السلام نے پوچھا کیا تیسری بار پھر کشتی لڑو گے؟ میں نے کہا تیار ہوں۔ پھر ہم دونوں نے کشتی کی اور مجھے پھر ہار ہوگئی اور مجھ کو تیسری بکری اور دینا پڑی۔

اب میں اپنی کمتری کے احساس اور بکریوں کے مزید نقصان کی بنا پر فکر مند ہو کر بیٹھ گیا۔ حضور علیہ السلام نے پوچھا رکانہ کیا بات ہے؟ میں نے جواب دیا مجھے اس بات کا فکر ہے کہ عبد یزید اپنے باپ سے کیا کہوں گا کیونکہ تین بکریاں آپ کو دے چکا ہوں۔ اور مزید فکر ہے کہ میرا گمان تھا کہ میں قریش میں سب سے زیادہ قوی ہوں''۔ میرے جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا
'کیا تم چوتھی بار مقابلہ کی ہمت کرو گے؟ میں نے عرض کیا ''نہیں اب بے سود ہے''۔ اس پر آپ ﷺ نے کہا کہ ''میں تیری تینوں بکریاں لوٹائے دیتا ہوں پھر آپ ﷺ نے میری بکریاں واپس کر دی۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے بحکم خداوندی نبوت کا اعلان فرمایا جس کو سن کر میں حاضر ہوا اور حلقہ اسلام میں داخل ہوگیا۔ اور میرے دل میں یہ بات بیٹھ گئی کہ اس دن مسلسل میری ہار ایسی عظیم اور برگزیدہ ہستی کے مقابلے پر یقینی اور ناگزیر تھی۔

وہ واقعات جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کے وقت ظاہر ہوئے:

ابن عساکر نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں عورتوں کی طرف رغبت اور جنسی میلان رکھنے والا شخص تھا۔ اتفاقاً ایک رات میں قریش مکہ کے ساتھ صحن کعبہ میں بیٹھا تھا کہ ایک شخص نے آ کر خبر دی کہ نبی ﷺ نے اپنی صاحبزادی رقیہ کا عقد ابولہب کے بیٹے عتبہ سے کر دیا ہے چونکہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا بہت حسین وجمیل تھیں اس بنا پر میرے دل میں حسرت ہوئی کہ میں نے کیوں نہ ان کی طرف سبقت کی۔ کچھ دیر بعد میں گھر چلا گیا وہاں میری خالہ بیٹھی ہوئی تھیں وہ ایک کاہنہ خاتون تھیں جب ان کی نظر مجھ پر پڑی تو انہوں نے کہا

ابشر وحييت ثلاثا تترا — ثم ثلاثا و ثلاثا اخرى

اے عثمان! تمہیں بشارت ہو کہ تم پے در پے تین بار عزت وتوقیر سے نوازے جاؤ گے پھر تین بار اور دوسری مرتبہ تین بار

ثم باخرى كي تم عشرا — اتاك خير و وقيت شرا

اس کے بعد مزید ایک بار اور عزت سے نوازے جاؤ گے تاکہ دس باریاں پوری ہو جائیں تمہارے پاس خیر اور بھلائی آئی اور تم شر سے مامون ومحفوظ رہے۔

انكحت والله حصانا زهرا — وانت بكر ولقيت بكرا

اللہ جانتا ہے کہ تمہارا نکاح ایک حسین وجمیل دوشیزہ سے ہوگا کیونکہ تم خود ناکتخدا ہو تو تمہیں دوشیزہ ہی ملے گی۔

وافیھا بنت عظیم قدرا

وہ عورت جو عظیم المرتبت کی بیٹی ہیں انہیں تم نے پالیا ہے

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے ان کی پیش گوئی اور اظہار خیال پر تعجب کیا اور کہا اے خالہ کیا کہہ رہی ہو؟ تو انہوں نے کہا کہ اے عثمان تم بلاشبہ صاحب جمال ہو اور اہل زبان بھی۔ وہ نبی جو صاحب برہان اور اللہ کا پیغامبر ہے اور تنزیل وفرقان کا حامل ہے تم خود کو اس کے حوالے کر دو اس کی سپردگی میں دے دو ایسا نہ ہو کہ بت تمہیں دھوکے میں ڈال دیں۔ میں نے کہا کہ اے خالہ تم ایسی بات کہہ رہی ہو جس کا چرچا ہمارے اس شہر میں نہیں ہے مجھے صاف صاف بتاؤ کیا بات ہے؟ اس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ محمد بن عبداللہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول ہیں۔ اللہ نے ان پر کتاب نازل فرمائی ہے۔ وہ اس کتاب کے ساتھ اللہ کی طرف بلاتے ہیں۔ ان کی شمع ہدایت حقیقت میں شمع ہدایت ہے۔ ان کا دین دین فلاح ہے۔ ان کے حکم ماننے میں نجات ہے۔ ان کا زمانہ جنگ وجدال کا زمانہ ہے۔ یہ تمام سرزمین ان کے زیر فرمان ہے۔ اگرچہ جہاد میں کفار قتل ہوں۔ تلوار کھینچی جائیں اور نیزے بلند کیے جائیں لیکن چیخنا چلانا کچھ نفع نہ دے گا۔

پس یہی بہتر ہوگا کہ تم خود کو ان کی سپردگی میں دے دو۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں پلٹ آیا اور خالہ کی باتیں میرے لوح دل پر کندہ ہوگئیں۔ میں اپنے اچھے دوست ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اور خالہ کی باتوں کا تذکرہ کیا تو انہوں نے نہایت مخلصانہ انداز میں فرمایا

''اے عثمان! تم ایک سمجھ دار اور سلیم الطبع شخص ہو بے شک وہ تمہیں حق کی طرف متوجہ کرنے والی ایک حق شناس خاتون ہیں۔ حضور علیہ السلام کے بارے میں ان کی اطلاع درست ہے۔ اگر ان کی خدمت میں پہنچ کر ان کی دعوت وہدایت کے بارے میں کچھ سننا چاہتے ہو تو چلو''۔

میں نے کہا کہ ''ضرور'' پھر میں حضور علیہ السلام کے دربار میں آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کہا ''اے عثمان! اللہ تمہیں جنت کی طرف بلاتا ہے اور میں اللہ کا رسول ہوں''۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم جب میں نے حضور علیہ السلام کا کلام سنا تو میں بے اختیار ہوگیا اور اسی وقت اسلام قبول کرلیا۔ اور کچھ عرصہ بعد نور چشم رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا سے میرا نکاح ہوگیا۔ اس وقت لوگ کہا کرتے تھے کہ رقیہ رضی اللہ عنہا اور عثمان رضی اللہ عنہ کا جوڑا کتنا اچھا ہے اور اس طرح میری خالہ کی پیشین گوئی پوری ہوگئی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کے وقت معجزانہ اور نادر واقعات:

ابن سعد، ابویعلیٰ، حاکم اور بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ شمشیر بکف جارہے تھے بنی زہرہ کا ایک شخص ان کو راہ میں ملا تو اس نے پوچھا

''اے عمر رضی اللہ عنہ! اس انداز جلال سے کہاں جارہے ہو؟

انہوں نے کہا کہ ''محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرکے آج فتنہ کو دفن کردینے کا ارادہ ہے''۔ زہری شخص نے کہا ''اس کے بعد تم خود کو بنی

ہاشم اور اولادِ زہرہ سے کس طرح بچا سکو گے؟''

اس کی یہ بات سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے برانگیختہ ہو کر کہا کہ تم شاید صابی یعنی بے دین ہو گئے ہو اور اپنا دین چھوڑ دیا ہے۔

زہری نے کہا کہ میں تم کو اس سے زیادہ تعجب کی بات نہ بتاؤں تمہاری بہن اور بہنوئی دونوں صابی ہو چکے ہیں۔

یہ اطلاع پا کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ غضب ناک ہو کر بہن کی طرف چلے جب وہ ان کے مکان پر پہنچے تو وہاں حضرت خباب رضی اللہ عنہ گھر میں موجود تھے۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آہٹ محسوس کی تو وہ گھر کے ایک گوشے میں چھپ گئے۔

چونکہ حضرت خباب رضی اللہ عنہ ان کو سورۃ طٰہٰ پڑھا رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز سنتے ہی حضرت خباب رضی اللہ عنہ تو پردے کے پیچھے چھپ گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھر کے اندر آئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بہن اور بہنوئی سے کہا

تم لوگ آہستہ اور پراسرار انداز میں کیا اور کس سے باتیں کر رہے تھے۔ دونوں نے بالاتفاق اور یک زبان ہو کر کہا

کوئی خاص بات نہ تھی بس ایسی ہی باتیں کر رہے تھے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا شاید تم دونوں صابی ہو گئے ہو؟ اس پر ان کے بہنوئی نے کہا کہ اے عمر اگر حق تمہارے اور ہمارے آبائی دین سے باہر ملے تو؟ یہ جواب سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بہنوئی کو مارنے لگے اور جب ان کی بہن اپنے شوہر کو بچانے آئیں تو ان کو بھی بے حد مارا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تم جس کلام کو پڑھ رہے تھے وہ میرے پاس لاؤ تاکہ میں بھی اسے دیکھوں کہ کیا خوبیاں تم کو مل گئی ہیں کہ اس بے دینی کی بدنامی اور رسوائی کی بھی تم کو پروا نہیں باوجود تم اس کی عظمت اور اور حقانیت کے پرستار ہو۔

بہن نے جواب دیا تم نجس ہو پہلے غسل کرو۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اٹھے اور وضو کیا اور سورۃ طٰہٰ پڑھی یہاں تک کہ جب اس آیت پر پہنچے

اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ (پارہ 16 سورہ طٰہٰ رکوع 1 آیت 14)

بلاشبہ میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں تو میری ہی بندگی کرو اور میری یاد کے لیے نماز پڑھو۔

تو بے قابو ہو گئے اور فرمانے لگے مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ابھی لے چلو یہ حال دیکھ کر خباب رضی اللہ عنہ گوشہ مکان سے سامنے آئے اور کہا:

اے عمر رضی اللہ عنہ تمہیں بشارت ہو مجھے امید ہے کہ تم ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کے مقصود ہو جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جمعرات کی شب میں اس طرح فرمائی تھی۔

اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَوْ بِعَمْرِو بْنِ ھِشَامٍ

اے اللہ اسلام کو عمر بن خطاب یا عمرو بن ہشام کے ذریعہ عزت دے

پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ ''دارارقم'' میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں باریاب ہوئے اور اسلام قبول کیا۔

امام احمد علیہ الرحمہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں ایک روز قبول اسلام سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑنے اور جھگڑنے کے ارادے سے اپنے گھر سے نکلا اور حرم کی طرف چلا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھ سے پہلے ہی مسجد حرام میں پہنچ چکے تھے۔

میں چپکے سے آپ کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ آپ سورہ الحاقہ کی تلاوت فرما رہے تھے۔ میں نے کچھ سنا تو دل میں سوچا۔ قریش ٹھیک ہی کہتے ہیں یہ شاعر ہیں کہ اتنے میں رسول اللہ ﷺ اس آیت پر پہنچے۔

اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ o وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَo (سورہ الحاقہ رکوع 2 آیات 41'40)

یہ قرآن کلام ہے۔ ایک معزز فرشتے کا پڑھا ہوا ہے اور یہ کسی شاعر کا کلام نہیں ہے۔ اور بہت کم ہیں جو ایمان لاتے ہیں۔

اس کے بعد میں نے خیال کیا کاہن ہوں گے تو حضور علیہ السلام نے یہ آیت پڑھی

ولا بقول کاھن قلیلا ماتذکرونo (الحاقہ 42-2)

اور نہ یہ کسی کاہن کا کلام ہے تم بہت کم سمجھتے ہو۔

اس کے بعد آخر سورہ تک آپ ﷺ نے پڑھا اور میں نے پوری سورہ کو سنا۔ جس سے میرا دل بے حد متاثر ہوا اور اس کے بعد اسلام نے میرے دل میں گھر کر لیا جیسا کہ اس کا حق تھا۔

ابونعیم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ مشرکین قریش جمع تھے اور میں ابوجہل اور شیبہ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ ابوجہل نے کہا اے گروہ قریش محمد ﷺ نے تمہارے معبودوں کو باطل اور ہیچ کہا' تمہارے اسلاف کو بے وقوف بتایا اور ان کا خیال ہے کہ وہ سب داخل جہنم ہوں گے۔ لہٰذا تم میں کوئی ہے جو محمد ﷺ کو قتل کرے اور اس کے عوض سو سرخ و سیاہ اونٹ اور ایک ہزار اوقیہ چاندی حاصل کرے۔ تو میں تلوار اور تیر کمان سے مسلح ہو کر حضور اکرم ﷺ کو قتل کرنے کے ارادہ سے نکلا اور میں ایک بچھڑے کے پاس سے گزرا جس کو لوگ ذبح کرنے والے تھے کہ دفعتہً بچھڑے سے زوردار آواز نکلی یاآل ذریح امر نجیح رجل یصیح بلسان فصیح یدعوالی الشھادۃ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ میں نے ذبح کیے جانے والے بچھڑے کے پیٹ سے یہ کلمات سننے کے بعد خیال کیا کہ ''یہ میرے سنانے کے لیے ہے''۔ اس کے بعد میں کچھ سوچتا ہوا آگے بڑھا تو اچانک ایک ہاتف نے کہا

یا ایھا الناس ذوا الاجسام — ما انتم و طائش الاحلام

اے صاحبان اجسام! تم میں اور بے وقوفوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔

وسمند والحکم الی الاصنام — فکلم اورہ کالانعام

تم لوگ بتوں سے فیصلہ لیتے اور پھر اس پر یقین کرتے ہو (اس بنا پر) تم سب لوگ چوپاؤں کی مانند بے وقوف اور بے عقل ہو

اماترون ما اری امامی — من ساطع یجلود فی الظلام

کیا تم لوگ وہ نہیں دیکھتے جس کو میں اپنے سامنے دیکھ رہا ہوں۔ وہ ایک نور تاباں ہے جو ظلمت کو چھانٹ دیتا ہے۔

قدلاح للناظر من تھام — اکرم بہ اللہ من امام

صاحبان بصیرت کے لیے وہ نور تہامہ سے طلوع ہوا ہے۔ وہ کس قدر برگزیدہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے لیے اس کی پیشوائی ہے۔

قد جاء بعد الکفر بالسلام — و البر و الصلوۃ للارحام

وہ کفر کے بعد اسلام' نیکی صلوۃ اور صلہ رحمی کو تحفتہً لایا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے خیال کیا کہ یہ میری ہی ہدایت کے لیے کہا گیا ہے پھر میرا گزر بت ضمار پر ہوا تو اس کے پیٹ سے میں نے یہ آواز سنی

ترل الضمار و کان یعبد وحدہ بعد الصلوٰۃ مع النبی محمد

اب ضمار کو چھوڑ دیا گیا کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز میں اکیلے خدائے بزرگ و برتر کی بندگی ہوگی۔

ان الذی ورث النبوۃ والھدی بعد ابن مریم من قریش مھتدی

وہ شخص سیدنا ابن مریم کے بعد نبوت و ہدایت کا وارث ہوا ہے وہ ہدایت کرنے والا اولاد قریش سے ہے

سیقول من عبدالضمار و مثلا ست الضمار و مثلہ لم یعبد

عنقریب ضمار کے پرستار کہیں گے کاش ضمار جیسے بتوں کی پرستش نہ کی جاتی۔

فاصبر یا حفص فانك امن یاتیك عز غیر عز نبی عدی

اے ابوحفص باز آجاؤ اس لیے کہ تم ایمان لانے والے ہو تم کو وہ عزت نصیب ہوگی جو بنی عدی کے اعزاز کے سوا ہے۔

لا تعجلن فانت ناصر دینہ حقا یقینا باللسان و بالید

تم عجلت نہ کرو تم بلاشبہ ان کے دین کے مددگار رہو۔ تم یقیناً قول و عمل سے بھرپور تعاون کر کے ان کا حق ادا کرو گے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس کے بعد میں بخوبی سمجھ گیا کہ یہ سب کچھ میری فہمائش کے لیے ہو رہا ہے۔ اس کے بعد میں اپنی بہن کے پاس آیا تو ان کے پاس جناب بن ارت رضی اللہ عنہ کو اور ان کے شوہر کو بیٹھے دیکھا۔ خباب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے عمر خدا تمہارا بھلا کرے اسلام قبول کر لو پھر میں نے پانی منگایا اور وضو کیا اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا تو حضور علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ اے عمر میری دعا تمہارے حق میں قبول کر لی گئی اسلام قبول کر لو میں نے فوراً اسلام قبول کر لیا۔ اور مسلمانوں کی تعداد چالیس ہو گئی۔ میرے قبول اسلام کے بعد یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

يَآ اَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَ مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو اللہ تعالیٰ اور وہ صاحب ایمان کافی ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں سر تسلیم خم کر دیں۔

بخاری نے اپنی صحیح میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے ارشاد فرمایا جب سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلامی جماعت میں شامل ہوئے تو ہم کو اللہ نے اُن کے وسیلے سے عزت اور غلبہ دیا۔ اور ہم نے اپنے اپ قوت محسوس کی۔

ابن سعد اور حاکم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے بیان کیا کہ خدا علیم ہے۔ ہم مسلمان اتنی جرات اور قوت نہ رکھتے تھے کہ کعبۃ اللہ میں علانیہ طور پر نماز پڑھ سکیں پھر حضور علیہ السلام کی دعا قبول ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کمزور مسلمانوں میں شامل ہو گئے اور وہ کمزور پھر طاقتور ہو کر علانیہ اور بے دھڑک کعبہ میں نمازیں پڑھنے لگے۔

حاکم نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اسلام کی حالت اس مرد کی مانند تھی جس کے خدوخال، ہمارے سامنے ہوں اور وہ پیش رو آگے بڑھتا آ رہا ہو اور وہ برابر لوگوں سے قریب رہا ہو اور نزدیکی بڑھنے کے باعث اس کی خوبیاں

زیادہ واضح اور حجاب دوری رفع ہو رہا ہو۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے تو اسلام اس مرد کے مانند ہو گیا ہو جو واپس جا رہا ہو اور اس سے دوری بڑھتی جا رہی ہو۔

ابن سعد نے حضرت عثمان بن ارقم سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ الٰہی اسلام کو ان دو شخصوں میں سے کسی ایک سے جو تجھے پیارا ہو عزت دے خواہ عمر بن خطاب ہو یا عمرو بن ہشام اسی دن صبح کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے اور اسلام قبول کر لیا۔

ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی اللھم اعز الاسلام بعمر خاصته الٰہی خاص عمر رضی اللہ عنہ کے ذریعہ اسلام کو عزت دے۔

طبرانی نے اوسط میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعرات کی رات میں دعا کی کہ ''اے بار الٰہا! عمر بن الخطاب یا عمرو بن الہشام کے ذریعہ تو اسلام کو توقیر بخش'' پھر جمعہ کے دن صبح کے وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے اور حلقہ اسلام میں شامل ہوئے۔

ابن سعد نے حضرت صہیب سے روایت کی کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ جماعت اسلام میں شامل ہوئے تو اسلام نے نصرت پکڑی اس کی علانیہ دعوت دی جانے لگی۔ اور مسلمان خانہ کعبہ میں حلقہ بنا کر بیٹھنے لگے اور ہم انفرادی اور اجتماعی طور پر طواف اور نشستیں کرنے لگے جس نے بھی اشاعت دین میں مزاحمت کی ہم نے اس سے بدلہ لے لیا۔

ابن سعد نے حضرت سعید بن مسیب سے روایت کی کہ چالیس مردوں اور دس عورتوں کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے۔ اور اسلام کی ایک ''خفیہ تحریک کی حیثیت علانیہ تحریک کی حیثیت'' سے بدل گئی

حاکم نے اور ابن ماجہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ مشرف بہ اسلام ہوئے تو جبرائیل علیہ السلام بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ آسمان والے فرشتے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے پر آپ کو مبارک باد پیش کرتے ہیں اور عالم بالا میں خوشی منا رہے ہیں۔

حضرت ضماد رضی اللہ عنہ کا بغرض علاج رسول صلی اللہ علیہ وسلم آنا اور متاثر ہو کر اسلام قبول کر لینا:

امام مسلم، احمد اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ضماد اپنی کسی ضرورت سے مکہ میں آئے وہ جنتر منتر میں مشہور تھے۔ ایک روز مشرکین مکہ سے انہوں نے سنا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم (نعوذ باللہ) مجنون ہو گئے ہیں لہٰذا انہوں نے خیال کیا کہ کیا بعید ہے کہ میں جھاڑ پھونک سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تندرست اور صحت مند کر دوں۔ پس وہ آ کر حضور علیہ السلام سے ملے اور کہا کہ ''میں منتر پڑھتا ہوں'' مالک جس قدر چاہے گا تم کو صحت اور شفا دیدے گا۔ ضماد رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔ حضور علیہ السلام میری باتیں سننے کے بعد مجھ سے نزدیک ہوئے اور پھر پڑھا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ ط وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ج وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ط

حضرت ضماد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ان ہی کلمات کو براہ مہربانی دوبارہ پڑھیے لہٰذا حضور علیہ السلام نے یہ مقدس کلمات دوبارہ پڑھے۔
پھر ضماد رضی اللہ عنہ نے عرض کی:

واللہ میں نے ایسا کلام کبھی سنا نہ پڑھا۔ یہ سحر ہے نہ شاعری ہے۔ اور نہ کہانت واقعی یہ الہام ووحی ہے۔ بے شک یہ خدائی کلام ہے اس میں تلوار سے زیادہ کاٹ کائنات سے زیادہ حسن آفتاب سے زیادہ نور اور اسحار سے زیادہ تاثیر ہے۔

اس کے بعد وہ دوزانو ہوئے اور کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمانوں کے زمرہ میں مصائب سہنے اور قربانیاں دینے کے لیے شامل ہو گئے۔

بنا کردند خوش رسمی بہ خاک و خون غلطیدن خدا رحمت کند این عاشقان پاک طینت را

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عمرو بن عبدالقیس کا حاضر ہونا اور اسلام لانا:

ابن شاہین نے چند واسطوں سے مزیدہ ابن مالک سے روایت کی کہ اشج عبدالقیس کا ایک دوست تھا جو راہب تھا۔ وہ ایک سال دارین آیا اور اشج سے ملا اور اس کو بتایا کہ عنقریب مکہ میں نبی کا ظہور ہونے والا ہے جس کی علامات یہ ہوں گی کہ وہ صدقہ نہیں کھائے گا۔ ہدیہ کھائے گا۔ دونوں شانوں کے درمیان نشان نبوت ہوگا۔ اور اس کا دین حق تمام باطل ادیان پر غالب اور مستولی ہو جائے گا۔

کچھ عرصہ بعد راہب مر گیا تو اشج نے اپنے بھانجے عمرو بن عبدالقیس کو مکہ بھیجا جو ہجرت کے سال مکہ آیا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا اور شانوں کے درمیان علامت کو دیکھ کر دین اسلام کو قبول کیا۔ حضور علیہ السلام نے عمرو کو سورہ فاتحہ اور سورہ اقراء سکھائیں اور ارشاد فرمایا کہ اپنے ماموں کو دعوت اسلام دو۔

پھر عمرو لوٹ آیا اور اشج کو حالات سنائے جس کے نتیجے میں اشج نے بھی اسلام کو قبول کیا۔ مگر اس نے عرصہ تک اپنے اسلام کو چھپایا۔ پھر وہ سولہ آدمیوں کی ایک جماعت کے ساتھ مدینہ طیبہ پہنچا۔ ان لوگوں کے مدینہ میں داخل ہونے سے پہلے ایک روز صبح کو حضور علیہ السلام اپنی آرام گاہ سے باہر تشریف لائے اور فرمایا مشرق کی طرف سے چند سوار آرہے ہیں وہ ہماری دعوت اسلام سے بد گمان اور بیزار نہیں ہیں اور ان کے قائد کی ایک پہچان ہے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام کے ارشاد کے بموجب یہ لوگ مدینہ پہنچ گئے۔

طفیل بن عمرو دوسی کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونا اور اسلام قبول کرنا:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ طفیل بن عمرو دوسی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور کہا:

اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! دوس کے لوگوں نے نافرمانی کی ہے اور انکار کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے حق میں بددعا کیجیے۔

پس حضور علیہ السلام نے رو بہ قبلہ ہو کر دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور التجا کی کہ اے پروردگار دوسیوں کو ہدایت فرما اور ان کو یہاں پہنچا۔

بیہقی نے ابن اسحاق سے روایت کی کہ طفیل بن عمرو دوسی بیان کرتے تھے کہ وہ مکہ گئے۔ اس زمانہ تک حضور علیہ السلام نے ہجرت نہیں کی تھی۔ طفیل ایک شریف، دانشور اور معروف شخص تھے۔ صاحب علم اور شاعر بھی تھے۔ مشرکین مکہ میں سے چند لوگ ان سے ملے

اور بتایا کہ محمد ﷺ نے ہمارے درمیان تفریق پیدا کر دی اور جمعیت کو پراگندہ کر دیا ہے۔ اور ان کے اقوال ساحروں کی مانند ہیں اور جو باپ کی بیٹے سے اور بھائی کی بھائی سے اور شوہر کی بیوی سے جدائی کرا دیتے ہیں۔ لہٰذا تم ان سے بات نہ کرنا نہ ان کی سننا۔ قریش زعم خود برابر مجھے اس خیر خواہانہ مشورہ کے لیے یاد دہانی اور تاکید کرتے رہے۔ اس لیے میں نے بھی اسی کے مطابق عمل کرنے میں خیریت سمجھی اور اپنے کانوں کو ان کے کلام سے بچانے کی خاطر میں نے اس درجہ اہتمام برتا کہ اپنے کانوں میں روئی رکھ کر سماعت سے محروم کر لیا۔ ایک روز صبح کے وقت میں اسی حالت میں مسجد حرام میں گیا۔ میں نے دیکھا کہ حضور علیہ السلام بھی کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ میں ان کے قریب کھڑا ہو گیا اور باجود اس کوشش کے میں ان کا کلام نہ سنوں اللہ تعالیٰ نے ایک بہترین کلام سنوا دیا۔ سوچا کہ قریش نے مجھے ایک ایسے نشاط انگیز کلام کو سننے سے کیوں منع کیا۔ قریش کی اطلاع تو غلط نکلی کیوں نہ میں ان سے ملاقات کر کے دیکھوں اور ان کے خیالات سنوں۔ میں ایک سمجھدار اور نیک و بد اور صحیح و غلط میں تمیز کرنے والا شخص ہوں۔ میں ٹھہرا رہا پھر حضور علیہ السلام اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئے اور میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے چلا اور آپ ﷺ کے قریب ہو کر کہا

آپ ﷺ کے بارے میں لوگوں نے اس طرح بیان کیا ہے۔ لہٰذا ذرا بتائیے کہ آپ ﷺ کن باتوں کی دعوت دیتے ہیں؟

پس حضور علیہ السلام نے میرے سامنے اسلام کی دعوت پیش کی اور قرآن حکیم کے ایک جزو کی تلاوت فرمائی تو بس ایک عجیب اثر اہتزاز اور خشیت سے ملے جلے جذبات نے مجھے بے قابو سا کر دیا۔ اور اسلام کی فطری اور معقول دعوت پر روح و وجدان نے لبیک کہا میں نے اس کے ساتھ ہی زبان سے بھی توحید و رسالت کا اقرار کیا اس کے بعد میں نے عرض کیا۔

اے اللہ کے صاحب عزت رسول ﷺ میں اپنی قوم کا قائد اور رہنما ہوں۔ اب میں واپس جا کر ان سب کو دعوت اسلام دوں گا۔ مگر زندگیوں کے ساتھ پرانے ہو چکنے والے خیالات میں بہت پختگی ہوتی ہے۔ اس لیے اس کام میں آسانی پیدا کرنے کے لیے دعا فرمائیے کہ خداوند تعالیٰ اس مہم میں میرے لیے آسانیاں پیدا فرما دے اور مجھے کوئی نشانی عطا فرما دے۔

حضور علیہ السلام نے از راہ نوازش دعا فرما دی۔ اور میں وطن واپس ہونے کے لیے سفر پر روانہ ہو گیا۔ دوران راہ میں کداء کے مقام پر تھا کہ میری دونوں ابرو کے درمیان نور طلوع ہو گیا۔ میں نے اپنے خدا سے نور کی منتقلی کے لیے دعا کی تو وہ باذن اللہ میرے کوزے کے تسمے میں آ گیا۔ اس کے بعد میں نے اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی مگر اس نے تامل کیا اور اسلام قبول نہ کیا۔

لہٰذا میں مکہ جا کر حضور علیہ السلام سے ملا۔ صورت حال سے آگاہ فرمایا چنانچہ حضور علیہ السلام نے دعا کہ اے بار الٰہا دوسیوں کو ہدایت دے اور مجھ سے فرمایا۔

طفیل اب تم اپنی قوم میں واپس جاؤ اور ان کو نرمی اور حکمت کے ساتھ دعوت اسلام دو لہٰذا میں واپس آ گیا اور دوسیوں میں نرمی اور حکمت و تحمل کے ساتھ تبلیغ کرتا رہا۔ اس دوران میں رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ کو ہجرت فرمائی اور میں ستر یا اسی مسلمانوں گھرانوں کو ہمراہ لے کر بمقام خیبر رسول ﷺ کی خدمت میں باریاب ہوا۔

حضرت عثمان بن مظعون کو متاثر کرنے والا واقعہ:

امام احمد و ابن سعد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ حضور علیہ السلام اپنے مکان میں تھے کہ سامنے سے ابن مظعون

رضی اللہ عنہ گزرے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آواز دی اور بیٹھ جانے کو کہا وہ بیٹھ گئے کہ اتنے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نزول وحی ہونے لگا اور ابن مظعون حیرت واستعجاب سے بغور دیکھتے رہے۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حالت درست ہوئی تو ابن مظعون نے پوچھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کا رنگ متغیر تھا اور نگاہ ایک خاص زاویہ پر جمی رہی پھر اوپر کو اٹھی جیسے وہ کسی جانے والے کا تعاقب کر رہی ہو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ابھی جبریل آئے تھے۔ ابن مظعون نے پوچھا انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا کہا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواب دیا کہ "انہوں نے یہ پیغام خداوندی پہنچایا اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی وَ یَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ ٥

حضرت ابن مظعون رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اسی وقت سے اسلام کی محبت اور قدر میرے دل میں پیدا ہوئی۔

جنات کا قبول اسلام اور اس سلسلہ میں معجزات کا ظہور:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ - الایہ یعنی جب ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کچھ جنوں کو بھیجا کہ وہ قرآن سنیں نیز دوسری جگہ اس طرح ارشاد ہوا

قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ٥ یَّهْدِیْٓ اِلَی الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ؕ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا

(سورہ جن رکوع 1 آیات 1'2)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیجئے کہ میرے پاس اس بات کی وحی آئی ہے کہ جنات میں سے ایک جماعت نے قرآن سنا پھر انہوں نے کہا کہ ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے جو راہ راست بتلاتا ہے۔ سو ہم اس پر ایمان لے آئے اور ہم اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں گے۔

شیخین نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ان صحابہ کے ساتھ جو "سوق عکاظ" جانے کا ارادہ کر رہے تھے طائف تشریف لے گئے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب شیاطین کی پہنچ خبریں لانے کے لیے آسمانوں پر بند ہو چکی تھیں اور ان کو آگ کے شعلوں سے مارا جانے لگا تھا۔ شیاطین نے مشاورت کر کے زمین پر مشرق سے مغرب تک کا جائزہ لیا کہ ان وجوہ اور اسباب کو دریافت کریں کہ جن کی وجہ سے ہمیں روکنے کے انتظامات ہوئے ہیں۔ جنات اس جائزہ کے دوران تہامہ پہنچے تو انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مقام نخلہ میں نماز فجر پڑھتے دیکھا جب انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قیام صلوٰۃ میں تلاوت کو غور سے سنا تو کہنے لگے کہ خدا کی قسم یہی وہ چیز ہے جو ہمارے آسمانی اور خبروں کے درمیان حائل ہوتی ہے۔ پھر وہ پلٹ کر اپنی قوم میں پہنچے اور کہا کہ اے قوم!

اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ٥ یَّهْدِیْٓ اِلَی الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا٥ (سورہ جن آیت 1'2)

بے شک ہم نے عجیب قرآن سنا ہے جو سیدھی راہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے تو ہم اس پر ایمان لے آئے۔ اور ہم ہرگز اپنے رب کے ساتھ شریک نہ کریں گے۔

ابن جریر و حاکم نے اور بیہقی و ابونعیم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک روز میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کے مطابق تضبر گیا۔ پس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام رات کو گھر سے روانہ ہوئے اور مجھے ساتھ رکھا ہم مکہ کے بالائی حصہ میں پہنچ گئے۔ وہاں پہنچ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فرش زمین پر خط کھینچ کر ایک دائرہ بنایا اور مجھ سے فرمایا اس دائرے کے اندر بیٹھ جاؤ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تھوڑی دور گئے اور

کھڑے ہو کر تلاوت قرآن شروع کر دی۔ میں دیکھ رہا تھا کہ آپ ﷺ کو کثیر لوگوں نے آ کر گھیر لیا حتیٰ کہ وہ لوگ میرے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درمیان حائل ہو گئے اب نہ میں آپ ﷺ کو دیکھ سکتا تھا نہ تلاوت کی آواز سن سکتا تھا پھر وہ اڑتے بادلوں کی طرح ٹکڑیوں کی صورت میں روانہ ہو گئے۔ صرف ایک جماعت رہ گئی اور اس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امامت میں نماز فجر پڑھی پھر وہ بھی رخصت ہو گئی۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا وہ لوگ کہاں گئے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس کے بعد کچھ ہڈیاں اور گوبر ان لوگوں کو آپ ﷺ نے دیا۔ اس واقعہ کے بعد ہڈی اور گوبر سے استنجا کرنے سے آپ نے ممانعت فرما دی۔

ابونعیم نے ابورجاء سے روایت کی کہ ہم ایک سفر میں تھے۔ چنانچہ ایک چشمہ پر اترے اور خیمے نصب کیے اور میں دوپہر میں قیلولہ کرنے لیٹ گیا کہ ایک سانپ برآمد ہوا۔ اور خیمہ کے اندر تڑپنے لگا۔ میں نے یہ دیکھ کر چھاگل سے پانی لیا اور اس پر چھینٹا مارا تو وہ ساکن ہو گیا مگر پھر لوٹنے اور تڑپنے لگا۔ میں نے نماز عصر پڑھی تو اتنی دیر میں وہ سانپ مر گیا۔ میں نے ایک سفید کپڑے کا ٹکڑا لیا اور اس سانپ کو اس میں لپیٹ کر کفن دیا اور زمین میں گڑھا کھود کر اس کو دفن کر دیا۔ اس کے بعد ہم پھر سفر پر روانہ ہو گئے۔ اور دن کا بقیہ حصہ اور پوری رات سفر جاری رکھا۔ جب صبح ہوئی تو ہم نے ایک چشمہ کے کنارہ پر پڑاؤ کیا اور میں استراحت کے لیے لیٹ گیا کہ اچانک میں نے چند آوازیں سنیں جس میں کہا جا رہا تھا:

''تم کو سلام ہے ایک مرتبہ نہیں دو مرتبہ' دو مرتبہ نہیں بلکہ دس' دس مرتبہ نہیں بلکہ سو مرتبہ نہیں ہزار مرتبہ بلکہ اس سے بھی زیادہ''

میں نے پوچھا تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم جن ہیں۔ اللہ تعالیٰ تم پر برکتیں نازل کرے تم نے ہم پر وہ احسان کیا ہے جس کا بدل کرنے کی ہم استطاعت نہیں رکھتے۔ میں نے پوچھا تم پر کون سا احسان کیا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ وہ سانپ جو تمہارے پاس مرا تھا وہ ان جنات میں آخری تھا۔ جنہوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ بیعت کی تھی۔

ابونعیم نے حضرت ابراہیم نخعی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عبداللہ کے اصحاب کی ایک جماعت حج کے ارادہ سے چلی۔ راہ میں انہیں ایک سفید سانپ زمین پر تڑپتا ہوا ملا اور اس کے پاس سے خوشبو آ رہی تھی۔ میں نے اپنے ہم سفر ساتھیوں سے کہا کہ آپ لوگ اپنا سفر جاری رکھیں اور میں تو اس سانپ کا انجام دیکھ کر یہاں سے آگے بڑھوں گا۔ زیادہ دیر نہ گزری کہ سانپ مر گیا میں نے اسے ایک سفید کپڑے میں لپیٹ کر گزرگاہ سے الگ ایک طرف کو دفن کر دیا اور پھر تیزی سے چل کر اپنے ساتھیوں سے جا ملا۔

انہیں دنوں ہم بیٹھے تھے کہ مغرب کی طرف سے چار عورتیں آئیں۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ تم میں سے کس شخص نے عمرو کو دفن کیا ہے۔ ہم نے پوچھا عمرو کون؟ اس نے کہا کہ وہ سفید سانپ جو دفن کیا گیا ہے۔ میں نے کہا کہ اس کو میں نے دفن کیا تھا۔ میرے جواب کو سن کر اس خاتون نے کہا کہ تم نے ایک ایسی جان کو دفن کیا ہے جو روزے دار اور نماز کی پابند' احکام خداوندی کی تبلیغ کرتا ہے اور ذات ختم رسل پر ایمان لائے ہوئے تھا اور حضرت رسول قرشی و عربی کی بعثت سے چار سو سال پہلے آسمانوں میں اس نے ان کی حمد و ثنا اور توصیف سنی تھی۔

یہ واقعہ سننے کے بعد ہم سب نے اللہ تعالیٰ شانہ کی حمد و ثنا کی۔ پھر ہم حج کر کے واپس ہوئے تو مدینہ میں حضرت عمر بن الخطاب

رضی اللہ عنہ سے ملے اور سانپ کا واقعہ بیان کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم سچ کہتے ہو۔

ابو نعیم نے ابی بن کعب سے روایت کی کہ کچھ لوگ سفر حج پر روانہ ہوئے اور اثنائے سفر میں راستہ بھول گئے اور جب نامعلوم راہوں پر بھٹکتے رہے غذا نہ ہونے کی وجہ سے بھوک اور خشک و گرم جنگل کی پیاس سے نڈھال ہو کر مرنے کے بالکل قریب تھے۔ تو انہوں نے اپنے اپنے کفن پہن لیے اور موت کا انتظار کرنے لگے۔ اس حالت میں ایک جن ان کے پاس آیا اور بتایا کہ میں مسلمان ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے قرآن بھی سنا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قول مجھے پہنچا ہے کہ

مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں وہ ایک دوسرے کے مددگار اور بہی خواہ ہیں اور مصائب میں اپنے بھائی کو تنہا نہ چھوڑیں گے۔

یہ کہہ کر اس نے ہم سب کو پانی پلایا اور مناسب طریقے پر ہماری رہنمائی کی اور ہم کو سیدھے راستے پر ڈال دیا۔

بیہقی' ابو نعیم نے چند واسطوں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ہم تہامہ کی ایک پہاڑی پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک ضعیف شخص ہاتھ میں عصا لیے ظاہر ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا۔ اس کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا کہ تمہاری تعریف؟ بوڑھے نے مودبانہ انداز میں عرض کیا میں ہامہ بن ہیم بن الاقیس بن ابلیس ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے اور ابلیس کے درمیان صرف پشتوں کا فرق ہے۔ اے ہامہ تم کتنے عرصہ سے اس عالم فانی میں بسر کر رہے ہو؟

ہامہ نے عرض کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پوری عمر بسر کر چکا ہوں۔ بس اب کوچ کا وقت نزدیک ہے۔ جب آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل نے ہابیل کو قتل کیا میں بچہ تھا میں اس زمانے میں فساد برپا کراتا اور قطع رحمی کی ترغیب دیتا تھا ٹیلوں پر چڑھ جاتا تھا لوگوں کا کھانا خراب کرتا تھا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جو بوڑھا ایسی باتیں کر چکا ہے وہ کتنا برا ہے اور جو جوان ایسی باتوں پر عمل کرتا ہے وہ کتنا برا ہے۔ بوڑھے نے کہا کہ اے معصیت پوش و خطا بخش خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! درگزر کا رویہ اختیار فرمایئے اور ملامت نہ کیجئے۔ میں اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں اور ندامت کے ساتھ توبہ کر چکا ہوں۔ نوح علیہ السلام پر جو لوگ ایمان لائے تھے۔ میں ان کے ساتھ مسجد نوح میں حاضر ہوتا تھا اور میں نے نافرمان اور سرکش کافروں پر بددعا کرنے سے ان کو روکنا چاہا تھا۔ میں ہمیشہ اپنی قوم کے حق میں ان کو بددعا کرنے پر ملامت کرتا رہتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ خود بھی روتے اور مجھے بھی رلاتے۔ اور فرماتے یقیناً میں اس پر ندامت کرنے والوں میں سے ہوں اور میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں۔ کہ وہ مجھے نادانوں میں سے کرے۔

میں نے عرض کیا اے نوح علیہ السلام میں نیک بخت ہابیل ابن آدم علیہ السلام شہید کے خون میں شریک تھا۔ تو کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کے حضور میری مغفرت میں کوشش فرمائیں گے۔ انہوں نے جواب دیا اے ہامہ تم نیکی کا ارادہ رکھو اور نیکی کرتے رہو اور یہ حسرت و ندامت دل سے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے جو علم مجھے ودیعت فرمایا ہے میں اس کے ذریعہ یہ جانتا ہوں کہ جس بندے نے ارتکاب گناہ کے بعد صدق دل سے توبہ کر لی ہے یقیناً اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔ تو اب اٹھ اور وضو کر کے دوگانہ پڑھ۔

میں نے اسی وقت اٹھ کر وضو کیا اور نماز پڑھی۔ پھر سیدنا حضرت نوح نے مجھے آواز دی۔ اے خوش قسمت ہامہ سجدے سے سر اٹھا آسمان سے تیری توبہ کی قبولیت آ گئی ہے۔ پھر میں مسلسل ایک سال تک اللہ کے حضور سجدہ شکر میں پڑا رہا۔

میں سیدنا حضرت ہود علیہ السلام کے ساتھ ان کی مسجد میں ان کی امت کے ایمان داروں کے ساتھ رہا اور میں ان کو اکثر منکروں اور کافروں پر بددعا نہ کرنے کا مشورہ دیتا رہا اور پھر بھی ایسا ہوتا رہا کہ اس عہد کے سرکشوں کی زیادتیوں پر وہ بھی غم زدہ ہوتے اور مجھے بھی کرتے۔

میں سیدنا حضرت یعقوب علیہ السلام کی زیارت کو بہ کثرت جایا کرتا اور میں سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ مکان امین میں تھا اور میں نے حضرت الیاس علیہ السلام سے جنگلوں میں ملاقات کی اور اب بھی میں ان سے ملا کرتا ہوں۔

میں نے حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام سے ملاقات کی اور آپ نے مجھے توریت مقدس سکھائی ہے۔ اور فرمایا اگر میرے بعد آنے والے رسول سیدنا عیسیٰ ابن مریم السلام سے ملو تو ان کو میرا سلام پہنچانا چنانچہ میں نے سیدنا ابن مریم علیہ السلام سے ملاقاتیں کیں اور ان کو سیدنا حضرت موسیٰ کا سلام پہنچایا اور سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ اگر سیدنا حضرت محمد ﷺ سے شرف نیاز حاصل ہو تو میری طرف سے سلام اخلاص پہنچانا۔ راوی کا بیان ہے کہ اس تہنیت و سلام کے پیام کو سنتے وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آنکھیں بھیگنی شروع ہوئیں اور پیغام کے آخری الفاظ سنتے وقت آنکھیں اشک ریز ہو گئیں اور آواز گریہ میں آپ نے سلام کا جواب دیا جواب کے الفاظ یہ تھے:

''جب تک دنیا کا قیام و بقاء ہے برادرم سیدنا حضرت عیسیٰ پر سلام ہو اے ہامہ! پھر فرمایا حق امانت ادا کرنے پر تم پر بھی سلام ہو۔''

اس کے بعد ہامہ نے عرض کیا اے اللہ کے آخری رسول ﷺ میں اب تک شریعت موسوی پر عمل کرتا رہا ہوں۔ جس کی تعلیم بذریعہ توریت مجھ کو صاحب توریت حضرت موسیٰ نے دی تھی۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے جواب میں ہامہ کو سورہ واقعہ والمرسلات عم یتساءلون واذا الشمس کورت معوذتین اور اخلاص کی تعلیم دی۔ اور فرمایا ہامہ تم کو جب کوئی حاجت پیش آئے بلا تکلف میرے پاس آ جانا اور مجھ سے ملاقات اور رابطہ قائم رکھنا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد ہامہ کی کوئی خبر معلوم نہ ہوئی اس لیے میں نہیں جانتا کہ وہ ہنوز زندہ ہیں یا وفات پا چکے۔

علامہ بیہقی نے اسیدر سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز سفر مکہ کے دوران ایک بیابان سے گزر رہے تھے کہ ان کی نظر ایک مردہ سانپ پر پڑی۔ انہوں نے ایک ساتھی سے فرمایا زمین کھودنے کا اوزار لاؤ پس انہوں نے زمین کھودی اور مردہ سانپ کو کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا اس کے بعد ایک آواز سنی گئی کہ

اے سرق تم پر اللہ مہربان ہو میں شہادت دیتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کی وہ پیشن گوئی آج پوری ہوئی جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا تھا کہ اے سرق تم ایک غیر آباد جنگل میں مرو گے اور میری امت میں اس وقت جو سب سے بہتر شخص ہو گا وہ آ کر تم کو دفن کرے گا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز نے ہاتف سے سوال کیا کہ:

اے شاہد تم کون ہو اللہ تم پر رحمت کرے۔

جواب آیا ''اے ملت مسلمہ کے صالح سردار! میں ایک جن ہوں اور مرحوم و مدفون سرق ہے۔ اب صرف میں اور سرق دو ایسے

جن زندہ تھے جنہوں نے براہ راست دست نبوت پر بیعت کی تھی''۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ اے سرق تم ایک بیاباں میں مروگے اور میری امت کا بہترین شخص تم کو دفن کرے گا

غلبہ روم کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزانہ ارشادات

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے ارشاد فرمایا:

الٓمّٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ۝ فِیْٓ اَدْنَی الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَیَغْلِبُوْنَ فِیْ بِضْعِ سِنِیْنَ ۗ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ ۗ وَیَوْمَىِٕذٍ یَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ بِنَصْرِ اللّٰهِ ۗ یَنْصُرُ مَنْ یَّشَآءُ ۗ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ۝ وَعْدَ اللّٰهِ ۗ لَا یُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝

(پارہ 21 سورہ روم رکوع 1 آیات 1 تا 6)

الم۔ الروم ایک قریب کے مقام پر مغلوب ہو گئے۔ اور وہ مغلوب ہونے کے بعد عنقریب تین سال سے لے کر نو سال کے اندر اندر غالب آ جائیں گے۔ پہلے بھی اختیار اللہ کو تھا اور پیچھے بھی۔ اور اس روز مسلمان اللہ تعالیٰ کی اس امداد پر خوش ہوں گے۔ وہ جس کو چاہتا ہے غالب کر دیتا ہے اور وہ زبردست ہے۔ رحیم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا وعدہ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں فرماتا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

امام احمد' بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ مسلمان چاہتے تھے کہ اہل روم اہل فارس پر غالب رہیں اس لیے کہ رومی اہل کتاب اور فارسی اصنام پرست یا آتش پرست لوگ تھے۔ لوگوں نے اس کا ذکر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کیا اور پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام سے۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا عنقریب رومی ایرانیوں پر غالب آ جائیں گے۔ یہ بات ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مشرکین سے کہہ دی۔ مشرکین نے کہا کہ اس بارے میں کوئی مدت معین کرو تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پانچ سال کی میعاد مقرر کر دی۔ جب اس بات کی خبر حضور اکرم ﷺ کو ہوئی تو فرمایا کہ دس سال کی مدت مقرر کرنا بہتر ہوتا اس کے بعد رومی' ایرانیوں پر بدر کے دن غالب ہوئے۔

بیہقی نے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے ان آیتوں کو نازل فرمایا تو مسلمانوں نے اپنے رب کی بات کو سچا جانا اور یقین کر لیا کہ عنقریب رومی اہل فارس پر غلبہ پا لیں گے۔ چنانچہ مسلمانوں نے مشرکوں سے شرط لگائی اور پانچ اونٹ شرط کے مقرر کر کے پانچ سال کی مدت متعین کر لی۔ مسلمانوں کی شرط کے ضامن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور مشرکوں کی شرط کا ضامن ابی بن خلف ہوا۔ یہ شرط بازی جوئے کے حرام ہونے سے پہلے ہوئی جب معینہ وقت آیا اور رومی فارسیوں پر غالب نہ ہوئے تو مشرکوں نے شرط کے اونٹ مانگے اس کا ذکر حضور علیہ السلام کے اصحاب نے رسول اکرم ﷺ سے کیا۔ یہ لوگ اس کا حق نہیں رکھتے تھے۔ کہ دس سال سے کم کی مدت متعین کرتے کیونکہ لفظ بضع تین سے دس سال کے لیے عدد کے لیے ہے۔ لہٰذا اس شرط کو

بڑھا دو۔ اور مدت میں اضافہ کر دو تو مسلمانوں نے ایسا ہی کیا اور اللہ تعالیٰ نے نویں برس کے شروع ہی میں رومیوں کو اہل فارس پر غلبہ عطا فرما دیا۔

مشرکوں کا سوالات کے ذریعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا امتحان لینا

ابن اسحاق، بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ مشرکین قریش نے نضر بن حارث، عقبہ بن ابی معیط کو مدینہ کے یہودی کے پاس بھیجا۔ انہوں نے ان دونوں کو ہدایت کی کہ ان یہودی عالموں سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں دریافت کرو اور جو خوبیاں مشہور ہیں ان کی تحقیق ان سے کرو اور ان کا نقطہ نظر دریافت کرو کیونکہ وہ آسمانی کتب کے وارث اور علم و فہم میں برتری کے مدعی ہیں چنانچہ نضر اور عقبہ دونوں مدینہ پہنچ کر احبار سے ملے۔ اس نے پورے حالات سن کر مشورہ دیا کہ

اے معزز نمائندگان قریش میرا مشورہ یہ ہے کہ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے تین سوالات کرو اگر وہ ان کا جواب صحیح دیں تو سمجھ لو کہ وہ دعوے میں سچے ہیں اور اگر اس کے برعکس معاملہ ہو تو جان لو کہ ان کا دعویٰ فریب اور جھوٹ ہے وہ تین سوالات یہ ہیں۔

1- ان سے پوچھو کہ پچھلے زمانے میں جو جوان گزرے ہیں ان کا واقعہ کیا ہے؟ کیونکہ ان کا واقعہ عجیب ہے۔

2- ان سے دریافت کرو کہ ''وہ شخص جو زمین کے مشارق و مغارب کی بہت زیادہ سیر کرتا تھا اس کی خبر کیا ہے؟''

3- ان سے سوال کرو کہ روح کیا ہے۔

نضر اور عقبہ دونوں نے مکہ آ کر مشرکوں سے کہا کہ ہم چند ایسے سوالات محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کریں گے کہ جن کے صحیح جوابات دینا کسی بھی انسان کے لیے ناممکن ہے۔ اگر خدا کی طرف سے کسی کو واقعی الہام و ہدایت ملتی ہے تو بس ایسے بندہ برگزیدہ کے لیے ممکن ہے۔

پھر انہوں نے اپنی دور اندیشی اور مصلحت کی بنا پر عوامی اجتماع میں پوچھنے کی بجائے صرف دانشوروں کے اجتماع میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یکے بعد دیگرے تینوں سوالات اسی ترتیب سے کیے اور بلا تاخیر جوابات مانگے۔

حضرت جبریل علیہ السلام اس مرحلہ پر سورہ کہف لے کر حاضر ہوئے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس علم کی روشنی میں بڑے پر وثوق لہجے میں کافروں کو جوابات دیئے۔

1 - فرمایا عہد قدیم کے وہ جوان اصحاب کہف ہیں اور ان کا یہ واقعہ ہے

2 - فرمایا مشارق و مغارب کے سیر کرنے والے ''ذوالقرنین'' ہیں۔

3 - فرمایا ''قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ'' روح کی حقیقت یہ ہے کہ ''وہ امر رب ہے''۔

ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا قریش نے یہودیوں سے پوچھا کہ ہمیں ایسے سوالات بتاؤ کہ جو ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کریں تو انہوں نے کہا کہ تم روح کے بارے میں ان سے پوچھو چنانچہ جب انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ - الآیہ

طبرانی اور ابونعیم نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے احبار یہود سے کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ اپنے باپ

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعمیر کردہ مسجد میں کہ اپنے رب سے نیکوکاری پر قائم رہنے کے لیے عہد و میثاق کروں۔ وہ مکہ آئے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس منیٰ میں ملنے کے لیے گئے۔ اس وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس بہت سے لوگ کھڑے تھے۔ یہ بھی لوگوں کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو دیکھ کر فرمایا۔

تم عبداللہ بن سلام ہو؟ انہوں نے کہا: ''جی ہاں''۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ''میرے قریب آ جاؤ'' تو وہ نزدیک ہو گئے پھر آپ ﷺ نے فرمایا اے عبداللہ کیا تم توریت آسمانی میں اللہ کے رسول کا ذکر نہیں پاتے؟ ابن سلام نے کہا میرے جواب سے پہلے آپ اپنے رب کی صفت بیان کیجئے جس کی طرف آپ بلاتے ہیں۔ اس وقت حضور اکرم ﷺ پر سورہ اخلاص وحی کی گئی۔ چنانچہ آپ ﷺ نے کہا قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ o اَللّٰهُ الصَّمَدُ o لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ o وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ o یہ کلام سننے کے بعد ابن سلام نے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اس کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے رخصت لے کر وہ مدینہ آ گئے لیکن اپنے اسلام کو چھپایا۔

پھر جب رسول اللہ ﷺ نے ہجرت فرمائی اور مدینہ طیبہ میں رونق افروز ہوئے تو ابن سلام کہتے ہیں کہ میں اس وقت کھجور کے درخت پر چڑھا ہوا تھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری کی خبر سے مجھے وجد آ گیا اور میں درخت سے گر پڑا۔

کفار کی ایذا رسانی کے سلسلے میں ظہور معجزات

بیہقی اور ابونعیم نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے پوچھا رسول اللہ ﷺ کو قریش نے جو تکالیف پہنچائیں ان میں تم نے سب سے اہم چیز کون سی دیکھی؟ انہوں نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ قریش کے کچھ سردار حجر اسود کے قریب جمع تھے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو اسلام کی تبلیغ و تحریک شروع فرمائی تھی۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے کہنے لگے کہ ہم لوگوں نے اس بارے میں جس صبر و برداشت کا مظاہرہ کیا ہے اس کی مثال نہیں ملے گی محمد ﷺ نے ہمارے معزز سرداروں کو بے وقوف' ہمارے اسلاف کو گم کردہ راہ اور ہمارے مذہب کو باطل ٹھہرایا۔ ہماری جمعیت اور قومی اتحاد کو پارہ پارہ کر دیا اور ہمارے معبودوں کو باطل قرار دیا مگر ہم ایسی دیوانگی کی باتوں پر صبر کرتے رہے۔ اتفاقاً اسی وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس طرف سے گزرے اور حجر اسود کے پاس ٹھہر کر اس کو بوسہ دیا اور پھر ان لوگوں کے پاس سے گزر کر خانہ کعبہ کا طواف کیا۔ قریش کے یہ سردار یہ ناگوار باتیں آپ ﷺ کو آزار اور تکلیف پہنچانے کے لیے جاری رکھے ہوئے تھے اور آپ ﷺ چشم پوشی فرما رہے تھے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ راوی حدیث کا کہنا ہے کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرۂ انور سے ناگواری کا اندازہ کر لیا۔ جب آپ ﷺ طواف کے دوسرے چکر میں ان کے قریب سے گزرے تو پھر آپ ﷺ نے کوئی ناگوار بات سنی مگر درگزر فرمایا اور طواف جاری رکھا میں نے چہرۂ انور پر نظر ڈالی اور ناگواری کو محسوس کیا تیسرے چکر پر کفار نے جب آوازے کسے تو پھر آپ ﷺ نے ٹھہر کر فرمایا اے گروہ قریش قسم اس ذات کی جو خالق کل ہے یقیناً میں تمہارے پاس خاتمہ کے لیے آیا ہوں اور ہر برائی کو ختم کروں گا۔ قریش یہ سن کر دم بخود ہو گئے اور کہنے لگے اے ابوالقاسم آپ ﷺ تمسخر کو سنجیدگی میں نہ لیں اور اس بے وقوف کو معاف کریں۔

ابونعیم نے بہ طریق عروہ حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو قریش بہت زیادہ ایذا پہنچاتے تھے۔ پھر روایت مذکورہ بالا کے مانند قریش کے حجر اسود کے قریب بیٹھنے اور حضرت ﷺ کے تیسرے طواف پر ٹھہرنے کے بعد یہ فرمانا روایت کیا ہے کہ ''اے سرکشانِ قریش! تم باز نہ آؤ گے جب تک تم لوگوں کو عذاب الٰہی اپنی گرفت میں نہ لے لے''۔ یہ سن کر مشرکین لرز گئے جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام گھر کی طرف روانہ ہوئے تو میں آپ ﷺ کے ساتھ رہا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: ''عثمان! اللہ اپنے دین کو تمام باطل دینوں پر جلد غالب کرنے والا ہے۔ اور وہ وقت آنے والا ہے کہ خدائے واحد کا کلمہ ان سب لوگوں کے قلب وجگر میں خون زندگی بن کر دوڑے گا۔''

شیخین نے حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا آپ ﷺ اس وقت خانہ کعبہ کے سائے میں چادر اوڑھے کھڑے تھے۔ میں نے اس وقت دشمنان اسلام کی اذیت کے پیش نظر عرض کیا:

اے اللہ کے رسول آپ ﷺ ہمارے لیے اللہ سے دعا نہیں فرماتے میری یہ بات سن کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بیٹھ گئے اور آپ ﷺ کا چہرۂ انور سرخ ہو گیا اور فرمایا تم سے پہلے لوگ ایسے بھی تھے جن کے جسموں سے لوہے کی کنگھیوں کے ذریعہ ہڈیوں پر سے گوشت سونتا یا چھیلا جاتا تھا مگر یہ تکلیف بھی ان کو اپنے دین اور عقیدوں سے برگشتہ نہ کر سکی۔ اور بعض کے سروں پر آرا چلایا جاتا اور اس کو دو حصوں میں بانٹ دیا جاتا مگر یہ اذیت بھی ان کو ان کے مذہب اور مسلک سے نہ پھیر سکی۔ مجھے اپنے رب سے امید ہے کہ وہ اس دین کو اس طرح نافذ اور کلی طور پر نافذ فرما دے گا کہ ایک شخص صنعا سے حضر موت تک سوار ہو کر چلے گا اور اس کو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا ڈر نہیں ہوگا۔

بیہقی نے ابن اسحاق سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ابوجہل اور ابوسفیان کے سامنے سے گزرے۔ ابوجہل نے کہا کہ اے بنی عبد شمس یہ تمہارا نبی ہے۔ اس پر ابوسفیان نے کہا کہ تعجب ہے اگر ہم میں سے کوئی نبی ہوتا۔ ابوجہل نے کہا تعجب تو اس پر ہے کہ بوڑھے داناؤں کے درمیان ایک بچے نے نبوت کا اعلان کیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان دونوں کی باتیں سن لیں اور فرمایا:

اے ابوسفیان سن لو تم نے اللہ اور اس کے رسول پر غصہ اور غضب کا اظہار نہیں کیا لیکن تم نے اپنے اصل کی حمایت کی ہے اور اے ابوالحکم سن لے خدا کی قسم تو ہنسے گا بہت کم لیکن روئے گا بہت زیادہ۔

بخاری' ابونعیم اور بیہقی نے حضرت جبیر بن مطعم سے روایت کی کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو مبعوث فرمایا اور مکہ میں نبوت کا اعلان کیا اسی زمانہ میں میرا شام جانا ہوا جب میں بصریٰ پہنچا تو میرے پاس نصاریٰ کی ایک جماعت آئی اور مجھ سے پوچھا کیا تم حرم سے آئے ہو میں نے کہا ہاں پھر انہوں نے پوچھا تم اس مدعی نبوت کو جانتے ہو جو تمہارے علاقہ میں ظاہر ہوا ہے۔ میں نے جواب دیا کہ ہاں اچھی طرح اس کے بعد وہ مجھ کو اپنے معبد میں لے گئے۔ اس میں شبیہیں اور تصویریں تھیں۔ تھوڑا توقف کرنے کے بعد انہوں نے پوچھا آپ نے ان تصاویر کو بہت دلچسپی سے دیکھا کیا ان میں اس مدعی نبوت کی تصویر ہے میں نے کہا کہ نہیں پھر وہ مجھے ایک دوسرے بڑے دیر میں لے گئے یہاں کثیر تعداد میں تصویریں تھیں۔ میں نے ان تصویروں سے بھی تفریح اور دلچسپی لی' میری نگاہ ایک طرف سے سامنے کی تصویروں پر پڑتی ہوئی آگے کی تصویروں کے لیے بڑھ رہی تھی کہ ایک میری نظر یکبارگی

ایک چبوترہ کی شبیہ پر پڑی اس پر رسول اللہ ﷺ کی شبیہ تھی۔ اس سے نظر ہٹی ہی تھی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی شبیہ پر جا ٹھہری۔ معبد کے عابدوں نے پوچھا کیا تم صاحب شبیہ کو پہچانتے ہو میں نے کہا ہاں انہوں نے پوچھا کیا وہ نبی یہ ہیں (انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی شبیہ کی طرف اشارہ کیا)

میں نے جواب دیا ''جی ہاں یہی ہیں''۔

انہوں نے کہا کہ: ''کیا تم ان کو پہچانتے ہو'' (دوسرے چبوترے والی تصویر کی طرف اشارہ کر کے کہا)

میں نے جواب دیا پہچانتا ہوں۔

انہوں نے کہا کہ: ''یہ تم میں سے ہیں اور ان کے صحابی ہیں اور یہی نبی کے خلیفہ اول ہوں گے''۔

طبرانی وابونعیم نے دوسری سند کے ساتھ حضرت جبیر بن مطعم سے روایت کی کہ میں قریش کی سنگ دلی اور ایذا رسانی کو نہایت ہی برا سمجھتا تھا۔ جب ان مشرکین کے بارے میں یہ یقین کر لیا گیا کہ وہ کسی صورت بھی آپ کے مقصد (اقامت دین) اور آپ ﷺ کی ذات کو برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں اور حضور علیہ السلام کو قتل کرنے کے منصوبے بار بار بنا رہے ہیں تو میں اس دیر کے راہب کے پاس گیا جس کو میں نیک' خدا رسیدہ اور ایک واقف علم واسرار ذات سمجھتا تھا۔

وہ مجھے اپنے سردار کے پاس لے گیا اس کے بعد تصویروں کا سارا واقعہ بیان کیا۔ کہتے ہیں کہ جب میں نے حضور علیہ السلام کی شبیہ دیکھی تو میں نے کہا کہ اس شبیہ سے زیادہ مشابہ کسی اور تصویر کو میں نے نہیں دیکھا۔ اس راہب نے مجھ سے کہا کہ کیا تم ڈرتے ہو کہ کفار قریش انہیں قتل کر دیں گے۔ میں نے کہا کہ ہاں میرا خیال یہی ہے ممکن ہے کہ انہوں نے قتل بھی کر دیا ہو۔ راہب نے کہا کہ خدا کی قسم وہ لوگ ان کو قتل نہیں کر سکیں گے۔ البتہ وہی لوگ قتل ہوں گے جن کے قتل کا ارادہ وہ نبی فرمائیں گے۔

قریش کی سب وشتم اور مذمت خود ان پر پلٹ جاتی اور وہ خود مورد ہوتے:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم تعجب کرو گے کہ اللہ تعالیٰ نے قریش کی گالیوں اور ان کی لعنت کو میری مدافعت اور ان کی تادیب کے لیے خود ان کی ذات کی طرف لوٹا دیا ہے۔ وہ ناسمجھ لوگ ''مذمم'' کہہ کر گالیاں دیتے ہیں۔ دراں حالیکہ میں تو اللہ کی رحمت سے ''محمد'' ہوں۔

بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ابن عباس سے روایت کی کہ انہوں نے اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ کی تفسیر میں بیان کیا کہ ولید بن مغیرہ اسود ابن عبد یغوث اسود بن مطلب حارث بن عیطل سہمی' عاص بن وائل وغیرہ کفار قریش استہزا کرتے تھے۔ جب جبریل رسول اللہ کے پاس آئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کافروں کے استہزاء کا تذکرہ حضرت جبریل علیہ السلام سے کیا۔ تو حضرت جبریل علیہ السلام نے ولید کو سامنے کر کے اس کی شہ رگ کی طرف اشارہ کر کے دکھایا حضور علیہ السلام نے کہا آپ نے یہ کیا کیا جبریل نے کہا کہ میں نے تدارک کر دیا۔ پھر اسود ابن مطلب کی آنکھ کی طرف اشارہ کر کے دکھایا۔ حضور علیہ السلام نے اس کے بارے پوچھا تو انہوں نے فرمایا میں نے اس کا تدارک کر دیا۔ اس کے بعد اسود بن یغوث کے سر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دکھایا حضور علیہ السلام نے پوچھا تو جبریل نے جواب دیا میں نے اس کا تدارک کر دیا۔ بعد ازاں حارث کو اس کے پیٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دکھایا

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پوچھنے پر جواب دیا میں نے اس کا تدارک کر دیا۔ پھر عاص کو گزرا اور اس کے پیر کے تلوے کی طرف اشارہ کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا آپ نے کیا کیا جبریل علیہ السلام نے جواب دیا میں نے تدارک کر دیا۔

کچھ زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ ولید اتفاقاً ایک خزاعی شخص کا تیر گردن پر لگنے سے مر گیا۔ اور اسود سمرہ کے درخت سے اترا اور ''ہائے کانٹا گھسا'' کہتے کہتے اپنی آنکھ اور اس کی بینائی کھو بیٹھا۔ اسود بن یغوث دماغ کے اندر پھوڑا نکلنے سے مر گیا۔ حارث پیٹ میں پانی اتر آنے سے مرا۔ اور عاص کا انجام یہ ہوا کہ وہ گدھے پر سوار ہو کر طائف گیا۔ اثنائے راہ میں اترا شبرق کا کانٹا پیر کے تلوے میں گھسا جس کی سمیت سے بیمار ہو کر مر گیا۔

(اس حدیث کی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بہ کثرت اسناد بیان ہوئی ہیں۔ اور جن کو انہوں نے تفسیر مسند میں ذکر کیا ہے)

ابولہب کے بیٹے لہب کے لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بددعا

بیہقی اور ابونعیم نے ابوعقرب سے روایت کی کہ لہب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ بدگوئی کرتا تھا ایک روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے استہزاء کرتا ہوا آیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بددعا کی اللھم سلط علیہ کلبلک اے خدا اس پر اپنے کسی کتے کو مسلط کر دے۔ راوی نے کہا کہ ابولہب ملک شام سے کپڑوں کی تجارت کرتا تھا اور اپنے بیٹے لہب کو معاونوں اور وکیلوں کے ساتھ بھیجا کرتا وہ کہتا کہ میں اپنے بیٹے کے بارے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا سے ڈرتا ہوں وہ انہیں خوب تاکید کرتا کہ جب تم کسی منزل پر پڑاؤ کرو تو منزل کی دیواروں سے چھپا کر کپڑے کے تھانوں اور اپنے سامان سے اسے چھپا دیا کرا۔ مگر ایک روز کوئی درندہ آیا اور اس نے اسے بھاڑ کر پھاڑ ڈالا۔ ابولہب کو جب اس کی خبر ملی تو اس نے کہا کہ میں تم سے نہیں کہا کرتا تھا کہ میں اس کے بارے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا سے ڈرا کرتا ہوں۔

بیہقی نے قتادہ سے روایت کی کہ عتبہ بن ابولہب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر زیادتی کی۔ اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اللہ سے درخواست کرتا ہوں کہ اس پر کوئی کتا مسلط کر دے۔ تو وہ قریش کی ایک جماعت کے ساتھ گیا یہاں تک کہ شام کے ایک مکان میں رات کو ٹھہرے جس کا نام زرقا تھا تو ایک شیر نے چکر لگایا اور عتبہ کو پکڑ لیا وہ چیختا رہا کہ ہائے ستیاناس جائے یہ شیر بے خدا کی قسم یہ مجھے کھا جائے گا؟ جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے بددعا کی تھی۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں رہتے ہوئے مجھے قتل کر دیا پھر وہ شیر لوگوں کے سامنے جھپٹا اور اس کا سر دبوچ لیا اور چبا ڈالا۔

اس روایت کو ابن اسحاق اور ابونعیم نے ایک اور سند کے ساتھ مرسلاً محمد بن کعب قرظی وغیرہ سے روایت کی ہے اس میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں یہ اشعار کہے ہیں۔

سائل بنی الاشقران جئتھم ما کان ابناء ابی واسع

اگر بنی اشقر کے پاس تمہارا جانا ہو تو ان سے پوچھو کہ ابی واسع کے بیٹوں کا کیا قصہ ہے۔

لا وسع اللہ لہ قبر بل ضیق اللہ علی القاطع

اللہ تعالیٰ نے ابوواسع کی قبر کو کشادہ نہ کرے بلکہ اللہ تعالیٰ ایسے کمانے والے پر تنگ کر دے۔

رحم بنی جدہ ثابت یدعو الی نور لہ ساطع

جس نے ایسے نبی کے ساتھ قطع رحمی کی جس کی کوشش ثابت ہے اور وہ ایسے نور کی دعوت دیتا ہے جو چمکنے والا ہے۔

اسبل بالحجر لتکذیبه دون قریش نهزة القارع

حجر اسود کے پاس ابوواسع نے قریش کی موجودگی میں نبی کریم کی موجودگی میں ان کو جھٹلانے کے لیے زبان درازی کی۔

فاستوجب الدعوة منه بما بین الناظر و السامع

تو نبی کریم کے لیے اس پر ایسی بددعا لازم ہوئی کہ جو کہ دیکھنے والے اور سننے والے کے لیے خوب واضح ہے۔

ان سلط الله بها کلبه یمشی الهوینا مشیته الخاد

یہ کہ اللہ تعالیٰ ابوواسع پر اپنا ایک کتا مسلط کر دے جو آہستہ آہستہ دھوکہ کی چال چلتا ہو۔

حتی اتاه وسط اصحابه وقد علتهم سنته الهاجع

یہاں تک کہ وہ درندہ اس کے ساتھیوں کے بیچ میں آیا اور ان پر گہری نیند مسلط تھی

فالتقم الراس بیافوخه والخر منه فغرة الجائع

تو اس درندے نے اس کے سر تالو اور گردن کو بھوکے شیر کی مانند منہ کھول کر چبا ڈالا۔

ابونعیم نے طاؤس سے روایت کی کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی تلاوت کی تو عتبہ بن ابولہب نے کہا کہ میں نجوم کے رب سے کفر کرتا ہوں۔ اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا اللہ تجھ پر کتا مسلط کرے۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ کچھ ساتھیوں کے ساتھ شام کے سفر پر روانہ ہوا۔ شام کو شیر کے دہاڑنے کی آوازیں آئیں سب مسافروں نے حصار میں سامان لگا کر بستر کیے اور سو گئے۔ شیر آیا اور چند افراد کو سونگھ کر بڑھ گیا حتیٰ کہ عتبہ کو سونگھا اور پھر چبا ڈالا۔ اور وہ آخر دم تک یہی کہتا رہا کہ میں نہ کہتا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ صادق ہیں۔ اور یہی کہتے کہتے مرگیا۔

عرب میں قحط اور پھر نزول بارش کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں:

بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو اسلام سے انکار کرتے دیکھا تو دعا کہ الٰہی یوسف علیہ السلام کے سات سال کی مانند میری سات سے مدد فرما۔ تو ان کو قحط نے گھیر لیا یہاں تک کہ انہوں نے مردار، کھالوں اور ہڈیوں تک کو کھایا۔ اس وقت ابوسفیان اور کچھ اہل مکہ آئے انہوں نے کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم ہلاک ہو رہی ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ سے ان کے لیے دعا کیجئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بارش کے لیے دعا مانگی اور بارش ہوئی یہاں تک کہ سات دن تک مسلسل بارش ہوتی رہی۔ اس مسلسل بارش سے تنگ آ کر انہوں نے بارش کی زیادتی کی شکایت حضور سے کی تو حضور علیہ السلام نے یہ دعا مانگی کہ اَللّٰهُمَّ حَوَالَیْنَا وما علینا (الٰہی ہمارے چاروں طرف بارش ہو اور ہمارے اوپر نہ ہو) چنانچہ اسی دم بادل حضور علیہ السلام کے سر اقدس سے چھٹ گیا اور اطراف میں بارش ہوتی رہی۔

نسائی حاکم اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ابوسفیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ رحم فرمایئے نادار قریش کی زبوں حالی کا تو عالم یہ ہے کہ انہوں نے چمڑا اور چھال شدت بھوک میں

کھانا شروع کر دیا ہے۔اس حالت کو قرآن اس طرح بیان فرماتا ہے۔

وَلَقَدْ اَخَذْنٰھُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَکَانُوْا لِرَبِّھِمْ وَمَا یَتَضَرَّعُوْنَ. اور بے شک ہم نے انہیں عذاب میں پکڑا تو نہ وہ اپنے رب کے حضور میں جھکے اور نہ ہی وہ گڑگڑاتے ہیں۔

بہر حال رسول اللہ ﷺ نے باری تعالیٰ سے ان کے لیے درخواست کی تو ان سے یہ عذاب دور ہوا۔

ایک مسلمان نابینا خاتون کی بینائی لوٹ آنے کا ایک عجیب و ترین واقعہ:

بیہقی نے حضرت عروہ سے روایت کی کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایسے سات غلاموں کو خرید کر آزاد کیا کہ جن کے مالک ان کے توحید پرست اور مرید رسالت ہونے کی بنا پر سخت ترین عذاب اور وحشت ناک تکلیفیں پہنچاتے رہتے تھے۔ان میں سے ایک عورت زنیرہ تھی حتیٰ کہ ان بے چاری کی بینائی شدت عذاب سے زائل ہو چکی تھی اور طرفہ ستم یہ تھا کہ مشرکین کہتے کہ اس بدبخت کی بصارت لات وعزیٰ نے چھین لی ہے۔وہ خاتون اپنے خدائے واحد و کارساز حقیقی سے دعا کرتیں۔پس ان کے مہربان خدا نے ان کی دعا سن لی اور ان کی بینائی لوٹ آئی۔

وہ نشانیاں جو ہجرت حبشہ کے سلسلہ میں ظاہر ہوئیں:

بیہقی نے حضرت موسیٰ بن عقبہ سے روایت کی۔انہوں نے کہا کہ جب حضرت جعفر بن ابی طالب مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ اپنے دین کی خاطر پناہ لینے حبشہ کی طرف گئے اور قریش نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اور عمارہ بن ولید بن مغیرہ کو بھیجا اور وفد کے ساتھ نجاشی کے لیے تحفہ میں ایک عربی گھوڑا اور دیبا کا بنا ہوا شاہی طرز کا جبہ اور دوسرے مقربین شاہ کے لیے بھی تحائف بھیجے تو نجاشی نے تحائف قبول کیا اور عمرو کو شرف باریابی بخشا عمرو نے کہا

اے محترم بادشاہ ہمارے علاقے سے کچھ لوگ جو نہ آپ کے دین پر ہیں اور نہ ہمارے دین پر آپ کی سرزمین پر آ گئے ہیں ہماری درخواست ہے کہ ان لوگوں کو ہمارے حوالے فرما دیا جائے۔یہ لوگ اس شخص کے فرماں بردار ہیں جس نے ہمارے ہی درمیان سے اٹھ کر دعویٰ نبوت کیا ہے۔یہ نبی جن بنیادی عقائد کو پھیلا رہا ہے ان میں سے چند یہ ہیں وہ حضرت مسیحؑ کو ابن اللہ نہیں مانتے وہ کسی بادشاہ کا احترام اور عظمت نہیں کرتے نہ حکم مانتے ہیں نہ سجدہ کرتے ہیں۔''

نجاشی نے مہاجر عرب مسلمانوں کو بلوایا جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور دوسرے مسلمان دربار شاہی میں پہنچے تو وہاں کے روایتی آداب کو نظر انداز کر کے مسلمانوں کی طرح اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہہ کر بیٹھ گئے۔اس طرز عمل پر توجہ دلاتے ہوئے عمرو اور عمارہ نے یک زبان ہو کر کہا

اے محترم اور صاحب عظمت بادشاہ یہ وہی صورت حال ہے جس کی طرف ہم پہلے اشارہ کر چکے ہیں۔نجاشی نے مسلمان وفد سے کہا

اے عرب مہمانو! کیا تم لوگ بتاؤ گے کہ ہماری تعظیم کس وجہ سے نہیں کی گئی اور مجھے بتاؤ کہ حضرت عیسیٰ کے بارے میں تمہارے خیالات کیا ہیں۔اور تم لوگوں کا دین اور عقیدہ کیا ہے؟ کیا تم نصرانیت سے متعلق ہو؟

انہوں نے جواب دیا ہم نصاریٰ یا عیسائیوں سے تعلق نہیں رکھتے

نجاشی نے دریافت کیا تو کیا تم یہودیت سے تعلق رکھتے ہو

ہم تو یہودی نہیں ہیں۔ مسلمانوں نے جواب دیا۔

نجاشی نے پھر سوال کیا ''تم عرب قوم کی طرح اصنام پرست ہو؟''

ہم اصنام پرستی کی مخالفت کرتے ہیں۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔

نجاشی نے پوچھا تو پھر تمہارا دین و مذہب کیا ہے؟

ہمارا دین اسلام ہے۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا

نجاشی نے سوال کیا اسلام کیا ہے؟

اللہ کی توحید کا اقرار اور دل سے اعتراف اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و بعثت کو قبول کر کے ان کی فرماں برداری میں خود کو دے دینا۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نجاشی نے پھر پوچھا یہ اسلام تمہیں کیسے ملا؟

اس کو ایک نجیب اور شریف خاندان کا ایک عرب لے کر آیا۔ وہ مثل انبیاء سابقین کے مبعوث ہوئے۔ ان پر احکام و الہام اور وحی اللہ تعالیٰ کا امین فرشتہ لے کر آتا ہے۔ وہ ہم کو والدین کے ساتھ حسن سلوک، راست گوئی وفائے عہد اور ادائے امانت کا حکم دیتے ہیں۔ اور بتوں کی پرستش سے ہمیں منع کرتے ہیں اور اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کا حکم دیتے ہیں۔ ان کی یہ تعلیم ہم نے اس وجہ سے پسند کی کہ ہمارے قلب نے اس کی تصدیق کی۔ قرآن کو ہم نے اس کے اعجاز اور امتیاز کی وجہ سے کلام الٰہی جانا اور اس پر عمل کیا تو ہماری قوم دشمن ہو گئی۔ اور نبی صادق کو انہوں نے ایذا پہنچائی۔ ان کے دشمن ہو گئے اور قتل کرنے کے منصوبے بنانے لگے۔ ہم وطن میں رہ کر مدافعت نہ کر سکتے تھے۔ اس لیے جانیں بچا کر دین کی خاطر آپ کے پاس پناہ لینے آئے ہیں۔

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی یہ مختصر تقریر سننے کے بعد نجاشی نے کہا ''اگر واقعی یہ حالات ہیں تو ان کا ظہور اس مرکز نور سے ہوا ہے جس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا ظہور ہوا تھا''۔

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے مزید فرمایا رہا تعظیم کرنے کا سوال تو اس کے بارے میں رسول اللہ نے ہمیں تعلیم کیا ہے کہ اہل جنت کی تحیت یعنی تعظیم السلام ہے۔ نیز سیدنا حضرت عیسیٰ کے بارے میں جناب نے ہمارے خیالات دریافت فرمائے ہیں تو اس بارے میں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ وہ اللہ کے بندے اس کے رسول اور اس کا وہ کلمہ ہیں جو حضرت مریم کی طرف القاء کیا گیا اور اس کی روح ہیں وہ پاک کنواری بتول کے فرزند ہیں۔

اس تقریر سننے کے بعد نجاشی نے اپنے ہاتھ کو اوپر اٹھایا اس میں ایک تنکا تھا اور کہا کہ تمہارے بیان میں اور حضرت عیسیٰ کی حقیقت میں اس تنکے کے برابر بھی فرق نہیں ہے۔ اس کے بعد حکم دیا کہ مشرکین عرب کے نمائندہ وفد کو ان کے تحفے واپس کر دو اور حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں سے کہا کہ آپ حضرات یہاں اطمینان سے رہیں اور ارا کین مملکت کو ان کے آرام و آسائش کی ہدایت کی اور دربار سے رخصت ہونے کی اجازت دی۔

مسلمانوں کا مقاطعہ اور بنو ہاشم کا شعب ابوطالب میں پناہ لینا:

بیہقی اور ابونعیم نے بطریق موسیٰ بن عقبہ زہری سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ مشرکین مکہ مسلمانوں کی ایذا رسانی میں پوری شدت برت رہے تھے اور یہ شدت اس وقت اور بھی زیادہ ہوگئی جب قریش کا وفد حبشہ سے ناکام لوٹا اور نجاشی نے مسلمانوں کو حبشہ میں امن و امان اور پورے احترام کے ساتھ رہنے کی اجازت دے دی۔

زہری کہتے ہیں کہ مشرکین مکہ نے جلسہ عام میں طے کیا کہ بنو ہاشم جب تک محمد ﷺ کو ہمارے سپرد نہ کر دیں اس وقت تک ان سے کوئی تعلق نہ رکھے نہ کوئی ان سے رشتہ کرے اور نہ میل جول رکھے نہ خرید و فروخت جائز رکھے اس قرارداد کو عہد نامہ کی شکل دے دی گئی اور کتابت کر کے کبار قریش کے دستخط ہونے کے بعد خانہ کعبہ کی دہلیز پر آویزاں کر دیا گیا۔

ابولہب کے سوا جو اس مرحلہ پر بنو ہاشم سے کٹ کر مخالفین سے مل گیا تھا۔ باقی تمام بنو ہاشم اور مسلمان ناچار و مجبور ہو کر پہاڑ کے ایک درہ میں جس کا نام ''شعب ابوطالب'' ہے چلے گئے اور دو برس چار ماہ اس قدر اذیتوں کو جھیلا اور جان سوز تکلیفوں کو برداشت کیا جن کو سن کر پتا پانی ہوتا ہے۔ کھانے کو جب کچھ نہیں ملتا تو درختوں کی پتیاں' چھال اور جانوروں کا خشک چمڑا ابال کر کھا لیتے۔

ان لوگوں میں عورتیں' مرد' بچے اور بوڑھے بیمار سب ہی شامل تھے۔ حضور اکرم ﷺ اس قدر شدید صبر آزما اور حوصلہ شکن حالات میں بھی شب و روز دعوت و تبلیغ اسلام میں مصروف رہتے۔

آخر ہشام بن عمرو اور زہیر بن ابوامیہ وغیرہ سرداران قریش کو بنو ہاشم کی حالت پر ترس آیا وہ خانہ کعبہ پہنچے اور ابوجہل کی مخالفت کے باوجود اس عہد نامہ کو چاک کر ڈالا۔ بنو ہاشم تین سال تک شعب ابوطالب میں رہنے کے بعد پھر اپنے اپنے گھروں کو لوٹ آئے۔

ابن سعد نے اپنی روایتوں میں تفصیل دیتے ہوئے یہ بھی لکھا ہے کہ عہد نامہ کی عبارت کرم خوردہ ہوگئی تھی اور عہد نامہ کے محرر منصور بن عکرمہ کا ہاتھ شل ہوگیا تھا۔

ابونعیم نے عثمان بن ابی سلیمان بن جبیر بن مطعم سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ اس مقاطعہ کا لکھنے والا منصور بن عکرمہ عبوری تھا۔ اس کا ہاتھ جب شل ہوگیا تو قریش اس کے ہاتھ کو دیکھ کر آپس میں کہا کرتے تھے کہ ہم نے یقیناً بنی ہاشم کے ساتھ ظلم کیا ہے دیکھو منصور بن عکرمہ کو کیا دکھ پہنچا ہے۔

ابن عساکر نے زبیر بن بکار سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ابوطالب نے ترک موالات کے سلسلے میں جو اشعار کہے ان میں سے ایک یہ ہے۔

الم یاتکم ان الصحیفته فرقت   وان کل مالم یرضه الله یفسد

واقعہ معراج اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ملاء اعلیٰ میں پہنچنا

اللہ تعالیٰ نے سورہ بنی اسرائیل میں ارشاد فرمایا

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُo

پاک ہے وہ خدا جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے گرد اگرد ہم نے برکت رکھی کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں بے شک وہ سنتا دیکھتا ہے۔

مسلم نے بہ طریق ثابت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا براق لایا گیا جو سفید گدھے سے اونچا اور خچر سے تھوڑا چھوٹا ایک چوپایہ تھا۔ میں اس پر سوار ہوا اور بیت المقدس آیا دو رکعت نماز پڑھی۔ میں مسجد اقصیٰ سے باہر آیا تو جبریل نے دو پیالے پیش کیے ایک شربت کا اور دوسرا دودھ کا میں نے دودھ کو پسند کیا۔ اس کے بعد ہم آسمان دنیا کی طرف پہنچے۔ جبریل علیہ السلام نے دستک دی کہا کون ہے؟ کہا جبریل۔ پوچھا ساتھ میں کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پوچھا کیا ان کی طرف کوئی بھیجا گیا ہے کہا ہاں ان کی طرف بھیجا گیا ہے؟ تو ہمارے لیے دروازہ کھل گیا وہاں نے حضرت آدم علیہ السلام کو دیکھا انہوں نے مجھے مرحبا کہا اور دعائے خیر دی۔

اس کے بعد ہم دوسرے آسمان پر پہنچے اور یہاں پر بھی آسمان اول کی طرح حضرت جبریل سے سوال و جواب ہوئے پھر دروازہ کھل گیا وہاں میں نے دو خالہ زاد بھائیوں حضرت عیسیٰ اور یحییٰ علیہ السلام کو دیکھا۔ انہوں نے مجھے مرحبا کہا اور دعائے خیر دی۔

اس کے بعد ہم تیسرے آسمان پر پہنچے اور یہاں پر حضرت جبریل علیہ السلام سے سوال و جواب کے بعد دروازہ کھل گیا۔ وہاں میں نے یوسف علیہ السلام کو دیکھا۔ انہوں نے مرحبا کہا اور دعائے خیر دی۔

اس کے بعد ہم چوتھے آسمان پر پہنچے اور یہاں پر بھی حضرت جبریل علیہ السلام سے سوال و جواب کے بعد دروازہ کھل گیا۔ میں نے وہاں حضرت ادریس علیہ السلام کو دیکھا انہوں نے مرحبا کہا اور دعائے خیر دی۔

اس کے بعد ہم پانچویں آسمان پر پہنچے اور یہاں پر بھی حضرت جبریل علیہ السلام سے سوال و جواب کے بعد دروازہ کھل گیا۔ میں نے وہاں حضرت ہارون علیہ السلام کو دیکھا۔ انہوں نے مرحبا کہا اور مجھ کو دعائے خیر دی۔

اس کے بعد ہم چھٹے آسمان پر پہنچے اور یہاں بھی حضرت جبریل علیہ السلام سے سوال و جواب کے بعد دروازہ کھل گیا۔ میں نے وہاں حضرت موسیٰ کو دیکھا انہوں نے مرحبا کہا اور پھر مجھ کو دعائے خیر دی۔

اس کے بعد ہم ساتویں آسمان پر پہنچے یہاں بھی حضرت جبریل علیہ السلام سے سوال و جواب کے بعد دروازہ کھل گیا۔ وہاں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیت المعمور سے اپنی پشت لگائے بیٹھا دیکھا۔ پھر مجھے سدرۃ المنتہیٰ لے گئے اور مجھ پر اور میری امت پر ایک رات اور دن میں پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔ پھر میں چھٹے آسمان پر اترا اور دوبارہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملا۔ انہوں نے نمازوں کی فرضیت کے بارے میں پوچھا میں نے کہا کہ پچاس نمازیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اپنے رب کے حضور

واپس جایئے اور نماز میں کمی کے لیے عرض کیجئے کیونکہ آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھتی تو میں حضور خداوندی میں واپس گیا اور تخفیف نماز کے لیے عرض کی اور بارگاہ کریمی سے پانچ نمازیں کم ہوگئیں۔ میں نے حضرت موسیٰ کو جاکر بتایا انہوں نے کہا کہ لوگوں کو برداشت کم ہے۔ رب کے حضور جایئے اور مزید کمی کے لیے درخواست کیجئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ میں اسی طرح اپنے رب کے حضور اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے درمیان آتا جاتا رہا یہاں تک کہ رب العٰلمین نے فرمایا:

اے محمد! ہر دن کے لیے پانچ نمازیں ہیں اور ہر ماز دس نمازوں کے قائم مقام ہے۔ پھر میں حضرت موسیٰ کے پاس گیا اور ان کو بتایا تو انہوں نے بتایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پھر واپس جایئے۔ اور کمی کے لیے درخواست کیجئے۔ میں نے کہا اب تو کمی کے لیے درخواست کرتے ہوئے مجھے حیا آتی ہے۔

ابن ابی حاتم نے ایک دوسری سند کے ساتھ روایت معراج کو بیان کیا ہے جس میں تقریباً متذکرہ بالا روایت کے مطابق بیان کرنے کے بعد آخر میں اس قدر مزید ہے کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نیچے تشریف لائے تو جبریل علیہ السلام سے پوچھا کہ آسمانوں پر میری ملاقات جس سے ہوئی اس نے تبسم اور شگفتگی کے ساتھ مرحبا اور خوش آمدید کہا بجز ایک فرشتہ کے کہ تبسم اور شگفتگی کے آثار اس کے چہرے پر نہ تھے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے جواب دیا کہ وہ داروغہ جہنم ہے وہ کبھی شگفتہ نہیں ہوتا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صبح کو معراج کے واقعات کا ذکر کیا۔ ان واقعات کو سن کر مشرکین مکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آنے اور ازراہ استہزا کہنے لگے ابوبکر رضی اللہ عنہ تمہیں اپنے آقا اور سردار کے بارے میں کچھ خبر ہے؟ وہ کہنے لگے ہیں کہ آج رات کے ایک حصہ میں وہ ایک ماہ کی مسافت تک گئے اور پھر اپنے مقام پر لوٹ آئے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اگر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے تو پھر اس میں کوئی شک وشبہ نہیں اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان سے بعید نہیں۔

پھر مشرکوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اس کی نشانی کیا ہے؟

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں قریش کے ایک قافلے پر گزرا جو فلاں مقام پر تھا ان کے اونٹ ہم سے بدکے اور چکر لگانے لگے۔ ان میں ایک اونٹ ایسا تھا جس پر دو چادریں تھیں ایک چادر سیاہ اور ایک چادر سفید وہ گر گیا اور اس کی ٹانگیں ٹوٹ گئیں۔

جب وہ قافلہ آیا تو لوگوں نے اہل قافلہ سے وہیں باتیں دریافت کیں جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمائی تھیں اور اس طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی تصدیق ہوگئی۔ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا لقب صدیق رکھا گیا۔ لوگوں نے پوچھا جن لوگوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاقاتیں کی ہیں کیا ان میں حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہاں پوچھا کہ ان کی صفت بیان فرمایئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا رنگ گندمی تھا جیسے ازدعمان کے یمنی باشندوں کا رنگ ہے اور حضرت عیسیٰ میانہ قد لانبے بالوں والے اور رنگ سرخی مائل تھا گویا کہ ان کی داڑھی سے موتی جھڑتے تھے۔

امام احمد ابوداؤد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شب معراج کے مشاہدات میں ایسے لوگوں کو بھی دیکھا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ ان سے اپنے منہ اور سینے کو چھیل رہے تھے۔ میں نے حضرت جبریل سے پوچھا تو

انہوں نے بتایا یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا تجسس اور ان کے درپے ہو کر بے آبروئی کرتے تھے۔

ابن مردودیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معراج کے مشاہدات میں سے ایک یہ ہے کہ میں نے دیکھا کہ کچھ لوگوں کے ہونٹوں کو آگ کی قینچیوں سے کاٹا جا رہا تھا اور کٹے ہوئے ہونٹوں کی جگہ دوسرے ہونٹ پیدا ہو جاتے۔ میں نے دریافت کیا یہ کون لوگ ہیں تو مجھے بتایا گیا کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے خطیب ہیں جو دوسروں کو تو تبلیغ کرتے ہیں مگر خود عمل نہیں کرتے جن کی پرائیویٹ اور نجی زندگی اور اس کے معاملات ان کی پبلک زندگی اور عوامی رویہ سے متضاد ہوتی ہے جو بد اخلاقیوں کو چھپاتے اور تقوے اور خوش اخلاقی کا مصنوعی رنگ چڑھا کر دکھاتے ہیں۔

ترمذی نے اور حاکم نے اسے روایت کر کے صحیح کہا اور ابو نعیم و ابن مردودیہ اور بزار نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب وہ رات آئی جس میں مجھے معراج ہوئی تو جبریل امین بیت المقدس کے صخرہ کے پاس آئے اور انہوں نے اپنی رسی صخرہ میں داخل کی جس سے اس میں سوراخ ہو گیا اور اس سوراخ سے حضرت جبریل نے میرے براق کو باندھ دیا۔

ابن ماجہ اور حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں اور ابن ابی حاتم اور ابن مردودیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا میں نے معراج کے مشاہدات میں دروازہ جنت پر لکھا دیکھا کہ صدقہ کی جزا اصل سے دس گنا ہے اور قرض دینے والے کو رقم قرضہ سے اٹھارہ گنا زیادہ ثواب ملے گا۔ میں نے حضرت جبریل علیہ السلام سے پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ قرض صدقہ سے افضل ہے۔ انہوں نے فرمایا اس لیے کہ سائل سوال کرتا ہے اور اس پاس مال موجود ہوتا ہے اور قرض کا طالب اسی وقت قرض مانگتا ہے جب اسے سخت ضرورت لاحق ہوتی ہے۔

حدیث اسراء بیان کردہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ:

ابن مردودیہ نے بہ طریق عبید بن عمیر حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس رات مجھے معراج ہوئی تو میں نے جنت کو دور بیٹھا سے دیکھا میں نے کہا کہ اے جبریل علیہ السلام لوگ مجھ سے جنت کے بارے میں پوچھیں گے جبریل علیہ السلام نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوال کرنے والوں کو بتا دیں کہ جنت کی سطح ہموار اور وسیع ہے اور اس کی مٹی مشک ہے۔

ابن مردودیہ نے بہ طریقہ قتادہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے شب معراج میں پاکیزہ ترین خوشبو پا کر حضرت جبریل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ یہ کیسی خوشبو ہے؟ انہوں نے فرمایا یہ ایک کنگھی کرنے والی کی اور نیز اس کے شوہر اور بیٹی کی خوشبو ہے۔ جس کا پس منظر یہ ہے کہ عورت ایک روز فرعون کی بیٹی کے کنگھی کرنے بیٹھی تو اس کے ہاتھ سے کنگھی گر پڑی اس نے اس کو اٹھاتے ہوئے کہہ دیا کہ فرعون ہلاک ہو جائے۔ بیٹی نے اس کی شکایت اپنے باپ فرعون سے کر دی۔ جس پر اس نے مشاطہ کو قتل کرا دیا تھا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث بیت المقدس کے سلسلے میں:

شیخین نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مجھے بیت المقدس کی سیر کرائی

گئی اور مشرکین کو معلوم ہوا تو وہ اعتراض کرنے اور مضحکہ اڑانے کے خیال سے آئے اور مجھ سے بیت المقدس کی نشانیاں دریافت کرنے لگے میں اس وقت حجر اسود کے پاس کھڑا ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے بیت المقدس کو میرے روبرو کر دیا اور میں اس کو دیکھ دیکھ کر مشرکین مکہ کے سوالات کے جوابات جزئیات اور تفصیلات کے ساتھ دیتا رہا۔

ابن مردویہ اور طبرانی نے اوسط میں بہ سند صحیح حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شب معراج میں جب میں ملاء اعلیٰ پہنچا تو حضرت جبریل علیہ السلام کی خشیت الٰہی سے ایسی حالت ہو گئی کہ ان میں کوئی حس و حرکت ہی نہیں ہے۔

حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کی حدیث دربارہ اسراء و سیر جنت و دوزخ:

امام احمد' ابن ابی شیبہ' ترمذی' حاکم' نسائی' ابن جریر ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم براق پر ہی سوار رہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے آسمانوں کے دروازے کھلے پھر آپ نے جنت و دوزخ اور عالم بالا کے مذکورہ قرآن تمام حقائق کو دیکھا پھر واپس تشریف لائے ابن مردویہ کے الفاظ یہ ہیں۔

آپ کو آسمانوں کی (مابعد الطبیعی) تمام اشیاء اور مقامات اور زمین کی تمام (طبیعی مادی) اشیاء اور مقامات کی سیر کرائی گئی۔

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی حدیث و بارہ انجام سود خواری:

ابن مردویہ نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شب معراج سماوی مشاہدات کے سلسلے میں ایک شخص کو آتش سیال کی نہر میں غوطے لگاتے اور پھر نکلتے دیکھا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے جو اس دردناک عذاب میں مبتلا ہے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے جواب دیا یہ سودی کاروبار کرنے والا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی عرش پر تحریر تھا:

ابن عساکر نے حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب اسراء میں نے سموات علی میں تسبیح کی آواز سنی تو میرا دل دھڑکنے لگا۔ جبریل علیہ السلام نے اس وقت مجھ سے کہا کہ اے اللہ کے رسول خوف نہ کھایئے بلاشبہ آپ کا نام عرش پر لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ لکھا ہوا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے براق کے بارے میں پوچھا گیا کہ وہ کیا شے تھی اور کس نوع کی سواری تھی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ وہ مثل چوپایے کے تھا طویل القامت اور سفید رنگ اور اس کے قدموں کے درمیان حد نظر تک فاصلہ تھا۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کی روایت صخرہ کے شق ہونے میں:

ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اور حاکم نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے اور ابونعیم اور ابن مردویہ اور بزار نے بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس رات جب مجھے معراج ہوئی جبرئیل علیہ السلام اس صخرہ کے پاس آئے جو بیت المقدس میں ہے۔ اور اپنی انگلی اس صخرہ پر رکھی اور اس کو شق کر دیا اور پھر اس سے براق کو باندھا۔

حضرت صہیب بن سنان کی حدیث قدح شیر کے اختیار کرنے کے سلسلہ میں:

طبرانی وابن مردویہ نے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جس رات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی تو آپ کے سامنے پانی' شراب اور دودھ کے پیالے پیش کیے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے دودھ کا پیالہ لے لیا۔ جبریل علیہ السلام نے عرض کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے راہ راست اختیار فرمائی اور طریقہ فطرت کو پسند فرمایا۔ دودھ ہر جاندار کی اعلیٰ اور بہترین غذا ہے اس میں پانی اور غذا دونوں کا امتزاج ہے۔ یہ گرسنگی اور تشنگی دونوں کا مداوا ہے اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم شراب قبول کر لیتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے بھٹک جانے کا احتمال تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے ہوتے اور حضرت جبریل علیہ السلام نے اس صحرا کی طرف اشارہ کیا جس میں جہنم تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرف نظر کی تو وہ بھڑکتی ہوئی آگ تھی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث دربارہ اذان بلال رضی اللہ عنہ:

امام احمد وابونعیم اور ابن مردویہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جس رات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنت میں داخل ہوئے تو ایک گوشے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دھیمی سے آواز سنی دریافت کیا

اے محترم جبریل علیہ السلام یہ کیسی آواز ہے؟ حضرت جبریل علیہ السلام نے جواب دیا یہ آپ کے مؤذن حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی آواز کی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب واپس تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بلاشبہ بلال رضی اللہ عنہ نے فلاح پائی میں نے ان کی مقام اعلیٰ میں اذان سنی ہے۔

پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملے اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مرحبا کہا یعنی مَرْحَبًا یَا نَبِیَّ الْاُمِّیِّ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا حضرت موسیٰ علیہ السلام گندمی رنگ' طویل القامت اور کانوں تک یا اس سے کچھ اونچے لٹکے ہوئے بالوں والوں شخص تھے۔ میں نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون ہیں انہوں نے بتایا یہ حضرت موسیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔

پھر اور آگے بڑھے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ایک جلیل القدر صاحب عظمت وسطوت شخص نے ملاقات کی اور مرحبا کہا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے سلام وکلام فرمایا اور انہوں نے سلام کا جواب دیا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت جبریل علیہ السلام سے دریافت کیا

یہ کون صاحب ہیں؟

حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جد اعلیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ پھر میں نے جہنم کا معائنہ کیا اور وہاں لوگوں کو مردار کھاتے دیکھا میں نے پوچھا اے جبریل علیہ السلام یہ کون لوگ ہیں۔ انہوں نے بتایا یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے ہیں یعنی غیبت کرتے ہیں۔

پھر میں نے ایک سرخ رنگ کا آدمی دیکھا جس کی آنکھیں وحشت ناک گہری نیلی تھیں۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی کونچیں کاٹنے والا آدمی ہے۔ اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد اقصیٰ پہنچے اور

نماز کا ارادہ فرمایا تو تمام انبیاء کرام علیہم السلام کا اجتماع ہوا اور ان سب حضرات نے آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی اور جب واپسی کا ارادہ فرمایا تو آپ ﷺ کے داہنے اور بائیں جانب سے دو پیالے پیش ہوئے ایک دودھ کا دوسرا شہد کا آپ ﷺ نے دودھ کا پیالہ لے لیا اور اسے پی لیا تو پیالہ لے کر آنے والے شخص نے کہا کہ اے اللہ کے آخری رسول ﷺ آپ ﷺ نے خطرہ کو پالیا۔

امام احمد' ابویعلٰے' ابونعیم اور ابن مردویہ نے بہ طریق عکرمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا جس رات میں رسول اللہ ﷺ کو بیت المقدس لے جایا گیا اور پھر بہ فضل و رحمت باری اسی وقت رات میں واپس آئے اور لوگوں سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے سفر اور بیت المقدس کی نشانیاں اور زیر سفر قافلوں کے حالات بیان کیے[۱]۔ جس کے بارے میں کچھ لوگوں نے کہا کہ جو کچھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان فرما رہے ہیں ہم اس پر کسی طرح یقین نہیں کر سکتے وہ لوگ اسی بنا پر مرتد و کافر ہو گئے۔

کچھ عرصہ کے بعد ایسے تمام لوگوں کی (جو اپنے زعم میں مسلمانوں کا قلع قمع کرنے آئے تھے اور بڑا اہتمام کر کے اور بہت انتظام لے کر چلے تھے بے سروسامان' مختصر اور غریب الدیار دین الٰہی کے فوج داروں اور علمبرداروں نے ان سب حقائق معراج کے منکروں کی گردنیں اللہ کے دین کے دشمن ابوجہل کے ساتھ کاٹ دیں۔

ابوجہل نے کہا تھا کہ محمد (ﷺ) ہمیں درخت زقوم کی خوراک کا ڈراوا دیتے ہیں لوگو تم کھجور اور مکھن خوب کھاؤ۔

اور دجال کو اس کی اصل صورت میں حضور علیہ السلام کو دکھایا گیا اور آپ ﷺ نے رویت عینی سے دیکھا موسیٰ اور سیدنا ابراہیم علیہما السلام سے ملاقاتیں کیں۔

ایک شخص نے حضور علیہ السلام سے دجال کے بارے میں پوچھا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں نے اسے عظیم الجثہ اور واضح و ظاہری خباثت کے ساتھ دیکھا۔ اس کی ایک آنکھ صحیح حالت میں تھی۔ گویا وہ چمکتا ستارہ ہے۔ اور میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گورا' گھنگریالے بال والا اور تیز نظر دیکھا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو گندمی رنگ' سیاہ بال اور قوی خلقت دیکھا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام شکل و شمائل میں مجھ سے زیادہ قریب تھے۔ اتنے مماثل کہ گویا میں خود اپنا عکس دیکھ رہا ہوں۔ جب وہ اور میں نزدیک ہوئے تو جبریل علیہ السلام نے کہا کہ اپنے جد اعلیٰ کو سلام کیجئے تو میں نے ان کی خدمت میں سلام پیش کیا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیہ کریمہ وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِىٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ[۲] کی تفسیر میں روایت کی کہ معراج کی رات میں امور غیبی کا مشاہدہ رسول اللہ ﷺ نے چشم ظاہری سے کیا تھا۔

شیخین نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان کیا کہ جس رات مجھے معراج کرائی گئی میں نے حضرت موسیٰ بن عمران کو طویل القامت اور گھنگریالے بالوں والا شخص دیکھا۔ گویا کہ وہ قبیلہ ازدشنوہ کے لوگوں میں سے ہیں اور میں نے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو میانہ قد' سرخی مائل سفید رنگ اور سر کے بال لٹکے ہوئے دیکھا۔ اور میں نے داروغہ جہنم اور

۱۔ عکرمہ کے طریق سے ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کو رات میں بیت القدس کی سیر کروائی گئی اور آپ اسی رات میں واپس آ گئے اور لوگوں سے آپ نے اس بارے میں فرمایا اور بیت المقدس کی نشانیاں اور وہاں کے قافلے کے بارے میں بیان فرمایا تو انہوں نے تصدیق نہیں کی اور وہ مرتد کے کافر ہو گئے۔

۲۔ اور ہم نے جو کچھ آپ کو دکھلایا تھا (اور جس درخت کی قرآن میں مذمت کی گئی ہے)

دجال کو دیکھا اور ان سب کا دیکھنا ان نشانیوں میں سے ہے جن کو رحمت پروردگار نے دکھایا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا فلا تکن فی مریتہ من لقائہ

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر اس طرح کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یقیناً دیکھا ہے اور ملاقات کی ہے۔

امام احمد' نسائی' بزار' طبرانی' بیہقی اور ابن مردویہ نے بہ سند صحیح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب مجھے معراج کرائی گئی تو میں ساوی سفر میں ایک لطیف خوشبو پر سے گزرا میں نے دریافت کیا کہ یہ خوشبو کیسی ہے تو مجھے بتایا گیا کہ یہ دختر فرعون کی مشاطہ کی خوشبو ہے۔ اور واقعہ اس خاتون نیک نہاد کا یہ ہے کہ ایک روز دختر فرعون کے بالوں میں کنگھی کرنے کے دوران اس کے ہاتھ سے وہ کنگھی گر گئی اور مشاطہ نے بسم اللہ پڑھ کر اس کو اٹھایا۔ دختر نے پوچھا کیا میرے باپ کا نام اللہ ہے؟ مشاطہ نے جواب دیا میرا اللہ سارے جہان کا میرا اور تیز نیز وہ تیرے باپ کا بھی رب ہے؟

لڑکی نے حیرت سے پوچھا کیا تمہارا رب میرے باپ کے سوا کوئی اور ہے۔

مشاطہ نے جواب دیا: ''ہاں میرے رب کے سوا کوئی رب نہیں''۔

یہ خبر دختر فرعون نے اپنے باپ کو کر دی۔

پس فرعون نے اس کو طلب کیا اور پوچھا اے معمر اور وفادار مشاطہ کیا تم میرے علاوہ کسی اور کو رب سمجھتی ہو؟

پرستار توحید مشاطہ نے جواب دیا میرا رب اور تیرا بھی نیز ساری کائنات کا تو وہی ایک رب ہے جو رب السموات الارض ہے۔

مشاطہ کے اس جواب کے بعد فرعون نے ایک کھوکھلے مجسمے کو جو تانبے سے بنایا گیا تھا آگ پر تپانے اور سرخ کر دینے کا حکم دیا۔ جب وہ تپ کر مثل شعلہ ہو گیا تو اس نے حکم دیا کہ اس مجسمہ کے اندر مشاطہ اور اس کی اولاد کو ڈال دیا جائے تو انہوں نے ایک ایک کر کے اس کی اولاد کو ڈالا حتی کہ شیر خوار بچے کو اس میں ڈالا تو اس نے کہا کہ اے اماں تم اس میں آ جاؤ پیچھے نہ ہٹنا کیونکہ تم حق پر ہو۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا چار بچوں نے شیر خوارگی میں کلام کیا ایک تو یہی بچہ' دوسرا بچہ وہ جس نے حضرت یوسف علیہ السلام کی پاک دامنی کی گواہی دی۔ تیسرا بچہ جریج کا تھا اور چوتھا شیر خوار حضرت عیسیٰ ابن مریم (علیہما السلام) ہیں۔

امام احمد' ابن ابی شیبہ' نسائی' بزار' طبرانی اور ابونعیم نے بہ سند صحیح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس رات میں مجھے لے جایا گیا اور مکہ مکرمہ میں صبح کو میں ایک گوشے میں بیٹھ کر فکر مند ہو رہا تھا کہ رات کے واقعہ معراج کو سن کر لوگ مجھے جھٹلائیں گے کہ اسی دوران دشمن خدا ابوجہل آیا اور میرے قریب بیٹھ کر اس نے استہزا کے طور پر کہا کہ کیا کوئی نئی خبر یا تازہ بات ہے؟ میں نے جواب دیا ہاں اس نے پوچھا ہم سے بھی ارشاد ہو میں نے کہا کہ رات مجھ کو لے جایا گیا''۔ اس نے پوچھا کہاں تک میں نے بتایا ''بیت المقدس' تک'' اس نے کہا ''کیا اس سفر کے بعد صبح کو ہمارے شہر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں۔ میں نے کہا ''ہاں''۔

کج فہم اور بد باطن ابوجہل نے سوچا کہ اسی وقت تردید کرنا اور جھٹلانا مناسب نہیں مبادا ایسا نہ ہو کہ قوم کے سامنے محمد ﷺ ان باتوں سے انکار کر بیٹھیں کچھ دیر وہ اسی انداز پر سوچتا رہا۔ پھر اس نے کہا:

محمد ﷺ آپ کی کیا رائے ہے اگر میں قبیلے کے لوگوں کو بلاؤں تو کیا آپ ﷺ ان کے سامنے وہی باتیں فرمائیں گے جو مجھ سے بیان کی ہیں۔

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کیوں نہیں حقائق تو ہر ماحول اور ہر صورت میں جوں کے توں رہتے ہیں اور حق وسچائی کو مصلحتوں کی بنا پر چھپانا درست نہیں۔

یہ سن کر دشمن رسول کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا کیونکہ اس نے سوچا کہ نعوذ باللہ اب وہ وقت آ گیا ہے کہ ان کی سخن سازی اور دروغ بافی کا بھانڈا پھوٹ جائے گا پس اس نے پکارا

اے بنی کعب آؤ! آؤ!!

ابوجہل کی یہ آواز سن کر لوگ ادھر ادھر سے دوڑ دوڑ کر جمع ہونے لگے اور پھر سب اکٹھے ہو کر ابوجہل اور میرے پاس آ کر بیٹھ گئے۔ اس وقت ابوجہل نے مجھ سے کہا

اے ابن عبداللہ (ﷺ) آپ رات کی وہی باتیں جو مجھ سے بیان کر چکے ہیں اس وقت اپنی قوم کو سنائیے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا مجھے رات بیت المقدس تک لے جایا گیا۔ لوگوں نے پوچھا دراں حالیکہ صبح کو آپ ﷺ یہیں تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں مجھے جلد ہی لوٹا دیا گیا تھا۔

راوی کا بیان ہے کہ اس پر کچھ لوگوں نے ہاتھ پر ہاتھ مارے اور کچھ لوگ اپنے سر پر ہاتھ رکھے تعجب کرنے لگے۔ اجتماع میں سے کوئی بولا کیا آپ ﷺ مسجد اقصیٰ کی پہچان بتا سکتے ہیں؟ ان لوگوں میں چند افراد ایسے بھی تھے جنہوں نے بیت المقدس کو دیکھا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں بیت المقدس کے بارے میں سوالات کے جوابات دیتا رہا۔ یہاں تک کہ بعض جوابات کے سلسلے میں مجھے شبہ ہوا تو فوراً مسجد اقصیٰ کو میرے روبرو کر دیا گیا اور میں دیکھ دیکھ کر سوالات کے جوابات پورے اعتماد کے ساتھ دیتا رہا آخر میں لوگوں نے کہا کہ جہاں تک نشانیوں کا معاملہ ہے خدا کی قسم آپ ﷺ نے بالکل صحیح صحیح بیان فرمایا۔

ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شب معراج میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے ارشاد فرمایا اے محمد ﷺ آپ اپنی امت کو بتا دیجئے کہ جنت ہموار و وسیع جگہ ہے اور پھول بوٹے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ہیں۔ ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ شب اسراء میں تمام انبیاء علیہم السلام کے پاس سے گزرے ان میں سے ہر ایک کے ساتھ گروہ اور جماعتیں تھیں۔ مگر چند انبیاء ایسے بھی تھے جن کے ساتھ کوئی بھی نہ تھا۔ پھر حضور اکرم ﷺ ایک بہت بڑی جماعت کے پاس سے گزرے پوچھا یہ کون لوگ ہیں بتایا گیا کہ یہ حضرت موسیٰ اور ان کی قوم ہے۔ لیکن اے نبی ﷺ آپ سر اٹھائیے میں نے سر اٹھایا تو بہت بڑی جماعت

دیکھی جس نے افق کے ایک سرے سے دوسرے سرے کو گھیر رکھا تھا مجھے بتایا گیا کہ یہ آپ ﷺ کی امت ہے اور ان کے سوا آپ ﷺ کی امت میں ستر ہزار افراد ایسے ہیں جو بغیر حساب جنت میں جائیں گے۔

طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر گزرے تو وہ اپنی میں مصروف نماز تھے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ پر پچاس نمازیں فرض کیں تھیں پھر آپ ﷺ کی تخفیف کی درخواست پر ان کو صرف پانچ کر دیا گیا۔

طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جب مجھے معراج ہوئی تو مجھے سدرۃ المنتہیٰ تک لے جایا گیا تو میں نے دیکھا کہ اس کا پھل یعنی بیر بہت ہی بڑا پہاڑ کی چوٹی کے برابر تھا۔

امام احمد نے بہ سند صحیح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا۔

طبرانی نے اوسط میں بہ سند حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے پروردگار کو دو مرتبہ دیکھا ہے۔ ایک مرتبہ چشم ظاہری سے اور ایک مرتبہ چشم قلب سے۔ طبرانی نے ایک دوسری حدیث بھی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس سلسلہ میں روایت کی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رب کو اپنی چشم سے دیکھا۔ عکرمہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی نظر اپنے رب کی طرف ڈالی انہوں نے جواب دیا ہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی نظر سے اپنے رب کو دیکھا۔ اللہ تعالیٰ نے کلام کو حضرت موسیٰ کے لیے خلت کو حضرت ابراہیم کے لیے اور دید کو محمد ﷺ کے لیے مخصوص فرمایا۔

بیہقی نے ''کتاب الرویۃ'' میں ان الفاظ سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلت کے ساتھ اور حضرت موسیٰ کو کلام کے ساتھ اور محمد ﷺ کو رویت کے ساتھ برگزیدہ فرمایا اور بیہقی نے ان لفظوں سے روایت کی کہ کیا تم اس بات پر تعجب کرتے ہو کہ حضرت ابراہیم کے لیے خلت[1] حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے کلام اور محمد ﷺ کے لیے رویت ہے۔

مسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ آیہ کریمہ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى[2] یعنی دل نے نہ جھٹلایا جو آنکھ نے دیکھا۔ انہوں نے اسے دوبارہ دیکھا کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا آپ ﷺ نے اپنے رب کو دل کی آنکھ ﷺ (قلب بصیرت) سے دو مرتبہ دیکھا۔

ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا شب اسراء میں اللہ تعالیٰ نے مجھے یاجوج و ماجوج کی طرف بھیجا۔ میں نے ان کو دین اسلام اور اللہ کی بندگی کی دعوت دی۔ مگر انہوں نے انکار کیا۔ پس وہ سب اور ان کے ساتھ نافرمان بنی آدم اور ابلیس اور اس کی ذریات سب جہنم میں جائیں گے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث در بارہ اذان:

طبرانی نے اوسط میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ کو جب شب معراج آسمان پر لے جایا گیا تو آپ

1۔ اسی لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل اللہ کہتے ہیں۔ 2۔ سورہ والنجم۔

ﷺ کی طرف اذان وحی کی گئی جب آپ ﷺ واپس آئے تو جبریل نے اذان پڑھنے کا طریقہ آپ ﷺ کو سکھایا۔

ابوداؤد اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ شب معراج میں پچاس نمازیں اور سات مرتبہ رفع جنابت کے لیے پانی بہانا اور کپڑوں سے نجاست وغیرہ کو سات مرتبہ دھونا فرض کیا گیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ برابر کمی کے لیے استدعا کرتے رہی حتیٰ کہ نمازیں پانچ اور غسل جنابت ایک بار اور کپڑے پر سے نجاست کو ایک بار دھونا فرض کر دیا گیا۔

حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ کی حدیث درباره تاریخ معراج:

ابن مردویہ' عمرو بن شعیب کے جد امجد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ کو جس رات میں معراج ہوئی وہ ایک سال قبل ہجرت ربیع الاول کی سترھویں شب تھی۔

بیہقی نے ابن شہاب سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہجرت مدینہ سے ایک سال قبل رسول اللہ ﷺ کو بیت المقدس تک لے جایا گیا۔ اور بیہقی نے عروہ رحمۃ اللہ علیہ سے اسی روایت کی مانند روایت کیا ہے۔

بیہقی نے سدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کو ہجرت سے سولہ مہینہ پہلے معراج ہوئی۔

ترمذی اور ابن مردویہ نے بہ طریق عبدالرحمٰن حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت رسالت مآب ﷺ نے ارشاد فرمایا میں نے شب معراج میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات کی تو انہوں نے فرمایا۔

اے محمد ﷺ آپ ﷺ اپنی امت کو میری طرف سے سلام پہنچایئے اور ان کو بتایئے کہ جنت کی مٹی خوشبودار ہے اور آب شیریں وہ وسیع وہموار ہے اور اس کے بیل بوٹے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ط ہیں۔

مسلم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى کی تفسیر میں روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں نے حضرت جبریل علیہ السلام کو سدرۃ المنتہیٰ کے پاس دیکھا ان کے چھ سو بازو تھے اور ان کے پروں سے مختلف رنگ کے موتی اور یاقوت جھڑتے ہیں۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے آیہ کریمہ لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى کی تفسیر میں بیان کیا کہ حضور علیہ السلام نے سبز رفرف کو دیکھا کہ جس سے سارا افق پر ہو گیا۔

حدیث عبداللہ بن اسعد رضی اللہ عنہ زرارہ درباره القاب ثلثہ وقیام گاہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

بزار' ابن قانع اور ابن عدی نے حضرت عبداللہ بن اسعد رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شب اسراء میں مجھے اس قصر اعلیٰ تک پہنچایا گیا جس کی دیواریں گوہر آب دار کی' فرش زر خالص ہے اور وہ نور سے منور ہے۔ اور مجھ کو تین القاب عطا فرمائے گئے سید المرسلین' امام المتقین' قائد الغرا لمحجلین

بغوی اور ابن عساکر نے اس کو ان الفاظ میں روایت کیا کہ مجھ کو موتیوں کے ایک قفس کی سیر کرائی گئی اور اس کا فرش سونے کا

تھا۔

گزشتہ اوراق میں اذان کے بارے میں حضرت علی مرتضیٰ سے مروی حدیث معراج بیان کی جا چکی ہے۔

فرشتہ کو اذان کا حکم:

ابو نعیم نے بہ طریق محمد بن حنفیہ روایت کی کہ شب اسراء میں جب رسول اللہ ﷺ آسمان پر پہنچے تو آپ ﷺ نے توقف فرمایا اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ کو بھیجا اور آسمان پر وہ اس جگہ کھڑا ہوا جہاں اس سے پہلے کوئی کھڑا نہ ہوا تھا۔ اس کو حکم ملا اذان دو تو فرشتے نے کہا "اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ" اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے بندے نے سچ کہا میں ہی اللہ اکبر ہوں۔

پھر فرشتے نے کہا کہ "اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے بندے نے سچ کہا میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں۔

پھر فرشتے نے کہا کہ "اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ" اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے بندے نے سچ کہا میں نے ہی محمد کو رسول بنایا اور ان کو پسند کیا اور میں ہی ان کی حفاظت کروں گا۔

پھر فرشتے نے کہا "حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ" اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے بندے نے سچ کہا وہ میرے فریضے اور حق کی طرف بلاتا ہے تو جو کوئی اس کی طرف یکسو ہو کر آئے گا وہ اس کے ہر گناہ کا کفارہ ہوگا۔

پھر فرشتے نے کہا کہ "حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ" اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے بندے نے سچ کہا کہ میں نے ہی اس فریضہ کو قائم کیا اور اس پر وعدہ دیا اور اس کے لیے اوقات مقرر کیے۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ سے کہا گیا کہ آپ ﷺ آگے بڑھیے تو حضور علیہ السلام آگے بڑھے اور تمام اہل آسمان کھڑے ہوئے اس طرح آپ ﷺ کی بزرگی کو ساری مخلوقات پر قائم فرمایا۔

ابن مردویہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کو معراج کی رات اذان سکھائی گئی اور آپ ﷺ پر نماز کو فرض کیا گیا۔

ابن مردویہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شب معراج عالم سموات میں فرشتوں کے جس گروہ پر میں گزرا اس نے مجھ سے یہی کہا کہ آپ ﷺ اپنی امت کو پچھنے لگوانے کا حکم فرمائیں۔ (امام احمد اور حاکم نے صحیح بتا کر اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی کے مثل روایت کی ہے)

حدیث حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ در بارہ اقامت صلوٰۃ اندرون بیت المقدس:

امام احمد نے عبید بن آدم سے روایت کی کہ امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب جابیہ میں تھے۔ وہاں بیت المقدس کی فتح کا ذکر ہوا تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ آپ ﷺ وہاں کس جگہ پر نماز پڑھنا پسند کریں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا صخرہ کے پیچھے۔ کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس جگہ نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مگر میں وہاں نماز پڑھوں گا۔ جہاں رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی

تھی۔ پھر (جب وہ وہاں سے بیت المقدس پہنچے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ رو بہ قبلہ ہوئے اور نماز پڑھی۔

ابن مردویہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ شب اسراء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مالک کو دیکھا تو وہ ترش رو تھا اور اس کے چہرے سے غیظ وغضب پہچانا جاتا تھا۔

ابن مردویہ نے حضرت عمر بن الخطاب سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شب معراج میں نے مقدم مسجد میں نماز پڑھی۔ اس کے بعد میں صخرہ کے پاس آیا وہاں پر ایک فرشتہ کو کھڑا دیکھا اور اس کے پاس تین پیالے تھے جو اس نے مجھے پیش کیے۔ میں نے ان میں سے شہد کا پیالہ لیا اور اس میں سے کچھ نوش کیا۔ پھر نے دوسرے پیالے کو لیا اور میں نے اس میں سے پیا جتنا میں پی سکتا تھا اور یہ دودھ تھا پھر فرشتے نے کہا کہ اس تیسرے میں سے لیجئے میں نے جواب دیا کہ میں شکم سیر ہو گیا ہوں اور یہ شراب کا پیالہ تھا اس کے بعد فرشتہ نے کہا کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس جام شراب میں سے پی لیتے تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت دین فطرۃ پر کبھی مجتمع نہ ہوتی۔

پھر مجھے آسمانوں پر لے جایا گیا اور وہاں مجھ پر نمازیں فرض کی گئیں بعد ازاں میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس لوٹا دیا گیا اور انہوں نے کروٹ بھی نہ بدلی تھی۔

قتادہ نے کہا کہ ہم سے حسن نے' ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اور ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث بیان کی کہ حضور نے بیت المعمور کو دیکھا کہ وہاں روزانہ ستر ہزار ایسے فرشتے آتے ہیں کہ پھر دوبارہ ان کی باری نہیں آتی۔ پھر قتادہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کی طرف رجوع کیا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا پھر تین پیالے شراب دودھ اور شہد کے سامنے آئے تو میں نے دودھ لے لیا کہا یہی وہ فطرت ہے جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہے۔ اس کے بعد ہر روز کے لیے پچاس نمازیں فرض ہوئیں۔ پھر حضور علیہ السلام اترے یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچے تو انہوں نے دریافت فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا فرض کیا ہے فرمایا روزانہ کی پچاس نمازیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت اس کی طاقت نہیں رکھتی۔

اس کے بعد حدیث شریف میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مشورے سے ان میں تخفیف ہو کر پانچ نمازوں کی تعداد کا تعین مذکور ہے۔

حدیث حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ دربارہ قول حضرت ابراہیم علیہ السلام:

ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ معراج کے موقع پر جب حضرت ابراہیم کی ملاقات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی تو سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم امت کو ترغیب دیں۔ وہ جنت کے وسیع اور زرخیز ہموار میدانوں میں جہاں کی روئیدگی دوامی اور جہاں کی شادابی پر بہار ہے اور جہاں کی مٹی طیب لطیف اور پاکیزہ ہے نخلستان باغستان اور پر کیف بہاریں لگائیں۔

حضور سرورِ کائنات ﷺ نے پوچھا کہ لوگ جنت میں اس طرح کے گلستان کیسے لگائیں۔

تو انہوں نے جواب دیا کہ وہ کثرت کے ساتھ (اور معانی و مطالب کو ذہن میں رکھتے ہوئے) پڑھیں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ

حدیث حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ دربارہ معراج:

شیخین نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں مکہ میں تھا کہ میرے گھر کی چھت کھلی اور حضرت جبریل علیہ السلام اترے پھر انہوں نے میرا سینہ چاک کیا اور آب زم زم سے دھویا اور سونے کا ایک طشت جس میں ایمان وحکمت تھا لائے اور اس سے میرے سینے کو لبریز کر دیا۔ ازاں بعد کچھ سینے کو ملا مسلا اور میرا ہاتھ پکڑ کر آسمان کی جانب لے چلے۔

جب میں آسمان پر پہنچا تو حضرت جبریل علیہ السلام نے آسمان کے محافظ سے کہا کہ دروازہ کھولو اس نے کہا کون ہے؟ جواب دیا: جبریل۔ پوچھا: کیا تمہارے ساتھ کوئی ہے؟ کہا: ہاں! میرے ساتھ محمد ﷺ ہیں۔ پوچھا: کیا ان کی طرف بھیجا گیا ہے؟ کہا: ہاں۔

پھر جب دروازہ کھلا تو ہم آسمان دنیا پر پہنچے میں نے دیکھا کہ وہاں ایک شخص بیٹھا ہے اس کی داہنی جانب کثیر جماعتیں ہیں اور بائیں طرف بھی کثیر لوگ ہیں جب وہ داہنی جانب دیکھتا ہے تو ہنستا ہے اور جب بائیں طرف دیکھتا ہے تو روتا ہے۔ پھر اس نے کہا کہ ابن الصالح اور نبی صالح کو مرحبا۔

میں نے حضرت جبریل علیہ السلام سے کہا کہ یہ کون ہیں انہوں نے بتایا کہ یہ حضرت آدم ہیں۔ اور ان کی دونوں جانب ان اولادوں کی روحیں ہیں۔ داہنی جانب کی جماعتیں اہل جنت کی ہیں اور بائیں جانب کی اہل دوزخ کی۔ جب وہ داہنی جانب کے لوگوں کو دیکھتے ہیں تو تبسم فرماتے ہیں اور جب بائیں جانب کے لوگوں کو دیکھتے ہیں تو رونے لگتے ہیں۔

پھر وہ مجھے دوسرے آسمان پر لے گئے۔ اور اس کے محافظ سے کہا کہ دروازہ کھولو اور یہاں بھی حسب سابق سوال و جواب ہوئے اور اس نے دروازہ کھول دیا حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور علیہ السلام نے آسمانوں میں حضرت آدم علیہ السلام، ادریس علیہ السلام، موسیٰ، عیسیٰ اور ابراہیم علیہم السلام کو پایا اور ان کے مقامات اور درجات کی کیفیات بیان نہیں کی۔

امام زہری نے فرمایا مجھے ابن حزم نے بتایا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت ابوحبہ انصاری دونوں فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے اتنا اونچا لے جایا گیا کہ مجھ پر مستوی ظاہر ہوا اور اس کی جگہ میں نے قلموں کے سرسراہٹ کی آواز سنی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں۔ میں ان کو لے کر واپس ہوا یہاں تک کہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا تو انہوں نے پوچھا اللہ تعالیٰ نے تمہاری امت پر کیا فرض کیا ہے۔ میں نے بتایا کہ پچاس نمازیں تو حضرت موسیٰ نے فرمایا آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے حضور واپس جائیے اور کمی کے لیے درخواست کیجئے۔ کیونکہ آپ ﷺ کی امت اتنی نمازوں کی طاقت نہیں رکھتی چنانچہ میں بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوا تو حق تعالیٰ نے فرمایا یہ پانچ نمازیں ہیں جو پچاس نمازوں کے قائم مقام ہیں اور سمجھ لو کہ میرے حضور بات میں تبدیلی نہیں ہوتی۔ اس کے بعد میں پھر حضرت

موسیٰ کی طرف پہنچا تو انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ پھر اپنے رب کے حضور جایئے میں نے کہا کہ اب مجھے اپنے رب سے حیا آتی ہے۔

اس کے بعد مجھے ایک طویل ترین مسافت پر لے چلے یہاں تک کہ میں سدرۃ المنتہیٰ پہنچا میں نے اسے مختلف رنگوں سے ڈھانپا ہوا دیکھا میں نہیں جانتا وہ کیا ہیں بعد ازاں میں نے جنت کی سیر کی۔ وہاں موتیوں کے قبے دیکھے اور اس کی مٹی مشک کی تھی۔

مسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کیا آپ ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے نور دیکھا ہے جس جگہ بھی اسے دیکھا ہے۔

ابن مردویہ نے دوسری سند کے ساتھ ابونضرہ سے انہوں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شب معراج جب مجھے لے جایا گیا تو میں حضرت موسیٰ پر گزرا تو وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔

ابن مردویہ نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شب معراج میں میں نے سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا تو وہ تمہارے ہادی و قائد سے بہت زیادہ مشابہ تھے یعنی مجھ سے (ﷺ)۔

ابونعیم نے محمد بن کعب قرظی سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے جب حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو قیصر روم کی طرف بھیجا اور ایک مکتوب گرامی انہیں دیا اور وہ حمص میں قیصر سے ملے اور نامہ گرامی اس کو دیا۔ قیصر کے بھائی نے مکتوب گرامی میں لکھا پایا محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے قیصر صاحب روم کے نام تو وہ مشتعل ہو گیا اور قیصر سے کہنے لگا تم خط میں نہیں دیکھتے کہ اس نے تحریر کا آغاز اپنے نام سے کیا ہے۔ اور تمہارا نام قیصر صاحب روم لکھا ہے اور تم کو بادشاہ نہیں لکھا۔

قیصر نے معترض خط یعنی اپنے بھائی سے کہا کہ اے بھائی میں تجھے کم عقل بے وقوف نہیں سمجھتا تھا تیرا خیال ہے کہ خط کے مضمون سے آگاہی کے بغیر ہی اسے پھاڑ دوں۔ اپنی زندگی کی قسم اگر وہ اللہ کے رسول ہیں تو حقیقتاً وہ زیادہ حقدار ہیں کہ اس مکتوب میں وہ اپنا نام مقدم رکھیں۔ اگر انہوں نے مجھ کو "صاحب روم" کہہ کر خطاب کیا ہے تو یہ حقیقت سے زیادہ قریب ہے کیونکہ میں اہل روم کا صاحب ہی تو ہوں اور میں ان کا مالک تو نہیں ہوں۔ صورت حال یہ ہے اللہ تعالیٰ نے رومیوں کو میرے لیے مسخر کر دیا ہے اور اگر وہ چاہے تو کسی دوسرے کو بھی رومیوں پر مسلط کر دے۔ اس کے بعد قیصر نے خط کو سنا اور کہا:

اے رومیو میرا خیال ہے کہ یہ وہی شخص ہیں کہ جن کی بشارت حضرت عیسیٰ ابن مریم نے دی ہے اگر مجھے یقین ہو جائے کہ ایسا ہی ہے تو میں ان کی بارگاہ میں حاضر ہو کر خود میں ان کی خدمت بجالاؤں اور ان کے وضو کا پانی زمین پر نہ گرنے دوں۔

روم کے سرداروں نے جواب میں کہا کہ اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ وہ اعراب میں نبوت اور رسالت کا منصب رکھے۔ جوان پڑھ ہیں اور وہ ہمیں چھوڑ دے حالانکہ ہم اہل کتاب ہیں قیصر روم نے کہا کہ میرے نزدیک میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرنے والی ہدایت انجیل ہے۔ ہم اسے منگاتے ہیں اور اسے کھولتے ہیں اب اگر یہ وہی نبی ہیں جن کی خبر انجیل میں موجود ہے تو ہم ان کی اتباع کریں گے ورنہ اس پر دوبارہ مہریں لگا دیں گے۔ جیسی کہ پہلے اس پر لگی تھیں۔ اس میں ایک مہر کی جگہ دوسری مہر لگنے کے سوا اور کچھ فرق نہ ہوگا۔ راوی کا بیان ہے کہ اس وقت انجیل پر بارہ مہریں سونے کی اپنے اپنے دور میں شاہان روم نے لگائیں تھیں۔ ہر پہلا

حضور سرور کائنات ﷺ نے پوچھا کہ لوگ جنت میں اس طرح کے گلستان کیسے لگائیں۔

توانہوں نے جواب دیا کہ وہ کثرت کے ساتھ (اور معانی و مطالب کو ذہن میں رکھتے ہوئے) پڑھیں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ

حدیث حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ در بارہ معراج:

شیخین نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں مکہ میں تھا کہ میرے گھر کی چھت کھلی اور حضرت جبریل علیہ السلام اترے پھر انہوں نے میرا سینہ چاک کیا اور آب زم زم سے دھویا اور سونے کا ایک طشت جس میں ایمان وحکمت تھا لائے اور اس سے میرے سینے کو لبریز کر دیا۔ ازاں بعد کچھ سینے کو ملا مسلا اور میرا ہاتھ پکڑ کر آسمان کی جانب لے چلے۔ جب میں آسمان پر پہنچا تو حضرت جبریل علیہ السلام نے آسمان کے محافظ سے کہا کہ دروازہ کھولو اس نے کہا کون ہے؟ جواب دیا: جبریل۔ پوچھا: کیا تمہارے ساتھ کوئی ہے؟ کہا: ہاں! میرے ساتھ محمد ﷺ ہیں۔ پوچھا: کیا ان کی طرف بھیجا گیا ہے؟ کہا: ہاں۔

پھر جب دروازہ کھلا تو ہم آسمان دنیا پر پہنچے میں نے دیکھا کہ وہاں ایک شخص بیٹھا ہے اس کی داہنی جانب کثیر جماعتیں ہیں اور بائیں طرف بھی کثیر لوگ ہیں جب وہ داہنی جانب دیکھتا ہے تو ہنستا ہے اور جب بائیں طرف دیکھتا ہے تو روتا ہے۔ پھر اس نے کہا کہ ابن الصالح اور نبی صالح کو مرحبا۔

میں نے حضرت جبریل علیہ السلام سے کہا کہ یہ کون ہیں انہوں نے بتایا کہ یہ حضرت آدم ہیں۔ اور ان کی دونوں جانب ان اولادوں کی روحیں ہیں۔ داہنی جانب کی جماعتیں اہل جنت کی ہیں اور بائیں جانب کی اہل دوزخ کی۔ جب وہ داہنی جانب کے لوگوں کو دیکھتے ہیں تو تبسم فرماتے ہیں اور جب بائیں جانب کے لوگوں کو دیکھتے ہیں تو رونے لگتے ہیں۔

پھر وہ مجھے دوسرے آسمان پر لے گئے۔ اور اس کے محافظ سے کہا کہ دروازہ کھولو اور یہاں بھی حسب سابق سوال و جواب ہوئے اور اس نے دروازہ کھول دیا حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور علیہ السلام نے آسمانوں میں حضرت آدم علیہ السلام ادریس علیہ السلام موسیٰ عیسیٰ اور ابراہیم علیہم السلام کو پایا اور ان کے مقامات اور درجات کی کیفیات بیان نہیں کی۔

امام زہری نے فرمایا مجھے ابن حزم نے بتایا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت ابوحبہ انصاری دونوں فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے اتنا اونچا لے جایا گیا کہ مجھ پر مستوی ظاہر ہوا اور اس کی جگہ میں نے قلموں کے سرسراہٹ کی آواز سنی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں۔ میں ان کو لے کر واپس ہوا یہاں تک کہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا تو انہوں نے پوچھا اللہ تعالیٰ نے تمہاری امت پر کیا فرض کیا ہے۔ میں نے بتایا کہ پچاس نمازیں تو حضرت موسیٰ نے فرمایا آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے حضور واپس جائیے اور کمی کے لیے درخواست کیجیے۔ کیونکہ آپ ﷺ کی امت اتنی نمازوں کی طاقت نہیں رکھتی چنانچہ میں بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوا تو حق تعالیٰ نے فرمایا یہ پانچ نمازیں ہیں جو پچاس نمازوں کے قائم مقام ہیں اور سمجھ لو کہ میرے حضور بات میں تبدیلی نہیں ہوتی۔ اس کے بعد میں پھر حضرت

موسیٰ کی طرف پہنچا تو انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ پھر اپنے رب کے حضور جایئے میں نے کہا کہ اب مجھے اپنے رب سے حیا آتی ہے۔

اس کے بعد مجھے ایک طویل ترین مسافت پر لے چلے یہاں تک کہ میں سدرۃ المنتہیٰ پہنچا میں نے اسے مختلف رنگوں سے ڈھانپا ہوا دیکھا میں نہیں جانتا وہ کیا ہیں بعد ازاں میں نے جنت کی سیر کی۔ وہاں موتیوں کے قبے دیکھے اور اس کی مٹی مشک کی تھی۔

مسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کیا آپ ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے نور دیکھا ہے جس جگہ بھی اسے دیکھا ہے۔

ابن مردویہ نے دوسری سند کے ساتھ ابونضرہ سے انہوں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شب معراج جب مجھے لے جایا گیا تو میں حضرت موسیٰ پر گزرا تو وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔

ابن مردویہ نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شب معراج میں میں نے سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا تو وہ تمہارے ہادی و قائد سے بہت زیادہ مشابہ تھے یعنی مجھ سے (ﷺ)۔

ابونعیم نے محمد بن کعب قرظی سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے جب حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو قیصر روم کی طرف بھیجا اور ایک مکتوب گرامی انہیں دیا اور وہ حمص میں قیصر سے ملے اور نامہ گرامی اس کو دیا۔ قیصر کے بھائی نے مکتوب گرامی میں لکھا پایا محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے قیصر صاحب روم کے نام تو وہ مشتعل ہو گیا اور قیصر سے کہنے لگا تم خط میں نہیں دیکھتے کہ اس نے تحریر کا آغاز اپنے نام سے کیا ہے۔ اور تمہارا نام قیصر صاحب روم لکھا ہے اور تم کو بادشاہ نہیں لکھا۔

قیصر نے معترض خط یعنی اپنے بھائی سے کہا کہ اے بھائی میں تجھے کم عقل بے وقوف نہیں سمجھتا تھا تیرا خیال ہے کہ خط کے مضمون سے آگاہی کے بغیر ہی اسے پھاڑ دوں۔ اپنی زندگی کی قسم اگر وہ اللہ کے رسول ہیں تو حقیقتاً وہ زیادہ حقدار ہیں کہ اس مکتوب میں وہ اپنا نام مقدم رکھیں۔ اگر انہوں نے مجھ کو "صاحب روم" کہہ کر خطاب کیا ہے تو یہ حقیقت سے زیادہ قریب ہے کیونکہ میں اہل روم کا صاحب ہی تو ہوں اور میں ان کا مالک تو نہیں ہوں۔ صورت حال یہ ہے اللہ تعالیٰ نے رومیوں کو میرے لیے مسخر کر دیا ہے اور اگر وہ چاہے تو کسی دوسرے کو بھی رومیوں پر مسلط کر دے۔ اس کے بعد قیصر نے خط کو سنا اور کہا:

اے رومیو میرا خیال ہے کہ یہ وہی شخص ہیں کہ جن کی بشارت حضرت عیسیٰ ابن مریم نے دی ہے اگر مجھے یقین ہو جائے کہ ایسا ہی ہے تو میں ان کی بارگاہ میں حاضر ہو کر خود میں ان کی خدمت بجالاؤں اور ان کے وضو کا پانی زمین پر نہ گرنے دوں۔

روم کے سرداروں نے جواب میں کہا کہ اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ وہ اعراب میں نبوت اور رسالت کا منصب رکھے۔ جوان پڑھ ہیں اور وہ ہمیں چھوڑ دے حالانکہ ہم اہل کتاب ہیں قیصر روم نے کہا کہ میرے نزدیک میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرنے والی ہدایت انجیل ہے۔ ہم اسے منگاتے ہیں اور اسے کھولتے ہیں اب اگر یہ وہی نبی ہیں جن کی خبر انجیل میں موجود ہے تو ہم ان کی اتباع کریں گے ورنہ اس پر دوبارہ مہریں لگا دیں گے۔ جیسی کہ پہلے اس پر لگی تھیں۔ اس میں ایک مہر کی جگہ دوسری مہر لگنے کے سوا اور کچھ فرق نہ ہوگا۔ راوی کا بیان ہے کہ اس وقت انجیل پر بارہ مہریں سونے کی اپنے اپنے دور میں شاہان روم نے لگائیں تھیں۔ ہر پہلا

قیصر اپنے بعد کے قیصر کو یہ وصیت کرتا رہا تھا کہ تمہارے دین میں کسی کو یہ حلال نہیں ہوگا کہ وہ انجیل محترم کو کھولے اور جس دن اسے کھولا جائے گا ان (رومیوں) کے دین میں تغیر آ جائے گا۔

قیصر روم (ہرقل) نے کہا اے رومہ کے دانشورو میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرنے والی اور راہ ہدایت دینے والی انجیل ہے لہٰذا ہم اسے منگاتے ہیں اور رہنمائی لیتے ہیں اگر انجیل کی تائید عرب مدعی نبوت کے حق میں ہوتی ہے تو ہم سب اس کا اتباع کریں گے ورنہ ہم اس پر دوبارہ مہریں لگا دیں گے۔

پس قیصر روم نے انجیل کو منگایا اور یکے بعد دیگرے گیارہ مہریں جدا کر دیں اور ایک مہر باقی رہ گئی تو اس کے اعیان مملکت اور تمام اُسقف بطریق کھڑے ہو گئے گریبان چاک کر دیئے ضبط و آداب ایوان سے رخصت ہو گیا۔ ہر فرد اپنے اپنے وفور جذبات سے مغلوب ہو کر نہ معلوم کیا کچھ ادا کرنے لگا کچھ پتہ نہ آتا تھا کہ یہ لوگ کیا کہتے ہیں۔ قیصر بھی کچھ کہتا تھا اور اس کی آواز شور و غل میں گم ہو کر رہ جاتی تھی وہ اس ہنگامہ خیز ماحول سے پریشان ہو گیا اور پھر اس نے کھڑے ہو کر پر وقار انداز میں کہا

اے میرے مشیرو اور دانشورو! آج یہ کیا اضطراب ہے؟

انہوں نے اپنی اپنی بولیاں بند کر لی تھیں صرف چند نمایاں رہنماؤں نے نمائندگی کرتے ہوئے قیصر سے کچھ اور نزدیک ہو کر جواب دیا۔

تم مہریں توڑ کر ایک بہت بڑا اقدام کر چکے پس اب موجودہ خانوادہ قیصریت کا سلسلہ ختم ہو جائے گا اور تمہاری قوم کا دین بدل جائے گا۔

قیصر نے پھر کہا تم لوگ اس وقت بہت زیادہ جذباتی ہو رہے ہو میرے خیال میں میرا یہ عمل کتاب مقدس سے رہنمائی کے لیے ہے جس سے ہمارے عرب مکتوب نگار اور مدعی رسالت کو صحیح جواب دیا جا سکے گا۔

لوگوں نے کہا کہ مناسب رویہ اور صحیح جواب کی تشخیص کے لیے کچھ لوگوں سے محمد ﷺ کے بارے معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں اور مراسلات کے ذریعہ تحقیق کی جا سکتی ہے مگر انجیل کی مہریں توڑنا بہت بڑا گناہ اور معصیت ہے۔

قیصر نے کہا کہ تمہارے خیال میں کن لوگوں سے ہم اس خاص معاملے میں رجوع کر سکتے ہیں یا پوچھ گچھ کر سکتے ہیں۔

انہوں نے قیصر کو جواب دیا کہ بہت سے لوگ شام میں موجود ہیں ان کو تلاش کر کے یہ کام ان کے ذریعہ ہو سکتا ہے۔

چنانچہ قیصر نے آخری مہر انجیل نہیں توڑی اور رومی سرداروں کے کہنے بموجب چند امراء کو اطراف مملکت میں ایسے لوگوں کی تلاش میں روانہ کیا جو عرب نژاد ہوں اور مکہ سے جن کا تعلق ہو چنانچہ وہ لوگ گئے اور ابوسفیان (دشمن رسول) اور اس کے ساتھیوں کو بلا لائے۔ ابوسفیان اس وقت حسن اتفاق سے بغرض تجارت شام کی مملکت میں موجود تھے۔

قیصر نے ابوسفیان سے چند دوسرے عربوں کی موجودگی میں پوچھا اے ابوسفیان مجھے اس شخص کے حالات بتاؤ جو تم میں مبعوث ہوا ہے۔ ابوسفیان نے حضور علیہ السلام کے حالات بیان کرنے میں جہاں تک ممکن تھا محاسن کو چھپایا۔ ابوسفیان نے کہنا شروع کیا۔

اے شاہ روم! محمد ﷺ کو مقدس اور محترم نہ سمجھو ہم ان کو ساحر اور شاعر کہتے ہیں۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ وہ کاہن ہیں۔

قیصر نے کہا یہ تو ان کے رد میں کوئی دلیل نہیں بلکہ انبیاء سابقین کے حالات کی روشنی میں تو یہ باتیں ظہور حق کے ابتدائی مراحل میں ضروری اور ناگزیر ہوتی ہیں۔ پہلے نبیوں کو بھی ایسا ہی کہا گیا تھا مجھے پہلے تم ان کی حیثیت کے بارے میں بتاؤ۔

ابوسفیان نے جواب دیا وہ ہم لوگوں کے درمیان ایک اوسط درجہ کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ قیصر نے کہا

اللہ تعالیٰ سابق میں ہر نبی کو اوسط درجے کے خاندان ہی میں پیدا کرتا رہا ہے ان کے ماننے والے ہمنواؤں کے متعلق بتاؤ

ابوسفیان نے جواب دیا

ان کے پیرو وہ لوگ ہیں جو ہمارے اندر کمسن' جوشیلے اور کم فہم لوگ ہیں۔ مگر قوم کے سردار اور روساء میں سے کوئی بھی نہ ان کے کاموں میں شریک ہے نہ حلقہ اثر میں ہے۔ یہ جواب سن کر قیصر نے علمی واقفیت کی بنا پر زور دے کر کہا۔

خدا شاہد ہے انبیاء کے متبعین اور معاونین ہمیشہ ایسے ہی لوگ ہوئے ہیں کیونکہ قوم کے سرداروں اور با اثر لوگوں کو اپنی جھوٹی سرداری اور اقتدار کی موت نظر آنے لگتی ہے کیونکہ ان کی سرداری ظلم اور اثر سازشوں کی وجہ سے قائم ہوتے ہیں۔

قیصر نے ابوسفیان سے اس کے بعد پوچھا:

اے محمد ﷺ کے حالات سے واقفیت کا دعویٰ کرنے والے شخص یہ بتاؤ کہ ان کے رفیقوں میں سے کوئی رفیق یا ان کا کوئی پیرو ان کے دین سے پھرا ہے یا نہیں یا کسی نے یہ کہا ہے کہ محمد ﷺ جو دین لے کر آئے ہیں اس میں یہ یہ خرابیاں ہیں اور ان برائیوں اور خرابیوں کے باعث اس نے محمد ﷺ کے دین کو ترک کر دیا ہے۔ قیصر کا یہ سوال ایسا تھا کہ ابوسفیان سٹپٹا گئے اور جھوٹ بولتے بن نہ پڑی (صداقت اسی کا نام ہے کہ دشمن بھی اس کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو جائے) چنانچہ

ابوسفیان نے کہا کہ ان کے دین میں داخل ہونے کے بعد کوئی واپس نہیں ہوتا قیصر نے دریافت کیا کہ

کیا ان کے دین میں لوگ برابر داخل ہوتے جا رہے ہیں اور کیا اس کو قبول کرنے والے افراد کی تعداد روز افزوں ہو رہی ہے۔

ابوسفیان نے جواب دیا کہ

ہاں اضافہ ہو رہا ہے۔

قیصر روم نے کہا کہ اے عرب کے معزز سردار؟

تم نے ان کے یہ حالات بیان کر کے میری بصیرت میں اور اضافہ کیا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ عنقریب وہ شخص اس مملکت پر قبضہ کر لے گا جو اس وقت میرے قبضے میں ہے۔ پھر قیصر نے اپنے درباریوں اور سرداروں کو مخاطب کیا اور کہا کہ:

اے روم کے لوگو اور سردارو! حقیقت پسندی سے کام لو۔ ہم کو اس شخص کی دعوت قبول کر لینا چاہیے جس کی طرف وہ ہمیں بلاتا ہے۔ اور ہم اس سے اپنی مملکت کے بارے میں استدعا کریں کہ یہ ہماری سرزمین کبھی پامال نہ کی جائے اس لیے کہ جب کسی نبی نے کسی بادشاہ کو خط لکھا اور اسے اللہ کی طرف بلایا ہے تو اس نے دعوت کو قبول کر لیا ہے اور جیسا اس نبی نے چاہا ہے ویسا ہی ہوا ہے۔

لہٰذا تم میرا کہا مانو اس کی اطاعت کو قبول کر لو اس میں میری اور تمہاری اور تمام اہالیان ملک کی فلاح و بہبود مضمر ہے۔

ابوسفیان کہتے ہیں کہ اس موقع پر میں نے کوئی ایسی بات نہیں کی جس کے غلط ہونے پر میں ان کی نظروں سے گر جاؤں اور ان کے سامنے میرا جھوٹ ظاہر ہو جائے تو وہ اس پر مجھ سے مواخذہ کریں۔ میں اس کو برا سمجھتا تھا یہاں تک کہ میں نے واقعہ معراج بھی اس طرح بیان کر دیا کہ میں نے قیصر روم کو مخاطب کرتے ہوئے کہ اے معزز قیصر کیا میں تمہیں ایسی بات بتاؤں جس کو سن کر تم پر محمد ﷺ کا جھوٹ ظاہر ہو جائے قیصر نے کہا ضرور سناؤ وہ کیا بات ہے۔

ابوسفیان دل میں بہت خوش تھے کہ اب محمد ﷺ کے جھوٹ پر ہرقل قیصر روم ضرور برافروختہ ہوگا اور کسی طرح واقعہ معراج کو قابل یقین نہیں سمجھے گا۔ اور بازی میرے ہاتھ رہے گی۔

قیصر نے کہا وہ کیا بات ہے؟

ابوسفیان نے کہنا شروع کیا کہ محمد ﷺ اظہار واقعہ کے طور پر بتاتے ہیں کہ تہامہ کی اس سرزمین سے جس کو حرم مکہ کہتے ہیں رات کے کسی حصہ وہ روانہ ہوئے اور پھر آپ کی اس مقدس مسجد میں جس کو آپ حضرات ''ایلیا'' کہتے ہیں پہنچے اور اسی رات کو واپس اپنے شہر مکہ میں آ گئے۔

قیصر کی اس مجلس میں ایلیا کا ایک بطریق موجود تھا اس نے کہا کہ اے قیصر میں اس رات سے واقف ہوں جس کا ذکر ابھی عرب مہمان نے کیا ہے۔

ابوسفیان بطریق کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ تم اس رات کے بارے میں کیا جانتے ہو؟

بطریق نے جواب دیا کہ میں رات کو مسجد کے سارے دروازے بند کر کے سوتا تھا مگر مذکورہ رات تمام دروازے تو بند کر دیئے گئے مگر ایک دروازہ بند نہ ہوا اور اس کا بند کرنا ہمارے لیے ناممکن ہو گیا مجبور ہو کر میں نے مدد کے لیے تمام کارکنوں کو بلایا جو اس وقت وہاں موجود تھے انہوں نے آ کر امکان بھر کوشش کی مگر وہ جنبش بھی نہ دے سکے بڑھیوں کو بلایا انہوں نے دیکھ بھال کر کہا یا تو اس پر دروازے کی چوکھٹ گر پڑی ہے یا عمارت میں کوئی نقصان پیدا ہو گیا ہے بہر حال اب رات میں اس کی درستی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا دن میں ٹھیک کر دیا جائے۔

پھر میں لوٹ گیا اور دروازے کو کھلا چھوڑ دیا صبح کو ہم نے جا کر دیکھا تو وہ پتھر جو دروازہ کے ایک گوشے میں نصب تھا اس میں سوراخ ہو گیا ہے اور اس میں جانور کے بندھنے کے نشان ہے۔ یہ سب کچھ ہوتا رہا جس کو میں نے دیکھ کر اپنے ساتھیوں سے کہا:

اس مقدس عمارت اور اس کے دروازے میں قطعاً کوئی نقص نہیں یہ کسی نبی کی آمد کے لیے کھلا رکھا گیا تھا اور یقیناً آج رات میں کسی نبی نے ہماری مسجد میں نماز پڑھی ہے اور ان کی سواری کا جانور سوراخ کر کے اس پتھر میں باندھا گیا ہے۔

بطریق نے جب اپنا بیان ختم کر لیا تو قیصر ہرقل نے چند لمحے توقف کے بعد دونوں جانب نظر ڈالنے کے بعد کہا:

اے روم کے ذی علم باشندو! کیا تم اس بات سے واقف نہیں ہو کہ سیدنا حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام اور قیامت کے درمیان ایک نبی کو مبعوث ہونا ہے اور جس کی بشارت حضرت مسیح علیہ السلام نے دی ہو۔ اور بلا خوف تردید میں کہتا ہوں کہ یہ وہی نبی مبشر ہیں۔ ہم سب کو چاہیے کہ ان کی دعوت کو قبول کر لیں۔

رومی سرداروں نے ہرقل کی مبلغانہ تقریرین کر نہ صرف یہ کہ اسے رد کر دیا بلکہ انتہائی برافروختہ ہوئے اور ایسے کلمات کہہ بیٹھے جن کے سننے کا رومی شہنشاہ کے دربار میں کوئی اندازہ کر سکتا تھا نہ تصور۔ چنانچہ ہرقل نے جب رومیوں کی نفرت' بیزاری اور برہمی کو دیکھا تو نہایت دانائی اور حکمت سے روئے سخن بدلا اور کہنے لگا

اے سلطنت رومہ کے قابل فخر فرزندو! واقعی میں نے تمہارے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچائی ہے مگر یہ اس لیے تھا کہ میں یہ دریافت کر سکوں کہ تم اپنے عقیدے اور نظریات میں کتنے مخلص ہو اور مذہبی روایات کی بنیادیں تمہارے اندر کس قدر گہری ہیں میں خوش ہوں کہ رومہ کے لوگ امتحان میں کامیاب ہوئے۔

یہ بیان سنتے ہی سب حاضرین تہنیت و تعظیم کے مقررہ درباری طریقے کے بموجب اس کے روبرو جھک گئے۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی احادیث بہ سلسلہ معراج:

ابن مردویہ' حاکم اور بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو راتوں رات بیت المقدس کی سیر کرائی گئی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صبح کو لوگوں سے ذکر فرمایا تو بہت سے ایسے لوگ جو نئے مسلمان ہوئے تھے اور ان کی تعلیم اور عقیدہ کی پختگی نہ ہو سکی تھی مرتد ہو گئے اور باقی سب مسلمانوں نے تصدیق کی۔ کچھ کافر اور مشرکین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بھی پہنچے اور کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہادی اور پیشوا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اعلان کر رہے ہیں کہ آج رات کے ایک حصہ میں انہیں بیت المقدس لے جایا گیا اور پھر پہنچا دیا گیا۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسا فرماتے ہیں تو درست فرماتے ہیں اور میں اس کی تصدیق کرتا ہوں۔ اسی بنا پر آپ کا لقب ''صدیق'' ہوا یعنی بہت سچا کہ مقام ذی طوی پر جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جبریل علیہ السلام سے فرمایا تھا کہ میری قوم میری تصدیق نہیں کرے گی تو حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا تھا کہ آپ کی تصدیق ابوبکر رضی اللہ عنہ کریں گے کہ وہ صدیق ہیں۔

ابن مردویہ نے بہ طریق ہشام بن عروہ روایت کی کہ انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب شب اسراء میں سماوات میں پہنچا تو حضرت جبریل علیہ السلام نے اذان دی۔ میں نے خیال کیا کہ اب جبریل علیہ السلام فرشتوں کو نماز پڑھائیں گے مگر انہوں نے مجھے آگے کیا اور پھر میں نے فرشتوں کو نماز پڑھائی۔

طبرانی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مجھے آسمانوں پر لے گئے تو میں جنت میں گیا اور درختوں میں سے ایک کے پاس کھڑا ہوا میں نے جنت میں اس سے زیادہ خوبصورت' سفید' نرم اور خوشبودار پھل کوئی نہ دیکھا پس میں نے اس درخت کا ایک پھل توڑ کر کھایا تو وہ میرے صلب میں نطفہ بن گیا۔ اس کے بعد جب میں زمین پر آیا اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے قربت کی تو فاطمہ کے لیے استقرار حمل[1] ہوا۔ اب بھی جب مجھے جنت کی خوشبو سونگھنے کی خواہش ہوتی ہے تو میں فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کی خوشبو سونگھتا ہوں۔

---

[1] حاکم نے اس حدیث کو غریب کہا ہے اور اس کی سند میں شہاب بن حرب ہے جو مجہول ہے' امام ذہبی نے بھی اعتراض کیا اور وہ یہ کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا واقعہ معراج ہی سے پہلے نہیں بلکہ آپ کی بعثت سے قبل پیدا ہو چکی تھیں۔ واقعہ اسریٰ کے وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی عمر شریف 13 سال سے کچھ زیادہ تھی۔

حضرت اُم ہانی رضی اللہ عنہا کی حدیث دربارہ معراج:

ابن اسحاق نے کلبی' ابوصالح اور حضرت ام ہانی بنت ابی طالب سے روایت کی کہ جس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سیر کرائی گئی اس رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں اور مجھ سے قریب ہی آرام فرماتے تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عشاء کی نماز پڑھی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ہم سب سو گئے طلوع فجر کے قریب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سب کو جگایا اور جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نماز پڑھی تو ہم نے بھی حضور کے ساتھ نماز پڑھی۔

نماز کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

اے اُم ہانی میں نے تمہارے سامنے وادی میں نماز عشاء پڑھی۔ اس کے بعد میں نے بیت المقدس پہنچ کر وہاں نماز پڑھی اور صبح کی نماز تمہارے ساتھ پڑھی ہے۔

طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واقعہ اسراء کے موقع پر میرے گھر میں آرام فرماتے تھے پھر میں نے آپ کو موجود نہ پایا اور میری آنکھوں سے نیند اس خوف کی بناء پر اڑ گئی کہ کہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی قریشی نے ایذا نہ پہنچائی ہو۔ تشریف لانے کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور مجھے باہر لے گئے وہاں ایک جانور گدھے سے بڑا اور گھوڑے سے کچھ چھوٹا موجود پایا۔ جبریل علیہ السلام نے مجھے اس پر سوار کیا اور میں بیت المقدس پہنچا جہاں میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا جو میرے ساتھ بہت مشابہت رکھتے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا جو طویل القامت گھنگریالے بال از دشنوہ کے مردوں کے مشابے تھے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا جو میانہ قامت اور سفید رنگ مائل بہ سرخی تھے۔ ان کی مشابہت عروہ بن مسعود ثقفی ہیں۔ اور میں نے دجال کو دیکھا جو داہنی آنکھ سے کانا تھا اور اس کی مشابہت قطن ابن عبدالعزیٰ میں ہے۔

ام ہانی نے بتایا کہ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارادہ فرمایا کہ اسراء کے سارے حالات کا قریش سے ذکر کریں تو میں نے دامن تھام لیا اور کہا کہ آپ ایسے لوگوں کے پاس جا رہے ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلاتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کا انکار کرتے ہیں۔ وہ فرماتی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا دامن میرے ہاتھ سے کھینچ لیا اور تشریف لے گئے وہ لوگ بیٹھے ہوئے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے واقعہ اسراء کا حال بیان کیا جس کو سن کر مطعم بن عدی کھڑا ہوا اور کہنے لگا

محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر تم صحت فکر رکھتے تو ایسی باتیں نہ کہتے۔ اس کے بعد ایک قریشی کھڑا ہوا اور اس نے کہا

محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفر بیت المقدس کے دوران قریش کے قافلے پر سے گزرے جو فلاں مقام پر ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں میں نے اہل قافلہ کو اس حال میں پایا کہ ان کا اونٹ گم ہو گیا تھا اور وہ اس کی تلاش میں سرگرداں تھے۔ پھر اس نے کہا کہ کیا آپ فلاں قبیلے پر سے گزرے۔ فرمایا ہاں میں نے ان کو فلاں مقام پر پایا اور ان کے ایک اونٹ کی ٹانگیں ٹوٹ گئی ہیں۔ قریشی نے کہا کہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹوں اور ان کے چرواہوں کی تعداد بتایئے۔ میں اس سوال کا جواب دینے سے قاصر رہا اور لوٹ آیا۔

میں گھر آ کر سو گیا تو بحالت خواب میں نے اس قبیلہ کے اونٹوں کو دیکھا اور شمار کر لیا اور ان کے چرواہوں کو بھی۔ پھر میں بیدار ہو گیا۔ اور قریش کے پاس دوبارہ جا کر کہا تم نے اس وقت اونٹوں اور چرواہوں کے بارے میں پوچھا تھا لہٰذا سن لیجئے اتنے اونٹ اور اتنے چرواہے ہیں اور چرواہوں میں ابن ابی قحافہ اور دوسرے فلاں لوگ بھی ہیں یہ قافلہ کل صبح کو فلاں ٹیلے پر تمہیں ملے گا۔

دوسرے روز بہت صبح لوگ ٹیلے پر جا کر بیٹھ گئے تاکہ آپ ﷺ کے قول کو جانچیں۔ جب اونٹوں کو آتے دیکھا تو خود آگے بڑھ کر ان کے سے ملے اور پوچھا کیا تمہارا کوئی اونٹ گم ہو گیا تھا۔ انہوں نے بتایا ہاں۔

پھر یہ لوگ دوسرے قبیلے کے مسافروں کے پاس پہنچے اور دریافت کیا کہ کیا تمہارے کسی اونٹ کی ٹانگیں ٹوٹ گئی تھیں انہوں نے کہا کہ "ہاں"۔

ابو یعلیٰ اور ابن عساکر نے بطریق یحییٰ بن ابی عمرو شیبانی' ابوصالح سے انہوں نے ام ہانی سے روایت کی کہ رسول اللہ علی الصبح اندھیرے میں میرے پاس تشریف لائے اور میں اس وقت تک اپنے بستر پر تھی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا تمہیں خبر ہے کہ میں آج رات مسجد حرام میں سویا تو جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور مجھے مسجد کے دروازے تک لائے وہاں پر ایک چوپایہ جو گدھے سے اونچا اور خچر سے نیچا تھا اور کان پھڑ پھڑا رہا تھا مجھ کو اس پر سوار کر کے لے چلے جب وہ نشیب میں اترتا تو اس کے ہاتھ دراز ہو جاتے اور پیر چھوٹے اور جب وہ چڑھائی پر چڑھتا تو اس کے پاؤں دراز ہو جاتے اور ہاتھ چھوٹے۔ کسی لمحے جبریل علیہ السلام مجھ سے جدا نہ ہوئے حتیٰ کہ ہم بیت المقدس پہنچے تو انہوں نے اس حلقہ سے اسے باندھا جس میں انبیاء کرام اپنی سواریوں کو باندھا کرتے تھے۔ پھر انبیاء علیہم السلام کی جماعت میرے سامنے آئی ان میں حضرت ابراہیم علیہ السلام' حضرت موسیٰ علیہ السلام' اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام' بھی تھے اور میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی اور ان سے باتیں کیں۔ اس کے بعد سرخ و سفید دو پیالے میرے سامنے لائے گئے میں نے سفید کو لے کر پی لیا یہ دیکھ کر حضرت جبریل علیہ السلام نے مجھ سے کہا:

اے رسول خدا ﷺ! آپ ﷺ نے دودھ کو نوش کیا اور شراب کو چھوڑا ہے اگر آپ ﷺ شراب کو لے لیتے تو آپ ﷺ کی امت راہ ہدایت سے بھٹک جاتی۔

پھر مجھے سوار کر کے مسجد حرام لے آئے اور میں صلوٰۃ فجر پڑھی۔ ام ہانی رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہ سن میں نے حضور کی ردائے مبارک پکڑ لی اور کہا کہ اے ابن عم میں آپ ﷺ کو قسم دیتی ہوں کہ اگر آپ ﷺ نے اسراء اور انبیاء کی باتیں قریش کو بتائیں تو جو آپ ﷺ کی تصدیق کرتا ہے وہ بھی آپ ﷺ کو جھٹلائے گا پھر حضور علیہ السلام نے اپنا ہاتھ ردا پر مارا اور چادر کا حصہ میری گرفت سے نکل گیا۔ چادر آپ ﷺ کے شکم مبارک سے اوپر ہو گئی اور میں نے آپ کے شکم مبارک کی شکنوں کو دیکھا گویا وہ ایک شکن آلود کاغذ کی شکنوں کی طرح تھیں اور اس وقت نے آپ ﷺ کے قلب اطہر کے پاس سے ایسا نور چمکتا ہوا دیکھا جس سے میری آنکھیں خیرہ ہو گئیں تو میں سجدہ میں گر پڑی جب میں نے سجدے سے سر اٹھایا تو دیکھا کہ حضور علیہ السلام باہر تشریف لے گئے اور میں نے لونڈی سے کہا کہ خدا تیرا بھلا کرے تو حضور علیہ السلام کے پیچھے جا اور سن کہ حضور علیہ السلام کیا فرماتے ہیں اور قریش کو کیا جواب دیتے ہیں۔

جب لونڈی واپس ہوئی تو اس نے بتایا کہ حضور علیہ السلام جماعت قریش کے پاس تشریف لے گئے جن میں مطعم بن عدی' عمرو

بن ہشام اور ولید بن مغیرہ بھی تھا۔ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا آج رات میں نے عشاء کی نماز اس مسجد میں پڑھی اور فجر کی بھی اور ان دونوں نمازوں کے درمیانی وقفہ میں بیت المقدس ہو کر آیا ہوں۔ انبیا علیہم السلام کی ایک جماعت مجھے ملی جن میں حضرت ابراہیم علیہ السلام' حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی تھے۔ میں نے ان سب کو نماز پڑھائی اور ان سے باتیں کی ہیں۔

حضور علیہ السلام نے جب اپنی باتیں ختم کیں تو عمرو بن ہشام نے کہا جن انبیاء کے نام آپ نے گنائے ہیں ذرا ان کا حلیہ تو بیان کیجئے۔

حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو میانہ قد سے متجاوز اور طویل القامت کم' فراخ سینہ' سرخی مائل سفید رنگ اور گھنگریالے بالوں کے سرخی مائل شخص تھے۔ یہ سمجھو کہ ان کے مشابہ عروہ بن مسعود ثقفی ہیں۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام قوی الجثہ' گندم رنگ اور لانبے قد والے تھے۔ یہ سمجھو کہ وہ شنوہ کے افراد کے مشابہ ہیں۔ کثیر بالوں والے' آنکھیں بیٹھی ہوئیں دانتوں پر دانت چڑھے ہوئے۔ لب کسی قدر اٹھے ہوئے اور کسی قدر مسوڑھے ابھرے ہوئے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ سمجھو کہ وہ تو میرے مشابہ ہیں۔

قریش نے حضور علیہ السلام کے بیان کو سن کر تمسخر اڑایا۔ مطعم نے کہا کہ تمہارا آج کا بیان اور گزشتہ کلام میں بڑا تضاد اور فرق ہے۔ اور میں وثوق کے ساتھ کہتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جھوٹے ہیں ہم تیز رفتار سرخ اونٹوں پر ایک ماہ تک سفر کر کے اس علاقے تک آتے اور جاتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں کہ رات کے ایک تھوڑے حصے میں جا کر واپس بھی آ گئے۔

مطعم کا انکار سن کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا

اے ابن عدی تو نے حضور علیہ السلام کو محض اپنا بھتیجا یا ایک عام عرب قریشی سمجھ کر جھٹلا دیا ہے خدا تجھ کو طبع سلیم دے۔ میں پختہ یقین کے ساتھ اعلان کرتا اور شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے اور صادق ہیں۔

قریش نے پوچھا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس کی شناخت اور کچھ مخصوص علامات تو بیان کرو۔

حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا میں رات کے کچھ تھوڑے ہی حصہ میں گیا اور واپس آیا ہوں۔ معاً بحکم خداوندی حضرت جبریل علیہ السلام بیت المقدس کا نقشہ حضور علیہ السلام کے سامنے لے آئے حضور اس کو دیکھ کر مشرکین قریش کو بتاتے رہے اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ ہر مرتبہ تائید و تصدیق کرتے رہے۔ پس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے ابو بکر رضی اللہ عنہ آج سے اللہ تعالیٰ نے تمہارا نام "الصدیق" رکھ دیا۔

پھر قریش نے کہا

محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے قافلوں کے بارے میں بتاؤ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں نے فلاں قبیلہ کے قافلہ کو روحا میں پایا ان کا ایک اونٹ گم ہو گیا ہے اور وہ اس کی تلاش میں سرگرداں تھے۔ میں ان کے کجاووں تک گیا مگر پڑاؤ پر کوئی موجود نہ تھا۔ میں نے وہاں پر پانی کا پیالہ دیکھا اور اس کا پانی پی لیا۔ اس کے بعد میں فلاں قبیلہ والوں کے قافلہ کے پاس پہنچا اور ان کے اونٹ مجھ سے ڈر کر بھاگے اور ان میں سے ایک سرخ رنگ کا اونٹ بیٹھ گیا اس پر سفید دھاریوں کی چادریں تھیں اب میں نہیں جانتا کہ اس اونٹ کی

ٹانگیں ٹوٹ گئیں یا نہیں۔ اس کے بعد میں فلاں لوگوں کے قافلہ کے پاس پہنچا جو تنعیم میں ہے۔ ان کے آگے دھاری دار اونٹ ہیں۔ یہ لوگ قریب ہی پہنچ گئے ہوں گے اور وہ ثنیہ سے نظر آئیں گے۔ آپ ﷺ سے ایسی صحیح اطلاعات سن کر ولید بن مغیرہ نے کہا کہ یہ ساحر ہے۔

اس کے بعد کچھ لوگ دیکھنے گئے اور انہوں نے بغیر کسی ادنیٰ فرق کے سب کچھ ویسا ہی پایا جیسا آپ ﷺ نے بیان فرمایا تھا مگر کج فہم لوگوں نے رسول اللہ کے قول کی صداقت کو جادو ہی کا کرشمہ قرار دیا اور اکثر لوگوں نے کہا

ولید بن مغیرہ نے ٹھیک کہا یہ سب جادو کا معاملہ ہے۔

اس بارے میں ارشاد باری تعالیٰ بھی یہی ہے کہ

وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْ يَاالَّتِىٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ۔ جو نمائش ہم نے آپ ﷺ کو دکھائی اس کو لوگوں کے ایمان کی آزمائش کا ذریعہ ٹھہرایا۔

بعض راویوں نے بیان کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ جب اس رات کسی کو نظر نہ آئے تو عبدالمطلب کی اولاد آپ ﷺ کی تلاش میں ادھر ادھر پھیل گئی۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی تلاش میں مقام ذی طوی تک پہنچے وہ بلند آواز سے آپ ﷺ کو پکارتے جاتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے جواب میں لبیک فرمایا۔ انہوں نے فرمایا اے ابن عم تم کہاں تھے آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں بیت المقدس سے آ رہا ہوں انہوں نے کہا کہ "رات ہی رات میں"۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام کو معراج میرے ہی گھر سے ہوئی ہے۔ اس رات آپ ﷺ ہمارے یہاں عشاء کی نماز پڑھ کر سو گئے اور جب کا ابتدائی وقت ہوا تو حضور علیہ السلام نے ہمیں نماز صبح کے لیے جگایا۔ پھر حضور علیہ السلام نماز کو کھڑے ہوئے جب نماز فجر ہوئی تو فرمایا اے ام ہانی میں نے عشاء کی نماز تمہارے یہاں پڑھی پھر بیت المقدس گیا اور وہاں میں نے نماز پڑھی پھر واپس آ کر صبح کی نماز تمہارے یہاں پڑھی۔ اس کے بعد آپ ﷺ تشریف لے جانے کے لیے کھڑے ہوئے میں نے عرض کیا اس بات کو آپ ﷺ لوگوں سے بیان نہ کریں۔ اس لیے کہ وہ یقین کرنے والے نہیں تکذیب کرنے والے ہیں اور اذیت پہنچانے والے۔ اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا نہیں میں ان کو ضرور بتاؤں گا۔ اور آپ ﷺ تشریف لے گئے۔

آپ ﷺ نے جا کر مشرکین مکہ کو "واقعہ اسراء" کے بارے میں بتایا۔ جس کو انہوں نے خود ساختہ اور فرضی اور جھوٹی کہانی تصور کیا۔ شب اسریٰ میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ اے جبریل علیہ السلام معراج کے واقعات سن کر میری قوم کے لوگ تصدیق نہیں کریں گے۔

حضرت جبریل علیہ السلام نے جواب دیا کہ آپ ﷺ کی تصدیق حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کریں گے کیونکہ وہ صدیق ہیں اور بہت سے ان لوگوں کی آزمائش ہوگی جو خود کو مسلمان کہتے ہیں۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا میں حجر اسود کے پاس کھڑا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے بیت المقدس کو میرے روبرو کر دیا۔ پس میں اپنے مشاہدے کی مدد سے مشرکین مکہ کو نشانیاں بتلاتا رہا۔ پھر ان میں سے کسی نے دریافت کیا۔

مسجد اقصیٰ کے کتنے دروازے ہیں۔ چونکہ میں نے اس کے دروازوں کو شمار نہیں کیا تھا اس وجہ سے میں نے دروازوں کو گنا اور ان کو تعداد بتائی راہ میں قافلوں کی بابت ان کے سوالات کے واضح جوابات دیئے اور انہوں نے ان کو درست پایا۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ۔ جو نمائش ہم نے آپ ﷺ کو دکھائی اس کو لوگوں کے ایمان کی آزمائش کا ذریعہ ٹھہرایا۔

ام ہانی رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ مسجد اقصیٰ کا دیکھنا دراصل عینی مشاہدہ تھا جس کو حضور علیہ السلام نے اپنے چشم سر سے دیکھا (اس پوری روایت کو ابن عساکر نے بیان کیا ہے)

احادیث مرسل بہ سلسلہ معراج

ابونعیم نے عروہ سے روایت کی کہ قریش مکہ نے واقعہ اسراء کے بیان کے موقع پر حضور علیہ السلام سے ایک سوال یہ بھی کیا کہ ہماری کیا شے گم ہوگئی ہے اور واضح طور پر علامت بھی اس کی بیان کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے اہل قافلہ کی خاکی اونٹنی کھوئی ہے اس پر تمہارا تجارتی مال و اسباب تھا جب وہ قافلہ اور اس کے ساتھ مذکورہ خاکی اونٹنی مکہ پہنچی اور حضور اکرم ﷺ کی بتائی ہوئی جملہ باتوں کی تصدیق ہوگئی تو سرکش مشرکین نے ایک مزید سوال کیا کہ آپ ﷺ یہ بتائیں کہ اس اونٹنی پر سربستہ سامان میں کیا اور کون سا سامان ہے؟"

جبریل علیہ السلام نے اونٹنی کے اوپر جو سامان تھا وہ حضور علیہ السلام کی نگاہ کے سامنے لاکر مشاہدہ میں رکھ دیا اور آپ ﷺ نے وہ تمام سامان دیکھ کر سامان کی قسم اور اس کی مقدار وغیرہ بتادی۔ مگر سوالات کرنے والے کفار جادوگری کا کرشمہ قرار دے کر رخصت ہوئے۔

بیہقی نے بطریق اسباط بن نصر' اسمٰعیل بن عبدالرحمٰن سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو جس رات معراج ہوئی اور معراج سے واپس تشریف لاکر آپ ﷺ نے قریش کو قافلوں کے بارے میں اور اہل قافلہ کے بارے میں خبر دی تو وہ کہنے لگے کہ یہ بتائیے کہ فلاں قافلہ کس روز یہاں پہنچے گا؟

بیہقی نے اسمٰعیل بن عبدالرحمٰن سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کو جب معراج ہوئی اور قافلے کے بارے میں کفار کو آپ نے بتایا۔ اس وقت کفار نے کہا کہ: آپ یہ تو بتائیے کہ قافلہ یہاں پر کب پہنچے گا؟

آپ نے ارشاد فرمایا کہ "بدھ کے روز"

چنانچہ بدھ کے روز قریش' قافلے کی راہ پہنچے اور آمد کا انتظار کرنے لگے حتیٰ کہ غروب آفتاب کا وقت قریب ہوگیا اور اس وقت تک قافلہ نہیں پہنچا۔ رسول اللہ ﷺ نے باری تعالیٰ جل شانہٗ کی بارگاہ میں دعا کی کہ:

"اے مہربان! خالق کائنات! اپنے بندوں کی بات کو سچائی اور صداقت عطا فرما اور کذب خواہ حیلہ جو قریش کو موقع نہ دے۔"

پس دعا مستجاب ہوئی اور ایک گھڑی دن بڑھ گیا۔

روایت ہے کہ آفتاب کی گردش کو صرف دو موقعوں پر روکا گیا ہے۔ ایک تو یہی حضور علیہ السلام کی دعا کے بعد اور دوسرے حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کے لئے' جب وہ اپنی قوم کے کفار جبارین کے ساتھ مصروف جہاد تھے۔

ابن ابی شیبہ نے ''المصنف'' میں اور ابن جریر نے عبداللہ بن شداد سے روایت کی کہ شب اسراء میں حضور علیہ السلام کی سواری کے لئے ایک جانور استعال ہوا جو خچرے سے چھوٹا اور گدھے سے بڑھا تھا اور حد نظر اس کے ایک قدم کی وسعت تھی۔ اس کا نام براق تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین کے ایک قافلے پر گزرے تو ان کے اونٹ بدک گئے۔ لوگوں نے کہا کہ یہ کیا ماجرا ہے؟ دوسروں نے کہا کہ کچھ نظر تو آتا نہیں' بجز ہوا کے کیا ہو سکتا ہے۔

حضور علیہ السلام بیت المقدس پہنچے اور آپ کے سامنے دو پیالے لائے گئے۔ ایک میں شراب اور دوسرے پیالے میں دودھ تھا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دودھ کو لے لیا جس پر جبرئیل علیہ السلام نے کہا' آپ نے راہ ہدایت اختیار کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہدایت پر رہے گی۔

ابن سعد نے کہا کہ ہمیں واقدی نے خبر دی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنت اور نہ دوزخ کو دیکھنے کے خواہشمند تھے اور اس کے لئے اپنے رب سے دعا بھی کی تھی۔ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت سے اٹھارہ ماہ پہلے سترہ رمضان المبارک ہفتہ کی شب میں اپنے مکان پر محوخواب تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام حضور علیہ السلام کے پاس آئے اور عرض کیا:

آپ نے اپنے رب سے جس بات کے دیکھنے کی خواہش کی تھی اس کی سیر کے لئے چلئے پھر یہ دونوں مکرم فرشتے حضور علیہ السلام کو مقام ابراہیم اور چاہ زم زم کے درمیان لائے۔ اس کے بعد سیڑھی لائی گئی اور اس کے ذریعہ آپ کو آسمانوں کی طرف لے کر چلے اور ہر آسمان کی سیر کرائی ان پر انبیاء کرام علیہم السلام سے ملاقاتیں ہوئیں' حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے اور جنت کی سیر اور دوخ کا معائنہ کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میں ساتویں آسمان پر پہنچا تو بجز صریر قلم کے کوئی آواز میں نے نہیں سنی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر پانچ نمازیں فرض ہوئیں۔ پھر جبرئیل علیہ السلام آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پانچوں نمازیں ان کے مخصوص اوقات میں پڑھائیں۔ اس کو ابن عساکر نے روایت کیا۔

حاکم نے ''کتاب الرؤیہ'' میں کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ''رؤیت'' اور اپنے ''کلام'' کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے درمیان تقسیم فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ اپنے رب کو دیکھا اور موسیٰ علیہ السلام نے دو مرتبہ اپنے رب سے کلام کیا۔

فوائد متعلق واقعہ اسراء و معراج:

کثیر علماء کا مذہب یہ ہے کہ معراج دو مرتبہ واقع ہوئی ہے۔ اس سلسلہ میں مختلف مروی احادیث کے درمیان تطبیق کی گئی ہے۔ اس کا خلاصہ ہم یہاں بیان کرتے ہیں:

جن علماء کا یہ مذہب ہے ان میں ابونصر قشیری ابن عربی اور سہیلی شامل ہیں۔

شیخ عزالدین ابن عبدالسلام نے فرمایا کہ واقعۂ اسراء خواب اور بیداری میں ہوا ہے اور مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ دونوں جگہ ہوا ہے۔ خواب میں اس کے واقع ہونے کا نکتہ دراصل آپ ﷺ کو آمادہ کرنا اور اس سلسلہ میں مشاہدات کرا کے مطمئن کرنا تھا کہ جب بہ حالت بیداری یہ واقع ہو تو آپ ﷺ آسانی محسوس کریں۔ اسی طرح جیسے بعثت سے قبل رؤیائے صادقہ تھے تاکہ آپ پر منصب نبوت آسان ہو جائے۔

ابوشامہ کا مذہب یہ ہے کہ معراج مبارک کا واقعہ متعدد مرتبہ ہوا ہے۔ وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے استناد لیتے ہیں جسے بزار نے روایت کیا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس میں کوئی شک نہیں کہ متعدد بار معراج کے واقع ہونے میں کوئی استحالہ نہیں ہے کیونکہ اگر خواب میں واقع ہو تو اطمینان و تسلی کے لئے ہے اور اگر بیداری میں ہو تو اس کی موافقت و مطابقت کے لئے ہے' بہرحال یہ کوئی بعید نہیں اور فرمایا مدینہ طیبہ کئی بار اسراء ہوا ہے۔

ابن المنیر نے ایک نفیس کتاب اسراء کے اسرار میں تالیف کی ہے۔ اسراء کی بہت سی حکمتوں کو انہوں نے ان میں بیان کیا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پہلے بیت المقدس تک سیر کرائی گئی۔ اس کے بعد آسمانوں کی سیر اور معراج کرائی گئی تاکہ آپ ﷺ کو دونوں ہجرتوں کا حصول ہو جائے کیونکہ اکثر انبیائے سابقین نے بیت المقدس ہجرت کی ہے لہٰذا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی فی الجملہ یہ سفر حاصل ہو گیا تاکہ آپ ﷺ میں مختلف و منتشر فضائل جمع ہو جائیں اور یہ کہ آپ ﷺ کو اپنے بیان کی صداقت کی طرف راہ مل جائے جو آپ نے بیت المقدس کے بارے میں ان علامتوں کو بتایا جو آپ نے منکرین حق نے امتحان اور آزمائش کے طور پر دریافت کی تھیں اور آپ کے مخالفین نے بھی ان کی سچائی کو بادل ناخواستہ تسلیم کیا تھا لہٰذا جب یہ باتیں صحیح اور درست ہیں تو جو اور باتیں آپ نے معراج کے سلسلے میں بتائی ہیں وہ بھی صحیح اور صادق ہیں اور ان کی تصدیق بھی اس سے لازم آتی ہے۔ اس کے برعکس اگر پہلے ہی آپ کو آسمانوں کی طرف لے جایا جاتا تو یہ صورت ظہور میں نہیں آتی۔

اس کتاب میں ایک حکمت یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا یکبارگی یہ اعزاز و اکرام بر سبیل مفاجات تھا جبکہ آپ نے "بینا انا" فرما کر اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ (مطلب یہ کہ رویت الٰہی اور اس سے بے واسطہ ہم کلامی کا شرف اچانک آپ کو حاصل ہوا اس کے لئے پہلے سے کوئی وقت مقرر نہیں تھا۔ جبرئیل علیہ السلام اچانک عالم خواب سے آپ کو بیدار کر کے لے گئے تھے) لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حق شرف ہمکلامی ایک میعاد اور استعداد پر موقوف تھا مگر رسول اللہ ﷺ سے انتظار کی تکلیف اٹھالی گئی تھی۔

اس کتاب میں ایک حکمت یہ بیان کی گئی ہے کہ ابن حبیب نے ذکر کیا ہے کہ آسمان و زمین کے درمیان ایک دریا ہے جس کا نام مکفوف ہے' زمین دریا کی نسبت اس کے ساتھ ایسی ہے جیسے بحر محیط کے ساتھ ایک قطرہ کی۔ صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ اس

موقع پر یہ ہوا ہوگا کہ رسول اللہ ﷺ کے لئے اس دریا کو پھاڑ کر راستہ بنایا گیا ہوگا تاکہ آپ پار جا سکیں اور اس دریا کا پھاڑنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے دریا کے پھاڑنے سے زیادہ عظیم ہے۔

اس کتاب میں ایک نکتہ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ مروی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آسمانوں کے دروازے بند رہتے ہوں گے جبھی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے دستک دے کر ان کو کھلوایا اور اس کا اہتمام فرمایا گیا کہ آپ کے آنے سے پہلے انہیں نہ کھولا جائے اگر وہ پہلے سے کھلتے ہوتے تو یقیناً یہ گمان ہوتا کہ آسمانوں کے دروازے ہمیشہ کھلے رہتے ہوں گے۔ اس لئے ان کو بند ہی رکھا گیا تاکہ آپ جان لیں کہ ان کا کھلنا آپ کے اعزاز میں ہے اور آپ ہی کی وجہ سے اور اس لئے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آگاہ فرماتا ہے کہ آپ کا وجود گرامی آسمان والوں کے نزدیک جانا پہچانا ہے' سب ہی آپ کو خوب اچھی طرح جانتے ہیں' اس لئے کہ جبرئیل علیہ السلام سے جب آسمان والوں نے پوچھا کہ آپ کے ساتھ کون ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ محمد ﷺ۔ اس پر انہوں نے صرف یہ پوچھا ''کیا ان کی طرف بھیجا گیا تھا۔'' اور یہ نہیں پوچھا کہ محمد ﷺ کون ہیں؟

حضور اکرم ﷺ کا حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح:

شیخین رحمہما اللہ نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تم کو دو بار خواب میں دیکھا۔ ایک مرتبہ مجھے دکھایا گیا کہ تم کو ایک شخص حریر کے کپڑے میں اٹھائے ہوئے ہے اور کہتا ہے کہ یہ آپ ﷺ کی زوجہ ہیں۔ وہ کپڑے کو ہٹا کر تمہارا بشرہ دکھا رہا تھا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے اس کا قول سن کر کہا: ''اگر اللہ تعالیٰ کو یہی منظور ہے تو پھر وہ ایسا ہی کرے گا۔''

واقدی اور حاکم نے عروہ سے روایت کی کہ جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی تو رسول اللہ ﷺ اپنی شریک حیات مشیر کار' دینی کوششوں میں مددگار بیوی سے جدائی ہو جانے پر کافی رنجیدہ تھے۔ اسی زمانے میں حضور نے بہ حالت خواب میں دیکھا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ایک گہوارے میں لائے اور کہا:

''یہ زوجہ آپ کے غم کو رفع کریں گی اور ان کے اندر آپ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی خوبیاں اور محاسن پائیں گے' یہ ان کے قائم مقام ہوں گے۔

ابو یعلیٰ' بزار اور ابن ابی عمر عدنی اور حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہہ کر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے نکاح نہیں کیا تھا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھ کو خواب میں دکھایا اور حضور علیہ السلام کے ساتھ میرا نکاح کیا۔ میں اس زمانے میں کم سن ہی تھی اور جب میرا نکاح ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے میرے اندر شرم و حیا بڑی عورتوں کی طرح پیدا فرما دیا' باوجود اس کے میں صغیر سن تھی۔[1]

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت سودہ رضی اللہ عنہا بنت زمعہ کیساتھ نکاح:

ابن سعد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ حضرت سودہ بنت زمعہ' سکران بن عمرو کے نکاح میں تھیں۔ سکران

[1] سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کے وقت ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر صرف چھ سال تھی۔

رضی اللہ عنہ سہیل بن عمرو کے بھائی تھے۔

ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے خواب دیکھا کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سامنے سے تشریف لا رہے ہیں اور پھر اس قدر قریب ہوئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کی گردن پر قدم مبارک کو رکھا۔

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے اپنا خواب سکران رضی اللہ عنہ اپنے شوہر سے بیان کیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ اگر یہ خواب سچا ہے تو میں وفات پاؤں گا اور پھر تمہارا نکاح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہوگا۔ اس کے بعد حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے دوسرے دن خواب دیکھا کہ:

"آسمان سے چاند ٹوٹ کر ان پر گرا ہے اور وہ لیٹی ہوئی ہیں۔" انہوں نے پھر اپنے شوہر کو بتایا۔ انہوں نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ تمہارا خواب سچا ہے اور میں اب جلد وفات پاؤں گا اور میرے بعد تمہارا نکاح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہوگا۔

پس سکران رضی اللہ عنہ اسی دن بیمار ہوگئے اور تھوڑے ہی دنوں بیمار رہ کر فوت ہوگئے۔ اس کے بعد حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہوگیا۔

حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ بن رافع کا بہ سلسلہ سفر مکہ پہنچنا اور ان کا دعوت اسلام کو قبول کرنا:

حاکم نے حضرت رفاعہ بن رافع زرقی سے روایت کی کہ حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ نے اپنے خالہ زاد بھائی معاذ بن عفراء کے ہمراہ ایک سفر پر روانہ ہوئے اور اسی سفر کے سلسلے میں مکہ مکرمہ پہنچے اور کچھ دنوں حرم مکہ میں قیام کیا۔ یہ واقعہ انصار کے آنے سے پہلے کا ہے۔[1] حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو رفاعہ نے دیکھا اور آپ نے اسلام کی دعوت ان کو دی اور فرمایا کہ اے مدنی مہمانو! تمہارے خیال میں آسمانوں، زمین اور ان بلند پہاڑوں کو کس نے پیدا کیا ہے؟"

انہوں نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ نے

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم کو کس نے پیدا کیا ہے؟

انہوں نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ نے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر پوچھا: ان اصنام کو جن کی پوجا عام طور پر کی جا رہی ہے، کس نے تراشا ہے اور ان کے مجسمے بنائے ہیں؟"

ان دونوں مدنی مسافروں نے جواب دیا: ہم ہی میں سے کچھ لوگوں نے پتھروں اور معدنی اشیاء سے ان کو بنا لیا ہے۔"

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے بعد سوال کیا تو ذرا انصاف کرو اور سوچو تو کہ خالق پرستش کے لائق ہے یا یہ ادنیٰ، بے حس اور معدنی

---

[1] ہجرت سے ڈیڑھ سال پہلے اوس اور خزرج میں جو مدینہ کے دو قبائل تھے سخت لڑائی ہوئی تھی جو جنگ بعاث کے نام سے مشہور ہے اس لڑائی کے نتیجے میں خلاف امید اوس کو فتح حاصل ہوئی اس معرکہ کے بعد تیسرے مہینے جب کہ حج کا زمانہ تھا۔ مغلوب خزرجیوں میں سے چھ افراد پر مشتمل ایک جماعت حج کیلئے مکہ میں آئی۔ اس کو حضور صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے اپنے تبلیغی طریقہ کار کے مطابق ان کو دعوت اسلام دی۔ ان لوگوں نے چونکہ حضور صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کا ذکر مدینہ میں سنا تھا اس کے علاوہ مدینہ کے یہودیوں کی زبانی ان کے کانوں میں یہ بات پڑ چکی تھی کہ نبی آخر کے ظہور کا زمانہ قریب ہے جن کی بدولت یہود کو پھر غلبہ حاصل ہوگا' اس وجہ سے ان افراد نے آپ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی باتوں پر توجہ کی اور متاثر ہو کر آپس میں ایک دوسرے کو دیکھنے لگے اور کہا یہ وہی نبی ہیں ایسا نہ ہو کہ قبیلہ اوس یا مدینہ کے یہودی ہم سے سبقت لے جائیں لہٰذا وہ سب مسلمان ہوگئے۔ یہ واقعہ حضور صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی ہجرت سے پندرہ ماہ قبل کا ہے۔ یہ حضرت جب مدینہ واپس آئے تو دوسرے لوگوں سے تذکرہ کیا اور اس طرح مدینہ میں اسلام کا نام روشناس ہوگیا۔

مخلوق؟ ان سے کہیں زیادہ محترم اور برتر تو خود انسان ہے کہ جس نے ان پر تیشہ چلا کہ ان کا یہ پیکر تراشا ہے۔ پس اے بندگانِ خدا! میں تم کو اس اللہ بزرگ و برتر کی بندگی اور فرمان برداری کی دعوت دیتا ہوں کہ جس کی فرماں برداری میں ہم دنیا کی ہر چیز اور ساری کائنات لگی ہوئی ہے۔ ہوائیں' بادل' چاند اور سورج وغیرہ سب اس کے ہی تابع فرمان ہیں۔ اس کی ذات وصفات میں کوئی شریک ہے نہ اس کے حقوق اور اختیارات میں' میں اسی خالق' مالک اور اصل حاکم و بادشاہ کا پیغامبر ہوں۔ میں صلۂ رحمی کرنے اور ذاتی اور موروثی عداوتوں کو ترک کر دینے کی تلقین کرتا ہوں۔''

حضور علیہ السلام کی پراثر باتیں سن کر میں چلا آیا اور خانہ کعبہ کا طواف کرنے کے بعد سات تیر نکالے اور ان میں سے ایک تیر کو حضور علیہ السلام کے نام کا ٹھیرایا اور خانۂ کعبہ کی طرف منہ کر کے فال لینے کا ارادہ کیا اور دعا کی کہ اے خدا جس دین کی طرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم دعوت دیتے ہیں اگر وہ حق ہے تو اس تیر کو سات مرتبہ نکال دے۔ اس کے بعد میں نے تیروں کو چھوڑا اور حضور علیہ السلام کے نام کا تیر ساتوں مرتبہ نکلا۔ پس مجھے اطمینان ہو گیا اور میں نے پورے اخلاص اور سچی عقیدت سے پڑھا ''اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللہِ۔''

مکی عہد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتی تبلیغ اور اُس کے نتائج

بیہقی نے بہ طریق ابن شہاب اور موسیٰ بن عقبہ روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال حج کے موقع پر قبائل عرب کے پاس بہ نفس نفیس تشریف لے جاتے یا جہاں پر لوگوں کا جمگھٹا دیکھتے وہاں جا کر نہایت پراثر طریق پر دعوت اسلام دیتے اور لوگوں کو فرداً فرداً بھی حکیمانہ انداز پر تبلیغ فرماتے۔ ایک مرتبہ حسب دستور حج کے موقع پر قبائل ثقیف کو دعوت اسلام پیش فرمائی مگر ان کو توفیق قبولیت نہ ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے آئے اور ایک احاطہ کے سائے میں غمگین حالت میں کھڑے ہو گئے۔ وہ احاطہ عتبہ اور شیبہ برادران کا تھا جو ربیعہ کے بیٹے اور قریش کے سرداروں میں سے تھے۔ جب انہوں نے حضور علیہ السلام کو کھڑا دیکھا تو اپنے غلام کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بلانے کے لیے بھیجا اس کا نام عداس تھا اور نصرانیت سے تعلق رکھتا تھا۔

جب وہ آیا تو حضور علیہ السلام نے پوچھا: تم کس علاقے کے رہنے والے ہو؟

عداس نے جواب دیا: میں نینوا کا باشندہ ہوں۔

آپ نے فرمایا: تم اس مرد صالح حضرت یونس بن متی کے شہر سے تعلق رکھتے ہو؟

عداس نے پوچھا: کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم یونس بن متی سے واقف ہیں؟

آپ نے ارشاد فرمایا: میں اللہ کا رسول ہوں اور اللہ نے مجھ کو ان سے واقف کرایا ہے۔ یہ جواب سن کر عداس نے حضور علیہ السلام کے قدموں کو پکڑا اور پیشانی کو بوسے دینے لگا۔ جب عتبہ اور شیبہ نے اپنے غلام کو ایسا کرتے دیکھا تو وہ سکتہ میں رہ گئے پھر جب وہ واپس ہوا تو ان دونوں نے کہا کہ تجھے کیا ہوا ہے کہ ان کے پیروں کو چھو رہا تھا؟ عداس نے جواب دیا بلاشبہ وہ مرد خاص اور ہادی دین ہے۔ انہوں نے مجھے ایسی شے کی خبر دی ہے جسے پورے طور صرف رسول ہی سمجھتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے ہمارے وطن میں ہماری قوم کے اندر مبعوث فرمایا تھا اور وہ اللہ کا نبی' یونس بن متی تھا۔ اس کی باتیں سن کر برادران عتبہ وشیبہ ہنسے اور کہنے لگے۔ یہ قرشی کاہن تجھ کو

تیرے دین نصرانیت سے پھیر دے گا۔ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)

شیخین نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: ''آپ پر اُحد کے دن سے زیادہ شدید اور ناگوار دن کوئی اور بھی آیا ہے؟'' ارشاد فرمایا:

تمہاری قوم کی جانب سے سب سے زیادہ طائف میں۔ ''یوم العقبہ'' میں گزرا[1] ہے۔ جبکہ میں ثقیف کے سردار عبدیالیل کے پاس بہ نفس نفیس خود پہنچا اور اس نے میری طرف سے دعوت اسلام کو سن کر منہ بگاڑا اور بیزاری اور تردید کے طور پر رخ موڑ لیا۔ سرکشی اور جہالت سے اعتراض کئے۔ لہٰذا میں واپس لوٹا میرے چہرے سے انتہائی غم اور حزن وملال ظاہر تھا جو دور نہ ہوا یہاں تک کہ میں چل کر ''قرن الثعالب'' آ گیا۔ افراط غم سے میرا سر برابر جھکا رہا' یہاں آ کر میں نے سر اٹھایا تو دیکھا کہ ابر مجھ پر سایہ کئے ہوئے ہے۔ جب میں نے غور سے دیکھا تو جبریل سایہ فگن تھے۔ پھر انہوں نے کہا:

اللہ تعالیٰ نے ہر بات پر نظر رکھتا ہے وہ سرداران ثقیف کے کفر اور اس رویہ سے آگاہ اور واقف ہے جو انہوں نے آپ کے ساتھ برتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رنج اور تکلیف پہنچائی پس اللہ تعالیٰ نے آپ کے پاس پہاڑوں پر مامور فرشتہ کو بھیجا ہے کہ وہ آپ کے منشا کی تعمیل کرے۔

پھر فرشتہ جبال نے آگے بڑھ کر سلام کیا اور کہا کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں تو اخشبین پہاڑوں کو ملا دوں تاکہ بنو ثقیف کچل جائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں میں ہرگز ایسا نہیں چاہتا بلکہ میری تمنا تو صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے اصلاب سے ایسی اولاد پیدا کرے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اور کسی کو اس کا شریک نہ بنائے۔

بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ مجھ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا اور

---

[1] انسانی فوز وفلاح اور ہدایت ورہنمائی کے عظیم الشان کام کیلئے جب حضرت ابن مریم علیہ السلام کی پیشین گوئی کے مطابق سرور عالم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم تشریف فرما ہوئے تو آدم علیہ السلام کی بگڑی ہوئی اولاد اپنے سارے کرتوت کے ساتھ مقابلے کیلئے اٹھ کھڑی ہوئی اور وقت کے اشرار حجاز کا کانا بن کر ایسے لگے کہ وہ تمام مصیبتیں اور ایذائیں جو انبیائے سابقین علیہم السلام پر آزمائی گئی تھیں (ان سب کو شیطان مردود نے یکجا کر کے آمنہ کے لال پر آزمایا۔

یوں تو حضور صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی زمانہ رسالت کی زندگی از سرتاپا کشمکش اور مصائب کی زندگی تھی' اس حدیث میں طائف کے ''یوم العقبہ'' کا ذکر ہے جس کا مختصر ترین خلاصہ یہ ہے کہ جب سرداران قریش کو بیشتر اہل مکہ کے اسلام قبول کرنے سے مایوسی ہوگئی تو اشاعت اسلام کیلئے شب وروز تدبیریں سوچنے اور راہیں نکالنے پر غور کرنے کے بعد آپ نے طائف جانے اور سرداران ثقیف کو دعوت اسلام دینے کا قصد فرمایا چنانچہ زید بن حارثہ کو ہمراہ لے کر جب وہاں پہنچے تو قبائل ثقیف کے تینوں سرداروں یعنی عبدیالیل' مسعود اور حبیب نے نہ صرف یہ کہ دعوت کو رد کر دیا بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی تذلیل کی اور آبادی کے اوباشوں کو پیچھے لگا دیا کہ اچھی طرح خبر لیں جس کے نتیجے میں حضور صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے جسم مطہر پر ایسی شدید چوٹیں آئیں کہ سارا جسم لہولہان ہو گیا نعلین مبارک خون میں بھر گئیں حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کو حضرت زیدؓ کے ساتھ جان کی حفاظت کیلئے ایک باغ کے اندر تاکستان کے قطعہ میں پناہ گزین ہونا پڑا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم اپنے مبارک جسم کو خون سے صاف کرتے ہوئے اپنے رب سے یہ دعا کر رہے تھے:

یا اللہ میں: میں تجھ ہی سے اپنی کمزوری اور بیکسی اور لوگوں کی اس جرات وبیباکی کی شکایت کرتا ہوں' اے ارحم الراحمین تو ہی کمزوروں اور ضعیفوں کا رب ہے اور تو ہی میرا پروردگار ہے۔

یا اللہ میں: میری یہ قوم نادان ہے مجھے امید ہے کہ اگر یہ ایمان نہیں لاتے تو ان کی اولاد ضرور ایمان لائے گی۔

حضور نے براہ راست قبائل عرب کو خطاب کرنے اور دعوت اسلام دینے کا آغاز فرمایا[1]

اور تحریک اسلامی عوامی مرحلے میں داخل ہوئی تو ایک روز میں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ عربوں کی ایک مجلس میں پہنچے وہاں پر مغروق بن عمرو اور ہانی بن قبیصہ بھی تھا۔ مغروق نے سوال کیا کہ آپ کس بات کی دعوت دیتے ہیں؟''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تم کو اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ اکیلا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمد اس کے بندے اور رسول ہیں اور میں اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ تم میرے وفادار رہو' محبت کرو اور اخلاص عمل کے ساتھ کاموں میں میری مدد کرو کیونکہ اہل قریش حکم الٰہی پر غالب آنے اور اس کے اجراء کو روکنے کی اجتماعی جدوجہد جاری رکھے ہوئے ہیں اور حق' سچائی اور خیر کو پھیلنے' عام ہونے اور غالب آنے کو یکسر روک کر اس کی جگہ شر' فساد اور باطل کو مضبوط بنیادوں پر قائم کرنا' ابھارنا اور پروان چڑھانا چاہتے ہیں" یہ سن کر مغروق نے کہا:

واللہ میں نے اس سے زیادہ اچھی بات کبھی نہیں سنی۔'' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَاحَرَّمَ رَبُّکُمْ (الایات) تلاوت کی۔ جس کو سن کر مغروق نے کہا کہ خدا کی قسم' یہ اہل زمین کا کلام نہیں ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کریمہ

---

[1] حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بغرض تبلیغ متعدد بستیوں میں تشریف لے جاتے اور دعوت اسلام دیتے چنانچہ واقدی اور ابونعیم نے ابن رومان اور عبداللہ بن ابوبکر وغیرہم سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنی کندہ کی بستی میں تشریف لائے اور حضور نے بنی کندہ پر اسلام پیش کیا مگر انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اس وقت اس قوم کے سب سے کم عمر شخص نے اٹھ کر کہا کہ اے بزرگو تم اس شخص کی طرف سبقت کرو قبل اس کے کہ یہ تمہاری طرف سبقت کریں۔ خدا کی قسم اہل کتاب بتاتے ہیں کہ ایک نبی حرم سے ظاہر ہوگا اور اس کے ظہور کا زمانہ یہی ہے۔ یہ بات سن کر بھی انہوں نے انکار کیا۔

[2] اسی قسم کی ایک اور دعوت تبلیغ کو واقدی اور ابونعیم نے روایت کیا ہے جس کو عبداللہ والصہ عبسی نے اپنے والد سے اور انہوں نے دادا سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منیٰ میں ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ نے ہمیں دعوت اسلام دی ہم میں سے کسی نے بھی آپ کی اس دعوت کو قبول نہیں کیا حالانکہ ہمارے اس انکار میں خیر نہ تھی' ہمارے ساتھ میسرہ بن مسروق عبسی بھی تھا۔ انہوں نے ہم سے کہا کہ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر ہم اس شخص (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی تصدیق کریں اور ہم ان کو عزت کے ساتھ سوار کرا کے اپنے ساتھ اپنے اموال پر لے جائیں تو یقیناً بہتر ہوگا۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ان کا دین ضرور غالب ہوگا اور حد کمال تک پہنچے گا مگر میری قوم نے انکار کیا اور پلٹ آئے۔ اس وقت میسرہ نے لوگوں سے کہا کہ ہمیں فدک کی طرف چلنا چاہئے وہاں یہود آباد ہیں ہم ان سے اس شخص کے بارے میں دریافت کریں گے چنانچہ سب لوگ فدک کی جانب چل دیئے ان کے پاس پہنچ کر ان لوگوں میں جو بزرگ تھا اس سے میسرہ نے بھی یہی سوال کیا۔ یہود نے ایک بستہ نکالا اور اسے اپنے آگے رکھ کر کتاب کھولی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر پڑھنے لگے اس میں تحریر تھا کہ وہ نبی امی عربی ہوگا۔ دراز گوش پر سواری کرے گا اور ایک پارہ نان پر قناعت کرے گا نہ وہ طویل القامت ہوگا نہ پستہ قد نہ گھنگریالے بال ہوں گے نہ لٹکے ہوئے اس کی آنکھوں میں سرخی ہوگی اور اس کا رنگ سرخی کی طرف مائل ہوگا تو اگر اس حلیہ کا شخص تمہیں دعوت دے تو تم اس کی دعوت قبول کر لینا اور اس کے دین حق میں داخل ہو جانا چونکہ ہم اس سے حسد رکھتے ہیں اس لیے ہم یہودی اس کے دین حق کی پیروی نہیں کریں گے' عرب میں کوئی ایسا شخص باقی نہیں رہے گا جو یا اس کی پیروی کرے گا یا اس کے ساتھیوں کے ہاتھوں قتل ہوگا۔ یہ سن کر میسرہ عبسی نے کہا اے قوم اب تو بات بالکل واضح ہوگئی اب ایمان لے آؤ۔ خود میسرہ عبسی نے حجۃ الوداع کے سال اسلام قبول کیا۔

قرآن حکیم نے حنین کے اس غزوہ کا ذکر سورہ توبہ میں کیا ہے۔ مسلمانوں کی اور اس درجہ مخلص' سرفروش فدائے اسلام اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جان چھڑکنے والے سچے اور پکے مومنوں کی وقتی طور پر تائید خداوندی کی طرف سے غفلت کو معاف نہیں فرمایا گیا۔ عین اسی وقت اور فوراً تنبیہ اور تادیب کی گئی کہ جو لوگ بندگی' عبادت' دین کے قیام کی جدوجہد وغیرہ میں کم یا زیادہ حصہ لے کر اور وقت یا کمائی کھپا کر غرور اور گھمنڈ کرنے لگیں وہ اس واقعہ سے عبرت اور نصیحت حاصل کر کے فوراً تائب ہو جائیں اور قرآن کے اس حصے کو قیامت تک کے لیے سچے طالبین حق کے واسطے تذکیر اور تصحیح خیال و عمل کا ذریعہ بنا دیا گیا۔ ارشاد فرمایا گیا

کی تلاوت کی۔ اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ (الآیہ) سن کر مفروق نے کہا:

''میں اس میں کچھ شبہ محسوس نہیں کرتا کہ آپ نے مکارم اخلاق اور محاسن اعمال کی نہایت ہی اعلیٰ تعلیم دی ہے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم جلد ہی دیکھ لو گے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو کسریٰ کی سرزمین ان کے حسین شہروں اور محفوظ قلعوں کا وارث بنا دے گا۔ ان کی بیگمات تمہارے تصرف میں ہوں گی اور تم اللہ تعالیٰ کے احسانات کے اعتراف میں اس کی حمد وثنا اور تسبیح و تقدیس کرتے ہو گے۔

ابونعیم نے روایت کی کہ بکر بن وائل کے لوگ حج کرنے آئے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِیْ مَوَاطِنَ كَثِیْرَةٍ وَّیَوْمَ حُنَیْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَیْـًٔا وَّضَاقَتْ عَلَیْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّیْتُمْ مُّدْبِرِیْنَ ۝ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِیْنَتَهٗ عَلٰی رَسُوْلِهٖ وَعَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ۚ وَعَذَّبَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ؕ وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِیْنَ ۝ (پ ۱۰، سورۃ توبہ، رکوع ۴، آیت ۲۵، ۲۶)

اللہ نے بہت سے موقعوں پر تمہاری مدد کی اور حنین کے دن بھی جب کہ تم کو اپنی کثرت پر ناز تھا حالانکہ وہ کچھ کام نہ آئی اور زمین باوجود اپنی وسعت کے تمہارے اوپر تنگ ہوگئی اور تم پیٹھ پھیر کر بھاگے۔ پھر اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمانوں پر تسلی نازل کی اور وہ فوجیں اتاریں جن کو تم نے نہیں دیکھا اور کافروں کو سزا دی اور کافروں کا بدلہ یہی ہے۔

شکست فاش و ہزیمت اٹھانے کے بعد ہوازن کے کچھ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آکر مسلمان ہوئے اور عرض کیا: "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم آپ کے رشتہ دار اور قرابت مند ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضاعی والدہ حلیمہ ہمارے قبیلہ کی ایک خاتون تھیں۔ اگر کسی دوسرے فرمانروائے عرب مثلاً نعمان بن منذر یا حارث غسانی وغیرہ میں سے کسی نے ہمارے خاندان میں دودھ پیا ہوتا تو ہم ان کو ان سے بہت کچھ امیدیں ہوتیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی سے تو ہم ان سے بھی زیادہ توقع رکھتے ہیں۔ حضور! جو خواتین مصیبت مآب اس جنگ میں گرفتار کی گئی ہیں ان میں سے بہت سی آپ کی خالہ، پھوپھیاں اور بہنیں ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ تم کو اپنا مال زیادہ عزیز ہے یا عیال؟ ان لوگوں نے کہا: ان دونوں میں سے ہم اپنے عیال کو ترجیح دیتے ہیں۔ رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے اور بنی ہاشم کے حصوں میں جس قدر تمہارے عیال آئے ہیں، میں تم کو واپس کر دوں گا لیکن میرے امیدوارو! میں تم کو ایک موثر تدبیر بتاتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ جس وقت میں نماز ظہر پڑھا کر فارغ ہوں اس وقت تم لوگ مسلمانوں کے سامنے میرا واسطہ دیکر اپنے عیال کو مانگنا۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی رحم کی اپیل کے جواب میں اعلان فرمایا کہ جو ہاشم کی ملکیت اور حصوں میں جس قدر تمہاری عورتیں اور بچے ہیں ان سب کو میں نے تمہیں واپس کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس اعلان بخشش کو سن کر سارے مسلمان بول اٹھے کہ جس قدر ان کے اہل و عیال ہمارے حصوں میں آئے ہیں ہم نے ان کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرتے ہوئے اہل ہوازن اور ثقیف کو بخشا۔

دراصل ان قبائل میں وہ اوصاف موجود تھے جو کسی جماعت کی حریت، ترقی اور تنظیم وغیرہ کیلئے ضروری ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور پھر جملہ مسلمانوں کا ان کے ساتھ سلوک کوئی معمولی بات نہ تھی پھر انہوں نے چند دن مسلمانوں کو فرداً فرداً بھی اور پوری جماعتی حیثیت سے بھی بہت نزدیک سے دیکھا اور ان کی ان گنت خوبیوں سے وہ متاثر اور مسحور ہوگئے ہوں گے۔ ان کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں اندازہ یہی ہوگا کہ وہ قوموں کے سرداروں کی طرح چند عیار اور جرات مند ساتھیوں کے سہارے اپنی قیادت منوا رہا ہے یا سیاسی فرمانرواؤں اور حکمرانوں کی طرح ایک قہار اور جبار اور خود مختار حاکم ہوگا اور سچ تو یہ ہے کہ اس وقت تک دنیا میں بس ایسی ہی نظیریں ملتی تھیں انہوں نے وہ کچھ دیکھا جو اوپر بیان ہوا ہے اور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت، سیرت اور اپنوں اور غیروں کے ساتھ ان کے طرز معاملات نے ثقیف اور ہوازن کے دلوں کو جیت لیا لہٰذا جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چار ماہ بعد مکہ معظمہ کا انتظام و انصرام کر کے مدینہ منورہ تشریف لے آئے تو نو روز ثقیف نے ایک وفد خدمت اقدس میں بھیجا۔ اس وفد کے لیڈر اور قائد وہی عبد یالیل تھے جن کا ذکر صفحہ ۳۵۳ کے حاشیہ پر بھی آپ کی نظر سے گزر چکا ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفد کیلئے مسجد نبوی سے متصل خیمہ نصب کرایا ان لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دوبارہ پھر دیکھا نمازوں کے منظم، مطہر اور مہذب و شستہ اجتماعات نے اسلام کی تقدیس ان کے دلوں میں بٹھا دی اور وہ اسلام لے آئے۔

کے ہمراہ تشریف لے گئے اور ان کو قبول اسلام کی دعوت دی۔ انہوں نے کہا کہ کہ اے سردار حارثہ کو آنے دیجئے حارثہ نے آنے کے بعد جواب دیا۔ ہم ان دنوں اہل فارس سے مصروف پیکار ہیں جب اس سے فارغ ہو جائیں گے تو جو کچھ آپ ﷺ کہتے ہیں اس پر غور کر سکیں گے۔

جب وہ مقام ذی قار میں فارس کی مسلح اور تربیت یافتہ افواج کے بالمقابل صف آراء ہوئے تو ان کو اپنی تعداد کی کمی سامان کی قلت اور جدید اصول جنگ سے ناواقفیت کا احساس تھا۔ کچھ دیر غور کرنے کے بعد بنی بکر کے سردار نے سر اٹھایا اور اپنے جنگ جو جوانوں سے وہ اس طرح سوال کرنے لگا:

''اس شریف صورت' اثر انداز شخصیت اور خوش کلام خطیب کا کیا نام تھا جس نے حرم مکہ میں ہم کو دعوت اسلام دی تھی؟''

جوانوں نے کہا کہ: ''محمد ﷺ'

سردار لشکر نے کہا کہ اسی دم تمام فوج میں منادی کرا دو کہ'' ہمارے لشکر کا نشان محمد ﷺ اور ہمارا نعرہ یا محمد ہے پس جنگ کے نتائج بنی بکر کے حق میں رہے اور فارسی لشکر ہزیمت کھا گیا[1]

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معلوم ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ نے اسی بنا پر ان کو غلبہ دیا اور فتح مند کیا ہے۔

میں نے دیکھا ہے کہ آمدی کی شرح دیوان اعشیٰ میں اس سلسلے میں ایسی ہی تصریح کی گئی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ذی قار کی جنگ رسول اکرم ﷺ کی بعثت کے بعد واقع ہوئی تھی اور جبریل علیہ السلام نے اس جنگ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے کر دکھایا۔ اس وقت بنی بکر اہل فارس پر حملہ کر رہے تھے۔ اس وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا کی۔

اَللّٰھُمَّ انصر بکر بن وائل۔ الٰہی بکرہ بن وائل کی نصرت فرما۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ دعائیہ کلمات دو مرتبہ ادا کئے۔ آپ تیسری مرتبہ کہنے کا ارادہ فرما ہی رہے تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ یارسول اللہ آپ مستجیب الدعوات ہیں جب آپ ان کے لیے یہ دعا فرمائیں گے کہ ان کے لیے ہمیشہ نصرت رہے۔'' تو یہ دعا ہمیشہ کیلئے ان کے ساتھ قائم رہے گی اور پھر کوئی ان پر غالب نہ آ سکے گا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ابتدا میں جو دعا دو بار فرمائی تھی اسی دم فارسیوں کو ہزیمت ہوگئی۔ رسول اللہ ﷺ نے مسرور ہو کر تبسم فرمایا اور ارشاد کیا کہ یہ پہلا دن ہے کہ عرب نے عجم سے بدلہ لے لیا ہے۔

ابونعیم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ مکہ میں جب رسول اللہ ﷺ نے نقیبوں کو منتخب فرمایا تو اس موقع پر لوگوں کو احساس کمتری سے بچانے کے لیے کہا: ''تم میں سے کوئی شخص اپنے دل میں وسوسہ پیدا نہ کرے کیونکہ میں اسی شخص کو منتخب کرتا ہوں

---

[1] بخاری نے اپنی تاریخ میں اور بغوی نے اپنی معجم میں خرم ضبعی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا'' ذی قار'' کی جنگ کا دن وہ پہلا دن ہے جس میں عرب نے عجمیوں سے بدلہ لے لیا۔

بخاری نے تاریخ میں بقی بن مخلد نے اپنی مسند میں اور بغوی نے اس کے مثل بشیر بن یزید ضبعی سے روایت کی ہے کلبی نے کہا کہ ابو صالح نے حضرت ابن عباس سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں'' ذی قار'' کی جنگ کا ذکر ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ پہلا دن ہے جس میں عرب نے عجم سے بدلہ لیا ہے اور میرے وسیلے سے ان کی مدد ہوئی ہے۔

جس کی جانب حضرت جبریل علیہ السلام اشارہ فرمادیتے ہیں۔

ہجرت کے موقع پر معجزات کا ظہور

حاکم اور بیہقی نے جریر سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی فرمائی کہ ان تین شہروں میں سے جس شہر میں آپ قیام کریں گے؟ وہی آپ کا دار ہجرت ہوگا مدینہ بحرین یا قنسرین۔

امام بخاریؒ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں سے فرمایا مجھ کو تمہارا مقام ہجرت دکھایا گیا ہے۔ میں نے اس کو ایک سنگلاخ اور نخلستانی علاقہ پایا اور لابتین کے درمیان ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ سے مسلمانوں نے یہ خبر سنی تو مدینہ ہجرت شروع کردی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی تیاری کرنے لگے تو حضور علیہ السلام نے فرمایا تم ابھی انتظار کرو۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ہجرت کا حکم دے دے گا۔

ابن سعد نے حضرت ابن عباس سے اور انہوں نے سراقہ بن جشم سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ جب مکان سے باہر تشریف لائے اور مشت خاک ان کے سروں پر ڈال کر سورہ یٰسین کی آیتیں تلاوت فرماتے ہوئے گزر گئے اس وقت کسی شخص نے کہا کہ تم کس انتظار میں بیٹھے ہو محمد ﷺ تو تمہارے سامنے سے گزر بھی گئے۔ کافروں نے کہا کہ خدا کی قسم ہم نے ان کو نہیں دیکھا اور وہ اپنے سروں سے مٹی جھاڑ کر کھڑے ہوگئے۔ ادھر رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ غار ثور کی طرف تشریف لے گئے۔ جب یہ دونوں حضرات غار میں داخل ہوگئے تو مکڑی نے بحکم الٰہی غار کے دہانے پر جالا بن دیا۔

بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ قریش دارالندوہ میں جمع ہوئے اور حضور علیہ السلام کے قتل کا منصوبہ بنایا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر اس کی اطلاع حضور علیہ السلام کو دی اور خدا کا حکم پہنچایا کہ آپ اس جگہ شب باشی نہ کریں جہاں روزانہ شب باشی فرماتے ہیں اور مکہ سے مدینہ کو ہجرت کرنے کی اجازت بھی عطا ہوئی۔

بیہقی نے ابن اسحاق سے روایت کی کہ ہجرت کے وقت قریش دروازے پر تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلا تامل گھر سے باہر جانے کے لیے اٹھے۔ ہاتھ میں مٹی لے کر ان کفار کے چہروں کی طرف پھینکی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یٰسٓ ۝ وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ کی سورت فَأَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ کی تلاوت فرمائیں۔[1]

شیخین نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ مجھ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب ہم غار ثور میں تھے تو مشرکین دہانے پر پہنچ گئے۔ تب میں نے حضور علیہ السلام سے کہا کہ اگر یہ لوگ پاؤں کی طرف دیکھ لیں تو ہم پر نظر پڑ جائے۔ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: مَا ظَنُّكَ بِاثْنَيْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا تمہیں ان دونوں سے بے خوف رہنا چاہئے۔ جن دو کے ساتھ تیسرا اللہ ہے۔[2]

شیخین نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ مشرکین نے ہمیں بہت تلاش کیا مگر کوئی ہم کو نہ پا سکا بجز سراقہ بن مالک کے جو گھوڑے پر سوار تھا اس پر میری نگاہ پڑی تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ اس تلاش کرنے والے

---

1 فَأَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ پھر ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا تو وہ نہ دیکھ سکے۔ 2 تم کیا گمان کرتے ہو دو کے ساتھ تیسرا اللہ تعالیٰ ہے۔

نے ہمیں پالیا ہے۔ آپ نے جواب میں فرمایا اندیشہ نہ کرو اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔

جب ہمارے اور سراقہ کے درمیان صرف چند تیروں کا فاصلہ رہ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے دعا کی کہ اے خدا تو جس طرح مناسب سمجھے ہمیں اس سے بچا۔'' تو مرکب کے پیر اس کے پیٹ تک زمین کے اندر دھنس گئے۔

سراقہ نے کہا کہ اے محمد ﷺ میں نے جان لیا ہے کہ یہ بھی آپ کا معجزہ ہے۔ میں جانتا ہوں کہ درگزر اور رواداری آپ ﷺ کی فطرت ہے پس مہربانی کیجئے اور خدا سے دعا کیجئے کہ میں جان کے ضرر اور اس عذاب سے چھوٹوں۔ میرا وعدہ ہے کہ میں آپ دونوں حضرات کی خبر اور اس مقام کی اطلاع ہرگز کسی کو نہ دوں گا۔ رحمت عالم نے دعا کی تو اس کا گھوڑا نکل آیا اور وہ اپنی جان کی خیر مناتا ہوا واپس چلا گیا۔

ابن سعد! بیہقی اور ابونعیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی' فرمایا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مشرکین مکہ سے بچ کر ہجرت کے سفر پر روانہ ہوئے گھوڑے کی ٹاپوں جیسی آواز سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مڑ کر دیکھا تو ایک سوار ان کے نزدیک ہی پہنچ چکا تھا' آپ نے کسی قدر پریشان ہو کر کہا:

اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ گھوڑا سوار ہمارے قریب آ گیا ہے۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی۔ اے خدا اس کو روک دے اس کے بعد دیکھا تو وہ گھوڑے سے گر رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ اے اللہ کے سچے رسول! میں اب آپ کا فرماں بردار ہوں اور اطاعت کے لیے حکم کا منتظر۔ حضور نے فرمایا تو اپنی جگہ ٹھہر اور کسی کو بھی ہماری طرف آنے نہ دے۔

یہ سوار سراقہ بن مالک تھا اور اس بارے میں حسب ذیل اشعار اس نے ابوجہل کو مخاطب کر کے کہے۔

اباحکم واللہ لو کنت شاھدا لامر جوادی اذ تسیخ قوائمہ

اے ابوالحکم خدا کی قسم اگر تو اس وقت موجود ہوتا جب ان کے حکم سے میرے گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس رہے تھے۔

علمت ولم تشککک بان محمدا رسول ببرھان فمن ذایقاومہ

اس وقت تو جان لیتا اور شک نہ کرتا کہ حضرت محمد ﷺ برہان کے ساتھ رسول ہیں۔ تو پھر ان کے مقابلے میں کون ٹھہر سکتا ہے۔

امام بخاری نے فرمایا: میں نے ابومحمد کوفی سے سنا ہے انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے عزم مہاجرت فرمایا تو لوگوں نے مکہ میں ایک آواز سنی کوئی کہہ رہا تھا کہ

ان یسلم السّعداك ان یصبح محمد من الامن لایخشی خلاف المخالف

اگر دو نیک بخت مسلمان ہو جائیں تو محمد ﷺ امن و آرام کے ساتھ رہیں اور انہیں کسی مخالف کو مخالفت کا اندیشہ نہ رہے۔

قریش نے کہا کہ اگر ہم ان دو نیک بختوں کو جانتے ہوتے جن کے بارے میں ہم نے سنا ہے تو ایسا اور ویسا اور یہ اور وہ کرتے۔

پھر دوسری رات کہتے سنا گیا۔

فیا سعد سعد الاوس ان کنت مانعا ویا سعد سعد الخزرجین انعطارف

تو اے گوش و ہوش والو! سن لو۔ ایک نیک بخت تو قبیلہ اوس کا سعد ہے اگر تم اس کو روک سکو اور دوسرا نیک بخت قبیلہ خزرج کا سعد ہے جو ایک شریف سردار ہے۔[۱]

احیبا الی داعی الھدیٰ وتمنیا علی اللہ فی الفردوس زلفۃ عارف

اے سعدین تم ہدایت کے داعی کی طرف سے جواب دو اور اللہ تعالیٰ سے فردوس میں مرتبہ عارفاں یا درجہ معرفت کی تمنا کرو۔

ابو نعیم نے روایت کی کہ حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے یہ بات معلوم ہوئی۔ انہوں نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی تو ہم تین دن اور تین رات ٹھہرے رہے ہمیں معلوم نہ تھا کہ حضور علیہ السلام کس طرف تشریف لے گئے ہیں چنانچہ ایک جن مکہ کے زیریں علاقے سے آیا اور اس نے کچھ اشعار گنگنائے اور لوگ اس کے تعاقب میں چلے' وہ اس کی آواز تو سنتے تھے مگر نظر نہ آتا تھا حتیٰ کہ مکہ کے بالائی مقام تک پہنچ گئے۔ وہ کہہ رہا تھا کہ

جزی اللہ رب الناس خیر جزائہ رفیقین قالا خیمتی ام معبد

اللہ تعالیٰ نے جو لوگوں کا رب ہے جزا دے اپنی بہترین جزا ان دونوں رفقاء کو وان دونوں نے کہا کہ ام معبد کے دو خیمے ہیں۔[۲]

بہت سے علماء نے جن میں بغوی ابن مندہ اور طبرانی وغیرہ نے ابو خالد سے روایت کی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے ہجرت فرمائی تو حضور علیہ السلام ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اور عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ سے روانہ ہوئے اور مدینہ کی سمت روانہ ہوئے۔ ان حضرات مکرم محترم کے راہبر عبداللہ بن اریقط تھے۔ خیر البشر دونوں ساتھیوں کے ساتھ ام معبد خزاعیہ کے دونوں خیموں کے پاس پہنچے تو وہ عمر رسیدہ و نیکوکار خاتون اپنے خیمہ سے باہر چادر میں لپٹی بیٹھی تھیں۔ انہوں نے اس مختصر اور برگزیدہ تر قافلے کی کھانے پانی سے تواضع کی پھر حضور علیہ السلام نے گوشت اور کھجوروں کے بارے میں دریافت کیا تا کہ ان سے کچھ خرید لیں۔ مگر بیچاری کے پاس موجود نہ تھا۔ آنحضرت نے دریافت فرمایا: اے خاتون یہ بکری کیسی ہے؟ انہوں نے کہا کہ بیمار ہے اسی وجہ سے ریوڑ کے ساتھ نہیں گئی ہے۔ اور دودھ سے بھی خشک ہو گئی ہے۔ آپ نے فرمایا اگر اجازت دو تو میں اس سے دودھ دوہ لوں؟

انہوں نے جواب دیا: اگر آپ ایک ایسی بکری سے دودھ کے لئے پرامید ہیں تو میرا کیا حرج ہے میری طرف سے اجازت ہے" تو اس بکری کو حضور علیہ السلام کے پاس لایا گیا آپ نے ان کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا اور بسم اللہ پڑھی اور ام معبد کی بکریوں کے حق

---

۱ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اوسی تھے اور حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ خزرجی تھے۔

۲ اس شعر کے بعد چھ اشعار اور پڑھے گئے' اشعار کا مطلب یہ ہے کہ" اللہ تعالیٰ جو انسانوں کا رب ہے۔ ان دونوں رفیقوں کو جزائے خیر دے جن دونوں نے ام معبد
کے دونوں خیموں میں قیام کیا اور دونوں رفیق ہدایت کے ساتھ ان میں ٹھہرے تو جس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رات بسر کی۔ اس نے ہدایت پائی۔
اے قصی کی اولاد! اللہ نے تم لوگوں سے ان نیک کاموں کے سبب ایسی سرداری کو دور نہیں کیا جس کا بدل نہیں ہے۔ بنی کعب کی عورتوں کی جوانیاں قائم رہیں۔
مسلمانوں کے لیے ان کی جگہ ام معبد کا خیمہ ہے!
اے عورتو! تم اپنی بہن ام معبد سے ان کی بکری اور ان کے برتن کے بارے میں پوچھو کہ کس طرح مریل بکری کے دودھ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے برتنوں کو
بھر دیا۔ اگر تم اس بکری سے بھی پوچھو گے تو وہ بکری گواہی دے گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بکری کو دوہا تو اس نے اتنا دودھ دیا کہ برتن پر ہو گئے۔

میں دعا کی بیمار بکری کے تھنوں میں دودھ اتر آیا۔ اسکے بعد حضور علیہ السلام نے ایک بڑے برتن میں دودھ دوہا یہاں تک کہ وہ بھر گیا اور جھاگ کناروں سے اوپر آ گئی۔ آپ نے ام معبد کو خوب سیر ہو کر دودھ پلایا پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اور عامر رضی اللہ عنہ کے بعد میں خود پیا اور ان سب افراد نے اس وقت تک شیر نوشی جاری رکھی جب تک برتن میں دودھ باقی رہا۔ جب ختم ہو گیا تو آپ نے دوبارہ اس بکری سے دودھ دوہا اور وہ برتن پھر لبریز ہو گیا جو ام معبد کے حوالے کر دیا گیا۔ اس کے بعد ام معبد سے بیعت لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگے جانے کے لیے سفر پر روانہ ہو گئے۔

اُم معبد کا شوہر چراگاہ سے گھر لوٹا تو کھانے میں اس کو دودھ بھی دیا گیا تو اس نے پوچھا: بیوی یہ کہاں سے آیا ہے؟ اُم معبد نے بیتے حالات بیان کیے ابو معبد نے کہا: اے اچھی بیوی اس اچھے اور عجیب مہمان کی کچھ علامتیں اور شناخت مجھ سے بیان کرو۔

اس کے جواب میں ام معبد نے کہنا شروع کیا۔ بہ حیثیت مجموعی وہ شخص نورانی صورت اور دل پذیر تھا۔ چہرہ وجیہہ اخلاق پاکیزہ، جسم تنومند، آنکھیں روشن، قد سڈول، پلکیں دراز، آواز لطیف، ریش گنجان، ابرو باریک و باہمی پیوستہ، اگر خاموشی کی حالت میں دیکھو تو پر تمکین و پروقار نظر آئیں۔ اگر گفتگو فرمائیں تو رخ انور اور ہاتھ بلند فرمائیں۔ لوگوں میں بیٹھیں تو سب سے خوبصورت دور سے نظر ڈالیں تو بارعب نظر آئیں۔ کلام شیریں جملے جامع اور مختصر، باتوں کا بلا کا اثر، قد نازک میں عجیب تعدیل نہ کوتاہ نہ طویل، ان کے ساتھی احکام کو توجہ سے ساعت کرتے اور تعمیل میں عجلت کرتے ہیں۔ مزاج میں اعتدال تندی اور نہ بختی ان کے مختصر اوصاف ہیں۔

ابو معبد نے کہا کہ ہوں نہ ہوں وہ تو قریشی بزرگ ہیں جن کے بارے میں مکہ کے لوگوں نے ہمیں بتایا کہ وہ اللہ کی طرف سے پیغام دینے والے ہیں۔

بغوی اور ابونعیم وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ ام معبد بیان کرتی تھیں کہ وہ بکری جس کا دودھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکالا تھا۔ عہد فاروقی تک ان کے پاس رہی اور وہ ہر حالت میں صبح و شام کثیر مقدار میں دودھ دیتی رہی۔

بیہقی نے حضرت انس سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر ہجرت کے موقع پر قبا[1] سے چل کر مدینہ طیبہ پہنچے تو تمام مسلمانان مدینہ میں سے ہر ایک کی آرزو تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے مہمان رہیں وہ آگے بڑھتے اور ناقہ کی مہار پکڑ پکڑ لیتے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا اونٹنی کو چھوڑ دو۔ یہ اونٹنی مامور من اللہ ہے۔ یہ جہاں بیٹھ جائے گی اس جگہ ہمارا قیام ہوگا۔ اس وقت بنی نجار کی لڑکیاں مسرت و شادمانی کے گیت خوش الحانی اور ترنم کے ساتھ گاتی اور ہاتھوں سے دف بجاتی ہوئی نکل آئی تھیں۔

نحن جوار من بنی النجار   یا حبذا محمدٌ من جار

ہم نسل نجار سے شریف لڑکیاں ہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کس قدر اچھے نگہبان پڑوسی ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب حضور علیہ السلام یثرب میں رونق افروز ہوئے تو ایک زاویہ پر لڑکیوں اور لڑکوں نے مل کر گایا۔

طلع البدر علینا   من ثنیات الوداع

---

[1] قبا مدینہ سے مکہ کی سمت ۳ میل پر ایک قریہ کا نام ہے آپ نے وہاں چار روز قیام فرمایا بنی عمرو بن عوف کے مہمان ہوئے دوران قیام وہاں مسجد کی بنیاد ڈالی جو معبد اسلام کی سب سے پہلی مسجد ہے۔ جمعہ کے روز ۱۲ ربیع الاول مطابق ۲۴ ستمبر ۶۲۲ء کو وہاں سے روانہ ہو کر مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوئے اور یہاں حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے گھر کو قیام سے سعادت بخشی۔

وجب الشکر علینا مادعا اللہ داع

یعنی چودھویں رات کا چاند ثنیات الوداع سے ہم پر تو افگن ہوا ہے پس ہم پر شکر خداوندی لازم ہے جب تک دعا گو خدا سے طلب دعا کریں۔

ایھا المبعوث فینا بالامرا المطاع

یعنی اے ہمارے لئے انتخاب شدہ اور تشریف فرما۔ آپ قابل عمل (اور باعث فلاح) امور کا تحفہ لیکر تشریف فرما ہوئے ہیں۔

حاکم اور بیہقی نے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے تمہاری یعنی مسلمانان مکہ کی ہجرت کا مقام دکھایا گیا جو سنگلاخ اور شورزار علاقے کے درمیان ہے۔ میرے خیال میں وہ مقام ہجر ہو سکتا ہے یا مقام یثرب۔ صہیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے مکہ سے نکلنے کا ارادہ کیا مگر غیر مسلم قریشیوں نے مجھے نہیں جانے دیا میں نے خواہش ہجرت کے اضطراب میں اس روز پوری رات ٹہلتے گزاری یہ دیکھ کر قریش نے کہا کہ شاید تم پیٹ کے شدید درد میں مبتلا ہو گئے ہو پھر وہ شب کی نیند سو گئے۔

اس کے بعد میں پھر ایک دفعہ ہجرت کے ارادے سے نکل پڑا۔ اب کی مرتبہ بھی ان لوگوں نے مجھے دیکھ لیا اور پکڑ کر واپس لے جانا چاہتے تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ اگر میں چند اوقیہ سونا تم کو دے دوں تو کیا پھر تم میرا راستہ چھوڑ دو گے؟ وہ اس پیش کش پر راضی ہو گئے پس میں انہیں لے کر پھر مکہ آیا اور ان سے کہا کہ اس دروازے کی چوکھٹ کے نیچے کھود کر نکال لو پھر میں سفر پر روانہ ہو گیا اور قبا پہنچ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا کر مل گیا۔ حضور علیہ السلام کی نظر مجھ پر پڑی تو ارشاد فرمایا اے ابو یحییٰ بیع کے تین نفعے ہیں۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے پاس مجھ سے پہلے کوئی نہیں آیا۔ جس نے آپ کو اس کی خبر دی ہو سوائے اس کے کہ جبرئیل نے آ کر آپ کو مطلع فرمایا ہے:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ طیبہ میں ورود

ابن سعد ترمذی ابن ماجہ اور بیہقی نے حضرت عبداللہ بن سلام سے روایت کی کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں رونق افروز ہوئے تو اکثر لوگ پہلی فرصت میں آپ کے پاس حاضر ہو رہے تھے میں بھی گیا جب میں نے آپ کو دیکھا تو یقین ہو گیا کہ ایسا چہرہ کسی جھوٹے مدعی کا نہیں ہو سکتا۔ آپ اس وقت کہہ رہے تھے

"یَا اَیُّھَا النَّاسُ اطْعِمُوا الطَّعَامَ وافشو الْاِسْلَامَ وَصِلُوْا الْاَرْحَامَ وَصَلُّوْا بِاللَّیْلِ وَالنَّاسِ نِیَامٌ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ"

(اے لوگو کھانا کھلاؤ کھل کر سلام کرو صلہ رحمی کرو۔ راتوں کو نماز پڑھو جب کہ لوگ سو رہے ہوں تا کہ سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو۔

ابن اسحٰق بیہقی اور ابونعیم نے صفیہ بنت حیی سے روایت کی انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو دوسرے دن صبح کو میرے باپ اور چچا ابو یاسر بن اخطب حضور کے پاس گئے جب وہ دونوں آئے تو میں نے اپنے چچا کو کہتے سنا کہ

وہ میرے باپ سے کہہ رہے تھے کہ کیا وہ نبی یہی ہیں؟

انہوں نے کہا ہاں خدا گواہ ہے انہوں نے پھر پوچھا کیا تم ان کی شناخت کے بارے میں کچھ علامات جانتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا ہاں یقین کے ساتھ پھر انہوں نے پوچھا تمہارے دل میں ان کی عداوت ہے یا محبت؟'' تو انہوں نے جواب دیا۔ عداوت اور مرتے دم تک عداوت رہے گی۔''

حضرت عوف بن مالک نے فرمایا کہ نبی ﷺ یہود کے ایک معبد میں تشریف لے گئے۔ میں آپ ﷺ کے ساتھ میں تھا۔ وہاں معبد کے آبادکار یہودی موجود تھے۔ آپ ﷺ نے ان سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: مجھے ایسے بارہ آدمی دکھاؤ جو گواہی دے کہ "لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ" تا کہ اللہ تعالیٰ ہر اس یہودی سے جو آسمان کے نیچے زمین پر موجود ہے اور غضب الٰہی اسے لاحق ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے اپنے غضب کو دور فرما دے۔ حضرت عوف نے فرمایا تمام یہودی خاموش رہے اور ان میں سے کسی ایک نے بھی کوئی جواب نہ دیا پھر آپ نے دوبارہ فرمایا اور کوئی جواب نہ ملا۔ اس کے بعد حضور علیہ السلام نے فرمایا تم انکار کرتے ہو۔ سمجھ لو کہ میں حاشر ہوں۔ عاقب ہوں، نبی مصطفیٰ ﷺ ہوں اس سچائی پر تم کو ایمان لاؤ یا جھٹلاؤ کوئی فرق نہیں پڑتا۔ پھر آپ ﷺ لوٹ چلے ہم معبد سے باہر آنے والے تھے کہ ایک شخص کو پیچھے سے کہتے سنا۔

اے محمد ﷺ ٹھہر جایئے حضور ٹھہر جایئے کے کلمات سن کر حضور آواز کی جانب متوجہ ہوئے۔ ایک شخص نظر آیا پھر اس نے معبد کے یہود کو مخاطب کر کے کہا۔

اے گروہ یہود! حق گوئی اور راست بازی کو اپناؤ اور بتاؤ کہ میرے بارے میں تم کیا جانتے ہو؟

یہود نے جواب دیا: انصاف کی بات تو یہ ہے کہ ہم کسی ایک شخص سے بھی واقف نہیں ہیں جو علم کتاب اور اس کے ذریعہ مسائل کا استنباط کرنے میں تم سے اور تمہارے آباؤ اجداد سے زیادہ مہارت اور صلاحیت رکھتا ہو اور حق پسندی اور ایمانداری کے بارے میں تمہارے لئے ہمارا ایسا ہی خیال ہے؟ اس کے بعد اس شخص نے کہا:

میں محمد ﷺ کے بارے میں اپنی ان تمام صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر جن کے بارے میں آپ لوگوں نے ابھی اعتراف کیا ہے' شہادت دیتا ہوں کہ یہ اللہ کے وہی نبی ہیں جن کی بشارت تم توریت میں پاتے ہو اور جن کے بارے میں تم کو یہ انتظار تھا کہ وہ مبعوث ہوں اور ہم کو محکومیت کی ذلت سے نجات دلائیں۔'' یہ شہادت سن کر یہود نے جواب دیا:

تو جھوٹا ہے اور شاید دین سے برگشتہ ہو چکا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جھوٹ نہ بولو اور متضاد باتیں کرنے سے حجاب کرو۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے وحی کی۔ قُلْ[1] اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بِهٖ (الآیہ)

امام احمد اور بیہقی وغیرہ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں یہودیوں کی ایک جماعت

---

[1] جب یہود نے عبداللہ بن سلام کی تصدیق نبوت پر ان کو جھوٹا کہا تو حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے یہود تم جو کہتے ہو وہ جھوٹ ہے اللہ تعالیٰ تمہاری بات ہرگز قبول نہیں کرے گا۔ اسی موقع پر مذکورہ بالا وحی کا نزول ہوا۔ حضرت عبداللہ بن سلام اسی روز ایمان لے آئے تھے جس روز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رونق افروز مدینہ ہوئے تھے۔

حاضر ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ ہم آپ سے چند باتیں پوچھتے ہیں کیونکہ ان کے بارے میں غیر نبی کچھ نہیں جانتا؟

1- بتایئے وہ کون سا کھانا ہے جس کو بنی اسرائیل نے خود اپنے اوپر حرام کر لیا تھا؟

2- بتایئے کہ نسل انسانی میں لڑکے اور لڑکی کی تخلیق میں یہ فرق کس وجہ سے ہوتا ہے؟

3- بتایئے کہ عام افراد سے نبی میں امتیازی فرق کیا ہوتا ہے؟

ان کے سوالات کو سن کر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "اگر تم لوگوں کے اندر کچھ بھی صداقت پسندی کی رمق باقی ہے تو تم سمجھ لو گے کہ بنی اسرائیل جب بیماریوں میں مبتلا ہوئے اور ان کے مرض نے شدت اور طوالت اختیار کی تو انہوں نے نذر مانی کہ اگر اللہ ہم کو اس موذی مرض سے شفایاب فرما دے تو ہم رضاکارانہ طور پر اپنے اوپر ہر وہ کھانا حرام کر لیں گے جو ہمیں ہر کھانے سے زیادہ مرغوب ہے اور اس طرح انہوں نے از خود اونٹ کا گوشت اور اونٹنی کا دودھ اپنے اوپر حرام کر لیا۔"

اس پہلے سوال کا جواب پا کر یہود کے معبدی پجاریوں نے کہا "یہ حقیقت ہے آپ نے ٹھیک فرمایا"

اس کے بعد آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تم نہیں جانتے کہ مرد کا مادہ غلیظ اور سفید اور عورت کا رقیق اور زرد ہے۔ ان میں سے جو مادہ دوسرے پر غالب آ جائے گا تو سنت اللہ کے مطابق عمل تخلیق سے گزرنے والا بچہ غالب مادہ والے کی جنس اختیار کرے گا۔ معبد کے پادریوں نے برملا کہا "آپ نے صحیح فرمایا۔"

بعد ازاں تیسرے اور آخری سوال کے جواب میں آپ نے فرمایا "تمام انسانوں پر اور کل اعضاء و جوارح پر نیند کا اثر اور غفلت طاری ہو جاتی ہے سوائے انبیاء کرام علیہم السلام کے کہ ان کی صرف آنکھیں سوتی ہیں اور دل بیدار رہتا ہے۔ یہود نے جواب کی صحت کی تصدیق کی۔

شیخین نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ مدینہ طیبہ کے ایک باغ میں گئے اور حضور علیہ السلام ایک درخت کھجور کے تنے سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔ کچھ دیر بعد چند یہودی ہمارے پاس سے گزرے اور ایک نے دوسرے سے کہا۔

محمد ﷺ سے روح کے بارے میں پوچھو دوسرے نے جواب دیا کہ مت پوچھو ہو سکتا ہے کہ وہ کوئی ایسی بات فرما دیں جو تمہیں ناگوار ہو۔

ایک ادنیٰ توقف کے بعد انہوں نے پوچھ ہی لیا رسول اللہ ﷺ نے کچھ دیر سکوت اختیار فرمایا جس کے انداز خاموشی سے ہم نے سمجھ لیا کہ وحی کا نزول ہو رہا ہے جب آپ ﷺ پر وحی کا نزول ختم ہوا تو فرمایا:

"وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ ۖ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي"

۱؎ علامہ جلال الدین عبدالرحمٰن سیوطی نے اس حصے میں بہت سی روایات بیان کی ہیں کہ مدینے کے کئی احبار (علمائے یہود) حضور رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور توریت و زبور میں بیان کردہ بہت سے ایسے امور و غیبی باتیں دریافت کرتے تھے کہ نبی کے سوا اور کوئی ان کا جواب نہیں دے سکتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح و درست جوابات دیئے تو کئی یہودی مشرف بہ اسلام ہو گئے ان میں سب سے مقدم عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ ہیں۔

ابن اسحاق و بیہقی نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے ابن صوریا سے فرمایا کہ کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے توریت میں شادی شدہ زانی کو رجم کرنے کا حکم دیا ہے۔ ابن صوریا نے جواب دیا کہ ہاں خدا گواہ ہے کہ یہی حکم ہے پھر کہا کہ اے ابوالقاسم یہود خوب جانتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں مگر وہ قومی عصبیت کی بنا پر آپ سے حسد کرتے ہیں۔

ترمذی' نسائی اور ابن ماجہ وغیرہ نے صفوان بن عسال سے روایت کی کہ ایک یہودی نے دوسرے سے کہا کہ آؤ محمد ﷺ کے پاس چلیں اور ان سے آیہ کریمہ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ[1] کے بارے میں پوچھیں پس وہ دونوں آئے اور انہوں نے حضور علیہ السلام سے ان نو نشانیوں کے بارے میں سوال کیا حضور علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ سرقہ نہ کرو' زنا نہ کرو' غیر واجب قتل نہ کرو' جادو وغیرہ نہ کرو' سود نہ لو' کسی بے گناہ کو قتل نہ کرو' نہ سزا دو' عفت مآب عورتوں پر تہمت نہ دو اور ہفتہ کے روز خاص طور پر ظلم و طغیان سے اور ہر ممنوعہ کام سے پرہیز کرو۔ ان جوابات کو سن کر ان دونوں یہودیوں نے آپ کے دست مبارک کو بوسہ دیا اور کہا کہ ہم دونوں گواہی دیتے ہیں کہ یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا جب تمہیں میری رسالت پر یقین ہے تو مجھ پر ایمان لا کر اسلام قبول کرنے میں کیا چیز مانع ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ داؤد علیہ السلام نے دعا کی تھی کہ ہمیشہ ان کی اولاد میں نبوت رہے گی۔ یہود کا اس روایت پر پختہ یقین ہے اس لیے ہمیں خوف ہے کہ یہود ہم کو قتل کر دیں گے۔

مسلم نے ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ کے پاس ایک یہودی عالم آیا اور اس نے پوچھا جس روز اس زمین کو ایک دوسری زمین سے بدل دیا جائے گا اس وقت بنی آدم کہاں ہوں گے؟

رسول اللہ نے فرمایا پل کے قریب ظلمت میں۔''

اس نے پوچھا: سب سے پہلے جو پل پر سے گزریں گے وہ کون لوگ ہوں گے؟

حضور علیہ السلام نے فرمایا ''فقراء و مہاجرین''۔

اس نے پوچھا جنت میں داخلہ کے بعد ان کے لیے سب سے پہلا تحفہ کیا ہوگا؟

حضور علیہ السلام نے جواب دیا زیادہ تر مچھلی کا جگر ہوگا۔

اس نے پوچھا۔ جنتیوں کا صبح کا کھانا کیا ہوگا؟

حضور علیہ السلام نے جواب دیا ان کے لیے جنت کا وہ بیل ذبح کیا جائے گا جو جنت کے چراگاہوں میں آزادنہ چرتا پھرتا ہے۔

اس نے پوچھا اس کے ناشتہ کے بعد وہ کیا شے نوش کریں گے؟

حضور علیہ السلام نے فرمایا ''سبیل نامی ایک چشمہ کا پانی۔ عَيْنًا فِيْهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيْلًا

یہ جوابات پا کر یہودی عالم نے کہا کہ آپ نے تمام جوابات درست فرمائے بعد ازاں اس نے لڑکے اور لڑکی کے اسباب پیدائش

---

[1] اور ہم نے موسیٰ کو نو کھلی نشانیاں دیں تو بنی اسرائیل سے دریافت کرو کہ جب وہ ان کے پاس آئے تو فرعون نے ان سے کہا کہ موسیٰ میں خیال کرتا ہوں کہ تم سحر زدہ ہو۔ (پارہ ۱۵ سورہ الاسراء)

کے بارے میں بھی سوال کیا اور آپ نے جواب برحق عطا فرمایا۔

سعید بن منصور ابن جریر حاکم بیہقی اور ابونعیم نے حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت کی کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک یہودی آیا اور اس نے کہا

اے محمد ﷺ ان ستاروں کے بارے میں بتائیے۔ جن کو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے آگے سجدہ کرتے دیکھا؟ نیز ان ستاروں کے نام بھی بتائیے۔

حضور علیہ السلام نے اس کے سوال کا کوئی جواب نہ دیا اور وہ یہودی چلا گیا۔ اس کے بعد حضور علیہ السلام کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور آپ کو یہودی کے سوال کے بارے میں تعلیم کیا پس آپ نے یہودی کو بلایا جب وہ حاضر ہوا تو حضور علیہ السلام نے اس سے پوچھا اگر میں تیرے سوال کا جواب درست طور پر دے دوں تو کیا تو دعوت اسلام کو قبول کرے گا؟ اس نے اقرار کیا پھر حضور علیہ السلام نے ان ستاروں کے نام بتائیے۔

جریان طارق تعان ذوالفرغ وثاب عمودان قابس ضروح مصبح فلیق ضیا اور نور یوسف علیہ السلام نے آسمان کے افق پر ان ستاروں کو اپنے آگے سجدہ کرتے دیکھا۔

یہودی ماہر دینیات نے کہا کہ بے شک ان ستاروں کے یہی نام ہیں۔

بیہقی نے حضرت ابن عباس سے روایت کی کہ ایک روز یہودی عالم بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا اس وقت آپ سورہ یوسف کی تلاوت کر رہے تھے جب آپ پڑھ چکے تو اس نے کہا کہ قصہ یوسف علیہ السلام آپ کو کس نے بتایا؟ آپ نے فرمایا اللہ نے۔ اس کے بعد اس نے بنی اسرائیل میں جا کر کہا کہ محمد ﷺ قرآن کو توریت کے مطابق ہی پڑھتے ہیں۔ اس اطلاع پر یہودیوں کو حیرت ہوئی اور وہ اپنے اس عالم کے ساتھ بڑے اشتیاق کے ساتھ حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے یہودیوں نے آپ کے چہرے بشرے سے پہچان لیا اور وہ چادر کے ڈھلک جانے سے مہر نبوت کو دیکھ سکے۔ حضور سورہ یوسف کا بقیہ ختم کر رہے تھے کہ وہ سلیم الطبع لوگ تھے بڑے متاثر ہوئے اور اسلام قبول کر کے امت مسلمہ میں شامل ہو گئے۔

بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ یہودیوں سے فرمایا اگر تم اپنے دعوے میں سچے اور مخلص ہو تو پھر جنت میں تمہاری آبادکاری ضروری ہے تو تم کہو اے ہمارے پروردگار ہمیں ابھی موت دے دے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ تم میں سے کوئی ایک بھی ایسا کہنے کے لیے آمادہ نہ ہوگا۔ اور اگر کوئی یہ دعا کرلے تو یقین دلاتا ہوں کہ اس کا لعاب گلے میں حائل ہو جائے گا۔ نفس کی آمد و شد رک جائے گی اور وہ اسی جگہ مر جائے گا۔ یہودی سہم گئے اور خواہش موت کرنے سے انکار کرنے لگے۔ اس موقع پر آیہ کریمہ نازل ہوئی۔ وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗ اَبَدًا الآیہ

عبداللہ بن احمد نے ''زوائد المسند'' میں حضرت جابر بن سمرہ سے روایت کی کہ ایک جزمقانی حضور علیہ السلام کے اصحاب کے پاس آیا اور پوچھا تمہارے سردار کہاں ہیں جو دعویٰ نبوت کرتے ہیں۔ میں ان سے ملوں گا اور گفتگو کے بعد سمجھ سکوں گا۔ کہ وہ اپنے

ل تم اگر سچے ہو تو موت کی آرزو تو کرو۔ لیکن یہ اس کی موت سے جو ان کے ہاتھ آگے بھیج چکے ہیں یہ کبھی اس کی آرزو نہیں کریں گے۔ (پارہ نمبر ا سورۃ بقرہ)

دعوے میں صادق ہیں یا کاذب نبی ﷺ تشریف لائے تو وہ آپ کے قریب بیٹھا اور کہا کہ اپنی منزلہ کتاب الہامی سے کچھ مجھے سنائیے۔ حضور علیہ السلام نے چند آیات تلاوت کیں۔ وہ سن کر کہنے لگا۔ واللہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سماوی تورات اور آپ کا الہامی قرآن ایک ہی آفتاب کا نور ہیں آپ کا دعویٰ صادق ہے اور اس کو نہ ماننے والے کاذب ہیں۔

حضور ﷺ کی دعاؤں سے شہر مدینہ وباؤں سے مامون ہوگیا

شیخین نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ طیبہ تشریف لائے تو یہ سرزمین' سب زمینوں سے زیادہ وباء رسیدہ اور امراض آلودہ تھی تو حضور علیہ السلام نے اس کے لیے دعا کی کہ

اے خدا مدینہ کو ہمارے لئے ایسا ہی محبوب بنا دے جیسا کہ مکہ ہے بلکہ اے خدا اس سے بھی کچھ زیادہ ہمارے صاع اور مد میں برکت دے دے اور اس کی سرزمین کو ہمارے لئے صحت افزا بنا دے اور یہاں کی وباؤں کو جحفہ منتقل کر دے۔

بیہقی نے ہشام بن عروہ سے روایت کی کہ زمانہ جاہلیت میں مدینہ کی وباء مشہور تھی۔ ہجرت کے بعد رسول اللہ ﷺ نے دجھہ کی طرف منتقل کرنے کی دعا کی۔ پھر جحفہ کی حالت یہ ہوئی کہ جو بچہ پیدا ہوتا اس کو صحت مند حالت میں جوان ہونا شاذ و نادر ہوگیا۔ اس کو وبائی بخار آتے اور پچھاڑتے رہتے۔

امام بخاری نے اپنی صحیح میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے ایک سیاہ فام بدشکل اور پریشان بالوں والی ایک عورت کو مدینہ سے نکلتے دیکھا یہاں تک کہ وہ کوچ کر کے مہیعہ پہنچ گئی اور اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ اب مدینہ کی وباء مہیعہ جو کہ مقام جحفہ کے مضافات میں ہے پہنچ گئی ہے۔

شیخین نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مدینہ طیبہ کے دہانوں پر اللہ کے فرشتے مامور ہیں اس شہر میں طاعون داخل ہوگا نہ دجال

زبیر بن بکار نے اخبار مدینہ میں روایت بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لے آئے تو اکثر مکی باشندے جو ہجرت کر کے آ چکے تھے بیچارے مدینہ کے بخار میں مبتلا ہوگئے۔ حضور علیہ السلام نے دعا کے لیے دست مبارک اٹھائے اور التجا کی۔ الٰہ العالمین ہم سے وباء کو منتقل فرما دے۔ ان دعائیہ کلمات کو حضور علیہ السلام نے تین مرتبہ فرمایا۔ دوسرے دن صبح کو آپ نے فرمایا: آج رات یہ حالت خواب بخار کی وباء کو مجھے دکھایا گیا وہ کالی بکھرے بال والی بڑھیا تھی جس کے گلے میں کپڑا بندھا ہوا تھا اور مجھے بتایا گیا کہ یہ بخار ہے پھر دکھانے والے نے مجھ سے پوچھا کہ اس کا کیا کیا جائے تو میں نے کہا کہ اس کو خم میں بند کر دیا جائے۔

زبیر نے ابو ہشام عروہ سے روایت کی کہ ایک روز صبح کو مدینہ کے مضافات سے کوئی شخص حاضر خدمت ہوا تو آپ نے اس سے دریافت کیا کہ راہ میں کسی سے تمہاری ملاقات ہوئی۔ اس نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے تو کوئی ملا نہیں' البتہ سیاہ چہرے برہنہ تن ایک عورت ملی تھی جس کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا وہ مدینہ کا بخار تھا آج کے دن کے بعد اب وہ کبھی اس شہر نہ آئے گی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدینہ اوراس کے ملحقات کے لیے برکت کی دعا

شیخین نے حضرت عبداللہ بن زید سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے جد سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کو حرم قرار دیا ہے اور میں نے مدینہ طیبہ کو نیز میں مدینہ کے مد اور صاع میں برکت کے لیے دعا کرتا ہوں جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام مکہ مکرمہ کے لیے دعائے برکت کر چکے ہیں۔

بخاری نے اپنی تاریخ میں حضرت عبداللہ بن الفضل بن عباس سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے رب کائنات میں تجھ سے مدینہ والوں کے لئے مکہ والوں کی طرح دعا کرتا ہوں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم مطمئن ہو گئے کہ مدینہ کی زندگی اوراس کے کاروبار میں بھی مکہ کی طرح برکت ہمارے شامل حال رہے گی۔

وہ معجزات جو تعمیر مسجد کے وقت ظہور میں آئے

زبیر بن بکار نے ''اخبار مدینہ'' میں ابن مطعم سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے اپنی اس مسجد کا قبلہ اس وقت رکھا جب میرے سامنے خانہ کعبہ کو رکھا گیا۔

زبیر بن بکار نے ''اخبار مدینہ'' میں داؤد بن قیس سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد نبوی کی بنیاد اس وقت رکھی جب جبرئیل علیہ السلام کعبہ کی سمت دیکھ رہے تھے اوراس مسجد وکعبہ کے درمیان تمام حجابات کو اٹھا دیا گیا تھا۔

زبیر بن بکار نے خلیل بن عبداللہ ازدی سے انہوں نے ایک انصاری صحابی سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو مسجد کے گوشوں پر کھڑا کیا تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان لوگوں سے کام لے کر سمت قبلہ کو درست فرمائیں۔ اسی دوران حضرت جبرئیل تشریف لے آئے کہ آپ ﷺ کو تائید خداوندی مل سکے۔ جبرئیل نے کہا کہ آپ سمت کعبہ رخ کر لیجئے آپ نے اسی طرح کیا۔ پھر جبرئیل نے اشارہ کر کے حضور اور بیت اللہ کے درمیان پہاڑ یا اور جو کچھ حائل تھا اس کو رفع کر دیا۔ آپ کی نگاہ کعبہ شریف پر جمی تھی۔

طبرانی نے الکبیر میں ثقہ راویوں کی سند سے شموس بنت نعمان سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ ہجرت کے موقع پر تشریف لائے تو میں پذیرائی کے لئے حاضر ہوا تھا اور میں نے حضور علیہ السلام کو دیکھا تھا آپ نے قبا میں مسجد کی بنیاد رکھی۔ وہاں اقامت ہوئی اور آپ نے نماز پڑھائی۔ تعمیر مسجد کے موقع پر میں نے حضور علیہ السلام کو پتھر اٹھاتے بھی دیکھا وہ پتھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے وزن سے جھکا دیتے تھے۔

زبیر بن بکار نے ''اخبار مدینہ'' میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر یہ مسجد صنعا میں قائم کی جاتی تو وہ میری ہی مسجد ہوتی۔

وہ خصائص جو تحویل قبلہ میں واقع ہوئے

ابن سعد نے حضرت ابن عباس سے روایت کی کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مدینہ طیبہ ہجرت فرمائی تو ۱۶ ماہ بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی مگر حضور علیہ السلام کی خواہش یہ رہی کہ قبلہ نماز کعبۃ اللہ کو کر دیا جائے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

اے جبرئیل میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے میرے رخ کو یہود کے قبلے سے پھیر دے۔ جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا میں تو بہر حال بندہ ہوں آپ ﷺ اپنے رب سے درخواست کیجئے۔ بہر حال نماز کے لئے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت المقدس کی طرف رخ کرتے تو اپنا سر مبارک آسمان کی جانب اٹھاتے۔ یعنی عرض مدعا کے طور پر اس پر ارشاد خداوندی ہوا کہ [۱]

قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا (سورۃ بقرہ: رکوع ۱۷- آیت ۱۴۴)

اے محبوب آسمان کی طرف بار بار آپ کا منہ اٹھانا ہم نے دیکھا تو ہم بہت جلد آپ کو اس قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جس سے آپ راضی ہیں۔

اقامت صلوٰۃ کے اعلان کیلئے اذان کا طریقہ

ابوداؤد اور بیہقی نے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرا ارادہ ہوا کہ اوقات نماز پر گھروں سے لوگوں کو بلانے کے لیے کچھ افراد مقرر کر دوں۔ اور ایک طریقہ یہ بھی خیال میں آیا کہ کچھ لوگوں کو اس کام پر مقرر کر دوں کہ وہ چھتوں پر چڑھ کر مسلمانوں کو نماز کے لیے آواز دیں پھر اصحاب انصار میں سے ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک سبز پوش شخص مسجد کے دروازے پر کھڑا تھا پھر اس نے اذان دی اور بیٹھ گیا تھوڑی دیر کے بعد وہ پھر کھڑا ہوا اور اذان کے کلمات کو دہرایا مگر اس مرتبہ اس نے قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ کا اضافہ کر دیا اور اس مشاہدہ کے وقت میری حالت یہ تھی کہ اگر مجھے لوگوں کا ڈر نہ ہوتا تو بتا دیتا کہ یہ دیکھنا بہ حالت خواب نہ تھا۔ بیداری میں تھا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا ٹھیک ہے اللہ تعالیٰ نے تم کو خیر کو دکھا دیا۔ لہٰذا اب تم بلال سے کہہ دو کہ وہ اذان دیں [۲]

اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو کچھ میرے اس انصاری بھائی نے دیکھا اور بیان کیا ہے وہی میں بھی دیکھ چکا ہوں مگر چونکہ یہ اس کے اظہار و بیان میں پہل کر چکے تھے اس لئے مجھے حیا آئی کہ میں بھی فوراً بیان کرنے لگوں۔

---

[۱] یہ ہے وہ اصل حکم جو تحویل قبلہ کے بارے میں دیا گیا تھا۔ یہ حکم رجب یا شعبان ۲ ہجری میں نازل ہوا۔ ابن سعد کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بشر بن براء معرور رضی اللہ عنہ کے ہاں دعوت پر گئے ہوئے تھے۔ ظہر کا وقت ہو گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کو نماز پڑھانے کھڑے ہوئے۔ دو رکعتیں پڑھا چکے تھے کہ تیسری رکعت میں یکا یک بذریعہ وحی مذکورہ بالا آیت نازل ہوئی۔ پس اسی وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتداء میں جماعت کے تمام لوگ بیت المقدس سے کعبے کے رخ پھر گئے۔ اس کے بعد مدینہ اور اطراف مدینہ میں اس کے لیے عام منادی کی گئی۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک مقام پر منادی کی آواز اس حالت میں پہنچی کہ ایک جماعت رکوع میں تھی۔ حکم سنتے ہی سب کے سب اسی وقت اور اسی حالت میں کعبے کی سمت پر مڑ گئے۔

[۲] طبرانی نے اوسط میں حضرت بریدہ سے روایت کی کہ ایک انصاری نے خواب میں کسی کو دیکھا اور اسی شخص نے اذان سکھائی۔ یہ اذان سیکھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئے اور آپ سے خواب میں بیان کی حضور ﷺ نے فرمایا ایسی ہی بات جیسی کہ تمہیں بتائی گئی ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھی بتائی گئی ہے۔ تم بلال سے کہو کہ وہ ان کلمات سے اذان کہے۔

[۳] ابن ابی اسامہ نے اپنی مسند میں حضرت کثیر بن معون خصوصی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ سب سے پہلے جس نے نماز کی اذان کہی۔ وہ آسمان دنیا میں جبرئیل علیہ السلام تھے۔ اسی اذان کو حضرت عمرؓ اور حضرت بلال نے سنا مگر حضرت عمر حضرت بلالؓ سے سبقت لے گئے اور انہوں نے نبی کریم کو اس کی خبر دی اس کے بعد حضرت بلالؓ آئے اور حضور ﷺ نے ان سے فرمایا تم سے حضرت عمر سبقت لے جا چکے ہیں۔

ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ بن زید سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے بغرض اعلان صلوٰۃ بوق اور قرنا کے استعمال کا ارادہ فرمایا میں نے اس موقع پر ایک سبز پوش شخص کو خواب میں دیکھا جس کے پاس ناقوس تھا میں نے اس سے کہا کہ اے بندہ خدا کیا ناقوس کو بیچے گا۔ اس نے پوچھا تم اس کا کیا کرو گے؟''

میں نے جواب دیا ''اس سے اقامت صلوٰۃ کے لئے اعلان کروں گا۔ اس نے کہا کہ کیا میں تم کو اس سے بہتر بات نہ بتاؤں اور وہ یہ کہ تم بلند آوازوں سے کہو

اللہ اکبر اللہ اکبر اور پوری اذان کہی پھر میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کو اس کی خبر دی اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے کہا کہ خدا کی قسم میں نے بھی وہی دیکھا ہے جو انہوں نے دیکھا ہے۔ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے اس سلسلہ میں چند اشعار کہے۔

غزوات میں نصرت خداوندی اور حضور ﷺ کے معجزات کا ظہور!

وہ معجزات جو غزوہ بدر میں واقع اور ظہور پذیر ہوئے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ (آلایات) اور فرمایا اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ ایک اور جگہ فرمایا وَاِذْ يُرِيْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَيْتُمْ فِيْٓ اَعْيُنِكُمْ قَلِيْلًا۔ (آلایات)

امام بخاری اور بیہقی نے حضرت ابن مسعود سے روایت کی کہ جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ عمرہ کرنے گئے تو وہ امیہ بن خلف بن صفوان کے پاس ٹھہرے۔ کیونکہ سفر شام کے سلسلہ میں جب وہ مدینہ سے گزرتا تو وہ حضرت سعد کے پاس بھی ٹھہرا کرتا تھا۔

ایک روز امیہ نے حضرت سعد سے کہا کہ آپ تھوڑی دیر توقف فرمائیں تاکہ دوپہر ہو جائے اور لوگ غافل ہو جائیں۔ اس موقع پر جا کر آپ طواف کر لینا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ دوپہر میں مصروف طواف تھے کہ اتفاقاً ابوجہل پہنچ گیا اور اس نے کہا نہ معلوم کون شخص طواف کر رہا ہے؟ اس کا یہ قول حضرت سعد نے سن لیا اور فرمایا

میں سعد بن معاذ ہوں۔ ابوجہل نے کہا کس قدر بے خوفی کے ساتھ تم طواف کر رہے ہو؟ باوجودیکہ تم نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے ساتھیوں کو اپنے شہر میں ٹھہرایا اور منظم کرنے کا موقع دیا ہے۔ اس کے بعد دونوں میں نہایت برہمی کے ساتھ تیز کلامی ہوئی۔ یہ صورتحال دیکھ کر امیہ نے حضرت سعد سے کہا:

اے سعد اس قدر جذباتی نہ ہو اور ابوالحکم کے مقابلے میں اپنی آواز کو بلند نہ کرو کیونکہ یہ اس وادی کا سردار ہے۔

اس کے بعد حضرت سعد نے فرمایا کہ اگر تم لوگ مجھ کو طواف سے روکتے ہو تو میں بھی تمہارے لئے ملک شام کی گزرگاہ کو بند کر دوں گا۔

امیہ (میزبان حضرت سعد رضی اللہ عنہ) برابر توجہ دلاتا رہا اور آواز کو بلند نہ کرنے اور خاموش ہو جانے کی تلقین کرتا رہا۔ اس کے طرز عمل پر حضرت سعد کو غصہ آ گیا اور آپ نے امیہ سے فرمایا:

تو ان باتوں سے باز رہ اور خبردار ہو جا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے بتا دیا ہے یہ ابوالحکم تیرا قاتل ہے۔
امیہ نے کہا کہ ''کیا یہ مجھے قتل کر دے گا؟''
حضرت سعد نے فرمایا: ہاں یقیناً

امیہ کے ذہن کو حضرت سعد کی اطلاع نے خاصا متاثر کر دیا کیونکہ وہ حضور علیہ السلام کے اقوال کے بارے میں زندگی بھر کا تجربہ رکھتا تھا۔ وہ مکان پر اپنی بیوی کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ تمہارے یثربی بھائی ابن معاذ نے ایک خاص خبر دی مجھے سنائی ہے۔ اس نے پوچھا کیا بتایا ہے؟ امیہ نے کہا کہ محمد ﷺ کے بارے میں بتاتے ہیں کہ انہوں نے کہا ہے کہ امیہ کا قاتل ابوالحکم ہے۔ بیوی نے جواب دیا محمد ﷺ کی کوئی بات غلط نہیں ہوتی۔

چنانچہ مشرکین مکہ نے جب مدینہ پر حملہ کرنے کے لیے تیاریاں شروع کیں اور لوگ امیہ کے پاس آئے تو اس کی بیوی نے کہا کہ تمہیں وہ بات یاد نہیں' جو تم سے یثربی بھائی نے کہی تھی؟ امیہ نے جواب دیا یاد ہے اب نہ جاؤں گا۔

امیہ کے انکار کرنے پر ابوجہل نے کہا کہ تم قریش کے سرداروں میں ہو' تمہارے نہ چلنے سے عوام بددل اور بے حوصلہ ہو جائیں گے۔ خواہ چند روز میں لوٹ آنا۔ مگر ساتھ میں چلنا ضروری ہے۔ لہٰذا وہ لشکر کفار کے ساتھ آ گیا اور بدر میں مارا گیا۔

بیہقی نے عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ قریش جب بدر کی طرف مجتمع ہو کر آئے اور رات میں جحفہ میں قیام کیا تو ان میں بنی عبدالمطلب بن عبد مناف کا ایک شخص تھا جس کا نام جہیم بن الصلت تھا۔ جہیم نے اپنے سر کو ٹیک دیا اور وہ سو گیا پھر وہ چونک پڑا اور اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا کہ کیا تم نے اس سوار کو دیکھا ہے جو ابھی ابھی میرے پاس کھڑا تھا۔ لوگوں نے کہا کہ نہیں۔ یہ پاگل پنے کی باتیں کر رہے ہو۔ اس نے کہا کہ میرے پاس ابھی ابھی ایک سوار کھڑا تھا۔ اس نے کہا کہ ابوجہل' عتبہ' شیبہ' زمعہ' ابوالبختری' امیہ بن خلف اور مشرکین مکہ کے بہت سے سردار قتل ہوں گے۔ اس کے ساتھیوں نے کہا کہ شیطان نے تیرے ساتھ کھیل کیا ہے اور یہ بات ابوجہل سے بیان کی۔ اس نے کہا کہ بنی مطلب کے جھوٹ کے ساتھ بنی ہاشم کے جھوٹ کو تم نے ملا دیا ہے۔ کل تم دیکھ لو گے کہ کون قتل ہوتا ہے؟

بخاری نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ہم باتیں کیا کرتے تھے کہ اہل بدر کے مسلمانوں کی تعداد ۳۱۳ سو تھی اتنی ہی تعداد جتنی کہ اصحاب طالوت کی تعداد تھی' جنہوں نے طالوت کے ساتھ نہر کو عبور کیا تھا۔

حاکم اور بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا بدر کے دن ہمارے ساتھ صرف دو ہی گھوڑے تھے اور ایک گھوڑا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا اور دوسرا حضرت مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ کا۔

بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ہم نے بدر کے موقعہ پر دو کافروں کو پکڑا جن میں ایک تو بھاگ گیا ہم نے گرفتار کردہ مشرک سے پوچھا تمہاری کل تعداد کتنی ہے؟ اس نے کہا کہ قریش کی تعداد بہت زیادہ ہے اور وہ جنگجو اور بہادر ہیں۔ ہم نے اسے زدوکوب بھی کیا مگر وہ برداشت کر گیا۔ اس کے بعد ہم اسے حضور علیہ السلام کی خدمت میں لے آئے مگر اس نے اپنے لشکر کی تعداد بتانے سے صاف انکار کر دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم لوگ کتنے اونٹ ذبح کرتے ہو؟''
اس نے جواب دیا روزانہ دس اونٹ ذبح کرتے ہیں؟
پھر حضور علیہ السلام نے فرمایا' یہ لوگ ایک ہزار ہیں۔ اس لیے کہ ایک اونٹ سو افراد کو کافی ہوتا ہے۔''

ابن اسحاق اور بیہقی نے حضرت یزید بن رومان سے روایت کی ہے کہ جس میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے قیدی سے دریافت کیا۔ کتنے اونٹ ذبح کرتے ہو؟ اس نے جواب دیا ایک دن نو اور ایک دن دس آپ نے فرمایا یہ لوگ نوسو اور ہزار کے درمیان ہیں۔

ابن سعد' راہویہ' ابن منیع اور بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ بدر کے روز مشرکین مکہ کی تعداد ہمیں بہت کم نظر آ رہی تھی حتیٰ کہ میں نے اپنے برابر والے مسلمان سے پوچھا تمہیں کافروں کی تعداد کس قدر معلوم ہوتی ہے۔ اس نے کہا کہ سو سے زیادہ نہیں ہے۔ جب ہم نے ان کے ایک شخص کو قید کیا تو اس کے ذریعہ سے معلوم ہوا کہ وہ تو ایک ہزار ہیں۔

بیہقی نے ابن شہاب اور عروہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بدر کے دن لیٹ گئے اور ارشاد فرمایا جنگ شروع نہ کرنا۔ جب تک میں اجازت نہ دوں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گہری نیند سو گئے اور پھر بیدار ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خواب میں ان کی تعداد بہت کم دکھائی اور مشرکین کی آنکھوں میں مسلمان بہت کم نظر آئے یہاں تک کہ ایک دوسرے پر لڑنے میں حریص ہوا۔

بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جنگ بدر کے موقع پر جب ہم صف بندی کر رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر مشرکین میں اس شخص پر پڑی جو سرخ اونٹ پر اپنے لشکر میں ادھر سے ادھر پھر رہا تھا چونکہ وہ زیادہ قریب نہ تھا اس لئے آپ نے دریافت فرمایا کہ وہ کون ہے؟ تھوڑی دیر بعد حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور بتایا کہ وہ شتر سوار عتبہ ہے۔ لوگوں کو جنگ سے باز رہنے کی تلقین کر رہا ہے اور واپس ہونے کا مشورہ دے رہا ہے۔ وہ کہہ رہا ہے۔
''اے قریشی سردارو! تم آج کے دن میرے سر پر پٹی باندھ دو اور کہہ دو عتبہ بن ربیعہ بزدل ہو گیا ہے۔''

مگر ابوجہل اس کے مشورہ کو قبول کرنے کیلئے راضی نہیں ہے۔ بیہقی نے اس روایت کو ابن شہاب اور عروہ کی سند سے بھی روایت کیا ہے۔ اس میں اس قدر زیادہ ہے کہ وہ لوگ اگر اپنے بوڑھے کا کہا مان لیں گے تو بچ سکیں گے۔

بیہقی نے ابن شہاب اور عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ نے جب بدر کی طرف روانہ ہونے کے لیے سرفروشان اسلام کو حکم دیا تو فرمایا اللہ تعالیٰ کا نام لے کر قدم بڑھاؤ' میں مشرکین مقتولین میں سے ہر ایک کے گرنے اور مرنے کی جگہ دیکھ چکا ہوں۔

ابونعیم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدر کی موقع پر مشرکین پر نظر کی اور پھر ارشاد فرمایا اے دشمنان دین حق تم نے راہ نجات اختیار نہ کی اور ایسے لوگوں کو مارنے اور ستانے آ گئے جو ہر انسان کی بھلائی کے لیے حریص ہیں' خیر اب تم اس سرخ پہاڑ کے پہلو میں مارے جاؤ گے۔''

بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے کسی دعا گو کو حق تعالیٰ سے اتنے پرزور الفاظ میں دعا کرتے نہ دیکھا

جیسا کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بدر کے معرکے کے وقت دیکھا ۱؎

مسلم اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ مجھ سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا۔ جب بدر کا دن ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکوں کے لشکر کی طرف دیکھا ان کی تعداد ایک ہزار تین سو ستر ہ تھی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روبقبلہ ہو کر دعا کے لیے دست سوال دراز کئے۔ اس قدر دراز کہ ردائے مبارک شانوں سے نیچے ڈھلک گئی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور چادر کو درست کیا او پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے کھڑے ہو گئے اور اس غیر معمولی حالت میں نہایت ادب و احترام اور عزم و یقین کے جذبات کے ساتھ عرض کیا۔ اے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم اظہار مدعا میں آپ نے رب سے بہت اصرار کر لیا یقیناً اللہ تعالیٰ نصرت فرمائے گا۔

اس موقع خاص پر اللہ نے جو نصرت فرمائی اس کا ذکر مندرجہ ذیل آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمایا

اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ○

جب تم اپنے رب سے طلب دعا کر رہے تھے تو میں نے اس کو شرف قبول بخشا اور میں نے تمہاری ایک ہزار فرشتوں سے پشت پناہی کی۔

واقدی اور ابن عساکر نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے میدان بدر میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دائیں بائیں اور آگے پیچھے چار اشخاص کو دیکھا اور یہ سب جارحانہ شان سے کفار پر حملے کر رہے تھے۔

ابن اسحاق، ابن جریر، بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ بنی غفار کے ایک شخص نے بتایا کہ میں اور میرا چچا معرکہ بدر کے موقع پر موجود تھے، ہم نے اس وقت تک اسلام کو سمجھا تھا نہ قبول کیا تھا۔ ہم دونوں پہاڑ پر چڑھے انتظار کر رہے تھے کہ دونوں فریقوں میں سے کوئی ایک ہزیمت کھا کر بھاگے اور ہم جا کر جا بجا ان سے مال کو لوٹیں۔ اسی دوران فضا میں ایک طرف سے ابر بلند ہوا جب وہ آگے تک پہنچ کر پہاڑ کے نزدیک ہوا تو ہم نے گھوڑوں کے ہنہنانے کی آوازیں سنیں پھر کسی کی آواز سنی۔ "اقدم خیزوم" یعنی خیزوم آگے بڑھ۔

۱؎ مشرکین مکہ نے صف بندی شروع کی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پاکبازہ جانبازان اسلام کو بھی "بنیان مرصوص" کی شکل دینے کے لیے اپنے دست مبارک میں ایک تیر لیا اور اشارے سے صفوں کو درست کیا اور پھر صفوں کے وسط میں آ کر ایک مختصر موثر اور جامع تقریر کی۔ اس کے بعد درگاہ قاضی الحاجات میں دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔ آج حق و باطل اور خیر و شر کا فیصلہ کن معرکہ تھا۔ جس میں ایک جانب قریش کی پوری طاقت جس میں ایک سو سوار، سات سو اونٹ، ایک ہزار سے زیادہ نوجوان اور سامان و اسلحہ کی فراوانی اور دوسری طرف مع کم عمر لڑکوں کے ۳۱۳ مجاہد اسلام جن میں ۸۳ مہاجرین اور باقی انصار تھے۔ انصار میں ۶۱ آدمی اوس سے ۱۷۰ خزرج کے یہ بیچارے جنگ کرنے کی پوزیشن میں نہ تھے نہ اس ارادہ اور تیاری سے مدینہ سے نکلے تھے۔ ان کے پاس کل ۳ گھوڑے، ۷۰ اونٹ تھے۔ زرہ بکتر خود وغیرہ صرف دو چار آدمیوں کے پاس۔ یہ فرق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ظاہر تھا۔ جانتے تھے کہ حق کے دشمن حق پرستوں کو بہر حال مٹا دینے کے ارادہ سے ان کے سروں پر چڑھ آئے ہیں پس سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دل بھر آیا خضوع و خشوع کی حالت طاری ہوئی سجدہ ریز ہوئے اور فرمایا

"اے اللہ! اگر آج تیرے یہ چند عبادت گزار مٹ گئے تو پھر تو کبھی دنیا میں پوجا نہ جائے گا۔"

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی حالت میں تھے کہ ملک الامین نے بشارت دی کہ "اللہ نے حق و صداقت کرنے کا ارادہ فرمایا اور کافروں کی جڑ کاٹنے کا خواہ یہ مجرم لوگ ناپسند کریں۔ جب آپ اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے اللہ نے دعا قبول کی اور آپ کو ایک ہزار فرشتوں سے مدد دی جاتی ہے۔

ابن اسحاق اور بیہقی نے ابو واقد لیثی سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا میں بدر کے دن مقابلے سے ایک مفرور مشرک کا تعاقب کر رہا تھا حتی کہ وہ میری زد پر آیا اور میں اس پر وار کرنے ہی والا تھا کہ کسی نادیدہ طاقت نے اسے قتل کر دیا۔

ابن سعد نے عکرمہ سے روایت کی کہ بدر کے دن جس طرح مشرکین کی گردن زدنی ہوئی میں حیران تھا کہ کون اس طرح ان کو قتل کر دیتا ہے۔

واقدی اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ دراصل فرشتے لوگوں کی جانی پہچانی صورت انسانی میں مجاہدین اسلام کو ثابت قدم رکھنے اور ہمتیں بندھانے آئے تھے۔ وہ کسی جانے پہچانے شخص کی صورت اختیار کر کے آتے اور بتاتے کہ کافر مرعوب ہیں ان میں جرأت جنگ اور تاب مقابلہ نہیں ہے۔ یا ان کے رہنماؤں اور سرداروں میں اتحاد اور متحد الخیالی نہیں ہے اس بارے میں ارشاد خداوندی بھی ہے

اِذْ یُوْحِیْ رَبُّکَ اِلَی الْمَلٰٓئِکَةِ اَنِّیْ مَعَکُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (انفال رکوع ۲ آیت ۱۲) یاد کرو جب رب نے فرشتوں کو حکم دیا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں سوتم اہل ایمان کی ہمت بڑھاؤ۔

واقدی اور بیہقی رحمہما اللہ نے سائب بن ابو حبیش سے روایت کی وہ کہتے تھے کہ مجھے کسی انسان نے قید نہیں کیا۔ لوگ پوچھتے کہ پھر کس نے قید کیا؟ تو وہ بتاتے' جب قریش نے ہزیمت اٹھائی وہ قتل ہوئے اور بھاگے تو میں بھی بھاگ کھڑا ہوا دفعتاً ایک گورے رنگ' دراز قامت شخص سفید گھوڑے پر سوار میرے سامنے آیا اور باندھ کر ڈال دیا۔ اس کے بعد حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے مجھے بندھا پا کر اسلامی لشکر میں اعلان کیا کہ اس کو کس نے باندھا ہے؟ مگر سب نے لاعلمی کا اظہار کیا پھر وہ مجھے اسی حالت میں اٹھا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آئے۔ آپ نے پوچھا تم کو کس نے باندھا؟ میں نے جواب دیا کہ میں اس کو نہیں جانتا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو کسی فرشتے نے قید کیا ہے۔

واقدی' حاکم اور بیہقی رحمہما اللہ نے حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نے بدر کے دن دیکھا ہے کہ آسمان سے وادی خلیص میں ایک چادر گری ہے۔ جس نے سارے افق کو گھیر لیا ہے اور میں نے دیکھا کہ وادی میں ہر طرف چیونٹیاں ہی چیونٹیاں ہیں۔ فوراً میرے دل میں یہ خیال آیا ضرور آسمان سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید میں کوئی چیز آئی ہے۔ پھر سوائے ہزیمت کے کچھ نہ تھا۔ وہ چار فرشتے تھے' جو مدد کے لئے آئے تھے۔

بیہقی اور ابو نعیم رحمہما اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک پست قد انصاری' بنی ہاشم کے طویل قد شخص کو پکڑ کر لائے۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی روایت میں حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اس قیدی کا نام بھی بتایا ہے۔ اس ہاشمی قیدی نے کہا مجھے اس لے کر آنے والے شخص نے گرفتار نہیں کیا بلکہ ایک ایسے شخص نے گرفتار کیا تھا۔ جس کے سر پر بال نہ تھے اور وہ ایک خوبصورت اور وجیہہ آدمی تھا اور ابلق گھوڑے پر سوار تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ ملک کریم تھے۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو گرفتار کرنے والے ابوالیسر کعب بن عمرو رضی اللہ عنہ تھے۔ ابوالیسر

رضی اللہ عنہ ایک ٹھوس اور گٹھے ہوئے جسم کے آدمی تھے اور انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ایک اجنبی نے اس کام میں میری مدد کی ہے)۔

امام احمد اور طبرانی رحمہما اللہ نے ''اوسط'' میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ غزوۂ بدر میں گھمسان کا رن پڑا تو ہم میں سے اکثر جی دار اور شجاع لوگ جن میں خود بھی شامل ہوں' صرف مدافعانہ لڑائی لڑ رہے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سارے اسلامی لشکر میں سب سے زیادہ قوت اور شجاعت سے مشرکوں کو پیچھے دھکیلتے ہوئے برابر آگے بڑھ رہے تھے۔

ابونعیم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میدان بدر میں صفوں کی ترتیب اور درستی کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکریوں کو لے کر لشکر مشرکین کے چہروں کی طرف پھینکا جس سے ان کی بصارت اور مدافعت کی قوتیں زائل ہو گئیں۔ اس بات کو قرآن حکیم نے مَارَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی الآیہ کے الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔

ابن اسحاق' حاکم اور بیہقی نے حضرت عبداللہ بن ثعلبہ بن صغیر سے روایت کی کہ یوم بدر میں ابوجہل نے' جہالت سے مملو دعا کی' اس نے کہا:

اے خدا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری قرابت کو توڑ دیا' قبیلوں میں تفرقہ ڈلوا دیا اور ہمارے روبرو اس دین کو لائے جس سے سب ہی ناواقف ہیں' پس سچائی ہمارے ساتھ ہے' اور ہمیں کو غالب آنا ہے۔

پس وہ کچھ ہی دیر بعد مارا گیا اور اس کے بارے میں کلام الٰہی بتا رہا ہے کہ اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَکُمُ الْفَتْحُ ۔ الآیہ

ابونعیم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے ان کنکریوں کی آوازیں سنی تھیں جو بدر کے دن آسمان سے ماری گئیں تھیں گویا وہ طشت میں گر رہی ہیں پھر جب لوگوں نے صفیں درست کیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکریوں کو لے کر مشرکین کے چہرے پر پھینکا اس کا ذکر اللہ نے اس طرح فرمایا ہے۔

وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی [1]

بیہقی اور ابونعیم وغیرہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کہ قریش کا قافلہ حسب معمول تجارت کے لئے ملک شام گیا ہوا تھا۔ میر قافلہ ابوسفیان تھے اور ۳۰ سے ۴۰ افراد ان کے ساتھ تھے۔ تجارتی کاروبار سے فارغ ہو کر جب اپنے وطن مکہ کو لوٹ رہے تھے تو مدینہ کے قریب ان کے مقرر کردہ جاسوسوں نے خبردار کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مع اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کے تمہارے قافلے پر حملہ کرنے آ رہے ہیں۔ اس خبر کے ملتے ہی ابوسفیان نے فوراً ایک تیز رفتار سوار کو روانہ کیا کہ مکہ پہنچ کر پوری صورتحال قریش کے سامنے رکھے اور کہے کہ وہ جلد از جلد پوری تیاری کے ساتھ مدد کو پہنچیں ورنہ نقصان مال کے ساتھ ہی جانوں کا بھی خطرہ ہے۔

یہ اطلاع پا کر قریش مکہ نہایت جوش و خروش کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ ادھر ابوسفیان' ساحل کے کنارے کے قافلے کو احتیاط اور تیزی سے نکال کر لے گئے اور قریش کو اپنی خیریت کے ساتھ یہ بھی کہلا بھیجا کہ ''ظاہر ہے کہ خطرہ ٹل گیا اب تم لوگ واپس ہو جاؤ مگر ابوجہل نے از راہ نخوت انکار کیا اور کہا کہ:

---

[1] آپ نے مشت خاک نہیں پھینکی' لیکن اس کو اللہ نے پھینکا۔

میدان بدر میں جہاں عرب کا سالانہ اجتماع ہوتا ہے جا کر ٹھہریں گے۔ تین روز تک پرتکلف کھانے اور پکوان پکائیں گے اور جشن منائیں گے۔ یہ اس لیے کہ ان غریب الدیار اور لاچار مسلمانوں کے دل دہل جائیں اور آئندہ ان کو قافلے لوٹنے کا خیال نہ آئے۔ ثانیاً تمام قبائل عرب میں ہمارے آنے کی شہرت اور ہماری طاقت کا چرچا ہو جائے۔

نبی ﷺ ۹ رمضان ۲ ہجری مطابق ۵ مارچ ۶۲۳ء کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے ساتھ مدینہ سے نکلے۔ جب حضور علیہ السلام "وادی زفران" میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ قافلہ تو نکل گیا مگر اہل مکہ کا عظیم الشان لشکر بدر کی طرف بڑھ رہا ہے۔ آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا۔ چونکہ جنگ کے ارادے سے نہ نکلے تھے اس وجہ سے بعض لوگوں نے اس بے سروسامانی کے ساتھ قریش کے مقابلے میں جانا پسند نہ کیا۔ اس موقع پر آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ دونوں گروہوں میں سے ایک پر فتح ضرور دے گا[1] چونکہ قافلہ تو نکل گیا اس لئے لشکر قریش پر ہماری کامیابی یقینی ہے۔"

حضور علیہ السلام کے ارشاد کے جواب میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم کو جو حکم ہو تعمیل کیلئے حاضر ہیں لیکن آنحضرت کا روئے سخن دراصل انصار کی طرف تھا کیونکہ ان ہی کی طاقت اور تعداد زیادہ تھی اور ان سے سابق میں جس معاہدہ پر بیعت لی گئی تھی وہ یہ تھی کہ اگر کوئی دشمن اسلام مدینہ پر چڑھائی کرے گا تو وہ اپنی پوری قوت کے ساتھ حملہ آور سے جنگ کریں گے۔ یہ بات نہیں کی گئی تھی کہ باہر دوسرے مقامات پر جا کر دشمنوں پر حملہ آور ہوں گے۔

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ رئیس انصار سمجھ گئے اور فوراً عرض کیا

اے اللہ کے رسول اللہ ﷺ شاید آپ کا خطاب ہماری طرف ہے۔ اللہ جانتا ہے کہ اگر آپ حکم دیں تو ہم بلا تامل اور بلا خوف سمندر میں کود پڑیں۔

ان کا یہ بہترین جواب سن کر حضور علیہ السلام خوش ہوئے۔ حاضرین نے دیکھا کہ آپ کا چہرہ مبارک چمک اٹھا اور سب نے نعرہ تکبیر بلند کیا۔

اکثر علماء حدیث نے حضرت حباب بن منذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ معرکہ بدر کے موقع پر چونکہ کامیابی کا یقین تھا اس وجہ سے اس مختصر جماعت اصحاب کے ساتھ بدر کی جانب روانہ ہو گئے۔ اور مدینہ سے لوگوں کو مزید بلانے کی ضرورت نہ سمجھی۔ بدر کے مقام پر پہنچ کر پہلے چشمہ آب پر حضور علیہ السلام نے اترنے کا حکم فرمایا۔

حباب بن منذر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا یہاں پر اترنے کا حکم الہامی ہے کہ جس میں اظہار رائے مشورے اور چون و چرا کی گنجائش نہیں۔ حضور علیہ السلام نے خود اپنی رائے سے جنگی تدبیر کا لحاظ اور ضرورت کا تقاضا سمجھ کر اختیار فرمایا ہے؟

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ خود میری رائے ہے۔

---

[1] آیت وعدہ یہ ہے وَاِذْ یَعِدُکُمُ اللّٰهُ اِحْدَی الطَّآئِفَتَیْنِ اَنَّهَا لَکُمْ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَیْرَ ذَاتِ الشَّوْکَةِ (پ ۹۔ انفال آیت ۷) اور تم لوگ اس وقت کو یاد کرو جب کہ اللہ تعالیٰ نے تم سے ان دو جماعتوں میں سے ایک کا وعدہ فرمایا کہ وہ تمہارے ہاتھ آ جائے گی اور تم غیر مسلح جماعت (قافلہ) کی تمنا کر رہے تھے۔

حضرت حباب نے کہا کہ میرے خیال میں یہ مقام موزوں نہیں بلکہ مناسب تو یہ تھا کہ اور آگے بڑھ کر ہم قریش کی فرودگاہ کے قریب ترین چشمہ پر قبضہ کرلیں اور اپنے لئے حوض بھر کر اردگرد کے کنوؤں اور چشموں کو پاٹ دیں تا کہ اسلام اور اس کے خادموں کے دشمن جو کہ اپنی ساری قوت اور شوکت کو سمیٹ کر اور پھر اس کو اپنے سروں پر رکھے ہوئے نمائش کر رہے ہیں۔ ایک قطرہ آب نہ پاسکیں۔"

حضور علیہ السلام نے ان کی تجویز کو سراہا اور پھر اسی کے مطابق عمل کیا۔ میدان کے اس حصہ میں جس میں نسل انسانی کا سب سے محترم اور باعظمت قافلہ فروکش[1] ہوا۔ اس میں ایک جانب صاحب خلق عظیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے حضرت سعد کے مشورے سے ایک سائبان بنایا گیا تا کہ حضور علیہ السلام اپنے جانثاروں کے درمیان اس میں استراحت فرمائیں۔

ابن سعد نے عکرمہ سے روایت کی کہ اس دن تمام مسلمان اونگھ سے رہے تھے اور میدان بدر کے ریگ زار میں اترے ہوئے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے بارش کر دی تو وہ ریگزار ایک ہموار مسطح اور منجمد میدان بن گیا ہم محفوظ ہو کر بہت مزے سے اس پر چلنے لگے اور قریش کے پڑاؤ اور اس کے قریب کا حصہ زمین جو انہوں نے ریت سے محفوظ رہنے کیلئے پختہ چکنی مٹی کا اپنے لئے منتخب کرلیا تھا۔ بارش سے لیس دار ودلدل بن گیا وہ چلتے ہوئے اس پر ضرور پھسلتے اور بغیر گرے نہ بچتے۔ معرکہ بدر میں ان کی یکسر تباہی اور بربادی کی یہ بھی ایک بڑی وجہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں مسلمانوں پر اپنے اس انعام کا تذکرہ فرمایا ہے[1]

ابن سعد نے زید بن اسلم سے روایت کی کہ غزوہ بدر میں حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی آنکھ کو ایسا صدمہ پہنچا کہ آنکھ کا پورا ڈھیلا نکل کر رخسار پر آپڑا تو حضور علیہ السلام نے اپنے دست مبارک سے اس کو آنکھ کے حلقے میں رکھ دیا اور ان کی آنکھ بالکل درست ہوگئی۔

شیخین نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین مکہ کے اس گڑھے پر کھڑے ہوئے جن میں ان کے مقتول بھر دیئے گئے اور کہا کہ اے فلاں بن فلاں جو وعدہ ہمارے رب نے ہم سے فرمایا تھا وہ تو ہم پاچکے اور جو وعید[2] تم کو ملی تھی ضرور اس سے تمہارا سابقہ ہوگا۔"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ تو ایسے اجسام سے خطاب فرما رہے ہیں کہ جن میں روح اور زندگی نہیں ہے۔

---

[1] طبری کی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے مقام سے اٹھ کر اس چشمہ پر آ کر فروکش ہوئے آپ نے پکھوں میں پانی سے بھر لیں اور اس چشمہ کے رو پر اپنے صحابہ (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کی صف بندی فرمائی۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقام بدر پر آ کر ارشاد فرمایا تھا کہ یہاں دشمن مارے جائیں گے۔ ع

إِذْ يُغَشِّيكُمُ النُّعَاسَ أَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُم مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً لِّيُطَهِّرَكُم بِهِ وَيُذْهِبَ عَنكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ وَلِيَرْبِطَ عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ ۝

(سورۃ انفال: رکوع ۲- آیت ۱۱)

اس وقت کو یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے تم پر اونگھ طاری کر دیا تھا۔ اپنی طرف سے تم کو چین دینے کے لیے اور تم پر آسمان سے پانی برسایا تا کہ اس کے ذریعہ سے تم کو پاک کردے اور تم سے شیطانی وسوسہ کو دفع کردے اور تمہارے دلوں کو مضبوط کردے اور تمہارے پاؤں جمادے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں فرمایا۔ وہ میرے قول کو جتنا وہ سن رہے ہیں تم اس سے زیادہ سننے والے نہیں ہو۔

قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ کر دیا تھا یہاں تک کہ انہوں نے حضور علیہ السلام کی سرزنش کو سنا۔

واقدی و بیہقی نے حضرت زہری سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے روز دعا مانگی خدایا مجھے نوفل بن خویلد سے محفوظ رکھ۔ اس کے بعد حضور علیہ السلام نے فرمایا کسی کو نوفل کی خبر ہے؟ یہ سن کر حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اسے قتل کر دیا ہے۔ یہ سن کر حضور علیہ السلام نے نعرہ تکبیر بلند کیا اور فرمایا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اور اسی کے لئے حمد ہے جس نے میری دعا کو قبول فرمایا

بیہقی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ وَذَرْنِي وَالْمُكَذِّبِينَ أُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيلًا[1] نازل ہونے کے بعد زیادہ وقت نہ گزرنے پایا کہ مشرکین مکہ اور ان کے سارے سردار میدان بدر میں جمع کر دیے گئے اور پھر سہ شنبہ کو ذرا سی دیر میں ان کی پوری قوت کو جس پر وہ مسلمانوں کے مقابلے میں فخر کرتے تھے ہمیشہ کے توڑ دیا۔

شیخین نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے کہ قریش کی ایک جماعت آپ کو نماز پڑھتے دیکھ رہی تھی۔ ان بدقماشوں کو شرارت سوجھی کہنے لگے ہم میں سے کوئی ایک آدمی جائے اور فلاں مقام پر جو اوجھ پڑی ہے اسے لا کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے شانوں پر رکھ دے۔ پھر ان میں سے ایک بدبخت اٹھا اور اس کو لا کر بحالت سجدہ حضور علیہ السلام کے شانوں پر رکھ دیا جس کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سجدے سے نہ اٹھے اور کافر قلب و ذہن اور مسخ فطرت لوگوں کو اپنے اس عمل اور حرکت کے بعد اس قدر مزہ آیا اس قدر ہنسے کہ کثرت ہنسی سے بے قابو ہو کر ایک دوسرے پر گر گر پڑتے تھے۔ کسی بندۂ خدا نے جا کر فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو بتایا وہ لڑکی ہی تھیں آئیں اور بڑی مشقت کے بعد آپ نے اسے علیحدہ کیا۔ مشرکین کی اس قدر نازیبا حرکت پر ملامت کرنے لگیں۔

جب حضور علیہ السلام نے اپنی نماز پوری کر لی تو اپنے رب سے کہا کہ اے میرے اللہ! قریش کو اپنی گرفت میں لے لے۔ تین مرتبہ اس کلمہ کو عرض کیا اور اس کے بعد نام بنام بددعا کی کہ

اے خدا عمرو بن ہشام (ابوجہل)' عتبہ بن ربیعہ' شیبہ بن ربیعہ' ولید بن عتبہ' امیہ بن خلف' عقبہ بن معیط' اور عمار بن ولید کو اپنی گرفت میں لے لے۔

ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے شعبی سے روایت کی کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میدان بدر سے گزرا تو میں نے دیکھا کہ ایک شخص زمین سے نکلتا ہے اور اسے ایک شخص اپنے ہتھوڑے سے مارتا ہے یہاں تک کہ وہ زمین میں غائب ہو جاتا ہے اس کے بعد وہ پھر نکلتا ہے اور اس کے ساتھ وہی عمل کیا جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے ابوجہل کو دیکھا ہے اس پر قیامت

---

[1] وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيلًا ۝ وَذَرْنِي وَالْمُكَذِّبِينَ أُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيلًا ۝

اور یہ لوگ جو باتیں بناتے ہیں ان پر صبر کرو اور خوبصورتی کے ساتھ ان سے الگ ہو جاؤ اور مجھ کو اور ان جھٹلانے والے نازونعمت میں رہنے والوں کو چھوڑ دو اور ان لوگوں کو تھوڑے دنوں اور مہلت دے دو۔ (پ ۲۹ سورہ مزمل رکوع ۱ آیت ۱۱)

تک یونہی عذاب ہوتا رہے گا۔

بیہقی نے بہ طریق موسیٰ بن عقبہ ابن شہاب سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے فتح بدر کے سبب مشرکوں اور منافقوں کی گردنوں کو پست وخوار کردیا اس کے بعد مدینہ طیبہ میں کوئی یہودی اور منافق ایسا نہ رہا جس کی گردن بدر کی شکست کی بنا پر نہ جھک گئی ہو گویا یہ دن ''یوم فرقان'' تھا کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے کفر و ایمان کے درمیان فرق و امتیاز پیدا کردیا۔

واقدی نے روایت کی کہ مجھ سے عمر بن عثمان جحی نے۔ انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنی پھوپھی سے حدیث بیان کی کہ عکاشہ بن محصن نے کہا کہ بدر کی جنگ میں جب میری تلوار ٹوٹ گئی تو حضور اکرم ﷺ نے مجھے ایک لکڑی عطا فرمائی میں نے دیکھا تو وہ چمکدار تلوار تھی۔ میں اس تلوار سے لڑتا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کو شکست دی اور وہ تلوار ان کے انتقال تک ان کے پاس رہی۔ اسے بیہقی اور ابن عساکر نے روایت کیا۔ واقدی نے کہا کہ مجھ سے اسامہ بن زید نے انہوں نے داؤد بن حصین سے انہوں نے عبدالاشہل کے بہت سے لوگوں سے حدیث روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ سلمہ بن اسلم بن حریش کی تلوار بدر کے دن ٹوٹ گئی اور وہ بغیر ہتھیار کے رہ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے وہ شاخ انہیں عطا فرمادی جو اس وقت آپ کے دست مبارک میں تھی وہ کھجور کی ٹہنی تھی حضور علیہ السلام نے فرمایا اس سے لڑو تو لڑتے وقت وہ تلوار بن گئی وہ تلوار بدستور ان کے پاس رہی حتیٰ کہ وہ شہید ہوگئے۔

بیہقی نے عطیہ عوفی سے روایت کی کہ میں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے آلٓمّٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ کے بارے میں دریافت کیا انہوں نے کہا کہ اول فارسیوں نے رومیوں پر غلبہ پالیا تھا پھر اس کے چند سال بعد رومی فارسیوں پر غالب آگئے۔ کچھ عرصہ کے بعد مسلمان بدر میں مشرکوں کے ساتھ اور پھر ایران کے مجوسیوں اور روم کے نصاریٰ سے بھی ہمیں لڑنا پڑ گیا تو اللہ تعالیٰ نے ہماری مدد فرمائی چونکہ مسلمانوں کے مشرکوں کے غلبے پر اور اہل کتاب کے مجوسیوں کے غلبے پر ہم کو خوشی ہوئی۔ اسی بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: يَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ بِنَصْرِ اللّٰهِ۔

ابن سعد نے عکرمہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ بدر میں اپنے قبے کے اندر تشریف فرما تھے اس وقت آپ نے ارشاد فرمایا اس جنت کی طرف چلو جس کا عرض زمین و آسمان کے برابر ہے۔ اور جو متقیوں کے لیے تیار کی گئی ہے۔ یہ سن کر عمیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واہ واہ حضور علیہ السلام نے پوچھا تم نے یہ اظہار مسرت کس وجہ سے کیا ہے؟ عمیر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اس آرزو میں کہ کاش میں اہل جنت میں شامل ہو جاؤں۔ اور پھر وہاں کی وسعتوں میں گھوموں اور پھروں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا انشاء اللہ تم وہیں پر بسو گے۔ پھر آپ نے تھیلے سے کچھ کھجوریں نکالیں اور عمیر رضی اللہ عنہ نے ان کو منہ میں رکھتے ہوئے کہا کہ:

خدا کی قسم اگر زندہ رہا تو ان کو کھاتا رہوں گا۔ ورنہ جنت کی حیات تو دائمی ہے۔'' پھر کچھ خیال آیا اور ہاتھ کی کھجوروں کو پھینک دیا۔ سینہ تان کر جھومتے غرور و تمکنت کی چال رن کی طرف بڑھے۔ بائیں ہاتھ کی ڈھال کو زمین پر چھوڑ دیا اور دشمنان اسلام پر آفت ناگہاں بن کر ٹوٹ پڑے اور پھر حیات عارضی سے ابدی زندگی کی طرف منتقل ہوگئے۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۝ اور جو لوگ اللہ کی راہ میں (بظاہر) قتل ہو جاتے ہیں' ان کی نسبت یوں مت کہو کہ وہ مرچکے ہیں' بلکہ ایسے تمام لوگ تو زندہ ہیں لیکن تم اپنے مادی حواس سے ادراک نہیں

کر سکتے۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را　　بنا کردند خوش رسمی بہ خاک و خون غلطیدن

ابونعیم نے بہ سند صحیح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ عقبہ بن ابی معیط نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے یہاں کھانے پر بلایا۔ آپ ﷺ تشریف لے گئے اور فرمایا اے عقبہ میں تو کھانا نہ کھاؤں گا جب تک تو اللہ کی توحید اور میری رسالت کی گواہی نہ دے گا۔ عقبہ نے گواہی دی اور آپ نے کھانا تناول فرمایا۔

کچھ دن بعد عقبہ کا ایک دوست آیا اور اس کو قبول اسلام پر ملامت کی اور کہا کہ جو کچھ وہ کہہ سکا۔ عقبہ کی عصبیت بیدار ہوگئی اپنے دوست سے کہنے لگا

مجھ کو شرمندہ کرنے والے میرے دوست اب یہ بتاؤ کہ میں کیا کروں کہ اس عمل کی وجہ سے قریش کے دلوں میں میری طرف سے جو کدورت پیدا ہوگئی ہے وہ صاف ہو جائے اور میری گئی ہوئی عزت لوٹ آئے؟

اس نے بتایا کہ اس کی صورت یہ ہے کہ محمد ﷺ کی مجلس میں جا اور حضور علیہ السلام کے چہرے پر تھوک دے۔''

عقبہ بدنصیب نے ایسا ہی کیا۔ حضور علیہ السلام نے اپنے چہرہ مبارک کو صاف کر لیا اور فرمایا اگر میں تجھے مکہ کے پہاڑوں کے باہر پاؤں گا تو تیری گردن صبر کے ہتھیار سے اڑاؤں گا۔ تو جب بدر کا دن آیا اور اس کے ساتھی نکلے مگر عقبہ نے انکار کیا اور لوگوں کو وجہ انکار بتاتے ہوئے کہا کہ مجھ سے محمد ﷺ نے کہا کہ اگر مکہ کے پہاڑوں کے پرے وہ مجھے پائیں گے تو صبر کے ہتھیار سے میری گردن اڑا دیں گے۔

لوگوں نے اس کے اطمینان کے لیے کہا کہ ہم تمہاری سواری میں سرخ ناقہ دیتے ہیں پھر وہ کس طرح پاسکیں گے؟''

پس وہ ان کے اصرار و التماس کی وجہ سے ساتھ ہو گیا اور جب اس کے ساتھیوں کو ہزیمت ہوئی اور وہ اپنی مخصوص ناقہ پر راہ فرار اختیار کرنے لگا تو اسی اونٹنی نے اس وایک چٹیل زمین پر لا کر ڈال دیا اور وہ گرفتار کر لیا گیا اور مسلمانوں نے اس کی گردن اڑا دی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا صبر نے اس کی گردن ماردی۔

ابن اسحاق اور بیہقی نے زہری سے روایت کی کہ جب بدر کے قیدیوں سے فدیہ لیا جانے لگا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں بے سرمایہ اور تہی دست ہوں۔ فدیہ کہاں سے دوں؟ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ مال کہاں ہے جسے تم نے اور ام الفضل نے دفن کیا ہے اور تم نے ام الفضل کے بارے میں وصیت کی ہے کہ اگر میں مارا جاؤں تو یہ مال میرے تینوں بچوں فضل عبداللہ اور قثم کا ہے۔''

عباس نے کہا کہ میں یقین کے ساتھ سمجھ چکا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور مال دفن کرنے والی بات میرے اور میری بیوی کے سوائی کوئی نہیں جانتا۔

شیخین نے عروہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ ابولہب نے ثویبہ کو آزاد کیا تھا[1] اور ثویبہ نے رسول اللہ ﷺ کو دودھ پلایا تھا جب ابولہب مر گیا تو اس کے گھر والوں میں سے کسی نے اسے بہ حالت خواب بری حالت میں دیکھا تو ابولہب سے پوچھا کہ

---

[1] ثویبہ ابولہب کی لونڈی تھی جس کو اس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں آزاد کر دیا تھا۔

حال میں ہو؟ جواب دیا کہ تم لوگوں سے جدا ہونے کے بعد کوئی ایک راحت بھی نہ پائی۔ بجز اس کے کہ ثویبہ کو آزاد کرنے کے سبب میں نے اتنا پانی پیا ہے یہ کہہ کر اس نے اپنے ہاتھ کے انگوٹھے کی جڑ اور انگلیوں کے درمیان گڑھے کی طرف اشارہ کیا یعنی صرف چند قطرے پانی مل سکا ہے۔

طبرانی نے ابان میں سلمان سے اور انہوں نے اپنے والد سلمان سے روایت کی کہ قباث بن اشیم لیثی کے قبول اسلام کا واقعہ یہ ہے کہ عرب کے کچھ لوگ اس کے پاس گئے اور اظہار واقعہ کے طور پر بیان کیا کہ مکہ میں محمد ﷺ نے دعویٰ نبوت کیا ہے اور وہ ایک نئے دین کی دعوت دیتے ہیں۔ قباث یہ باتیں سن کر کھڑا ہوگیا اور حضور علیہ السلام کے پاس آیا تو آپ نے اس سے فرمایا قباث بیٹھو تو وہ غمزدہ اور خاموش بیٹھ گیا۔

رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا تم یہی سمجھتے ہو نا کہ اگر خواتین قریش ہی اپنی پردہ پوش چادروں میں لپٹ کر نکل آتیں تو وہ بھی محمد ﷺ اور ان کے اصحاب کو میدان سے بھگا دیتیں۔"

حضور علیہ السلام کی بات سن کر قباث نے عرض کیا۔ اس ذات جل وعلیٰ کی قسم سے گزارش کرتا ہوں کہ جس نے آپ کو حق کے ساتھ ہماری ہدایت کے لیے بھیجا کہ ان باتوں کے لیے میری زبان نے حرکت کی نہ لب ہلے۔ میری آواز نکلی نہ کسی نے اسے سنا۔ حضور علیہ السلام! اے واقف اسرار! یہ تو ایک وجدانی تاثر تھی کیفیت اور دل کے زاویوں میں بند شدہ بات کا آپ ﷺ مذکور فرما رہے ہیں بیشک وشبہ آپ خدا کے رسول ہیں۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ جو دین آپ لائے ہیں وہ حق ہے۔

بیہقی نے واقدی سے روایت کی کہ لوگ بیان کرتے ہیں کہ قباث بن ہشیم بدر کے ان مشرکوں کے ساتھ موجود تھا۔ قباث بن ہشیم کا بیان ہے کہ میں حضور علیہ السلام کے صحابہ کی تعداد کی قلت اور اپنے ساتھیوں کی کثرت جو سوار و پیادے تھے۔ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا لیکن جب کافروں میں بھگدڑ پڑ گئی تو بھاگنے والوں کے ساتھ میں بھی بھاگا میں اپنے دل میں کہتا جاتا تھا کہ میں نے عورتوں کے سوا بھی کسی کو اس طرح بھاگتے نہیں دیکھا ہے۔

غزوۂ خندق کے بعد جب میرے دل میں بھی اسلام کا نور ضوفشاں ہوا تو میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں مدینہ طیبہ قبول اسلام کے لیے حاضر ہوا۔ میں نے حضور کی خدمت میں سلام عرض کیا مجھے دیکھ کر حضور علیہ السلام نے فرمایا تم ہی وہ کہنے والے ہو جسے تم نے بدر کے دن کہا تھا کہ میں نے اس امر کی مانند کبھی نہیں دیکھا کہ عورتوں کے سوا کوئی اس طرح بھاگا ہو۔ یہ سن کر میں نے عرض کیا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ یہ بات تو وہ ہے جو مجھ سے نکل کر کسی دوسرے تک نہیں پہنچی۔ یہ تو میں نے اپنے دل میں کہا تھا کہ اگر آپ نبی نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ آپ پر ظاہر نہ کرتا۔ میں صدق دل سے کہتا ہوں

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

بیہقی، طبرانی اور ابونعیم نے حضرت موسیٰ بن عقبہ اور حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کی دونوں بزرگوں نے بیان کیا کہ جب مشرکین کا سفیر مکہ واپس پہنچا تو اطلاع پا کر عمیر بن وہب جمحی آیا اور امیہ مقتول کے بیٹے صفوان کے قریب حجر اسود کے

نزدیک بیٹھ گیا۔ صفوان نے کہا کہ بدر میں مرنے والوں کی وجہ سے زندگی بدمزہ اور بے کیف ہے۔ عمیر نے اس کی بات سن کر آہ سرد بھری اور بولا

''سچ کہتے ہو زندگی میں کوئی لطف باقی نہیں رہا ہر شے اجنبی اور منظر سنسان اور زمین و آسمان اداس معلوم ہوتے ہیں۔''

چندے توقف کے بعد عمیر نے پھر سکوت اور خاموشی کو توڑتے ہوئے کہنا شروع کیا اے اخی صفوان! اگر میری گردن پر بار قرض نہ ہوتا اور اہل عیال کی کفالت اور ضروریات کے لیے اندوختہ ہوتا تو پھر میں یقیناً مدینہ پہنچتا اور محمد ﷺ کو موت کے گھاٹ اتارتا (نعوذ باللہ)۔ اور اگر نامعلوم وجہ کوئی مانع آ جاتی تو ایسی صورت میں میرے خیال میں ایک بات ہے میں اس کا سہارا لے کر حیلہ سازی کر لیتا۔ وہ بات یہ ہے کہ ان سے میں کہہ دیتا کہ اپنے قیدی بیٹے سے ملنے آیا ہوں۔

عمیر کی یہ سنجیدہ باتیں سن کر صفوان خوش ہو گیا اور کہنے لگا

اے شریک رنج اور راز دار عمیر تیرا کل قرض میرے ذمہ اور تیرے اہل وعیال کا نفقہ وہی ہوگا جو میرے اہل وعیال کا ہے اور اس کے علاوہ جس قدر گنجائش ہوگی میں ہرگز اس سے دریغ نہ کروں گا۔''

اس کے بعد صفوان نے عمیر کے لیے ایک گھوڑے کا انتظام کیا۔ رخت سفر دیا اور ایک عمدہ تلوار صیقل کرنے اور دھار بنانے کے لیے آہنگر کے حوالے کی۔

عمیر نے صفوان سے کہا کہ اس منصوبے کو میرے لوٹ کر آنے تک راز رکھنا اور ہرگز کسی کو کوئی بات نہ بتا دینا۔''

اس کے بعد عمیر روانہ ہوا یہاں تک کہ مدینہ طیبہ پہنچ گیا اور مسجد نبوی کے دروازے پر اتر کر اپنی سواری کو باندھا اور تلوار لے کر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں پہنچنے کا ارادہ کیا اتفاقاً اسی وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی آ گئے اور حضرت عمر اور وہ دونوں ایک ساتھ داخل ہوئے۔ رسول اکرم ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا آؤ عمر بیٹھو پھر عمیر سے مخاطب ہو کر ارشاد کیا عمیر تمہارا آنا کیونکر ہوا؟

عمیر نے جواب دیا اپنے قیدی سے ملنے جو آپ کے پاس قید ہے۔''

حضور علیہ السلام نے فرمایا جھوٹ بولنا بری بات ہے اور عمیر مردانگی کے خلاف''۔

عمیر نے پھر کہا میرا مقصد اپنے قیدی بیٹے کو دیکھنے کے سوا کچھ نہیں ہے۔''

حضور علیہ السلام نے فرمایا تم نے صفوان بن امیہ سے حجر اسود کے پاس کچھ قول وقرار کیا ہے؟

عمیر نے حیرانی اور سرگردانی کے عالم میں کہا کیا کہہ رہے ہیں آپ ﷺ؟ میں نے تو اس سے کچھ بھی طے نہیں کیا؟

حضور علیہ السلام نے فرمایا کیا تمہیں صفوان نے ایک خاص مقصد کے لیے اس شرط یا قیمت پر آمادہ نہیں کیا ہے کہ وہ تمہارے اہل وعیال کا کفیل اور تمہارے اوپر جو قرض ہے اس کی ادائیگی کا ذمہ دار ہے؟

عمیر نے حیرت زدہ ہو کر عرض کیا حضور علیہ السلام میں تو رام ہو گیا اور شہادت دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ صفوان اور میرے مابین یہ قرار داد رازدارانہ معاملہ کی ایک اعلیٰ ترین مثال ہے۔ میرے اور اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس درجہ سربستہ راز سے آپ ﷺ کو مطلع فرما دیا۔ پس میں اللہ پر اور آپ ﷺ کی نبوت ورسالت پر سچے دل سے ایمان

لاتاہوں۔"

اس کے بعد حضرت عمیر ﷜ مکہ معظمہ واپس ہوگئے اور جا کر دعوت دین میں مصروف ہو گئے جس کے نتیجے میں جن کو توفیق الٰہی ہوئی مسلمان ہو گئے۔

بیہقی نے حضرت جبیر بن مطعم سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر مطعم زندہ ہوتے اور وہ مجھ سے گرفتاران بدر کے بارے میں کہتے تو میں قیدیوں کو رہا کر دیتا۔

ابونعیم نے حضرت جبیر سے روایت کی کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بدر کے قیدیوں کے بارے میں گفتگو کرنے آیا۔ آپ ﷺ اس وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نماز پڑھا رہے تھے میں نے جب آپ ﷺ کی زبان سے سنا اِنَّ عَـــذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ۝ مَالَهٗ مِنْ دَافِعٍ ۝ تو میرا دل لرز گیا۔

حضور ﷺ کے وہ معجزات جو غزوہ غطفان کے موقع پر ظاہر ہوئے

واقدی نے کہا کہ مجھ سے محمد بن زیاد، ضحاک بن عثمان اور عبدالرحمن بن ابی بکر وغیرہ بہت سے راویوں نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ کو خبر دی گئی کہ غطفان کے لوگ ذی امر میں جمع ہو رہے ہیں اور ان کا ارادہ ہے کہ مسلمانوں کو چاروں طرف سے گھیر لیں اور یہ اجتماع دعثور بن حارث کی قیادت میں ہوا ہے۔

رسول اللہ ﷺ چار سو پچاس صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ روانہ ہوئے تو وہ بدوی لوگ پہاڑیوں میں روپوش ہو گئے اور آپ ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ ذی امر میں ٹھہر گئے اس موقع پر کثرت سے بارش ہوئی اور رسول اللہ ﷺ رفع حاجت کے لیے تشریف لے گئے اور بارش کا پانی آپ کے کپڑوں سے ٹپکنے لگا۔ حضور علیہ السلام نے وادی کے ایک درخت کے پاس جا کر کپڑے اتارے اور نچوڑ کر خشک ہونے کے لیے پھیلا دیئے اور خود زیر درخت لیٹ گئے۔ بدوی پہاڑ کی چٹانوں میں سے دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے اپنے قائد ابن حارث سے کہا

اے دعثور تو ہمارا سردار اور ایک قوی و بہادر شخص ہے اس وقت تو محمد ﷺ پر قابو پا سکتا ہے کیونکہ وہ اپنے ہمراہیوں سے دور ہیں۔

دعثور نے اپنی تلوار لی اور اپنی سرداری کا بھرم رکھنے کے لیے چل دیا۔ یہاں تک کہ تلوار کھینچ کر حضور علیہ السلام کے روبرو آیا اور کہا کہ اے محمد ﷺ تم کو اس وقت مجھ سے کون بچا سکتا ہے؟ حضور علیہ السلام نے بڑے پر وقار لہجے میں فرمایا اللہ

اس کے اعصاب میں لرزش ہوئی اور دل میں دہشت، ہاتھ سے تلوار چھوٹ کر گر پڑی۔ آپ ﷺ نے تلوار اٹھائی اور اس کے سر کو زد میں لے کر فرمایا: "تجھے بھی ہے کوئی بچانے والا؟"

دعثور نے عاجزانہ نیازمندی کے لہجے میں جواب دیا: اے اعلیٰ ترین انسان کوئی بھی نہیں۔" پھر اس نے توحید اور رسالت کا اقرار و اعتراف کیا اور کلمہ شہادت اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صدق دل سے پڑھا۔ حضور علیہ السلام نے اس کی تلوار واپس کر دی اور وہ بھی اجازت لے کر اپنے ساتھیوں کی طرف چل دیا۔

خانہ بدوش بدوؤں نے کہا کہ افسوس ہے کہ تو جا کر کھڑا ہوا کچھ باتیں بنائی ہوں گی اور پھر لوٹ آیا حالانکہ تو مسلح تھا اور وہ بحالت آرام بے خبر تھے۔

حضور نے کہا اے ملامت کرنے والو جو کچھ میں نے دیکھا اور جس حالت سے مجھ کو سابقہ پڑا کاش تم لوگ اس کا کچھ اندازہ کر سکتے۔"

لوگوں نے پوچھا ہمیں بتاؤ

حضور نے بتایا جب میں تلوار کھینچے محمد ﷺ کے قریب پہنچا تو دفعۃً ایک گورے رنگ کا لمبے قد والا شخص جس کا چہرہ بھی پر جلال تھا نمودار ہوا اور اس نے میرے سینے پر مکا مارا اور میں پیچھے گر پڑا۔

بھائیو خدائے واحد نے ان کو بچایا ہے۔ بے شبہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ اس موقع پر آیت کریمہ نازل ہوئی۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَیْکُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ یَّبْسُطُوْۤا اِلَیْکُمْ اَیْدِیَهُمْ فَکَفَّ اَیْدِیَهُمْ عَنْکُمْ (الآیۃ)[1]

یہود کی عہد شکنی اور مسلمانوں سے مغلوب ہونے کے بعد جلاوطنی

یعقوب بن سفیان نے تین واسطوں سے ابن شہاب سے حدیث بیان کی کہ غزوہ بدر کے چھ ماہ بعد رسول اللہ ﷺ نے یہود[2] کا محاصرہ کیا۔ حتیٰ کہ وہ جلاوطنی پر راضی ہو گئے انہیں اجازت دیدی کہ منقولہ جائیداد میں سے اونٹوں پر جتنا اور جس قدر لے جا سکو لے جاؤ البتہ اسلحہ کے لے جانے کی ممانعت کردی تھی۔ پھر وہ شام چلے گئے۔

---

1. اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو جب کہ ایک قوم کا ہاتھ تم تک دراز ہو چکا تھا لیکن اللہ نے ان کے ہاتھ کو (تم سے) روک دیا۔

2. مدینہ منورہ کی مضافاتی آبادی میں یہودیوں کے تین قبیلے آباد تھے۔ قینقاع، بنی نضیر اور بنی قریظہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ آنے کے فوراً بعد ان تینوں قبائل سے معاہدے کئے۔ یہ باہمی [illegible] تھے مگر غزوہ بدر کے بعد اسلام کے عروج اور مقبولیت کو دیکھ کر ان کے دلوں میں حسد پیدا ہوا اور ادھر قریش مکہ نے بھی ان کو اپنے ساتھ ملانے کے لیے دوستی کا ہاتھ بڑھایا۔ اس لیے وہ اسلام اور مسلمانوں کے دشمن ہو گئے۔ مکہ میں جو معاندانہ رویہ مشرکین کا تھا۔ وہ اب مدینہ کے یہود اسلام کے خلاف اختیار کئے ہوئے تھے۔ اسلام کی اشاعت میں رکاوٹیں ڈالنا مسلمانوں کو ایذا دینا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بدتمیزی سے پیش آنا وغیرہ۔

یہود کے بارے میں قرآن ایک بہت طویل فرد جرم پیش کرتا ہے جس میں ان کی سود خواری دروغ گوئی بدعہدی خدا فراموشی عداوت اسلام و منافقانہ سرشت کی صاف صاف پردہ دری کی گئی ہے۔

سب سے پہلے قینقاع نے جو یہود کے [illegible] قبائل میں سرمایہ داری اور جرأت میں مشہور تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کئے ہوئے معاہدہ کو توڑ ڈالا۔ یہود کے پورے طرز عمل میں مدینہ کے منافق اور مکہ کے مشرک ان کے ہمراز اور مشیر تھے۔

یہود سے سیاسی اور جنگی کشمکش و معرکہ آرائی میں بھی پہل انہی کی طرف سے ہوئی۔ ایک روز بنی قینقاع کے بازار میں ایک یہودی نے مسلمان عورت پر بے جا حرکت کی [illegible] رہتے تھے۔ وہ خاتون مدافعت کے لیے چلائیں۔ ایک مسلمان مرد نے پہنچ کر یہودی کو سمجھانے کی کوشش کی مگر وہ دست درازی کرنے لگا۔ مسلمان کی ضرب سے یہودی مر گیا پھر یہودیوں نے مل کر مسلمان کو شہید کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اطلاع پا کر جائے واقعہ پر تشریف لے گئے اور نرمی سے سمجھانے کی کوشش کی مگر ان کے دلوں میں تو تعصب اور کینہ پرورش پا رہا تھا۔ کہنے لگے پرائے دیس میں آ کر فتنے کھڑے کرتے ہو اور ناتجربہ کار قریش پر اتفاقیہ طور پر غالب آ گئے ہو تو [illegible] ہوئی ہے۔

اس کے بعد ان کی سازشیں شورشیں [illegible] اس حد تک بڑھ گئیں کہ جن کی وجہ سے اسلام کا وجود اور مسلمانوں کا مستقبل خطرہ میں پڑ سکتا تھا۔ بادل نخواستہ [illegible] کے لیے بھیجا گیا۔ وہ قلعوں میں محصور ہو گئے۔ بالآخر مدینہ کے رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کی تجویز کے مطابق جو ان کا ہمدرد [illegible] یہود کو جلاوطن کر دیا گیا اور وہ مقام اذرعات میں جو ملک شام میں ہے چلے گئے ان کی تعداد سات سو تھی۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے ان یہود کے اس غلط پندار کے بارے میں کہ ہم عالم اور کتاب آسمانی یعنی توریت موسوی کے وارث ہیں اور اس وجہ سے ہم مسلمانوں سے افضل ہیں' اللہ تعالیٰ نے ان کی اس دلیل کا جواب قرآن حکیم میں عنایت فرمایا ہے۔ مَثَلُ الَّذِیْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰۃَ (الٰی قولہٖ) بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَO

شیخین نے حضرت عمر بن خطاب سے روایت کی کہ بنی نضیر کے اموال "فی" کی قبیل سے تھے اور اموال "فی" خاص رسول ﷺ کے ساتھ تھے۔ آنحضرت ﷺ اپنے اہل و عیال کا سالانہ خرچ اس سے چلاتے اور جو کچھ بچتا اس کو فی سبیل اللہ استعمال فرماتے۔

بیہقی اور ابونعیم نے بہ طریق موسیٰ بن عقبہ زہری اور عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کلابیوں کی دیت میں ان سے مدد حاصل کرنے کے لیے بنونضیر کی طرف گئے۔ بنونضیر کے یہودیوں نے حضور علیہ السلام سے کہا

ابوالقاسم ﷺ! آپ تشریف رکھیں' ہمارے ساتھ کھانا کھائیں اور ہماری جانب سے امداد و تعاون کی رقم لے کر تشریف لے جائیں۔"

حضور علیہ السلام کچھ دیر کے لئے ٹھہر گئے اور اپنے اصحاب کے ساتھ ایک عمارت کے سایے میں بیٹھ گئے ادھر بنونضیر نے موقع کو غنیمت سمجھ کر مشورہ کر کے طے کیا کہ فلاں یہودی عمارت کی چھت پر چڑھ کر حضور علیہ السلام کے سر پر پتھر گرا دے اس طرح آپ ہلاک ہو جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بذریعہ وحی ان کے منصوبے سے آگاہ کر دیا اور آپ اٹھ کر چلے آئے بعد ازاں یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ یَّبْسُطُوْۤا اِلَیْكُمْ اَیْدِیَهُمْ (الآیہ)

ان کی بار بار کی اور مسلسل ریشہ دوانیوں سے تنگ آ کر حضور علیہ السلام نے یہود کو مدینہ سے نکلنے کا حکم دیا۔ منافقین مدینہ نے یہود کو اپنے تعاون و امداد کی پیشکش کی اور کہا کہ جنگ و صلح میں ہم ایک ہیں اور متحد ہیں۔ یہود نے اس امداد کو خوش آمدید کہا اور حضور علیہ السلام سے کہہ دیا کہ ہم اپنے وطن اور دیار کو اور گھربار کو نہیں چھوڑ سکتے۔

حضور علیہ السلام نے محاصرہ کر لیا۔ مکانات گرا دیئے اور باغات کو کاٹ کر آگ لگا دی۔ منافقین نے یہود کے ساتھ بھی نفاق کا رویہ اختیار کیا اور کوئی امداد نہیں کی چنانچہ یہود نے اب خود مدینہ چھوڑ دینے کی درخواست کی اور حضور علیہ السلام نے علاوہ ہتھیاروں کے قابل منتقلی سامان کو اونٹوں پر ہمراہ لے جانے کی اجازت دیدی۔

واقدی نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت کی میں مدینہ سے اٹھ کر بنونضیر کی طرف گیا تھا کہ اسی موقع پر عمرو بن سعدی آیا اور کھنڈرات کو دیکھ کر بنی قریظہ کی طرف گیا اور کہا کہ میں عبرت کے مناظر دیکھ کر آ رہا ہوں۔ میں نے بزرگی اور شرافت' علم و عزت اور برتری کے بعد اپنے بھائیوں کے محلات کی جگہ کو ویران' سنسان اور وحشتناک صورت میں دیکھا ہے کہ وہ اپنے اموال و جائیداد کو چھوڑ کر ذلت و خواری کے ساتھ نکل گئے اور اللہ تعالیٰ کسی قوم پر یہ ذلت و خواری بغیر کسی وجہ کے مسلط نہیں کرتا۔ میرا مشورہ مانو چلو ہم محمد مصطفیٰ ﷺ کی دعوت اسلام قبول کر لیں۔

خدا کی قسم تم خوب جانتے ہوئے کہ وہ نبی برحق ہیں۔ ابن الہیبان ابوعمرو اور ابن خواش دونوں نے جو کہ یہود کے بہت بڑے عالم تھے' ان کی نبوت اور آنے کی بشارت دی اور یہ دونوں یہودی بزرگ (اپنے وطن بیت المقدس کو چھوڑ کر اس بے آب و گیاہ علاقہ

میں آ گئے تھے اور ان ہی نبی مبشر کے انتظار میں یہ سب کچھ وہ کر رہے تھے۔ ان دونوں بزرگوں نے ہمیں ان کی اطلاعات کا مشورہ دیا تھا اور ہم سے یہ درخواست بھی کی تھی کہ ہم ان دونوں کا سلام ان نبی کو پہنچا ئیں پھر وہ دونوں فوت ہو گئے اور ہم نے ان کے جسموں کو اس سنگلاخ زمین میں دفن کر دیا۔

عمرو کی یہ ترغیب سن کر زبیر بن باطا نے کہا کہ میں نے حضور علیہ السلام کے اوصاف باطا کی اس کتاب توراۃ میں پڑھے ہیں جو حضرت موسیٰ پر نازل ہوئی تھی اور ان نسخوں میں موجود نہیں ہے۔ جو ہمارے پاس اب ہیں اور ہم جنہیں پڑھتے ہیں۔

یہ سن کر اس سے کعب بن اسد نے کہا کہ پھر کون سے اسباب اور وجوہ ہیں جو تم کو ان نبی کی اطاعت سے روکے ہوئے ہیں؟ اس نے کہا: ''بس تم مانع ہو!''

کعب نے پرزور لہجے میں کہا کہ یہ تم کس طرح کہتے ہو؟ میں تو تمہارے اور ان کے درمیان کبھی حائل نہیں ہوا؟

زبیر نے کہا کہ تم ہی تو ہمارے پیش رو ہو۔ اگر تم ان کی پیروی کر لو تو پھر ہمارے لئے آسان ہو جائے اور کوئی رکاوٹ نہ رہے۔

اس کے بعد عمرو بن سعدی کعب کے روبرو کھڑا ہوا اور اس سلسلے میں دونوں کے درمیان سخت کلامی ہونے لگی۔

ابونعیم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ بنو نضیر کے محاصرہ کے زمانہ میں جب کہ وہ طویل ہو گیا تھا ایک روز حضرت جبریل تشریف لائے حضور علیہ السلام اس وقت سر دھو رہے تھے جبریل علیہ السلام نے کہا کہ ''عَفَا اللّٰہُ عَنْکَ'' اے اللہ کے نبی مسلمان اتنی جلدی ملول ہو گئے اور ہم نے تو اب تک اپنے جسموں سے ہتھیار نہیں اتارے ہیں جب سے آپ نے ان کا محاصرہ کیا ہے۔ اٹھئے اور اپنے ہتھیاروں کو لگایئے خدا کی قسم میں ان کو کچل دوں گا جیسا صاف پتھر پر انڈا کچلا جاتا ہے تو ہم نے ان پر چڑھائی کی اور فتح عطا ہوئی۔

کعب بن اشرف کی اسلام دشمنی اور اپنے اشعار میں اسلام کی ہجو کرنا بالآخر اس کا قتل ہونا

ابن اسحاق ابن راہویہ احمد اور بیہقی نے حضرت ابن عباس سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ بقیع الغرقد تک تشریف لے گئے۔ جن کو کعب بن اشرف کو قتل کرنے کے لیے روانہ فرمایا تھا اور حضور علیہ السلام نے وصیت فرمائی بسم اللہ کہہ کر جاؤ نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے دعا فرمائی کہ اے خدا ان کی مدد فرما۔

بیہقی نے عبداللہ بن معتب سے روایت کی کہ حضرت حارث بن اوس کو کعب بن اشرف کو قتل کرنے کے سلسلے میں ایک زخم آ گیا۔ جب وہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں واپس آئے تو حضور علیہ السلام نے ان کے زخم پر اپنا لعاب دہن لگا دیا۔ اس کے بعد زخم میں تکلیف نہ رہی۔

غزوہ اُحد میں جو معجزات ظہور میں آئے

شیخین نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ میں نے مکہ سے سرزمین

ل مدینہ منورہ پر یہودیوں کی جو دھاک بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ رفتہ رفتہ ختم ہوئی۔ کعب بھی دوسرے یہودیوں کی طرح مسلمانوں کا سخت دشمن تھا۔ بدر میں کافروں کی شکست کے بعد وہ مکہ پہنچا اور اس نے مقتول قریشی سرداروں کے مرثیے کہے۔ جلسوں میں تقریریں کیں اور ان کو جوش دلانے کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخانہ باتیں اشعار میں بیان کیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے قتل کے لیے صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی یہ جماعت روانہ فرمائی تھی۔

نخلستان کی طرف ہجرت کی ہے تو میں نے خیال کیا کہ شاید یمامہ یا ہجر کی طرف ہجرت ہوگی۔ مگر وہ سرزمین نخلستان یثرب کی سرزمین تھی۔ اس کے بعد میں نے ایک خواب دیکھا میں نے تلوار کو گھمایا تو وہ درمیان سے ٹوٹ گئی۔ اس کی تعبیر یوم اُحد کی مصیبت ہے۔ اسی سلسلہ خواب میں پھر میں نے اسی شکستہ تلوار کو گھمایا تو وہ تلوار بہت اچھی درست حالت میں ہوگئی۔ تو یہ بات وہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آخر میں ہم کو فتح یاب فرمایا اور مسلمان پھر مجتمع ہو گئے۔

حضور علیہ السلام نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ میں نے اس خواب میں ایک گائے بھی دیکھی اور دیکھا کہ اللہ نے خیر بھیجی ہے گائے سے مراد تو وہ عجلت ہے جو یوم اُحد کے مسلمانوں میں پیدا ہوگئی تھی اور وہ خیر جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئی اس سے مراد وہ حقیقی خیر و ثواب ہے جو اللہ تعالیٰ نے یوم اُحد کے بعد ہمیں مرحمت فرمائی۔

امام احمد بزار اور طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ اُحد کے موقع پر جب مشرکوں کے آنے کی اطلاع ملی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال تھا کہ مدینہ ہی میں رہا جائے اور یہیں پر مشرکین سے جنگ کی جائے۔ مگر جو لوگ بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے وہ چاہتے تھے کہ مدینہ سے باہر آگے جا کر دشمنوں کو روکا جائے اور وہیں جنگ کی جائے اور وہ لوگ برابر اپنی بات پر اصرار کرتے رہے۔ پھر حضور علیہ السلام نے جسم پر ہتھیار لگائے اور لشکر اسلام کو کوچ کا حکم دیئے گئے تو پھر وہ لوگ شرمندہ ہوئے اور کہنے لگے۔

''اے اللہ کے برگزیدہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کا خیال درست اور آپ کی رائے وقیع ہے۔ آپ مدینہ سے باہر نہ جائیے اور یہیں جنگ کیجئے''۔ فرمایا: مسلمانو! کسی نبی کے لیے سزاوار نہیں کہ اپنے جسم پر ہتھیار لگانے کے بعد اس سے پہلے ہی اتار دے کہ ابھی جنگ اور اس کا انجام سامنے نہ آیا ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن جسم اقدس پر ہتھیار باندھنے سے پہلے گفتگو کے دوران فرمایا تھا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں ایک محفوظ قلعہ میں ہوں تو اس کی تعبیر مجھے یہی ملی ہے کہ وہ محفوظ قلعہ مدینہ منورہ ہے اور میں نے خواب میں یہ بھی دیکھا کہ میں ایک دنبہ کا تعاقب کر رہا ہوں تو میں نے دنبہ (کبش) سے مراد سردار لشکر لی ہے اور میں نے دیکھا کہ میری تلوار ذوالفقار میں رخنہ آ گیا ہے تو میں نے اس سے مراد یہ لی کہ تم میں رخنہ پڑ گیا ہے اور میں نے دیکھا کہ میں ایک گائے ذبح کر رہا ہوں تو گائے خدا کی قسم خیر ہے۔

امام احمد بزار حاکم اور بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میں ایک (کبش) کے پیچھے ہوں اور میری تلوار کا کنارہ ٹوٹ گیا ہے میں نے اس کی یہ تعبیر لی کہ میں قوم کے سردار کو قتل کروں گا اور اپنی تلوار کے کنارے ٹوٹ جانے کی یہ تعبیر لی کہ میری عترت میں سے کوئی شخص شہید ہوگا چنانچہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلحہ حجبی کو قتل کیا کہ وہ لشکر کفار کا علم بردار تھا۔

بیہقی نے موسیٰ بن عقبہ سے بطریق ابن شہاب روایت کی ہے کہ اور کہا ہے کہ اکثر علمائے حدیث کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے اپنی تلوار کے سلسلے میں جو بات خواب میں مشاہدہ فرمائی تھی وہ صدمہ تھا جو جنگ اُحد میں آپ کے چہرۂ انور کو پہنچا۔

بیہقی نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ ابی بن خلف نے جب اپنا فدیہ ادا کیا تو اس نے کہا' میں اپنے گھوڑے کو سولہ رطل دانہ کھلاؤں گا اور (نعوذ باللہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے موقع پر اس کو استعمال کروں گا آپ کے سامنے جب اس کا ذکر ہوا تو فرمایا' انشاء اللہ میں اسے قتل کروں گا۔

پھر احد کے موقع پر ابی بن خلف زرہ اور خود اور دوسرے اسلحہ و سامان حفاظت سے لدا ہوا گھوڑے پر سوار ہوا اور کہنے لگا کہ' محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اگلی مرتبہ تو بچ گئے مگر اب ان کو ہرگز نہ چھوڑوں گا۔

احد کا میدان کارزار گرم تھا کہ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب گھوڑا دوڑایا اس کے تیور دیکھ کر جان نثاران رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ذائقہ موت چکھانا چاہا مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا راستہ چھوڑ دو اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جسم پر خود اور زرہ کے درمیان تر قوہ پر نیزے کی انی کا چرکا لگایا ابی زخمی ہو کر گھوڑے سے نیچے گرا اور مکہ مکرمہ تک زندہ نہ پہنچ سکا راستے میں ہی دم توڑ دیا۔

ابی جب زخمی ہو کر گرا تو اس کے کچھ ساتھی اسے پوچھنے آئے مگر وہ بیل کی طرح ڈکرا رہا تھا انہوں نے کہا کہ کیوں اتنا شور مچا رہا ہے تجھے تو ایک معمولی سی خراش آئی ہے تو اس نے ان سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا ذکر کیا کہ میں ابی کو قتل کروں گا اس کے بعد اس نے کہا قسم اس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جو تکلیف مجھ پر گزر رہی ہے اگر وہ اہل ذی المجاز پر ہوتی تو وہ سب کے سب مر جاتے اور اسی طرح مکہ مکرمہ پہنچنے سے پہلے ہی راستہ میں مر گیا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اسی روایت کو عبدالرحمان بن خالد بن مسافر نے بھی بروایت ابن شہاب حضرت سعید بن المسیب سے بیان کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کے ماتحت تیر اندازوں نے دیکھا کہ تمام مشرکین میدان چھوڑ بھاگے تو انہوں نے کہا غنیمت اے دوستو غنیمت! مسلمان بھائی غالب آ گئے' تم کس انتظار میں کھڑے ہو بس اب چلو غنیمت لوٹیں۔

حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تاکید کو بھول گئے کہ آئندہ حکم ملنے تک اپنی جگہ کو نہ چھوڑنا۔

انہوں نے کہا جنگ ختم ہو چکی ہے اب ضرورت نہیں ہے' ہم کو مال غنیمت ضرور لوٹنا چاہئے۔

جب وہ وہاں سے ہٹے تو مشرکوں کے منہ پھر گئے اور وہ بھاگنے والے مقابلے پر آ گئے اور پھر صورت حال بدل گئی' یہی وہ صورت حال ہے جس کے بارے میں حق تعالیٰ نے فرمایا "وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِيْٓ اُخْرٰىكُمْ" "یہ رسول تم کو آخرت کی طرف بلاتے ہیں۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بارہ افراد کے سوا کوئی اور نہیں تھا اور ہم میں سے ستر[1] افراد شہید ہو گئے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام نے بدر کے دن ایک سو چالیس مشرکوں کو مبتلا کیا تھا اور ستر مشرکین مارے گئے۔

---

[1] اس جنگ میں کفار کی تعداد تقریباً ۳ ہزار اور مسلمان مجاہدین رضی اللہ عنہم کی کل تعداد جن میں کم عمر لڑکے بھی تھے سات سو تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کوشش یہی تھی کہ کم عمر بچوں کو لشکر میں شامل نہ ہونے دیں مگر ان کے شوق شہادت کا یہ عالم تھا کہ جو بچے بھرتی سے ناکام ہو جاتے [illegible] چنانچہ حضرت رافع بن خدیج ایڑیاں اٹھا کر پنجوں کے بل کھڑے ہو گئے تاکہ اونچے [illegible] معلوم ہوں [illegible] چل گئی اور لشکر کے مجاہدین کی فہرست میں نام لکھوا لیا ان ہی کے ہم عمر سمرہ رضی اللہ عنہ تھے ان سے کہا گیا تم بچے ہو واپس جاؤ تو انہوں نے جواب دیا کہ جنگ میں تو رافع سے قوی اور زیادہ طاقتور ہوں اور ان کو گرا لیتا ہوں یہ کیسا انصاف ہے کہ ایک کو رکھ لو مجھ کو [illegible] (بقیہ اگلے صفحہ پر)

امام احمد بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت جیسی جنگ احد میں ہوئی تھی ایسی نصرت کسی جگہ نہیں ہوئی لوگوں نے اس کا انکار کیا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس کا انکار کرنے والوں کے درمیان اللہ کی کتاب موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ یوم اُحد کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ الآیہ (اور یقیناً اللہ نے تم کو اپنا وعدہ سچ کر دکھایا جب تم اس کے حکم سے حس میں تھے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جس کا مطلب قتل ہے حَتّٰٓى اِذَا فَشِلْتُمْ الآیہ (یہاں تک کہ تمہاری ہوا اکھڑ گئی) اس سے مراد وہی تیر انداز ہیں۔

اس کا واقعہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تیر اندازوں کو ایک جگہ قائم کر کے فرمایا "تم ہماری پشت کی حفاظت کرنا اگر تم یہ بھی دیکھو کہ ہم قتل ہو رہے ہیں تو ہماری مدد کو نہ آنا اور اگر تم دیکھو کہ ہم غنیمت جمع کر رہے ہیں تب بھی تم ہمارے شریک نہ آ کر نہ بننا۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم غالب ہوئے اور مشرکوں کے لشکر کو تہہ و بالا کر دیا تو تمام تیر انداز لشکر میں آ کر مال غنیمت حاصل کرنے لگے اور وہ تیر انداز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی صفوں میں شامل ہو کر ان سے گھل مل گئے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے ہاتھ کی انگلیوں کو ملا کر بتایا اور ایک دوسرے میں مدغم ہو گئے جب تیر اندازوں نے اس جگہ کو خالی کر دیا جہاں ان کو متعین کر دیا گیا تھا تو اس جگہ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی پشت سے مشرکوں کے تھوڑے سے سوار داخل ہو گئے ایسی حالت میں بعض نے بعض کو قتل کیا اور مسلمانوں میں سے بہت سے لوگ شہید ہو گئے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کیلئے ان کا ابتدائی پہر کامیابی کا پہر تھا یہاں تک کہ مشرکوں کے سات یا نو علمبردار مارے گئے اس وقت شیطان نے آواز لگائی "قتل محمد" (نعوذ باللہ) اس آواز کے صحیح ہونے میں کسی نے شبہ نہیں کیا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سعدین کے درمیان ظاہر ہوئے اور ہم نے آپ کو آپ کے جھک کر چلنے کے سبب سے پہچانا اس وقت ہمیں اتنی خوشی ہوئی کہ اب تک جو مصیبت ہمیں پہنچی تھی گویا ایسا معلوم ہوا کہ کوئی مصیبت ہی نہیں پہنچی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف بلندی پر صعود فرما رہے تھے اور فرماتے تھے کہ اس قوم پر اللہ کا غضب شدید ہو گیا ہے جس قوم نے اللہ کے رسول کے روئے تاباں کو لہولہان کیا ہے اور دوسری مرتبہ آپ نے فرمایا "اَللّٰهُمَّ لَيْسَ لَهُمْ اَنْ يَّعْلُوْنَا" الٰہی ان کے سزاوار نہیں کہ یہ ہم پر غلبہ پائیں۔

شیخین رحمہما اللہ نے حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ یوم احد میں میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

طاقتور نا اہل قرار دے کر گھر کو واپس کر دیا جائے بالآخر کشتی کرائی گئی اور انہوں نے رافع کو پچھاڑ دیا تو مجاہدین احد کی فہرست میں شامل ہو گئے۔

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ سے احد کیلئے روانہ ہوئے تو فہرست پر ایک ہزار آدمی تھے اور سب مجاہدین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے مگر مقام شوط پر پہنچ کر عبداللہ بن ابی جو منافقوں کا پیشرو تھا اپنے ۳۰۰ ساتھیوں کو لے کر الگ ہو گیا۔ عین وقت پر اس کی اس حرکت سے مسلمانوں کے لشکر میں اچھا خاصا اضطراب پیدا ہو گیا حتیٰ کہ بنو سلمہ اور بنو حارثہ کے لوگ تو ایسے دل شکستہ ہوئے کہ انہوں نے بھی پلٹ جانے کا ارادہ کر لیا مگر اولوالعزم صحابہ کی فہمائش سے یہ احساس کمتری اور اضطراب رفع ہو گیا۔ آل عمران رکوع ۱۳ آیت ۱۲۲ میں ہے۔

اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا ۙ وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ○ (آل عمران رکوع ۱۳۔ آیت ۱۲۲

یاد کرو جب تم میں سے دو گروہ (بنو سلمہ اور بنو حارثہ) بزدلی دکھانے پر آمادہ ہو گئے تھے حالانکہ اللہ ان کی مدد پر موجود تھا اور مومنوں کو اللہ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہئے۔

کی دائیں اور بائیں جانب سفید لباس میں دو شخصوں کو دیکھا کہ وہ آپ کی طرف سے شدید لڑائی لڑ رہے تھے میں نے ان دونوں شخصوں کو نہ اس سے پہلے دیکھا نہ اس کے بعد دیکھا یعنی یہ حضرت جبرائیل اور حضرت میکائیل علیہما السلام تھے۔

بیہقی نے مجاہد کی روایت سے اس حدیث کو اس طرح بیان کیا ہے کہ بدر کے سوا فرشتوں نے کسی اور جگہ (جنگ میں) قتال نہیں کیا اور کہا کہ ان کی مراد یہ ہے کہ فرشتوں نے یوم احد مسلمانوں کی طرف سے قتال نہیں کیا جبکہ مسلمانوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر قائم نہ رہے مگر فرشتوں نے خدا کے رسول کی طرف سے یوم بدر میں ضرور قتال کیا (ھذا بفهم) اور واقدی نے اپنے مشائخ سے آیۃ کریمہ بَلٰٓی اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا (الآیہ) کی تفسیر میں روایت کی ہے کہ انہوں نے صبر نہیں کیا اور پھیل گئے تو ان کی مدد نہیں کی گئی' اسے بیہقی نے روایت کیا۔

بیہقی نے حضرت عروہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے صبر و تقویٰ پر مسلمانوں سے پانچ ہزار صاحب نشان فرشتوں کے ذریعہ ان کی مدد کا وعدہ فرمایا تھا اور اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی کیا بھی! مگر جب مسلمانوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی نافرمانی کی اور اپنی صفوں کی جگہ کو چھوڑ دیا اور دنیا کا ارادہ کرلیا تو اللہ تعالیٰ نے ان سے فرشتوں کی مدد کو اٹھا لیا۔

ابن سعد نے بطریق واقدی ان کے مشائخ سے روایت کی' انہوں نے کہا کہ جب مشرکین میں بھگدڑ پڑ گئی اور تیر اندازوں نے جگہ چھوڑ کر مال غنیمت کو جمع کرنا شروع کر دیا تو مشرکین پلٹ پڑے اور ان کو شہید کرنا شروع کر دیا مسلمانوں کی صفیں درہم برہم ہو گئیں اور ان کی چکی چلنے لگی۔ ہوا حائل ہوئی اور وہ پلٹ کر چلنے لگی حالانکہ اس سے قبل صبا چل رہی تھی۔ ابلیس نے منادی کر دی کہ (معاذ اللہ) محمد صلی اللہ علیہ وسلم قتل کر دیے گئے اور اس طرح مسلمان آپس میں مل گئے اور غیر شعوری طور پر اپنے ہی کو قتل کرنے لگے جلدی اور دہشت میں بغیر امتیاز کے ایک دوسرے کو مارنے لگے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ جو لشکر اسلام کے علمبردار تھے اس گیرودار میں شہید ہو گئے تو ایک فرشتے نے حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کی صورت میں علم کو پکڑ لیا اس دن فرشتے تو موجود تھے مگر انہوں نے قتال نہیں کیا۔

طبرانی و ابن مندہ اور ابن عساکر نے بطریق محمود بن لبید روایت کی انہوں نے کہا کہ حارث بن صمہ نے بتایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے عبدالرحمان بن عوف کے بارے میں دریافت فرمایا' اس وقت حضور ایک گھاٹی میں تشریف فرما تھے' میں نے عرض کیا میں نے ان کو پہاڑ کے پہلو میں دیکھا ہے۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ان کے ساتھ فرشتے کافروں سے قتال کر رہے ہیں۔ حارث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں یہ سن کر میں عبدالرحمان رضی اللہ عنہ بن عوف کے پاس پہنچا تو میں نے ان کے پاس مشرکوں کی سات لاشوں کو پڑا پایا۔ میں نے ان سے کہا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھ کو اور فتح مندی عطا کرے کیا ان سب کو تم نے قتل کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ اس کو اور اس کو تو میں نے قتل کیا ہے (لاشوں کی طرف اشارہ کر کے کہا) اور بقایا کو اس نے قتل کیا ہے جس کو میں نے نہیں دیکھا یہ سن کر میں نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا۔

ابن سعد نے محمد بن شرجیل بمدری سے روایت کی کہ یوم احد میں حضرت مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر علم کو اٹھائے ہوئے تھے ان کا داہنا ہاتھ قطع ہو گیا تو بائیں ہاتھ میں علم لے لیا اس وقت وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ان کی زبان پر تھا۔ ان کا

بایاں ہاتھ بھی کٹ گیا لیکن انہوں نے علم کو گرنے نہیں دیا اور اپنے ان دونوں بازوؤں سے جن سے خون کے سوتے جاری تھے پرچم اسلام کو سینہ سے لگالیا' اس کے بعد وہ شہید ہوگئے۔

نسائی' طبرانی اور بیہقی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ جب کٹ کر گرا تو اس وقت شدت تکلیف سے کلمہ ''آہ'' ان کی زبان سے نکلا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے طلحہ' اگر تم اللہ تعالیٰ کا نام لیتے تو تم کو فرشتے اٹھا لیتے اور لوگ اس منظر کو دیکھتے ہوتے اور تم فضائے آسمانی میں گم ہو جاتے۔

ابن اسمان' بیہقی اور ابن عساکر نے حضرت عبداللہ بن عون سے انہوں نے عمیر بن اسحاق سے روایت کی کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ہٹ کر لوگ پھیل گئے تو اس وقت حضرت سعد رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے کھڑے ہوئے تیراندازی کر رہے تھے اور ایک جوان ان کو تیر دے رہا تھا جب کوئی تیر ان کی طرف آتا تو وہ اس تیر کو پکڑ کر انہیں دے دیتا اور کہتا اے ابو اسحاق رضی اللہ عنہ تیر پھینکو جب جنگ سے فراغت ہوئی تو لوگوں نے اس جوان کو تلاش کیا مگر وہ کسی کو نہیں ملا اور کوئی اس کے بارے میں نہ جان سکا۔

ابن اسحاق نے کہا کہ زہری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ قریش ایک اونچی پہاڑی پر چڑھ گئے یہ دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدایا انہیں سزاوار نہیں کہ یہ ہم سے اونچے ہوں' اس کے بعد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور مہاجرین کی ایک جماعت نے ان کے ساتھ مقابلہ کیا اور یہاں تک کہ ان کو پہاڑی سے اتار دیا اور مسلمانوں میں جو انتشار اور پراگندگی پیدا ہوگئی تھی وہ دور ہوگئی۔

ابو یعلیٰ' بزار' حاکم اور ابو نعیم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ۔ اوس اور خزرج ایک دوسرے پر اظہار فخر کر رہے تھے۔ خزرجیوں نے کہا:

''ہم میں چار افراد ایسے ہیں جنہوں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جمع قرآن کا کام انجام دیا' یعنی حضرت معاذ' زید' ابی اور ابوزید۔

اوس کے لوگوں نے مقابلے میں کہا۔

''ہم میں ایک شخص ایسا ہے جس کیلئے عرش جنبش میں آگیا اور وہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ہیں اور ایک شخص وہ ہے کہ جس کی شہادت کو دو شہادتوں کے برابر قرار دیا اور وہ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ بن ثابت ہیں اور ہم میں ایک صاحب ایسے ہیں کہ جن کی حفاظت شہد کی مکھیوں نے کی ہے اور وہ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ بن ثابت ہیں اور ہم میں ایک صاحب ہیں جو غسیل ملائکہ ہیں اور وہ حضرت حنظلہ بن ابی عامر رضی اللہ عنہ ہیں۔

حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ بہ حالت جب اُحد میں شہید ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' ان کو فرشتوں نے غسل دیا ہے۔

شیخین رحمہما اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اُحد کے دن جب میرے والد حضرت عبداللہ شہید ہوئے تو ان کی بہن یعنی میری پھوپھی رونے لگیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کیلئے نہ روؤ یا پھر فرمایا کہ ان کیلئے کیوں روتی ہو' فرشتے ان کو اپنے

---

۱ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی زوجہ مطہرہ سے دریافت کیا اور پھر فرمایا کہ وہ جنبی تھے۔

بازوؤں میں چھپائے رہے جب تک تم نے ان کو نہ اٹھایا۔

ابونعیم نے بطریق عاصم بن عمر بن قتادہ محمود بن لبید سے انہوں نے قتادہ بن نعمان سے یہ روایت کی کہ ان کی آنکھ کو یوم اُحد صدمہ پہنچا اور وہ نکل کر رخساروں پر آگئی تو نبی کریم ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اس کو اپنی جگہ پر رکھ دیا تو وہ دوسری آنکھ سے زیادہ صحیح روشن ہوئی۔

طبرانی' ابونعیم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ یوم اُحد رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ انور کی حفاظت کرتے ہوئے میرے چہرے پر تیر لگا اور یہ آخری تیر تھا جو حضور ﷺ کی طرف پھینکا گیا میں حضور ﷺ کو تیروں سے بچا رہا تھا تو یہ تیر میری آنکھ پر پڑا اور ڈھیلا حدقہ سے باہر آ گیا جسے میں نے ہاتھ پر لے لیا جب حضور ﷺ نے آنکھ کو میرے ہاتھ پر دیکھا تو چشمان اقدس نم ہوگئیں اور فرمایا الٰہی قتادہ کو محفوظ رکھ جس طرح کہ اس نے اپنے چہرے سے تیرے نبی کے چہرے کو بچایا ہے اور اس کی آنکھ کو دوسری آنکھ سے زیادہ حسین اور تیز نظر بنادے۔

حاکم نے صحیح کہہ کر اور بیہقی نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے اُحد کے دن مجھے حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی تلاش میں بھیجا اور ہدایت فرمائی اگر وہ مل جائیں تو ان کو میرا اسلام کہنا اور پوچھنا کہ تم نے معاملات خداوندی کو کیسا پایا میں ان کو شہدائے اُحد میں تلاش کرتا ہوا' ایسے عالم میں پہنچا کہ ان کی جان لبوں پر تھی' ان کے جسم پر تیر' تلوار اور نیزوں کے ستر زخم تھے حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے بے انتہا کرب اور تشنگی کی حالت میں کہا تم حضور رسالت مآب ﷺ کی خدمت میں عرض کرنا۔

''اے اللہ کے رسول ﷺ میں اس حال میں ہوں کہ جنت کی ہوائیں میرے لیے آ رہی ہیں اور میرے مدنی انصاری بھائیوں سے کہنا کہ اگر حضور ﷺ کے حکم پر جان فدا کرنے میں سستی بھی ہوگئی تو اس کیلئے بارگاہ الٰہی میں کوئی عذر نہ چلے گا یہ پیغامات دینے کے بعد ان کے مجروح جسم سے روح عالم بالا کو پرواز کرگئی۔

بیہقی نے کہا کہ واقدی نے خیثمہ کے واقعہ میں بیان کیا کہ انہوں نے اُحد کے موقع پر رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا افسوس کہ میں بدر کے موقع پر پیچھے رہ گیا تھا باوجودیکہ میں شرکت بدر کے لیے بہت حریص تھا آپ ﷺ نے میرے لڑکے کے بدر میں شرکت کیلئے قرعہ اندازی فرمائی اس کا نام نکل آیا وہ شریک ہوا اور مرتبہ شہادت پایا آج رات میں نے اسے خواب میں دیکھا کہ وہ نہایت اچھی صورت میں ہے اور انہار جنت اور سبزہ زار جنت میں مصروف گل گشت ہے اس نے مجھے دیکھ کر کہا والد محترم' میرے پاس آجایئے ہم دونوں ان آرائش گاہوں میں رہیں گے میں نے ان سب وعدوں کو پالیا جن کی خبر مجھ کو اللہ کے رسول ﷺ کے ذریعے ملی تھی۔

تو اے رحمت عالمیان میں خواب کے بعد سے اپنے بیٹے کی رفاقت کا امیدوار ہوں' براہ کرم آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے میری شہادت کیلئے دعا فرمادیجئے اور جنت میں اس کی رفاقت کی تو رسول ﷺ نے دعا فرمائی اور وہ اُحد کے روز شہید ہوئے۔

ابن سعد' حاکم اور بیہقی نے حضرت سعید بن المسیب سے روایت کی کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے اُحد سے ایک روز پہلے یہ دعا مانگتے سنا۔

”اے اللہ: کل وادی اُحد میں جب معرکہ کارزار گرم ہوتو ایک بہت صاحب قوت کافر سے مجھے بھڑا دیجئو وہ سینے پر چڑھ کر مجھے قتل کرے‘ پیٹ چاک کردے‘ میرے ناک کان کاٹ ڈالے‘ پھر اے میرے پروردگار میں تیرے حضور اس حالت میں پہنچوں تو پھر تو مجھ سے پوچھے کہ یہ کس وجہ سے ہوا ہے؟ تو میں عرض کروں کہ یہ تیری راہ میں ہوا ہے۔

دوسرے دن جب جہاد کیا گیا تو دشمنوں نے ان کے ساتھ ان کی دعا کے مطابق عمل کیا اور ان کے اعضاء کا مثلہ کیا گیا۔

بیہقی نے حضرت عمرو بن سائب سے روایت کی کہ اُحد کے دن جب رسول اللہ ﷺ زخمی ہوئے تو ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے والد حضرت مالک رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کے زخموں کو چاٹ کر صاف کیا اور جب ان سے کہا گیا خون کو تھوک دو تو انہوں نے کہا میں حضور ﷺ کے خون کو کبھی نہ تھوکوں گا‘ اس کے بعد وہ لڑنے میں مصروف ہوگئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر کوئی جنتی شخص کو دیکھنا چاہے تو وہ مالک کو دیکھ لے‘ پھر وہ شہید ہوگئے۔

بیہقی نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ بدر کے قیدیوں میں جن لوگوں کو بغیر فدیہ کے چھوڑ اگیا ان میں سے ایک ابوعزہ جمحی تھا حضور ﷺ نے اس کے بیٹے کی وجہ سے چھوڑ دیا تھا اور اس سے عہد لیا گیا تھا کہ آئندہ کبھی جنگ میں شریک نہ ہوگا مگر اس نے عہد شکنی کی اور لشکر کفار کے ساتھ اُحد میں آیا۔ رسول اللہ ﷺ کی خواہش تھی کہ قتل اور واپسی کے بجائے اس کی حراست عمل میں آئے چنانچہ اُحد میں صرف ایک قیدی بنایا گیا اور وہ ابوعزہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو قتل کرادیا۔

بیہقی نے حضرت عروہ سے روایت کی کہ حضور ﷺ نے اُحد کے دن ارشاد فرمایا کہ آج کے بعد مشرکین اس طرح کی گزند نہ پہنچا سکیں گے۔

ابن سعد نے واقدی سے اور انہوں نے اپنے مشائخ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس دن یعنی یوم اُحد کے بعد مشرکین ہم سے بازی یعنی غلبہ نہ لے سکیں گے یہاں تک کہ ہم رکن کو بوسہ دیں گے۔

ابن سعد‘ حاکم اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ معرکہ اُحد میں جب سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا انہیں ڈھونڈنے نکلیں۔ ان کو یہ معلوم نہ تھا کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ ہوا ہے[1] تلاش کے دوران حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ ملے ان حضرات سے دریافت کیا ”حمزہ کہاں ہیں“ ان دونوں حضرات نے ایسا جواب دیا کہ جیسے وہ خود بے خبر ہیں پھر وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئیں رسول اللہ ﷺ کو اندیشہ تھا کہ میری پھوپھی جب اپنے بھائی کو اس حالت میں دیکھیں گی تو بے تاب اور بے قابو ہو جائیں گی آپ نے اپنا دست مبارک ان کے سینے پر رکھا اور دعا کی تو انہوں نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط پڑھا اور بغیر آواز نکالے رونے لگیں۔

حاکم وابن سعد اور بیہقی نے عوف بن محمد سے حدیث بیان کی کہ ہند بنت عتبہ بن ربیعہ اُحد میں یہ نذر مان کر آئی تھی کہ اگر میں

---

[1] کافروں نے یوں تو بدر کے انتقامی جذبات اور کینہ کے جوش میں بعض شہداء کے اجسام پر اس قدر وار کئے تھے کہ ان کے کئی ٹکڑے ہوگئے تھے مگر ابوسفیان کی بیوی ہند نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی نعش کا مثلہ کیا۔ آنکھ کان‘ ناک وغیرہ کاٹ ڈالے تھے اور سینہ چاک کرکے جگر نکالا۔ منہ میں لے کر چبایا لیکن نگل نہ سکی اور زمین پر اگل دیا۔

نے حمزہ رضی اللہ عنہ پر قابو پایا تو ان کے جگر کو نکال کر چباؤں گی تو اس نے سید الشہداء اشجع دوراں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے جگر کا پارچہ لے کر چبایا اور حلق سے اتارنا چاہا مگر نہ اتار سکی تو اس نے اگل دیا جب یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آتش دوزخ پر حرام کر دیا ہے کہ وہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے جسم کے کسی حصے کو بھی جلائے۔

ابن سعد نے بطریق واقدی ان کے مشائخ سے روایت کی کہ قبل اسلام سوید بن صامت نے زیاد ابو مجذر کو ایک جنگ میں جبکہ وہ دونوں مقابلے پر آئے قتل کر دیا تھا کچھ دنوں کے بعد مجذر نے اپنے باپ کے انتقام میں سوید کو قتل کر دیا۔ قتل اول سے دوئم تک یہ واقعات اسلام سے پہلے کے ہیں پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی اور مدینہ میں رونق افروز ہوئے تو حارث بن سوید اور مجذر بن زیاد دونوں اسلام لے آئے اور دونوں بدر میں شریک ہوئے تو حارث اپنے باپ سوید کے انتقام کیلئے مجذر کی گھات میں رہا مگر حارث' مجذر پر قابو نہ پا سکا۔ ایک سال بعد اُحد کا معرکہ آیا اور حارث اور مجذر مسلمانوں کے لشکر میں صف آراء ہوئے اور گھمسان کے رن کے موقع پر حارث مجذر کے پیچھے آیا اور اس کی گردن اڑا دی پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حمراء الاسد سے واپس تشریف لائے تو حضرت جبریل علیہ السلام نے آ کر خبر دی کہ حارث بن سوید نے مجذر بن زیاد کو دھوکے سے قتل کر دیا ہے اور حکم پہنچایا کہ حارث کو قتل کر دیا جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی وقت سخت گرمی میں دوپہر کے وقت مدینہ کے مضافاتی علاقے قبا تشریف لے گئے مسجد قبا میں جا کر نماز پڑھی باشندگان قبا نے جب یہ سنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں تو وہ سلام و نیاز کیلئے حاضر ہونے لگے۔ حارث بن سوید درس سے رنگی ہوئی چادر اوڑھے آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اسے دیکھا تو عدیم بن ساعدہ۔ کو بلا کر کہا کہ حارث بن سوید کو مسجد کے دروازے پر لے جا کر مجذر بن زیاد کے قصاص میں گردن مار دو کیونکہ مجذر کو اس نے دھوکے سے قتل کیا ہے حارث نے عرض کیا مجھے اقرار ہے کہ میں نے مجذر کو قتل کیا ہے اور میرا یہ فعل ہرگز اسلام سے انحراف کی بناء پر نہ تھا اور نہ ہی اسلام کے حق ہونے میں مجھے کوئی شک و شبہ تھا لیکن یہ قتل شیطان کے فریب اور نفس کے اغواء کی بناء پر ہوا ہے اور میں اپنے اللہ کے حضور میں اس معصیت کے ارتکاب کی بناء پر استغفار کرتا اور دیت ادا کرتا ہوں یا پے در پے دو مہینے کے روزے رکھتا ہوں اور ایک غلام کو آزاد کرتا ہوں جب اس نے اپنی بات پوری کر لی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عدیم' اسے لے جاؤ اور گردن اڑا دو تو وہ لے گئے اور اس کی گردن مار دی اس بارے میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے یہ اشعار کہے۔

یا حارث فی سنة من نوم اولکم ام کنت ویحك مغترا بجبریل

ام کیف بابن زیاد حین تقتله تغره فی فضاء الارض مجهول

یعنی اے حارث' تم زمانہ جاہلیت کی نیند میں غرق رہے اور اپنی عداوت میں تم نے ابن زیاد کو قتل کر دیا تم پر افسوس ہے تم جبریل کی وحی سے دھوکے میں رہے اس وقت تمہاری کیا حالت تھی جب تم نے ابن زیاد کو دھوکے سے ایسی زمین میں قتل کیا جس میں کوئی مفر کی راہ نہ تھی۔

بیہقی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے بتایا میرے والد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو بہ زمانہ حضرت

معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہ ان کی قبر سے نکالا گیا تو ان کو اسی حالت میں پایا جس حالت میں انہیں دفن کیا گیا تھا۔

ابن سعد، بیہقی اور ابونعیم نے ایک اور سند کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اُحد کے شہداء پر ایک مرتبہ اور نالہ وشیون کی آوازیں بلند ہوئیں جس زمانے میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے نہر کھدوائی تو بہت سے لوگ قبر کھودنے پر مامور ہوئے اور انہوں نے بعض شہیدوں کو ان کی قبروں سے نکالا، تو چالیس برس کے بعد بھی ان کی وہی حالت تھی جیسی کہ اُحد کے روز دفن کے وقت تھی نرمی سے ان کے جوڑ ذی روح اجسام کی طرح مڑ رہے تھے۔[1]

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے جسم پر کھدائی کے دوران کدال پڑ گیا تو اس سے خون جاری ہو گیا اسے بیہقی نے دوسری سند کے ساتھ نقل کیا ہے اور اسی میں بہ طریق واقدی ان کے مشائخ سے مروی ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو اس حالت میں پایا کہ ان کا ہاتھ زخم پر تھا۔

ہاتھ ہٹایا گیا تو زخم سے خون بہنے لگا، ہاتھ کو پھر وہیں رکھ دیا گیا تو خون رک گیا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد کو ان کی قبر میں اس طرح دیکھا کہ گویا وہ خواب استراحت میں ہیں اور وہ یمنی چادر جس میں انہیں کفن دیا گیا تھا اس کا ایک تار یا ایک ڈورہ تک نہ بدلا تھا اور جو چیز ان کے پاؤں پر ڈالی گئی تھی اسی حالت اور صورت میں تھی یہ پانی کی نکاسی کی غرض سے کھدائی ۴۰ھ میں ہوئی تھی۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے شہدائے اُحد کی قبور کی کھدوائی کے بارے میں فرمایا کہ جب زیارت شہداء کا عام مشاہدہ ہو چکا ہے۔ تو ان کے احیاء کے بارے میں اب کسی منکر کو مجال انکار نہیں ہو سکتی۔

ایک روایت میں ہے کہ جب قبروں کو کھودا گیا تو مٹی سے ایک لطیف خوشبو مثل مشک ہر طرف پھیل گئی۔

بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہدائے اُحد کے بارے میں فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ سب بارگاہ الٰہی میں ہیں تو تم جاؤ اور ان کی زیارت کرو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے قیامت تک جو بھی ان پر سلام بھیجے گا وہ ان کو سلام کا جواب دیں گے۔

حاکم اور بیہقی نے ابی فروہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحد کے دن قبور شہداء کی زیارت کی اور فرمایا۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّ عبدك ونبيك يَشْهَدُ اَنَّ هٰؤُلَاءِ شهداء وانّهُ من زارهم اَوسلمهُمْ عَلَيْهِمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ردوا عَلَيْهِ۔

عطاف کہتے ہیں مجھ سے میری خالہ نے بیان کیا کہ انہوں نے شہدائے اُحد کے مقابر کی زیارت کی انہوں نے فرمایا کہ میرے ہمراہ صرف دو غلام تھے جو سواری کی حفاظت کر رہے تھے میں نے صاحبان قبور شہداء کو سلام کیا میں نے اپنے سلام کا جواب سنا اور پھر آواز آئی ہم تم کو اسی طرح پہچانتے ہیں جس طرح ہم آپس میں ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں وہ بیان کرتی ہیں اس کے بعد میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور میں لوٹ آئی۔

بیہقی، واقدی سے روایت کرتے ہیں کہ فاطمہ خزاعیہ نے بیان کیا کہ میں نے سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کی

---

[1] حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ علم نہیں تھا کہ اس جگہ شہدائے احد دفن ہیں ورنہ وہ کبھی نہ کھدواتے۔

اور کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا عَمِّ رَسُوْلِ اللهِ[1] تو میں نے اس کے جواب میں سنا "وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَکَاتُهٗ"

ابن مندہ نے طلحہ بن عبید اللہ سے روایت کی کہ میں نے اپنے اس مال کے پاس پہنچنے کا ارادہ کیا جو بن میں تھا تو مجھے رات نے آ لیا اور میں نے حضرت عبد اللہ بن عمرو ابن حزام کی قبر کے پاس پناہ لے لی اور میں نے قبر سے قرات کی آواز سنی پھر جب میں لوٹا تو میں نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس واقعہ کو بتایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا قرأت کرنے والے عبد اللہ تھے شاید تم کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی روحوں کو قبض کر کے زبرجد و یاقوت کی قندیلوں میں رکھتا ہے پھر ان کو جنت کے وسط میں لٹکا دیتا ہے رات بھر کیلئے روحیں اپنے جسموں کے پاس آتی ہیں اور فجر تک رہتی ہیں پھر اپنے مقامات پر واپس ہو جاتی ہیں۔

آنحضرت ﷺ کا وہ معجزہ جو حمراء الاسد میں واقع ہوا

ابن اسحاق نے کہا مجھ سے عبد اللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے حدیث بیان کی کہ ابوسفیان نے عبد القیس کے ان سواروں سے جو مدینہ جا رہا تھا کہا کہ محمد ﷺ کو بتا دینا کہ ہم ان پر پلٹ کر آنے والے ہیں تاکہ ہم ان کا قلع قمع کر دیں جب وہ سوار رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور ابوسفیان کا پیغام دیا تو آپ ﷺ نے اور اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا حَسْبُنَا اللهُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ[2]

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جب سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نمرود نے آگ میں ڈالا تو انہوں نے کہا تھا حَسْبُنَا اللهُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے بھی انہیں کلمات کو پڑھا

مسلمانوں کی ایک دیکھ بھال کرنے والی جماعت پر بنی ہذیل کا حملہ اور ظہور معجزات

بخاری و بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے ایک چھوٹی سی جماعت کو دیکھ بھال

---

[1] اے اللہ کے رسول کے محترم آپ پر سلام ہو۔

[2] غزوۂ احد سے فارغ ہو کر جب مشرکین کئی منزل دور چلے گئے تو انہوں نے سوچا اور آپس میں تبادلہ خیال کرنے لگے کہ ہم نے حقیقتاً ناقابل تلافی حماقت کی ہے اور وہ یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طاقت کو توڑ دینے کا جو سنہری موقع تھا اس سے فائدہ اٹھائے بغیر چلے آئے اور وادی احد میں شکست جب دے چکے تھے تو اس کے فوراً بعد بڑھ کر مدینے کے گھروں اور عورتوں اور رہے سہے مسلمانوں کو ختم کر دینا چاہئے تھا بعض کافروں نے کہا اب لوٹ کر مدینہ پر حملہ کیے دیتے ہیں مگر ہمت نہ ہوئی راستے میں قریش مکہ کو عبد القیس کا قافلہ ملا جو مدینہ کی طرف آ رہا تھا اس کے ذریعہ ہوائی پیغام دینے پر اکتفا کیا جس کا ذکر اور متن میں ہے ادھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اندیشہ تھا کہ یہ دشمن اسلام کہیں مدینہ پر ٹوٹ نہ پڑیں اس لیے ابھی تھکے ماندے مسلمانوں نے ہتھیار بھی نہ کھولے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریش کے تعاقب میں چلو پس وہ اطاعت کیلئے کمربستہ ہو گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حمراء الاسد تک گئے جو مدینہ سے آٹھ میل پر ہے۔ قرآن پاک میں اجمالاً اس طرح فرمایا گیا۔

اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ؕ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِیْمٌ ۝ اَلَّذِیْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِیْمَانًا ۖۗ وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ ۝

(آل عمران رکوع ۱۸۔ آیت ۱۷۲-۱۷۳ آیات)

جن لوگوں نے زخم کھانے کے بعد بھی اللہ اور رسول کی پکار پر لبیک کہا ان میں جو اشخاص نیکوکار اور پرہیزگار ہیں ان کے لیے بڑا اجر ہے۔ اور یہ وہ لوگ ہیں کہ جن لوگوں نے بتایا کہ "تمہارے خلاف بڑی فوجیں جمع ہوئی ہیں ان سے ڈرو تو یہ سن کر ان کا ایمان اور بڑھ گیا اور انہوں نے جواب دیا کہ "ہمارے لیے اللہ کافی ہے اور وہی بہترین کارساز ہے۔"

کیلئے بھیجا اور اس جماعت پر حضرت عاصم بن ثابت کو امیر مقرر کیا یہ جماعت مفوضہ خدمت انجام دینے کے سلسلے میں عسفان اور مکہ کے درمیان تھی کہ بنی ہذیل کے معلوم ہوا اور ایک سو سے زیادہ افراد مسلح ہو کر مسلمانوں کے تعاقب میں روانہ ہوئے اور نشانات قدم پر چلتے رہے حتیٰ کہ انہوں نے جماعت مسلمین کو پالیا اور محاصرہ میں لے کر کہا:

''ہم وعدہ کرتے ہیں اگر تم خود کو ہمارے حوالے کردو گے تو پھر ہم تم میں سے نہ کسی کو قتل کریں گے نہ کوئی ایذا دیں گے''

حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے کہا: ''ہم کافروں کے عہد اور ضمان میں آنا گوارا نہیں کر سکتے'' پھر دعا کی کہ ''اے ہمارے پروردگار اس صورتِ حال کی خبر اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیدے''

اس کے بعد کافروں نے تیراندازی شروع کردی حضرت عاصم رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ لڑتے رہے بالآخر سب شہید ہو گئے اور تین مسلمان جن میں حضرت خبیب رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن دثنہ رضی اللہ عنہ اور ایک اور صحابی باقی رہے گئے ان حضرات کرام سے کافروں نے قول وقرار کے بعد لڑائی بند کردی جب کافروں نے ان پر قابو پالیا تو کمانوں سے چلّوں کو اتار کر باندھ دیا ان مسلمانوں میں سے ایک نے کہا یہ ان کافروں کی پہلی خلاف ورزی اور دھوکہ ہے انہوں نے چند مسلمانوں کو قتل کردیا اور حضرات خبیب وزید رضی اللہ عنہما کو مکہ میں لے جا کر فروخت کردیا۔

حضرت خبیب کو حارث بن عامر بن نوفل کے بیٹوں نے خریدلیا چونکہ بدر میں خبیب رضی اللہ عنہ نے حارث کو قتل کیا تھا چند روز ابن حارث کی قید میں گزر رہے تھے ایک روز گھر کے کسی فرد سے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے ایک استرہ ضرورت کیلئے مانگا اور وہ ان کو دیدیا گیا وہ استرہ کو دیکھ رہے تھے کہ اتفاقاً ایک چھوٹی بچی ان کے پاس چلی گئی حضرت خبیب نے ازراہ شفقت بچی کو ران پر بٹھالیا' بچی کی ماں نے دیکھا تو وہ لرز گئی' حضرت خبیب رضی اللہ عنہ اس عورت کے اضطراب کو سمجھ گئے اور انہوں نے کہا کہ اے خاتون تم کو اندیشہ ہے اور خوف ہے کہ میرے پاس استرہ ہے اور بچی اتفاقاً میرے پاس پہنچ گئی ہے اب میں اسے بچی کو قتل کردوں گا یہی بات ہے نا؟

بچی کی ماں کچھ نہ بولی' البتہ اس کی نگاہیں رحم طلب اور لطف کی ملتجی تھیں چنانچہ خبیب رضی اللہ عنہ نے یہ تاثر لینے کے بعد فرمایا:

اے اس معصوم کی ماں: تو اطمینان رکھ میں انشاء اللہ ہرگز ایسا نہیں کروں گا' مسلمان ایسا نہیں کرتے''

حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ وہ بچی بھی تمام عرب اور قبائل عرب کی طرح آئندہ چند برسوں میں مسلمان ہوگئی تھی اور کہا کرتی تھی میں نے ایسا عجیب اور اچھا قیدی کبھی نہ دیکھا اور میں نے ایسے زمانے میں کہ مکہ میں کسی طرح کا بھی کوئی پھل نہ تھا اور ہمارا قیدی آہنی زنجیروں سے بندھا ہوا مگر بایں ہمہ ان کے پاس تازہ ترین انگوروں کے خوشے ہوتے وہ انہیں کھاتے اور کبھی میں سامنے آجاتی تو کچھ مجھے بھی دے دیتے۔ راوی حدیث نے فرمایا وہ جنت کے انگور تھے جو اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندے کی بھوک اور پیاس کو رفع کرنے کیلئے عطا فرماتا تھا۔

حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو جب ابن حارث اور اس کے اہل خاندان حرم سے لے کر چلے تو انہوں نے فرمایا مجھے اتنا موقع دو کہ میں دو رکعت نماز پڑھ لوں اور پھر انہوں نے نماز پڑھ کر اپنے رب سے دعا کی اے خدا ان نافرمانوں' حد سے متجاوز ہونے والوں اور اسلام کے دشمن ظالموں کو گھیر لے اور پھر انہیں جدا جدا کر کے قتل کردے اور اس حد درجہ سنگدل خاندان میں سے کسی ایک کو باقی نہ

رکھ۔

(اسی روایت میں بیان ہو چکا ہے کہ عاصم رضی اللہ عنہ نے اپنی شہادت سے قبل دعا کی تھی کہ اے پروردگار صورت حال کی خبر اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور اس واقعہ کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا دی۔

بنی ہذیل کے کچھ لوگ حضرت عاصم کی نعش کو شناخت کرنے کیلئے ان کے قریب آنا چاہتے تھے وجہ اس کی یہ تھی کہ بدر کے دن آپ نے بہت سے سرداران قریش کو قتل کیا تھا اور ہذیل والے اس کارنامہ سے قریش کی خوشنودی حاصل کرنا چاہتے تھے مگر اللہ نے شہد کی مکھیوں سے مدافعت فرمائی اور وہ شناخت کیلئے آپ کی نعش کے نزدیک نہ پہنچ سکے۔

بیہقی نے عاصم بن عمر بن قتادہ سے روایت کی کہ ہذیل کے لوگوں نے جب حضرت عاصم رضی اللہ عنہ بن ثابت کو شہید کر دیا تو ان کا ارادہ ہوا کہ آپ کا سر کاٹ کر سلافہ بنت سعد قرشی کمی کے ہاتھ فروخت کر دیں کیونکہ سلافہ نے نذر مانی تھی کہ اگر میں نے عاصم پر قابو پا کر اس کو قتل کر دیا تو میں اس کے کاسہ سر میں شراب نوش کروں گا پس اللہ تعالیٰ نے مقتول فی سبیل اللہ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کی نعش کی حفاظت کیلئے شہد کی مکھیوں کو بھیج دیا۔

بیہقی اور ابونعیم نے بریدہ بن سفیان اسلمی سے روایت کی کہ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو جب خاندان حارث کے لوگ قتل کرنے کیلئے جا رہے تھے تو انہوں نے اپنے خدا سے عرض کیا اے رب کائنات میں نہیں سمجھتا کہ کسے قاصد بناؤں؟ اور وہ میرا آخری سلام تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے جائے۔

پس اے وحدہٗ بے ہمتا' اَلرَّحْمٰنُ الرَّاحِمِیْنَ معبود! تو ہی اس کام کو کر دے' خدا کی پیام رسانی دیکھئے سرکار دو عالم صحابہ نیکوکار کے جھرمٹ میں تھے کہ معاً فرماتے ہیں

وعلیکم السلام صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا:

یا رسول اللہ کس کے سلام کا جواب مرحمت فرما رہے ہیں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم کے سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا:

''تمہارے بھائی خبیب رضی اللہ عنہ کو کافر قتل کرنے کیلئے لے جا رہے ہیں اور وہ ایک آخری سلام خلوص و محبت مجھے کر رہے ہیں۔

پھر وہ دار کے تختے پر دعا کیلئے قبلہ رو ہوئے ایک شاہد نے بعد میں بیان کیا کہ جب میں نے ان کو طلب دعا کرتے دیکھا تو میں زمین پر لیٹ گیا اس واقعہ کو ایک سال نہیں گزرا تھا کہ بجز ان لوگوں کے جو زمین پر لیٹ گئے تھے وہ سب مشرکین ہلاک ہو گئے۔

ابن اسحاق نے ماویہ باندی سے روایت کی کہ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ مکہ میں میرے گھر میں قید کیے گئے ہیں ایک روز ان کے پاس گئی تو میں نے ان کو ایک بڑے تر و تازہ اور عمدہ انگوروں کے خوشے کو کھاتے دیکھا حالانکہ اس زمانے میں انگور کا موسم تھا نہ بازار میں اس کا کوئی دانہ۔

واقدی نے متعدد راویوں سے جن میں جعفر ابو ابراہیم اور عبدالواحد بن ابی عون وغیرہ شامل ہیں روایت کی کہ ایک روز ابوسفیان بن حرب نے مکہ میں قریش کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

ل حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے بدر میں سلافہ کے کئی بیٹوں کو قتل کیا تھا۔

اے قریشو! ایک عجیب مشکل مجھے درپیش ہے کہ جس کا کوئی حل میرے خیال میں نہیں آتا اور وہ مشکل یہ ہے کہ میں پوری قوم میں کسی ایک شخص کو بھی نہیں پاتا جو مدینہ پہنچ کر محمد ﷺ کو قتل کر دے اور بدر کے بعد میرے اندر' اور میرے اندر کیا بلکہ پوری قوم کے اندر جو جذبہ انتقام موجزن ہے وہ اس کارروائی کے بعد کچھ سرد پڑ جائے حالانکہ وہ بغیر کسی اندیشہ اور خوف کے تنہائیوں میں اور بازاروں میں پھرتے ہیں۔

اس کی یہ جذبات انگیز تقریر سن کر ایک اجڈ دیہاتی سفیان کے پاس آیا اور اس کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے بعد اس نے کہا:

اے سردار! یہ کیا بڑی بات ہے اگر تم تعاون کروں تو مدینہ پہنچتا ہوں اور محمد ﷺ کے قتل کرنے کی ذمہ داری لیتا ہوں۔ میں تمہارے بھرپور اطمینان اور اطلاع کے طور پر یہ بتا دینا بھی مناسب سمجھتا ہوں کہ میں اس نوعیت کے کاموں کی انجام دہی کیلئے تمام گھاتوں اور پینتروں سے بالکل واقف ہوں اور میرے پاس ایک کرگس کے خافیہ[1] کے انداز کا ایک خنجر بھی ہے۔

ابوسفیان گفتگو کے دوران اس کے چہرے اور لہجے کا بغور جائزہ لیتا رہا تھا اس نے جواب دیا تو میرا دوست ہے نہیں پوری قوم کا دردمند ہے تو پھر اس کو ایک تیز رفتار اونٹ اور سفرخرچ پیش کیا اور مدبرانہ انداز میں نصیحت کے طور پر کہا:

تو اپنے ارادہ کو بہرصورت پوشیدہ رکھنا' کیونکہ ہوسکتا ہے کہ کوئی مطلع ہو جائے اور محمد ﷺ کو جا کر بتا دے بدو نے اخفا اور رازداری کے خیال سے رات کے وقت سفر کا آغاز کیا اور پانچ راتیں سفر کر کے چھٹے دن صبح کو ظہر الحرۃ میں آیا اور پھر وہاں سے مدینہ پہنچ گیا اور رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں آیا حضور ﷺ نے صحابہ کو بتایا یہ شخص نیت بد کے تحت یہاں آیا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ اس کے اور اس کے ارادہ کے درمیان حائل ہے۔

اس کے بعد حضور ﷺ نے اس سے فرمایا اے شخص کیا تو صحیح صحیح نہ بتائے گا کہ تو کون ہے اور کس ارادہ سے آیا ہے اگر تو نے صداقت بیانی اور راست گوئی سے کام لیا تو سچائی تجھے نفع دے گی'

اور اگر تو نے جھوٹ بولا تو تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ میرے رب نے مجھے اس بات سے آگاہ کر دیا ہے جس کا تو نے ارادہ کیا ہے۔

بدو نے کہا: اے نادر انسان! مجھے موقع دیجئے اور میرے قول کو نادرست نہ سمجھئے حضور ﷺ نے فرمایا مجھے سب کچھ بتا دیا گیا ہے اگر اس کیخلاف کہے گا نادرست ہوگا پس ہماری طرف سے اطمینان رکھ اور صحیح صحیح صورتِ حال بیان کر دے۔

بدو نے پوری صورتِ حال بلا کم و کاست بیان کر دی حضور ﷺ نے فرمایا میں تجھے امان دے چکا ہوں تو جا سکتا ہے مگر اس سے زیادہ بہتر تیرے لیے ایک شے اور ہے اس نے دریافت کیا وہ کیا؟ حضور ﷺ نے فرمایا وہ یہ کہ تو دل سے یقین اور زبان سے اقرار کر لے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' اور میں اللہ کا رسول ہوں۔

تو اس نے ایسا ہی کیا اور مسلمانوں کے زمرے میں شامل ہو گیا اس کے بعد اس نے کہا میں لوگوں سے نہیں ڈرتا میرا دل ہمیشہ

---

[1] کرگس کے خافیہ یعنی کرگس کے چھپے ہوئے پنجے جس کی انگلیوں کے ناخن بہت ہی تیز ہوتے ہیں' آج کل بھی بعض وحشی قبائل میں اس قسم کے آہنی پنجے بنائے جاتے ہیں۔

سے قوی اور ارادہ مضبوط ہے مگر یہاں آ کر جب آپ ﷺ پر نظر پڑی تو میرا فہم فاتر اور رہنمائی سے عاجز ہو گیا اور اپنے قلب میں مجھ کو ضعف معلوم ہونے لگا حیرت ہے آپ ﷺ میرے ارادہ سے باخبر ہو گئے حالانکہ میں سانڈنی پر ہر ساربان کو پیچھے چھوڑتا ہوا آیا ہوں نیز میرے ارادے سے کوئی باخبر ہے نہ میرا کوئی رازدار ظاہر ہے کہ اس پر اسرار نوعیت کے معاملہ سے آپ ﷺ کا واقف ہونا اللہ کی مشیت سے ہوا ہے اللہ آپ کا نگران اور رکھوالی ہے اور یہی ایک بات اتنی بڑی بات ہے جو آپ ﷺ کی سچائی اور نبی برحق ہونے کی بین دلیل ہے۔

ابو براء عامری کی قیادت میں وفد کی دربار رسالت ﷺ میں آمد اور ستر قراء کی شہادت

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ہشام بن عروہ سے روایت کی کہ انہوں نے بتایا میرے والد بیان کرتے تھے کہ جب مسلمان بیر معونہ میں شہید ہوئے اور عمرو بن امیہ ضمری گرفتار ہو گئے تو ان سے عامر بن طفیل نے پوچھا یہ کون ہے اور اس نے ایک شہید مقتول کی طرف اشارہ کیا عمرو بن امیہ نے جواب دیا یہ عامر بن فہیرہ ہیں ان کا جواب سن کر عامر بن طفیل نے کہا ان کو شہید ہونے کے بعد میں نے آسمان کی طرف لے جاتے ہوئے دیکھا ہے میں ان کے اور زمین کے درمیان آسمان تک دیکھتا رہا اس کے بعد ان کو روک دیا گیا۔

رسول اللہ ﷺ کو جب ان شہداء کی خبر پہنچی تو آپ نے صحابہ کو ان کی شہادت کی اطلاع دی اور یہ بھی بتایا کہ انہوں نے بارگاہ جل وعلیٰ میں عرض کیا کہ اے ہمارے مہربان آقا ہمارے بھائی مسلمانوں کو ہماری شہادت کی اور نیز اس بات کی کہ ہم تجھ سے اور تو ہم سے راضی ہو گیا ہے خبر پہنچا دے اور میں ان کی دعا کی مقبولیت کے سلسلے میں تم کو اطلاع دے رہا ہوں۔

مسلم و بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں آئے اور عرض کیا کچھ لوگوں کو ہمارے یہاں بھیجیں تاکہ وہ ہمیں قرآن سکھائیں تو آپ ﷺ نے ان کے قبیلے کو تعلیم اسلام دینے ستر انصاری قراء کو روانہ فرمایا مگر ان لوگوں نے راستے ہی میں گھیر کر ان سب کو شہید کر دیا ان قراء نے بوقت شہادت دعا کی اے پروردگار رسول اللہ ﷺ کو ہماری حالت کی خبر کر دیجئے۔

عین اسی وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے مسلمانو! تمہارے بھائیوں کو شہید کر دیا گیا ہے اور اللہ کے ان دوستوں نے یہ دعا مانگی ہے۔ **اللھم بلغ عنانبینا ان قد بقیناک فرضینا عنک ورضیت عنا۔**

بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک چھوٹا سا لشکر روانہ فرمایا چند ہی روز گزرے تھے کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف لائے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد فرمایا اے لوگو تمہارے بھائیوں پر مشرکین حملہ آور ہو گئے ہیں اور ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے اور ان میں سے کوئی باقی نہ بچا ہے ان کی دعا تھی اے رب: ہمارے حالات کی اطلاع ہمارے مسلمان بھائیوں کو کر دے اور بے شک ہم اللہ کے سایہ عاطفت میں ہیں اور اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہے تو میں تمہارے ان بھائیوں کی طرف رسول ہوں اور تمہیں خبر پہنچاتا ہوں کہ وہ خدا سے راضی ہو گئے اور خدا ان سے راضی ہو گیا۔

واقدی نے کہا مجھ سے مصعب بن ثابت نے بروایت ابوالاسود حضرت عروہ سے حدیث بیان کی کہ حضرت منذر رضی اللہ عنہ بن عمرو روانہ ہوئے اور مذکورہ بالا قصہ بیان کیا اور کہا کہ عامر بن طفیل[1] نے حضرت عمرو بن امیہ ضمری سے پوچھا کیا تم اپنے ساتھیوں کو پہچانتے ہو انہوں نے کہا ہاں' تو اس نے انہیں ہمراہ لے کر شہیدوں میں چکر لگایا اور ان سے ہر ایک کے بارے میں معلومات لیتا رہا آخر میں دریافت کیا کیا تم ان شہداء میں کسی کو غیر موجود پاتے ہو جواب دیا کہ ہاں میں ایک صاحب کو جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے غلام ہیں ان میں نہیں پاتا اور ان کا نام عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ ہے۔

اس نے پوچھا وہ تم لوگوں میں کیسے تھے؟ حضرت عمرو نے جواب دیا وہ ہم میں سب سے زیادہ صاحب فضیلت تھے عامر نے کہا کیا میں تمہیں ان کا حال بتاؤں؟ انہیں بھالا مارا گیا۔ پھر اسے نکال لیا تو ایک شخص ان کو اٹھا کر آسمان میں لے گیا اور وہ پھر مجھے نظر نہ آئے اور جبار بن سلمٰی کلابی نے ان کے بھالا مارتھا وہ بیان کرتا ہے کہ جب نیزے کی انی ان کے جسم کو توڑ کر اندر داخل ہوئی تو انہوں نے نعرہ مارا "فــزت واللہ" یعنی قسم خدا کی میں کامیاب ہوگیا اس شخص نے کہا اس کے بعد میں حضرت ضحاک بن سفیان کلابی کے پاس آیا اور ان سے سارا واقعہ بیان کیا مجھے اس مشاہدہ نے دعوت اسلام دی اور مجھ پر اسلام اور مسلمانوں کی صداقت اور ثبات و پامردی کا بہت گہرا اثر ہوا اور یہ ایک فطری اور قدرتی تاثر تھا لہٰذا میں پورے اذعان و یقین کے ساتھ مسلمان ہوگیا۔

اس کو نقل کرنے کے بعد بیہقی نے کہا ممکن ہے کہ انہیں اٹھالیا گیا ہو اور پھر رکھ دیا گیا ہو اس کے بعد وہ مفقود ہو گئے ہوں اور اگر اس طرح روایت کو مان لیا جائے تو بخاری کی عروہ والی روایت سے تطبیق ہو جائے گی۔

---

[1] ماہ صفر ۴ھ میں غزوہ احد سے ساڑھے چار ماہ بعد ابو براء عامری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دعوت اسلام دی انہوں نے نہ اسے قبول کیا نہ تردید کی البتہ عرض کیا اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم چند صحابہ رضی اللہ عنہم کو نجد کی طرف بھیج دیں تو مجھے امید ہے کہ وہاں کے باشندے اس دین کو قبول کرلیں گے اس کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے خوف ہے کہ اہل نجد عصبیت کی بنا پر میرے اصحاب کو شہید نہ کردیں۔

ابو براء نے عرض کیا میں آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کا ذمہ لیتا ہوں پس آپ نے منذر بن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ چالیس اور بعض روایات کے مطابق زیادہ سے زیادہ ستر آدمی روانہ کیے ان مبلغوں نے بیر معونہ پہنچ کر وہاں کے رئیس عامر بن طفیل کے پاس حرام بن ملحان کے ہاتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مکتوب بھیجا عامر بن طفیل نے از راہ نخوت حرام کو شہید کر دیا اور اپنے قبیلے بنو عامر کو حکم دیا جا کر سارے مسلمانوں کو قتل کر دو۔ ان لوگوں نے کہا اسے ہمارے سردار جب ابو براء نے مسلمانوں کو اپنی حمایت میں لیا ہوا ہے تو غور فرمایئے اس کے باوجود ہم ان کو قتل کر دیں۔ اس کے بعد سردار عامر نے بنو سلیم کو بلوایا اور پھر ان کو ساتھ لے کر بذات خود مسلمانوں پر حملہ آور ہوا اور ان کی فرودگاہ میں اچانک پہنچ کر سب کو قتل کر دیا صرف دو آدمی بچ سکے ایک تو عمرو بن امیہ جن کو سردار عامر نے پکڑ لیا مگر پھر یہ کہہ کر چھوڑ دیا کہ میری ماں نے ایک غلام کو آزاد کرنے کی منت مانی تھی اور دوسرے حضرت کعب بن زید جو مجروح ہو کر نعشوں کے نیچے دب گئے تھے اور ظالم کافر ان کو مردہ سمجھ کر چھوڑ گئے ان کو جب ہوش آیا تو اٹھ کر چلے آئے۔

حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ واپس مدینہ آ رہے تھے کہ راستہ میں ان کو قبیلہ بنو عامر کے دو افراد ملے ان دونوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امان نامہ لکھ کر دیا تھا لیکن حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کو کیا خبر تھی وہ تو بنو عامر سے جلے ہوئے تھے لہٰذا ان دونوں افراد کو بے خبری میں قتل کر ڈالا اور مدینہ منورہ پہنچ کر سارا ماجرا سنایا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مسلمانوں کے اس طرح قتل ہو جانے کا نہایت صدمہ ہوا فرمایا کہ مجھے پہلے ہی سے اس کا اندیشہ تھا۔

حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے اثنائے راہ میں جن امان یافتہ دو افراد کو لاعلمی میں قتل کر دیا تھا ان کا خون بہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المال سے ان کے وارثوں کو عطا فرمایا۔

ہم نے موسیٰ بن عقبہ کی کتاب مغازی میں اس روایت کے ضمن میں دیکھا ہے کہ عروہ نے کہا کہ حضرت عامر بن فہیرہ کا جسم نہ پایا گیا اور لوگ گمان کرتے ہیں کہ فرشتوں نے ان کو دفن کر دیا ہے۔

ایک اور روایت بیہقی نے بہ سند عروہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حسلا ان لفظوں میں روایت کی کہ میں نے قتل کے بعد دیکھا کہ وہ آسمان کی طرف اٹھائے گئے اور میں نے ان کو آسمان و زمین کے درمیان دیکھا اس میں یہ نہیں ہے کہ پھر انہیں رکھ دیا اور متعدد سندیں تو یہی بتاتی ہیں کہ آسمان پر لے جا کر پوشیدہ کر دیا گیا اور ابن سعد نے کہا کہ ہم سے واقدی نے کہا کہ مجھ سے محمد بن عبداللہ نے بروایت عروہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا کہ حضرت عامر بن فہیرہ کو آسمان کی طرف اٹھا یا گیا اور کسی نے ان کے جسد کو نہیں پایا فرشتوں نے ان کو روپوش کیا۔

وہ معجزات جو غزوہ ذات الرقاع کے موقع پر رونما ہوئے

شیخین رحمہما اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت کی کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نجد کی جانب ایک غزوہ میں گئے واپسی کے دوران عضاہ کے کثیر درختوں کی وادی کے درمیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قیلولہ کا وقت ہو گیا اور آپ سمرہ کے سایہ دار درخت کے سایہ میں لیٹ گئے اور تلوار درخت میں لٹکا دی اور دوسرے لوگ جھنڈوں کی شکل میں اپنی اپنی پسند کے مطابق مختلف درختوں کے نیچے دراز ہو گئے اور ہم میں سے اکثر سو گئے کہ اچانک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو بلایا جب پہنچے تو آپ کے پاس ایک صحرائی اجڈ بدو بیٹھا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص نے میری تلوار اٹھائی اور پھر مجھے بیدار کر کے برہنہ تلوار دکھا کر کہنے لگا اب کوئی ہے جو تم کو مجھ سے بچا سکتا ہے؟ میں نے کہا ہاں اللہ تعالیٰ تو اس کے ہاتھ سے تلوار گر گئی اس نے اپنی تلوار نیام میں کر لی اور وہیں بیٹھ گیا اس کے بعد حضور نے اس کو کچھ سرزنش نہیں فرمائی۔

حاکم اور بیہقی نے دوسری سند کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نصفہ کے نخلستان میں غزوہ کیا ایک وقت مسلمانوں کو غافل دیکھ کر اس جنگل کا ایک شخص جس کا نام غورث بن حارث آیا اور تلوار سونت کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگا "بولیے اب مجھ سے آپ کو کون بچائے گا؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ پھر اس کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تلوار کو ہاتھ میں لے لیا اور فرمایا اب تجھ کو میرے ہاتھ سے کون بچائے گا؟ اس نے کہا آپ تلوار کا صحیح استعمال کرنے والے اور اس کے اہل ہیں۔ مطلب اس کا یہ تھا۔ مجھ کو کوئی بھی نہیں بچا سکتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قابو میں ہوں مگر امید ہے کہ آپ عفو و کرم سے کام لیں گے۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چھوڑ دیا وہ دیہاتی اپنے گاؤں میں چلا گیا اور جا کر لوگوں سے کہا میں تمہارے پاس خیر الناس کے پاس ہو کر آیا ہوں اس کے بعد راوی نے نماز خوف کا ذکر کیا۔ ابونعیم نے تیسری سند کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ماہ صفر میں تشریف لے گئے اور ایک درخت کے نیچے قیلولہ فرمایا اور اپنی تلوار کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے درخت سے لٹکا دیا ایک بدوی آیا اور تلوار تان کر سرہانے کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو مجھ سے کون بچائے گا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

''اللہ'' یہ سن کر وہ کانپنے لگا اور تلوار رکھ کر چلا گیا۔

بیہقی نے ایک اور سند کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ نخلستان میں ظہر کی نماز پڑھی تو مشرکوں نے نماز کے دوران حملہ کا ارادہ کیا پھر ان میں سے کسی نے کہا کہ ابھی ٹھہر جاؤ۔ اس نماز کے بعد مسلمانوں کی ایک نماز اور ہے اور جوان کو اپنی اولاد سے زیادہ محبوب ہے (یعنی نماز عصر) اس وقت ہم ان پر بھرپور حملہ کردیں گے۔

اسی وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور خبر دی تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز خوف پڑھائی۔ مسلم نے ان لفظوں سے روایت کی کہ ہم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہینہ کے لوگوں پر غزوہ کر رہے تھے اور انہوں نے بہت بہادری سے ہمارا مقابلہ کیا ظہر کا وقت ہوگیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی مشرک کہنے لگے اگر ہم ان پر بہ حالت نماز دفعتاً ٹوٹ پڑیں تو ان کے ٹکڑے ٹکڑے کردیں اور پھر وہ کچھ سوچ کر کہنے لگے کہ ان کی اگلی نماز ایسی آرہی ہے جوان کو اپنی اولادوں سے زیادہ محبوب ہے پس حضرت جبریل نے آکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو بتا کر نماز خوف پڑھائی۔

امام احمد و بیہقی نے ابوعیاش زرقی سے روایت کی ہے کہ ہم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عسفان کے علاقے میں تھے اور مشرکوں پر خالد بن ولید امیر تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ظہر ادا کی اس کے بعد مشرکین نے کہا مسلمان ایسی حالت میں تھے کہ اگر ہم ارادہ کرتے تو اچانک نماز کی حالت میں ان پر حملہ کردیتے چنانچہ آیت خوف ظہر اور عصر کے درمیان نازل ہوئی اور واقدی نے اپنی اسناد کے ساتھ حضرت خالد بن ولید سے ان کے قبول اسلام کے واقعہ میں بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ تشریف لے گئے تو میں مشرکین کے رسالہ سواروں میں تھا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب میں مقام اصفان تشریف فرما تھے تو میں حملہ کیلئے مسلمان لشکر کے سامنے آیا مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے مقابلے کیلئے نہ کوئی کارروائی کی نہ اندیشہ اور خوف بلکہ آپ نے اصحاب کے ساتھ نماز پڑھنی شروع کردی ہم تمام مسلمانوں کو نماز میں مصروف پاکر حملہ کا ارادہ کرنے لگے تھے مگر پھر کچھ سوچ کر ہم ایسا کرنے سے باز رہے اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے اس ارادے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع کردیا اور اس کے بعد عصر کی نماز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوٰۃ خوف ؎ کے طریق پر پڑھائی۔

؎ نماز خوف کا حکم قرآن میں اس طرح آیا ہے۔

وَإِذَا كُنتَ فِيهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلَوٰةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُم مَّعَكَ وَلْيَأْخُذُوٓا۟ أَسْلِحَتَهُمْ فَإِذَا سَجَدُوا۟ فَلْيَكُونُوا۟ مِن وَرَآئِكُمْ وَلْتَأْتِ طَآئِفَةٌ أُخْرَىٰ لَمْ يُصَلُّوا۟ فَلْيُصَلُّوا۟ مَعَكَ وَلْيَأْخُذُوا۟ حِذْرَهُمْ وَأَسْلِحَتَهُمْ وَدَّ الَّذِينَ كَفَرُوا۟ لَوْ تَغْفُلُونَ عَنْ أَسْلِحَتِكُمْ وَأَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيلُونَ عَلَيْكُم مَّيْلَةً وَاحِدَةً (سورۂ نساء رکوع ۱۵ آیت ۱۰۲)

اور اے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب تم مسلمانوں کے درمیان ہو اور (حالت جنگ میں) انہیں نماز پڑھانے کھڑے ہو تو چاہئے کہ ان میں سے ایک گروہ تمہارے ساتھ کھڑا ہو اور اسلحہ لیے رہے پھر جب وہ سجدہ کرلے تو پیچھے چلا جائے اور دوسرا گروہ جس نے ابھی نماز نہیں پڑھی ہے آکر تمہارے ساتھ پڑھ لے وہ بھی اسلحہ لیے رہے کیونکہ کفار اس تاک میں ہیں کہ تم اپنے ہتھیاروں اور اپنے سامان کی طرف سے ذرا غافل ہو تو وہ تم پر یکبارگی ٹوٹ پڑیں۔

؎ صلوٰۃ خوف کی عملی صورت یا ترکیب کا انحصار بڑی حد تک حالات جنگ پر ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف حالات میں مختلف طریقوں سے نماز پڑھائی ہے اور امام وقت مجاز ہے کہ جنگی صورت حال دیکھ کر طریقہ نماز اختیار کرے معرکہ کارزار گرم ہو تو اس صورت میں نماز موخر کردی جائے گی۔ امام مالک اور ثوری کے نزدیک اگر رکوع و سجود ممکن نہ ہو تو اشاروں سے پڑھ لی جائے۔ امام شافعی کے نزدیک نماز کی حالت میں تھوڑی سی زدوخورد بھی ہوسکتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے ثابت ہے کہ آپ نے غزوہ خندق کے موقع پر چار نمازیں نہیں پڑھیں اور پھر موقع پاکر علی الترتیب انہیں ادا کیا حالانکہ غزوہ خندق (باقی اگلے صفحہ پر)

مسلم اور بیہقی نے حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت کی کہ ہم رسول ﷺ کے ساتھ غزوہ ذات الرقاع میں گئے اور ایک وسیع میدان میں ٹھہرے۔ رسول ﷺ قضائے حاجت کیلئے تشریف لے گئے اور میں پانی آفتابہ لے کر آپ کے پیچھے روانہ ہوا ہم نے ہر طرف نگاہ دوڑائی کہ کوئی آڑ کی پوشیدہ جگہ مل جائے تو ہمیں وادی کے کنارے دو درخت نظر آئے اور رسول ﷺ ان میں سے ایک درخت کے قریب تشریف لے گئے اور حضور ﷺ نے اس کی ایک ٹہنی پکڑ کر فرمایا۔

اللہ کے حکم سے میرا حکم مان تو وہ درخت حضور ﷺ کے ساتھ چل دیا جس طرح کوئی اونٹ کو نکیل پکڑ کر لے جاتا ہے پھر آپ ﷺ اسی طرح ایک دوسرے درخت کے پاس آئے اور اس کی ٹہنیوں کو پکڑ کر فرمایا اللہ کے حکم سے میری فرمانبرداری کر تو وہ دونوں درخت مل گئے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں بیٹھ گیا اور اپنے دل سے باتیں کرنے لگا اچانک میری نظر اٹھی تو دیکھا کہ رسول ﷺ سامنے تشریف لا رہے ہیں اور وہ دونوں درخت جدا ہو کر اپنی اپنی جگہ کھڑے ہیں اور میں نے دیکھا کہ رسول ﷺ نے ایک جگہ توقف فرمایا اور اپنے سر مبارک سے داہنے اور بائیں اشارہ فرمایا پھر روانہ ہوئے اور میرے پاس آئے اور فرمایا اے جابر رضی اللہ عنہ کیا تم نے میرے کھڑے ہونے کی جگہ کو دیکھا ہے؟ میں نے عرض کی: جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ! پھر آپ نے فرمایا تم ان دونوں درختوں کے پاس جاؤ اور دونوں میں سے ایک ایک ٹہنی کاٹ لو اور ان دونوں ٹہنیوں کو جہاں میں کھڑا ہوا تھا ایک داہنی جانب اور دوسری بائیں جانب نصب کر دو۔

جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں یہ سن کر میں اٹھا اور ایک پتھر کو لے کر توڑا اور اس کی دھار بنائی اور دونوں درختوں سے ایک ایک ٹہنی کاٹی اور گھسیٹتا ہوا لایا اور آنحضرت ﷺ کے کھڑے ہونے کے مقام پر ایک ٹہنی داہنی جانب اور دوسری بائیں جانب گاڑ دی میں نے واپس آ کر حضور ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے حسب ارشاد ٹہنیاں گاڑ دیں مگر اے ہادی عالم ﷺ کیا مجھ سے

ہوا تھی قصہ ۵ھ ہجری میں ہوئی تھی۔ اس سے پہلے ہی صلوٰۃ خوف کا حکم جو ہم نے گزشتہ صفحہ میں درج کیا ہے آ چکا تھا۔

نماز خوف کا ایک طریقہ یہ ہے کہ لشکر کا ایک حصہ امام کے ساتھ نماز پڑھے اور دوسرا مصروف جہاد مگر صرف ایک رکعت پر سلام پھیر دے اور دشمن کے مقابلے پر جا کر اس حصہ لشکر کو نماز کیلئے جس نے ہنوز نماز نہیں پڑھی بھیج دے امام دوسری رکعت میں مقتدیوں کی تبدیلی کی وجہ سے قیام کو طویل کر دے گا اور محروم حصہ فوج آ کر امام کی دوسری رکعت میں شریک ہوگا اور امام کے ساتھ سب کا سلام ہوگا اس صورت میں امام کی دو اور فوج کی ایک ایک رکعت ہوگی اس طریقہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ابن عباس رضی اللہ عنہ' جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اور مجاہد نے روایت کیا ہے۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ مذکورہ بالا پہلے طریقہ پر جماعت سے نماز پڑھے پھر دونوں دستے باری باری سے انفرادی طور پر ایک ایک رکعت پڑھ کر دو رکعتیں پوری کریں اس طرح پورے لشکر کی دو رکعتیں ہو جائیں جن میں ایک جماعت کے ساتھ اور دوسری رکعت انفرادی' یہ طریقہ دوم ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے روایت کیا جو حنفیہ کا مسلک ہے۔

تیسرا طریقہ یہ ہے کہ فوج کا ایک حصہ امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھے اور جب امام دوسری رکعت کیلئے کھڑا ہو تو مقتدی امام کا اتباع چھوڑ دیں اور آزاد ہو کر بطور خود ایک ایک رکعت پڑھ کر ہر فرد سلام پھیرے اور پھر نماز سے فارغ شدہ حصہ فوج جا کر دوسرے محروم حصہ کو بھیج دے امام اس وقت تک قیام میں رہے اور یہ آ کر شریک ہو جائے امام دوسری رکعت پڑھ کر سلام پھیر دے اور لشکری قیام کیلئے اٹھ کھڑے ہوں اور اس دوسری رکعت کو بغیر امام بطور خود پڑھ کر سلام پھیر دیں اس طرح بہ لشکری کی دو دو رکعتیں ہو جائیں جن میں ایک جماعتی اور دوسری انفرادی ہوگی۔ اس تیسرے طریقہ کو امام شافعی اور امام مالک نے تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ ترجیح دی ہے اس کا ماخذ سہل بن ابی حثمہ کی روایت ہے۔

فرمائیں گے کہ اس عمل سے کیا ہوگا؟ چنانچہ میرے سوال کرنے پر آپ نے ارشاد فرمایا:

''جابر رضی اللہ عنہ میں آ رہا تھا کہ میں نے دیکھا کہ ان دونوں قبروں کے مردوں کو عذاب دیا جا رہا ہے تو میں نے یہ پسند کیا کہ میری شفاعت سے ان پر عذاب قبر اس وقت تک دور رہے جب تک یہ ٹہنیاں تر ہیں۔

پھر ہم لشکر میں آ گئے مجھ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جابر رضی اللہ عنہ اعلان کر دو کہ لوگ وضو کریں پس میں نے منادی کی۔ اے بھائیو! وضو کرو، مسلمانو! وضو کرلو۔ میں نے عرض کی کہ ''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم لشکر میں تو پانی نہیں ہے''۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ایک مدنی صحابی کچھ پانی لگا رکھتے تھے تا کہ ٹھنڈا بھی رہے اور اگر کسی وقت پانی موجود نہ ہو تو فوراً بلا تاخیر مہیا کر دیا جائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جابر، فلاں انصاری کی قیام گاہ پر جاؤ وہ ہمارے لیے پانی کی ضرورت کا خیال رکھتے ہیں ان سے دریافت کرو مشکیزہ میں کچھ پانی ہے؟ میں گیا اور دریافت کیا دیکھنے پر معلوم ہوا کہ اتفاقاً اس میں بھی پانی ختم ہو گیا ہے اور اس کے دہانے پر چند قطرہ اب اس کی سلوٹ میں ٹھہرے ہوئے ہیں کہ اگر مشکیزے کے دہانے کو سیدھا کیا جائے تو وہ اس کے جوف میں ڈھلکتے ہوئے جذب ہو جائیں پھر میں لوٹ کر آیا اور صورت حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائی۔

میری باتیں سن کر آپ نے فرمایا، جاؤ اور اس مشکیزہ کو لے آؤ۔ میں گیا اور لے آیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے ہاتھ میں لے کر کچھ پڑھا اور دبایا پھر میرے حوالے کر دیا اور فرمایا لگن لانے کا اعلان کر دو لوگ فوراً لگن لے آئے جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے رکھ دیا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک کو اس کے اندر مستقیم شکل میں اس کے پیندے تک اس طرح پہنچا دیا کہ انگلیوں کے سرے اس سے جا ملے پھر فرمایا: ''اب بسم اللہ پڑھ کر پانی ڈالو'' میں نے تعمیل کی۔ پس آپ کے انگلیوں کے پوروں سے پانی کے سوتے جاری ہو گئے اور تھوڑی دیر میں لگن لبالب بھر گیا اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ۔

''اے جابر رضی اللہ عنہ اعلان کر دو، جن لوگوں کو ضرورت ہو وہ آئیں اور اپنی پانی کی تمام ضرورت پوری کرلیں۔

لوگ آگے پیچھے آتے رہے، پینے اور وضو کرنے کی ضرورتوں میں استعمال کرتے رہے، مگر لگن جوں کا توں بھرا ہوا تھا۔ پھر کچھ لوگ آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے گرسنگی کی شکایت کی جواب دیا گیا، بہت جلد اللہ تعالیٰ کھانے کا انتظام فرما دے گا ہم میں سے کچھ لوگ جنگل میں نکل گئے اور تھوڑا ہی چلے ہوں گے کہ ایک بڑا جانور ہم کو مل گیا جس کو گھیر کر مارا اور ذبح کر کے پکا لیا اور سب نے شکم سیر ہو کر کھایا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم فلاں فلاں پانچ آدمی اس کی آنکھ کے حدقہ میں داخل ہوئے تو ہم پانچوں میں سے کوئی کسی کو نظر نہیں آیا ہم پھر باہر نکل آئے اور ہم نے اس کی ایک پسلی نکالی اور اس کو کمان کی مانند کھڑا کیا ہم نے لشکر کے سب سے بلند قامت شخص کو بلایا اور سب سے اونچے اونٹ پر بٹھا کر اس کے نیچے سے گزارا تو سوار کو اپنا سر جھکانے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔

شیخین رحمہما اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ میں گیا تو میرا اونٹ سست رفتار ہو گیا اور اس نے مجھے تھکا دیا تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرے قریب سے گزرے اور پوچھا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا اونٹ نہیں چلتا اس نے مجھے تھکا دیا اور میں پیچھے رہ گیا ہوں میری شکایت سن کر آنحضرت نے چھڑی سے اونٹ کو کچوکا دیا اور مجھ سے فرمایا اب چلو تو پھر میں نے راہ

مسلم اور بیہقی نے حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت کی کہ ہم رسول ﷺ کے ساتھ غزوہ ذات الرقاع میں گئے اور ایک وسیع میدان میں ٹھہرے۔ رسول ﷺ قضائے حاجت کیلئے تشریف لے گئے اور میں پانی آفتابہ لے کر آپ کے پیچھے روانہ ہوا ہم نے ہر طرف نگاہ دوڑائی کہ کوئی آڑ کی پوشیدہ جگہ مل جائے تو ہمیں وادی کے کنارے دو درخت نظر آئے اور رسول ﷺ ان میں سے ایک درخت کے قریب تشریف لے گئے' اور حضور ﷺ نے اس کی ایک ٹہنی پکڑ کر فرمایا۔

اللہ کے حکم سے میرا حکم مان تو وہ درخت حضور ﷺ کے ساتھ چل دیا جس طرح کوئی اونٹ کو نکیل پکڑ کر لے جاتا ہے پھر آپ ﷺ اسی طرح ایک دوسرے درخت کے پاس آئے اور اس کی ٹہنیوں کو پکڑ کر فرمایا اللہ کے حکم سے میری فرمانبرداری کر تو وہ دونوں درخت مل گئے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں بیٹھ گیا اور اپنے دل سے باتیں کرنے لگا اچانک میری نظر اٹھی تو دیکھا کہ رسول ﷺ سامنے تشریف لا رہے ہیں اور وہ دونوں درخت جدا ہو کر اپنی اپنی جگہ کھڑے ہیں اور میں نے دیکھا کہ رسول ﷺ نے ایک جگہ توقف فرمایا اور اپنے سر مبارک سے داہنے اور بائیں اشارہ فرمایا پھر روانہ ہوئے اور میرے پاس آئے اور فرمایا اے جابر رضی اللہ عنہ کیا تم نے میرے کھڑے ہونے کی جگہ کو دیکھا ہے؟ میں نے عرض کی: جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ! پھر آپ نے فرمایا تم ان دونوں درختوں کے پاس جاؤ اور دونوں میں سے ایک ایک ٹہنی کاٹ لو اور ان دونوں ٹہنیوں کو جہاں میں کھڑا ہوا تھا ایک داہنی جانب اور دوسری بائیں جانب نصب کر دو۔

جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں یہ سن کر میں اٹھا اور ایک پتھر کو لے کر توڑا اور اس کی دھار بنائی اور دونوں درختوں سے ایک ایک ٹہنی کاٹی اور گھسیٹتا ہوا لایا اور آنحضرت ﷺ کے کھڑے ہونے کے مقام پر ایک ٹہنی داہنی جانب اور دوسری بائیں جانب گاڑ دی میں نے واپس آ کر حضور ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے حسب ارشاد ٹہنیاں گاڑ دیں مگر اے ہادی عالم ﷺ کیا مجھ سے

جو ذی قعدہ ۵ ہجری میں ہوئی تھی۔ اس سے پہلے ہی صلوۃ خوف کا حکم جو ہم نے گزشتہ صفحہ میں درج کیا ہے آ چکا تھا۔

نماز خوف کا ایک طریقہ یہ ہے کہ لشکر کا ایک حصہ امام کے ساتھ نماز پڑھے اور دوسرا مصروف جہاد مگر صرف ایک رکعت پر سلام پھیر دے اور دشمن کے مقابلے پر جا کر اس حصہ لشکر کو نماز کیلئے جس نے ہنوز نماز نہیں پڑھی بھیج دے امام دوسری رکعت میں مقتدیوں کی تبدیلی کی وجہ سے قیام کو طویل کر دے گا اور محروم حصہ فوج آ کر امام کی دوسری رکعت میں شریک ہوگا اور امام کے ساتھ سب کا سلام ہوگا اس صورت میں امام کی دو اور فوج کی ایک ایک رکعت ہوگی اس طریقہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ابن عباس رضی اللہ عنہ' جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اور مجاہد نے روایت کیا ہے۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ مذکورہ بالا پہلے طریقہ پر جماعت سے نماز پڑھے پھر دونوں دستے باری باری سے انفرادی طور پر ایک ایک رکعت پڑھ کر دو رکعتیں پوری کریں اس طرح پورے لشکر کی دو رکعتیں ہو جائیں جن میں ایک جماعت کے ساتھ اور دوسری رکعت انفرادی' یہ طریقہ دوم ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے روایت کیا جو حنفیہ کا مسلک ہے۔

تیسرا طریقہ یہ ہے کہ فوج کا ایک حصہ امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھے اور جب امام دوسری رکعت کیلئے کھڑا ہو تو مقتدی امام کا اتباع چھوڑ دیں اور آزاد ہو کر بطور خود ایک ایک رکعت پڑھ کر ہر فرد سلام پھیرے اور پھر نماز سے فارغ شدہ حصہ فوج جا کر دوسرے محروم حصہ کو بھیج دے امام اس وقت تک قیام میں رہے اور یہ آ کر شریک ہو جائے امام دوسری رکعت پڑھ کر سلام پھیر دے اور لشکری قیام کیلئے اٹھ کھڑے ہوں اور اس دوسری رکعت کو بغیر امام بطور خود پڑھ کر سلام پھیر دیں اس طرح ہر لشکری کی دو دو رکعتیں ہو جائیں جن میں ایک جماعتی اور دوسری انفرادی ہوگی۔ اس تیسرے طریقہ کو امام شافعی اور امام مالکؒ نے تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ ترجیح دی ہے اس کا ماخذ سہل بن ابی حشمہ کی روایت ہے۔

فرمائیں گے کہ اس عمل سے کیا ہوگا؟ چنانچہ میرے سوال کرتے پر آپ نے ارشاد فرمایا:

''جابر رضی اللہ عنہ میں آ رہا تھا کہ میں نے دیکھا کہ ان دونوں قبروں کے مردوں کو عذاب دیا جا رہا ہے تو میں نے یہ پسند کیا کہ میری شفاعت سے ان پر عذاب قبر اس وقت تک دور رہے جب تک یہ ٹہنیاں تر ہیں۔

پھر ہم لشکر میں آ گئے مجھ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جابر رضی اللہ عنہ اعلان کردو کہ لوگ وضو کریں پس میں نے منادی کی۔ اے بھائیو! وضو کرو' مسلمانو! وضو کرلو۔ میں نے عرض کی کہ ''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم لشکر میں تو پانی نہیں ہے''۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ایک مدنی صحابی کچھ پانی لگا رکھتے تھے تا کہ ٹھنڈا بھی رہے اور اگر کسی وقت پانی موجود نہ ہو تو فوراً بلا تاخیر مہیا کردیا جائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' جابر' فلاں انصاری کی قیام گاہ پر جاؤ وہ ہمارے لیے پانی کی ضرورت کا خیال رکھتے ہیں ان سے دریافت کرو مشکیزہ میں کچھ پانی ہے؟ میں گیا اور دریافت کیا دیکھنے پر معلوم ہوا کہ اتفاقاً اس میں بھی پانی ختم ہوگیا ہے اور اس کے دہانے پر چند قطرہ اب اس کی سلوٹ میں ٹھہرے ہوئے ہیں کہ اگر مشکیزے کے دہانے کو سیدھا کیا جائے تو وہ اس کے جوف میں ڈھلکتے ہوئے جذب ہو جائیں پھر میں لوٹ کر آیا اور صورتِ حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائی۔

میری باتیں سن کر آپ نے فرمایا' جاؤ اور اس مشکیزہ کو لے آؤ۔ میں گیا اور لے آیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے ہاتھ میں لے کر کچھ پڑھا اور دبایا پھر میرے حوالے کردیا اور فرمایا لگن لانے کا اعلان کردو لوگ فوراً لگن لے آئے جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے رکھ دیا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک کو اس کے اندر مستقیم شکل میں اس کے پیندے تک اس طرح پہنچا دیا کہ انگلیوں کے سرے اس سے جا ملے پھر فرمایا: ''اب بسم اللہ پڑھ کر پانی ڈالو' میں نے تعمیل کی۔ پس آپ کے انگلیوں کے پوروں سے پانی کے سوتے جاری ہوگئے اور تھوڑی دیر میں لگن لبالب بھر گیا اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ۔

''اے جابر رضی اللہ عنہ اعلان کردو' جن لوگوں کو ضرورت ہو وہ آئیں اور اپنی پانی کی تمام ضرورت پوری کرلیں۔

لوگ آگے پیچھے آتے رہے' پینے اور وضو کرنے کی ضرورتوں میں استعمال کرتے رہے' مگر لگن جوں کا توں بھرا ہوا تھا۔ پھر کچھ لوگ آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے گرسنگی کی شکایت کی جواب دیا گیا' بہت جلد اللہ تعالیٰ کھانے کا انتظام فرمادے گا ہم میں سے کچھ لوگ جنگل میں نکل گئے اور تھوڑا ہی چلے ہوں گے کہ ایک بڑا جانور ہم کو مل گیا جس کو گھیر کر مارا اور ذبح کرکے پکا لیا اور سب نے شکم سیر ہو کر کھایا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم فلاں فلاں پانچ آدمی اس کی آنکھ کے حدقہ میں داخل ہوئے تو ہم پانچوں میں سے کوئی کسی کو نظر نہیں آیا ہم پھر باہر نکل آئے اور ہم نے اس کی ایک پسلی نکالی اور اس کو کمان کی مانند کھڑا کیا ہم نے لشکر کے سب سے بلند قامت شخص کو بلایا اور سب سے اونچے اونٹ پر بٹھا کر اس کے نیچے سے گزارا تو سوار کو اپنا سر جھکانے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔

شیخین رحمہما اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ میں گیا تو میرا اونٹ سست رفتار ہوگیا اور اس نے مجھے تھکا دیا تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرے قریب سے گزرے اور پوچھا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا اونٹ نہیں چلتا اس نے مجھے تھکا دیا اور میں پیچھے رہ گیا ہوں میری شکایت سن کر آنحضرت نے چھڑی سے اونٹ کو کچوکا دیا اور مجھ سے فرمایا اب چلو تو پھر میں نے راہ

سفر اختیار کی اور وہ اونٹ اس قدر سبک رفتار ہو گیا کہ پورے لشکر سے آگے جا رہا تھا اور میں اس کو احتراماً آنحضرت ﷺ کی سواری سے پیچھے رکھنے کی کوشش کرتا تھا۔

امام احمد ؒ نے حضرت جابر ؓ سے روایت کی کہ ایک تاریک رات میں میرا اونٹ کھو گیا میں آنحضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوا حضور ﷺ نے دریافت فرمایا جابر ؓ کہو کیسا حال ہے؟ میں نے عرض کیا حضرت میرا اونٹ کھو گیا' فرمایا" وہ ہے تمہارا اونٹ جا کر اسے پکڑ لو"۔

وہ کہتے ہیں کہ میں اس طرف گیا جس طرف آپ نے اشارہ فرمایا تھا مگر میرا اونٹ مجھے نہ ملا میں حضور ﷺ کی خدمت میں آیا تو حضور ﷺ نے پھر یہی فرمایا میں گیا وہ نہ ملا پھر حضور ﷺ میرے ساتھ آئے اور ہم اونٹ کے پاس پہنچ گئے اور حضور ﷺ نے اونٹ کو پکڑ کر مجھے دیدیا۔

ہم اسی سفر میں تھے' میرا اونٹ چھوٹے چھوٹے قدم رکھ رہا تھا' میں نے کہا لَهْفَ اُمِّهَاتِی افسوس ہے اس کے آہستہ چلنے پر قدم نہیں بڑھاتا۔ حضور ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور پوچھا تم نے کیا کہا میں نے اپنے اونٹ کی سست رفتاری کی شکایت کی آپ نے اونٹ پر چھڑی سے کچوکا دیا اور اتنا تیز رفتار ہو گیا کہ وہ اس سے پہلے کبھی ایسا تیز رفتار نہ تھا اور مجھ سے اپنی مہار کھینچے لیے جاتا تھا۔

واقدی اور ابونعیم نے حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت کی کہ رسول ﷺ نے جب غزوہ ذات الرقاع کا ارادہ فرمایا تو علبہ بن زید حارثی شتر مرغ کے تین انڈے حضور ﷺ کی خدمت میں لائے اور کہا میں نے یہ انڈے اس کے آشیانے سے لیے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جابر انڈوں کو پکالو پھر میں انہیں پکا کر ایک کاسہ میں رکھ کر لایا میں نے روٹی بھی تلاش کی مگر نہ ملی رسول ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب نے انڈوں کو بغیر روٹی کے خوب سیر ہو کر کھایا اور کاسہ میں بریاں انڈے اسی مقدار میں موجود تھے۔

بیہقی نے حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت کی کہ میں رسول ﷺ کے ساتھ غزوہ بنی انمار[1] میں گیا۔ ایک موقع پر آپ ﷺ نے ایک شخص کے بارے میں فرمایا اسے کیا ہوا ہے اس کی گردن کٹے یہ بات متعلقہ شخص نے سن لی اور کہا یا رسول اللہ ﷺ میری گردن راہ خدا میں کٹے آپ ﷺ نے فرمایا۔ ہاں راہ خدا میں حضرت جابر ؓ کا بیان ہے وہ شخص جنگ یمامہ[2] میں شہید ہوا۔

بنی نضیر' بنی وائل' بنی غطفان اور قریش کا متحدہ محاذ آنحضرت ﷺ کیخلاف غزوہ خندق میں

بیہقی نے حضرت قتادہ ؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم احزاب میں فرمایا اس جارحیت کے بعد قریش کبھی منظم اور بھرپور جنگ اور جارحانہ کارروائی نہ کر سکیں گے چنانچہ حضور ﷺ کی یہ بشارت درست ثابت ہوئی۔[3]

---

[1] غزوہ بنی انمار' غزوہ ذات الرقاع ایک ہی جنگ ہے پہلے نام میں قبیلہ سے نسبت اور دوسرے میں مقام سے ہے۔

[2] جنگ یمامہ عہد صدیقی میں ۱۱ ہجری میں مسیلمہ کذاب سے مقابل تھی۔

[3] اس کا تجزیہ اگر کسی نے کیا ہو تو وہ ہماری نظر سے نہیں گزرا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بشارت اور پیشگی اطلاع الہام خداوندی کی بنیاد پر تھی یا ذاتی سیاسی بصیرت کی بنا پر ہم عمومی طور پر کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت خواہ کسی بنیاد پر صحیح ہوتی تھی چنانچہ یہ بھی ہوئی وہ بھی تھوڑا زمانہ ہوئے اور ۲ سال ۱۰ ماہ کے بعد مکہ فتح ہو گیا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے سلیمان بن صرد سے روایت کی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم الاحزاب کے موقع پر فرمایا کہ قریش نے جب اپنے حلیف قبائل کو ناخوش کر دیا تو وہ انشاء اللہ اب ہم سے جنگ نہ کریں گے (ابو نعیم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اسی مضمون کی روایت بیان کی)[1]

امام بخاری نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ہم غزوہ خندق[2] کے موقع پر گڑھے کھود رہے تھے کہ ایک چٹان

---

[1] غزوہ خندق اور غزوہ احزاب ایک ہی جنگ ہے پہلے نام میں اس خندق سے نسبت ہے جو لشکر اسلام کے اردگرد اس لڑائی میں بنائی گئی تھی اور دوسرے میں ان قبائل گروہوں اور جماعتوں سے نسبت ہے جن سے ساز باز اور اتحاد کر کے قریش اپنے ساتھ میدان جنگ میں لائے تھے۔

[2] بنی نضیر کے یہود جو خیبر میں جا کر سکونت پذیر ہو گئے تھے ان میں سے بعض سردار قبیلہ بنی وائل کی ایک جماعت کو اپنے ہمراہ لے کر مکہ پہنچے اور مشرکین قریش سے تبادلہ خیال کر کے ایک جنگی منصوبہ بنایا تاکہ مشترکہ وسائل و قبائل کو یکجا کر کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ان کو استعمال کیا جائے اور مسلمانوں کو معاذ اللہ صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے۔ اس کے بعد بنی غطفان کو بھی اپنے مقصد سے متفق بنا کر اتحادیوں میں شامل کر لیا گیا حسب قرارداد منصوبہ جنگ قریش مکہ اور غطفان اپنی پوری طاقت کے ساتھ اسلام کو مٹانے کے ارادے سے روانہ ہوئے۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بشارت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئی حرف بہ حرف صحیح اور درست ثابت ہوئی بعد میں رونما ہونے والے واقعات شاہد ہیں کہ باوجودیکہ تمام مشرکین کی متحدہ قوت ایک جانب تھی لیکن ان کو شکست اٹھانا پڑی اور پھر وہ کبھی مسلمانوں پر حملے کی جرأت نہ کر سکے اور ۲ سال ۱۰ ماہ بعد مکہ فتح ہو گیا چونکہ اس موقع پر عرب کے متعدد قبائل متحد ہو گئے تھے اسی وجہ سے اس جنگ کو جنگ احزاب کہتے ہیں۔

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب مشرکین و مخالفین اسلام کے ارادوں کا علم ہوا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے رائے دی کہ ہم مدینہ سے نکل کر مقابلہ کریں اور کھلے میدان کی بجائے اپنی حفاظت کیلئے چاروں طرف خندق کھود لیں۔

اہل عرب کیلئے خندق کی کھدائی کا عمل ایک نیا تجربہ تھا اور خندق کھود کر مورچہ بندی کرنے سے واقف نہ تھے لیکن اس کی افادیت کے پیش نظر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مفید رائے کو پسند فرمایا اور ۸ ذیقعدہ ۵ ھ کو اتنے بڑے لشکر کے مقابلے میں صرف تین ہزار کے قلیل لشکر کے ساتھ اپنے شہر مدینہ سے نکلے اور وادی احد میں خیمہ زن ہوئے۔

صبح کی نماز سے اول وقت فارغ ہوئے اور پانچ ہاتھ گہری خندق کی کھدائی کا کام مجاہدین کے گروہ بنا کر برابر برابر اور علیحدہ علیحدہ مساوی پیمائش کے مطابق شروع کر دیا گیا اور مجاہدین اسلام اور فدایان دین کی عسرت کی حالت تھی شدید سردی کا موسم پہاڑی وادی میں اس کا زور اور لہروں میں برودت بڑھ گئی تھی باایں ہمہ رسد اور سامان خوراک کی کمی کی وجہ سے کئی وقت کے فاقے سے تھے مگر کام تا محنت کر کے خندق کی کھدائی مکمل کر لی گئی اس موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کئی وقت سے کھانا تناول نہیں فرمایا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شکم مبارک پر رفع گرسنگی کی غرض سے کئی پتھر بندھے ہوئے تھے باایں ہمہ آپ نے شریک کار کے ساتھ اپنے حصہ کی کھدائی میں مصروف تھے۔ اسلامی لشکر خندق سے مدافعت کر چکا تھا پھر اس کے بعد غدار کا اتحادی لشکر احد کے قریب پہنچ کر اتر گیا۔

بنی نضیر کا سردار حیی بن اخطب بنی قریظہ کے رئیس کعب بن اسد کے پاس آیا اور کہا میں اس دفعہ اس قدر کثیر فوج اور جنگجو فراہم لایا ہوں کہ مسلمان ہرگز ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں نہ فنا ہونے سے خود کو بچا سکتے ہیں ہماری خواہش ہے کہ تم بھی ہمارا ساتھ دو۔

کعب نے جواب دیا کہ

"میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے معاہدہ کر چکا ہوں اور اب تک ان سے بجز وفا اور راستی کے دوسری بات نہیں دیکھی اس لئے خلاف معاہدہ کیسے کر سکتا ہوں"

لیکن بنی نضیر کے سردار حیی نے اس قدر اصرار کیا اور ایسے خوش آئند امید کا یقین دلایا کہ وہ بالآخر عہد شکنی کر کے ان کے ساتھ شریک ہو گیا۔

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو جب معلوم ہوا تو قریش اور غطفان کے معاملات سے بھی زیادہ اس سے اندیشہ ہوا اور وہ اس وجہ سے کہ وہ پڑوسی تھے چنانچہ آپ نے دو انصاری سرداروں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو جو زمانہ جاہلیت میں بنی قریظہ کے حلیف تھے بھیجا کہ جا کر صحیح صورتحال دریافت کریں یہ دونوں حضرات جب ان کے علاقے میں پہنچے تو دیکھا کہ انہوں نے عہد و میثاق کے علی الرغم جنگ کی تیاری شروع کر دی ہے سعد بن معاذ نے (باقی اگلے صفحہ پر)

اس میں آ گئی لوگوں نے حضور ﷺ سے ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا۔

مذمت کی مگر سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا "جانے دو کہ ہمارا ان کے ساتھ معاملہ دراصل زبانی طعن و ملامت سے کہیں زیادہ ہے"۔

ان دونوں اصحاب رضی اللہ عنہما کی تصدیق کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رنج ہوا اور پریشانی بھی' اس زمانے میں مسلمانوں کے مصائب انتہا کو پہنچ چکے تھے جیسا کہ سطور بالا میں ذکر کیا جا چکا ہے' تین تین دن کا فاقہ' خندق کی کھدائی' پرآشوب خبریں' بے سروسامان تمام لشکر' سرما کی شدت اور تنگی اور ہر طرف سے دشمنوں کا نرغہ۔

اللہ تعالیٰ نے سورہ احزاب میں ان کی حالت اس طرح بیان فرمائی ہے۔

اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ۝ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا (احزاب رکوع ۲ آیات ۱۰-۱۱)

جب دشمن بلندی اور پستی کی طرف سے تم پر آئے تو آنکھیں پھر نے لگیں اور دل منہ تک پہنچنے لگے اور تم اللہ تعالیٰ کے بارے میں طرح طرح کے گمان کرنے لگے تب مسلمانوں کی آزمائش کا وقت آ گیا اور سخت زلزلہ ان پر طاری ہو گیا

اس سے آگے کی چار آیات میں منافقین کے رویہ پر اظہار تعجب ہے اور اس سے بعد چار آیات کے اندر (از ۱۶ تا ۱۹) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو یہ حقائق سمجھا کر اس طرح متنبہ فرما دیجئے۔

بہر حال منافقین کا نفاق ظاہر ہونے لگا اور وہ اپنے گھروں کے انتظام اور حفاظت کے حیلے بہانے کر کے بھاگنے لگے اس تنگی اور پریشانی کی حالت میں لشکر سوائے تین دن سے زیادہ گزر گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دشمنوں میں تفرقہ ڈالنے کیلئے غطفان کے سردار اور سپہ سالار عیینہ فزاری سے نہایت رازدارانہ اور خفیہ طور پر گفت وشنید شروع کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

"عیینہ اگر تم اپنے قبیلہ غطفان کو لے کر چلے جاؤ تو ہم مدینہ کی کل پیداوار کا ایک تہائی حصہ ہر سال تم کو دیتے رہیں گے" وہ اس تجویز میں جانے کیلئے آمادہ ہو گیا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تحریری معاہدہ ہونے سے پہلے انصار کے دونوں سرداروں حضرات سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو بھی بلا کر تبادلہ خیال کیا تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اللہ کے حکم سے یہ معاہدہ کر رہے ہیں یا اپنی رائے سے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"میں اپنی رائے سے ایسا کر رہا ہوں"

حضرات سعدین رضی اللہ عنہما نے عرض کیا کہ جب ہم مشرک اور بت پرست اللہ کی معرفت اور طریق بندگی سے ناواقف و ناآشنا تھے اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس زمانے میں بھی ان کا یہ حوصلہ نہ ہوا کہ وہ شہر کا ایک ذرہ بھی بلا قیمت لینے کا ارادہ کریں اور اب ہمارے پیشوا! اب جب کہ ہم کو اللہ تعالیٰ جل شانہ نے آپ کے ذریعے سے ہدایت و معرفت اور عزت و محبت اور ہمت و جرأت دے دی ہے تو ہم ایسے لوگوں کو اس مہربانی یا تحفے کے طور پر کہ وہ ہمدردی فرما کر ہم سے نہ لڑیں۔ اپنے مدینہ کی محنت کی پیداوار میں سے ایک تہائی دے دیں۔ اے سردار عالم صلی اللہ علیہ وسلم یہ تو ہم سے کبھی نہ ہو گا۔ سوائے برچھوں کی انی اور تلواروں کی دھار' تیر اندازوں کی نیش اور تیروں کی بوچھاڑ کے ان کیلئے ہمارے پاس کچھ نہیں۔

قرآن حکیم نے ان سرداروں اور دوسرے ان کے مخلصین ساتھیوں کے طرز عمل پر تبصرہ کرتے ہوئے اس کو سراہا ہے (دیکھئے سورہ احزاب رکوع ۳ آیات ۲۲-۲۳)

ان انصاریوں یعنی اوس اور خزرج کے مخلص ومومن سرداروں کا ہمت افزا جواب پا کر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مطمئن ہو گئے اور پھر عہد نامہ نہیں لکھا۔

اسی عرصہ میں ایک روز قریش کے چند نوجوان اپنی کثرت کے زعم اور جنگ کے جوش میں گھوڑے دوڑاتے ہوئے مسلمانوں پر حملے کیلئے بڑھے جن میں ایک تو گھوڑے سے خندق میں گر کر ہلاک ہو گیا اور دوسرے کو نہیں بھوکے اور مصائب کا شکار مگر دین حق کے پرستاروں نے قتل کر ڈالا اور بعض خندق کے پار بھی نکل آئے جن میں ایک عمرو بن عبدود عرب کا نامی شہسوار تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر اس کا مقابلہ کیا اور قتل کر دیا پھر کفار خندق کے باہر تیر برساتے رہے اور دن بھر لڑائی کا سلسلہ جاری رہا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین اور بچوں کو ایک محفوظ قلعہ میں مدینہ کے پاس رکھا تھا بنی قریظہ کا ایک یہودی عورتوں کی پناہ گاہ کے پاس آ کر حملہ کرنے اور اندر داخل ہونے کا سراغ لگا رہا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی نگاہ اس پر پڑ گئی تو حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جو حفاظت کیلئے خواتین کے ساتھ چھوڑ دیے گئے تھے ان سے کہو کہ باہر جا کر اس کو قتل کر دیجئے۔ حسان رضی اللہ عنہ میں جرأت نہ ہوئی بالآخر حکومت اسلامیہ کے شاعر تھے۔ معمر تھے

میں ابھی چلتا ہوں آپ کے شکم اقدس پر پتھر بندھا تھا اور تین وقت سے کھانا نہیں کھایا تھا۔ پس سردار کونین ﷺ کدال لے کر تشریف لائے چٹان پر ضرب لگائی اور وہ شکستہ ہوگئی پھر مزید چوٹیں ماریں حتی کہ وہ پاش پاش ہوگئی۔

خود حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا گئیں اور زور اس زور سے لٹھ مارا کہ اس کا سر پھٹ گیا اور وہ مر گیا پھر انہوں نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اس مقتول کے ہتھیار اتار لاؤ لیکن ان کی ہمت نہ ہوئی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا دوبارہ گئیں اس کے ہتھیار اتارے اور سر کاٹ کر دوسری طرف جہاں یہودیوں کا جمگھٹا تھا پھینک دیا یہودی بریدہ سر کو دیکھ کر وہاں سے بھاگے اور انہوں نے سمجھا کہ یہاں کچھ محافظ ضرور ہیں۔

ایک کالی اور تاریک رات میں نعیم بن مسعود جو بنی غطفان کے ایک ہر دلعزیز اور ممتاز رئیس تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا

"اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں صدق دل سے مسلمان ہو گیا ہوں لیکن میری قوم میں سے کوئی شخص واقف نہیں ہے از راہ لطف کرم مجھے کسی خدمت پر جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک اسلام اور مسلمانوں کیلئے مفید ہو اس پر مامور فرما دیجئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم اس وقت ایسی حالت میں ہو کہ دانائی اور فہم سے کام لے کر دشمنان اسلام میں پھوٹ ڈال سکتے ہو اور جنگ میں اس طرح کی دراندازی جائز اور درست ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورت کر کے اور آپ کا منشا معلوم کر کے وہ واپس اپنی قوم میں چلے گئے۔

نعیم رضی اللہ عنہ نے بنی قریظہ کے سرداروں کو جو ان کے پرانے دوست تھے بلا کر کہا کہ

"اے میرے پرانے ساتھیو اور دوستو! آپ لوگ واقعی سنجیدگی سے غور کرنے کے بعد اس محاصرہ اور جنگ میں شریک ہوئے ہو میں ایک قدیمی خیر خواہ ہونے کی حیثیت سے صاف صاف کہتا ہوں کہ قریش کے معاملات اور حالات تم سے مختلف ہیں اگر وہ محاصرہ اٹھا کر چلے گئے تو تم کو ایک اپنی ہمسایہ قوم سے جو بہر حال ایک اصول پسند اور شرافت شعار ہے فیصلہ کن جنگ لڑنی ہوگی اس سلسلہ میں میرا مشورہ یہ ہے کہ تم قریش کے چند سرداروں کو بطور یرغمال اپنے پاس رکھ لو اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ اس طرح وہ جنگ کی ہولناکیوں اور اس کے مصائب میں تم کو تنہا چھوڑ کر نہ جا سکیں گے سرداران بنی قریظہ کے ذہنوں میں یہ بات نقش ہوگئی۔

اس کے بعد نعیم رضی اللہ عنہ روساء قریش کے پاس گئے اور ابوسفیان وغیرہ سے کہا

جیسا کہ آپ لوگ جانتے ہیں بنی قریظہ کا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ معاہدہ تھا اور وہ اس کی خلاف ورزی کر کے ہمارے ساتھ ہو گئے تھے مگر وہ اپنی [illegible] اور بعض دوسری مصالح کی وجہ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کہلا چکے ہیں کہ ہم نادم ہیں اور از سر نو معاہدے کے خواستگار ہیں ہم دوبارہ معاہدے سے قبل پچھلے رویہ اور خلاف ورزی کی تلافی نیز اس مرتبہ حسب معاہدہ کے اخلاص کے ثبوت کیلئے قریش اور غطفان کے چند سرداروں کو حیلے بہانے سے قابو میں کر کے آپ کے حوالے کر دیں گے اور پھر ہم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مل کر [illegible] منصوبہ جنگ بنا کر ان کو نہایت [illegible] ساتھ نکال دیں گے یہ ہے کعب بن اسد قرظی کا پیغام جس پر وہ مسلمانوں کا حلیف ہو چکا ہے اس کے بعد حضرت نعیم رضی اللہ عنہ نے غطفان کے سردار عیینہ فزاری سے بھی یہی بات کہی۔

شنبہ کی رات میں قریش اور غطفان نے عکرمہ بن ابی جہل کے چند آدمیوں کے ہمراہ کعب بن اسد سردار بنی قریظہ کے پاس بھیجا انہوں نے کہا

اے محترم دوست کعب! محاصرہ بہت طویل ہو چکا ہے سامان اور رسد ختم ہو رہا ہے اور ہم زحمت اٹھا رہے ہیں ہمارا خیال ہے کہ صبح کل کر جو حملہ کرنا ہے کر ڈالیں۔

کعب نے جواب دیا کہ کل تو سبت کا دن ہے جس میں ہم کوئی کام نہیں کرتے نیز ہم شریک جنگ اس وقت ہوں گے جب تم اپنے چند سرداروں کو بطور ضمانت ہمارے سپرد کر دو گے۔

قریش اور غطفان کو یہ سن کر نعیم کی بات کا یقین ہو گیا اور انہوں نے کہلا بھیجا کہ ہم کسی آدمی کو تمہارے حوالے نہیں کر سکتے اور اسی بنیاد پر باہم بے اطمینانی اور بددلی پیدا ہوگئی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبریں سنیں تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو تجسس حال کیلئے بھیجا رات میں وہ جا کر قریش میں مل گئے ابوسفیان نے سب کو مخاطب کر کے کہا کہ ہر شخص اپنے پاس والے کا ذمہ دار ہے وہ دیکھ لے کہ کوئی اجنبی تو اس کے قریب نہیں بیٹھا ہے پس حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فوراً اس شخص کا ہاتھ پکڑا اور بے باکی سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اور اس نے تعارف کرایا۔

میں نے عرض کیا یا رسول ﷺ میں ایک ضرورت سے گھر جانا چاہتا ہوں' حضور ﷺ اجازت عطا فرما دیں کہ جاؤں۔ میں گھر آیا اور بیوی سے حضور ﷺ کے اتنے دنوں سے کچھ نہ کھانے کا ذکر کیا۔ انہوں نے جواب دیا کچھ جو ہیں اور ایک بکری کا بچہ ہے میں نے بچہ کو ذبح کیا اور جو کا آٹا پسوایا' گوشت پکنے کو رکھ دیا پھر حضور ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا:

''حضور ﷺ اہلیہ نے کچھ کھانا تیار کر لیا ہے براہ کرم آپ ﷺ ایک یا دو اشخاص کے ہمراہ گھر پر چلنے کی زحمت فرمائیں۔

حضور ﷺ نے دریافت فرمایا

''جابر رضی اللہ عنہ کتنا کھانا ہے؟ میں نے مقدار بتا دی آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ بہت خوب جب تیار ہو جائے تو میری قیام گاہ پر لے آنا میں لے آیا آپ نے اس پر چادر ڈال دی اور اعلان کرا دیا کہ تمام مجاہدین اسلام باری باری آ کر آنحضرت ﷺ سے کھانا حاصل کر لیں۔ حضور ﷺ چادر کے نیچے ہاتھ ڈالتے اور روٹیاں اور بوٹیاں گوشت تقسیم فرماتے رہے حتیٰ کہ سارا لشکر سیراب ہو گیا اور آنحضرت ﷺ نے مجھ کو دے کر خود بعد میں لیا اور پھر فرمایا باقی ماندہ گھر پر لے جاؤ اور آس پاس کی عورتوں میں ہدیہ کے طور پر تقسیم کر دو' کیوں کہ سب لوگ بھوکے ہیں۔

ابو یعلیٰ اور ابن عساکر نے بطریق عبیداللہ بن علی' حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول ﷺ کے پاس ایک روز غزوہ خندق کے زمانے میں ایک طباق کے اندر بکری کا بریاں گوشت لایا گیا حضور ﷺ نے فرمایا ابو رافع مجھے بازو دو۔ میں نے دے دیا اس کے بعد پھر فرمایا بازو دے دو اور میں نے دے دیا تیسری بار پھر فرمایا بکری کا بازو دے دو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ بکری کے بازو دو ہی ہوتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم یہ بات نہ کہتے تو جتنی بار میں طلب کرتا تم برابر دیتے رہتے۔

ابو نعیم نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ غزوہ احزاب کے موقع پر خندق کی کھدائی

ادھر فوجوں نے یہ حضرات مجھے آپ کے جذبات کا احساس ہے بے شک ہم گھروں سے باہر پڑے ہوئے ہیں سوائے جھونپڑیوں کو مستقل جو ہی اجازت چکے ہیں کیونکہ ہواؤں نے طوفان برپا کر دیا وہاں وقت نہیں ہونے دیتے ہمارے آدمی اور جانور بھوک اور خستہ حال ہو گئے کئی وقت سے نہ آگ جل سکی ہے ... بند ہو چکے اور طلوع آفتاب سے پہلے روانگی کر دیجئے۔

اس طرح اللہ تعالیٰ نے مصیبت کی اس بھیانک گھٹا کو مسلمانوں کے سروں سے ہٹا دیا چنانچہ قرآن کریم میں ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَاءَتْكُمْ جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا وَرَدَّ اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوا خَيْرًا وَكَفَى اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالَ (احزاب رکوع ۳۰۲ ۲۵،۹)

اے مسلمانو اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کو یاد رکھو جب تمہارے اوپر فوجیں آئیں تو ہم نے ان پر آندھی بھیجی اور وہ لشکر بھیجے جن کو تم نہ دیکھتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کافروں کو غصہ کی آگ میں جلتا ہوا نامراد واپس کیا اور مسلمانوں کو لڑنے سے بچا لیا۔

اس غزوہ میں کل چھ مسلمان شہید ہوئے ان میں ایک حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ رئیس انصار بھی ہیں ان کی رگ اکحل میں ایک تیر آ کر لگا تھا اس سے خون کا اخراج رہتا تھا بنی قریظہ کا فیصلہ کرنے کے بعد آپ نے اسی زخم سے وفات پائی مشرکین کے مقتولوں کی تعداد تین تھی

غزوہ خندق کا بیان سورہ احزاب میں ہے جو قرآن کی سورتوں کی ترتیب میں ۳۳ نمبر پر ہے اس سورہ میں غزوہ خندق کے بعد بنی قریظہ کے واقعات مصارعت قتل اور ... اسی غزوہ کے بعد حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ مدینہ آ کر اسلام لائے۔

اس طرح حضور ﷺ کی پیشین گوئی کے مطابق اس کے بعد مسلمانوں کے خلاف کبھی منظم ہو کر حملہ آور نہ ہو سکے۔

کیلئے تشریف لے گئے۔ کدال سے ضرب ماری اور فرمایا ہے یہ ضرب وہ ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے روم کے خزانوں کو مسلمانوں کیلئے مفتوح کرے گا اس کے بعد دوسری ضرب ماری اور فرمایا یہ ضرب وہ ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ فارس کے خزانوں کو اپنے مسلمان بندوں کیلئے مفتوح کرائے گا پھر تیسری ضرب ماری اور فرمایا یہ ضرب وہ ہے جس کے سبب اللہ تعالیٰ اہل یمن کو معین و مددگار بنائے گا۔

ابن سعد' ابن جریر' ابن ابی حاتم' بیہقی اور ابونعیم ابن عوف مزنی سے روایت کرتے ہیں غزوہ احزاب میں خندق کی کھدائی کے وقت ایک بڑا سفید پتھر نکل آیا اس نے ہمارے لوہے کے آلات اور کدال توڑ ڈالے اور اس کا توڑنا ہم پر دشوار ہوگیا تو ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا آپ نے سلمان فارسی کے ہاتھ سے کدال لے کر اس پر ضرب لگائی اور وہ یکایک پاش پاش ہوگیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر بلند کی اور دوسری ضرب لگائی اور پھر اسی طرح تیسری ضرب لگائی اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا

اے لوگو! پہلی ضرب کے بعد میں نے حیرہ اور مدائن کے محلات دیکھے جو چمک رہے تھے اور حضرت جبریل علیہ السلام نے بتایا آپ کی امت ان کو فتح کرے گی اور دوسری مرتبہ میں نے روم کے محلات دیکھے اور مجھ سے حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا ان کو بھی مسلمان فتح کریں گے اور میں نے تیسری مرتبہ کی ضرب میں صنعاء کے محلات دیکھے اور پھر حضرت جبریل علیہ السلام نے بتایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کرنے والے ان کو بھی فتح کرلیں گے تو اے پرستاران حق اتم کو نصرت خداوندی اور تائید ایزدی کی یہ بشارت ہے۔

منافقین نے کہا مسلمانوں کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم خوش خبری دیتے ہیں کہ وہ یثرب سے حیرہ اور مدائن کسریٰ کے محلات دیکھ رہے ہیں اور یہ کہ تم ان کو فتح کرو گے حالانکہ تم لوگ خندقیں کھود رہے ہو اور اتنی قوت بھی تمہارے اندر موجود نہیں کہ میدان میں نکل کر مقابلہ کرسکو تو اس موقع پر آیت کریمہ نازل ہوئی۔

وَاِذْ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اِلَّا غُرُوْرًا۝ (سورہ احزاب رکوع ۲ آیت ۱۲)

اور جب منافقین اور وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض ہے یوں کہہ رہے تھے کہ ہم سے تو اللہ نے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے محض دھوکہ ہی کا وعدہ کر رکھا ہے۔

ابونعیم نے سہل بن سعد سے روایت کی کہ غزوہ احزاب میں خندق کھودی گئی تو یک پتھر نکلا اسے دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا کسی نے پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبسم کی وجہ کیا ہے؟ ارشاد فرمایا کہ مجھے ان لوگوں پر ہنسی آئی جن کو مشرق سے قید کر کے جنت کی راہ پر لے جائیں گے مگر وہ اس کو برا سمجھیں گے۔

ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ آل مغیرہ کے ایک شخص نے کہا میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرور قتل کروں گا اور پھر اس نے اپنے گھوڑے کو خندق پار کرانے کی لیے ایڑ لگائی وہ اتنی جست نہ لگا سکا اور خندق میں گر پڑا لوگوں نے کہا اس کو ہمیں ہی دیدیجئے۔ ہم اس کی دیت ادا کیے دیتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ اس کو چھوڑ دو یہ خبیث ہے اور اس کی دیت بھی مکروہ ہے۔

بیہقی نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا یَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِیْنَ خَلَوْا

مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ۭ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ[1]

اور جب مسلمانوں نے احزاب کو یعنی قبائل اور جماعتوں کو بڑی تعداد میں اپنے خلاف امڈتے دیکھا اور ہر طرف سے زحمت کے ساتھ ان کی جانب بڑھنے لگے تو انہوں نے اس آیت کو پڑھ کر کہا کہ یہ ہے وہ وعدہ اور اس کا سامان اور یہ ہے وہ "زُلْزِلُوْا" کی کیفیت جس سے ہم دوچار ہیں اور "نَصْرُ اللّٰهِ" کے ہم منتظر ہیں۔

شیخین رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "صبا" سے میری مدد فرمائی اور قوم عاد کو "دبور" سے ہلاک کیا گیا۔ ابونعیم اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ فرمایا جس وقت احزاب کی رات ہوئی تو شمالی ہوا نے کہا جنوب کی طرف جا اور اللہ اور اس کے رسول کی مدد کر تو جنوبی ہوا نے کہا حرہ میں نہیں چلتی تو کافروں پر صبا کو بھیجا گیا اور اس نے ان کی آگ بجھا دی۔

بیہقی نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا کی تفسیر میں روایت کی کہ اس ریح یعنی ہوا کی نوعیت صبا تھی جو غزوہ خندق کے موقع پر مختلف احزاب کفر پر بھیجی گئی۔ ان کے سالن کے دیگ چولہوں پر سے اڑ گئے خیموں کی رسیاں ٹوٹ گئیں اور وہ پتنگ کی طرح ہوا میں لہرانے لگے۔ وَجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا کے بارے میں فرمایا وہ نظر نہ آنے والا لشکر فرشتوں کا تھا اور فرشتوں کو قتال کرنے کی ضرورت ہی پیش نہ آئی۔

بیہقی نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ غزوہ احزاب کی آخری شب بہت زیادہ سرد تھی اور طوفانی ہوا چل رہی تھی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون ہے جو ابھی جائے اور مشرکین احزاب کے ارادوں اور حالات کی خبریں لا کر ہمیں دے اور قیامت کے روز وہ میری معیت قبول کرے۔ اس بات کا ہم میں سے کسی نے جواب نہ دیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری مرتبہ پھر وہی بات ارشاد فرمائی اور پھر تیسری بار بھی اس کے بعد فرمایا

"اے حذیفہ تم اٹھو اور یہ کام انجام دو"

میں جب لشکر کفار میں پہنچا تو یوں محسوس ہوا جیسے میں حمام میں پہنچ گیا ہوں اور جب واپس آیا تو ایسا تھا جیسے نخلستان طائف میں شب ماہ کا موسم۔

---

۱ یہ آیت کریمہ سورۃ البقرہ رکوع ۲۶ اور ۲۱۴ نمبر آیت کا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ (اے مدعیان ایمان) کیا تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ یونہی تمہیں جنت میں داخلہ مل جائے گا حالانکہ ابھی تم پر وہ سب کچھ نہیں گزرا ہے جو تم سے پہلے مدعیان ایمان پر بیت چکا ہے۔ ان پر سختیاں گزریں، مصیبتیں آئیں، ہلا مارے گئے حتیٰ کہ پیغمبر وقت اور اس کے ساتھی اہل ایمان پکار اٹھے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی؟ اس وقت انہیں تسلی دی گئی کہ ہاں اللہ کی مدد قریب ہے۔ یعنی انبیاء کرام اور مومنین کو ہر دور میں باطل پرستوں سے بہت ہی سخت مقابلے پیش آتے رہے ہیں اور انہوں نے اپنی جانیں جوکھوں میں ڈال کر ہمیشہ برائیوں اور باطل طریقوں کو مٹانے اور دین حق کو قائم کرنے کی جدوجہد کی ہے۔ ان کا راستہ بھی پھولوں کی سیج نہیں رہا۔ اس آیت کا مطلب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بہتر کون سمجھ سکتا تھا کہ وہ اس کے مصداق تھے اور ان پر بیت رہی تھی۔

۲ صبا، دبور وغیرہ ہواؤں کے معنے ہیں آج کل بھی ایران میں یہی اصطلاح رائج ہے اور یہی معنے استعمال ہوتے ہیں۔

بیہقی نے ایک دوسری سند کے ساتھ جو روایت کی ہے اس میں ہے کہ حضرت حذیفہ سے آنحضرت ﷺ نے فرمایا احزاب الکفر میں اضطراب پیدا ہوا ہے تم پہنچو۔

اور خبریں لا کر دو۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں لوگوں میں کم ہمت بھی تھا اور اعصاب میں سردی وغیرہ کا احساس بھی زیادہ تھا میں اطاعت وتعمیل کے جذبے سے روانہ ہوا اور رحمت عالم ﷺ نے پروردگار عالم سے دعا کیلئے لبوں کو جنبش دی کہ۔

اے رب العالمین حذیفہ کو اس کے آگے اس کے پیچھے' اس کے داہنے' اس کے بائیں اس کے اوپر اور اس کے نیچے سے محفوظ رکھ۔

انہوں نے بیان کیا اس روز میں مخبر خبر دینے والا جاسوس' خون کے پیاسے دشمنوں کی مسلح عسکری تنظیم کے خفیہ اجلاس میں گھس کر ان کے اسرار و رموز کا پتہ لگانے کیلئے جانے والا تھا بایں ہمہ میرے اندر قطعی ہراس پیدا نہ ہوا بلکہ میرے اندر کچھ اس نوع کی طمانیت تھی جیسے مجرمین کے جرائم منصوبے کا سراغ لگانے کیلئے ایک جری جاسوس روانہ ہو رہا ہو سردی کا تو ذکر ہی کیا۔

میں کفار کے لشکر میں پہنچا اور میں نے سنا لوگ کہہ رہے تھے کوچ کرو' کوچ کرو' کوئی کہہ رہا تھا ہم یہاں کیسے ٹھہر سکتے ہیں اور وہاں ہواؤں کا شدید ترین طوفان لشکر اور اس کے متعلقات کو زیر و زبر اور تہس نہس کر چکا تھا یہ سب کچھ سننے اور دیکھنے کے بعد میں واپس ہو رہا تھا کہ مجھے کچھ سوار ملے ان کے سروں پر عمامے تھے اور جن کی تعداد شاید بیس ہوگی مجھے دیکھ کر رک گئے اور کہنے لگے ''اپنے امام اور سردار سے کہہ دینا کہ خدا تعالیٰ نے اشرار کے شر سے آپ کو محفوظ رکھا'' اس کے بعد میں مجاہدین اسلام کے پرسکون ماحول سے گزر کر رسالت مآب ﷺ کے مستقر پر آیا اور یہ آیت کریمہ نازل ہوئی یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِیْحًا وَّ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا- الآیہ

ابونعیم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک رات غزوہ احزاب کے موقع پر ارشاد فرمایا

''کون ہے جو میرے پاس مشرکوں کی خبریں لائے اور اللہ تعالیٰ اسے جنت میں میرا رفیق بنائے۔ حضور ﷺ نے یہ بات تین مرتبہ فرمائی مگر کسی نے کوئی جواب نہ دیا چنانچہ اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا اے حذیفہ!

''لبیک یا رسول اللہ ﷺ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے جواب میں کہا۔

''کیا تم نے میری بات سنی ہے؟ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

''جی ہاں یا رسول اللہ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔

''پھر کیا تمہیں اس کی تعمیل میں ہچکچاہٹ ہے؟ حضور ﷺ نے سوال کیا۔

''نہیں تو' صرف سردی بہت محسوس کر رہا تھا' حذیفہ رضی اللہ عنہ نے جواب میں عرض کیا۔

''تمہیں سردی محسوس نہ ہوگی انشاء اللہ'' حضور ﷺ نے فرمایا

حذیفہ رضی اللہ عنہ روانہ ہو گئے اور خبریں لے کر لوٹے حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے مجھ کو بالکل سردی محسوس نہیں ہوئی مگر واپسی کے بعد پھر میں ٹھنڈ محسوس کرنے لگا۔ شیخین رحمہما اللہ نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول ﷺ نے احزاب کیلئے بددعا کی

''اے خدا کتاب کو نازل کرنے والے اور حساب میں تعجیل فرمانے والے تو احزاب کو ہزیمت دے ان کے منصوبے کو خاک میں ملا دے اور ان کو ہلا مار۔''

ابن سعد نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی خندق کی محصوری کے آخری دنوں میں ایک مرتبہ حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے۔ ان کی آمد کے ساتھ ہی سخت طوفانی ہوائیں دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''البشر ولا للمومنین'' مسلمانو خوش ہو جاؤ تین بار فرمایا پھر ہواؤں نے ان کے خیموں اور ڈیروں کو اکھاڑ پھینکا دیگوں کو الٹ دیا طنابوں کو توڑ دیا ان کے خوابوں کو پریشان اور ان کے حوصلوں کو خاک میں ملا دیا وہ وادی کے پڑاؤ سے اس طرح سدھارے کہ ایک نے دوسرے کو پلٹ کر بھی نہ دیکھا۔

ابن سعد نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں غزوہ احزاب کے موقع پر پیر منگل اور بدھ کے روز دعا میں کیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا۔ تیسرے روز ظہر اور عصر کے درمیان قبول فرمائی گئی اور ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر چمک اور مسرت کے آثار دیکھ کر پہچان لیا۔ ابن سعد بہ طریق واقدی ان کے مشائخ سے روایت کی کہ عمرو بن عبدود نے خندق کے زمانے میں ایک روز گھوڑے کو مہمیز لگا کر کھائی کو پار کر لیا اور کہا۔

جو تم میں مرنے کا خواہشمند ہو تو وہ میرے سامنے آ جائے بیشک اس کو ایسا قاتل کہیں نہ ملے گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مقابلہ کی اجازت چاہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت کے ساتھ اپنی تلوار اور عمامہ مرحمت فرمایا اور دعا کی کہ اے اللہ اس مغرور پر علی رضی اللہ عنہ کی مدد فرما۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ تیزی اور بے تابی سے اس کی طرف بڑھتے گئے حتیٰ کہ وہ بالکل قریب ہوئے علی رضی اللہ عنہ نے ایسی پرزور آواز سے تکبیر کہی کہ راوی کا خیال ہے عمرو کا دل کانپ گیا ہوگا وہ کچھ پیچھے ہوا اور پھر دونوں کا غبار پھیلا اور عمرو دو پارہ ہو کر اس طرح گرا کہ اس کا سر گھوڑے کے ایک طرف اچھل رہا تھا اور دھڑ دوسری طرف تڑپ رہا تھا۔

غزوہ بنی قریظہ کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا ظہور

شیخین رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوہ خندق سے واپس ہوئے اور ہتھیار اتار کر غسل فرمایا تو حضرت جبریل علیہ السلام آئے اور کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ہتھیار اتار دیئے اور ہم یعنی فرشتوں نے ابھی ہتھیار نہیں اتارے لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے چلیے آپ نے پوچھا کس طرف؟ کہا: وہاں اور بنی قریظہ کی سمت اشارہ کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پھر اسی طرف روانہ ہو گئے۔

۱؎ شیخین نے عبداللہ بن ابی اوفیٰ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احزاب پر بددعا کی اور فرمایا۔ اَللّٰھُمَّ مُنْزِلَ الْکِتَابِ سَرِیْعَ الْحِسَابِ اِھْزِمِ الْاَحْزَابَ اَللّٰھُمَّ اھْزِمْھُمْ وَزَلْزِلْھُمْ (یعنی اے میرے اللہ تو کتاب کا نازل کرنے والا ہے اور جلدی حساب لینے والا ہے احزاب کو بھگا دے اے میرے اللہ ان لوگوں کو بھگا دے اور ان کو ہلا ڈال دے)۔

حاکم اور بیہقی نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تھے کہ ایک شخص نے باہر ہی سے ہمیں سلام کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیزی سے باہر تشریف لے گئے میں بھی دروازے تک گئی میں نے دیکھا تو دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کچھ وقفہ کے بعد اندر آ گئے اور فرمایا اس وقت حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے تھے اور ہمیں بنی قریظہ کی طرف پہنچنے کا حکم دے گئے ہیں۔ میں نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ہتھیار اتار دیئے مگر ہم نے نہیں اتارے اور مشرکوں کا تعاقب کیا حتیٰ کہ ان کو حمراء الاسد پہنچا دیا۔

ابن جریر نے کہا ہے اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب تک چاہا بنی قریظہ اور بنی نضیر کا محاصرہ ہم سے کرایا اور بغیر فتح ہم لوٹ کر آتے رہے ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی طلب فرمایا اور سر دھویا۔ اتنے میں حضرت جبریل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور کہا آپ نے ہتھیار رکھ دیے فرشتوں نے ہتھیار نہیں رکھے ہیں پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک کو دھوئے بغیر ایک کپڑا طلب فرما کر سر سے لپیٹ لیا ہم کو طلب فرمایا اور جب لوگ آ گئے تو بنو قریظہ اور بنو نضیر کے قلعوں اور آبادیوں کی طرف کوچ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے ہماری مدد فرمائی اور بہت آسانی کے ساتھ مسلمانوں کو فتحیاب کیا اور ہم باری تعالیٰ کے فضل کے ساتھ واپس آئے۔[1]

بیہقی نے بہ طریق ابن اسحاق روایت کی کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو قریظہ کی عورتوں میں سے اپنے لے ریحانہ بنت عمرو کو منتخب فرمایا مگر اس خاتون نے مسلمان ہونے سے صاف انکار کر دیا اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے علیحدگی اختیار فرمائی اس وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت پر کچھ اثر بھی ہوا اسی عرصہ میں ایک روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجلس صحابہ رضی اللہ عنہم میں رونق افروز تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے سے کسی کے آنے کی آواز سنی فرمایا یہ آواز کسی نیک بخت کے فرزند کی ہے جو مجھے ریحانہ کے اسلام کی بشارت دے گا۔

بیہقی اور ابونعیم نے چند واسطوں سے بنی قریظہ کے ایک شیخ سے روایت کی اس نے کہا ہمارے پاس ملک شام سے ایک یہودی آیا اس کا نام ابن الہیبان تھا اور ہم نے اپنی زندگی میں اس سے بہتر آدمی نہ دیکھا وہ بزرگ ہمارے یہاں آ کر ٹھہرا۔

جب بارش نہ ہوتی تو ہم اس سے کہتے کہ دعا کرو اور وہ ہمیشہ یہ کہتا کہ دعا کیلئے نکلنے سے پہلے صدقہ دے دو اور ہم ایسا ہی

---

[1] احزاب کی جنگ ہوئی اس کے سلسلے میں مسلمانوں کو جس چیز نے سب سے زیادہ پریشان اور اندوہناک کر دیا تھا وہ بنو قریظہ کے لوگوں کی بدعہدی تھی اور وہ بالکل پاس بھی تھے ان کیلئے مسلمانوں کو نقصان پہنچانا دوسروں کی بہ نسبت زیادہ آسان تھا اور اس صورت میں ان کو برداشت کرنا دراصل آستین میں سانپ پالنے کے مترادف تھا چنانچہ احزاب مشرکین سے فراغت پانے کے بعد آپ نے فوراً اس فتنہ کو جڑ سے کاٹنے کیلئے فوج کشی کی اور انہوں نے اپنی جبلت اور خو کے مطابق اور اسلام دشمنی کے جذبہ کی بناء پر ندامت انفعال اور پشیمانی کے اظہار کی بجائے اول تو مقابلہ کیا اور جب ضربت کی شدت اور تلواروں کی کاٹ کے آگے نہ ٹھہر سکے تو اپنے ان مضبوط اور محفوظ قلعوں میں جن کو وہ اپنی حفاظت کا ضامن سمجھتے اور ناز کرتے تھے بیٹھ رہے اور ۲۵ روز محصور رہنے کے بعد درخواست کی کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ہمارے بارے میں جو فیصلہ کر دیں وہ ہم کو منظور ہوگا حضرت سعد رضی اللہ عنہ مجروح اور خون کے اخراج کی وجہ سے بہت کمزور تھے مگر اس کے باوجود اللہ کو ان سے یہ کام لینا تھا انہوں نے فیصلہ کیا لڑنے والے قتل کر دیے جائیں عورتیں اور بچے اور جملہ اموال غنیمت قرار دیئے جائیں چنانچہ ۴۰۰ مردنیز ایک عورت بھی جس نے پتھر گرا کر ایک مسلمان کو شہید کیا تھا قتل کر دیے گئے۔

کرتے پھر وہ ہمیں لے کر حرہ کے مقام پر آتا اور واللہ ہم مجلس دعا سے اٹھتے بھی نہ تھے کہ بارش ہونے لگتی اور ہماری گھاٹیاں اور نالے پانی سے بھر جاتے اور یہ بات کوئی ایک دو مرتبہ نہیں کئی بار ہوئی۔ اس نے مرنے سے کچھ پہلے کہا: اے بنی اسرائیل تم خیال کرتے ہوگے میں شام کی خوش منظر اور شاداب زمین اور وادیوں کو چھوڑ کر اس خشک' بے آب وگیارہ بنجر اور بھوک وافلاس کے علاقہ میں کس وجہ سے آ گیا۔

ہم نے جواب دیا کہ اس بات کو آپ ہی بہتر طور پر سمجھتے ہیں اس کے بعد اس نے کہا سنو اے صاحبو! یہ سب ترک وطن وغیرہ اس امید پر میں نے کیا کہ نبی آخر ظہور فرمانے والے ہیں اور یہ مقام اور علاقہ ان کی ہجرت کر کے آنے کا مقام ہے میرا خیال تھا کہ شاید میری زندگی میں ایسا ہو کہ انبیاء علیہم السلام کی دعاؤں اور بشارتوں کے مطابق وہ آنے والے نبی مبعوث ہو جائیں۔[1]

اس نبی کے متبعین کا خون بہایا جائے گا ان کی عورتوں کو بیوہ اور بچوں کو یتیم کیا جائے گا ان کو ہر طرح سے خوفزدہ کیا جائے گا ان کے باغ اور پھل رہ جائیں گے اور ان پر خدا سے پھرے ہوئے لوگ متصرف ہو جائیں گے اے یہودان قریظہ میں تو محروم رہا البتہ تم کو مشورہ دیتا ہوں کہ اگر تم کو وہ عہد سعادت ملے تو تم اس سے استفاضہ کرنا اس کے بعد وہ فوت ہو گیا۔

ابن سعد نے یزید بن رومان اور عاصم بن عمر وغیرہ سے روایت کی کہ کعب بن اسد نے بنی قریظہ سے کہا کہ اے گروہ یہود! محمد ﷺ کا اتباع اور دعوت قبول کر لو یہ نبی ہیں اور وہی نبی جن کا ذکر تم کتب آسمانی میں پڑھتے رہے ہو اور جن کے بارے میں ابن مریم علیہ السلام نے بشارت دی یہود نے اپنے پیشوا کعب سے کہا آپ نے ساری باتیں درست فرمائیں اور وہ دوسری علامات بھی جو آپ ﷺ کی ذات سے متعلق ہیں ہم نے ان کے مطابق آپ محمد ﷺ کو پایا ہے مگر اتباع وتقلید اور ان کی دعوت اسلام کی قبولیت پر ہمارے دل مطمئن نہیں ہیں۔

یہودی پیشوا کی یہی باتیں سعید کے دونوں بیٹوں ثعلبہ واسید اور اسد بن عبید کے اسلام لانے کا سبب بنیں جس رات قریظہ پر فتح پائی گئی اس رات ان لوگوں نے اسلام قبول کر لیا اس روایات کے ماخذ ابن سعد سے بروایت واقدی ابراہیم بن اسماعیل بن ابی حبیبہ داؤد بن حصین از ابوسفیان مدنی بن ابی احمد روایت کی ہے۔

ابن سعد نے ثعلبہ بن مالک سے روایت کی کہا کہ سعید کے دونوں بیٹے ثعلبہ واسید اور ان کے علاوہ اسد بن عبید نے کہا اے بنی قریظہ کے لوگو! خدا کی قسم تم خوب جانتے ہو کہ وہ اللہ کے رسول ہیں اور ان کے اوصاف ہمارے علماء اور بنی نضیر کے علماء نے بیان کیے ہیں اور یہ حیی بن اخطب ان کا اول درجہ کا پیشوا ہے اور ابن الہیبان دونوں عالم ہمارے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ سچے ہیں ابن الہیبان نے تو اپنی موت کے وقت ان (رسول کی) یہی صفت ہم سے بیان کی ہے یہودیوں نے کہا ہم توریت کو نہیں چھوڑ سکتے جب ان لوگوں کو انہوں نے انکار کرتے دیکھا تو وہ اسی رات اتر کر آ گئے جس کی صبح بنوقریظہ باہر اتر کے آئے تھے۔

شیخین رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ خندق کی جنگ میں حضرت سعد بن معاذ کو تیر لگا جسے حبان بن عرقہ نے ان کی اکحل میں مارا تھا تو نبی کریم ﷺ نے مسجد خندق میں ہی ان کا خیمہ نصب کرا دیا تھا تاکہ مزاج پرسی

---

۱ یعنی اعلان نبوت فرمائیں اور میں ان کی دعوت قبول کروں۔

قریب سے ہوتی رہے پھر جب رسول اللہ ﷺ خندق سے واپس آئے تو ہتھیار جسم اقدس سے الگ کر کے غسل فرمایا تو اچانک جبرئیل علیہ السلام آئے اس وقت آپ سر اقدس غبار سے پاک وصاف فرما رہے تھے انہوں نے عرض کیا آپ نے تو ہتھیار اتار دیئے حالانکہ خدا کی قسم ہم نے ابھی نہیں اتارے ہیں اب ان کی طرف چلئے۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کدھر! حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بنی قریظہ کی طرف اشارہ کیا تو رسول اللہ ﷺ ان کی طرف تشریف لائے اور یہود آپ کے حکم پر اتر کے آئے اور حضور ﷺ نے حکم کو حضرت سعد بن معاذ کی طرف پھیر دیا حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں حکم دیتا ہوں کہ ان کے جنگجو لوگوں کو قتل کیا جائے اور ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنالیا جائے اور ان کی اموال تقسیم کر دی جائیں یہ حکم دے کر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دعا مانگی الہ العالمین تو خوب واقف ہے کہ میرے نزدیک اس سے زیادہ محبوب چیز کوئی نہیں کہ میں اس قوم سے جہاد کروں جس نے تیرے رسول کو جھٹلایا اور وطن سے نکالا اے خدا میں یقین سے کہتا ہوں کہ تو نے ان کے اور ہمارے درمیان جنگ جاری کر دی ہے اور اے میرے خدا اگر قریش سے یا کچھ دوسرے مخالفین اسلام سے سلسلہ جنگ اگر جاری ہے تو مجھ کو اس میں حصہ لینے کیلئے زندہ رہنے دے اور اگر عرب اور قبائل کو تو نے اسلام کے لیے مغلوب کر دیا ہے تو پھر میرے اکحل سے خون کو رواں رکھ تاکہ وہ سارا خون تیرے دین کی جدوجہد میں بہہ جانے والا ہو جائے۔

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی رگ اکحل سے خون اسی طرح بہتا رہا یہاں تک کہ تمام خون بہہ گیا اور وہ قول خداوندی کے مطابق ''زندہ جاوداں'' ہو گئے۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ○

بیہقی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ خندق کے دن حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے تیر لگا اور ان کی رگ اکحل کٹ گئی اور خون جاری ہو گیا تو اس وقت انہوں نے دعا کی۔

''اے میرے پروردگار! میری روح کو قبض نہ کر جب تک میری آنکھیں بنو قریظہ سے ٹھنڈی نہ ہو جائیں۔'' اس دعا کے بعد رگ کا خون بند ہو گیا۔ حتیٰ کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ ان کے معاملہ میں حَکم ہوئے۔ ان کے فیصلہ پر عملدر آمد ہوا پھر اس کے بعد رگ اکحل سے دوبارہ خون جاری ہو گیا اور ان کی شہادت واقع ہو گئی۔ رضی اللہ عنہ

بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا کہ ان کی وفات پر عرش الٰہی کو جنبش ہوئی اور ستر ہزار فرشتے ان کے جنازے کے ساتھ گئے اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جبریل علیہ السلام بارگاہ نبوت میں آئے اور عرض کیا وہ کون بندۂ صالح ہے۔ جس نے وفات پائی ہے کہ اس کیلئے آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں اور عرش الٰہی جنبش میں ہے تھوڑی ہی دیر میں معلوم ہوا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی ہے۔

ابن سعد نے حضرت سلمہ بن اسلم بن حریش سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ اس حال میں داخل ہوئے کہ گھر میں سوائے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے کوئی نہ تھا اور وہ چادر اوڑھے لیٹے تھے میں دیکھ رہا تھا کہ حضور ﷺ نے قدم مبارک بڑھا کر دیکھا اور مجھ سے اشارہ فرمایا کہ ٹھہر جاؤ تو میں ٹھہر گیا اور کچھ پیچھے بھی ہٹ گیا حضور ﷺ کچھ دیر ٹھہرے اس کے بعد باہر تشریف لے آئے میں نے

عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے گھر میں کسی کو موجود نہ پایا مگر میں نے آپ ﷺ کو بڑی احتیاط سے قدم بڑھاتے دیکھا حضور ﷺ اس کی کیا وجہ ہے؟ ارشاد فرمایا میرے لیے بیٹھنے کی جگہ نہ تھی تمام جگہ فرشتوں سے پر تھی یہاں تک کہ ایک فرشتے نے اپنے بازوؤں کو سمیٹ کر میرے لیے جگہ نکالی۔

ابن سعد نے محمود بن لبید سے روایت کی کہ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم نے کسی کی میت کو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی میت سے زیادہ ہلکا بھی نہ اٹھایا ارشاد فرمایا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے ہلکے اور سبک ہونے میں کونسی چیز مانع ہوتی ان کے جنازے میں تو اس قدر فرشتے اترے کہ اس سے پہلے بھی نہ آئے وہ میت کو تمہارے ساتھ اٹھائے ہوئے تھے۔

ابن سعد نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ جب فوت ہوئے تو وہ ایک تنومند' قوی جثہ جسیم شخص تھے منافقین کہنے لگے ہم نے اس سے زیادہ ہلکی میت کسی کی نہ دیکھی مسلمانوں نے کہا تم کو ہلکے ہونے کی وجہ معلوم ہے؟ اس کی وجہ غالباً ان کا وہ فیصلہ ہے جو بنو قریظہ کے بارے میں انہوں نے دیا۔

ان باتوں کا ذکر کسی نے رسول اللہ ﷺ سے کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ملائکہ ان کے جنازے کو اٹھائے ہوئے تھے۔

ابن سعد اور ابونعیم نے محمد بن شرجیل سے روایت کی کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی قبر سے کسی نے ایک مٹھی خاک اٹھائی اور اپنے ساتھ لے گیا پھر جب کسی دوسرے وقت اس نے دیکھا تو مثل مشک کے تھی اس واقعہ کو سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سبحان اللہ' سبحان اللہ اور [illegible]ت و انبساط کی کیفیت کو آپ کے چہرہ پر دیکھا گیا اور فرمایا الحمد للہ' اگر کوئی قبر کے ضغطہ سے نجات پانے والا ہوتا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ ضرور اس سے نجات پاتے قبر نے ان کو ضم کیا پھر اللہ تعالیٰ نے اسے کشادہ فرما دیا۔

ابن سعد نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے بتایا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی قبر کھودنے والوں میں ایک میں بھی تھا اور ہم کھدائی کے دوران مٹی سے خوشبو پاتے تھے۔

آنحضرت ﷺ کا ایک معجزہ جو ابورافع کے قتل پر ظاہر ہوا

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ جب ابورافع یہودی کو قتل کر کے نیچے اترے تو اس کے گھر کی سیڑھی سے گر کر زمین پر آ رہے اور پنڈلی ٹوٹ گئی تو انہوں نے کہا جب رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا تو فرمایا' اپنا پاؤں پھیلاؤ تو میں نے پھیلا دیا آپ نے اس پر دست مبارک پھیرا تو میری پنڈلی ایسی ہو گئی جیسے اس پر کوئی ضرب ہی نہ لگی ہو۔

سفیان بن نبیح ہذلی کے قتل کے سلسلے میں جو معجزہ ظاہر ہوا

بیہقی اور ابونعیم نے حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو بلا کر فرمایا مجھ کو معلوم ہوا ہے کہ ابن نبیح ہذلی مجھ سے جنگ کرنے کیلئے لوگوں کو جمع کر رہا ہے وہ نخلہ یا عرنہ میں ہے تو تم جا کر اسے قتل کر دو۔

میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھے اس کی پہچان بتا دیجئے تاکہ شناخت کر سکوں آپ ﷺ نے فرمایا اس کی شناخت یہ ہے کہ

جب وہ تم کو دیکھے گا تو لرزنے اور کانپنے لگے گا میں روانہ ہو کر اس کے پاس پہنچ گیا اور جب میں نے اسے اور اس نے مجھے دیکھا تو وہ کانپنے لگا پھر میں کچھ دور اس کے ساتھ چلا اور جب میں نے اندازہ کر لیا کہ میں اس پر قابو پا سکتا ہوں تو میں نے تلوار کا وار کر کے اسے قتل کر دیا جب میں اپنے کام سے فارغ ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے ارشاد فرمایا خدا تمہیں سرخرو کرے میں نے کہا اے اللہ کے رسول میں نے اسے قتل کر دیا فرمایا تم نے ٹھیک کیا اور مجھے ایک عصا دیا اور ہدایت فرمائی کہ اسے پاس رکھو۔

میں نے کہا بہت اچھا مگر حضور ﷺ یہ کیا کوئی خاص کاموں میں مدد دے گا فرمایا یہ قیامت کے روز میرے اور تمہارے درمیان نشانی ہوگی تو عبداللہ نے عصا کو اپنی تلوار کے ساتھ ملا کر رکھا اور جب انتقال ہوا تو وصیت کی کہ عصا کو کفن میں رکھ دیا جائے۔

غزوہ بنی مصطلق کے سلسلے میں بعض معجزات مصطفوی ﷺ

واقدی نے کہا مجھ سے سعید بن عبداللہ بن ابی الابیض نے اپنے باپ سے انہوں نے ان کی دادی سے جو جویریہ رضی اللہ عنہا کی باندی تھیں یہ حدیث بیان کی کہ میں نے جویریہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا سے سنا کہ رسول ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم اپنے قبیلے میں تھے اس موقع پر میں نے اپنے باپ کو جو قبیلہ کے ہر دل عزیز سردار اور بڑے شجاع تھے یہ کہتے سنا ہمارے مقابلہ میں وہ لوگ آئے ہیں جن سے نمٹنے کی ہم میں تو طاقت نہیں۔

باوجودیکہ اہل قبیلہ بڑے جیالے اور حوصلے والے تھے میں نے اسی وجہ سے مخالفین پر پوری توجہ سے نظر ڈالی اور بغور جائزہ لیا تو میری نگاہیں خیرہ ہوگئیں وہ تو بہت ہی زیادہ تھے پھر جب میرے باپ کو شکست ہوئی اور میں اسلام قبول کر کے رسول اللہ ﷺ کے نکاح میں آئی اور مسلمانوں کا لشکر واپس ہوا تو میں نے لشکر کا پھر جائزہ لیا تو وہ زیادہ نہ تھا میں چونکہ مسلمانوں میں ان کی ہر ادا میں ان کی طرز معاشرت میں بڑی خوبیاں مشاہدہ کر رہی تھی جو اسلام کی عظمت میرے دل میں پیدا کر رہی تھیں لہٰذا مسلمانوں کی تعداد کم و بیش نظر آنے کے بارے میں مجھے یہ خیال ہوا کہ ضرور اللہ نے مسلمانوں کا رعب اور خوف پیدا کرنے کیلئے ایسا کیا ہے۔

بیہقی اور ابونعیم نیز واقدی نے بھی حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے حدیث بیان کی کہ میں نے حضور ﷺ کے تشریف لانے سے تین دن پہلے خواب دیکھا کہ ایک چاند یثرب سے روانہ ہوا ہے اور میری گود میں آ کر ٹھہر گیا ہے میں نے اس خواب کو بہتر نہ سمجھا کہ لوگوں کو بتاؤں تیسرے روز مسلمانوں کی آمد، جنگ خواتین قبیلہ کی گرفتاری اور میرا آنحضرت ﷺ سے نکاح ہونا یہ تمام واقعات رونما ہوئے اور اس طرح مجھے خواب کی تعبیر مل گئی۔

مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ سفر سے تشریف لا رہے تھے جب مدینہ کے قریب پہنچے تو ہوا ایسی تیز ہوئی کہ احتمال تھا کہ سواروں کو گرد و غبار ڈھانپ لے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ آندھی کسی منافق کی موت کی علامت ہے پھر جب ہم مدینہ پہنچے تو معلوم ہوا منافقین کا پیشوا فوت ہو گیا۔

ابونعیم نے عروہ سے روایت کی کہ غزوہ بنی مصطلق سے واپسی میں جو آندھی چلی تھی وہ بعد میں دن کے آخری حصے میں پرسکون ہوئی لوگوں نے اپنی اپنی سواریوں کی خیر خبر لی جس کے بعد معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی سواری کا اونٹ غائب ہے پھر اس کی تلاش

میں لوگ ہر طرف نکل گئے ایک منافق چند انصاری صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ مصروف کلام تھا جب اونٹ کی تلاش کے بارے میں اسے معلوم ہوا تو کہنے لگا کہ

اے مدینے والو کیا اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ نہ بتائے گا کہ تمہارا اونٹ کہاں ہے؟ حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تو عادت ہے کہ وہ بہت بڑی بڑی باتوں کو بتا دیا کرتے ہیں یہ کہہ کر وہ وہاں سے اٹھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس باتیں سننے کیلئے آ گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اس کے اقوال بیہودہ سے آگاہ فرما دیا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک جھوٹے مسلمان نے اس طرح بدگوئی کی ہے اور اس کا قول انہیں الفاظ میں لوگوں کو بتا کر فرمایا:

سن لو! اور تم میں اگر وہ بھی پہنچ گیا ہے تو وہ بھی سن لے اللہ تعالیٰ نے مجھے بتا دیا ہے جہاں وہ اونٹ ہے اے لوگو! جاؤ اور جا کر دیکھو وہ سامنے کی گھاٹی میں ہے اس کی نکیل ایک جھاڑی میں الجھ گئی ہے۔

لوگ گئے اور اونٹ کو لے آئے منافق اس دید وشنید کے بعد بہت زیادہ اور امکانی تیزی کے ساتھ ان لوگوں کے پاس گیا جہاں بیٹھ کر اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر طنز کیا تھا ان انصاری لوگوں کو اس نے وہیں پر موجود پایا منافق نے سوال کیا میں تم کو قسم دیتا ہوں' کیا آپ حضرات میں سے کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اٹھ کر گیا تھا اور میں نے جو کچھ کہا تھا وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جا کر بتایا ہے لوگوں نے کہا بھئی ہم تو جب سے اسی طرح اور اسی جگہ بیٹھے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچنے اور کچھ بتانے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اس نے کہا میں نے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ بات سنی ہے جو یہاں تم لوگوں سے کہی تھی۔ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض اوقات میں بتائی ہوئی در پردہ اور غیبی نوعیت کی باتوں پر شبہ تھا الحمد للہ وہ رفع ہو گیا اور میرا یقین آپ کی نبوت ورسالت پر راسخ ہو گیا۔

ابونعیم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ہم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے تو نہایت تیز اور بدبودار ہوا چلی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ منافق لوگوں نے مسلمانوں کی غیبت کی ہے اس وجہ سے یہ بدبودار ہوا چلی ہے۔

ابن عساکر نے عبداللہ بن زیاد سے روایت کی کہ غزوہ بنی مصطلق میں ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قیدی عورتوں میں ملیں ان کا باپ فدیہ لے کر آ رہا تھا جب وہ وادی عقیق میں پہنچا تو اس نے فدیہ کے اونٹوں پر نظر ڈالی ان میں دو اونٹ اچھے لگے جو ہر لحاظ سے سب سے عمدہ تھے پھر اس نے ان دونوں اونٹوں کو وادی عقیق میں کسی طرف باندھ دیا اور باقی اونٹوں کو لے کر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا میری بیٹی کو میرے حوالے کر دیجئے اور اس کے فدیہ میں یہ اونٹ حاضر ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ دو اونٹ کب لاؤ گے جو تم کو زیادہ پسند تھے اور تم انہیں وادی عقیق میں باندھ کر آئے ہو۔

حارث نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بلاشبہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ راز میرے سوا کوئی نہ جانتا تھا وہ بہت اچھے مخلص اور باصلاحیت مسلمانوں میں سے ایک تھے۔

حدیثِ افک

شیخین رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی ازواج مطہرات کے درمیان قرعہ ڈالتے جس زوجہ کا نام ان میں سے نکل آتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو سفر میں ساتھ لے جاتے ایک مرتبہ آپ نے جہاد کیلئے غزوہ کا ارادہ فرما کر ہم سب ازواج کے درمیان قرعہ ڈالا اور اس میں میرا نام نکل آیا اس سے پہلے آیت حجاب نازل ہو چکی[1] تھی پس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ گئی۔ میری سواری کا بندوبست ہودج میں ایک اونٹ پر تھا اور مجھے بہ حالت پردہ ہودج میں بٹھا کر اس کو رسیوں سے باندھ دیا جاتا اور پڑاؤ یا منزل پر رسیاں کھول کر مجھ کو ہودج ہی میں بیٹھے ہوئے نیچے اتار لیا جاتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ[2] سے فارغ ہونے کے بعد واپسی کیلئے روانہ ہوگئے اور مدینہ پہنچنے سے پہلے پڑاؤ فرمایا۔ پھر شب میں لشکر کو روانگی کا حکم فرما دیا میں اٹھی اور قضائے حاجت کیلئے ذرا فاصلے پر لشکریوں کے پڑاؤ اور ٹھہراؤ سے باہر چلی گئی اور فراغت پا کر اپنی قیام گاہ پر لوٹ آئی اتفاق سے میرا ہاتھ سینے پر گیا تو مجھے پتہ چل گیا کہ میرا ہار گلے میں نہیں ہے جو جزع غفار کا بنا تھا تو اسی راستہ سے اسی جگہ پر پہنچ کر ہار کو تلاش کرنے لگی جس میں دیر لگی ادھر وہ لوگ آئے جو ہودج کو اونٹ پر رکھتے اور باندھتے تھے میں ایک ہلکی اور سبک جسم کی عورت تھی' وہ سمجھے کہ میں ہودج میں بیٹھ چکی ہوں پس انہوں نے محمل کو باندھ دیا اور لشکر روانہ ہو گیا' میں ہار تلاش کر کے اقامت گاہ لوٹی تو وہاں کوئی پکارنے والا تھا نہ جواب دینے والا۔ میں اپنی قیام گاہ پر پہنچی جہاں میرا ڈیرہ تھا بیٹھ گئی میرا خیال تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مجھ کو نہ پائیں گے تو کسی کو بھیج کر مجھے بلوائیں گے بیٹھے ہوئے آنکھیں بوجھل ہوئیں نیند کا غلبہ ہوا اور میں سوگئی صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ لشکر کے پیچھے معقب کارواں پر مامور تھے صبح کے وقت اس مقام پر پہنچے اور مجھ کو سوتا پایا۔

چونکہ احکامات حجاب سے قبل جب عورتوں کے شرعی پردے نہ تھے انہوں نے مجھ کو دیکھا تھا اس لیے انہوں نے مجھ کو پہچان لیا۔ ان کے استرجاع سے میں بیدار ہوئی اور چہرے اور جسم کو میں نے چادر میں اور زیادہ چھپا لیا استرجاع[3] کے علاوہ انہوں نے کچھ کہا

---

[1] آیت حجاب پارہ ۲۲ سورہ احزاب میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ۚ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ○

اے پیغمبر اپنی بیویوں اپنی بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دیجئے کہ باہر نکلا کریں تو اپنے مونہوں پر چادر لٹکا کر گھونگھٹ نکال لیا کریں یہ امر ان کیلئے موجب شناخت و امتیاز ہوگا تو کوئی ان کو ایذا نہ دیگا اور خدا بخشنے والا مہربان ہے

اسی سورۃ میں گھر میں جم کر بیٹھ رہنے کا حکم ہے۔

وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

(سورہ احزاب پارہ ۲۲)

اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور جس طرح پہلے زمانہ جاہلیت میں اظہار تجمل کرتی تھیں اس طرح زینت نہ دکھاؤ اور نماز پڑھتی رہو اور زکوٰۃ دیتی رہو اور اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو۔

[2] یہ واقعہ غزوۂ خندق اور غزوہ بنو قریظہ سے قبل کا ہے۔

[3] استرجاع انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنا۔

نہ میں نے سنا وہ اونٹنی سے اترے اس کو بٹھایا اور میں جا کر سوار ہوگئی اور صفوان رضی اللہ عنہ اونٹنی کو کھینچ کر چل دیئے ہم نے چل کر لشکر کو سخت گرمی اور دھوپ کے وقت ٹھہراؤ میں پایا پھر ہلاک ہوا جس کو میرے معاملے میں ہلاک ہونا تھا اور جس شخص نے سب سے بڑھ کر اس کی تشہیر اور اتہام طرازی کی وہ عبداللہ بن ابی بن سلول منافق تھا۔

ہم مدینہ منورہ آ گئے اور میں بہ مشیت ایزدی ان ہی دنوں میں بیمار ہوگئی اور علالت کا سلسلہ ڈیڑھ ماہ تک چلتا رہا مجھے فتنہ پردازوں کے الزام کا کچھ پتہ نہ تھا البتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا میں وہ التفات نہیں پاتی تھی جو ہمیشہ سے میرے لئے مخصوص تھا اور یہ بات مجھے کسی وقت زیادہ محسوس ہوتی اور میں غیر ارادی طور پر رنجیدہ بھی ہو جاتی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رویہ بس اس حد تک تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے اور سلام علیکم فرما کر دریافت فرماتے تمہاری بیماری کا کیا حال ہے اور پھر واپس تشریف لے جاتے۔

بفضل خداوندی بیماری ختم ہوئی اور ضعف و نقاہت باقی تھی کہ میں مسطح کی بوڑھی ماں کے ساتھ قضائے حاجت کیلئے اسی جگہ گئی جو اس ضرورت کیلئے خواتین مدینہ کیلئے مخصوص تھی اور ہم عورتوں عموماً رات ہی کو اس ضرورت کیلئے نکلا کرتے تھے۔

اتفاقاً ام مسطح رضی اللہ عنہا اپنے چادر کے پلو سے الجھ کر گر گئیں اور ان کے منہ سے نکلا مسطح ہلاک ہو۔ یہ سن کر میں نے کہا تم نے ایک بڑی بات کہہ دی کیا تم ایسے آدمی کو [illegible] ہو جو بدر میں شریک ہو چکا ہے ام مسطح رضی اللہ عنہا نے کہا:

[illegible] کیا تم نے وہ باتیں نہیں سنیں جو مسطح بناتا ہے؟ میں نے ام مسطح سے پوچھا

[illegible] وہ کیسی باتیں بناتا ہے؟

پھر انہوں نے الزام تراشیوں اور اتہام سازیوں کے بارے میں ساری باتیں مجھ سے بیان کیں جنہیں سن کر میں پہلے سے زیادہ بیمار ہوگئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز تشریف لائے اور حسب سابق میرے پاس تشریف لائے اور سلام علیک کرکے فرمایا تم کیسی ہو؟ اس وقت میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا

اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اجازت دیں تو میں اپنے والدین کے گھر چلی جاؤں؟ میرا ارادہ تھا کہ میں اپنے والدین سے ان بیہودہ خبروں کے بارے میں دریافت کروں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دیدی اور پھر میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر چلی گئی۔

میں نے اپنی والدہ سے دریافت کیا اے اماں لوگ کیسی باتیں بنا رہے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ

اے بیٹی تم خود پر نرمی کرو بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ کوئی شوہر اپنی ایک خوبصورت بیوی سے محبت کرتا ہو اور اس کے بارے میں باتیں نہ بنائی گئی ہوں۔

میں نے کہا سوکنوں نے تو باتیں نہیں بنائیں مجھے تو مسطح وغیرہ کے بارے میں دریافت ہوا ہے میں تمام رات روتی رہی اور صبح ہو جانے پر میرے آنسو تھمتے ہی نہ تھے تمام شب جاگتی رہی پلک تک نہ جھپکا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کا انتظار تھا اور جب اس کے آنے میں تاخیر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے چار نکاح کیے [illegible] میں ام رومان رضی اللہ عنہا سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اور عبدالرحمان رضی اللہ عنہ کی [illegible]

کے بارے میں مشورہ کرنے کیلئے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو بلایا۔

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں نیک گمان اور اچھی رائے کا اظہار کیا اور شارۃً بتایا کہ میں ام المومنین رضی اللہ عنہا کے بارے میں اپنی اس رائے کی وجہ سے افواہوں کو ہرگز باور نہیں کرتا۔ الفاظ یہ تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے اہل میں ہم تو بجز وخیر و خوبی کے اور کچھ نہیں جانتے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی تنگی نہیں فرمائی ہے ان کے سوا اور عورتیں بہت ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم لونڈی سے پوچھیے وہ صحیح باتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتا دے گی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور ارشاد فرمایا:

اے بریرہ: تم نے کبھی کوئی ایسی بات دیکھی ہے جو عائشہ کے کردار کو شبہ میں ڈالتی ہو؟ بریرہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا ''میں سچ کہتی ہوں' کوئی بات میں نے دیکھی ہے نہ ان میں ہے کہ' جس کی وجہ سے میری آنکھیں بند ہوں بجز اس کے کہ وہ کم سن بچی ہیں نیند زیادہ آتی ہے' آٹا گوندکر رکھ دیتی ہیں اور اس سے غافل ہوکر سو جاتی ہیں' بکری آتی ہے اور آٹا کھا جاتی ہے اس مشورے اور تحقیق کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ بن ابی کے پاس پوچھ گچھ کیلئے تشریف لے گئے اور میں دن بھر مسلسل روتی رہی میرے آنسو تھمتے نہ تھے اور نیند نام کو نہ تھی مجھ کو خیال ہوا کہ شدت گریہ سے شاید میرا جگر پھٹ جائے گا۔

یہی حال تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور بیٹھ گئے آپ نے جب یہ افواہیں سنی تھیں میرے پاس نہ بیٹھے تھے ایک مہینہ گزر چکا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کا انتظار تھا بہرحال آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے کلمہ توحید و رسالت پڑھا اور امابعد فرمایا:

اے عائشہ: تمہارے بارے میں مجھے یہ اور یہ باتیں بتائی گئی ہیں اب اگر تم پاک اور بری ہو تو ان شاء اللہ تعالیٰ بہت جلد تمہاری برات ہو جائے گی اور اگر تم کسی گناہ سے آلودہ ہو گئی ہو تو پھر تم کو چاہئے اللہ تعالیٰ سے استغفار کرو توبہ کرو کیونکہ جب بندہ اعتراف معصیت کر کے نادم اور شرمسار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ رحمت سے متوجہ ہوتا ہے۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گفتگو ختم فرمائی تو میرے آنسو بھی ختم ہو گئے اب میری آنکھوں میں ایک قطرہ بھی آنسو کا نہ تھا میں نے اپنے والد سے کہا:

میری طرف سے آپ وکالت کریں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دیں' انہوں نے کچھ تامل اور تھوڑے سے سکوت کے بعد فرمایا۔

میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں کیا عرض کروں پھر میں نے اپنی والدہ سے درخواست کی آپ ہی جواب دیجئے تو انہوں نے بھی یہی کہا بیٹی سمجھ قاصر ہے اس لیے میں نہیں جانتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا جواب دوں۔

بالآخر مجھے کہنا پڑا اٹھی' باوجودیکہ میں کمسن لڑکی تھی اور میں نے زیادہ قرآن بھی نہ پڑھا تھا میں نے کہا میں جان گئی ہوں کہ جن افواہوں کو آپ نے سنا ہے وہ دل میں جگہ کر گئی ہیں اور ان کو سچ سمجھ لیا ہے اب اگر میں یہ کہوں بھی کہ میں بری ہوں' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم باور نہ فرمائیں گے اور اگر میں ان باتوں کا اعتراف کرلوں اگرچہ اللہ تعالیٰ واقف اسرار و حالات ہے اور وہ جانتا ہے کہ میں ان اتہامات سے بری ہوں تو آپ تائید و تصدیق فرمائیں گے میں اپنے اور آپ کے درمیان کوئی مثال موجود نہیں پاتی بجز اس کے جس

طرح والد یوسف علیہ السلام نے کہا تھا فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُوْنَ اس کے بعد میں نے اپنا رخ اور پہلو بدلا اور بستر پر دراز ہو گئی۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں امید رکھتی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے میری برأت فرما دے گا لیکن مجھے یہ خیال بھی نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے اس معاملہ میں نزول وحی فرمادے گا کیونکہ میں اپنے آپ کو اور اپنے معاملے کو اس قابل نہیں سمجھتی تھی البتہ مجھ کو صرف اس بات کی توقع تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شاید خواب دیکھیں گے اور اس ذریعہ سے مجھ بے چاری کی عفت و عصمت پر گواہی مل جائے گی۔ لہ

اللہ کا کرم دیکھئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ سے ہنوز اٹھے بھی نہ تھے اور افراد خانہ سے نہ کوئی باہر نکلنے پایا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نزول وحی ہونے لگا اور جو شدت ایسے موقعہ پر ہوتی تھی وہ شروع ہوئی حتیٰ کہ پیشانی مبارک پر موتیوں کی مانند پسینہ چمکنے لگا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر موسم سرما میں بھی شدت وحی سے پسینہ وغیرہ کی یہ کیفیت طاری ہو جاتی تھی آپ نے نزول وحی سے فارغ ہو کر تبسم فرمایا اور پھر کلام کی ابتدا ان الفاظ سے کی یَا عَائِشَہ مَاللهُ فَقَدْ بَرَّأَكِ یعنی اے عائشہ! سنو اللہ تعالیٰ نے تم کو بری فرما دیا''۔

اب میری ماں نے مجھ سے کہا عائشہ! اٹھو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ۔

میں نے ماں کو جواب دیا' اے میری ماں خدا کی قسم میں تو اٹھ کر ان کے پاس نہ جاؤں گی اور میں اپنے اللہ کے سوا کسی کی ثناء نہ کروں گی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اس موقع پر اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ سے دس آیتوں تک وحی ہوئی۔ ع

لہ جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ اور بریرہ رضی اللہ عنہا سے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ان کے خیالات سماعت فرمائے اور بقول بعض ارباب سیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت عمر بن الخطاب اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس معاملہ میں مشورہ کیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کے جسم اقدس پر جبکہ مکھی تک نہیں بیٹھتی کیونکہ اس کے پاؤں نجاستوں سے آلودہ ہوتے ہیں تو حق تعالیٰ آپ کیلئے کیسے گوارا کرے گا اس بات کو جو اس سے کہیں زیادہ بدترین ہو اور اس سے آپ کی حفاظت نہ فرمائے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ کا سایہ شریف تک زمین پر نہیں گرتا مبادا کہ وہ زمین نجس ہو حق تعالیٰ جب کہ آپ کے سایہ کی اتنی حفاظت کرتا ہے تو آپ کے حرم محترم کی ناشائستگی سے کیوں نہ حفاظت فرمائے گا۔

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

اور جو لوگ پرہیزگار عورتوں کو بدکاری کا الزام لگائیں اور اس پر چار گواہ نہ لائیں تو ان کو اسی (80) درے مارو اور کبھی ان کی شہادت کو قبول نہ کرو اور وہی بدکردار ہیں ہاں جو ان کے بعد توبہ کرلیں اور اپنی حالت سنوار لیں تو خدا بھی بخشنے والا مہربان ہے۔ (سورہ نور پارہ ۱۸)

اس ارشاد کے بعد شوہر اگر اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگائے اس کا حکم بھی دے دیا گیا۔

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ○ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ○

اور جو لوگ اپنی عورتوں پر بدکاری کی تہمت لگائیں اور خود ان کے سوا ان کے گواہ نہ ہوں تو ہر ایک کی شہادت یہ ہے کہ پہلے تو چار بار خدا کی قسم کھائے کہ بیشک وہ سچا ہے اور پانچویں بار یہ کہے کہ اگر وہ جھوٹا ہے تو اس پر خدا کی لعنت

زمخشری نے کہا ہے کہ افک کے سلسلہ میں قرآن حکیم کا انداز بیان بہ جامع اور پرزور ہے اس میں اعجاز و ایجاز اور احکامات و تنبیہات اس اسلوب سے بیان کی گئی ہے کہ معصیت کے کسی دوسرے وقوع اور موقع پر اس انداز سے بیان نہیں کی گئیں تہمت طرازی اور سخن سازی کا منافقین کی طرف سے جو مظاہرہ ہوا جس سے اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور خود رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو جو انتہائی صدمہ اور دکھ پہنچا تھا اس کی وجہ سے انداز بیان میں شدت ہوئی ہے ان کا یعنی زمخشری کا یہ قول بھی ہے کہ اصنام پرستی اور شرک کے بارے میں جو تنبیہات ہیں وہ بھی مقابلۃً اس سے کچھ کم ہی ہیں کیونکہ یہ ایک پاکباز زوجہ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طہارت و برات کی حامل ہیں۔

قاضی ابوبکر باقلانی نے فرمایا قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کا ذکر فرمایا کہ جس کو مشرکین حق تعالیٰ کی جانب منسوب کرتے ہیں اس کے بعد اپنی پاکی خود بیان فرمائی جیسے وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحَانَهُ اس کے علاوہ بہ کثرت آیات تحمید و تذکیر میں وارد ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ نے جب اس کا ذکر فرمایا کہ منافقین جس بات کو پاک عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب کرتے تھے تو کہا۔ سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ [1] تا کہ ان عصمت مآب خاتون کی طہارت نفس کی شہادت ہو جائے سبحان اللہ وبحمدہ۔

ابن جریر نے محمد بن عبداللہ بن جحش سے روایت کی کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے مابین اتفاق سے اظہار تفاخر پر باتیں ہونے لگیں حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں وہ ہوں کہ میرے عقد کا حکم اللہ نے دیا اس کے جواب میں فرمایا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اور میں وہ ہوں کہ میرے عذر کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں مذکور فرمایا جبکہ صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ نے مجھے سواری پر سوار کیا حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے ان سے پوچھا۔ اے عائشہ رضی اللہ عنہا یہ بتاؤ جب تم صفوان رضی اللہ عنہ کے اونٹ پر سوار ہو رہی تھیں تو کیا تم نے کچھ پڑھا بھی تھا؟

انہوں نے جواب دیا کہ میں نے حَسْبِیَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ پڑھا تھا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے کہا تم نے بڑے اعتماد کا کلمہ پڑھا۔

ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الآیہ کو خاص حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں نازل فرمایا گیا۔

سعید بن منصور اور ابن جریر نے ایک دوسری روایت کے ذریعہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ انہوں نے اس آیت اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ کو پڑھ کر کہا کہ یہ آیت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور دوسری ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے بارے میں ہے اور جن لوگوں نے افک میں حصہ لیا ان کی توبہ قبول نہیں ہوئی۔ انہوں نے اپنے قول کی دلیل میں آیت مندرجہ ذیل تلاوت کی:

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ (سورہ نور رکوع اول آیت ۴)	اور جو لوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگائیں اور پھر چار گواہ نہ لاسکیں تو ایسے لوگوں کو اسی درے لگاؤ اور ان کی کوئی گواہی بھی قبول نہ کرو اور یہ لوگ فاسق ہیں۔

اس کے بعد انہوں نے اس کے آگے کی آیت تلاوت کی

---

۱ پروردگار تو پاک ہے یہ تو بڑا بہتان ہے۔ ۲ آخر میں آیت میں ان لوگوں کے لیے بھی تہدید ہے جنہوں نے ان بیوی ... کے بہتان ہونے کی شہادت نہیں دی۔

اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○ لیکن جو لوگ اس کے بعد توبہ کر لیں اور اپنی اصلاح بھی کر لیں تو پھر اللہ تعالیٰ ضرور مغفرت کرنے والا اور رحمت کرنے والا ہے۔

اس کے بعد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ ان لوگوں کی توبہ کے بارے میں ہے جنہوں نے کسی اور عام عورت پر قذف[1] کیا ہے اور وہ ان لوگوں میں سے نہ ہو جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ کی طرف قذف کو منسوب کیا ہو۔ کیوں کہ حقیقت حال کے ظاہر اور عام ہونے سے پہلے جس کو اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی ظاہر اور عام کیا ان لوگوں نے نہ توبہ کی اور نہ قذف کے ثبوت میں شہادتیں مہیا کیں۔

طبرانی نے خصیف سے روایت کی انہوں نے کہا میں نے حضرت سعید بن جبیر سے پوچھا کہ زنا اور قذف میں کون سا عمل زیادہ سخت اور کبیرہ ہے انہوں نے جواب دیا ان دونوں میں بدترین فعل زنا ہے۔

میں نے کہا اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ انہوں نے جواب دیا کہ یہ آیت کریمہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں خاص ہے۔

طبرانی نے ضحاک بن مزاحم سے روایت کی انہوں نے کہا یہ آیت خاص سرورِ دو عالم کی دعا

قبائل عرینہ اور عکل کا قبول اسلام اور ارتداد

شیخین رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ قبائل عکل عرینہ کے کچھ افراد مدینہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کلمہ اسلام پڑھا اور کہنے لگے کہ اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم اونٹ، بکریوں والے چرواہے ہیں اور کھیتی باڑی کرنے والے کسان نہیں ہیں یہ لوگ مدینے میں رہ گئے لیکن مدینہ کی آب وہوا ان کو راس نہ آئی اور بیمار ہو گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مدینہ کے باہر بھیج دیا وہاں مسلمانوں کے جانوروں کو ایک چراگاہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہے چراتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان نومسلموں سے فرمایا کہ تم لوگ بھی دیکھ بھال کرو اور اونٹوں کا دودھ وغیرہ پیتے رہو۔ وہ لوگ چلے گئے اور مقام حرہ پہنچ کر اسلام سے پھر گئے اور مرتد ہو گئے اور مسلمان چرواہے کو قتل کر کے اونٹوں کو ہانک کر لے گئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ مسلمانوں کو ان کے تعاقب میں بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ ان کی آنکھیں نکال کر ہاتھ پاؤں کاٹ کر حرہ کے گوشہ میں چھوڑ دینا یہ سب لوگ اسی حال میں مر گئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سریہ دومۃ الجندل کیلئے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو سردار بنایا:

ابن سعد نے بہ طریق واقدی ان کے راویوں سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چھوٹا سا لشکر حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں بنوکلب کی طرف دومۃ الجندل روانہ فرمایا اور ہدایت کی کہ اگر وہ دعوت اسلام قبول کر لیں تو تم ان کے سردار کی بیٹی سے نکاح کر لینا۔

وہ روانہ ہو گئے تین روز قیام کیا اور ان کو دعوت اسلام دی جس کے نتیجے میں ان کا سردار اصبغ بن عمرو کلبی نے جو نصرانی تھا اسلام

[1] قذف: تہمت لگانا۔ گالی دینا۔

قبول کرلیا اور اسکے ساتھ ہی بنو کلب کے بیشتر لوگ بھی دائرہ اسلام میں داخل ہوگئے کچھ لوگوں نے اسلام قبول کرنے کے بجائے جزیہ ادا کرنے پر آمادگی کا اظہار کیا چنانچہ ان پر جزیہ قائم کردیا گیا اور جزیہ کی وصولی کا بھی انتظام کردیا۔

حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے تماضر بنت اصبغ سے نکاح کرکے اپنے ہمراہ مدینہ لے آئے ابن عساکر نے بطریق واقدی اس روایت کے مطابق ایک اور حدیث بیان کی ہے جس کے آخر میں اتنا اور مزید ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور تم اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرنا امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھ پر فتح کرادے۔ اگر تمہارے ہاتھ پر فتح ہوجائے تو ان کے سردار کی بیٹی سے نکاح کر لینا۔

وہ معجزات جو واقعہ حدیبیہ میں ظاہر ہوئے

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مسور بن مخرمہ اور مروان بن الحکم سے روایت کی کہ ان دونوں حضرات نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ کے موقع پر ایک ہزار سے کچھ اوپر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ روانہ ہوئے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ذوالحلیفہ پہنچے تو ہدی[1] کے جانوروں کے گلوں میں قلادے[2] ڈالے اور ان کا اشعار کرکے عمرہ کا احرام باندھا اور دیدبانی کیلئے خزاعہ کے ایک شخص کو روانہ کیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب غدیر اشطاط پر پہنچے تھے تو وہ خزاعی دیدبان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں واپس پہنچا اور بتایا۔

قریش نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور مسلمانوں کے مقابلے کیلئے بہت بڑی جمعیت کو فراہم کیا ہے اور آس پاس کے مختلف قبائل کے لوگ بھی ان کے حلیف اور شریک بن گئے ہیں وہ لوگ آپ سے جنگ کریں گے راستہ روکیں گے اور مزاحمت کریں گے۔

یہ اطلاع[3] پاکر آپ نے فرمایا مسلمانوں مجھے رائے دو کہ میں ان لوگوں کے اہل وعیال اور ان کے بچوں کی طرف متوجہ ہوں جو ہمیں بیت اللہ سے روکنے کا ارادہ رکھتے ہیں یا ہم بیت اللہ کا ہی قصد کریں اور جو ہمیں اس سے روکے اس کا مقابلہ کریں گے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم زیارت بیت اللہ کا ارادہ کرکے نکلے جنگ وقتال کے ارادہ سے نہیں آئے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ ہی تشریف لے چلیں ہم کو اگر کوئی زیارت سے روکے گا تو ہم اس کی رکاوٹ کو سیل ارم بن کر راہ سے ہٹادیں گے اگر کوئی مقابل آئے گا ہم اس سے جنگ کریں گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مناسب ہے بسم اللہ پڑھ کر چل دو۔

اثنائے راہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مطلع کیا کہ خالد بن ولید قریش کے رسالہ کا قائد اس وقت طلیعہ پر ہے اس لیے داہنی جانب کا راستہ اختیار کرلو۔

پس خالد کو پتہ بھی نہ چلا کہ مسلمانوں کی جمعیت دفعتہً کا فرسواروں کے سر پر پہنچ گئی جب رسالہ نے گرد وغبار دیکھا تو قریش کو

---

[1] ہدی قربانی کا جانور جو بیت اللہ قربانی کی نیت سے روانہ کیا جائے۔ [2] قلادہ قربانی کے جانور کے گلے میں نشانی کے طور پر بنا باندھ دیا جاتا تھا۔

[3] رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کرام کو زیارت بیت اللہ کی بہت خواہش تھی آپ نے عالم رویا میں بھی ملاحظہ فرمایا کہ آپ مسجد حرام میں داخل ہو رہے ہیں (لَقَدْ صَدَقَ اللہُ رَسُوْلَہُ الرُّؤْیَا، انا فتحنا عظیما) اس وقت تک فتح نہیں ہوا تھا فتح صلح حدیبیہ کے بعد ۸ ہجری میں فتح ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نیک مقصد کے اظہار کیلئے قربانی کے جانور بھی ساتھ لے لیے تاکہ کفار مکہ کو یہ شک نہ ہو کہ مسلمان جنگ کے ارادے سے آرہے ہیں۔

ہوشیار اور خبردار کرنے کیلئے الٹے قدم مکہ کی طرف بھاگا رسول اللہ ﷺ مسلسل مکہ کی جانب بڑھتے رہے اور پھر ایک سطح مرتفع پر حضور ﷺ کی اونٹنی بیٹھ گئی لوگوں نے اٹھایا چلانے کیلئے ہنکایا مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوئی کچھ لوگ کہنے لگے قصویٰ سرکشی کر رہی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قصویٰ نے سرکشی نہیں کی ہے۔ وہ طبعاً ایسی نہیں ہے بلکہ اس کو اسی قوت نے روکا ہے جس نے ہاتھی کو روکا تھا۔ پھر فرمایا قسم ہے اس ذات اعلیٰ کی جس کے قبضے میں میری جان ہے قریش مجھ سے کسی ایسی بات کو نہیں منوا سکتے جس میں اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کی جاتی ہے اس کے سوا وہ جس بات کو کہیں گے میں ان کی بات مان لوں گا۔

اس کے بعد آپ نے اپنی اونٹنی کو تنبیہ فرمائی اور وہ کھڑی ہوگئی اور سیدھی ہوگئی آپ سوار ہو کر حدیبیہ میں اس مقام پر آئے جہاں ایک گڑھے میں تھوڑا سا پانی تھا لوگوں نے کفایت کے ساتھ پانی لے کر استعمال کیا اور تھوڑی دیر بعد وہ پانی استعمال کر لیا گیا اور گڑھے میں پانی نہ رہا۔ اصحاب ؓ نے پانی کی صورت حال سے حضور ﷺ کو آگاہ فرمایا۔ پس آپ نے ترکش سے ایک تیر نکال کر دیا اور فرمایا اس تیر کو اس گڑھے میں گاڑ دو جس کا پانی ختم ہو چکا ہے چنانچہ تعمیل ارشاد کی گئی اس کے بعد خدا کی قسم اس میں اتنا پانی جوش مارتا رہا کہ تمام مسلمان اس پانی سے سیراب ہوتے رہے گویا گڑھے میں پانی کے سوتے پھوٹ گئے۔

قریش کی جانب سے بدیل بن ورقاء خزاعی جو بنو خزاعہ کا سردار تھا چند افراد کے ہمراہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا

میں نے بنی کعب اور عامر بن لوی کو حدیبیہ کے چشموں پر پڑاؤ ڈالے دیکھا ہے ان کے ساتھ دودھ دینے والی اونٹنیاں ہیں وہ تم کو بیت اللہ سے روکنے اور باز رکھنے کیلئے وہاں موجود ہیں۔ اگر تم ضد اور اصرار کرو گے تو وہ جنگ کریں گے۔

حضور ﷺ نے جواب میں فرمایا

ہم نہ چاہتے ہیں نہ لڑنے کے ارادے سے آئے ہیں ہمارا مقصد زیارت کعبہ اور طواف عمرہ ہے باوجودیکہ کفار قریش بار بار کی لڑائیوں، جنگوں اور مسلسل جارحانہ فوجی کارروائیوں سے کشتہ اور مضروب ہو چکے ہیں پھر بھی وہ ایسے لوگوں سے جو امن و سلامتی کے پجاری ہیں بلاوجہ لڑنا اور جنگ کی دھمکیاں دینا پسند کرتے ہیں اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا:

اے نمائندہ قریش بدیل! اگر وہ لوگ یعنی قریش پسند کریں تو میں ایک مدت مقرر کر دوں اور اس مدت میں وہ ہمارے کاموں اور سرگرمیوں میں مزاحم نہ ہوں اگر اس مدت میں ہم کامیاب اور غالب ہو جائیں تو وہ اگر پسند کریں ہمارے اندر نیک نیتی سے مدغم ہو جائیں یعنی ملت اسلامیہ میں شامل ہو جائیں ورنہ وہ جنگ کی صعوبتوں سے تو بہر حال محفوظ رہیں گے اور اگر قریش نے میری اس پیشکش سے فائدہ نہیں اٹھایا اور ہم پر جنگ مسلط ہی کر دی تو قسم ہے اس ذات اعلیٰ کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ میں دین حق کی خاطر اس وقت تک جنگ جاری رکھوں گا جب تک میں زندہ ہوں اور دین خداوندی غالب ہو جائے اور امور الٰہی نافذ

۱؎ جس نے ہاتھی کو روکا تھا یہ فرما کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعہ اصحاب فیل کی طرف اشارہ فرمایا جس کے لشکر کے ہاتھیوں کو اللہ تعالیٰ نے ابابیلوں کی کنکریوں سے تباہ و برباد کیا۔

ہو جائیں اور اللہ کے پرستاروں کیلئے موانعات باقی نہ رہیں۔[1]

بدیل نے واپس جا کر قریش سے کہا میں نے محمد ﷺ سے یہ اور یہ کہا مگر وہ کچھ بھی مرعوب اور متاثر نہ ہوئے البتہ انہوں نے ایک اور تجویز تمہارے سامنے رکھی ہے بدیل کا قطع کلام کرتے ہوئے بعض جذباتی اور پست ذہنیت لوگ بول اٹھے ہمیں ضرورت نہیں ہے' کچھ سنجیدہ' معتدل مزاج اور اہل الرائے اصحاب نے پوچھا وہ کونسی تجویز ہے بتاؤ تو سہی؟ بدیل نے آپ ﷺ کی ساری گفتگو اور مدت معین کرنے کی تجویز کو ان سے بیان کیا۔

عروہ بن مسعود نے ساری باتوں کو بہ غور سنا اور پھر مجمع کو خطاب کرنے کیلئے کھڑا ہوا۔ اس کی تقریر کا خلاصہ یہ تھا کہ۔

اے لائق احترام قریش: کیا آپ میرے بڑے اور بزرگ نہیں؟

جواب آیا بے شک کیوں نہیں' پھر عروہ نے پوچھا

اور کیا میں سن طفولیت کی ابتدا ہی سے آپ کے اندر نہیں رہا (یعنی بچپن سے میرا پورا ماضی اور زندگی کے سارے مراحل تمہاری نظروں کے سامنے سے نہیں گزرتے رہے ہیں؟)

جواب ملا بے شبہ ہم تمہاری پوری زندگی اور مزاج سے باخبر ہیں اس کے بعد عروہ نے سوال کیا کیا میں نے کبھی اور کسی وجہ سے کوئی ایسا کام کیا ہے کہ آپ بزرگوں اور بھائیوں کے نزدیک میں ساقط الاعتبار ہو گیا ہوں؟

لوگوں نے کہا' نہیں تم نے کوئی ایسا کام نہیں کیا جو اعتماد کو مجروح کرنے کا سبب بنتا یہ سن کر عروہ بن مسعود نے ان کو اپنا ایک واقعہ ہمدردی کو یاد دلاتے ہوئے کہا:

کیا آپ حضرات کو یاد ہے کہ میں نے آپ کی مدد کیلئے عکاظ والوں کو آواز دی اور جب وہ میرے بلانے سے نہیں آئے تو پھر میں اپنی بیوی اور بچوں کو اور ان لوگوں کو بھی جنہوں نے میری بات مانی آپ کے سامنے لے آیا تھا۔

لوگوں نے مانا اور اعتراف کیا اتنے سوالات کر کے جب عروہ بن مسعود نے قریش کی رائے کو اپنے حق میں موافق اور ہموار کر لیا تو وہ مقصد اصلی کی طرف آیا اور کہا:

اے میری قوم کے بزرگو اور دانشورو! میرے خیال میں محمد ﷺ نے جو تجویز ہمارے روبرو رکھی ہے وہ ہرگز نامناسب اور نادرست نہیں ہے[2] اس وجہ سے اسے مان لو اور مجھے اجازت دو کہ میں اس بارے میں مزید دریافت طلب امور پر گفتگو کروں۔

عروہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور باتیں کیں آپ نے ان سے وہی باتیں فرمادیں جو اس سے پہلے خزاعہ کے

---

[1] رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو رحمۃ العالمین بنا کر بھیجے گئے تھے۔ اس موقع پر اپنی رحمت و رافت سے کام لیا اور قریش کے نمائندے سے وہی باتیں فرمائیں جن میں صلح و آشتی پنہاں تھی آپ نہیں چاہتے تھے کہ بے وجہ خونریزی اور اتلاف جان ہو یہاں تک کہ اتمام حجت کے طور پر آپ قریش سے چند سال کیلئے صلح نامہ تحریر کرنے کیلئے آمادہ ہو گئے اور ان کو وہ واقعات بھی یاد کرائے جن کے نتیجے میں قریش بہت کچھ جانیں گنوا بیٹھے تھے اور مسلمانوں سے لڑائی میں سوائے شکست کے اور کچھ انہیں حاصل نہ ہو سکا۔ لیکن قریش اپنی کینہ پروری اور مسلمان دشمنی کے باعث اس بات پر اڑے رہے کہ ہم مسلمانوں کو مکہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے۔ خواہ کتنا ہی خون خرابہ کیوں نہ ہو۔ [2] عروہ بن مسعود قریش کے نوجوانوں میں بہت فہیم و دانا تھے بدیل کی زبانی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آشتی پسندی کا حال سن کر وہ بہت متاثر ہوئے یہ تقریر اس تاثر کا نتیجہ تھی۔

سر دادید ہل سے کی تھیں۔

عروہ نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ یہ پسند کریں گے کہ آپ کی قوم آپس ہی میں لڑ کر اپنا انفرادی وجود کھو بیٹھے اور فنا ہو جائے کیا اس سے پہلے عرب کی قومی تاریخ میں بھی اس نوع کا المیہ ملتا ہے یا جزیرہ نمائے عرب کے خاکدان سے کوئی ایسی شخصیت ابھری ہو جس نے اس طرح کی خانہ جنگی کو ہوا یا تحریک دی ہو اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے انہوں نے یہ بھی کہہ دیا کہ اگر قریش مکہ زور آزمائی میں غالب آ جائیں تو میں آپ کے حلقہ اور جماعت میں ایسے چہروں کو دیکھ رہا ہوں جو یقیناً بھاگ جائیں گے اور آپ کو کسمپرسی کے عالم میں بے یار و مددگار چھوڑ دیں گے۔[1]

سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ موجود تھے وہ اپنی فطری رواداری، تحمل اور غیر معمولی قوت برداشت کے باوجود بپھر گئے غصہ سے بے تاب ہو گئے مداخلت کرتے ہوئے عروہ کو مخاطب کیا اور نہایت ہی تحقیر آمیز لہجے میں فرمایا:

امصص بظر اللات او کہنے والے تو اپنے بت لات کی شرم گاہ کو چاٹ۔

کیا اول فول بکنے آ گیا ہے واقعی کیا تو عقل سے اس درجہ عاری ہے کہ یہ سمجھ بیٹھا ہے کہ ہم بھاگ جانے والے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ جانے والے ہیں۔ عروہ ہکا بکا رہ گیا دریافت کیا یہ کون صاحب ہیں؟ بتایا گیا یہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ رفیق سفر ہجرت ہیں۔

عروہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو جواب دیا اے عبد الکعبہ واللہ اگر آپ کا وہ احسان مجھ پر نہ ہوتا اور جس کے جواب میں ہنوز کوئی احسان میں آپ کے ساتھ نہیں کر سکا ہوں اگر یہ معاملہ نہ ہوتا تو شاید آپ کی بات کا جواب اس سے زیادہ سخت ہوتا۔

راوی کا بیان ہے عروہ گفتگو کے دوران اپنا ہاتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک سے چھوتا حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نزدیک ہی کھڑے تھے ان کے ہاتھ میں تلوار اور سر پر خود تھا جب بھی عروہ اپنے ہاتھ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک کی طرف بڑھاتا حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کو اس کی یہ طرز ادا نہایت ناگوار گزرتی تھی لہٰذا وہ عروہ کے ہاتھوں پر تلوار کا دستہ مارتے ہوئے کہتے اپنے ہاتھ کو سرکار کی ریش مبارک سے علیحدہ رکھ۔

عروہ نے نظر اٹھائی حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور حاضرین میں سے پوچھا یہ کون ہیں؟ بتایا گیا یہ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ بن شعبہ ہیں۔ عروہ نے کہا اے احسان فراموش مغیرہ! کیا تیری بے وفائی اور ظلم رسانی کے سلسلے میں میں نے بھاگ دوڑ نہیں کی تھی۔[2]

عروہ اپنی انکھیوں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور رفقاء کے انداز و اطوار دیکھتے جاتے تھے۔ ان کا بیان ہے کہ خدا کی قسم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب کھنکارتے تو لعاب دہن پاک زمین پر نہیں گرتا تھا بلکہ وہ کسی نہ کسی کے ہاتھ میں پہنچ جاتا تھا اور وہ جس کے ہاتھ میں

---

1. عروہ بن مسعود کا یہ کہنا بالکل غلط تھا جنگ بدر، احد اور غزوہ احزاب میں عروہ دیکھ چکے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جان نثاروں اور رفیقوں نے کسی وقت بھی آپ پر آنچ نہ آنے دی۔

2. حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ زمانہ جاہلیت میں کچھ آزاد منش لوگوں کے ساتھ آبادی سے دور موجود تھے موقع پا کر ایک جماعت پر انہوں نے حملہ کر دیا اور ان سے مال لوٹ لیے پھر کچھ عرصے بعد حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کر لیا اس وقت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مغیرہ میں تمہارا اسلام تو قبول کرتا ہوں لیکن تمہارے اس قتل و غارت کے معاملہ میں جو ملت اسلامیہ میں تمہاری شمولیت سے پہلے کا واقعہ ہے تمہاری حمایت ہرگز نہیں کروں گا عروہ نے اس معاملہ میں حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کی اسلام قبول کرنے سے قبل کچھ مدد کی تھی اس وقت اس نے اسی تعاون کا آپ کو طعنہ دیا تھا۔

پہنچتا تو وہ اس کو اپنے چہرے اور جسم پر مل لیتا جب آپ کسی کو حکم فرماتے تو وہ اس کی تعمیل میں عجلت وسبقت دکھاتا اور جب حضور ﷺ وضو فرماتے تو وضو کے پانی کے حاصل کرنے میں ایک دوسرے پر سبقت کرتے اور جب وہ حضور ﷺ کے روبرو باتیں کرتے تو اپنی آوازوں کو بہت ہی پست کر لیتے اور حضور ﷺ کی عظمت اور آپ ﷺ کے احترام کے باعث کوئی نظر بھر کر آپ کو نہیں دیکھتا تھا ان کے لہجوں میں عجز اور الفاظ میں نرمی ہوتی تھی یہ تمام انداز واطوار دیکھ کر عروہ اپنے ساتھیوں کے پاس واپس گئے اور ان سے کہا لوگو: خدا کی قسم میں قیصر وکسریٰ کے درباروں میں جو دنیا کے عظیم الشان افراد ہیں روم اور ایران بھی گیا ہوں اور اس کے علاوہ بارگاہوں میں بھی' انہوں نے اپنے خادموں کو آداب خدمت سکھائے ہیں انہوں نے اپنے دانشوروں سے منصوبے تیار کرا کر خاص قسم کے لوگوں کو آداب سکھائے ہیں مگر وہاں یہ بات کہاں؟ محمد ﷺ کے اصحاب تو پروانہ ہیں۔ وہ ہمہ وقت اطاعت وحکم کی بجا آوری میں لذت محسوس کرتے ہیں خدا کی قسم میں نے نہیں دیکھا کہ کسی بادشاہ کی تعظیم اس کے اصحاب ایسی بجالاتے ہوں جیسی اصحاب محمد ﷺ کی بجالاتے ہیں۔

عاس کے بعد اصل موضوع گفتگو اور سفارتی امور کے بارے میں اس نے بتایا کہ محمد ﷺ اسی تجویز پر قائم ہیں اور میرا مشورہ ہے کہ آپ لوگ اسے بلا تامل قبول کرلیں کیونکہ اس میں امن وسکون کی ضمانت ہے۔

بنی کنانہ کا ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا اگر آپ لوگ پسند کریں تو میں محمد ﷺ کے پاس جانا چاہتا ہوں قریش نے اجازت دی تو وہ مسلمانوں کے پڑاؤ پر آیا جب آنحضرت ﷺ کی نظر اس پر پڑی تو فرمایا یہ فلاں شخص ہے اس قبیلہ کا ہے یہ لوگ قربانی کے جانوروں کی تعظیم کرتے ہیں' اس کے سامنے سے قربانی کے جانوروں کو گزار دو اور لبیک پڑھتے ہوئے گزرو جب اس نے یہ منظر دیکھا تو کہنے لگا۔ ان حضرات کو زیارت بیت اللہ سے روکنا ہرگز مناسب نہیں واپس چلا گیا اور جا کر بتایا میں نے ان جانوروں کو دیکھا جو مسلمان قربانی کیلئے لائے ہیں۔ تمام جانور قلادے ڈالے اور اشعار کیے ہوئے تھے میں تو خیال کرتا ہوں انہیں زیارت بیت اللہ سے نہ روکا جائے یہ باتیں سن کر ایک شخص جس کا نام مکرز بن حفص تھا اس نے آنے کیلئے اجازت طلب کی جب وہ آیا تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ ایک برا آدمی ہے اور اس کا نام مکرز ہے وہ حضور ﷺ سے باتیں کر رہا تھا کہ سہیل بن عمرو آ گیا اسے دیکھ کر حضرت محمد ﷺ نے فرمایا اب تو تمہارا معاملہ آسان ہوگیا۔

معمر راوی نے بیان کیا کہ زہری نے ایک حدیث کو نقل کیا کہ سہیل بن عمرو آیا اور اس نے کہا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان صلح نامہ تحریری ہونا چاہئے تو رسول اللہ ﷺ نے کاتب[1] کو بلوایا اور کہا لکھو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سہیل نے کہا: میں رحمان کو نہیں جانتا کہ وہ کون ہے لہذا آپ ﷺ بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ لکھئے۔

جیسے کہ پہلے لکھا کرتے تھے مسلمانوں نے کہا ہم تو تسمیہ[2] ہی لکھیں گے مگر حضرت محمد ﷺ نے فرمایا' بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ ہی لکھ دو۔

اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو املا کیلئے بتایا ھٰذَا مَاقَاضٰی عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اس پر بھی سہل کو اعتراض ہوا اور اس نے کہا اگر ہم آپ کو اللہ کا رسول مانتے تو پھر جھگڑا ہی کیا تھا آپ ﷺ کو محمد بن عبداللہ لکھوانا چاہئے رسول اللہ ﷺ

---

[1] صلح نامہ حدیبیہ کے کاتب حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔ [2] تسمیہ بسم اللہ الرحمان الرحیم کہنا۔

نے فرمایا میں بلا شبہ اللہ کا رسول ہوں مگر تم تسلیم نہیں کرتے۔ حضرت[1] علی رضی اللہ عنہ سے اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے محمد بن عبداللہ لکھوا دیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس تحریر کی پہلی شرط یہ ہے کہ ہمارے اور بیت اللہ کے درمیان قریش مکہ حائل نہ ہوں گے اور ہمیں بیت اللہ کا طواف اور زیارت کرنے سے نہ روکیں گے سہل نے کہا ہم یہ ننگ گوارا کرنے کیلئے تیار نہیں کہ سارے عرب میں چرچا ہو کہ ہمارے دشمن زبردستی مکہ آکر عمرہ کر گئے اگر آپ اور دوسرے مسلمان آئندہ سال آکر طواف وزیارت کرنا چاہیں تو قریش مزاحمت یا ممانعت نہیں کریں گے اس پر اتفاق کر لیا گیا اور پہلی شرط قرار دے کر صلح نامہ میں تحریر کر دی گئی۔

اس کے بعد سہل نے کہا دوسری شرط یہ ہے کہ ہم میں سے کوئی شخص آپ کے پاس نہ جائے گا اگرچہ وہ آپ کا دین قبول کر چکا ہو اگر کوئی شخص آ جائے گا تو اسے ہمارے پاس واپس کرنا ہوگا صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا واہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جو شخص قبول اسلام قبول کر کے ہمارے پاس آ جائے ہم اس کو امن تعاون اور سہارا دینے کے بجائے مشرکوں میں دھکیل دیں۔ ابھی اس دوسری شق پر بحث و گفتگو جاری تھی کہ اچانک سہیل بن عمرو نمائندہ قریش کے فرزند ابو جندل بیڑیوں سے پاؤں فگار کرتے پڑے یہاں آ پہنچے۔ یہ اہل مکہ سے قید سے فرار ہو کر آئے تھے مسلمانوں کے درمیان پہنچ کر وہ توانائی سے گر پڑے۔ سہیل نے اپنے بیٹے کو دیکھ کر کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ پہلا شخص ہے جس پر میں آپ سے اس شق کے تحت فیصلہ طلب کرتا ہوں آپ اس کو میری طرف پھیر دیجئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابھی تو صلح نامہ کی تحریر مکمل نہیں ہوئی ہے اور نہ اس کو نافذ کیا گیا ہے سہیل نے کہا خدا کی قسم اب میں آپ سے بھی کسی چیز پر صلح نہیں کروں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سہیل' اس کو اجازت دیدو سہیل نے کہا کہ میں اس کو مسلمانوں میں رہنے کی اجازت نہیں دوں گا بالآخر ابو جندل کو ان کے نالہ وشیون دادطلبی اور انصاف خواہی کے باوجود ان کے باپ سہل بن عمرو کے حوالہ کر دیا ابو جندل نے کہا مسلمانو' کیا تم مشرکوں کے حوالے مجھے کرتے ہو حالانکہ میں مسلمان ہو کر آیا ہوں تم نہیں دیکھ رہے کہ مجھ پر کیا کچھ گزر رہی ہے اور کیسا شدید عذاب میں اللہ کی راہ میں اٹھا رہا ہوں۔

مسلمان یہ منظر دیکھ کر تڑپ اٹھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تو تاب ضبط نہ رہی آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبی برحق نہیں ہیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا بے شک میں نبی برحق ہوں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کیا ہم مسلمان نہیں ہیں؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک تم مسلمان ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا وہ لوگ مشرک اور دشمن دین حق نہیں ہیں؟

---

[1] ھذا ما قاضی علیہ محمد رسول اللہ یعنی یہ وہ تحریر ہے جس پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا۔ آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا اس کو قلم زد کر دو مگر فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے باوجود ان کی حمیت دینی نے گوارا نہ کیا کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" کے لفظ کو مٹائیں عرض کیا یہ کام مجھ سے نہ ہو سکے گا تب پھر آپ نے خود اپنے دست مبارک سے مٹا دیا شرط اول کا پورا متن یہ تھا مسلمان اس مرتبہ واپس لوٹ جائیں آئندہ سال آئیں اور سوائے تلوار کے وہ بھی میان میں ہوگی اور کسی قسم کے ہتھیار لے کر مکہ میں داخل نہ ہوں ان کو صرف تین روز تک حرم میں ٹھہرنے کی اجازت ہوگی اور اس عرصہ میں قریش مکہ معظمہ سے باہر چلے جائیں گے

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ وہ شرک کرنے والے اور دین الٰہی کے دشمن اور کفر و سرتابی کی روش پر قائم ہیں۔

ان سوالات کا جواب پانے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ادب و تعظیم کے لہجے میں گزارش کیا اے اللہ کے سچے رسول ﷺ! براہ کرم مجھے بتایئے کہ جب حقیقت یہ ہے تو پھر ہم دین کے معاملے میں یہ ذلت کیوں گوارا کریں؟

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اے عمر رضی اللہ عنہ میں اللہ کا رسول ہوں اس کے حکم کیخلاف نہیں کرسکتا' وہ انشاء اللہ مجھے ہرگز خوار نہ کرے گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اکثر فرمایا کرتے کہ میں اس بے تابانہ جوش کے فرو ہونے پر' اپنی جرأت پر بہت پشیمان ہوا اور مجھے ہمیشہ افسوس رہے گا آپ اس کے کفارے کیلئے توبہ و استغفار کے علاوہ صدقات و خیرات اور بردے آزاد کرتے رہے۔

ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ سے سوالات کرنے کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے اور وہی سوالات ان سے بھی کیے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو جوابات دینے کے بعد فرمایا اے عمر رضی اللہ عنہ سنو حضور ﷺ یقیناً اللہ کے رسول ہیں اور وہ اپنے رب کی نافرمانی نہیں کرتے وہ ان کا مددگار ہے لہٰذا تم حضور کے اونٹ کی رکاب کو مضبوطی سے پکڑے رہو خدا کی قسم حضور حق پر ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا حضور نے ہم سے یہ نہیں فرمایا تھا کہ ہم بیت اللہ جائیں گے اور اس کا طواف کرینگے انہوں نے کہا یقیناً فرمایا تھا لیکن کیا یہ بھی فرمایا تھا کہ ہم اسی سال جائیں گے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ تو نہیں فرمایا تھا حضرت ابوبکر نے فرمایا تو تم ضرور جاؤ گے لیکن اس وقت نہیں آئندہ سال۔[1]

رسول اللہ ﷺ عہد نامے کی کتابت سے فارغ ہوئے تو مسلمانوں سے فرمایا اب قربانی کے جانوروں کو ذبح کر کے حلق کرلو۔ راوی حدیث نے بیان کیا کہ اس حکم کی تعمیل میں ایک مسلمان بھی نہ اٹھا اور پھر اس بات کو حضور ﷺ نے تین بار دہرایا جب کوئی نہ اٹھا تو آپ ﷺ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے اور مسلمانوں کی حالت جمود و سکتہ کو ان سے بیان فرمایا حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے نبی! آپ ﷺ اپنے جانوروں کی قربانی شروع کریں سر مونڈنے والے کو بلا کر حلق کرا

ا۔ بظاہر صلح حدیبیہ دب کر ہوئی تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو فتح سے تعبیر کیا اور سورۂ فتح نازل ہوئی یعنی نتائج کے اعتبار سے یہ صلح حقیقت میں فتح کا دیباچہ یا آغاز تھی صلح کے معاہدے سے پہلے مسلمان کافروں سے الگ تھلگ رہتے تھے۔ اس صلح کے بعد دونوں میں میل جول اور آمد و رفت شروع ہوئی چونکہ ہر مسلمان اسلام کی منہ بولتی تصویر تھا ان کے ارتباط اور میل جول سے اور ان کے کردار کے اثر سے کافروں کے دل خود بخود اسلام کی طرف کھنچنے لگے۔ جس کے نتیجے میں اسلام بڑی تیزی کے ساتھ پھیلنے لگا۔ چنانچہ صلح حدیبیہ سے لے کر فتح مکہ تک جس کثرت سے کفار اسلام کے حلقہ بگوش ہوئے اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئے تھے۔ مسلمانوں میں جو اضطراب' مایوسی اور دل شکستگی عام طور پر پیدا ہوگئی تھی اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں سے اضطراب اور مایوسی دور فرمانے کیلئے "سورۃ الفتح" نازل فرمائی اس سورہ میں صلح حدیبیہ کی اجمالی صورت حال بیان فرمائی ہے نزول سکینہ کا ذکر اس طرح فرمایا۔

هُوَ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ السَّكِیْنَةَ فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ لِیَزْدَادُوْۤا اِیْمَانًا مَّعَ اِیْمَانِهِمْ (سورۃ الفتح رکوع ۱۔ آیت ۴)

وہ خدا ایسا ہے جس نے مسلمانوں کے دلوں پر تسلی فرمائی' تاکہ ایمان سابقہ پر مزید قوت ایمان کا ان کیلئے اضافہ ہو جائے۔

دوسرے مقام پر ارشاد خداوندی ہے۔

فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِیْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ وَ اَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَ كَانُوْۤا اَحَقَّ بِهَا وَ اَهْلَهَا (سورۃ الفتح رکوع ۳۔ آیت ۲۶)

پس اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اور مسلمانوں کو اپنی طرف سے تاب و تحمل عطا فرمایا اور مسلمانوں کو تقویٰ کی بات پر جمائے رکھا۔ بنے کی توفیق دی کیونکہ وہ اس کے مستحق اور اہل ہیں۔

لیں اور اب کسی سے کچھ نہ کہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور کسی سے کچھ نہ کہا پھر اپنے اونٹ کو ذبح کیا حلق کرایا' جب مسلمانوں نے یہ دیکھا تو وہ بھی اٹھے۔ سبھوں نے اپنے اپنے جانور ذبح کیے اور باہم ایک دوسرے کا سر مونڈنے لگے ان کاموں میں اب بے حد گہماگہمی اور حرکت پیدا ہوگئی تھی مردوں کے بعد عورتیں آئیں اور اپنی قربانیوں سے فارغ ہوئیں۔

اس مرحلہ پر ان عورتوں کے بارے میں جو ہجرت کرکے مدینہ آئیں اور ان کے دلوں میں ایمان راسخ نہ ہوا تو ان کی آمد اور ان کا وجود مسلمانوں کیلئے مضرت رساں بھی ہوسکتا تھا اس لیے ان کے متعلق ارشاد خداوندی ہوا۔

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ○ (سورہ ممتحنہ رکوع ۲۔ آیت ۱۰)

اے ایمان والو، جب تمہارے پاس مسلمان عورتیں ہجرت کرکے آجائیں تو تم ان کا امتحان کرلیا کرو کیونکہ ان کے ایمان کو اللہ ہی خوب جانتا ہے پس اگر تم ان کو مسلمان سمجھو تو ان کو کفار کی طرف واپس نہ کرو نہ تو وہ مومن عورتیں ان کافروں کیلئے حلال ہیں اور نہ وہ کافران مومن عورتوں کیلئے حلال ہیں۔

اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے نزول سکینہ کے ذکر کے ساتھ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ مسلمان جس معاہدہ کو اپنی ناکامی یا شکست سمجھ رہے ہیں وہ حقیقت میں ایک قریبی فتح ہے (یعنی فتح مکہ) دوسرے یہ کہ رسول برحق نے حرم کعبہ میں داخل ہونے قصر اور تحلیق کے بارے میں جو خواب دیکھا تھا وہ خواب سچا ہے عنقریب تم حرم میں داخل ہوگے ارشاد ہوتا ہے۔

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا○

بیشک خدا نے اپنے پیغمبر کو سچا اور صحیح خواب دکھایا کہ تم خدا نے چاہا تو مسجد حرام میں اپنے سر منڈوا کر اور اپنے بال کتروا کر امن و امان سے داخل ہوگے اور کسی طرح کا خوف نہ کرو گے' جو بات تم نہیں جانتے تھے اس کو معلوم تھی سو اس نے اس سے پہلے ہی جلد فتح کرا دی

اس سورۃ کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اپنی رضامندی کا اظہار فرمایا اور کتب سماوی کے ذکر کے ساتھ ان حضرات کی توصیف فرمائی اللہ اللہ کیا نصیب تھا قربان جایئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بادشاہوں' امیروں اور سرداران قبائل کے ساتھ مراسلت شروع کی جس سے شہر اور دیہات کوچہ و بازار ہر مجلس اور ہر صحبت کا موضوع گفتگو "اسلام" اور مسلمان اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن گئے گھر گھر اسلام کا چرچا ہونے لگا اور لوگ کثرت کے ساتھ اسلام قبول کرنے لگے عم بردارانِ اسلام کی تعداد اور ان کی قوت میں تیزی کے ساتھ اضافہ ہونے لگا۔

ان وجوہ کی بنا پر اس معاہدہ میں کفار کے ساتھ جو خفیف سی رعایت برتی گئی تھی اس کے مقابلے میں اس عظیم الشان نفع کا حاصل ہونا حقیقت میں فتح عظیم و مبین تھی اور جو پہلے معاہدہ کی شرط میں مشرکین کیلئے نفع بخش معلوم ہو رہے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کے فوائد بھی مسلمانوں کو عطا فرما دیے حتی کہ وہ خود درخواستیں کرنے لگے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم اس سے بھر پائے مہربانی کیجئے اور اس شرط کو معاہدے سے نکال دیجئے۔ اس کے بعد ان لوگوں کو اپنی رضا اور خوشنودی کا مژدہ سنایا جنہوں نے درخت مغیلاں کے نیچے بیعت کی تھی پھر ان اسباب کا تذکرہ فرمایا جن کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ سے احتراز کرنا پڑا اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رویا (خواب) کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ وہ برحق ہے اور یقیناً تم مسجد حرام میں داخل ہوگے لیکن ہم نے اس سے پہلے تم کو اس معاہدہ حدیبیہ کے ذریعے ایک فتح اور کامیابی عطا فرما دی خواب کی تعبیر تم کو آئندہ جلد ہی مل جائے گی۔

سورہ ممتحنہ کے اس حکم کے نزول کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی ان دونوں بیویوں کو طلاق دیدی جو ہنوز مشرکہ تھیں ان میں سے ایک کے ساتھ معاذ بن ابی سفیان نے اور دوسری سے صفوان بن امیہ نے شادی کر لی۔[1]

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لے آئے تو ایک دن ابوبصیر رضی اللہ عنہ نامی مسلمان مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ میں مسلمانوں کے پاس آ گئے۔ ان کو واپس بلانے کیلئے قریش نے دو افراد کو مدینہ بھیجا چنانچہ معاہدے کے بموجب ابوبصیر رضی اللہ عنہ کو ان کے حوالے کر دیا گیا اور وہ دونوں آدمی ان کو اپنے ساتھ لے کر مکہ کے سفر پر روانہ ہو گئے دوران سفر میں ذوالحلیفہ پر رکے اور کھجوریں کھانے لگے ابوبصیر نے ایک ساتھی سے کہا:

اے فلاں: واللہ تیری تلوار نہایت عمدہ معلوم ہوتی ہے' یہ سن کر اس کے دوسرے ساتھی نے تلوار کو نیام سے کھینچتے ہوئے کہا:

واقعی یہ ایک عمدہ تلوار ہے اور مجھے خوشی ہوئی کہ ابوبصیر تمہاری شناخت اچھی ہے اور میں نے تو اس کو بار بار دیکھا اور تجربہ بھی کیا ہے۔

ابوبصیر نے کہا: ذرا مجھے دینا اور تلوار لے کر اسے قتل کر دیا اور دوسرا شخص بھاگ کر مدینہ آیا اور مسجد نبوی میں بے چین اور پریشان ٹہلنے لگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر اس پر پڑی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی حالت دیکھ کر کہا شاید اس نے کوئی دہشت ناک منظر دیکھا ہے پھر وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آیا اور کہنے لگا:

میرا ساتھی قتل کر دیا گیا اور میری جان بھی محفوظ نہیں ہے۔

اتفاقاً اسی وقت حضرت ابوبصیر رضی اللہ عنہ بھی پہنچ گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ میرے بارے میں ایفائے عہد کر چکے ہیں کیونکہ میں ان کے حوالے کر دیا گیا تھا اب میرے خدا نے مجھے ان کے پنجے سے نجات دیدی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (ابوبصیر رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ کر) یہ جھگڑالو ہے (پھر فریادی شخص کی طرف دیکھ کر کہا) کاش اس کا کوئی مددگار ہوتا۔

ابوبصیر سمجھ گئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا روئے سخن کس طرف ہے انہوں نے سوچا اگر میں تھوڑی دیر ٹھہر گیا تو پھر آپ کوئی بندوبست کر کے مجھے واپس اسی شخص کے ساتھ کر دیں گے لہٰذا وہ آنکھ بچا کر نکل کھڑے ہوئے اور سمندر کے ساحل پر مقیم ہو گئے۔[2]

کچھ دنوں بعد ابوجندل رضی اللہ عنہ بن سہیل جن کو حدیبیہ سے واپس کر دیا تھا قریش کے پنجے سے دوبارہ چھٹکارا پا کر ابوبصیر کے ساتھ مل گئے۔ اس کے بعد یہ سلسلہ جاری ہو گیا اور مکہ کے مسلمانوں کو معلوم ہو گیا کہ ہمارے بھائی ابوبصیر رضی اللہ عنہ اور ابوجندل رضی اللہ عنہ نے اپنی جرأت اور قوت بازو سے ایک پناہ گاہ بنائی ہے تو مکہ کے ظلم رسیدہ اور ستم کش مسلمان خلاصی پا پا کر ایک ایک دو دو کی شکل میں ابوبصیر وغیرہ سے ملتے گئے اور جب ان کی کچھ جمعیت ہو گئی تو قریش کے کاروان تجارت پر حملے کرنے لگے مجبور ہو کر قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھا کہ ہم معاہدہ کی اس شرط سے باز آئے اب جو مسلمان مدینہ چلا جائے گا ہم اس کی واپسی کا مطالبہ نہیں کریں گے اور مہربانی فرما کر آپ ابوبصیر اور ابوجندل رضی اللہ عنہما کو مدینہ بلا لیں چنانچہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مسلمانوں کو ساحلی مقام سے

---

1. حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس حکم کے نزول کے بعد اپنی ان دونوں بیویوں کو جو ہنوز ایمان نہیں لائی تھیں قید نکاح سے آزاد کر دیا ان دونوں بیویوں میں سے ایک ملیکہ بنت جرول خزاعی تھی اور دوسری قریبہ مخزومیہ تھی تاریخ اسلام میں دیگر صحابہ کے بارے میں کسی کوئی روایت نہیں ہے۔

2. اس مقام کا نام عیص تھا یہ ایک ساحلی مقام تھا۔

مدینہ منورہ بلا لیا اور خود قریش کی درخواست پر یہ شرط عہد نامہ سے خارج ہوگئی۔

صلح حدیبیہ کے واقعہ کو بہ تغیر الفاظ اس طریق پر بھی بیان کیا گیا ہے کہ

امام احمد نسائی اور حاکم نے حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے ہم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس درخت کے سایہ میں تھے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے اس درخت کی شاخیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ کیے ہوئے تھیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور سہیل بن عمرو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا لکھو بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سہیل نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا ہم رحمان کو جانتے ہیں نہ رحیم کو۔ ہمارے قضیہ میں وہ الفاظ لکھو جنہیں ہم جانتے ہیں "بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ لکھو" پھر انہوں نے وہی لکھ دیا اور لکھا کہ "ھٰذَا مَا صَالَحَ عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ تو اس پر بھی نمائندہ قریش سہیل کو اعتراض ہوا وہ کہنے لگا اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں تو پھر تو ہم نے آپ پر ظلم کیا آپ عرب کے عام دستور کے مطابق تحریر کیجئے اور اسی سے ہم واقف ہیں بالآخر آپ نے فرمایا لکھو وھذا ما صالح علیہ محمد بن عبداللہ اسی دوران تیس جوان آئے یہ مسلح تھے یہ حضور کے سامنے آکر شور وغوغا کرنے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کیلئے بددعا کی چنانچہ اللہ نے ان کی سماعت سلب کر لی اور وہ بہرے ہوگئے پھر ہم نے ان کو پکڑ لیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا کیا تم لوگ امان یافتہ ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو چھوڑ دیا۔

ابونعیم نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حدیبیہ کے سال گئے اثنائے راہ میں ہم عقبہ ذات حنظل میں آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا آج رات اس ٹیلہ سے گزرنا ایسا ہے جیسا کہ بنی اسرائیل کیلئے اس دروازے سے گزرنا تھا جس کے بارے میں حق تعالیٰ نے فرمایا: وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ تو جو کوئی آج کی رات اس ٹیلے سے گزرے گا وہ بخشا جائے گا۔ جب ہم اس ٹیلے سے گزرے تو کچھ دیر ٹھہر گئے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! قریش ہماری آگ کی روشنی کو دیکھ لیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوسعید ہرگز ایسا نہ ہوگا۔

صبح کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز فجر پڑھائی اور اس کے بعد حمد وثناء کے بعد فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے آپ کی رات تمام سواروں کو بخش دیا مگر ایک شتر سوار جو سواروں کے ساتھ ہی ٹیلے سے گزرا ہے وہ نہیں بخشا گیا۔ ہم لوگ یہ ارشاد سن کر اس شتر سوار کی تلاش میں نکلے حتیٰ کہ ہم نے اس کو پایا وہ ایک بدوی غیر مسلم ساربان تھا۔[1]

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا عنقریب ایک قوم ایسی آئے گی جن کے اعمال کو دیکھ کر تم اپنے کارناموں کو حقیر سمجھو گے ہم نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس قوم کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مطلع فرمایا کیا وہ بنو قریش ہوں گے۔

جواب میں فرمایا نہیں وہ یمنی لوگ ہوں گے وہ رقیق القلب اور انسان دوست ہوں گے ایمان میں مخلص اور اعمال میں سرگرم۔ لوگوں نے سوال کیا: اے اللہ کے رسول کیا وہ لوگ ہم سے بہتر ہوں گے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا اگر کوئی ایک پہاڑ برابر سونا راہ خدا میں خرچ کرے تو وہ تم سے ایک مد یا اس کے نصف کے برابر حیثیت نہ رکھے گا۔ سن لو یہی وہ فرق ہے جو تمہارے

---

[1] یہ شخص سرخ اونٹ والا تھا۔ جب اس سے کہا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں چل تاکہ حضور تیرے لیے مغفرت کی دعا کریں تو اس نے کہا کہ خدا کی قسم مجھے یہ اونٹ اس سے زیادہ محبوب ہے کہ تمہارے آقا میرے لیے مغفرت کی دعا مانگیں۔

اور بعد کے مسلمانوں کے درمیان ہے۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے فرمایا آپ لوگ فتح مکہ کو عربوں پر فتح تصور کرتے ہیں اگرچہ یہ غلط نہیں ہے مگر ہم حدیبیہ کے دن بیعت رضوان کو فتح مکہ قرار دیتے ہیں۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چودہ سو مسلمان تھے حدیبیہ کے مقام پر ایک کنواں تھا ہم نے اس کا پانی نکال لیا اور ایک قطرہ اس میں نہ رہا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور کنوئیں کے کنارے پر بیٹھ گئے۔ ایک برتن میں پانی طلب فرمایا وضو کے دوران اس میں کلی کی اور دعا فرمائی کچھ دیر توقف کے بعد ہم اپنی اور جانوروں کی تمام ضروریات اس کے پانی سے پوری کرتے رہے مگر اس میں پانی ختم ہونا تو کیا کم بھی نہ ہوا۔

مسلم نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ہم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حدیبیہ آئے ہم چودہ سو مسلمان تھے اور ان کے پاس پچاس بکریاں تھیں جن کو سیراب نہیں کر سکتے تھے تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کنوئیں کی منڈیر پر بیٹھے اور دعا فرمائی یا لعاب دہن اقدس اس میں ڈالا' اسی دم کنواں جوش مارنے لگا اور پانی بھر گیا۔ ہم نے اس سے اپنی اور جانوروں کی تمام ضروریات پوری کیں۔

ابو نعیم نے واقدی سے روایت کی کہ ناجیہ بن اجم بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیبیہ کے موقع پر جب پانی کے ختم ہو جانے کی شکایت کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا اور اپنے ترکش سے تیر نکال کر مجھے دیا اور ایک ڈول پانی منگایا اور وضو کر کے ایک کلی کنوئیں میں ڈال دی اس کے بعد فرمایا ڈول کے پانی کو ڈال کر تیر سے اسے کھودنا' پانی نکل آئے گا۔

ناجیہ نے کہا میں نے ایسا ہی کیا اور فوراً بہت تیزی سے پانی ابلنے لگا اور وہ اس طرح جوش مارنے لگا جیسے ہانڈی جوش مارتی ہے حتیٰ کہ پانی کنوئیں کے کنارے پر آ گیا اور لوگ کناروں سے پانی لے کر پینے لگے اور تمام ضروریات پوری کیں۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے فرمایا حدیبیہ کے روز ان لوگوں کو پیاس لگی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک برتن کے پانی سے وضو فرما رہے تھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں تشریف لائے اور پوچھا کیا حال ہے؟ لوگوں نے عرض کیا ہمارے پاس پانی نہیں ہے وضو کر سکتے ہیں نہ ہی پی سکتے ہیں۔ صرف ایک پیالے میں پانی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دست اقدس پیالے میں ڈالا تو انگلیوں کے درمیان سے پانی جوش مار کر نکلنے لگا جس طرح کہ چشمے سے نکلتا ہے پھر ہم سب نے پیا اور وضو کیا راوی حدیث سالم بن ابی جعدہ نے کہا کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا تم وہاں کتنے مسلمان تھے؟ انہوں نے جواب دیا اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو وہ پانی سب کو کفایت کرتا۔ ہم صرف پندرہ سو آدمی تھے۔

مسلم نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ کے لیے روانہ ہوئے گرسنگی نے اس قدر ستایا کہ ہمارا ارادہ ہوا کہ اپنی سواری کے اونٹوں کو ذبح کر دیں عین اسی وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ تمام کھانا ایک جگہ جمع کر دیا جائے پھر ہم نے دسترخوان بچھایا اور لوگوں نے جو کچھ بھی ان کے پاس تھا۔ لا کر رکھ دیا حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے میں نے جھانک کر دیکھا کہ کھانے کی کتنی مقدار ہو گئی ہے تو وہ مجھ کو ایک بکری کے بچے کے برابر اونچا ڈھیر نظر آیا پھر ہم کو کھانے کا حکم دیا گیا اور ہم سب چودہ سو مسلمان تھے ہم سب نے شکم سیر ہو کر کھایا اور پھر باقی ماندہ کھانے کو لوگوں نے توشہ دانوں میں بھر لیا پھر فرمایا کیا ہاتھ دھونے کو پانی ہے؟ تو ایک شخص مشکیزہ لایا جس میں تھوڑا سا پانی تھا آپ نے اسے پیالے میں لوٹا اور ہم سب نے وضو کیا اور

چودہ سو افراد نے اس کو باری باری سے مشکیزوں میں بھر لیا۔

بزار طبرانی اور بیہقی نے ابو خنیس غفاری سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ تہامہ میں گیا جب ہم عسفان پہنچے تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے شدت بھوک کی شکایت کی اور عرض کیا کہ ہمیں اجازت دیجئے تاکہ ہم اپنی سواری کے اونٹوں کو ذبح کر دیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اگر ہم نے سواری کے اونٹوں کو کھالیا تو پھر سواری کرنے سے مجبور اور پریشان ہو جائیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے پاس جتنا بھی کھانا ہے اکٹھا کرا کر دعائے برکت و افزونی فرما دیں پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا اور اللہ تعالیٰ نے ایسی برکت عطا فرمائی کہ تمام لوگوں نے شکم سیر ہو کر کھایا' اور دوسرے اوقات کیلئے توشہ دان بھر لیے۔

بیہقی نے حضرت عروہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ میں قیام کے دوران حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو قریش کی طرف بھیجا اور فرمایا تم انہیں خبر دے دو کہ ہم ارادہ جنگ سے نہیں آئے ہیں' نہ لڑائی مقصود ہے ہم صرف عمرہ کرنا چاہتے ہیں انہیں اگر دوستانہ ماحول میں پاتمیں ہوں تو دعوت اسلام دینا اور نیز جو مسلمان مرد اور عورتیں مکہ میں ہیں انہیں جا کر فتح قریب کی

۱؎ قیام حدیبیہ کے موقع پر قریش مکہ کیلئے عجیب سی الجھن پیدا ہو گئی تھی وہ اس موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو واپس کرنا چاہتے تھے اور اس مقصد کیلئے جب پے در پے تین قاصد آ چکے یہ تینوں افراد چونکہ سرداران قبائل تھے۔ قریش میں ان کا بڑا احترام تھا اور یہ صاحب الرائے سمجھے جاتے تھے ان کے نام یہ ہیں۔

۱۔ بدیل بن ورقاء خزاعی' سردار قبیلہ بنو خزاعہ ۲۔ حلیس بن علقمہ کنانی' کنانہ کے سردار اور احابیش کے رئیس اعظم

۳۔ عروہ بن مسعود' سردار بنو ثقیف۔

یہ قاصد آتے رہے اور پیغامات کا تبادلہ ہوتا رہا مگر کوئی حل نہ نکلا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طے کیا کہ ایک نمائندہ مسلمانوں کی طرف سے بھی بھیجا جائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ انتخاب اس کام کیلئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر پڑی۔

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ سے آگے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے ساتھ جو میرا رویہ رہا ہے اور جس قدر سختی میں نے کی ہے ان کے جذبات پر اس کا اثر ہے' اس وجہ سے وہ میری بات کو صحیح طرح تسلیم نہیں کریں گے۔ علاوہ ازیں میرے قبیلہ بنی عدی کا کوئی فرد بھی وہاں موجود نہیں ہے جو مجھے پناہ دے گا لہٰذا میری رائے ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان رضی اللہ عنہ کو بھیج دیا جائے اس لیے وہ خاندان بنی امیہ کے ایک معزز رکن ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کو پسند فرمایا اور پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قریش کے پاس سفیر بنا کر بھیجا جیسے ہی وہ مکہ میں داخل ہوئے ان کے قبیلے کے ایک بااثر رئیس ابان بن سعید ان کو امان دے کر اپنے ہمراہ لے گئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سرداران قریش کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچایا لوگوں نے ان سے کہا کہ تم اگر طواف کعبہ کرنا چاہو تو کر لو کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے مسلمانوں کو ہم مکہ میں نہ آنے دیں گے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کی پیش کش کو رد کرتے ہوئے فرمایا میں ان کے بغیر طواف نہیں کر سکتا۔

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور بعض دوسرے لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو چند دن کیلئے روک لیا ادھر مسلمانوں میں یہ خبر پھیل گئی کہ وہ قتل ہو گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تو جب تک ہم ان کے خون کا بدلہ نہ لے لیں گے واپس نہ ہوں گے یہ فرما کر مغیلان کے ایک درخت کے نیچے قیام فرمایا اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سے جن کی تعداد ڈیڑھ ہزار سے چودہ سو تھی قتال کرنے اور تا دم آخر لڑنے کیلئے بیعت لی اسی کا نام بیعت رضوان ہے اور قرآن پاک میں اس کا اس طرح ذکر کیا گیا ہے۔

لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ (سورۃ فتح رکوع ۳ آیت ۱۸) جب مومن درخت کے نیچے تم سے بیعت کر رہے تھے تو اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا۔

بعد میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کی افواہ غلط نکلی اور وہ مکہ سے واپس حدیبیہ کے مقام پر تشریف لے آئے

بشارت دینا اور بتا دینا کہ بہت جلد مکہ مسلمانوں کے قبضہ میں آنیوالا ہے اور پھر کسی مکی مسلمان کو اپنے اسلام اور عقیدہ کو چھپانے کی ضرورت نہ ہوگی۔

چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مکہ میں قریش کے پاس پہنچے انہیں مسلمانوں کی آمد کا مقصد بتایا اور دعوت اسلام دی مگر قریش نے انکار کیا اور جنگ کی دھمکیاں دیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ باتیں سن کر اصحاب رضی اللہ عنہم کو بیعت کیلئے بلایا منادی کا حکم ہوا کہ وہ ان الفاظ سے اعلان کرے:

''آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس روح القدس نازل ہوئے ہیں اور بیعت کیلئے بلا رہے ہیں۔

تمام مسلمانوں نے بیعت کی کہ پشت نہ دکھائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے مشرکین پر رعب ڈالا اور انہوں نے جن مسلمانوں کو زبردستی روک رکھا تھا انہیں چھوڑ دیا اور مصالحت کی باتیں شروع کر دیں۔

ادھر مسلمانوں نے حدیبیہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے واپس تشریف لانے سے پہلے کہنا شروع کر دیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ طواف کعبہ کریں گے یہ باتیں سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''میرا خیال ہے کہ اس صورت میں ہم سب کو تو طواف و زیارت سے روک دیا گیا ہو'وہ بیت اللہ کا طواف نہ کریں گے''

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی واپسی کے بعد لوگوں نے ان سے پوچھا۔ آپ نے خانہ کعبہ کا طواف کر لیا' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا:

اے برادران ملت: میرے بارے میں شاید آپ لوگوں نے حسن ظن سے کام نہیں لیا واللہ اگر میں مکہ میں کسی وجہ سے ایک سال بھی مقیم رہتا تو میں بغیر رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ہرگز طواف نہ کرتا بلاشبہ مجھے قریش نے دعوت طواف دی تھی مگر میں نے اسی وجہ سے انکار کر دیا

اس بارے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بیان سن کر صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا آپ نے درست فرمایا اور بے شک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں زیادہ بہتر طور پر جانتے ہیں۔

امام احمد و بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ حدیبیہ کے دن ستر اونٹ ذبح کیے گئے بکریوں کی تعداد اس کے علاوہ تھی۔

بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جس شب ہم حدیبیہ پہنچے اور پھر ہمیں روک دیا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کون پہرہ دے گا میں نے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں دوں گا آپ نے فرمایا تم سو جاؤ گے اس کے بعد دوبارہ فرمایا ہمارا پہرہ کون دے گا۔

میں نے پھر عرض کیا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں دوں گا ارشاد فرمایا اچھا تم ہی دو پھر میں پہرہ دینے لگا حتیٰ کہ شب کے اختتام اور طلوع فجر کا وقت ہوا تو حسب ارشاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہ تم تو سو جاؤ گے نیند نے غلبہ کیا اور میں سو گیا۔ اس وقت بیدار ہوا کہ جب سورج طلوع ہو چکا تھا جب ہم بیدار ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ نہ چاہتا تو تم ہرگز نہ سوتے اس کے بعد آپ نے نماز پڑھائی اور کہا

جو شخص مسلمانوں میں سو جائے اس کیلئے میرا ایسا عمل سنت ہے۔

اس کے بعد مسلمان اپنی سواریوں کی تلاش میں نکلے اور ہر ایک اپنی سواری کے جانور کو ہانک لایا مگر حضور ﷺ کی ناقہ نہ ملی جب حضور ﷺ کو معلوم ہوا تو مجھ سے فرمایا وہ فلاں مقام پر ہے اسے ہانک لاؤ۔ پس آپ نے جس طرف فرمایا تھا میں پہنچا تو دیکھا کہ اونٹنی کی رسی ایک جھاڑی میں الجھ گئی ہے۔ میں نکال کر لے آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے اس کی نکیل کو الجھا ہوا پایا اور وہ بغیر چھڑائے نہیں آسکتی تھی۔

بیہقی نے حضرت عبدالرحمن بن ابی یعلی سے آیہ کریمہ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا کی تفسیر میں روایت کی کہ اس سے فتح خیبر مراد ہے۔

بیہقی نے مجاہد سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے قیام حدیبیہ ہی کے دنوں میں خواب دیکھا کہ آپ ﷺ اور صحابہ کرام ﷺ مکہ مکرمہ میں سر منڈائے ہوئے۔ امن کے ساتھ داخل ہوئے ہیں تو صحابہ ﷺ نے حضور ﷺ سے جس وقت آپ ﷺ حدیبیہ میں اونٹوں کو ذبح کر رہے تھے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کے خواب کی تعبیر کیا ہے؟ اس وقت نزول وحی ہوا کہ

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَ مُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ ؕ (سورۃ الفتح رکوع ۴ آیت ۲۷)	بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو سچا خواب دکھایا ہے جو واقع کے مطابق ہے تم لوگ مسجد حرام میں انشاء اللہ تعالیٰ ضرور جاؤ گے امن وامان کے ساتھ کہ تم میں کوئی سر منڈاتا ہوگا کوئی بال کترتا ہوگا کسی طرح کا اندیشہ نہ ہوگا

جب حدیبیہ سے واپس تشریف لائے تو مسلمانوں نے خیبر کو فتح کیا اور آئندہ سال احرام عمرہ باندھا اور مسجد حرام میں داخل ہوئے اور آپ کا خواب پورا ہو گیا۔

بیہقی نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوجندل رضی اللہ عنہ کے واقعات کے سلسلے میں بنو مضر کیلئے بددعا کی کہ اے اللہ مضر پر ایسا قحط مسلط کر دے جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے عہد میں اہل مصر پر مسلط کیا تھا چنانچہ مضر کے لوگ قحط کے شکار ہو گئے اور غذاؤں کی کمیابی اس حد کو پہنچی کہ انہوں نے اونٹ کے خون کو اس کے بالوں سمیت پکا کر کھایا اور ابوسفیان آنحضرت ﷺ کے دربار میں بھوک اور فاقوں کی شکایت کرنے پہنچا۔

ہیثم بن عدی نے الاخبار میں حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا بدر میں جب ابوالعاص مارا گیا تو میں اپنے چچا ابان بن سعید کی کفالت اور تربیت میں تھا ابان بن سعید ایک مرتبہ تجارت کی غرض سے شام گیا اور وہاں اس کو ایک سال لگ گیا پھر وہ واپس آگیا وہ جہالت اور عصبیت کی وجہ سے حضور ﷺ کو برا بھلا کہا کرتا تھا۔ اس نے سفر سے واپس آکر پوچھا محمد ﷺ کا کیا حال ہے؟

یعنی اس کی صورت میں قحط نازل فرما دے۔

میرے چچا عبداللہ نے جواب دیا وہ تو پہلے سے زیادہ معزز باثر اور جماعت عظیم کے پیشوا ہیں۔

ابان نے توجہ سے اس بات کو سنا اور خاموش ہو گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو برا نہ کہا اس کے بعد اس نے کھانا تیار کرایا اور کھانے پر بنو امیہ کے سرداروں کو بلوایا جب وہ کھانے سے فارغ ہوئے تو ابان نے ان سے خطاب کیا کہ:

اے سرداران آل امیہ! میں جو کچھ کہوں اسے غور سے سنیے اور صحیح نتائج اخذ کیجئے۔ میں ایک بستی میں تھا وہاں میں نے بکار اہب کو دیکھا وہ ایک مرد مرتاض اور بڑا عبادت گزار تھا چالیس برس سے زمین پر نہ اترا تھا ایک روز وہ نیچے آیا تو اس کی زیارت کیلئے لوگ جمع ہو گئے دیکھنے والوں میں میں بھی تھا۔ میں نے اس سے کہا مجھے آپ سے ایک بات دریافت کرنی ہے اس نے میرے لیے تخلیہ کر دیا پھر میں نے اس سے کہا:

اے مرد بزرگ: میں ایک عربی قریشی ہوں' میری قوم کا ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کا مدعی ہے۔

راہب نے پوچھا: اس کا نام کیا ہے؟

میں نے جواب دیا' ان کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے

اس نے پوچھا کب اس کا ظہور ہوا ہے؟

میں نے جواب دیا بیس سال[1] سے

اس نے کہا میں اس کا حلیہ اور سراپا اگر تم کہو تو بیان کروں؟

میں نے کسی قدر حیرت سے کہا: ضرور''

پھر اس زاہد واقف حال نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا سراپا بیان کر دیا اور تعجب ہے کہ وہ بالکل درست ہے اس کے بعد اس نے مجھ سے کہا یقین کرو یا نہ کرو بہر حال ان کا دعویٰ نبوت صحیح اور درست ہے۔ کسی کا یقین کرنا اور کسی دوسرے کا بے یقینی میں مبتلا ہونا اس کی ذات اور اس کے مقاصد میں فرق اور حرج پیدا نہیں کرتا دنیا بھر کی مخالفتوں اور مزاحمتوں کے باوجود تم دیکھو گے کہ وہ غالب ہو کر رہیں گے

ہماری باتیں ختم ہوئیں' راہب صومعہ کے بالا خانے پر چڑھ گیا پھر اس کو خیال آیا اور اس نے بالائی منزل سے جھانک کر کہا:

اے تاجر عرب! خدا تم کو راہ راست کی توفیق دے اگر تمہارا جانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں ہو تو مجھ غریب فقیر کا سلام کہنا

یہ واقعہ حدیبیہ کے زمانہ کا ہے

ابن سعد اور بیہقی نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا جب اللہ تعالیٰ نے خیر کا ارادہ فرمایا تو اس نے میرے دل میں اسلام کی محبت ڈال دی اور توفیق ہدایت بخشی اللہ تعالیٰ نے صحیح رخ پر سوچنے کا انداز عطا فرمایا تو میرے دل نے کہا اے خالد تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیخلاف ہر معرکہ میں شریک رہا اور ہر مرتبہ غیر متوقع' نادر انوکھے اور حیرت فزا ڈھنگ پر ان کو نمایاں کامیابی ہوئی ہر معرکے کے حالات کا تجزیہ کر کے میری فکر نے بتایا ان کی تعداد بہت کم' اسلحہ بہت کم' رسد اور دوسرا ضروری سامان بہت کم'

---

[1] اس واقعہ کے اختتام پر کہا گیا ہے کہ یہ واقعہ حدیبیہ کے زمانے کا ہے یعنی ۶ ہجری کا ۶ ہجری حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا انیسواں سال ہے اور اوپر بیان کیا گیا ہے کہ راہب کے پوچھنے پر بتایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ۲۰ سال ہوئے۔ ع یعنی اللہ نے مدد فرمائی خدا تعالیٰ نے بات بنادی۔

افراد کی تربیت اور ان میں صلاحیت جنگ بہت کم' ان تمام کوتاہیوں اور بظاہر محرومیوں کے باوجود ہر رزم پر' ہر موقع پر' ہر میمنہ پر' ہر میسرہ پر' ہر مبارزت اور ہر حملہ عام پر ان کی خلاف اسباب' خلاف امید اور خلاف حالات' نمایاں اور غیر معمولی کامیابیاں' تو خدا کی نصرت و امداد کا یقین دلاتی ہیں ان شعوری اور باطنی افکار کی روشنی میں پھر میں سوچتا رہا۔

رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ میں پڑاؤ کیا اور میں مقابلہ و مقاتلہ کیلئے ماتحت سواروں کو لے کر نکلا پس مجھے حضور ﷺ نے اپنے اصحاب میلاگ کے ساتھ عسفان میں ملے میں قریب پہنچ گیا اور متصادم ہونے کا ارادہ کر لیا۔

ادھر حالات کی نزاکت اور خطرہ جنگ ہونے کے باوجود آپ ﷺ نے اپنے اصحاب کو ہمارے سامنے نماز دوپہر پڑھائی جنگ میں مفید مطلب ٹیموں کا رواج ہے جس میں نے سوچا اس موقع کو ہاتھ سے جانے نہ دوں اور حملہ کر دوں مگر شاید خدا ساز بات تھی۔ میں یہ سوچتا ہی رہ گیا اور حملہ کرنے سے باز رہا نیز اللہ تعالیٰ نے ہمارے دلی ارادے اور ایسے خیال کو کہ جو صرف ذہن میں تھا۔ اس سے آپ کو باخبر کر دیا اور اس کے بعد نماز عصر آپ ﷺ نے نماز خوف کے طریقہ پر پڑھائی اور نماز خوف کے طریقے کو اختیار کرنے کی وجہ سے پھر ہمارے لیے موقع نہ رہا اور میرے دل نے کہا یہ شخص اور اس کی ہمراہی مصون و مامون ہیں اس کے بعد ہم جدا ہو گئے اور حضور ﷺ نے ہماری تاک بندی کیے ہوئے راستوں کو چھوڑ کر ایک علیحدہ ہمراراستہ اختیار فرمایا اور ذات الحمین کی راہ پر چل پڑے۔

پھر جب قریش سے صلح نامہ ہو گیا اور حالات پر امن و پرسکون ہوئے تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ اب کون سی شے باقی رہ گئی ہے اور کیا طریقہ ہو سکتا ہے؟ عزت و کامرانی سے میں اور میری قوم بہت دور ہیں۔ حبشہ کے نجاشی نے دین اسلام اختیار کر لیا اور اس کے ملک میں بھی مسلمان موجود ہیں مجھے ہرقل کے پاس روم جانا چاہئے اور اس مشرکانہ دھرم کو چھوڑ کر مجھے نصرانی یا پھر یہودی ہو جانا چاہئے کیونکہ اب تو اپنی بے بضاعتی بھی مجھ پر واضح ہو گئی ہے لہذا ان کمزوریوں کی بنا پر مجھے عجمیوں کا ہی زیردست اور تابع ہو جانا چاہئے یا پھر جو لوگ باقی رہ گئے ہیں ان کے ساتھ اپنے گھر میں پڑا رہوں۔ بہر صورت میں شش و پنج میں تھا اور اپنی زندگی اور اس کے مقصد کے بارے میں کوئی فیصلہ نہ کر سکا تھا۔

یکبارگی مجھے رسول اللہ ﷺ کے مکہ میں داخل ہو جانے کی اطلاع ملی کہ آپ ﷺ عمرہ اور طواف کرنے اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف لائے ہیں میں اس خبر کو سن کر فوراً روپوش ہو گیا۔ میرا بھائی ولید بن ولید رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ عمرہ کیلئے مکہ آیا اس نے مجھے تلاش کیا کہ میں قریش کے ہمراہ کس طرف نکلا ہوں مگر وہ کسی سے پتہ نہ چلا سکا۔ پھر بے چارے نے میرے پاس خط روانہ کیا تھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم اما بعد: میں تم سے نہ مل سکا اور اسلام کے بارے میں ہنوز تمہاری بے خبری اور غفلت شعاری پر مجھے حیرت بھی ہے اور افسوس بھی کیونکہ اسلام تو آب عملاً نافذ ہے اور اس کی خیر و برکت اور دوسرے فلاحی نتائج مشاہدہ میں ہیں جن کو دیکھا جا رہا ہے اور محسوس کیا جا رہا ہے۔

تمہارے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا' خالد کہاں ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ انہیں لائے گا۔ اس کے بعد ارشاد

ہو اس کی مانند ذی فہم اور سلیم الطبع شخص کوئی نہیں جواب تک اسلام سے غافل اور باہر ہو اگر وہ اسلام کی صفوں میں آ کر مشرکوں اور سر پھرے لوگوں کی ذلت وخواری کا موجب ہوتا تو یہ اس کے لائق تھا۔

تو اے بھائی جو کچھ اس تاخیر سے فوت ہو گیا اس کی تلافی کرو میرے خط کو بہ غور پڑھ کر تم کو اقدام کرنا چاہئے۔

میں خط کو پڑھ کر متاثر ہوا اور جانے کیلئے تیار ہو گیا اسی دوران میں نے خواب دیکھا کہ قحط زدہ تنگ شہروں سے میں سرسبز و شاداب اور بارونق شہروں کی جانب رواں دواں ہوں میں نے سوچا یہ خواب ایک بشارت ہے مدینہ پہنچ کر اس خواب کو میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیان کیا تو انہوں نے فرمایا تمہارا نکلنا یہ ہے کہ اللہ نے تم کو توفیق اسلام دی اور قحط زدہ تنگ حالت' کفر کی زندگی تھی۔[۱]

بہر حال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کیلئے میں صفوان بن امیہ سے ملا اور اس سے کہا اے ابو وہب کیا تو اس حالت کو محسوس کرتا ہے جس میں ہم مبتلا ہیں۔ ہم سب آپس میں دانتوں کی مانند ہیں اور تم دیکھ رہے ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب وعجم پر غلبہ پا لیا ہے اگر ہم ان کے پاس جا کر ان کی اطاعت کر لیں تو ان کی عظمت سے ہم کو عظمت ملے گی۔

صفوان نے منہ بنالیا اور انکار کر دیا کہا اگر سارا عرب مسلمان ہو جائے تب بھی میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں کو اختیار نہ کروں گا۔

میں نے سوچا یہ وہ شخص ہے کہ جس کا باپ اور بھائی بدر میں مارے گئے ہیں۔ اس وجہ سے یہ سوختہ دل ہے اس کے بعد میں عکرمہ بن ابی جہل سے ملا اور اس سے وہی باتیں کہیں جو صفوان بن امیہ سے کہی تھیں اور اس نے بھی وہی کفر وانکار کا رویہ اختیار کیا۔ پھر میں نے عکرمہ سے کہا مہربانی کر کے تم ان باتوں کا ذکر کسی سے نہ کرنا اس نے اقرار کیا اور کہا میں کسی کو نہ بتاؤں گا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کہا اب میں گھر آیا اور خادم سے سواری نکالنے کو کہا اور تاکید کر دی کہ اتنی دیر میں تیار ہو جائے کہ میں عثمان بن طلحہ کے پاس سے آ جاؤں۔

اب کچھ خیالات میرے دماغ میں حرکت کرنے لگے عثمان میرا گہرا دوست ہے میں اس سے اپنے ارادے کا اظہار کر دوں تو کیا برائی ہے میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ مجھے اس کے باپ طلحہ اور دادا کا مارا جانا یاد آ گیا اس کے بعد میں نے پسند نہ کیا کہ اس سے اپنا ارادہ ظاہر کر کے راز دار بناؤں۔ یہ سوچ ہی رہا تھا کہ دماغ کے ایک دوسرے زاویے میں ایک دوسرا خیال ابھرا جو یہ تھا کہ جب میں اسی لمحے کوچ کا ارادہ اور تیاری کر چکا ہوں تو پھر ذکر کر دینے سے کیا فرق پڑتا ہے اور اس میں کیا حرج ہے؟

میں نے عثمان کے پاس جا کر اپنا ارادہ بیان کیا نیز وہی باتیں کیں جو اس سے پہلے صفوان اور عکرمہ سے کی تھیں مزید یہ بھی کہا کہ ہم اپنی حالت کے اعتبار سے لومڑی کے سوراخ کے مانند ہیں کہ اس میں ڈول پر ڈول پانی ڈالا جائے مگر سارا کا سارا نکل جائے۔

میری باتیں توجہ سے سن کر وہ تو بلا تردد میرے خیالات سے پورا اتفاق کرتے ہوئے اسی وقت چلنے پر آمادہ ہو گیا۔ اس نے کہا

---

[۱] ارادت رکھنے والا متبع شاگرد۔ [۲] محفوظ امن یافتہ [۳] اصل معنی ہیں کہ جس کے پاس پونجی نہ ہو۔ مگر اس جگہ اس سے مراد عزت بخش وتوقیر نواز اوصاف اور خوبیاں ہیں۔ دراصل حدیث کے اس مقام پر حضرت خالد رضی اللہ عنہ اپنے ان تاثرات کا ذکر کر رہے ہیں جو پوری قوم قریش کے ساتھ ان کو بھی تمام اوصاف اور خوبیوں کے باعث ملے تھے اس وجہ سے وہ دل گرفتہ ہو رہے ہیں۔ [۵] حضرت خالد بن ولید فتح مکہ سے قبل ۸ ہجری میں مشرف باسلام ہوئے۔

تم میری اس اونٹنی کو راستہ میں بٹھا پاؤ گے۔ خالد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نے ایک دوسرے مقام یاجج میں ملنے کا پروگرام بنالیا ہم علی الصبح روانہ ہو کر مقام ہدہ پہنچ گئے وہاں ہم کو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ مل گئے انہوں نے ہم کو اور ہم نے ان کو مرحبا کہا اس کے بعد ہم نے آپس میں ارادہ سفر کے بارے میں سوال و جواب کیے اور دونوں نے دعوت اسلام کو قبول کرنے کا ارادہ اور خود کو اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں دینے کا مقصد بیان کیا ہم تینوں کو بڑی خوشی ہوئی اور ساتھ میں سفر کر کے مدینہ میں داخل ہوئے اپنے اونٹوں کو ظہر حرہ میں باندھا تھا کہ کسی نے ہماری آمد کی اطلاع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کر دی جس کو سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسرت ہوئی۔

دربار رسالت میں حاضر ہونے کیلئے میں نے غسل کر کے عمدہ کپڑے پہنے ہی تھے کہ میرا بھائی ولید ملنے آ گیا مزاج پرسی اور نیک تمناؤں کے اظہار کے بعد انہوں نے کہا آپ کی آمد کی اطلاع حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہو چکی ہے جلدی چلو وہ انتظار فرما رہے ہیں میں تیز قدموں سے روانہ ہوا حتی کہ میں نزدیک ہی پہنچ گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور مجھے نظر آنے لگا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظریں مجھ پر تھیں اور تبسم فرما رہے تھے میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ کر سلام عرض کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خندہ روئی اور شگفتہ انداز میں جواب سلام عطا فرمایا۔

ازاں بعد میں نے کہا لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَاكَ۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا خالد میں تمہارے اندر جوہر ذاتی اور دانائی پاتا تھا اور میرا خیال تھا کہ جب کبھی تم نے اپنی ان خداداد صلاحیتوں سے کام لیتے ہوئے دعوت اسلامی پر فکر و تدبر کیا تم اس کو قبول کر لو گے۔

میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ جانتے ہیں کہ میں بہت مرتبہ اسلام کیلئے رکاوٹ بنا ہوں اور دین حق کے علمبرداروں اور خادموں کے مقابلے میں آیا ہوں اور گھوڑے سواروں کو لایا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے اس عمل کی معافی کیلئے اللہ رب العزت سے دعا فرما دیجئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام ما قبل کے تمام گناہوں کو فنا کر دیتا ہے۔

وہ معجزات جو غزوۂ خیبر میں ظاہر ہوئے

شیخین رحمہم اللہ نے حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ بن اکوع سے روایت کی کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کی طرف روانہ ہوئے ہم رات میں سفر کر رہے تھے ایک شخص نے حضرت عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ سے کہا کیا تم ہمیں اپنا نغمہ نہیں سناؤ گے تو وہ اترے اور مسلمانوں کو حدی سنانے لگے انہوں نے کہا:

اَللّٰهُمَّ لَوْلَا اَنْتَ مَا اهْتَدَیْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّیْنَا

فَاغْفِرْ فِدَاءً لَكَ مَا بَقِیْنَا وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَاقَیْنَا

اے خدا اگر تو نہ ہوتا تو ہم نہ ہدایت پاتے اور نہ ہم صدقہ دیتے اور نہ نماز پڑھتے تو ہمیں بخش دے ہم تجھ پر قربان ہوں جب تک ہم زندہ ہیں ہم کو ثابت قدم رکھ اگر ہم دشمنوں سے جنگ کریں۔

اس نغمہ کو سن کر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا حدی گا کر اونٹوں کو کون ہانک رہا ہے؟ لوگوں نے بتایا عامر رضی اللہ عنہ ہیں'

"آپ ﷺ نے فرمایا یرحمہ اللہ"

ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے عامر رضی اللہ عنہ کیلئے شہادت واجب کر دی کاش کہ ہم اس سے مزید فائدہ اٹھاتے۔

راوی کا بیان ہے کہ جب مسلمان صف بستہ ہوئے تو حضرت عامر رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار لی کہ یہودی پر وار کریں تو ان کی تلوار کی نوک ان کے پیر کے گھٹنے پر لگ گئی اور وہ شہید ہو گئے۔

شیخین رحمہما اللہ نے حضرت سہل بن سعد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن فرمایا کل اس جھنڈے کو میں ایسے شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح دے گا۔ دوسرے دن صبح کو آپ نے فرمایا علی بن ابی طالب کہاں ہیں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ وہ آشوب چشم میں مبتلا ہیں آپ نے انہیں بلا کر اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں میں لگایا اور دعا فرمائی۔ تو ان کا آشوب چشم رفع ہو گیا کوئی تکلیف نہ رہی۔

شیخین رحمہما اللہ نے حضرت سلمہ بن اکوع سے روایت کی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ آشوب چشم کی وجہ سے خیبر کے غزوہ میں لشکر سے ردیف میں رہ گئے اور خیبر میں پہنچ کر مل گئے فتح خیبر کی رات میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کل میں پرچم اسلامی ایسے شخص کے سپرد کروں گا جو اللہ اور رسول کو محبوب رکھتا ہے۔ صحابہ کرام شب میں باہم یہ تذکرہ کرتے رہے۔ دیکھیں وہ کون خوش نصیب ہے جس کو حضور ﷺ کل صبح پرچم اسلام عطا کرتے ہیں چونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ آشوب چشم میں مبتلا تھے لہذا ان کی طرف کسی کا خیال بھی نہیں گیا جب صبح ہوئی تو آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور علم ان کے سپرد کر دیا اور پھر اسی روز اللہ تعالیٰ نے خیبر فتح کروا دیا۔

بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر میں فرمایا۔ کل میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول کو محبوب رکھتا ہے اور وہ محصور یہود کے قلعہ کو فتح کرے گا اس موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ موجود نہ تھے اور اس اعلان کے بعد لوگوں میں حصول علم کیلئے حسرت و اشتیاق پیدا ہو گیا

---

۱ صلح حدیبیہ کے بعد ملت اسلامیہ کو مشرکین قریش کی طرف سے تو سکون اور فراغت مل گئی خیال تھا اب مبلغین اسلام دین کی دعوت کیلئے نکلیں گے اور ہر طرف ہر قریے، ہر قبیلے اور ہر برادری میں اسلام کی دعوت و پیغام پہنچائیں گے لیکن ہوا یہ کہ خیبر کے یہود نے جن میں بنی نضیر اور بنی قریظہ کے لوگ بھی جلاوطنی کے بعد جا کر آباد ہو گئے تھے اسلام کیخلاف محاربت، مخالفت اور مضاربت کا طوفان اٹھایا دوسرے قبائل کو ساتھ ملایا چنانچہ بنی غطفان سے مدینہ کو فتح کر کے آدھوں آدھ بانٹ لینے کا معاملہ کر لیا۔ اگرچہ مدینہ سے خیبر کافی دور ہے ان دونوں آبادیوں کے درمیان ۸ منزل کا فاصلہ ہے لیکن مدینہ کے منافقین کو بھی مخفی طور پر یہود نے ملایا تھا اور ان منافق جاسوسوں کی وجہ سے خیبر کے یہود کو مسلمانوں کی ایک ایک بات کی خبر ملتی رہتی تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خطرے کو محسوس فرمایا اور پھیلتا ہوا دیکھ کر مجبوراً مقابلے کی تیاری کی اور نہایت ہی پوشیدہ طریقے سے ۷ محرم ۷ ہجری میں تقریباً ڈیڑھ ہزار صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہمراہ جن میں دو سو سوار تھے مدینہ سے روانہ ہوئے اور مقام رجیع میں پہنچ کر جو بنو غطفان اور خیبر کے وسطی علاقہ میں ہے نزول فرمایا۔

یہود کے پاس چھ قلعے تھے مسلمانوں نے ان کو یکے بعد دیگرے فتح کرنا شروع کیا مگر بنو غطفان کی ہمت نہ ہوئی اور وہ یہود ان خیبر کے ساتھ شریک جنگ نہ ہوئے۔

سب سے مستحکم اور عظیم قلعہ قموص تھا جس میں یہود کا مشہور شہسوار مرحب رہتا تھا اس قلعہ کو مسخر کرنے کی جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم نے کوشش کی مگر وہ ناکام رہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلا کر علم عطا فرمایا۔ مرحب نامور شجاع و شہسوار نے قلعہ سے نکل کر جنگ کی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اسد اللہ غالب نے مرحب سے مقابلہ کر کے اس کو قتل کیا اور قلعہ فتح کر لیا۔ اس غزوہ میں ۹۳ یہودی مارے گئے اور صرف ۱۵ مسلمان شہید ہوئے یہود نے شکست کے بعد درخواست کی کہ ہم کو معاف کر دیا جائے ہم سالانہ پیداوار کا نصف حصہ ہر سال پیش کریں گے۔

دوسرے روز حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا ان کی پرآشوب آنکھوں میں لعاب دہن لگایا اور وہ ٹھیک ہو گئیں اس کے بعد علم جنگ عطا فرمایا۔

امام احمد' بیہقی' ابویعلیٰ اور ابونعیم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لعاب دہن لگایا ہے میری آنکھیں ہر بیماری سے محفوظ رہیں۔

حاکم و بیہقی نے شداد بن الہاد سے روایت کی کہ ایک اعرابی شخص ایمان لایا اور ہجرت کی اور جب غزوہ خیبر واقع ہوا اور غنیمت ملی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تقسیم فرمایا اور اس مہاجر اعرابی کو حصہ دیا اس نے عرض کیا میں نے حلقہ اسلام میں شمولیت اس مال کیلئے نہیں کی ہے بلکہ میں نے تو آپ کا اتباع اس لیے کیا ہے کہ میرے اس جگہ تیر لگے' یہ کہتے ہوئے اس نے اپنے حلق کی طرف اشارہ کیا پھر سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے اس نے کہا اور پھر اس تیر کے لگنے سے میں مر جاؤں اور جنت میں پہنچایا جاؤں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر تم اللہ تعالیٰ کی تصدیق کرتے ہو تو وہ تمہاری خواہش ضرور پوری کرے گا۔

اس کے بعد لشکر مجاہدین کفار سے لڑنے گیا تو اس اعرابی کے وہیں حلق میں تیر آ کر لگا جہاں اس نے اشارہ کیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا تو آپ نے فرمایا اس نے اللہ کی تصدیق کی' اللہ نے اسے سچا کر دیا۔

بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی آنکھ میں سبزی دیکھی تو اس کے بارے میں پوچھا یہ کیسے ہوا؟ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے بتایا میں ابن ابی الحقیق کی گود میں سر رکھے لیٹی تھی کہ سوگئی اسی حالت میں میں نے بحالت نیم بیداری ایک خواب دیکھا۔ چاند میری گود میں آ گیا ہے میں نے یہ واقعہ خواب اسے بتایا' جسے سن کر اس نے میرے منہ پر طمانچہ مارا اور کہا تو یثرب کے بادشاہ کی تمنا رکھتی ہے۔

ابویعلیٰ نے حمید بن ہلال سے روایت کی کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس حال میں آئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو تمام لوگوں میں سب سے زیادہ ناپسند تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری قوم نے ایسا اور ویسا کیا ہے اس کے بعد میں ابھی اپنی جگہ سے کھڑی بھی نہ ہوئی تھی کہ میرا دفعۃً انداز پسند بدل گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو تمام لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب معلوم ہونے لگے۔

بیہقی نے بہ طریق عاصم الاحول ابوعثمان ہندی یا ابی قلابہ سے روایت کی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر میں تشریف لائے تو اس زمانے میں کھجوریں تیار نہ تھی بلکہ کچی اور خام کھجوریں درختوں میں لگی تھیں مسلمانوں نے کچی کھجوروں کو یا نیم پختہ کھجوروں کو کھایا اور انہیں بخار ہو گیا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ نے بطور طریقہ علاج فرمایا کہ خاصی مقدار میں پانی کو مشکیزوں کے ذریعے ٹھنڈا کیا جائے اور صبح کی دونوں اذانوں کے درمیان وہ ٹھنڈا کیا ہوا پانی ان پر ڈالا جائے اور اللہ کا نام لیتے رہیں اور اس کی جانب سے شفاء کی امید رکھیں پس اصحاب نے ایسا ہی کیا چنانچہ وہ سب بیمار حضرات بطفیل رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم صحت یاب ہو گئے۔

واقدی اور بیہقی نے حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ غزوہ خیبر کے سفر میں میرے ساتھ میری زوجہ زمانہ حمل

ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا یہودیوں کے سردار حیی بن اخطب کی صاحبزادی اور کنانہ ابن ابی الحقیق کی بیوی تھیں غزوہ خیبر میں کنانہ مارا گیا اور حضرت صفیہ غنیمت میں آئیں ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے عقد فرمایا۔

میں تھیں اتفاقاً راہ میں خاص سے ہو گئیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا تو آپ نے بتایا کھجوروں کو پانی میں بھگو دو پھر وہ پانی پلاؤ تو میں نے اس پر عمل کیا اور میری بیو کو کوئی ناگوار بات پیش نہ آئی۔

ابو نعیم نے بہ طریق علقمہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ہم غزوہ خیبر کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے ایک روز حضور ﷺ نے رفع حاجت کیلئے ارادہ فرمایا اور کہا اے عبداللہ دیکھو کوئی پردے کی چیز نظر آتی ہے؟ میں نے دیکھا تو ایک درخت نظر آیا میں نے حضور ﷺ سے جا کر عرض کر دیا فرمایا اور غور سے دیکھو۔ میں نے بہ غور دیکھا تو ایک دوسرا درخت نظر آیا جو پہلے درخت سے بہت فاصلے پر تھا میں نے حضور ﷺ سے عرض کیا آپ ﷺ نے فرمایا ان دونوں درختوں سے جا کر کہو کہ اللہ کا رسول ﷺ حکم دیتا ہے کہ دونوں یکجا ہو جاؤ۔ میں نے جا کر کہا اور وہ دونوں مل گئے۔

حضور ﷺ ان درختوں کے پاس تشریف لائے ان دونوں درختوں نے آپ ﷺ کو پردے میں لے لیا اس کے بعد جب حضور ﷺ ان سے الگ ہوئے تو پھر دونوں درخت اپنی اپنی جگہ چلے گئے۔

ابن سعد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اہل خیبر جب شکست خوردہ اور مغلوب ہو گئے تو ان کے سامنے یہ شرطیں رکھی گئیں کہ وہ اپنی جانوں اور اہل و عیال کو لے کر نکل جائیں ان کے ساتھ سونا جا سکے گا نہ چاندی' پھر کنانہ اور ربیع حاضر ہوئے ان دونوں نے حضور ﷺ سے فرمایا:

''تمہارے وہ ظروف کہاں ہیں جن کو تم اہل مکہ کو عاریۃً دیا کرتے تھے''؟

ان دونوں نے کہا ہم لوگ اس حال میں بھاگے کہ ایک زمین ہمیں کمزور بناتی اور دوسری زمین ہمیں عزت دیتی تھی تو ایسی زبوں حالی میں ہم نے ان تمام ظروف کو خرچ کر ڈالا حضور ﷺ نے ان دونوں سے فرمایا

''اگر تم لوگ مجھ سے ذرہ برابر چھپاؤ گے اور مجھ کو اپنی فریب کاری سے اور چرب زبانی سے دھوکا اور چکمہ دینے کی کوشش کرو گے تو اس کی سزا تم کو ملے گی''

دونوں نے یک زبان ہو کر کہا آپ ہمارے بارے میں ایسا خیال نہ فرمائیں جو کچھ ہم نے کہا ہے اگر اس کے خلاف ہو تو سزا کے بارے میں آپ کا فیصلہ ہم کو منظور ہو گا۔

اس کے بعد حضور ﷺ نے ایک انصاری صحابی کو بلایا اور فرمایا فلاں میدان میں ایک درخت ہے اور اس درخت کی داہنی جانب یا بائیں جانب ایک اور اس سے بلند درخت نظر آئے گا اس کے نیچے جو کچھ ہے وہ نکال کر لے آؤ تو وہ گئے اور ظروف وغیرہ لے کر آ گئے پھر ان کو گرفتار کر لیا گیا۔

بیہقی نے ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ان شاء اللہ تعالیٰ ہم آج رات سفر کریں گے ہمارے ساتھ کوئی ایسا شخص سفر نہ کرے کہ جس کا اونٹ کمزور یا سرکش ہو اس کے باوجود ایک شخص اپنے سرکش اونٹ پر ہی روانہ ہو گیا۔ چنانچہ اونٹ نے اس کو گرا دیا ران ٹوٹ گئی بالآخر وہ مر گیا اس وقت حضور ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ سے اعلان کرا دیا کہ مرنے والے نے حکم عدولی کی جنت اس کیلئے حلال نہ ہو گی۔

ابن سعد نے ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں مجھے لکھا کہ کثیبہ[1] کے بارے میں تحقیق و تفتیش کر کے مجھے اطلاع دو کہ وہ خیبر کے اموات میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خمس تھا یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے خاص تھا میں نے اس بارے میں عمرہ بنت عبدالرحمان سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ابن ابی الحقیق سے صلح فرمائی تو نطاۃ اور شق کے پانچ حصے کیے اور کثیبہ کو اس کا ایک جزو قرار دیا اور اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ گولیاں بنا میں ایک گولی پر لفظ للہ یعنی اللہ کیلئے لکھا اور بارگاہ خداوندی میں دعا اور التجا کی اے خدا اپنے حصہ میں کثیبہ کو قبول فرمالے قرعہ اندازی میں سب سے پہلے جو گولی نکلی وہ کثیبہ برائے اللہ تھی اس وجہ سے کثیبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خمس قرار پایا اور دو حصے خالی تھے جن میں کوئی نشان نہ تھا اور وہ مسلمانوں میں اٹھارہ مساوی حصوں میں مشترک تھے راوی حدیث ابوبکر کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کو اپنے نتائج تحقیق سے مطلع کر دیا۔

شیخین رحمہما اللہ نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک غزوہ میں مسلمان اور مشرکین کے درمیان نہایت ہی گھمسان کا رن پڑا مجاہدین اسلام میں ایک مرد شجاع ایسا تھا جس نے ہر مقابل کو پچھاڑا اور جس کسی پر حملہ آور ہوا اس کو زندہ نہ چھوڑا اگر وہ بھاگا تو اس نے تعاقب کیا اور قتل کیے بغیر نہ لوٹا۔ خاتمہ جنگ کے بعد غازیان اسلام کی کارگزاریوں کا ذکر ہو رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے کہا کہ

آج جس قدر ثواب فلاں شخص نے حاصل کیا ہے اتنا تو کسی کو ملنے کی امید نہیں یہ بات سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ شخص تو دوزخی ہے۔

مجلس صحابہ رضی اللہ عنہم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس انکشاف پر تمام لوگ ششدر اور حیران رہ گئے اور اپنی مجاہدانہ سرگرمیوں پر غور کرتے ہوئے ان کی زبان پر نکل گیا جب وہ شخص دوزخی ہے تو پھر ہم کیسے جنتی ہو سکیں گے؟

ایک صحابی نے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا میرا تو خیال ہے وہ شخص اس حالت پر ہرگز نہیں مرے گا۔

حضرت سہل راوی حدیث نے بتایا کہ میں اس کے بعد اس شخص کے تجسس حال میں لگ گیا ایک مرتبہ وہ مجروح ہو گیا اور زخم پھیل کر بڑے شدید اور تکلیف دہ ہو گئے، اور درد و کرب کی تاب نہ لا کر اس نے خودکشی کا ارادہ کر لیا۔ اس کے بعد اس نے تلوار کے قبضہ کو زمین پر ٹیک کر کھڑا کر لیا اور نوک کو اپنی چھاتیوں کے مابین رکھ کر زور لگا دیا جس سے وہ ہلاک ہو گیا۔

شیخین رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے بیان کیا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر میں تھے تو آپ نے ایک مدعی اسلام کے بارے میں فرمایا یہ ایک دوزخی ہے جب میدان کارزار گرم ہوا تو اس شخص نے بڑی جرأت اور جانفروشی کا مظاہرہ کیا حتی کہ اس کے جسم پر بہت شدید زخم آئے وہ مضطرب تھا اس کا جسم جنبش اور حرکت کی برداشت بھی نہ کر سکتا تھا اور جس کے باعث وہ سخت کرب میں گرفتار تھا۔

---

[1] کثیبہ ایک مقام کا نام ہے جو خیبر کے نواح میں شامل تھا جس طرح حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فدک خاندان نبوت کو واپس کر دیا تھا۔ اسی طرح کثیبہ کے سلسلہ میں بھی آپ نے تحقیق فرمائی۔

اصحاب میں کسی نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ نے فلاں شخص کو دیکھا جس کے بارے میں آپ نے فرمایا تھا کہ وہ اہل نار سے ہے اس نے جان کی پرواہ کیے بغیر فی سبیل اللہ جہاد[1] کیا اور میدان جنگ کی جرأت مندانہ کوششیں نتیجہ خیز رہیں بڑی کثرت سے زخم آئے ہیں اور شدید ٹیسیں اور تکلیف ہے۔

فرمایا سنو وہ اہل نار سے ہے پھر اس مجروح نے درد و زخم کی تاب نہ لا کر خودکشی کر لی لوگوں نے کہا حضور ﷺ آپ کا ارشاد کس قدر سچ ہوتا ہے؟

بیہقی نے زید بن خالد سے روایت کی کہ خیبر کے موقع پر ایک صحابی فوت ہو گئے رسول اللہ ﷺ نے نماز جنازہ نہیں پڑھی اور فرمایا تم اپنے ساتھی کی نماز پڑھ لو یہ سن کر لوگوں کے چہروں کے رنگ اتر گئے حضور ﷺ نے فرمایا تمہارے ساتھی نے اللہ کی راہ میں خیانت کی ہے تو پھر ہم نے متوفی کے سامان کو دیکھا تو اس میں یہود کے منکوں میں سے ایک منکا موجود پایا جس کی حیثیت دو درہم بھی نہ ہوگی۔

شیخین رحمہما اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خیبر گئے ہمیں غنیمت میں سونا اور چاندی نہ ملا البتہ کپڑے، سامان اور دیگر اموال ملے جب رسول اللہ ﷺ وادی قریٰ کی جانب متوجہ ہوئے تو آپ کی خدمت میں ایک حبشی غلام جس کا نام مدعم تھا بطور پیشکش بھیجا گیا تھا وہ حضور ﷺ کا کام کاج کرتا رہتا۔ ایک موقعہ پر وہ حضور ﷺ کی سواری کس رہا تھا کہ اچانک اس کے ایک تیر آ لگا اور وہ مر گیا مسلمانوں نے کہا اسے جنت مبارک ہو یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں ایسا نہیں ہے کیونکہ اس نے خیبر کے اموال میں سے قبل تقسیم ایک چادر پوشیدہ کر لی تھی وہ مدعم پر جہنم کی آگ بھڑکا رہی ہے۔

امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فتح خیبر کے بعد ایک زہریلی بکری یہود کی طرف سے ہدیہ میں پیش کی گئی رسول اللہ ﷺ نے تمام یہودیوں کو بیک وقت طلب فرمایا چنانچہ سب یہودی حاضر ہو گئے۔

حضور ﷺ نے ان سے کہا میں تم لوگوں سے کچھ سوالات کروں گا تم ان کے جوابات نفی یا اثبات' انکار یا اقرار میں دینا''

یہود نے کہا بہت اچھا۔

حضور ﷺ نے دریافت فرمایا: تمہارا باپ کون ہے؟

یہود نے کہا: ہمارا باپ فلاں ہے

حضور ﷺ نے فرمایا تم نے جھوٹ کہا' تمہارا باپ وہ نہیں' بلکہ فلاں ہے

یہود نے کہا' بلاشبہ' آپ نے صحیح فرمایا ہے

حضور ﷺ نے پوچھا تم نے مجھ کو سوغات اور تحفہ میں ایک بکری بھیجی ہے اس کو تم نے زہر آلود کیا تھا؟

یہود نے اثبات میں جواب دیا کہا' ہاں کیا تھا؟

---

[1] ارباب سیر نے اس شخص کا نام کہیں نہیں لکھا ہے۔

حضور ﷺ نے سوال کیا۔ تمہیں اس کام پر ابھارنے کا سبب کیا ہوا؟

یہود نے کہا: ”ہمیں خیال ہوا کہ اگر آپ جھوٹے مدعی نبوت ہیں تو آپ کو ہمارے اس زہر ملانے کا علم نہ ہوگا آپ اس بکری کا دودھ یا گوشت جو کچھ استعمال کریں گے وہ موت کا سبب بن جائے گا اور ہم آپ سے نجات پالیں گے اور اگر آپ واقعی سچے رسول ہیں تو پھر ظاہر ہے آپ ﷺ کو نقصان نہ ہوگا۔

شیخین رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک یہودی عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بکری کا سالن لے کر حاضر ہوئی تو آپ ﷺ نے اس میں تھوڑا سا ہی لیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو آگاہ فرما دیا۔ وہ یہودی عورت بلائی گئی اور اس سے پوچھا گیا تو اس نے جو بیان دیا وہ یہ تھا کہ

”میں نے ارادہ کر لیا تھا کہ آپ ﷺ کو ہلاک کر دوں' اور اس ارادے کی تکمیل کیلئے میں نے یہ زہر خورانی کا طریقہ اختیار کیا“۔

حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تیرے غلط ارادے کی زد سے اپنے نبی ﷺ کو بچا لیا' بیہقی نے حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ میں نے مقام حرت میں رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ نے فرمایا نماز عشاء کے بعد لوگوں کے پاس نہ جاؤ قبیلہ کا ایک شخص اس کے باوجود رات کو اپنی بیوی کے پاس گیا مگر اس نے بیوی کو قابل اعتراض اور لائق ملامت حالت میں دیکھا وہ ہٹ گیا اور تعرض کیا نہ مشتعل ہوا البتہ وہ بے حد دل شکستہ ہوا اور بیوی کی طرف سے مایوس ہو گیا اور اس کو اپنی زوجیت سے نکالنے کے مسئلہ پر غور کرتا رہا اس اقدام میں اس کیلئے دو بڑے موانعات اور رکاوٹیں تھیں' اول بچوں کی پرورش اور ان سے غیر معمولی محبت دوسرے کچھ عقد نکاح کے شرائط۔

حضور ﷺ نے اس مصلحت سے رات میں اہل کے پاس جانے کی ممانعت فرما دی تھی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو غیب کی تمام باتوں سے آگاہ فرما دیا تھا۔

مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر سے لوٹتے وقت رات میں سفر کیا اور جب لشکر مجاہدین پر نیند نے غلبہ کیا تو پڑاؤ کیا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو رات کے پہرے پر مقرر فرمایا۔

سحر کے قریب حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی آنکھیں کثرت بیداری کے اثر سے بوجھل ہو گئیں اور وہ فطری طور پر اپنے کجاوے سے ٹیک لگائے ہوئے سو گئے وہ جاگے نہ کوئی اور صحابی رضی اللہ عنہم حتیٰ کہ آفتاب طلوع ہو گیا[۱] (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو آخر تک بیان کیا)

---

[۱] بیہقی نے اس حدیث کو بطریق مالک اس طرح بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس واقعہ کے سلسلہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ شیطان بلال رضی اللہ عنہ کے پاس پہلے حال میں آیا کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے شیطان نے ان کو لٹا دیا اور اس طرح تھپکا جیسے بچوں کو تھپکا جاتا ہے یہاں تک کہ بلال رضی اللہ عنہ سو گئے۔

آنحضرت ﷺ کا یسیر بن رزام یہودی کی طرف عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو بھیجنا

بیہقی اور ابونعیم نے بطریق عروہ اور بطریق موسیٰ بن عقبہ حضرت شہاب سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو ۳۰ سواروں پر امیر بنا کر جن میں حضرت عبداللہ بن انیس بھی تھے یسیر بن رزام کی طرف بھیجا یسیر نے حضرت عبداللہ بن انیس کے چہرے پر ایسا زخم لگایا جس کا اثر دماغ تک پہنچا۔

حضرت ابن انیس رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ کی خدمت میں لائے آپ نے ان کے اُس گہرے اور بڑے زخم پر لعاب دہن لگا دیا جس سے وہ مندمل ہوگیا۔

ان معجزات کا ظہور وصدور جو عمرہ قضاء میں ہوئے

واقدی اور بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ عمرہ قضا کے سلسلے میں بطن یاجج تک پہنچے تھے کہ کچھ قریش آئے اور انہوں نے کہا محمد ﷺ مکہ کا ہر چھوٹا اور بڑا سوچنے کا ایک ہی انداز نہیں رکھتا آپ ﷺ اسلحہ لگا کر اپنی قوم کی طرف بڑھ رہے ہیں۔

حالانکہ آپ ﷺ ان سے شرط کر چکے ہیں کہ مسافرت میں عام اور جو اور جس قدر اسلحہ عرب رکھتے ہیں اتنا ہی آپ اپنے ہمراہ لائیں گے اور تلواریں میانوں میں ہونگی آپ ﷺ نے فرمایا یہ سب ٹھیک ہے ہم معاہدہ یا قول وقرار کیخلاف نہیں کرتے لہٰذا تم لوگ بدگمانی نہ کرو ہم حرم مکہ میں اسلحہ لگا کر داخل نہ ہونگے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب عمرہ شرطیہ کیلئے جب مکہ میں داخل ہوئے تو مشرکوں نے کہا مکہ چھوڑ کر مدینہ میں آباد ہو جانیوالے صحابیوں کو یثرب کی آب وہوا اور بخار نے کمزور کر دیا ہے۔ آنحضرت ﷺ کو اطلاع ہوگئی چنانچہ حضور ﷺ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ طواف کے پہلے تین چکروں میں رمل کریں یعنی سینہ تان کر دوڑتے ہوئے چلیں تاکہ مشرکین تمہاری توانائی کو دیکھیں۔[1]

حضور ﷺ کا غالب لیثی کو بنی ملوح پر تاخت کیلئے بھیجنا

ابن سعد نے جندب بن مکیث جہنی سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت غالب بن عبداللہ لیثی کو ایک مجاہدین کی جماعت پر سربراہ بنا کر بنو ملوح پر تاخت کیلئے کدیہ بھیجا راوی حدیث جندب رضی اللہ عنہ کا جماعت مجاہدین میں شمول تھا۔

ہم نے علی الصبح پہنچ کر چھاپہ مارا اور ان کے تمام جانوروں کو ہانک لائے انہوں نے بڑی تیزی سے خطرہ اور نقصان کا ڈھنڈورہ پیٹا اور بہت جلد پورے قبیلے کو تعاقب اور مقابلے کیلئے ہمارے پیچھے لگا دیا ہماری تعداد بہت مختصر اور محدود تھی اور ان سے اس حالت میں ہمارے لیے لڑنے کا کوئی مفید نتیجہ برآمد نہ ہوتا۔

وہ ہمارا تعاقب کرتے ہوئے نزدیک پہنچ گئے اور صرف ایک چھوٹی وادی ہمارے اور ان کے درمیان حائل رہ گئی ہم سوچ رہے

[1] آج بھی طواف میں جو رمل کیا جاتا ہے وہ اسی ارشاد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہے جو آج سے چودہ سو برس پہلے دیا گیا تھا۔

تھے کہ بہر حال اب ہمیں تلواریں سونت لینی چاہئے۔ ہم یہ سوچ ہی رہے تھے اور ہم نے پھر نظر کی تو کیا دیکھتے ہیں کہ وادی بہت تیزی کے ساتھ پانی سے بھر رہی ہے ہم نے باہم ایک دوسرے کو بتایا اور پھر ہم اس کرشمہ خداوندی کو آیات قدرت الٰہی سے ایک آیت سمجھ کر دیکھتے رہے اور دیکھتے دیکھتے وادی ایک سیل رواں بن گئی آل ملوح کے لوگ ہم سے زیادہ اس کو حیرت و استعجاب سے منہ کھولے دیکھ رہے تھے۔

ام قرفہ کا آنحضرت ﷺ کے قتل پر اقدام واہتمام

ابو نعیم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ بنی فزارہ کی ایک عورت تھی جس کا نام ام قرفہ تھا اس نے اپنے بیٹوں اور پوتوں کا تیس افراد پر مشتمل لشکر تیار کیا تاکہ انہیں رسول اللہ ﷺ کے قتل پر مامور کرے۔ آپ ﷺ کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے دعا کی۔ اے خدا اس کو اس کی اولاد پر رلا دے۔ پھر حضور ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو چند جانے والے یعنی سریہ[1] کے ساتھ ان سے نمٹنے کیلئے بھیجا پس انہوں نے جا کر ام قرفہ اور اس کے بیٹوں اور پوتوں کو قتل کر دیا۔

لشکر اسلام سے بارہ مجاہدین کی شہادت اور ان کا جنت الفردوس میں داخل ہونا

امام احمد بیہقی نے بہ سند صحیح حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ایک عورت آئی اور اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نے خواب دیکھا کہ جنت میں داخل ہوئی ہوں پھر میں نے وہاں کچھ آوازوں کی جانب دیکھا تو مجھ کو فلاں اور فلاں اشخاص نظر آئے جن کو شاید اسی وقت لایا گیا تھا۔ یاد وہ بارہ اصحاب تھے چند روز قبل ہی حضور ﷺ نے مجاہدین کی ایک جماعت کو ایک مہم پر روانہ فرمایا یہ آدمی ان ہی شہداء فی سبیل اللہ کی تھی اس عورت نے بیان کیا ان کے جسموں پر شکستہ اور بوسیدہ پھٹے پرانے کپڑے تھے جس سے اندازہ کر لیجئے کہ وہ تہی دست اور غریب تھے ان کے جسم تازہ تھے اور ان سے خون بہہ رہا تھا پھر حکم ہوا۔ ان فداکاران اسلام کو نہر بیدخ لے جاؤ تو انہیں وہاں لے جا کر غسل دیا گیا ان کے چہرے چودھویں رات کی چاندنی کی مانند چمک رہے تھے اس کے بعد تخت طلائی پر انہیں بٹھایا گیا جنت کی طلائی کرسیاں اور طلائی طشتوں میں پھل رکھے گئے اور میں نے بھی ان کے ساتھ میوے کھائے۔

ان ہی دنوں پیامی آیا اور اس نے بارہ مسلمانوں کی شہادت اور سریہ کی کامیابی اور فتح کی اطلاع دی[2]۔

سریہ موتہ کے موقع پر ظاہر ہونے والے معجزات

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے سریہ موتہ[3] کے لئے پہلا امیر زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو بتایا اور فرمایا اگر وہ شہید ہو جائیں تو دوسرے امیر لشکر جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب ہوں اور وہ بھی شہید ہو جائیں تو

---

[1] سریہ عہد رسالت کا وہ اسلامی لشکر جس کی تیاری، ترتیب اور تنظیم وغیرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما کر مہم پر روانہ کر دیا ہو اور بہ نفس نفیس شرکت نہ فرمائی ہو۔

[2] یعنی خوشخبری دینے والے نے ان شہداء کا ذکر کیا اور ان کے نام وہی بتائے جن کو اس عورت نے گنایا اور بتایا تھا جب اس عورت نے اس شخص کے سامنے اپنا خواب بیان کیا تو اس نے ان کی تصدیق کی کہ شہداء یہی حضرات تھے۔

[3] موتہ ایک گاؤں کا نام ہے جو شہر بلقاء کا ایک حصہ ہے اور ملک شام میں واقع ہے۔

تیسرے امیر ابن رواحہ رضی اللہ عنہ ہوں۔

واقدی نے کہا کہ مجھ سے ربیعہ بن عثمان نے عمر بن الحکم سے انہوں نے اپنے والد سے حدیث بیان کی کہ نعمان بن رہطی یہودی آیا اور وہ لوگوں کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑا ہوگیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے تھے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ لشکر کے امیر ہیں اگر یہ شہید ہوجائیں تو جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب امیر ہوں اور اگر وہ بھی شہید ہوجائیں تو پھر عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ امیر ہوں اور اگر عبداللہ رضی اللہ عنہ بھی شہید ہوجائیں تو پھر مسلمان جس شخص کو پسند کریں اپنا امیر لشکر بنائیں۔

نعمان یہودی نے یہ سن کر کہا: ''اے ابوالقاسم'' اگر واقعی آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں تو جن جن اشخاص کا نام آپ نے لیا ہے وہ ضرور شہید ہوں گے کیونکہ انبیاء بنی اسرائیل میں سے جن کو ایسے معرکے پیش آئے اور اس میں انہوں نے یکے بعد دیگرے امیر مقرر کیے تو وہ تقرر شدہ امیر شہید ہوگئے اس کے بعد وہ یہودی حضرت زید رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہوا اور کہا اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دعویٰ نبوت میں سچے ہیں تو تم ہرگز زندہ نہ آسکو گے۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

(مندرجہ بالا حدیث کو بیہقی اور ابونعیم نے بھی نقل کیا ہے) [2]

---

[1] بیہقی اور ابونعیم سے مروی حدیث کا مضمون تو یہی ہے لیکن الفاظ مختلف ہیں۔

[2] تمام سرایا میں سریہ موتہ بہت ہی اہم اور مشہور سریہ ہے کیونکہ اس سریہ میں صعوبت، شدت اور سخت ترین جدال وقتال ہوا۔ اس سریہ کا وقوع کا باعث یہ ہوا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بصرہ کے بادشاہ کے نام پر اسلام کی دعوت کا مکتوب تحریر کرایا اور حضرت حارث بن عمیر الازدی کو دیا کہ وہ یہ مکتوب بادشاہ بصرہ کو پہنچا دیں۔ حضرت حارث ارشاد نبوی کی تعمیل میں مکتوب لے کر روانہ ہوئے۔ جب مقام موتہ پر پہنچے تو شرحبیل بن عمرو غسانی نے جو قیصر روم کے امراء میں سے تھا۔ ان کا راستہ روکا اور دریافت کیا کہ کہاں جا رہے ہو۔ انہوں نے فرمایا شام جا رہا ہوں تاکہ رسول برحق صلی اللہ علیہ وسلم کا دعوت نامہ بادشاہ شام کو پہنچا دوں۔ شرحبیل نے کہا کہ اچھا تو تم محمد کے قاصد ہو انہوں نے فرمایا ہاں! اس میں کیا شک ہے! یہ سن کر شرحبیل نے یکبارگی حضرت حارث پر حملہ کرکے ان کو شہید کردیا۔ اس سے قبل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی قاصد کو قتل نہیں کیا گیا اور نہ کسی بادشاہ کا یہ دستور تھا یعنی قاصدوں کا قتل آداب سفارت کے خلاف تھا۔

حضرت حارث رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت شاق گزری اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا۔ دشمنوں کی سرکوبی کے لئے تیار ہو جاؤ چنانچہ موضع ''جرف'' میں تقریباً تین ہزار صحابہ رضوان اللہ اجمعین جمع ہوگئے۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لے گئے اور صحابہ کرام سے خطاب فرمایا کہ میں زید بن حارثہ کو تمہارا امیر مقرر کرتا ہوں۔ اگر وہ شہید ہو جائیں تو (حضرت) جعفر بن ابی طالب امیر ہیں۔ اگر جعفر بھی شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہ امیر بنائیں جائیں اور اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو پھر مسلمان جس کو چاہیں امیر بنائیں۔

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سفید علم تیار کرکے حضرت زید بن حارثہ کو مرحمت فرمایا اور ''ثنیۃ الوداع'' تک ان کے ساتھ مشایعت فرمائی۔ جب یہ لوگ آگے روانہ ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے لئے دعا فرمائی اور مناجات کی کہ حق تعالیٰ تمہیں دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھے اور سالم و غانم واپس لائے۔ چنانچہ جب دونوں لشکر آمنے سامنے آئے اور صفیں سیدھی ہوگئیں تو حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ علم لہراتے میدان کارزار میں تشریف لائے اور خوب ہی داد شجاعت دی یہاں تک کہ تیروں سے مجروح ہوکر شہید ہوگئے۔ ان کے بعد حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حسب ارشاد نبوی علم سنبھال لیا۔ گھوڑے سے اتر پڑے اور لڑتے رہے یہاں تک کہ ان کا داہنا ہاتھ کٹ گیا۔ اس وقت علم بائیں ہاتھ میں لے لیا اور بدستور جنگ کرتے رہے پھر بایاں ہاتھ بھی کٹ کر گر گیا تو علم کو دونوں بازوؤں میں دبالیا۔ اسی اثنا میں کسی دشمن دین نے ان کے سر پر تلوار کا بھرپور ہاتھ مارا اور وہ دو ٹکڑے ہوکر زمین پر آرہے۔ بخاری میں مروی ہے کہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے جسم پر نوے سے زیادہ تیروں کے زخم تھے۔ آپ کی شہادت کے بعد حضرت عبداللہ بن رواحہ نے علم لے لیا اور (باقی اگلے صفحہ پر)

واقدی اور بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں سریہ موتہ میں موجود تھا میں نے وہاں مخالفین اسلام کے کیمپ میں وہ ساز و سامان' اسلحہ' گھوڑوں کے حد نگاہ تک طویلے' سونا اور دیبا وحریر کے کپڑے اور لباس دیکھا کہ میری آنکھیں خیرہ ہو کر رہ گئیں میری حالت دیکھ کر ثابت بن اقرم رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ تمہیں یہ کیا ہوا کہ مخالفین اسلام کی اس کثرت وشان اور ساز و سامان کو دیکھ کر حیرت زدہ اور مبہوت ہو رہے ہو؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ''ہاں بھائی ثابت رضی اللہ عنہ! واقعہ تو یہی ہے کہ ان کی اس اعلیٰ افراط سامان سے میں کچھ ضرور متاثر ہوا ہوں۔''

حضرت ثابت رضی اللہ عنہ بن اقرم انصاری نے کہا کہ اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ تم غزوہ بدر میں موجود نہ تھے۔ اگر موجود ہوتے تو دیکھتے کہ حق تعالیٰ نے قلت تعداد اور بے سروسامانی کے باوجود کس طرح مدد فرمائی اور اسلامی لشکر کو نصرت عطا فرمائی۔ انشاء اللہ اب بھی نصرت وتائید خداوندی ہمارے شریک حال ہوگی اور ہم کامیاب رہیں گے۔

بیہقی وابونعیم نے بہ روایت موسیٰ بن عقبہ ابن شہاب سے نقل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے بیان کیا کہ ہم سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے سامنے سے حضرت جعفر فرشتوں کی معیت میں' فرشتوں کی مخصوص پرواز کے مطابق اڑتے ہوئے گزرے اور ان کے دو بازو بھی میں نے دیکھے۔

صحابہ کرام نے بیان کیا کہ حضرت یعلےٰ بن منیہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مجاہدین موتہ کی خبریں لے کر حاضر ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم اپنی خدمت یا فرض منصبی کی بجا آوری کے طور پر وہاں کے حالات بتانا چاہو تو بتا سکتے ہو ورنہ میں باخبر ہوں اور یعلےٰ میں تم کو تمام حالات مفصل طور پر جزئیات کی صراحت کے ساتھ بتا سکتا ہوں۔ انہوں نے عرض کیا۔ پھر تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ ہی کی زبان مبارک سے سننا پسند کروں گا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیان سے حالات وکوائف کی تصویر سی پیش کر دی۔ حضرت یعلےٰ رضی اللہ عنہ نے کہا' اے رسول عربی فِدَاكَ اُمِّي وَ اَبِي! میدان جنگ کے یہ مربوط مکمل اور تفصیلی حالات جس صحت کے ساتھ آپ نے بیان فرمائے' میں یقین کے ساتھ عرض کر رہا ہوں کہ بلقاء کی جنگ کا کوئی مبصر اس طرح نقل واقعات پر قدرت نہ رکھ سکے گا۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے سے زمین کے تمام حجابات اٹھا دیے تھے اور میں بہ حیثیت مجموعی پورے لشکر مجاہدین کو اور انفرادی طور پر ان میں سے ہر فرد کو دیکھتا رہا ہوں۔

بڑھتے ہوئے دشمنوں پر ٹوٹ پڑے اور لڑتے ہوئے شہید ہو گئے چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم یہ تھا کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ کی شہادت کے بعد مسلمان کسی کو اپنا امیر منتخب کر لیں۔ اس وقت حضرت ثابت بن اقرم انصاری نے سبقت کی اور علم سنبھال لیا اور پھر سب مسلمانوں نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو امیر لشکر منتخب کر لیا۔ دراصل تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو قدرے پسپائی کا سامنا کرنا پڑا لیکن حضرت قطبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو جوش دلایا اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے پوری شدت کے ساتھ حملہ کیا اور مشرکوں کی ایک بڑی جماعت کو تہ تیغ کر ڈالا۔ اس روز حضرت خالد کے ہاتھ میں ۹ تلواریں ٹوٹیں جب شام ہوئی تو دونوں لشکر اپنے اپنے مقام کو واپس آ گئے دوسرے دن پھر کارزار گرم ہوا اور جنگ موتہ کا معرکہ حضرت خالد کے ہاتھ سے سر ہوا اور بارگاہ رسالت سے حضرت خالد کو سیف اللہ کا خطاب ملا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید رضی اللہ عنہ، حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا اور علم حضرت زید رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا تو وہ تینوں بزرگ شہید ہوگئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی خبریں آنے سے پہلے مسلمانوں کے تمام حالات بیان فرمادیے چنانچہ معرکہ کارزار میں جس وقت حق و باطل نبرد آزمائے ہوئے تو سینکڑوں میل دور دراز موقعہ کے میدانی مقابلہ کا حل بیان کرتے ہوئے مجلس نبوی میں حاضر صحابہ کرام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح فرمایا۔

''حضرت زید رضی اللہ عنہ علم اسلام لے کر بڑھے اور اب وہ شہید ہوئے'' اس کے بعد ارشاد ہوا کہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ علم لے کر بڑھے اور اب وہ بھی شہید ہوگئے اس کے بعد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے علم سنبھالا اب وہ بڑھ رہے ہیں اب وہ بھی شہید ہوگئے''

پھر فرمایا: حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے بغیر امیر بنائے علم کو ہاتھ میں لے لیا ہے اور پھر اللہ کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم نگاہ غیب بین والے نے فرمایا اللہ تعالیٰ خالد رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر فتح دے گا۔

بیہقی نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موتہ کیلئے سریہ کو روانہ فرماتے وقت سربراہی کی تعین کرتے وقت حکم دیا کہ اے شرکائے لشکر حق تم پر زید بن حارثہ امیر ہیں وہ شہید ہو جائیں تو جعفر بن ابی طالب ہیں اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو پھر عبداللہ بن رواحہ امیر ہیں۔

لشکر الٰہی مدینۃ الاسلام سے روانہ ہوگیا اور نوع انسانی کے سب سے بڑے محسن اور مصلح اعظم سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نتائج و حالات معلوم کرنے کیلئے منتظر رہے پھر ایک روز وہ نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لائے اور فرمایا

''اَلصَّلٰوۃُ جَامِعَۃٌ'' کی آبادی میں گشت لگا کر منادی کردو۔

چنانچہ فی الفور جاں نثار اٹھ کھڑے ہوئے اور شاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر مسجد نبوی میں دیکھتے ہی دیکھتے اصحاب رضی اللہ عنہم کا کثیرا اجتماع ہوگیا۔

حمد و صلوٰۃ کے بعد بموجب طریق سنت اَمَّا بَعْد کہا اور پھر ارشاد ہوا:

''میں تم کو روانہ شدہ لشکر کی خبر دیتا ہوں' دشمن کی ٹڈی دل فوجوں سے حضرت زید رضی اللہ عنہ نے جواں مردی سے مقابلہ کیا حتی کہ جان دے دی' اس کے بعد حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے علم لیا اور لشکر غنیم پر پے در پے شدید حملے کیے ہمت و استقلال اور ثبات و عزیمت کی انتہائی حدوں کو چھولیا' اور جان دے دی۔ اس کے بعد ہمارے تیسرے سالار حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اسلامی شوکت کا علم بہ طور امانت اپنے مضبوط ارادہ سے مضبوط ہاتھوں میں مضبوط گرفت سے پکڑا چاروں جانب سے زور ڈالنے والوں کا زور چاروں طرف پر زور حملے کر کے توڑ دیا غنیم کی سپاہ کو آج پہلی بار معلوم ہوا کہ انسان اس ارادہ اس دل گردہ اور اس زور کے بھی ہوتے ہیں۔ عبداللہ لڑتے رہے' لڑاتے رہے کاٹتے رہے اور بالآخر انہوں نے بھی جان دے دی۔

ل سریہ موتہ میں شہادت پانے والے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جو بنام ان کی شہادت کا ذکر فرماتے جاتے تھے اور چشم ہائے مبارک اشکبار تھیں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن رواحہ کی شہادت کی خبر دے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار یعنی خالد نے علم لے لیا ہے اور ان کے ہی ہاتھ پر فتح ہوگی اسی دن سے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا لقب سیف اللہ ہوگیا۔

اس کے بعد خالد بن ولید نے علم لے لیا اور وہ جوش و عزیمت کے غلبہ کی وجہ سے بلا انتظار از خود امیر ہو گئے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اللہ خالد تیری تلواروں میں سے ایک تلوار ہے تو اس کی مدد کر یہ ساعت تھی کہ جب سے خالد کے ساتھ آنحضرت ﷺ کا دیا ہوا وصفی نام بطور لقب کے ملت اسلامیہ استعمال کرنے لگی اور وہ قیام و بقائے عالم تک حضرت خالد رضی اللہ عنہ سیف اللہ ہو گئے

ابن اسحاق ابن سعد بیہقی اور ابونعیم نے حضرت اسماء بنت عمیس سے روایت کی انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ میرے یہاں تشریف لائے اور کہا جعفر کے بچوں کو میرے پاس لاؤ میں بچوں کو آپ ﷺ کے پاس لائی آپ ﷺ نے چہرہ مبارک ان کے جسموں کے قریب کر دیا جیسے ان کے پاس سے خوشبو لے رہے ہوں پھر آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ میں آپ پر قربان ہو جاؤں آپ نصیب دشمناں کس وجہ سے گریہ کناں ہیں؟ کیا آپ کے پاس حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کی کوئی خبر آئی ہے؟ ارشاد فرمایا "میرے بھائی جعفر آج شہید ہو گئے۔"

واقدی بیہقی اور ابن عساکر نے حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے فرمایا مجھے یاد ہے جب رسول اللہ ﷺ میری والدہ کے پاس تشریف لائے اور میرے والد کی شہادت کی خبر انہیں دی اور فرمایا

اے اسماء کیا تمہیں خوشخبری سناؤں؟ اللہ تعالیٰ نے جعفر کو دو بازو عطا فرما دیئے ہیں اور اب وہ جنتوں میں پرواز فرما رہے ہیں۔

ابن جعفر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ والدہ صاحبہ کے پاس جب تشریف لائے تو میں اپنے بھائی کے لئے کچھ خرید رہا تھا پس دیکھ کر آپ نے دعا کی اے خدا عبداللہ کی تجارت میں برکت عطا فرما" تو میں جو کچھ خریدتا یا بیچتا اللہ تعالیٰ نے اس میں میرے لیے خزانہ غیب سے برکت عطا فرماتا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ حضور اکرم ﷺ جب ابن جعفر رضی اللہ عنہ کو سلام کرتے تو کہتے "اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ ذِي الْجَنَاحَيْنِ۝

حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے دیکھا کہ جعفر رضی اللہ عنہ جنت میں فرشتوں کو جلو میں لیے اڑ رہے ہیں اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو بھی دیکھا وہ جنت الفردوس کے ایک اعلیٰ مقام میں تکیہ لگائے تخت نشین تھے۔

اللہ تعالیٰ کی نصرت کاملہ سے مکہ معظمہ کا فتح ہونا اور اس موقع خاص پر معجزات نبوی کا ظہور وصدور

بیہقی نے بطریق ابن اسحاق تین واسطوں سے مسور بن مخرمہ سے روایت کی کہ صلح حدیبیہ میں شرط تھی کہ جو کوئی رسول اللہ ﷺ

[illegible]

سے معاہدہ کرنا چاہے تو وہ کر سکتا ہے اور جو کوئی قریش کے عہد و پیمان میں آنا چاہے تو اس کو بھی اختیار ہے کہ وہ ایسا کر لے چنانچہ بنو خزاعہ رسول اللہ ﷺ کے اور بنو بکر قریش کے حلیف اور معاہد ہو گئے اس معاہدہ کے سولہ یا سترہ ماہ بعد بنو بکر، بنو خزاعہ اور پانی کے قضیہ کی وجہ سے ایک رات حملہ کر بیٹھے قریش نے یہ سوچ کر بنو بکر رات کی تاریکی میں حملہ آور ہو گئے اس لیے مسلمانوں کو کچھ پتہ ہی نہ چلے گا ان کی سازو سامان اور اسلحہ سے مدد کر دی نیز کچھ منچلے قریش بنو بکر کے ساتھ مل کر بنو خزاعہ کے خلاف جنگ میں بھی شریک ہو گئے۔

ان دونوں قبیلوں میں جنگ[۱] ہو رہی تھی تو عمرو بن سالم تیز رفتار سواری کے ذریعے رسول اللہ ﷺ کو خبر دینے روانہ ہو گیا۔[۲] حضور ﷺ نے فرمایا عمرو تمہاری مدد کی جائے گی آپ نے لشکر کی تیاری کا حکم دیا اور اس تیاری کی وجوہ اور روانگی کو کہ وہ کس طرف ہوگی راز میں رکھا۔

ابن اسحاق اور بیہقی نے عروہ سے روایت کی کہ جب عمرو بن سالم خزاعی کی درخواست پر رسول اللہ ﷺ نے مکہ کی طرف روانگی کیلئے لشکر کی تیاری کا حکم دیا تو حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے قریش کو خفیہ طور پر ایک مکتوب لکھا کہ

رسول اللہ ﷺ نے تم پر حملہ کرنے کیلئے لشکر اسلامی کو تیاری کرنے کا حکم دیدیا ہے۔

حاطب رضی اللہ عنہ نے یہ خط لکھ کر مزینہ کی ایک عورت سے اجرت طے کی اور خط اس کے حوالے کر دیا اس نے سر کے بالوں میں رکھ کر ان کی گرہ جیسے کہ عورتیں بناتی ہیں بنالی اور روانہ ہوگئی آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ سے مطلع فرما دیا۔ حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کو اس کے تعاقب میں روانہ فرمایا ان حضرات کرام رضی اللہ عنہما نے جا کر اسے پکڑا اور اس کے پاس سے وہ خط برآمد ہوا جو اس نے حاطب رضی اللہ عنہ سے لیا تھا۔

شیخین رحمہما اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کو بلا کر حکم دیا کہ تم تینوں اشخاص نخلستان خاخ میں پہنچو گے تو وہاں ہودے میں اونٹ پر ایک عورت تم کو ملے گی اس کے پاس ایک خط پوشیدہ ہے تم اس خط پر قبضہ کر لو چنانچہ ہم روانہ ہو گئے اپنے گھوڑوں کو تیز کیا اور خاخ کے شاداب باغ کے قریب اس عورت کو پالیا اور خط طلب کیا مگر اس نے خط کے بارے میں لاعلمی کا اظہار کیا اور کہا ایک مسافر خاتون کو تنگ نہ کرو میرے پاس کوئی خط نہیں۔

''ہم نے کہا'' تیرے جسم کو ہاتھ لگانا ہمیں پسند نہیں ہے تیرے لیے بہتر ہوگا کہ از خود وہ خط تو ہم کو دیدے ورنہ مجبوراً ہم تیری تلاشی لیں گے اگر تجھ کو برہنہ کرنے کی ضرورت محسوس کی تو ہم کو اس سے بھی دریغ نہ ہوگا''

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بہت رد و کد کے بعد خط کو اس نے اپنے بالوں کے جوڑے سے نکال کر ہمارے حوالے کیا جس کو لے کر ہم آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے یہ خط حاطب رضی اللہ عنہ ابن ابی بلتعہ کی طرف سے مشرکین قریش کے نام تھا

---

[۱] اس جنگ کے نتائج بنو بکر کے حق میں رہے ایک تو اس وجہ سے کہ اچانک غیر متوقع اور شب و بحالت خواب خزاعہ پر حملہ کیا گیا دوسرے خزاعہ کی عددی قوت کم تھی تیسرے بنو بکر کے قریش بھی شریک اور شامل حال ہو گئے تھے بنو خزاعہ نے شکست کھا کر حدود حرم میں پناہ لی مگر [illegible] چنانچہ ان کو حرم میں بھی قتل کیا جہاں ان کے نزدیک بھی خونریزی حرام تھی۔ [illegible]

[۲] [illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے تمام روداد سنائی اور معاہدہ کے تحت مدد چاہی۔

جس میں انہوں نے قریش کیخلاف رسول اللہ ﷺ کی جنگی تیاریوں کی خبر دی تھی۔

حضور ﷺ نے دریافت فرمایا، حاطب! ایسا کیوں کیا؟

انہوں نے جواب میں عرض کیا یا رسول اللہ میرے اس معاملے کے سلسلے میں جلدی فیصلہ نہ فرمایئے۔

حضرت حاطب رضی اللہ عنہ ایک مکرم و بزرگ صحابی اور شرکائے ''بدر'' میں سے تھے ان کی یہ حرکت یقیناً سب کیلئے باعث حیرت بن گئی جس کو سخت غصہ بھی آیا چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جوش غضب میں آ کر فرمایا یا رسول اللہ ﷺ اجازت دیجئے کہ اس منافق کی گردن اڑا دوں۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے عمر رضی اللہ عنہ اہل بدر کے گناہ اللہ تعالیٰ معاف کر چکا ہے اس نے فرمایا ہے۔

اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ — تم سے جیسا بھی عمل سرزد ہو جائے میں نے تمہیں بخش دیا ہے

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَاۤءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ آخر تک[1]

ابن اسحاق، ابن راہویہ، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے موقع پر دس ہزار صحابہ کرام کے ساتھ مدینہ سے روانہ ہوئے اور ''مرالظہران'' میں قیام فرمایا۔ قریش باوجود تجسس کے کوئی خبر بھی نہ پا سکے اور وہ یہ اندازہ بھی نہ کر سکے کہ ہماری جانب سے جو بدعہدی اور ظلم و جور کیا گیا ہے۔ اس کا ردعمل مسلمانوں کی طرف سے کیا ہوگا؟

بیہقی نے ابن شہاب سے روایت کی کہ لوگ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جس وقت حرم مکہ تشریف لے جا رہے تھے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ! میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اور آپ دونوں مکہ کے قریب پہنچ گئے۔ اس وقت ایک کتیا برآمد ہوئی اور بھونکنے لگی اور جب ہم اس کے قریب پہنچے تو وہ زمین پر دراز ہو گئی۔ میری نظر اس کے تھنوں پر پڑی تو میں نے دیکھا کہ ان سے دودھ جاری تھا۔

میرا خواب سن کر حضور ﷺ نے فرمایا مادۂ سگ سے مراد مشرکین مکہ ہیں جنہوں نے اول اول ہم پر رعب ڈالنے اور ہمارے کاموں میں مزاحمت کی اور جب ہم بلا کسی تردد اور مرعوبیت کے اپنی منزل کی طرف بڑھتے رہے تو وہ خود ہم سے متاثر ہو گئے۔

---

[1] پوری آیت مع ترجمہ و حوالہ درج ذیل ہے

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَاۤءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَاۤءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَابْتِغَاۤءَ مَرْضَاتِيْ تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَاۤ اَخْفَيْتُمْ وَمَاۤ اَعْلَنْتُمْ وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاۤءَ السَّبِيْلِ۝

(سورۂ ممتحنہ۔ رکوع اول۔ آیت اول)

اے ایمان والو تم میرے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بناؤ کہ ان سے اظہار دوستی کرنے لگو، حالانکہ تمہارے پاس جو دین حق آ چکا ہے وہ اس کے منکر ہیں وہ رسول کو اور تم کو اس بنا پر کہ تم اپنے پروردگار اللہ پر ایمان لے آئے شہر بدر کر چکے ہیں اگر تم میرے راستے میں جہاد کرنے کی غرض سے اور میری رضامندی ڈھونڈنے کی غرض سے نکلے ہو، مگر تم ان سے چپکے چپکے دوستی کی باتیں کرتے ہو حالانکہ مجھ کو سب چیزوں کا خوب علم ہے تم جو کچھ چھپا کر کرتے ہو اور جو کچھ ظاہر کرتے ہو اور جو شخص تم میں سے ایسا کرے گا وہ راستی کی راہ سے بھٹک گیا۔

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مخبر صادق کے طور پر فرمایا ''ابوبکر تم ان کے بعض افراد سے ملو گے' پس تمہیں ابوسفیان ملے تو تم ان کو قتل نہ کرنا چنانچہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مرالظہران میں ابوسفیان اور حکیم دونوں ملے۔

مسلم' طیالسی اور بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فتح مکہ کے دن بعض انصاری نوجوانوں نے کہا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے شہر کی رغبت اور اپنے اہل خاندان کی رافت نے آلیا ہے اسی وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نزول وحی ہوا۔ پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اَخذِ وحی سے فارغ ہوئے تو فرمایا: اے گروہِ انصار! تم نے کہا ہے کہ مجھے اپنے شہر سے رغبت اور اپنے خاندان کی رافت نے آلیا ہے اے میرے انصار! جیسا تم خیال کر رہے ہو ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ اے میرے ہمدرد ساتھیو! میں تو اللہ کا فرمان پذیر اور اس کا رسول ہوں۔ میرا مرنا اور جینا تمہارے ساتھ[1] ہے میں تم کو کس طرح چھوڑ سکتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خطاب سن کر انصار رو پڑے اور مودبانہ طور پر عرض کیا خدا شاہد ہے ہم نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے جذبہ کے تحت ہماری زبان سے یہ نکل گیا تھا نہ کہ کسی برے خیال سے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے جذبات سے واقف ہیں اور میں تمہارے قول کو باور کرتا ہوں۔

ابن سعد نے ابی اسحاق سبیعی سے روایت کی انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ذوالجوشن کلابی آیا آپ نے اس سے فرمایا کس وجہ سے تو نے اسلام قبول نہیں کیا ہے؟ اس نے جواب دیا:

''اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں نے تمہاری قوم کا ردعمل دیکھا اس نے آپ کی تکذیب کی آپ کو نکل جانے پر مجبور کر دیا اور آپ کے قتل کرنے کے درپے رہی لہٰذا میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں کمزور' جلا وطن اور مظلوم لوگوں کو کیوں کر قابل توجہ سمجھوں اور ان دوسرے لوگوں کو غالب اور برتر حالت میں دیکھنے کے باوجود غریب اور خارج البلد لوگوں کی جمعیت میں کیسے شامل ہوں؟ میرا یہ ارادہ موجودہ صورتِ حال کے تقاضا کے مطابق ہے اور سیاسی فضا اور عینی مشاہدہ کی روشنی میں میں اس ارادہ پر نظر ثانی کرنے کی کوئی حاجت محسوس نہیں کرتا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ذوالجوشن اگر تو کچھ دن زندہ رہا تو انشاء اللہ تو جلد ہی حق کو باطل پر غلبہ پاتے دیکھ لے گا۔

ذی الجوشن بیان کرتا ہے کہ میں ضریہ کے مقام پر تھا کہ میرے سامنے مکہ سے آتا ہوا ایک سوار گزرا میں نے اس سے پوچھا کیا خبریں ہیں؟ اس نے بتایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مکہ کو مغلوب کر لیا ہے۔

ذی الجوشن کا بیان ہے کہ مجھے اس وقت احساس ہوا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت اسلام کو رد کر کے اپنی جہالت کا ثبوت دیا ہے۔

حاکم اور بیہقی نے بطریق قیس بن ابی حازم ابومسعود سے روایت کی کہ فتح مکہ کے روز ایک شخص سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کے دوران ہیبت سے کانپنے لگا آپ نے فرمایا تم اپنے آپ کو قابو میں رکھو' میں اس بے چاری قریشی عورت کا فرزند ہوں جو قدید[2]

---

[1] آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اس تقریر سے انصار کو یقین دلایا کہ آپ مکہ مکرمہ کو اب وطن نہیں بنائیں گے اور مدینہ منورہ ہی واپس تشریف لے جائیں گے۔

[2] قدید: سکھایا ہوا گوشت

صاف تھی۔ بیہقی کی روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ میں بادشاہ تو نہیں ہوں۔

بیہقی اور ابونعیم نے بطریق عبداللہ بن دینار حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ جب مکہ میں داخل ہوئے تو آپ نے وہاں تین سو ساٹھ بتوں کو موجود پایا ان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا "جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا○ ان کو آپ اپنے عصا سے گراتے اور وہ گر پڑتے۔

ابن عساکر نے عطاء سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر جبکہ آپ ﷺ مکہ کے قریب پہنچ چکے تھے فرمایا قریش میں چار شخص ہیں جو شرک سے متنفر ہیں اور اسلام سے رغبت رکھتے ہیں لوگوں نے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ کون لوگ ہیں ارشاد فرمایا وہ عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ، جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ، حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ اور سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ ہیں۔

حاکم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو ساتھ میں لیا اور خانہ کعبہ میں تشریف لا کر مجھ سے فرمایا بیٹھ جاؤ تو میں ایک طرف کو بیٹھ گیا پھر حضور ﷺ میرے شانوں پر چڑھ گئے اور فرمایا کھڑے ہو جاؤ تو میں کھڑا ہو گیا۔ اب حضور ﷺ نے میری کمزوری کو محسوس کر لیا اور فرمایا بیٹھ جاؤ تو میں بیٹھ گیا۔ اس کے بعد فرمایا اے علی تم میرے شانوں پر سوار ہو جاؤ تو میں نے ایسا ہی کیا حضور ﷺ مجھے لے کر کھڑے ہو گئے مجھے بلندی کا احساس ہوا اور میری ہمت بلند ہوگئی میں خیال کرنے لگا اگر میں چاہوں تو آسمان سے ہمکنار ہو جاؤں تو میں خانہ کعبہ کے اوپر چڑھ گیا اور رسول اللہ ﷺ دور ہٹ گئے۔ آپ نے مجھ سے فرمایا قریش کے اس بڑے بت کو گرا دو یہ بت تانبے کا اور بڑا جسیم تھا لوہے کی کیلوں سے جڑا ہوا تھا۔

حضور ﷺ نے فرمایا علی بت شکنی کے دوران پڑھتے رہو "جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا○ میں حسب ارشاد رسول ﷺ اس آیت کریمہ کو پڑھتے رہا اور میں نے اس عظیم نصب شدہ بت کو اوندھے منہ گرا دیا۔

ابن سعد نے بطریق عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اپنے والد حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فتح مکہ کے روز مجھ کو دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے دونوں بھتیجے عتبہ اور معتب جو ابولہب کے بیٹے ہیں تمہیں معلوم ہیں کہ کہاں ہیں؟

میں نے عرض کیا "مجھے صحیح طور پر تو معلوم نہیں خیال کرتا ہوں کہ وہ بھی ان ہی اطراف میں چلے گئے ہوں گے جہاں کچھ قریش چلے گئے ہیں۔

فرمایا اچھا ان دونوں کو میرے پاس بلا لاؤ۔

میں سوار ہو کر مقام عرنہ میں ان کے پاس پہنچا اور ان دونوں کو حضور ﷺ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے دونوں کو اسلام کی دعوت پیش کی جس کو انہوں نے خوش دلی اور برضا قبول کیا اور حضور ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اس کے بعد ان دونوں کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے ہوئے آپ ﷺ ملتزم تک آئے دونوں کیلئے دعا کی پھر واپس تشریف لے آئے میں نے دیکھا اس وقت آپ کا چہرہ خوشی سے چمک رہا تھا۔ یہ دیکھ کر مجھے بھی خوشی ہوئی اور میں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول ﷺ میں آپ ﷺ کو خوش دیکھ رہا ہوں آپ نے فرمایا میں نے اپنے رب سے ان دونوں چچازادوں کو مانگا تھا پس پروردگار نے مجھے ان

ل [illegible] ۲ [illegible] داخل اسلام ہو کر اسلام کی خدمت بڑے جوش و خروش سے کی۔

دونوں کو دے دیا۔

طبرانی نے اوسط میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ وہ دن ہے جس کا وعدہ میرے رب نے ان الفاظ میں فرمایا:

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۝ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝

(سورۂ نصر: پارہ عم)

جب اللہ کی مدد آ پہنچی اور فتح حاصل ہوئی اور آپ نے دیکھ لیا کہ لوگ غول کے غول خدا کے دین میں داخل ہو رہے ہیں تو اپنے پروردگار کی تعریف کیساتھ تسبیح کیجئے اور اس سے ان کیلئے مغفرت مانگئے بے شک وہ معاف کرنے والا ہے۔

ابن سعد، ترمذی، حاکم، ابن حبان، دارقطنی اور بیہقی نے حارث بن مالک سے روایت کی کہ فتح مکہ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج سے قیامت تک سرزمین مکہ میں جہاد نہ ہوگا بیہقی نے اس سے مراد یہ لی ہے کہ اہل مکہ۔ قیام قیامت تک روش کفر و شرک اختیار نہ کریں گے۔

بیہقی وابونعیم نے ابوالطفیل سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے فوراً بعد حضرت مجدِ اعظم خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو صنم خانہ عزیٰ کو توڑنے اور ڈھانے کیلئے قبائل بنو ثقیف کے درمیان مقام نخلہ روانہ فرمایا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ پہنچے اور آپ رضی اللہ عنہ نے عزیٰ کو تین آہنی میخوں سے جڑا ہوا پایا۔ انہوں نے بت اور عمارت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ تعمیل کرآیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کام مکمل نہیں کیا لہٰذا پھر جاؤ اور کام مکمل کر کے واپس آؤ۔

حضرت خالد پھر گئے پجاریوں اور پروہتوں نے دیکھا تو پہاڑیوں اور چٹانوں میں جا کر چھپ گئے اور دعائیں کرنے لگے اے الوہیت اور عظمت کے حامل عزیٰ اس قریشی صابی کو "فاتر العقل" کر دے۔ کسی طرح اس ونا کارہ ارادہ کام بنا دے ورنہ تیری رسوائی اور ذلت آ پہنچی۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے ایک برہنہ عورت کو دیکھا جس کے بال پریشان اور سر پر خاک پڑی تھی۔ میں نے جا کر اس کے سر پر تلوار سے وار کیا وہ قتل ہوئی واپس آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا آپ نے فرمایا وہی تو عزیٰ تھی۔

ابن سعد نے واقدی سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر حضرت سعد بن زید اشہلی رضی اللہ عنہ کو منات کے بت خانے کی طرف روانہ فرمایا جو مکہ مدینہ کے درمیان قدید میں سمندر کے ساحل پر واقع تھا ۲۰ سوار ان کے ساتھ کر دیئے اور حکم دیا بت کو توڑ دو اور عمارت کو منہدم کر دو۔

سعد رضی اللہ عنہ جب منات کے قریب پہنچے تو مجاور پروہتوں نے پوچھا تم لوگوں نے کیسے زحمت کی سعد رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا' ہم منات کو توڑنے آئے ہیں پروہتوں نے کہا تمہارا تو معاملہ منات سے براہ راست رہے گا۔

۱؎ ابن سعد نے سعید بن عمرو ہذلی سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ مکرمہ فتح فرمایا تو حضور نے پیادہ شتر سوار طرف روانہ فرمایا چنانچہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو عزیٰ کے بت خانے کو توڑنے بھیجا۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ بت کی طرف چند قدم چلے تھے کہ معاً ایک کریہہ صورت' کالی رنگت تند خصلت اور برہنہ حالت میں ایک عورت نکلی آہ و بکا اور شور و شیون کرتی ہوئی سب سے بڑے پروہت نے کہا۔ اے صاحب اختیار دیوتا منات۔ تو صاحب قوت اور صاحب شوکت ہے تو اپنے غیظ و غضب سے اپنے مٹانے والے کو مٹا دے۔

جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھا تو تلوار کا ہاتھ مارا وہ دو ٹکڑے ہو کر تڑپی پھر جہنم رسید ہوئی بعد ازاں منات کو ضربوں سے چور چور کر دیا گیا اور اس کی عمارت کو منہدم کر دیا گیا۔

شیخین رحمہما اللہ نے ابو الشریح عدوی سے روایت کی کہ فتح مکہ کے روز رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور فرمایا مکہ اللہ کا حرم ہے جو شخص اللہ اور رسول پر ایمان رکھتا ہے یعنی مسلمان ہے آئندہ کبھی بھی اس کیلئے لائق نہیں ہے کہ حرم کے حدود میں جنگ و قتال کرے خون ریزی کرے حدود حرام کے درخت کاٹے یا جانوروں کا شکار کرے یہ میرے لیے بھی ہے کیونکہ فتح کے دن میرے لیے اجازت بھی دن کی ایک گھڑی میں تھی۔[1]

شیخین رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ نے اصحاب فیل سے مکہ کی حفاظت کی مگر اپنے رسول ﷺ اور مسلمانوں کو اہل مکہ پر غالب کر دیا لوگو! آگاہ رہو حرم مکہ میں خون ریزی حرام ہے اور میرے لیے بھی صرف ایک بار دن کے ایک خاص حصے میں ایک گھڑی کیلئے حلال ہوا تھا۔

ابن سعد نے کہا کہ چند واسطوں سے حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ہمیں پہنچی انہوں نے بیان کیا کہ ہجرت مدینہ سے قبل رسول اللہ ﷺ نے مجھے دعوت اسلام دی میں نے کہا حیرت ہے آپ ﷺ مجھ سے امید رکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کی اتباع کر لوں گا آبائی اور موروثی دین کو چھوڑ کر آپ ﷺ کا نیا دین قبول کر لوں گا۔

زمانہ جاہلیت میں دوشنبہ اور پنج شنبہ کو کعبہ طواف کیلئے کھولا جاتا تھا ان دنوں کے علاوہ ایک روز آپ ﷺ تشریف لائے اور کعبۃ اللہ میں داخل ہونا چاہا مگر میں نے سختی سے روک دیا آپ نے تحمل و برداشت سے کام لیا اور فرمایا:

''اے عثمان رضی اللہ عنہ یاد رکھو وہ وقت کچھ دور نہیں ہے کہ خانہ کعبہ کی چابی ایک صاحب اختیار کی حیثیت سے میرے ہاتھ میں ہوگی اور میں جس کو چاہوں گا اس کو تولیت کے ساتھ چابی عطا فرماؤں گا''

میں نے کہا تھا کہ اے محمد ﷺ کیا اس وقت قریش مر چکے ہوں گے یا پھر وہ ذلت و رسوائی کو برداشت کر لیں گے۔

آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا تھا' عثمان' ایسا نہیں ہے اس دن قریش کو عزت اور معافی ملے گی۔[2] یہ فرما کر آپ ﷺ کعبہ

---

[1] یعنی حرم کعبہ میں جدال و قتال کی اجازت آج کے دن مجھے کچھ دیر کیلئے عطا ہوئی تھی اب آئندہ ابد الآباد تک جدال و قتال حرم کعبہ میں منع ہے اب اس کی پہلی حرمت پھر اسی طرح لوٹ آئی ہے۔

[2] رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب اور حق پرستوں پر ۲۰ سال چند ماہ تک مشرکین مکہ طرح طرح کے ظلم ڈھاتے رہے اور طرح طرح کے طوفان اٹھاتے رہے اس کے بعد ۱۷ رمضان المبارک ۸ ہجری کو فتح مکہ کے بعد جب وہ ایک حالت میں قید ہو کر آئے کہ ان میں سے ہر ایک بھیانک سزا کے خوف سے لرزاں اور ترساں تھا اور ان میں سے ہر ایک مایوسی اور ناکامی کی دلدل میں پھنسا ہوا تھا خوف سے ان کے چہرے زرد پڑ گئے تھے اس وقت سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

میں داخل ہو گئے اس کے بعد میں آپ کو کعبہ کے اندر داخلہ سے نہ روک سکا لیکن آپ ﷺ کی باتیں میرے دل میں گھر کر گئی ہیں مجھے یقین ہو گیا تھا کہ حضور ﷺ نے جو کچھ فرمایا ہے وہ ہو کر رہے گا پھر میں نے مسلمان ہو جانے کا ارادہ کیا تو میری قوم نے مجھے جھڑ کا اور سختی کے ساتھ، خائف کر دیا فتح مکہ کے روز حضور ﷺ نے کعبۃ اللہ کی چابی مجھ سے طلب فرمائی میں نے چابی دی اور آپ نے اپنے ہاتھ میں لے کر پھر مجھ ہی کو عطا فرما دی اور کہا یہ چابی ہمیشہ تمہارے پاس رہے گی تم سے کسی کا چابی لینا دراصل ظلم سے چھین لینے کے مترادف ہوگا۔[۱]

میں حضور ﷺ سے جدا ہو کر چند قدم چلا تھا تو مجھے آواز دی' میں پلٹ کر حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے تبسم فرماتے ہوئے پوچھا: عثمان' کیا وہ بات پوری نہ ہوئی جو میں نے تم سے کہی' فوراً مجھے آپ کا وہ فرمانا یاد آ گیا جو آپ نے ہجرت سے پہلے مکہ مکرمہ میں مجھ سے فرمائی تھی یہ سن کر میں نے عرض کیا آپ نے جو فرمایا: وہ بالکل صحیح ثابت ہوا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔

وہ معجزات جو غزوۂ حنین میں واقع ہوئے

شیخین رحمہما اللہ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ان سے دریافت کیا گیا کہ کیا تم لوگ حنین میں رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے انہوں نے جواب دیا ہاں ہم لوگ بھاگ کھڑے ہوئے تھے مگر سرور کونین ﷺ نے اپنی جگہ سے جنبش بھی نہ فرمائی ہوازن بڑی ماہر تیر انداز قوم تھی جب ہمارا ان سے مقابلہ ہوا اور ہم نے ان پر حملہ کیا تو وہ بھاگ کھڑے ہوئے اور لوگ مال غنیمت پر ٹوٹ پڑے تو انہوں نے ہم پر سامنے سے تیر اندازی شروع کر دی جس کے بعد مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے ہم نے اس وقت دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کی سواری کی لگام ابوسفیان بن حارث پکڑے ہوئے کھڑے تھے[۲] اور آنحضرت ﷺ کی

اے جماعت قریش آج تمہارا وہ غرور اور گھمنڈ کہاں ہے سو اللہ تعالیٰ نے تمہارے اس جاہلیت کے غرور اور تکبر اور نسب کے فخر کو مٹا دیا' تمام آدمی آدم کی اولاد ہیں اور حضرت آدم خاک ہی سے بنے تھے۔

قریش نے یہ سن کر کچھ جواب نہ دیا' شرم و ندامت سے ان کی نظریں زمین میں گڑی تھیں' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر ارشاد فرمایا' اے قریشی سردارو تمہیں معلوم ہے کہ میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کروں گا۔

سرداران قریش نے جواب دیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے شریف بھائی اور شریف برادرزادہ ہیں' یہ جواب پا کر لسان نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ کلمات جاری ہوئے "اِذْهَبُوْا فَاَنْتُمُ الطُّلَقَآءُ لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْكُمُ الْیَوْمَ یَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ؀" جاؤ تم آزاد ہو' آج تم پر کوئی ملامت یا گرفت نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ بھی تم کو معاف فرما دے گا۔ وہ سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے۔

۱۔ ابھی تک یہ چابی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن طلحہ کی نسل میں برقرار ہے اور کعبہ کی تولیت کو مسلمانوں نے ان ہی کیلئے مخصوص کر دیا ہے۔

۲۔ "فتح مکہ" کے بعد بنی ثقیف اور ہوازن کے قبائل جو مکہ اور طائف کے درمیانی علاقوں میں آباد تھے یہ نہایت جنگجو اور سرکش قوم تھی مسلمانوں سے مقابلہ کرنے کیلئے تیار ہو کر آئے مالک بن عوف ایک نامور شجاع ان کا سپہ سالار تھا سرور دو عالم کو جب خبر ملی تو صحابہ کو لے کر مکہ سے مقابلے کیلئے نکلے۔ اسلامی فوج کی تعداد بارہ ہزار تھی اور ساز و سامان بھی وافر تھا۔ صحابہ کرام "جو ہمیشہ تھوڑی تعداد اور ناکافی سامان کے باوجود بڑی بڑی افواج پر غالب آتے رہے تھے اس وقت اپنی اس کثرت اور شوکت کو دیکھ کر کہنے لگے کہ اب ہمارے اوپر کون غالب آ سکتا ہے مجاہدین اسلام کا یہ وقتی تفاخر اور عارضی خیال نظر جس میں مادی اسباب اور وسائل پر ان کی نگاہیں کچھ زیادہ ہی پڑنے لگی تھیں بارگاہ خداوندی میں ناپسند ہوا اور جنگ کے اولین حملے اور پہلے ہی مرحلے میں جب مشرکین ہوازن نے مسلمانوں پر تیر اندازی شروع کی تمام مسلمانوں کا ضبط و نظم درہم برہم ہو گیا اور انتشار پھیل گیا سب کے پیر اکھڑ گئے اور میدان جنگ چھوڑ بیٹھے۔ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

زبان پر تھا

أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ   أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے جو بلند آواز تھے فرمایا کہ لوگوں کو پکارو اور حوصلہ دو تاکہ فرار نہ ہوں اور ثابت قدم رہیں اپنے قدموں سے بھاگنے والے مسلمان لوٹ آئیں۔

ان کی آواز اور ان کے اعلان کو سن کر پیچھے انصار پلٹے اور ان کا حملہ ایک ہو گیا انہوں نے پورے جوش اور جذبے سے اپنی جیت میں شامل ہو کر دشمن پر حملہ کیا۔ پھر باقی مسلمان بھی آ گئے اور دوبارہ دشمنوں پر ٹوٹ پڑے۔ بنو ثقیف اور بنو ہوازن نے اپنی روایتی بہادری کا ثبوت دیا مگر نتائج جنگ اور فتح و کامرانی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مسلمانوں کے مقدر ہونے کا فیصلہ کر دیا تھا چنانچہ چند گھنٹوں کی زور آزمائی کے بعد دشمن بھاگ گئے اور بہت سے اسیر ہو گئے۔

مسلمانوں کو غنیمت میں چھ ہزار قیدی اور چوبیس ہزار اونٹ چالیس ہزار بکریاں اور چار ہزار اوقیہ چاندی ملی۔

قرآن حکیم میں اس واقعہ کا سورۃ توبہ میں ذکر ہے

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ۝ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ۝ (سورۃ توبہ رکوع ۴ آیت ۲۵،۲۶)

اللہ تعالیٰ نے بہت سے موقعوں پر تمہاری مدد کی اور حنین کے دن بھی جب کہ تم کو اپنی کثرت پر ناز ہو گیا تھا پھر وہ کچھ کام نہ آئی اور زمین باوجود اپنی وسعت کے تمہارے اوپر تنگ ہو گئی اور تم پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں پر تسکین نازل فرمائی اور ایسا لشکر اتارا جن کو تم نے نہیں دیکھا اور کافروں کو عذاب دیا اور کافروں کی یہی سزا ہے۔

طائف سے واپسی پر آپ نے اموال غنیمت میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو جو نئے مسلمان ہوئے تھے تالیف قلوب کے لیے بہت زیادہ عطا فرمایا تو بعض انصار کو ملال ہوا انہوں نے آپس میں کہا کہ رسول اللہ نے اپنے قبیلے اور قوم میں مال تقسیم کر دیا اور ہم کو محروم رکھا حالانکہ قریش ہماری تلواروں سے بچے ہوئے ہیں۔ مصیبت ہم اٹھائیں اور غنیمت دوسرے لے جائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان باتوں کا چرچا سنا تو حضرات انصار رضی اللہ عنہم کو طلب کر کے پوچھا کیا تم لوگوں نے ایسا کہا ہے؟ انصار رضی اللہ عنہم نے جواب دیا کہ ہمارے بعض نوجوانوں نے بے شک اس قسم کی باتیں کہی ہیں لیکن سمجھ دار لوگوں میں سے کسی نے کچھ نہیں کہا۔ ان کا یہ جواب سن کر پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار رضی اللہ عنہم کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا۔

کیا یہ سچ نہیں ہے کہ تم لوگ گمراہ تھے اللہ تعالیٰ نے میری بدولت تم کو ہدایت دی تم لوگ آپس میں ایک دوسرے کے دشمن تھے میرے ذریعے سے تم میں اتفاق و الفت پیدا کر دی تم لوگ نادار تھے میری ہی وجہ سے اللہ نے تم کو غنی کر دیا۔

انصار رضی اللہ عنہم ہر بات پر تصدیق کرتے ہوئے عرض کرتے رہے لاریب بے شک بالکل درست اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم پر بہت بڑا احسان ہے۔

اس کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

نہیں اے انصار بلکہ تم مجھ کو جواب دے سکتے ہو کہ ساری دنیا نے تم کو جھٹلایا اور ہم نے تائید اور تصدیق کی سب نے تم کو چھوڑ دیا اور ہم نے سینہ سے لگایا تم مفلس تھے ہم نے حاجت روائی کی اور میں تمہاری ان سب باتوں کی تصدیق اور اعتراف کروں گا۔ اے جماعت انصار کیا تم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ لوگ اپنے وطن اونٹ اور بکری لے کر جائیں اور تم محمد ﷺ کو اپنے گھر لے کر جاؤ

یہ سن کر انصار بے اختیار رونے لگے حتیٰ کہ ان کی داڑھیاں آنسوؤں سے تر ہو گئیں اس کے بعد آپ نے اس خاص تقسیم کی وجہ بیان کی اور بتایا کہ یہ لوگ نئے مسلمان ہیں تالیف قلوب کی خاطر ان کو زیادہ مال دے دیا گیا ان سے کسی استحقاق کی وجہ سے نہیں دیا گیا شکوہ کرنے والے نوجوان بھی پشیمان تھے آپ سے معذرت خواہ ہوئے اور آپ نے معاف فرما دیا۔

یعنی میں نبی ہوں' اس میں جھوٹ نہیں ہے' میں ابن عبدالمطلب ہوں۔

بخاری نے تاریخ میں اور ابن سعد و حاکم اور بیہقی نے حضرت عیاض بن حارث نضری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ حنین میں مٹھی بھر کنکریاں لیں اور مخالف لشکر کی طرف پھینکیں تو پھر وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔

بیہقی اور ابن عساکر عبدالرحمان مولی ام برثن سے روایت کی کہ ان سے مشرکین حنین میں سے ایک شخص نے کہا جب ہم مسلمانوں کے مقابل ہوئے اور حملہ عام کا آغاز ہوا تو مسلمان اتنی دیر بھی میدان میں نہ رکے کہ جتنی دیر میں چرواہا ایک بکری کا دودھ نکالتا ہے ہم نے ان کے پاؤں اکھیڑ دیئے ہم ان کے تعاقب میں آگے بڑھ رہے تھے کہ اسی اثناء میں ہماری نظر ایک سوار پر پڑی جو سفید خچر پر تھا ہم نے بہ غور دیکھا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چاروں طرف آس پاس سفید و حسین چہروں والے افراد تھے۔ انہوں نے ہم تعاقب کرنے والوں پر ایک خاص انداز سے نگاہ ڈالی اور پھر کہا شاہت الوجوہ ارجعوا تو ہم بھاگ پڑے اور وہ لوگ ہمیں تو ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے ہمارے حلقوم کو چھید رہے ہیں اور شانوں پر چڑھے بیٹھے ہیں۔

ابو القاسم بغوی' بیہقی' ابو نعیم اور ابن عساکر نے بہ طریق ابن المبارک حضرت ابوبکر ہذلی سے انہوں نے عکرمہ سے اس طرح روایت کی کہ شیبہ بن عثمان نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حنین میں جہاد کیا تو مجھ کو اپنے باپ عثمان اور چچا کی یاد آ گئی ان دونوں کو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا میرے اندر بے پناہ جوش انتقام بھڑک اٹھا پس میں نے ارادہ کر لیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے انتقام لوں گا۔

میں حنین کے میدان جنگ میں پہنچا میری نظروں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کر لیا مگر آپ کے قریب داہنی جانب عباس رضی اللہ عنہ تھے میں نے سوچا یہ آپ کے چچا ہیں آپ کی بھرپور مدافعت کریں گے جب میں نے دوبارہ ماحول کا جائزہ لیا تو دیکھا کہ آپ کے بائیں جانب ابوسفیان بن حارث کھڑے ہیں سوچا یہ چچا زاد برادر ہیں ان کو بھی یگی اور پوری ہمدردی ہوگی پھر میں اپنے ارادہ کو عملی جامہ پہنانے کی غرض سے پیچھے کی طرف اس قدر قریب ہو گیا کہ وہاں سے تلوار کا وار بہ آسانی کر سکتا تھا کہ معاً ایک آگ کا شعلہ بالکل میرے قریب سامنے کی طرف فروزاں ہوا میں پیچھے ہٹ گیا میں اسی وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف توجہ کی اور فرمایا شیبہ! قریب آؤ' میں آگے بڑھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک میرے سینہ پر رکھا جس سے تمام کدورت اور خصومت کا بخار میرے دل سے نکل گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت میرے واسطے دنیا کی ہر شے سے زیادہ محبوب ہوئی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیبہ مشرکین سے جہاد کرو اس کے بعد عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ مہاجرین کو بلاؤ اور انصار کو بھی آواز دو شیبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم کے اس جذبہ اخلاص' محبت اور ایثار کو بیان کرنے کیلئے میں کون سا اسلوب بیان اختیار کروں اور کس شے سے اس کو تشبیہ دوں پھر شیبہ نے سلسلہ بیان جاری رکھتے ہوئے کہا ایک ناقہ کی اپنی اولاد سے محبت ضرب المثل ہے حضور سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس سے بھی کہیں زیادہ محبت اپنے سردار صلی اللہ علیہ وسلم سے تھی۔

میں دیکھ رہا تھا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے بس اعلان ہی کیا تھا اور مہاجرین و انصار اس مرکز برکات ذات والا صفات کی جانب کھنچے آ رہے تھے گویا مہتاب کی طرف خلاء میں کواکب و کہکشاں کا ایک لڑی میں پرویا ہوا قافلہ ان آنے والوں نے ہر طرف سے آ

کر ہجوم کر لیا پھر آپ ﷺ نے زمین پر سے کنکریاں لیں اور مشرکین بنو ثقیف اور ہوازن کی طرف پھینکا اور فرمایا شاھت الوجوہ حم لا ینصرون پس تمام مشرکین ہزیمت کھا کر بھاگ پڑے۔

ابو نعیم نے عطیہ سعدی سے روایت کی کہ عطیہ ان لوگوں میں سے تھا جس نے نبی ﷺ سے ہوازن کے قیدیوں کے بارے میں باتیں کی تھیں اور پھر تمام صحابہ ؓ نے اپنے اپنے حصے میں آئے ہوئے قیدیوں کو واپس کر دیا تھا مگر ایک شخص نے قیدی کو نہیں لوٹایا۔ حضور ﷺ نے دعا کی کہ اے خدا تو اس کا حصہ ضائع کر دے پس وہ نو عمر دوشیزہ لڑکیوں اور نوجوان مضبوط غلاموں کے پاس سے گزرتا اور ان کو چھوڑتا گیا اس کی نگاہ ایک سن رسیدہ بوڑھی عورت پر پڑی اس نے کہا یہ عورت مجھے مطلوب ہے اس لیے کہ یہ قبیلہ کی ماں ہے لوگ آئیں گے اور مناسب فدیہ دے کر لے جائیں گے۔ اس انتخاب پر عطیہ نے نعرہ تکبیر بلند کیا اور کہا عجیب رہا اس کا انتخاب اس نے ایک ایسی ضعیفہ کو پسند کیا ہے جو نہ آنکھوں سے ٹھیک دیکھتی ہے نہ کانوں سے ہر آواز سنتی ہے اس کے منہ میں نہ دانت ہیں نہ ٹھوس جسم۔

بیچاری کا کوئی والی وارث بھی نہ تھا معزز گھرانہ بھی نہ تھا کہ قبیلہ کی عزت ہو حضور ﷺ نے جس شخص کو بددعا دی تھی مجبوراً چند دن انتظار کے بعد اس بڑھیا کو آزاد کر دیا۔

غزوۂ تبوک اور سلسلۂ غزوات میں اس کی اہمیت اور معجزات کا ظہور

ابن اسحاق' حاکم اور بیہقی نے حضرت ابن مسعود ؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ جب تبوک کی طرف روانہ ہوئے تو کچھ افراد پیچھے رہ گئے تھے حضرت ابوذر ؓ بھی بعد میں آ کر لشکر میں شامل ہوئے تھے کچھ مسلمانوں نے دیکھ کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کوئی شخص راہ میں ہے اور ہماری طرف آ رہا ہے آپ ﷺ نے فرمایا ابوذر ؓ ہوں گے جب وہ مزید آگے بڑھے کچھ لوگوں نے مزید غور کیا تو وہ پہچان گئے اور کہنے لگے ہاں اللہ کے رسول ﷺ وہ تو ابوذر ؓ ہی ہیں حضور ﷺ نے کہا' اللہ تعالیٰ ابوذر پر رحم فرمائے وہ تنہا ہی چلتے ہیں تنہا ہی مریں گے اور تنہا ہی اٹھائے جائیں گے۔

تو زمانے کے لوگوں کو جو ایذا پہنچی وہ انہیں بھی پہنچ کر رہی وہ ربذہ میں جا کر رہے اور وہیں یکہ و تنہا رہ کر زندگی گزار دی اور وہیں وفات پائی ان کے پاس صرف ان کی زوجہ اور غلام تھا ان کا جنازہ شاہراہ عام پر لا کر رکھ دیا گیا اسی وقت ایک قافلہ وارد ہوا قافلہ میں حضرت ابن مسعود ؓ تھے جب انہیں معلوم ہوا کہ ابوذر کا جنازہ ہے تو اشکبار ہوئے حضور ﷺ کا ابوذر ؓ کی تنہائی کے بارے میں جو قول اوپر بیان ہو۔ اس کو بیان کیا اور نماز جنازہ پڑھائی۔

ل حنین کی شکست کے بعد ہوازن کے کچھ لوگ بلا کسی تاخیر کے مسلمان ہو گئے اور حضور ﷺ سے کہا

ہم آپ سے بڑے پر امید ہیں جنگ میں گرفتار ہونے والی عورتیں حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہ سے رشتہ کی بنا پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی رضاعی رشتہ دار ہیں آپ نے فرمایا بنی ہاشم اور میرے حصے میں جو بھی عیال آئے ہیں واپس کر دوں گا مگر بہتر یہ ہے کہ نماز ظہر کے بعد میرا واسطہ دے کر مسلمانوں سے استدعا کرنا چنانچہ انہوں نے اس مشورہ پر عمل کیا اور مسلمانوں نے تمام قیدیوں کو واپس کر دیا۔

مسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب ہم غزوہ تبوک پر روانہ ہوئے تو ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انشاء اللہ کل تم صبح چشمہ تبوک پر پہنچ جاؤ گے مگر چاشت سے پہلے پہنچنا نہ ہوگا تو جولوگ یا فرد وہاں پہنچے وہ چشمہ کے پانی کو نہ چھوئے نہ استعمال کرے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم چشمہ پر پہنچے وہ تسمہ کی مانند تھا اور کسی قدر اس سے پانی نکل رہا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے برتن میں پانی لیا اور اس سے چہرانور اور دست مبارک دھوئے اس کے بعد وہ پانی چشمہ میں ڈال دیا تو پھر اس سے بہ کثرت پانی جاری ہو گیا تمام لوگوں نے اسے استعمال کیا اس کے بعد فرمایا اے معاذ اگر تم زندہ رہے تو دیکھو گے کہ اس چشمہ کے پانی سے باغات بھر جائیں گے چنانچہ چشمہ آج بھی جاری ہے۔

مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک روز تبوک کے موقع پر جب لشکر اسلام کو بھوک نے بیتاب کر دیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سواری اور باربرداری کے اونٹوں کو ذبح کرنے کیلئے اجازت طلب کیا گئی یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر ایسا کیا گیا تو سواری کے جانور کم ہو جائیں گے۔ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بچا ہوا سامان خورد نوش اور آذوقہ لوگوں سے جمع کرا کر اس میں ان کیلئے دعائے برکت فرمادیں تو مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس میں برکت فرمادے گا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دستر خوان طلب فرما کر پس خوردہ سامان خورش کو اس پر جمع کرنے کا حکم[1] دیا۔ وہ تھوڑا تھوڑا اور دانہ دانہ ہو کر ڈھیر ہو گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اور لشکر مجاہدین سے فرمایا کہ توشہ دانوں میں اچھی طرح بھر لو' چنانچہ پورے لشکر نے ایسا ہی کیا اور سب کے برتن پر ہو گئے دستر خوان پر پھر بھی باقی رہا اللہ تعالیٰ کی برکت اور قدرت کے اس عام مشاہدہ اور معجزے کے ظہور کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ کلمات ادا ہوئے: اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ پھر مطلع فرمایا اس کلمہ کے اقرار و شہادت کے بعد جو بھی اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اسے اس میں شک نہ ہو تو اسے جنت سے روکا نہ جائے گا۔

ابونعیم نے بہ طریق ابوخالد خزاعی یزید بن یحییٰ حضرت محمد بن حمزہ بن عمرو اسلمی سے اور انہوں نے اپنے والد اور دادا سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب تبوک کے غزوہ میں تشریف لے جارہے تھے تو میں ایک گھی کے مشکیزہ پر مامور تھا۔ ایک روز میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر کھانے کی تیاری کا ارادہ کیا دیکھا تو مشکیزہ میں گھی بہت ہی تھوڑا رہ گیا تھا پس میں نے مشکیزہ کو دھوپ میں رکھ دیا تا کہ ہر طرف سے پگھل کر یک جا ہو جائے میں آرام کیلئے ذرا دراز ہوا اور نیند آ گئی تھوڑے ہی وقفہ میں آنکھ کھل گئی مشکیزہ اٹھانے پہنچا تو اللہ تعالیٰ کی شان اور حضور کے معجزے سے مشکیزہ گھی سے لبریز ہی نہ تھا بلکہ اس کے دہانے سے گھی باہر نکل کر بہہ رہا تھا میں نے گھبرا کر اس کا دہانہ دبا لیا اور اٹھا لیا۔

سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر عمرو اس کے دہانے کو نہ دباتے تو گھی سے تمام وادی بھر جاتی۔

ابونعیم نے واقدی سے روایت کی انہوں نے کہا بنی سعد کا ایک شخص بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تبوک میں حاضر ہوا

---

[1] ابن راھویہ' ابویعلیٰ ابونعیم' اور ابن عساکر نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے جو روایت کی ہے اس میں تمام کھانے کی مقدار اور اس کا وزن سترہ اصاع سے زیادہ نہ تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان تشریف فرماتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ساتویں شخص تھے یعنی کل نفوس سات تھے۔

میں نے اسلام قبول کیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا ہمیں کھانا کھلاؤ چنانچہ انہوں نے دستر خوان بچھایا اور تھیلی سے چند کھجوریں نکالیں جو گھی اور پنیر سے تر تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھاؤ تو ہم سب حاضرین نے کھجوریں کھائیں اور سب شکم سیر ہو گئے اس وقت میں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں تنہا کھانے والا ہوتا تو یہ ساری کھجوریں کھا جاتا یعنی اس قدر قلیل کھجوریں اتنے افراد کو کافی ہو گئیں۔

دربار نبوت میں دوسرے دن میں پھر حاضر ہوا اس موقع پر دس اشخاص اور بھی موجود تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا ہم کھانا کھائیں گے وہ تھیلی کے اندر ہاتھ ڈال کر خرمے تلاش کرنے لگے یہ دیکھ کر فرمایا اے بلال رضی اللہ عنہ بہت نکلے کا تھیلی کو دستر خوان پر لوٹ دو اور ذی العرش یعنی اللہ تعالیٰ سے کمی کا اندیشہ نہ کرو انہوں نے تھیلی کا منہ نیچا کر کے جھٹکا دیا کھجوریں پڑے سے پر آ گئیں ان کی مقدار میرے اندازے میں دو مد ہوگی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک کھجوروں پر رکھا اور پھر ہاتھ کو ہٹاتے ہوئے کہا بسم اللہ کر کے شروع کرو۔ میں نے اور تمام لوگوں نے جس قدر کھا سکتے تھے کھائیں پھر بھی دستر خوان پر اتنی ہی کھجوریں باقی رہ گئیں۔

میں تیسرے روز پھر خدمت اقدس میں حاضر ہوا اس روز چند اشخاص اور زیادہ ہو گئے میرے خیال میں ۱۲ اور ۱۳ افراد ہو گئے اس روز بھی کھانے کا وقت تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بلال ہم کھانا کھائیں گے حضرت بلال وہی تھیلی لائے اندر سے خرمے نکال کے دستر خوان پر لوٹ دیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر دست مبارک رکھا اور ارشاد کیا بسم اللہ کرو چنانچہ ہم سب نے سیر ہو کر کھائے اور بلال رضی اللہ عنہ نے جتنے خرمے نکالے تھے کم سے کم اتنے ہی بچے ہوئے پھر تھیلی کے اندر بھر لیے اس طرح ۳ دن مسلسل مجھے یہ معجزہ دیکھنے کا موقع ملا۔

واقدی اور ابو نعیم نے حضرت ابو قتادہ سے روایت کی کہ اسلامی لشکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں غزوہ کیلئے رواں دواں تھا اثنائے راہ میں پیاس لگی پھر وہ اس درجہ شدید ہوگئی کہ پیاس کے غلبہ سے زبانیں تالوؤں پر چمٹ گئیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالے میں تھوڑا پانی طلب فرمایا اور قطرے قطرے جگہ جگہ سے لے کر دو تین گھونٹ پانی جمع کر کے پیش خدمت کیا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالے کے پانی میں انگلیاں ڈبو دیں پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں سے پانی ابل پڑا جس کو ذخیرہ کر لیا گیا اور تمام لشکر جس میں تیس ہزار مجاہد بارہ ہزار اونٹ اور بارہ ہزار گھوڑے تھے سب کے سب خوب سیراب ہو گئے۔ راوی حدیث ابو قتادہ رضی اللہ عنہ

تبوک میں چار معجزے ظہور میں آئے ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں [illegible] تھے سخت گرمی تپش اور حرارت کی وجہ سے دو مرتبہ کے بعد پھر تیسری بار تشنگی لوگوں پر غالب آ گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کو تلاش آب کیلئے روانہ فرمایا وہ تلاش کرتے ہوئے مقام تبوک اور حجر کے درمیان پہنچے تو وہاں انہوں نے ایک عورت کے پاس مشکیزہ میں قلیل سا پانی دیکھا حضرت اسید نے اس عورت سے باتیں کیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس عورت کو لے آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

۔ دو قدر [illegible] ہوتا ہے۔

وہ پانی روبرو رکھا اور دعا فرمائی اس کے بعد فرمایا:

"اے لوگو: آؤ پانی پیو اور اپنے اپنے برتن بعد کیلئے بھی بھر لو اور تمام اونٹوں اور گھوڑوں کو بھی سیراب کر دو۔"

ابن حزیمہ اور ابونعیم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب سے کسی نے دریافت کیا کہ جیش عسرت کی کیا کیفیت تھی تو آپ نے فرمایا کہ ہم سخت گرمی کے موسم میں تبوک کی طرف روانہ ہوئے ایک منزل پر جب ہم نے قیام کیا تو ہمیں ایسی شدید پیاس نے گھیرا گویا یہ گرمی ہماری جان نکال لے گی۔ اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کیلئے دست ہائے مبارک بلند فرمائے ابھی دست مبارک نیچے نہ آئے پائے تھے کہ آسمان پر گڑگڑاہٹ ہوئی، بادل چھا گئے اور خوب بارش ہوئی اہل لشکر نے اپنے تمام برتن پانی سے بھر لیے۔

مسلم نے ابی حمید سے روایت کی کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نصرانیوں کے حملہ کی خبر سن کر تبوک کی طرف روانہ ہوئے دوران سفر وادی قریٰ میں ایک خاتون کے باغ کے پاس سے گزرے سرورکونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس باغ کی کھجوروں کا تخمینہ لگاؤ ہم نے تخمینہ لگایا۔ سرور ذیشان صلی اللہ علیہ وسلم کا اندازہ دس وسق تھا اس عورت سے کہ تم اپنی کھجوروں کا ناپ تول کر لینا اور ہم انشاء اللہ

یہ ۔۔۔ جو جمادی الاولیٰ ۸ھ حضرت حارث رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی ۔۔۔ [illegible] ۔۔۔ اسلام ۔۔۔ شجاعت دیتے ہوئے شہید ہوئے تھے ۔۔۔ [illegible] ۔۔۔ وتعاون کی اپیل کی جس پر اس نے بھی چالیس ہزار ۔۔۔ [illegible] ۔۔۔ غسانی نے مسلمانوں ۔۔۔ [illegible] ۔۔۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مقابلے کی تیاری شروع کی ہر مسلمان قبیلے سے فوجی اور مالی امداد طلب فرمائی ۔۔۔ [illegible] ۔۔۔ لشکر کی تیاری میں دشواریاں پیش آئیں منافقین نے مسلمانوں کو بہکانے کیلئے سرگرمیاں شروع کر دیں ۔۔۔ [illegible] ۔۔۔ باغوں کو چھوڑ کر اس آتشناک موسم میں ہرگز نہ جاؤ قرآن حکیم نے ان کے ۔۔۔ [illegible] ۔۔۔ سورۃ توبہ میں ۔۔۔ [illegible]

وَكَرِهُوْٓا اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ ۭ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ۭ لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ۝
(سورۃ توبہ رکوع ۱۱ آیت ۸۱)

[illegible]

۔۔۔ صحابہ نے اپنے اپنے حلقہ ۔۔۔ [illegible] ۔۔۔ حضرت عثمان غنی ۔۔۔ [illegible] ۔۔۔ رضی اللہ عنہ کی کوششوں اور ایثار کی بدولت عہد رسالت کی سب سے بڑی فوج ۔۔۔ [illegible] ۔۔۔ تیس ہزار لشکر ۔۔۔ آراستہ اور پیراستہ ہو گیا جس میں فوجی شہسواروں کے علاوہ ۔۔۔ [illegible] ۔۔۔ رجب ۹ھ میں روانہ ہوئے اور مقام تبوک میں ۔۔۔ [illegible]

ایلہ کے حکمران یوحنا نے آ کر مصالحت کی اور جزیہ دینا قبول کر لیا ۔۔۔ [illegible] ۔۔۔ دومۃ الجندل کا رئیس اکیدر قیصر روم ہرقل کا باجگزار ۔۔۔ [illegible] ۔۔۔ روایت متن میں آپ نے پڑھا روانہ فرمایا حضرت خالد رضی اللہ عنہ ۔۔۔ [illegible] ۔۔۔ اور اس نے جزیہ دینا منظور کر لیا۔

میدان تبوک میں دس دن تک قیام فرمایا ۔۔۔ [illegible] ۔۔۔ واپس تشریف لے آئے۔ ۔۔۔ [illegible] ۔۔۔ اللّٰھم صل علی محمد وعلی آلہ واصحابہ وسلم۔

تمہارے پاس واپس آئیں گے۔

ہم میدان تبوک میں تھے کہ ایک روز آپ نے ارشاد فرمایا آج رات میں شدید ہوا اور سخت جھکڑ چلیں گے' بہتر یہ ہے کہ تم میں سے کوئی شخص باہر نکل کر ہوا کے تھپیڑوں میں کھڑا نہ ہو اور جس مجاہد کی تحویل میں کوئی جانور اونٹ یا گھوڑا ہو اس کو چاہیے کہ وہ اس کے پیروں کو باندھ دے چنانچہ آندھی آئی اتفاق کچھ یالا پرواہی کہ ایک شخص کھڑا تھا ہوا کے زور اور تھپیڑوں نے اسے لے جا کر جبل طے کے پاس ڈال دیا۔

جب ہم واپسی کے وقت وادی قریٰ سے گزر رہے تھے رسول اللہ ﷺ نے مالکہ باغ سے دریافت کیا تمہاری کھجوریں کتنی ہوئیں اس نے بتایا دس وسق۔

بیہقی نے عروہ سے روایت کی کہ تبوک سے واپسی کے وقت رسول اللہ ﷺ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو چار سو بیس سواروں کے ساتھ اکیدر کی طرف دومۃ الجندل بھیجا اور فرمایا اکیدر تم کو جنگل میں شکار کرتا ملے گا تم اس کو گرفتار کر لو گے اور دومہ فتح ہو جائے گا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ جب پہنچے' اکیدر شکار کرنے کیلئے گائے کا تعاقب کر رہا تھا پس خالد رضی اللہ عنہ نے بڑھ کر اس کو اپنی مضبوط گرفت میں لے لیا اور اس طرح اس غزوہ میں یہ چار اہم معجزات ظہور میں آئے۔

ترجمہ خصائص کبریٰ جلد اول تمام شد

الخصائص الکبریٰ

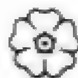
دوم

تصنیف:

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ

مترجم:

علامہ مفتی سید غلام معین الدین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ



شبیر برادرز ۰ ۴۰ اردو بازار ۰ لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نام کتاب	الخصائص الکبریٰ فی معجزات خیر الوریٰ (دوم)
موضوع	سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم و بیان معجزات
مصنف	عبدالرحمن بن ابی بکر المعروف امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ
مترجم	حضرت الحاج مفتی سید غلام معین الدین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ
مقدمہ	حضرت علامہ شمس بریلوی علیہ الرحمۃ
کمپوزنگ	words maker
صفحات	
باراول	مئی 2004ء
مطبع	اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور
ناشر	ملک شبیر حسین
قیمت	330 روپے (مکمل سیٹ)

فہرست الخصائص الکبریٰ جلد دوم

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ
نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّيۡ عَلٰى حَبِيۡبِهِ الۡكَرِيۡمِ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مکتوب گرامی اور قیصر روم

بخاری و مسلم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسریٰ (شاہ فارس) قیصر (شاہ روم) نجاشی (شاہ حبشہ) اور تمام دنیاوی سربراہوں کے نام مکتوبات شریف روانہ کیے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے دعوت دی۔ یہ نجاشی شاہ حبشہ وغیرہ وہ نہیں ہے جس کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (غائبانہ) نماز جنازہ پڑھی تھی۔

ابن ابی شیبہ نے (المصنف) میں فرمایا ہے کہ ہم سے حاتم بن اسمٰعیل نے انہوں نے یعقوب سے انہوں نے جعفر بن عمرو سے حدیث روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار افراد کو چار بادشاہوں کی طرف روانہ کیا۔ ایک شخص کو کسریٰ کی طرف ایک شخص کو قیصر کی طرف ایک شخص کو مقوقس کی طرف اور عمرو رضی اللہ عنہ بن امیہ کو نجاشی کی طرف بھیجا تو ان میں سے ہر شخص نے اسی زبان میں گفتگو کی جس زبان والوں کی طرف انہیں بھیجا گیا تھا۔

ابن سعد نے بریدہ زہری یزید بن رومان اور شعبی سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند افراد کو چند بادشاہوں کی طرف بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی انہیں دعوت دیں تو ان قاصدوں میں سے ہر شخص نے اس حال میں صبح کی کہ وہ اسی زبان میں گفتگو کرتا تھا جس زبان والوں کی طرف انہیں بھیجا گیا تھا۔ جب اس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندگان خدا کے بارے میں جو اللہ کا حق ان کے ذمہ واجب تھا۔ یہ امر اس سے اعظم ہے۔

قیصر روم اور مکتوب گرامی

وہ نشانیاں جو قیصر روم کی جانب مکتوب گرامی بھیجنے کے ضمن میں واقع ہوئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مکتوب اور قیصر روم شیخین نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ابوسفیان نے انہیں بتایا کہ جس زمانے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (صلح حدیبیہ کے بعد) قریش کو مہلت دی تھی اور قریش کا ایک قافلہ بغرض تجارت شام گیا تھا۔ اسی زمانے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مکتوب گرامی ہرقل کے نام پہنچا جس پر ہرقل نے قریش کے قافلے والوں کو بلوایا۔ ان میں ابوسفیان بھی تھا جب قریش کے قافلے کے لوگ ہرقل کے پاس ایلیا میں پہنچے اور ان کو ہرقل نے اپنی مجلس میں بٹھایا۔ قیصر کے چاروں طرف روم کے بڑے بڑے سردار بیٹھے تھے۔ اس کے بعد ترجمان کے ذریعہ ان کو مخاطب کرکے پوچھا کہ تم میں سے کون شخص نسب کے اعتبار سے اس شخص کے زیادہ قریب ہے جس نے نبوت کا اظہار کیا

ہے۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ میں نے جواب دیا کہ میں از روئے نسب ان سے زیادہ قریب ہوں۔ اس پر ہرقل نے اپنے آدمیوں سے کہا کہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو میرے قریب کر دو اور اس کے پیچھے اس کے ساتھیوں کو کر دو اور اپنے ترجمان سے کہا کہ ان سے کہو کہ ہم نبی مکرم کے حالات معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ اگر ابوسفیان کوئی جھوٹی بات کہے تو تم فوراً جھٹلا دینا۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اگر مجھے اس بات کا خطرہ نہ ہوتا کہ لوگ مجھے جھوٹا سمجھیں گے تو میں یقیناً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں جھوٹ کہتا مجھے برملا جھوٹا کہنے سے شرم و حیا آئی۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہرقل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں جو بات سب سے پہلے مجھ سے پوچھی تھی یہ تھی کہ ان کا نسب تمہارے درمیان کیا ہے؟ میں نے جواب دیا وہ ہم میں صاحب حسب ونسب ہیں۔ پھر پوچھا کہ کیا کبھی تم میں کسی نے ان سے پہلے نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟ میں نے کہا کہ نہیں۔ پوچھا کیا ان کے آباؤ اجداد میں بادشاہت رہی ہے؟ میں نے کہا کہ نہیں؟ کیا بڑے بڑے لوگ ان کی پیروی کرتے ہیں یا کمزور ضعیف لوگ؟ میں نے کہا نہیں بلکہ کمزور ضعیف لوگ اتباع کرتے ہیں۔ اس نے پوچھا کہ کیا ان کی تعداد روز بڑھتی جاتی ہے یا کم ہوتی جاتی ہے؟ میں نے کہا نہیں بلکہ روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔ اس نے پوچھا کہ ان میں سے کوئی شخص ان کے دین سے ناراض ہو کر ان کے دین کو قبول کرنے کے بعد برگشتہ اور مرتد ہوا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ اس نے پوچھا کیا ان کے اظہار نبوت سے پہلے تم لوگ ان کو جھوٹا جانتے تھے؟ میں نے کہا کہ نہیں؟ اس نے پوچھا۔ کیا اس نے کبھی عہد شکنی اور بیوفائی کی ہے؟ میں نے کہا نہیں؟ البتہ اب ہم ایک عرصے سے نہیں جانتے کہ وہ اس زمانہ میں کیا کرتے ہیں۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سارے مکالمے میں اس قدر اضافہ کے کہیں کچھ بڑھانے کا موقعہ نہ مل سکا۔ پھر ہرقل نے پوچھا کیا تم نے ان سے جنگ کی ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ اس نے پوچھا ان سے تمہاری جنگ میں کیا حالت رہی؟ میں نے کہا ہمارے اور ان کے درمیان جنگ کی صورت پانی کے ڈول کی مانند رہی کبھی ہم ڈول سے پانی بھر لیتے اور کبھی وہ۔ (مطلب یہ کہ کبھی ہم غالب ہو جاتے اور کبھی وہ غالب آ جاتے تھے) اس نے پوچھا وہ تمہیں کیا کرنے کا حکم دیتے ہیں؟ میں نے کہا کہ وہ فرماتے ہیں کہ اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ اور جو کچھ تمہارے ماں باپ کہتے رہے ہیں اسے چھوڑ دو اور ہمیں نماز پڑھنے' زکوٰۃ دینے' سچ بولنے' پاکباز رہنے اور صلہ رحمی کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ یہ سن کر اس نے ترجمان سے کہا کہ انہیں بتاؤ کہ میں نے جو ان کے نسب کے بارے میں تم سے پوچھا اور تم نے کہا کہ وہ صاحب حسب ونسب ہیں تو انبیاء ومرسلین علیہ السلام اپنی قوم میں صاحب نسب ہی ہوا کرتے ہیں اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا کسی نے ان سے پہلے نبوت کا دعویٰ کیا تھا تو تم نے جواب دیا کہ نہیں۔ اگر ایسی بات ہوتی کہ کسی نے ان سے پہلے نبوت کا دعویٰ کیا ہوتا تو میں کہتا کہ یہ شخص اپنے سے پہلے کی پیروی کرتا ہے اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا ان کے آباؤ اجداد میں کوئی بادشاہ ہوا ہے' تم نے جواب دیا کہ نہیں۔ اگر ان کے باپ دادا میں کوئی بادشاہ ہوا ہوتا تو میں کہتا کہ یہ شخص اپنے باپ کا ملک چاہتا ہے اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا تم اسے اس سے پہلے جھوٹا جانتے تھے؟ تم نے کہا کہ نہیں۔ تو میں نے جان لیا کہ جو شخص لوگوں سے جھوٹی بات کہنے سے ڈرتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کی نسبت کیسے کر سکتا ہے اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ بڑے بڑے لوگ ان کی پیروی کرتے ہیں یا کمزور ضعیف لوگ؟ تو تم نے جواب دیا کہ کمزور لوگ ان کی پیروی کرتے ہیں تو انبیاء ومرسلین کے متبعین کمزور لوگ ہی ہوتے ہیں۔ میں نے تم سے پوچھا تھا کہ متبعین کی تعداد بڑھتی جاتی ہے یا کم ہوتی جاتی ہے۔ تم

نے جواب دیا کہ بڑھتی جاتی ہے تو ایمان کا معاملہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ مکمل ہو جائے۔ میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا کوئی ان کے دین سے ناراض ہو کر منحرف اور مرتد ہوا ہے جب کہ اس نے ان کے دین کو قبول کر لیا ہو۔ تو تم نے جواب دیا کہ نہیں تو ایمان کا یہی حال ہے جس وقت ایمان دل کی گہرائیوں میں سما جاتا ہے تو پھر ایمان کو وہ نہیں چھوڑتا اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا وہ عہد شکنی کرتے اور بیوفائی کرتے ہیں اور تم نے جواب دیا کہ نہیں تو انبیاء و مرسلین کا یہی حال ہوتا ہے کہ وہ عہد شکنی اور بے وفائی نہیں کرتے اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ وہ تمہیں کیا حکم دیتے ہیں؟ تو تم نے جواب دیا کہ وہ حکم دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور بتوں کے پوجنے سے منع کرتے ہیں اور نماز پڑھنے' سچ بولنے' پاکباز رہنے کا حکم دیتے ہیں۔

اب اگر تمہارا کہنا یہ صحیح ہے[۱] تو بہت جلد وہ میرے تخت پر قبضہ کر کے ملک کے مالک بن جائیں گے اور میں جانتا تھا کہ اس نبی کا ظہور ہونے والا ہے لیکن ہمیں یہ گمان نہ تھا کہ وہ نبی تم لوگوں میں سے ہوگا۔ کاش کہ میرے راستے میں یہ لوگ حائل نہ ہوتے تو میں ان کے پاس حاضر ہوتا اور ان کے دیدار سے بہرہ ور ہوتا اور اگر ان کے پاس حاضر ہو سکتا تو میں ان کے قدموں کو دھوتا۔ اس کے بعد ہرقل نے رسول اللہ ﷺ کے اس مکتوب گرامی کو پڑھ کر سنا۔ جسے حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ عظیم بصریٰ میں جو کہ مدینہ طیبہ اور دمشق کے درمیان ایک شہر کا نام ہے' لائے تھے۔ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ نے وہ مکتوب گرامی ہرقل کو دیا اور اس نے اسے پڑھا اس میں لکھا تھا کہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول کی جانب سے ہرقل شاہ روم کے نام۔ سلامتی ہو اس پر جس نے ہدایت کی پیروی کی۔ امابعد میں تمہیں دین اسلام کی طرف بلاتا ہوں۔ اسلام قبول کر لو گے تو سلامت رہو گے اور اللہ تعالیٰ تمہیں دونا اجر دے گا اور اگر تم نے منہ پھیرا تو تمام منہ پھیرنے والوں کا وبال تم پر ہے اور اے اہل کتاب اس کلمہ کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے۔ وہ یہ کہ اللہ کے سوا ہم کسی کو نہ پوجیں اور نہ اس کا کسی کو شریک ٹھہرائیں اور نہ اللہ کے سوا کسی کو فریادرس بنائیں۔ اب اگر تم اعراض کرو تو سن لو کہ ہم تمہیں گواہ بناتے ہیں کہ ہم سب مسلمان ہیں۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اس تمام گفتگو اور حضور ﷺ کے مکتوب گرامی کے پڑھنے کے بعد اس کی مجلس میں شور برپا ہو گیا اور آوازیں بلند ہونے لگیں اور ہم لوگوں کو وہاں سے نکال دیا گیا۔ اس وقت میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا ''ابن ابی کبشہ'' کا معاملہ یقیناً بہت بڑھ گیا ہے اور بنی اصفر (یعنی روم) کا بادشاہ بھی ان سے ڈرتا ہے۔ اس کے بعد ہم یقینی طور سے جاننے لگے کہ وہ ضرور غالب ہو کر رہیں گے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام میں داخل کر دیا۔

ایلیا کا حاکم

ابن ناطور ایلیا کا حاکم تھا اور ہرقل شام کے نصاریٰ کا اسقف[۲] تھا۔ ابن ناطور کا بیان ہے کہ ہرقل جب ایلیا میں آیا تو اس نے بڑی ناگواری کی حالت میں صبح کی یہ دیکھ کر چند بطریقوں[۳] نے پوچھا کہ کس بات نے تمہارا دل ناخوش کر دیا ہے؟ ابن ناطور نے کہا کہ چونکہ ہرقل ستاروں کی رفتار دیکھا کرتا تھا۔ جب لوگوں نے اس سے ناخوشی کی بابت پوچھا تو اس نے کہا کہ آج رات میں نے ستاروں کے

---

[۱] تم نے جوابات صحیح دیئے ہیں۔ [۲] اسقف' پادری [۳] بطریق بھی عیسائیوں کا پیشوا ہوتا ہے

درمیان "ملک الختان" کو دیکھا ہے کہ اس کا طلوع ہو گیا ہے تو اس زمانے میں کون لوگ ختنہ کرتے ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہود کے سوا کوئی ختنہ نہیں کرتا ہے اور یہودیوں سے تمہیں ڈرنا نہیں چاہئے بلکہ اپنے علاقہ کے تمام شہروں کے حاکموں کو لکھ دینا چاہئے کہ ان کے شہروں میں جتنے یہودی ہوں سب کو قتل کر دیں۔ ابھی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ غسان بادشاہ کا بھیجا ہوا ایک شخص ہرقل کے پاس لایا گیا جسے ملک غسان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی خبر پہنچانے کے لئے ہرقل کے پاس بھیجا تھا۔ جب اس نے ہرقل کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت خبر پہنچا دی تو ہرقل نے کہا اس شخص کو لے جا کر دیکھو کہ یہ ختنہ کیا ہوا ہے یا نہیں؟ جب لوگوں نے اس شخص کو لے جا کر دیکھا تو آ کر کہا کہ یہ ختنہ کئے ہوئے ہے اور اس سے عرب کے بارے میں پوچھا تو اس شخص نے بتایا کہ تمام اہل عرب ختنہ کراتے ہیں۔ اس پر ہرقل نے کہا کہ عرب میں ظاہر ہونے والا نبی اس امت کا بادشاہ ہے۔ اس کے بعد ہرقل نے رومیہ کے حاکم کے نام خط لکھا (جو کہ علم میں ہرقل کے ہم پلہ تھا) اور حمص کی طرف روانہ ہو گیا۔ ابھی وہ حمص پہنچا نہ تھا کہ رومیہ کے حاکم کا جواب اسے مل گیا۔ جس میں اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے بارے میں ہرقل کی رائے سے موافقت کی تھی۔ اس نے جواب میں لکھا کہ وہ یقیناً نبی ہیں اس کے بعد ہرقل نے حمص کے محل میں روم کے بڑے بڑے لوگوں کو طلب کیا جب وہ جمع ہو گئے تو دربانوں کو حکم دیا کہ محل کے دروازوں کو بند کر دیں تاکہ کوئی جا نہ سکے) اس کے بعد وہ فوراً ان کے سامنے آیا اور کہنے لگا کہ اے سرداران روم! کیا میں تمہیں رشد و فلاح کی بات نہ بتاؤں اور وہ بات جس سے تمہارا ملک محفوظ رہے نہ بتاؤں؟ وہ بات یہ ہے کہ تم سب اس نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کر لو۔ یہ سن کر وہ تمام لوگ جنگلی گدھوں کی طرح وحشیوں چلا جانے کے لئے دروازوں کی طرف بھاگے مگر انہوں نے دروازوں کو بند پایا۔ ہرقل نے جب ان کی نفرت و بیزاری کا عالم دیکھا تو وہ ان کے قبول ایمان سے مایوس ہو گیا اور کہنے لگے کہ تم سب میرے پاس آؤ اور اس نے ان سے کہا کہ میں نے یہ بات تم سے اس لئے کہی تھی کہ یہ معلوم کر سکوں کہ تمہارا دین پر اعتقاد کتنا پختہ ہے۔ مجھ کو معلوم ہو گیا اور یہ بات میں نے دیکھ لی۔ یہ سن کر وہ سب کے سب اس کے سامنے سجدے میں گر پڑے اور اس سے راضی ہو گئے۔ ہرقل کی یہ حالت اس کے آخر وقت تک رہی۔ بیہقی نے حضرت موسیٰ بن عقبہ سے روایت کی کہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ تجارت کی غرض سے شام گئے تو ان کے پاس قیصر کا قاصد آیا اور بلا کر لے گیا۔ قیصر نے کہا تم مجھے اس شخص کا حال بتاؤ جس نے تمہاری قوم میں ظہور فرمایا ہے؟ کیا وہ تم پر ہمیشہ غالب آتے ہیں؟ ابوسفیان نے جواب دیا وہ ہم پر اس وقت غالب آ جاتے تھے جب میں ان میں موجود نہ ہوتا تھا۔ قیصر نے پوچھا تم انہیں کاذب جانتے یا صادق۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم انہیں کاذب جانتے ہیں۔ قیصر نے کہا کہ ایسا نہ کہو اس لئے کہ کذب کے ساتھ کوئی شخص غالب نہیں آ سکتا۔ اگر وہ تم میں نبی ہیں تو تم انہیں قتل نہ کرنا کیونکہ نبیوں کا قتل کرنا یہودی کا شیوہ ہے۔

ابونعیم نے حضرت عبداللہ بن شداد سے روایت کی کہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جس دن سب سے پہلے مجھ پر رعب طاری ہوا وہ ایک عظیم دن تھا۔ انہوں نے بیان کیا کہ قیصر نے اپنی مملکت و سلطنت کے باوجود مجھ سے اپنی مجلس میں اس انداز سے گفتگو کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مکتوب گرامی جو اس کے پاس آیا تھا۔ اس کی ہیبت سے قیصر کی پیشانی سے پسینہ ٹپک رہا تھا۔ میں نے جب اسے اس حال میں دیکھا تو میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وجاہت سے مرعوب ہو گیا یہاں تک کہ میں اسلام لے آیا۔

بیہقی نے بطریق ابن اسحاق سے روایت کی کہ مجھ سے زہری نے حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے اس نصرانی پادری نے بیان کیا۔ جو کہ اس وقت وہاں موجود تھا جب کہ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ ہرقل کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مکتوب گرامی لے کر آئے تھے۔ اس مکتوب میں تحریر تھا کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ خط محمد الرسول اللہ کی طرف سے ہرقل عظیم روم کے نام۔ سلام ہو اس

پر جس نے ہدایت کی پیروی کی۔ اما بعد تم اسلام لے آؤ۔ سلامت رہو گے اور اللہ تعالیٰ تمہیں دو نا اجر عطا فرمائے گا اور اگر تم نے انکار کیا تو انکار کرنے والوں کا گناہ بھی تم پر ہوگا۔'' جب ہرقل نے مکتوب گرامی پڑھ لیا تو اس نے خط کو اپنے سامنے رانوں میں رکھ لیا۔ اس کے بعد رومیہ کے ایک شخص کے نام خط لکھا جو عبرانی کے سوا کچھ پڑھا لکھا نہ تھا) اور حضور اکرم ﷺ کے مکتوب گرامی کے بارے میں مشورہ کیا اور اس نے جواب میں لکھا کہ یہ وہی نبی ہیں جن کا ہم انتظار کر رہے تھے۔ ان کے بارے میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے لہٰذا تم ان کی پیروی کرو۔ پھر اس نے روم کے سرداروں کو جمع کرنے کا حکم دیا جب وہ سب اس کے محل میں جمع ہو گئے تو اس نے دربانوں کو دروازہ بند کرنے کا حکم دیا اور وہ ان کے پاس بالا خانے پر ڈرتے ڈرتے آیا اور اس نے کہا کہ اے سرداران روم! میرے پاس احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کا مکتوب گرامی آیا ہے۔ خدا کی قسم یہ وہی نبی ہیں جن کا ہم انتظار کرتے تھے اور اپنی کتابوں میں ان کا ذکر پاتے ہیں اور ہم ان کو علامتوں سے جانتے ہیں کہ یہی زمانہ ان کے ظہور کا ہے۔ اب اگر تم اسلام قبول کر کے ان کی پیروی اختیار کر لو گے تو تمہاری آخرت اور تمہاری دنیا دونوں سلامت رہیں گی۔ یہ تقریر سن کر ان لوگوں نے غضب ونفرت کا اظہار کیا اور محل سرا کے دراز وں کی طرف چلے مگر انہیں بند پایا۔ یہ صورتحال دیکھ کر ہرقل ڈرا اور کہا کہ انہیں میرے پاس واپس لاؤ۔ جب وہ آئے تو اس نے ان سے کہا کہ اے رومیو! میں نے تم سے جو بات کہی ہے وہ تمہیں آزمانے کے لئے تھی کہ دیکھوں تم میں اپنے دین کی پختگی کیسی ہے؟ میں نے تمہاری یہ کیفیت دیکھ کر خوشی محسوس کی ہے۔ یہ سن کر سب اس کے سامنے سجدے میں گر پڑے۔ اس کے بعد دروازہ کھولا گیا اور وہ محل سراء سے نکل کر چلے گئے۔

حضرت دحیہ کلبی حضور کے نامہ بر تھے

بزار وابونعیم نے حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے روم کے بادشاہ قیصر کی طرف مکتوب گرامی کے ساتھ بھیجا۔ میں نے وہاں پہنچ کر مکتوب گرامی پیش کرنے کیلئے دربار میں جانے کی اجازت مانگی تو حاجب نے قیصر سے جا کر کہا کہ دروازہ پر ایک شخص کھڑا ہے اور وہ کہتا ہے کہ میں اللہ کے رسول کا قاصد ہوں۔ یہ سن کر درباری گھبرا اٹھے۔ قیصر نے کہا کہ اس قاصد کو لے کر آؤ تو میں اس کے پاس پہنچا۔ اس کے پاس بکثرت بطریق بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے قیصر کو حضور ﷺ کا مکتوب گرامی دیا اور وہ اس کے سامنے پڑھا گیا۔ اس میں لکھا تھا کہ ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ''محمد الرسول اللہ کی جانب سے قیصر صاحب روم کے نام۔ یہ سن کر قیصر کا بھتیجا جو سرخ رنگ، کبود چشم اور دراز بالوں والا شخص تھا۔ بولا فی الحال اس خط کو نہ پڑھا جائے چونکہ اس خط کی ابتدا اپنے آپ سے کی گئی اور صاحب روم لکھا ہے (مطلب یہ کہ حضور ﷺ نے اپنے نام سے خط کو شروع کیا ہے۔ دوسرے قیصر کو صاحب روم لکھا ہے۔ قیصر بادشاہ روم وغیرہ نہیں لکھا ہے) حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مکتوب گرامی پڑھا گیا یہاں تک کہ پورا خط اس نے سنا۔ اس کے بعد قیصر نے دربار برخاست کرنے کا حکم دیا اور سب لوگ اس کے پاس سے چلے گئے۔ اس کے بعد اس نے میرے پاس کسی کو بھیجا اور میں اس کے پاس پہنچا اور اس نے مجھ سے پوچھا اور میں نے حضور ﷺ کا سارا حال بیان کیا پھر اس نے کسی کو اسقف کو بلانے بھیجا اور وہ اس کے پاس آیا۔ یہ اسقف ملک شام کا تھا۔ اس کی بات اور اس کی رائے سے لوگ منہ نہ پھیرا کرتے تھے۔ جب اس نے مکتوب گرامی کو پڑھا تو بے ساختہ کہا خدا کی قسم یہ وہی نبی ہیں جس کی بشارت حضرت عیسیٰ وموسیٰ علیہما السلام نے ہمیں دی ہے۔ واللہ یہ وہی نبی ہیں جس کی بشارت حضرت عیسیٰ وموسیٰ علیہما السلام نے دی اور ہم تو اس کا

انکار کر رہے تھے۔ قیصر نے پوچھا اب میرے لئے تمہارا کیا حکم ہے؟ اسقف نے کہا جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے میں اس کی تصدیق کرتا ہوں اور ان کی پیروی اختیار کرتا ہوں۔ یہ سن کر قیصر نے کہا کہ بلاشبہ میں بھی ایسا ہی جانتا ہوں لیکن میں ایسا کرنے کی قدرت نہیں رکھتا۔ اگر میں نے اتباع قبول کی تو میری حکومت جاتی رہے گی اور اہل روم مجھے قتل کر دیں گے۔ اس کے بعد قیصر نے کسی کو بھیجا کہ اہل عرب موجود ہوں تو تلاش کر کے لائیں۔ اس زمانہ میں ابوسفیان رضی اللہ عنہ تجارت کی غرض سے شام گئے ہوئے تھے۔ وہ ایلچی انہیں لایا اور قیصر کے روبرو پیش کیا اور قیصر نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ان سے سوالات کئے چنانچہ اس نے پوچھا مجھے اس شخص کے بارے میں حالات بتاؤ جو تمہاری سرزمین میں ظاہر ہوا ہے وہ کون ہیں؟ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ جوان ہیں؟ قیصر نے پوچھا ان کا حسب ونسب کیا ہے؟ کہا کہ وہ ہم میں صاحب حسب ونسب ہیں۔ اس بارے میں ان پر کسی کو فوقیت نہیں دی جا سکتی۔ قیصر نے کہا کہ نبوت کی یہی نشانی ہے۔ پوچھا کون لوگ ان کا اتباع کرتے ہیں؟ کہا جوان اور کم عقل لوگ! قیصر نے کہا کہ نبوت کی یہی شان ہے۔ کیا تم نے دیکھا ہے کہ کوئی تم سے جدا ہو کر ان کے دین میں داخل ہوا اور وہ پھر تمہاری طرف لوٹ کر آیا ہو۔ کہا نہیں۔ قیصر نے کہا کہ نبوت کی پھر یہی پہچان ہے۔ پوچھا کیا تم نے دیکھا ہے کہ ان کے اصحاب میں سے کوئی تمہاری طرف آتا ہے پھر وہ انہیں کی طرف واپس چلا جاتا ہے؟ کہا ہاں۔ قیصر نے کہا کہ نبوت کی یہی علامت ہے۔ پوچھا جب وہ اور ان کے اصحاب جنگ کرتے ہیں تو کیا بھی انہیں پشت پھیرنے کا بھی اتفاق ہوا ہے؟ کہا کہ ہاں قیصر نے کہا کہ نبوت کی یہی شان ہے۔ اس کے بعد دحیہ فرماتے ہیں کہ قیصر نے مجھے بلایا اور کہا کہ مجھے تمہارے آقا کے بارے میں معلوم ہوا ہے اور میں خوب جانتا ہوں کہ وہ نبی ہیں لیکن میں اپنی حکومت کو نہیں چھوڑ سکتا۔ اس کے بعد اس نے مکتوب گرامی کو لیا اور اپنے سر پر رکھا اور اسے بوسہ دیا اور دیباو حریر کے کپڑے میں لپیٹ کر صندوقچے میں محفوظ کر دیا لیکن اس اسقف کا حال یہ ہوا کہ ہر اتوار کے دن نصاریٰ اس کے پاس جمع ہوتے تھے۔ وہ آتا اور انہیں وعظ و نصیحت کرتا پھر وہ عبادت خانے میں چلا جاتا اور دوسرے اتوار تک وہیں رہتا۔ حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس کے پاس پہنچتا اور وہ مجھ سے دین اسلام اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پوچھتا رہتا تھا۔ اس کے بعد جب بھی اتوار کا دن آتا لوگ جمع ہو کر اس کے برآمد ہونے کا انتظار کرتے مگر وہ نہ نکلتا اور عذر کر دیتا کہ میں بیمار ہوں۔ ایسا اس نے کئی مرتبہ کیا۔ بالآخر ایک مرتبہ جب وہ لوگ آئے اور انہوں نے کسی کے ذریعہ کہلوایا کہ تمہیں ضرور ہمارے روبرو آنا چاہئے ورنہ ہم سب تمہارے پاس پہنچ جائیں گے اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ جب سے عربی شخص (حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ) آیا ہے تم نے نکلنے سے انکار کر دیا ہے۔ حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد اسقف نے مجھے بلا کر کہا کہ تم اپنے آقا کے دربار میں جاؤ اور ان سے میرا اسلام عرض کر کے بتانا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اس کے بعد وہ نصرانیوں کے روبرو گیا اور نصرانیوں نے اسے شہید کر دیا۔

ابونعیم نے حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہرقل نے اپنے بطریقوں اور سرداروں کو جمع کیا اور ایسی بلند جگہ پر بیٹھا جہاں ان میں سے کوئی اس کے پاس نہ پہنچ سکتا تھا۔ پھر محل کے دربانوں کو حکم دیا کہ تمام دروازے بند کر دیے جائیں۔ اس کے بعد ان کو مخاطب کیا اور کہا کہ یہ وہ نبی مکرم ہیں جن کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تم کو دی تھی تو تم ان کا اتباع کرو اور ان پر ایمان لاؤ۔ یہ سن کر وہ سب کے سب یک زبان ہو کر انکار کرنے لگے اور دروازے کی طرف بھاگے مگر ان کو بند پایا اور ان کے ہاتھ

قیصر تک نہ پہنچ سکتے تھے۔ جب ہرقل نے یہ کیفیت دیکھی تو کہنے لگا۔ بیٹھ جاؤ میں تمہارا امتحان لیتا تھا۔ چونکہ میں ڈرتا تھا کہ کہیں تم اپنے دین میں فریب نہ دو۔ اب جو کچھ میں نے تمہارا حال دیکھا ہے۔ میں اس سے بہت خوش ہوا ہوں۔ یہ سن کر ہرقل کے ایک قاضی نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔ اس پر ان نصرانیوں نے اسے پکڑ لیا اور خوب زدوکوب کرتے رہے۔ یہاں تک کہ اسے شہید کر دیا۔

سعید بن منصور نے حضرت عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صاحب روم (ہرقل) کے نام اس طرح خط لکھا کہ "من محمد الرسول اللہ الی ہرقل صاحب الروم" جب ہرقل نے اس مکتوب گرامی کو پڑھا تو اس کا بھائی کھڑا ہو گیا اور اس نے کہا کہ اس خط کو نہ پڑھو کیونکہ خط بھیجنے والے نے تم سے پہلے اپنے نام سے خط کو شروع کیا اور تم کو بادشاہ نہیں لکھا ہے بلکہ صاحب روم لکھا ہے۔ یہ سن کر ہرقل نے کہا کہ اگر انہوں نے اپنے نام سے خط شروع کیا تو کیا مضائقہ ہے۔

لکھنے والا تو وہی ہے جس نے میری طرف خط بھیجا ہے اور اگر مجھے صاحب روم لکھا ہے تو بھی کیا حرج ہے۔ یقیناً میں ہی صاحب روم ہوں اور رومیوں کے لئے میرے سوا کوئی صاحب نہیں ہے۔ پھر اس نے پورے خط کو پڑھا اور وہ پسینہ پسینہ ہو گیا۔ لرزنے اور کانپنے لگا۔ اس نے پوچھا اس علاقہ میں کوئی اس شخص کو جاننے والا ہے؟ پھر اس نے ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے پاس کسی کو بھیجا اور ان سے پوچھا کیا تم ان کو جانتے ہو؟ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں؟ قیصر نے پوچھا تم میں ان کا نسب کیسا ہے؟ کہا کہ ہم میں ان کا نسب عالی اور بلند ہے۔ اس نے پوچھا تمہاری بستی میں ان کا گھر کس جگہ ہے؟ کہا کہ ہماری بستی کے درمیان میں ہے۔ ہرقل نے کہا کہ یہی ان کی نشانی ہے۔ اس کے بعد وہ پوری حدیث بیان کی جو پہلے گزری جس میں اسقف کے شہید ہونے کا تذکرہ ہے۔

سعید بن منصور نے حضرت ابن المسیب سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ جب قیصر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط پڑھا تو کہنے لگا کہ یہ خط ایسا ہے کہ میں نے حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کے بعد کوئی خط ایسا نہیں پڑھا۔ پھر اس نے ابوسفیان اور مغیرہ بن شعبہ کو بلایا اور ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک کے سلسلے میں کچھ سوالات کئے اور ان دونوں نے اسے بتایا۔ یہ سن کر وہ کہنے لگا۔ وہ ضرور میری مملکت پر قبضہ کر لیں گے۔

ابونعیم نے المعرفہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون ہے جو میرے خط کو طاغیہ روم کے پاس لے جائے اور اس کے لئے جنت ہو۔ یہ سن کر انصار میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اس کا نام عبداللہ بن عبدالخالق تھا۔ اس نے عرض کیا۔ میں حاضر ہوں تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مکتوب گرامی لے کر روانہ ہوا۔ یہاں تک کہ وہ طاغی میں پہنچا اور کہا کہ میں رب العالمین کے رسول کا قاصد ہوں تو انہیں طاغی روم کے پاس پہنچنے کی اجازت ملی اور وہ اس کے روبرو گئے اور طاغیہ روم نے جان لیا کہ وہ امر حق کو نبی مرسل کے دربار سے لایا ہے۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مکتوب گرامی اسے دیا پھر اس نے اپنے پاس اہل روم کو جمع کیا اور ان کو یہ خط پیش کیا تو ان سب نے اس لائے ہوئے خط کو برا جانا لیکن ان میں سے ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا اسے ان لوگوں نے ایمان لاتے ہی قتل کر دیا۔ اس کے بعد وہ قاصد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پلٹ آیا اور قاصد نے طاغی کا حال اور اس ایمان لانے والے شخص کے قتل کئے جانے کا حال سب بیان کیا۔ یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس شخص کو اللہ تعالیٰ اس قتل کئے

جانے کی بنا پر امت واحدہ کر کے اٹھائے گا۔

ابن عساکر نے حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے شاہ روم کی طرف اپنا مکتوب گرامی دے کر روانہ کیا اور وہ اس وقت دمشق میں تھا تو میں نے پہنچ کر اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مکتوب گرامی دیا اور اس نے اس کی مہر کو توڑا اور اسے مسند پر رکھا جس پر وہ بیٹھا ہوا تھا۔ پھر اس نے منادی کرائی اور تمام بطریق اور اشراف قوم جمع ہوئے اور اس کے لئے تکیہ پر تکیہ رکھا گیا کیونکہ فارس و روم میں یہ طریقہ رائج تھا۔ اس وقت تک منبر نہیں بنائے گئے تھے۔ اس کے بعد اس نے اپنی قوم کو مخاطب کر کے کہا کہ یہ خط اس نبی کا ہے جس کی بشارت حضرت مسیح علیہ السلام نے ہمیں دی تھی کہ وہ حضرت اسمٰعیل بن ابراہیم علیہما السلام کی اولاد میں سے ہوگا تو ان سب نے سرکشی اور انکار کا اظہار کیا۔ قیصر نے اپنے ہاتھ کے اشارے سے سکون و قرار پکڑنے کا حکم دیا اور کہا کہ میں تمہیں آزمانا چاہتا تھا کہ تم نصرانیت کے کیسے مددگار ہو؟ حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہرقل نے دوسرے دن پوشیدہ طور پر مجھے بلایا اور وہ مجھے بڑے کمرے میں لے گیا۔ اس کمرے میں تین سو تیرہ تصویریں تھیں۔ میں نے غور سے دیکھا تو وہ انبیاء و مرسلین کی شبیہیں تھیں۔ ہرقل نے کہا کہ دیکھو ان میں تمہارا آقا کون ہے؟ تو میں نے ایک شبیہ دیکھی گویا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گفتگو فرما رہے ہیں۔ میں نے کہا کہ وہ یہ ہیں۔ ہرقل نے کہا تم نے ٹھیک کہا پھر اس نے کہا کہ ان کی داہنی جانب کس کی شبیہ ہے۔ میں نے کہا کہ یہ شخص آپ ہی کی قوم کا ہے اور ان کا نام ابوبکر صدیق ہے۔ اس نے پوچھا اور آپ کی بائیں جانب کس کی شبیہ ہے۔ میں نے کہا کہ یہ بھی آپ ہی کی قوم کا ایک شخص ہے اور ان کا نام عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ہے۔ ہرقل نے کہا کہ ہم اپنی کتابوں میں ان دونوں کے بارے میں لکھا پاتے ہیں کہ ان دونوں صحابیوں کے ذریعہ اللہ اپنے دین کو قوت دے گا۔ جب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں واپس آیا تو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سارا حال عرض کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں سچ کہا کہ اللہ تعالیٰ میرے بعد اس دین کو ان دونوں کے ذریعہ قوت دے گا اور فتح دے گا۔

جبلہ بن ایہم غسانی کو دعوتِ اسلام

بیہقی و ابونعیم نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ باہلی سے انہوں نے ہشام بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں اور ایک قریشی شخص حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ہرقل شاہ روم کی طرف گئے تا کہ ہم اسے اسلام کی دعوت دیں تو ہم روانہ ہوئے یہاں تک کہ ہم دمشق جبلہ بن ایہم غسانی کے پاس گئے۔ جب ہم اس کے روبرو ہوئے تو ہم نے دیکھا کہ وہ اپنے تخت پر بیٹھا ہوا ہے۔ اس نے ہماری طرف ایک قاصد بھیجا کہ وہ ہم سے گفتگو کرے۔ ہم نے کہا کہ ہم کسی قاصد سے بات نہ کریں گے۔ ہمیں بادشاہ کی طرف بھیجا گیا ہے۔ اگر وہ اجازت دے تو ہم اسی سے بات کریں گے ورنہ ہم کسی قاصد سے بات نہ کریں گے۔ تو وہ قاصد اس کی طرف گیا اور اسے جا کے خبر دی پھر اس نے ہمیں اجازت دی اور ہشام رضی اللہ عنہ نے اس سے گفتگو کی اور اسے اسلام کی طرف بلایا۔ اس وقت اس کے جسم پر کالے کپڑے تھے۔ یہ دیکھ کر ہشام نے اس سے پوچھا تیرے جسم پر یہ سیاہ کپڑے کیسے ہیں؟ اس نے کہا کہ میں نے ان کپڑوں کو پہنتے وقت قسم کھائی ہے کہ میں ان کو نہ اتاروں گا جب تک کہ میں تم کو شام کے علاقے سے باہر نہ نکال دوں۔ ہم

نے کہا کہ خدا کی قسم ہم تیرے اس بیٹھنے کی جگہ کو انشاء اللہ تعالیٰ تجھ سے ضرور لے لیں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس عظیم مملکت پر بھی ضرور قبضہ کرلیں گے کیونکہ ہمارے نبی ﷺ نے ہمیں اس کی خبر دی ہے۔ جبلہ نے کہا کہ تم لوگ وہ نہیں ہو جو اس مملکت عظیم کو لے سکیں گے بلکہ وہ لوگ ایسے ہوں گے جو دن میں روزہ رکھیں گے اور رات میں افطار کریں گے۔ تم روزہ کہاں رکھتے ہو۔ جب ہم نے اس کو بتایا کہ وہ روزہ دار ہم ہی ہیں تو یہ سن کر اس کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور اس نے کہا کہ جاؤ اور ہمارے ساتھ ایک قاصد کو شاہ ہرقل کے پاس بھیجا اور ہم سواریوں پر سوار گردنوں میں تلوار آویزاں کیے بادشاہ کے محل تک پہنچ گئے۔ جب ہم نے محل کے نیچے اپنی سواریوں کو باندھا تو ہرقل ہمیں دیکھ رہا تھا۔ پھر ہم نے ''لا الہ الا اللہ واللہ اکبر'' کا نعرہ لگایا تو وہ غرفہ شق ہوگیا اور وہ ایسا ہوگیا کہ گویا انگور یا کھجور کی خالی شاخیں ہیں جسے ہوا ہلا رہی ہے۔ اس کے اس کے بعد ہم اس کے پاس پہنچ گئے تو ہرقل نے کہا کہ کیا وجہ ہے کہ جس طرح تم آپس میں تحیت کرتے ہو مجھے تحیت کیوں نہ کی؟ اس پر ہم نے ''السلام علیک'' اس نے کہا کہ تم اپنے بادشاہ کی کس طرح تحیت کرتے ہو؟ ہم نے کہا اسی کلمہ سے تحیت کرتے ہیں۔ اس نے پوچھا وہ تمہیں کس طرح جواب دیتے ہیں ہم نے کہا کہ اسی کلمہ سے یعنی وعلیک السلام'' اس نے پوچھا تمہارا اعظم کلام کیا ہے؟ ہم نے کہا ''لا الہ الا اللہ واللہ اکبر'' جب ہم نے اس کلمہ کو پڑھا تو وہ غرفہ شق ہوگیا یہاں تک کہ بادشاہ نے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا اور اس نے کہا اس کلمہ کو جب تم نے کہا تو یہ غرفہ شق ہوگیا۔ جب تم اس کلمہ کو اپنے گھروں میں کہتے ہو تو کیا تمہارے گھر بھی اسی طرح شق ہو جاتے ہیں۔ ہم نے کہا نہیں۔ ہم نے اس کا اثر ایسا کبھی نہیں دیکھا جیسا کہ تمہارے روبرو دیکھا ہے۔ اس نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ جب تم اس کلمہ کو پڑھو تو ہر شئی تم پر پھٹ کر گر پڑے اور میری آدھی مملکت میرے قبضے سے نکل جائے۔ ہم نے پوچھا یہ کس لئے تم چاہتے ہو؟ اس نے کہا کہ اس لئے کہ یہ اس کلمہ کی شان سے زیادہ آسان ہے اور یہ کہ یہ کلمہ امر نبوت میں نہ ہو اور یہ بات انسانی حیلہ سے ہو۔ اس کے بعد اس نے ہم سے جو چاہا دریافت کیا اور ہم نے اسے جواب دیئے۔ پھر کہا کہ تمہاری نماز اور روزہ کس طرح کی عبادت ہے۔ ہم نے اس کا جواب دیا۔ پھر کہا جاؤ تو ہم اٹھ کھڑے ہوئے اور اس نے عمدہ جگہ رہنے اور خوب مہمان نوازی کرنے کا حکم دیا اور ہم تین روز وہاں رہے پھر اس نے رات کے وقت ہمیں بلایا اور ہم اس کے پاس پہنچے تو اس نے ہماری باتوں کو دوبارہ سننا چاہا تو ہم نے ان کا اعادہ کیا۔ اس کے بعد اس نے ایک بڑا صندوقچہ منگایا جس پر طلائی کام کیا گیا تھا اور جس میں چھوٹے چھوٹے بہت سے خانے اور دروازے تھے تو اس نے انہیں ہمارے سامنے کھولا اور اس کے قفل کو کھولا۔ پھر اس نے سیاہ ریشمی کپڑا نکال کے پھیلایا۔ جب ہم نے اسے دیکھا تو اس پر سرخ رنگ کی شبیہ تھی جس کی آنکھیں بڑی بڑی اور کان بڑے بڑے تھے اور اس کی گردن اتنی لمبی تھی کہ میں نے اس سے پہلے کبھی نہ دیکھی تھی اور ابھی اس کی داڑھی نمودار ہوئی تھی اور ہم نے دو خوبصورت لٹیں دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے زیادہ خوبصورت شاید کسی کو نہ پیدا کیا ہو۔ اس نے پوچھا کیا تم انہیں جانتے ہو؟ ہم نے کہا کہ نہیں۔ اس نے کہا کہ یہ حضرت آدم علیہ السلام کی شبیہ ہے۔ ہم نے دیکھا کہ دیگر انسانوں کی بہ نسبت ان کے بال زیادہ تھے۔ اس کے بعد اس نے دوسرا خانہ کھولا اور اس سے سیاہ رنگ کا ریشمی کپڑا نکالا ہم نے دیکھا کہ اس پر سفید رنگ کی شبیہ ہے اور دیکھا کہ اس کے بال گھنگریالے ہیں اور آنکھیں سرخ ہیں۔ سر بڑا ہے اور داڑھی بہت خوبصورت ہے۔ اس نے پوچھا تم انہیں جانتے ہو؟ ہم نے کہا نہیں۔ بتایا کہ یہ حضرت نوح علیہ السلام کی شبیہ ہے۔ پھر اس نے ایک اور خانہ کھولا

اور اس سے سیاہ ریشمی کپڑا نکال کے پھیلایا۔ ہم نے دیکھا کہ ایک نہایت گورے رنگ کے آدمی کی شبیہ ہے۔ آنکھیں بڑی حسین ہیں۔ دونوں بھنویں ملی ہوئی ہیں۔ رخسار طویل ہیں اور داڑھی سفید ہے۔ گویا کہ وہ تبسم کر رہے تھے۔ اس نے پوچھا کیا تم ان کو جانتے ہو؟ ہم نے کہا نہیں۔ اس نے کہا کہ یہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی شبیہ ہے۔ پھر اس نے ایک اور خانہ کھولا اور اس نے سیاہ ریشمی کپڑا کھول کے پھیلایا ہم نے دیکھا کہ اس پر خوبرو شبیہ ہے اور وہ شبیہ رسول اللہ ﷺ کی ہے۔ اس نے پوچھا کیا تم انہیں جانتے ہو ہم نے کہا کہ ہاں! یہ محمد الرسول ﷺ کی شبیہ ہے پھر وہ تعظیماً کھڑا ہوا اور بیٹھ گیا اور کہنے لگا خدا کی قسم کیا یہ یقیناً وہی ہیں؟ ہم نے کہا کہ ہاں یقیناً یہ وہی ہیں۔ پھر وہ کچھ دیر خاموش رہا۔ پھر بولا یہ خانہ آخری تھا۔ چونکہ میں نے عجلت کی کہ میں دیکھوں کہ تم جس کے قاصد بن کر آئے ہو اور جس کے دین کا پیغام لائے ہو کیا یہ دین اسی نبی مکرم کا ہے۔ اب مزید خانے دکھاتا ہوں پھر اس نے ایک خانہ کھولا اور اس کے سیاہ ریشمی کپڑا کو نکال کے پھیلایا دیکھا کہ اس میں گندمی رنگ کی سیاہی مائل شبیہ ہے اور بال پیچیدہ گھنگریالے ہیں۔ آنکھیں بیٹھی ہوئی تیز نظر ہیں۔ منہ بنائے ہوئے دانت ایک دوسرے پر چڑھے ہوئے ہونٹ سکڑے ہوئے ہیں۔ گویا کہ وہ غضب ناک ہیں۔ اس نے پوچھا انہیں جانتے ہو؟ ہم نے کہا کہ نہیں۔ اس نے کہا کہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شبیہ ہے اور اس شبیہ کے پہلو میں ایک اور تصویر تھی جو اس کے مشابہ تھی مگر فرق یہ تھا کہ اس کے سر پر چکنا پن تھا اور پیشانی چوڑی تھی اور آنکھوں میں میلان تھا۔ اس نے کہا کیا انہیں جانتے ہو؟ ہم نے کہا کہ نہیں کہا یہ حضرت لوط علیہ السلام کی شبیہ ہے پھر اس نے ایک اور خانہ کھولا اور سفید ریشمی جامہ نکال کے پھیلایا تو اس میں گندمی رنگ کی ایک شبیہ تھی جس کے بال لٹکے ہوئے تھے اور میانہ قد تھا۔ گویا وہ غضب ناک تھا اس نے کہا کہ تم جانتے ہو یہ کون ہے ہم نے کہا نہیں۔ اس نے کہا کہ یہ اسماعیل علیہ السلام کی شبیہ ہے۔ پھر اس نے ایک اور خانہ کھولا اور اس سے سفید ریشمی جامہ نکالا تو اس میں سرخی مائل گورے رنگ اونچی ناک کی شبیہ دیکھی جس کے دونوں رخساروں پر گوشت کم تھا اور وہ خوبصورت تھی۔ اس نے پوچھا جانتے ہو یہ کس کی شبیہ ہے۔ ہم نے کہا کہ نہیں۔ کہا یہ حضرت اسحاق علیہ السلام کی شبیہ ہے پھر ایک اور خانہ کھولا اور سفید ریشمی جامہ نکالا دیکھا کہ اس میں حضرت اسحاق علیہ السلام کے مشابہ ایک شبیہ تھی لیکن فرق یہ تھا کہ اس کے ہونٹ پر ایک تل تھا۔ اس نے کہا کہ اسے پہچانتے ہو ہم نے کہا کہ نہیں۔ اس نے کہا کہ یہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی شبیہ ہے۔ پھر اس نے ایک اور خانہ کھولا اور سیاہ رنگ کا ریشمی جامہ نکالا تو اس میں ایک حسین و جمیل گورے رنگ اونچی ناک حسین قامت شخص کی شبیہ تھی۔ اس کے چہرے سے نور چمک رہا تھا اور اس کے چہرے میں خشوع و خضوع کے آثار نمایاں تھے۔ وہ سرخی کی جھلک لئے ہوئے تھا اس نے پوچھا اس کو جانتے ہو ہم نے کہا کہ نہیں اس نے کہا کہ یہ تمہارے نبی ﷺ کے جد اعلیٰ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی شبیہ ہے پھر اس نے ایک اور خانہ کھولا اور سفید ریشمی جامہ نکالا دیکھا کہ اس میں گورے رنگ کی شبیہ ہے جو حضرت آدم علیہ السلام کے مشابہ ہے۔ گویا کہ ان کا چہرہ آفتاب ہے۔ اس نے پوچھا جانتے ہو۔ یہ کون ہے۔ ہم نے کہا کہ نہیں۔ اس نے کہا کہ یہ حضرت یوسف علیہ السلام کی شبیہ ہے پھر اس نے ایک اور خانہ کھولا اور سفید ریشمی جامہ نکالا تو اس میں سرخی پتلی پتلی پنڈلیوں والی چھوٹی چھوٹی آنکھیں بڑا پیٹ میانہ قد اور تلوار لٹکائے شبیہ نظر آئی۔ اس نے پوچھا جانتے ہو یہ کس کی شبیہ ہے۔ ہم نے کہا نہیں۔ کہا یہ حضرت داؤد علیہ السلام کی شبیہ ہے۔ اس کے بعد اس نے ایک اور خانہ کھولا اور سفید ریشمی جامہ

نکالا۔اس میں بڑے بڑے سرین لانبے لانبے پاؤں' گھوڑے پر سوار شخص کی شبیہ نظر آئی۔اس نے پوچھا اسے جانتے ہو کون ہے؟ ہم نے کہا کہ نہیں؟ کہا یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی شبیہ ہے۔ پھر اس نے ایک اور خانہ کھولا اور سیاہ ریشمی جامہ نکالا۔اس میں گورے رنگ' جوان' خوب سیاہ داڑھی' بکثرت بال اور خوبصورت شخص کی شبیہ نظر آئی۔اس نے پوچھا جانتے ہو یہ کس کی شبیہ ہے۔ ہم نے کہا کہ نہیں۔کہا یہ حضرت ابن مریم علیہ السلام کی شبیہ ہے۔ہم نے پوچھا یہ تمام شبیہیں تمہیں کہاں سے ملیں؟ اس لئے کہ ہم جانتے ہیں کہ یہ صورتیں اسی حالت پر ہیں جس حالت پر انبیاء علیہم السلام کی صورتیں تھیں۔اس کا ثبوت یہ ہے کہ ہم نے نبی ﷺ کی شبیہ ویسی ہی دیکھی ہے جیسی کہ آپ کی صورت مبارکہ تھی۔اس نے کہا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کی کہ انہیں اپنی اولاد کی ان صورتوں کو دکھادے جو نبی ہو کر دنیا میں پیدا ہوں گے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر ان کی شبیہوں کو اتارا اور وہ مغرب شمس کے پاس حضرت آدم علیہ السلام کے خزانہ میں تھیں۔ جسے حضرت ذوالقرنین علیہ السلام نے مغرب شمس سے نکالیں اور حضرت دانیال علیہ السلام کو دیں۔ پھر کہا سنو! میری خواہش تو یہ ہے کہ خدا کی قسم! میں اپنے ملک سے نکل جاؤں اور میں تمہارے طاقتور بادشاہ کی خدمت گزاری میں ہمیشہ رہوں یہاں تک کہ میں مر جاؤں۔اس کے بعد اس نے ہمیں تحائف دیئے جو نہایت عمدہ اور قیمتی تھے اور ہمیں رخصت کیا اور ہم واپس آ گئے۔ جب ہم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دربار میں حاضر ہوئے تو آپ سے سارا حال بیان کیا اور جو کچھ دیکھا اور سنا تھا آپ سے عرض کیا تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ رونے لگے۔اور فرمایا لاچار ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ اس کے خیر کا ارادہ فرمائے گا تو وہ ایسا کرے گا۔اس کے بعد فرمایا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے خبر دی ہے کہ نصاریٰ اور یہود حضور کی صفتیں اپنے پاس موجود پاتے ہیں۔اس روایت کو ابونعیم نے بطریق موسیٰ بن عقبہ بھی روایت کیا۔ پھر انہوں نے ''لا الہ الا اللہ واللہ اکبر'' کے پڑھنے سے غرفہ کے شق ہونے کے قصہ میں کہا کہ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے معجزات ان کی وفات کے بعد بھی پائے جاتے ہیں جس طرح کہ اس قسم کے معجزات ان کی بعثت سے پہلے پائے جاتے ہیں جو کہ ان کی بعثت کے قریب ہونے پر خبردار کرنے اور ڈرانے کے لئے ہوتے ہیں۔

ہرقل کا قاصد تنوخی بارگاہِ رسالت ﷺ میں

ابویعلیٰ اور عبداللہ بن امام احمد نے زوائد المسند میں اور ابونعیم وابن عساکر نے حضرت سعید بن ابوراشد سے روایت کی۔انہوں نے کہا کہ میں نے ہرقل کے قاصد تنوخی سے جسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا گیا تھا' ملاقات کی ہے۔ میں نے اس سے پوچھا کیا تم مجھے ہرقل کی سفارت کے بارے میں کچھ نہ بتاؤ گے۔تنوخی نے کہا کہ ضرور بتاؤں گا۔اس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ تبوک میں تشریف فرما تھے۔آپ نے دحیہ کلبی کو ہرقل کی طرف بھیجا۔ جب رسول اللہ ﷺ کا مکتوب گرامی اس کے پاس پہنچا تو اس نے روم کے پادریوں اور بطریقوں کو بلایا اس نے اپنے اوپر اور ان کے اوپر دروازوں کو بند کرلیا۔اس کے بعد ہرقل نے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اس مقدس ہستی نے میرے پاس قاصد بھیجا ہے اور مجھے اسلام کی دعوت دی ہے۔خدا کی قسم تم جو کتابیں پڑھتے ہو تم نے اس میں پڑھا ہے کہ وہ ملک جو میرے قبضہ میں ہے اسے وہ ضرور حاصل کریں گے۔ لہٰذا آؤ ہم سب ان کا اتباع کریں۔ یہ سن

کہ ان تمام لوگوں نے نفرت وغصہ کا اظہار کیا۔ پھر جب اس نے جان لیا کہ اگر یہ لوگ اس کے پاس سے چلے گئے تو اس کے خلاف رومیوں کو فساد پر ابھاریں گے تو اس نے کہا کہ میں نے یہ بات تمہارے دین پر پختگی کو آزمانے کیلئے کہی تھی۔ اس کے بعد اس نے مجھے بلایا اور کہا کہ تم میرا خط لے کر نبی عربی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو اور ان کی کسی بات کو ضائع نہ کرنا اور میری تین باتوں کو یاد رکھنا۔ ایک یہ کہ دیکھنا کہ وہ اس خط کا کیا ذکر کرتے ہیں جو باتیں انہوں نے مجھے لکھ کر بھیجی ہیں۔ دوسری یہ کہ دیکھنا جب وہ میرے خط کو پڑھیں تو وہ رات کے بارے میں کیا ذکر کرتے ہیں اور تیسری بات یہ کہ ان کی پشت مبارک کہ دیکھنا کہ کوئی چیز تم کو نظر آتی ہے۔ پھر میں اس کا خط لے کر روانہ ہوا اور مقام تبوک میں پہنچ کر حضور ﷺ کی خدمت میں اپنا خط پیش کیا۔ آپ نے فرمایا اے بھائی تنوخ! میں نے اپنا خط کسریٰ کے نام بھیجا مگر اس نے اسے پھاڑ ڈالا۔ اب یقیناً اللہ تعالیٰ اسے اور اس کے ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا اور میں نے نجاشی کے نام خط لکھا اس نے اسے چاک کر دیا۔ اللہ تعالیٰ اسے اور اس کی مملکت کو ضرور ٹکڑے کر دے گا اور میں نے اپنا ایک دعوتی خط تمہارے صاحب (بادشاہ) کے نام لکھا اور اس نے اسے محفوظ کر لیا۔ ہمیشہ لوگ اس سے ڈرتے رہیں گے۔ جب تک وہ زندہ ہیں۔ میں نے دل میں کہا یہ بات ان تین میں سے ایک ہے جن کی اس نے مجھے تاکید کی تھی۔ اس کے بعد حضور نے وہ خط اس شخص کو دیا جو آپ کی بائیں جانب تھا اور اس نے اس خط کو پڑھا اس میں لکھا تھا کہ آپ نے مجھے ایسی جنت کی دعوت دی ہے جس کی وسعت آسمان وزمین کے برابر ہے تو جہنم کہاں ہے؟ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سبحان اللہ! جب دن آتا ہے تو رات کہاں جاتی ہے؟ پھر فرمایا اے برادر تنوخ! آؤ پھر حضور ﷺ نے اپنی پشت مبارک سے چادر شریف اٹھائی اور فرمایا دیکھ جس کے دیکھنے کی تمہیں تاکید کی گئی ہے تو میں آپ کے پشت مبارک کی طرف آیا تو میں نے حضور کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت دیکھی۔ وہ کچھ ایسی تھی جیسے کہ پچھوں کی دل دار جگہ۔

بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے کسریٰ کے نام اپنا مکتوب گرامی بھیجا۔ جب اس نے پڑھا تو اسے چاک کر دیا۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے اس کے اوپر بددعا فرمائی کہ مجوسیوں پر اس کا ملک پورے طور پر ٹکڑے ہو جائے۔ بیہقی نے بطریق ابن شہاب روایت کی کہ مجھ سے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ بن عبدالقاری نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا مکتوب گرامی جب کسریٰ کے نام بھیجا تو کسریٰ نے اسے چاک کر دیا۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسریٰ نے اپنے ملک کو پارہ پارہ کر دیا۔ بزار بیہقی اور ابونعیم نے حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ کسریٰ کے نام جب نبی کریم ﷺ نے خط بھیجا تو کسریٰ نے اپنے گورنر کے نام صنعاء خط بھیجا اور اس پر اظہار ناراضگی کرتے ہوئے لکھا کہ تو ایسے شخص سے مجھے نہیں بچا سکتا جو تیرے علاقہ میں ظاہر ہوا ہے اور وہ مجھے اپنے دین کی دعوت دیتا ہے۔ تجھے لازم ہے کہ تو اس پر قابو پالے ورنہ میں تیرے ساتھ بری طرح پیش آؤں گا۔ اس پر صنعاء کے گورنر نے نبی کریم ﷺ کے پاس کچھ آدمی روانہ کئے جب نبی کریم ﷺ نے ان کے حاکم کا خط پڑھا تو ان لوگوں سے پندرہ دن تک کچھ تعرض نہ فرمایا۔ اس کے بعد ان کو بلا کر فرمایا تم اپنے حاکم کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ میرے رب نے آج رات تیرے رب کو قتل کر دیا ہے۔ پھر وہ چلے گئے اور اسے جا کر اس کی خبر دی۔ حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس کے بعد خبر آئی کہ اسی رات کو کسریٰ قتل کیا گیا تھا۔

کسریٰ کو ایک معزز فرشتہ نے دعوت اسلام دی تھی

ابن اسحاق و بیہقی اور ابو نعیم وخرائطی نے ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت کی کہ انہیں معلوم ہوا کہ کسریٰ اپنی مملکت میں اپنے محل کے اندر بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آنے والا آیا اور اس پر اس نے امر حق پیش کیا اور کسریٰ کے پاس وہ آنے والا شخص ایک آدمی تھا۔ جو چل کر اس کے پاس پہنچا۔ اس کے ہاتھ میں لاٹھی تھی اور اس نے کہا کہ اے کسریٰ! کیا تجھے اسلام لانا ہے یا اس سے قبل منظور ہے کہ میں اس لاٹھی کو توڑوں؟ کسریٰ نے کہا کہ منظور ہے مگر اس لاٹھی کو نہ توڑو۔ اس لاٹھی کو نہ توڑو۔ اس کے بعد وہ شخص پلٹ کر چلا گیا۔ جب وہ چلا گیا تو کسریٰ نے اپنے درباریوں کو بلایا اور ان سے پوچھا کہ جو شخص میرے پاس آیا تھا اسے آنے کی کس نے اجازت دی تھی۔ درباریوں نے کہا کہ تمہارے پاس تو کوئی آدمی بھی نہیں آیا۔ کسریٰ نے کہا کہ تم جھوٹ بولتے ہو اور ان پر غصہ کیا اور ان پر سختی کی پھر انہیں چھوڑ دیا۔ جب سال کا ابتدائی زمانہ آیا تو وہی شخص پھر اس کے پاس آیا اور اس کے ساتھ لاٹھی تھی۔ اس نے کہا کہ اے کسریٰ! کیا تجھے اسلام لانا منظور ہے قبل اس کے کہ میں اس لاٹھی کو توڑوں۔ کسریٰ نے کہا کہ مجھے منظور ہے لاٹھی کو نہ توڑ' لاٹھی کو نہ توڑ' پھر جب وہ پلٹ کر چلا گیا تو اس نے اپنے دربانوں کو بلایا اور پوچھا کس نے اسے آنے کی اجازت دی ہے۔ ان سب نے انکار کیا اور کہا کہ تمہارے پاس کوئی بھی اندر نہیں آیا ہے تو اس نے پہلے کی مانند ان کے ساتھ سختی وشدت کی یہاں تک کہ جب دوسرا سال آیا تو وہی شخص پھر اس کے پاس آیا اور اس کے ساتھ لاٹھی تھی۔ اس نے کہا کہ اے کسریٰ کیا تجھے اسلام لانا منظور ہے قبل اس کے کہ میں اس لاٹھی کو توڑوں۔ کسریٰ نے کہا کہ لاٹھی نہ توڑو! لاٹھی نہ توڑو۔ مگر اس شخص نے لاٹھی توڑ دی اور اللہ تعالیٰ نے کسریٰ کو اسی وقت ہلاک کر دیا۔ یہ روایت مرسل ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔ اسے ابو سلمہ سے زہری نے اور عمر بن عبدالقوی نے اور زہری سے عقیل اور عبداللہ بن ابی بکر اور صالح بن کیسان وغیرہم نے روایت کی اور اسے واقدی اور ابو نعیم نے متصلاً بروایت ابو سلمہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور ابو نعیم نے اس کی مثال عکرمہ سے روایت کی۔ اس میں اتنا زیادہ ہے کہ اسی بنا پر کسریٰ کے بیٹے نے باذان کو خط لکھا اور اسے منع کیا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حرکت میں نہ لائے اور جو کچھ اس نے دیکھا اس سے وہ خوفزدہ ہو گیا۔

ابو نعیم' ابن نجار نے حضرت حسن بصری سے روایت کی کہ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کسریٰ پر اللہ تعالیٰ کی حجت آپ کے بارے میں کیا ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجا ہے اور اس نے اپنا ہاتھ اس مکان کی دیوار سے جس میں وہ رہتا ہے' نکالا اور اس ہاتھ سے نور چمک رہا تھا جب اس نے یہ ہاتھ دیکھا تو وہ خوفزدہ ہو گیا۔ اس فرشتہ نے کہا کہ اے کسریٰ خوف نہ کھا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک رسول کو مبعوث فرمایا ہے اور اس پر اپنی کتاب نازل کی ہے۔ اب تو ان کا اتباع کرتا کہ تو اپنی دنیا اور اپنی آخرت میں سلامت رہے۔ اس نے کہا کہ میں اس پر غور کروں گا۔

بیہقی نے بطریق ابن عوف' عمیر بن اسحاق سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسریٰ اور قیصر کے نام خط لکھا لیکن قیصر نے تو خط کو محفوظ رکھا اور کسریٰ نے چاک کر دیا۔ جب اس کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی تو فرمایا مجوسیوں کی سلطنت پارہ پارہ ہو جائے گی اور نصرانیوں کی سلطنت ان میں باقی رہے گی۔

ابونعیم نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ باہلی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ کسریٰ کے سامنے دو سبز چادروں میں ملبوس آدمی کی صورت میں فرشتہ آیا۔ اس کے پاس سبز لکڑی تھی اور وہ شخص بہت بوڑھی شکل میں تھا۔ اس نے کہا کہ اے کسریٰ اسلام قبول کر لے ورنہ تیرے ملک کو ٹکڑے کر دوں گا جیسے اس لکڑی کو ٹکڑے کرتا ہوں۔ کسریٰ نے کہا کہ لکڑی کو نہ توڑ پھر وہ پلٹ کر چلا گیا۔

کسریٰ کا عجیب وغریب خواب

ابونعیم نے محمد بن کعب سے روایت کی کہ مدائن کا ایک بوڑھا بیان کرتا ہے کہ کسریٰ نے خواب میں دیکھا کہ ایک سیڑھی زمین سے آسمان تک کھڑی کی گئی اور اس کے گرد لوگ جمع ہیں اتنے میں ایک شخص نمودار ہوتا ہے جس کے سر پر عمامہ ہے اور جسم پر تہبند اور چادر ہے اور وہ سیڑھی پر چڑھتا ہے جب وہ سیڑھی پر چڑھا تو ندا کی گئی کہ فارس کہاں ہے اور اس کے مرد عورت اور باندیاں اور اس کے خزانے کہاں ہیں تو لوگوں نے بڑھ کر ان سب کی گٹھڑیاں باندھیں پھر ان کو اس شخص کے حوالے کر دیں جو سیڑھی پر چڑھا ہے۔ یہ خواب دیکھ کر بڑی پریشانی کے عالم میں کسریٰ نے صبح کی اور اس خواب کا ذکر اس نے اپنے ندیموں سے کیا وہ لوگ اس پر اسے آسان بتانے لگے مگر وہ برابر غمزدہ اور فکرمند رہا۔ یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مکتوب گرامی اس کے پاس آیا اور ابونعیم نے سعید بن جبیر سے روایت کی کہ کسریٰ نے خواب میں دیکھا کہ ایک سیڑھی رکھی گئی ہے اور مذکورہ روایت کے موافق بیان کیا۔ اس میں اتنا زیادہ ہے کہ کسریٰ نے یمن کے گورنر باذان کے نام خط لکھا کہ وہ کسی کو اس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجے اور ان سے کہے کہ اپنی قوم کے دین کی طرف پلٹ جائے ورنہ ایک دن تمہیں ڈرایا جائے گا اور تم کو مقابلہ کرنا پڑے گا اور اس میں قتل کئے جاؤ گے۔ باذان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو شخصوں کو بھیجا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو ٹھہرنے کا حکم دیا اور وہ دونوں کچھ دن ٹھہرے رہے۔ پھر ایک دن صبح کو ان دونوں کو بلایا اور فرمایا تم باذان کے پاس جاؤ اور اسے بتادو کہ میرے رب نے آج رات کسریٰ کو قتل کرا دیا ہے۔ پھر وہ دونوں چلے گئے اور اسے جا کر بتایا۔ اس کے بعد خبر آئی کہ ایسا ہی واقع ہوا ہے۔ ابن سعد نے بطریق واقدی ابن عباس رضی اللہ عنہما اور مسعود بن رفاعہ رضی اللہ عنہ اور علاء بن حضرمی سے روایت کی۔ ان راویوں کی حدیثیں ایک دوسرے میں مختلط ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کسریٰ کے نام خط لکھا تو کسریٰ نے یمن کے عامل باذان کو لکھا کہ اپنے پاس سے دو بہادر شخصوں کو اس مقدس ہستی کے پاس بھیجو جو سرزمین حجاز میں جلوہ افروز ہوئی ہے تاکہ وہ انہیں میرے پاس لائے۔ اس پر باذان نے دو شخصوں کو اپنے خط کے ساتھ بھیجا۔ جب ان دونوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں خط پیش کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور ان کو اسلام کی دعوت دی اور ان دونوں کا حال یہ تھا کہ وہ کانپ رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دونوں آج ٹھہرو اور کل میرے پاس آنا۔ تب میں تمہیں بتاؤں گا کہ میں کیا ارادہ رکھتا ہوں تو وہ دوسرے دن آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دونوں اپنے حاکم کو خبر پہنچا دو کہ میرے رب نے کسریٰ کو آج کی رات اب سے سات گھنٹے پہلے قتل کرا دیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس پر اس کے بیٹے شیرویہ کو غالب کر دیا ہے اور اس نے اسے قتل کر دیا ہے پھر وہ دونوں باذان کے پاس پہنچے اور اسے بتایا۔ اس پر باذان اور وہ لوگ جو یمن میں تھے ایمان لے آئے۔

کسریٰ کا قاصد بارگاہِ رسالت ﷺ میں

ابونعیم اور ابن سعد نے ''شرف المصطفیٰ'' میں بطریق ابن اسحاق زہری سے انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت کی کہ جب رسول اللہ ﷺ کا مکتوب گرامی کسریٰ کو ملا تو کسریٰ نے یمن میں اپنے عامل کو لکھا کہ اس شخص کے پاس جو حجاز میں ظاہر ہوا ہے' اپنے پاس سے دو بہادر آدمیوں کو روانہ کرو تاکہ وہ دونوں ان کو میرے پاس لے کے آئیں تو باذان نے قہرمانہ اور ایک اور شخص کو بھیجا اور ان کے ذریعہ رسول اللہ ﷺ کے نام ایک خط بھیجا اور اس میں لکھا کہ ان دونوں کے ساتھ آپ کسریٰ کے پاس تشریف لے جائیں اور باذان نے قہرمانہ سے کہا کہ اس شخص کی طرف غور سے دیکھنا کہ وہ کس شان کا ہے اور ان سے گفتگو کرنا اور ان کی خبر مجھے لا کر دینا چنانچہ وہ دونوں نبی کریم ﷺ کے دربار میں آئے اور حضور ﷺ کو انہوں نے پیغام پہنچایا۔

حضور نے فرمایا جاؤ کل صبح آنا۔ پھر جب وہ دوسرے دن آئے تو رسول اللہ ﷺ نے خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نے کسریٰ کو قتل کرا دیا ہے اور اس کے بیٹے شیرویہ کو اس پر غالب کر دیا ہے اور فلاں مہینے کی فلاں رات کو اس نے اسے قتل کر دیا ہے۔ ان دونوں نے کہا کہ آپ جانتے ہیں کہ آپ کیا فرما رہے ہیں؟ ہم یہ بات بادشاہ سے جا کر کہہ دیں گے فرمایا ضرور تم جا کر میری طرف سے کہہ دینا اور تم دونوں یہ بھی کہنا کہ میرا دین اور میری سلطنت بہت جلد وہاں تک پہنچ جائے گی۔ جہاں تک کسریٰ کی حکومت ہے۔ یہی نہیں بلکہ جہاں تک گھوڑ سوار اور پیدل پہنچ سکتے ہیں' وہاں تک میرا دین اور میری سلطنت پہنچے گی اور تم دونوں اس سے کہنا کہ اگر تو اسلام لے آیا تو تیری مملکت تیرے ہاتھ میں رہے گی۔ پھر وہ دونوں باذان کے پاس پہنچے اور اس سے سارا حال بیان کیا۔ یہ سن کر باذان نے کہا کہ خدا کی قسم یہ بات کسی بادشاہ کا کلام نہیں ہے اور جو کچھ انہوں نے فرمایا ہم ضرور اسے دیکھیں گے اور وہ ہو کے رہے گا۔ اس کے بعد زیادہ وقت نہ گزرا کہ شیرویہ کا خط اس کے پاس آیا اس نے لکھا تھا کہ میں نے فارس کے غضب کی خاطر کسریٰ کو قتل کر دیا ہے جبکہ اس نے فارس کے سرداروں کو ہلاک کرنے کا ارادہ کیا۔ اب میرے لئے ان لوگوں سے جو تمہارے پاس ہیں فرماں برداری کا عہد لو اور اس شخص کو برانگیختہ نہ کرو جس کے لئے کسریٰ نے تمہیں خط لکھا تھا۔ جب باذان نے یہ خط پڑھا تو وہ کہنے لگا۔ بیشک یہ شخص نبی مرسل ہے اور وہ اسلام لے آیا اور آل فارس کے بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے۔ پھر باذان نے قہرمانہ سے پوچھا تم نے ان کو کس شان میں دیکھا ہے اس نے کہا کہ مجھ سے کسی نے ایسی ہیبت کے ساتھ گفتگو نہیں کی جتنی ہیبت مجھ پر ان سے گفتگو کرنے میں طاری تھی۔ باذان نے پوچھا کیا ان کے پاس نگہبان (باڈی گارڈ) ہیں اس نے کہا کہ نہیں اور ابونعیم نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل حدیث روایت کی ہے۔

امام احمد و بزار اور طبرانی و ابونعیم نے ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب رسول اللہ ﷺ کا مکتوب گرامی کسریٰ کو پہنچا تو کسریٰ نے یمن میں اپنے عامل کو خط لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تیری سرزمین میں ایک شخص کا ظہور ہوا ہے جو یقین رکھتا ہے کہ وہ نبی ہے لہٰذا تو ان سے کہہ دے کہ وہ اپنے اس دعویٰ سے باز آ جائیں ورنہ میں ان کی طرف ایک لشکر کو بھیجوں گا جو انہیں اور ان کی قوم کو قتل کر ڈالے گا۔ اس حکم کی تعمیل میں باذان نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں قاصد کو روانہ کیا اور اس قاصد نے حضور ﷺ سے ایسا

ہی کہہ دیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر دعویٰ نبوت کا اظہار میری اپنی طرف سے ہوتا تو ضرور میں اس سے باز آ جاتا لیکن مجھے تو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا ہے پھر حضور ﷺ نے یمنی قاصد کو اپنے پاس ٹھہرایا اور اس سے ارشاد فرمایا۔ میرے رب نے کسریٰ کو ہلاک کر دیا تو اب کسریٰ آج کے بعد نہیں ہے اور میرے رب نے قیصر کو قتل کرا دیا تو اب آج کے بعد قیصر بھی نہیں ہے۔ قاصد نے آپ کی بات اور وہ وقت دو مہینہ اور دو دن لکھ لیا۔ جس وقت آپ نے یہ بات فرمائی اس کے بعد وہ باذان کے پاس واپس چلا گیا اور اس نے بالکل ایسا ہی پایا کہ کسریٰ بھی مر گیا تھا اور قیصر بھی مر گیا تھا۔

دیلمی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے عظیم فارس کے ان دونوں قاصدوں سے جس کو انہوں نے حضور ﷺ کی طرف بھیجا تھا۔ فرمایا میرے رب نے آج کی رات تمہارے رب کو ہلاک کر دیا ہے اور اسے اس کے بیٹے نے قتل کیا ہے اور اسے اللہ نے اس پر غلبہ دیا ہے۔ اب تم دونوں جا کر اپنے صاحب سے کہنا کہ اگر تم اسلام قبول کرلو تو جتنا ملک تمہارے قبضہ میں ہے میں تمہیں دے دوں گا اور اگر تم نے اسلام قبول نہ کیا تو اللہ تعالیٰ تمہارے خلاف اعانت فرمائے گا۔

حضور ﷺ کا نامہ گرامی

بادشاہ منذر بن حارث غسانی کے نام

ابن سعد نے بطریق واقدی ان کے راویوں سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے شجاع رضی اللہ عنہ بن وحب اسدی کو حارث بن ابوشمر غسانی کے پاس اپنا مکتوب گرامی دے کر روانہ کیا۔ شجاع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس ملک میں پہنچا۔ بادشاہ دمشق کے مقام غوطہ میں تھا اور میں اس کے دربان کے پاس پہنچا اس سے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کا قاصد ہوں۔ اس نے کہا کہ تم اس کے پاس نہیں پہنچ سکتے۔ وہ فلاں اور فلاں دن برآمد ہوتا ہے۔ اس وقت مل سکتے ہو۔ میں نے اس کے حاجب سے راہ و رسم رکھی وہ رومی تھا اور اس کا نام مری تھا۔ وہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ کی بابت پوچھتا رہا اور میں اس کو آپ کے اوصاف بتاتا رہا اور میں اسے اسلام کی دعوت بھی دیتا رہا اور اس کا دل اس قدر نرم اور متاثر ہوا کہ وہ رونے لگا۔ اس نے کہا کہ میں نے انجیل مقدس پڑھی ہے اور میں نے بعینہ یہی صفت آپ کی اس میں پڑھی ہے۔ اب میں اس پر ایمان لاتا ہوں اور ان کی تصدیق کرتا ہوں مگر مجھے ابن حارث غسانی کا ڈر ہے کہیں وہ مجھے قتل نہ کر دے۔

پھر ابن حارث برآمد ہوا اور وہ بیٹھا اور اپنے سر پر تاج پہنا جب میں نے اسے مکتوب گرامی دیا تو اس نے اسے پڑھ کر پھینک دیا اور کہنے لگا مجھ سے میرا ملک کون چھین سکتا ہے۔ میں اس کے پاس پہنچتا ہوں۔ اگر وہ یمن میں ہوتا تو لوگ اسے میرے پاس لے آتے۔ وہ یہی بکواس کرتا رہا یہاں تک کہ کھڑا ہو گیا اور گھوڑوں کی نعل بندی کا حکم دیا۔ پھر کہا تم اپنے آقا سے جا کر وہی کہہ دو جو تم دیکھ رہے ہو۔ اس نے ایک خط قیصر کے نام لکھا اور اس میں آپ کی خبر لکھی۔ قیصر نے جواب میں اسے لکھا کہ تو ان کی طرف نہ جا اور اپنے ارادہ سے باز آ جا۔ جب منذر بن حارث کے پاس قیصر کا جواب آیا تو اس نے مجھے بلایا اور پوچھا تم کب واپس جا رہے ہو؟ میں نے کہا کہ میں کل

جاؤں گا تو اس نے مجھے سو۱۰۰ اشقال سونا دینے کا حکم دیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے میرا اسلام عرض کرنا۔ میں نے جب آ کر رسول اللہ ﷺ کو حالات بتائے تو حضور ﷺ نے فرمایا اس کی حکومت ختم ہوگئی اور ابن حارث (غسانی) فتح مکہ کے سال مر گیا۔

حضور رسالت مآب ﷺ

کا مکتوب گرامی شاہ مصر مقوقس کے نام

بیہقی نے حاطب رضی اللہ عنہ بن ابی بلتعہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے اسکندریہ کے بادشاہ مقوقس کی طرف بھیجا۔ حاطب نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کا مکتوب گرامی لے کر اس کے پاس پہنچا۔ اس نے مجھے اپنے محل میں ٹھہرایا اور میں اس کے پاس رہا۔ پھر اس نے مجھے بلایا چونکہ اس نے اپنے سرداروں کو جمع کیا تھا۔ اس نے کہا کہ میں تم سے ایک بات کہتا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ وہ بات تم مجھ سے سمجھ لو۔ میں نے کہا کہیے کیا بات ہے؟ اس نے کہا کہ مجھے تم اپنے آقا کے بارے میں بتاؤ۔ کیا وہ واقعی نبی ہیں؟ میں نے کہا کہ یقیناً وہ نبی ہیں اور اللہ کے رسول ہیں۔ اس نے کہا کہ ان کو اس وقت کیا ہوا تھا جب کہ ان کو ان کی قوم نے ان کے شہر سے دوسرے شہر کی طرف نکالا اور انہوں نے اپنی قوم کی ہلاکت کیلئے بددعا نہ کی۔ میں نے جواب دیا کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کیا وہ نہیں ہیں جس کی تم شہادت دیتے ہوئے کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔ ان کو اس وقت کیا ہوا تھا جب کہ ان کی قوم نے ان کو پکڑ کر انہیں سولی دینا چاہا۔ انہوں نے ان پر بددعا کیوں نہ کی کہ اے اللہ! انہیں ہلاک کر دے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو آسمانوں کی دنیا میں اپنے پاس بلا لیا یہ سن کر اس نے کہا تم عقلمند ہو اور عقلمند کے پاس سے آئے ہو۔

مغیرہ رضی اللہ عنہ بن شعبہ سے مقوقس نے کہا

واقدی وابونعیم نے مغیرہ ابن شعبہ سے روایت کی کہ جب وہ بنی مالک کے ساتھ مقوقس کے پاس پہنچے تو اس نے کہا کہ تم میرے پاس اپنے رفقاء سے جدا ہو کر کیسے پہنچے۔ کیونکہ محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کے اصحاب میرے اور تمہارے درمیان حائل تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہم دریا سے ملحق ہو گئے اور ہم نے محمد ﷺ سے خوف کیا۔ مقوقس نے کہا تم نے کیا تدبیر کی جب انہوں نے تم لوگوں کو دعوت اسلام دی؟ انہوں نے کہا: ہم میں سے کسی ایک شخص نے بھی ان کی دعوت کو قبول نہ کیا۔ اس نے پوچھا کیوں تم نے دعوت اسلام کو قبول نہ کیا؟ انہوں نے کہا کہ وہ ہمارے پاس ایسا دین لے کر آئے جس کو نہ ہمارے ماں باپ جانتے تھے اور نہ بادشاہ ہی اس پر چلتے تھے لہٰذا ہم اسی دین پر قائم رہے جس پر ہمارے باپ دادا تھے۔ اس نے پوچھا ان کی قوم نے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ انہوں نے کہا کہ نوعمروں نے تو ان کی اتباع قبول کر لی اور دیگر لوگوں نے جن میں ان کی قوم کے بھی افراد تھے اور عرب کے دیگر باشندے بھی تھے۔ بکثرت مقامات پر ان کی مخالفت کی اور ان کے ساتھ جنگ کی کبھی ان کو ہزیمت اٹھانی پڑی اور کبھی مسلمانوں کو نقصان اٹھانا پڑا۔ مقوقس نے پوچھا۔ مجھے بتاؤ وہ کیا دعوت دیتے ہیں؟ ہم نے کہا کہ وہ اس کی دعوت دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک لہٗ کی عبادت

کریں اور جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے رہے ہیں ہم ان کو چھوڑ دیں اور وہ نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کی دعوت دیتے ہیں۔ مقوقس نے پوچھا کیا نماز کا کوئی وقت ہے؟ جس وقت پڑھی جائے اور مال کی کوئی مقدار ہے جس کی زکوٰۃ دی جاتی ہے۔ کہا کہ دن رات میں پانچ نمازیں ہیں اور ہر ایک کے اوقات مقرر ہیں اور جو مال بیس مثقال کو پہنچ جائے اس کی زکوٰۃ دیتے ہیں اور ہر پانچ اونٹ پر ایک بکری زکوٰۃ کی ہے۔ پھر انہوں نے تمام اموال کی زکوٰۃ کی ادائیگی کی تفصیل بتائی۔ اس نے پوچھا کیا تم نے دیکھا ہے کہ جب وہ صدقات وصول کرتے ہیں تو ان کو کہاں استعمال کرتے ہیں؟ کہا کہ وہ اپنے فقراء پر تقسیم کر دیتے ہیں اور صلہ رحمی اور ایفائے عہد کا حکم دیتے ہیں۔ زنا، سود اور شراب کو حرام قرار دیتے ہیں اور غیر خدا کے کسی ذبیحہ کو وہ نہیں کھاتے ہیں۔ مقوقس نے کہا کہ یقیناً وہ تمام انسانوں کی طرف نبی و رسول ہیں۔ اگر وہ قبط[1] و روم میں ہوتے تو سب ان کی اتباع کرتے۔ بلاشبہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نے بھی یہی احکامات دیئے ہیں اور جیسے کہ تم ان کے اوصاف بیان کرتے ہو انہیں صفات پر پہلے انبیاء کرام علیہم السلام مبعوث ہوئے ہیں اور ان کا انجام بخیر[2] ہوگا۔ یہاں تک کہ کوئی ان سے جھگڑنے والا نہ ہوگا۔ اور جہاں تک پیدل و سوار جا سکتا ہے اور جہاں تک سمندروں اور دریاؤں کی انتہا ہے ان کا دین غالب ہوگا۔ ہم نے کہا کہ اگر تمام لوگ ان کے دین میں داخل ہو جائیں ہم جب بھی ان کا دین قبول نہ کریں گے۔ اس پر مقوقس نے اپنا سر ہلایا اور کہا کہ تم کھیل کود میں پڑے ہوئے ہو۔ اس کے بعد اس نے پوچھا۔ اپنی قوم میں ان کا نسب کیسا ہے؟ کہ وہ قوم میں ذی نسب ہیں۔ اس نے کہا کہ انبیاء ایسے ہی ہوتے ہیں۔ وہ اپنی قوم میں شریف النسب ہی ہوتے ہیں۔

اس نے پوچھا ان کی باتیں کہاں تک سچی ہوتی ہیں؟ کہا ہم انہیں ان کی سچائی کی بنا پر صادق کہا کرتے ہیں۔ مقوقس نے کہا کہ تم اپنے معاملات میں غور کرو۔ کیا تمہارا خیال ہے کہ جبکہ وہ اپنے اور تمہارے درمیان سچائی کو ملحوظ رکھتے ہیں تو کیا وہ اللہ پر جھوٹ بولیں گے۔ پھر پوچھا کون لوگ ان کی اتباع کرتے ہیں؟ کہا کہ نوعمر لوگ۔ اس نے کہا کہ پہلے انبیاء کے متبعین کا یہی حال رہا ہے۔ اس نے پوچھا یثرب کے یہود نے ان کے ساتھ کیا کیا؟ کیونکہ وہ توریت والے ہیں۔ کہا کہ انہوں نے ان کی مخالفت کی اور ان کے ساتھ جنگ ہوئی اور حضور ﷺ نے ان کو قتل کیا اور قیدی بنایا اور وہ چاروں طرف متفرق ہو کر چلے گئے۔ مقوقس نے کہا کہ یہود حاسد قوم ہے۔ انہوں نے حضور ﷺ کے ساتھ حسد کیا مگر وہ ان کی نبوت کو خوب جانتے اور پہچانتے ہیں۔ جس طرح کہ ہم جانتے ہیں۔ مغیرہ بیان کرتے ہیں کہ پھر ہم اس کے پاس سے اٹھ کھڑے ہوئے اور ہم نے اس سے ایسی باتیں سنیں جس سے ہمارے دل محمد ﷺ کی طرف مائل ہو گئے اور ہم نے نرمی ساری محسوس کی اور ہم نے کہا کہ جبکہ عجم کے بادشاہ ان کی تصدیق کرتے ہیں اور قرابت داری میں ان سے دور ہونے کے باوجود ان سے خوف کرتے ہیں تو ہم تو ان کے اقربا اور ہمسایہ ہیں۔ ہم ان کے دین میں داخل نہیں ہوتے۔ باوجودیکہ وہ داعی ہمارے گھروں میں دعوت دینے تشریف لایا۔ مغیرہ نے کہا کہ میں جب تک اسکندریہ میں رہا برابر ہر کنیسہ میں جاتا رہا اور ان کے قبطی و رومی اسقفوں سے پوچھتا رہا۔ وہ سب کے سب محمد مصطفیٰ ﷺ کی صفت سے واقف تھے۔ ایک قبطی اسقف تھا۔ میں نے اس سے زیادہ ریاضت و جدوجہد کرنے والا کسی کو نہ دیکھا۔ میں نے اس سے پوچھا۔ مجھے بتاؤ کہ کیا نبیوں میں سے کسی کا آنا

---

[1] قبط مصری قوم۔ [2] یعنی آنکھ بند ہونے تک بھی غلبہ دائم

باقی ہے؟ اس نے کہا ہاں! وہ آخری نبی ہے۔ اس کے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی درمیان میں نہیں ہے۔ بلاشبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی درمیان میں نہیں ہے۔ بلاشبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان نبی کے اتباع کا حکم دیا ہے اور وہ نبی امی عربی ہے' ان کا نام احمد ہوگا۔ وہ دراز قامت ہوں گے نہ پسند قد۔ ان کی آنکھوں میں سرخی ہے نہ وہ گورے ہیں نہ سیاہ۔ وہ اپنے سر کے بالوں کو چھوڑیں گے اور موٹا لباس پہنیں گے اور جیسا کھانا پائیں گے۔ وہ اس پر قناعت کریں گے۔ ان کی تلوار ان کی گردن میں حمائل ہوگی اور جو ان سے جنگ کرے گا' وہ ان کی پروا نہ کریں گے۔ اور وہ بذاتِ خود جنگ کی قیادت کریں گے اور اس کے ساتھ اس کے اصحاب ہوں گے۔ اور وہ اصحاب اپنی جان کو ان پر قربان کریں گے اور وہ اپنے باپ دادا اور اپنے بیوی بچوں سے زیادہ ان سے محبت کریں گے۔ وہ نبی ایک حرم میں ظہور فرمائیں گے پھر وہ دوسرے حرم کی طرف ایسی سرزمین میں ہجرت کریں گے۔ جو سنگلاخ اور نخلستان ہوگی۔ دین ابراہیم پر ان کا دین ہوگا۔ میں نے کہا کہ مزید ان کی صفتیں بیان کیجئے؟ اس نے کہا کہ وہ نصف کمر پر تہبند باندھیں گے اور وہ ہاتھ پاؤں اور منہ کو دھوئیں گے اور وہ ان خصوصیات کے ساتھ مختص ہوں گے جن پر پچھلے انبیاء مخصوص نہ ہوئے۔ ہر نبی اپنی ہی قوم کی طرف مبعوث ہوتا رہا ہے مگر وہ تمام لوگوں کی طرف مبعوث ہوں گے اور ساری زمین مسجد اور پاک کرنے والی ان کے لئے ہوگی اور جس جگہ بھی نماز کا وقت ہوگا' نماز پڑھائیں گے۔ تیمم کر کے نماز پڑھ لیں گے حالانکہ اس نبی سے پہلے لوگوں پر یہ سختی تھی کہ وہ کینسہ اور صومعہ کے سوا نماز نہیں پڑھ سکتے تھے۔ مغیرہ نے کہا کہ میں نے یہ تمام باتیں ذہن میں محفوظ کر لیں جو اس نے کہا کہ اسے بھی اور اس کے سوا دوسرے پادریوں نے بتایا۔ انہیں بھی اور میں واپس آ کر مسلمان ہو گیا۔

مقوقس نے حضور ﷺ کی خدمت میں تحائف ارسال کئے

ابن سعد نے بطریق واقدی ان کے راویوں سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے جب مقوقس عظیم قبط کے پاس مکتوب گرامی بھیجا تو مقوقس نے آپ کو خط لکھا کہ میں جانتا تھا کہ ایک نبی کا تشریف لانا باقی ہے مگر میرا گمان یہ تھا کہ وہ نبی شام میں ظہور فرمائے گا۔ اب میں نے آپ کے قاصد کا اکرام کیا ہے اور آپ کی خدمت میں تحائف پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

حضور ﷺ کا نامہ نامی قبیلہ حمیر کے سردار کے نام

ابن سعد نے زہری سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ حمیر کے حارث' مسروح اور نعیم بن عبد کلال کے نام مکتوب گرامی لکھا اور عیاش رضی اللہ عنہ بن ابی ربیعہ مخزومی کے ہاتھ مکتوب گرامی بھیجا اور روانگی کے وقت ہدایت فرمائی کہ جب تم ان کی سرزمین پر پہنچو تو رات کے وقت داخل نہ ہونا جب تک کہ صبح نہ ہو جائے۔ پھر تم طہارت کر کے خوب اچھی طرح پاک وصاف ہونا اور دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے حاجت روائی اور قبول کی دعا مانگنا اور اللہ سے پناہ چاہنا اور اپنے داہنے ہاتھ میں مکتوب گرامی لے کر ان سرداروں کے بھی داہنے ہاتھ میں دینا کیونکہ داہنا ہاتھ قبولیت کا ہے اور ان کے اوپر' لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ

وَالْمُشْرِكِيْنَ مُنْفَكِّيْنَ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ "(البینۃ:۱) ترجمہ: اہل کتاب اور مشرکین میں سے جن لوگوں نے کفر کیا وہ کفر سے الگ ہونے والے نہ تھے جب تک کہ ان کے پاس ایک روشن دلیل نہ آ جائے۔ پڑھنا اور جب تم اسے پڑھ چکو تو "امنت بمحمد وانا اول المومنین" کہنا۔ تمہارے سامنے جو بھی حجت آئے گی وہ باطل ہو جائے گی اور نہ ایسی کتاب آئے گی جو بظاہر مزین و خوبصورت ہو مگر یہ کہ اس کا نور جاتا رہے گا اور وہ لوگ تم پر کچھ پڑھیں گے۔ جب وہ تم پر کچھ پڑھیں تو تم کہنا کہ اس کا ترجمہ کرو اور پڑھنا "حَسْبِيَ اللّٰهُ اٰمَنْتُ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتَابٍ وَّاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ (یہاں تک) وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ" اور جب وہ اسلام لے آئیں تو ان سے ان کی تین شاخوں کی بابت دریافت کرنا کہ جب انہیں لایا جاتا ہے تو وہ اسے سجدہ کرتے ہیں اور وہ شاخیں درخت اثل کی ہیں۔ ایک شاخ سفیدی اور زردی سے رنگی ہوئی ہے اور ایک شاخ ایسی ہے جس میں گرہیں ہیں گویا وہ خیزران ہے اور تیسری شاخ بہت سیاہ ہے گویا وہ آبنوس کی شاخ ہے۔ پھر ان شاخوں کو برآمد کرا کے انہیں ان کے بازار میں جلا ڈالنا۔ عیاش رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں گیا اور جیسا رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا تھا ویسا ہی عمل کیا جب میں ان کے پاس پہنچا اور میں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کا قاصد ہوں اور جو مجھے حکم دیا گیا تھا میں نے ویسا ہی کیا اور انہوں نے ویسا ہی قبول کیا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے پیش گوئی فرمائی تھی۔

حضور ﷺ کا مکتوب گرامی عمان کے بادشاہ جلندی کے نام

وثیمہ نے الردۃ میں ابن اسحاق سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو عمان کے بادشاہ جلندی کے پاس بھیجا اور انہوں نے اسے اسلام کی دعوت دی۔ یہ سن کر جلندی نے کہا مجھے اس نبی امی کی بابت رہنمائی کرو کیونکہ وہ خیر ہی کا حکم دیتے ہیں اور اس خیر پر پہلے خود عمل کرتے ہیں اور جس بات کو وہ منع کرتے ہیں۔ سب سے پہلے وہ خود اس سے باز رہتے ہیں۔ وہ غالب ہو کر نہیں اتراتے۔ لوگ ان پر غالب ہوتے ہیں تو ان کے صحابہ ان کو نہیں چھوڑتے۔ وہ ایفائے عہد کی تاکید کرتے ہیں اور وعدہ کو پورا کرتے ہیں لہٰذا میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ یقیناً نبی ہیں۔

بنی حارثہ نے حضور ﷺ کا مکتوب دھو ڈالا

ابونعیم نے بطریق واقدی ان کے راویوں سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی حارثہ بن عمرو بن قرط کی جانب مکتوب گرامی بھیجا اور انہیں اسلام کی دعوت دی۔ ان لوگوں نے مکتوب گرامی کو لے کر اسے دھو ڈالا اور اس سے اپنے ڈول میں پیوند لگایا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ان لوگوں کا عجیب حال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی عقلوں کو چھین لیا ہے۔ فرمایا وہ لوگ خوفزدہ عجلت پسند مخلط الکلام اور بیوقوف ہیں۔ واقدی نے کہا کہ میں نے ان کے چند لوگوں کو دیکھا ہے جو کلام کرنے کی قدرت نہیں رکھتے تھے اور اپنا مافی الضمیر خوبی کے ساتھ بیان نہیں کر سکتے تھے۔

ایک مشرک سردار کی ہلاکت

بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب میں سے ایک شخص کو مشرک سرداروں میں سے ایک کے پاس بھیجا کہ وہ اسے اسلام کی دعوت دیں۔ ایک مشرک سردار نے کہا کہ وہ معبود جس کی تم دعوت دیتے ہو وہ سونے کا ہے یا چاندی کا یا تانبے کا۔ یہ سن کر وہ قاصد صحابی واپس ہوگئے اور اللہ تعالیٰ نے آسمان سے ایک بجلی اور اس مشرک پر بھیجی جس نے اسے جلا ڈالا۔ ابھی وہ قاصد راستہ ہی میں تھے۔ ان کو اس واقعہ کا کوئی علم نہ تھا۔ اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس سردار کو ہلاک کر دیا ہے اور یہ آیت نازل ہوئی۔ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ الآیۃ۔ اور وہ کڑکتی بجلیاں بھیجتا ہے''۔

وہ معجزات جو وفد بنی ثقیف کی آمد پر رونما ہوئے

بیہقی و ابونعیم نے بطریق موسیٰ بن عقبہ زہری سے اور بطریق عروہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ عروہ رضی اللہ عنہ بن مسعود ثقفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آئے اور اسلام قبول کیا پھر انہوں نے اپنی قوم کی طرف واپس جانے کی اجازت چاہی تو اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا مجھے اندیشہ ہے کہ وہ لوگ تمہیں قتل کر دیں گے۔ عروہ کی روایت میں یہ ہے کہ وہ لوگ تم سے قتال نہ کریں۔ عروہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اگر وہ لوگ مجھے سوتا ہوا پائیں تو میری ہیبت سے وہ مجھے بیدار نہ کریں گے۔ چنانچہ وہ واپس چلے گئے اور ان کو اسلام کی دعوت دی مگر انہوں نے ان کی نافرمانی کی اور انہیں تکلیف دہ باتیں سنائیں۔ جب سحر کا وقت ہوا اور فجر طلوع ہوئی تو وہ اپنے دریچہ میں کھڑے ہوئے اور نماز کے لئے اذان دی اور کلمہ شہادت پڑھا تو بنی ثقیف کے ایک آدمی نے ان پر تیر مارا اور وہ اس سے شہید ہوگئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جب اس کی اطلاع پہنچی تو فرمایا۔ عروہ کے قتل کی مثال صاحب یٰسٓ کی مانند ہے کہ انہوں نے اپنی قوم کو اللہ کی دعوت دی اور لوگوں نے انہیں قتل کر دیا پھر ان کے قتل کے بعد بنی ثقیف کا وفد انیس افراد پر مشتمل بارگاہ نبوت میں آیا۔ اس وفد میں کنانہ بن عبد یالیل اور عثمان بن ابی العاص تھے اور وہ مسلمان ہوگئے۔ اسے حاکم نے بطریق روایت کی اور ابن سعد نے اس کی مثل بطریق واقدی عبداللہ بن یحییٰ سے اور انہوں نے بکثرت اہل علم سے روایت کی۔ اس میں ہے کہ وہ لوگ تم سے اس وقت قتال کریں گے اور اس روایت میں ہے۔ ان کے جب تیر لگا تو انہوں نے اشهد ان محمد الرسول الله پڑھا اور کہا کہ بلاشبہ مجھے اس کی خبر دے دی گئی تھی کہ تم لوگ مجھے قتل کر دو گے۔

ابونعیم نے واقدی سے روایت کی انہوں نے کہا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے واپس ہوئے تو عروہ رضی اللہ عنہ بن مسعود نے غیلان بن مسلمہ سے کہا کیا تمہیں نظر نہیں آتا کہ اس شخص کا معاملہ اللہ تعالیٰ نے کتنا قریب کر دیا ہے۔ بکثرت ان کے تابع بن چکے ہیں۔ بقیہ تمام لوگ یا تو رغبت رکھتے ہیں یا ڈرتے ہیں اور ہم لوگوں کے نزدیک عرب کے سمجھدار لوگ ہیں۔ جس شے کی طرف محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بلاتے ہیں۔ ہماری مانند لوگ اس سے جاہل نہیں ہیں۔ بلاشبہ وہ نبی ہیں۔ میں اب تجھ سے ایک بات بیان کرتا ہوں جس کا میں نے اب تک کسی سے ذکر نہیں کیا تھا۔ وہ بات یہ ہے کہ میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ مکرمہ میں ظہور سے قبل تجارت کی غرض سے

نجران گیا تھا۔ وہاں میرا ایک دوست اسقف (پادری) تھا۔ اس نے مجھ سے کہا اے ابا عفور! تمہارے حرم میں عنقریب ایک نبی کا ظہور ہو گا اور وہ آخری نبی ہے اور وہ اپنی قوم کو قتل عاد کی مانند قتل کرے گا۔ لہٰذا جب وہ ظاہر ہو جائے اور اللہ کی طرف بلائے تو تم اس کی اتباع کرنا۔ میں نے اس بات میں سے ایک حرف کا کسی سے اب تک ذکر نہیں کیا اب میں ان کا اتباع کرتا ہوں پھر عروہ مدینہ منورہ آئے اور اسلام لائے۔

وفد بنی ثقیف کی بیعت

بیہقی نے وہب سے روایت کی انہوں نے کہا میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے وفد ثقیف کی بابت پوچھا جبکہ ان لوگوں نے بیعت کی تو اس کی نوعیت کیا تھی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ان لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شرط کی کہ نہ تو صدقہ دیں گے اور نہ جہاد کریں گے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ نے فرمایا جب وہ مسلمان ہو جائیں گے تو صدقہ بھی دیں گے اور جہاد بھی کریں گے۔

مسلم نے عثمان رضی اللہ عنہ بن ابی العاص نے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میری نماز اور میری قرأت کے درمیان شیطان حائل ہوتا ہے۔ حضور نے فرمایا یہ وہ شیطان ہے جس کا نام خنزب ہے جب تمہیں شیطان کا احساس ہو تو اعوذ باللہ پڑھو اور اپنی بائیں طرف تین مرتبہ تھتکار کر دو۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایسا کیا تو اللہ نے اسے مجھ سے دور کر دیا۔

ابونعیم نے عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مجھے طائف کی طرف بھیجا تو مجھے اپنی نماز میں ایسا عارضہ پیش آنے لگا کہ میں جانتا ہی نہ تھا کہ میں نے کتنی رکعتیں پڑھی ہیں۔ تو میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے حضور سے یہ عرض کیا آپ نے فرمایا یہ نسیان شیطان کی وجہ سے ہے۔ میرے قریب ہو۔ میں حضور کے قریب ہوا۔ فرمایا اپنا منہ کھولو۔ پھر حضور نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور میرے منہ میں لعاب دہن اقدس ڈالا اور فرمایا اے اللہ کے دشمن! دور ہو جا اور ایسا ہی تین مرتبہ کیا۔ اس کے بعد فرمایا اب تم عمل خیر کیے جاؤ۔ پھر اس کے بعد مجھے کوئی عارضہ لاحق نہیں ہوا۔

بیہقی و ابونعیم نے حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے حفظ قرآن میں کمی کی شکایت کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ شیطان ہے۔ اس کا نام خنزب ہے۔ اے عثمان میرے قریب ہو اس کے بعد اپنا دست مبارک میرے سینے پر رکھا اور میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے شانوں کے درمیان پائی اور فرمایا۔ اے شیطان عثمان کے سینے سے نکل جا۔ اس کے بعد میں نے جو سنا وہ مجھے حفظ ہو گیا۔ بیہقی وطبرانی نے دوسری سند کے ساتھ حضرت عثمان سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ قرآن کریم مجھے یاد نہیں رہتا ہے پھر آپ نے اپنا دست مبارک میرے سینہ پر رکھا اور فرمایا اے شیطان عثمان کے سینہ سے نکل جا۔ پھر میں اس کے بعد کبھی نہ بھولا جسے میں نے یاد کرنا چاہا۔ بیہقی و ابونعیم نے المعرفہ میں حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں اس حال میں آیا کہ مجھے اتنا شدید درد تھا کہ جس کی وجہ سے میں مرا جا رہا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنا داہنا ہاتھ سات مرتبہ پھیرو اور "بِسْمِ اللّٰهِ اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ

شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ'' کو سات مرتبہ پڑھو۔ تو میں نے ایسا ہی کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس درد کو ایسا دور کیا جیسا کہ تھا ہی نہیں۔ اس کے بعد میں اپنے بال بچوں کو برابر اس دعا کی تلقین کرتا رہا۔

بارگاہِ رسالت میں مسیلمہ کذاب کی حاضری

شیخین نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ مسیلمہ کذاب اپنی قوم کے بہت سے افراد کے ساتھ مدینہ منورہ آیا اور وہ کہتا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر اپنے بعد نبوت کو میرے لئے مقرر کر دیں تو میں آپ کا اتباع کرلوں گا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ کے ساتھ ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ تھے اور حضور کے دست مبارک میں کھجور کی ہری شاخ تھی۔ یہاں تک کہ حضور نے مسیلمہ کے روبرو کھڑے ہو کر فرمایا۔ اگر تو مجھ سے اس شاخ کو بھی مانگنا چاہے گا تو میں ہرگز نہ دوں گا۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے امر کو تجھ تک ہرگز تجاوز نہ کرے گا اور اگر تو نے پشت پھیری تو اللہ تعالیٰ تیری کونچیں ضرور قطع کر دے گا اور میں تجھے ویسا ہی دیکھ رہا ہوں۔ جس حال میں تو ہے اور جب کہ مجھے دکھایا گیا ہے۔'' اور یہ ثابت بن قیس ہیں۔ تجھے میری طرف سے جواب دیں گے۔ اس کے بعد حضور واپس تشریف لے گئے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں حضور کے ارشاد کے بارے میں تجھے ایسا ہی دیکھ رہا ہوں جس حال میں کہ تو ہے اور جیسا کہ مجھے دکھایا گیا ہے۔ اس کے بارے میں پوچھا تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے مجھے جواب دیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک رات میں سو رہا تھا کہ خواب میں دیکھا کہ میرے ہاتھ میں دو سونے کے کنگن ہیں۔ مجھے ان کنگنوں کی موجودگی نے غمگین کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے خواب میں وحی فرمائی کہ ان پر پھونک مارو تو میں نے ان پر پھونک ماری اور وہ دونوں اڑ گئے۔ میں نے ان سے تعبیر کی کہ میرے بعد دو کذاب خروج ادعا کریں گے۔ (چنانچہ ان میں سے ایک تو صنعاء کا سردار عنسی ہوا اور وہ دوسرا یمامہ کا سردار مسیلمہ کذاب ہوا۔)

شیخین نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کہ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سو رہا تھا کہ میرے روبرو زمین کے خزانے لائے گئے اور میرے ہاتھوں میں دو سونے کے کنگن پہنائے گئے۔ یہ کنگن مجھے اتنے شاق گزرے کہ میں ان کی وجہ سے غمگین ہو گیا اس وقت اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ میں ان دونوں پر پھونک ماروں تو میں نے ان پر پھونک ماری۔ میں نے ان کنگنوں کی تعبیر یہ لی کہ دو کذاب خروج کریں گے اور میں ان دونوں کے درمیان ہوں۔ ایک کذاب صنعاء والا ہے اور دوسرا کذاب یمامہ والا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص مبارک کا غسالہ

ابن عدی نے بطریق محمد بن جابر روایت کی کہا کہ میں نے اپنے والد سے سنا ہے اور وہ میرے دادا سنان بن طارق یمامی سے بیان کرتے ہیں کہ وہ اس وفد کے پہلے شخص ہیں جو وفد بنی حنیفہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تھا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور کو سر مبارک دھوتا ہوا پایا۔ آپ نے فرمایا۔ اے یمامی بھائی بیٹھ جاؤ اور اپنا سر دھو لو۔ تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بچے ہوئے پانی سے اپنا سر دھویا۔ اس کے بعد اسلام قبول کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے ایک نامہ مبارک لکھا۔ اس وقت میں نے عرض کیا

یارسول اللہ! اپنی قمیص مبارک کا ایک ٹکڑا مرحمت فرمائیے تاکہ میں اس سے منفعت حاصل کروں تو حضور نے مجھے عنایت فرمایا۔ محمد بن جویرہ نے کہا کہ میرے والد نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ قمیص مبارک کا ٹکڑا ان کے پاس رہا اور وہ مریض کو اسے دھو کر پلاتے تو وہ شفایاب ہو جاتا۔

بارگاہِ نبوت میں وفد عبدالقیس

ابویعلیٰ اور بیہقی نے مزیدہ عصری سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے اور اپنے اصحاب سے گفتگو فرما رہے تھے کہ دفعتاً آپ نے صحابہ سے فرمایا "عنقریب اس طرف سے کچھ سوار تمہارے پاس آئیں گے جو مشرق والوں میں بہتر ہیں۔ یہ ارشاد سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اٹھے اور اس جانب روانہ ہو گئے۔ انہیں تیرہ سوار آتے ہوئے ملے۔ انہوں نے پوچھا تم کس قوم سے ہو۔ انہوں نے کہا ہم بنی عبدالقیس سے ہیں۔ ابن سعد نے عروہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے اس رات کی صبح کے وقت افق کی طرف نظر فرمائی جس کی صبح کو بنی عبدالقیس کا وفد آیا تھا۔ آپ نے فرمایا مشرق سے ایسے لوگ آ رہے ہیں جو اسلام کو ناپسند نہیں کریں گے۔ ان لوگوں کا حال یہ ہے کہ راہ کی مشقت نے جانوروں کو دبلا کر دیا ہے اور خود ان کے پاس توشہ نابود تھا اور ان کے سردار کی یہ ایک نشانی ہے اور دعا فرمائی کہ اے خدا! عبدالقیس کو بخش دے وہ میرے پاس آ رہے ہیں اور وہ مجھ سے مال نہیں مانگیں گے۔ وہ مشرق والوں میں بہتر لوگ ہیں چنانچہ بیس سوار آئے اور ان کے سردار عبداللہ بن عوف تھے۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ مسجد ہی میں تشریف فرما تھے۔ انہوں نے حاضر ہو کر حضور کو سلام عرض کیا اور حضور نے ان کے سلام کا جواب دیا اور ان سے دریافت کیا تم میں عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن عوف اشج کون ہے۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ میں حاضر ہوں۔ وہ ایک مرد بدصورت تھے۔ رسول اللہ نے ان کی طرف نظر فرمائی۔ انہوں نے عرض کیا لوگ انسانوں کی کھال میں پانی نہیں بھرتے ہیں بلکہ انسان کی ضرورت دو چھوٹی چیزوں کی وجہ سے پڑتی ہے۔ ایک اس کی زبان دوسرا اس کا دل۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں دو خوبیاں ایسی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ محبوب رکھتا ہے۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا وہ دو خوبیاں کیا ہیں؟ فرمایا حلم اور وقار۔ عرض کیا کیا کوئی چیز ایسی ہے جو سیکھ کر پیدا ہوتی ہے یا میرے اندر پیدائشی ہے؟ فرمایا نہیں بلکہ تمہارے اندر پیدائشی ہے۔

بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اہل ہجر سے عبدالقیس کا ایک وفد رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ وہ لوگ حضور کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک حضور نے ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا تمہارے یہاں کھجور کی کئی قسمیں ہیں اور تم فلاں رنگ کی کھجور کو اس نام سے پکارتے ہو اور حضور نے ان قسموں کے رنگ اور نام بیان فرما دیے۔ یہ سن کر ان میں سے ایک شخص کہنے لگا یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ اگر آپ مقام ہجر میں تولد فرماتے تو اس سے زیادہ آپ علم نہ رکھتے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً آپ اللہ کے رسول ہیں۔ حضور نے فرمایا جب تم میرے پاس بیٹھے تو تمہاری سرزمین اٹھ کر میرے سامنے کر دی گئی اور میں نے اسے ادنیٰ سے اعلیٰ تک دیکھا اور تمہاری کھجوروں میں سب سے بہتر کھجور البرنی ہے جو بیماری کو زائل کرتی ہے اور اس میں کوئی بیماری نہیں ہے۔

امام احمد وطبرانی نے وازع سے روایت کی۔ انہوں نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اشج رضی اللہ عنہ ہمارے قافلے میں تھے اور ہمارے ساتھ آسیب زدہ ایک شخص تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ساتھ میرا ماموں آسیب زدہ ہے۔ اس کے لئے آپ اللہ سے دعا فرمائیے۔ حضور نے فرمایا میرے پاس لاؤ تو میں اسے حضور ﷺ کے پاس لے گیا۔ اور حضور ﷺ نے اپنی چادر مبارک کا گوشہ اٹھایا۔ یہاں تک کہ میں نے آپ کے بغل شریف کی سفیدی دیکھ لی پھر حضور ﷺ نے اس چادر کے گوشے کو اس کی کمر پر مار کر فرمایا۔ ''او اللہ کے دشمن نکل جا۔'' اور وہ صحیح نظر سے دیکھتا ہوا آگے آیا۔ اب اس کی نظر پہلی جیسی نہیں تھی۔ پھر حضور ﷺ نے اسے اپنے سامنے بٹھایا اور اس کے لئے دعا فرمائی اور اس کے چہرے پر دست مبارک پھیرا۔ رسول اللہ ﷺ کی دعا کے بعد اس وفد میں کوئی دوسرا شخص نہ تھا جسے اس پر فضیلت دی جاتی۔ امام احمد نے شہاب بن عباد سے روایت کی کہ انہوں نے عبدالقیس کے وفد کے ایک آدمی سے سنا کہ اشج رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! ہماری سرزمین کی آب وہوا ثقیل ہے اور ہم شراب پیتے ہیں۔ اگر ہم ایک گھونٹ شراب کا نہ پئیں تو ہمارے رنگ بدل جاتے ہیں اور ہمارے پیٹ بڑھ جاتے ہیں لہٰذا ہمیں اتنی مقدار پینے کی رخصت عطا فرمائیے اور اپنی ہتھیلی کا اشارہ کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے اشج رضی اللہ عنہ اگر میں تمہارے لئے ہتھیلی بھر کی اجازت دے دوں گا تو تم اتنا پی لوگے اور حضور ﷺ نے اپنے ہاتھوں کو کھول دیا اور پھیلا دیا۔ مطلب یہ کہ ہتھیلی بھر سے کہیں زیادہ پیو گے۔ یہاں تک کہ جب تم میں سے کوئی شراب کے نشے میں اٹھے گا تو اپنے چچا کے بیٹے کی طرف اس کی پنڈلی پر تلوار کا زخم لگائے گا اس وفد میں ایک شخص تھا جس کا نام حارث تھا۔ شراب نوشی میں اس کی پنڈلی پر زخم لگا تھا کیونکہ اس نے ایک شعر میں کسی کو کسی عورت پر تشبیہ دی تھی۔ راوی کا بیان ہے جب حارث رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات سنی تو وہ اپنی چادر سے اپنی پنڈلی چھپانے لگا اور اپنی پنڈلی کے زخم کو ڈھانپنے لگا اور اس کی یہ بات اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ پر ظاہر فرما دی تھی۔

وفد بنی عامر بارگاہِ ختم المرسلین ﷺ میں

بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے دربار میں بنی عامر کا ایک وفد آیا۔ اس میں عامر بن طفیل، اربد بن قیس اور خالد بن جعفر تھے۔ یہ لوگ قوم کے سردار اور ان کے شیاطین تھے۔ عامر بن طفیل رسول اللہ ﷺ کے روبرو آیا اور وہ حضور ﷺ سے غداری کرنا چاہتا تھا اور اس نے اربد سے کہہ رکھا تھا کہ جب ہم ان سے ملیں گے تو میں ان کے چہرے کو تمہاری طرف سے ہٹا کر اپنی طرف مشغول رکھوں گا۔ جب میں ایسا کرلوں تو ان پر تلوار کا وار کر دینا چنانچہ جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو عامر نے کہا کہ اے محمد ﷺ مجھ پر دین کی تبلیغ ترک کر دیجئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ میں ہرگز ترک نہ کروں گا جب تک کہ اللہ وحدہٗ پر ایمان نہ لائے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اس کی بات کا انکار کر دیا تو اس نے کہا کہ سنئے! خدا کی قسم! میں سرخ گھوڑوں اور آدمیوں سے آپ کے خلاف زمین کو بھر دوں گا۔

جب وہ واپس ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے دعا کی اے خدا عامر بن طفیل کے شر سے مجھے محفوظ رکھ۔ پھر جب وہ باہر نکلے تو عامر نے اربد سے کہا کہ اے اربد تیرا برا ہو تجھے کیا ہوا۔ میں نے جو تجھ سے کہا تھا اس پر تو نے عمل نہیں کیا۔ اربد نے کہا کہ خدا کی قسم! جب

بھی میں نے تیرے مشورے پر عمل کرنا چاہا تو میرے اور ان کے درمیان تو حائل ہو جاتا تھا۔اس کے بعد وہ پلٹ کر اپنے علاقے کی طرف چل دیے ابھی وہ راستے میں ہی تھے کہ اللہ تعالیٰ نے عامر کو طاعون میں مبتلا کر دیا اور اس کی گردن میں طاعون کی گلٹی نکل آئی اور اللہ تعالیٰ نے اس بنی سلول کی عورت کے گھر میں ہلاک کر دیا۔اس کے بعد اس کے ساتھی بنی عامر کی سرزمین میں پہنچے تو قبائل کے لوگوں نے پوچھا۔اے اربد کیا بات ہوئی؟ اس نے کہا کہ ہمیں ایسی ذات کی پرستش کی طرف بلایا گیا اگر میرے اختیار میں ہوتا تو جس قدر میرے پاس یہ تیر ہیں' اس پر اتنے تیر مارتا کہ میں اسے قتل کر دیتا۔اس کے دوسرے یا تیسرے دن کے بعد وہ اپنے اونٹ کو فروخت کرنے کے لئے روانہ ہوا۔اللہ تعالیٰ نے اس پر بجلی بھیجی جس نے اسے اور اس کے اونٹ دونوں کو جلا ڈالا۔ابونعیم نے عروہ بن زبیر سے اس کی مثل روایت کی۔

عامر بن طفیل کیلئے حضور ﷺ کی بددعا

بیہقی نے اسحاق بن عبداللہ بن ابوطلحہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ تیس دن صبح کے وقت عامر بن طفیل پر بددعا کرتے رہے کہ اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ عَامِرَ بْنَ الطُّفَیْلِ بما شئت وابعث علیه دا تقتله' تو اللہ نے طاعون کو بھیجا اور اس نے اسے ہلاک کر دیا۔بیہقی نے مؤمل بن جمیل سے روایت کی کہ عامر بن طفیل' نبی کریم ﷺ کے پاس آیا تو حضور ﷺ نے اس سے فرمایا اسلام قبول کر لے۔اس نے کہا کہ میں اس شرط پر اسلام قبول کرتا ہوں کہ تمام صحرا میرے لئے ہے اور شہر آپ کے لئے۔حضور ﷺ نے انکار فرما دیا۔پھر وہ چلا گیا اور یہ کہتا ہوا گیا کہ خدا کی قسم! میں اس سرزمین کو اصیل گھوڑوں اور جری مردوں سے بھر دوں گا اور ہر کھجور کے درخت سے ایک ایک گھوڑا باندھ دوں گا۔اس موقع پر نبی کریم ﷺ نے یہ دعا کی۔"اے خدا عامر کے شر سے مجھے محفوظ رکھ اور اس کی قوم کو ہدایت دے۔" تو وہ نکلا یہاں تک کہ ابھی وہ سلولیہ کے گھر میں مدینہ کے وسط میں ہی تھا کہ اس کے حلق میں گلٹی نکلی اور وہ اپنے گھوڑے سے کودا اور نیزہ لے کر گھوڑا دوڑا تا بھاگا اور وہ کہتا جاتا تھا۔یہ گلٹی' اونٹ کی گلٹی کے مشابہ ہے اور میری موت سلولیہ کے گھر ہی میں ہے اور وہ اس حال میں رہا۔یہاں تک کہ وہ اپنے گھوڑے سے مر کر گر پڑا اور حاکم نے سلمہ رضی اللہ عنہ بن اکوع سے اس کی مانند حدیث روایت کی۔

ابونعیم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ اربد بن قیس اور عامر بن طفیل دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو عامر نے کہا کہ اگر میں اسلام لے آؤں تو کیا امر نبوت کو اپنے بعد میرے لئے قرار دے دیں گے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔منصب نبوت نہ تیرے لئے ہے اور نہ تیری قوم کے لئے۔اس نے کہا کہ خدا کی قسم! میں آپ کے خلاف اس سرزمین کو گھوڑوں اور آدمیوں سے بھر دوں گا۔اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔اللہ تعالیٰ ہم کو تجھ سے محفوظ رکھے گا۔جب یہ دونوں نکلے تو عامر نے اربد سے کہا کہ میں محمد ﷺ کو باتوں میں مشغول رکھ کے تجھے موقع دوں گا۔اس وقت تو ان پر تلوار سے وار کر دینا۔اربد نے کہا کہ میں یہ کروں گا۔پھر دونوں واپس آئے۔عامر نے کہا کہ اے محمد ﷺ میرے ساتھ چلئے میں آپ سے کچھ بات کروں گا تو نبی کریم ﷺ اس کے ساتھ کھڑے ہو گئے اور اربد نے تلوار کھینچنے کا ارادہ کیا۔جب اس نے اپنا ہاتھ اپنی تلوار پر رکھا تو اس کا ہاتھ تلوار کے قبضے پر چپکا رہ گیا اور وہ عامر کے پاس نہیں آیا اور تلوار مارنے میں دیر کی۔اس کے بعد وہ دونوں چلے گئے۔جب یہ دونوں رقم نامی مدینہ کے چشمہ پر پہنچے تو اللہ

نے اربد پر بجلی گرائی اور بجلی نے اسے ہلاک کر دیا اور عامر گلٹی میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى (تا آخر آیت) شَدِيْدُ الْمِحَالِ'' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ 'معقبات' اللہ کا حکم ہے جس سے اس نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بچایا۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام

ابن سعد بیہقی اور ابونعیم نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں اسلام سے کنارہ کش تھا اور اس سے مجھے عداوت تھی۔ میں بدر میں مشرکوں کے ساتھ حاضر ہوا پھر میں آزاد ہو کر جنگ احد میں شریک ہوا۔ وہاں سے فارغ ہو کر غزوۂ خندق میں لڑا مگر میں وہاں بھی زندہ رہا۔ اس وقت میں نے دل میں کہا کہ میں کہاں کہاں رسوا ہوتا رہوں گا۔ خدا کی قسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم ضرور قریش پر غالب رہیں گے۔ پھر جب میں حدیبیہ میں شریک ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلح کی حالت میں واپس ہوئے اور قریش مکہ کی طرف لوٹ گئے تو میں دل میں کہنے لگا۔ آئندہ سال محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ مکہ میں داخل ہو جائیں گے۔ اب نہ مکہ مکرمہ رہنے کی جگہ رہی ہے اور نہ طائف۔ اور نکل بھاگنے سے بہتر کوئی چیز ہے ہی نہیں اور میں اسلام سے اس وقت تک دور ہی تھا۔ میں خیال کرتا تھا کہ اگر تمام قریش اسلام لے آئے تو میں تب بھی اسلام نہ لاؤں گا۔ غرض کہ میں مکہ مکرمہ آیا اور میں نے اپنی قوم کے بہت سے لوگوں کو جمع کیا چونکہ وہ لوگ میری رائے کو وقعت کی نظر سے دیکھتے اور میری بات مانا کرتے تھے۔ اور دشوار معاملات میں میری رائے مقدم رکھا کرتے تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ میں تم لوگوں میں کیسا ہوں؟ انہوں نے کہا کہ تم ہم میں صائب الرائے ہو۔ میں نے کہا کہ تم مجھے جانتے ہی ہو۔ خدا کی قسم! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ ایسا عظیم ہے کہ باوجود ناگوار ہونے کے ان کا معاملہ بڑھتا ہی جاتا ہے۔ اب میں ایک رائے رکھتا ہوں۔ انہوں نے پوچھا وہ کیا؟ کہا کہ ہم نجاشی کے پاس چلے جائیں اور ہم اس کے ساتھ رہیں۔ پھر اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا غلبہ ہوا تو ہم نجاشی کے پاس رہیں گے اور نجاشی کے ہاتھ کے نیچے رہنا ہمارے نزدیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کے نیچے رہنے سے زیادہ محبوب ہے۔ اور اگر قریش غالب آ گئے تو ہمیں تو وہ سب خوب جانتے ہی ہیں۔ یہ سن کر ان سب نے کہا کہ یہ رائے ٹھیک اور مناسب ہے۔ اس وقت میں نے کہا کہ تم جو نجاشی کو ہدیہ دینا چاہو اسے جمع کر لو۔ چونکہ ہم لوگ اپنی سرزمین سے اس کی طرف جو تحائف زیادہ تر بھیجا کرتے تھے وہ چمڑا ہوتا تھا تو ہم نے بہت کثرت سے چمڑا جمع کیا۔ اس کے بعد ہم روانہ ہوئے یہاں تک کہ ہم نجاشی کے پاس پہنچ گئے۔ خدا کی قسم ابھی ہم اس کے پاس پہنچے ہی تھے کہ اچانک عمرو بن امیہ ضمری نجاشی کے پاس آئے چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا مکتوب گرامی دے کر نجاشی کے پاس انہیں بھیجا تھا اور اس خط میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھا تھا کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بنت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عقد کر دیا جائے۔ اس کے بعد میں نجاشی کے پاس سے آیا اور میں نے اپنے رفیقوں سے کہا کہ یہ عمرو رضی اللہ عنہ بن امیہ تھے۔ اگر میں نجاشی کے پاس گیا تو میں اس سے ان کو مانگ لوں گا اور اگر اس نے مجھے ان کو دے دیا تو میں اس کی گردن مار دوں گا۔ اگر میں نے ایسا کیا تو اس سے قریش خوش ہوں گے۔ جب میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد کو قتل کر دوں گا تو یہ میرے لئے قریش کی طرف سے بدلہ ہوگا۔ تو میں نجاشی کے پاس گیا اور میں نے اسے سجدہ کیا جیسا کہ میں کیا کرتا تھا۔ اس نے کہا میرے دوست

خوش آمدید! کیا تم میرے لئے اپنے علاقہ سے کوئی ہدیہ لائے ہو؟ میں نے کہا کہ ہاں اے بادشاہ! میں تمہارے لئے بہت سا چمڑہ والا لایا ہوں۔ پھر میں نے ان کو اس کے سامنے کیا اس نے دیکھ کر تعجب کیا اور اس نے اس میں سے کچھ اپنے بطریقوں کے درمیان تقسیم کیا اور بقیہ چمڑوں کے بارے میں حکم دیا کہ اسے خزانے میں داخل کر دیا جائے۔ جب میں نے اسے بہت خوش دیکھا تو میں نے کہا کہ اے بادشاہ! میں نے تمہارے پاس سے ایک شخص کو نکلتے دیکھا ہے اور وہ ہمارے ایسے دشمن کا قاصد ہے جس نے ہمیں ایسا کر دیا ہے۔ اس نے ہمارے بڑوں کو اور ہمارے اچھے لوگوں کو قتل کیا ہے۔ لہٰذا تم مجھے اسے عنایت کر دو تاکہ میں اسے قتل کروں۔ نجاشی میری بات سن کر غضبناک ہو گیا اور اس نے اپنا ہاتھ اٹھا کر اس زور سے میری ناک پر مارا کہ میں نے گمان کیا کہ شاید میری ناک ٹوٹ گئی ہے اور میرے نتھنوں سے خون بہنے لگا اور میں اس خون کو اپنے کپڑے میں لینے لگا اور مجھے اتنی ذلت پہنچی کہ اگر میرے لئے زمین پھٹ جاتی تو میں اس میں سما جاتا۔ جب خون رک گیا تو میں نے کہا کہ اے بادشاہ! اگر میں جانتا کہ میں نے جو بات کہی ہے تمہیں ناگوار لگے گی تو میں ہرگز نہ کہتا اور تم سے اسے نہ مانگتا۔ نجاشی نے کہا کہ اے عمرو رضی اللہ عنہ! تم مجھ سے اس ہستی مقدس کے قاصد کو مانگتے ہو جس کے پاس ناموس اکبر آتا ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا کرتا تھا تاکہ تم اسے قتل کر دو۔ پھر عمرو بن العاص نے کہا کہ اس وقت اللہ تعالیٰ نے میرے دل کی اس حالت کو جس پر میں اب تک تھا بدل ڈالا اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ اس حق کو عرب اور عجم نے پہچان لیا لیکن تو ابھی تک اس کی مخالفت میں کمربستہ ہے۔ میں نے کہا کہ اے بادشاہ! کیا تم اس کی شہادت دیتے ہو۔ نجاشی نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کی طرف سے نبی ہیں۔ اے عمرو رضی اللہ عنہ! اب میرا کہا مان اور تو ان کی اطاعت قبول کر لے۔ خدا کی قسم وہ یقیناً حق پر ہیں اور جس نے بھی ان کی مخالفت کی ہے ضرور وہ ان سب پر غالب ہوں گے۔ جس طرح موسیٰ علیہ السلام فرعون اور اس کے لشکر پر غالب ہوئے۔ میں نے پوچھا کیا تم اسلام پر ان کی جانب سے میری بیعت قبول کرتے ہو؟ نجاشی نے کہا کہ میں ضرور قبول کروں گا۔ پھر اس نے اپنا ہاتھ پھیلا دیا اور اسلام پر میری بیعت لے لی اسے ابن اسحاق اور بیہقی ایک اور سند کے ساتھ عمرو بن العاص سے روایت کرتے ہیں۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی حبشہ میں خانہ نشینی

بیہقی نے عمرو بن دینار سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ جب عمرو بن العاص سرزمین حبشہ پر داخل ہوئے تو وہ خانہ نشین ہو کے بیٹھ گئے اور اپنے دوستوں کی طرف نکلنا بند کر دیا۔ لوگوں نے پوچھا ان کا کیا حال ہے وہ باہر کیوں نہیں نکلتے۔ عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حبشیوں کا یہ خیال ہے کہ تمہارے صاحب نبی ہیں۔

ابن عساکر نے عمرو بن دینار سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آج رات تمہارے پاس ایک شخص ہجرت کر کے آئے گا جو حکیم و دانا ہے چنانچہ عمرو بن العاص آئے اور اسلام قبول کیا۔

وہ معجزات جو وفدِ دوس کی حاضری کے وقت ظہور میں آئے

ابن سعد نے کہا کہ (مجھے) واقدی نے حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا مجھ سے ولید بن مسلم نے منیر بن عبیداللہ دوسی سے حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ ام شریک رضی اللہ عنہا دوسی کے شوہر جن کا نام ابوالعکر تھا' مسلمان ہوئے اور وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور دیگر دوسی لوگوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی جانب جس وقت ہجرت کر گئے تو ام شریک رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میرے پاس ابوالعکر کے گھر والے آئے اور انہوں نے کہا کہ تم ان کے دین پر ہو؟ میں نے کہا کہ ہاں! خدا کی قسم میں ان کے دین پر ہوں۔ انہوں نے کہا کہ پھر تو ہم تجھے ضرور شدید عذاب دیں گے۔ پھر وہ مجھے ایسے اونٹ پر سوار کر کے لے چلے جو بہت سست رفتار اور ان کی سواریوں میں سے سب سے زیادہ شریر اور خراب تھا۔ وہ مجھے شہد کے ساتھ روٹی کھانے کو دیتے اور پینے کے لئے پانی کا ایک قطرہ بھی نہ دیتے۔ یہاں تک کہ جب دوپہر اور سخت دھوپ کا وقت ہوتا اور ہم پڑاؤ کرتے تو وہ اتر کر اپنے خیمے نصب کرتے اور مجھے دھوپ میں چھوڑ دیتے۔ یہاں تک کہ میری عقل اور سماعت و بصارت جاتی رہی۔ یہ سلوک انہوں نے میرے ساتھ تین دن کیا۔ پھر تیسرے دن انہوں نے مجھ سے کہا کیا تو اپنے اس دین کو جس پر تو ہے چھوڑتی ہے یا نہیں۔ ام شریک رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں قطعاً کچھ نہ سمجھی کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں بجز اس کے کہ ایک کلمہ کے بعد دوسرا کلمہ سنائی دیتا تھا۔ گویا میری سمجھ بالکل جاتی رہی تھی۔ اس وقت میں نے اپنی انگلی سے آسمان کی طرف توحید کا اشارہ کیا۔ وہ کہتی ہیں واللہ میں اسی حالت میں تھی اور مجھے انتہائی شدت و تکلیف پہنچ رہی تھی کہ اچانک ٹھنڈا ڈول اپنے سینے پر پایا میں نے اسے تھام کر ایک گھونٹ پیا پھر وہ ڈول مجھ سے جدا ہو گیا اور میں اسے جاتا دیکھتی رہی۔ میں نے دیکھا کہ وہ آسمان و زمین کے درمیان معلق ہے اور وہ میری گرفت سے دور تھا۔ اس کے بعد دوبارہ ڈول میرے پاس آیا اور میں نے اس سے ایک گھونٹ پیا۔ پھر وہ مجھ سے دور ہو گیا اور میں اسے جاتا دیکھتی رہی۔ میں نے دیکھا کہ وہ آسمان و زمین کے درمیان معلق ہے۔ اس کے بعد تیسری مرتبہ وہ ڈول میرے قریب آیا اور میں نے خوب سیر ہو کر پیا اور اس پانی کو اپنے سر اپنے چہرے اور کپڑوں پر بہا لیا۔ ام شریک رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اسی وقت وہ لوگ اپنے خیموں سے نکل کے آئے اور انہوں نے مجھے دیکھ کر پوچھا یہ پانی تیرے پاس کہاں سے آیا میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے آیا ہے اور اسی نے مجھے عنایت فرمایا ہے۔ پھر وہ تیزی کے ساتھ اپنے خیموں میں گئے اور اپنی چھاگلوں اور مشکیزوں کو دیکھا' وہ بدستور سر بند تھے۔ انہیں کھولا ہی نہ گیا تھا۔ اس پر وہ کہنے لگے ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک تیرا رب ہی ہمارا رب ہے اور اس جگہ تجھے جو نصیب ہوا ہے۔ بیشک اسی نے تجھے عنایت فرمایا ہے۔ اب تک جو کچھ تیرے ساتھ ہم نے سلوک کیا' وہ کیا اب ہم اقرار کرتے ہیں کہ اسی نے اسلام کو مشروع کیا ہے پھر وہ سب مسلمان ہو گئے اور وہ سب کے سب رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں ہجرت کر کے آ گئے اور وہ لوگ اپنے اوپر میری فضیلت کا اعتراف کرتے تھے چونکہ اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ جو عنایت فرمائی تھی اور یہ ام شریک رضی اللہ عنہا دوسی ہیں جس نے اپنے نفس کو نبی کریم ﷺ کے لئے ہبہ کیا تھا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا تھا کہ جب کوئی عورت اپنے نفس کو کسی مرد پر ہبہ کر دیتی ہے تو اس میں خیر نہیں ہوتی ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ''وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ'' جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ اے ام شریک رضی اللہ عنہا!

بیشک اللہ تعالیٰ تمہاری خواہش میں تمہارے لئے ضرور عجلت فرماتا ہے۔

ام شریک رضی اللہ عنہا کی ہجرت

ابن سعد نے کہا کہ ہمیں عارم بن فضیل نے خبر دی۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے حماد بن زید نے ان سے یحییٰ بن سعید نے حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ ام شریک رضی اللہ عنہا دوسی نے جب آخری رات میں ہجرت کی تو انہوں نے اپنے سینے پر ایک ڈول پانی کا اور ایک توشہ دان رکھا ہوا پایا تو انہوں نے اسے پیا اور کھایا۔ اس کے بعد لوگوں نے اندھیرے میں سفر کے لئے انہیں اٹھایا۔ اس وقت ایک یہودی نے کہا کہ یقیناً میں نے کوئی آواز سنی ہے کیونکہ وہ ایک یہودی کے ساتھ سفر کر رہی تھیں۔ پھر انہوں نے روزہ رکھ لیا۔ اس وقت اس یہودی نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر ام شریک رضی اللہ عنہا کو پانی پلایا تو میں تیرے ساتھ برا برتاؤ کروں گا اور وہ بے آب و طعام رہتیں۔ یہاں تک کہ جب وہ عورت انہیں پانی پلانا چاہتی تو وہ کہتیں خدا کی قسم میں ہرگز نہ پیوں گی۔ راوی کا بیان ہے کہ ام شریک رضی اللہ عنہا کے پاس گھی کی ایک کپی تھی۔ اسے جو مانگتا وہ مستعار دیتیں۔ ایک شخص نے اسے خریدنا چاہا۔ ام شریک رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یہ گھی ایسا ہے کہ اس میں تلچھٹ بھی نہیں ہے۔ پھر انہوں نے اس میں پھونک بھری اور دھوپ میں لٹکا دیا اور وہ گھی سے بھر گئی۔ راوی کا بیان ہے کہ لوگ کہا کرتے تھے کہ ام شریک رضی اللہ عنہا کی یہ کپی اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے تھی اور اس حدیث کی متصل سندیں بھی ہیں جو زیادتی طعام وغیرہ کے باب میں آئیں گی۔

وہ معجزہ جو وفد بنی سلیم کی باریابی کے وقت ظہور میں آیا

ابن سعد نے روایت کی کہ ہم سے ہشام بن محمد نے حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ مجھ کو بنی سلیم کے ایک شخص نے بتایا کہ ہمارے وفد میں ایک شخص جس کا نام قدر بن عمار تھا وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں مدینہ منورہ حاضر ہوا اور وہ اسلام لایا اور اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کیا کہ میں اپنی قوم کے ایک ہزار گھوڑے سواروں کو آپ کی خدمت میں لاؤں گا۔ پھر وہ اپنی قوم میں آیا اور نو سو آدمی اس کے ساتھ روانہ ہوئے۔ اور ایک سو آدمیوں کو قبیلہ میں چھوڑ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک ہزار میں سے بقیہ لوگ کہاں ہیں۔ انہوں نے عرض کیا چونکہ ہمارے اور بنی کنانہ کے درمیان تنازعات ہیں۔ اس خوف سے ہم سو آدمیوں کو قبیلہ میں چھوڑ آئے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان کو بھی بلانے کے لئے کسی کو بھیجو کیونکہ اس سال تمہارے لئے کوئی ایسا اندیشہ نہیں ہے۔ جسے تم ناگوار سمجھتے ہو تو انہوں نے انہیں بلانے کسی کو بھیجا اور وہ مقام حداق (جو کہ مکہ و طائف کے درمیان ایک جگہ ہے) میں آ کے مل گئے۔ جب انہوں نے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سنی تو کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ ہم پر چڑھ آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں وہ تمہارے مخالفین نہیں ہیں بلکہ تمہارے ہی خواہ ہیں' وہ سلیم بن منصور ہیں جو آ رہے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا اور دست رحمت کا اثر

ابن سعد نے روایت کی کہ ہمیں ہشام بن محمد نے ان سے جعفر بن کلاب جعفری نے ان سے بنی عامر کے شیوخ نے خبر دی

ہے۔ انہوں نے کہا کہ زیاد رضی اللہ عنہ بن عبداللہ بن مالک' نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی اور ان کے سر پر دست اقدس پھیرا۔ اور دست اقدس کو پھیرتے ہوئے ان کی ناک تک لے آئے۔ بنی ہلال ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ ہم زیاد کے چہرے میں برکت کو پہچانا کرتے تھے۔ ایک شاعر نے علی بن زیاد کی مدح میں یہ اشعار کہے ہیں

یا ابن الذی مسح الرسول برأسہ ودعالہ بالخیر عند المسجد

اعنی زیادالا ارید سواءہ من غائر اوتہم او منجد

ماذال ذاک النور فی عرینہ حتی تبوأ بیتہ فی ملحد

یعنی اے اس شخص کے بیٹے جس کے سر پر رسول اللہ ﷺ نے اپنا دست اقدس پھیرا اور جس کے لئے مسجد شریف میں دعائے خیر کی۔ میری مراد زیاد ہے اور کوئی نہیں ہے۔ خواہ وہ غور کا ہے یا تہامہ یا نجد کا رہنے والا ہو۔ حضور اکرم ﷺ کے دست مبارک کا نور اس کے چہرے میں ہمیشہ رہا یہاں تک کہ وہ زیاد اپنے حقیقی گھر قبر میں جا بسے۔

ابوسبرۃ یزید بن مالک کی سفارت

ابن سعد نے کہا کہ ہمیں ہشام بن محمد نے ان سے ولید بن عبداللہ جعفی نے ان سے ان کے والد نے ان سے ان کے مشائخ نے حدیث بیان کی۔ ان شیوخ نے کہا کہ جب ابوسبرۃ یزید بن مالک نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں سفیر بن کے آئے تو ان کے ساتھ ان کے دونوں بیٹے سبرہ رضی اللہ عنہ اور عزیز تھے۔ ابوسبرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میری پشت پر ہتھیلی کی برابر رسولی ہے جو مجھے اپنی سواری کی لگام کھینچنے میں مانع آتی ہے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے بغیر پیکان کے تیر طلب فرمایا اور اس تیر کو آپ رسولی پر مارتے اور پھیرتے رہے یہاں تک کہ وہ رسولی جاتی رہی۔

بیہقی نے جریر رضی اللہ عنہ بجلی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے پوشاک پہنی۔ اور بارگاہ میں حاضر ہوا حضور اکرم ﷺ اس وقت خطبہ فرما رہے تھے تو تمام لوگوں نے نظریں اٹھا کر مجھے دیکھا۔ میں نے اپنے برابر بیٹھے ہوئے شخص سے پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ نے میرے بارے میں کچھ ذکر فرمایا تھا؟ اس نے کہا کہ ہاں تمہارا ذکر احسن طریقہ سے کیا تھا۔ حضور ﷺ نے اپنے اس خطبہ کے دوران ارشاد فرمایا کہ عنقریب اس دروازے سے یا اس راستے سے ایک شخص داخل ہوگا جو یمن والوں میں ایک بہتر شخص ہے اور اس کے چہرے پر جیسے فرشتے نے ہاتھ پھیرا ہو۔ (یعنی بہت حسین وخوبصورت ہوگا۔) اور چند دعائیہ کلمات فرمائے۔

شیخین نے جریر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم مجھے ذی الخلصہ سے راحت نہ دو گے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں گھوڑے پر جم کر نہیں بیٹھ سکتا۔ میری بات سن کر حضور ﷺ نے میرے سینے پر دست مبارک رکھا اور دعا کی۔ ''اے خدا اسے جمادے اور اسے ہدایت کرنے والا اور ہدایت یافتہ بنادے۔'' اس کے بعد ذی الخلصہ کی طرف ۱۵۰ سواروں کے ساتھ گھس گیا اور ہم نے وہاں پہنچ کر اسے جلا دیا۔

ابونعیم نے جریر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں گھوڑے پر جم کر نہیں بیٹھ سکتا تھا۔ میں نے ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر رکھا اور میں نے سینے کے اندر اس کی ٹھنڈک محسوس کی۔ پھر آپ نے فرمایا "اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْہُ وَاجْعَلْہُ ھَادِیًا وَّمَھْدِیًا" اس کے بعد میں کبھی اپنے گھوڑے سے نہیں گرا۔ (اس حدیث اور اوپر کی حدیث کی دعا میں کچھ فرق نہیں ہے)

وہ معجزات جو قبیلہ بنی طے کے وفد کی حاضری کے وقت ظہور میں آئے

بیہقی نے ابن اسحاق سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ قبیلہ طے کا وفد آیا ان میں زید الخیل رضی اللہ عنہ بھی تھے اور وہ سب مسلمان ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زید الخیل رضی اللہ عنہ کا نام زید الخیر رضی اللہ عنہ رکھا۔ اس کے بعد وہ لوگ اپنی قوم کی طرف واپس چلے گئے۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ زید رضی اللہ عنہ ہرگز مدینہ کے بخار سے خلاصی نہ پائیں گے۔ چنانچہ جب وہ نجد کی سرزمین کے ایک چشمے پر پہنچے تو انہیں بخار چڑھا اور وہیں فوت ہوگئے۔ ابن سعد نے ابوعمیر طائی سے اس کی مانند روایت کی اور ابن درید نے "الاخبار المشہورۃ" میں ابومخنف سے اس کی مثل روایت کی۔ بخاری نے عدی بن حاتم سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر تھے کہ ایک شخص آیا اور اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فاقہ کی شکایت کی۔ اتنے میں ایک اور شخص آیا۔ اس نے رہزنی کی شکایت کی۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے عدی بن حاتم اگر تمہاری زندگی دراز ہوئی تو تم دیکھ لو گے کہ ایک عورت ہودج نشین حیرہ سے چل کر خانہ کعبہ طواف کے لئے آئے گی اور اسے سوائے اللہ رب العزت کے کسی کا خوف وڈر نہ ہوگا۔ اس وقت میں نے اپنے دل میں سوچا کہ قبیلہ طے کے وہ راہزن کہاں جائیں گے جو شہروں کو لوٹتے ہیں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر تمہاری زندگی دراز ہوئی تو تم دیکھو گے کہ کسریٰ کے خزانے کھل جائیں گے اور تم انہیں فتح کرو گے۔ میں نے عرض کیا کسریٰ بن ہرمز کے خزانے؟ فرمایا ہاں کسریٰ بن ہرمز کے خزانے اور فرمایا اگر تم زندہ رہے تو تم ضرور دیکھ لو گے کہ آدمی دونوں ہاتھوں میں سونا چاندی ملے ہوگا اور وہ تلاش کرے گا کہ کوئی اسے قبول کرلے مگر وہ ایسا شخص نہ پائے گا۔ حضرت عدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایسا ہی دیکھا کہ ہودج نشین عورت کوفہ سے روانہ ہوتی ہے اور خانہ کعبہ پہنچ کر اس کا طواف کرتی ہے مگر اسے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا ڈر اور خوف نہیں ہوتا اور میں خود ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے کسریٰ کے خزانوں کو فتح کیا۔ اب اگر تم لوگ زندہ رہے تو تم تیسری بات کو بھی پورا ہوتا ضرور دیکھ لو گے۔ بیہقی نے کہا کہ یہ تیسری بات حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے زمانے میں واقع ہوئی پھر انہوں نے عمر بن اسید بن عبدالرحمٰن بن زید بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اڑھائی سال خلافت کی۔ اور وہ اس وقت تک فوت نہ ہوئے جب تک کہ ہم نے یہ نہ دیکھ لیا کہ ایک شخص بہت زیادہ وافر مال لاتا ہے اور کہتا ہے کہ جہاں فقراء نظر آئیں۔ یہ مال ان میں تقسیم کردیا جائے۔ ایک آدمی مال لے کر ہر جگہ تلاش کرتا پھرتا ہے مگر اسے کوئی ضرورت مند نہیں ملتا۔ بالآخر وہ مال لے کر واپس آجاتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ کوئی شخص ایسا نہیں ملتا جو اس مال کو قبول کرے وہ مالک اپنا مال لے کر واپس لوٹ جاتا ہے۔ بلاشبہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ خلافت میں لوگ بہت تونگر ہوگئے تھے۔ انہوں نے سب کو مالدار کردیا تھا۔

سردار کونین ﷺ کا ایک اور معجزہ

بیہقی نے طارق رضی اللہ عنہ بن عبداللہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہوئے اور جب ہم مدینہ منورہ کی چاردیواری کے قریب پہنچے تو ہم نے اتر کر لباس بدلے۔ اچانک ایک شخص دو چادروں میں ملبوس تشریف لایا اور اس نے سلام کیا۔ پوچھا کہاں کا قصد ہے؟ ہم نے کہا کہ ہم مدینہ جانا چاہتے ہیں؟ اس نے پوچھا تمہیں مدینہ میں کیا کام ہے؟ ہم نے کہا کہ ہم مدینہ میں کھجوریں خریدنا چاہتے ہیں تاکہ ہم کھائیں۔ ہمارے ساتھ ایک پردہ نشین عورت تھی اور ایک سرخ دھاری کا اونٹ تھا۔ پھر اس شخص نے پوچھا کیا تم اپنے اس اونٹ کو فروخت کرتے ہو۔ ہم نے کہا کہ اتنی قیمت اور اتنے صاع کھجور کے بدلے فروخت کرتا ہوں جو قیمت ہم نے بتائی تھی —— اس نے اس میں کوئی کمی نہیں کی اور اونٹ کی نکیل پکڑ کر وہ شخص روانہ ہوگیا۔ جب وہ شخص ہماری آنکھوں سے اوجھل ہوگیا تو ہم نے کہا کہ یہ ہم نے کیا کیا کہ اپنا اونٹ ایسے شخص کے ہاتھ فروخت کیا جسے ہم جانتے تک نہیں ہیں اور نہ ہم نے اس سے قیمت لی ہے۔ اس پر اس عورت نے جو ہمارے ساتھ تھی کہا تم کوئی رنج و غم نہ کرو۔ خدا کی قسم میں نے اس شخص کا چہرہ دیکھا ہے وہ ہرگز تمہارے ساتھ بدمعاملگی نہ کرے گا۔ میں نے کسی کی صورت چودھویں رات کے چاند کی مانند اس سے زیادہ مشابہ نہیں دیکھی ہے۔ میں اس کی طرف سے تمہارے اونٹ کی قیمت کی ضامن ہوں۔ اسی لمحہ ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کا قاصد ہوں اور یہ تمہاری کھجوریں ہیں۔ انہیں کھاؤ اور وزن کرو اور قیمت پوری کرلو۔

وفد حضرالموت کی آمد پر ظہورِ معجزات

بخاری نے تاریخ میں اور بیہقی نے وائل بن حجر سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ جب ہمیں رسول اللہ ﷺ کے ظہور کی خبر پہنچی تو میں حضور ﷺ کے پاس آیا۔ اس وقت مجھے آپ کے صحابہ نے بتایا کہ تمہارے آنے سے تین دن پہلے رسول اللہ ﷺ نے تمہارے آنے کی ہمیں خبر دے دی تھی۔ ابن سعد نے زہری، عکرمہ اور عاصم بن عمرو بن قتادہ وغیرہم سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حضرموت کا وفد آیا اور وہ مسلمان ہوئے۔ مخرس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میری زبان کی لکنت دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے تو حضور ﷺ نے ان کیلئے دعا کی۔ ابن ہشام نے کہا کہ ہمیں ہشام بن محمد نے خبر دی کہ ہم سے بنی ہاشم کے غلام نے ان سے ابوعبیدہ نے جو عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے فرزندوں میں سے ہیں۔ حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ مخرس رضی اللہ عنہ بن معد یکرب کا وفد آیا اور ان کے ساتھ اور بھی لوگ تھے جو رسول اللہ ﷺ کے پاس سفارت میں آئے تھے۔ جب وہ حضور کے پاس سے روانہ ہوگئے تو مخرس رضی اللہ عنہ کو لقوہ ہوگیا تو ان میں سے چند اشخاص واپس آئے اور انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ عرب کے سردار کو لقوے نے مارا ہے تو ہمیں اس کے لئے کوئی دوا بتایئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ سوئی لو کہ رات آگ میں سرخ کرو اور اسے آنکھ کے پپوٹے پر پھیرو۔ اس میں اس کی شفا ہے اور اسی کی طرف اس کا لوٹنا ہے اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ تم نے میرے پاس سے جانے کے بعد کیا کہا ہے۔ چنانچہ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا اور وہ ٹھیک ہوگئے اور ابن سعد نے کہا کہ ہمیں ہشام بن محمد

نے خبر دی کہ ان سے عمرو بن مہاجر کندی نے حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ حضور اکرم ﷺ کے پاس حضرالموت سے کلیب بن اسد آئے تو حاضر ہوتے وقت یہ اشعار کہے۔

کلیب بن اسد کی نعت

من و فر بر هوت تهوی بی غدا فرة   الیك یا خیر من یحفی و ینتعل

شهرین اعملها نصا علی وجل   ارجو بذاك ثواب الله یا رجل

انت النبی الذی کنا نخبره   دلبشرتنابك التورٰة والمرسل

اے وہ نبی اجو برہنہ رہنے اور جوتے پہنے والوں میں بہتر ہے۔ آپ کی طرف برہوت سے جو حضر موت کا جنگل ہے مجھے لا رہی ہے۔ میں دو مہینوں میں خوفناک راستوں سے گزر کر تیز رفتاری سے اے نبی حاضر ہو رہا ہوں۔ اور میں اس کے ثواب کی اللہ سے امید رکھتا ہوں۔ آپ وہ نبی ہیں جن کی خبر ہمیں لوگ دیا کرتے تھے۔ اور آپ کی بشارت توریت اور رسولوں نے ہمیں دی ہے۔

وہ معجزات جو وفد بنواشعر کی آمد پر ظاہر ہوئے

ابن سعد و بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تمہارے پاس ایسے لوگ آ رہے ہیں جو تم سے زیادہ نرم دل ہیں پھر اشعری آئے اور ان میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ تھے۔ عبدالرزاق نے کہا کہ ہم سے معمر نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ میں ایک دن تشریف فرما تھے۔ آپ نے فرمایا اے خدا کشتی والوں کو نجات دے۔ پھر کچھ دیر بعد فرمایا اب کشتی گرداب سے نکل گئی ہے پھر جب وہ کشتی والے مدینہ کے قریب پہنچے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ لوگ آ رہے ہیں اور ان کو ایک مرد صالح لا رہا ہے۔ راوی نے کہا کہ وہ لوگ جو کشتی میں تھے وہ اشعری تھے اور جوان کو لا رہا تھا وہ عمرو رضی اللہ عنہ بن الحمق خزاعی تھے۔ جب وہ لوگ حاضر ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگ کہاں سے آئے ہو؟ انہوں نے کہا کہ زبید سے حضور ﷺ نے فرمایا۔ اللہ زبید میں برکت دے۔ لوگوں نے عرض کیا۔ رمع میں بھی برکت ہو۔ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ زبید میں برکت دے۔ انہوں نے کہا کہ رمع میں برکت ہو۔ حضور ﷺ نے تیسری مرتبہ میں فرمایا رمع میں بھی برکت دے۔ اسے بیہقی نے روایت کیا۔

ابن سعد نے عیاض اشعری سے آیہ کریمہ "فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ" (عنقریب اللہ ایسے لوگوں کو لائے گا جنہیں اللہ محبوب رکھتا ہے اور وہ اللہ کو محبوب رکھتے ہیں۔) کی تفسیر میں روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا وہ لوگ یہی ہیں یعنی ابوموسیٰ اشعری وغیرہ۔

عبدالرحمٰن بن ابی عقیل کی آمد پر حضور ﷺ کا معجزہ

بیہقی نے عبدالرحمٰن بن ابی عقیل سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی طرف ایک وفد میں شامل ہو کر روانہ ہوا۔ جب ہم پہنچے تو ہم نے دروازے کو دستک دی۔ اس وقت ہماری حالت یہ تھی کہ جس کے پاس ہم آئے تھے۔ ہمارے نزدیک اس

سے زیادہ بغض وغصہ کسی شخص پر نہ تھا اور جب ہم وہاں سے نکلے تو ہماری یہ حالت ہوگئی تھی کہ ہمارے نزدیک اس شخص سے زیادہ محبوب لوگوں میں کوئی دوسرا نہ تھا۔ راوی نے بیان کیا کہ ہم میں سے ایک کہنے والے نے کہا کہ یارسول اللہ آپ اپنے رب سے اس فرشتے کو کیوں نہیں مانگتے جو سلیمان علیہ السلام کا فرشتہ تھا۔ اس پر حضور ﷺ نے تبسم فرمایا۔ پھر فرمایا ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تمہارا یہ آقا حضرت سلیمان علیہ السلام سے افضل ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو ایک خاص دعا سے سرفراز فرمایا۔ ان انبیاء میں سے کچھ تو وہ ہیں جنہوں نے دنیا میں دعا مانگ لی اور انہیں وہ دعا دنیا ہی میں دے دی گئی اور کچھ نبی ایسے ہیں جب ان کی قوم نے ان کی نافرمانی کی تو انہوں نے اس دعا کو ان کی ہلاکت پر صرف کر دیا اور وہ ان کی دعا پر ہلاک کر دیئے گئے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی ایک دعا کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے اور میں نے اپنی اس دعاء کو روز قیامت اپنے رب کی بارگاہ میں اپنی امت کی شفاعت کے لئے اٹھا رکھا ہے۔

ماغر رضی اللہ عنہ بن مالک کی بارگاہِ رسالت میں حاضری

بیہقی نے جعد بن عبدالرحمٰن بن ماغر سے روایت کی کہ حضرت ماغر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور ﷺ نے ان کے لئے ایک تحریر لکھی کہ "ماغر اپنی قوم میں سب سے آخر میں اسلام لائے اور ان پر کوئی گناہ نہ کرے گا مگر ماغر کا اپنا ہاتھ اور اس پر انہوں نے حضور ﷺ بیعت کی۔

مزینہ کے وفد کی آمد پر اعجاز مصطفیٰ ﷺ

امام احمد وطبرانی اور بیہقی نے متعدد سندوں کے ساتھ نعمان بن مقرن سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں چار سو مزینہ اور جہینہ مردوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے ہم کو اپنے دین کی دعوت دی۔ پھر فرمایا اے عمر رضی اللہ عنہ! ان کو زادراہ دو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میرے پاس بہت تھوڑی کھجوریں ہیں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جاؤ انہیں زادراہ دو تو انہوں نے بالاخانے کا کمرہ کھولا۔ میں نے دیکھا کھجوروں کا اتنا ڈھیر تھا جتنا بیٹھا ہوا اونٹ ہوتا ہے پھر انہوں نے ہم چار سو سواروں کو اس میں سے زادراہ دیا۔ حضرت نعمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سب سے آخر میں لینے والا میں تھا۔ اس وقت جب میں نے اس ڈھیر کی طرف نظر ڈالی تو وہ ڈھیر اتنا کا اتنا ہی تھا۔ گویا اس میں کی ایک کھجور بھی ہم نے کم ہوئی نہ دیکھی۔

امام احمد وطبرانی اور ابونعیم نے دکین بن سعید سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم چار سو سوار بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور ہم نے راستے میں کھانے کے لئے حضور ﷺ سے استدعا کی۔ آپ نے فرمایا۔ اے عمر رضی اللہ عنہ جاؤ انہیں راستہ کا توشہ دو اور انہیں کھلاؤ۔ اس پر انہوں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! میرے پاس اس سے زیادہ کھجوریں نہیں ہیں کہ میں اپنے ہی گھر والوں کو کھلا سکوں۔ اس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا حکم سنو اور اس کی اطاعت کرو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں سمع وطاعت کرتا ہوں پھر حضرت عمر روانہ ہوئے اور گھر کے بالاخانے پر آئے اور لوگوں سے فرمایا۔ آکے لے لو۔ تو ان میں سے ہر ایک نے جتنا چاہا اس میں سے لے لیا۔ اس کے بعد میں اس طرف چلا اور میں ان لوگوں میں سے لینے والا آخری شخص تھا۔ میں نے دیکھا کہ اس ڈھیر میں سے گویا ایک کھجور بھی کم نہ ہوئی تھی۔

وفد بنی تمیم اور اعجاز مصطفوی ﷺ

ابن شاہین نے ابو عبیدہ سے روایت کی کہ قیس بن سلمہ بنی تمیم کے وفد میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے اسلام قبول کیا۔ جب وہ لوگ اپنی قوم کی طرف واپس ہونے لگے تو حضور ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ وہ اپنی قوم کو دعوت اسلام دیں اور اپنی قوم کی طرف واپس ہونے لگے تو حضور ﷺ نے لعاب دہن اقدس یا کلی کا پانی ڈالا تھا اور فرمایا اسے بنی تمیم کے پاس لے جاؤ اور مشکیزہ کے پانی کو اپنی مسجد میں چھڑک دو۔ اس وقت اپنے سروں کو اونچا رکھنا چاہیے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اونچا کیا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ ان لوگوں میں سے نہ تو کسی نے مسیلمہ کذاب کی پیروی کی اور نہ ان میں سے کوئی بھی خارجی بنا۔

بارگاہ نبوی میں وفد شیبان کو باریابی

ابن سعد نے قیلہ بنت مخرمہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں شیبان کے وفد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس وقت حضور اپنے دست مبارک سے احتباً کئے تشریف فرما تھے۔ جب میں نے رسول اللہ ﷺ کو نشست میں خشوع کی حالت میں دیکھا تو میرا جوڑ جوڑ لرزنے اور کانپنے لگا۔ اس وقت کسی صحابی نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! یہ مسکینہ عورت کانپ رہی ہے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور آپ نے مجھے دیکھا نہ تھا چونکہ میں آپ کے پس پشت تھی۔ یامسکینہ علیک السکینہ اے مسکینہ اپنے آپ کو قابو میں رکھ۔ جب حضور ﷺ نے یہ فرمایا تو میری وہ کیفیت فوراً جاتی رہی اور میرے دل سے رعب و خوف نکل گیا۔

زمل عذری کی حاضری دربار رسالت ﷺ میں

ابن سعد نے طبقات میں اور ابو سعد نے "شرف المصطفیٰ" میں مدلج بن مقداد بن زمل بن عمرو عذری سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں زمل رضی اللہ عنہ بن عمرو عذری کا وفد حاضر ہوا اور اس نے اپنے بت سے جو سنا تھا۔ حضور ﷺ سے بیان کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا وہ جن مسلمان تھا۔ یہ بات سن کر زمل مسلمان ہو گیا۔

ابن عساکر نے بسند متصل زمل بن عمرو عذری سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ قبیلہ عذرہ کا ایک بت تھا جس کا نام حمام تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ کا ظہور ہوا تو ہم نے اس بت سے ایک آواز سنی۔ وہ کہتا تھا۔ "یا بنی ہذر بن حرام' ظہر الحق واودی الحمام' ودفع الشرک الاسلام" راوی نے کہا کہ یہ آواز سن کر ہم گھبرا گئے اور ہم پر خوف طاری ہو گیا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد پھر ہم نے یہ آواز سنی۔ وہ کہتا "یا طارق یا طارق' بعث النبی الصادق' بوحی الناطق صدع صادع بارض تہامہ الناصریہ السلامہ وخاذلیہ الندامہ وھذا الوداع منی الی یوم القیامہ اس کے بعد منہ کے بل گر پڑا۔ زمل نے بیان کیا کہ اس کے بعد میں نے اپنی قوم کے چند آدمیوں کے ساتھ سفر کیا اور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے اسلام قبول کر کے اس بت سے جو سنا

ا ۔ یعنی پیچھے ہاتھ باندھے ہوئے بیٹھے ہوئے۔

تھا۔ حضور ﷺ سے بیان کیا۔ آپ نے فرمایا وہ جن کا کلام تھا۔

نجران کے وفد کی آمد پر معجزہ کا ظہور

ابن اسحاق و بیہقی اور طبرانی نے اوسط میں کرز رضی اللہ عنہ بن علقمہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نجران کے نصاریٰ کا وفد سات افراد پر مشتمل رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ ان میں ابوحارثہ بن علقمہ نصاریٰ کا عالم بھی تھا۔ یہ ان کا پیشوا تھا۔ شاہان روم اس کی عزت کرتے' اسے مال کثیر دیتے۔ اس کی خدمت کرتے اور اس کو کئی کنیسے بنا کے دیئے تھے اور جب وہ ان کے پاس جاتا تو وہ اس کا بہت احترام کرتے چونکہ وہ ان کے دین میں خوب ریاضت واجتہاد کرتا تھا۔ جب نصاریٰ نے اسے رسول اللہ کی طرف بھیجا تو ابوحارثہ اپنے خچر پر سوار ہوا اور اس کا بھائی کرز بن علقمہ اس کے ساتھ سفر میں چلا۔ جب ابوحارثہ کے خچر نے ٹھوکر کھائی تو کرز نے نبی کریم ﷺ کو بددعا دی۔ اس پر ابوحارثہ نے اس سے کہا کہ انہیں بددعا نہ دے بلکہ تو ہلاک ہو۔ کرز نے کہا اے بھائی کس لئے؟ ابوحارثہ نے کہا کہ یہ وہی نبی ہیں جن کی تشریف آوری کا ہم سب انتظار کر رہے تھے۔ کرز رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ اگر تم ایسا ہی جانتے ہو تو قبول اسلام میں پھر کیا چیز تمہیں مانع ہے۔ ابوحارثہ نے کہا کہ وہ چیز جو نصاریٰ ہمارے ساتھ کرتے ہیں۔ نصاریٰ ہمارا اعزاز کرتے ہیں اور ہمیں مال کثیر دیتے ہیں اور ہماری تعظیم وتکریم کرتے ہیں۔ اب نصاریٰ نے ان کا انکار کیا۔ اور ان کے خلاف روش اختیار کر رکھی ہے۔ اس صورت میں اگر ہم ان کی اطاعت کریں تو جو کچھ انہوں نے ہمیں دیا وہ سب ہم سے چھین لیں گے۔ کرز نے اپنے بھائی کی یہ تمام باتیں دل میں محفوظ کرلیں یہاں تک کہ اس کے بعد اس نے اسلام قبول کرلیا۔ اس روایت کو ابن سعد نے دوسری سند کے ساتھ نقل کیا ہے اور اس میں اتنا زیادہ ہے کہ بلکہ تو ہلاک ہو تو ایسے شخص کو برا کہتا ہے جو رسولوں میں سے ہے اور وہ نبی ہے جس کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی ہے اور وہ وہ نبی ہے جس کی صفت یقیناً توریت میں ہے۔ کرز رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر تمہیں اس کا دین قبول کر لینے میں کون سی چیز مانع ہے؟ اس نے کہا کہ ہمارے ساتھ ان نصاریٰ کے احسانات واعزاز واکرام اور آخر تک روایت بیان کی۔ یہ سن کر اس کے بھائی نے قسم کھائی کہ وہ اپنے سر کے بالوں کو درست نہ کرے گا۔ جب تک کہ مدینہ منورہ پہنچ کر آپ پر ایمان نہ لائے اور اسے بیہقی نے بھی بطریق سعید بن عمر انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی ہے۔ درمیان میں وہ حدیث طویل ہے اور اسے ابونعیم نے بطریق محمد بن منکدر اپنے والد سے انہوں نے ان کے دادا سے اس کی مثل روایت کی ہے۔

حضور ﷺ کا عزم ملاعنت

بخاری نے حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ سید اور عاقب دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ حضور ﷺ نے ان کے ساتھ ملاعنت کا ارادہ فرمایا۔ اس پر ان دونوں میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ حضور ﷺ کے ساتھ ملاعنت نہ کرو۔ خدا کی قسم اگر حضور نبی ہوئے تو نبی کی ملاعنت ہمیں فلاح نہ دے گی اور اس کے بعد ہماری نسل ہی فنا ہو جائے گی۔ ان لوگوں نے عرض کیا۔ آپ جو چاہیں گے ہم آپ کو دیں گے۔ مسلم نے مغیرہ بن شعبہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے نجران کی

طرف بھیجا۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں بتاؤ کہ تم لوگ ''یَا اُخْتَ ھَارُوْنَ'' کیا پڑھتے ہو حالانکہ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان جتنا فاصلہ گزرا ہے تم جانتے ہی ہو؟ جب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں واپس آیا تو میں نے ان کی بات عرض کی۔ آپ نے فرمایا تم نے کیوں نہ بتادیا کہ پہلے لوگ اپنے پہلے انبیاء وصلحاء کے ناموں پر اپنا نام رکھتے ہیں۔

ابونعیم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نجران کا وفد آیا تو مباہلہ کی آیہ کریمہ نازل ہوئی۔ اس پر انہوں نے تین دن کی مہلت مانگی اور وہ لوگ بنی قریظہ اور بنی نضیر کے یہود کے پاس گئے اور ان سے مشورہ لیا۔ انہوں نے مشورہ دیا کہ ان سے صلح کرلو اور ملاعنت نہ کرو کیونکہ یہ وہی نبی ہیں جن کی صفت ہم توریت وانجیل میں پاتے ہیں تو انہوں نے دو ہزار پوشاک پر صلح کرلی۔ ابونعیم نے قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا: نجران پر عذاب نازل ہو چکا تھا اور اگر وہ مباہلہ کرتے تو روئے زمین سے ان کی بیخ کنی ہو جاتی۔

ابونعیم نے قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر فرمایا۔ آپ نے فرمایا: نجران کی ہلاکت کی بشارت دینے والا میرے پاس آچکا تھا یہاں تک کہ درخت کے پرندے اور درخت کی چڑیاں خبر دے رہی تھیں۔ اگر وہ ملاعنت پر اصرار کرتے۔ وہ سب ہلاک ہو جاتے۔

امام احمد وابونعیم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ابوجہل نے کہا کہ اگر میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کعبہ کے پاس نماز پڑھتے دیکھا تو میں ضرور ان کی گردن کچل دوں گا۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ ایسا کرتا تو ظاہر طور پر فرشتے اسے پکڑ لیتے اور اگر یہود موت کی تمنا کرتے تو وہ یقیناً سب مرجاتے اور اگر نصاریٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مباہلہ کرنے نکلتے تو جب وہ لوٹتے تو یقیناً نہ وہ مال پاتے نہ اولاد پاتے۔

خطیب نے ''المتفق والمفترق'' میں مجہول سند کے ساتھ بطریق قیس بن ربیع' شمردل بن قباث کعبی سے روایت کی چونکہ وہ نجران کے وفد میں شامل تھا۔ اس نے کہا کہ یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ میں طبابت کا پیشہ کرتا ہوں تو میرے لئے کیا چیز حلال ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ رگوں کی فصد اور ناگزیر حالات میں نشتر سے جراحت حلال ہے اور دوا میں شبرم کو استعمال نہ کرنا اور سنا کو مطب میں لازم کرلینا اور کسی کا علاج نہ کرنا۔ جب تک کہ اس کے مرض کو نہ پہچان لو۔ اس نے حضور کے دونوں گھٹنوں کو بوسہ دے کر عرض کیا۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ آپ طب کو مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔ ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر نے ابوعبیدہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں گھوڑے پر سواری کی تو ان کی عبا کے نیچے سے ان کی ران کھل گئی۔ نجران کے ایک شخص نے ان کی ران میں ایک تل دیکھا۔ اسے دیکھ کر اس نصرانی نے کہا کہ یہ وہی شخص ہے جس کی صفت اپنی کتابوں میں پاتے ہیں کہ وہ ہمیں ہمارے گھروں سے نکالے گا۔

وہ معجزہ جو وفدِ جرش کی آمد پر ظاہر ہوا

بیہقی و ابونعیم نے ابن اسحاق سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ بنی اسد کے وفد میں صرد بن عبداللہ اسدی آئے اور انہوں نے اسلام قبول کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو ان کی قوم کے مسلمانوں پر امیر مقرر فرمایا اور انہیں حکم دیا کہ ان مسلمانوں کے ساتھ ان مشرکوں سے جہاد کرو جو تمہارے قرب و جوار میں ہیں تو وہ روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ جرش میں اترے اور تقریباً ایک ماہ تک ان کا محاصرہ کیا۔ اس کے بعد وہ ان سے منہ پھیر کر چل دیئے۔ یہاں تک کہ جب وہ ان کے پہاڑ کشر تک پہنچے تو اہل جرش نے گمان کیا کہ یہ لوگ شکست کھا کر بھاگ نکلے ہیں تو اہل جرش ان کے تعاقب میں نکل کھڑے ہوئے۔ یہاں تک کہ جب صرد اور ان کے ساتھی مسلمانوں نے ان کو پالیا تو وہ ان پر پلٹ پڑے اور خوب شدید جنگ کی اور اہل جرش نے اپنے دو آدمیوں کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مدینہ منورہ بھیج رکھا تھا۔ وہ گھبرائے ہوئے اور خوفزدہ ادھر ادھر دیکھتے آئے۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ افطار کے بعد رات کا طعام ملاحظہ فرما رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کس علاقے میں کشر ہے۔ ان دونوں جرشیوں نے کہا کہ ہمارے علاقہ میں کشر نام کا ایک پہاڑ ہے۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا: وہ پہاڑ کشر نہیں ہے بلکہ شکر ہے۔ ان دونوں نے پوچھا اس کا کیا ہوا؟ حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قربانی کے اونٹ اس پہاڑ کے نزدیک اس وقت ذبح کئے جا رہے ہیں۔ یہ دونوں جرشی حضرت ابوبکر اور حضرت عثمان کے پاس آ کے بیٹھ گئے اور ان دونوں نے ان جرشیوں سے فرمایا تم پر افسوس ہے رسول اللہ ﷺ تو تم دونوں کو تمہاری قوم کے مارے جانے کی خبر بتا رہے ہیں اور تم سمجھتے ہی نہیں لہٰذا تم اٹھو اور حضور ﷺ سے استدعا کرو کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں تا کہ تمہاری قوم سے خدا کا عذاب دور ہو تو وہ دونوں اٹھے اور حضور ﷺ کے قریب آ کر حضور ﷺ سے اس کی استدعا کرنے لگے۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا۔ اے خدا! ان لوگوں سے اپنا عذاب دور کر دے۔ اس کے بعد وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے دربار سے اٹھ کر اپنی قوم کی طرف روانہ ہو گئے۔ انہوں نے اپنی قوم کو اس حال میں پایا جو صرد بن عبداللہ کے ہاتھ سے انہیں اس دن پہنچا تھا اور یہ وہی دن تھا جس دن رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں فرمایا تھا اور اسی گھڑی یہ جنگ و قتال واقع ہوا جس گھڑی حضور ﷺ نے بیان فرمایا تھا۔ اس کے بعد جرش کے لوگ وفد لے کر آئے اور مسلمان ہوئے۔

بعض دیگر وفود کی آمد پر ظہورِ معجزات

بیہقی نے معاویہ رضی اللہ عنہ بن حیدہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور جب میں آپ کے حضور پہنچا تو آپ نے فرمایا۔ سنو! میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ وہ تم پر ایسی قحط سالی مسلط کر کے میری مدد فرمائے جس سے تم پناہ مانگنے لگو اور تمہارے دلوں میں خدا کا خوف پیدا ہو جائے۔ اس پر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھوں کا اشارہ کر کے کہا کہ میں نے بھی ایسی ایسی قسم اٹھا رکھی تھی کہ نہ میں آپ پر ایمان لاؤں گا اور نہ آپ کا اتباع کروں گا اور قحط سالی مجھے برابر اذیت پہنچاتی رہی اور میرے دل میں برابر رعب و خوف طاری رہا۔ یہاں تک کہ اب میں آپ کے حضور آ کے کھڑا ہو گیا۔

ابن سعد نے زامل بن عمرو جذامی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ فروہ بن عمرو جذامی سرزمین بلقاء میں عمان پر روم کی جانب سے حاکم مقرر تھا اور اس نے اسلام قبول کر کے رسول اللہ ﷺ کو اپنے اسلام کی خبر خط کے ذریعہ بھیج دی تھی۔ جب شاہ روم کو فروہ کے مسلمان ہونے کی اطلاع ملی تو اس نے اس کو بلا کر کہا کہ تو اپنے دین سے پھر جا ہم تجھے حکومت دے دیں گے۔ اس نے کہا کہ ہم دین محمدی کو ہرگز نہ چھوڑیں گے چونکہ تم خوب جانتے ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام نے ان کی بشارت دی ہے لیکن اپنی حکومت پر گھمنڈ رکھتے ہو اور بخل برتتے ہو۔ اس پر اس نے اس کو قید کر دیا۔ اس کے بعد اسے نکال کر قتل کر دیا اور سولی پر چڑھا دیا۔

وفد بنی فزارہ اور معجزہ نبی ﷺ

ابن سعد و بیہقی نے ابو وجزہ یزید بن عبید السعدی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ۹ ہجری میں غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لائے تو بنی فزارہ کے انیس آدمیوں کا وفد آیا۔ ان میں سے ایک نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! ہمارے شہر قحط میں گھرے ہیں۔ ہمارے مویشی مر رہے ہیں۔ ہمارے باغات خشک ہو گئے اور گھر والے پیاسے ہیں۔ آپ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے تو نبی کریم ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور دعا کی کہ

اے خدا اپنے شہروں کو سیراب کر! اپنے جانوروں کو پانی دے۔ اپنی رحمت پھیلا دے۔ مردہ زمینوں کو زندہ کر دے۔ اے خدا سرسبز شاداب' یکے بعد دیگرے واسع دعاجل' غیر آجل نفع دینے والی نقصان سے پاک بارش برسا دے۔ اے خدا رحمت کی سیرابی سے سیراب کر۔ عذاب' ویرانی اور غرق و فنا کی بارش نہ ہو۔ اے خدا مدد کے ساتھ بارش برسا ہمیں دشمنوں پر مدد دے۔'' اس پر ابولبابہ رضی اللہ عنہ ابن عبد المنذر کھڑے ہوئے اور کہا یا رسول اللہ! کھجوریں کھلوں[1] میں ہیں۔ (انہیں نقصان نہ پہنچے) حضور ﷺ نے دعا کی اے خدا ہمیں سیراب کر یہاں تک کہ ابولبابہ رضی اللہ عنہ اس حال میں برہنہ کھڑے ہوئے کہ وہ اپنے تہبند کو خرمن کی نالیوں میں ٹھونسنے لگے۔ اور بارش برسنے لگی اور چھ دن تک لوگوں نے آسمان کو نہ دیکھا۔ ابولبابہ رضی اللہ عنہ پھر کھڑے ہوئے وہ اپنے تہبند کو خرمن کی نالیوں میں ٹھونسے ہوئے تھے۔ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ﷺ! اموال ہلاک ہو گئے اور راستے منقطع ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف لائے اور دعا کی کہ ''اللهم حوالينا و لا علينا' اللهم على الآكام والظراب وبطون الاودية و منابت الشجر'' اے خدا ہمارے شہر کے چاروں طرف برسے ہم پر نہ برسے۔ اے خدا ندی نالوں' وادیوں اور درختوں کی جڑوں پر برسے تو مدینہ منورہ سے آسمان اس طرح چھٹ گیا جیسے کپڑا چھٹ جاتا ہے۔

کعب رضی اللہ عنہ بن مرہ بارگاہِ رسالت میں

ابونعیم نے کعب رضی اللہ عنہ بن مرہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مضر کی قوم پر بددعا کی تو میں آپ کے پاس آیا اور عرض کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کی مدد فرمائی اور آپ کو عطا فرمایا اور آپ کی دعا قبول کی۔ بلاشبہ آپ کی قوم ہلاک ہو گئی۔ اب ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے تو آپ نے یہ دعا کی کہ ''اللهم اسقنا غيثا' مريعا' طبقا غدقا عاجلا غير رائث نافعا

---

[1] یعنی کھجوریں خشک ہونے کی جگہ پر ہیں۔

غیر ضار" کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم پر دوسرا جمعہ نہ گزرا کہ ہمارے لئے بارش ہوگئی۔

ابونعیم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ مضر کے کچھ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور انہوں نے استدعا کی کہ اللہ تعالیٰ سے بارش کی دعا کیجئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا کی۔''اللھم اسقنا غیثا مریعا غدقا نافعا غیر ضار غیر رائث''تو ان پر مسلسل بارش ہوئی یہاں تک کہ سات دن تک بارش ہوتی رہی۔

وفد مرہ بن قیس کی حضور رسالت میں باریابی

ابن سعد و ابونعیم نے بطریق واقدی روایت کی کہ مجھ سے عبدالرحمن بن ابراہیم مری نے ان سے ان کے راویوں نے حدیث بیان کی۔ ان سب نے کہا کہ بنی مرہ کا وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ جب کہ حضور ۹ ہجری میں غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا تمہارے علاقہ کا کیا حال ہے؟ ان لوگوں نے کہا کہ خدا کی قسم! ہم لوگ قحط زدہ ہیں۔ اموال میں گودا نہیں ہے۔ آپ ہمارے لئے اللہ سے دعا کریں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی۔''اَللّٰھُمَّ اسْقِہِمُ الْغَیْثَ'' وہ لوگ اپنے علاقہ کی جانب جب واپس گئے تو انہوں نے پایا کہ خاص اسی دن بارش ہوئی۔ جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے دعا فرمائی تھی۔ اس کے بعد وہ لوگ اس وقت آئے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کی تیاری میں مشغول تھے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! جب ہم اپنے علاقے میں پہنچے تو ہم نے اسی دن بارش کو برستا پایا۔ جس دن آپ نے مدینہ منورہ میں دعا مانگی تھی جس سے ہماری کھیتیاں سرسبز شاداب ہوگئیں اور ان پر ہر پندرہ دن کے بعد خوب بارش ہوتی ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے اونٹ بیٹھ کر چرتے ہیں اور ہماری بکریاں ہمارے گھروں میں ہی خوب سیر ہو جاتی ہیں۔ اب وہ جاتی ہیں اور پھر پھرا کر ہمارے گھر واپس آ جاتی ہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھُوَ صَنَعَ ذَالِکَ''

وفد بنی دار اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ

ابن سعد نے بطریق زہری عبیداللہ بن عتبہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ قبیلہ بنی دار کا وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تبوک سے واپسی کے بعد آیا اور وہ دس آدمی تھے۔ ان میں تمیم رضی اللہ عنہ داری بھی تھے۔ وہ سب مسلمان ہوئے۔ اس وقت تمیم داری نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! ہمارے ہمسایہ اہل روم ہیں۔ ان کے دو گاؤں ہیں ایک کا نام جبری ہے اور دوسرے کا نام بیت عینون ہے۔ اب اگر اللہ تعالیٰ آپ کو ملک شام فتح کرا دے تو ان دونوں گاؤں کو ہمیں عطا فرما دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ دونوں تمہارے لئے ہیں اور اس بارے میں ایک تحریر لکھ کر عطا فرما دی۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مسند آرائے خلافت ہوئے تو آپ نے وہ ان کو عطا فرما دیئے۔

مسلم نے فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت قیس سے روایت کی کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ کی بارگاہ میں تمیم داری حاضر ہوئے۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا وہ دریا میں سفر کر رہے تھے۔ ان کی کشتی بھٹک گئی اور اس نے ایک جزیرے میں لا ڈالا تو وہ کشتی سے باہر اتر کے پانی کی تلاش میں چل دیئے۔ انہیں ایک آدمی ملا جو اپنے پاؤں کو سمیٹ کر چل رہا تھا۔ انہوں نے پوچھا کون ہے؟ اس نے کہا کہ

میں جساسہ ہوں۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں اس جزیرے کی بابت کچھ بتا۔ اس نے کہا کہ میں کچھ نہ بتاؤں گا۔ تم خود پھر کر معلوم کرلو تو وہ اس جزیرے میں داخل ہوئے۔ وہاں ایک شخص کو مقید دیکھا۔ اس نے پوچھا تم کون ہو؟ ہم نے کہا کہ ہم عرب کے رہنے والے ہیں۔ اس نے پوچھا اس نبی کا کیا حال ہے جو تم میں مبعوث ہوا ہے۔ ہم نے کہا کہ ہم سب لوگ ان پر ایمان لا کر ان کی تصدیق کر کے ان کا اتباع کر رہے ہیں۔ اس نے کہا کہ یہ ان کے لئے بہتر ہے۔ اس نے پوچھا مجھے چشمہ زغر کی بابت بتاؤ؟ کہ اس کا کیا ہوا۔ ہم نے اس کی بابت بتایا تو وہ یہ سن کر اتنا اچھلا کہ قریب تھا دیوار سے باہر نکل جائے۔ پھر اس نے پوچھا نخل بیسان کا کیا ہوا کیا وہ پھل دیتا ہے۔ ہم نے بتایا کہ ہاں وہ پھل دیتا ہے تو وہ پھر پہلے کی مانند اچھلا۔ اس کے بعد اس نے کہا کہ اگر مجھے نکلنے کی اجازت مل جائے تو میں تمام روئے زمین کا چکر لگاؤں بجز طیبہ کے۔ راوی حدیث فاطمہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا۔ یہ سارا واقعہ لوگوں کو بتا دو اور فرمایا یہ شہر طیبہ ہے اور وہ دجال ہے۔

حارث بن عبد کلال حمیری بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں

ہمدانی نے انساب میں فرمایا کہ حارث رضی اللہ عنہ بن عبد کلال حمیری یمن کے بادشاہوں میں سے تھے۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آئے۔ مدینہ طیبہ میں ان کے داخل ہونے سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس راستے سے ایک شخص تمہارے پاس آنے والا ہے جو کریم الجدین اور صبیح الخدین[1] ہے۔ پھر حارث رضی اللہ عنہ آئے اور اسلام لائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے معانقہ کیا اور ان کے لئے اپنی چادر مبارک بچھائی۔

وفد بنی البکاء حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں

ابن سعد ابن شاہین اور ثابت نے ''الدلائل'' میں بطریق جعد بن عبد اللہ بن بکائی ان کے والد سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ بنی البکاء کا وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ۹ ہجری میں آیا۔ یہ تین افراد تھے۔ معاویہ بن ثور اور ان کے بیٹے بشر اور نجیع بن عبد اللہ اور ان کے ساتھ عمرو غلام تھے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! میں آپ کے لمس کی برکت چاہتا ہوں۔ آپ میرے بیٹے بشر کے چہرے پر دست اقدس پھیر دیجئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشر رضی اللہ عنہ کے چہرے پر دست مبارک پھیرا اور انہیں خاکستری بھیڑیں عطا فرمائیں اور ان پر دعائے برکت فرمائی جعد راوی نے کہا کہ بنی البکاء پر اکثر قحط سالی ہوتی تھی لیکن ان کو قحط سالی کی کوئی مصیبت نہ ہوتی تھی۔ محمد بن بشر بن معاویہ نے اس سلسلے میں کہا

وابی الذی مسح الرسول براسه	ودعاله بالخیر والبرکات
اعطاه احمد اذا اتاه اعنزا	عفر ا نواجل لسن باللجبات
یملأن وفد الحی کل عشیته	ویعود ذاک الملاء بالغدوات
بورک من منح و بورک مانح	وعلیه منی ماحییت صلاتی

[1] جو بہترین نسب اور خوبصورت رخسار والا ہے۔

میرا باپ وہ ہے جس کے سر پر رسول اللہ ﷺ نے دست مبارک پھیر کر ان کے لئے خیر و برکت کی دعا کی اور حضور ﷺ نے ان کو خاکستری رنگ کی بھیڑیں عطا فرمائیں جو کم دودھ والی نہ تھیں۔ جب وہ آتے وہ بھیڑیں قبیلہ میں آنے والوں کے برتن کو رات کے وقت دودھ سے بھر دیتی تھیں اور صبح کو پھر اتنا ہی دودھ دیتی تھیں۔ وہ بھیڑیں دودھ میں برکت والی تھیں اور برکت دینے والا کتنا بابرکت تھا۔ اس کے اوپر میری طرف سے جب تک میں زندہ ہوں میرا درود و سلام ہو۔

بخاری نے تاریخ میں اور بغوی و ابن مندہ نے الصحابہ میں بطریق صاعد بن العلا بن بشران کے والد سے انہوں نے ان کے دادا بشر بن معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ وہ اپنے والد معاویہ رضی اللہ عنہ بن ثور کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے ان کے سر پر دست مبارک پھیرا اور ان کے لئے دعا کی تو ان کا چہرہ حضور ﷺ کے دست مبارک پھیرنے کی وجہ سے غرہ (چاند) کی مانند چمکنے لگا اور وہ جس بیمار پر ہاتھ پھیرتے تھے وہ تندرست ہو جاتا تھا۔

وفد تجیب کی باریابی اور ظہور معجزہ

ابن سعد نے کہا کہ ہم سے واقدی نے روایت کی کہ ہم سے عبداللہ بن عمرو بن زہیر نے ابی الحویرث رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ تجیب کا وفد ۹ ہجری میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وفد میں ایک نوعمر بچہ تھا۔ اس نے کہا کہ یارسول اللہ! میری حاجت روائی فرمایئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تیری کیا حاجت ہے؟ عرض کیا اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ میری مغفرت کرے اور مجھ پر رحم فرمائے اور میرے دل میں غنا یعنی بے نیازی وقناعت پیدا کر دے۔ حضور ﷺ نے دعا فرمائی۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَہٗ وَارْحَمْہُ وَاجْعَلْ غِنَاہُ فِیْ قَلْبِہٖ '' پھر وہ لوگ واپس چلے گئے اس کے بعد ۱۰ ہجری میں حج کے موقع پر منیٰ میں وہ لوگ آئے۔ حضور ﷺ نے ان سے اس بچہ کے بارے میں دریافت فرمایا۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے اس جیسا قانع بچہ اب تک نہ دیکھا۔ اللہ تعالیٰ جو دیتا ہے اس پر قناعت کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں توقع رکھتا ہوں کہ وہ تمام احوال میں کامل ہو کر مرے گا۔

وفد سلامان بارگاہِ نبوی ﷺ میں

ابونعیم نے بطریق واقدی ان کے راویوں سے روایت کی کہ ماہ شوال ۱۰ ہجری میں سلامان کا وفد آیا۔ نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا۔ تمہارے علاقہ کا کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا کہ قحط سالی ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ ہمارے علاقے میں بارش بھیجے۔ حضور ﷺ نے دعا کی۔ اَللّٰھُمَّ اَسْقِھِمِ الْغَیْثَ فِیْ بِلَادِھِمْ '' انہوں نے عرض کیا یا نبی اللہ! اپنا دست مبارک دعا کے لئے اٹھایئے کیونکہ اس سے بارش کی کثرت ہوگی اور حالات بہتر ہوں گے۔ حضور ﷺ نے اس پر تبسم فرمایا اور اپنے دست مبارک اتنے بلند فرمائے کہ آپ کے بغل شریف کی سفیدی نظر آ گئی پھر جب وہ لوٹ کر اپنے علاقے میں پہنچے تو انہیں معلوم ہوا کہ اسی دن اور اسی گھڑی بارش ہوئی جس دن اور جس گھڑی میں رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی تھی۔

وفد محارب کی آمد اور ظہور معجزات

ابن سعد نے کہا کہ ہم سے واقدی نے روایت کی کہ حجۃ الوداع کے موقع پر ۱۰ ہجری میں محارب کا وفد آیا اور وہ دس اشخاص تھے۔ ان میں ابوالحارث رضی اللہ عنہ اور ان کا بیٹا خزیمہ رضی اللہ عنہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خزیمہ رضی اللہ عنہ کے چہرے پر اپنا دست مبارک پھیرا تو وہ چاندی کی مانند چمکنے لگا۔

وفد جنات اور معجزہ کا ظہور

ابونعیم نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جنات کا اسلام لانا اور ان کے وفود آتے اسی طرح تھے جس طرح کہ انسانوں کے تھے۔ وہ فوج در فوج اور قبیلہ پر قبیلہ مکہ مکرمہ میں اور بعد ہجرت مدینہ طیبہ میں آتے رہے۔ چنانچہ ابونعیم نے بطریق عمرو بن غیلان ثقفی حضرت ابن مسعود سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ اہل صفہ کے ہر ایک شخص کو وہ شخص لے گیا جو رات کا کھانا کھلایا کرتا تھا مگر وہ مجھے نہ لے کر گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں لے گئے۔ اس کے بعد مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم لے کر روانہ ہوئے یہاں تک کہ بقیع الغرقد تشریف لائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عصائے مبارک سے ایک دائرہ کھینچا اور فرمایا اس کے اندر بیٹھ جاؤ اور اس سے باہر نہ نکلنا۔ جب تک میں واپس نہ آؤں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور میں نخلستان کے درمیان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا رہا یہاں تک کہ ایک سیاہ غبار کی مانند برانگیختہ ہوا۔ پھر وہ چھٹ گیا۔ یہ دیکھ کر میں نے دل میں کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچنا چاہیے اور میں نے خیال کیا کہ یہ لوگ ہوازن کے ہیں۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فریب کیا ہے تاکہ وہ لوگ معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کردیں اور میں نے سوچا مجھے آبادی کی طرف جانا چاہیے اور لوگوں کو مدد کے لئے بلانا چاہیے پھر مجھے یاد آیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو مجھے تاکید فرمائی ہے کہ اس جگہ سے جہاں میں بیٹھا ہوں میرے آنے تک باہر نہ نکلنا۔ پھر میں نے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا عصائے مبارک مار کر فرما رہے ہیں کہ بیٹھ جاؤ تو وہ لوگ بیٹھ گئے یہاں تک کہ صبح صادق نمودار ہونے کا وقت آگیا اور وہ لوگ اٹھ کر چلے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لے آئے اور فرمایا یہ جنات کا وفد تھا۔ انہوں نے مجھ سے کھانے پینے اور زاد راہ کے لئے مانگا۔ میں نے ان کو ہر وہ ہڈی جو پرانی ہو اور گوبر اور مینگنیاں کھانے کے لئے بتائیں۔ تو یہ جنات جس ہڈی کو پائیں گے اس پر وہی گوشت پائیں گے۔ جو کھانے کے دن اس پر تھا اور جس گوبر یا مینگنی کو وہ اٹھائیں گے اس میں وہ غلہ اور دانے پائیں گے جیسے اس دن اسے کھایا گیا ہوگا۔ ابونعیم نے زبیر رضی اللہ عنہ بن عوام سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ مدینہ منورہ میں مسجد نبوی شریف میں فجر کی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھائی۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رخ انور پھیرا تو فرمایا تم میں سے کون ہے جو آج رات جنات کے وفد میں میرے ساتھ جائے۔ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روانہ ہوا یہاں تک کہ مدینہ کے تمام پہاڑ پیچھے رہ گئے اور ہم چٹیل کشادہ میدان میں پہنچ گئے۔ اچانک ہمیں لمبے لمبے قد کے لوگ نظر آئے گویا وہ درازی میں نیزے کی مانند تھے اور وہ اپنے تہبندوں کو اپنے پاؤں کے درمیان اڑسے ہوئے تھے۔ جب میں نے ان کو دیکھا تو شدت خوف سے لرزہ طاری ہوگیا یہاں تک کہ

میرے پاؤں اپنے قابو میں نہ رہے۔ جب ہم ان کے قریب پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے میرے گرد دائرہ کھینچا اور مجھ سے فرمایا اس کے اندر بیٹھ جاؤ۔ جب میں بیٹھ گیا تو مجھ سے وہ تمام خوف جاتا رہا جو اپنے دل میں پا رہا تھا اور نبی کریم ﷺ میرے اور ان کے درمیان تشریف لے گئے اور حضور ﷺ نے قرآن کریم کی تلاوت کی یہاں تک کہ صبح صادق نمودار ہوگئی۔ اس کے بعد حضور ﷺ تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا میرے ساتھ چلو تو میں حضور ﷺ کے ساتھ ہوا۔ ابھی زیادہ دور نہ گئے تھے کہ حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ منہ پھیر کر دیکھو کہ ان میں سے کچھ لوگ موجود ہیں؟ میں نے عرض کیا مجھے بڑی سیاہی نظر آتی ہے۔ پھر حضور ﷺ نے اپنا سر مبارک زمین پر جھکایا اور ہڈی کو گوبر سے لیتھڑ کر ان کی طرف پھینک دیا اور فرمایا۔ انہوں نے مجھ سے زادراہ مانگا تھا تو میں نے ان کے لئے ہڈی اور گوبر کو ان کی غذا قرار دی۔

ابونعیم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا میرے استنجے کیلئے پتھر ڈھونڈ کے لاؤ اور ہڈی اور گوبر نہ لانا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہڈی اور گوبر کی کیوں ممانعت فرماتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا بات یہ ہے کہ علاقہ شام کے نصیبین کے جنات کا وفد میرے پاس آیا اور وہ اچھے لوگ تھے۔ انہوں نے مجھ سے راستے کے لئے غذا کا سوال کیا۔ میں نے ان سے کہا تم جس ہڈی اور گوبر کو لوگے اس میں تمہارے لئے غذا ہوگی۔

ابونعیم نے ابوسعید خدری سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مدینہ منورہ کے جنات کی ایک جماعت مسلمان ہو چکی ہے' اب جو کوئی ان جنات کا اثر کہیں دیکھے تو اسے چاہئے کہ تین دن تک اعلان کرے۔ تین دن کے بعد پھر اسے ظاہر ہو تو چاہئے کہ قتل کر دے کیونکہ وہ مسلمان نہیں بلکہ شیطان ہے۔

ابونعیم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک جزیرے سے جنات کا وفد نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور وہ حضور ﷺ کے پاس جتنا عرصہ چاہا' مقیم رہے۔ پھر جب انہوں نے اپنے وطن جانے کا ارادہ کیا تو انہوں نے حضور ﷺ سے اپنی غذا کے بارے میں عرض کیا۔ فرمایا میرے پاس تو موجود نہیں ہے جس کا میں تمہیں زادراہ دوں البتہ سفر میں جس ہڈی کو تم اٹھاؤ گے اس میں تمہارے لئے تر و تازہ گوشت موجود ہوگا اور جس گوبر کو تم اٹھاؤ گے وہ تمہارے لئے کھجور بن جائے گی۔ اس بنا پر حضور ﷺ نے ممانعت فرمائی کہ گوبر اور ہڈی سے استنجا نہ کیا جائے۔

امام احمد و بزار' ابویعلی و بیہقی اور ابونعیم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ایک شخص خیبر سے چلا اور اس کے پیچھے دو شخص چلے۔ اس کے بعد تیسرا شخص ان دونوں کے تعاقب میں چلا۔ اس تیسرے شخص نے ان دو شخصوں سے کہا کہ تم دونوں لوٹ جاؤ یہاں تک کہ اس نے ان دونوں کو واپس کر دیا پھر یہ تیسرا شخص اس شخص سے ملا اور اس سے کہا کہ ان دونوں جن کو میں نے لوٹایا ہے' یہ شیطان تھے اور میں نے بمشکل و اصرار ان دونوں کو تم سے جدا کر کے لوٹایا ہے۔ جب تم رسول اللہ ﷺ کے حضور حاضر ہو تو آپ ﷺ سے میرا سلام عرض کرنا اور کہنا کہ میں اپنی قوم کے صدقات جمع کرنے میں مشغول ہوں۔ اگر وہ اس لائق ہوئے تو ہم انہیں آپ کی خدمت میں بھیجیں گے۔ جب وہ شخص مدینہ منورہ پہنچ کر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور حضور ﷺ سے سارا واقعہ عرض کیا تو رسول اللہ ﷺ نے تنہا سفر کرنے سے ممانعت فرما دی۔

مسلمان جنات اور مشرک جنات اپنا مقدمہ حضور ﷺ کی خدمت میں لے کر آئے

ابوالشیخ نے العظمہ میں اور ابونعیم نے کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی کہ بلال رضی اللہ عنہ بن حارث نے کہا کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مقام عرج میں اترے جب میں حضور ﷺ کے قریب پہنچا تو میں نے لوگوں کو تیز وطرار اور جھگڑنے کی ایسی آوازیں سنیں کہ میں کسی کی بات کو بالکل نہ سمجھ سکا اور نہ کسی کو میں نے دیکھا۔ یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو آپ تبسم فرما رہے تھے۔ آپ نے فرمایا میرے پاس مسلمان جنات اور مشرک جنات اپنا مقدمہ لے کر آئے تھے۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ آپ ہمیں رہنے کی جگہ عنایت فرما دیں تو میں نے مسلمان جنات کو الجلس میں اور مشرک جنات کو الغور میں رہنے کا حکم دیا۔ کثیر نے بیان کیا کہ الجلس آباد مقام اور پہاڑوں کا نام ہے اور الغور پہاڑ اور دریا کے مابین جگہ کا نام ہے اور کثیر نے فرمایا کہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ الجلس میں کوئی مصیبت پہنچی ہو مگر یہ کہ وہ سلامت ہی رہا اور غور میں جسے کوئی مصیبت پہنچی ہو مگر یہ کہ وہ سلامت نہیں رہا۔

خطیب نے رواۃ مالک میں حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی تین باتیں ایسی دیکھی ہیں اگر آپ قرآن کریم نہ لاتے تو بھی میں یقیناً آپ پر ایمان لاتا۔ ایک یہ کہ صحرا میں ہم ایسی جگہ پہنچے جس کے آگے راستہ بند تھا۔ نبی کریم ﷺ نے پانی لیا اور دو درختوں کو جدا جدا دیکھا۔ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا۔ اے جابر ان درختوں کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ وہ دونوں باہم مل جاویں تو وہ دونوں درخت باہم مل گئے۔ حتیٰ کہ دونوں کی ایک جز معلوم ہونے لگی۔ رفع حاجت کے بعد رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا اور میں نے اس کی طرف سبقت کی اور میں دل میں سوچ رہا تھا کہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے وہ شئی دکھائے جو آپ کے شکم اقدس سے باہر آئی ہے اور میں اسے کھالوں۔ جب میں نے زمین کو دیکھا صاف شفاف تھی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ نے آبدست نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا ہاں لیکن ہم گروہ انبیاء میں سے ہیں اور زمین کو حکم دیا گیا ہے کہ جو کچھ بول و براز کی قسم سے ہمارے اجسام سے نکلے وہ اسے محفوظ کر لے۔ اس کے بعد وہ دونوں درخت اپنی اپنی جگہ جدا ہو کر چلے گئے۔ دوسری بات یہ کہ ہم سفر میں تھے کہ اچانک کالے رنگ کا زر سانپ سامنے آیا اور اس نے اپنا سر نبی کریم ﷺ کے گوش مبارک پر رکھا اور حضور ﷺ نے اپنا دہن اقدس اس کے کان پر رکھا اور اس سے سرگوشی میں کلام فرمایا۔ اس کے بعد وہ ایسا غائب ہوا کہ گویا زمین نے اسے نگل لیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم تو آپ کی اس حالت سے ڈر گئے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ یہ جنات کا قاصد تھا وہ ایک سورۃ کو بھول گئے تھے تو انہوں نے اسے میرے پاس بھیجا تو میں نے ان کو وہ سورت یاد کرادی۔ تیسری بات یہ ہے کہ ہم ایک گاؤں میں پہنچے تو ہمارے پاس وہاں کے کچھ لوگ ایک لڑکی کو لے کر آئے وہ لڑکی ایسی خوبصورت تھی گویا چمکتے چاند کا ٹکڑا ہے جس کو بادلوں نے چھپا رکھا ہے۔ وہ لڑکی مجنونانہ تھی۔ اس کے گھر والوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اس کی حالت پر کرم فرمایئے تو رسول اللہ ﷺ نے دعا کی اور اس لڑکی پر جن سے فرمایا تجھ پر افسوس ہے۔ میں محمد ﷺ اللہ کا رسول ہوں تو اس کے پاس سے دور ہو جا۔ تو وہ لڑکی نقاب اوڑھ کر پردہ کرنے لگی اور صحتمند ہو کر واپس گئی۔

خریم بن فاتک کی آمد پر معجزے کا ظہور

طبرانی و ابونعیم اور ابن عساکر نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ خریم بن فاتک نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں آپ کو اپنے اسلام لانے کا ابتدائی واقعہ سناؤں۔ وہ واقعہ یہ ہے کہ میں اپنے اونٹ کی تلاش میں سرگرداں تھا' یہاں تک کہ رات چھا گئی اس وقت میں نے بلند آواز سے کہا: "اعوذ بعزیز هذا الوادی من سفهاء قومه" میں اس وادی کے بادشاہ سے اس قوم کے بیوقوں سے پناہ مانگتا ہوں' اچانک ہاتف نے مجھے ان شعروں میں جواب دیا

عذ بالله ذی الجلال   والمجد و النعماء و الافضال

واقرأ آیات من الانفال   ووحد الله و لا تبال

(اے جوان! عزت و بزرگی اور نعمت و بخشش والے اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگ اور سورۂ انفال کی آیتوں کو پڑھ اور اللہ تعالیٰ کو ایک مان اور کسی کا خوف نہ کر) یہ آواز سن کر میں شدت خوف سے کانپنے لگا۔ جب مجھے سکون و قرار آیا تو میں نے کہا

یاایها الهاتف ماتقول! ارشد عندك ام تضلیل   بین لنا هدیت ماالسبیل

(اے ہاتف تو کیا کہنا چاہتا ہے' کیا تو مجھے اپنی جانب سے سیدھا راستہ بتاتا ہے یا گمراہ کرتا ہے۔ ہمیں صاف صاف بتا کہ سیدھا راستہ کیا ہے؟)

اس پر ہاتف نے جواب دیا

هذا رسول الله ذوالخیرات   بیثرب یدعو الی النجاة

جاء بیاسین وحامیمات   وسور بعد مفصلات

محرمات ومحللات   یامرنا بالصوم والصلوة

ویزع الناس عن الهنات   ینهی عن المنکر لاالطاعات

وہ ہدایت یہ ہے کہ یثرب میں صاحب خیرات رسول اللہ تشریف فرما ہیں جو نجات کی طرف بلا رہے ہیں۔ وہ سورۂ یٰسین' حامیمات اور سور مفصلات کے سوا بہت سی سورتیں لائے ہیں۔ حرام وحلال چیزوں کو بیان کر کے ہمیں نماز و روزہ کا حکم دیتے ہیں اور وہ بدکاری سے روکتے اور منکرات سے منع کرتے اور نیکی کا حکم دیتے ہیں۔

یہ اشعار سن کر میں سوار ہو کر مدینہ منورہ آیا اور اسی لمحہ مسجد میں حاضر ہو گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا اللہ تعالیٰ تمہیں رحمت میں داخل کرے۔ ہمیں تمہارا اسلام لانا معلوم ہو چکا ہے۔ پھر میں مسجد میں داخل ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما خطبہ دے رہے تھے اور آپ فرما رہے تھے کہ "مامن عبد مسلم توضأ فاحسن الوضوء ثم صلی صلوة یعقلها ویحفظها الادخل الجنة" کوئی مسلمان ایسا نہیں ہے جس نے اچھی طرح وضو کیا اور خوب سمجھ کر اس نے نماز پڑھی اور اس کے اوقات کو محفوظ رکھا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے۔ یہ واقعہ سن کر حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس واقعہ

کوئی میری شاہد میرے پاس لاؤ تو اس کی شہادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دی۔ (اس روایت کو ابن عساکر نے دوسری سند کے ساتھ قیس بن ربیع اسدی سے روایت کی کہا کہ خریم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا پھر اس کی مثل روایت بیان کی اور شعروں کے بعد اتنا زیادہ ہے کہ پھر میں نے ہاتف سے پوچھا۔ اللہ تعالیٰ تم پر رحمت فرمائے تم کون ہو؟ اس نے کہا کہ میں عمرو بن اثال ہوں اور میں نجد کے مسلمان جنات پر حاکم ہوں اور تیرے اونٹوں کی میں اس وقت تک نگہبانی کروں گا جب تک تو مدینہ منورہ سے اپنے گھر واپس نہ آئے۔ اس کے بعد میں مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہو گیا۔ راہ میں مجھے ایک شخص ملا اس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں سلام کے بعد فرماتے ہیں کہ تمہارے مسلمان ہونے کی خبر مجھے مل چکی ہے میں نے اس سے پوچھا تم کون ہو؟ اس نے کہا کہ میں ابوذر ہوں۔ پھر میں مسجد میں داخل ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما خطبہ دے رہے تھے اور میں نے حق کی شہادت دی اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ان صاحب کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں معلوم نہیں کہ اس شخص نے تمہارے اونٹ تمہارے گھر والوں کے پاس پہنچا دیے۔

اس روایت کو طبرانی و ابن عساکر نے بھی خریم سے دوسری سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ اس میں ہے کہ میں نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اس نے کہا کہ میں مالک بن مالک جنی ہوں۔ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد کے جنات پر حاکم مقرر کیا ہے۔ میں نے کہا کہ کاش کہ کوئی شخص ہوتا جو میرے اونٹوں کو میرے گھر پہنچا دیتا تو میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر مسلمان ہوتا۔ اس پر اس نے کہا کہ میں اونٹوں کو تمہارے گھر پہنچا دوں گا۔ پھر میں ان اونٹوں میں سے ایک اونٹ پر سوار ہوا اور چل دیا۔ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما خطبہ دے رہے ہیں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھا تو فرمایا کہ وہ شخص جو تمہارے اونٹ تمہارے گھر پہنچانے کا ضامن ہوا تھا تو سنو اس نے تمہارے اونٹ تمہارے گھر صحیح و سالم پہنچا دیے ہیں۔

خنافر بن التوأم حمیری کے اسلام لانے کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ کا ظہور

ابن درید نے ''الاخبار المنثورہ'' میں روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے میرے چچا نے ان سے ان کے والد نے ان سے ابن الکلبی نے ان کو ان کے والد نے خبر دی کہ خنافر بن التوأم کاہن تھا۔ جب یمن کے وفود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اسلام کا غلبہ ہوا تو اس نے مراد کے اونٹوں پر حملہ کیا اور اس کا مال ومتاع لے کر چلتا بنا اور مقام شحر میں جا پہنچا۔ اس کا ایک جن جاہلیت میں تابع تھا اور اس نے زمانہ اسلام میں اسے چھوڑ دیا۔ اس نے کہا کہ میں ایک رات اس وادی میں تھا۔ ایک رات وہ جن اس طرح اترا جس طرح عقاب اترتا ہے۔ اسے دیکھ کر خنافر نے کہا کیا شصار ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں۔ جو میں کہتا ہوں اسے غور سے سن! میں نے کہا کہہ میں سن رہا ہوں۔ اس نے کہا کہ اس بات کو یاد رکھو اور غنیمت جان لے وہ یہ کہ ''لکل ذی امد نهایه کل ذی ابتداء غایه'' ہر مدت کی حد ہوتی ہے اور ہر ابتداء کی غایت ہوتی ہے۔ میں نے جواب دیا ٹھیک ہے۔ اس نے کہا کہ کل دولة الی اجل ثم یتاح لها حول'

وقد انتخت النحل' ورجعت الی مقایقها الملل 'ہر دولت ایک وقت تک ہے پھر اس کے لئے بدلنا ہے۔ بلاشبہ تمام مذاہب منسوخ ہو چکے ہیں اور تمام ملتیں اپنی حقیقتوں کی طرف لوٹ آئی ہیں۔'' انی اتیت بالشام' نفرا من آل العدام' حکاما علی الحکام' یزبردن ذارونق من الکلام' لیس بالشعر المولف ولا السمع المکلف فاصغیت' فزجرت' فغادرت فطلعت' تقلت بم تهیمون والی ما تغترون فقالو اخطاب کبا' رجاء من عندالملک الجبار' فاسمع یاشصار' لاصدق الاخبار' واسلك اوضح الآثار' تبخ من ادار النار ''یعنی میں شام کے علاقہ میں آل عدام کے کچھ لوگوں کے پاس پہنچا جو حاکموں پر حاکم تھے۔ وہ لوگ بارونق کلام کی تلاوت کر رہے تھے۔ وہ کلام نہ شعروں کی مانند مترتب تھا اور نہ نثر کی مانند تکلف کے ساتھ مرصع و مسجع کیا گیا تھا۔ میں سامنے آیا تو جھڑکا گیا اور جب دوبارہ سامنے آیا تو میں نے پوچھا تم لوگ کون سا کلام سنتے ہو کہاں تک لوگوں کو دھوکے میں رکھو گے۔ انہوں نے کہا کہ یہ بہت عظیم خطاب ہے جو اللہ تعالیٰ ملک الجبار کی جانب سے آیا ہے' اے شصار سن! اور تو واضح اور روشن راستہ کو اختیار کرتا کہ تو جہنم کی آگ سے بچا رہے۔

یہ سن کر میں نے کہا'' وماھذا الکلام' یہ کس کا کلام ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ قرآن کا کلام ہے جو کفر و ایمان کو واضح کرتا ہے۔ اے قبیلہ حضر کے ایک شخص لائے ہیں' پھر وہ اہل دار میں ظاہر و مبعوث ہوا ہے۔ وہ رسول ایسا کلام لایا ہے جو خوب روشن و واضح ہے۔ اس رسول نے اس راہ کو واضح کر دیا ہے جس سے لوگ روگرداں ہو چکے تھے اور اس کلام میں عبرت حاصل کرنے والوں کیلئے نصیحت ہے۔ میں نے پوچھا جو ان بڑی نشانیوں کو لے کر آیا ہے کون ہے؟ اس نے کہا کہ وہ احمد خیر البشر ﷺ ہیں۔ اگر تم ان پر ایمان لاؤ گے تو تمہیں اجر و ثواب کی بشارت دیں گے اور اگر مخالفت کرو گے تو جہنم میں جھونکے جاؤ گے لہٰذا میں ان پر ایمان لے آیا ہوں اور اب تیرے پاس آنے میں جلدی کی ہے لہٰذا تو ہر نجس کافر سے بچ اور ہر مومن طاہر سے مشایعت کر ورنہ میرے اور تیرے درمیان تو جدائگی ہے ہی' اس کے بعد خنافر نے اپنے گھربار کو اونٹوں پر سوار کیا اور ان لوٹے ہوئے اونٹوں کو ان کے مالکوں کو واپس کر کے میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے پاس صنعاء میں پہنچا اور ان سے اسلام پر بیعت کی۔ اس سلسلہ میں میں نے یہ اشعار کہے ہیں۔

الم تران اللہ عاد بفضلہ وانقذ من لفح الحجیم خافرا

دعانی شصار للتی لو رفضتہا لا صلیت جمرا من لظی الھول جامرا

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے خنافر کو بھڑکتی ہوئی آگ سے بچا لیا۔ مجھے شصار نے ایسی راہ دکھائی کہ اگر میں انحراف کرتا تو یقیناً میں ہولناک بھڑکنے والی آگ میں جھونکا جاتا۔

جہجاہ غفاری رضی اللہ عنہ کی باریابی بارگاہِ نبوت ﷺ میں

ابن ابی شیبہ نے بطریق عطا بن یسار جہجاہ غفاری سے روایت کی کہ وہ اپنی قوم کے ان لوگوں کے ساتھ آئے جو اسلام کا ارادہ رکھتے تھے اور وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس مغرب کے وقت حاضر ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے بکری کا دودھ دوہنے کا حکم دیا تو انہوں نے اس بکری کا دودھ دوہ کر پی لیا۔ پھر دوسری کا دودھ دوہ کر پی لیا پھر تیسری کا۔ یہاں تک کہ سات بکری کا دودھ دوہ کر انہوں نے

پیا۔ اس کے بعد جب انہوں نے صبح کی اور مسلمان ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ بکری کا دودھ دوہ کر پی لو تو انہوں نے بکری کا دودھ دوہ کر پیا۔ پھر دوسری بکری کے دوہنے کے لئے فرمایا۔ مگر وہ اس کا دودھ نہ پی سکے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مومن ایک آنت میں پیتا ہے اور کافر سات آنتوں میں پیتا ہے۔)

راشد بن عبدربہ کی بارگاہ نبوی (ﷺ) میں حاضری

ابونعیم نے بطریق حکیم بن عطا سلمی جو راشد بن عبدربہ کی اولاد میں سے ہیں۔ ان کے والد سے وہ ان کے دادا سے وہ راشد بن عبدربہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ وہ بت جس کا نام سواع تھا اور جو مکہ سے تین میل کے فاصلے پر مقام معلاۃ کے علاقہ رہاط میں ثقیف کا بت تھا تو مجھے بنوظفر نے چڑھاوے کر اس کی طرف بھیجا۔ میں فجر کے وقت اس بت سواع کے پاس پہنچنے سے پہلے ایک اور بت کے پاس پہنچا۔ اچانک اس بت کے پیٹ میں سے ایک آواز برآمد ہوئی اور اس نے کہا کہ ''العجب کل العجب' من خروج نبی من بنی عبدالمطلب' یحرم الزنا والربا والذبح للاصنام و حرست السماء ورمینا بالشھب' بڑی تعجب وحیرت کی بات ہے کہ عبدالمطلب کی اولاد میں سے وہ نبی ظاہر ہوا ہے۔ جو زنا' سود اور بتوں کی قربانی کو حرام قرار دیتا ہے اور آسمانوں کی حفاظت کی جا رہی ہے اور ہم پر شہاب (لوکے) مارے جا رہے ہیں۔ اس کے بعد ہاتف نے ایک اور بت کے پیٹ میں سے آواز دی۔ اس نے کہا کہ ترك الضمار و کان یعبد' خرج احمد' نبی یصلی الصلوۃ ویامر الزکوۃ والصیام' والبر والصلات لسلارحام'' وہ ضمار جس کو پوجا جاتا تھا' نابود ہوا۔ نبی احمد کا ظہور ہوا۔ جو نماز پڑھنے' زکوۃ دینے' روزہ رکھنے' نیکی کرنے' صلہ رحمی کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ اس کے بعد تیسرے بت کے پیٹ میں سے یہ آواز آئی۔

ان الذی ورث النبوۃ والھدی بعد ابن مریم من قریش مھتدی. نبی یخبر کاسبق ومایکون فی غد ''بلاشبہ وہ شخص نبوت وہدایت کا ابن مریم کے بعد وارث ہوا ہے جو قریش سے ہے اور ہدایت یافتہ ہے۔ وہ نبی گزشتہ اور آئندہ کل ہونے والی کی خبر دیتا ہے۔ راوی حدیث راشد نے کہا کہ فجر کے وقت سواع بت کے پاس پہنچا میں نے دیکھا کہ وہ دو لومڑیاں اس کے گرد کو چاٹ رہی ہیں اور جو اس کے سامنے بھینٹ کی چیزیں پڑی تھیں انہیں کھا رہی ہیں۔ اس کے بعد وہ دونوں لومڑیاں اس بت کے اوپر چڑھیں اور اس پر پیشاب کیا۔ اس موقع پر راشد نے کہا

ارب یبول الثعلبان برأسه لقد ذل من بالت علیه الثعالب

کیا یہ بت رب ہو سکتا ہے جس کے سر پر دو لومڑیاں پیشاب کریں۔ جس کے سر پر لومڑیاں پیشاب کریں یقیناً وہ ذلیل وخوار ہے۔ رب نہیں ہے۔ یہ واقعہ اس وقت کا ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ ہجرت کر کے تشریف لے جا چکے تھے۔ چنانچہ راشد رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے اور مدینہ منورہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور مسلمان ہو کر آپ کی بیعت کی۔ اس کے بعد راشد نے رہاط میں زمین کا قطعہ مانگا اور حضور ﷺ نے انہیں عطا فرمایا اور ایک مشکیزہ پانی کا بھرا ہوا عنایت فرمایا۔ اس میں آپ نے لعاب دہن اقدس ڈالا اور ان سے فرمایا۔ اس کے پانی کو اس قطعہ زمین کے بالائی حصے میں بہا دینا اور اس کے بقیہ پانی ... کو منع نہ کرنا تو

انہوں نے جا کر ایسا ہی کیا اور وہ پانی وافر طور پر آج تک جاری و باقی ہے اور اس قطعہ زمین پر انہوں نے کھجور کے درخت لگائے۔ لوگ کہتے ہیں کہ رہاط کی ساری آبادی اس چشمے سے پانی پیتی ہے اور لوگ اس کا نام "ماء الرسول" (رسول کا پانی) پکارتے ہیں اور رہاط کے لوگ اس پانی سے غسل کرتے اور شفایاب ہوتے ہیں۔

حجاج رضی اللہ عنہ بن علاط کا قبولِ اسلام

ابن ابی الدنیا نے "الہواتف" میں اور ابن عساکر نے واثلہ رضی اللہ عنہ بن اسقع سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حجاج رضی اللہ عنہ بن علاط کے اسلام لانے کا سبب واقعہ یہ تھا کہ وہ اپنی قوم کے لوگوں کے ساتھ مکہ مکرمہ روانہ ہوئے۔ جب رات کی اندھیری پھیلی تو انہیں وحشت معلوم ہونے لگی۔ اس پر وہ کھڑے ہو کر اپنی قوم کی پاسبانی کرنے لگے اور کہتے جاتے تھے۔

اعیذنفسی واعیذصحبی من کل جنی بھذا النقب حتی اعود سالما د رکبی

میں اپنی اور اپنے ساتھیوں کی اس گھاٹی کے ہر ایک جن سے پناہ مانگتا ہوں۔ یہاں تک کہ میں اور میرے تمام سوار صحیح و سالم واپس ہوں۔ اس وقت کسی کہنے والے کو حجاج نے یہ پڑھتا سنا تھا کہ "یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ "الآیۃ (الرحمٰن: ۳۳) اے جن وانس کے گروہ! اگر تم پر قدرت ہے کہ زمین و آسمان کے کناروں سے نکل سکو تو نکل جاؤ۔ جب وہ مکہ مکرمہ پہنچے اور قریش سے یہ واقعہ بیان کیا تو وہ اس سے کہنے لگے۔ یہ کلام تو اس میں سے ہے جس کے بارے میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ یہ خدا کا نازل کردہ کلام ہے۔ اس پر حجاج رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں دریافت کیا تو لوگوں نے بتایا کہ وہ تو مدینہ منورہ ہجرت کر چکے ہیں پھر وہ مدینہ منورہ آئے اور اسلام قبول کیا۔

رافع رضی اللہ عنہ بن عمیر کا قبول اسلام

خرائطی نے الہواتف میں حضرت سعید بن جبیر سے روایت کی کہ بنی تمیم کا ایک شخص جس کا نام رافع رضی اللہ عنہ بن عمیر ہے۔ اس نے اپنے اسلام لانے کا ابتدائی واقعہ اس طرح بیان کیا ہے کہ میں ایک رات ریگزار علاقے میں سفر کر رہا تھا کہ مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا اور میں اتر پڑا اور میں نے کہا کہ میں اس وادی کے جن کے سردار سے پناہ مانگتا ہوں۔ اس کے بعد انہوں نے اپنا پورا قصہ بیان کیا۔ آخر میں اس نے کہا کہ اچانک ایک بوڑھا جن میرے آگے نمودار ہوا اور اس نے کہا کہ اے شخص! جب تم کسی وادی میں ٹھہرو اور اس وادی میں تمہیں خوف معلوم ہو تو تم یہ پڑھا کرو۔ "اعوذ باللہ رب محمد من ھول ھذا الوادی "میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب اللہ سے اس وادی کی وحشت سے پناہ مانگتا ہوں۔ اور تم کسی جن سے پناہ نہ مانگا کرو۔ کیونکہ جنات کے معاملات باطل ہو چکے ہیں۔ میں نے اس سے پوچھا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کون ہیں؟ اس نے کہا کہ وہ نبی عربی ہیں نہ شرقی ہیں اور غربی۔ دوشنبہ کے دن مبعوث ہوئے ہیں۔ میں نے پوچھا ان کی سکونت کہاں ہے؟ اس نے کہا کہ ان کی سکونت یثرب کے نخلستان میں ہے۔ پھر میں اپنی سواری پر سوار ہوا اور تیز رفتاری کے ساتھ مدینہ منورہ پہنچا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھا تو قبل اس کے کہ میں آپ سے کچھ عرض کرتا آپ نے میرا واقعہ بیان فرما دیا

اور مجھے اسلام کی دعوت دی اور میں مسلمان ہو گیا۔

حکم بن کیسان کی گرفتاری اور قبول اسلام

ابن سعد نے مقداد رضی اللہ عنہ بن عمرو سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حکم رضی اللہ عنہ بن کیسان کو گرفتار کیا اور انہیں لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اسلام لانے کی دعوت دی مگر حکم نے قبول اسلام میں تاخیر کی اس پر فاروق اعظم حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کب تک حکم کو دعوت اسلام دیتے رہیں گے۔ خدا کی قسم! یہ شخص کبھی اسلام نہ لائے گا۔ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن مار دوں مگر رسول اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بات کو قبول نہ فرمایا۔ یہاں تک کہ حکم رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کر لیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کتنی عجیب بات ہے کہ میں نے حکم رضی اللہ عنہ کو اسلام قبول کیا ہوا دیکھا ہے۔ جو حالت میں نے پہلے دیکھی اور جو حالت میں نے بعد میں دیکھی۔ اس نے مجھے غمزدہ کر دیا میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بات کو کیسے رد کر سکتا ہوں یقیناً آپ اس کی حالت کو مجھ سے زیادہ جانتے تھے۔

ابو صفرہ رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام

ابن مندہ اور ابن عساکر نے بطریق محمد بن غالب بن عبدالرحمن بن یزید بن مہلب بن ابی صفرہ رضی اللہ عنہ روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میرے والد نے اپنے باپ اور دادا سے روایت کی کہ ابو صفرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آپ سے بیعت کرنے کی غرض سے آئے۔ ان کے جسم پر زرد پوشاک تھی۔ جس کے دامن کو وہ اپنے پیچھے سے گھسیٹتے لا رہے تھے۔ وہ طویل القامت' خوش منظر' حسین وجمیل اور فصیح اللسان شخص تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تم کون ہو؟ انہوں نے کہا کہ میں قاطع بن سارق بن ظالم بن عمرو بن شہاب بن مرۃ بن ہلقام بن جلندی بن مستکبر بن جلندی ہوں جلندی وہ شخص تھا جو ہر کشتی کو ہر ایک سے جبراً چھین لیا کرتا تھا۔ میں بادشاہ کا بیٹا بادشاہ ہوں۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ابو صفرہ رضی اللہ عنہ ہو۔ اپنے نام ونسب سے سارق وظالم کو چھوڑ دو۔ اس وقت ابو صفرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ حقًّا میرے اٹھارہ بیٹے ہیں۔ ان سب کے آخر میں میری ایک لڑکی پیدا ہوئی ہے جس کا نام میں نے صفرہ رکھا ہے۔

عکرمہ بن ابو جہل کا اسلام لانا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب کے مطابق تھا

حاکم نے صحیح بتا کر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میرے پاس ابو جہل آیا ہے اور اس نے میری بیعت کی ہے۔ پھر جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ بن ولید مسلمان ہوئے تو صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کی خواب حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے پوری کر دی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا نہیں۔ ضرور اس کی تعبیر اس کے علاوہ ہے۔ یہاں تک کہ جب عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابو جہل نے اسلام قبول کیا تو ان کا اسلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب کا مصداق بنا۔

حاکم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے ابو جہل کے لئے جنت میں پھل والا درخت دیکھا۔ جب عکرمہ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو میں نے کہا کہ جنت میں وہ درخت یہ تھا۔

ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابو جہل نے صخر الانصاری کو قتل کیا۔ جب یہ بات نبی کریم ﷺ کی خدمت میں کہی گئی تو حضور ﷺ نے تبسم فرمایا ایک انصاری نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے اس پر تبسم فرمایا کہ آپ کی قوم کے ایک شخص نے ہماری قوم کے ایک شخص کو قتل کر دیا ہے؟ فرمایا مجھے اس بات نے متبسم نہیں کیا بلکہ اس بات نے متبسم کیا کہ اس نے جس کو قتل کیا ہے وہ خود اس کے ساتھ جنت میں ایک درجہ میں ہے۔

نخع کے وفد کی آمد

ابن شاہین نے بطریق ابوالحسن مدائنی اپنے مشائخ سے روایت کیا۔ ان کے راویوں نے کہا کہ 10 ہجری کے ماہ محرم میں نخع کا وفد آیا۔ ان کے امیر زرارہ ابن عمرو تھے۔ زرارہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے راستہ میں ایک خواب دیکھا ہے جس نے مجھے ڈرا دیا ہے۔ میں نے دیکھا کہ میرے پیچھے میری اہلیہ سے بکری کا بچہ پیدا ہوا ہے جو رنگ میں کالا مل سرخی ہے اور میں نے دیکھا کہ زمین سے ایک آگ نکلی ہے جو میرے اور میرے بیٹے کے درمیان حائل ہوتی ہے اور میں نے دیکھا کہ نعمان بن منذر کے جسم پر دو پوشاک دو بازو بند اور دو منذرے ہیں اور میں نے ایک بوڑھی سیاہ و سفید بالوں والی عورت دیکھا جو زمین سے نکلی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم اپنے پیچھے مرور کرنے والی باندی کو حاملہ چھوڑا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں۔ فرمایا اس نے ایک بچہ جنا ہے جو تمہارا لڑکا ہے۔ زرارہ نے پوچھا وہ بکری کی شکل اور سیاہ و سرخی مائل یہ کیا چیز ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا میرے قریب ہو۔ تو وہ قریب ہوئے۔ حضور ﷺ نے پوچھا کیا۔ تمہارے جسم میں برص کا داغ ہے جسے تم چھپاتے ہو؟ کہا ہاں۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ آپ سے پہلے کسی مخلوق کو اس کا علم نہیں ہے۔ فرمایا وہ رنگ وہی ہے فرمایا وہ آگ جو تم نے خواب میں دیکھی ہے وہ وہ فتنہ ہے جو میرے بعد رونما ہوگا۔ زرارہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا وہ فتنہ کیا ہے؟ فرمایا لوگ اپنے امام کو قتل کریں گے اور خونریزی کریں گے۔ یہاں تک کہ مسلمان کا خون پانی پینے سے زیادہ شیریں ہو جائے گا۔ اب اگر تم فوت ہو گئے تو وہ فتنہ تمہارے بیٹے کو پائے گا اور اگر تم زندہ رہے تو وہ تمہیں پہنچے گا۔ زرارہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا آپ اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ فتنہ مجھے نہ پائے تو حضور ﷺ نے ان کے حق میں دعا کی۔ راوی کا بیان ہے کہ ان کا بیٹا یعنی عمرو بن زرارہ لوگوں میں وہ پہلا شخص ہے جس نے حضرت عثمان بن عفان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی خلافت سے خلع کیا۔

(حضور ﷺ نے فرمایا خواب میں نعمان بن منذر اور اس کے جسم پر اس کی چیزوں کو دیکھنا تو وہ عرب کا بادشاہ ہوگا اور وہ زیب و زینت میں بڑھ چڑھ کر ہوگا۔ اب رہا سفید و سیاہ بالوں والی بوڑھی عورت کا دیکھنا تو دنیا کی بقیہ عمر ہے۔ اس روایت کو ابن سعد نے 'طبقات'' میں تعبیر سند کے بیان کیا ہے۔)

خفاف رضی اللہ عنہ بن نضلہ کی نعت

بیہقی و ابن عساکر نے ''شرف المصطفیٰ'' میں روایت کی کہ مرزبانی نے معجم شعراء میں کہا ہے کہ خفاف رضی اللہ عنہ بن نضلہ نبی کریم ﷺ

کی خدمت میں سفیر بن کر آئے تو انہوں نے یہ اشعار کہے:

انی اتانی فی المنام مخبر — من خبر و خیرۃ فی الامور مواتی
یدعو الیک لیا لیا و لیا لیا — ثم احز آل وقال لست بآتی
فرکبت ناجۃ اضر بنفیھا — جمز تخب بہ علی الاکمات
حتی ذردت الی المدینۃ جاھدًا — کیما اراک فتفرج الکربات

میرے پاس خواب میں ایک خبر دینے والا آیا۔ جو خیر و بھلائی کا نقیب ہے اور امور میں موافق ہے۔ وہ خبر دینے والا بار بار راتوں میں آپ کی دعوت دیتا رہا۔ پھر وہ مایوس ہو گیا تو کہنے لگا میں اب نہ آؤں گا۔ پھر میں اپنی اس اونٹنی پر سوار ہوا جو سوار کو ہر نشیب و فراز سے گزار کر لے جاتی ہے۔ یہاں تک کہ میں تیز رفتاری سے مدینہ منورہ آیا تا کہ میں آپ کو دیکھوں اور آپ میری سختیوں کو زائل فرمائیں۔

وفد بنی تمیم کی آمد پر معجزہ کا ظہور

ابن سعد نے زہری اور سعید بن عمرو سے روایت کی۔ دونوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بنی تمیم کا وفد آیا اور عطارد بن حاجب نے آگے بڑھ کر خطبہ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ بن قیس سے فرمایا۔ اٹھو اور ان کے خطیب کا جواب دو حالانکہ وہ خطبہ کی قسم سے کچھ نہ جانتے تھے اور نہ انہیں اس سے پہلے کبھی خطبہ دینے کا اتفاق ہوا تھا مگر وہ کھڑے ہوئے اور نہایت فصیح و بلیغ مسجع اور مقفّی خطبہ دیا۔ اس کے بعد بنی تمیم کا شاعر زبرقان کھڑا ہوا اور اس نے اشعار پڑھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے حسان! ان کے شاعر کا جواب دو اور فرمایا اللہ تعالیٰ حسان کی روح القدس سے ضرور مدد فرمائے گا۔ جب تک حسان اس کے نبی کی طرف سے مدافعت کرتے رہیں گے تو حضرت حسان کھڑے ہوئے اور شعروں میں جواب دیا۔ ان قاصدوں نے تخلیہ میں ایک دوسرے سے باتیں کیں اور ان میں سے کسی نے کہا کہ خدا کی قسم یہ شخص یعنی حضور اکرم ﷺ ہر فن میں تائید کئے گئے ہیں۔ خدا کی قسم حضور ﷺ کا خطیب ہمارے خطباء سے بہتر اور حضور ﷺ کا شاعر ہمارے شعراء سے بلیغ تر ہے اور وہ ہم سے زیادہ بردبار اور اہل علم ہیں۔

ایک درخت کا کلمۂ شہادت پڑھنا

بزار اور ابو نعیم نے بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک اعرابی آیا اور اس نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں نے اسلام تو قبول کر لیا ہے اب مجھے کوئی چیز ایسی دکھائیے جس سے میرا یقین بڑھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم کون سی چیز چاہتے ہو؟ اس نے کہا کہ آپ فلاں درخت کو بلایئے۔ وہ آپ کے پاس حاضر ہو جائے۔ فرمایا جاؤ اسے بلا لاؤ تو وہ اعرابی گیا اور کہا رسول اللہ ﷺ کا حکم مان! تو درخت نے ایک طرف جنبش کی اور اپنی جڑوں کو نکالا پھر دوسری طرف جنبش کی اور اپنی جڑوں کو نکالا اور چل کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس نے کہا کہ "اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ" یہ دیکھ کر اعرابی نے عرض کیا۔ بس بس مجھے یہی کافی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اپنی جگہ واپس چلا جا تو وہ اپنی جگہ چلا گیا اور اس کی جڑیں اپنی جگہ قائم

ہو گئیں پھر اس اعرابی نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ کو سجدہ کروں۔ آپ نے فرمایا کوئی بندہ کسی بندے کے آگے سجدہ نہ کرے۔

دوسری روایت

ابو نعیم نے دوسری سند کے ساتھ بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک اعرابی نے آ کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میں آپ کی بارگاہ میں مسلمان ہو کر حاضر ہوا ہوں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ یقیناً اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ میری خواہش ہے کہ آپ فلاں درخت کو بلائیں اور وہ آپ کے پاس آ جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا او درخت تو آ جا! تو وہ درخت اپنے دائیں جھکا پھر وہ گرا یہاں تک کہ اس کی جڑیں قطع ہو گئیں پھر وہ سیدھا کھڑا ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنی جڑیں گھسیٹتا آ کھڑا ہوا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے درخت کس کی شہادت دیتا ہے۔ عرض کی! اشہد ان لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ" حضور نے فرمایا تو نے سچ کہا۔ اعرابی نے عرض کیا آپ اسے حکم دیجئے کہ یہ اپنی جگہ واپس چلا جائے جیسا کہ پہلے تھا ویسا ہی ہو جائے تو درخت اپنے گڑھے کی طرف چلا گیا اور گڑھے میں اس کی جڑیں جہاں جہاں کی تھیں۔ پیوست ہو گئیں اور اس پر زمین ہموار ہو گئی اور اس کے بعد اعرابی نے عرض کیا میں اپنے گھر والوں کی طرف جاتا ہوں اور ان کو یہ بات بتاتا ہوں اور ان میں سے ایک جماعت کو مسلمان کر کے آپ کی خدمت میں لاتا ہوں۔

بنی عامر بن صعصہ کی بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری

امام احمد و بخاری نے تاریخ میں اور داری و ترمذی نے اور حاکم نے صحیح بتا کر اور بیہقی و ابو نعیم اور ابو یعلی و ابن سعد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ بنی عامر بن صعصہ سے ایک اعرابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے عرض کیا۔ میں کیسے جانوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں اس درخت کی شاخ کو بلا کر اس سے گواہی دلواؤں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ اس نے کہا کہ ہاں میں یہی چاہتا ہوں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس درخت کی شاخ کو بلایا اور وہ شاخ درخت سے زمین پر آنے لگی تھی کہ وہ زمین پر گر پڑی پھر وہ شاخ زمین پر دوڑنے لگی اور ابو نعیم کی روایت میں ہے کہ وہ شاخ آپ کے پاس آ گئی اور اس نے آپ کو سجدہ کیا اور اپنا سر سجدہ سے اٹھا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے کھڑی ہو گئی۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا۔ اپنی جگہ واپس چلی جا تو وہ اپنی جگہ چلی گئی۔ یہ نشانی دیکھ کر اس اعرابی نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ یقیناً اللہ کے رسول ہیں اور وہ ایمان لے آیا۔

ایک اور اعرابی بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں

داری، ابو یعلی، طبرانی، بزار، ابن حبان، بیہقی اور ابو نعیم نے بسند صحیح حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ایک سفر میں ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ ایک اعرابی سامنے آیا۔ جب وہ ہمارے قریب آیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہاں کا

ارادہ ہے۔ اس نے کہا کہ اپنے گھر جانے کا۔ آپ نے فرمایا کیا میں اس سے بہتر راہ نہ بتاؤں؟ اس نے پوچھا وہ کیا ہے۔ فرمایا کہ تم گواہی دو کہ اللہ وحدہ لاشریک لہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اس نے کہا کہ جو کچھ آپ فرما رہے ہیں۔ اس پر کوئی شہادت ہے۔ آپ نے فرمایا وہ درخت ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس درخت کو آواز دی وہ وادی کے کنارے پر کھڑا تھا تو وہ درخت زمین کو چیرتا ہوا حضور ﷺ کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا اور اس سے تین مرتبہ کلمہ شہادت کو دہرایا اور اس نے وہی کہا کہ جو آپ نے فرمایا۔ اس کے بعد وہ درخت اپنی جگہ پر واپس چلا گیا اور وہ اعرابی اپنی قوم کی طرف چلا گیا اور یہ کہہ گیا کہ اگر میری قوم نے میرا کہنا مانا تو میں انہیں لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گا ورنہ خود واپس آ کر آپ کی خدمت میں رہوں گا۔

وہ معجزات جو حجۃ الوداع کے زمانے میں ظہور میں آئے

ابویعلیٰ اور بیہقی نے اپنی سند کے ساتھ جس کو ابن حجر نے ''المطالب العالیہ'' میں حسن کہا۔ حضرت اسامہ بن زید سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس حج میں روانہ ہوئے جس میں حضور ﷺ نے حج کیا۔ غرضیکہ جب ہم ''بطن روحا'' میں پہنچے تو ایک عورت نظر آئی جو حضور ﷺ کی طرف آ رہی تھی۔ حضور ﷺ نے اپنی سواری روک لی۔ جب وہ عورت قریب آئی تو عرض کی یا رسول اللہ! یہ میرا بچہ ہے جس دن سے یہ پیدا ہوا ہے آج تک ٹھیک ہی نہیں ہے تو حضور ﷺ نے اس بچہ کو لے کر اپنے سینہ اقدس اور کجاوے کے اگلے حصے کے درمیان بٹھا لیا۔ اس کے بعد اس بچے کے منہ میں لعاب دہن اقدس ڈالا اور فرمایا۔ اور اللہ کے دشمن نکل جا۔ بلاشبہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ پھر اس بچے کو اسے دے دیا اور فرمایا اب اس سے بے فکر رہو۔ حضرت اسامہ نے فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ جب اپنے حج سے فارغ ہو کر واپس تشریف لائے اور ''بطن روحا'' میں نزول فرمایا تو وہ عورت بھنی ہوئی بکری لائی پھر حضور ﷺ نے فرمایا مجھے اس کا ایک شانہ دو تو میں نے اسے پیش کر دیا پھر فرمایا مجھے شانہ دو تو میں نے دوسرا شانہ پیش کر دیا۔ پھر فرمایا مجھے شانہ دو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہی دو شانے تھے جو پیش کر دیے۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تم خاموش رہتے تو تم برابر مجھے شانے پیش کرتے رہتے جب تک میں تم سے مانگتا رہتا۔ پھر مجھ سے فرمایا تم دیکھو کہ کوئی درخت یا پتھر ایسا نظر آتا ہے جس کے پردے میں رفع حاجت کی جا سکے۔ میں نے عرض کیا چند درخت تھوڑے تھوڑے فاصلے سے ہیں۔ یہ سن کر حضور علیہ السلام نے فرمایا ان درختوں کے پاس جا کر کہو کہ رسول اللہ ﷺ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ تم حضور ﷺ کی رفع حاجت کے لئے باہم مل جاؤ اور ایسا ہی پتھروں سے بھی کہنا لہٰذا میں نے جا کر ان سے ایسا ہی کہا۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ میں نے درختوں کو دیکھا کہ وہ اپنی جڑوں سے زمین گھسیٹتے ہوئے آئے اور آپس میں مل گئے اور میں نے پتھروں کو بھی دیکھا کہ وہ اچھل اچھل کر ایک دوسرے سے جڑ رہے تھے۔ یہاں تک کہ وہ ان درختوں کے پیچھے دیوار کی مانند ہو گئے۔ جب حضور ﷺ نے رفع حاجت فرمائی اور واپس تشریف لے آئے تو مجھ سے فرمایا۔ ان درختوں اور پتھروں سے کہہ دو کہ رسول اللہ ﷺ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ تم سب اپنی اپنی جگہ واپس چلے جاؤ۔ چنانچہ

جس طرح وہ درخت اور پتھر جمع ہوئے تھے۔ اسی طرح منتشر ہو کر اپنی اپنی جگہ چلے گئے۔ دارمی' ابن راہویہ' ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے حضرت جابر سے روایت کی کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھا۔ حضور ﷺ کی عادت کریمہ تھی کہ رفع حاجت کے لئے اتنی دور تشریف لے جاتے کہ کوئی آپ کو نہ دیکھ سکتا۔ جب ہم ایک منزل میں اترے جو لق و دق بیابان نہ تھا وہاں کوئی پہاڑ تھا اور نہ کوئی درخت۔ حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے جابر! آفتابہ میرے ساتھ لے کر چلو میں اٹھا اور آفتابہ میں پانی بھر کر دونوں چل دیئے اور ہم اتنی دور نکل آئے کہ کوئی ہمیں نہ دیکھ سکتا تھا۔ اچانک دو درخت نظر آئے جن کے درمیان کئی گز کا فاصلہ تھا۔ حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا ان درختوں سے کہو کہ رسول اللہ ﷺ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ تم دونوں باہم اس طرح مل جاؤ کہ حضور ﷺ کے لئے پردہ کا کام دے سکو۔ وہ دونوں درخت باہم مل گئے اور حضور ﷺ نے ان کے پردے میں بیٹھ کر رفع حاجت فرمائی۔ اس کے بعد ہم واپس ہوئے اور سوار ہو کر چل دیئے۔ راستہ میں ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے سامنے آئی جس کی گود میں ایک شیر خوار بچہ تھا۔ اس نے کہا کہ یارسول اللہ میرے اس بیٹے کو روزانہ شیطان پکڑ لیتا ہے [illegible] رسول اللہ ﷺ ٹھہر گئے اور آپ نے بچہ کو لے کر اپنے کجاوے کے اگلے سرے کے درمیان بٹھایا اور فرمایا اے اللہ کے دشمن دور ہو جا میں اللہ کا رسول ہوں۔ یہ کلمہ تین مرتبہ فرمایا۔ اس کے بعد اس بچہ کو دے دیا۔ جب ہم سفر سے واپس آئے تو ہمیں وہی عورت ملی جس کی گود میں بچہ تھا اور اس کے ساتھ دو بھیڑیں تھیں جنہیں وہ لے کر آ رہی تھی۔ اس نے کہا کہ یارسول اللہ میری طرف سے یہ ہدیہ قبول فرمایئے۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا۔ وہ شیطان اس بچہ کے پاس اس کے بعد سے نہیں آیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ان میں سے ایک لے لو اور دوسری کو واپس کر دو۔ اس کے بعد ہم روانہ ہوگئے۔ راستہ میں ہم نے دیکھا کہ ایک اونٹ بلبلاتا آ رہا ہے جب ہم لوگوں کے سامنے آیا تو اس نے سجدہ کیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے پوچھا۔ اس اونٹ کا مالک کون ہے تو انصار کے جوانوں میں سے ایک جوان نے عرض کیا۔ یہ اونٹ ہمارا ہے۔ فرمایا اس کے احوال کیا ہیں؟ انصاری نے کہا کہ ہم نے اس اونٹ سے بیس سال پانی کھینچا ہے۔ اب جب کہ یہ بوڑھا ہو گیا ہے تو ہم نے ارادہ کیا ہے کہ اسے ذبح کر دیں تاکہ ہم اپنے بچوں میں اس کا گوشت بانٹ لیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا اسے ہمارے ہاتھ فروخت کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا آپ ہی کا ہے۔ فرمایا اس کے ساتھ اس وقت حسن سلوک کرو جب تک کہ اس کی زندگی ہے۔

بزار و طبرانی و بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ وہ مکہ مکرمہ کے سفر میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھے اور صاحب طبرانی کے مطابق یہ سفر غزوہ حنین کا تھا۔ راستہ میں حضور ﷺ رفع حاجت کے لئے تشریف لے گئے لیکن آپ کو کوئی مقام ایسا نہ ملا جہاں پردہ کے ساتھ بیٹھ سکتے۔ اچانک دو درخت نظر آئے۔ اس کے بعد انہوں نے دونوں درختوں کا ذکر اور اونٹ کا ذکر حدیث جابر کی مانند بیان کیا۔

امام احمد و ابن سعد اور حاکم نے بسند صحیح اور بیہقی نے یعلی رضی اللہ عنہ بن مرہ سے روایت کی کہ مکہ مکرمہ کے سفر میں میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ دوران سفر ہم ایک منزل میں تھے۔ وہاں ایک عجیب بات دیکھی کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ ان دونوں درختوں کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ رسول اللہ ﷺ تم دونوں کو حکم فرماتے ہیں کہ باہم مل جاؤ میں گیا اور میں نے ان دونوں درختوں سے ایسا ہی کہا

فوراً درختوں نے جنبش کی اور زمین سے اپنی جڑوں کو نکالا اور دونوں چل کر ایک دوسرے سے مل گئے اور حضور نے ان کے پردے میں رفع حاجت کی۔ اس کے بعد فرمایا ان درختوں سے کہہ دو کہ دونوں اپنی اپنی جگہ واپس چلے جائیں۔ میں نے ان سے کہا تو انہوں نے جنبش کی اور ہر ایک اپنی اپنی جگہ جا کے نصب ہو گیا۔ پھر ایک عورت آئی اور اس نے کہا کہ یہ میرا بچہ سات سال سے شیطان کے چنگل میں ہے اور جو روزانہ دو مرتبہ اس کے پاس آتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا بچہ کو میرے قریب لاؤ پھر حضور ﷺ نے بچے کے منہ میں لعاب دہن اقدس لگایا اور فرمایا اور دشمن خدا نکل جا میں اللہ کا رسول ہوں۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا۔ جب ہم سفر سے واپس آئیں تو ہمیں بتانا کہ اس کا کیا حال ہے؟ چنانچہ ہم سفر سے واپس آئے تو وہ عورت حضور ﷺ کے پاس آئی اور اس نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو مکرم بنایا۔ جب سے ہم حضور ﷺ کے پاس سے گئے ہیں۔ اب تک ہم نے اس پر دیوانگی کا کوئی اثر نہ دیکھا۔ پھر ایک اونٹ آیا اور وہ حضور ﷺ کے آگے آ کر کھڑا ہو گیا۔ حضور ﷺ نے ملاحظہ فرمایا کہ اس کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ آپ نے کسی کو اس کے مالک کے پاس بھیجا اور اس سے پوچھا۔ تمہارے اس اونٹ کا کیا قصہ ہے۔ یہ تمہاری شکایت کیوں کرتا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہم اس سے کام لیتے رہے ہیں۔ اب یہ بوڑھا ہو گیا تو ہم نے کل اس کو ذبح کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ اسے ذبح نہ کرو اور اونٹوں میں اسے چھوڑ دو۔ اس واقعہ کو بیہقی اور ابونعیم نے ایک اور سند سے روایت کیا ہے کہ یہ اونٹ شکایت کرتا ہے کہ میں نے ان کے یہاں نسل کشی کی اور ان کا کام کیا یہاں تک کہ میں بوڑھا ہو گیا تو اب یہ مجھے ذبح کرنا چاہتے ہیں۔

ایک اونٹ کی شکایت بارگاہِ نبوی ﷺ میں

امام احمد و بیہقی اور ابونعیم نے دوسری سند کے ساتھ یعلی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی تین باتیں دیکھی ہیں۔ وہ یہ کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے۔ اچانک ایک بوڑھا اونٹ ہمارے سامنے آیا۔ جب حضور ﷺ نے چشم کرم اس پر ڈالی تو وہ بلبلانے لگا اور اپنی پیشانی سجدے میں زمین پر رکھ دی۔ حضور ﷺ نے اس کے مالک کو بلایا اور فرمایا۔ یہ اونٹ کام کی زیادتی اور چارے کی کمی کی شکایت کرتا ہے۔ لہٰذا تم اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔ پھر ہم روانہ ہوئے اور ایک منزل میں قیام کیا۔ نبی کریم ﷺ محو استراحت ہوئے تو ایک درخت زمین کو چیرتا ہوا آیا اور اس نے اپنی شاخوں میں حضور ﷺ کو چھپا لیا پھر وہ درخت اپنی جگہ واپس چلا گیا۔ جب حضور ﷺ بیدار ہوئے تو میں نے درخت کے آنے جانے کا حضور ﷺ سے ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا۔ یہ وہ درخت تھا جس نے اپنے رب سے میرے حضور آ کر سلام عرض کرنے کی اجازت چاہی تھی۔ اس کے بعد راوی نے بچے کے قصہ کو بیان کیا۔

چند درختوں کا حکم رسول ﷺ کے بموجب ایک دوسرے سے مل جانا

ابونعیم اور ابن عساکر نے غیلان بن سلمہ ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ دوران سفر ہم نے عجیب بات دیکھی کہ ہم ایک ایسی سرزمین میں پہنچے جہاں چھوٹے چھوٹے درخت جدا جدا کھڑے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے

غیلان رضی اللہ عنہ ان پودوں کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ ایک دوسرے سے مل جائیں۔ میں گیا اور دو پودوں کے درمیان کھڑے ہو کر میں نے کہا کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تم کو حکم دیتے ہیں کہ ایک دوسرے سے آ کے مل جاؤ تو ہر ایک نے جنبش کی اور جڑیں نکال کر زمین کو چیرتے ہوئے ایک دوسرے سے آ کے مل گئے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ان دونوں کے اوٹ میں آبدست فرمایا اور اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے۔ وہ درخت اپنی اپنی جگہ نصب ہو گئے۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور منزل میں قیام کیا۔ ایک عورت اپنے بیٹے کو لائی اور اس نے کہا کہ یا نبی اللہ! قبیلہ میں کوئی بچہ مجھے اس بچے سے زیادہ محبوب نہیں لیکن اس بچے کو جنون ہو گیا ہے۔ اب میں اس کی موت کی تمنا کرتی ہوں۔ آپ اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بچے کو اپنے قریب بلایا اور فرمایا۔ "بِسْمِ اللّٰہِ وانا رسول اللہ اخرج یا عدو اللہ" یہ فقرہ تین مرتبہ فرمایا۔ پھر فرمایا تم اپنے بچہ کو لے جاؤ۔ اب انشاء اللہ اسے کوئی تکلیف نہ ہو گی۔ اس کے بعد ہم روانہ ہو گئے اور ایک اور منزل میں قیام کیا۔ ایک شخص آیا اس نے کہا کہ یا نبی اللہ میرا ایک باغ ہے جس پر میرے اہل خاندان کا گزارہ ہے اور وہاں دو آب کش اونٹ ہیں جو پاگل ہو گئے ہیں۔ اس وجہ سے میں باغ نہیں جا سکتا اور کوئی بھی ان دونوں کے قریب پہنچنے کی قدرت نہیں پاتا یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ رضوان اللہ اجمعین کے ساتھ روانہ ہوئے اور اس باغ میں تشریف لائے۔ اس کے مالک سے فرمایا۔ دروازہ کھولو۔ عرض کیا ان دونوں اونٹوں کا معاملہ دروازہ کھولنے سے زیادہ سخت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دروازہ کھول دو۔ جب دروازہ کھولتے وقت حرکت ہوئی تو وہ دونوں اونٹ اس تیزی سے سامنے آئے جیسے تیز آندھی آتی ہے لیکن جب دروازہ کھلا اور ان اونٹوں کی نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑی تو دونوں جھک گئے۔ اور سجدہ کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کے سروں کو پکڑا اور ان کے مالکوں کے حوالے کر دیا اور فرمایا ان سے کام لو اور ان کو اچھا چارہ دو۔ یہ دیکھ کر لوگوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ جب کہ چوپائے آپ کو سجدہ کرتے ہیں تو ہم تو اس سے زیادہ آپ کو سجدہ کرنے کے حق دار ہیں؟ فرمایا سجدہ بجز اس وحدۂ ذات حق کے جسے موت نہیں ہے کسی کے لئے جائز نہیں ہے۔ اس کے بعد ہم واپس آئے تو اس بچے کی ماں آئی اور اس نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ وہ بچہ قبیلہ کے دوسرے بچوں کی مانند بالکل ٹھیک ہے۔

ایک گونگا بچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ کرم سے گویا ہوا

امام احمد و ابن ابی شیبہ اور بیہقی و طبرانی و ابو نعیم نے بطریق سلیمان بن عمرو بن احوص اپنی والدہ ام جندب رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جمرۃ العقبہ کے پاس کنکریاں مارتے ہوئے دیکھا ہے اور لوگ بھی کنکریاں مار رہے تھے۔ جب واپس تشریف لائے تو ایک عورت آئی اس کے ساتھ اس کا بیٹا جسے آسیب تھا۔ اس نے کہا کہ یا رسول اللہ میرے اس بیٹے پر بلا ہے۔ یہ بات نہیں کرتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی لانے کا حکم فرمایا تو وہ عورت پتھر کے برتن میں پانی لائی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے دست مبارک میں لے کر اس میں سے پانی دہن اقدس میں لے کر اس میں کلی کر دی پھر اسے دیکھ کر فرمایا۔ اس پانی کو پلاؤ اور اس سے اس کا منہ دھلاؤ۔ ام جندب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں اس عورت کے پیچھے گئی اور میں نے کہا کہ اس پانی میں سے تھوڑا سا پانی مجھے دو۔ اس نے کہا کہ اس میں سے لے لو۔ تو میں نے اس میں سے ایک چلو پانی لے کر اپنے بیٹے عبد اللہ کو پلایا۔ ماشاء اللہ وہ زندہ رہا اور اس کی

زندگی حضور ﷺ کے کرم و احسان سے ہوئی۔ ام جندب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے اس عورت سے ملاقات کر کے بچے کا حال پوچھا۔ اس نے کہا کہ وہ لڑکا ایسا تندرست ہے کہ کوئی بچہ اس جیسا اچھا نہیں ہے۔ ابونعیم کی روایت میں ہے کہ وہ تندرست ہو گیا اور ایسا عقل مند ہوا کہ لوگوں میں کوئی اس جیسا عقل مند نہ تھا۔

حضور ﷺ کی رسالت پر ایک بچے کی شہادت

بیہقی و ابن عساکر نے معیقیب یمانی سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں حجۃ الوداع کے موقع پر حاضر تھا۔ میں مکہ مکرمہ کے ایک گھر میں گیا تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ وہاں تشریف فرما ہیں۔ وہاں میں نے آپ کی عجیب بات دیکھی کہ آپ کے پاس یمامہ کا ایک شخص ایک بچہ لایا جو اسی دن پیدا ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس بچے سے پوچھا اے بچے! میں کون ہوں؟ بچے نے کہا آپ اللہ کے رسول ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا تو نے سچ کہا کہ اللہ تعالیٰ تیری عمر میں برکت دے۔ اس کے بعد اس بچے نے جوان ہونے تک بات نہ کی۔ اس بنا پر ہم نے اس کا نام "مبارک الیمامہ" رکھ دیا۔

رکن غربی کا حضور ﷺ سے کلام کرنا

ابن نجار نے بطریق احمد بن محمد عبید اللہ جوہری بن حسن محمد بن عبد الجبار سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے جعفر بن محمد کوفی نے ہمارے اصحاب کے ایک شخص سے اس نے ابوعبداللہ صادق سے حدیث روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب رکن غربی پہنچے اور اس سے آگے بڑھے تو اس رکن نے آپ سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ کیا میں آپ کے رب کے گھر کے رکنوں میں ایک رکن نہیں ہوں۔ مجھ میں کیا بات ہے جو آپ نے مجھے بوسہ دیا تو رسول اللہ ﷺ اس کے قریب تشریف لے گئے اور فرمایا اطمینان رکھ تجھ پر سلام ہو۔ تجھے محروم نہ رکھا جائے گا۔ بیہقی نے عروہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع میں لوگوں سے ارشاد فرمایا۔ اے لوگو! میں جو تمہیں حکم دیتا ہوں وہ کرو۔ کیونکہ مجھے توقع نہیں ہے کہ اس سال کے بعد اس موقف میں میں تم سے ملاقات کروں۔ اے لوگو! میری بات غور سے سنو میں تم میں دو چیز چھوڑ رہا ہوں کہ اگر تم نے اسے مضبوطی سے تھاما تو ہرگز تم گمراہ نہ ہو گے۔ وہ کتاب اللہ اور میری سنت ہے۔

مسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو قربانی کے دن جمرۃ پر اپنی سواری پر سوار کنکریاں مارتے دیکھا ہے اور آپ فرما رہے تھے کہ مجھ سے اپنے حج کے مسائل سیکھ لو کیونکہ مجھے توقع نہیں ہے کہ اس حج کے بعد میں حج کروں۔

ابن سعد نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ اس حج میں جس میں آپ نے حج کیا۔ قربانی کے دن کھڑے ہوئے اور لوگوں سے فرمایا۔ یہ کون سا دن ہے۔ (راوی نے حدیث پوری بیان کرتے ہوئے کہا کہ) میں نے تمہیں خدا کا حکم پہنچا دیا؟ صحابہ نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ! فرمایا اے خدا! گواہ رہ اس کے بعد لوگوں کو رخصت فرمایا۔ اس بنا پر لوگوں نے کہا کہ یہ حجۃ الوداع تھا۔

سوالات کے اظہار کے بغیر حضور ﷺ نے جوابات ارشاد فرما دیئے

بیہقی وابونعیم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں مسجد خیف (منیٰ) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک انصاری اور ایک ثقفی شخص آیا اور ان دونوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر تم چاہو کہ جو کچھ تم مجھ سے پوچھنا چاہتے ہو میں اس کا جواب پہلے ہی دوں تو میں جواب دیتا ہوں اور اگر تم چاہو کہ تم سوال کرو اور میں جواب دیتا جاؤں تو یہ کرلو۔ دونوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ہی ارشاد فرمائیں اور ہمارے ایمان میں اضافہ فرمائیں پھر حضور ﷺ نے ثقفی سے فرمایا تم اپنی رات کی نماز' اپنے رکوع' اپنے سجود' اپنے روزے اور اپنے غسل جنابت کے بارے میں پوچھنے آئے ہو اور انصاری سے فرمایا تم اپنے گھر سے نکل کر خانہ کعبہ کی طرف آنے اور گھر میں اپنے مال کے بارے میں اور عرفات میں ٹھہرنے کے بارے میں اور اپنا سر منڈانے' خانہ کعبہ کا طواف کرنے اور رمی جمار کرنے کے بارے میں پوچھنے آئے ہو۔ دونوں نے عرض کیا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ ہم ان ہی باتوں کو دریافت کرنے کی غرض سے آئے تھے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بھی اس کی مانند مروی ہے؟ جو آگے آرہی ہے۔

طبرانی وابونعیم اور حاکم نے صحیح بتا کر حضرت عبداللہ بن قرط سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پانچ یا چھ قربانی کے جانور لائے گئے تو وہ جانور ایک دوسرے کو دھکیل کر حضور ﷺ کے قریب ہوتے تھے کہ سب سے پہلے قربانی کی ابتدا اس سے کریں۔ امام احمد و بیہقی نے عاصم بن حمید سکونی سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل کو یمن کی طرف بھیجا اور حضور ان کے ساتھ نصیحت و وصیت فرماتے ہوئے باہر تشریف لائے۔ جب اس سے فارغ ہوئے تو فرمایا اے معاذ شاید کہ تم اس سال کے بعد مجھ سے نہ ملو اور شاید کہ تم میری مسجد اور میری قبر انور پر حاضر ہو۔ یہ سن کر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے رونے لگے۔ اس روایت کو امام احمد نے دوسری سند کے ساتھ عاصم بن معاذ سے متصل روایت کیا ہے۔

بیہقی نے بطریق زہری' ابن کعب بن مالک سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ جب حج سے فارغ ہوئے تو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف روانہ فرمایا اور وہ یمن سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس اس وقت آئے جبکہ رسول اللہ ﷺ رحلت فرما چکے تھے۔ بیہقی نے ایسی سند کے ساتھ جس میں کئی مجہول راوی ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول ﷺ نے ہمیں حجۃ الوداع کا حج کرایا اور میرے ساتھ آپ عقبۃ الحجون تشریف لے گئے۔ اسوقت آپ رو رہے تھے اور محزون و مغموم تھے۔ جب وہاں سے واپس تشریف لائے تو آپ خوش تھے اور تبسم فرما رہے تھے۔ میں نے آپ سے اس کی بابت استفسار کیا تو فرمایا میں اپنی والدہ ماجدہ کی قبر پر گیا تھا اور میں نے اللہ تعالیٰ سے استدعا کی تھی کہ انہیں زندہ کردے۔ چنانچہ وہ مجھ پر ایمان لائیں اور اللہ نے انہیں پھر سونے دیا۔

بقیہ معجزات جو ابواب سابقہ میں بیان نہیں ہوئے تھے

حضور ﷺ کی انگشت ہائے مبارکہ سے پانی کا جاری ہونا' آپ کی برکت سے پانی کا زیادہ ہونا اور متعدد بار اس کا واقع ہونا۔

بخاری نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اپنے آپ کو اس حال میں دیکھا کہ نماز عصر کا وقت آ گیا اور ہمارے پاس پانی موجود نہ تھا۔ بجز اس بچے ہوئے پانی کے جو برتن میں تھا تو میں اس پانی کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا۔ آپ نے اس برتن میں اپنا دست مبارک داخل کیا اور اپنی انگلیوں کو کھول دیا اور فرمایا تم لوگ وضو کے لئے آؤ۔ برکت اللہ کی جانب سے ہے چنانچہ لوگوں نے وضو کیا اور اسے پیا اور ہم چودہ سو آدمی تھے۔

شیخین نے بطریق اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حال میں دیکھا کہ نماز عصر کا وقت قریب آ گیا اور لوگ پانی کو تلاش کر رہے تھے مگر پانی کہیں نہ پاتے تھے۔ تو آپ کے پاس برتن میں پانی لایا گیا اور آپ نے اپنا دست اقدس اس برتن میں رکھ دیا اور لوگوں کو حکم دیا کہ اس سے وضو کریں تو میں نے دیکھا کہ پانی آپ کی انگلیوں کی گھائیوں سے جوش مار رہا تھا اور تمام لوگوں نے وضو کیا اور سب سے آخر میں میں نے وضو کیا۔

شیخین نے بطریق ثابت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے پانی طلب فرمایا اور کچھ پانی کشادہ برتن میں لایا گیا۔ آپ نے اپنی انگشت ہائے مبارک کو اس برتن میں رکھ دیا اور میں دیکھ رہا تھا کہ پانی آپ کی انگلیوں کی گھائیوں سے نکل رہا تھا اور لوگ وضو کر رہے تھے۔ جن لوگوں نے اس پانی سے وضو کیا ہے میں نے ان کی تعداد ۷۰ سے ۸۰ تک گنی ہے۔

حضور ﷺ کے انگشت ہائے مبارک سے پانی جوش زن ہو گیا

بیہقی نے دوسری سند کے ساتھ ثابت سے انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ قبا شریف تشریف لائے۔ وہاں کے گھروں میں سے کسی گھر سے چھوٹا سا پیالہ آیا۔ حضور ﷺ نے اپنا دست مبارک اس میں داخل کیا مگر پیالے میں وسعت نہ تھی تو آپ نے صرف چار انگلیاں اس میں داخل کیں اور انگوٹھا اس میں داخل ہونے کی گنجائش نہ تھی۔ اس کے لوگوں سے فرمایا آؤ پانی پی لو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں دیکھ رہا تھا کہ آپ کی انگلیوں کی گھائیوں سے پانی جوش مار رہا تھا۔ تمام لوگ پیالے کے گرد آئے اور ان سب نے اس کا پانی خوب سیر ہو کر پیا۔

بخاری نے بطریق حمید' حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نماز کا وقت آیا تو لوگ اٹھ کر اپنے اپنے قریبی مکانوں میں وضو کرنے چلے گئے مگر بہت سے لوگ باقی رہ گئے تو لوگ پتھر کا برتن حضور ﷺ کی خدمت میں لائے جس کا نام مخضب ہے۔ اس میں پانی تھا۔ وہ مخضب اتنا چھوٹا تھا کہ آپ دست مبارک اس میں کشادہ نہ فرما سکے۔ اس کے بعد تمام لوگوں نے اس پانی سے وضو کیا۔ ہم نے پوچھا وہ کتنے لوگ تھے؟ انہوں نے بتایا کہ کچھ اوپر اسی (۸۰) تھے۔ بخاری نے اس روایت کی مانند حسن کی سند سے روایت کی ہے۔ بیہقی نے کہا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایتیں مشابہ ہیں۔ ممکن ہے کہ تمام روایتیں ایک ہی واقعہ کی ہوں اور وہ

واقعہ اس وقت کا ہے جب حضور ﷺ قبا تشریف لے گئے تھے اور قتادہ کی روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اس کے مشابہ ہے۔ ممکن ہے وہ خبر دوسرے واقعہ کی ہو۔

شیخین نے بطریق قتادہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ اور آپ کے اصحاب مقام زوراء میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے ایک پیالہ میں پانی طلب فرمایا اور اپنا دستِ اقدس اس میں رکھا تو پانی آپ کی انگلیوں کے درمیان اور کناروں سے جوش مارنے لگا اور تمام اصحاب نے وضو کیا۔ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا تم کتنے حضرات تھے؟ انہوں نے فرمایا۔ تقریباً تین سو تھے۔

لعابِ دہن مقدس کے اعجاز سے کنوئیں کا پانی کبھی نہیں ٹوٹا

بیہقی نے بطریق یحییٰ بن سعید حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ ان سے قبا شریف کے کنوئیں کے بارے میں کسی نے پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ وہ کنواں اتنا تھا کہ ایک آدمی اس کا پانی نکال کر اپنے گدھے پر لاد کر لے جاتا تھا اور اس کنوئیں کا پانی ختم ہو جاتا تھا تو نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور ایک ڈول پانی نکالنے کا حکم دیا۔ پھر حضور ﷺ نے اس پانی سے وضو کیا یا پانی میں لعاب دہن ڈالا اور حکم دیا کہ اس پانی کو کنوئیں میں ڈالا جائے اس کے بعد اس کنوئیں کا پانی کبھی نہ ٹوٹا۔

ابن سعد نے بطریق سعید بن رقیش حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قبا شریف گئے جب ہم بئر غرس پر پہنچے تو اس کا یہ حال تھا کہ ایک شخص اس کا پانی نکال کر گدھے پر لاد لیتا تھا۔ اس کے بعد ہم پورے دن اس کے پانی کے انتظار میں رہتے تھے مگر اس میں ہم پانی نہ پاتے تھے۔ چنانچہ حضور ﷺ نے ایک ڈول پانی میں کلی کی اور اسے اس میں لوٹ دیا تو وہ جوش مار کر ابلنے لگا۔

حارث بن ابی اسامہ نے اپنی مسند میں اور بیہقی و ابونعیم نے زیاد بن حارث رضی اللہ عنہ صدائی سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ ایک سفر میں تھے اور آپ نے طلوع فجر کے وقت نزول فرمایا۔ رفع حاجت کے بعد میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا اے صداء کے بھائی کیا پانی ہے؟ میں نے عرض کیا نہیں۔ البتہ تھوڑا سا پانی ہے۔ وہ پانی آپ کو کفایت نہ کرے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس پانی کو ایک برتن میں کرلو اور اس برتن کو میرے پاس لے آؤ۔ پھر حضور ﷺ نے اپنا دست مبارک پانی میں رکھا۔ میں نے دیکھا کہ آپ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی چشمہ کی مانند جوش مار رہا تھا۔ آپ نے فرمایا میرے صحابہ کو آواز دو کہ جسے پانی کی ضرورت ہو آ کر لے لے۔ تو میں نے آواز دی تو ان میں سے جس کو ضرورت تھی پانی لے لیا۔ اس وقت ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارا ایک کنواں ہے۔ جب سردی کا موسم ہوتا ہے تو اس کنویں کا پانی وافر ہو جاتا ہے اور ہم اس پر جمع ہو جاتے ہیں اور جب گرمی کا موسم آتا ہے تو اس کا پانی کم ہو جاتا ہے اور ہم قرب و جوار کے کنوؤں پر پھیل جاتے ہیں چونکہ اب ہم مسلمان ہو گئے ہیں اور ہمارے قرب و جوار کے لوگ ہمارے دشمن بن چکے ہیں تو آپ اللہ تعالیٰ سے ہمارے کنوئیں کے بارے میں دعا کیجئے تاکہ اس کا پانی وافر ہو جائے اور ہم اسی پر مجتمع رہیں۔ کہیں اور نہ جانا پڑے۔ حضور اکرم ﷺ نے سات کنکریاں منگائیں اور ان کنکریوں کو اپنے دست اقدس میں ملا اور ان پر

دعا پڑھی پھر فرمایا ان کنکریوں کو لے جاؤ۔ جب تم کنوئیں پر پہنچو تو ایک ایک کر کے یہ کنکریاں اس میں ڈال دو اور اللہ کا نام لیتے رہو۔ صدائی کہتے ہیں کہ جیسا حضور ﷺ نے فرمایا ہم نے ویسا ہی کیا اس کے بعد ہم میں طاقت نہ رہی کہ اس کنوئیں کی گہرائی کو دیکھ سکیں۔

کینسہ کی بجائے مسجد بنانے کا حکم

ابن ابی شیبہ ابن سعد بیہقی اور ابونعیم نے طلق رضی اللہ عنہ بن علی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم حنیفہ بن کے بارگاہ رسول اللہ ﷺ میں حاضر ہوئے اور ہم نے اپنی سرزمین کے کنیسہ کے بارے میں حضور ﷺ سے عرض کیا اور ہم نے خواہش کی کہ ہمیں اپنا بچا ہوا پانی عنایت فرمائیں تو حضور ﷺ نے پانی طلب فرمایا اور دہن اقدس میں پانی لے کر ایک مشکیزہ میں اس پانی کی کلی فرمادی اور فرمایا۔ اس پانی کو لے جاؤ جب تم اپنے علاقے میں پہنچو تو اپنے کنیسہ کو توڑ دینا اور اس جگہ میں اس پانی کو چھڑک دینا اور اس جگہ مسجد بنا لینا۔ ہم نے عرض کیا۔ یا نبی اللہ! گرمی شدید ہے اور ہمارا شہر دور ہے۔ پانی تو خشک ہو جائے گا۔ فرمایا اسے اور پانی سے مدد دیتے رہو۔ وہ اس کی پاکیزگی اور برکت کو ہی زیادہ کرے گا۔ پھر ہم میں اس مشکیزہ کو لے کر جانے میں جھگڑا ہوا کہ کون اسے اٹھا کر لے جائے تو ہم نے ہر ایک کی باری مقرر کر دی کہ ایک دن ایک لے کر چلتا تو دوسرے دن دوسرا شخص۔ جب ہم اپنے شہر میں پہنچے تو ہم نے ایسا ہی کیا جیسا کہ ہمیں حکم دیا گیا تھا۔ ہمارے کنیسہ کا راہب طی کا آدمی تھا۔ ہم نے نماز کے لئے اذان دی تو وہ راہب سن کر کہنے لگا۔ یہ حق کی دعوت ہے پھر وہ بھاگ گیا۔ اس کے بعد ہم نے اسے نہ دیکھا۔

امام احمد بیہقی بزار طبرانی اور ابونعیم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن صبح کی تو لشکر میں پانی نہ تھا۔ اس پر ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ لشکر میں پانی نہیں ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تمہارے پاس تھوڑا سا پانی بھی ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں! تو وہ ظرف لایا گیا جس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے برتن کے دہانہ میں اپنی انگلیاں کھول دیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ آپ کی انگلیوں کے درمیان سے چشمہ پھوٹ رہا ہے اور حضور ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ لوگوں میں اعلان کر دیں کہ برکت والا پانی لے لیں۔

دارمی و ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان سے پانی طلب فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا پانی نہیں ہے خدا کی قسم میں نے پانی نہ پایا۔ حضور ﷺ نے فرمایا مشکیزہ ہے؟ بلال رضی اللہ عنہ نے مشکیزہ لا کے پیش کیا۔ حضور ﷺ نے اپنا دست اقدس اس میں پھیلا دیا اور آپ کے دست اقدس کے نیچے سے پانی کا چشمہ جاری ہو گیا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ پانی پی رہے تھے اور ان کے سوا اصحاب وضو کر رہے تھے۔

بخاری نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ تم لوگ نشانیوں کو عذاب گردانتے ہو اور ہم رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں ان نشانیوں کو برکت شمار کرتے تھے۔ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ کھانا کھاتے تو ہم کھانے کی تسبیح سنا کرتے اور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں برتن لایا جاتا تو آپ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی کا چشمہ جاری ہو جاتا تھا اور نبی کریم ﷺ فرماتے کہ برکت والے پانی کو آگے لے آؤ اور یہ برکت اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔ یہاں تک کہ ہم سب وضو کر لیا کرتے تھے۔

طبرانی وابونعیم نے ابویعلیٰ رضی اللہ عنہ الانصاری سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے۔ ہمیں پیاس نے بے چین کیا تو ہم نے حضور ﷺ سے عرض کیا۔ حضور ﷺ نے حکم دیا کہ ایک گڑھا کھودا جائے تو میں نے گڑھا کھودا اور اس گڑھے پر چمڑا ڈال دیا اور اس چمڑے پر حضور ﷺ نے اپنا دست مبارک رکھ کر فرمایا جس کے پاس پانی ہو وہ پانی لائے پھر مشکیزے والے نے پانی کو حضور کے دست اقدس اور تن پر بسم اللہ پڑھ کر پانی ڈالنا شروع کیا۔ ابویعلیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے پانی کو رسول اللہ ﷺ کی انگلیوں کے درمیان سے ابلتا ہوا دیکھا۔ یہاں تک کہ تمام لوگ سیراب ہو گئے اور اپنی سواری کے جانوروں کو ان سب نے پلایا۔

ابونعیم نے بطریق قاسم بن عبداللہ بن ابورافع' ان کے والد سے انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے۔ آخر شب میں قیام فرمایا۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ ہر شخص اپنے مشکیزے۔ میں پانی تلاش کرے تو کسی کے پاس سے پانی نہ نکلا۔ بجز ایک شخص کے۔ حضور ﷺ نے اس پانی کو برتن میں لوٹا اور فرمایا تم سب وضو کرو۔ اس وقت میں نے پانی کی طرف دیکھا حضور ﷺ کی انگلیوں کے درمیان سے وہ جوش مار رہا تھا۔ یہاں تک کہ تمام لشکر نے پانی پیا اس کے بعد حضور ﷺ نے اپنا دست مبارک اٹھایا تو اس میں اتنا ہی پانی موجود تھا جتنا کہ پہلی مرتبہ مشکیزے سے ڈالا گیا تھا۔

ایک کوزۂ آب سے تمام لشکر سیراب ہو گیا

ابونعیم نے بطریق مطلب بن عبداللہ بن مطلب' عبدالرحمن بن ابوعمرہ انصاری سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی' کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ میں تھے۔ لشکر اسلام کو پیاس نے بے چین کیا تو حضور ﷺ نے کوزہ طلب فرمایا اور اسے اپنے سامنے رکھا۔ پھر پانی طلب فرمایا اور اسے اس کوزہ میں بھرا۔ پھر حضور ﷺ نے جو خدا نے چاہا دعا پڑھی اس کے بعد اپنی چھنگلیا کو اس میں ڈبو دیا۔ راوی نے کہا کہ میں خدا کی قسم سے کہتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے انگلیوں کے درمیان سے چشمے ابلتے دیکھے۔ پھر فرمایا: اشھد ان لا الہ الا اللہ و ان محمد و ان محمد اعبدہ ورسولہ'' ان دونوں کلموں کے ساتھ قیامت کے دن جو بھی اللہ سے ملاقات کرے گا' اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا۔

ابونعیم نے الصحابہ میں بطریق خدیج بن سدرہ بن علی سلمی جو اہل قبا سے ہیں۔ انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے اور ہم نے فاحہ میں نزول کیا۔ یہ وہ جگہ ہے جسے آج سقیا کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اس منزل میں پانی نہ تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فاحہ سے ایک میل کے فاصلے پر بنی غفار کے چشمہ پر بھیجا اور رسول اللہ ﷺ صدر وادی میں اتر گئے اور بعض اصحاب بطن وادی میں لیٹ گئے۔ اور وہ اپنے ہاتھ سے کنکریاں ہٹانے لگے تو ان کا ہاتھ تر ہو گیا۔ پھر وہ بیٹھ گئے۔ اور گہرا کرنا شروع کر دیا اور اس کے اوپر پانی ابلنے لگا۔ پھر اس کی اطلاع نبی کریم ﷺ کو دی اور خوب پیا اور تمام صحابہ کو پلایا۔ یہاں تک کہ سب سیراب ہو گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ یہ سقیا ہے کہ اللہ نے تمہیں سیراب کیا ہے۔ اس کے بعد اس کا نام سقیا ہو گیا۔

طبرانی و ابن عساکر نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باہر نکلے۔ ابھی راستہ میں ہی تھے کہ حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی آواز سنی کہ وہ رو رہے تھے۔ آپ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا میرے یہ فرزند کیوں رو رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ پیاسے ہیں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے دریافت کیا کہ تم میں سے کسی کے پاس پانی ہے تو کسی کے پاس ایک قطرہ پانی نہ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اپنی چادر کے نیچے سے انہیں مجھے دو۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو لے کر اپنے سینے سے چمٹا لیا۔ درانحالیکہ وہ رو رہے تھے۔ خاموش نہیں ہوتے تھے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک ان کے منہ میں دی۔ وہ اسے چوسنے لگے۔ یہاں تک کہ وہ سیراب ہو کر خاموش ہو گئے اور ان کے رونے کی آواز سنائی نہ دی اور دوسرے صاحبزادے برابر روئے جا رہے تھے جیسے پہلے صاحبزادہ رو رہے تھے۔ خاموش ہی نہ ہوتے تھے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اب دوسرے صاحبزادے کو مجھے دو اور آپ نے انہیں لے کر ایسا ہی کیا یہاں تک کہ دونوں خاموش ہو گئے اور دونوں نے رونا بند کر دیا۔

ایک چھاگل سے تمام لشکر نے پانی پیا اور اپنے برتن بھر لئے

شیخین نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے۔ صحابہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پیاس کی شکایت کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اور ایک شخص کو بلایا اور فرمایا تم دونوں جاؤ اور میرے لئے پانی تلاش کر کے لاؤ تو وہ دونوں گئے اور انہیں ایک عورت ملی جو اپنے اونٹ کی دونوں جانب چھاگلوں میں پانی بھرے لا رہی تھی۔ ان دونوں نے پوچھا پانی کہاں ہے؟ اس نے کہا کہ کل میں اس وقت پانی پر تھی (یعنی یہاں سے ایک دن رات کی مسافت پر ہے۔) پھر یہ دونوں اس عورت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے برتن طلب فرمایا اور وہ دونوں چھاگلوں کے دہانے کھول کر دہن اقدس میں پانی لیا اور اس پانی سے دونوں چھاگلوں میں کلی کر کے دونوں چھاگلوں کے دہانوں کو باندھ دیا اور چھاگل کے نچلے چھوٹے دہانے کو کھول دیا اور لوگوں کو آواز دی کہ پانی پی لیں اور بھر لیں تو جس نے چاہا پیا اور جتنا چاہا بھر لیا وہ عورت کھڑی دیکھتی رہی کہ اس کے پانی کے ساتھ آپ کیا کرتے ہیں۔ خدا کی قسم! ہر ایک چھاگل سے پانی لیا گیا اور ہم خیال کرتے رہے کہ وہ چھاگل پہلے سے زیادہ لبریز ہے جتنا کہ پانی لینے سے پہلے بھری ہوئی تھی۔ اس کے بعد رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا اس عورت کے لئے کھانے کی چیزیں جمع کرو تو صحابہ نے کھجوریں۔ آٹا اور ستو اتنا جمع کیا کہ وہ اس کے پاس بہت وافر ہو گیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے فرمایا۔ تم جانتی ہی ہو کہ ہم نے تمہارا پانی قطرہ بھر کم نہیں کیا ہے بلکہ اللہ عزوجل نے ہی ہمیں سیراب کیا ہے۔ پھر وہ عورت اپنے گھر چلی گئی چونکہ اس عورت کو دیر ہو گئی تھی۔ اس بنا پر اس سے اس کے گھر والوں نے پوچھا۔ اے فلانی تجھے کیسے دیر ہو گئی؟ اس عورت نے کہا کہ میں نے عجیب بات دیکھی ہے۔ وہ یہ کہ راستے میں مجھے دو آدمی ملے اور وہ دونوں مجھے اس شخص کے پاس لے گئے جسے لوگ صابی کہتے ہیں اور انہوں نے میرے پانی کے ساتھ ایسا ایسا کیا۔ جو واقعہ گزرا اسے بیان کیا۔ خدا کی قسم وہ شخص اس کے اور اس کے درمیان بڑا ساحر ہے اور اس عورت نے انگوٹھے اور ان کے برابر کی انگلی کو آسمان کی طرف اٹھا کر یہ بات کہی۔ پھر کہا کہ وہ شخص یقیناً اللہ کا رسول برحق ہے۔ راوی کا کہنا ہے کہ مسلمانوں نے اس کے بعد اس کے گردونواح کے مشرکوں پر تخت و تاراج کیا مگر ان

لوگوں سے کوئی تعرض نہ کیا۔ جن میں وہ عورت تھی اور جہاں وہ پانی لینے جمع ہوتے تھے۔ اس عورت نے ایک دن اپنی قوم سے کہا کہ میں دیکھ رہی ہوں کہ یہ مسلمان تم لوگوں کو قصداً چھوڑ دیتے ہیں اور تم سے تعرض نہیں کرتے تو کیا تم لوگوں کو قبول اسلام کی رغبت ہے؟ ان سب نے اس عورت کی بات مان لی اور وہ سب اسلام میں داخل ہو گئے۔

بیہقی نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رات میں سفر کر رہے تھے۔ راوی نے کہا کہ مسلمانوں کو شدید پیاس لاحق ہوئی اور دو شخص صحابہ میں سے آئے۔ راوی نے کہا کہ میرا گمان ہے کہ وہ حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما تھے یا ان کے سوا کوئی اور ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ایک عورت کو فلاں جگہ اور فلاں مقام پر پاؤ گے اور وہ عورت اس قسم کی ہے اور اس کے ساتھ اونٹ ہوگا اور پانی کو دو چھاگلیں لٹکی ہوں گی۔ تم دونوں اسے میرے پاس لاؤ۔

چنانچہ ان دونوں نے اس عورت کو اپنے اونٹ پر دونوں چھاگلوں کے درمیان بیٹھا پایا اور انہوں نے اس سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں بلاتے ہیں۔ اس عورت نے پوچھا کون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ کیا وہ صابی شخص؟ دونوں نے کہا کہ وہی جن کو تم اس طرح کہتی ہو حالانکہ وہ اللہ کے برحق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ تو وہ اسے اپنے ساتھ لائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ان چھاگلوں کا پانی ایک برتن میں کر دیا جائے۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خدا نے چاہا پڑھا۔ پھر اس پانی کو دونوں مشکیزوں میں بھر دیا گیا۔ اس کے بعد ان مشکیزوں کی نچلی جانب کے چھوٹے دھانے کو کھولنے کا حکم دیا تو اسے کھولا گیا پھر لوگوں کو حکم دیا کہ اپنے برتنوں کو بھر لیں اور سیراب ہو کر پی لیں تو اس وقت کوئی برتن اور کوئی مشکیزہ باقی نہ رہا۔ جسے نہ بھر لیا گیا ہو۔ عمران رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ وہ دونوں مشکیزے پہلے سے زیادہ بھرے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔ عمران رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو کپڑا بچھانے کا حکم دیا۔ اس کے بعد صحابہ کو توشہ جمع کرنے کا حکم دیا تو صحابہ نے اس کے لئے اتنا توشہ جمع کر دیا کہ اس کا کپڑا بھر گیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا اسے لے جاؤ کیونکہ ہم نے تمہارے پانی کا ایک قطرہ نہیں لیا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہی ہمیں سیراب کیا ہے۔ جب وہ عورت اپنے گھر پہنچی تو اس نے اپنی قوم کو بتایا میں جس کے پاس سے آ رہی ہوں وہ یا تو لوگوں میں سے سب سے بڑا ساحر ہے یا وہ یقیناً اللہ کا رسول برحق ہے پھر اس قبیلہ کا سردار آیا یہاں تک کہ وہ سب کے سب مسلمان ہو گئے۔

بیہقی نے دوسری سند کے ساتھ عمران رضی اللہ عنہ بن حصین سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ستر سواروں کے ساتھ روانہ ہوئے اور اپنے صحابہ کے ساتھ رات میں سفر جاری رکھا۔ اور صبح کے وقت قیام فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ سو گئے یہاں تک کہ آفتاب طلوع ہو گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے تو دیکھا کہ آفتاب طلوع ہو چکا ہے اور تسبیح و تکبیر کہتے اٹھ بیٹھے اور آپ نے ناپسند جانا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیدار کیا جائے یہاں تک کہ فاروق اعظم عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیدار ہو گئے پھر ایک اور صحابی بیدار ہوئے جو جہیر الصوت تھے اور اس نے خوب بلند آواز سے تسبیح و تکبیر کہی یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے اس وقت ایک صحابی نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے نماز فوت ہو گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے نماز فوت نہیں ہوئی۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سوار ہونے کا حکم فرمایا اور وہ سب پر وقار طور سے روانہ ہوئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نزول فرمایا اور آپ کے ساتھ صحابہ بھی سواریوں سے اتر گئے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پانی لاؤ تو صحابہ چند گھونٹ پانی لائے۔ جو آفتابہ میں تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

اس پانی کو ایک برتن میں ڈالا پھر اس پانی میں اپنا دست اقدس ڈالا اور اپنے صحابہ سے کہا کہ وضو کر لو تو تقریباً ستر آدمیوں نے وضو کیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے نماز کے لئے اذان دینے کا حکم دیا اور اذان کہی گئی۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے کھڑے ہو کر دو رکعت نماز ۔ پھر جماعت کا حکم دیا اور اقامت کہی گئی اور رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی۔ جب حضور ﷺ نے نماز سے فارغ ہوئے تو ملاحظہ فرمایا کہ آپ کا ایک صحابی کھڑا ہے۔ جب حضور ﷺ نے اسے ملاحظہ فرمایا تو اس سے پوچھا کیا وجہ ہے کہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں جنبی ہو گیا ہوں۔ فرمایا پاک مٹی سے تیمم کر لو۔ جب تیمم کر لو تو نماز پڑھ لو اور جس وقت تمہیں پانی مل جائے تو غسل کر لینا۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی المرتضی اور ان کے ساتھ چند صحابہ رضی اللہ عنہم کو پانی تلاش کرنے کے لئے روانہ فرمایا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ چند صحابہ کے ساتھ ایک دن اور ایک رات پانی کی تلاش میں رہے۔ پھر انہیں ایک عورت ملی جو اپنی سواری پر دو چھاگلوں کے درمیان سوار تھی۔ اس سے پوچھا تم کہاں سے آ رہی ہو؟ اس نے کہا کہ میں تیمیوں کے لئے پانی لا رہی ہوں۔ (اس جگہ مصنف یا کاتب سے کچھ عبارت رہ گئی ہے) ''مترجم'' جب اس عورت نے حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے کہا اور بتایا کہ ایک رات کی مسافت سے زیادہ فاصلہ پر پانی ہے تو حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم! اگر ہم پانی کی طرف گئے تو ہمارے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی ہمارے جانور ہلاک ہو جائیں گے اور ہم میں سے بھی شاید کوئی ہلاک ہو جائے۔ یہ کہہ کر آپ نے کہا کہ ہم ان چھاگلوں کو ہی رسول اللہ ﷺ کے پاس لئے جاتے ہیں تاکہ آپ ہی اس بارے میں غور فرمائیں۔ چنانچہ جب علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی آئے اور ان کے ساتھ ان دو چھاگلوں کے درمیان اونٹ پر سوار عورت آئی تو علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں ہم نے اس عورت کو فلاں جگہ اور فلاں مقام میں پایا ہے۔ میں نے اس عورت سے پانی کے چشمے کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ ایک دن اور ایک رات کی مسافت کی دوری میں چشمہ ہے۔ اس کے بعد ماسبق حدیث کی مانند بیان کیا۔

مسلم رضی اللہ عنہ نے ابوقتادہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ ایک سفر میں تھے اور آپ رات میں سفر فرما رہے تھے۔ آخری شب میں سوئے تو اس وقت بیدار ہوئے جب دھوپ پشت پر پڑ رہی تھی۔ اس وقت حضور ﷺ نے آفتابہ طلب فرمایا جو میرے ساتھ تھا۔ اس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ حضور ﷺ نے اس سے وضو فرمایا۔ اس کے بعد فرمایا۔ اس بقیہ پانی کو اپنے آفتابہ میں محفوظ رکھنا کیونکہ اس سے ایک معجزہ ظاہر ہوگا پھر حضور ﷺ روانہ ہوئے یہاں تک کہ دن چڑھ گیا تو لوگ کہنے لگے کہ ہم پیاس سے ہلاک ہونے لگے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم ہرگز ہلاک نہ ہو گے پھر فرمایا تم سب میرے پیالے کے گرد آ جاؤ اور حضور ﷺ نے آفتابہ کو طلب فرمایا اور نبی کریم ﷺ نے آفتابہ کا بقیہ پانی پیالے میں ڈالا اور ابوقتادہ رضی اللہ عنہ ان سب کو پلانے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم خوب سیر ہو کر پیو یہاں تک کہ کوئی پانی سے محروم نہ رہا۔

بیہقی نے ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ایک لشکر کے ساتھ روانہ ہوئے۔ اثنائے راہ میں آپ اپنی کسی حاجت سے لشکر سے پیچھے رہ گئے اور میں بھی حضور ﷺ کے ساتھ آفتابہ کے ساتھ پیچھے رہ گیا۔ جب حضور ﷺ نے قضائے حاجت کی تو میں نے آفتابہ سے وضو کے لئے پانی ڈالا۔ وضو کرنے کے بعد مجھ سے فرمایا۔ اس پانی کو حفاظت سے رکھنا ممکن ہے اس بقیہ پانی سے معجزہ ظاہر ہو اور لشکر روانہ ہوئے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر لوگ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی اطاعت کریں گے تو وہ اپنی

جانوں کے ساتھ مہربانی ونری کریں گے۔ اور اگر ان دونوں کی نافرمانی کی تو وہ اپنی جانوں پر سختی وشدت کریں گے۔ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ دونوں نے لشکر کو مشورہ دیا کہ کسی چشمے پر پہنچنے سے پہلے قیام نہ کرنا چاہئے مگر لشکریوں نے کہا کہ نہیں بلکہ ٹھہرنا چاہئے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو وہ ٹھہر چکے تھے اور ہم ان سے دوپہر کے وقت آکے ملے اور وہ لوگ پیاس سے بے تاب تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے آفتابہ کے ساتھ بلایا اور میں نے آفتابہ آپ کو پیش کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آفتابہ کو بغل میں دبا کر صحابہ کو پانی پلایا اور ان سب نے پیا۔ یہاں تک کہ وہ سب سیراب ہو گئے اور وضو کر کے اپنے تمام برتنوں میں پانی بھر لیا۔ یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی پانی بھرنے والا ہے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آفتابہ میرے حوالے کر دیا اور اس میں پانی اتنا ہی تھا جتنا کہ پہلے موجود تھا اور یہ لشکر بہتر افراد کا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آفتاب سے عنقریب معجزہ کا ظہور ہوگا

ابن عدی' ابویعلی اور بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کی جانب ایک لشکر مرتب فرمایا۔ ان میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تیزی کے ساتھ سفر کرو کیونکہ تمہارے اور مشرکوں کے مابین چشمہ ہے۔ اگر مشرکوں نے اس چشمہ پر سبقت کی تو یہ صورت لوگوں پر شاق ہوگی اور تم اور تمہارے جانور شدید پیاس سے دوچار ہو جائیں گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آٹھ صحابہ کے ساتھ پیچھے رہ گئے اور میں ان میں نواں تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان پر پانی ڈالنے لگے۔ یہاں تک کہ سب نے وضو کیا اور حضور نے ان کے ساتھ نماز پڑھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہمراہیوں سے فرمایا کیا تمہارے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ تھوڑی رات آرام کر کے ہم لوگوں سے مل جائیں۔ صحابہ نے عرض کیا درست ہے تو وہ سب سو گئے اور کسی نے ان کو بیدار نہ کیا۔ مگر آفتاب کی گرمی نے انہیں جگایا۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا آگے بڑھ کر اپنی قضائے حاجت کر لو تو انہوں نے ایسا کیا پھر جب وہ واپس آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تم میں سے کسی کے پاس پانی ہے؟ ایک شخص نے عرض کیا میرے پاس آفتابہ ہے۔ فرمایا اسے لے آؤ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آفتابہ لے کر اپنے دست مبارک سے مسح فرمایا اور اس میں دعائے برکت پڑھی اور صحابہ سے فرمایا آؤ وضو کر لو تو وہ سب آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آفتابہ والے سے فرمایا آفتابہ میں بچے ہوئے پانی کی حفاظت کرنا کیونکہ اس سے عنقریب معجزہ ظاہر ہوگا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہو کر لشکر کی جانب چل دیئے اور اپنے صحابہ سے فرمایا تمہارا لشکر کے بارے میں کیا خیال ہے کہ انہوں نے کیا کیا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ عالم ہے۔ فرمایا ان میں ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما ہیں اور لوگ ثابت قدم رہیں گے اور مشرکوں نے اس چشمہ پر بڑھ کر قبضہ کر لیا ہے اور لشکر کو شدت کا سامنا ہے اور انہیں اور ان کے اونٹوں اور گھوڑوں کو شدید پیاس نے بے تاب کر رکھا ہے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس پہنچے تو آفتابہ والے شخص سے فرمایا۔ اپنا آفتابہ میرے پاس لاؤ تو وہ لائے اور اس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر سے فرمایا آؤ اور تم سب پانی پی لو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لئے پانی ڈالنے لگے۔ یہاں تک کہ تمام لوگ سیراب ہو گئے اور ان کے اونٹوں اور گھوڑوں نے پانی پیا اور تمام برتن' مشکیزے اور چھاگلیں ان سب نے بھر لیں۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ مشرکوں کی طرف بڑھے اور اللہ تعالیٰ نے ہوا بھیجی اور ہوا

نے مشرکوں کے مونہوں پر طمانچے مارے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی نصرت نازل فرمائی اور مسلمانوں کو ان کی پشت پھیرنے کی طاقت عطا فرمائی اور مسلمانوں نے ان کے ساتھ خوب جنگ کی اور بڑے بڑوں کو قتل کر کے بہت سے مشرکوں کو قید کر لیا اور مسلمانوں نے وافر غنیمت حاصل کی اور رسول اللہ ﷺ اور تمام مسلمان صحیح وسالم واپس آئے۔

بغوی اور ابن ابی شیبہ اور طبرانی و ماوردی نے حبان بن بج سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میری قوم مسلمان ہوگئی تو مجھے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر ترتیب دے کر ان کی طرف روانہ فرمایا ہے۔ اس وقت میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور میں نے حضور سے عرض کیا کہ میری قوم اسلام پر ہے فرمایا کیا وہ مسلمان ہو گئے ہیں؟ میں نے عرض کیا ہاں۔ حبان نے کہا میں حضور کے ساتھ اس رات صبح تک رہا اور میں نے نماز فجر کے لئے اذان دی جب میں نے صبح کی تو حضور نے مجھے برتن دیا اور میں نے اس سے وضو کیا۔ نبی کریم ﷺ برتن میں اپنی انگلیاں رکھے ہوئے تھے میں نے دیکھا کہ آپ کی انگلیوں سے چشمہ جاری تھا۔ آپ نے فرمایا تم میں سے جو وضو کرنا چاہے آ کے وضو کر لے۔

نمکین پانی آب شیریں بن گیا

ابن السکن نے ہمام رضی اللہ عنہ بن نفیل سعدی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم نے ایک کنواں کھودا ہے مگر اس کا پانی کھاری ہے تو حضور نے مجھے ایک مشکیزہ عنایت فرمایا جس میں پانی تھا اور فرمایا اس پانی کو اس میں ڈال دینا تو میں نے اس کا پانی کنوئیں میں ڈال دیا تو اس کا پانی یمن کے تمام پانیوں سے زیادہ شیریں ہو گیا۔

حضور ﷺ کے وہ معجزات جو افزونیٔ طعام میں ظہور میں آئے

مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ایک دن میں رسول اللہ ﷺ کے دربار میں حاضر ہوا تو آپ اپنے صحابہ میں تشریف فرما گفتگو کر رہے تھے اور آپ کے شکم اقدس پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ میں نے آپ کے کسی صحابی سے پوچھا رسول اللہ ﷺ نے اپنے شکم اقدس پر پٹی کیوں باندھ رکھی ہے؟ صحابہ نے بتایا بھوک سے۔ پھر میں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اور میں نے ان سے یہ بات کہی۔ وہ میری والدہ کے پاس گئے اور ان سے پوچھا کیا کچھ کھانے کی قسم سے ہے؟ انہوں نے کہا ہاں! میرے پاس روٹی کا ٹکڑا اور کچھ کھجوریں ہیں اگر رسول اللہ ﷺ ہمارے یہاں تنہا تشریف لائیں گے تو اتنا طعام ان کے لئے کفایت کرے گا اور اگر حضور ﷺ کے ساتھ اور بھی صحابہ آئے تو ان کے لئے کفایت نہ کرے گا۔ ابوطلحہ نے مجھ سے کہا اے انس! تم جاؤ اور رسول اللہ ﷺ کے قریب کھڑے رہو۔ جب حضور اٹھیں اور لوگ ان سے علیحدہ ہو کر چلے جائیں تو تم حضور کے پیچھے جانا۔ جب حضور اپنے کاشانہ اقدس کے دروازے کے پردے پر کھڑے ہوں تو عرض کرنا کہ میرے والد آپ کو بلا رہے ہیں تو میں نے ایسا ہی کیا اور جب میں نے عرض کیا کہ میرے والد آپ کو بلا رہے ہیں تو حضور نے اپنے صحابہ سے فرمایا اے صحابیو! آؤ اس کے بعد میرا ہاتھ تھاما اور اسے دبایا پھر اپنے صحابہ کے ساتھ تشریف لے چلے یہاں تک کہ جب ہم اپنے گھر کے قریب پہنچے تو حضور نے میرا ہاتھ چھوڑ دیا اور میں آنے

والوں کی کثرت سے غمگین گھر میں داخل ہوا اور میں نے عرض کیا اے بابا جان! میں نے رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح عرض کیا تھا جس طرح آپ نے مجھے تاکید فرمائی تھی مگر حضور ﷺ نے اپنے صحابہ کو بلالیا اور آپ ان سب کے ساتھ تشریف لے آئے یہ سن کر ابوطلحہ رضی اللہ عنہ باہر آئے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں نے اس کو صرف آپ کو بلانے کے لئے بھیجا تھا چونکہ میرے پاس اتنا کھانا نہیں ہے کہ جس سے یہ سب شکم سیر ہوسکیں۔ حضور نے فرمایا چلو کچھ تمہارے پاس ہے اللہ تعالیٰ اسی میں برکت دے گا اور حضور ﷺ اندر تشریف لائے اور فرمایا تمہارے پاس جو کچھ ہے اسے جمع کر کے لاؤ تو ہم جتنی روٹی اور کھجوریں ہمارے پاس تھیں لائے اور انکو دسترخوان پر رکھ دیا۔ پھر حضور نے ان پر برکت کی دعا فرمائی اور فرمایا میرے قریب آٹھ آدمی آئیں تو میں نے حضور کے پاس آٹھ آدمی بھیجے اور حضور نے اپنا دست اقدس کھانے پر رکھ دیا اور فرمایا بِسْمِ اللّٰهِ پڑھ کر کھاؤ تو ان سب نے اپنے آگے سے کھایا یہاں تک کہ وہ سب شکم سیر ہو گئے۔ اس کے بعد حضور نے مجھے حکم دیا کہ مزید آٹھ آدمی میرے پاس لاؤ تو یہ سلسلہ برابر جاری رہا یہاں تک کہ اسی (۸۰) آدمی حضور کے پاس پہنچے اور ان سب نے خوب سیر ہو کر کھانا کھایا اس کے بعد مجھے اور میری والدہ اور طلحہ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا کھاؤ تو ہم سب نے کھایا یہاں تک کہ ہم شکم سیر ہو گئے۔ اس کے بعد اپنا دست مبارک اٹھا کر فرمایا اے ام سلیم رضی اللہ عنہا یہ تمہارا کھانا اتنا ہی ہے جتنا تم میرے پاس لائی تھیں اس پر میری والدہ نے کہا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں اگر میں نے ان کو کھاتا ہوا نہ دیکھا ہوتا تو میں کہتی کہ ہمارے کھانے میں انہوں نے کچھ نہیں کھایا ہے۔

شیخین نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا میں نے رسول اللہ کی نحیف آواز سنی ہے اور میں جانتا ہوں کہ یہ نقاہت بھوک کی وجہ سے ہے تو کیا تمہارے پاس کھانے کی قسم سے کچھ ہے؟ انہوں نے کہا ہاں ہے اور انہوں نے چند جو کی روٹیاں نکالیں اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا کیا تمہیں ابوطلحہ نے بھیجا ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں! پھر حضور نے اپنے تمام حاضرین سے فرمایا اٹھو میں ابوطلحہ کے پاس آیا اور میں نے اس سے سارا حال بیان کیا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے ام سلیم رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ تمام حاضرین کے ساتھ تشریف لا رہے ہیں حالانکہ ہمارے پاس اتنا کھانا نہیں ہے کہ ہم سب کو کھلاسکیں۔ انہوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ عالم ہیں۔ غرض کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا اے ام سلیم رضی اللہ عنہا! جو کچھ تمہارے پاس ہے میرے پاس لے آؤ تو وہ جو کی چند روٹیاں لائیں اور حضور نے ان کو توڑنے کا حکم دیا اور انہوں نے توڑ کر کپیا سے گھی ڈال کر ملیدہ بنایا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اس پر جو خدا نے چاہا دعائے برکت پڑھی۔ پھر فرمایا میرے پاس دس آدمی آئیں تو وہ آئے اور انہوں نے خوب شکم سیر ہو کر کھایا۔ جب وہ چلے گئے تو فرمایا مزید دس آدمی آئیں تو انہوں نے خوب شکم سیر ہو کر کھایا پھر فرمایا دس آدمی آئیں اس طرح تمام حاضرین نے خوب شکم سیر ہو کر کھایا اور وہ حضرات ستر (۷۰) یا اسی (۸۰) تھے اور اس روایت کو مسلم نے متعدد سندوں سے روایت کیا ہے اور بعض روایات میں یہ ہے کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اور اہل خانہ نے کھانا کھایا اور اتنا کھانا بڑھا کہ انہیں پڑوسیوں میں تقسیم کر دیا گیا اور بعض روایتوں میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا "بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اَعْظِمْ فِيْهِ الْبَرَكَةَ"۔

ایک طباق حیس سے حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش کا ولیمہ

ابونعیم اور ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش سے نکاح فرمایا تو مجھ سے میری والدہ نے کہا اے انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عروسی کی حالت میں صبح کی ہے اور میرا خیال ہے کہ حضور کے ہاں صبح کا ناشتہ نہیں ہوگا۔ لہٰذا تم گھی کی کپیہ اور کھجوریں اٹھالاؤ تاکہ میں مل کر حیس تیار کر لوں پھر کہا اس حیس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی زوجہ مطہرہ کے پاس لے جاؤ تو میں اسے پتھر کے ایک طباق میں لایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے حجرے کے ایک کونے میں رکھ دو اور تم جا کر حضرات ابوبکر و عمر اور عثمان و علی اور دیگر صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بلا لاؤ۔ پھر مسجد میں جتنے موجود ہوں انہیں بلاؤ اور راستے میں جو ملتا جائے انہیں بلاتے لاؤ اور میں کھانے کی کمی اور جن لوگوں کو حضور نے بلایا ان کی کثرت پر تعجب کر رہا تھا یہاں تک کہ گھر اور حجرہ آدمیوں سے بھر گیا۔ پھر فرمایا اے انس رضی اللہ عنہ اسے اٹھالاؤ تو میں اس طباق کو لایا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں تین انگلیاں داخل کیں اور وہ حیس بڑھتا اور اونچا ہوتا جاتا تھا اور لوگ کھا کھا کر نکل کر جاتے رہے یہاں تک کہ وہ سب کے سب فارغ ہو گئے اور طباق میں وہ حیس جوں کا توں باقی رہا۔ فرمایا اسے ام زینب رضی اللہ عنہا کے آگے رکھ دو۔ ثابت نے کہا میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا تمہارے خیال میں وہ کتنے لوگ تھے جنہوں نے اسے کھایا۔ فرمایا وہ بہتر (۷۲) نفوس تھے۔

چند ٹکڑوں کے ثرید سے بیس افراد شکم سیر ہو گئے

طبرانی و ابونعیم اور ابن عساکر نے بطریق عبدالرحمن بن ابی قیمہ واثلہ رضی اللہ عنہ بن اسقع سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ اصحاب صفہ بیس تھے۔ انہوں نے مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا اور انہوں نے بھوک کی شکایت کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کاشانہ اقدس میں تشریف لے گئے اور دریافت فرمایا کہ کچھ کھانے کی قسم ہے۔ انہوں نے کہا ہاں! ایک ٹکڑا یا چند ٹکڑے روٹی کے ہیں اور تھوڑا سا دودھ ہے اور وہ آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ نے اسے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے میں کیا پھر ان پر دودھ کو ڈالا اور دست اقدس سے خوب ملا یہاں تک کہ وہ ثرید کی مانند بن گیا۔ پھر فرمایا اے واثلہ رضی اللہ عنہ میرے پاس اپنے ساتھ کے دس آدمی لے کر آؤ۔ اس کے بعد پھر دس کو لانا تو میں نے ایسا ہی کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بِسْمِ اللّٰهِ پڑھ کر اپنے آگے سے کھاؤ اور اس کے سر کو یعنی درمیان کو خالی رکھو۔ کیونکہ برکت اس کے اوپر سے آتی ہے اور وہ بڑھتا جاتا ہے۔ میں نے ان کو دیکھا کہ وہ کھاتے جاتے ہیں اور ان کی انگلیاں جو جگہ خالی کرتی ہیں وہ بھرتی جاتی ہیں یہاں تک کہ وہ سب شکم سیر ہو گئے اور برتن میں کھانا موجود تھا جو کچھ میں نے دیکھا اس پر میں تعجب کرتا ہوا اٹھا۔

طبرانی و ابونعیم نے بطریق سلیمان ابن حبان واثلہ رضی اللہ عنہ بن اسقع سے روایت کی۔ انہوں نے کہا میں اصحاب صفہ میں سے تھا۔ میرے ساتھیوں نے بھوک کی شکایت کی اور انہوں نے کہا اے واثلہ! رضی اللہ عنہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو اور ہمارے لئے کھانے کی درخواست کرو چنانچہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور میں نے اپنے ساتھیوں کی بھوک کے بارے میں عرض کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا! کیا تمہارے پاس کھانے کی قسم سے کچھ موجود ہے؟ انہوں نے عرض کیا میرے پاس روٹی کے

چند ٹکڑوں کے سوا کچھ نہیں ہے فرمایا وہی لے آؤ اور آپ نے ایک طباق طلب فرمایا اور ٹکڑوں کو ان طباق میں ڈال کر اپنے دست مبارک سے ثرید بنانے لگے اور وہ بڑھتا جاتا تھا یہاں تک کہ طباق بھر گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا جاؤ اپنے دس ساتھیوں کو لے آؤ اور ان سے فرمایا بِسْمِ اللّٰہِ پڑھ کر پیالہ کے گوشے سے کھانا شروع کرو اور اس کے اوپر سے نہ کھانا کیونکہ برکت کھانے کے اوپر سے آتی ہے تو ان سب نے شکم سیر ہو کر کھایا اور وہ اٹھ کر چلے گئے۔ طباق میں پہلے ہی جتنا تھا اس کے بعد اسے اپنے دست اقدس سے درست فرمایا اور وہ بڑھا یہاں تک کہ طباق بھر گیا۔ فرمایا اپنے ساتھ دس افراد کو لے آؤ اور انہوں نے بھی خوب شکم سیر ہو کر کھایا پھر حضور نے فرمایا کیا کوئی کھانے سے رہ گیا ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں دس آدمی ہیں فرمایا انہیں بھی لے آؤ تو ان سب نے بھی خوب شکم سیر ہو کر کھایا اور وہ اٹھ کر چلے گئے اور طباق میں اتنا ہی کھانا موجود تھا۔ فرمایا اس طباق کو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس لے جاؤ۔ حاکم نے صحیح بتا کر بطریق یزید بن ابی مالک' واثلہ رضی اللہ عنہ بن اسقع سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم اصحاب صفہ نے تین دن سے کچھ نہیں کھایا تھا۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے آ کر یہ عرض کیا آپ نے دریافت کرایا کچھ کھانے کو ہے؟ باندی نے عرض کیا ہاں گھی سے چپڑی ہوئی روٹی کا سوکھا ٹکڑا ہے آپ نے اسے منگایا اور اپنے دست اقدس سے اس کے ٹکڑے کئے اور فرمایا جاؤ دس آدمیوں کو بلاؤ تو میں ان کو بلا کر لایا اور ہم نے خوب شکم سیر ہو کر کھایا اور کھانے کی یہ حالت تھی کہ گویا ہم نے صرف انگلیوں کے نشان ہی ڈالے تھے پھر فرمایا میرے پاس دس آدمیوں کو اور بلا لاؤ۔ راوی نے کہا اس طرح میں دس دس آدمیوں کو بلا کر لاتا رہا اور کہا کہ اس کے بعد اتنا ہی کھانا باقی رہا۔

طبرانی نے اوسط میں ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا ایک دن رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کیا کچھ کھانے کو ہے مجھے بھوک ہے میں نے عرض کیا صرف دو مد آٹا ہے اور کچھ نہیں ہے۔ فرمایا اسی کو پکاؤ تو میں نے اسے ہانڈی میں ڈال کر پکانا شروع کیا۔ جب پک گیا تو میں نے عرض کیا پھر حضور ﷺ نے گھی کا برتن طلب فرمایا اس میں تھوڑا سا گھی تھا۔ حضور ﷺ نے اس کے دونوں کنارے پکڑ کر ہانڈی میں نچوڑا اور اپنا دست اقدس اس پر رکھ دیا پھر فرمایا اللہ کا نام لے کر اپنی سب بہنوں کو بلا لاؤ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ جس طرح مجھے بھوک معلوم ہو رہی ہے وہ بھی بھوکی ہیں تو میں ان سب کو بلا لائی اور ہم سب نے کھایا یہاں تک کہ ہم سب شکم سیر ہو گئے۔ اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے انہیں بلایا۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے انہیں بھی بلا لیا۔ پھر ایک اور شخص آیا ان سب نے اسے کھایا یہاں تک کہ وہ شکم سیر ہو گئے اور کھانا ان سے بچ رہا۔

امام احمد نے الزہد میں اور بزار و بیہقی نے ابو ہریرہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا نبی کریم ﷺ نے ایک اعرابی کی مہمان نوازی فرمائی اور اس کے لئے کچھ کھانا طلب فرمایا مگر خشک ٹکڑے کے سوا حجرے میں کچھ نہ ملا۔ آپ نے اسی کو لے کر ٹکڑے ٹکڑے فرمایا اور ان پر اپنا دست مبارک رکھا اور دعا کی اور فرمایا کھاؤ تو وہ اعرابی کھانے لگا یہاں تک کہ وہ شکم سیر ہو گیا اور وہ کھانا بچ گیا۔ وہ اعرابی آپ کی طرف دیکھتا جاتا تھا وہ کہنے لگا یقیناً آپ مرد صالح ہیں۔

طعام کی ایک قاب سے صبح سے دوپہر تک تمام کھانے والے شکم سیر ہو گئے

دارمی و ابن ابی شیبہ و ترمذی و حاکم اور بیہقی نے اور ان سے صحیح بتا کر اور ابو نعیم نے سمرہ رضی اللہ عنہ بن جندب سے روایت کی کہ رسول

اللہ ﷺ کے پاس ایک رکابی لائی گئی جس میں کھانا تھا۔ لوگ صبح سے دوپہر تک مسلسل آتے جاتے رہے۔ ایک قوم اٹھتی تو دوسری قوم بیٹھ جاتی۔ ایک مرد نے سمرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا کھانا بڑھتا تھا انہوں نے کہا، وہ وہاں سے بڑھتا تھا اور آسمان کی طرف اشارہ کرکے بتایا کہ اسے خدا بڑھاتا تھا۔

بیہقی و طبرانی اور ابونعیم نے ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا میں نے نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے کھانا تیار کرایا اور وہ کھانا اتنا ہی تھا کہ وہ ان دونوں ہی کے لئے کفایت کرتا اور میں اسے لیکر حاضر ہوا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جاؤ اور سرداران انصار میں سے تیس افراد کو میرے پاس بلا کے لاؤ۔ یہ بات مجھ پر شاق گزری اور میں نے اپنے دل میں کہا میرے پاس تو اب کچھ نہیں ہے کہ اسے زیادہ کرسکوں اور میں گویا انجان سا بن گیا۔ حضور ﷺ نے پھر فرمایا جاؤ میرے پاس اشراف انصار میں سے تیس افراد کو بلا کے لاؤ لہذا میں ان کو بلا کر لایا حضور ﷺ نے ان سے فرمایا کھاؤ تو ان سب نے کھایا یہاں تک کہ سب شکم سیر ہو گئے۔ پھر انہوں نے شہادت دی کہ یقیناً آپ اللہ کے رسول ہیں اور جانے سے پہلے ان سب نے آپ کی بیعت کی پھر فرمایا میرے پاس ساٹھ انصاریوں کو لے کر آؤ یہاں تک کہ اس کھانے کو ایک سو اسی (۱۸۰) انصاریوں نے کھایا۔

بخاری نے عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک سو تیس مسلمان تھے۔ آپ نے فرمایا تم میں سے کس کے پاس کھانا ہے؟ ہم نے دیکھا کہ ایک شخص کے پاس ایک صاع یا اس کی برابر غلہ تھا اور اسے گوندھا گیا پھر ایک شخص بکری کھینچتا لایا۔ آپ نے اس سے وہ بکری خرید لی اور اسے ذبح کرنے کا حکم دیا اور اس کا سالن بنایا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی کلیجی کے لئے فرمایا کہ اسے بھونا جائے۔ حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم ہم ایک سو تیس آدمیوں میں کوئی ایسا نہ تھا جسے رسول اللہ ﷺ نے اس کلیجی میں سے حصہ نہ دیا ہو۔ اگر وہ شخص حاضر تھا تو اسے عطا فرما دیا اور اگر غائب تھا تو اس کا حصہ اٹھا کے رکھ دیا گیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ پھر اس بکری کے سالن کو ۲ قاب میں رکھا گیا اور ہم سب نے اسے کھایا اور خوب سیر ہو گئے اور وہ سالن دو قابوں میں بچا رہا۔ اسے ہم نے اونٹ پر لاد لیا۔

ایک پیالہ دودھ سے تمام اصحاب صفہ شکم سیر ہو گئے

بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے میں بھوک میں روئے زمین پر اپنے جگر پر اعتماد کرتا تھا چونکہ میں بھوک سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھا کرتا تھا۔ ایک دن میں سرراہ بیٹھا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے۔ میں نے ان سے قرآن کریم کی ایک آیت کی بابت پوچھا میں نے ان سے جو پوچھا محض اس لئے کہ وہ مجھ کو اپنے ساتھ لے جائیں مگر وہ گزر گئے۔ اس کے بعد میرے پاس سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ گزرے۔ میں نے ان سے بھی قرآن کریم کی ایک آیت کی بابت پوچھا اور میرا ان سے پوچھنا بھی اسی غرض سے تھا کہ وہ مجھے اپنے ساتھ لے جائیں مگر وہ بھی چلے گئے اور ایسا نہ کیا اس کے بعد حضور اکرم ابوالقاسم سید عالم ﷺ میرے پاس سے گزرے آپ نے مجھے دیکھا اور میری دلی کیفیت جان کر جو میرے چہرہ سے ہویدا تھی اسے پہچان کر تبسم فرمایا اس کے بعد فرمایا اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ میں نے عرض کیا "لبیک

یارسول اللہ" فرمایا میرے ساتھ چلو اور آپ تشریف لے چلے اور میں آپ کے پیچھے پیچھے چلنے لگا پھر آپ کاشانہ اقدس میں تشریف لے گئے میں نے داخلہ کی اجازت مانگی آپ نے مجھے اجازت مرحمت فرمائی اور میں داخل ہو گیا۔ میں نے وہاں ایک پیالہ دودھ کا پایا۔ حضور ﷺ نے دریافت فرمایا یہ دودھ کہاں سے آیا ہے؟ گھر والوں میں سے کسی نے عرض کیا فلاں مرد نے یا فلاں عورت نے آپ کے لئے ہدیہ بھیجا ہے۔ حضور نے فرمایا اے ابو ہریرہ! رضی اللہ عنہ میں نے عرض کیا "لبیک یارسول اللہ" آپ نے فرمایا تم اہل صفہ کے پاس جاؤ اور انہیں میرے پاس بلا لاؤ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اہل صفہ اسلام کے مہمان تھے نہ تو ان کا گھر بار تھا اور نہ مال و دولت۔ جب حضور کے پاس کوئی صدقہ آتا تو حضور ﷺ اس صدقہ کو ان کی طرف بھیج دیتے اور خود اس میں سے کچھ نہ لیتے اور جب کوئی آپ کے پاس ہدیہ بھیجتا تو آپ اسے قبول فرماتے اور اس ہدیہ میں اہل صفہ کو بھی شریک فرما لیا کرتے تھے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہ بات میرے دل میں گراں گزری اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ اہل صفہ کے لئے اتنا سا دودھ کیا کام کرے گا اور میں خواہش رکھتا تھا کہ یہ تمام مجھے ہی مل جاتا تاکہ میں اسے پی کر توانائی حاصل کرتا۔ میں چونکہ حضور ﷺ کا قاصد ہوں جب وہ لوگ آئیں گے تو آپ مجھے یہ حکم دیں گے کہ یہ پیالہ انہیں دے دوں اور شاید ہی اس دودھ کا کوئی حصہ مجھے مل سکے۔ لیکن اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کے سوا کوئی چارہ کار نہ تھا تو لازماً میں اہل صفہ کے پاس گیا اور ان کو بلا لایا اور وہ سب کے سب آئے اور اپنی اپنی جگہ وہ سب گھر میں بیٹھ گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے ابو ہریرہ! رضی اللہ عنہ میں نے عرض کیا لبیک یارسول اللہ فرمایا یہ پیالہ اٹھاؤ اور انہیں دو تو میں نے پیالہ اٹھا کر ایک شخص کو دے دیا اس نے پیا یہاں تک کہ وہ سیر ہو گیا۔ اس کے بعد اس نے پیالہ مجھے واپس کر دیا۔ اس طرح یکے بعد دیگرے پیتے ہوئے وہ پیالہ رسول اللہ ﷺ تک پہنچا اور تمام اصحاب صفہ خوب سیر ہو چکے تھے اور حضور ﷺ نے پیالے کو لیکر اپنے دست اقدس پر رکھا اور میری طرف نظر کر کے تبسم فرمایا اور فرمایا اے ابو ہریرہ! رضی اللہ عنہ میں نے کہا لبیک یارسول اللہ اب ہم اور تم باقی رہ گئے ہیں۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ آپ نے سچ فرمایا۔ فرمایا بیٹھ جاؤ اور پیو تو میں نے پیا پھر فرمایا اور پیو تو میں نے پیا اور برابر یہی فرماتے رہے کہ اور پیو اور میں پیتا رہا یہاں تک کہ میں نے عرض کیا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور اب دودھ کے گزرنے کی بھی راہ باقی نہیں رہی ہے اور میں نے وہ پیالہ حضور کو پیش کر دیا۔ حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد کی اور اس کا نام لے کر بچا ہوا دودھ پی لیا۔

ابن سعد نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا ایک رات ہم نے بغیر کھائے گزاری۔ جب صبح ہوئی تو میں تلاش میں نکلا اور مجھے اتنی روزی مل گئی کہ ایک درہم سے گوشت اور آٹا خریدا اور میں اسے لے کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور انہوں نے روٹی بنا کر پکائی۔ جب وہ پکا کر فارغ ہوئیں تو کہا کہ کاش آپ میرے والد ماجد کے پاس جاتے اور آپ کو میرے پاس لے آتے تو میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ آرام فرما تھے اور "اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْجُوعِ" فرما رہے تھے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! ہمارے پاس طعام ہے۔ آپ تشریف لے چلئے۔ آپ اس حال میں تشریف لائے کہ ہانڈی جوش مار رہی تھی۔ آپ نے فرمایا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے لئے ایک پیالے میں نکال لو تو انہوں نے نکال لیا یہاں تک کہ آپ نے تو ازواج مطہرات کے لئے نکلوایا۔ پھر فرمایا اپنے والد اور شوہر کے لئے نکال لو تو انہوں نے نکالا۔ پھر فرمایا تم اپنے لئے نکالو اور کھاؤ تو انہوں نے نکالا۔

پھر جب ہانڈی کو اٹھایا تو وہ ایسی ہی لبریز تھی اور ہم نے اس میں سے جتنا اللہ نے چاہا کھایا۔

ابن سعد و ابن ابی شیبہ و طبرانی اور ابو نعیم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات باہر تشریف لائے اور فرمایا میرے پاس اہل صفہ کو بلاؤ۔ تو میں ان کو بلا کر لایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے ایک طباق رکھا جس میں جو کا بنا ہوا کھانا تھا۔ میرا خیال ہے کہ وہ ایک مد کے برابر ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اپنا دست مبارک رکھا اور فرمایا بِسْمِ اللّٰہِ پڑھ کر کھاؤ اور ہم نے اس میں سے جتنا چاہا کھایا درآں حالیکہ ہم ستر (۷۰) سے اسی (۸۰) کے درمیان نفوس تھے۔ اس کے بعد ہم نے اپنے ہاتھ کھینچے تو وہ اتنا ہی تھا جتنا کہ رکھا گیا تھا بجز اس کے کہ اس میں انگلیوں کے نشان تھے۔ طبرانی نے اوسط میں بسند حسن حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میری والدہ نے کھانا تیار کیا اور مجھ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جا کر بلا لاؤ تو میں آیا اور میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سرگوشی میں عرض کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا اٹھو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پچاس آدمی اٹھ کھڑے ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دس دس کی جماعت بن کر آؤ تو ان سب نے سیر ہو کر کھایا اور کھانا جتنا تھا اتنا ہی بچ رہا۔

ابو نعیم نے صہیب رومی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کھانا تیار کیا اور میں آپ کے پاس حاضر ہوا۔ آپ اپنے صحابہ کی جماعت میں تشریف فرما تھے میں آپ کی حیا کی وجہ سے کھڑا ہو گیا۔ جب آپ نے میری طرف دیکھا تو میں نے آپ کی طرف اشارہ کیا آپ نے فرمایا اور یہ لوگ؟ اس نے عرض کیا نہیں۔ آپ خاموش رہے اور میں اپنی جگہ کھڑا رہا جب آپ نے میری طرف نظر فرمائی تو میں نے آپ کی طرف اشارہ کیا آپ نے فرمایا اور یہ لوگ؟ اس طرح دو مرتبہ یا تین مرتبہ فرمایا۔ بالآخر میں نے عرض کیا ہاں یہ بھی لیکن میں نے تھوڑا سا کھانا تیار کیا ہے جو صرف آپ ہی کے لئے ہے غرضیکہ ان سب نے کھایا اور وہ کھانا ان سے بچ رہا۔

امام احمد ابن سعد اور ابو نعیم نے بطریق ابو سلمہ بن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن طہفہ کے ایک فرزند سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت کریمہ تھی کہ جب مہمان جمع ہو جاتے تو آپ فرماتے کہ ہر شخص ایک مہمان کو ساتھ لے کر جائے یہاں تک کہ ایک رات مسجد میں کثرت کے ساتھ مہمان مجتمع ہوئے۔ آپ نے فرمایا ہر شخص اپنے برابر بیٹھے ہوئے شخص کو ساتھ لے کر جائے اور میں ان میں سے تھا جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جانا تھا۔ آپ نے دریافت فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا! کیا کچھ کھانے کو ہے انہوں نے کہا ہاں ہریسہ ہے جسے میں نے آپ کے افطار کے لئے بنایا تھا اور وہ قاب میں اسے لائیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے کچھ نوش فرمایا پھر ہماری طرف اسے بڑھا دیا اور فرمایا بِسْمِ اللّٰہِ کھاؤ تو ہم نے اس میں سے کھایا یہاں تک کہ ہماری آنکھیں اس سے بھر گئیں پھر دریافت فرمایا کیا کچھ پینے کو ہے؟ انہوں نے کہا ہاں دودھ ہے جسے میں نے آپ کی افطاری کے لئے رکھا ہے اور وہ اسے لائیں تو اس میں سے کچھ حضور نے نوش فرمایا۔ پھر فرمایا بِسْمِ اللّٰہِ پیو تو ہم نے پیا۔ یہاں تک کہ ہم اس کی طرف دیکھ نہ سکتے تھے۔

ابو نعیم نے دوسری سند کے ساتھ ابو سلمہ سے انہوں نے یعیش بن طخفہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میرے والد اہل صفہ میں سے تھے تو حضور نے صحابہ کو حکم فرمایا ہر آدمی ایک کو یا ایک کو دو آدمی لے جائیں اور میں ان میں سے تھا جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھ لے گئے۔ آپ نے دریافت فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا کیا ہمیں کھانا کھلاؤ گی؟ تو وہ حشیشہ (گندم اور گوشت یا کھجور سے تیار شدہ کھانا) لائیں اور ہم نے کھایا پھر قطاۃ پرندہ کی مانند حیسہ (گھی اور کھجور سے تیار شدہ حلوہ) لائیں اور ہم نے کھایا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا ہمیں کچھ پلاؤ تو وہ دودھ کا چھوٹا سا پیالہ لائیں اور ہم نے پیا۔

ابو یعلی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چند دنوں تک ٹھہرے رہے اور آپ نے کھانا نہ کھایا۔ یہاں تک کہ آپ پر بھوکا رہنا دشوار ہو گیا۔ آپ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور فرمایا اے بیٹی! کیا تمہارے پاس کچھ ہے انہوں نے کہا کچھ نہیں ہے جب آپ ان کے پاس سے تشریف لے آئے تو ایک ہمسایہ عورت نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس دو روٹی اور گوشت کا پارچہ بھیجا تو انہوں نے اسے طباق میں رکھا اور اس کے اوپر کپڑا ڈھک کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پاس پلٹ کر آئے۔ انہوں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ نے کچھ بھیج دیا ہے میں نے اسے آپ کے لئے اٹھا رکھا ہے فرمایا لاؤ تو وہ اسے لائیں اور طباق سے کپڑا ہٹا دیا تو دیکھا کہ وہ تو روٹی اور گوشت سے بھرا ہوا ہے جب انہوں نے یہ دیکھا تو وہ خوش ہو گئیں اور جان لیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے برکت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بیٹی! یہ تمہارے پاس کہاں سے آیا' عرض کیا یا رسول اللہ یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اللہ تعالیٰ ہی جہاں سے چاہتا ہے بے حساب رزق مرحمت فرماتا ہے یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی حمد ہے جس نے تمہیں ایسا بنایا۔ اے بیٹی تم ہی اسرائیل کی عورتوں کی سردار کی مانند ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ جب انہیں کوئی رزق دیتا تھا اور لوگ ان سے پوچھتے تھے تو وہ جواب دیا کرتی تھیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی جہاں سے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔ اس کے بعد حضور نے کسی کو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بلانے بھیجا۔ پھر آپ نے اور حضرت علی المرتضیٰ نے' سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام ازواج مطہرات اور تمام اہل بیت نے مل کر کھایا اور سب خوب سیر ہو گئے اور رقاب میں جتنا پہلے تھا اتنا ہی بچ رہا اور جتنا کچھ بچا اسے ہمسایوں میں تقسیم کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے اس میں کثیر خیر و برکت دی۔

ابن سعد نے ام عامر اسماء بنت یزید بن سکن سے روایت کی انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں مغرب کی نماز پڑھتے دیکھا تو میں گھر آئی اور میں گوشت اور روٹی لے کر حاضر ہوئی اور میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا' رات کا کھانا نوش فرمائیں۔ آپ نے اپنے صحابہ سے فرمایا بِسْمِ اللّٰہِ کھاؤ تو آپ نے اور آپ کے ساتھ ان تمام صحابہ نے جو آپ کے ساتھ آئے تھے اور گھر کے تمام لوگ جو موجود تھے سب نے اسے کھایا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے میں نے دیکھا کہ بعض ہڈیوں سے تو گوشت چھڑایا نہیں گیا تھا اور روٹیاں بھی ویسی ہی تھیں اور کھانے والے تقریباً چالیس آدمی تھے پھر آپ نے میرے پاس کے بڑے مشکیزے سے پانی پیا اس کے بعد آپ واپس تشریف لے گئے اور میں نے اس مشکیزے کو لے کر منہ بند کر کے رکھ دیا اور ہم اس سے بیمار کو پانی پلاتے تھے اور برکت کی توقع میں موت کے وقت اس سے پانی پلاتے تھے۔

طبرانی نے مسعود رضی اللہ عنہ بن خالد سے روایت کی کہ انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک بکری (بھنی ہوئی) بھیجی اس کے بعد میں کسی ضرورت سے چلا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بکری کا کچھ حصہ ہمارے پاس واپس کر دیا جب میں لوٹ کر آیا تو میں نے گوشت دیکھا۔ میں نے پوچھا اے ام خناس! رضی اللہ عنہا یہ گوشت کیسا ہے۔ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بکری میں سے جسے ہم نے بھیجا تھا کچھ حصہ واپس کر دیا ہے۔ میں نے کہا کیا وجہ ہے کہ تم نے گھر والوں کو اسے نہ کھلایا۔ اس نے کہا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پس خوردہ ہے۔ میں نے اس میں سے سب کو کھلایا ہے۔ باوجود یہ کہ ان گھر والوں کے لئے دو یا تین بکریاں ذبح

گیں جاتی تب بھی انہیں پورا نہ ہوتا۔

ایک پیالہ عصیدہ سے تمام اہل مسجد شکم سیر ہو گئے

طبرانی نے اوسط میں بسند حسن حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات مجھے بلایا اور فرمایا جو کچھ تمہارے پاس ہے اسے دیدو تو انہوں نے مجھے ایک پیالہ دیا جس میں کھجور کا عصیدہ تھا اور میں اسے لیکر آیا۔ حضور نے مجھ سے فرمایا اہل مسجد کو بلا لو میں نے اپنے دل میں کہا مجھے افسوس ہے کہ میں تھوڑا کھانا دیکھ رہا ہوں اور مجھے افسوس ہے کہ میں مصیبت میں مبتلا ہوں تو میں ان سب کو بلا کر لایا اور وہ سب مجتمع ہو کر بیٹھ گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلیاں اس میں رکھیں اور اس کے کناروں میں گھمایا اور فرمایا بسم اللہ کھاؤ تو سب نے کھایا یہاں تک کہ سب شکم سیر ہو گئے اور میں نے کھایا یہاں تک کہ میں بھی شکم سیر ہو گیا۔ جب میں نے اس پیالہ کو اٹھایا تو وہ اتنا ہی تھا جتنا میں نے اسے رکھا تھا۔ بجز اس کے کہ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے نشان تھے۔

ابن سعد نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا میں ایک دن اپنے گھر سے مسجد کی طرف چلا اور میرا یہ جانا بھوک کی وجہ سے تھا۔ میں نے بہت سے لوگوں کو پایا انہوں نے کہا ہم بھی بھوک سے بیتاب ہو کر چلے ہیں اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور ہم نے آپ سے اپنا حال عرض کیا۔ حضور نے ایک طباق منگایا جس میں کھجوریں تھیں اور ہم میں سے ہر ایک کو دو دو کھجوریں دیں اور فرمایا انہیں کھا کر پانی پی لو۔ آج کے دن یہی دو کھجوریں کفایت کریں گی۔

شیخین نے عبد الرحمن بن ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تین مہمانوں کو لائے اور خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر عشاء کے بعد ٹھہر گئے پھر اللہ تعالیٰ نے جتنی رات گزاری۔ اس کے بعد وہ آئے ان کی اہلیہ نے ان سے پوچھا کیا بات تھی جو اپنے مہمانوں سے رکے رہے انہوں نے پوچھا کیا تم نے مہمانوں کو رات کا کھانا نہیں کھلایا؟ انہوں نے کہا مہمانوں نے تمہارے آنے تک کھانے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے کہا خدا کی قسم! آئندہ کھانا نہ کھاؤں گا۔ راوی نے کہا خدا کی قسم ہم جب بھی لقمہ اٹھاتے تھے تو اس کے نیچے سے اس سے زیادہ کھانا بڑھ جاتا تھا اور جب ہم شکم سیر ہو گئے تو وہ کھانا پہلے سے زیادہ تھا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھا تو وہ اتنا ہی تھا جتنا پہلے تھا یا پہلے سے زیادہ۔ انہوں نے اپنی اہلیہ سے پوچھا اے بنی فراس کی بہن! یہ کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا میری آنکھوں کی ٹھنڈک کی قسم! یہ کھانا پہلے سے تین گنا زیادہ ہے پھر اس میں سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کھایا۔ اس کے بعد اس کھانے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں انہوں نے صبح کی۔ چونکہ ہمارے اور قوم کے درمیان معاہدہ تھا۔ معاہدہ کی مدت گزر گئی تو ہم نے بارہ آدمیوں کو اپنا واقف ٹھہرایا اور ان میں ہر آدمی کے ساتھ اور بھی لوگ تھے۔ اللہ زیادہ جانتا ہے کہ کل آدمی کتنے تھے بجز اس کے کہ اللہ نے انہیں بھیجا تھا تو ان تمام لوگوں نے اس کھانے کو کھایا۔

ابن سعد و بیہقی اور ابو نعیم نے بطریق ابو العالیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ کھجوریں لایا اور عرض کیا میرے لئے ان میں برکت کی دعا کر دیجئے تو حضور نے ان کو مٹھی میں لیا اور ان پر برکت کی دعا پڑھی۔ پھر فرمایا اسے تھیلی میں ڈال لو جب تم کھجوریں لینا چاہو تو اپنا ہاتھ تھیلی میں ڈال کر نکال لو اور اس تھیلی کو نہ گرانا نہ الٹ کر بکھیرنا تو

میں نے ان کھجوروں میں سے کئی وسق تو فی سبیل خرچ کئے اور ابن سعد کے لفظ یہ ہیں کہ میں نے راہ خدا میں کتنے ہی اونٹ کھجوریں ان میں سے دیں اور میں اس میں سے خود بھی برابر کھاتا رہا اور دوسروں کو بھی کھلاتا رہا اور وہ تھیلی میرے توشہ دان میں حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن تک رہی پھر توشہ دان گر پڑا اور وہ تھیلی جاتی رہی۔

کھجور کے اکیس دانوں سے تمام لشکر شکم سیر ہو گیا

بیہقی و ابونعیم نے بطریق ابن سیرین حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک غزوہ میں تھے۔ لشکریوں کو غذا کی قلت کا سامنا کرنا پڑا۔ حضور نے فرمایا اے ابو ہریرہ! رضی اللہ عنہ تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے؟ میں نے عرض کیا میری تھیلی میں کچھ کھجوریں ہیں۔ فرمایا لے آؤ تو میں تھیلی کو لے آیا۔ حضور نے فرمایا دستر خوان لے آؤ تو میں دستر خوان لے آیا اور اسے بچھا دیا۔ پھر آپ نے کھجوریں نکالیں تو وہ اکیس دانے تھے۔ اس کے بعد آپ نے بِسْمِ اللّٰہِ پڑھی اور ایک ایک کھجور کو دست اقدس میں لیا اور بِسْمِ اللّٰہِ پڑھتے رہے یہاں تک کہ سب دانے دست اقدس میں آ گئے۔ پھر ان کو جمع کر کے فرمایا فلاں اور ان کے ساتھیوں کو بلا لاؤ اور ان سب نے کھایا حتیٰ کہ وہ شکم سیر ہو گئے۔ پھر فرمایا فلاں اور ان کے ساتھیوں کو بلا لاؤ تو ان سب نے کھایا اور شکم سیر ہو کر چلے گئے پھر فرمایا فلاں اور ان کے ساتھیوں کو بلا لاؤ تو ان سب نے کھایا اور شکم سیر ہو کر چلے گئے اور کھجوریں باقی رہیں۔ پھر مجھ سے فرمایا بیٹھ جاؤ اور آپ نے اور میں نے دونوں نے کھایا اور کھجوریں باقی رہیں۔ پھر حضور نے ان کو تھیلی میں ڈال کر مجھ سے فرمایا جب تم نکالنا چاہو تو اپنا ہاتھ ڈال کر نکالتے رہنا۔ مگر اسے الٹنا نہیں۔ تو میں جتنی چاہتا کھجوریں ہاتھ ڈال کر نکال لیتا اور میں نے اس میں سے پچاس وسق کھجوریں راہ خدا میں دی ہیں۔ وہ تھیلی حضرت عثمان ذوالنورین کے زمانے میں میری سواری کے پیچھے لٹکی ہوئی تھی وہ جاتی رہی۔

بیہقی و ابونعیم نے بطریق ابومنصور' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا زمانہ اسلام میں مجھے تین مصیبتیں ایسی پہنچی ہیں جن کی مانند مجھے کبھی نہیں پہنچی۔ ایک سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت' دوم حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی شہادت سوم میری تھیلی کا گم ہونا۔ لوگوں نے پوچھا وہ تھیلی کیسی تھی؟ انہوں نے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ حضور نے فرمایا اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کیا تمہارے پاس کھانے کے لئے کچھ ہے؟ میں نے عرض کیا تھیلی میں کچھ کھجوریں ہیں فرمایا لے آؤ تو میں نے کھجوریں نکال کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیں۔ حضور نے اس پر دست اقدس پھیرا اور اس پر دعا فرمائی پھر فرمایا کہ دس آدمیوں کو بلا لو تو میں نے دس آدمیوں کو بلایا اور انہوں نے کھایا جہاں تک کہ وہ شکم سیر ہو گئے۔ اس کے بعد اسی طرح تمام لشکر نے انہیں کھایا اور توشہ دان میں کھجوریں باقی رہیں۔ پھر فرمایا اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جب تم اس میں سے کچھ نکالنا چاہو تو اپنا ہاتھ داخل کر کے نکال لیا کرنا اور یہ ختم نہ ہوں گی اور تھیلی کو اوندھا نہ کرنا تو میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی حیات مبارکہ تک اس میں سے کھاتا رہا۔ جب حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی تو میرے گھر میں جو کچھ تھا لوٹ لیا گیا اور وہ تھیلی بھی اس میں لوٹی گئی کیا میں تمہیں یہ نہ بتاؤں کہ میں نے وہ کھجوریں کتنی کھائیں۔ میں نے اس میں سے دو سو وسق سے زیادہ کھجوریں کھائی ہیں۔

شیخین نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب دنیا سے رحلت فرمائی تو میرے گھر میں کچھ نہ تھا بجز ان تھوڑے جو کے جو کہ میری کٹھیا میں پڑے تھے۔ میں اسے کھاتی رہی یہاں تک کہ طویل عرصہ گزر گیا۔ ایک روز میں نے اسے ناپ لیا تو وہ ختم ہو گئے۔

مسلم و بیہقی اور بزار نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اس نے حضور سے غلہ مانگا آپ نے اسے آدھے وسق جو مرحمت فرمائے۔ وہ شخص اور اس کی بیوی اور اس کے مہمان اسے برابر کھاتے رہے یہاں تک کہ ایک دن اسے ناپ لیا اور وہ ختم ہو گئے پھر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے اس سے فرمایا اگر تم اسے نہ ناپتے تو تم اسے ہمیشہ کھاتے رہتے اور وہ تمہارے پاس باقی رہتے۔

حاکم و بیہقی نے نوفل رضی اللہ عنہ ابن حارث بن عبد المطلب سے روایت کی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اپنی شادی کے موقع پر مدد چاہی۔ حضور نے انہیں تیس صاع جو مرحمت فرمائے۔ نوفل فرماتے ہیں کہ ہم نے اس جو کو نصف سال تک کھایا اس کے بعد ہم نے ناپا تو اتنا ہی پایا جتنا کہ ہم نے رکھا تھا۔ میں نے اس کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ سے کیا۔ آپ نے فرمایا اگر تم نہ ناپتے تو تم ساری زندگی کھاتے رہتے۔

حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں اور نسائی نے الکنی میں اور طبرانی و بیہقی نے خالد رضی اللہ عنہ بن عبد العزیٰ بن سلامہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے بکری ذبح کر کے پکوائی اور ان کے اہل و عیال اتنے زیادہ تھے کہ اگر ایک ایک ہڈی تقسیم کی جاتی تو وہ سب کو پورا نہ ہوتا۔ نبی کریم ﷺ نے اس میں سے گوشت ملاحظہ کرنے کے بعد فرمایا اے ابو خناس رضی اللہ عنہ اپنا ڈول مجھے دکھانا اور نبی کریم ﷺ نے بکری کا بچا ہوا گوشت اس میں ڈال دیا۔ پھر آپ نے دعا کی اے خدا! ابو خناس رضی اللہ عنہ کے لئے برکت دے تو وہ اسے لے کر گھر گئے اور اہل و عیال کے آگے بکھیر دیا اور کہا اسے برابر تقسیم کر لو تو ان سب نے کھایا اور بچ رہا۔

بیہقی نے جھجاہ رضی اللہ عنہ بن عمر و غفاری سے روایت کی انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے لئے برتن میں دودھ دوہا اور حضور ﷺ نے اسے نوش فرمایا۔ اس کے بعد اس بچے ہوئے دودھ کو جھجاہ رضی اللہ عنہ نے پیا اور وہ خوب سیر ہو گئے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں سات بکریوں کا دودھ پی کر بھی سیر نہیں ہوتا تھا۔

امام احمد و بزار نے حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی سے روایت کی انہوں نے کہا ہم نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک بچہ آپ کے پاس آیا اور اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں میں یتیم بچہ ہوں اور میری بہن بھی یتیمہ ہے اور میری ماں بے سہارا بیوہ ہے آپ ہمیں کھانا عطا فرمایئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے پاس سے عطا فرمائے گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہمارے گھر جاؤ اور جو کچھ تمہیں ملے میرے پاس لے کر آ جاؤ تو اس بچے نے خانہ نبوت ﷺ سے اکیس کھجوریں پائیں جنہیں لے کر وہ آیا۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے دست اقدس میں لے کر اپنے منہ کی طرف اشارہ کیا اور ہم نے دیکھا کہ آپ نے برکت کی دعا فرمائی ہے۔ پھر فرمایا اے بچے سات دانے تمہارے ہیں اور سات تمہاری ماں کے اور سات تمہاری بہن کے ہیں۔ ایک کھجور رات کو کھانا اور ایک کھجور دوسرے دن صبح کھانا۔

بخاری نے بطریق شعبی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ان کے والد ماجد روز احد شہید ہو گئے تو انہوں نے چھ بیٹیاں اور بہت کثیر قرض چھوڑا۔ جب باغ سے کھجوریں توڑی گئیں تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ جانتے ہیں کہ میرے والد شہید ہو گئے ہیں اور انہوں نے بہت کثیر قرض چھوڑا ہے۔ اب میں چاہتا ہوں کہ آپ کو قرض خواہ دیکھ لیں۔ فرمایا جاؤ اور تمام کھجوروں کو ایک گوشے میں ڈھیر کر دو تو میں نے ایسا ہی کیا۔ پھر میں نے حضور کو بلایا تو حضور نے کھجور کے سب سے بڑے ڈھیر پر تین مرتبہ چکر لگایا پھر اس کے اوپر بیٹھ گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے قرض خواہوں کو بلاؤ تو آپ برابر ناپ ناپ کر انہیں دیتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرے والد کے قرض کو ادا کر دیا (چونکہ میں اس بات پر راضی تھا کہ اللہ تعالیٰ میرے والد کے قرض کو ادا کرے اور میں اپنی بہنوں کے لئے ایک کھجور بھی لے کر نہ جاؤں مگر خدا کی قسم تمام کھجوریں باقی رہیں یہاں تک کہ میں نے اس ڈھیر کو دیکھا جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔ گویا اس ڈھیر کی ایک کھجور بھی کم نہ ہوئی تھی)۔

شیخین نے بطریق وھب بن کیسان حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ان کے والد شہید ہو گئے تو ان پر ایک یہودی آدمی کا تیس وسق کا قرض تھا تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اس یہودی سے مہلت مانگی مگر اس نے انکار کر دیا۔ پھر حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ اس یہودی سے سفارش فرما دیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی سے بات کی کہ درختوں کی کھجوروں کو اپنے اس قرض کے عوض لے لے مگر اس نے نہ مانا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باغ میں درختوں کا چکر لگایا اور فرمایا اے جابر رضی اللہ عنہ درختوں سے کھجوروں کو توڑ کر اس یہودی کا قرض ادا کر دو تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لے جانے کے بعد کھجوروں کو توڑا اور اس یہودی کو تیس وسق ناپ کر دیئے اور سترہ وسق کھجوریں باقی رہیں۔ پھر حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر دی۔ یہ سن کر انہوں نے فرمایا کہ میں جانتا تھا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باغ میں درختوں کا چکر لگا رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ ان میں ضرور برکت دے گا۔ امام بیہقی نے فرمایا یہ روایت پہلی روایت کے مخالف نہیں ہے اس لئے کہ پہلی روایت میں جس برکت و افزونی کا ذکر ہے وہ تمام قرض خواہ تھے جو پہلے آئے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تھے یہاں تک کہ حضور نے ان سب کو ناپ کر کھجوریں دیں اور اس روایت میں اس یہودی قرض خواہ کا ذکر ہے جو ان کے بعد آیا تھا اور اس نے اپنے قرض کا مطالبہ کیا تھا۔ اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے درختوں پر جو بقیہ کھجوریں لگی ہوئی تھیں ان کو توڑ کر اس کا قرض ادا کرنے کی ہدایت فرمائی تھی۔

حاکم نے بطریق نبیح العنزی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا جب میرے والد شہید ہوئے تو میرے والد پر قرض تھا پھر انہوں نے مذکورہ روایت بیان کی کہ اس میں ہے کہ میں نے اپنی اہلیہ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آج دوپہر ہمارے گھر تشریف لائیں گے چنانچہ جب آپ تشریف لائے تو اس نے آپ کے لئے بستر بچھایا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے۔ میں نے ایک بکری کا بچہ ذبح کیا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے تو اس بکری کو حضور کے آگے پیش کیا۔ آپ نے فرمایا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھ جتنے رفقاء ہوں سب کو بلاؤ تو وہ سب آئے اور کھایا یہاں تک کہ سب شکم سیر ہو گئے اور بہت زیادہ گوشت بچا رہا۔

طبرانی وابونعیم نے المعرفہ میں اور ابن عساکر نے ابورجاء سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کاشانہ اقدس سے باہر روانہ ہوئے اور ایک انصاری کے باغ میں داخل ہوئے۔ آپ نے دیکھا کہ وہ پانی کھینچ کر باغ میں دے رہا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا تم مجھے کیا اجرت دو گے اگر میں تمہارے باغ کو سیراب کر دوں؟ اس نے کہا میں کوشش کر رہا ہوں کہ باغ کو سیراب کر دوں مگر اجرت دینے کی طاقت نہیں رکھتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم مجھے سو کھجوریں دو گے اگر میں تمہارے باغ کو سیراب کر دوں۔ اس نے کہا ضرور پیش کروں گا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈول تھام لیا۔ کچھ ہی دیر میں آپ نے باغ کو سیراب کر دیا۔ یہاں تک کہ وہ شخص کہنے لگا کہ میرا باغ غرق ہو جائے گا' سیراب ہو گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سو کھجوریں لے لیں اور آپ نے اور آپ کے صحابہ نے اسے کھایا یہاں تک کہ سب شکم سیر ہو گئے اس کے بعد آپ نے سو کھجوریں واپس کر دیں جس طرح کہ اس سے انہوں نے لی تھیں۔

بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ دوس کی ایک عورت تھی جس کا نام ام شریک رضی اللہ عنہا تھا۔ وہ مسلمان ہوئی تو اس نے ایسے ہمراہی کی جستجو کی جس کے ساتھ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ تک پہنچ سکے۔ تو اسے ایک شخص ملا جو یہودی تھا اس نے کہا چلو میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ اس نے کہا اتنی دیر ٹھہرو کہ اپنے مشکیزے میں پانی بھر لوں۔ اس نے کہا پانی میرے ساتھ ہے تو وہ اس کے ساتھ چل دیں۔ یہاں تک کہ شام ہوئی تو یہودی ایک منزل میں اترا اور اس نے دستر خوان بچھا کر رات کا کھانا رکھا اور کہا اے ام شریک رضی اللہ عنہا آؤ رات کا کھانا کھا لو۔ ام شریک رضی اللہ عنہا نے کہا مجھے پانی پلاؤ کیونکہ میں پیاسی ہوں اور پانی پینے سے پہلے میں کھانا کھانے کی قدرت نہیں رکھتی۔ یہودی نے کہا میں تمہیں پانی کا ایک قطرہ نہ دوں گا جب تک تم یہودی نہ بن جاؤ۔ ام شریک رضی اللہ عنہا نے کہا خدا کی قسم میں کبھی یہودی نہ ہوں گی اور وہ اپنے اونٹ کے پاس گئیں اور اس کے پاؤں باندھے اور اس کی ران پر اپنا سر رکھ کر سو گئیں وہ کہتی ہیں مجھے کسی نے جگایا مگر ڈول کی خنکی نے جو میرے پہلو پر اترا تھا تو میں نے اپنا سر اٹھایا میں نے دیکھا کہ وہ پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں ہے۔ میں نے پیا یہاں تک کہ میں سیراب ہوئی پھر میں نے اپنے مشکیزے پر پانی چھڑکا یہاں تک کہ وہ تر ہو گیا میں نے اسے بھر لیا۔ جب صبح کو یہودی آیا تو اس نے کہا اے ام شریک رضی اللہ عنہا! کیا حال ہے میں نے کہا خدا کی قسم اللہ تعالیٰ نے مجھے پانی پلایا ہے۔ اس نے کہا تم پر پانی آسمان سے اترا ہے میں نے کہا ہاں۔ خدا کی قسم اللہ تعالیٰ نے آسمان سے مجھ پر پانی اتارا ہے اس کے بعد میرے سامنے سے بلند ہوا یہاں تک کہ وہ آسمان میں مجھ سے غائب ہو گیا۔ اس کے بعد وہ روانہ ہوئیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور انہوں نے اپنے آپ کو حضور پر ہبہ کیا اور حضور نے حضرت زید سے ان کا نکاح کر دیا اور انہیں تیس صاع جو عطا فرمائے اور فرمایا انہیں کھاؤ مگر ناپنا نہیں اور ان کے ساتھ ایک گھی کی کپی تھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہدیہ تھی۔ انہوں نے اپنی باندی سے کہا کہ اس کپی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دے تو وہ اسے لے گئی۔ صحابہ نے گھی نکال کر کپی خالی کر دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس باندی سے کہا کہ اس کپی کو لٹکا دینا اور اس کا منہ بند نہ کرنا تو اس باندی نے اسے اس کی جگہ پر لٹکا دیا جب ام شریک رضی اللہ عنہا آئیں تو انہوں نے کپی کو دیکھا کہ وہ گھی سے بھری ہوئی ہے۔ ام شریک رضی اللہ عنہا نے باندی سے کہا کیا میں نے تم سے یہ نہ کہا تھا کہ اس کپی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دینا۔ باندی نے کہا خدا کی قسم میں اسے لے گئی تھی جیسا کہ تم نے کہا تھا۔ اس کے بعد میں اسے اس حال میں واپس لائی کہ اس میں سے ایک قطرہ گھی نہ ٹپکتا تھا مگر یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اسے لٹکا دینا اور اس کا منہ بند نہ کرنا۔ تو میں نے اسے اس کی جگہ لٹکا دیا۔ پھر اس کپی سے برابر سب گھی کھاتے رہے یہاں تک کہ ان کی رحلت ہوئی اس کے بعد اس کو جو ناپا تو وہ پورے تیس صاع تھے۔ ذرہ بھر کم نہ ہوا تھا۔

گھی کی کپی، مشکیزہ آب، چکی اور شانہ

مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ام مالک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کپی میں گھی ہدیہ میں بھیجا کرتی تھی اور یہ کپی ان کے پاس رہا کرتی تھی۔ ان کے بچے آتے سالن مانگتے اگر ان کے پاس کچھ نہ ہوتا تو وہ اس کپی کے پاس جاتیں تو وہ اس میں گھی پاتیں۔ اس طرح ان کے پاس گھر میں ہمیشہ سالن رہا کرتا۔ ایک دن انہوں نے کپی کو نچوڑ لیا۔ پھر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں۔ حضور نے فرمایا کیا تم نے کپی کو نچوڑا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ فرمایا اگر تم اسے نہ نچوڑتیں تو اس میں ہمیشہ گھی پاتیں۔

ابن سعد نے بطریق ابوالزبیر حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے ام شریک رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ ان کے پاس گھی کی کپی تھی جس میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے گھی ہدیہ میں بھیجا کرتی تھیں۔ ایک دن ان کے بچوں نے ان سے گھی مانگا۔ گھی ان کے پاس نہ تھا تو وہ اٹھیں اور اس کپی کے پاس آ کر اسے دیکھا تو اس میں گھی بہہ رہا تھا۔ وہ کہتی ہیں میں نے بچوں کے آگے گھی رکھ دیا اور انہوں نے گھی سے کھایا۔ پھر وہ گئیں کہ دیکھیں کتنا گھی موجود ہے اور انہوں نے اسے انڈیل لیا تو وہ گھی ختم ہو گیا پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں۔ حضور نے ان سے فرمایا تم نے اسے انڈیل لیا ہے اگر تم اسے نہ انڈیلتیں تو تمہارے لئے وہ ہمیشہ موجود رہتا۔

ابن ابی شیبہ وطبرانی اور ابونعیم نے یحییٰ بن جعدہ سے انہوں نے ایک مرد سے جس نے ام مالک رضی اللہ عنہا انصاریہ سے حدیث روایت کی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گھی کی کپی لائیں۔ حضور نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا انہوں نے گھی نکال کر انہیں کپی واپس کر دی اور وہ اسے لے گئیں۔ جب اسے دیکھا تو وہ گھی سے لبریز تھی انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا آپ نے فرمایا یہ وہ برکت ہے جس کا ثواب اللہ تعالیٰ نے تمہیں جلد عطا فرما دیا۔

طبرانی وبیہقی نے ام اوس رضی اللہ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا میں نے اپنے گھی کو پگھلایا اور اسے کپی میں کر کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ بھیجا۔ حضور نے اسے قبول فرما کر تھوڑا سا گھی اس کپی میں رہنے دیا اور اس میں پھونک مار کر برکت کی دعا فرمائی اور فرمایا یہ کپی ام اوس رضی اللہ عنہا کو واپس کر دو تو لوگوں نے وہ کپی انہیں دیدی۔ جب ام اوس رضی اللہ عنہا نے کپی کو دیکھا تو وہ گھی سے بھری ہوئی تھی۔ انہوں نے گمان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا گھی قبول نہیں فرمایا ہے۔ وہ روہانسی شکل میں آئیں اور عرض کرنے لگیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے آپ ہی کے لئے گھی گرم کر کے بھیجا تھا تاکہ آپ نوش فرمائیں۔ ان کے یہ عرض کرنے پر حضور نے جان لیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمالی ہے وہ کپی بھر گئی ہے۔ حضور نے فرمایا جاؤ ان سے کہدو کہ وہ اس گھی کو کھائے اور برکت کی دعا مانگے۔ تو ام اوس رضی اللہ عنہا عہدی نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور زمانہ خلافت صدیقی، فاروقی اور عثمانی تک اسے کھاتی رہیں۔ یہاں تک کہ حضرت علی المرتضیٰ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان جو ہوا سو ہوا)۔

گھی کی ایک کپی سے گھی تقسیم کیا اور مہینوں کھایا

ابویعلی وطبرانی وابونعیم اور ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ان کی والدہ ام سلیم نے اپنی بکری کا گھی ایک کپی

میں جمع کیا اور اسے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ حضور نے گھی قبول فرما کر کپی انہیں واپس کردی اور ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کپی کو کھونٹی پر لٹکا دیا۔ اس کے بعد جب ام سلیم رضی اللہ عنہا نے دوبارہ کپی کو دیکھا تو وہ گھی سے لبریز تھی اور اس سے قطرے ٹپک رہے تھے۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے آ کر عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کیا تم اس سے تعجب کرتی ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس طرح کھلائے جس طرح اپنی نبی کو کھلاتا ہے۔ لہٰذا تم کھاؤ اور کھلاؤ۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آ کر تمام قابیں بھر کر گھی تقسیم کیا اور کپی میں اتنا گھی باقی رہا کہ ہم نے ایک یا دو مہینے کھایا۔

طبرانی و بیہقی اور ابونعیم نے بطریق کثیر بن زید محمد بن عمرو بن حمزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا کھانا صحابہ کے درمیان باری باری کے ساتھ تھا۔ ایک رات ایک کے یہاں دوسری رات دوسرے کے یہاں تو یہ سلسلہ مجھ تک پہنچا میں نے رسول اللہ ﷺ کے لئے کھانا تیار کیا اور اس کھانے کو لے کر جا کر پیش خدمت کیا میرے ہاتھ سے گھی کی کپی گر پڑی اور سارا گھی گر گیا۔ پریشان ہو کر میں نے اپنے دل میں کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا کھانا گر گیا ہے۔ مگر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کپی کے پاس جاؤ۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں شرم سے ہمت نہیں رکھتا۔ مگر میں گیا میں نے دیکھا کہ کپی سے قب قب کی آواز آ رہی ہے میں نے دل میں کہا یہ بچا ہوا گھی ہے جو کپی میں رہ گیا ہے اور میں نے کپی اٹھالی۔ میں نے دیکھا کہ وہ کپی اپنے دونوں دستوں تک بھری ہوئی ہے میں نے اس کا منہ بند کر دیا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور اس کا آپ سے ذکر کیا آپ نے فرمایا اگر تم اپنے حال پر رکھتے اور منہ بند نہ کرتے تو وہ کپی منہ تک بھر جاتی۔

ابن سعد نے کہا ہمیں سعید بن سلیمان نے ان سے خالد بن عبداللہ نے اس سے حصین نے ان سے سالم بن جعد نے روایت کی۔ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے دو شخصوں کو اپنے کسی کام سے بھیجا۔ ان دونوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارے پاس کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس سے ہم راستہ کا توشہ بنائیں۔ آپ نے فرمایا میرے پاس مشکیزہ لے آؤ تو وہ دونوں مشکیزہ لے آئے۔ راوی نے بیان کیا کہ حضور نے ہمیں ان کے بھرنے کا حکم دیا تو ہم انہیں بھر کے لائے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے منہ اپنے دست اقدس سے باندھے اور فرمایا اسے لے جاؤ۔ جب تم فلاں جگہ اور فلاں مقام میں پہنچو تو اللہ تعالیٰ تم دونوں کو رزق عطا فرمائے گا تو وہ دونوں گئے اور جب اس مقام میں پہنچے جہاں کا حضور نے حکم فرمایا تھا تو انہوں نے اپنے مشکیزے کھولے دیکھا کہ وہ دودھ اور بکری کا مکھن ہے۔ پھر ان دونوں نے اتنا کھایا کہ شکم سیر ہو گئے۔

بیہقی نے بطریق ابن سیرین حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ ایک شخص اپنی بیوی کے پاس آیا اور دیکھا کہ وہ بھوکی ہے تو وہ جنگل کی طرف نکلا اور اس نے دعا کی کہ اے خدا ہمیں ایسا رزق عطا فرما جسے ہم چکی میں پیس کر روٹی بنائیں تو اس نے دیکھا کہ ایک پیالہ روٹی سے بھرا ہوا نمودار ہوا اور چکی آٹا پیس رہی ہے اور تنور لکڑیوں سے گرم ہے پھر اس کا شوہر آیا اور اس نے بیوی سے پوچھا کیا تمہارے پاس کچھ ہے؟ اس نے کہا ہاں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رزق عطا فرمائی ہے اور چکی اٹھا کر اس کے گرد سے آٹا نکالا۔ اس شخص نے اس کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ سے کیا۔ آپ نے فرمایا اگر تم چکی کو گھومتا چھوڑ دیتے تو قیامت تک چلتی رہتی۔

بیہقی نے بطریق سعید بن ابو سعید حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انصار کا ایک شخص حاجتمند تھا ایک دن نکلا اور اس کی بیوی کے پاس کچھ نہ تھا۔ اس کی بیوی نے کہا کاش کہ میں اپنی چکی پیستی اور میرے تنور میں جلانے کے لئے لکڑیاں ہوتیں اور میرے ہمسایہ چکی کی آواز سنتے اور دھوئیں کو دیکھ کر گمان کرتے کہ ہمارے پاس کھانا ہے اور ہماری محتاجی کی حالت نہیں ہے تو پھر وہ اپنے تنور کے پاس گئی اور اسے گرم کیا اسی لمحہ چکی گھومنے لگی۔ اس کے شوہر نے آ کر چکی کی آواز سنی تو اس نے پوچھا کیا پیس رہی ہو؟ اس کی بیوی نے سارا واقعہ بیان کیا۔ وہ اندر چلی گئی تو چکی برابر پیس رہی تھی اور اس سے آٹا باہر آ رہا تھا تو گھر کا کوئی برتن آٹے سے بھرے بغیر نہ رہا۔ پھر وہ تنور کے پاس گئی تو اس نے تنور کو روٹی سے بھرا ہوا پایا۔ اس کے بعد اس کا شوہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور اس نے سارا حال عرض کیا۔ آپ نے پوچھا پھر تم نے چکی کے ساتھ کیا کیا؟ اس نے کہا میری بیوی نے چکی کو اٹھا کر صاف کر دیا۔ فرمایا اگر تم چکی کو اپنے حال پر چھوڑ دیتے تو وہ تمہاری زندگی بھر اسی طرح چلتی رہتی۔ اس کی سند صحیح ہے۔

امام احمد و دارمی' ابن سعد و طبرانی اور ابو نعیم نے بطریق شہر بن حوشب' ابو عبید سے روایت کی کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہانڈی پکائی۔ حضور نے ان سے فرمایا مجھے شانہ دو تو انہوں نے شانہ پیش کر دیا۔ پھر فرمایا مجھے شانہ دو تو انہوں نے دوسرا شانہ پیش کر دیا۔ پھر فرمایا مجھے شانہ دو۔ اس وقت میں نے عرض کیا یا نبی اللہ! بکری کے کتنے شانے ہوتے ہیں؟ آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر تم خاموش رہتے جو جتنی بار میں طلب کرتا تم مجھے دیئے جاتے۔

امام احمد و ابن سعد' ابو یعلی و طبرانی اور ابو نعیم و ابن عساکر نے چار سندوں کے ساتھ ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بکری ذبح کر کے پکائی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اے ابو رافع رضی اللہ عنہ بکری کا شانہ دو تو میں نے نکال کر پیش کیا۔ پھر فرمایا مجھے شانہ دو تو میں نے نکال کر آپ کو پیش کیا۔ پھر فرمایا مجھے شانہ دو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکری کے دو ہی شانے ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اگر تم خاموش رہتے تو جتنی بار میں طلب کرتا تم مجھے دیتے جاتے۔

ابو نعیم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک بکری پکائی گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے شانہ دو تو میں نے آپ کو شانہ پیش کیا۔ پھر فرمایا مجھے شانہ دو تو میں نے دوسرا شانہ پیش کر دیا پھر فرمایا مجھے شانہ دو تو اس وقت میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکری کے دو ہی شانے ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کاش تم اسے تلاش کرتے تو تم ضرور شانہ پاتے۔

ابو نعیم نے دوسری سند کے ساتھ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن بکری ذبح کی۔ آپ نے فرمایا اے بچے! اس کا شانہ لے آؤ تو وہ اس کا شانہ لے آیا پھر اس سے دوبارہ یہی فرمایا تو وہ دوبارہ لے آیا۔ پھر آپ نے سہ بارہ یہی فرمایا تو اس نے کہا یا رسول اللہ ایک ہی بکری ذبح کی گئی تھی اور میں نے دو شانے پیش کر چکا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم خاموش رہتے تو میں جتنی بار طلب کرتا تم پیش کرتے رہتے۔

ابو نعیم نے تیسری سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کے دو شانے طلب فرمائے اور اسے نوش فرمانے کے بعد تیسرا شانہ طلب فرمایا۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ بکری کے دو ہی شانے ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ اگر تم خاموش رہتے تو تم ضرور پاتے۔ ابو نعیم نے کہا یہ روایتیں اس پر

دلالت کرتی ہیں کہ آپ کو اس فضیلت سے باخبر کرنا مقصود تھا۔ جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی ہیں۔ وہ یہ کہ جن امور میں عادت الٰہی جاری نہیں ہے جب اس کا سوال کرتے ہیں تو حق تعالیٰ آپ کو خصوصیت کے ساتھ وہ فضیلت عطا فرما دیتا ہے۔

وہ کھانا جو جنت سے حضور ﷺ کے پاس بھیجا گیا

امام احمد و دارمی اور نسائی و حاکم نے صحیح بتا کر بزار و ابو یعلی اور طبرانی نے سلمہ رضی اللہ عنہ بن نفیل سکونی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک کسی کہنے والے نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ کے پاس آسمان سے کھانا اترا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ جنت سے کھانا آیا ہے۔ حضور نے فرمایا ہاں آیا ہے۔ اس نے دریافت کیا کہ کس طرح آیا۔ فرمایا تانبے کے بڑے برتن میں آیا ہے۔ پوچھا کیا وہ کھانا آپ سے بچ رہا تھا؟ فرمایا ہاں بچ رہا تھا۔ پوچھا وہ کیا ہوا؟ فرمایا وہ آسمان پر اٹھا لیا گیا اور مجھے وحی بھیجی گئی کہ میں وفات پانے والا ہوں اور میں تم میں زیادہ عرصے رہنے والا نہیں ہوں اور تم میرے بعد زیادہ عرصے رہو گے بلکہ بہت کم مدت رہو گے۔ یہاں تک کہ تم کہو گے اور تم ٹوٹ شکستہ حالت میں میرے پاس آؤ گے اور تم ایک دوسرے کا پیچھا کرو گے اور میرے روبرو قیامت ہے۔ دو موتیں شدید ہوں گی۔ اس کے بعد ایسے سال آئیں گے جن میں زلزلے اور فتنے ہوں گے۔ ذہبی نے مختصر المستدرک میں کہا ہے کہ یہ روایت غرائب الصحاح میں سے ہے۔

ابن عساکر نے بطریق حارث بن محمد روایت کی انہوں نے کہا مجھے ایک شخص نے جس کی کنیت ابو سعید ہے حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ میں مدینہ طیبہ آیا تو میں نے ایک شخص کو اس کے ساتھی سے کہتے سنا کہ آج رات رسول اللہ ﷺ کے لئے مہمانی کی گئی ہے۔ جب میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں پہنچا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے معلوم ہوا ہے کہ آج رات آپ کی مہمانی کی گئی ہے؟ فرمایا ہاں۔ میں نے پوچھا وہ کیسی مہمانی تھی؟ فرمایا وہ کھانا تھا جو مسخنہ یعنی تانبے کے بڑے دیگچے میں تھا۔ میں نے پوچھا بچا ہوا کھانا کیا ہوا؟ فرمایا وہ اٹھا لیا گیا۔

ابن عساکر نے بطریق حفص عمرو دمشقی عقیل بن خالد سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جبریل علیہ السلام آئے۔ انہوں نے کہا آپ کا رب آپ کو سلام فرماتا ہے اور مجھے اس خوشہ انگور کے ساتھ آپ کی خدمت میں بھیجا ہے تاکہ آپ اسے نوش فرمالیں تو رسول اللہ ﷺ نے اس خوشہ کو لے لیا۔ اس روایت میں جو حفص بن عمرو دمشقی ہیں وہ صاحب حدیث القطف (خوشہ انگور) کے نام سے مشہور ہیں۔ امام بخاری نے کہا کہ حفص پر وثوق نہیں کیا جا سکتا وہ سن ایک سو ستر میں فوت ہوئے ہیں۔

ابو عبد الرحمن سلمی نے ''کتاب الاطعمہ'' میں ایسی سند کے ساتھ جن میں کذاب ہے جوط بن مرہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ سے کسی نے دریافت کیا کہ کیا آپ کے پاس جنت سے کوئی طعام آیا ہے؟ فرمایا ہاں جبریل علیہ السلام جنت کے کھانوں میں سے خبیص (وہ طعام جو کھجور اور گھی سے تیار کیا جاتا ہے) لائے اور میں نے اسے کھایا۔ ابن حجر نے الاصابہ میں فرمایا کہ یہ حدیث موضوع ہے)۔

وہ معجزات جو بعض حیوانات کے سلسلے میں ظہور میں آئے

بیہقی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ بنی سلمہ کا ایک اونٹ پانی کھینچنے والا دیوانہ ہو گیا اور اس نے ان پر حملہ کیا اور باغ میں آنے سے باز رکھا۔ یہاں تک کہ کھجوروں کے درخت تشنہ ہو گئے تو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی۔ میری پریشانی کے ازالہ کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے جب آپ باغ کے دروازے پر پہنچے تو عرض کیا گیا یارسول اللہ! آپ اندر تشریف نہ لے جائیں ہمیں اونٹ کی طرف سے آپ پر خطرہ ہے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اندر چلو اور اب تمہیں کوئی خطرہ نہیں ہے جب اونٹ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو اپنے سر کو جھکائے چل کر آیا۔ یہاں تک کہ آپ کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا اور سجدہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے اونٹ کو پکڑ لو اور اس کے نکیل ڈال دو۔

بیہقی و ابونعیم نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو بیٹھے ہوئے تھے اچانک ایک شخص نے آ کر عرض کیا کہ فلاں قبیلہ کا پانی کھینچنے والا اونٹ بدمست ہو گیا ہے اور وہ ان کا نافرمان ہو گیا ہے یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دم اٹھے اور ہم حضور کے ساتھ چل دیئے۔ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ اونٹ کے نزدیک نہ جائیں۔ آپ پر ہمیں اس سے خطرہ ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست اقدس اس کے سر پر رکھا اور فرمایا اس کی نکیل لاؤ۔ نکیل لائی گئی اور آپ نے اپنے دست اقدس سے اس کے نکیل ڈالی اور فرمایا اونٹ کے مالک کو بلاؤ اسے بلا لیا گیا۔ آپ نے فرمایا اسے اچھا چارہ دو اور اس پر کام کی زیادہ مشقت نہ ڈالو۔

بیہقی و طبرانی اور ابونعیم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ کچھ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! باغ میں ہمارا ایک اونٹ ہے اس نے باغ پر قبضہ جما لیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف تشریف لے گئے اور اسے آواز دی کہ آ جائے تو وہ اونٹ اپنا سر جھکائے آیا۔ آپ نے اس کے نکیل ڈال کر اس کے مالک کو تھما دیا۔ اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا یہ اونٹ آپ کو جانتا ہے کہ آپ نبی ہیں؟ حضور نے فرمایا زمین و آسمان کے درمیان کوئی مخلوق ایسی نہیں ہے جو یہ نہ جانتی ہو کہ میں اللہ کا نبی ہوں۔ البتہ انسان اور جنات کفر کرتے ہیں۔

بیہقی نے بطریق حماد بن سلمہ روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے بنی قیس کے ایک بوڑھے شخص سے سنا وہ اپنے والد سے حدیث نقل کرتا ہے کہ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہمارے پاس بڑی سرکش اونٹنی تھی جس پر ہم قابو نہ پاتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس اونٹنی کے پاس گئے اور اس کے تھنوں پر دست اقدس پھیرا اور دودھ دوہ کر آپ نے پیا۔

ایک اونٹ کی شکایت سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم سے

ابن ابی شیبہ، بیہقی اور ابونعیم نے عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری شخص کے باغ میں تشریف لے گئے۔ آپ نے وہاں ایک اونٹ کو موجود پایا۔ اونٹ نے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو وہ بلبلانے لگا اور اس کی

آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ آپ نے دریافت فرمایا اس اونٹ کا مالک کون ہے تو ایک انصاری نوجوان آگے بڑھا اور عرض کیا یہ میرا اونٹ ہے۔ آپ نے فرمایا کیا تم اللہ تعالیٰ سے اس جانور کی بابت نہیں ڈرتے جسے اللہ تعالیٰ نے تمہارے ملک میں دیا ہے۔ یہ اونٹ مجھ سے شکایت کرتا ہے کہ تم اسے بھوکا رکھتے اور کام کی مشقت زیادہ لیتے ہو۔ امام احمد وابن ابی شیبہ ودارمی اور ابونعیم نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بنی نجار کے باغ میں گئے وہاں ایک اونٹ کو دیکھا کہ جو بھی باغ میں داخل ہوتا وہ اونٹ اس پر حملہ کر دیتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس آئے اور اسے آواز دی۔ وہ اونٹ ہونٹوں کو زمین پر رکھتا ہوا آیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نکیل لاؤ اور حضور نے اس کے نکیل ڈالی اور اس کے مالک کے حوالہ کر دیا۔ اس کے بعد متوجہ ہو کر فرمایا آسمان وزمین کے درمیان کوئی مخلوق ایسی نہیں ہے جو نہ جانتی ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ بجز انسان و جنات کے نافرمانوں کے۔

ابن سعد نے حسن سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آپ کی مسجد شریف میں بیٹھے ہوئے تھے اچانک ایک اونٹ بھاگتا ہوا آیا اور اس نے اپنا سر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آغوش میں رکھ دیا اور بلبلانے لگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اونٹ کہتا ہے کہ اس کا مالک ارادہ رکھتا ہے اسے ذبح کر کے وہ اپنے والد کی طرف سے کھانا دے اور اب اسے ذبح کر دے تو میرے پاس یہ فریاد لے کر آیا ہے اس کے بعد اس کا مالک آیا آپ نے اس سے دریافت فرمایا اور اس نے اپنے اسی ارادے کی خبر دی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے اس ارادہ سے باز رہنے کی سفارش کی کہ اسے ذبح نہ کرے تو اس نے ایسا ہی کیا۔

امام احمد وابونعیم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کی جماعت میں تشریف فرما تھے ایک اونٹ آیا اور اس نے آپ کو سجدہ کیا۔

بزار نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ میں تشریف لے گئے تو ایک اونٹ آیا اور اس نے آپ کو سجدہ کیا۔

اگر کسی شخص کو سجدہ سزاوار ہوتا تو بیوی کو سزاوار ہوتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے

ابونعیم نے ثعلبہ رضی اللہ عنہ بن ابی مالک سے روایت کہ انہوں نے کہا ایک آدمی نے بنی سلمہ سے ایسے اونٹ کو خریدا جس پر پانی لادا جاتا تھا اور اس نے اپنے شتر خانے میں باندھ دیا تاکہ اس پر بوجھ لادا جائے مگر اسے خارش ہوگئی اور کوئی شخص اتنی ہمت نہ رکھتا تھا کہ اونٹ کے پاس جائے جو بھی جاتا اسے وہ پاؤں سے کچلتا تھا وہ شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے اس کا ذکر کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے کھول دو۔ صحابہ نے عرض کیا اس کی جانب سے ہمیں آپ پر اندیشہ ہے؟ فرمایا اسے کھول دو تو انہوں نے اسے کھول دیا۔ اونٹ نے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو وہ سجدے میں گر گیا۔ لوگوں نے سبحان اللہ کہا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم اس جانور سے زیادہ مستحق ہیں کہ آپ کو سجدہ کریں۔ فرمایا اگر مخلوق میں کسی شخص کو سزاوار ہوتا کہ وہ اللہ کے سوا کسی کو سجدہ کرے تو عورت کو سزاوار ہوتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

طبرانی وابونعیم نے یعلی رضی اللہ عنہ بن مرہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے تو ایک اونٹ بلبلاتا ہوا آیا اور اس نے آپ کو سجدہ کیا۔ مسلمانوں نے یہ دیکھ کر عرض کیا کہ ہم زیادہ مستحق ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم سجدہ کریں۔ حضور نے فرمایا اگر اللہ کے سوا کسی دوسرے کو سجدہ کرنے کا حکم ہوتا تو یقیناً میں حکم دیتا کہ عورت اپنے شوہر کو ضرور سجدہ کرے۔ تم جانتے ہو کہ اونٹ کیا کہتا ہے؟ وہ کہتا ہے کہ اس نے اپنے مالکوں کی چالیس سال خدمت کی ہے یہاں تک کہ جب بوڑھا ہوگیا تو اس کا چارہ کم کر دیا اور اس کا کام بڑھا دیا اور جب ان کے یہاں شادی کا اہتمام ہوا تو چھری لے کر اسے ذبح کرنے کا ارادہ کرلیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے مالکوں کو بلایا اور ان سے اس کی فریاد بیان کی۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! خدا کی قسم اس نے سچ کہا آپ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ تم اسے میری خاطر چھوڑ دو۔

ابونعیم نے بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کہ ایک انصاری نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہمارا ایک اونٹ ہے جو گھر میں محبوس ہے ہم میں سے کوئی قدرت نہیں پاتا کہ اس کے قریب جائے اور اس کے نکیل ڈالے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ فوراً کھڑے ہوگئے اور ہم بھی حضور کے ساتھ چل دیے اور اس دروازے پر تشریف لاکر دروازہ کھولا جب اونٹ نے آپ کو دیکھا تو وہ آپ کے پاس آیا اور آپ کو سجدہ کیا اور اپنے سر کو زمین پر رکھ دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سر پر دست اقدس پھیرا پھر نکیل منگائی اور اس کے نکیل ڈال کر اس کے مالک کے حوالے کر دیا۔ پھر حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس نے آپ کو پہچان لیا کہ آپ اللہ کے نبی ہیں؟ فرمایا کوئی مخلوق ایسی نہیں ہے جو یہ نہ جانتی ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ البتہ جنات اور انسان کفر کرتے ہیں۔

ابونعیم نے بطریق ابوطلال حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک انصاری شخص کا ایک اونٹ تھا۔ وہ اونٹ اس سے بھڑک گیا۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرا ایک اونٹ ہے وہ مجھ سے بھڑک گیا ہے اور وہ میری زمین کے آخری کنارے میں ہے اور میں طاقت نہیں رکھتا کہ میں اس کے قریب جاؤں۔ خطرہ ہے کہ وہ مجھے پکڑ نہ لے تو حضور اس کی طرف تشریف لے گئے۔ جب اونٹ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھا تو وہ سامنے آکر بلبلانے لگا اور اس نے اپنی گردن ڈال دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو بیٹھ گیا اور اس کی دونوں آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ آپ نے فرمایا اے فلاں میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ اونٹ تیری شکایت کرتا ہے تو اس کے ساتھ اچھا برتاؤ نہیں کرتا۔ پھر وہ رسی لایا اور حضور نے اس کی گردن میں رسی ڈال دی اور امام احمد بو بزار اور ابونعیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے بھتیجے حفص کی سند کے ساتھ حضرت انس سے اس کی مانند روایت کی۔ اس میں ہے کہ اونٹ آیا اور اس نے حضور کے روبرو سجدہ کیا۔ یہ دیکھ کر آپ کے صحابہ نے عرض کیا یہ بے سمجھ جانور ہے ہم زیادہ مستحق ہیں کہ آپ کو سجدہ کریں۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ بالا جواب مرحمت فرمایا۔

ابونعیم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے وہاں دو اونٹ دیکھے جو کڑک کی مانند چلا رہے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں کے قریب گئے ان دونوں نے اپنی گردنیں زمین پر رکھ دیں۔ اس شخص نے بتایا جو آپ کے ساتھ تھا کہ دونوں نے آپ کو سجدہ کیا۔

مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ کیا آپ مجھ سے اس حال میں ملے کہ میری سواری تھک گئی تھی اور وہ چل نہیں رہی تھی۔ آپ نے مجھ سے فرمایا تمہارے اونٹ کو کیا ہو گیا ہے؟ میں نے عرض کیا بیمار ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تنبیہ فرمائی اور اس کے لئے دعا کی۔ اس کے بعد وہ اونٹ میرے آگے کے اونٹوں میں تیز رفتار ہو گیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اب تم اپنے اونٹ کو کیا خیال کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا بہت بہتر ہے اور اسے آپ کی برکت پہنچ گئی ہے۔

مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو کہیں بھیجا پھر وہ آپ کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میری اونٹنی نے مجھے تھکا دیا ہے وہ اٹھتی ہی نہیں تو حضور اس کے پاس آئے اور اسے ٹھوکر ماری۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے میں نے اس اونٹنی کو دیکھا کہ وہ چلانے والے سے آگے جا رہی تھی۔

ابن حبان نے کتاب الصحابہ میں اور حسن بن سفیان اور ابن ابی عاصم اور بغوی و طبرانی نے حکم بن ایوب سے جن کو ابن الحارث سلمی کہا جاتا ہے۔ روایت کی کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اچانک میری اونٹنی ہٹ کرنے لگی۔ حضور نے اسے جھڑکا اور وہ سب سے آگے دوڑنے لگی۔

حاکم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ ایک اعرابی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ لوگ میری طرف نسبت کرتے ہیں کہ میں نے اونٹ چرایا ہے اسی لمحہ اونٹنی دروازے کے پیچھے سے بولی قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو کرامت کے ساتھ مبعوث فرمایا یہ شخص میرا چور نہیں ہے اور اس کے سوا میرا کوئی مالک نہیں ہے۔ حاکم نے کہا اس کے راوی ثقہ ہیں اور اس میں یحییٰ بن عبد اللہ مصری ہیں جو عبد الرزاق سے روایت کرتے ہیں میں اس کو نہیں جانتا اور اس پر کوئی جرح نہیں ہے۔ ذہبی نے کہا کہ وہ شخص ہے جس نے اس روایت کی تخلیق کی ہے۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی اور بھی سندیں ہیں چنانچہ طبرانی نے ایسی سند کے ساتھ جس میں مجہول راوی ہیں حضرت زید رضی اللہ عنہ بن ثابت سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص آیا اور اس نے کہا اس اعرابی نے اس اونٹ کو چرایا ہے۔ اس وقت اونٹ نے ایک ساعت آواز دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ کی طرف کان لگائے سنتے رہے اس کے بعد فرمایا اے شخص تو اس الزام سے باز آجا۔ یہ اونٹ تیرے خلاف بیان دیتا ہے کہ تو جھوٹا ہے۔ ابن شاہین اور ابن مندہ نے مطلب بن عبد اللہ سے روایت کی انہوں نے کہا میں نے حارث رضی اللہ عنہ بن سواء کے بیٹوں سے کہا تمہارے والد وہی ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت سے انکار کیا تھا۔ انہوں نے کہا ایسا نہ کہو بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک اونٹنی عطا فرمائی تھی اور فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اس میں برکت دے گا تو ہم جتنے اونٹوں کو ہانک رہے ہیں وہ سب اسی اونٹنی کی نسل سے ہیں۔

ابن سعد و بیہقی اور ابو نعیم و ابن سکن نے نافع رضی اللہ عنہ بن حارث بن کلاوہ سے روایت کی کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چار سو مسلمانوں کے لشکر میں تھے۔ آپ نے ہمیں ایسی جگہ اتارا جہاں پانی نہ تھا۔ لوگوں کو تشنگی نے بے چین کر دیا۔ اچانک ایک بکری سامنے آئی۔ یہاں تک کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچی۔ اس کے سینگ بڑے بڑے اور تیز تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دوہا اور تمام لشکر اس سے

سیراب ہو گیا پھر فرمایا اے نافع! رضی اللہ عنہ اس کے مالک بن جاؤ مگر میں دیکھ رہا ہوں کہ تم اس کے مالک نہ رہ سکو گے۔ تو میں نے ایک لکڑی لی اور اسے زمین میں گاڑا اور رسی لیکر اس بھیڑ کو اس سے مضبوط باندھ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آرام فرمایا اور تمام لوگ بھی سو گئے اور میں بھی سو گیا جب میں بیدار ہوا تو میں نے دیکھا کہ رسی کھلی پڑی ہے اور بھیڑ موجود نہیں ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حال عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کیا میں نے تم سے نہ فرمایا تھا کہ تم اس کے مالک نہ رہ سکو گے۔ کیونکہ جس نے اسے بھیجا تھا وہی اسے لے گیا ہے۔

ابن عدی و بیہقی اور طبرانی و ابونعیم نے بطریق الحسن' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے غلام سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے اور ہم نے ایک منزل پر قیام کیا۔ رسول اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اے سعد! رضی اللہ عنہ فلاں جگہ پر بھیڑ کو دودھ لو۔ درانحالیکہ اس جگہ کوئی بھیڑ موجود نہ تھی مگر میں گیا دیکھا کہ وہاں دودھ سے بھری ہوئی بھیڑ موجود تھی تو میں نے اس کا دودھ دوہا اور میں نہیں جانتا کہ میں نے کتنا دودھ دوہا اور میں نے اس بھیڑ کو حفاظت سے باندھ دیا اور میں نے لوگوں سے اس کی حفاظت کی تاکید بھی کر دی مگر جب ہم کوچ کرنے کی تیاری میں مشغول ہوئے تو وہ بھیڑ غائب ہو گئی۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ وہ بھیڑ تو غائب ہو گئی۔ فرمایا اس کا رب اسے لے گیا۔

طیالسی و ابن سعد اور بیہقی نے خباب رضی اللہ عنہ بن ارت کی بیٹی سے روایت کی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بکری لائیں اور حضور نے اس کے پاؤں باندھ کر اسے دوہا اور فرمایا تمہارے پاس بڑے سے بڑا برتن جو ہے اسے لے آؤ تو میں آٹے کا لگن آپ کے پاس لے گئی آپ نے اس میں دوہا۔ یہاں تک کہ وہ بھر گیا۔ پھر آپ نے فرمایا تم بھی پیو اور اپنے ہمسایوں کو بھی پلاؤ چنانچہ ہم اس بکری کو حضور کے پاس لے جایا کرتے تھے اور ہمیں خوب فراخی ہوئی۔ یہاں تک کہ میرے والد صاحب جب آئے اور انہوں نے اسے پکڑ کر اس کے پاؤں باندھے اور اسے دوہا تو دودھ میں اپنی پہلی حالت پر وہ آ گئی۔ اس پر میری والدہ نے کہا کہ تم نے ہم پر ہماری بکری کو خراب کر دیا انہوں نے پوچھا یہ کس طرح؟ انہوں نے کہا یہ بکری اتنا دودھ دیا کرتی تھی کہ یہ بڑا لگن دودھ سے بھر جایا کرتا تھا۔ انہوں نے پوچھا کون اس بکری کو دوہا کرتا تھا؟ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے دوہا کرتے تھے۔ انہوں نے کہا کیا تم نے مجھے حضور کی برابر ٹھہرایا ہے؟ خدا کی قسم حضور بڑی برکت والے ہیں۔

ابن ابی شیبہ اور احمد و طبرانی اور ابن سعد نے حضرت خباب رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سب کی دیکھ بھال کیا کرتے تھے اور حضور نے ہمارے لئے ایک بکری کا دودھ دوہا اور بڑے لگن میں دودھ دوہتے تھے اور وہ بھر جاتا تھا جب حضرت خباب رضی اللہ عنہ واپس آئے اور انہوں نے اسے دوہا تو وہ بکری دودھ میں اپنی پہلی حالت پر لوٹ آئی۔

ابونعیم نے ابوقرصافہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میرے سلام کا ابتدائی واقعہ یہ تھا کہ میں اپنی والدہ اور خالہ کے یہاں مقیم تھا اور میں اپنی بکریاں چرایا کرتا تھا۔ میری خالہ اکثر مجھے سے کہا کرتی تھیں کہ اے بیٹے فلاں شخص کے قریب سے نہ گزرنا اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس مراد لیتیں تھیں اور کہتیں وہ تمہیں اغوا کر لے گا اور تمہیں گمراہ کر دے گا مگر میں اپنی بکریوں کو چراگاہ لے جاتا اور انہیں چرتا ہوا چھوڑ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو جاتا اور میں آپ کی بارگاہ میں رہتا اور آپ کی باتیں سنا کرتا

پھر شام کو میں اپنی بکریاں لے کر گھر جاتا تو ان کے تھن دودھ سے خشک ہوتے مجھ سے میری خالہ نے کہا کیا بات ہے کہ تمہاری بکریوں کے تھن دودھ سے خشک ہیں۔ میں نے کہا میں نہیں جانتا۔ اس کے بعد میں نے دوسرے دن بھی ایسا ہی کیا۔ پھر تیسرے دن بھی ایسا ہی کیا اور میں مسلمان ہو گیا اور میں نے حضور سے اپنی خالہ کی شکایت کی اور اپنی بکریوں کا حال عرض کیا آپ نے فرمایا اپنی بکریاں میرے پاس لے آؤ تو میں ان کو حضور کے پاس لے گیا اور آپ نے ان کے تھنوں پر اور ان کی پشتوں پر دست اقدس پھیرا اور ان میں برکت کی دعا کی تو وہ دودھ اور مکھن سے بھر گئیں۔ جب میں اپنی خالہ کے پاس ان کو لے کر گیا تو انہوں نے کہا اے بیٹے ایسا ہی چرایا کرو۔ اس وقت میں نے انہیں سارا واقعہ بتایا پھر وہ اور میری والدہ مسلمان ہو گئیں۔

مسلم نے مقداد رضی اللہ عنہ بن الاسود سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں اور میرے دو رفیق قریب تھا کہ فاقہ کشی اور تنگدستی سے ہماری سماعت اور ہماری بصارت جاتی رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قیام گاہ میں ہمیں پناہ دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دودھ ہمارے درمیان تقسیم کیا کرتے تھے اور ہم حضور کے حصہ کا دودھ اٹھا کر رکھ لیا کرتے تھے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے تو اس طرح سلام فرماتے کہ جاگنے والا سنتا اور سونے والا بیدار نہ ہوتا۔ تو مجھ سے شیطان نے کہا کہ کاش تو یہ چند گھونٹ پی لے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تو انصار تحفے لا کر پیش کرتے ہیں تو میں اسی وسوسہ میں مبتلا رہا حتی کہ میں نے حضور کے حصہ کا دودھ پی لیا جب میں نے پی لیا تو مجھے ندامت ہوئی اور میں نے دل میں کہا کہ یہ تو نے کیا کیا؟ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں گے اور حصہ کا دودھ نہ پائیں گے تو تجھ پر بددعا کریں گے اور تو ہلاک ہو جائے گا۔ اسی دوران نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے جیسا کہ آپ آیا کرتے تھے اور آپ نے نماز پڑھی جس قدر اللہ تعالیٰ نے چاہا پھر دودھ کے پیالہ کی طرف نظر فرمائی مگر آپ نے اس میں کچھ نہ دیکھا۔ اس وقت آپ نے اپنا دست اقدس اٹھایا میں نے اپنے دل میں کہا اب مجھے بددعا کریں گے اور میں ہلاک ہو جاؤں گا۔ مگر حضور نے یہ دعا کی "اللھم اطعم من اطعمنی واسق من سقانی" پھر میں پیالہ لے کر ان بکریوں کی طرف گیا کہ دیکھوں کون سی بکری موٹی اور فربہ ہے تاکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اس سے غذا حاصل کروں تو میں نے دیکھا کہ تمام بکریاں دودھ سے لبریز ہیں اور میں نے اہل بیت نبوت کے لئے دودھ کا پیالہ لے کر اس سے اتنا دودھ دوہا کہ اس پر جھاگ آ گئی۔

بیہقی نے ابوالعالیہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نو گھروں کی طرف بھیجا اور کھانا طلب فرمایا۔ آپ کے پاس آپ کے بکثرت صحابہ بیٹھے ہوئے تھے مگر کھانا کسی کے ہاں نہ ملا۔ پھر آپ نے گھر میں بکری کا ایک بچہ دیکھا جس نے ابھی تک بچہ جنا ہی نہ تھا اور آپ نے اس کے تھنوں کی جگہ پر دست اقدس پھیرا اور راوی نے کہا کہ تھن دودھ سے اتنے دراز ہو گئے کہ اس کے پاؤں تک لٹک آئے پھر آپ نے قاب طلب فرمائی اور اس میں دوہ کر اپنے گھروں کی طرف ایک ایک قاب دودھ بھیجا۔ پھر دوہا اور تمام صحابہ نے اسے پیا۔

عبدالرزاق نے المصنف میں کہا کہ ہمیں محمد بن راشد نے خبر دی۔ انہوں نے کہا مجھ سے الوضین بن عطا نے حدیث بیان کی کہ ایک قصاب نے بکری کے گلہ کا دروازہ کھولا تاکہ بکری کو پکڑ کر ذبح کرے مگر بکری اس سے چھوٹ کر بھاگ پڑی اور سیدھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی۔ اس کے پیچھے وہ قصاب بھی آیا اور اس کے پاؤں پکڑ کر کھینچنے لگا حضور نے بکری سے فرمایا حکم الٰہی پر تو صبر کر اور

ملا ئے قصاب! تم بکری کو اس کی طرف نرمی کے ساتھ لے کر جاؤ۔

ابو نعیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے اور آپ کے ساتھ حضرات ابو بکر و عمر اور بہت سے انصاری صحابہ تھے۔ باغ میں ایک بکری تھی اور اس نے آپ کو سجدہ کیا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو سجدہ کرنے کے اس بکری سے زیادہ ہم مستحق ہیں آپ نے فرمایا میری امت میں کسی کے لئے سزاوار نہیں کہ وہ کسی کو سجدہ کرے۔ اگر کسی کو کسی کے لئے سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں ضرور عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

قصہ غزال

طبرانی نے الکبیر میں اور ابو نعیم نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحراء میں تھے۔ اچانک کسی نے پکارا یا رسول اللہ! حضور نے متوجہ ہو کر دیکھا مگر کوئی نظر نہ آیا۔ پھر دوسری طرف متوجہ ہو کر دیکھا تو بندھی ہوئی ایک ہرنی نظر آئی اس نے کہا یا رسول اللہ میرے قریب تشریف لائیں تو قریب آ گئے اور فرمایا تیری کیا حاجت ہے؟ ہرنی نے کہا اس پہاڑ میں میرے دو بچے ہیں آپ مجھے کھول دیجئے میں ان دونوں کو دودھ پلا کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گی۔ حضور نے فرمایا کیا تو ایسا کرے گی؟ ہرنی نے کہا اگر میں ایسا نہ کروں تو اللہ تعالیٰ مجھے عشار کا عذاب دے (عشار ایسی حاملہ اونٹنی کو کہتے ہیں جس کا وضع حمل دس ماہ گزر جانے کے بعد بھی نہ ہوا اور اس پر بوجھ لادا جائے اور وہ تکلیف سے فریاد کرے) تو حضور نے اسے کھول دیا اور اس نے جا کر اپنے بچوں کو دودھ پلایا اور اس کے بعد وہ آ گئی اور حضور نے اسے باندھ دیا۔ اس دوران وہ اعرابی بیدار ہو گیا اور اس نے دیکھ کر عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کو کوئی کام ہے۔ فرمایا ہاں وہ یہ کہ اس ہرنی کو چھوڑ دے اور اس نے اسے چھوڑ دیا۔ وہ کودتی ہوئی جا رہی تھی اور یہ کہہ رہی تھی ''اشھدان لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ'' (اس روایت کی سند میں اغلب بن تمیم ہے جو ضعیف ہے لیکن حدیث کی متعدد سندیں اس بات کی شہادت دیتی ہیں کہ یہ قصہ بے اصل نہیں ہے)۔

طبرانی نے اوسط میں اور ابو نعیم نے بطریق صالح المری روایت کی وہ ضعیف ہے اور انہوں نے ثابت سے اور انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں پر گزرے جنہوں نے ہرنی پکڑ رکھی تھی اور اسے خیمہ کی چوب سے باندھ رکھا تھا۔ ہرنی نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے دو بچے ہیں مجھے اجازت دیجئے کہ میں جا کر انہیں دودھ پلا کر آ جاؤں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! اسے چھوڑ دو تا کہ یہ اپنے بچوں کو دودھ پلا دے پھر یہ تمہارے پاس آ جائے گی۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے اس کی کون ضمانت لیتا ہے حضور نے فرمایا میں ضامن ہوں تو انہوں نے اسے چھوڑ دیا وہ گئی اور دودھ پلا کر ان کے پاس واپس آ گئی اور انہوں نے اسے باندھ دیا۔ حضور نے فرمایا تم اسے فروخت کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ آپ ہی کی ہے پھر انہوں نے اسے کھول کر چھوڑ دیا اور وہ چلی گئی۔

بیہقی نے ابو سعید رضی اللہ عنہ خدری سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہرنی پر گزرے جو خیمہ کی چوب سے بندھی

ہوئی تھی۔ ہرنی نے کہا یا رسول اللہ! مجھے کھول دیجئے تاکہ میں اپنے دونوں بچوں کو جا کر دودھ پلا آؤں۔ جب آ جاؤں تو آپ مجھے باندھ دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو ایک قوم کا شکار ہے اور ایک قوم کی باندھی ہوئی ہے۔ آپ نے اس سے عہد لیا اور اس نے قسم کھائی آپ نے اسے کھول دیا تھوڑی دیر کے بعد وہ اس حال میں واپس آئی کہ اس کے تھنوں سے دودھ ٹپک رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے باندھ دیا اسی دوران وہ لوگ آ گئے۔ حضور نے ہرنی کو ان سے طلب فرمایا اور انہوں نے آپ کو ہبہ کر دیا۔ حضور نے اسے کھول کر آزاد کر دیا۔

بیہقی و ابونعیم نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ مدینہ منورہ کے ایک راستے سے گزر رہے تھے اور ہمارا گزر ایک اعرابی کے خیمہ کی طرف سے ہوا۔ دیکھا کہ خیمہ کی چوب سے ایک ہرنی بندھی ہوئی ہے اس ہرنی نے کہا اس اعرابی نے مجھے گرفتار کیا ہے اور جنگل میں میرے دو بچے ہیں اور میرے تھنوں میں دودھ جم گیا ہے۔ یہ اعرابی نہ مجھے ذبح کرتا ہے کہ میں اس تکلیف سے خلاصی پاؤں اور نہ مجھے آزاد کرتا ہے کہ میں جا کر اپنے بچوں کو دودھ پلاؤں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا اگر میں تجھے چھوڑ دوں تو کیا تو واپس آ جائے گی؟ اس نے کہا ضرور واپس آؤں گی ورنہ اللہ تعالیٰ مجھے عشار کا عذاب دے گا۔ تو حضور نے اسے چھوڑ دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ ہرنی اپنی زبان چاٹتی ہوئی آ گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے خیمہ کی چوب سے اسے باندھ دیا۔ اتنے میں اعرابی آ گیا اس کے ساتھ مشکیزہ تھا۔ حضور نے اس سے فرمایا کیا تو ہرنی کو میرے ہاتھ فروخت کرتا ہے۔ اس نے کہا یا رسول اللہ آپ ہی کی ہے تو حضور نے اسے آزاد کر دیا۔ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے کہا خدا کی قسم! میں نے اسے دیکھا کہ وہ جنگل میں چرتی تھی اور کہتی جاتی تھی کہ ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔''

واقعہ گرگ

امام احمد و ابن سعد و بزار نے اور حاکم و بیہقی دونوں نے صحیح بتا کر اور ابونعیم نے متعدد سندوں کے ساتھ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حرہ میں ایک چرواہا بکریاں چرا رہا تھا اچانک بھیڑیا اس کی بکریوں میں سے ایک بکری پر لپکا تو چرواہا بکری اور بھیڑیے کے درمیان حائل ہو گیا۔ بھیڑیا اپنی دم پر بیٹھ گیا۔ اس کے بعد اس نے چرواہے سے کہا کیا تو خدا سے نہیں ڈرتا کہ میرے اور اس رزق کے درمیان جسے اللہ نے میری طرف بھیجا حائل ہوتا ہے؟ چرواہے نے کہا تعجب ہے کہ بھیڑیا انسانوں جیسی بات کرتا ہے۔ بھیڑیے نے کہا کیا میں اس سے زیادہ تعجب کی بات نہ بتاؤں وہ یہ کہ رسول اللہ ﷺ ان دونوں پہاڑوں کے درمیان گزشتہ واقعات کی خبریں لوگوں کو بتا رہے ہیں۔ یہ سن کر اس چرواہے نے اپنی بکریوں کو ہانک دیا اور خود مدینہ منورہ چل دیا اور رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور اس نے بھیڑیے کی بات بیان کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اس نے سچ کہا اس نے سچ کہا لوگو سن لو انسانوں سے درندوں کا بات کرنا قیامت کی علامتوں میں سے ایک ہے اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے قیامت اس وقت تک قائم نہ ہو گی جب تک درندے انسانوں سے بات نہ کریں اور مرد سے اس کی جوتی کا تسمہ اور اس کے کوڑے کا پھندنا بات کرے گا اور اس کی ران اسے وہ بات بتائے گی جو اس کے جانے کے بعد اس کی بیوی سے رونما ہوئی ہو گی۔

بخاری نے تاریخ میں اور بیہقی وابونعیم نے اہبان رضی اللہ عنہ بن اوس سے روایت کی کہ وہ اپنی بکریوں کی گلہ بانی پر تھے ان کی ایک بکری پر بھیڑیے نے حملہ کیا اور وہ اس پر جھپٹے تو وہ اپنی دم پر بیٹھ گیا۔ اہبان رضی اللہ عنہ نے کہا پھر بھیڑیے نے مجھے مخاطب کر کے کہا جس دن تو بکریوں سے غافل ہوگا اس دن تیری بکریوں کا کون محافظ ہوگا تو مجھ سے وہ رزق چھینتا ہے جسے اللہ نے میرا رزق بنایا ہے میں نے کہا خدا کی قسم! میں نے اس سے تعجب کی کوئی بات نہیں دیکھی کہ بھیڑیا انسانوں جیسی بات کرتا ہے) بھیڑیے نے کہا اس سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان باغوں کے درمیان لوگوں کو زمانہ ماضی کی باتیں بتا رہے ہیں اور جو آئندہ ہوگا اس کی خبریں دے رہے ہیں اور وہ اللہ کی طرف بلا رہے ہیں اور اس کی عبادت کی دعوت دے رہے ہیں یہ سن کر اہبان رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اس کی آپ کو خبر دی اور مسلمان ہوئے۔

ابن عدی و بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کہ انہوں نے کہا کہ ایک چرواہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں اپنی بکریوں کی گلہ بانی پر تھا۔ اچانک بھیڑیے نے اس سے کہا کہ کیا تو اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا تو میری اس خوراک کو چھینتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے میرا رزق بنایا۔ چرواہے نے کہا کہ تعجب ہے کہ بھیڑیا بات کرتا ہے۔ بھیڑیے نے کہا میری بات کرنے سے زیادہ تعجب کی بات میں تجھے نہ بتاؤں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نخلستان میں اولین و آخرین کی باتیں لوگوں سے بیان فرما رہے ہیں۔ اس کے بعد چرواہا چلا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر ہوا اور اس خبر کو سنا کر اسلام قبول کیا۔

ابونعیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ تبوک میں تھا میں نے اپنی بکریاں باندھیں تو بھیڑیا آیا اور اس نے ان میں سے ایک بکری پکڑ لی۔ چرواہے اس کے پیچھے دوڑے۔ بھیڑیے نے کہا تم لوگ مجھ سے اس لقمہ کو چھینتے ہوئے جسے اللہ تعالیٰ نے مجھے عنایت فرمایا۔ بھیڑیے کو باتیں کرتا سن کر چرواہے مبہوت ہو گئے۔ بھیڑیے نے کہا بھیڑیے کی باتیں کرنے سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی ہے۔

امام احمد وابونعیم نے بسند صحیح ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ بکریوں کے چرواہے کی طرف بھیڑیا آیا اور اس نے بکری پکڑ لی اور چرواہے نے کوشش کر کے اس سے بکری چھین لی۔ راوی نے کہا کہ بھیڑیا ایک ٹیلہ پر چڑھا اور اپنی دم پر بیٹھ گیا اور اس نے کہا میں نے اس رزق کو چاہا جسے اللہ نے میری خوراک بنائی تم نے مجھ سے اسے چھین لیا۔ چرواہے نے یہ سن کر کہا قسم ہے خدا کی! میں نے آج کی مانند بھیڑیے کو باتیں کرتا نہیں دیکھا۔ بھیڑیے نے کہا اس سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ ایک شخص دونوں پہاڑوں کے درمیان میں ہے وہ تم کو گزشتہ اور آئندہ کی خبریں بتاتا ہے۔ وہ چرواہا یہودی تھا وہ بارگاہ نبوت میں آیا اور حضور کو واقعہ سنایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصدیق فرمائی۔

رافع رضی اللہ عنہ بن عمیرہ طائی نے بھیڑیے کی تنبیہ کے بعد اسلام قبول کیا

ابن عساکر نے محمد بن جعفر بن خالد دمشقی سے ایک روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت رافع رضی اللہ عنہ بن عمیرہ طائی کی بابت لوگوں کا خیال ہے کہ ان سے بھیڑیے نے بات کی ہے وہ اپنی بھیڑوں میں تھے اور انہیں چرا رہے تھے تو بھیڑیے نے ان کو رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بلایا اور ان سے ملنے کی اس نے تاکید کی۔ رافع کے چند اشعار ہیں جس میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔

رعیت الضان احمیها زمانا — من الضبع الخفی و کل ذیب

فلما ان سمعت الذیب نادی — یبشرنی باحمد من قریب

سعیت الیه قد شمرت ثوبی — عن الساقین قصدۃ للرکیب

فالفیت النبی یقول قولا — صدوقا لیس یا لقول الکذب

فبشرنی الدین الحق حتی — تبینت الشریعة للمنیب

وابصرت الضیاء یضیء حولی — امامی ان سعیت وعن جنوبی

الا بلغ بنی عمرو بن عوف — واخوتهم جدیلة ان اجیبی

دعاء المصطفی لاشک فیه — فانک ان اجبت فلن تخیبی

یعنی میں نے بھیڑوں کو چرایا اور ان کی حفاظت پوشیدہ گھوں اور بھیڑیے سے ایک زمانہ تک کرتا رہا۔ جب میں نے سنا کہ بھیڑیا مجھے پکارتا ہے اور احمد مجتبیٰ کی بشارت مجھے قریب سے دیتا ہے تو میں ان کی طرف دوڑا اور اپنی پنڈلیوں سے تہبند کو باندھا اور سفر کا قصد کیا اور میں نے حضور کو اس حال میں پایا کہ آپ سچی بات بتاتے تھے جس میں قطعاً جھوٹ نہ تھا اور آپ نے مجھے دین حق کی بشارت دی۔ یہاں تک کہ شریعت توبہ کرنے والے پر واضح ہوگئی اور میں نے وہ روشنی دیکھی جس سے میرا گردو پیش روشن ہوگیا اگر میں چلوں تو میرے آگے بھی اور میرے دونوں پہلو میں بھی۔ اے سننے والے میری یہ بات عمرو بن عوف کے قبیلے والوں کو پہنچا دے جو جدیلہ کے بھائی ہیں کہ وہ میرا کہا مانیں۔ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی دعوت حق ہے۔ اس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے اگر تم قبول کرلو گے تو تمہیں کوئی نقصان نہ ہوگا۔

بزار وسعید بن منصور اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیڑیا آیا اور وہ حضور کے روبرو اپنی دم پر بیٹھ گیا۔ پھر وہ اپنی دم کو ہلانے لگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ملاحظہ فرما کر فرمایا کہ یہ بھیڑیوں کا قاصد ہے جو تم سے سوال کرتا ہے کہ اس کے لئے اپنے اموال سے کچھ حصہ مقرر کردو۔

بیہقی وابو نعیم نے بطریق زہری حمزہ رضی اللہ عنہ بن ابی اسید سے روایت کی۔ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے جنازہ میں تشریف لے گئے تو سر راہ حضور نے ایک بھیڑیے کو اپنے پاؤں پھیلائے ہوئے دیکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بھیڑیا اپنا حصہ چاہتا ہے۔ لہٰذا تم اس کے لئے کچھ مقرر کردو۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی رائے مبارک کیا ہے؟ ہر سال ہر ریوڑ میں سے ایک بکری مقرر کردی جائے۔ صحابہ نے عرض کیا زیادہ ہے پھر آپ نے بھیڑیے کیطرف اشارہ کرکے فرمایا تو ان کی بکریوں میں سے اچک لے جایا کر۔ پھر بھیڑیا چلا گیا۔

ابن سعد وابو نعیم نے مطلب رضی اللہ عنہ بن عبداللہ بن حطب سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں اپنے صحابہ میں جلوہ افروز تھے کہ اچانک بھیڑیا سامنے آیا اور اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو کھڑے ہو کر کچھ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

یہ تمہاری طرف درندوں کا قاصد ہے اگر تم پسند کرو تو اس کے لئے کچھ حصہ مقرر کردو تا کہ اس کے سوا وہ تجاوز نہ کرے اور اگر تم اس کو اس کی مرضی پر چھوڑتے ہو تو تم اس سے ڈرتے رہو گے اور یہ جو رزق پکڑے وہ اس کی خوراک ہو۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے دل تو بخوشی اس کا کچھ حصہ مقرر کرنے کو نہیں چاہتے۔ اس پر حضور نے اس کی طرف تین انگلیوں سے اشارہ فرمایا اور بتایا کہ اب اچکنا ہی تیرا حصہ ہے یہ سن کر وہ پلٹ کر چلا گیا اور وہ دم ہلاتا جاتا تھا۔

دارمی و ابن منیع نے اپنی مسند میں اور ابونعیم نے بطریق شمر بن عطیہ ایک مزنی یا جہنی شخص سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فجر کی نماز پڑھائی تو آپ نے تقریباً ایک سو بھیڑیوں کو اپنی دموں پر بیٹھا دیکھا۔ جو بھیڑیوں کے قاصد تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا اپنے اموال میں سے ان کے لئے کچھ حصہ مقرر کر سکتے ہو؟ اور ماسوا مال سے تم مامون و محفوظ رہ سکتے ہو؟ لوگوں نے شکایت کی کہ ہم خود حاجتمند ہیں۔ حضور نے فرمایا ان کو جانے کی اجازت دے دو۔ تو انہوں نے انہیں اجازت دے دی اور وہ چلے گئے اور وہ بولتے جاتے تھے۔

واقدی و ابونعیم نے سلیمان بن یسار سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کوہ حرق پر تشریف لائے۔ اچانک ایک بھیڑیا حضور کے روبرو آکے کھڑا ہوا۔ حضور نے فرمایا اس بھیڑیے کا نام اویس ہے۔ یہ ہر روز سے ایک بکری مانگتا ہے مگر لوگوں نے انکار کیا۔ پھر حضور نے اپنی انگلی سے اشارہ کیا اور وہ پلٹ کر چلا گیا۔

بیہقی و ابونعیم اور ابوالشیخ نے کتاب العظمۃ میں حضرت ابن مسعود سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ ہم ایک درخت کے قریب گئے تو اس میں حمرۃ کا گھونسلہ تھا (حمرہ چڑیا کی مانند چھوٹا سا پرندہ ہے) ہم نے اس کے دونوں بچے پکڑ لئے تو حمرہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بار بار آتی اور کچھ بولتی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کس شخص نے اس کے دونوں بچے پکڑ کر اسے دکھ پہنچایا ہے ہم نے عرض کیا کہ ہم نے پکڑے ہیں۔ فرمایا انہیں اس کے گھونسلے میں رکھ دو تو ہم نے انہیں اس کی جگہ رکھ دیا۔

امام احمد و ابویعلی اور بزار و طبرانی نے اوسط میں اور بیہقی و ابونعیم نے اور دارقطنی و ابن عساکر نے کئی سندوں کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت کا ایک وحشی جانور تھا جب رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لے جاتے تو وہ اچھلتا کودتا آتا جاتا اور کھیل کود کرتا اور جب رسول اللہ ﷺ اندر تشریف لے آتے تو خاموش بیٹھ جاتا اور اچھل کود نہ کرتا۔ جب تک رسول اللہ ﷺ گھر میں تشریف رکھتے۔ ہیثمی نے اس روایت کو صحیح بتایا۔

بیہقی نے جعیل سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ میں تھا اور میری گھوڑی بوڑھی اور کمزور تھی اس لئے میں سب لوگوں سے پیچھے کی جماعت میں تھا۔ رسول اللہ ﷺ مجھ سے ملے اور فرمایا اے گھوڑے والے آگے بڑھو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میری یہ گھوڑی بوڑھی اور کمزور ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے کوڑا اٹھایا جو آپ کے پاس تھا اور اس گھوڑی کے مارا اور دعا کی۔ اے خدا اس کے لئے اس گھوڑی میں برکت دے تو میں نے دیکھا کہ میں اس کا سر روک نہیں سکتا تھا اور وہ سب سے آگے بڑھ گئی اور اس کے پیٹ سے جو بچے پیدا ہوئے ان کو میں نے بارہ ہزار میں فروخت کیا۔

شیخین نے بطریق حماد بن زید' ثابت سے انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ احسن الناس' اجود الناس اور اشجع الناس تھے۔ ایک رات اہل مدینہ نے ڈراونی آواز سنی تو حضور اکرم ﷺ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کی گھوڑی پر بغیر زین کے سوار ہو کر تشریف لے گئے۔ جب لوگ باہر نکلے تو انہوں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ ان سے پہلے اس آواز کی طرف تشریف لے جا چکے ہیں اور آپ خبر کی تحقیق فرما چکے ہیں اور آپ فرما رہے تھے کہ ہرگز کوئی خوف نہ کرو اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہم نے اس گھوڑے کو دریا پایا یہ فرمایا یہ دریا ہے۔ حماد نے کہا کہ مجھ سے ثابتؒ نے حدیث بیان کی یا یہ کہا کہ ثابت سے دوسرے راوی کے ذریعہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے اور انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی سواری کے بعد اس گھوڑے سے آگے کوئی گھوڑا نہ بڑھا۔ باوجودیکہ وہ گھوڑا بہت سست رفتار تھا۔

ابن سعد نے اسحاق بن عبداللہ بن ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے ملاقات کرنے تشریف لائے اور انہیں کے ہاں دوپہر کا قیلولہ فرمایا۔ جب دن ٹھنڈا ہو گیا تو اپنا اعرابی گدھا لائے اور اس پر روئی کا گدا ڈالا اور رسول اللہ ﷺ نے اس پر سواری فرمائی پھر اسے واپس کر دیا تو وہ سبک خرام اور تیز رفتار ہو گیا۔ حالانکہ وہ پہلے سست رفتاری سے چھوٹے چھوٹے قدم رکھتا تھا۔

طبرانی نے عصمہ رضی اللہ عنہ بن مالک خطمی سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے ملنے قبا تشریف لائے۔ جب آپ نے واپسی کا ارادہ فرمایا تو ہم سست رفتار دراز گوش لائے۔ حضور اس پر سوار ہو کر تشریف لے گئے پھر آپ نے ہمیں واپس کر دیا تو وہ فراخ قدم اور تیز رفتار ہو گیا۔

رسول خدا ﷺ کا ایک حمار سے ہمکلام ہونا

ابن عساکر نے ابو منظور سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے جب خیبر کو فتح فرمایا تو آپ کو ایک سیاہ رنگ کا گدھا ملا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس حمار سے کلام فرمایا اور حمار نے بھی آپ سے کلام کیا۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے پوچھا تیرا نام کیا ہے؟ اس نے کہا یزید بن شہاب' اللہ تعالیٰ نے میری جد کے نسل سے ساٹھ گدھے پیدا کئے اور وہ سب کے سب ایسے ہوئے کہ نبی کے سوا کسی نے ان پر سواری نہیں کی اور میں امید رکھتا ہوں کہ آپ مجھ پر سواری فرمائیں گے میرے جد کی نسل میں میرے سوا کوئی نہیں رہا ہے اور نہ آپ کے سوا نبیوں میں کوئی باقی رہا ہے آپ سے پہلے میں ایک یہودی کی ملکیت میں تھا۔ میں اسے قصداً گرا دیا کرتا تھا اور وہ یہودی میرے پیٹ کو تکلیف پہنچاتا اور میری کمر پر مارتا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اب تیرا نام یعفور ہے جب رسول اللہ ﷺ کسی کو بلانے کے لئے کسی کے دروازے کی طرف بھیجتے تو وہ اس کے دروازے پر آ کر اپنے سر کو دروازے پر مارتا اور جب گھر والا باہر نکل کر اس کے پاس آتا تو حضور کی طرف اشارہ کرتا کہ رسول اللہ ﷺ بلا رہے ہیں۔ جب نبی کریم ﷺ نے رحلت فرمائی تو ابو ہیثم رضی اللہ عنہ بن تیہان کے کنوئیں پر آیا اور خود کو رسول اللہ ﷺ کے فراق میں اس کنوئیں میں گرا دیا۔

ابو نعیم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بن جبل سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس خیبر میں جب سیاہ گدھے کو لا کر

کھڑا کیا گیا تو نبی کریم ﷺ نے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں عمرو بن فلاں ہوں۔ ہم تین بھائی تھے ہم میں سے ہر ایک پر انبیاء سوار ہوتے ہیں۔ میں ان میں سے سے چھوٹا ہوں اور میں آپ کے لئے تھا۔ جب یہودی شخص میرا مالک بنا تو جب بھی مجھے آپ یاد آتے تو میں ٹھوکر کھا کر اسے گرا دیتا۔ وہ مجھے خوب مارتا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اب تیرا نام یعفور رہے۔

ابن سبع نے خصائص مصطفےٰ ﷺ کے ضمن میں کہا کہ آپ نے جس چوپائے پر بھی سواری کی ہے وہ اپنی اسی حالت میں رہا جس پر وہ تھا اور وہ حضور ﷺ کی برکت سے بوڑھا نہ ہوا۔

سوسمار کی شہادت رسالت

طبرانی نے اوسط اور الصغیر میں اور ابن عدی و حاکم نے المعجزات میں اور بیہقی و ابونعیم اور ابن عساکر نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کی محفل میں جلوہ افروز تھے اچانک بنی سلیم کا ایک اعرابی آیا اور اس نے گوہ کا شکار کیا تھا۔ اس نے کہا مجھے لات وعزیٰ کی قسم ہے میں اس وقت تک ہرگز ایمان نہ لاؤں گا جب تک یہ گوہ آپ کی تصدیق نہ کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے گوہ! میں کون ہوں؟ اس گوہ نے ایسی واضح عربی زبان میں جسے ہر شخص بخوبی سمجھ سکے" لبیک وسعدیک یا رسول رب العالمین" کہا حضور نے فرمایا تو کسی کی عبادت کرتی ہے؟ گوہ نے کہا میں اس ذات کی عبادت کرتی ہوں جس کا عرش آسمان میں ہے اور جس کی حکومت زمین میں ہے اور دریا میں اس کا راستہ ہے اور جنت میں اس کی رحمت ہے اور جہنم میں اس کا عذاب ہے۔ فرمایا تو میں کون ہوں؟ گوہ نے کہا آپ رب العلمین کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ وہ کامیاب ہے جس نے آپ کی تصدیق کی اور وہ نامراد ہے جس نے آپ کی تکذیب کی۔ پھر وہ اعرابی مسلمان ہو گیا۔ اس روایت کی سند میں ایسا کوئی راوی نہیں ہے جس کے حال میں غور کیا جائے' بجز محمد بن علی بن ولید بصری سلمی کے جو طبرانی وابن عدی کا شیخ ہے۔ بیہقی نے کہا اس حدیث میں اسی پر حمل ہے کہا کہ یہ حدیث دوسری سندوں کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور ابن دحیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کی دوسری سند بھی ہے جس میں محمد بن علی بن ولید نہیں ہے اور اسے ابونعیم نے روایت کیا ہے نیز اس حدیث کی مانند حضرت علی المرتضیٰ سے بھی مروی ہے جسے ابن عساکر نے روایت کیا ہے۔

شیر حضور ﷺ کا نام سن کر بے آزار ہو گیا

ابن سعد' ابویعلیٰ' بزار' ابن مندہ' حاکم نے صحیح بتا کر' بیہقی اور ابونعیم نے رسول اللہ ﷺ کے غلام سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ وہ دریا میں کشتی پر سوار تھے کشتی ٹوٹ گئی تو وہ اس کے ایک تختے پر سوار ہو گئے۔ اس تختہ نے مجھے ایسے بیابان میں اتارا جس میں شیر تھے۔ اچانک شیر روبرو آ گیا۔ جب میں نے اسے دیکھا تو میں نے کہا اے ابوالحارث! میں رسول اللہ ﷺ کا غلام ہوں تو وہ سامنے آ کر اپنی دم ہلانے لگا۔ یہاں تک کہ وہ میرے پہلو میں آ کر کھڑا ہو گیا پھر وہ میرے ساتھ چلا۔ یہاں تک کہ اس نے مجھے راستہ پر ڈال دیا۔ اس کے بعد ایک ساعت وہ غرایا اور میں نے خیال کیا وہ مجھے رخصت کر رہا ہے اور بغوی وابن عساکر نے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ مجھے شیر ملا تو میں نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کا غلام سفینہ رضی اللہ عنہ ہوں کہا کہ اس نے اپنی دم

زمین پر ماری اور وہ بیٹھ گیا۔

پرندے نے حضور ﷺ کے موزے مبارک کو صاف کیا

بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ جب رفع حاجت کا ارادہ فرماتے تو دور تشریف لے جاتے۔ ایک دن آپ تشریف لے گئے تو میں حضور کے ساتھ گیا۔ آپ درخت کی آڑ میں بیٹھے اور اپنے دونوں موزے اتار دیئے۔ پھر ان میں سے ایک موزہ پہنا تو ایک پرندہ آیا اور دوسرا موزہ لے کر اڑ گیا۔ پھر فضائے آسمانی میں اسے جھاڑا تو اس میں سے سیاہ سانپ کینچلی اترا ہوا گرا۔

ابو نعیم نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے موزے طلب فرمائے اور ان میں سے ایک موزہ پہنا پھر کوا آیا اور دوسرا موزہ لے کر اڑ گیا اور اس نے اسے جھاڑا تو اس سے سانپ گرا۔ یہ ملاحظہ فرما کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو مسلمان اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ بغیر جھاڑے اپنے موزے نہ پہنے۔

خرائطی نے مکارم اخلاق میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کرنے کا ارادہ فرمایا تو اپنے موزے اتارے اور اس سے کالا سانپ بغیر کینچلی کے گرا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہی وہ کرامت ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مجھے مکرم فرمایا۔ اے خدا میں تجھی سے پناہ مانگتا ہوں زمین پر اور ہر چلنے والے کے شر سے۔

شیخین نے بطریق محمد بن زیاد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی۔ حضور نے فرمایا آج رات جنات میں سے ایک عفریت نے میری نماز کو قطع کرنے کی غرض سے مجھ پر تھوک دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر قدرت دی اور میں نے اسے پکڑ لیا اور میں نے ارادہ کیا کہ مسجد کے کسی ستون سے اسے باندھ دوں تاکہ صبح ہو تو لوگ اسے دیکھیں مگر اس وقت اپنے بھائی سلیمان علیہ السلام کی یہ دعا مجھے یاد آگئی کہ "رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَهَبْ لِیْ مُلْكًا لَّا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِیْ" پھر میں نے اسے دھتکار کر دور کر دیا۔

بطریق ابو سلمہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی فرمایا شیطان میرے مصلے کے آگے میرے سامنے آیا۔ میں نے اس کی گردن پکڑ لی۔ یہاں تک کہ میں نے اس کی زبان کی ٹھنڈک اپنی ہتھیلی پر پائی۔ اگر میرے بھائی سلیمان علیہ السلام کی وہ دعا نہ ہوتی تو میں اسے باندھ دیتا اور تم اسے صبح کو دیکھتے۔

بیہقی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے روبرو شیطان گزرا میں نے اسے پکڑ لیا اور میں نے اس کا گلا گھونٹا یہاں تک کہ اس کی زبان نکل کر میرے ہاتھ میں آگئی اور میں نے اس کی ٹھنڈک محسوس کی اور وہ چیخنے لگا آپ نے مجھے مار ڈالا۔ آپ نے مجھے مار ڈالا۔ اگر سلیمان علیہ السلام کی وہ دعا نہ ہوتی تو صبح کو تم مسجد کے ستون سے اسے لٹکا ہوا دیکھتے اور اہل مدینہ کے بچے اس سے کھیلتے۔

بزار نے عتبہ رضی اللہ عنہ ابن مسعود سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے صبح کی نماز پڑھ رہے تھے اچانک آپ

نے اپنا دست اقدس اپنے آگے دراز فرمایا۔ جب آپ سے وجہ دریافت کی گئی تو فرمایا شیطان آیا اور میں نے اسے دھتکار دیا اگر میں اسے پکڑ لیتا تو میں اسے مسجد کے کسی ستون سے باندھ دیتا اور مدینہ کے بچے اس کے گرد پھرتے۔

بیہقی' بزار اور ابونعیم نے جابر رضی اللہ عنہ بن سمرہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں فجر کی نماز پڑھا رہے تھے تو آپ نے اپنا دست اقدس دراز فرمایا درآنحالیکہ آپ نماز میں ہی تھے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد لوگوں نے آپ سے پوچھا فرمایا شیطان میرے نزدیک ہوا اور وہ آگ کا شرارہ مجھ پر پھینکنا چاہتا تھا۔ تا کہ وہ مجھے فتنہ میں ڈالے مگر میں نے اسے پکڑنا چاہا اگر میں شیطان کو پکڑ لیتا تو وہ مجھ سے نہیں چھوٹ سکتا تھا اور میں اسے مسجد کے کسی ستون سے باندھ دیتا اور مدینہ کے بچے اسے دیکھتے۔

مسلم نے ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے میں نے سنا کہ آپ نے فرمایا "اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْکَ" پھر تین مرتبہ "اَلْعَنُکَ بِلَعْنَۃِ اللّٰہِ" فرمایا۔ اس کے بعد آپ نے اپنا دست اقدس دراز فرمایا۔ گویا کہ کسی چیز کو پکڑ رہے ہیں۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو ہم نے اس کی بابت استفسار کیا۔ آپ نے فرمایا دشمن خدا ابلیس تھا جو آگ کا شرارہ لایا اور چاہتا تھا کہ میرے منہ پر ڈالے اور میں نے اسے پکڑنے کا ارادہ کیا اگر میرے بھائی سلیمان علیہ السلام کی وہ دعا نہ ہوتی تو صبح اسے بندھا دیکھتے اور مدینہ کے بچے اس سے کھیلتے ہوتے۔

ابونعیم نے بطریق ابن المسیب حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں سویا ہوا تھا کہ میرے پاس شیطان آیا اور میں نے اسے گردن سے پکڑ لیا اور اس کا گلا گھونٹا۔ یہاں تک کہ اس کے زبان کی ٹھنڈک میرے انگوٹھے نے محسوس کی۔ اللہ تعالیٰ سلیمان علیہ السلام پر رحم کرے اگر ان کی وہ دعا نہ ہوتی تو تم اسے صبح کو بندھا دیکھتے۔

طبرانی نے اوسط میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی فرمایا میں گھر کے اندر گیا تو اچانک دروازے کے اوٹ میں شیطان کو دیکھا میں نے اس کا گلا گھونٹا یہاں تک کہ اس کی زبان کی ٹھنڈک اپنے ہاتھ پر پائی۔ اگر اس عبد صالح کی دعا نہ ہوتی تو صبح کو لوگ اسے بندھا دیکھتے۔

وہ معجزات جو مردوں کو زندہ کرنے اور ان سے کلام کرنے میں واقع ہوئے:

حجۃ الوداع کے باب میں حضور کا اپنی والدہ ماجدہ کو زندہ کرنے کا تذکرہ اور غزوہ خیبر کے باب میں زہریلی بکری سے کلام کرنے کا ذکر اور غزوہ بدر کے باب میں اصحاب قلیب کے زندہ کرنے اور زہریلی بکری کے بچے سے کلام کرنے کا تذکرہ گزر چکا ہے۔

ابن عدی' ابن ابی الدنیا' بیہقی و ابونعیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ہم نے ایک انصاری جوان کی عیادت کی۔ اس کے پاس اس کی بوڑھی اور اندھی ماں بیٹھی ہوئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ جوان فوت ہو گیا اور ہم نے اس کی آنکھیں بند کر کے اس کے چہرے پر کپڑا ڈال دیا اور ہم نے اس کی ماں سے کہا اب تم اللہ تعالیٰ سے ثواب کی توقع رکھو۔ اس نے پوچھا کیا وہ فوت ہو گیا ہے ہم نے کہا ہاں پھر اس نے اپنے ہاتھ آسمان کی جانب پھیلائے اور دعا کی اے خدا اگر تو جانتا ہے کہ میں نے تیری طرف اور تیرے نبی کی طرف اس امید پر ہجرت کی ہے کہ ہر مصیبت کے وقت تو میری مدد کرے گا تو اس مصیبت کا بوجھ مجھ پر نہ

ڈال۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم! ہم وہاں سے گئے نہ تھے کہ اس جوان نے اپنے چہرے سے کپڑا ہٹایا اور کھانا مانگا اور ہم نے اس کے ساتھ کھانا کھایا۔

امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تین خوبیاں

بیہقی نے دوسری سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے اس امت میں تین خوبیاں ایسی پائی ہیں کہ اگر وہ بنی اسرائیل میں ہوتیں تو وہ امتوں کو تقسیم نہ کرتیں۔ ہم نے پوچھا وہ تین خوبیاں کیا ہیں؟ فرمایا ہم اہل صفہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ ایک مہاجرہ عورت آئی اس کے ساتھ اس کا بیٹا تھا جو حد بلوغ کو پہنچ گیا تھا کچھ ہی عرصے بعد اسے مدینہ کی وبا لگی اور وہ چند دنوں بیمار رہ کر فوت ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی آنکھیں بند کر کے تجہیز و تکفین کی تیاری شروع کر دی۔ جب ہم نے اسے غسل دینے کا ارادہ کیا تو حضور نے فرمایا اے انس رضی اللہ عنہ تم جاؤ اور اس جوان کی ماں کو خبر کر دو تو میں نے جا کر اسے خبر دی۔ وہ آئی اور حضور کے قدمہائے مبارک کے پاس بیٹھ گئی اور اس نے حضور کے دونوں قدموں کو پکڑ لیا' پھر اس نے کہا اے خدا! میں نے تیرے لئے طوعاً اسلام قبول کیا اور کنارہ کش ہو کر بتوں کو چھوڑا پھر اور شوق کے ساتھ تیری طرف ہجرت کی۔ اب مجھے بت پرستوں کے سامنے شرمندہ نہ کر اور اس مصیبت کا بوجھ مجھ پر نہ ڈال۔ مجھ میں اس مصیبت کے اٹھانے کی برداشت نہیں ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم! ابھی اس نے اپنی بات پوری نہ کی تھی کہ جوان کے پاؤں حرکت کرنے لگے اور اس نے اپنے چہرے سے کپڑا ہٹا دیا اور زندہ رہا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اس جہان سے بلا لیا اور اس کی ماں بھی فوت ہو گئی۔

اس طرح دریا سے پار ہونا کہ گھوڑے کے سم بھی تر نہ ہوئے

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر مرتب فرمایا اور العلاء رضی اللہ عنہ الحضرمی کو اس لشکر کا امیر بنایا اور میں اس جہاد میں شریک تھا جب ہم مقام جہاد میں پہنچے تو کافروں کو ہمارے آنے کی اطلاع مل چکی تھی اور انہوں نے پانی کے تمام نشانات مٹا دئے تھے۔ وہ موسم شدید گرمی و حرارت کا تھا۔ ہم اور ہمارے جانور پیاس سے بیتاب ہو گئے۔ جب سورج ڈھلا تو دو رکعت نماز امیر لشکر نے ہمیں پڑھائی پھر انہوں نے اپنے ہاتھ دعا کے لئے پھیلائے اور ہم آسمان میں کچھ نہیں دیکھ رہے تھے خدا کی قسم ابھی انہوں نے اپنے ہاتھ دعا کے لئے واپس نہ کئے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہوا بھیجی اور بادل کو پیدا کیا اور خوب زور کی بارش ہونے لگی۔ یہاں تک کہ ندی نالے بھر گئے اور ہم نے پانی پیا اور پلایا اور مشکیزوں میں بھر لیا۔ اس کے بعد ہم دشمن کی طرف متوجہ ہوئے وہ لوگ خلیج بحر کو پار کر چکے تھے اور ایک جزیرے میں پہنچ گئے تھے۔ ہم خلیج کے کنارے کھڑے ہو گئے اور العلاء الحضرمی نے کہا "یا علی' یا عظیم' یا کریم' پھر فرمایا بسم اللہ پڑھ کر پار چلو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم اس حال میں پار ہوئے کہ ہمارے گھوڑوں کے کھر تک تر نہ ہوئے۔ زیادہ عرصہ نہ گزرا کہ العلاء رضی اللہ عنہ الحضرمی فوت ہو گئے اور ہم نے ان کو وہیں دفن کر دیا۔ ان کے دفن کرنے کے بعد ایک شخص آیا اس نے پوچھا یہ کون شخص ہیں ہم نے کہا یہ امیر لشکر ابن الحضرمی ہیں۔ اس نے کہا یہ زمین مردے کو باہر نکال دیتی ہے (یعنی دریا یا جانور وغیرہ اسے کھود ڈالتے ہیں) اگر تم ایک یا دو میل آگے منتقل کر دو تو زمین قبول کر لیتی ہے۔ ہم نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا اور کہا کہ اگر ہم

انہیں درندوں کے آگے کردیں تو وہ کھا جائیں گے غرض کہ سب ان کی قبر کھولنے پر متفق ہو گئے۔ جب ہم نے اس کی لحد کھولی تو دیکھا کہ ہمارا رفیق اس میں موجود نہیں ہے اور دیکھا کہ منتہائے نظر تک وہ لحد نور سے لبریز ہے اس کے بعد ہم نے لحد پر مٹی ڈال دی اور ہم نے کوچ کر دیا۔

ابونعیم نے روایت کی کہ ہم سے عبداللہ بن محمد بن جعفر نے ان سے عبدالرحمن بن محمد بن حماد نے ان سے ابوبرہ بن محمد بن ابی ہاشم مولی بنی ہاشم نے ان سے ابوکعب البداح بن سہل انصاری نے انہوں نے اپنے والد سہیل بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد عبدالرحمن بن کعب سے انہوں نے اپنے والد کعب رضی اللہ عنہ بن مالک سے حدیث روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور انہوں نے حضور کے روئے تاباں کو متغیر دیکھا تو وہ اپنی اہلیہ کے پاس آئے اور کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روئے مبارک کو متغیر دیکھا ہے۔ میرا خیال ہے کہ وہ تغیر بھوک کی ہی بنا پر ہے۔ کیا تمہارے پاس کھانے کو کچھ ہے؟ انہوں نے کہا خدا کی قسم! ہمارے پاس بجز اس بکری کے بچے کے اور کچھ بچے ہوئے دانوں کے علاوہ کچھ نہیں ہے تو میں نے بکری کے بچے کو ذبح کیا اور اہلیہ نے ان دانوں کو پیسا اور روٹی بنا کر پکائی اس کے بعد ثرید بنا کر ہم نے طباق میں رکھا اور اسے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور نے فرمایا اے جابر رضی اللہ عنہ میرے پاس اپنی قوم کو بلا کر لاؤ۔ تو میں ان کو لے کر آیا۔ حضور نے فرمایا ان کو جماعت در جماعت کر کے بھیجو تو ایک جماعت کھا کر چلی جاتی تو دوسری جماعت داخل ہوتی اس طرح سب نے کھایا اور طباق میں ثرید اتنا ہی موجود تھا جتنا پہلے تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے فرماتے جاتے کھاؤ مگر ہڈی کو نہ توڑنا۔ پھر آپ نے ان ہڈیوں کو طباق کے وسط میں جمع کیا اور ان کے اوپر اپنا دست اقدس رکھا اور آپ نے کچھ پڑھا جس کو میں نہ سن سکا۔ اچانک میں نے دیکھا کہ بکری کھڑی ہے اور وہ اپنے کان پھڑ پھڑا رہی ہے حضور نے مجھ سے فرمایا تم اپنی بکری کو لے لو تو میں اسے لے کر اپنی اہلیہ کے پاس آیا اس نے پوچھا یہ کیسی بکری ہے؟ میں نے کہا خدا کی قسم یہ وہی بکری ہے جسے ہم نے ذبح کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے ہمارے لئے دوبارہ زندہ کر دیا۔ یہ سن کر ان کی اہلیہ نے کہا میں گواہی دیتی ہوں کہ بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں۔

ام محجن رضی اللہ عنہا کا بعد مردن سننا

ابوالشیخ اور ابن حبان نے عبید بن مرزوق سے مرسلاً روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ مدینہ طیبہ میں ایک عورت تھی۔ وہ مسجد کی صفائی کیا کرتی تھی۔ جب وہ فوت ہوئی تو اس کی اطلاع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دی گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محجن رضی اللہ عنہا کی قبر پر گذرے۔ آپ نے پوچھا یہ کس کی قبر ہے۔ صحابہ نے بتایا کہ یہ ام محجن رضی اللہ عنہا کی قبر ہے۔ آپ نے فرمایا وہی عورت جو مسجد کی صفائی کیا کرتی تھی؟ صحابہ نے عرض کیا جی ہاں وہی عورت۔ پھر لوگوں نے صف باندھی اور حضور نے اس پر نماز جنازہ پڑھی اس کے بعد فرمایا اے ام محجن رضی اللہ عنہا تم نے کون سا عمل افضل پایا؟ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا وہ سنتی ہے؟ حضور نے فرمایا تم اس سے زیادہ سننے والے نہیں ہو۔ پھر حضور نے بیان کیا کہ اس نے جواب دیا ہے کہ مسجد کی صفائی افضل عمل پایا ہے۔

اور غزوہ احد کے باب میں گزر چکا ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور شہدائے احد نے سلام کا جواب دیا تھا اور لوگوں نے اسے سنا تھا

اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عمرو بن حرام وغیرہ کی قبروں سے قرأت قرآن کریم کی آواز لوگوں نے سنی ہے۔

ابن ابی الدنیا نے ''کتاب القبور'' میں ایک سند کے ساتھ جس میں ابہام ہے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ وہ بقیع شریف سے گزرے تو انہوں نے کہا یا اهل القبور السلام علیکم !وہ خبریں جو ہمارے پاس ہیں یہ ہیں کہ تمہاری بیویوں نے دوسرے شوہر کر لئے ہیں اور تمہارے گھروں میں دوسرے بس گئے ہیں اور تمہارے اموال وارثوں پر تقسیم ہو چکے ہیں تو ہاتف نے ان کو جواب دیا۔ اے عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب !وہ خبریں جو ہمارے پاس ہیں یہ ہیں کہ جو اعمال خیر ہم نے بھیجے وہ ہم نے پالئے اور جو ہم نے خرچ کیا ہم نے ان کا نفع اٹھایا اور جو چھوڑ کے آئے اس میں ہم خسارہ میں رہے۔

حاکم نے تاریخ نیشاپور میں اور بیہقی و ابن عساکر نے ایسی سند کے ساتھ جس میں مجہول راوی ہے۔ حضرت سعید بن المسیب سے روایت کی انہوں نے کہا ہم حضرت علی المرتضیٰ کے ساتھ مدینہ طیبہ کے قبرستان میں گئے اور حضرت علی المرتضیٰ نے بآواز کہا یا اہل القبور السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ کیا تم ہمیں اپنی خبریں سناتے ہو یا ہم تمہیں خبریں سنائیں۔ راوی نے کہا ہم نے جواب میں ایک آواز سنی وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ اے امیر المومنین ہمیں وہ خبریں بتاؤ جو ہمارے بعد واقع ہوئی ہیں اس پر حضرت علی المرتضیٰ نے فرمایا سنو! تمہاری بیویوں نے دوسرے شوہر کر لئے ہیں اور تمہارے اموال تقسیم ہو چکے ہیں اور تمہاری اولاد یتیموں کے زمرے میں شامل ہے اور وہ مکانات جن کو مضبوطی سے بنایا تھا اس میں وہ لوگ بس گئے ہیں جو تمہارے دشمن ہیں۔ تو یہ خبریں ہیں جو ہمارے پاس تھیں اب تم اپنی خبریں مجھے سناؤ تو ہاتف نے ان کا جواب دیا۔ مردوں کے کفن پرانے ہو چکے ہیں اور ان کے بال بکھر گئے ہیں اور ان کی کھالیں پھٹ گئی ہیں اور آنکھیں بہہ کر رخساروں پر آگئی ہیں اور نتھنوں سے خون و پیپ بہہ رہا ہے اور جو ہم نے بھیجا اسے ہم نے پالیا اور جو ہم نے چھوڑا اس سے ہم خسارے میں رہے اور ہم اعمال کے بدلے گروی ہیں۔

ابن عساکر نے یحییٰ بن ایوب خزاعی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا میں نے اس سے سنا ہے جس نے یہ بیان کیا کہ حضرت فاروق اعظم عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ایک جوان کی قبر پر تشریف لے گئے اور اسے پکار کر فرمایا اے فلاں ''ولمن خاف مقام ربه جنتان'' اور جس نے اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے خوف کیا اس کیلئے دو جنتیں ہیں تو اس جوان نے اپنی قبر کے اندر سے آپ کو جواب دیا اے عمر! رضی اللہ عنہ بلاشبہ میرے رب نے مجھے نسبت میں ان دونوں باغوں کو دو مرتبہ عطا فرما دیا ہے (یہ قصہ بہت طویل ہے' اسے میں نے کتاب البرزخ میں بیان کیا ہے اور اس سلسلہ میں بہت سی خبریں صحابہ و تابعین اور ان کے بعد والوں کی لایا ہوں جنہوں نے مردوں کے کلام کو سنا ہے) اور بیہقی نے کہا کہ ایک جماعت سے باسانید صحیح مرنے کے بعد کلام کرنے کے بارے میں روایتیں ہیں۔ اس کے بعد بیہقی نے عبداللہ بن عبید انصاری سے روایت کی کہ مسیلمہ کذاب کے مقتولوں میں سے ایک شخص نے کلام کیا اور کہا کہ ''محمد اللہ کے رسول ہیں اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ' عثمان رضی اللہ عنہ' الامین الرحیم ہیں''۔ راوی نے کہا یہ مجھے یاد نہیں رہا کہ اس نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا کہا۔

ابو نعیم نے ضمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ایک شخص کی بکری تھی اور اس کا ایک بیٹا تھا وہ بچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پیالے میں دودھ لایا کرتا تھا۔ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مفقود پایا اور اس کے باپ نے آکر حضور سے عرض کیا کہ اس کا بیٹا

فوت ہوگیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا تم چاہتے ہو کہ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں کہ اس بچہ کو تمہارے لئے زندہ کردے یا تم صبر کرتے ہو تا کہ تمہارے لئے آخرت میں روز قیامت اجر ہو اور وہ تمہارا بچہ آئے اور تمہارا ہاتھ پکڑ کر تمہیں جنت کے دروازے تک لے جائے اور تم جنت کے جس دروازے سے چاہو داخل ہو جاؤ۔ بولو کیا چاہتے ہو۔ اس شخص نے عرض کیا یا نبی اللہ! میرے لے ایسا غم خوار کون ہوگا؟ حضور نے فرمایا وہ بیٹا تمہارے لئے ہے اور ہر مومن کا بیٹا اس کے لئے ہے۔

بیہقی نے صحیح بتا کر بطریق اسمٰعیل بن ابی خالد' ابو برہ نخعی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ یمن سے ایک شخص چلا۔ ابھی وہ راستے میں ہی تھا کہ اس کا گدھا مر گیا تو وہ اٹھا اور وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر دعا کہ ''اے خدا! میں تیری راہ میں جہاد کرنے آیا اور تیری خوشنودی کا طلبگار رہا اور میں نے گواہی دی کہ تو مردے کو زندہ کرتا ہے اور قبروں میں سے اٹھاتا ہے تو آج مجھ پر کسی اور کا احسان نہ ڈال۔ تجھی سے سوال کرتا ہوں کہ میرے گدھے کو زندہ کر کے اٹھا دے'' تو وہ گدھا کھڑا ہوگیا اور اپنے کان ہلانے لگا۔

بیہقی نے کہا اس کی اسناد صحیح ہے اور فرمایا کہ جہاں کہیں ایسا ہوگا وہ صاحب شریعت کی کرامت سے ہی ہوگا۔ کیونکہ وہ آپ کی امت میں سے ہی ہوگا اس کے بعد بیہقی اور ابن ابی الدنیا نے دوسری سند کے ساتھ اسمٰعیل بن ابی خالد سے انہوں نے شعبی سے اس کی مانند روایت کی۔ شعبی نے اتنا بیان کیا کہ میں نے اس گدھے کو بازار میں فروخت ہوتا دیکھا ہے۔ بیہقی نے کہا کہ اسمٰعیل نے اس روایت کو دونوں سے سنا ہوگا۔ اس کے بعد بیہقی اور ابن ابی الدنیا نے اس کی روایت مسلم بن عبداللہ بن شریک نخعی سے بھی کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بنی نخع کا ایک شخص نباتہ بن یزید غازی تھا اور انہوں نے اس کی مثل روایت بیان کی اور زیادہ کیا کہ اس شخص کے گروہ میں سے ایک نے اشعار کہے' ایک یہ ہے کہ:

وما الذی احیی الالہ حمار وقد مات منہ کل عضو و مفصل

ہم میں سے ایک شخص وہ ہے جس کے گدھے کو اللہ تعالیٰ نے زندہ کیا جب کہ اس کا ہر عضو اور ہر جوڑ بکھر چکا تھا۔

وہ معجزات جو بیماروں کو اچھا کرنے کے سلسلے میں ظہور میں آئے

بیہقی نے بطریق شمر بن عطیہ' اپنے کسی راوی سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں ایک عورت مجھ کو لے کر آئی جو جوان تھا۔ اس نے عرض کیا میرا یہ بیٹا جب سے پیدا ہوا ہے بات ہی نہیں کرتا حضور نے فرمایا میں کون ہوں؟ اس نے کہا آپ اللہ کے رسول ہیں۔

ابن ابی شیبہ' ابن سکن' بغوی' طبرانی اور ابونعیم نے حبیب بن فدیک جن کو فویک کہا جاتا ہے سے روایت کی کہ ان کو ان کے والد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائے۔ ان کی دونوں آنکھیں ایسی سفید تھیں کہ کچھ دیکھ نہ سکتے تھے۔ حضور نے دریافت فرمایا تمہیں کیا صدمہ پہنچا۔ حبیب نے کہا میرا پاؤں سانپ کے انڈوں پر پڑ گیا تھا اس سے میری بصارت جاتی رہی۔ رسول اللہ ﷺ نے پھونک ماری اور وہ روشن ہوگئیں۔ میں نے انہیں دیکھا ہے کہ وہ سوئی میں ڈورا ڈال رہے تھے اس وقت ان کی عمر اسی سال کی تھی اور دونوں آنکھیں سفید تھیں۔

بیہقی نے محمد بن ابراہیم سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں ایک شخص لایا گیا جس کے پاؤں میں ایسا زخم تھا جس سے اطباء عاجز ہو گئے تھے۔ حضور نے اپنی انگشت مبارک لعاب دہن شریف پر رکھی۔ اس کے بعد چھنگلیا بَعْضِنَا بِتُرْبَةِ اٹھائی اور اسے مٹی پر رکھی پھر اسے اٹھا کر اس کے زخم پر رکھی' پھر فرمایا: بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ رِيقُ أَرْضِنَا يَشْفِي سَقِيمَنَا بِإِذْنِ رَبِّنَا'' یہ حدیث مرسل ہے۔

بیہقی نے بطریق سماک بن حرب' محمد بن حاطب سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میرے ہاتھ پر ہانڈی گر پڑی اور وہ جل گیا تو مجھے میری والدہ نبی کریم ﷺ کے پاس لے گئیں تو حضور نے اس پر لعاب دہن شریف لگایا اور فرمایا ''اذھب الباس رب الناس'' تو وہ فوراً ٹھیک ہو گیا۔ بخاری نے تاریخ میں کہا کہ ہم سے سعید بن سلیمان نے ان سے عبد الرحمن بن عثمان بن ابراہیم بن محمد بن حاطب نے اپنے والد سے انہوں نے ان کے دادا سے انہوں نے محمد بن حاطب سے انہوں نے اپنی والدہ ام جمیل رضی اللہ عنہا سے حدیث روایت کی انہوں نے کہا کہ میں تمہیں لے کر سرزمین حبشہ سے چلی یہاں تک کہ جب میں مدینہ منورہ سے ایک رات کے فاصلے پر تھی تو میں نے ہانڈی پکائی۔ لکڑی ختم ہو گئی تو میں لکڑی کی تلاش کرنے نکلی تو تم نے ہانڈی کو پکڑا اور اسے اپنے ہاتھ پر گرا لیا میں تم کو لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس آئی تو حضور نے اپنا لعاب دہن شریف تمہارے ہاتھوں پر لگایا اور پڑھا ''اذھب الباس' رب الناس' اشف انت الشافی الاشفاء الا شفاءك لا یغادر سقما'' تو میرے اٹھنے سے پہلے تمہارا ہاتھ اچھا ہو گیا۔ اسے حاکم' بیہقی اور ابونعیم نے روایت کیا۔

بخاری نے اپنی تاریخ میں طبرانی' ابن سکن' ابن مندہ اور بیہقی نے شرجیل رضی اللہ عنہ جعفی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میرے ہاتھ میں گلٹی تھی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ گلٹی مجھے بہت تکلیف دیتی ہے جب میں تلوار کا قبضہ یا گھوڑے کی باگ پکڑتا ہوں تو یہ میرے اور اس کے درمیان حائل ہو جاتی ہے تو حضور نے اپنا دست اقدس اس گلٹی پر رکھا اور آپ برابر اسے ملتے رہے یہاں تک کہ وہ جاتی رہی اور اس کا نشان تک میں نے نہ دیکھا۔

بیہقی نے واقدی سے روایت کی کہ ابو سبرۃ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ہاتھ میں گلٹی ہے تو گھوڑے کی باگ تھامنے سے مجھے روکتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے بغیر پیکان کا تیر لیا اور اسے میری گلٹی پر مارتے اور ملتے رہے یہاں تک کہ وہ جاتی رہی۔

ابن سعد' بیہقی اور ابونعیم نے ابیض رضی اللہ عنہ حمال سے روایت کی کہ ان کے چہرے پر داد تھا اس داد نے چہرے کو سفید کر دیا تھا۔ ایک روایت یہ ہے کہ اس داد نے ان کی ناک کھالی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی اور ان کے چہرے پر دست اقدس پھیرا۔ دن سے رات نہ ہونے پائی کہ اثر تک جاتا رہا۔

کٹا ہوا شانہ دست اقدس کے مس کی برکت سے جڑ گیا

بیہقی نے حبیب رضی اللہ عنہ بن یساف سے روایت کی انہوں نے کہا میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک جہاد میں شریک تھا۔ میرے شانہ پر تلوار کی ضرب لگی جس سے میرا ہاتھ کٹ گیا۔ میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا۔ آپ نے لعاب دہن اقدس لگا کر جوڑ دیا اور پیوست

ہو کر ٹھیک ہو گیا پھر میں نے اس مارنے والے کو قتل کیا۔

بیہقی نے اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ ان کے سر اور چہرے پر ورم آ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہ نیت شفا ان کے سر اور چہرے پر دست اقدس پھیرا اور فرمایا "بِسْمِ اللّٰہِ اَذْھِبْ عَنْھَا سُوْءَہٗ وَ فُحْشَہٗ بِدَعْوَۃِ نَبِیِّکَ الطَّیِّبِ الْمُبَارَکِ الْمَکِیْنِ عِنْدَکَ" اور یہ دعا تین مرتبہ پڑھی ان کا ورم جاتا رہا۔

ابن سعد نے عبید بن عمیر سے روایت کی کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی گردن پر ورم ہو گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر دست اقدس پھیرا اور فرمایا "اَللّٰھُمَّ عَافِھَا مِنْ فُحْشِہٖ وَ اَذَاہُ۔"

امام احمد و دارمی، طبرانی و بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت ابن عباس سے روایت کی کہ ایک عورت اپنے بیٹے کو لائی اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے اس بیٹے پر آسیب ہے۔ وہ اس کے پاس صبح و شام آتا ہے اور ہمیں تنگ کرتا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچہ کے سینے پر دست اقدس پھیرا اور اس کے لئے دعا فرمائی۔ پھر اس بچے نے زور کی قے کی اور اس کے پیٹ سے کالی نڈی کی مانند کچھ نکلا اور وہ شفایاب ہو گیا۔

بیہقی نے محمد بن سیرین سے روایت کی کہ ایک عورت اپنے بیٹے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں لائی اور اس نے عرض کیا میرے اس بیٹے کو ایسی ایسی بیماری لاحق ہو گئی ہے وہ جیسا ہے آپ اسے ملاحظہ فرما رہے ہیں آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ اسے موت دے دے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اسے شفا دے گا اور یہ جوان ہو گا اور مرد صالح بن کر اللہ کی راہ میں جہاد کرے گا پھر وہ شہید ہو کر جنت میں داخل ہو گا حضور نے اس کے لئے دعا فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے اسے شفا بخشی اور وہ جوان ہو کر مرد صالح بنا اور خدا کی راہ میں جہاد کر کے شہید ہوا۔ بیہقی نے فرمایا یہ روایت مرسل جید ہے۔

بیہقی نے یزید بن نوح بن ذکوان سے روایت کی کہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے دانتوں میں درد ہوتا ہے اور وہ مجھے اتنی شدید تکلیف پہنچاتا ہے کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست اقدس اس کے رخسار پر رکھا۔ جس میں درد تھا اور فرمایا "اللھم اذھب عنه سوء مايجد وفحشه بدعوة نبيك المبارك المكين عندك" یہ دعا سات مرتبہ پڑھی اور جانے سے پہلے اللہ نے ان کو شفا دی۔

بیہقی و ابو نعیم نے الصحابہ میں رفاعہ رضی اللہ عنہ بن رافع سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نے چربی لے کر نگل لی۔ اس سے میرے پیٹ میں ایک سال شکایت رہی پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے اپنا دست اقدس میرے پیٹ پر پھیرا اور میں نے قے کی تو وہ چربی تازہ برآمد ہوئی قسم ہے اس ذات کی جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اس کے بعد اب تک میرے پیٹ میں کبھی شکایت نہ ہوئی۔

طبرانی نے جرہد رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے بائیں ہاتھ سے کھایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا داہنے ہاتھ سے کھاؤ، انہوں نے عرض کیا اس ہاتھ میں تکلیف ہے تو حضور نے اس پر دم فرمایا پھر ان کی وفات تک اس ہاتھ میں شکایت نہ ہوئی۔

کھوپڑی تلوار کے وار سے شق ہوگئی تھی حضور کے دم فرمانے سے درست ہوگئی

طبرانی نے عبداللہ رضی اللہ عنہ بن انیس سے روایت کی انہوں نے کہا کہ مستیر بن رزام یہودی نے میرے سر پر تلوار ماری اور میرے سر کی ہڈی یا اس کے اوپر کا پردہ شق ہوگیا میں نے یہ زخم لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ نے زخم کھول کر اس پر پھونک ماری اور وہ ساری تکلیف مجھ سے جاتی رہی۔

ابونعیم نے وازع رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اپنے مجنون بچے کو لے کر آئے آپ نے اس بچے کے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔ اس کے لئے دعا فرمائی۔ حضور نے دعا کے بعد اس سفارت میں کوئی شخص اس بچہ سے زیادہ عقلمند نہ ہوا۔

واقدی وابونعیم نے عروہ سے روایت کی کہ ملاعب الاسنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص کو بھیجا اور اس نے اپنے درد کی شفایابی کی درخواست کی کیونکہ اس کے پیٹ میں دُبَیل تھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مٹی کا ڈھیلا لیا اور اس پر لعاب دہن اقدس ملا پھر اسے دے کر فرمایا اسے پانی میں گھول کر اسے پلا دینا تو اس نے ایسا ہی کیا اور وہ اچھا ہوگیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کی طرف شہد کی کپی بھیجی کہ اسے چاٹا کریں۔ تو وہ برابر چاٹتے رہے یہاں تک کہ وہ اچھے ہوگئے۔

ابن سعد نے روایت کی کہ ہم سے واقدی نے کہا اور ان سے ابی بن عباس بن سہل بن سعد ساعدی نے انہوں نے اپنے والد سے حدیث روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے چند اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے جن میں ابواسید رضی اللہ عنہ' ابوحمید رضی اللہ عنہ اور ابوسہل رضی اللہ عنہ بن سعد تھے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیر بضاعہ پر تشریف لائے آپ نے ڈول میں پانی لے کر وضو کیا وہ پانی کنویں میں ڈال دیا پھر دوسرے ڈول میں لے کر اس میں لعاب دہن اقدس ڈالا اور اس کا پانی نوش کیا اور کنوئیں میں ڈال دیا۔ حضور کے عہد مبارک میں جب کوئی بیمار ہوتا تو آپ فرماتے بضاعہ کے پانی سے اسے غسل دو اور وہ غسل کرتا اور وہ ایسا ہو جاتا گویا اسے رسی سے جکڑ رکھا تھا جسے کھول دیا گیا یعنی وہ شفایاب ہوگیا۔

شیخین نے حضرت جابر سے روایت کی۔ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ میری عیادت کو بنی سلمہ میں تشریف لائے آپ نے مجھے اس حال میں پایا کہ میں کسی کو پہچانتا نہ تھا اس پر حضور نے پانی طلب فرمایا اور وضو کر کے وہ پانی مجھ پر چھڑکا اور میں اچھا ہوگیا پھر میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے مال کو کس طرح تقسیم کروں تو اس وقت آیۂ کریمہ ''یوصیکم اللہ الآیہ'' نازل ہوئی۔

ابن سکن اور ابونعیم نے الصحابہ میں معاویہ بن حکم سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ میرے بھائی علی رضی اللہ عنہ بن حکم نے اپنے گھوڑے کو خندق سے کودایا۔ تو خندق کی دیوار سے ان کی پنڈلی کچل گئی تو ہم ان کو اپنے گھوڑے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے اور حضور نے ان کی پنڈلی پر اپنا دست اقدس پھیرا تو وہ گھوڑے سے اترنے سے پہلے اچھے ہوگئے۔

معاویہ رضی اللہ عنہ بن حکم نے اس واقعہ کو اپنے قصیدے میں کہا ہے

وانزاھا علی وھی تھوی هوی الدلو مترعہ بسدل

صفوف الخندقین فاھرقه | ھویته مظلم الحالین عمل
فعصب رجله فما علیھا | سموا السقر صادف یوم ظل
فقال محمد صلی علیه | ملیك الناس ھذا خیر فعل
لعلك فلتمر بھا سویا | وکانت بعد ذالك اصح رجل

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے گھوڑے کو کدایا تو اس طرح گرے جس طرح بھرا ہوا ڈول گرتا ہے۔ گھوڑے کو خندق کی دو صفوں پر کدایا اور اس کا خون وادی میں اس طرح گرا جیسے دن رات کی تاریکی ہوتی ہے اور وہاں کوئی روشنی نہ ہو حضور نے ان کی پنڈلی پر پٹی باندھی اور وہ اس طرح گھوڑے پر چڑھے جیسے سائے کے دن باز بلندی پر جاتا ہے اس پر حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ آپ پر صلوٰۃ وسلام بھیجے کہ یہ اچھا عمل ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ تمہیں شفا دے تو ہمیشہ ٹھیک رہے۔ اس کے بعد وہ پاؤں دوسرے سے زیادہ صحیح رہا۔

بھوک' پیاس' گرمی و سردی کے اشتداد کے روکنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزے

بیہقی وابونعیم نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ اچانک سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا آئیں اور حضور کے روبرو کھڑی ہو گئیں۔ آپ نے ان کو اس حال میں دیکھا کہ ان کا چہرہ بھوک کی شدت سے زرد تھا۔ حضور نے اپنا دست اقدس اٹھا کر ان کے سینے پر ہار پہننے کی جگہ پر رکھا اور آپ نے اپنی انگلیاں کشادہ فرما دیں پھر آپ نے دعا کی "اللھم مشبع الجاعه و ارفع الوضعیه ارفع فاطمه بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم" "اے خدا بھوک سے سیر کرنے والے' تکلیف کو دور کرنے والے فاطمہ بنت رسول اللہ سے دور کر دے' عمران رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ان کی طرف نظر کی تو دیکھا کہ ان کے چہرے سے زردی جاتی رہی تھی۔ پھر میں نے دوسرے وقت ان سے ملاقات کی اور ان سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا اے عمران رضی اللہ عنہ حضور کی دعا کے بعد پھر کبھی بھوک نے تکلیف نہ دی۔ بیہقی نے کہا کہ یہ بات ظاہر ہے کہ ان کا دیکھنا پردے کی آیت نازل ہونے سے پہلے ہے۔

قاسم بن ثابت نے الدلائل میں بطریق موسیٰ بن عقبہ' مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کرنے نکلے جب ہم مقام عرج میں پہنچے تو اچانک سر راہ ندا آئی کہ ٹھہر جاؤ تو ہم ٹھہر گئے۔ اس نے پوچھا کیا تم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا کیا تو یہ بات سوچ سمجھ کر کہہ رہا ہے اس نے کہا ہاں۔ فرمایا حضور تو رحلت فرما چکے ہیں یہ سن کر اس نے انا للہ الخ پڑھی پوچھا ان کے بعد کون خلیفہ بنا ہے؟ فرمایا: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ اس نے کہا وہ تم میں موجود ہیں؟ فرمایا وہ بھی رحلت کر چکے ہیں۔ یہ سن کر اس نے انا للہ الخ پڑھی پھر پوچھا ان کے بعد کون خلیفہ بنا ہے؟ فرمایا عمر رضی اللہ عنہ۔ اس نے کہا کیا وہ تم میں موجود ہیں؟ فرمایا وہ وہی ہے جو تم سے گفتگو کر رہا ہے اس نے کہا "الغوث الغوث" فریاد ہے فریاد ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا تم کون ہو؟ اس نے کہا میں حنش بن عقیل' بنی نضیلہ یا نضلہ کا ایک شخص ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بنی

جعال سے واپسی کے وقت ملے تھے آپ نے مجھے اسلام کی دعوت دی اور میں نے اسلام قبول کیا۔ پھر اپنا بچا ہوا ستو مجھے پلایا تو میں ہمیشہ اس کی سیرابی جب بھوک پیاس ہوتی پاتا ہوں پھر میں نے راس الابیض جانے کا قصد کیا اور وہاں میں مع اہل وعیال دس سال تک رہا۔ روزانہ پانچ وقت کی نماز پڑھتا۔ ماہ رمضان کے روزے رکھتا اور دس ذی الحجہ کو قربانی کرتا رہا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یہی سکھایا تھا۔ اب مجھے خشک سالی کی مصیبت ہے فرمایا میں تمہاری مدد کرنے آؤں گا اور تمہارے چشمہ پر پہنچوں گا۔ پھر جب ہم واپس ہوئے تو ہم نے پوچھا اس چشمہ کا مالک کہاں ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ اس کی قبر ہے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کی قبر پر پہنچے اور اس کے لئے رحمت واستغفار کی دعا کی۔

ابو یعلی وبیہقی اور ابن عساکر نے متعدد سندوں کے ساتھ ابو غالب سے انہوں نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ باہلی سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے میری قوم کی طرف بھیجا جب میں ان کے پاس پہنچا تو میں بھوکا تھا اور وہ خون کھا رہے تھے۔ انہوں نے کہا آؤ کھاؤ میں نے کہا میں تمہارے پاس اس لئے آیا ہوں کہ میں تم سے اسے چھڑاؤں۔ انہوں نے میرا مذاق اڑایا اور میری تکذیب کی اور میری بات نہ مانی اور میں ان کے پاس سے چلا آیا درآں حالیکہ میں سخت بھوکا اور پیاسا تھا اور مجھے شدید محنت کا سامنا کرنا پڑا تھا اور میں سو گیا تو میرے پاس خواب میں آنے والا آیا اور مجھے پیالہ دیا جس میں دودھ تھا میں نے اسے لے کر پیا اور میں خوب سیراب ہو گیا اور پیٹ بھر گیا اور میرا پیٹ اونچا ہو گیا۔ ان لوگوں میں سے کسی نے ان سے کہا تمہاری قوم کے سرداروں میں سے ایک شخص تمہارے پاس آیا تم نے اسے واپس کر دیا جاؤ اسے کھانا پینا دو جیسا بھی وہ چاہتا ہے تو وہ میرے پاس کھانا پینا لائے۔ میں نے ان سے کہا اب مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ انہوں نے کہا ہم نے تمہیں بھوک کی حالت میں دیکھا ہے میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے کھلا پلا دیا ہے اور میں شکم سیر ہو گیا ہوں اور میں نے ان کو اپنا پیٹ دکھایا یہ دیکھ کر وہ سب مسلمان ہو گئے۔ اس روایت کی بعض اسناد میں ابن عساکر کے نزدیک اس طرح ہے کہ میں نے ان کو اسلام کی دعوت دی اور انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا میں نے ان سے کہا افسوس ہے تم پر مجھے ایک گھونٹ پانی تو دو میں سخت پیاسا ہوں۔ انہوں نے کہا ہم نہیں دیں گے بلکہ ہم دعا کریں گے کہ تم پیاسے ہی مر جاؤ۔ اس پر میں غمگین ہوا اور میں نے اپنا سر عبا میں چھپا لیا اور سخت گرم ریت پر میں سو گیا۔ تو خواب میں کسی آنے والے نے بلور کا پیالہ مجھے دیا میں نے اتنا خوبصورت پیالہ کبھی نہیں دیکھا اس میں پینے کی چیز تھی کسی نے اس سے زیادہ لذیذ پینے کی چیز نہ دیکھی اور مجھے اس کے پینے کی قدرت ملی اور میں نے اسے پیا۔ جب میں پینے سے فارغ ہوا تو میں بیدار ہو گیا تو خدا کی قسم اس کے پینے کے بعد نہ کبھی تشنگی معلوم ہوئی اور نہ بھوک کی تکلیف ہوئی۔

ام ایمن رضی اللہ عنہا کو زندگی بھر پیاس نے نہیں ستایا

بیہقی نے ثابت' ابو عمران جونی اور ہشام بن حسان سے روایت کی۔ ان سب نے کہا کہ ام ایمن رضی اللہ عنہا نے مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی تو ان کے پاس زادہ راہ نہ تھا جب وہ روحا کے قریب پہنچیں تو شدید تشنگی معلوم ہوئی۔ وہ فرماتی ہیں میں نے اپنے سر کے اوپر تیز ہوا کی آواز سنی۔ میں نے اپنا سر اٹھایا تو دیکھا کہ آسمان سے سفید رسی سے بندھا ایک ڈول لٹک رہا ہے میں نے

اسے اپنے ہاتھ سے تھام لیا اور میں اسے تھامے رہی۔ میں نے اس میں اتنا پیا کہ میں سیراب ہوگئی وہ فرماتی ہیں کہ اس ڈول سے اپنی پینے کے بعد شدید گرمی کے دن روزہ رکھتی اور دھوپ میں پھرتی تا کہ مجھے پیاس لگے مگر اس کے باوجود مجھے پیاس نہ لگتی اس روایت کو ابن منیع نے اپنی مسند میں نقل کیا ہے کہ ہم سے روح نے ان سے ہشام نے ان سے عثمان بن قاسم نے اس کی مثل حدیث بیان کی ہے اور ابن سعد نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے جریر بن حازم سے انہوں نے عثمان بن قاسم سے اسے روایت کیا۔

بیہقی نے بطریق ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام روایت کی۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ان کو خبر دی کہ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے پیغام نکاح دیا تو میں نے عرض کیا اگرچہ مجھ جیسی عورتیں نکاح کر لیتی ہیں لیکن میں نکاح نہیں کرتی کیونکہ میرے بچے ہیں اور میں غیرت مند ہوں اور صاحب عیال ہوں۔ یہ سن کر حضور نے فرمایا میں تم سے اکبر ہوں جہاں تک غیرت کا سوال ہے اللہ تعالیٰ اسے دور کر دے گا۔ اب رہا عیال کا سوال تو وہ اللہ اور اس کے رسول کے حوالہ ہیں اور حضور نے ان سے نکاح فرمالیا۔ راوی نے کہا ازواج مطہرات میں ان کی یہ شان تھی گویا وہ ان میں سے نہیں ہیں۔ جیسی غیرت ان میں پائی جاتی تھی ایسی کسی میں موجود نہ تھی اور اسے ابن منیع نے دوسری سند کے ساتھ عمر بن ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کی اور ابویعلیٰ اور عبداللہ بن امام احمد نے زوائد الزہد میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اس کی مانند روایت کی۔

ابونعیم نے ام اسحاق رضی اللہ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے بھائی کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کی تو مجھ سے میرے بھائی نے کہا میں مکہ مکرمہ میں اپنا توشہ بھول آیا ہوں۔ پھر وہ اسے لینے مکہ مکرمہ واپس گئے مگر میرے شوہر نے ان کو قتل کر دیا اور میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی میں نے حضور سے عرض کیا کہ میرے بھائی کو قتل کر دیا گیا ہے آپ نے چلو میں پانی لیا اور میرے چہرے پر اس کے چھینٹے دیے تو جو مصیبت مجھ کو پہنچی تھی اس پر آنکھ کے آنسو تو میری آنکھوں میں دیکھے جاتے تھے مگر وہ میرے رخساروں پر بہہ کر نہ آتے تھے۔

ابن عدی وبیہقی اور ابونعیم نے بطریق ایوب بن یسار' محمد بن منکدر سے انہوں نے جابر بن عبداللہ سے انہوں نے ابوبکر سے انہوں نے بلال سے روایت کی۔ انہوں نے کہا میں نے سخت سردی میں صبح کی اذان دی اور نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے آپ نے مسجد میں کسی کو موجود نہ پایا تو فرمایا لوگ کہاں ہیں؟ میں نے عرض کیا سردی کی شدت نے انہیں روک رکھا ہے آپ نے فرمایا اے خدا ان سے سردی کو دور کر دے تو میں نے ان کو دیکھا کہ وہ صبح کے وقت پنکھے سے ہوا کر رہے تھے۔ یا چاشت کی نماز کے وقت پنکھے سے ہوا کر رہے تھے۔ اس روایت میں ایوب منفرد ہیں۔

امام احمد وابن سعد وبیہقی وابونعیم نے سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ان سے کسی نے دریافت کیا آپ کا نام کیا ہے؟ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے میرا نام سفینہ رضی اللہ عنہ رکھا ہے۔ دریافت کیا اس نام کی وجہ کیا ہے؟ فرمایا کہ حضور اور آپ کے صحابہ سفر میں تھے ان پر اپنا سامان بوجھ معلوم ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا اپنی چادر پھیلاؤ۔ میں نے چادر پھیلا دی اور اس چادر میں ان سب نے اپنا سامان رکھ کر میرے حوالہ کر دیا، حضور نے فرمایا اٹھا لو کیونکہ تم سفینہ رضی اللہ عنہ (کشتی) ہو۔ اس دن کے بعد میں ایک اونٹ کا یا دو کا یا تین کا یا چار کا یا پانچ کا یا چھ کا یا سات کا بوجھ اٹھا لیتا ہوں تو مجھ پر بار نہیں معلوم ہوتا۔

عطائے علم وفراست وشجاعت کے سلسلہ میں حضور ﷺ کے معجزات

شیخین نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ ایک دن ہمیں حدیث بیان فرما رہے تھے آپ نے فرمایا کون ہے جو اپنا کپڑا بچھائے اور میں اس میں اپنی حدیث رکھوں اور وہ اسے اپنے سینے سے لگالے تو میں نے اپنا دامن پھیلا دیا۔ پھر حضور نے ہمارے سامنے حدیث بیان فرمائی اور میں نے اسے سینے سے چمٹالیا تو خدا کی قسم حضور سے جو حدیث میں نے سنی میں اسے بالکل نہ بھولا۔

بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں آپ سے بہت سی حدیثیں سنا کرتا ہوں مگر میں انہیں بھول جاتا ہوں فرمایا چادر پھیلاؤ تو میں نے اپنی چادر پھیلا دی۔ پھر حضور نے لپ بھر کر اس میں ڈالا اور فرمایا اس کے چاروں کونے ملا کر اپنے سینے سے چمٹالو تو اس کے بعد میں کوئی حدیث نہ بھولا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سینے پر دست مبارک کا فیضان

حاکم نے صحیح بتا کر اور بیہقی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن کی طرف بھیجا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ مجھے بھیجتے ہیں حالانکہ نوجوان ہوں کس طرح لوگوں کے درمیان مقدمات کا فیصلہ کروں گا اور میں جانتا بھی نہیں کہ قضا کیا ہے؟ تو حضور ﷺ نے اپنا دست مبارک میرے سینے پر رکھا اور دعا کی کہ اے خدا ان کے دل کو ہدایت دے اور ان کی زبان کو مستحکم بنا تو قسم ہے اس ذات کی جس نے دانہ کو پھاڑا دو فریقوں کے درمیان فیصلہ کرنے میں مجھے ذرہ بھر تذبذب نہ ہوا۔

ابن سعد نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے یمن کی طرف بھیجا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ مجھے قوم شیوخ کی طرف بھیج رہے ہیں مجھے اندیشہ ہے کہ میں صحیح فیصلہ نہ کرسکوں۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہاری زبان کو مضبوط رکھے گا اور تمہارے دل کی رہنمائی کرے گا۔

طبرانی نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ایک عورت تھی جو مردوں کے ساتھ فحش کلامی کرتی تھی اور بڑی بدزبان تھی۔ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئی۔ آپ ثرید تناول فرما رہے تھے اس نے حضور سے مانگا آپ نے اسے دیا۔ اس نے کہا مجھے وہ لقمہ عنایت فرمایئے جو آپ کے دہن اقدس میں ہے تو حضور نے اسے اپنا لقمہ عطا فرمایا اور اس نے اسے کھالیا تو وہ اتنی حیادار ہوئی کہ مرنے کے وقت تک کسی سے بدکلامی نہ کی۔

بیہقی نے سلمہ رضی اللہ عنہ بن اکوع سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ بنی اسلم کے لوگوں کے پاس تشریف لائے تو وہ باہم تیر اندازی کر رہے تھے۔ حضور نے ملاحظہ کر کے فرمایا یہ کھیل اچھا ہے تم تیر اندازی کی مشق کرو اور میں ابن اکوع رضی اللہ عنہ کا رفیق ہوں اس پر لوگوں نے اپنے ہاتھ روک لئے اور عرض کرنے لگے خدا کی قسم ہم تیر اندازی نہیں کریں گے جب تک تیر اندازی میں آپ ان کے ساتھ ہیں۔

اس لئے کہ آپ ہم پر غالب ہی رہیں گے۔ فرمایا تیر اندازی کرو میں تم سب کے ساتھ ہوں تو وہ لوگ دن بھر تیر اندازی کرتے رہے جب جدا ہوئے تو سب مساوی تھے۔ کسی کو کسی پر فوقیت نہ تھی۔

ابن سعد نے حضرت سعید بن میتب کے ایک فرزند سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا سے روایت کی کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ تمہارا نام کیا ہے؟ میں نے کہا: حزن ہے۔ فرمایا: نہیں بلکہ سہل ہے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ بڑھاپے میں کیا میں اپنا نام بدل لوں۔ راوی کا بیان ہے کہ اس کے بعد سے حزونت ہم میں اب تک باقی ہے۔

ابن سعد نے حضرت سعید بن میتب سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے دادا حزن سے فرمایا کہ تمہارا نام سہل ہے اس پر انہوں نے کہا سہولت تو گدھے کے لئے ہے اور اس نام کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ راوی نے کہا خدا کی قسم ہم حزونت کو اپنے درمیان برابر پہچانتے ہیں۔

بخاری نے بطریق زہری حضرت ابن المسیب سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ ان کے والد نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے۔ حضور نے فرمایا: تمہارا نام کیا ہے؟ انہوں نے کہا حزن! فرمایا تم سہل ہو انہوں نے کہا میرے باپ نے جو میرا نام رکھا ہے میں اسے نہیں بدلتا۔ حضرت ابن المسیب فرماتے ہیں کہ اب تک ہم میں حزونت وخشونت موجود ہے۔

حاکم نے ابی بن کعب سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے دربار میں حاضر تھا کہ ایک اعرابی نے آکر عرض کیا یانبی اللہ! میرا ایک بھائی ہے اسے ایک تکلیف ہے حضور نے فرمایا اسے کیا تکلیف ہے اس نے کہا آسیب کا اثر ہے فرمایا اسے میرے پاس لے آؤ تو وہ اسے لے کر آیا اور حضور کے روبرو اسے بٹھا دیا تو حضور نے اس پر سورہ فاتحہ' سورہ بقرہ کی چار آیتیں اور یہ دو آیتیں "والهكم اِلٰهٌ واحدٌ" اور آیۃ الکرسی اور سورہ اعراف کی یہ آیۂ کریمہ "ان ربکم اللہ الایہ اور سورہ مومنین کا آخر فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ" اور سورۃ جن کی ایک آیت "وَاَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا" اور سورہ صافات کی دس آیتیں اور سورہ حشر کی آخری تین آیتیں اور قل ھو اللہ احد اور معوذ تین پڑھ کر دم کیا۔ وہ شخص اس طرح کھڑا ہو گیا جیسے اسے کبھی کوئی شکایت ہی نہیں تھی۔

بیہقی نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ بن حنیف سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کے انصار صحابہ کی ایک جماعت نے حضور سے آکر عرض کیا کہ ایک شخص نصف شب کو نماز کے لئے کھڑا ہوا اور اس نے ایک سورہ پڑھنے کا قصد کیا جو کہ اسے یاد تھی مگر وہ اس کے پڑھنے پر قادر نہ ہوا صرف "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" پڑھ سکا اس رات یہ واقعہ آپ کے بہت سے صحابہ کو پیش آیا۔ جب انہوں نے صبح کی تو صحابہ نے رسول اللہ ﷺ سے اس سورۃ کے بارے میں پوچھا آپ ایک ساعت خاموش رہے اور ان کی طرف بالکل رجوع نہ فرمایا پھر فرمایا وہ سورۃ آج رات منسوخ کر دی گئی ہے۔ ان سب کے سینوں میں سے بھی اور ہر اس جگہ سے جہاں وہ لکھی ہوئی تھی۔ بیہقی نے کہا دلائل نبوت میں سے یہ بات ظاہر دلیل ہے۔

انواع جمادات میں معجزات حضور اکرم ﷺ کا ظہور بزار وطبرانی نے اوسط میں اور ابونعیم وبیہقی نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ تنہا تشریف فرما تھے پھر میں آیا اور میں حضور کے پاس بیٹھ گیا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور وہ سلام کر کے بیٹھ گئے پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے۔ رسول اللہ ﷺ کے سامنے کنکریاں تھیں۔ آپ

نے ان کو اٹھا کر ہتھیلی پر رکھا تو وہ تسبیح کرنے لگیں حتیٰ کہ ہم نے ان کی آواز ایسی سنی جیسے شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ ہوتی ہے۔اس کے بعد آپ نے ان کو رکھ دیا تو وہ خاموش ہوگئیں پھر آپ نے اٹھا کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رکھ دیا وہ تسبیح کرنے لگیں حتیٰ کہ ہم نے ایسی آواز سنی جیسے کہ مکھیوں کی بھنبھناہٹ ہوتی ہے پھر آپ نے ان کو رکھ دیا اور وہ خاموش ہوگئیں اس کے بعد حضور نے ان کو اٹھا کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رکھ دیا اور وہ تسبیح کرنے لگیں حتیٰ کہ ہم نے مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی مانند ان کی آواز سنی۔ پھر انہوں نے رکھ دیا اور وہ خاموش ہوگئیں۔اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ نبوت کی خلافت کی شہادت ہے۔

سنگریوں کا دست اقدس میں تسبیح پڑھنا

ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے دست مبارک میں کنکریاں لیں اور وہ تسبیح کرنے لگیں یہاں تک کہ ہم نے ان کی تسبیح کی آواز سنی۔پھر آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں پلٹ دیں تو وہ تسبیح کر رہی تھیں اور ہم ان کی تسبیح کی آواز سن رہے تھے پھر انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں پلٹ دیں اور وہ برابر تسبیح کر رہی تھیں اور ہم نے تسبیح کی آواز سنی پھر انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں پلٹ دیں تو وہ برابر تسبیح کر رہی تھیں اور ہم نے ان کی تسبیح کی آواز سنی پھر وہ یکے بعد دیگرے ہمارے ہاتھوں میں آئیں تو ان کنکریوں میں سے کوئی تسبیح نہ کر رہی تھی۔

ابونعیم نے بطریق سدی حضرت ابومالک رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔انہوں نے فرمایا کہ شاہان حضرموت رسول اللہ ﷺ کے دربار عالی میں آئے۔ان میں اشعث بن قیس بھی تھے۔انہوں نے کہا کہ ہم نے آپ سے ایک بات مخفی رکھی ہے آپ بتائیے وہ کیا بات ہے؟حضور نے فرمایا سبحان اللہ!ایسی باتیں تو کاہن لوگ بھی کرتے ہیں حالانکہ کاہن اور ان کی کہانت دونوں دوزخ میں جائیں گے۔اس پر انہوں نے کہا پھر ہم کیسے جانیں کہ آپ واقعی اللہ کے رسول ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے دست اقدس میں سنگریزے لئے اور فرمایا یہ شہادت دیں گے کہ میں اللہ کا رسول ہوں تو وہ سنگریزے آپ کے دست اقدس میں تسبیح کرنے لگے ان سب نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ یقیناً آپ اللہ کے رسول ہیں۔

ابوالشیخ نے کتاب العظمۃ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے روبرو ثرید کھانا لایا گیا آپ نے فرمایا یہ کھانا تسبیح کر رہا ہے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ ان کی تسبیح سمجھ رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں پھر رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص سے فرمایا کہ اس پیالے کو فلاں شخص کے قریب کر دو تو اس نے ان کے قریب کر دیا۔اس نے عرض کیا ہاں! یا رسول اللہ یہ کھانا تسبیح کر رہا ہے اس کے بعد دوسرے کے پھر تیسرے کے قریب لایا گیا انہوں نے بھی یہی کہا۔اس کے بعد حضور نے اس پیالے کو واپس کر دیا اس وقت ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! کاش آپ تمام لوگوں کو سنانے کا حکم فرماتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر وہ کسی کے ہاتھ میں خاموش ہو جاتا تو لوگ کہتے یہ اس کے گناہ کی بدولت ہوا ہے اسے واپس کر دو تو اس نے واپس کر دیا۔

ابوالشیخ نے خیثمہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ ہانڈی پکا رہے تھے کہ وہ ہانڈی اوندھی ہوگئی اور تسبیح کرنے لگی۔

بیہقی و ابونعیم نے قیس سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ اور حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ دونوں ایک برتن میں کھا رہے تھے اچانک برتن کا کھانا تسبیح کرنے لگا۔

استن حنانہ کی فریاد

بخاری نے حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ کھجور کے تنا کا جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہونے میں ٹیک لگایا کرتے تھے جب آپ کے لئے منبر بنایا گیا تو ہم نے کھجور کے اس ستون سے حاملہ اونٹنی پر بوجھ لادنے سے جو وہ اونٹنی فریاد کرتی ہے ایسی ہم نے اس سے فریاد کی آواز سنی حتی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر شریف سے اترے اور اپنا دست اقدس اس پر رکھا اور وہ خاموش ہوا۔

بخاری نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے ایک ستون سے ٹیک لگایا کرتے تھے۔ آپ کے لئے صحابہ نے منبر بنایا تو جمعہ کے دن حضور منبر پر تشریف لائے اس وقت وہ ستون بچوں کی طرح رونے کی مانند فریاد کرنے لگا۔ حضور اترے اور اسے سینہ سے لگایا اور وہ ستون اس طرح رونے لگا جس طرح بچہ روتا ہے اور ٹھہر جاتا ہے حضور نے فرمایا یہ ستون اس لئے روتا ہے کہ اس کے پاس جو ذکر ہوتا تھا وہ اسے سنا کرتا تھا۔

دارمی بطریق عبداللہ بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے تنا کے پاس خطبہ دیا کرتے تھے پھر آپ نے منبر کو اختیار فرمایا۔ جب حضور اکرم نے اس ستون کو چھوڑ کر اس منبر کا قصد کیا جو بنایا گیا تھا تو وہ ستون فریاد کرنے لگا اور رونے لگا۔ جس طرح کہ اونٹنی روتی ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے اور اپنا دست اقدس اس پر رکھا اور فرمایا اگر تو چاہے تو میں تجھے اس جگہ بو دوں جہاں تو پہلے تھا اور تو ویسا ہی درخت بن جائے جیسا کہ پہلے تھا۔ یا اگر تو چاہے تو میں تجھے جنت میں بو دوں اور تو جنت کی نہروں اور اس کی چشموں سے پانی پئے اور تیرا اگنا اچھا ہے تا کہ تو پھل دے اور تیرے پھل کو اولیاء اللہ کھائیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا تو آپ نے فرمایا اس نے جنت میں بوئے جانے کو پسند کیا ہے اور اسے طبرانی نے اوسط میں اور ابونعیم نے اس کی مثل بطریق عبداللہ بن بریدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔

بغوی و ابونعیم اور ابن عساکر نے ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے تنا کے پاس خطبہ دیا کرتے تھے پھر آپ کے لئے منبر بنایا گیا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر قیام فرمایا تو وہ ستون رونے لگا۔ آپ نے اس سے فرمایا صبر کر میں تجھے جنت میں اگائے دیتا ہوں اور تیرے پھل صالحین کھائیں گے اور اگر تو چاہے تو میں تجھے سرسبز کھجور کا درخت بنا دوں جیسا کہ تو پہلے تھا مگر اس نے دنیا پر آخرت کو ترجیح دی۔

ابن ابی شیبہ' دارمی اور ابونعیم نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے تنا کے پاس خطبہ دیا کرتے تھے۔ پھر آپ کے لئے منبر بنایا گیا جب آپ منبر پر کھڑے ہوئے تو وہ تنا رونے لگا جس طرح اونٹنی اپنے بچہ کی طرف بلبلاتی اور روتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر شریف سے اتر کر اس کے پاس آئے اور سینہ سے لپٹا کر تسلی دی۔

بخاری نے ابن عمران سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ تنا کے پاس خطبہ دیا کرتے تھے جب منبر بنا تو آپ نے اس کی طرف رخ فرمایا اس وقت وہ تنا رونے لگا نبی کریم ﷺ اس کے پاس آئے اور اپنا دست اقدس پھیر کر اسے تسلی دی۔

امام احمد و ابن سعد' داری و ابن ماجہ اور ابونعیم و بیہقی نے حضرت ابن عباس سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ ستون کے پاس خطبہ دیا کرتے تھے اس وقت تک منبر نہ بنا تھا پھر جب منبر بنا اور آپ نے اس پر خطبہ دیا تو وہ ستون رونے لگا حضور اس کے پاس آئے اور اسے لپٹا کر تسلی دی۔ اگر حضور ﷺ اسے نہ لپٹاتے تو وہ قیامت تک یوں ہی روتا رہتا۔

داری' ترمذی' ابویعلی و بیہقی اور ابونعیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ستون کے پاس کھڑے ہوا کرتے تھے جب منبر بنا تو آپ نے اس پر جلوس فرمایا تو وہ ستون اس طرح رونے لگا جیسے بیل روتا ہے یہاں تک کہ اس کے رونے سے مسجد ہلنے لگی۔ رسول اللہ ﷺ منبر شریف سے اترے اور اسے چپٹایا اور تسلی دی فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر میں اسے نہ چمٹاتا تو قیامت تک وہ مجھ سے جدائی کے فراق میں اسی طرح روتا رہتا۔

ابن سعد و ابن راہویہ نے اپنی مسند میں اور بیہقی نے سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ ایک چوب کے پاس کھڑے ہوا کرتے تھے۔ جب منبر بنا تو وہ چوب رونے لگی اور لوگ اس کے پاس آ کر اس کے پہلو میں کھڑے ہو گئے اور اس کے رونے سے ایسی رقت طاری ہوئی کہ تمام لوگ رونے لگے۔ رسول اللہ ﷺ اتر کر اس کے پاس آئے اور اپنا دست اقدس اس پر رکھ کر اسے تسلی دی تو وہ خاموش ہوئی۔

بیہقی و ابونعیم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک چوب تھی جب آپ خطبہ دیتے تو اس سے ٹیک لگایا کرتے تھے پھر آپ کے لئے منبر تیار ہوا۔ جب اس چوب نے آپ کو نہ پایا تو وہ بیل کی مانند رونے لگی یہاں تک کہ اس کے رونے کی آواز اہل مسجد نے سنی اور رسول اللہ ﷺ اس کے پاس آئے آپ نے اسے چپٹایا تو وہ خاموش ہوئی۔

داری' ابن ماجہ' ابن سعد' ابویعلی' ابونعیم اور بیہقی نے ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ ستون کے پاس خطبہ دیا کرتے تھے پھر آپ کے لئے منبر تیار ہوا۔ جب حضور اس ستون سے آگے بڑھ منبر پر تشریف لے گئے تو وہ فریاد کرنے لگا یہاں تک کہ پھٹ کر شق ہو گیا اور حضور منبر سے اتر کر آئے اور اپنا دست اقدس پھیرا تو وہ خاموش ہوا۔

زبیر بن بکار نے اخبار مدینہ میں مطلب رضی اللہ عنہ بن ابی وداعہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ مسجد نبوی میں جب خطبہ دیتے تو اپنی کمر شریف کو ستون سے ٹیک لگاتے تھے۔ جب آپ کے لئے منبر بنا اور آپ نے اس پر جلوس فرمایا تو وہ ستون بیل کی مانند رونے لگا۔ آپ اس کے پاس تشریف لائے اور اسے چپٹایا تو وہ خاموش ہوا اور فرمایا لوگو! اسے ملامت نہ کرو کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ نے جس چیز کو بھی چھوڑا ہے وہ آپ کے فراق میں غمگین ہوئی ہے۔

بیہقی نے بروایت ابو حاتم رازی روایت کی کہ عمرو بن سواد نے کہا کہ مجھ سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو جو عطا فرمایا وہ سب محمد مصطفےٰ ﷺ کو عطا فرمایا ہے میں نے ان سے عرض کیا اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ عیسیٰ علیہ السلام کو مردے زندہ کرنے کا معجزہ عطا فرمایا اس پر انہوں نے جواب میں فرمایا اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفےٰ ﷺ کو ستون کے رونے کا مرتبہ عطا فرمایا تھا اور یہ

معجزہ مرتبہ میں اس سے زیادہ بڑا ہے۔

در و دیوار کا آمین کہنا

بیہقی و ابونعیم نے ابو اسید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کل صبح تم اور تمہارے فرزند اپنے گھر سے کہیں نہ جائیں جب تک کہ میں تم لوگوں کے پاس نہ آ جاؤں کیونکہ مجھے تم سے ایک کام ہے تو جب صبح ہوئی تو حضور ان کے یہاں تشریف لائے۔ آپ نے فرمایا تم سب مل کر بیٹھ جاؤ حتیٰ کہ جب وہ سب بیٹھ گئے تو حضور نے ان سب پر اپنی چادر شریف ڈالی اور دعا کی کہ اے رب! یہ میرے چچا بمنزلہ میرے باپ کے ہیں اور یہ ان کے گھر والے ہیں تو ان سب کو آگ سے اس طرح چھپا لے جس طرح میں نے ان سب کو اپنی اس چادر سے ڈھانپا ہے تو دروازے کی چوکھٹ اور گھر کے در و دیوار سے آمین آمین کی آوازیں آئیں۔

ابونعیم نے عبد اللہ بن غسیل رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ آپ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے یہاں تشریف لے گئے۔ آپ نے فرمایا اپنے بیٹوں کو میرے ہمراہ کر دو اور وہ سب حضور کے ساتھ ہو گئے پھر آپ نے گھر کے اندر لے جا کر ان سب پر اپنی چادر شریف ڈالی اور دعا کی کہ اے خدا یہ میرے اہلبیت اور میری عترت ہیں ان کو دوزخ کی آگ سے اس طرح چھپا لے جس طرح میں نے ان کو اس چادر میں چھپایا ہے۔ راوی نے کہا گھر میں کوئی دیوار در باقی نہ تھا جس نے آمین نہ کہی ہو۔

پہاڑ کا حرکت کرنا

شیخین نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم احد پہاڑ یا کوہ حراء پر چڑھے آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق' حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہم تھے اس وقت پہاڑ ہلنے لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا قدم اقدس مار کر فرمایا ٹھہر ارہ تجھ پر نبی' صدیق اور دو شہید ہیں اور ابو یعلیٰ و بیہقی نے سہل رضی اللہ عنہ بن سعد ساعدی سے اس کی مثل روایت کی اس میں صرف کوہ احد کا ذکر ہے اور مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اس کی مثل روایت کی اور اس میں حضرت علی المرتضیٰ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم بھی مذکور ہیں اور آپ نے فرمایا ٹھہر ارہ' تجھ پر نبی یا صدیق یا شہید کے سوا کوئی نہیں ہے اور اسے امام احمد نے بریدہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے صرف لفظ حرا کے ساتھ روایت کیا۔

منبر شریف کی جنبش

امام احمد و مسلم و نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ منبر پر تشریف فرما تھے آپ نے فرمایا خدائے جبار اپنے آسمانوں اور زمین کو اپنے دست قدرت میں لیکر فرمائے گا میں جبار ہوں۔ اب کہاں ہیں جابر لوگ اور متکبر لوگ؟ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دائیں اور اپنے بائیں جھومنے لگے حتیٰ کہ میں نے منبر کو دیکھا کہ وہ اپنے پائے

وغیرہ سمیت جنبش کر رہا ہے اور اتنی مدت سے حرکت میں ہے کہ میں نے گمان کیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو منبر سے نہ گرا دے۔

حاکم نے صحیح بتا کر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ مجھے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس آیہ کریمہ کے بارے میں دریافت کیا کہ " وَمَا قَدَرُوا اللهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ " حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس وقت فرمائے گا میں جبار ہوں میں ہی ہوں اور رب تعالیٰ اپنی تمجید خود فرمائے گا تو رسول اللہ ﷺ کو لے کر آپ کا منبر حرکت کرنے لگا حتی کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ گر جائیں گے۔

بزار و ابن عدی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کو منبر شریف پر پڑھا " وَمَا قَدَرُوا اللهَ حَقَّ قَدْرِهٖ " الآیہ تو جب آپ " عَمَّا يُشْرِكُوْنَ " تک پہنچے تو منبر نے کہا ایسا ہی ہوگا پھر آپ تین مرتبہ آئے اور گئے (یعنی منبر نے آپ کو ادھر سے ادھر ہلایا)۔

زمین نے حضور کے حکم سے مردے کو قبول کر لیا

بیہقی وابونعیم نے قبیصہ رضی اللہ عنہ بن ذریب سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے ایک شخص نے مشرکین کے لشکر پر حملہ کیا تو وہ بھاگ کھڑے ہوئے تو مسلمانوں میں سے ایک شخص مشرکوں کے ایک آدمی سے ملا وہ بھاگا ہوا تھا جب مسلمان نے ارادہ کیا کہ تلوار اٹھا کر اسے مارے تو وہ آدمی کہنے لگا " لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللهُ " تو اس مسلمان نے اسے نہ چھوڑا یہاں تک کہ اسے قتل کر دیا۔ اس کے بعد اس کے قتل کی بابت مسلمان کے دل میں خدشہ پیدا ہوا اور اس نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے بیان کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم نے اس کے دل میں جھانک کر دیکھ لیا تھا۔ کچھ دنوں کے بعد وہ قاتل شخص فوت ہو گیا اور اسے دفن کر دیا جب دوسرا دن ہوا تو وہ زمین پر باہر تھا۔ اس کے گھر کے لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور یہ واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا اسے دفن کر دو۔ تو انہوں نے اسے دفن کر دیا پھر جب دوسرا دن ہوا تو دیکھا کہ وہ زمین کے اوپر باہر ہے ایسا تین مرتبہ ہوا اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمانو سنو! زمین اس سے زیادہ شریر کو قبول کر لیتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم نصیحت وعبرت حاصل کرو تاکہ تم میں سے کوئی شخص اس آدمی کے قتل کرنے میں جلد بازی نہ کرے جو " لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللهُ " کی گواہی دے یا کہے کہ میں مسلمان ہوں۔ جاؤ بنی فلاں کی گھاٹی میں اسے دفن کر دو اور زمین اسے قبول کرلے گی تو انہوں نے اس گھاٹی میں اسے دفن کر دیا۔ اسے بیہقی و ابونعیم نے اس کی مانند اس زیادتی کے ساتھ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بروایت عاصم الاحوال سمیط سے روایت کیا اور ابونعیم وابن اسحاق نے حسن سے اس کی مانند روایت کی۔ اس میں ہے کہ وہ شخص سات دن کے بعد فوت ہو گیا۔ اس کا نام محلم بن جثامہ تھا۔

بیہقی نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو بھیجا اس نے آپ پر جھوٹ بولا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس پر بددعا کی تو وہ مردہ پایا گیا اور اس کا پیٹ پھٹا ہوا تھا اور زمین نے اسے قبول نہ کیا۔

شیخین نے اور امام احمد وبیہقی وابونعیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی وحی لکھا کرتا تھا اور وہ صحیفہ میں " علیما حکیما " لکھتا۔ حضور فرماتے " سمیعا بصیرا " لکھو وہ کہتا جیسا آپ چاہتے ہیں لکھے دیتا ہوں اور وہ صحیفہ میں " سمیعا

بصیرا" لکھ کر پھر لکھتا علیما حکیما۔ وہ شخص بعد میں مرتد ہو گیا اور مشرکوں سے جا کر مل گیا اور وہ کہنے لگا میں محمد (ﷺ) کو زیادہ جانتا ہوں۔ میں جو چاہتا لکھتا تھا جب وہ شخص مرا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا زمین اسے قبول نہ کرے اسے دفن کیا گیا تو زمین نے اسے قبول نہ کیا۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اس زمین پر گیا تھا جہاں وہ مرا تھا میں نے اسے پھینکا ہوا پایا۔ میں نے پوچھا اس کا واقعہ کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا ہم نے اسے دفن کیا مگر زمین نے اسے قبول نہ کیا۔

ایک مفتری کا انجام

عبدالرزاق نے المصنف میں اور بیہقی نے سعید بن جبیر سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ انصار کی ایک بستی میں کوئی شخص آیا اور اس نے کہا رسول اللہ ﷺ نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے اور تمہیں حکم دیا ہے کہ تم میں جو فلاں عورت ہے اس کا نکاح میرے ساتھ کر دو۔ حالانکہ حضور نے اس آدمی کو نہ بھیجا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں جب یہ اطلاع پہنچی تو حضور نے حضرت علی و زبیر رضی اللہ عنہما کو بھیجا فرمایا تم دونوں جاؤ اگر تمہیں وہ ملے تو اسے قتل کر دینا۔ میرا خیال ہے شاید تم اسے نہ پاؤ گے تو وہ گئے اور اسے اس حال میں پایا کہ اسے سانپ نے کاٹ لیا تھا اور زہر کے اثر سے وہ مر گیا تھا۔

بیہقی نے بطریق عطاء بن سائب حضرت عبداللہ بن حارث سے روایت کی کہ جد الجندعی کا دادا' یمن آیا اور وہ ایک عورت پر عاشق ہو گیا۔ اس نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے تمہیں حکم دیا ہے کہ میرے پاس اپنی جوان عورت کو بھیجو۔ لوگوں نے کہا ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عہد کیا ہے اور آپ نے زنا کو حرام قرار دیا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک شخص کو بھیجا اس پر حضور ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا اور فرمایا تم اس کے پاس جاؤ اگر وہ تمہیں زندہ ملے تو اسے قتل کر دینا اور اگر تم اسے مردہ پاؤ تو اسے آگ میں جلا دینا۔ چنانچہ جد الجندعی کا دادا رات میں چشمہ سے پانی بھر رہا تھا تو سانپ نے اسے کاٹ کر مار ڈالا۔

ایک منافق کا انجام

ابن اسحاق و حاکم نے صحیح بتا کر حضرت قتادہ بن نعمان سے روایت کی کہ ابوطعمہ بشیر بن ابیرق منافق تھا اور اس نے فاعہ بن زید کے بیٹے کا غلہ اور ہتھیار بالا خانے سے چرایا تو اس کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی "اِنَّا اَنْزَلْنَا اِلَیْکَ الْکِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْکُمَ بَیْنَ النَّاسِ بِمَا اَرٰکَ اللّٰہُ الآیات" (النساء: ۱۰۵) تو وہ بھاگ کر مکہ چلا گیا اور سلامہ بنت سعد کے گھر جا کر ٹھہرا اور وہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کو برا کہنے لگا اور حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے شعروں میں اس کی ہجو کا جواب دیا جب حسان کے شعر سلامہ کو پہنچے تو اس نے اپنے گھر سے نکال دیا اور وہ طائف چلا گیا اور وہ ایسے گھر میں پہنچا جہاں کوئی نہ تھا اور وہ مکان اس پر گر پڑا اور وہ بدبخت مر گیا۔ یہ دیکھ کر قریش کہنے لگے خدا کی قسم محمد ﷺ کے اصحاب میں سے کوئی ایسا شخص آپ کو نہیں چھوڑتا جس میں خیر و خوبی ہو۔

حاکم نے صحیح بتا کر اور بیہقی و طبرانی نے عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ حکم بن ابی العاص' نبی کریم ﷺ کی مجلس میں بیٹھا کرتا تھا۔ جب حضور اکرم ﷺ اس سے گفتگو فرماتے تو وہ اپنا منہ بنایا کرتا تھا اس پر نبی کریم ﷺ نے اس

نے فرمایا تو ایسا ہی ہو جا تو وہ ہمیشہ منہ بنایا کرتا یہاں تک کہ وہ مر گیا۔

بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے ایک دن خطبہ دیا اور ایک شخص آپ کے پیچھے تھا وہ آپ کی نقل کرتا اور عیب جوئی کرتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو ایسا ہی ہو جا۔ پھر لوگ اسے اٹھا کر اس کے گھر لے گئے اور وہ دو مہینے بے ہوش رہا۔ پھر جب وہ ہوش میں آیا تو وہ ایسا بن گیا جب کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی نقل کرتا تھا۔

ابن فتحون نے طبری سے ذکر کیا کہ نبی کریم ﷺ نے حارث بن ابی حارثہ کے پاس حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے لئے اس کی بیٹی کے ساتھ نکاح کرنے کا پیغام بھیجا۔ حارث نے کہا کہ اس کی بیٹی میں عیب ہے حالانکہ اس میں وہ عیب موجود نہ تھا جب وہ واپس گھر پہنچے تو اس نے بیٹی کو برص میں مبتلا پایا۔

ذویب رضی اللہ عنہ بن کلیب پر آگ نے اثر نہیں کیا

ابن وہب نے ابن لہیعہ سے روایت کی کہ اسود عنسی نے جب نبوۃ کا دعویٰ کیا اور وہ صنعاء پر غالب ہوا تو ذویب رضی اللہ عنہ بن کلیب کو پکڑ کر آگ میں ڈال دیا اس بنا پر کہ ذویب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی تصدیق کی تھی مگر آگ نے ان کو کوئی ضرر نہ پہنچایا۔ اس واقعہ کو نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ سے بیان کیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اس رب العزت کی حمد ہے جس نے ہماری امت میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی مثل پیدا کیا۔ عبدان نے کتاب الصحابہ میں کہا کہ ذویب رضی اللہ عنہ وہ شخص ہے جو کلیب بن ربیعہ خولانی کا بیٹا ہے اور اہل یمن میں اس نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا تھا۔

ابن عساکر نے بروایت ابو بشر جعفر بن ابی وحشیہ روایت کی کہ بنی خولان میں سے ایک شخص اسلام لایا اس کی قوم نے چاہا کہ اسے پھر کفر پر لے آئیں چنانچہ انہوں نے اسے آگ میں ڈال دیا مگر آگ نے انہیں نہ جلایا۔ بجز ان جگہوں کے جہاں پہلے وضو کا پانی نہ پہنچتا تھا پھر وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اس نے ان سے عرض کیا کہ آپ میرے لئے استغفار کیجئے۔ آپ نے فرمایا تم ہی زیادہ مستحق ہو اور فرمایا تم چونکہ آگ میں ڈالے گئے اور آگ نے تمہیں نہ جلایا پھر اس کے لئے انہوں نے دعا کی اس کے بعد وہ شام چلا گیا۔ لوگ اسے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تشبیہ دیا کرتے تھے۔

ابن عساکر نے بروایت اسمٰعیل بن عیاش حضرت شرجیل بن مسلم خولانی سے روایت کی کہ اسود بن قیس عنسی نے یمن میں نبوت کا دعویٰ کیا تو وہ ابو مسلم خولانی کے پاس آیا اور اس نے ان سے کہا کہ تم گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ ابو مسلم نے کہا میں نہیں سنتا۔ اس نے کہا کیا تم گواہی دیتے ہو کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں؟ ابو مسلم نے کہا میں اس کی گواہی دیتا ہوں۔ اس پر اس نے خوب آگ جلانے کا حکم دیا۔ پھر ابو مسلم کو آگ میں ڈال دیا۔ مگر آگ نے انہیں کوئی ضرر نہ پہنچایا۔ یہ دیکھ کر اسود نے کسی سے کہا اگر تو ان کو اپنے پاس سے دور نہ کرے گا تو یہ ان لوگوں کو برگشتہ کر دے گا جو تیری پیروی کرتے ہیں تو اس نے وہاں سے نکل جانے کا حکم دیا اور وہ مدینہ منورہ آ گئے اس زمانہ میں حضور ﷺ دنیا سے تشریف لے جا چکے تھے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ تھے۔ اس کا تذکرہ سن کر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اس خدائے برتر کی حمد ہے جس نے مجھے ابھی تک موت سے ہمکنار نہ کیا اور اس نے مجھے

امت محمدیہ ﷺ کے ایسے شخص کو دکھایا جس کے ساتھ وہ کچھ ہوا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ہوا تھا اور بنی خولان کے لوگ عنسیوں سے کہتے تھے کہ تم ایسے جھوٹے لوگ ہو کہ تم نے ہمارے ایک ساتھی کو آگ میں ڈالا اور اس نے ان کو کچھ نقصان نہ پہنچایا۔

ابن سعد نے کہا ہم سے یحییٰ بن حماد نے ان سے ابوعوانہ نے انہوں نے ابو بلیج سے انہوں نے عمرو بن میمون سے حدیث روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ مشرکوں نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو آگ میں جلایا تو رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور ان کے سر پر اپنا دست اقدس پھیرا اور فرمایا ''یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰی عَمَّارٍ کَمَا کُنْتِ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ'' اے آگ تو عمار رضی اللہ عنہ پر ایسی سلامتی کے ساتھ ٹھنڈی ہو جا جیسی حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ہوئی تھی اور فرمایا اے عمار رضی اللہ عنہ تجھ کو باغی گروہ قتل کرے گا۔

رومال آگ میں نہیں جلا

ابونعیم نے عباد بن عبدالصمد سے روایت کی انہوں نے کہا ہم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا اے کنیز دستر خوان لاؤ تاکہ ہم کھانا کھائیں تو وہ دستر خوان لائی پھر فرمایا رومال لاؤ تو وہ رومال لائی جو میلا تھا۔ آپ نے فرمایا تنور گرم کرو تو اس نے تنور گرم کیا اور حکم دیا کہ رومال کو تنور میں ڈال دو تو رومال تنور میں ڈال دیا گیا جب رومال کو تنور سے نکالا گیا تو وہ دودھ کی مانند سفید تھا۔ ہم نے ان سے پوچھا یہ کیا بات ہے کہ تنور نے کپڑے کو نہ جلایا اور خوب صاف کر دیا۔ انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ اس رومال سے روئے انور اور دست مبارک خشک کیا کرتے تھے تو جب یہ میلا ہو جاتا ہے تو ہم ایسا ہی کرتے ہیں کیونکہ آگ اس چیز کو نقصان نہیں پہنچاتی جو انبیاء علیہم السلام کے چہروں سے مس ہو جاتی ہے۔

بیہقی وابونعیم نے معاویہ بن حرمل سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حرہ سے آگ نکلی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تمیم داری رضی اللہ عنہ کے یہاں تشریف لائے اور فرمایا اس آگ کی طرف چلو اور وہ ان کے ساتھ چلے اور میں ان دونوں کے پیچھے ہو گیا اور یہ دونوں اس کے پاس آئے اور تمیم رضی اللہ عنہ اپنے ہاتھ سے آگ کو ہانکتے تھے جہاں تک کہ وہ آگ ایک گھاٹی میں داخل ہو گئی اور تمیم رضی اللہ عنہ اس کے پیچھے داخل ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تین مرتبہ فرمایا: جس نے اس آگ کو نہیں دیکھا وہ دیکھنے والوں کے برابر نہیں ہے۔

ابونعیم نے مرزوق سے روایت کی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں آگ لگی تو حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ اس آگ کو اپنی چادر سے ہانکتے تھے یہاں تک کہ وہ آگ ایک غار میں داخل ہو گئی۔ اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابورقیہ! اسی کام کے لئے ہم نے تم کو چھپا کے رکھا تھا۔

عصا' تازیانے اور انگلیوں کا روشن ہونا

حاکم وبیہقی اور ابونعیم نے ابوعبس رضی اللہ عنہ بن جبیر سے روایت کی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پانچوں وقت کی نماز پڑھا کرتے تھے پھر وہ بنی حارثہ کے طرف پلٹ کر جاتے تھے۔ وہ ایک اندھیری رات بارش میں واپس جا رہے تھے تو ان کے لئے ان کی لاٹھی روشن ہو گئی یہاں تک کہ وہ بنی حارثہ کے گھر میں داخل ہو گئے۔

بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے دو صحابی حضور کی بارگاہ سے ایک اندھیری رات میں نکلے ان دونوں کی لکڑیاں دو مشعلوں کی مانند روشن تھیں۔ جب ان کے راستے مختلف ہوئے تو ایک ایک مشعل دونوں کے ساتھ رہی۔ یہاں تک کہ وہ دونوں اپنے گھر پہنچ گئے۔

ابن سعد اور حاکم نے صحیح بتا کر اور بیہقی وابونعیم نے دوسری سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ عباد بن بشر اور اسید رضی اللہ عنہ بن حضیر دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں کسی ضرورت سے تھے۔ پھر وہ کچھ رات گزرنے کے بعد واپس ہوئے۔ وہ رات سخت اندھیری تھی یہ دونوں باہر نکلے۔ ہر ایک کے ہاتھ میں لاٹھی تھی تو ان دونوں کے لئے ان میں سے ایک لاٹھی روشن ہوئی اور وہ دونوں اس کی روشنی میں چلتے رہے جب دونوں کے راستے پھٹے تو دوسرے کی لاٹھی بھی روشن ہوگئی اور ہر ایک اپنی لاٹھی کی روشنی میں اپنے اپنے گھر پہنچ گئے۔

ابونعیم نے ایک اور سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ دونوں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے یہاں تھے اور یہ دونوں حضور سے گفتگو کر رہے تھے یہاں تک کہ رات آگئی پھر دونوں نکلے اور حضرت ابوبکر ان دونوں کے ساتھ ہو گئے۔ اندھیری رات تھی اور دونوں کے ساتھ لاٹھی تھی تو وہ دونوں لاٹھیاں روشن ہوگئیں اور ان دونوں پر اس کی روشنی پڑتی رہی یہاں تک کہ وہ سب اپنے گھر پہنچ گئے۔

حضرت حمزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کی انگلیاں روشن ہوگئیں

بخاری نے تاریخ میں اور بیہقی نے اور ابونعیم نے حمزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور ہم اندھیری رات میں آپس میں متفرق ہو گئے تو میری انگلیاں روشن ہوگئیں یہاں تک کہ سب نے اپنا سامان اپنی سواریوں پر جمع کیا اور لاد لیا اور کوئی چیز ہم سے گم نہ ہوئی اور حال یہ کہ میری انگلیاں برابر روشنی دیتی رہیں۔

ابونعیم نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا بارش والی ایک رات تھی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشا کی نماز کے لئے باہر تشریف لائے تو ایک بجلی چمکی اور آپ نے قتادہ رضی اللہ عنہ بن نعمان کو دیکھ کر فرمایا اے قتادہ رضی اللہ عنہ جب تم نماز پڑھ لو تو ٹھہر جانا میں تمہیں حکم دوں گا تو جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک شاخ عنایت کر کے فرمایا اسے لے لو یہ تمہارے لئے دس قدم سامنے اور دس قدم پیچھے روشنی دے گا۔

کاشانہء نبوت جگمگا اٹھا

ابونعیم نے حلیہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے پہلو میں شب بسر فرمائی جب میں بیدار ہوئی تو آپ کو اپنے قریب نہ پا کر پریشان ہوئی۔ پھر میں نے آپ کی آواز سنی کہ آپ نماز پڑھ رہے ہیں تو میں بھی اٹھی اور وضو کر کے آپ کے پیچھے نماز پڑھنے لگی پھر حضور نے رات کے وقت دعا مانگی جو خدا نے چاہا تو ایک نور آیا جس سے سارا گھر روشن ہوگیا اور وہ نور اتنی دیر موجود رہا جب تک خدا نے چاہا آپ دعا کرتے رہے پھر دوبارہ نور آیا جو روشنی میں پہلے سے زیادہ

تھا۔ یہاں تک کہ گھر میں رائی کے دانہ کو چننا چاہتی تو ایک ایک کر کے دانہ چن لیتی۔ پھر وہ چلا گیا۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ یہ کیسا نور تھا جسے میں نے دیکھا ہے؟ فرمایا اے عائشہ! کیا تم نے نور دیکھا ہے؟ میں نے کہا ہاں فرمایا میں نے اپنے رب سے اپنی امت کو مانگا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے تہائی امت عطا فرمادی اس پر میں نے خدا کی حمد کی اور اس کا شکر بجالایا۔ پھر میں نے اس سے بقیہ کا سوال کیا تو اس نے دوسری تہائی امت مجھے عطا فرمادی۔ پھر میں نے تیسری تہائی امت کا سوال کیا تو اس نے مجھے وہ بھی عطا کردی۔ میں نے اس کا حمد و شکر کیا۔

ابونعیم نے کہا ہم سے محمد بن علی نے ان سے ابوالعباس بن قتیبہ نے ان سے محمد بن عمرو غزی نے ان سے عطاف بن خالد نے انہوں نے محمد بن ابی بکر بن مطر بن عبدالرحمٰن بن عوف سے حدیث روایت کی انہوں نے کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اور اس کی مثل حدیث بیان کی۔ اس میں عطاف راوی ضعیف ہے۔

حاکم نے صحیح بتا کر اور بیہقی و ابونعیم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عشا کی نماز پڑھ رہے تھے اور حضور نماز پڑھا رہے تھے۔ جب آپ سجدہ کرتے تو حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما اچھل کر آپ کی کمر پر بیٹھ جاتے اور جب آپ سجدہ سے سر اٹھاتے تو ان کو پکڑ کر نرمی کے ساتھ اتار دیتے اور جب دوسرا سجدہ کرتے تو وہ دونوں ایسا ہی کرتے اور جب نماز میں کھڑے ہو جاتے تو ایک ادھر دوسرا ادھر ہو جاتا۔ پھر میں قریب آیا اور میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کیا میں ان دونوں کو ان کی والدہ ماجدہ کے پاس نہ پہنچادوں۔ فرمایا نہیں۔ پھر ایک نور چمکا اور حضور نے فرمایا اے صاحبزادو! تم دونوں اپنی والدہ کے پاس چلے جاؤ تو وہ دونوں اس نور کی روشنی میں جارہے تھے یہاں تک کہ دونوں گھر میں داخل ہو گئے۔

ابونعیم نے ایک اور سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ ایک اندھیری رات میں نبی کریم ﷺ کے پاس تھے۔ چونکہ آپ ان سے بہت زیادہ محبت فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا تم اپنی والدہ ماجدہ کے پاس جاؤ۔ اس وقت میں نے عرض کیا یارسول اللہ! میں ان کے ساتھ جاتا ہوں۔ فرمایا نہیں پھر آسمان سے ایک نور چمکا اور وہ اس کی روشنی میں چل دیئے۔ یہاں تک کہ وہ اپنی والدہ کے پاس پہنچ گئے۔

رجعت شمس

ابن مندہ' ابن شاہین اور طبرانی نے ایسی سندوں کے ساتھ جو بعض شرط صحیح پر ہیں' حضرت اسماء بنت عمیس سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف وحی نازل ہو رہی تھی اور آپ کا سر اقدس حضرت علی المرتضیٰ کی آغوش میں تھا اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے نماز عصر پڑھی نہ تھی یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے دعا کی اے خدا علی رضی اللہ عنہ تیری طاعت اور تیرے رسول کی طاعت میں تھے تو ان پر آفتاب کو واپس کر دے۔ اسماء بیان کرتی ہیں کہ میں نے آفتاب کو غروب ہوتے دیکھا تھا پھر میں نے غروب ہونے کے بعد اسے واپس ہوتے دیکھا ہے اور طبرانی کی روایت اس طرح ہے کہ تو ان پر آفتاب طلوع ہو گیا یہاں تک کہ اس کی روشنی پہاڑوں اور زمین پر پھیل گئی اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر وضو کیا اور نماز عصر پڑھی۔ اس کے

بعد آفتاب غائب ہو گیا یہ واقعہ منزل صہبا کا ہے جو خیبر اور مدینہ کے درمیان ہے۔

ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی آغوش میں اپنا سر مبارک رکھ کر محو خواب ہو گئے اور انہوں نے اس وقت تک نماز عصر نہ پڑھی تھی۔ یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے تو آپ نے ان کے لئے دعا کی اور ان کے لئے سورج واپس آ گیا اور انہوں نے نماز پڑھی پھر وہ دوبارہ غروب ہوا۔

طبرانی نے بسند حسن حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آفتاب کو حکم دیا اور دن ایک گھڑی تک ٹھہرا رہا۔

دست اقدس کے مس سے تصویر نابود ہو گئی

بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے تو میں ایسا کپڑا اوڑھے ہوئے تھی جس پر جاندار کی تصویر تھی۔ آپ نے اسے پھاڑ ڈالا۔ پھر فرمایا قیامت کے دن ان لوگوں پر سب سے زیادہ شدید عذاب ہوگا جو اللہ کی کسی مخلوق کی تصویر کشی کریں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یہ بھی فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس ایک ڈھال لے کر آئے جس میں عقاب کی تصویر کندہ تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اپنا دست مبارک رکھا اور اللہ نے اسے نابود کر دیا۔

ابن سعد و ابن شیبہ اور ابن عساکر نے مکحول سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ڈھال تھی جس پر مینڈھے کی تصویر کندہ تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تصویر کی موجودگی کو مکروہ جانا۔ جب صبح ہوئی اور دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے تصویر کو دور کر دیا تھا۔

دست اقدس کے اثر سے بالوں کی چمک سیاہی برقرار رہتی اور وہ معطر ہو جاتے

بخاری نے تاریخ میں اور ابن مندہ وبیہقی و ابن سکن و ابن سعد اور ابن عساکر نے بروایت آمنہ بنت ابی شعثاء اور قطبہ ان دونوں نے مدلوک و ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس غلاموں کے ساتھ آیا اور میں مسلمان ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک میرے سر پر پھیرا۔ وہ دونوں کہتی ہیں کہ ہم نے دیکھا کہ جس جگہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سر پر اپنا دست اقدس پھیرا اس جگہ کے بال سیاہ رہے اور بقیہ تمام بال سفید ہو گئے۔

ابن سعد و ابن مندہ و بغوی و بیہقی اور ابن عساکر نے عطاء سے جو کہ سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کے غلام تھے۔ روایت کہ انہوں نے کہا کہ سائب رضی اللہ عنہ کا سر دماغ سے ان کی پیشانی تک سیاہ تھا اور ان کا بقیہ سر سفید تھا۔ میں نے پوچھا اے میرے آقا! آپ کے سر کے بالوں سے زیادہ عجیب میں نے کسی کو نہ دیکھا۔ انہوں نے فرمایا اے بیٹے! تم کیا جانو کہ اس کی وجہ کیا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس گزرے اور میں بچوں کے ساتھ تھا۔ آپ نے پوچھا تم کون ہو؟ میں نے عرض کا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ تو آپ نے اپنا دست اقدس میرے سر پر پھیرا اور فرمایا "بَارَكَ اللّٰهُ فِيْهِ" حضور کے دست مبارک لگنے کی وجہ سے میرا سر کبھی سفید نہ ہوگا۔

بخاری نے تاریخ میں اور بیہقی نے بطریق یونس بن محمد بن انس کے والد سے روایت کی انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو میں دو ہفتہ کا تھا۔ مجھے آپ کے پاس لوگ لائے اور آپ نے میرے سر پر دست اقدس پھیر کر مجھے برکت کی دعا دی اور فرمایا میرے نام پر اس کا نام رکھو اور میری کنیت کے ساتھ اس کی کنیت نہ رکھنا اور جب حضور نے حجۃ الوداع کا ارادہ فرمایا تو میں دس سال کا تھا۔ یونس راوی حدیث نے کہا کہ میرے والد نے اتنی عمر پائی کہ ان کے تمام بال سفید ہو گئے لیکن وہ جگہ جہاں نبی کریم ﷺ ان کے سر پر دست اقدس پھیرا تھا سفید نہ ہوئی اور نہ ان کی داڑھی سفید ہوئی اور طبرانی نے محمد بن فضالہ رضی اللہ عنہ ظفری سے اس کی مانند روایت کی۔

بغوی نے اپنی معجم میں اور بیہقی نے بسند ابوالوضاح بن سلمہ جہنی ان کے والد سے انہوں نے عمرو بن تغلب جہنی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر مسلمان ہوا تو آپ نے میرے چہرے پر دست اقدس پھیرا۔ عمر بن تغلب سو سال کی عمر میں فوت ہوئے مگر جہاں جہاں رسول اللہ ﷺ کا دست اقدس لگا تھا اس جگہ کے بال سفید نہ ہوئے نہ چہرے کے نہ سر کے۔

طبرانی و ابن سکن نے مالک بن عمیر سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے اپنا دست اقدس ان کے سر اور چہرے پر پھیرا تو ان کی بڑی عمر ہوئی حتیٰ کہ ان کا سر اور داڑھی سفید ہو گئی مگر جہاں رسول اللہ ﷺ نے دست اقدس پھیرا تھا سر اور داڑھی کے وہ بال سفید نہ ہوئے۔ زبیر بن بکار نے اخبار مدینہ میں محمد بن عبدالرحمن بن سعد سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے عبادہ بن سعد بن عثمان زرقی کے سر پر دست اقدس پھیرا اور ان کے لئے دعا فرمائی۔ تو وہ اسی سال کے ہو کر فوت ہوئے مگر بال سفید نہ ہوئے تھے۔

ابن اسحاق رملی نے فوائد میں اور ابن عساکر نے بشیر بن عقربہ جہنی سے روایت کی انہوں نے کہا کہ جب میرے والد غزوہ احد میں شہید ہوئے تو میں رسول اللہ ﷺ کے پاس روتا ہوا آیا آپ نے فرمایا تم کیوں روتے ہو؟ کیا تم اس سے خوش نہیں ہو کہ میں تمہارا باپ ہوں اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تمہاری ماں۔ پھر میرے سر پر دست اقدس پھیرا تو میرے سر میں آپ کے دست اقدس کا اثر یہ ہوا کہ وہ تو کالا رہا باقی سارے جسم کے بال سفید ہو گئے اور میری زبان میں لکنت تھی اور ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ میری زبان میں گرہ تھی۔ حضور نے میرے منہ میں لعاب دہن اقدس لگایا تو زبان کھل گئی آپ نے مجھ سے پوچھا تمہارا نام کیا ہے میں نے عرض کیا بحیر ہے فرمایا نہیں بلکہ تمہارا نام بشیر ہے۔

ترمذی نے حسن بتا کر اور بیہقی نے صحیح بتا کر بسند علباء بن احمر اور ابو زید انصاری سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا دست اقدس میرے سر پر اور داڑھی پر پھیرا۔ پھر فرمایا "**اَللّٰھُمَّ جَمِّلْهُ**" "اے خدا ان کا حسن قائم رہے۔ راوی نے کہا۔ ان کی عمر کچھ اوپر سو سال کو پہنچی اور ان کی داڑھی میں سفیدی نہ تھی اور ان کا چہرہ شگفتہ اور بشاش تھا اس میں جھریاں نہ پڑیں جب تک کہ وہ فوت ہوئے۔

ابن ابی شیبہ اور حاکم نے صحیح بتا کر اور ابو نعیم نے بسند ابو نہیک ازدی' ابو زید انصاری رضی اللہ عنہ' عمرو رضی اللہ عنہ بن اخطب سے روایت کی۔ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے پانی طلب فرمایا اور میں برتن میں پانی لایا اور پانی میں ایک بال تھا جسے میں نے نکال دیا پھر آپ کو

پیش کیا پھر آپ نے فرمایا" اَللّٰھُمَّ جَمِّلْہُ "راوی نے کہا انہوں نے ترانوے سال گزارے مگر ان کے سر اور داڑھی میں ایک بال سفید نہ ہوا۔

بیہقی نے بسند ثمامہ' حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک یہودی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اونٹنی کا دودھ دوہا۔ حضور نے اسے دعا دی "اَللّٰھُمَّ جَمِّلْہُ "تو اس کے بال سیاہ ہو گئے اور وہ بال سیاہی میں حد سے بڑھ گئے۔ معمر نے فرمایا کہ میں نے قتادہ کے سوا اوروں سے بھی سنا ہے وہ کہتے ہیں کہ وہ یہودی نوے سال کا ہوا مگر بال سفید نہ ہوئے اسے ابن ابی شیبہ اور ابوداؤد نے المرسل میں اور بیہقی نے روایت کی ہے اور کہا کہ یہ حدیث مرسل ہے اور ماقبل کی حدیث کی شاہد ہے۔

امام احمد و بخاری نے تاریخ میں اور ابن سعد و ابو یعلی' بغوی و حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں اور طبرانی و بیہقی نے حنظلہ بن حزیم سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست اقدس ان کے سر پر پھیرا اور آپ نے دعا کی کہ تمہاری عمر میں برکت ہو۔ زیال نے کہا کہ میں نے حضرت حنظلہ کو دیکھا ہے کہ ان کے پاس بکری و اونٹ لایا جاتا جس کے تھن متورم ہوتے اور اس آدمی کو لایا جاتا جسے ورم ہوتا تو وہ اپنے ہاتھ پر تھوکتے اور اس ورم پر پھیرتے جاتے اور کہتے" بِسْمِ اللّٰہِ "علی اثر ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "اور ورم کی جگہ پر ہاتھ پھیرتے جاتے یہاں تک کہ وہ ورم جاتا رہتا۔

بیہقی نے ابو العلاء سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نے قتادہ رضی اللہ عنہ بن ملحان کی بیماری کے زمانہ میں ان کی عیادت کی۔ ایک شخص گھر کے آخری حصہ سے گزرا۔ میں نے اس شخص کا عکس قتادہ رضی اللہ عنہ کے چہرے میں دیکھا۔ جس طرح کہ آئینہ میں دیکھا جاتا ہے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کے چہرے کی چمک اس وجہ سے تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست اقدس ان کے چہرے پر پھیرا تھا اور میں نے ان کو بہت دیکھا ہے لیکن میں نے جب بھی انہیں دیکھا ہے تو اس حال میں دیکھا ہے کہ گویا ان کے چہرے پر تیل ملا ہوا ہے۔

بخاری نے تاریخ میں' بغوی' ابن مندہ' ابونعیم' ابن شاہین اور ثابت نے" الدلائل" میں کئی سندوں کے ساتھ بشر بن معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ وہ اپنے والد معاویہ رضی اللہ عنہ بن ثور کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بشر رضی اللہ عنہ کے سر اور چہرے پر دست اقدس پھیرا اور ان کے لئے دعا کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس پھیرنے کے بعد ان کا چہرہ چاند کی مانند چمکنے لگا اور وہ جس پر اپنا ہاتھ پھیرتے وہ تندرست ہو جاتا۔ ابن شاہین نے خزیمہ رضی اللہ عنہ بن عاصم عکلی سے روایت کی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آئے اور مسلمان ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے چہرے پر دست اقدس پھیرا جس کی وجہ سے ان کا چہرہ ہمیشہ تروتازہ رہتا یہاں تک کہ وہ فوت ہوئے۔

طبرانی اور الکبیر والاوسط میں بسند جید اور بیہقی نے ام عاصم زوجہ عتبہ بن فرقد رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ عتبہ رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں ہم چار عورتیں تھیں اور ہم میں سے ہر عورت خوشبو کے لگانے میں خوب کوشش کرتی تھی تاکہ وہ اپنے شوہر کو زیادہ خوشبودار معلوم ہو اور عتبہ رضی اللہ عنہ کی جو خوشبو ہوا کرتی تھی وہ ہم سب کے خوشبوؤں سے زیادہ تیز ہوا کرتی تھی۔ باوجود یہ کہ وہ کوئی خوشبو نہ ملا کرتے تھے اور جب عتبہ رضی اللہ عنہ لوگوں کے پاس جاتے تو وہ کہتے ہم نے عتبہ رضی اللہ عنہ کی خوشبو سے زیادہ تیز اور طیب کوئی خوشبو نہ سونگھی۔ تو ہم سب بیویوں نے عتبہ رضی اللہ عنہ سے ان کی خوشبو کے بارے میں پوچھا۔ عتبہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک

میں مجھے چھپا کی ہوگئی تھی میں نے حضور سے اس کی شکایت کی۔حضور نے مجھے حکم دیا کہ برہنہ ہو جاؤ تو میں نے کپڑے اتار دیئے اور حضور کے سامنے بیٹھ گیا اور اپنی شرمگاہ پر کپڑا ڈال دیا پھر حضور نے اپنے دست اقدس پر دم فرمایا اور اپنا دست اقدس میری کمر اور میرے پیٹ پر پھیرا تو اس دن سے یہ خوشبو مجھ میں مہکنے لگی۔

بیہقی و ابن عساکر نے وائل رضی اللہ عنہ بن حجر سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ کرتا یا میرا جسم آپ کے کسی حصہ سے چھو جاتا تو میں اپنے ہاتھ میں تین دن بعد تک مشک سے زیادہ خوشبو پایا کرتا تھا۔

بیہقی اور ابوالطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی لیث کا ایک شخص تھا جس کو فراس رضی اللہ عنہ بن عمرو کہا جاتا ہے اسے شدید درد سر لاحق ہوا اسے اس کا والد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں آنکھوں کی درمیانی جلد کو پکڑ کر کھینچا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیاں اس کی پیشانی میں جس جگہ تھیں اس جگہ ایک بال اگا اور اس کا درد سر جاتا رہا۔پھر کبھی اسے درد سر نہ ہوا۔ابوالطفیل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اس بال کو دیکھا ہے گویا کہ وہ سیہی کا کانٹا تھا۔انہوں نے کہا کہ فراس رضی اللہ عنہ نے اہل حروراء کے ساتھ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر خروج کا ارادہ کیا تو اس کے باپ نے اسے پکڑ کر باندھ دیا اور اسے قید کر دیا۔اس وقت وہ بال گر گیا۔اس بال کا گرنا اس پر بے حد شاق ہوا۔اس سے لوگوں نے کہا یہ بال اس بنا پر گرا ہے کہ تو نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج کا ارادہ کیا تھا اب تو از سر نو توبہ کر تو اس نے توبہ کی۔ابوالطفیل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے بال کو اس کے گرنے سے پہلے بھی دیکھا ہے اور گرنے کے بعد جو اگا ہے اسے بھی دیکھا ہے۔

بیہقی نے دوسری سند کے ساتھ ابوالطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اس شخص کا فرزند پیدا ہوا۔وہ شخص اسے حضور کے پاس لایا اور حضور نے اس کے لئے برکت کی دعا کی اور اس کی پیشانی کی کھال پکڑ کر کھینچی اور اس کی پیشانی میں اس جگہ ایک بال اگ آیا۔گویا وہ گھوڑے کی پشانی کے موٹے بال کی مانند تھا۔وہ بچہ جوان ہوا۔جب خوارج کے خروج کا زمانہ آیا تو اس نے ان کی حمایت شروع کر دی اور وہ بال اس کی پیشانی سے گر گیا۔اس پر ہم نے اسے نصیحت کی اور اس سے کہا کہ تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت کی نشانی کو نہیں دیکھتے کہ وہ جاتی رہی ہے؟ اور یہ نصیحت اسے ہم برابر کرتے رہے یہاں [illegible] اس نے توبہ کی اور اللہ تعالیٰ نے اس کی پیشانی میں وہ بال دوبارہ پیدا کر دیا۔

ابن سعد نے اپنے طبقات میں کہا کہ ہلب رضی اللہ عنہ بن یزید بن عدی' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں قاصد بن کر آ [illegible] پہنچے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سر پر اپنا دست اقدس پھیرا اور ان کے بال اگ آئے۔اسی بنا پر ان کا نام ہلب رضی اللہ عنہ [illegible] یہ۔مدائنی نے اپنے راویوں سے روایت کی کہ اسید رضی اللہ عنہ بن ابی اناس کے چہرے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دست اقدس پھیرا اور اپنا دست مبارک ان کے سینے پر رکھا تو اسید اندھیرے گھر میں داخل ہوتے تو وہ روشن ہو جاتا۔اسے ابن عساکر نے روایت کیا۔

حاکم نے حنظلہ رضی اللہ عنہ بن قیس سے روایت کی کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عامر بن کریز کو بارگاہ نبوت میں لایا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لعاب دہن اقدس لگایا اور چند آیات قرآنی پڑھ کر دم کیا تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب دہن اقدس کو رغبت و شوق کے ساتھ پینے لگے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ سیراب کرنے والے ہوں گے تو وہ جس زمین کو کھودتے انکے لئے اسی جگہ پانی نکل آتا۔

حضور اقدس ﷺ کے انگشتری مبارک کا معجزہ

بیہقی نے صحیح بتا کر حضرت سعید بن المسیب سے روایت کی کہ زید رضی اللہ عنہ بن خارجہ انصاری جو بنی الحارث بن خزرج کی شاخ سے تھے۔ وہ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے زمانے میں فوت ہوئے اور ان کے جسم پر کپڑا ڈال دیا گیا۔ اس کے بعد لوگوں نے ان کے سینے میں گرج کی آواز سنی پھر انہوں نے کلام کیا۔ انہوں نے کہا کہ احمد کا نام پہلی کتابوں میں احمد ہے۔ آپ صادق تھے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی ذات میں کمزور تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے حکم میں کتاب اول میں قوی تھے وہ سچے تھے صادق تھے۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کتاب اول میں قوی وامین تھے۔ وہ سچے تھے صادق تھے۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ انہیں کی راہ پر قائم ہیں۔ ان کی خلافت کے چار سال گزر چکے ہیں اور دو سال باقی ہیں پھر فتنوں کا ظہور ہوگا اور شدید کمزور ہو جائے گا اور قیامت برپا ہوگی اور بہت جلد بر اریس سے تمہارے لشکر کے بارے میں خبر آئے گی اور وہ بر اریس کیا ہے؟" اس کے بعد خطمہ سے ایک شخص فوت ہوا اس کے جسد پر کپڑا ڈال دیا گیا پھر لوگوں نے اس کے سینے میں گرج کی آواز سنی۔ اس نے کلام کیا۔ اس نے کہا کہ بنی الحارث بن خزرج کے بھائی نے سچ کہا۔ سچ کہا' بیہقی نے کہا کہ بر اریس کا واقعہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک انگشتری بنوائی تھی جو آپ کے دست اقدس میں رہتی تھی۔ پھر وہ انگشتری حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی۔ اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی پھر وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی یہاں تک کہ وہ انگشتری ان کی خلافت کے چھ سال گزر جانے کے بعد ان کے ہاتھ میں سے بر اریس میں گر پڑی۔ اس کے بعد ان کے عاملوں کی حالت بدل گئی اور فتنوں کے اسباب کا ظہور ہوا۔ جیسا کہ زید رضی اللہ عنہ بن خارجہ کی زبان سے کہلوایا گیا" **انتھی کلام البیھقی** " اور یہ حدیث بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے دست اقدس میں ایک انگشتری رہا کرتی تھی اور وہ آپ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق کے ہاتھ میں رہی ان کے بعد حضرت عمر فاروق کے ہاتھ میں رہی۔ پھر جب حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا زمانہ خلافت آیا (اور خلافت کے چھ سال گزر گئے) تو حضرت عثمان بر اریس پر بیٹھے اور انگشتری نکال کر اس سے شغل کرنے لگے اور وہ اس کنوئیں میں جا پڑی۔ راوی نے کہا کہ تین دن تک برابر حضرت عثمان کے ساتھ جاتا رہا اور کنوئیں کا پانی نکالا جاتا رہا مگر انگشتری نہ ملی۔ بعض علماء نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی انگشتری میں ایسے اسرار تھے جیسے حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگشتری میں تھے۔ جب وہ انگشتری حضرت سلیمان سے گم ہوئی تو ان کا ملک جاتا رہا۔ اسی طرح جب نبی کریم ﷺ کی انگشتری حضرت عثمان سے گم ہوئی تو ان کی خلافت میں کمزوری رونما ہونے لگی اور باغیوں نے ان کے خلاف خروج کیا اور یہ فتنہ کی ایسی ابتدا تھی جو ان کی شہادت تک پہنچی اور وہ فتنہ آخر زمانے تک دراز ہو گیا۔

ابن عساکر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا میری اس انگشتری پر "محمد بن عبداللہ" کندہ کروا دو اور وہ انگشتری خالص چاندی کی تھی تو وہ نقاش کے پاس لائے اور کہا کہ یہ نقش اس پر کندہ کر دو۔ اس نے کہا میں اسے کندہ کر دوں گا اور اس پر اجرت طے کی تو اللہ تعالیٰ نے نقاش کے ہاتھ کو اس طرح بدل دیا کہ اس نے "محمد رسول اللہ" کندہ کر دیا۔ اس پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا بات ہے میں نے تو تمہیں "محمد بن عبداللہ" کندہ کرنے کا حکم دیا تھا۔ نقاش نے کہا بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے میرے ہاتھ کو پھیر دیا۔ خدا کی قسم! میں یہی کندہ کرنا چاہتا تھا مگر بے شعوری میں یہ کندہ ہو گیا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم

نے سچ کہا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ اس انگشتری کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے اور آپ سے حال بیان کیا تو آپ نے تبسم فرمایا اور فرمایا یقیناً میں اللہ کا رسول ہوں۔

زبیر بن بکار نے اخبار مدینہ میں ولید بن رباح سے روایت کہ انہوں نے کہا کہ جس دن امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے منبر میں زیادتی کی اس دن آفتاب کو ایسا گہن لگا کہ ستارے نظر آنے لگے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حقائق اشیاء کو مجسم کر کے دکھایا گیا

رحمت وسکینہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجسم دیکھا

حاکم نے صحیح بتا کر حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ صحابہ کی ایک جماعت ذکر الٰہی میں مشغول تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے گزرے تو آپ ان کی طرف بالقصد تشریف لائے۔ یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے بالکل نزدیک پہنچ گئے تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کی خاطر ذکر سے زبانوں کو روک لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' تم لوگ کیا ذکر کر رہے تھے؟' کیونکہ میں نے تم پر رحمت کو نازل ہوتے دیکھا ہے اور میں نے پسند کیا کہ اس رحمت میں میں بھی تمہارے ساتھ شریک ہو جاؤں۔

ابن عساکر نے سعد بن مسعود سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مجلس میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے نظر مبارک آسمان کی جانب اٹھائی' پھر بتدریج نظریں نیچی کیں۔ پھر نظریں اوپر اٹھائیں۔ کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کو دریافت کیا تو فرمایا' یہ لوگ جو میرے سامنے ہیں' اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول تھے' ان کے اوپر سکینہ نازل ہوا جو قبہ کی مانند فرشتے اٹھائے ہوئے تھے۔ جب ان کے قریب پہنچے تو ان میں سے ایک شخص نے لغویت کی اور وہ ان سے اٹھا لیا گیا' یہ حدیث مرسل ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نور کو مجسم دیکھا

بخاری نے تاریخ میں اور بیہقی وابونعیم نے اور ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا' میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں گیا تو دیکھا کہ ایک جماعت اپنے ہاتھ اٹھائے دعا کر رہی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' تم دیکھ رہے ہو کہ میں ان کے ہاتھوں میں کیا دیکھ رہا ہوں۔ میں نے عرض کیا' ان کے ہاتھوں میں کیا ہے؟ فرمایا ان کے ہاتھوں میں نور ہے۔ میں نے عرض کیا' آپ دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ وہ نور مجھے دکھا دے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی اور اللہ نے وہ نور مجھے دکھا دیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دروازے پر نور کو دیکھا

ابن عساکر نے ابوالاحوص حکیم بن عمیر عنسی سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دروازے کے سوا تمام دروازوں کو بند کرنے کا حکم دیا تو فرمایا کہ ان کے دروازے کے سوا تمام دروازوں پر ظلمت (تاریکی) ہے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دروازے پر نور ہے۔

ابن عساکر نے مقدام رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے عقیل بن ابی طالب اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما کے درمیان سخت کلامی ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے غصہ میں کھڑے ہو کر فرمایا' تم لوگ میرے رفیق کو نہ چھوڑو گے۔ ان کی شان اور تمہاری شان کے درمیان بڑا فرق ہے۔ تم میں سے کوئی شخص ایسا نہیں ہے جس کے دروازے پر تاریکی نہ ہو۔ بجز ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دروازے کے کیونکہ ان کے دروازے پر نور ہے۔

ابن سعد اور بیہقی نے سعد کی باندی ام طارق رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ سعد رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے۔ اندر آنے کی اجازت چاہی حضرت سعد رضی اللہ عنہ خاموش رہے۔ پھر حضور ﷺ نے اجازت چاہی اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ خاموش رہے۔ پھر حضور ﷺ نے اجازت چاہی اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ خاموش رہے۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ واپس تشریف لے جانے لگے۔ ام طارق رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اس وقت حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے مجھے حضور ﷺ کی طرف بھیجا اور آپ کو اذن دینے میں کوئی بات مانع نہ تھی۔ البتہ ہم نے یہ چاہا کہ آپ مکرر اذن سے ہماری عزت افزائی فرمائیں۔ ام طارق رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے دروازے پر ایک آواز سنی جو اجازت مانگ رہی تھی مگر میں نے کسی کو موجود نہ دیکھا۔ اس پر رسول اللہ نے فرمایا' تو کون ہے؟ اس آواز نے کہا' میں ام ملدم ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

''لَا مَرْحَبًابِكِ وَلَا أَهْلًا'' کیا تو قبا کی طرف جانا چاہتی ہے؟ اس نے فرمایا' ہاں۔ فرمایا تو ان کی طرف چلی جا۔

حضور ﷺ کی خدمت میں تپ کی آمد

بیہقی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں تپ آئی اور اس نے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ حضور ﷺ نے پوچھا' تو کون ہے؟ اس نے کہا' میں ام ملدم ہوں۔ فرمایا کیا تو اہل قبا کی طرف جانا چاہتی ہے؟ اس نے کہا' ہاں۔ راوی نے کہا کہ اہل قبا تپ میں مبتلا ہو گئے اور انہوں نے بخار کی بڑی سختی اٹھائی۔ پھر انہوں نے حضور ﷺ سے اس کی شکایت کی اور عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ ہم لوگ تپ میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ فرمایا' اگر تم چاہو تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں' وہ تم سے تپ کو دور کر دے گا اور اگر تم چاہو تو وہ تپ تمہارے لئے تمہارے گناہوں کی طہارت کا موجب بنے گی۔ انہوں نے عرض کیا' ہمارے طہارت کا موجب بنے۔

بیہقی نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے بخار نے اجازت مانگی۔ حضور ﷺ نے اس سے فرمایا' تو کون ہے؟ اس نے کہا' میں بخار ہوں اور میں گوشت کو گلا دیتی ہوں اور خون کو چوس لیتی ہوں؟ فرمایا' اہل قبا کی طرف چلی جا تو وہ لوگ بخار میں مبتلا ہو گئے۔ پھر وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس اس حال میں آئے کہ ان کے چہرے زرد تھے۔ انہوں نے بخار کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا' اگر تم چاہو تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں اور وہ تم سے بخار کو دور کر دے گا اور اگر تم چاہو تو بخار کو رہنے دو تا کہ تمہارے گناہ ساقط ہوں۔ انہوں نے کہا' نہیں۔ ہم بخار کو باقی رکھنا چاہتے ہیں۔

بیہقی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا' رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تپ آئی اور اس نے کہا یا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم مجھے آپ اپنی ایسی قوم کی طرف بھیج دیجئے جو آپ کو بہت محبوب ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو انصار میں چلی جا۔ وہ چلی گئی اور وہ ان میں پھیل گئی اور ان کو پچھاڑ ڈالا۔ انصار نے عرض کیا' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے اللہ تعالیٰ سے شفایابی کی دعا کیجئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے دعا کی اور اللہ نے ان سے دور کر دیا۔ بیہقی نے کہا' ممکن ہے کہ یہ بات ان لوگوں کے لئے ہو جو انصار کے دوسرے لوگ ہیں۔

شیخین نے بروایت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کے ایک قلعہ کی چھت پر چڑھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' کیا تم دیکھ رہے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں؟ یقیناً میں ان مقامات کو دیکھ رہا ہوں جہاں فتنے واقع ہوں گے۔

طبرانی نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھائیں اور فرمایا' **سبحان الذی یرسل علیهم الفتن ارسال القطر** '' پاک ہے وہ ذات جو ان پر بارش کے قطروں کی مانند فتنوں کو بھیجتا ہے۔ نیز طبرانی نے اس کے مثال ابن جریر کی حدیث سے بھی روایت کی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا کو مشاہدہ فرمانا

حاکم نے صحیح بتا کر اور بیہقی نے شعب الایمان میں زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ آپ نے پانی طلب فرمایا تو ان کی خدمت میں پانی اور شہد پیش کیا گیا۔ یہ دیکھ کر آپ اتنا روئے کہ آپ کے رفقاء بھی رونے لگے۔ پھر رفقاء نے پوچھا' آپ کس بات سے روئے ہیں؟ فرمایا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ میں نے دیکھا کہ آپ اپنے سے کسی چیز کو دور کر رہے ہیں۔ حالانکہ میں کسی چیز کو بھی نہیں دیکھ رہا تھا۔ میں نے پوچھا' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کیا چیز ہے جسے آپ اپنے سے دور فرما رہے ہیں۔ فرمایا یہ دنیا ہے جو صورت بن کر میرے سامنے آئی تھی۔ میں نے اس سے کہا' مجھ سے دور رہ! پھر وہ پلٹ کر کہنے لگی' اگر آپ مجھے اپنے سے دور کرتے ہیں تو آپ کے بعد والے لوگ تو مجھ سے ہرگز ہرگز دور نہ ہوں گے اور بزار نے اس طرح اسے روایت کی کہ فرمایا' دنیا نے مجھے اپنی درازی و فراخی دکھائی مگر میں نے اس سے کہا' تو دور رہ تو اس نے مجھ سے کہا' صرف آپ ہی ہیں جو مجھے قبول نہیں کرتے۔

امام احمد نے الزہد میں عطا بن یسار سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا میرے سامنے سرسبز و شیریں بن کر آئی اور اس نے میرے آگے سر اٹھایا اور میرے سامنے زینت کے ساتھ آئی مگر میں نے فرمایا' میں تجھے ہرگز نہیں چاہتا۔ اس پر اس نے کہا' اگر آپ مجھ سے دور رہتے ہیں تو آپ کے سوا تو مجھ سے دور نہیں ہیں۔

روز جمعہ اور قیامت کا مشاہدہ کرنا

بزار و ابویعلیٰ اور طبرانی نے اوسط میں اور ابن ابی الدنیا نے بطریق جیدہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' میرے پاس جبریل آئے اور ان کے ہاتھ میں چمکدار آئینہ تھا اور اس آئینہ میں سیاہ نکتہ تھا۔ میں نے پوچھا

اے جبرئیل! یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: یہ جمعہ کا دن ہے۔ آپ کا رب آپ کو اسے عطا فرماتا ہے تاکہ یہ دن آپ کے لئے اور آپ کی امت کے لئے عید ہو۔ میں نے پوچھا: اس میں یہ سیاہ نکتہ کیسا ہے؟ انہوں نے فرمایا: یہ قیامت ہے۔

حضور ﷺ کے لئے ملکوت السموات والارض کا متجلی ہونا

امام احمد طبرانی نے عبدالرحمن بن عائش حضرمی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ کے ایک صحابی سے روایت کی۔ اس صحابی نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن صبح کے وقت ہمارے پاس تشریف لائے۔ آپ نہایت مسرور تھے اور خوشی سے چہرہ چمک رہا تھا۔ ہم نے حضور ﷺ سے استفسار کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا مجھے بیان کرنے میں کوئی بات مانع نہیں ہے۔ آج رات میرا رب نہایت حسین صورت میں میرے پاس تشریف لایا اور اس نے پکارا یا محمد! میں نے عرض کیا لبیک وسعدیک اے میرے رب! ملاء اعلیٰ کس بات میں جھگڑ رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا میں نہیں جانتا تو حق تعالیٰ نے اپنا ہاتھ میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا۔ یہاں تک کہ اس کی ٹھنڈک اپنے سینہ کے اندر محسوس کی۔ پھر جو کچھ آسمانوں کے درمیان ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب مجھ پر روشن ہوگئی۔ راوی نے کہا کہ اس کے بعد حضور ﷺ نے پڑھا: وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ الآیہ۔ اس حدیث کی بکثرت سندیں ہیں اور یہ حدیث طویل ہے۔

ابن ابی شیبہ نے المصنف میں عبدالرحمن بن سابط سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حسین صورت میں میرے لئے تجلی فرمائی اور اس نے مجھے دریافت فرمایا: آسمان والے کس چیز میں جھگڑ رہے ہیں؟ میں نے عرض کیا: اے میرے رب مجھے اس کا علم نہیں ہے۔ پھر اپنا ہاتھ میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا۔ یہاں تک کہ میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینے کے اندر محسوس کی۔ پھر حق تعالیٰ نے مجھ سے جو پوچھا میں نے اس کا علم اپنے میں پایا۔ بزار نے ثوبان رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کی۔ اس میں ہے کہ آسمان و زمین کے درمیان ہر چیز مجھ پر ظاہر ہوگئی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں اس طرح ہے کہ میں اپنے مصلے پر نماز پڑھ رہا تھا کہ اچانک میرے کان میں سنسناہٹ ہوئی (اور میں سو گیا) خواب میں میرا رب تبارک وتعالیٰ احسن صورۃ میں میرے پاس آیا اور مجھ سے فرمایا اور آخر حدیث تک مذکور ہے اور طبرانی نے ابوامامہ سے اس طرح حدیث روایت کی ہے کہ میرا رب احسن صورت میں میرے پاس آیا اور مجھ سے فرمایا ملاء اعلیٰ کے رہنے والے کس چیز میں جھگڑ رہے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ میں نہیں جانتا تو اپنا ہاتھ میری چھاتی کے درمیان رکھا تو دنیا و آخرت کی ہر وہ بات جس کے بارے میں مجھ سے اس نے پوچھا میں نے ان سب کو اپنی جگہ جان لیا۔ (الحدیث)

برزخ، دوزخ اور جنت کے احوال کا مشاہدہ

ابن ماجہ نے بروایت فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہا ان کے والد سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے فرزند ارجمند حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کا جب انتقال ہوا تو حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ میں چاہتی تھی کاش کہ اللہ تعالیٰ اسے زندہ رکھتا تاکہ میں اس کا دودھ تو پورا کر سکتی۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قاسم رضی اللہ عنہ کی رضاعت جنت میں پوری

ہوگی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا' یارسول اللہ! کاش کہ میں جان سکتی کہ اس کی رضاعت جنت میں مکمل ہو جائے گی تو مجھے اس کی طرف سے تسلی ہو جاتی۔ حضور ﷺ نے فرمایا' اگر تم چاہتی ہو تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں' وہ تمہیں قاسم رضی اللہ عنہ کی آواز سنا دے گا۔ انہوں نے عرض کیا' اس کی حاجت نہیں بلکہ میں اللہ اور اس کے رسول کی تصدیق کرتی ہوں۔

امام احمد نے حضرت ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے مشرکوں کے بچوں کا تذکرہ کیا تو فرمایا' اگر تم چاہتی ہو تو میں تمہیں دوزخ میں ان کی چیخ و پکار سنائے دیتا ہوں۔

امام احمد و بزار نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ بنی نجار کے نخلستانوں میں تشریف لے گئے تو آپ نے ان لوگوں کی آوازیں سنیں جو زمانہ جاہلیت میں مر گئے تھے۔ ان کو ان کی قبروں میں عذاب دیا جا رہا تھا۔ آپ گھبرا کر باہر نکل آئے اور صحابہ کو حکم دیا کہ عذاب قبر سے پناہ مانگو۔

مسلم نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ بنی نجار کے باغ میں اپنے خچر پر سوار تشریف فرما تھے اور ہم حضور ﷺ کے ساتھ تھے۔ اچانک آپ کا خچر مڑا اور قریب تھا کہ وہ آپ کو گرا دے۔ پھر چھ یا پانچ یا چار قبریں دیکھیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا' کون شخص ہے جو ان قبروں کو پہچانتا ہو؟ ایک شخص نے کہا' میں انہیں جانتا ہوں۔ حضور ﷺ نے پوچھا' یہ لوگ کس حال میں کب مرے ہیں؟ اس نے کہا' یہ لوگ شرک کی حالت میں مرے ہیں۔ آپ نے فرمایا' یہ لوگ عذاب قبر میں مبتلا ہیں۔ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم بھی دفن کئے جاؤ گے تو یقیناً میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ ان لوگوں پر جو عذاب ہو رہا ہے' جسے میں سن رہا ہوں' وہ تمہیں بھی سنا دے۔

شیخین نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ دو قبروں پر گزرے۔ حضور ﷺ نے فرمایا' ان دونوں مردوں پر عذاب ہو رہا ہے اور ان پر عذاب کسی گناہ کبیرہ پر نہیں ہو رہا ہے۔ بلکہ ان میں ایک تو پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خوری کرتا تھا۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے ایک تر شاخ لی اور اس کے دو ٹکڑے کر کے ایک ایک شاخ دونوں قبروں پر گاڑ دیں۔ صحابہ نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ! یہ آپ نے کس لئے عمل کیا ہے؟ آپ نے فرمایا' جب تک یہ خشک نہ ہوں' ان دونوں سے عذاب میں تخفیف رہے گی۔

ابن جریر نے کتاب السنۃ میں ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ بقیع الغرقد تشریف لائے اور آپ دو تازہ قبروں پر کھڑے ہوئے اور آپ نے فرمایا' کیا تم نے اس جگہ فلاں مرد اور فلاں عورت کو دفن کیا ہے؟ یا یہ فرمایا کہ فلاں اور فلاں مرد کو دفن کیا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا' ہاں ہم نے انہیں کو دفن کیا ہے۔ فرمایا فلاں کو اس وقت بٹھایا گیا ہے اور اس پر مار پڑ رہی ہے۔ پھر فرمایا' قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ اس کو ایسی مار ماری گئی ہے جسے جن و انسان کے سوا ساری مخلوق نے سنا ہے۔ اگر تمہارے دلوں میں ملاوٹ اور باتوں میں زیادتی نہ ہوتی تو جو میں سن رہا ہوں یقیناً تم بھی سنتے۔ پھر فرمایا یہ شخص اس وقت پٹ رہا ہے۔ پھر فرمایا' قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ اس کو ایسی مار لگائی گئی ہے کہ اس کا جوڑ جوڑ اکھڑ گیا ہے اور اس کی قبر آگ سے بھر گئی ہے۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! ان کا گناہ کیا ہے؟ فرمایا سنو! یہ شخص تو

پیشاب کی چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا شخص آدمیوں کا گوشت کھاتا تھا یعنی غیبت کرتا تھا۔

حاکم نے صحیح بتا کر حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ دونوں بقیع تشریف لے جا رہے تھے کہ آپ نے فرمایا' اے بلال رضی اللہ عنہ تم سن رہے ہو جو میں سن رہا ہوں؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! نہیں فرمایا تم اہل قبور کی وہ آوازیں نہیں سن رہے انہیں عذاب دیا جا رہا ہے۔

بیہقی نے یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا' ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قبرستان سے گزرے تو میں نے قبر میں سے ضغطہ کی آواز سنی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے قبر میں سے ضغطہ کی آواز سنی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے یعلی رضی اللہ عنہ کیا تم نے یہ آواز سنی۔ میں نے عرض کیا ہاں۔ فرمایا اس کو معمولی بات پر عذاب ہو رہا ہے۔ میں نے پوچھا وہ کیا ہے؟ فرمایا یہ شخص چغل خوری اور پیشاب کی چھینٹوں میں مبتلا رہا ہے۔

امام احمد نے بسند حسن حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ اچانک بڑی بدبودار ہوا آئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کیا تم جانتے ہو کہ یہ ہوا کیسی ہے؟ یہ ہوا ان لوگوں کی ہے جو مسلمانوں کی غیبت کرتے تھے۔

اصبہانی نے الترغیب میں جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جا رہے تھے۔ جب ہم صحرا میں پہنچے تو اچانک ایک سوار سامنے سے آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا' تم کہاں سے آ رہے ہو؟ اس نے کہا میں اپنے مال' اولاد اور اپنے کنبہ سے آ رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا' کدھر کا قصد ہے؟ اس نے کہا رسول اللہ ﷺ کے حضور جا رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا تم پہنچ گئے۔ پھر آپ نے اسے اسلام سکھایا اور اس کے اونٹ کا پاؤں چوہوں کے بھٹ میں پڑا اور اونٹ ایک طرف جھکا اور وہ شخص اپنے سر کے بل اونٹ سے گر کر مر گیا۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں دو فرشتوں کو دیکھ رہا ہوں جو اس کے منہ میں جنت کے میوے ڈال رہے ہیں اور ابن عساکر نے اس کی مانند حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور اتنا زیادہ کیا کہ جب اسے اس کی قبر میں دفن کیا تو حضور ﷺ اس کی قبر میں بہت دیر تک ٹھہرے رہے' پھر باہر تشریف لا کر فرمایا' تمام حوریں اتر کر آ گئیں اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ ہمارا نکاح اس کے ساتھ کر دیجئے تو میں اس حال میں باہر آیا کہ میں نے ستر حوروں کا نکاح اس کے ساتھ کر دیا اور اس حدیث میں اس طرف اشارہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اختیار ہے کہ مسلمانوں کا نکاح جس حور عین سے چاہیں کر دیں جس طرح کہ دنیوی عورتوں کے بارے میں آپ کو اختیار حاصل ہے۔

شیخین نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ آفتاب کو گہن لگا تو نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی۔ پھر فرمایا کوئی چیز ایسی نہیں ہے جسے مجھے نہ دکھائی گئی ہو مگر یہ کہ میں نے اسے اپنی جگہ میں دیکھا ہے حتیٰ کہ جنت و دوزخ کو میں نے دیکھا ہے۔

شیخین نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں آفتاب کو گہن لگا تو آپ نے نماز پڑھی۔ اس کے بعد آپ واپس آئے۔ صحابہ نے عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ! ہم نے آپ کو اس حال میں دیکھا ہے کہ آپ

نے کوئی چیز پکڑ رہے ہوں۔ پھر ہم نے دیکھا کہ آپ ٹھہر گئے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں نے جنت دیکھی اور میں نے انگور کا خوشہ تھامنا چاہا۔ اگر میں اسے لے لیتا تو تم جب تک دنیا ہے اسے کھاتے رہتے اور میں نے دوزخ دیکھی اور دوزخ کا ایک منظر دیکھا کہ آج تک ایسی درماندہ جگہ میں نے نہیں دیکھی اور میں نے دیکھا کہ زیادہ تر اہل دوزخ عورتیں ہیں۔

حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ایک رات نماز میں مشغول تھے کہ اچانک دست اقدس بڑھایا اور اسے کھینچ لیا۔ بعد میں ہم نے حضور ﷺ سے اس کی وجہ پوچھی تو آپ ﷺ نے فرمایا میرے روبرو جنت لائی گئی اور میں نے اسے دیکھا کہ انگور کے کچھ خوشے لٹکے ہوئے ہیں اور میرے نزدیک ہیں۔ میں نے چاہا کہ کچھ خوشے توڑ لوں۔ پھر میرے روبرو دوزخ لائی گئی۔ اتنا فاصلہ تھا جتنا میرے اور تمہارے درمیان ہے۔ یہاں تک کہ میں نے دیکھا میرا اور تمہارا سایہ اس میں ہے۔

شیخین نے بروایت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا مجھے جنت دکھلائی گئی تو میں نے دیکھا کہ اکثر اہل جنت فقرا لوگ ہیں اور مجھے دوزخ دکھائی گئی تو میں نے دیکھا کہ اکثر اہل دوزخ عورتیں ہیں۔

حاکم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے اس میں تلاوت کی آواز سنی۔ میں نے پوچھا یہ تلاوت کرنے والا کون ہے؟ فرشتوں نے کہا یہ حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ ہیں۔ تمہارے نیکو کاروں کا یہی حال ہے۔ تمہارے نیکو کاروں کا یہی حال ہے۔

ابن عساکر نے بطریق ابوبکر بن عیاش حمید سے انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں جنت میں داخل ہوا تو میرے سامنے ایک محل آیا۔ میں نے پوچھا یہ محل کس کا ہے؟ فرشتوں نے کہا عمر بن خطاب کا ہے تو اس محل میں داخل ہونے سے کسی نے نہ روکا۔ مگر اے عمر رضی اللہ عنہ تمہاری غیرت نے مجھے باز رکھا۔ ابوبکر راوی حدیث نے کہا کہ میں نے حمید سے پوچھا یہ واقعہ خواب کا ہے یا بیداری کا؟ حمید نے کہا بیداری کا ہے۔

بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے عمر بن عامر خزاعی کو دیکھا ہے کہ اس کی انتڑیاں دوزخ میں کھینچی جا رہی ہیں۔ چونکہ وہ پہلا شخص تھا جس نے بتوں کے نام پر جانور چھوڑنے کی رسم ڈالی جسے سائبہ کہتے ہیں۔

بخاری نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے جہنم کو دیکھا کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو کچلے ڈالتا ہے اور میں نے دیکھا کہ عمر خزاعی کی انتڑیاں کھینچی جا رہی ہیں اور یہ پہلا شخص تھا جس نے سائبہ کی ابتدا کی۔

حاکم نے صحیح بتا کر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جبریل علیہ السلام نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے جنت کا وہ دروازہ دکھایا جس سے میری امت داخل ہوگی۔ اس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میری خواہش تھی کہ میں آپ کے ساتھ ہوتا تاکہ میں اس دروازے کو دیکھتا۔ حضور ﷺ نے فرمایا سنو! میری امت میں جنت میں جانے

والوں میں تم سب سے پہلے ہو گے۔

حضرت خضر اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کا بارگاہ نبوت میں جمع ہونا

ابن عدی، بیہقی نے کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے ایک جانب سے آواز سنی وہ کہہ رہا تھا کہ "اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى مَا يُنْجِيْنِيْ مِمَّا خَوَّفْتَنِيْ" اے خدا جس چیز سے مجھے ڈرایا گیا ہے اس پر ایسی چیز سے میری مدد کر جس سے میری نجات ہو۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا اس دعا کے ساتھ اس کے دوسرے حصے کو کیوں نہیں ملاتے؟ تو اس شخص نے کہا "اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ شَوْقَ الصَّالِحِيْنَ اِلٰى شَوْقِهِمْ اِلَيْهِ" اے خدا مجھے صالحین کا وہ شوق عطا فرما جس کی طرف صالحین شوق رکھتے ہیں۔ اس وقت نبی کریم ﷺ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرمایا اس کہنے والے سے جا کر کہو کہ رسول اللہ ﷺ تم سے فرماتے ہیں کہ میرے لئے استغفار کریں تو حضرت انس رضی اللہ عنہ گئے اور پیغام پہنچایا۔ اس شخص نے کہا اے انس رضی اللہ عنہ! تم رسول اللہ ﷺ کے قاصد ہو جو انہوں نے فرمایا۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا ٹھیک ہے۔ اس شخص نے کہا جاؤ اور آپ سے عرض کرو کہ اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں پر آپ والی فضیلت عطا فرمائی ہے جیسی فضیلت ماہ رمضان والے کو تمام مہینوں پر بخشی ہے اور آپ کی امت کو تمام امتوں پر وہ فضیلت حاصل ہے جو جمعہ کے دن کو تمام دنوں پر فضیلت حاصل ہے۔ پھر حضور ﷺ ان سے ملنے تشریف لائے۔ آپ نے دیکھا کہ وہ خضر علیہ السلام ہیں۔

دارقطنی نے "الافراد" میں طبرانی نے الاوسط میں اور ابن عساکر نے تین سندوں کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک رات گیا۔ میں آبدست کا پانی لئے ہوئے تھا۔ اچانک کسی کہنے والے کو کہتے سنا کہ "اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى مَا يُنْجِيْنِيْ مِمَّا خَوَّفْتَنِيْ مِنْهُ" اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے انس رضی اللہ عنہ! آبدست کا پانی رکھ دو اور اس جگہ جاؤ اور اس سے ہو کہ رسول اللہ ﷺ کے لئے دعا کرو جس رسالت پر انہیں مبعوث فرمایا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ ان کی اعانت فرمائے اور ان کی امت کے لئے دعا کریں کہ جو حکم الٰہی ان کے لئے لایا ہے وہ اسے قبول کر کے عمل کریں تو میں اس کے پاس گیا اور اس سے یہ کہا۔ انہوں نے کہا رسول اللہ کو مرحبا۔ میں زیادہ حق رکھتا تھا کہ میں خود حاضر ہوتا۔ اب تم میری جانب سے رسول اللہ ﷺ سے سلام عرض کرنا اور کہنا کہ خضر علیہ السلام آپ کو سلام عرض کرتے ہیں اور وہ آپ سے عرض کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام نبیوں پر ایسی فضیلت دی جیسے ماہ رمضان کو تمام مہینوں پر فضیلت ہے اور آپ کی امت کو تمام امتوں پر ایسی فضیلت دی جیسے جمعہ کے دن کو تمام دنوں پر فضیلت ہے۔ جب واپس ہو کر چلا تو میں نے ان کو یہ کہتے سنا کہ "اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ الْمَرْحُوْمَةِ الْمُتَابِ عَلَيْهَا"۔

ابن عدی اور ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ اچانک ہمیں سردی لگی اور ہم نے ایک ہاتھ دیکھا۔ اس پر ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ سردی کیسی ہے جو ہمیں معلوم ہوئی ہے اور یہ ہاتھ کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا کیا تم نے اسے دیکھا ہے؟ ہم نے عرض کیا ہاں! فرمایا وہ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام ہیں۔ انہوں نے مجھے

سلام عرض کیا ہے۔ ابن عساکر نے اسے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک اور سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

ابن عساکر نے زہری سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب سے استدعا کی کہ قوم عاد کے کسی آدمی کو دکھادے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسا شخص دکھایا جس کے دونوں پاؤں مدینہ منورہ میں تھے اور اس کا سر ذوالحلیفہ میں۔

بخاری نے اپنی تاریخ میں اور حاکم نے صحیح بتا کر امیہ بن مخشی سے روایت کی کہ ایک شخص کھانا کھا رہا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے دیکھے جا رہے تھے۔ اس نے بسم اللہ نہیں پڑھی تھی۔ یہاں تک کہ کھانے کا آخر وقت تھا کہ اس نے کہا "بسم اللہ اولہ واخرہ" تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اس شخص کے ساتھ شیطان کھا رہا تھا۔ جب اس نے بسم اللہ پڑھی تو اس کے پیٹ میں کچھ نہ رہا مگر یہ کہ اس نے اس کی قے کر دی۔

اصحاب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرشتوں کو دیکھا اور ان کا کلام سنا

شیخین نے بطریق ابوعثمان نہدی روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ جبریل علیہ السلام نبی کریم کی خدمت میں اس وقت آئے جب آپ کے پاس حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا موجود تھیں اور انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کیں۔ پھر وہ اٹھ کر چلے گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا' یہ کون تھے؟ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یہ دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ تھے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا' اس کے سوا میرا کوئی خیال تھا ہی نہیں۔ یہاں تک کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ میں سنا کہ آپ نے جبریل علیہ السلام کے آنے کی خبر دی۔ راوی نے کہا' میں نے ابوعثمان نہدی سے پوچھا' یہ حدیث تم نے کس سے سنی ہے؟ انہوں نے کہا' اسامہ رضی اللہ عنہ سے۔

شیخین نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن لوگوں میں تشریف فرما تھے۔ ایک شخص آپ کے پاس آیا اور اس نے پوچھا' ایمان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لانا اور قیامت کے دن اٹھنے پر ایمان رکھنا۔ اس شخص نے پوچھا' اسلام کیا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی عبادت کی جائے۔ کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرایا جائے۔ نماز قائم کی جائے۔ زکوٰۃ ادا کی جائے اور رمضان کے روزے رکھے جائیں۔ اس نے پوچھا' احسان کیا ہے؟ فرمایا' اللہ کی عبادت اس طرح کی جائے گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو اور اگر ایسا نہ کر سکو تو یہ سمجھو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

اس نے پوچھا' قیامت کب ہوگی؟ فرمایا جس سے سوال کیا گیا وہ سائل سے زیادہ جاننے والا نہیں ہے مگر میں تمہیں قیامت کی نشانیاں بتاتا ہوں۔ یہ کہ جب باندی مالکہ کو جنے۔ جب کالے اونٹوں کو چرانے والے اونچی اونچی عمارتیں بنائیں۔ پانچ باتیں ہیں جن کو اللہ کے سوا کوئی (از خود) نہیں جانتا۔ اس کے بعد وہ شخص واپس چلا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اسے واپس لاؤ۔ لوگوں نے تلاش کیا مگر بالکل نظر نہ آیا۔ فرمایا' یہ جبریل علیہ السلام تھے جو اس لئے آئے کہ لوگوں کو ان کے دین کی باتیں سکھائیں۔

ابوموسیٰ مدینی نے المعرفہ میں تمیم بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ جس وقت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں

حاضر ہوا تو اسی وقت ایک شخص آپ کے پاس سے اٹھ کر گیا۔ میں نے اسے دیکھا تو وہ عمامہ باندھے ہوئے تھا اور اس نے شملہ اپنی پشت پر لٹکا رکھا تھا۔ میں نے عرض کیا' یارسول اللہ ﷺ! یہ کون شخص ہے۔ فرمایا یہ جبریل علیہ السلام ہیں۔

امام احمد وطبرانی اور بیہقی نے بسند صحیح حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کے پاس جبریل علیہ السلام تھے۔ میں نے آپ کو سلام عرض کیا اور میں چلا گیا۔ جب ہم واپس آئے اور نبی کریم ﷺ آئے تو فرمایا' کیا تم نے اسے دیکھا ہے جو میرے ساتھ تھا؟ میں نے عرض کیا' ہاں فرمایا' وہ جبریل تھے اور انہوں نے تمہیں سلام کا جواب دیا تھا۔

ابن شاہین نے قاسم سے روایت کی کہ حارثہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے پاس اس حال میں آئے کہ حضور ﷺ ایک شخص سے سرگوشی میں گفتگو فرما رہے تھے۔ وہ بیٹھ گئے اور سلام نہ کیا۔ اس پر جبریل علیہ السلام نے کہا کہ اگر یہ سلام کرتے تو ہم ضرور اسے سلام کا جواب دیتے۔

ابن سعد نے حارثہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا' میں نے جبریل علیہ السلام کو دوبار دیکھا ہے۔

ابن سعد وطبرانی نے محمد بن عثمان سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ حارثہ بن نعمان کی بینائی جاتی رہی تھی۔ (اور یہ فرشتے کو دیکھنے کا اثر تھا۔)

امام احمد وبیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں اپنے والد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اس حال میں آیا کہ آپ ایک شخص سے سرگوشی میں محو گفتگو تھے اور حضور ﷺ نے میرے والد کے ساتھ اعراض کرنے والوں کی مانند برتاؤ کیا اور ہم باہر آ گئے۔ پھر میرے والد نے مجھ سے فرمایا' اے بیٹے کیا تم نے دیکھا کہ تمہارے ابن عم نے میرے ساتھ اعراض کرنے والوں کی مانند برتاؤ کیا ہے؟ میں نے کہا بابا! حضور ﷺ ایک شخص سے سرگوشی میں گفتگو فرما رہے تھے۔ پھر وہ دوبارہ حاضر ہوئے اور عرض کیا' یارسول اللہ! میں نے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ایسا ایسا کہا۔ اس پر عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ کے پاس ایک شخص تھا جس سے آپ سرگوشی میں گفتگو فرما رہے تھے تو کیا آپ کے پاس کوئی شخص موجود تھا۔ آپ نے فرمایا اے عبداللہ! کیا تم نے اس شخص کو دیکھا ہے؟ میں نے کہا' ہاں! حضور ﷺ نے فرمایا وہ جبریل علیہ السلام ہی تھے جنہوں نے مجھے تم سے بے نیاز رکھا۔

ابن سعد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت جبریل علیہ السلام کو دو مرتبہ دیکھا ہے اور حضور ﷺ نے میرے لئے دو مرتبہ دعا کی ہے۔

حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا جبکہ میں نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا کہ جس مخلوق نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا وہ اندھی ہوگئی مگر یہ کہ وہ مخلوق نبی ہو لیکن یہ نابینائی تمہاری آخری عمر میں ہوگی۔

بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک انصاری شخص کی عیادت فرمائی۔ جب ہم اس کے گھر کے قریب پہنچے تو کسی کو موجود نہ پایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تمہارے پاس کون تھا جس سے تم باتیں کر رہے تھے؟ اس نے کہا یارسول اللہ! میرے پاس ایک ایسا شخص آیا جسے آپ کے علاوہ میں نے کبھی مجلس میں اس سے مکرم نہ دیکھا اور نہ گفتگو میں

اس سے اچھا دیکھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا' وہ جبریل علیہ السلام تھے۔ بلاشبہ تم لوگوں میں ایسے اشخاص ہیں اگر ان میں سے کوئی اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا لیں تو اللہ تعالیٰ اسے اس کی قسم میں ضرور پورا اتارے۔

طبرانی و بیہقی نے محمد بن مسلمہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس اس حال میں آیا کہ آپ اپنا رخسار مبارک دوسرے شخص کے رخسار پر رکھے ہوئے تھے تو میں بغیر سلام عرض کیے لوٹ آیا۔ پھر حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا' سلام کرنے سے کس چیز نے تم کو باز رکھا؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! میں نے دیکھا کہ آپ اس شخص سے اس حالت میں گفتگو فرما رہے تھے کہ عام طور پر آپ کسی آدمی سے اس طرح گفتگو نہیں فرماتے' لہٰذا میں نے مکروہ جانا کہ آپ کی گفتگو کو میں قطع کروں تو یارسول اللہ وہ شخص کون تھا؟ آپ نے فرمایا' وہ جبریل علیہ السلام تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت جبریل کو اپنے حجرے میں دیکھا

حاکم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا' میں نے دیکھا کہ جبریل علیہ السلام میرے اس حجرہ میں کھڑے ہیں اور رسول اللہ ﷺ ان سے سرگوشی میں گفتگو فرما رہے تھے۔ میں نے عرض کیا' یارسول اللہ یہ کون شخص ہے؟ حضور ﷺ نے پوچھا' تمہیں کس صورت میں نظر آ رہے ہیں؟ میں نے عرض کیا' دحیہ کی صورت میں۔ فرمایا یقیناً تم نے جبریل کو دیکھا ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ ابھی زیادہ دیر نہ گزری کہ حضور ﷺ نے فرمایا' اے عائشہ رضی اللہ عنہا' یہ جبریل ہیں اور تمہیں سلام کر رہے ہیں۔ میں نے کہا وعلیک السلام جزاہ اللہ من دخیل خیرا۔

ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر نے محمد بن منکدر سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے اور حضور ﷺ نے ان کو بیمار دیکھا۔ پھر حضور ﷺ ان کے پاس سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے تاکہ حضور حضرت ابوبکر صدیق کی بیماری کی خبر انہیں دیں۔ اسی لمحہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آ گئے اور اندر آنے کی اجازت مانگی۔ آواز سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا' میرے والد ہیں اور وہ اندر آئے۔ نبی کریم ﷺ تعجب فرما رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے کتنی جلد ان کو صحت دیدی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میرے پاس سے آپ کے تشریف لے جانے کے بعد مجھے غنودگی آ گئی۔ اتنے میں جبریل میرے پاس آئے اور انہوں نے میری ناک میں دوا ڈالی اور میں کھڑا ہو گیا اور میں اچھا ہو گیا۔

بیہقی و ابن عساکر نے حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر آپ باہر تشریف لائے اور میں آپ کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ اچانک سامنے سے ایک شخص آپ کے روبرو آیا۔ پھر حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا' اے حذیفہ رضی اللہ عنہ! کیا تم نے اس شخص کو دیکھا ہے جو میرے روبرو آیا؟ میں نے عرض کیا' ہاں دیکھا ہے۔ فرمایا وہ ایک فرشتہ تھا جو اس سے پہلے زمین پر کبھی نہیں اترا۔ اس فرشتے نے اپنے رب سے اجازت مانگی کہ وہ مجھے آ کر سلام عرض کرے تو وہ میرے پاس آیا اور مجھے سلام کر کے بشارت دی کہ حسن و حسین رضی اللہ عنہما دونوں جنتی جوانوں کے سردار ہیں اور فاطمہ رضی اللہ عنہا

جنتی عورتوں کی سردار ہیں۔

مسلم نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ مجھے فرشتے سلام کیا کرتے تھے۔ جب میں نے داغ دینے کا پیشہ اختیار کیا تو وہ مجھ سے جدا ہو گئے اور جب میں نے اس پیشہ کو چھوڑ دیا تو وہ پھر سلام کرنے لگے۔

ترمذی نے تاریخ میں اور بیہقی وابونعیم نے غزالہ سے روایت کی۔ وہ کہتی ہیں کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ ہمیں حکم دیتے رہتے تھے کہ ہم گھر کو خوب صاف رکھا کریں اور ہم السلام علیکم السلام علیکم کی آوازیں سنا کرتے تھے اور ہم کسی کو دیکھا نہ کرتے تھے۔ ترمذی نے کہا یہ فرشتوں کا سلام کرنا تھا۔

ابونعیم نے یحییٰ بن سعید قطان سے روایت کی۔ انہوں نے کہا بصرہ میں صحابہ میں سے کوئی ہمارے پاس عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے افضل نہیں آیا۔ ان پر تیس سال گزرے کہ ان کے گھر میں ہر طرف سے فرشتے انہیں سلام کرتے تھے۔

ابن سعد نے قتادہ سے روایت کی کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے فرشتے مصافحہ کرتے تھے۔ یہاں تک کہ انہوں نے داغ دینے کا عمل اختیار کیا تو فرشتے ان سے دور ہو گئے۔

شیخین نے براء رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ایک شخص سورۂ کہف کو پڑھ رہا تھا اور اس کے ایک جانب اصیل گھوڑا بندھا ہوا تھا تو ابر نے اسے ڈھانپ لیا اور وہ ابر اس کے نزدیک ہوتا گیا اور اس کا گھوڑا بجڑکنے لگا۔ جب صبح ہوئی تو وہ شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور رات کا واقعہ عرض کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ سکینہ تھا۔ قرآن پڑھنے سے نازل ہوا تھا۔

فرشتوں کا تلاوت سننے کے لئے اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کے پاس آنا

شیخین نے اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ جس وقت وہ رات میں سورۂ بقرہ کی تلاوت کر رہے تھے اور ان کا گھوڑا بندھا ہوا تھا۔ اچانک گھوڑا کودنے لگا۔ وہ خاموش ہوئے تو گھوڑا بھی ٹھہر گیا جو انہوں نے پڑھنا شروع کیا تو گھوڑا کودنے لگا۔ وہ خاموش ہوئے تو گھوڑا بھی ٹھہر گیا۔ پھر انہوں نے اپنا منہ آسمان کی طرف اٹھایا تو انہیں ایسا سایہ سا نظر آیا جس میں شعلوں کی مانند روشنی تھی اور وہ آسمان پر چڑھ رہا تھا اور جب تک وہ نظر آتا رہا دیکھتے رہے۔ جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ واقعہ عرض کیا۔ آپ نے فرمایا وہ فرشتے تھے جو تمہاری تلاوت کی آواز کے سبب نزدیک آ گئے تھے۔ اگر تم پڑھتے رہتے تو صبح کے وقت لوگ انہیں ضرور دیکھتے۔ وہ لوگوں سے چھپا نہیں کرتے۔ اس حدیث کی حضرت اسید رضی اللہ عنہ سے کئی سندیں ہیں۔ ایک میں یہ ہے کہ اسید رضی اللہ عنہ تم پڑھو۔ بلاشبہ تمہیں حضرت داؤد علیہ السلام کی آواز کا وہ حصہ عطا فرمایا گیا ہے اور وہ خوش آواز تھے۔ ایک حدیث میں یہ ہے کہ وہ فرشتہ ہے جو قرآن کو سنتا ہے۔ ابونعیم نے اسے روایت کی۔

ابونعیم نے بطریق عاصم زر سے اور ابووائل سے روایت کی۔ دونوں نے کہا کہ اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نماز پڑھ رہا تھا کہ اچانک کوئی چیز میرے قریب آئی اور اس نے مجھ پر سایہ ڈالا پھر وہ اٹھ گئی۔ صبح کو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تو فرمایا وہ سکینہ ہے جو قرآن سننے اترا تھا۔

ابوعبید نے فضائل القرآن میں محمد بن جریر بن یزید سے روایت کی کہ مشائخ اہل مدینہ ان سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے کسی نے عرض کیا۔ آپ نے نہیں دیکھا کہ ثابت رضی اللہ عنہ بن قیس بن شماس کے گھر آج رات بھر مشعلیں روشن رہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا شاید انہوں نے سورۂ بقرہ کی تلاوت کی ہوگی۔ پھر ثابت رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا بے شک میں نے سورۂ بقرہ کی تلاوت کی تھی۔

ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے عوف رضی اللہ عنہ بن مالک اشجعی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا' ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ ایک رات میں نے حضور ﷺ کو موجود نہ پایا تو میں آپ کی جستجو میں چلا۔ اچانک حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور عبداللہ رضی اللہ عنہ بن قیس کھڑے ملے جن سے میں نے پوچھا رسول اللہ ﷺ کہاں ہیں۔ دونوں نے کہا' ہم نہیں جانتے۔ بجز اس کے کہ ہم نے اس وادی کے بالائی حصے سے آواز سنی جو کہ چکی چلنے کی آواز کی مانند تھی۔ اسی دوران رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے۔ آپ نے فرمایا' میرے رب کی طرف سے ایک فرشتہ آیا اور اس نے مجھے دو باتوں میں سے ایک بات پسند کرنے کا اختیار دیا۔ ایک یہ کہ میری آدھی امت جنت میں داخل ہو جائے۔ دوسری یہ کہ میں شفاعت کو قبول کروں۔ ان دونوں باتوں میں سے میں نے شفاعت کو اختیار کیا ہے۔

حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت جبریل کا مشغولِ حمد ہونا

ابن ابی الدنیا نے کتاب الذکر میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں ضرور مسجد میں جا کر نماز پڑھوں گا اور اللہ تعالیٰ کی ایسی حمد کروں گا کہ اس جیسی حمد کسی نے اس کی نہ کی ہوگی۔ جب انہوں نے نماز پڑھی اور وہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرنے بیٹھے تو اچانک ان کے پیچھے سے کسی نے اونچی آواز سے کہا' "اللھم لك الحمد كله' ولك الملك كله' وبيدك الخير كله' واليك يرجع الامر كله' علانيته وسره لك الحمد' انك على كل شى قدير' اغفرلى' مامضى من ذنوبى واعصمنى ما بقى من عمرى وارزقنى اعمالا زاكينه ترضى بها عنى وتب على۔" پھر وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور حضور ﷺ سے سارا واقعہ عرض کیا۔ آپ نے فرمایا' وہ حمد وثنا اور دعا کرنے والے جبریل علیہ السلام تھے۔

بخاری وبیہقی نے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ پر غشی طاری ہوگئی تو ان کی بہن ان پر رونے لگیں اور کہنے لگیں واجبلا' وغیرہ وغیرہ۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ رواحہ کو جب ہوش آیا تو انہوں نے اپنی بہن سے کہا تم نے میرے حق میں کوئی بات نہ کہی۔ مگر جو کچھ تم نے واویلا کیا' اس کے بارے میں مجھ سے کہا گیا' کیا تم بھی ایسے ہی ہو؟

ابن سعد نے ابوعمران جونی سے روایت کی کہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ پر جب غشی طاری ہوئی تو ان کے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور دعا کی کہ اے خدا اگر ان کی موت کا وقت آ گیا ہے تو موت کو ان پر آسان کر دے اور اگر موت کا وقت نہیں آیا' انہیں شفا دے دے۔ جب انہیں افاقہ ہوا تو عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میری ماں واجبلاہ واظہرہ کہہ رہی تھی تو فرشتہ لوہے کا گرز اٹھا کر کہہ رہا تھا کہ کیا تو ایسا ہی ہے جیسا کہ وہ کہہ رہی ہے' اگر میں ہاں کہتا تو وہ مجھے اس گرز سے مارتا۔

طبرانی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ جب عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ پر غشی طاری ہوئی تو رونے والیاں واویلا کرنے کھڑی ہو گئیں۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور انہیں افاقہ ہوا۔ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھ پر بے ہوشی طاری ہوئی تو عورتوں نے واویلا کرنا شروع کر دیا۔ اس وقت ایک فرشتہ اٹھا۔ اس کے ہاتھ میں لوہے کا گرز تھا اور اس نے اسے میرے پاؤں کے درمیان کر کے کہا' کیا تو ایسا ہی ہے۔ جیسا عورتیں کہہ رہی ہیں؟ میں نے کہا' نہیں۔ اگر میں ہاں کرتا وہ مجھے گرز سے مار لگاتا۔

طبرانی نے حسن سے روایت کی کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بن جبل پر غشی طاری ہوئی تو ان کی بہن بین کرنے لگیں اور کہنے لگی واجبلاہ' جب انہیں افاقہ ہوا تو انہوں نے اپنی بہن سے کہا آج کے دن تم ہمیشہ کے لئے عذاب دینے والی بن گئی تھیں۔ انہوں نے کہا' اگر میں ایذا دینے والی ہوتی تو یہ بات مجھ پر گراں ہوتی۔ انہوں نے کہا جب بھی تم واجبلاہ کہہ رہی تھیں تو فرشتہ مجھے خوب جھڑک رہا تھا اور وہ کہہ رہا تھا' کیا تو ایسا ہی ہے جیسا کہ تیری بہن کہہ رہی ہے؟ میں نے کہا نہیں۔

ابن ابی الدنیا اور حاکم و بیہقی نے ابراہیم بن عبدالرحمن بن عوف سے روایت کی کہ عبدالرحمن بن عوف سخت بیمار ہوئے اور ان پر غشی طاری ہوئی تھی حتیٰ کہ لوگوں نے گمان کیا کہ ان کی جان نکل گئی ہے اور لوگ ان کے پاس سے اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے چادر ڈال دی۔ اس کے بعد جب انہیں افاقہ ہو گیا تو انہوں نے کہا میرے پاس دو فرشتے آئے جو بڑے درشت خو تھے۔ ان دونوں نے کہا ہمارے ساتھ چلو تاکہ ہم العزیز الامین سے تمہارا فیصلہ کرائیں تو وہ دونوں مجھے لے کر چلے۔ پھر ان دونوں کو دو اور فرشتے ملے جو ان دونوں سے بہت ہی نرم اور رحم والے تھے۔ انہوں نے کہا کہ اسے کہاں لئے جاتے ہو؟ ان دونوں نے کہا' ہم عزیز امین کے دربار میں فیصلے کیلئے لئے جاتے ہیں۔ فرشتوں نے کہا اسے چھوڑ دو کیونکہ یہ ان لوگوں میں سے جن کے لئے سعادت پہلے ہی لکھی جا چکی ہے جبکہ وہ اپنی ماں کے پیٹ میں تھے۔ اس کے بعد عبدالرحمن رضی اللہ عنہ ایک ماہ تک زندہ رہے' پھر انہوں نے وفات پائی۔

ابن ابی الدنیا' طبرانی اور ابن عساکر نے بطریق عروہ بن رویم عرباض بن ساریہ سے روایت کی اور یہ عرباض رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں بوڑھے شخص تھے اور وہ مرنے کو دوست رکھتے تھے۔ وہ دعا مانگا کرتے تھے کہ اے خدا! میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور میری ہڈیاں گھل گئی ہیں۔ اب مجھے اپنی طرف بلا لے۔ عرباض رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک دن میں دمشق کی مسجد میں تھا اور میں نماز پڑھ پڑھ کر اپنی موت کی دعا مانگ رہا تھا۔ اچانک ایک جوان دیکھا جو لوگوں میں بہت خوبصورت اور سبز چادریں اوڑھے ہوئے تھا۔ اس نے کہا' کیا بات ہے؟ تم ایسی دعا کیوں مانگتے ہو؟ میں نے کہا' اے بھتیجے پھر میں کیسے دعا مانگوں؟ اس نے کہا' تم یہ دعا مانگا کرو کہ اے خدا! عمل اچھے ہوں اور مدت پوری ہو۔ میں نے پوچھا' اے جوان تم کون ہو؟ اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے۔ اس نے کہا' میں رتا ئیل ہوں اور مسلمانوں کے سینوں سے حزن وملال کو دور کرتا ہوں۔ پھر وہ مڑ کر چلا گیا اور میں نے کسی کو نہ دیکھا۔

بخاری اور نسائی نے بسند ابن سیرین حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے رمضان کے مہینے زکوٰۃ کی حفاظت کا کام سپرد فرمایا۔ میرے پاس ایک آنے والا آیا اور وہ غلہ کے ڈھیر سے لپوں سے بھرنے لگا تو میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا' میں ضرور تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کے جاؤں گا۔ اس نے کہا' میں محتاج ہوں۔ میرے اہل وعیال ہیں اور

مجھے شدید احتیاج ہے تو میں نے اسے چھوڑ دیا۔ جب میں نے صبح کی تو نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا' اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تم نے رات اپنے قیدی کا کیا کیا؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اس نے شدید احتیاج اور عیال داری کی شکایت کی تو مجھے اس پر رحم آ گیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا' سنو! اس نے تم سے جھوٹ کہا اور وہ پھر آئے گا اور تم اسے دوبارہ آنے پر پہچان لو گے' لہٰذا میں اس کی گھات میں رہا۔ چنانچہ وہ آیا اور دونوں ہاتھوں سے غلہ بھرنے لگا۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا' اب میں ضرور تجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر جاؤں گا۔ اس نے کہا' مجھے چھوڑ دیجئے' کیونکہ میں محتاج ہوں اور میرے اہل وعیال ہیں۔ اب نہیں آؤں گا۔ مجھے اس پر رحم آ گیا اور اسے چھوڑ دیا۔ جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا' آج رات تم نے اپنے قیدی کے ساتھ کیا کیا؟ میں نے عرض کیا' یارسول اللہ ﷺ اس نے حاجت اور عیال کی شکایت کی' مجھے رحم آ گیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔ فرمایا سنو! اس نے تم سے جھوٹ کہا اور وہ پھر آئے گا تو میں تیسری مرتبہ اس کی گھات میں رہا۔ چنانچہ وہ آیا اور دونوں ہاتھوں سے غلہ بھرنے لگا۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا' میں ضرور تجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر جاؤں گا اور یہ تیرا تیسرا پھیرا ہے اور تو یقین دلاتا رہا کہ اب نہ آؤں گا مگر تو آتا رہا۔ اس نے کہا' مجھے چھوڑ دیجئے۔ میں آپ کو چند ایسے کلمات بتاتا ہوں جن سے اللہ تعالیٰ تمہیں نفع دے گا۔ جب تم اپنے بستر پر سونے کے لئے آؤ تو آیت الکرسی پڑھو یہاں تک کہ اسے ختم کر لو۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہمیشہ تمہاری حفاظت ہوگی اور صبح تک تمہارے قریب شیطان نہ آئے گا۔ جب میں نے صبح کی تو نبی کریم ﷺ سے یہ عرض کیا' آپ نے فرمایا' اس نے تو بات سچی کہی مگر وہ خود جھوٹا ہے۔ اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! تم جانتے ہو کہ تین دن تک تم کس سے باتیں کرتے رہے ہو؟ میں نے عرض کیا' نہیں۔ فرمایا۔ وہ شیطان تھا۔

نسائی اور ابن مردویہ وابونعیم نے بسند ابومتوکل ناجی' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ان کے پاس اموال صدقات کے گھر کی چابی تھی اور اس گھر میں کھجوریں تھی۔ ایک دن وہ گئے اور دروازہ کھولا تو دیکھا کہ اس میں سے ایک لپ کھجوریں اٹھائی گئی ہیں۔ پھر دوسرے دن گئے تو دیکھا کہ پھر ایک لپ کھجوریں اٹھائی گئی ہیں۔ پھر تیسرے دن گئے تو دیکھا' پھر ایک لپ کھجوریں اٹھائی گئی ہیں تو انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اس کی شکایت کی۔ آپ نے ان سے فرمایا' کیا تم پسند کرتے ہو کہ اس لینے والے کو تم پکڑ لو؟ انہوں نے عرض کیا' جی ہاں۔ فرمایا جب تم دروازہ کھولو تو کہنا ''سبحان من سخرك لمحمد'' تو انہوں نے دیکھا کہ ایک شخص ان کے سامنے کھڑا ہے۔ انہوں نے کہا' اور اللہ کے دشمن! تو ہی یہاں سے اٹھانے والا ہے۔ اس نے کہا' ہاں مگر مجھے چھوڑ دیجئے۔ اب نہ آؤں گا۔ میں نے ان کھجوروں کو نہ لیا مگر جنات کے حاجت مندوں کے لئے تو انہوں نے اسے چھوڑ دیا۔ پھر وہ دوسرے دن آیا' پھر تیسرے دن آیا۔ اس وقت انہوں نے کہا' کیا تو نے مجھ سے عہد نہ کیا تھا کہ اب نہ آؤں گا لیکن آج میں تجھے نہ چھوڑوں گا۔ ضرور تجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر جاؤں گا۔ اس نے کہا' ایسا نہ کیجئے۔ میں آپ کو ایسے کلمات بتاتا ہوں کہ جب تم اسے پڑھو گے تو کوئی جن تمہارے قریب نہ آئے گا اور وہ آیت الکرسی ہے۔

آیت الکرسی اور سورۂ بقرہ کی آخری آیات کی فضیلت

بخاری نے اپنی تاریخ میں اور طبرانی وبیہقی وابونعیم نے اپنے معتبر راویوں کی سند کے ساتھ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے صدقہ کے کھجور میرے سپرد فرمائے اور میں نے انہیں ایک کوٹھڑی میں رکھ دیئے۔ میں روزانہ ان میں کمی پاتا تھا۔ اس کی شکایت میں نے رسول اللہ ﷺ سے کی۔ آپ نے مجھ سے فرمایا' وہ شیطان کا کام ہے۔ تم اس کی گھات میں رہو تو ایک رات میں اس کی گھات میں رہا۔ جب رات ڈھل گئی تو ہاتھی کی مانند ایک شبیہ نظر آئی۔ جب وہ دروازے پر پہنچ گیا تو وہ ایک سوراخ سے اس کوٹھڑی کے اندر داخل ہو گیا اور وہ کھجور کے قریب پہنچ کر اسے کھانے لگا۔ میں نے اپنے کپڑوں کو مضبوطی سے باندھا اور نعرہ لگایا۔ "اشھدان لا الہ الا اللہ وان محمد اعبدہ ورسولہ" اے دشمن خدا! تو صدقہ کے کھجوروں کے درپے ہو گیا ہے اور میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا لوگ تجھ سے زیادہ اس کے حقدار تھے۔ میں تجھے ضرور رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر جاؤں گا۔ پھر اس نے مجھ سے عہد کیا کہ دوبارہ نہ آؤں گا۔ صبح کو میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور ﷺ نے فرمایا' تم نے اپنے قیدی کے ساتھ کیا کیا۔ میں نے کہا' اس نے مجھ سے عہد کیا ہے کہ دوبارہ نہ آؤں گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا' وہ ضرور آئے گا اور تم اس کی گھات میں رہو تو میں دوسری رات بھی اس کی گھات میں بیٹھ گیا اور اس نے پہلے کی مانند وہی کیا اور میں نے بھی ویسا ہی کیا۔ اس نے پھر مجھ سے وعدہ کیا کہ اب نہ آؤں گا۔ جب صبح کو میں رسول اللہ ﷺ کے دربار میں حاضر ہوا اور میں نے واقعہ عرض کیا تو آپ نے فرمایا' وہ ضرور آئے گا اور تم اس کی گھات میں رہنا تو میں تیسری رات بھی اس کی گھات میں رہا اور اس نے پھر ویسا ہی کیا۔ میں نے کہا' اے دشمن خدا! تو نے مجھے دو مرتبہ وعدہ کیا اب یہ تیسری مرتبہ ہے۔ اس نے کہا' میں عیالدار ہوں اور میں تمہارے پاس نصیبین سے آتا ہوں۔ اگر مجھے اس کے سوا کچھ میسر آتا تو میں تمہارے پاس نہ آتا اور میں تمہارے اس شہر میں رہتا تھا۔ یہاں تک کہ تمہارے آقا ﷺ مبعوث ہوئے اور ان پر دو آیتیں ایسی نازل ہوئیں جن کی بنا پر ہمیں نصیبین بھاگنا پڑا۔ وہ دو آیتیں جس گھر میں تین مرتبہ پڑھی جاتی ہیں اس گھر میں شیطان داخل نہیں ہوتا۔ اب اگر تم مجھے چھوڑ دو تو میں تمہیں وہ دونوں آیتیں بتائے دیتا ہوں۔ میں نے کہا' بتاؤ میں چھوڑ دوں گا تو اس نے کہا' وہ آیت الکرسی اور سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں "آمن الرسول" سے آخر تک ہیں۔ تو میں نے اسے چھوڑ دیا۔ صبح کو جب میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور واقعہ عرض کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا' اس نے بات سچی کہی لیکن خود جھوٹا ہے۔

بیہقی نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا میرا غلہ کا ڈھیر تھا۔ مجھے اس کی کمی معلوم ہوئی۔ تب میں رات میں گھات میں رہا۔ اچانک ایک عورت آئی اور وہ غلہ پر اتری۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا میں تجھے نہ چھوڑوں گا۔ یہاں تک کہ میں تجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جاؤں گا۔ اس نے کہا' میں ایسی عورت ہوں کہ میری عیال زیادہ ہے اور اب دوبارہ نہ آؤں گی اور اس نے مجھ سے قسم کھائی۔ میں نے اسے چھوڑ دیا۔ پھر میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ عرض کیا۔ آپ نے فرمایا' اس نے جھوٹ کہا اور وہ جھوٹی ہے۔ چنانچہ وہ دوبارہ آئی اور میں نے اسے پکڑ لیا اور اس نے مجھ سے وہی بات کہی جو پہلے کہی تھی اور دوبارہ نہ آنے کی قسم کھائی۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے واقعہ عرض کیا۔ آپ نے فرمایا' اس نے جھوٹ کہا اور وہ جھوٹی ہے تو پھر وہ تیسری مرتبہ آئی۔ میں نے اسے پکڑ لیا۔ اس نے کہا' مجھے چھوڑ دیجئے تاکہ میں آپ کو ایسی چیز بتاؤں۔ جب تم اسے پڑھو گے تو

تمہارے مال واسباب کے قریب ہم میں سے کوئی نہ آئے گا۔ وہ یہ کہ جب تم اپنے بستر پر آؤ تو اپنی جان اور اپنے مال پر آیت الکرسی پڑھ لو۔ میں نے یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا' اس نے بات سچی کہی لیکن وہ خود جھوٹی ہے۔

امام احمد وترمذی نے حسن کہہ کر اور حاکم نے صحیح بتا کر ابونعیم نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ان کا ایک بالا خانہ تھا۔ ایک غول آتی اور غلہ وغیرہ لے جایا کرتی تھی۔ نبی کریم ﷺ سے ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے اس کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا' جب غول آئے تو تم بسم اللہ کہہ کر کہنا کہ رسول اللہ ﷺ تجھے بلاتے ہیں تو وہ غول آئی اور انہوں نے اسے پکڑ لیا۔ اس نے کہا' اب نہیں آؤں گا اور انہوں نے اسے جانے دیا۔ جب وہ نبی کریم ﷺ کے دربار میں آئے تو حضور ﷺ نے فرمایا' تم نے اپنے قیدی کے ساتھ کیا کیا؟ انہوں نے عرض کیا۔ میں نے اسے پکڑ لیا تھا مگر اس نے کہا' اب نہیں آؤں گی۔ اس پر میں نے اسے جانے دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا' وہ ضرور آئے گی۔ تیسری مرتبہ میں اس نے کہا' مجھے جانے دیجئے۔ میں آپ کو ایسی چیز بتاتی ہوں کہ آپ اسے پڑھیں گے تو کوئی چیز آپ کے پاس نہ آئے گی۔ وہ آیت الکرسی ہے۔ حضور ﷺ نے یہ سن کر فرمایا' اس نے سچ کہا مگر وہ خود جھوٹی ہے۔

ابونعیم نے دوسری سند کے ساتھ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا' میرے بالا خانے میں میری کھجوریں تھیں۔ میں نے دیکھا تو وہ کم تھیں۔ اس کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ سے کیا۔ آپ نے فرمایا' کل کو تم اس میں ایک بلی پاؤ گے۔ اس سے کہنا تجھے رسول اللہ ﷺ بلاتے ہیں۔ چنانچہ جب دوسرا دن ہوا تو انہوں نے اس میں بلی پائی۔ آپ نے کہا' تجھے رسول اللہ ﷺ بلاتے ہیں۔ وہ بلی بوڑھی عورت بن گئی۔ پھر انہوں نے حدیث کو بیان کیا۔

حاکم نے ایک اور سند کے ساتھ عبدالرحمن بن ابی عمرہ سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ انصاری کا بالا خانہ تھا۔ اس کے بعد انہوں نے مذکورہ حدیث بیان کی اور حاکم نے تیسری سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے کمرے میں تشریف فرما تھے اور ان کے طعام خانے میں کھجوریں بھری ہوئی تھیں تو کوئی چیز سوراخ سے بلی کی شکل میں داخل ہوتی اور طعام خانے سے اسے لے لیتی تھی۔ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے اس کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا' وہ غول ہے اور جب وہ آئے تو کہنا تجھے رسول اللہ ﷺ بلاتے ہیں تو وہ آئی اور انہوں نے اس سے وہی کہا' اس نے کہا' مجھے چھوڑ دیجئے۔ اب نہیں آؤں گی۔ پھر مذکورہ حدیث مکمل بیان کی۔

طبرانی وابونعیم نے بسند جید ابواسید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے اپنے باغ سے کھجوریں توڑ کر گودام میں رکھیں تو ایک غول آئی اور گودام میں گھس کر کھجوریں چراتی اور اسے خراب کرتی تھی۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اس کی شکایت کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا' اے اسید رضی اللہ عنہ! وہ غول ہے۔ تم اس کی آہٹ پر کان رکھنا۔ جب تم اس کی آہٹ سنو تو بسم اللہ کہہ کر کہنا کہ رسول اللہ ﷺ تجھے بلاتے ہیں تو انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اس غول نے ان سے کہا اے اسید رضی اللہ عنہ! مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس جانے کی تکلیف سے معاف رکھو۔ میں تم کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے عہد دیتی ہوں کہ اب نہ آؤں گی اور میں تمہیں ایک قرآنی آیت بتاتی ہوں کہ تم اسے اپنے برتنوں پر پڑھو گے تو کوئی اسے نہ کھول سکے گا۔ وہ آیت الکرسی ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اس نے

بات سچی کہی مگر وہ خود جھوٹی ہے۔

ابویعلیٰ اور حاکم نے صحیح بتا کر اور بیہقی وابونعیم نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ان کی ایک جگہ کھجوریں خشک کرنے کی تھی اور خود اس کی نگہبانی کرتے تھے مگر وہ کھجوروں کو روز بروز کم ہوتے پاتے تھے۔ ایک رات انہوں نے اس جگہ کا پہرہ دیا۔ اچانک انہوں نے ایک جانور دیکھا جو بالغ بچے کی مانند تھا۔ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا' میں نے اسے سلام کیا اور اس نے مجھے سلام کا جواب دیا۔ پھر میں نے پوچھا تو جنات میں سے ہے یا انسانوں میں سے؟ اس نے کہا' جنات میں سے۔ میں نے کہا' اپنا ہاتھ مجھے پکڑا تو اس نے مجھے ہاتھ پکڑا دیا۔ میں نے دیکھا کہ ہاتھ کتے کے ہاتھ کے مشابہ اور کتے کے بال جیسے بال ہیں۔ میں نے پوچھا' کیا جنات ایسے ہی پیدا کئے گئے ہیں؟ اس نے کہا' جناب مجھے خوب جانتے ہیں کہ ان میں مجھ سے زیادہ اشد کوئی نہیں ہے۔ میں نے پوچھا' کس بات نے تمہیں اس پر آمادہ کیا جو تم اب تک ان کھجوروں کے ساتھ کرتے رہے ہو؟ اس نے کہا' مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم ایسے شخص ہو جو صدقہ کرنے کو محبوب سمجھتے ہو تو میں نے چاہا کہ تمہاری غذا سے ہم بھی حصہ حاصل کریں۔ میں نے پوچھا' تم سے محفوظ رہنے کی کوئی تدبیر ہے؟ اس نے کہا آیت الکرسی ہے۔ جب صبح ہوئی تو میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے یہ واقعہ عرض کیا۔ آپ نے فرمایا' اس خبیث نے بات سچی کہی ہے۔

ابوالشیخ نے العظمت میں ابواسحاق سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ایک رات زید رضی اللہ عنہ بن ثابت اپنے باغ گئے تو انہوں نے باغ میں شور وغل کی آواز سنی۔ انہوں نے پوچھا' یہ کیسا شور ہے؟ تو جنات میں سے ایک نے کہا' ہمیں خشک سالی کا سامنا ہے۔ میں نے ارادہ کیا کہ تمہارے پھلوں میں سے مجھے کچھ حصہ مل' لہٰذا خوشدلی سے عنایت فرمادیں۔ زید رضی اللہ عنہ نے کہا' ضرور دوں گا۔ ہمیں وہ چیز بتاؤ جس سے ہم تم سے محفوظ رہیں۔ اس نے کہا آیت الکرسی ہے۔

ابوعبید نے فضائل القرآن میں اور دارمی وطبرانی' بیہقی وابونعیم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص کو مدینہ طیبہ کے ایک کوچے میں شیطان ملا اور ان دونوں کی کشتی ہوئی تو اس نے شیطان کو پچھاڑ لیا۔ شیطان نے کہا' مجھے چھوڑ دو' میں تمہیں ایک چیز بتاتا ہوں جس سے تمہیں تعجب ہوگا تو اس نے اسے چھوڑ دیا۔ اس نے کہا' تم سورۂ بقرہ پڑھا کرتے ہو؟ اس نے کہا ہاں۔ شیطان اس میں سے کچھ نہیں سن سکتا مگر یہ کہ وہ پشت پھیر کر بھاگ جاتا ہے اور اس کی آواز ایسی ہوتی ہے جیسے گدھے کے گوز کی آواز۔ کسی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا' وہ کون شخص تھا؟ انہوں نے کہا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ۔

طبرانی نے بسند حسن حضرت حفصہ کی کنیز سدیسہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' جب سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو شیطان ان سے نہیں ملا مگر وہ اوندھا گر پڑا۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کا شیطان کو تین بار پچھاڑنا

ابوالشیخ نے العظمت میں اور ابونعیم نے حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا' ایک سفر میں ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے فرمایا' تم جا کر ہمارے لئے پانی لاؤ تو وہ گئے اور انہیں حبشی کی صورت میں

ایک شیطان ملا اور وہ ان کے اور چشمہ کے درمیان حائل ہو گیا تو حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے اسے پچھاڑ دیا۔ اس نے کہا' مجھے چھوڑ دو۔ میں تمہارے اور چشمہ کے درمیان سے ہٹ جاتا ہوں تو انہوں نے اسے چھوڑ دیا مگر وہ پھر مقابل آیا اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے دوبارہ پکڑ لیا اور پچھاڑ ڈالا۔ اس نے کہا' مجھے چھوڑ دو۔ میں تمہارے اور چشمہ کے درمیان سے ہٹ جاتا ہوں تو انہوں نے اسے چھوڑ دیا مگر وہ تیسری مرتبہ پھر مقابل آیا اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے پکڑ لیا اور پچھاڑ ڈالا۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا' شیطان حضرت عمار رضی اللہ عنہ اور چشمہ کے درمیان حبشی غلام کی صورت میں حائل ہو گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے عمار رضی اللہ عنہ کو اس پر غالب کر دیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا' ہم حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے ملے تو انہیں بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا فرمایا ہے۔ یہ سن کر حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے کہا' خدا کی قسم! اگر مجھے یہ معلوم ہو جاتا کہ وہ شیطان ہے تو میں اسے ضرور قتل کر دیتا۔

بیہقی نے صحیح بتا کر اور ابونعیم نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک کنویں کی طرف بھیجا تو ایک شیطان انسانی صورت میں مجھے ملا اور وہ مجھ سے لڑا مگر میں نے اسے پچھاڑ دیا۔ پھر میرے ساتھ جو پتھر تھا' اس سے اس کا سر کچلنے لگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا' کنویں کے قریب عمار رضی اللہ عنہ کو شیطان مل گیا ہے اور وہ ان سے لڑ رہا ہے۔ کچھ دیر بعد میں نے آ کر واقعہ عرض کیا' آپ نے فرمایا' وہ شیطان تھا۔ بیہقی نے فرمایا' اس حدیث کی تائید حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا وہ قول کرتا ہے جو انہوں نے اہل عراق سے کہا تھا' کیا تم میں وہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما نہیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے شیطان کے پنجے سے چھڑایا تھا۔ علامہ سیوطی نے فرمایا' حکم نے اسے روایت کی ہے۔

ابن سعد و ابن راہویہ نے اپنی مسند میں حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہ کر انسانوں اور جنوں سے جنگ کی ہے۔ ہم نے پوچھا' آپ نے جن سے کس طرح جنگ کی ہے؟ فرمایا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک منزل میں اترے اور میں نے پانی لانے کے لئے رسی اور ڈول اٹھایا۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا' سنو! کوئی آنے والا تمہارے پاس آئے گا اور وہ تمہیں پانی سے روکے گا۔ چنانچہ میں جب کنویں کے سر پر پہنچا' اچانک کالا شخص نمودار ہوا گویا کہ وہ سخت جنگ آزمودہ تھا اور اس نے کہا' تم اس کنویں سے آج ایک ڈول پانی نہ لے سکو گے۔ پھر میں نے اسے اور اس نے مجھے پکڑ لیا اور میں نے اسے پچھاڑ دیا۔ پھر ایک پتھر لے کر اس کی ناک اور منہ کچلنے لگا۔ اس کے بعد میں نے اپنی مشک بھری اور اسے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' کیا کنویں پر تمہیں کوئی ملا تھا؟ پھر میں نے واقعہ عرض کیا' آپ نے فرمایا' وہ شیطان تھا۔

بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا' ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں بیٹھے تھے کہ ایک شخص آیا جو انتہائی بدصورت تھا اور اس کے کپڑے بھی گندے اور اس سے بدبو آ رہی تھی۔ وہ لوگوں کی گردنوں کو پھلانگتا ہوا آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو بیٹھ گیا اور اس نے پوچھا آپ کو کس نے پیدا کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اللہ تعالیٰ نے۔ اس نے پوچھا آسمان کو کس نے پیدا کیا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اللہ تعالیٰ نے۔ اس نے پوچھا زمین کو کس نے پیدا کیا ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔ اس نے پوچھا اللہ کو کس نے پیدا کیا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سبحان اللہ (اللہ تعالیٰ پیدا ہونے سے پاک ہے) اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی

پیشانی پکڑ لی اور اپنا سر مبارک جھکا لیا۔ پھر وہ شخص اٹھا اور چلا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنا سر مبارک اٹھا کر فرمایا اس شخص کو میرے پاس بلا کے لاؤ تو ہم نے اسے تلاش کیا مگر وہ ایسا غائب ہوا کہ گویا وہ تھا ہی نہیں۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا وہ ابلیس لعین تھا۔ وہ تم کو تمہارے دین میں شک ڈالنے کے لئے آیا تھا۔

حضور ﷺ نے حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ کو چند آیات تحریر کرادیں جنہوں نے شیطان کو جلا ڈالا

بیہقی نے ابو دجانہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی اور یہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں اپنے بستر پر لیٹا ہوا تھا کہ اچانک میں نے چکی چلنے جیسی آواز اور شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی مانند آواز سنی اور میں نے ایک چمک دیکھی جیسے بجلی کوندتی ہے تو میں نے خوفزدہ ہو کر اپنا سر اٹھایا اور دیکھا کہ سیاہ سایہ ہے جو اوپر بلند ہو رہا ہے اور میرے صحن میں دراز ہو رہا ہے تو میں اس کے قریب گیا اور اس کی جلد کو چھوا تو اس کی جلد سیہی کے کانٹے جیسی تھی اور اس نے میرے چہرے پر آگ کے شرارے پھینکے۔ میں نے گمان کیا کہ میں جل گیا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابو دجانہ رضی اللہ عنہ وہ تیرے مکان کا رہنے والا ہے۔ پھر فرمایا میرے پاس کاغذ دوات لاؤ تو میں لایا اور حضور ﷺ نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو دے کر لکھوایا:

"بسم الله الرحمن الرحيم هذا كتاب من رسول رب العالمين الى من طرق الدار من العمار والزوار والصالحين الا طارقا يطرق بخير يا رحمن اما بعد فان لنا ولكم في الحق سعة فان تك عاشقا مولعا او فاجرا مقتحما او راغبا حقا او مبطلا هذا كتاب الله ينطق علينا وعليكم بالحق انا كنا نستنسخ ما كنتم تعملون ورسلنا يكتبون ما كنتم تمكرون اتركوا صاحب كتابي هذا وانطلقوا الى عبدة الاصنام والى من يزعم ان مع الله الها آخر لا اله الا هو كل شيء هالك الا وجهه له الحكم واليه ترجعون تغلبون حم لا تنصرون حم عسق تفرق اعداء الله وبلغت حجة الله ولا حول ولا قوة الا بالله فسيكفيكهم الله وهو السميع العليم۔"

حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں رسول اللہ ﷺ کی اس تحریر کو لے کر اپنے گھر گیا اور اپنے سر کے نیچے اسے رکھ لیا اور رات کو میں سو گیا اور مجھے ایک چیخ نے جگایا وہ کہہ رہا تھا اے ابو دجانہ رضی اللہ عنہ لات وعزیٰ کی قسم ان کلمات نے مجھے جلا ڈالا۔ قسم ہے اس تحریر کے مالک کی جب تم اس تحریر کو مجھ سے اٹھا لو گے تو ہم نہ تمہارے گھروں کو آئیں گے اور نہ تمہارے ہمسایہ کے گھروں میں۔ جب صبح ہوئی تو میں نے نماز فجر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پڑھی اور جو بات جن سے میں نے سنی آپ سے عرض کی۔ آپ نے فرمایا اے ابو دجانہ رضی اللہ عنہ اس قوم سے اسے اٹھا لو کیونکہ قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ وہ قوم نہایت عذاب کی تکلیف میں مبتلا رہے گی۔

بیہقی نے ایک صحابی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ اندھیری رات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ میں جا رہا تھا آپ نے ایک شخص کو "قل یایها الکفرون" پڑھتے سنا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سنو یہ شخص شرک سے برات کا اظہار کر رہا ہے۔ ہم آگے بڑھے تو ایک شخص کو "قل هو الله احد" پڑھتے سنا۔ حضور ﷺ نے فرمایا سنو! یہ شخص بلاشبہ بخش گیا۔ پھر میں نے اپنی سواری کو

روک لیا تا کہ دیکھوں کہ کون پڑھ رہا ہے تو میں نے اپنے دائیں اور بائیں جانب دیکھا مگر مجھے کوئی نظر نہ آیا۔ (گویا یہ قرات جنات کی تھی۔)

حضور ﷺ کا غیب کی خبر دینا

نجاشی (شاہِ حبش) کے انتقال کی خبر دینا

شیخین نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے اسی دن صحابہ کو نجاشی کے فوت ہونے کی خبر دی جس دن نجاشی فوت ہوا اور حضور ﷺ صحابہ کو لے کر جنازہ گاہ تشریف لائے اور ان کی صفیں باندھ کر چار تکبیروں کے ساتھ نماز جنازہ پڑھی۔

شیخین نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آج ایک مرد صالح (نجاشی) فوت ہو گیا ہے اور اصحمہ (نام شاہ حبشہ) کی نماز جنازہ پڑھو۔

بیہقی نے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا نبی کریم ﷺ نے جب حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا تو آپ نے فرمایا' میں نے نجاشی کی طرف سے چند مشک کے نافے اور جوڑے بھیجے ہیں۔ میں اسے نہیں دیکھتا مگر یہ کہ وہ فوت ہو گیا ہے اور میں ان ہدیوں کو نہیں دیکھتا مگر یہ کہ اسے میری طرف واپس کر دیا ہے تو یہ غیبی خبر ایسے ہی واقع ہوئی جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نجاشی فوت ہو گیا اور ہدایہ واپس آ گئے۔

بیہقی نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمانا کہ ''میں نہیں دیکھتا مگر یہ کہ وہ فوت ہو گیا ہے'' واللہ اعلم آپ نے ہدیوں کو اس کی طرف بھیجنے سے پہلے خبر دینے کا ارادہ فرمایا اور اس کے فوت ہونے سے پہلے آپ نے ان کلمات کو صادر فرمایا۔ اس کے بعد جب وہ فوت ہوا تو حضور ﷺ نے اسی دن اس کے فوت ہونے کی خبر دیدی اور اس پر نماز پڑھی تھی۔

جس چیز سے سحر کیا گیا اس کی خبر دینا

ابن سعد و حاکم نے صحیح بتا کر اور بیہقی و ابو نعیم نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ مدینہ طیبہ کا رہنے والا ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا کرتا تھا۔ لوگ اس کے پاس امانت رکھا کرتے تھے۔ اس نے حضور ﷺ کے لئے ایک گنڈا بنایا اور اسے کنویں میں ڈال دیا۔ اس بنا پر نبی کریم ﷺ علیل ہو گئے۔ پھر دو فرشتے آئے۔ انہوں نے حضور ﷺ کی عیادت کرتے ہوئے بتایا کہ فلاں شخص نے آپ کے لئے گنڈا بنا کر فلاں کنویں میں ڈالا ہے اور اس گنڈے کی شدت سے کنویں کا پانی زرد ہو گیا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے کسی کو اس گنڈے کو نکالنے کے لئے بھیجا اور اس نے اسے نکالا اور اس نے پانی کو زرد پایا۔ گنڈے کی جب گرہیں کھولی گئیں تو نبی کریم ﷺ کو نیند آ گئی۔ اس کے بعد اس شخص کو بارگاہ رسالت میں آتے ہوئے دیکھا گیا مگر رسول اللہ ﷺ نے اس سے کچھ نہ فرمایا اور نہ اس پر ناراضگی کا اظہار کیا۔

شیخین نے حضرت عائشہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ پر سحر کیا گیا۔ اس کا اثر اتنا ظاہر ہوا کہ آپ کسی کام کے بارے میں خیال فرماتے کہ کر لیا ہے۔ حالانکہ آپ نے اسے کیا نہ ہوتا اور آپ نے اپنے رب سے دعا کی۔ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ بات بتادی ہے جس کے بارے میں میں نے اس سے پوچھا تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! وہ بات کیا بتائی گئی؟ فرمایا میرے پاس دو فرشتے آئے ایک پائنتی کی جانب دوسرا سرہانے آ کے بیٹھا۔ ایک نے دوسرے سے پوچھا آپ کو کیا تکلیف ہے؟ اس نے کہا ان پر سحر کیا گیا ہے۔ اس نے پوچھا کس نے سحر کیا ہے؟ دوسرے نے کہا لبید بن اعصم نے۔ اس نے پوچھا کس چیز میں کیا ہے؟ اس نے کہا کنگھی سے کنگھی کے بالوں اور کھجور کے غلاف میں۔ اس نے پوچھا وہ کہاں ہے؟ دوسرے نے کہا ذروان کے کنوئیں میں ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ اس کنوئیں پر تشریف لائے اور فرمایا یہی وہ کنواں ہے جسے مجھے دکھایا گیا ہے۔ اس کے درخت شیطان کے سر ہیں۔ اس کا پانی بھیگی ہوئی مہندی کے پانی کی مانند تھا۔ آپ نے نکالنے کا حکم دیا اور اسے نکالا گیا۔

بیہقی نے بطریق کلبی ابوصالح سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ شدید بیمار ہوئے تو آپ کے پاس دو فرشتے آئے۔ ایک آپ کے سرہانے بیٹھا اور دوسرا آپ کے پاس۔ اور ایک نے دوسرے سے کہا تمہیں کیا نظر آتا ہے؟ اس نے کہا سحر کیا گیا ہے۔ پہلے نے پوچھا کس نے سحر کیا ہے؟ دوسرے نے کہا لبید بن اعصم یہودی نے۔ پہلے نے پوچھا وہ سحر کی چیزیں کس جگہ ہیں؟ دوسرے نے کہا آل فلاں کے کنوئیں میں ایک بڑے پتھر کے نیچے دبی ہوئی ہیں لہٰذا وہاں جاؤ اور اس کا پانی نکال کے پتھر اٹھاؤ اور ان چیزوں کو نکال کر اسے جلادو۔ رسول اللہ ﷺ نے جب صبح کی تو آپ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو چند صحابہ کے ساتھ بھیجا اور وہ کنوئیں پر آئے اور انہوں نے دیکھا کہ کنوئیں کا پانی بھیگی ہوئی مہندی کے پانی کی مانند ہے اور انہوں نے اس کا پانی نکالا اور پھر پتھر کو اٹھایا۔ اس کے نیچے سے وہ مورت نکلی جو مدفون تھی اور اسے جلادیا۔ اس وقت غور سے دیکھا تو اس میں چلہ تھا اور اس میں گیارہ گرہیں لگی ہوئی تھیں اور حضور ﷺ پر معوذتین نازل ہوئیں۔ جب بھی آپ اس کی ایک آیت پڑھتے تو ایک گرہ کھل جاتی۔ وہ معوذتین قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس ہیں اور ابن سعد نے بطریق جویبر ضحاک سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی مثل روایت کی۔ اس میں دونوں سورتوں کے نازل ہونے کا ذکر ہے اور جوں جوں آپ اس کی ایک ایک آیت پڑھتے جاتے اس کی گرہیں کھلتی جاتی تھیں۔

ابونعیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا یہود نے رسول اللہ ﷺ کے واسطے کچھ کیا جس کی وجہ سے آپ کو شدید بیماری عارض ہوئی۔ اس وقت جبریل علیہ السلام آپ کے پاس معوذتین لائے اور ان دونوں سورتوں سے آپ نے تعوذ کیا اور اپنے صحابہ کے پاس صحت مند ہو کے تشریف لائے۔

ابن سعد نے عبدالرحمن بن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا اعصم کی بیٹیوں یعنی لبید کی بہنوں نے حضور ﷺ کے لئے سحر کیا اور لبید وہ شخص تھا جو ان جادو کی چیزوں کو لے کر گیا اور کنوئیں کے اندر پتھر کے نیچے اس کو دبایا تھا اور اعصم کی ایک بیٹی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی اور اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی نظر کو کچھ بتایا ہے۔ اس کے بعد وہ اپنی بہنوں کے پاس پہنچی اور ان سے اس کا ذکر کیا۔ ایک نے کہا اگر وہ نبی ہوں گے تو آپ کو معلوم

ہو جائے گا۔ اور اگر نبی نہ ہوئے تو یہ سحر (ان کے دشمنوں کو) دیوانہ کر دے گا اور ان کی عقل جاتی رہے گی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کی اطلاع دے دی۔

ابن سعد نے عمر بن الحکم سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حدیبیہ سے واپسی پر ماہ محرم میں نبی کریم ﷺ پر سحر کیا گیا۔

یاجوج وماجوج کی دیوار فتح ہونے کی خبر دینا

شیخین نے حضرت زینب ام المومنین سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ خواب سے بیدار ہوئے تو روئے تاباں سرخ تھا اور آپ لا الہ الا اللہ کہہ رہے تھے۔ آپ نے فرمایا عرب پر اس شر سے افسوس ہے جو قریب آ گیا ہے۔ آج یاجوج ماجوج کی دیوار میں اتنا بڑا شگاف ہو گیا ہے اور آپ نے حلقہ بنا کر شکل بتائی۔

حضور ﷺ کا دوسروں کے دل کی باتوں سے آگاہ کرنا

حاکم نے صحیح بتا کر اور طبرانی نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ اچانک ایک شخص آپ کے پاس آیا اور اس نے کہا' آپ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا' میں نبی ہوں۔ اس نے کہا' نبی کسے کہتے ہیں؟ فرمایا' اللہ کے رسول کو۔ اس نے کہا' قیامت کب آئے گی؟ آپ نے فرمایا' یہ غیب ہے اور غیب کو اللہ کے سوا (بغیر اطلاع کے) کوئی نہیں جانتا۔ اس نے کہا' اپنی تلوار مجھے دکھایئے تو نبی کریم ﷺ نے تلوار اسے دیدی۔ اس نے تلوار کو دیکھا بھالا پھر آپ کو تلوار واپس کر دی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' سن لے! تو ہرگز اس پر قادر نہ ہو گا جس کا تو ارادہ رکھتا ہے۔ اس نے کہا' بیشک میرا یہی ارادہ تھا۔ (طبرانی نے اتنا زیادہ کیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' یہ شخص آیا اور اس نے اپنے دل میں ارادہ کیا کہ جا کر سوالات کروں گا۔ پھر تلوار لے کر آپ کو قتل کر دوں گا۔ پھر اس نے تلوار نیام میں کر لی۔)

ابن ابی شیبہ' ابویعلیٰ' بزار اور بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے صحابہ نے ایک شخص کا ذکر کیا اور انہوں نے اس کی جہاد میں قوت اور اس کی عبادت میں ریاضت کا ذکر کیا۔ اچانک وہی شخص سامنے آیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' اس کے چہرے میں شیطان کا سیاہ دھبہ دیکھ رہا ہوں۔ جب وہ قریب آیا تو سلام کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کیا تم نے اپنے دل میں یہ سوچا تھا کہ مسلمانوں میں مجھ سے بہتر کوئی شخص نہیں ہے؟ اس نے کہا' ہاں میں نے سوچا تھا۔ پھر وہ چلا گیا اور وہ مسجد میں خط کھینچ کر نماز پڑھنے کھڑا ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کون اٹھتا ہے کہ اسے جا کر قتل کر دے۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور وہ گئے۔ انہوں نے اسے نماز پڑھتے دیکھا تو واپس آ گئے اور عرض کیا' میں نے اسے نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ میں نے نماز کی حالت میں قتل کرنے سے خوف کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تم میں سے کون اس کی طرف جاتا ہے تا کہ اسے وہ قتل کر دے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اٹھے اور انہوں نے بھی ایسا ہی کیا جیسا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے پھر فرمایا' کون اس کی طرف جاتا ہے کہ اسے قتل کر دے تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' میں حاضر ہوں۔ فرمایا' جاؤ اگر تم

اسے پاس گئے تو وہ گئے۔ دیکھا کہ وہ جا چکا تھا۔ وہ آگئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ شخص میری امت میں سے پہلا سینگ تھا۔ اگر تم اسے قتل کر دیتے تو میری امت میں اس کے بعد دو آدمیوں کا اختلاف نہ ہوتا۔

حضور ﷺ نے وابصہ رضی اللہ عنہ اسدی کے دل کی بات بتا دی

امام احمد بزاز ابویعلیٰ بیہقی اور ابونعیم نے وابصہ رضی اللہ عنہ اسدی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا' میں نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں اس لئے آیا کہ ہر نیکی اور بدی کے بارے میں پوچھوں مگر میرے پوچھنے سے قبل حضور ﷺ نے فرمایا اے وابصہ رضی اللہ عنہ! کیا میں تمہیں بتا دوں جو تم مجھ سے پوچھنا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کیا' یارسول اللہ ﷺ مجھے بتائیے۔ فرمایا تم مجھ سے نیکی اور بدی کے بارے میں پوچھنے آئے ہو؟ میں نے عرض کیا' قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ آپ نے بالکل صحیح فرمایا۔ فرمایا نیکی وہ عمل ہے جس سے انشراح صدر تمہیں حاصل ہو اور بدی وہ ہے جس سے تمہارے دل میں انقباض ہو۔ اگرچہ لوگوں نے تم سے اس کے کرنے کو کہا ہو۔

بیہقی وابونعیم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کے دربار میں حاضر تھا کہ دو شخص آئے۔ ایک انصاری تھا اور دوسرا ثقفی اور وہ دونوں کچھ پوچھنا چاہتے تھے۔ حضور ﷺ نے ثقفی سے فرمایا تم اپنی حاجت کو پوچھو۔ اگر تم چاہو تو میں بتا دوں جو تم پوچھنا چاہتے ہو؟ ثقفی نے عرض کیا' یارسول اللہ ﷺ! آپ ہی بتائیے کیونکہ بے پوچھے آپ کا ارشاد فرمانا مجھے زیادہ محبوب ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا' تم اس لئے آئے ہو کہ تم رات میں اپنی نماز اپنے رکوع' اپنے سجود' اپنے روزے اور اپنے غسل جنابت کے بارے میں پوچھو۔ اس نے عرض کیا' قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا۔ یہی مسائل تھے جن کے بارے میں میں آپ سے پوچھنا چاہتا تھا۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے انصاری سے فرمایا' تم پوچھو اور اگر تم چاہو تو جو پوچھنا چاہتے ہو میں بتا دوں؟ اس نے عرض کیا' یارسول اللہ میرے لئے یہ صورت تو اور بھی محبوب ہوگی۔ فرمایا' تم اس لئے آئے ہو کہ تم پوچھو کہ اپنے گھر سے بیت اللہ شریف حاضر ہونے کے ارادے سے نکلنے سے کیا اجر ہے؟ اور تم پوچھنا چاہتے ہو کہ عرفات میں ٹھہرنے' اپنا سر منڈانے اور خانہ کعبہ کا طواف کرنے اور رمی جمار کرنے میں میرے لئے کیا ثواب ہے؟ اس نے کہا' قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا۔ یہی وہ مسائل تھے جن کے بارے میں آپ سے دریافت کرنا چاہتا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی اس کی مانند مروی ہے جو پہلے حجۃ الوداع کے باب میں گزر چکا ہے اور عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بھی مروی ہے اسے ابونعیم نے روایت کیا۔

کیا میں تم کو بتا دوں کہ تم کیا پوچھنے آئے ہو؟

بیہقی نے عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا' اہل کتاب کے کچھ لوگ اپنی کتابیں اٹھائے آئے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت مانگی تو میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا' نہ انہیں مجھ سے کچھ حاصل اور نہ مجھے ان سے کچھ حاصل۔ وہ ایسی باتیں مجھ سے پوچھنا چاہتے ہیں جن کو میں از خود

نہیں جانتا۔ میں تو بندہ ہوں۔ اتنا ہی جانتا ہوں جتنا میرے رب نے مجھے بتایا۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے وضو کیا اور مسجد میں تشریف لا کر دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر رخ انور پھیر کر مجھ سے فرمایا اور میں نے روئے تاباں پر خوشی و سرور کے آثار دیکھے۔ انہیں آنے کی اجازت دے دو تو وہ لوگ آئے۔ آپ نے فرمایا' اگر تم چاہو تو میں تمہیں بتا دوں جو تم مجھ سے پوچھنا چاہتے ہو؟ قبل اس کے کہ تم بولو۔ انہوں نے کہا' ضرور ہمیں بتایئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا' تم مجھ سے حضرت ذوالقرنین کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہو۔ ان کا ابتدائی واقعہ یہ ہے کہ وہ فرزندان روم میں سے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں حکومت عطا فرمائی اور انہوں نے سیر کی۔ یہاں تک کہ وہ ارض مصر کے ساحل پر آئے اور انہوں نے ایک شہر بسایا۔ اس کا نام اسکندریہ رکھا۔ جب وہ اس کی تعمیر سے فارغ ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس فرشتہ بھیجا اور وہ انہیں لے کر زمین آسمان کے درمیان چڑھا۔ پھر ان سے کہا' اپنے نیچے دیکھو۔ انہوں نے دو شہر دیکھے۔ پھر وہ فرشتہ انہیں لے کر اور اوپر چڑھا اور کہا' آپ اپنے نیچے دیکھئے۔ انہوں نے کہا' میں اپنے نیچے کچھ نہیں دیکھتا ہوں۔ فرشتہ نے کہا' وہ دونوں شہر جسے آپ نے دیکھا' وہ بحر مستدیر ہے اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ایک خاص راستہ مقرر کیا ہے' جس پر تم چلو گے۔ جاہل کو تم سکھاؤ گے اور عالم کو برقرار رکھو گے۔ حضور ﷺ نے فرمایا' پھر فرشتہ نے انہیں اتارا اور انہوں نے دو پہاڑوں کے درمیان دیوار بنائی۔ وہ پہاڑ اتنے چکنے تھے کہ کوئی چیز ان پر نہ ٹھہرتی تھی۔ جب وہ اس سے فارغ ہوئے تو انہوں نے روئے زمین کی سیر کی اور وہ ایسے لوگوں پر آئے جن کے چہرے کتوں کے چہروں کی مانند ہے۔ جب ان سے آگے بڑھے تو ایک اور قوم ملی' پھر آگے بڑھے تو ایسی قوم ملی جو سانپوں کی مانند تھی اور ان میں سے ایک سانپ بڑے پتھر کو نگل جاتا ہے۔ اس کے بعد وہ غرانیق پر آئے۔ اہل کتاب نے یہ حال سن کر کہا' ہم اپنی کتابوں میں اسی طرح پاتے ہیں۔

ایک بوڑھے کی فریاد پر حضور ﷺ کی اشکباری

بیہقی نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا' میرا باپ چاہتا ہے کہ میرا مال لے لے۔ آپ نے اس کے باپ کو بلایا۔ اسی لمحہ جبریل آئے اور کہا کہ اس بوڑھے نے اپنے دل میں کچھ کہا ہے جسے اس کے کانوں نے نہیں سنا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس بوڑھے سے فرمایا' کیا تم نے اپنے دل میں کچھ کہا ہے جسے تمہارے کانوں نے نہیں سنا ہے؟ اس نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ یقین و بصیرت کو ہمیشہ زیادہ فرمائے' یقیناً میں نے کہا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا' سناؤ تو اس نے یہ اشعار سنائے۔

غذو تك مولود اومنتك يا فعاد — تعل بما اجنى عليك وتنهل

اذا ليلته ضافتك بالسقم لم ابت — ولسقمك الاساهرا اتململ

یعنی اے بچے! میں نے کتنی آرزو اور تمنا کے ساتھ تیرے ساتھ رات سے صبح کی ہے۔ جب بیماری کی وجہ سے تجھ پر رات تنگ ہو جاتی تو میں نہ سوتا اور بے چینی کے ساتھ جاگتا رہتا تھا۔

تخاف الردى نفسي عليك وانها — لتعلم ان الموت حتم موكل

کانی انا المطروق دونک بالذی	طرقت بہ دونی فعینای تھمل

یعنی میرا دل تیرے مرنے سے لرزتا تھا باوجود یہ کہ جانتا تھا موت یقینی اور مقرر ہے جو بیماری تجھ پر آتی گویا وہ مجھ پر آتی تھی۔ تیری بیماری سے میری آنکھیں آنسو بہاتی تھیں۔

فلما بلغت السن والغایتہ التی	الیک مدی ماکنت فیک اومل
جعلت جزائی غلظة وفظاظة	کانک انت المنعم المتفضل

جب تو سن بلوغ اور حد کو پہنچا جس کا میں تیرے بارے میں تمنائیں کرتا تھا تو تو نے میرا بدلہ سختی اور بدخلقی سے دیا۔ گویا کہ تو ہی نعمت دینے والا اور مجھ پر بخشش کرنے والا ہے۔

فلیتک اذلم ترع حق ابوتی	کما یفعل الجار والمجاور تفعل

جب تو میرے والد ہونے کے حق کی پاسداری نہیں کرتا تو ایسا ہی کر جیسے ہمسایہ ہمسایہ کے ساتھ کرتا ہے۔ اس بوڑھے کی یہ باتیں سن کر رسول اللہ ﷺ رونے لگے اور اس کے بیٹے کا گریبان پکڑ کر فرمایا "اَنْتَ وَمَالُكَ لِاَبِيْكَ" "تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے۔

بیہقی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا پیام نکاح آیا تو میری کنیز نے مجھ سے کہا' کیا آپ کو معلوم نہیں کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا پیام نکاح آیا ہے؟ آپ کو کیا چیز مانع ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اس غرض سے حاضر ہوں تو میں آپ ﷺ کے حضور میں آیا۔ حال یہ کہ رسول اللہ ﷺ کی جلالت وہیبت مجھ پر طاری تھی۔ جب میں رسول اللہ ﷺ کے روبرو بیٹھ گیا تو خاموش رہا۔ خدا کی قسم مجھ میں بات کرنے کی قدرت نہ تھی۔ میرا یہ حال ملاحظہ فرما کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم کس لئے آئے ہو؟ مگر میں خاموش رہا۔ آپ نے فرمایا' کیا تم فاطمہ رضی اللہ عنہا کا پیام نکاح دینے آئے ہو؟ میں نے عرض کیا' ہاں۔

بیہقی نے ابوسعید خدری سے روایت کی۔ انہوں نے کہا' ہمیں بھوک کی تکلیف ایسی پہنچی کہ اس کی مانند کبھی نہ پہنچی تھی۔ مجھ سے میری بہن نے کہا' تم رسول اللہ ﷺ کے حضور جاؤ اور آپ سے عرض کرو تو میں آیا۔ آپ اس وقت خطبہ دے رہے تھے۔ آپ نے فرمایا' جو پارسائی چاہے گا' اللہ تعالیٰ اسے پارسائی دے گا اور جو غنا چاہے گا' اللہ تعالیٰ اسے غنا دے گا۔ اس وقت میں نے اپنے دل میں کہا' خدا کی قسم! ضرور یہ بات میرے دل کی حالت کو ملاحظہ کر کے مجھ سے ہی فرمائی گئی ہے۔ اب میں کچھ عرض نہ کروں گا اور میں اپنی بہن کے پاس واپس چلا گیا اور میں نے ان سے واقعہ بیان کیا۔ بہن نے کہا' تم نے بہت اچھا کیا۔ جب دوسرا دن آیا تو میں نے خدا کی قسم قلعہ کے نیچے اپنے آپ کو سخت مشقت میں ڈالا۔ جب یہود سے چند درہم مجھے ملے تو میں نے اس سے کھانا خریدا اور ہم نے اسے کھایا۔ پھر دنیا اتنی آئی کہ انصار کا کوئی گھر ہم سے مال میں زیادہ نہ تھا۔

ابن سعد نے اسی روایت کو اس طرح نقل کیا ہے کہ اس وقت میں نے دل میں کہا' حضور ﷺ نے یہ بات خاص میرے لئے ہی فرمائی ہے۔ ایک روایت میں اس طرح ہے کہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھ پر رزق کی اتنی فراوانی فرمائی کہ میں اس کا گمان بھی نہ

کرسکتا تھا۔

حضور ﷺ کا منافقوں کی بابت خبر دینا

بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! بلاشبہ تم لوگوں میں منافقین موجود ہیں تو میں جس کا نام لوں وہ اٹھ جائے۔ او فلاں اٹھ جاؤ' او فلاں اٹھ جاؤ۔ اس طرح چھتیس منافقوں کے نام لئے۔

ابن سعد نے ثابت البنانی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ منافقین مجتمع ہوئے اور انہوں نے آپس میں گفتگو کی۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تم میں سے کچھ لوگ مجتمع ہوئے اور انہوں نے ایسا ایسا کیا' لہٰذا تم لوگ اٹھ جاؤ اور اللہ سے استغفار کرو۔ میں بھی تمہارے لئے استغفار کروں گا مگر کوئی نہ اٹھا۔ پھر حضور ﷺ نے اس طرح تین مرتبہ فرمایا۔ پھر آپ نے فرمایا' تم لوگ خود اٹھ جاؤ اور اللہ سے استغفار کرو ورنہ میں تمہارے نام لے کر پکاروں گا۔ بالآخر آپ نے فرمایا ''قم یا فلاں'' او فلاں اٹھ جا اور وہ تمام کے تمام ذلیل وخوار ہو کر اٹھے۔

امام احمد و حاکم نے صحیح بتا کر اور بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے حجرے کے سایہ میں تشریف فرما تھے اور آپ کے گرد بہت سے صحابہ موجود تھے۔ قریب تھا کہ حجرے کا سایہ ختم ہو جائے' حضور ﷺ نے فرمایا' تمہارے پاس ایک شخص آئے گا جو تمہاری طرف شیطانی آنکھ سے دیکھے گا تو تم اس سے بات نہ کرنا۔ اتنے میں ایک شخص آیا جو بھینگی آنکھ کا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تم اور فلاں فلاں آدمی مجھے برا کیوں کہتے تھے؟ اور وہ شخص ان کی طرف چلا گیا اور انہیں بلا کر لایا اور ان سب نے قسمیں اٹھائیں اور معذرت خواہی کی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ ''یَوْمَ یَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِیْعًا فَیَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا یَحْلِفُوْنَ لَكُمْ الآیہ '' (المجادلہ ۱۸)

بیہقی نے فرمایا' حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے خبر دی کہ فلاں مر گیا ہے۔ آپ نے فرمایا' وہ مرا نہیں ہے۔ اس نے دوبارہ کہا اور کہا کہ فلاں مر گیا ہے؟ آپ نے فرمایا' وہ مرا نہیں ہے۔ اس نے سہ بارہ یہی کہا۔ آپ نے فرمایا۔ فلاں نے چوڑے پیکان سے اپنے آپ کو ذبح کیا ہے اور حضور ﷺ نے اس کی نماز جنازہ نہ پڑھائی۔

حضور ﷺ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کی خبر دی!

بیہقی اور ابو نعیم نے جبیر بن نفیر سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بت پوجا کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ اور محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ دونوں ان کے گھر کے اندر آئے اور ان کے بت کو توڑ ڈالا۔ جب ابوالدرداء رضی اللہ عنہ گھر واپس آئے اور بت کو ٹوٹا ہوا دیکھا تو کہا' تجھ پر افسوس ہے کہ تو اپنا بچاؤ بھی نہ کیا۔ اس کے بعد وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے۔ ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے جب انہیں سامنے سے آتے دیکھا تو عرض کرنے لگے' وہ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ آرہے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ وہ ہمیں ڈھونڈنے

آ رہے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' نہیں بلکہ وہ مسلمان ہونے آ رہے ہیں کیونکہ میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ مسلمان ہو جائیں گے۔

بادل کو ملاحظہ فرما کر خبر دینا کہ یہ یمن میں برسے گا اور دوسری خبریں

بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ فرمایا کہ ہم نے ایک بدلی دیکھی اور رسول اللہ ﷺ باہر ہمارے پاس تشریف لائے۔ آپ نے فرمایا' یہ بدلی کا موکل فرشتہ ابھی میرے پاس آیا اور اس نے مجھے سلام کر کے بتایا کہ اس بدلی کو یمن کی اس وادی کی طرف لے جا رہا ہوں جس کا نام صریح ہے۔ اس کے بعد ہمارے پاس ایک سوار آیا۔ اس نے اس سے اس بدلی کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ وہ بدلی اسی دن برسی تھی۔ بیہقی نے فرمایا اس حدیث کی شاہد وہ مرسل روایت ہے جو بکر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ابر کے فرشتہ کی خبر دی کہ یہ فرشتہ فلاں شہر سے آ رہا ہے اور فلاں دن ان پر بارش ہوئی ہے اور آپ نے پوچھا' ہمارے شہر میں کب بارش ہوگی؟ اس نے کہا' فلاں دن ہوگی۔ اس وقت کچھ منافقین موجود تھے۔ انہوں نے اس دن کو یاد رکھا کہ اس بات کی تصدیق کریں اور انہوں نے اس کی تصدیق کی اور وہ ایمان لائے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اس کا ذکر کیا آپ نے ان کو دعا دی کہ "زَادَکُمُ اللّٰہُ اِیْمَانًا"

ابن سعد وحاکم نے صحیح بتا کر اور بیہقی نے ابوشہم سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے مدینہ منورہ کے ایک کوچے میں باندی کو دیکھا۔ میں نے اپنا ہاتھ بڑھا کر عرض کیا' یا رسول اللہ میری بیعت لیجئے۔ آپ نے فرمایا' کیا تو وہ شخص نہیں ہے جس نے کل باندی کو کھینچا تھا؟ میں نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ میری بیعت قبول کیجئے۔ میں آئندہ کبھی ایسی حرکت نہ کروں گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا' اچھا میں بیعت قبول کرتا ہوں۔

بیہقی نے ایک انصاری سے روایت کی۔ اس نے کہا کہ ایک عورت نے نبی کریم ﷺ کے کھانے کی دعوت کی۔ جب کھانا رکھا گیا تو نبی کریم ﷺ نے لقمہ لے کر منہ میں اسے چبایا تو فرمایا' میں اس گوشت کو اس بکری کا پاتا ہوں جسے ناحق پکڑ لیا تھا۔ اس عورت سے پوچھا گیا' اس نے کہا کہ اس کی ہمسایہ نے اس گوشت کو اپنے شوہر کی اجازت لئے بغیر بھیجا تھا۔

نسائی وحاکم نے صحیح بتا کر حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ ایک عورت کے گھر کی طرف سے گزرے۔ اس نے ان کے لئے بکری ذبح کی اور اس کا کھانا پکایا۔ جب واپسی میں اس گھر سے گزرے تو عورت نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ! میں نے آپ سب کے لئے کھانا تیار کیا ہے۔ تشریف لا کر تناول فرمائیں تو حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ اندر تشریف لائے۔ آپ نے لقمہ لے کر چبایا تو وہ چبا نہیں۔ آپ نے فرمایا' اس بکری کو بغیر اس کے مالک کی اجازت کے ذبح کیا گیا ہے۔ اس پر اس عورت نے عرض کیا یا نبی اللہ! ہم لوگ نہ آل معاذ سے تکلف کرتے ہیں اور نہ وہ ہم سے تکلف کرتے ہیں' خواہ ہم ان کی چیز لے لیں یا وہ ہماری چیز لے لیں۔

حاکم نے صحیح بتا کر حارث بن حاطب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک آدمی نے چوری کی۔ اسے

آپ کے پاس لایا گیا۔ آپ نے فرمایا' اسے قتل کر دو۔ لوگوں نے عرض کیا' اس نے صرف چوری کی ہے۔ آپ نے فرمایا' اس کا ہاتھ قطع کر دو۔ اس نے پھر دوبارہ چوری کی اور اس کا ہاتھ کاٹا گیا۔ اس کے بعد پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں چوری کی اور اس کا ہاتھ کاٹا گیا۔ پھر چوری کی یہاں تک کہ اس کے چاروں ہاتھ پاؤں کاٹے گئے۔ اس نے پانچویں مرتبہ پھر چوری کی۔ اس وقت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس چور کی حالت زیادہ جانتے تھے' اسی بنا پر آپ نے پہلے اسے قتل کا حکم دیا تھا۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا' اسے لے جاؤ اور قتل کر دو تو لوگوں نے اسے قتل کر دیا۔

بیہقی نے ابوالبختری سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ایک عورت تھی جس کی زبان میں تیزی تھی۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی۔ جب رات ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے کھانے کی طرف مدعو کیا اور اس نے کہا' میں آج روزہ دار تھی۔ آپ نے فرمایا تو نے روزہ نہیں رکھا (فاقہ کیا ہے) جب دوسرا دن ہوا تو اس نے قدرے اپنی زبان کی حفاظت کی۔ جب شام ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کھانے کی طرف مدعو کیا۔ اس نے عرض کیا میں آج بھی روزے دار تھی۔ فرمایا تو جھوٹ کہتی ہے۔ پھر جب تیسرا دن ہوا تو اس نے اپنی زبان کی پوری نگہداشت کی اور اس سے غیبت کی کوئی بات صادر نہ ہوئی۔ جب شام ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کھانے کی طرف بلایا۔ اس نے عرض کیا' میں آج بھی روزہ دار تھی۔ آپ نے فرمایا' آج تو نے روزہ رکھا ہے۔ یہ حدیث مرسل ہے۔

طیالسی و بیہقی نے شعب میں اور ابن ابی الدنیا نے ''ذم الغیبت'' میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو ایک دن روزہ رکھنے کا حکم دیا اور فرمایا جب تک میں اجازت نہ دوں' روزہ افطار نہ کریں تو لوگوں نے روزہ رکھا۔ جب شام ہوئی تو ایک شخص آیا اور اس نے عرض کیا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے یہ دن روزے سے گزارا ہے تو کیا مجھے اجازت ہے کہ میں افطار کروں تو آپ نے اسے اجازت دیدی۔ اسی طرح لوگ حاضر ہوتے رہے اور آپ اجازت دیتے رہے۔ یہاں تک کہ ایک شخص آیا اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کے اہل خانہ میں سے دو عورتوں نے روزہ رکھا ہے اور وہ دونوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور آنے سے حیا کرتی ہیں۔ آپ ان کو افطار کی اجازت مرحمت فرما دیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے اعراض فرمایا۔ پھر اس نے عرض کیا' آپ نے پھر اعراض فرمایا۔ اس نے پھر عرض کیا' آپ نے فرمایا ان دونوں نے روزہ نہیں رکھا۔ وہ کیسے روزہ دار ہو سکتا ہے جس نے لوگوں کا گوشت کھایا۔ جاؤ ان دونوں سے کہہ دو' اگر تم روزے دار تھیں تو تمہیں قے کر دینا چاہئے تو وہ شخص ان دونوں کے پاس پہنچا اور ان کو بتایا اور ان دونوں نے قے کی تو ہر ایک کے پیٹ سے خون کا لوتھڑا برآمد ہوا۔ وہ شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے واقعہ عرض کیا۔ آپ نے فرمایا' قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ اگر وہ لوتھڑے ان کے پیٹوں میں رہتے تو ان دونوں کو ضرور آگ کھاتی۔

امام احمد و ابو یعلی اور بیہقی نے الشعب میں اور ابن ابی الدنیا نے ذم الغیبت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام عبید سے روایت کی کہ دو عورتوں نے روزہ رکھا اور ایک شخص نے آ کر عرض کیا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس جگہ دو عورتیں روزہ دار ہیں اور ان دونوں کی حالت ایسی ہے کہ قریب ہے کہ پیاس سے مر جائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' ان کو بلا لاؤ تو وہ آئیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بڑا برتن دے کر ایک عورت سے فرمایا' اس میں قے کر دے تو اس نے قے کر دی اور اس نے خون کچے لہو' پیپ اور گوشت کی قے کی۔

یہاں تک کہ آدھا برتن بھر گیا۔ پھر دوسری عورت سے فرمایا کہ اس میں قے کردے تو اس نے کچے لہو خون پیپ اور تازہ گوشت کی قے کی۔ یہاں تک کہ وہ برتن بھر گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم دونوں نے خدا کے حلال کیے ہوئے رزق کو کھا کر روزہ رکھا اور اپنے روزوں کو خدا کی حرام کی ہوئی چیزوں سے افطار کیا کیونکہ تم دونوں ایک دوسرے کے پاس بیٹھ کر لوگوں کا گوشت کھاتی رہیں یعنی غیبت کرتی رہیں۔

ابن ابی الدنیا نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھی ہوئی تھی کہ ایک گزرنے والی عورت کی نسبت میں نے کہا کہ یہ عورت لانبے دامنوں والی ہے۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا تھوکو تھوکو۔ تو میں نے گوشت کا لوتھڑا تھوکا۔

حاکم نے صحیح بتا کر زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ میں تشریف فرما تھے۔ اچانک آپ اٹھے اور اندر تشریف لے گئے۔ اس وقت بطور ہدیہ کچھ گوشت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا تھا۔ لوگوں نے کہا' اے زید رضی اللہ عنہ کاش تم حضور ﷺ کی خدمت میں جا کر آپ سے عرض کرتے کہ اس گوشت میں سے کچھ حصہ ہمیں بھی عنایت فرمائیں۔ چنانچہ میں نے حضور ﷺ سے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا اے زید رضی اللہ عنہ تم ان کے پاس جاؤ۔ انہوں نے تمہارے آنے کے بعد گوشت کھایا ہے۔ تو میں نے جا کر انہیں بتایا۔ انہوں نے کہا ہم نے تو گوشت نہیں کھایا ہے۔ ضرور کوئی اہم بات ہے تو وہ لوگ حضور ﷺ کے پاس آئے۔ آپ نے فرمایا' گویا تمہارے دانتوں میں زید رضی اللہ عنہ کے گوشت کی سبزی دیکھ رہا ہوں۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ٹھیک ہے۔ آپ ہمارے لئے استغفار کیجئے تو حضور ﷺ نے ان کے لئے استغفار فرمایا۔

الضیاء مقدسی نے المختارہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا' عرب میں دستور تھا کہ سفر میں ایک دوسرے کی خدمت کیا کرتے تھے اور ایک شخص تھا جو حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما دونوں کی خدمت کیا کرتا تھا۔ یہ دونوں بزرگ سو کر بیدار ہوئے تو دیکھا کہ ان دونوں کے لئے اس شخص نے کھانا تیار نہیں کیا ہے۔ اس پر ان دونوں بزرگوں نے کہا' وہ بہت سونے والا شخص ہے۔ پھر انہوں نے اسے جگایا اور کہا کہ تم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جاؤ اور آپ سے عرض کرو کہ ابوبکر و عمر سلام عرض کرتے ہیں اور سالن مانگتے ہیں۔ اس پر حضور ﷺ نے اس سے فرمایا' ان دونوں نے سالن کھالیا ہے۔ پھر وہ دونوں آئے اور عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ ! ہم نے کون سا سالن کھایا ہے؟ تم دونوں نے اپنے بھائی کا گوشت کھایا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ یقیناً میں اس کا گوشت تمہارے دانتوں میں دیکھ رہا ہوں۔ پھر ان دونوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ! ہمارے لئے استغفار کیجئے۔ فرمایا جاؤ' اس شخص سے کہو کہ وہ تمہارے لئے استغفار کرے۔

بیہقی و ابونعیم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میرے پاس ہدیہ میں گوشت کا پرچہ آیا۔ میں نے خادم سے کہا' اسے رسول اللہ ﷺ کے لئے رکھ چھوڑو۔ اسی اثناء میں ایک سائل آیا اور اس نے دروازے پر کھڑے ہو کر آواز لگائی۔ "تَصَدَّقُوْا بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكُمْ" صدقہ دو اللہ تعالیٰ تمہارے رزق میں برکت دے۔ ہم نے اسے جواب دیا۔ "بَارَكَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْكَ" اللہ تعالیٰ تم پر برکت دے اور وہ سائل چلا گیا۔ پھر نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو میں نے خادم سے کہا' اس گوشت کو پیش کر

دو اور وہ اسے لایا۔ دیکھا تو وہ سفید پتھر بن گیا تھا۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا' کیا آج تمہارے پاس کوئی سائل آیا تھا جسے تم نے واپس کر دیا تھا؟

میں نے عرض کیا ہاں۔ فرمایا یہ گوشت اسی بنا پر پتھر ہو گیا ہے۔ اس کے بعد وہ پتھر ان کے گھر کے ایک گوشے میں پڑا رہا اور وہ اس پر کوٹتی اور پیستی رہیں یہاں تک کہ ان کی رحلت ہو گئی۔

طبرانی نے بسند صحیح حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ میں تھے۔ لوگوں کو سخت مشقت و تکلیف پہنچی۔ یہاں تک کہ میں نے مسلمانوں کے چہروں پر غم واندوہ اور منافقوں کے چہروں پر خوشی و مسرت دیکھی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کا یہ حال دیکھا تو فرمایا' خدا کی قسم! آفتاب غروب نہ ہوگا کہ تمہارے پاس اللہ تعالیٰ رزق بھیج دے گا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یقین کر لیا کہ اللہ اور اس کے رسول کی بات ضرور صادق ہوگی۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے چودہ اونٹوں پر لدا ہوا غلہ خریدا اور نو اونٹ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیج دیئے۔ یہ دیکھ کر مسلمانوں کے چہروں پر خوشی و مسرت کی لہر دوڑ گئی اور منافقوں کے چہروں پر غم واندوہ کے بادل چھا گئے اور میں نے دیکھا کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے دستِ اقدس اٹھائے۔ یہاں تک کہ آپ کے بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے ایسی دعا مانگی کہ اس سے پہلے کسی کے لئے ایسی دعا میں نے نہیں سنی۔

ابو نعیم نے حضرت مسعود بن ضحاک لخمی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے ان کا نام مطاع رکھا اور ان سے فرمایا تم اپنی قوم میں مطاع یعنی مخدوم ہو اور ان سے فرمایا تم رفقاء میں جاؤ اور جو تمہارے جھنڈے تلے آئے گا' وہ محفوظ ہوگا تو وہ ان کی طرف گئے اور ان سب نے ان کی اطاعت کی اور ان کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے۔ ان لوگوں نے عرض کیا' ہمارے لئے جرش پر دعا کیجئے۔ حضور ﷺ نے ان کے لیے فرمایا' جرش الاجراش کی کثرت ہوگی اور لوگ کم ہوں گے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ نے ان کے لئے کثرت کی دعا فرمائی ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا' میرے پاس جبرئیل آئے اور مجھے خبر دی کہ مسعود رضی اللہ عنہ صبح کے وقت حالتِ شرک میں مجھ سے جنگ کرے گا اور شام کو مومن بن کر میری خدمت میں آئے گا چنانچہ جب آفتاب ڈھل گیا تو مسعود مومن بن کر بارگاہِ رسالت ﷺ میں آئے اور وہ ایسے مطاع تھے کہ جب قبائل کے درمیان جنگ ہوتی تو وہ جھنڈا تھام کر آتے اور ان کے درمیان صلح کرا دیتے تھے۔

ابن سعد عبدالرحمن جہنی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ اچانک دو سوار آئے۔ جب حضور ﷺ نے ان کو آتے دیکھا تو فرمایا' یہ دونوں بنی کندہ اور مذحج ہیں۔ یہاں تک کہ جب وہ آئے تو وہ دونوں بنی کندہ اور مذحج کے تھے اور ان دونوں نے آپ کی بیعت کی۔

ابن عساکر نے بطریق ابی عاصم روایت کی۔ کہا کہ مجھ سے عثمان بن عفان کے ایک غلام نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان کے پاس کوئی چیز ہدیتاً بھیجی اور وہ قاصد کچھ دیر ٹھہرا رہا۔ پھر وہ قاصد آیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا' تم کس لئے ٹھہرے رہے؟ پھر فرمایا' اگر تم چاہو تو میں تمہیں بتاؤں کہ کس بنا پر تم ٹھہرے رہے؟ فرمایا تم ایک نظر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر

ڈالتے تھے اور ایک نظر حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا پر اور یہ دیکھتے تھے کہ ان میں سے کون زیادہ حسین ہے۔ اس نے کہا آپ نے سچ فرمایا۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ اسی بات نے مجھے ٹھہرائے رکھا تھا۔

ابن عساکر نے بطریق زبیر بن بکار روایت کی کہ مجھ سے محمد بن سلام نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھ سے حضرت عثمان بن عفان کے غلام ابوالمقدام نے حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کے ہاتھ بکری کے پائے حضرت عثمان بن عفان کے یہاں بھیجے۔ وہ آدمی کچھ دیر ٹھہرا رہا۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا اگر تم چاہو تو میں بتادوں کہ کس لئے تم وہاں ٹھہرے رہے۔ اس نے کہا' یارسول اللہ ﷺ ضرور بتائیے۔ آپ نے فرمایا تم حضرت عثمان اور حضرت رقیہ کو دیکھ کر ان کے حسن پر تعجب کر رہے تھے۔

حاکم نے صحیح بتا کر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تمہارے پاس اہل جنت کا ایک شخص آ رہا ہے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور سلام کر کے بیٹھ گئے۔

امام احمد نے حضرت عمر بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' اس دروازے سے جو سب سے پہلے داخل ہوگا' وہ شخص اہل جنت میں سے ہے۔ چنانچہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ داخل ہوئے۔

ابویعلیٰ' ابن عدی' بیہقی اور ابن عساکر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ حضور ﷺ نے فرمایا' اس دروازے سے جو تمہارے پاس آئے گا' وہ اہل جنت میں سے ہے تو وہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ تھے جو داخل ہوئے۔

بزار نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' اہل جنت میں سے ایک شخص تمہارے پاس آئے گا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ داخل ہوئے اور حضور ﷺ نے تین دن تک یہی فرمایا اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ ہی داخل ہوتے رہے۔

خلفائے راشدین کی آمد سے قبل ان کو جنتی فرمانا

امام احمد بزار اور طبرانی نے اوسط میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ سے ملاقات کرنے تشریف لے گئے اور آپ نے ان کے یہاں تشریف رکھی اور ہم بھی حضور ﷺ کے ساتھ بیٹھ گئے۔ آپ نے فرمایا' اب تمہارے پاس اہل جنت میں سے آئے گا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے۔ پھر فرمایا تمہارے پاس اہل جنت میں سے آئے گا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے۔ پھر فرمایا تمہارے پاس اہل جنت میں سے آئے گا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے۔ پھر فرمایا تمہارے پاس اہل جنت میں سے آئے گا۔ اے خدا اگر تو چاہے تو وہ علی رضی اللہ عنہ ہوں گے۔ تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ آئے۔

طبرانی نے ابورافع کی زوجہ سلمیٰ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا میں رسول اللہ کے پاس حاضر تھی۔ آپ نے فرمایا تمہارے پاس اہل جنت میں سے ایک شخص آئے گا تو میں نے آنے کی آہٹ سنی تو حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم تھے۔

ابن سعد نے عبدالرحمن بن سابط سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی کلب کی ایک عورت کو نکاح کا پیغام

دیا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو دیکھنے کے لئے بھیجا تو وہ گئیں۔ جب وہ واپس آئیں تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا' تم نے کیا دیکھا؟ انہوں نے کہا' میں نے کوئی خاص بات نہیں دیکھی۔ حضور ﷺ نے ان سے فرمایا' تم نے ایک خاص بات دیکھی ہے۔ تم نے دیکھا کہ اس کے رخسار پر ایک تل ہے' جس کو دیکھ کر تمہارے بدن کے تمام رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ اس پر انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ سے کوئی بات پوشیدہ نہیں ہے یعنی آپ کو ہر شے کا علم ہے۔

خطیب اور ابن عساکر نے بطریق ابن سابط حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے ان کو اس عورت کو دیکھنے بھیجا جس کے لئے آپ نے پیغام نکاح دیا تھا تو انہوں نے آ کر کہا' میں نے کوئی خاص بات نہیں دیکھی ہے۔ آپ نے فرمایا' تم نے اس کے رخسار پر تل دیکھا ہے' جس سے تمہارے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا' آپ سے کوئی بات پوشیدہ نہیں رہتی۔ خواہ کوئی آپ سے کتنا ہی چھپائے۔ کس میں یہ جرأت ہے؟

ابن سعد نے عباس بن عبداللہ بن معبد سے روایت کی کہ حضرت خالد بن ولید نے مکہ مکرمہ جانے کا ارادہ کیا اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے بنی بکر کے اس شخص کو ساتھ لے جانے کی اجازت مانگی جو مکہ جانا چاہتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا تم اسے لے جاؤ مگر اپنے بکری بھائی سے بے خوف نہ رہنا تو حضرت انہیں لے کر روانہ ہو گئے۔ ایک روز حضرت خالد بیدار ہوئے تو دیکھا کہ ان کا ساتھی تلوار سونتے کھڑا ہے اور انہیں قتل کرنا چاہتا ہے تو حضرت خالد نے اسے قتل کر دیا۔

ابونعیم نے المعرفہ اور ابن سعد نے عمرو بن فغواء الخزاعی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلایا اور حضور ﷺ نے ارادہ فرمایا کہ مجھے مال لے کر ابوسفیان کے پاس مکہ مکرمہ بھیجیں تا کہ وہ فتح کے بعد قریش میں اسے تقسیم کر دیں اور میں سفر میں اپنے رفیق کا متلاشی تھا۔ چنانچہ میرے پاس عمرو بن امیہ ضمری آیا اور اس نے مجھ سے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم مکہ مکرمہ جانے کا ارادہ رکھتے ہو تو میں تمہارا رفیق سفر ہوں گا۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے اس کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا جب تم اس کی قوم کے علاقہ میں اترو تو اس سے ڈرتے رہنا کیونکہ کسی کہنے والے نے کہا ہے کہ "اخوک البکری فلا تامنہ" اپنے بنی بکر بھائی سے بے خوف نہ رہنا۔ چنانچہ ہم روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ جب ہم منزل ابواء میں آئے تو میرے رفیق سفر عمرو بن امیہ ضمری نے کہا کہ مجھے اپنی قوم سے کچھ کام ہے تو تم میرا انتظار کرنا۔ میں نے کہا رشد کی حالت میں جاؤ۔ جب وہ چلا گیا تو مجھے رسول اللہ ﷺ کی ہدایت آ گئی اور میں نے اپنے اونٹ کو تیار کیا میں اسے تیز دوڑا کر لے گیا۔ یہاں تک کہ جب میں منزل اصافر میں تھا' اچانک میں نے دیکھا کہ وہ ایک جماعت کے ساتھ میرے تعاقب میں آ رہا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے اونٹ کو خوب تیز دوڑایا اور میں آگے نکل گیا۔ جب اس کی قوم نے دیکھا کہ میں ان کے قابو سے باہر ہو گیا ہوں تو وہ پلٹ کر چلے گئے اور وہ تنہا میرے پاس آیا اور مجھ سے کہا' مجھے اپنی قوم سے ایک کام تھا۔ میں نے کہا' ہو گا اور ہم سفر طے کر کے مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔

ابویعلیٰ نے بسند حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ غصہ کی حالت میں باہر تشریف لائے اور آپ نے لوگوں کو خطبہ دیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا' آج تم لوگ مجھ سے جو پوچھو گے' میں تمہیں ضرور بتاؤں گا اور ہم لوگوں نے خیال کیا کہ آپ کے ساتھ جبریل علیہ السلام ہیں۔ اس وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' یا رسول اللہ ہم لوگ جاہلیت

کے زمانے کے قریب رہ چکے ہیں۔ آپ ہماری برائیوں کو ہم پر ظاہر نہ فرمائیں۔ آپ ہمیں معاف رکھیں۔ عفا اللہ عنک۔

ابویعلیٰ نے ایک سند کے ساتھ جس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ قریش کا یہ قبیلہ ہمیشہ مامون و محفوظ رہے گا۔ یہاں تک کہ لوگ ان کو ان کے دین سے کفر پر لوٹا دیں۔ پھر ایک آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آ کر کھڑا ہوا اور اس نے کہا' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں جنت میں جاؤں گا یا جہنم میں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' جنت میں۔ پھر ایک اور شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا' کیا میں جنت میں جاؤں گا یا جہنم میں؟ فرمایا جہنم میں۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا' تم لوگ میرے سامنے خاموش رہا کرو۔ جب تک کہ میں خود خاموش رہوں۔ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم دفن کئے جاؤ گے تو میں اہل جہنم کے ایک گروہ کی تمہیں ضرور خبر دیتا۔ یہاں تک کہ تم پہچان لیتے اور مجھے ایسا کرنے کا حکم دیا جاتا تو ضرور میں ایسا کرتا۔

ابن عبدالحکم نے فتوح مصر میں بطریق مکحول حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس دن ان کو یمن کی طرف بھیجا اور انہیں ان کی اونٹنی پر سوار کیا تو فرمایا' اے معاذ! تم روانہ ہو جاؤ۔ جب تم جند میں پہنچو گے اور جس جگہ تمہاری یہ اونٹنی بیٹھ جائے تو وہاں اذان دینا اور نماز پڑھنا اور اس جگہ مسجد بنانا تو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ جب وہ جند میں پہنچے تو اونٹنی نے چکر لگایا مگر بیٹھنے سے انکار کیا۔ اس وقت انہوں نے پوچھا' کیا اس کے سوا کوئی اور جند بھی ہے۔ لوگوں نے کہا' ہاں جند رکامہ ہے تو جب وہ وہاں پہنچے تو اونٹنی کو پھیرا اور وہ بیٹھ گئی۔ حضرت معاذ نے اتر کر نماز کے لئے اذان دی' پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔

اسود عنسی کے قتل کی خبر دی اور قاتل کا نام بھی بتایا

دیلمی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ جس دن اسود عنسی قتل کیا گیا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آسمان سے خبر آئی۔ آپ ہمارے پاس باہر تشریف لائے اور فرمایا آج رات اسود عنسی قتل کر دیا گیا اور اسے اس مبارک شخص نے قتل کیا ہے جو مبارکوں کے اہل بیت سے ہے۔ کسی نے پوچھا' اس کا نام کیا ہے؟ فرمایا' اس کا نام فیروز ہے۔

حافظ عبدالغنی بن سعید نے المبہمات میں مدلوک سے روایت کی کہ ضمضم بن قتادہ کے یہاں ایک بچہ پیدا ہوا جس کا رنگ کالا تھا اور اس بچہ کی ماں بنی عجل سے تھی تو اس بنا پر ضمضم کو وحشت ہوئی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آ کر شکایت کی۔ آپ نے فرمایا' کیا تمہارے اونٹ ہیں۔ اس نے کہا' ہاں۔ فرمایا ان کے رنگ کیا ہیں۔ اس نے کہا' ان میں سرخ بھی ہیں' کالے بھی ہیں اور مختلف رنگ کے بھی ہیں۔ فرمایا ان میں یہ رنگ کہاں سے آئے؟ اس نے کہا' وہ اپنی اصل سے لیتے ہیں۔ فرمایا بچہ نے بھی رنگ اپنی اصل سے لیا ہے۔ راوی نے کہا کہ پھر وہ بنی عجل کی عورتوں میں آیا اور اس کی اصل کی بابت دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اس کی بیوی کی دادی کا رنگ کالا تھا۔

اصل حدیث بخاری و مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

ابن عساکر نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ایک آدمی تھا جو کسی نیکی کے قریب نہیں گیا اور نہ اس

کے اعمال خیر پہچانے جاتے تھے۔ جب وہ فوت ہوا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا' کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فلاں آدمی کو جنت میں داخل کر دیا ہے؟ لوگوں نے اس پر حیرت وتعجب کیا۔ ایک شخص اٹھ کر اس کی بیوی کے پاس گیا اور اس کے عمل کے بارے میں اس کی بیوی سے پوچھا' اس نے کہا' اس کے عمل خیر تو نہ تھے بجز ایک خوبی کے جو اس میں تھی۔ وہ یہ کہ دن اور رات میں جب بھی اذان کو سنتا تو وہ انہیں کلمات کو دہراتا تھا۔ پھر وہ شخص آیا اور وہ حضور ﷺ کے اتنے قریب پہنچا کہ وہ حضور ﷺ کی آواز سن سکتا تو نبی کریم ﷺ نے بلند آواز سے فرمایا' تم ہی فلاں شخص کی بیوی کے پاس گئے تھے اور تم نے اس سے اس کے عمل کی بابت پوچھا تھا اور انہوں نے تم سے ایسا ایسا کہا۔ اس شخص نے کہا' میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً آپ اللہ کے رسول ہیں۔

بخاری نے ابن عمر سے روایت کی۔ انہوں نے کہا ہم اپنی عورتوں سے بات کرنے اور کشادہ روئی سے پیش آنے سے بچتے تھے۔ مبادا کہ ہمارے بارے میں کوئی چیز نازل نہ ہو جائے۔ نبی کریم ﷺ نے رحلت فرمائی تو ہم نے ان سے بات کی اور خوش روئی سے پیش آئے۔

بیہقی نے سہل بن سعد ساعدی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا خدا کی قسم! ہم میں سے ہر ایک شخص اپنی بیوی کے ساتھ ہر بات سے بچتا تھا باوجودیکہ وہ اور اس کی بیوی ایک چادر میں ہوتے تھے۔ مبادا کہ ان کے بارے میں قرآن کریم کا کوئی حکم نازل نہ ہو جائے۔

مسلم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ نے مجھ سے قیامت تک ہونے والی باتیں بیان فرمائیں۔

شیخین نے دوسری سند کے ساتھ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان ایک جگہ کھڑے ہوئے اور آپ نے قیامت تک ہونے والی کسی بات کو نہ چھوڑا مگر یہ کہ اسے آپ نے بیان کیا جس نے اسے یاد رکھا۔ اس نے اسے یاد رکھا اور جو اسے بھول گیا' وہ اسے بھول گیا۔ یقیناً جب کوئی بات ایسی ہوتی ہے جسے میں بھول چکا ہوتا ہوں تو فوراً وہ بات یاد آ جاتی ہے۔ جیسے کہ کوئی شخص کسی کے چہرے کو یاد کر لیتا ہے۔ جب وہ اس سے غائب ہوتا ہے۔ پھر جب اس کے سامنے آتا ہے تو وہ اسے پہچان لیتا ہے۔

حضور ﷺ نے ماکان ومایکون کی بابت فرمایا:

مسلم نے ابوزید سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی۔ اس کے بعد منبر پر تشریف فرما ہو کر ہمیں خطبہ دیا۔ یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا تو حضور ﷺ نے کہا ہمیں جو کچھ ہو گیا اور جو کچھ قیامت تک ہو گا' سب بتا دیا تو ہم میں سے جس نے زیادہ یاد رکھا' وہ ہم میں عالم ہے۔

قیامت تک جو کچھ آپ کی امت کرے گی' اس کی خبر دینا:

امام احمد وابن سعد اور طبرانی نے حضرت ابوذر سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس حال میں چھوڑا

ہے کہ فضائے آسمانی میں جو پرندہ پر مارتا ہے' آپ نے از روئے علم ہم سے اس کا ذکر کر دیا ہے اور ابو یعلیٰ و ابن منیع اور طبرانی نے ابو دردا سے اس کی مثل روایت کی۔

امام احمد و بخاری نے اپنی تاریخ میں اور طبرانی نے مغیرہ بن شعبہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ہمارے درمیان ایک جگہ کھڑے ہوئے اور قیامت تک جو آپ کی امت کرے گی' آپ نے ان سب کی خبر ہمیں دے دی جس نے یاد رکھا' اس نے یاد رکھا اور جو بھول گیا' وہ بھول گیا۔

طبرانی نے ابن عمر سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا کو اٹھا کر میرے پیش نظر کر دیا ہے اور میں اسے دیکھ رہا ہوں اور قیامت تک جو کچھ اس میں ہونے والا ہے' میں اسے اس طرح واضح طور پر دیکھ رہا ہوں جیسے میری یہ ہتھیلی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے لئے اس طرح منکشف فرمایا جس طرح آپ سے پہلے نبیوں کے لئے منکشف کیا۔

امام احمد نے سمرہ بن جندب سے روایت کی۔ انہوں نے کہا' آفتاب کو گہن لگا اور نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھا کر فرمایا' خدا کی قسم! جب سے میں نماز کے لئے کھڑا ہوا' میں تمہاری دنیا اور تمہاری آخرت کی ان باتوں کو دیکھ رہا ہوں جو تم کو پیش آئیں گی۔

مسلم نے ابو سعید سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا' دنیا سرسبز و شیریں ہے اور اللہ تعالیٰ تم کو دنیا میں حکومت دے گا تاکہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو' لہٰذا تم دنیا سے بچو اور عورتوں سے بچو۔ اس لئے کہ بنی اسرائیل کا پہلا فتنہ عورتوں میں تھا۔

شیخین نے عمرو بن عوف سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' خدا کی قسم! میں تم پر محتاجی و فقر سے نہیں ڈرتا لیکن میں تم پر اس سے ڈرتا ہوں کہ تم پر دنیا کی فراخی ہو۔ جس طرح کہ تم سے پہلوں پر فراخی ہوئی تھی۔ تو تم اس طرح خود غرضی کرو گے جس طرح انہوں نے کی اور اس طرح لہو و لعب میں پڑ جاؤ گے جس طرح وہ پڑے تھے۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم آج خیر پر ہو لیکن اس کے بعد تم ایک دوسرے سے لڑو گے

شیخین نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ کیا تمہارے پاس نقشین فرش ہیں؟ میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ! ہمارے پاس نقشین فرش کہاں سے آئے؟ حضور ﷺ نے فرمایا' عنقریب تمہارے پاس نقشین فرش ہوں گے۔ حضرت جابر نے فرمایا' آج میں اپنی بیوی سے کہتا ہوں کہ اس نقشین فرش کو مجھ سے دور رکھو تو وہ کہتی ہے کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے یہ نہ فرمایا تھا کہ میرے بعد تمہارے لئے نقشین فرش ہوں گے۔

امام احمد و حاکم نے صحیح بتا کر اور بیہقی نے طلحہ نضری سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ بہت جلد ایسے زمانوں کو پاؤ گے کہ تم میں سے ہر ایک کے پاس صبح کو ایک کھانا اور شام کو دوسرا کھانا آئے گا اور تم ایسا لباس پہنو گے جیسے خانہ کعبہ کا غلاف۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم آج خیر پر ہیں یا اس وقت ہوں گے۔ فرمایا نہیں' بلکہ تم خیر پر ہو اور آج تم ایک دوسرے سے محبت کرتے ہو اور اس وقت تم ایک دوسرے سے بغض رکھو گے اور ایک دوسرے کی گردن مارو گے۔

ابونعیم نے عبداللہ بن یزید سے روایت کی۔ انہیں کسی دعوت پر مدعو کیا گیا جب وہ اس گھر میں آئے تو انہوں نے دیواروں پر پردے لٹکے ہوئے دیکھے تو وہ باہر بیٹھ کر رونے لگے۔ کسی نے اس کی وجہ پوچھی تو کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ دُنیا تمہاری طرف امنڈ کر آئے گی اور اسے تین مرتبہ فرمایا۔ پھر فرمایا تم آج اچھے ہو۔ اس وقت سے جب کہ تمہارے سامنے صبح کو ایک کھانا آئے گا اور شام کو دوسرا کھانا اور تم میں سے کوئی صبح کو ایک لباس پہنے گا اور شام کو دوسرا۔ اور تمہارے گھر کی دیواروں پر ایسے پردے پڑے ہوں گے جیسے خانہ کعبہ پر پردے پڑے ہیں۔ عبداللہ نے فرمایا' پھر میں کیوں نہ روؤں جبکہ میں نے تم کو اس حال میں دیکھا کہ تمہارے گھروں پر ایسے پردے پڑے ہیں جیسے کعبہ پر پردے ہیں۔

ابونعیم نے ابن مسعود سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے عرض کیا' ہم لوگوں کو قحط سالی نے کھالیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں قحط سالی کے سوا سے تم پر ڈرتا ہوں کیونکہ تم پر دنیا ہر طرف سے آئے گی۔ کاش کہ میری امت سونے کا زیور نہ بناتی۔ ابونعیم نے اس کی مثال ابوذر اور حذیفہ سے بھی روایت کی ہے۔

بخاری نے اپنی تاریخ میں اور طبرانی نے بیہقی اور ابونعیم نے خریم بن اوس بن حارثہ بن لام سے روایت کی۔ انہوں نے کہا' میں نے رسول اللہ کی جانب اس وقت ہجرت کی جب کہ آپ تبوک سے واپس تشریف لائے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس وقت فرمایا یہ حیرۂ بیضا ہے جسے میرے سامنے لایا گیا ہے اور یہ شیما بنت نفیلہ ازدیہ اپنے خچر شہباء پر کالا دوپٹہ اوڑھے موجود ہے۔ میں نے عرض کیا' یارسول اللہ ﷺ! اگر ہم حیرہ میں داخل ہوں اور میں اسے ویسا ہی پاؤں جیسا کہ آپ نے صفت بیان کی تو کیا وہ میرے لئے ہوگی۔ حضور ﷺ نے فرمایا' وہ تمہارے لئے ہے۔ چنانچہ جب حضرت ابوبکر صدیق کا زمانہ خلافت آیا اور ہم مسیلمہ کذاب کے استیصال سے فارغ ہوئے تو حیرہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ ہمارے داخل ہونے کے بعد جو عورت سب سے پہلے ہمیں ملی وہ شیما بنت نفیلہ تھی اور اسی حال میں تھی جس حالت کی خبر رسول اللہ ﷺ نے دی تھی یعنی وہ اپنے خچر شہباء پر سوار کالا دوپٹہ اوڑھے تھی اور میں اس کے ساتھ متعلق ہو گیا اور میں نے کہا' یہی وہ عورت ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے مجھے عطا فرمایا تھا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس پر مجھ سے شہادت طلب فرمائی اور میں نے اس کی شہادت پیش کی۔ وہ شہادت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اور محمد بن بشر انصاری رضی اللہ عنہ کی تھی تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اسے میرے حوالہ کر دیا۔ پھر اس کا بھائی ہمارے پاس صلح کی غرض سے آیا اور اس نے کہا' اسے فروخت کردو۔ خدا کی قسم دس سو درہم سے کم نہ کروں گا تو اس نے مجھے ایک ہزار درہم دے دیئے۔ پھر مجھ سے کسی نے کہا' اگر تم ایک لاکھ درہم مانگتے تو وہ ضرور دیتا۔ میں نے کہا' میں دس سو درہم سے زیادہ گنتی جانتا ہی نہ تھا۔

بیہقی وابونعیم نے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' میرے روبرو حیرہ کو کتوں کے داڑھوں کی مانند شکل میں لایا گیا یا یہ فرمایا کہ تم لوگ اسے فتح کرو گے۔ ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا' یارسول اللہ ﷺ! نفیلہ کی بیٹی مجھے عطا فرما دیجئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا' وہ تیرے لئے ہے۔ چنانچہ اسے اس کو دیا گیا۔ پھر اس کا باپ آیا اور اس نے کہا' اسے فروخت کرتے ہو؟ اس نے کہا' ہاں۔ اس نے پوچھا' کتنے میں؟ اس نے ایک ہزار درہم۔ اس نے کہا' اگر تم تیس ہزار درہم کہتے تو میں ضرور اسے لے لیتا۔ اس نے کہا' کیا ایک ہزار سے بھی زیادہ گنتی ہوتی ہے؟

حیرہ، یمن و شام اور عراق کے فتح ہونے کی خبر دینا

شیخین نے سفیان بن ابی زہیر سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ یمن فتح ہوگا اور ایسی قوم آئے گی جو جانوروں کو ہانکتے وقت بس بس کہے گی اور وہ لوگ اپنے اہل وعیال اور ان لوگوں کو جو ان کا کہنا مانیں گے' کوچ کرا دیں گے۔ کاش کہ وہ جانتے کہ مدینہ ان کے لئے بہتر ہے۔ اس کے بعد شام فتح ہوگا اور ایک ایسی قوم آئے گی جو جانوروں کو ہانکتے وقت بس بس کہے گی اور وہ لوگ اپنے اہل وعیال اور جو انکا کہنا مانیں گے' کوچ کرا دیں گے۔ کاش کہ وہ جانتے مدینہ منورہ ان کے لئے بہتر ہے۔ اس کے بعد عراق فتح ہوگا اور ایسی قوم آئے گی جو جانور ہانکتے وقت بس بس کہے گی اور وہ لوگ اپنے اہل وعیال اور ان کا کہنا مانیں گے' کوچ کرا دیں گے۔ کاش کہ وہ جانتے مدینہ ان کے لئے بہتر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے میرے لئے شام اور اہل شام کی کفالت کی ہے:

حاکم نے صحیح بتا کر اور بیہقی نے عبداللہ بن حوالہ ازدی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تم لوگ لشکر لشکر بن جاؤ گے۔ ایک لشکر شام کو ایک لشکر عراق کو اور ایک لشکر یمن کو جائے گا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے لئے کوئی لشکر خاص فرما دیجئے۔ آپ نے فرمایا' تم شام کے لشکر میں ہونا اور اگر کوئی انکار کرے تو یمن کے لشکر میں ہو جانا اور وہاں کے چشموں کا پانی پینا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے شام اور اہل شام کی کفالت کی ہے۔

ابن سعد نے سعد بن ابراہیم سے روایت کی کہ عبدالرحمن بن عوف نے فرمایا' نبی کریم ﷺ نے شام کے علاقہ میں مجھے قطعہ زمین عطا فرمایا' اس قطعہ کا نام سلیل تھا۔ پھر حضور ﷺ نے وفات سے قبل مجھے اس قطعہ کی دستاویز لکھ کر عنایت فرمائی۔ مجھ سے صرف اتنا فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جب شام کو فتح کر دے گا تو وہ تمہارا ہے۔

ابوداؤد و نسائی اور دارقطنی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے اہل عراق کے لئے ذات عرق کو ان کا میقات مقرر فرمایا۔

بیت المقدس اور اس کے ملحقہ علاقوں کی فتح کی خبر دینا

بخاری نے اور حاکم نے صحیح بتا کر عوف بن مالک اشجعی سے روایت کی۔ کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تم قیامت کے وقوع کے درمیان چھ باتوں کو یاد رکھو۔ میرا وفات پانا' پھر بیت المقدس کا فتح ہونا' پھر دو موتیں ہونی جو بکری کے قعاص (سینہ میں درد اور گردن توڑ بیماری) کی مانند تم میں ہوں گی۔ پھر تم میں مال کا اس حد تک پھیلنا کہ ایک شخص کو سو اشرفیاں دی جائیں گی اور وہ اس پر خشمناک ہوگا۔ پھر ایسے فتنے کا رونما ہونا کہ عرب میں کوئی گھر باقی نہ رہے گا جہاں وہ فتنہ داخل نہ ہو۔ پھر صلح کا ہونا جو تمہارے اور بنی الاصفر کے درمیان ہوگی۔ بنی الاصفر تم سے غداری کریں گے اور اسی جھنڈوں کے سایہ میں تم پر آئیں گے اور ہر جھنڈے تلے بارہ ہزار آدمی ہوں گے۔ حاکم نے اتنا زیادہ بیان کیا کہ پھر وہ تم سے غداری کریں گے یہاں تک کہ عورت کا حمل بھی غداری کرے گا۔

چنانچہ عمواس کا سال ہوا تو لوگوں نے گمان کیا کہ عوف بن مالک نے حضرت معاذ سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا چھ باتوں کو گنتے جانا تو ان میں سے تین باتیں تو واقع ہو چکیں اب تین باتیں رہ گئی ہیں۔ اس پر حضرت معاذ نے کہا ان باتوں کے وقوع کے لئے مدت درکار ہے لیکن پانچ باتیں ایسی ہیں۔ اگر تم میں سے کسی کے زمانہ میں ان میں سے کوئی واقع ہو تو اگر وہ مر سکتا ہو تو اسے چاہئے کہ مر جائے۔ منبروں پر بیٹھ کر لعنت کی جائے گی۔ (جیسے خوارج و روافض کرتے ہیں) اللہ تعالیٰ کا مال جھوٹوں کو دیا جائے گا۔ اونچی اونچی عمارتیں بنیں گی۔ ناحق خونریزی ہوگی اور قطع ارحام کیا جائے گا۔

ابن سعد نے ذی الاصابع رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر میں آپ کے بعد زندہ رہنے کی مصیبت میں رہا تو آپ مجھے کہاں رہنے کا حکم فرماتے ہیں؟ فرمایا تم بیت المقدس میں رہنا۔ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ تم سے ایسی اولاد پیدا کرے جو صبح و شام مسجد میں جا کر اسے آباد کرے۔

فتح مصر اور وہاں رونما ہونے والے واقعات کی خبریں

مسلم نے حضرت ابوذر سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگ ایسے علاقے کو فتح کرو گے جس میں قیراط کا ذکر ہوگا لہٰذا تم لوگ وہاں کے رہنے والوں کو بھلائی کی نصیحت کرنا اور ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا۔ جب تم دو آدمیوں کو ایک اینٹ کی جگہ پر لڑتا دیکھو تو وہاں سے نکل جانا۔ راوی نے کہا کہ جب ابن شرجیل بن حسنہ ربیعہ اور عبدالرحمٰن کے پاس گئے تو ان دونوں کو ایک اینٹ کی جگہ پر لڑتے دیکھا اور وہ وہاں سے نکل گئے۔

بیہقی و ابونعیم نے کعب بن مالک سے روایت کی کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا کہ جب تم مصر کو فتح کرو تو قبطیوں کو بھلائی کی نصیحت کرنا ان کی میرے ساتھ قرابت داری بھی ہے۔ مطلب یہ کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی والدہ ہاجرہ انہی میں سے تھیں اور رسول اللہ ﷺ کے فرزند حضرت ابراہیم کی والدہ ماریہ قبطیہ تھیں۔

ابونعیم نے حضرت ام سلمہ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی وفات کے وقت وصیت فرمائی کہ خبردار مصر کے قبطیوں کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا کیونکہ تم ان پر غالب آؤ گے اور وہ لوگ تمہارے لئے اللہ کی راہ میں معین و مددگار ہوں گے۔

مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ عراق نے اپنے درہم اور قفیز سے روکا ہے اور شام نے اپنے مد اور اپنے دینار سے روکا ہے اور مصر نے اپنے اردب اور اپنے دینار سے روکا ہے اور جہاں سے تم نے ابتداء کی تھی تم پلٹ گئے۔

یحییٰ بن آدم نے کہا کہ رسول اللہ نے قفیز و درہم کا ذکر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ان کی زمین پر خراج مقرر کرنے سے پہلے فرمایا۔ ہروی نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے ان باتوں کی خبر دی جو ابھی واقع نہ ہوئی تھیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے علم میں آئندہ ہونے والی تھیں اور حضور ﷺ نے ماضی کے صیغہ کے ساتھ ذکر فرمایا کیونکہ وہ علم الٰہی میں ماضی ہے۔

امام شافعی نے الام میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ آنے والوں کے لئے ذوالحلیفہ اور شام و مصر اور مغرب والوں کے لئے جحفہ کو میقات مقرر فرمایا۔

میری امت کے لوگ وسط دریا میں سوار ہو کر جہاد کریں گے

شیخین نے حضرت انس سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ ام حرام کے یہاں تشریف لے گئے اور ان کے یہاں آپ نے خواب استراحت فرمایا۔ جب آپ بیدار ہوئے تو آپ تبسم فرما رہے تھے۔ ام حرام نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! تبسم کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا میرے سامنے میری امت کے ایسے لوگ پیش کئے گئے جو وسط دریا میں سوار ہو کر خدا کی راہ میں جہاد کریں گے اور وہ اپنی قوم کے لوگوں پر بادشاہ ہوں گے۔ میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ مجھے ان میں سے کر دے۔ آپ نے فرمایا' تم ان کے اول لوگوں میں سے ہوگی۔ چنانچہ ام حرام اپنے شوہر عبادہ بن صامت کے ہمراہ حضرت امیر معاویہ کے زمانہ میں دریائی جہاد میں غازیہ تھیں۔ جب وہ لوگ اپنے جہاد سے واپس ہو رہے تھے تو ام حرام کے قریب سواری لائی گئی تاکہ وہ اس پر سوار ہوں مگر سواری نے انہیں گرا دیا اور وہ فوت ہو گئیں۔

بخاری نے عمیر بن اسود سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے ام حرام نے حدیث بیان کی۔ انہوں نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت کا پہلا وہ لشکر جس کے سپاہی بحری جنگ کریں گے۔ ان کے لئے جنت واجب ہوگی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا میں ان میں سے ہوں؟ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں تم ان میں سے ہو۔ بعد ازاں ارشاد فرمایا' میری امت کا وہ لشکر جو قیصر کے شہر میں جائے گا' ان کے لئے مغفرت ہے۔ میں نے عرض کیا' میں بھی ان میں ہوں گی؟ فرمایا نہیں۔

مسلمانوں کو آئندہ دیگر فتوحات کی خبر دینا

بخاری نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی جب تک خوزو کرمان کے لوگوں سے تم جنگ نہ کرو گے۔ وہ لوگ عجمی ہیں ان کے چہرے سرخ' ناک چپٹی' چھوٹی چھوٹی آنکھیں ہوں گی۔ گویا کہ ان کے چہرے چپٹی ڈھال کی مانند ہوں گے اور قیامت قائم نہ ہوگی۔ جب تک تم ان لوگوں سے جنگ نہ کرو گے جو بالوں کے جوتے پہنتے ہیں۔ بیہقی نے فرمایا' یہ غیبی خبر اسی طرح واقع ہوئی کیونکہ خوارج کی قوم نے رے کے علاقے سے خروج کیا اور ان کی جوتیاں بالوں کی تھیں اور ان سے جنگ کی گئی۔

غزوہ ہند کی خبر دینا

بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے غزوہ ہند کا وعدہ فرمایا ہے۔ ابن سعد و حاکم نے صحیح بتا کر ذی مخمر سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا' اہل روم تم سے ایسی صلح کریں گے جو امن کی صلح ہوگی۔

فارس وروم کی فتح کی خبر دینا

بیہقی وابونعیم اور ثابت نے الدلائل میں عبداللہ بن حوالہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے دربار میں موجود تھے کہ لوگوں نے آپ سے لباس کی کمی مفلسی اور قلت اشیاء کی شکایت کی۔ اس وقت آپ نے فرمایا' تمہیں بشارت ہو۔ خدا کی قسم! بلاشبہ میں کثرت اشیاء کے ساتھ اس کی کمی کی شکایت سے زیادہ تم پر خوف رکھتا ہوں اور یہ مال کی کثرت تم میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے سرزمین فارس وروم اور حمیر کے علاقہ کو فتح کرائے گا اور تم لوگ تین لشکروں میں منقسم ہو جاؤ گے۔ ایک لشکر شام کی طرف' ایک لشکر عراق کی طرف اور ایک لشکر یمن کی طرف جائے گا اور مال کی فراوانی اتنی ہوگی کہ ایک شخص کو سو درہم دیئے جائیں گے تو وہ اس سے ناراض ہوگا۔ میں نے عرض کیا' یارسول اللہ ﷺ شام پر حملہ کرنے کی کس میں طاقت ہے؟ کیونکہ وہاں بڑے بڑے رومی سردار ہیں؟ فرمایا اللہ تعالیٰ شام کو ضرور تم پر فتح کر دے گا اور تم کو ضرور وہاں کی حکومت دے گا اور یہاں تک ہوگا کہ ان میں کے گورے رنگ کی ایک جماعت تم میں سے کالے رنگ اور سر منڈے شخص کی سواری کے گرد کھڑے ہوں گے اور وہ شخص ان کو جو حکم دے گا' اسے وہ لوگ کریں گے۔ عبدالرحمن بن جبیر بن نفیل نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے جو صفت بیان فرمائی۔ آپ کے اصحاب میں یہ صفت جز بن سہیل سلمی میں پہچانی جاتی۔ وہ اس زمانہ میں عجمیوں پر حاکم تھے اور ان کا حال یہ تھا کہ جب وہ مسجد کی طرف جاتے تو لوگ انہیں دیکھتے اور ان کے پاس ان کے گرد حلقہ باندھ کر کھڑے ہوتے اور ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے جو صفت بیان فرمائی' اس پر وہ تعجب کرتے تھے۔

بیہقی وابونعیم نے عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد ﷺ کی جان ہے اللہ تعالیٰ فارس وروم کو ضرور فتح کرائے گا اور غلہ کی اتنی کثرت ہوگی کہ لوگ کھانے پر بسم اللہ پڑھنا بھول جائیں گے۔

بیہقی وابونعیم نے حضرت ابن عمر سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس وقت میری امت کے لوگ ہاتھ ہلا کر چلیں گے اور ان کی خدمت میں فارس کے لوگ ہوں گے۔ اس وقت ان کے اشرار ان کے اخیار پر مسلط ہو جائیں گے۔

حاکم نے زہیرے سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ سنو! تم پر ایسا ایسا ہونا ضرور ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تم پر فارس وروم کو فتح کرے گا اور تم میں سے ایک صبح کو ایک لباس بدلے گا اور شام کو دوسرا۔ اور تمہارے آگے صبح کو ایک کھانا آئے گا اور شام کو دوسرا۔

ابونعیم نے عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ میں کھڑے ہو کر فرمایا۔ تم لوگ مفلسی کا خوف رکھتے ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے فارس وروم کو فتح کرائے گا اور تم پر دنیا اس طرح امنڈ کر آئے گی کہ میرے بعد تم حق سے پھرو گے اور دنیا ہی کی وجہ سے پھرو گے۔

حاکم وابونعیم نے ہاشم بن عتبہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوے میں تھا۔ میں نے

سنا کہ آپ نے فرمایا تم جزیرۃ العرب میں جہاد کرو گے۔ اللہ تعالیٰ انہیں تم پر فتح کرائے گا۔ پھر تم فارس پر جہاد کرو گے اللہ تعالیٰ اسے فتح کرائے گا۔ پھر تم روم پر جہاد کرو گے۔ اللہ تعالیٰ اسے فتح کرائے گا۔ پھر تم دجال سے جہاد کرو گے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں فتح دے گا۔

بیہقی نے عمرو بن شرحبیل سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ آج رات میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا کالی بکریاں میرا اتباع کر رہی ہیں۔ اس کے بعد ان کے پیچھے سے سفید بکریاں آئیں۔ یہاں تک کہ کالی بکریاں ان میں دکھائی نہیں دیتیں۔ اس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ! وہ عرب ہیں جو آپ کا اتباع کر رہے ہیں۔ اس کے بعد ان میں عجمی لوگ آ کے مل جائیں گے۔ یہاں تک کہ ان میں وہ دکھائی نہ دیں گے۔ حضور ﷺ نے فرمایا' تم نے ٹھیک کہا۔ ایسا ہی ہوگا۔ فرشتہ نے آج صبح اس کی تعبیر بتائی۔ یہ حدیث مرسل ہے۔

قیصر وکسریٰ کے خزانوں کی تقسیم اور ان کی ہلاکت کی خبر دینا

شیخین نے ابوہریرہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کسریٰ ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کسریٰ نہ ہوگا اور جب قیصر ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد قیصر نہ ہوگا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ ان دونوں کے خزانے اللہ کی راہ میں خرچ ہوں گے۔

مسلم و بیہقی نے حضرت جابر بن سمرہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' مسلمانوں کی ایک جماعت کسریٰ کے اس خزانے کو کھولے گی جو سفید محل میں محفوظ ہے۔ جن لوگوں نے ان خزانے کو کھولا' ان میں اور میرے والد تھے اور ہم سب کو اس میں سے ایک ایک ہزار درہم ملے۔

امام احمد و ابویعلیٰ اور طبرانی نے عفیف الکندی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں مکہ مکرمہ آیا اور میں حضرت عباس کے پاس پہنچا تا کہ ان سے تجارت کروں۔ میں ان کے پاس منیٰ کے مقام میں تھا کہ ان کے قریب کے خیمہ سے ایک شخص نکلا۔ جب اس نے آسمان کی طرف دیکھا اور سورج کو دیکھا کہ وہ ڈھل گیا ہے تو کھڑے ہو کر نماز شروع کر دی۔ اس کے بعد ایک عورت نکلی اور اس کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگی۔ پھر ایک بچہ نکلا اور اس کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگا۔ میں نے پوچھا اے عباس! یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ یہ محمد میرے بھتیجے اور ان کی زوجہ خدیجۃ الکبریٰ اور ان کے چچا کے صاحبزادے علی مرتضیٰ ہیں۔ یہ یقین رکھتے ہیں کہ وہ نبی ہیں۔ اس معاملے میں ان کا اتباع ان کی بیوی اور ان کے چچا کے بیٹے کے سوا ابھی کوئی نہیں کرتا اور وہ یقین رکھتے ہیں کہ کسریٰ و قیصر کے خزانے فتح ہوں گے۔

بیہقی نے حضرت حسن سے روایت کی کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس کسریٰ کے کنگن لائے گئے اور ان دونوں کنگنوں کو سراقہ بن مالک کو پہنایا گیا اور وہ کنگن اس کے شانوں تک پہنچے۔ اس وقت حضرت عمر نے کہا' اللہ تعالیٰ کی حمد ہے کہ کسریٰ بن ہرمز کے کنگن سراقہ بن مالک بنی مدلج اعرابی کے ہاتھوں میں ہیں۔ امام شافعی نے کہا کہ سراقہ نے ان دونوں کنگنوں کو اس بنا پر پہنا کہ نبی کریم ﷺ نے سراقہ سے فرمایا تھا کہ اپنے ہاتھوں کی طرف دیکھ' گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ تم نے کسریٰ کے کنگن پہن رکھے ہیں اور

اس کا بندِ کمر اور اس کا تاج اوڑھ رکھا ہے۔

بیہقی نے بروایت ابن عتبہ' اسرائیل بن ابو موسیٰ سے انہوں نے حسن سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے کہا کہ کسریٰ کے کنگن پہنتے وقت تمہارا کیا حال ہوگا؟ راوی نے کہا کہ جب کسریٰ کے کنگن دربارِ فاروقی میں لائے گئے تو حضرت فاروق اعظم نے سراقہ کو بلا کر پہنایا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ کی حمد ہے جس نے کسریٰ بن ہرمز سے ان کنگنوں کو چھین کر سراقہ اعرابی کو پہنایا۔

حارث بن ابی اسامہ نے ابن محیریز سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' فارس سے ایک یا دو بار ٹکر لینے کی ضرورت ہے۔ اس کے بعد نہ کہیں فارس رہے گا اور روم کے کئی سردار ہوں گے۔ جب ایک ہلاک ہوگا تو دوسرا اس کا جانشین خودبخود ہوتا جائے گا۔

خلافت راشدہ کے بعد ملوکیت کی خبر دینا

مسلم نے ابو ہریرہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' بنی اسرائیل کی سیاست و فرمانروائی انبیاء علیہم السلام کرتے تھے۔ جب کوئی نبی دنیا سے تشریف لے جاتا تو دوسرا نبی ان کی قائم مقامی کرتا۔ چونکہ میرے بعد نبوت کا سلسلہ نہیں ہے تو خلفاء ہوں گے اور کثرت سے ہوں گے۔ صحابہ نے عرض کیا' ہمارے لئے کیا حکم ہے۔ فرمایا اول اور اول کی بیعت کرو اور ان کو ان کا حق ادا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ ان سے پوچھے گا جن کا نگہبان ان کو بنایا ہے۔

مسلم نے جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ دین قائم رہے گا۔ جب تک کہ قریش کے بارہ خلیفہ ہوں گے۔ اس کے بعد قیامت آنے تک جھوٹے لوگ خروج کرتے رہیں گے۔

بیہقی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' میرے بعد خلفا ہوں گے وہی عمل کریں گے جس کا علم رکھیں گے اور وہی کریں گے جس کا حکم دیا گیا ہوگا۔ ان کے بعد ایسے خلفاء ہوں گے جو ایسے عمل کریں گے جن کا انہیں علم نہ ہوگا اور وہ کریں گے جن کا حکم نہ دیا گیا ہوگا۔

بیہقی نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے کعب بن عجرہ سے فرمایا' اللہ تعالیٰ تمہیں ان لوگوں کی حکومت سے پناہ میں رکھے جو سفہا یعنی نادان ہوں گے۔ انہوں نے پوچھا' ان سفہا کی خصلت کیا ہوگی؟ فرمایا' وہ امراء میرے بعد ایسے ہوں گے جو میری ہدایت کے ساتھ ہدایت نہ پائیں گے اور نہ میری سنت پر وہ عمل کریں گے۔

شیخین نے عبداللہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا' بہت سے ایسے ناخوشگوار باتیں اور امور ہوں گے جن کو تم پسند نہ کرو گے۔ صحابہ نے پوچھا' ہم میں سے کوئی جب ان باتوں اور امور کو پائے تو وہ کیا کرے؟ فرمایا جو حق تمہارے ذمہ ہے' اسے ادا کرنا اور جو تمہارے حق ہیں' ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا۔

تم اطاعت کرنا خواہ حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو

ابن ماجہ و حاکم اور بیہقی نے عرباض بن ساریہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے بلیغ انداز سے ہمیں

خطاب فرمایا کہ اس سے دل بے قرار ہو کر آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! یہ نصیحت تو ایسی ہے جیسے کسی کو رخصت کے وقت کیا کرتا ہے تو آپ ہمیں کیا نصیحت فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا' میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا اور سمع وطاعت کو لازم رکھنا۔ اگرچہ حبشی غلام ہی حاکم ہو۔ کیونکہ تم میں سے جو زندہ رہے گا' وہ اختلاف کثیر کو دیکھے گا۔ تم نئی نئی باتوں سے بچتے رہنا کیونکہ وہ گمراہی ہے' لہٰذا تم میں سے جو کوئی ایسے وقت کو پائے تو اس پر میری سنت اور میرے بعد کے خلفاء راشدین' ہدایت یافتہ کی سنت لازم ہے اور ان کو خوب مضبوطی سے تھامے رہو۔

حضور ﷺ نے خلفائے راشدین کی ترتیب کی پہلے ہی خبر دیدی تھی

ابو یعلیٰ وحارث بن اسامہ' ابن حبان وحاکم نے صحیح بتا کر اور بیہقی وابونعیم نے سفینہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ جب نبی کریم ﷺ نے مسجد کی بنیاد رکھی تو حضرت ابوبکر صدیق پتھر لائے۔ آپ نے اسے رکھا۔ پھر حضرت عمر فاروق پتھر لائے۔ آپ نے اسے رکھا' پھر حضرت عثمان پتھر لائے اور آپ نے اسے رکھا۔ اس وقت آپ نے فرمایا' میرے بعد اسی ترتیب سے خلفاء ہوں گے۔

ابو یعلیٰ وحاکم اور ابونعیم نے حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا' نبی کریم ﷺ نے مسجد کی بنیاد کے لئے سب سے پہلے خود پتھر اٹھایا۔ آپ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق نے پتھر اٹھایا' پھر حضرت عمر فاروق نے پتھر اٹھایا' پھر حضرت عثمان نے پتھر اٹھایا۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے بعد (اسی ترتیب سے) یہ حضرات خلفا ہوں گے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

ابونعیم نے قطبہ بن مالک سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس میں حاضر ہوا تو آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر وعمر اور عثمان رضی اللہ عنہما تھے اور آپ مسجد قبا کی تعمیر فرما رہے تھے۔ میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ آپ اس کی تعمیر فرما رہے ہیں۔ درآں حالیکہ آپ کے ساتھ صرف یہی تین حضرات ہیں۔ آپ نے فرمایا' میرے بعد یہی تین صاحبان خلافت ہیں۔

حاکم نے صحیح بتا کر اور بیہقی نے حضرت جابر سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' آج رات میں نے مرد صالح کو دیکھا کہ اس نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ اور حضرت عثمان ذوالنورین کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ متعلق کر دیا ہے۔ حضرت جابر نے بیان کیا کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے دربار سے اٹھے تو ہم نے باہم ذکر کیا کہ مرد صالح سے مراد نبی کریم ﷺ ہیں اور وہ جو ایک دوسرے سے متعلق کرنے کا ذکر فرمایا تو ان سے مراد وہ صاحبان امر ہیں جس امر کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو مبعوث فرمایا۔

ابن ماجہ وحاکم نے حذیفہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو میرے بعد ہیں' تم ان کی اقتدا کرنا' وہ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما ہیں اور حاکم نے اس کی مثل حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے۔

شیخین نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ میں سو رہا تھا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک کنوئیں پر ہوں جس پر ڈول رکھا ہوا ہے تو میں نے اس ڈول سے جتنا خدا نے چاہا' پانی نکالا۔ پھر اس ڈول کو حضرت ابوبکر صدیق نے تھام لیا اور انہوں نے اس سے ایک یا دو ڈول پانی نکالا اور ان کے پانی نکالنے میں کمزوری تھی

اور اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ اس کے بعد وہ ڈول بہت بڑے ڈول میں بدل گیا اور حضرت عمر بن خطاب نے اسے تھام لیا تو میں نے اس سے پانی نکالنے میں لوگوں میں سے کسی کو ان سے قوی و مضبوط نہ دیکھا۔ یہاں تک کہ لوگوں نے سیراب ہو کر جگہ پکڑ لی۔ شیخین نے اس کو حضرت ابن عمر کی حدیث سے بھی روایت کیا ہے۔

بیہقی نے بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میں کالی بکریوں کو سیراب کر رہا ہوں۔ جب کالی بکریوں میں سفید بکریاں آ کر مخلوط ہو گئیں تو حضرت ابوبکر صدیق بڑھے اور انہوں نے ایک یا دو ڈول پانی کھینچا مگر ان میں ضعف تھا۔ جب حضرت عمر آگے بڑھے اور انہوں نے ڈول تھام لیا تو وہ ڈول بہت بڑے ڈول میں بدل گیا اور لوگ خوب سیراب ہو گئے اور تمام بکریاں سیراب ہو کر ہٹ گئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' میں نے اس کی تعبیر یہ لی کہ سیاہ بکریاں عرب ہیں اور سفید بکریاں وہ تمہارے عجمی بھائی ہیں۔ امام شافعی نے فرمایا' انبیاء علیہم السلام کی خواب وحی ہوتی ہے۔ حدیث میں جو ضعف و کمزوری کا ذکر ہوا ہے' اس سے حضرت ابوبکر کی خلافت کی مدت کی کمی اور بہت جلد ان کی وفات ہو جانا مراد ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بارے میں ارشاد کہ وہ دو سال رہے گی

ابن سعد نے حسن سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہمیشہ خواب دیکھتا ہوں کہ میں لوگوں کے فضلات کو روند رہا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' تم ضرور لوگوں کے لئے سیدھی راہ ہموار کرو گے۔ عرض کیا' میں دیکھتا ہوں کہ میرے سینے پر رقم کی مانند دو نشان ہیں۔ آپ نے فرمایا' اس سے دو سال مراد ہیں۔

ابن سعد نے ابن شہاب سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خواب دیکھا اور اس خواب کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہوئے فرمایا' اے ابوبکر رضی اللہ عنہ میں نے دیکھا کہ میں اور تم دونوں ایک سیڑھی کی طرف دوڑے ہیں مگر میں تم سے سیڑھی کے ڈھائی ڈنڈے اوپر چڑھ گیا ہوں۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق نے عرض کیا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی رحمت میں مغفرت کی جانب بلا لے گا اور میں آپ کے بعد ڈھائی سال زندہ رہوں گا۔

شیخین نے حضرت عائشہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض وفات میں مجھ سے فرمایا کہ اپنے والد ماجد اور اپنے بھائی کو میرے پاس بلا لو تا کہ میں ابوبکر کے لئے ایک تحریر لکھ دوں کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ کوئی کہنے والا دعویٰ کرے اور تمنا رکھنے والا آرزو کرے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ اور تمام مسلمان انکار کرتے ہیں بجز ابوبکر رضی اللہ عنہ کے۔

بیہقی و ابو نعیم نے حضرت ابن عمر سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا ہے' آپ فرماتے ہیں کہ تم میں بارہ خلیفہ ہوں گے اور ابوبکر صدیق میرے بعد بہت تھوڑی مدت رہیں گے اور عرب کی چکی کا مالک ایسی زندگی گزارے گا جو محمود ہو گی اور وہ شہید ہو کر فوت ہو گا۔ ایک شخص نے پوچھا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ شخص کون ہے' فرمایا عمر بن الخطاب۔ اس کے بعد حضرت عثمان بن عفان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا' اے عثمان! تم سے لوگ اس قمیص کو اتروانا چاہیں گے جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں پہنائی ہو گی۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا' اگر تم نے اس قمیص کو اتار دیا تو تم اس وقت تک جنت میں داخل نہ ہوگے

جب تک کہ سوئی کے ناکے سے اونٹ نہ گزر جائے۔

ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ بنی المصطلق کے سفیروں نے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا کہ تم حضور سے دریافت کرو۔ اگر ہم آئندہ سال حاضر ہوں اور آپ کو موجود نہ پائیں تو اپنے صدقات کس کے حوالہ کریں؟ تو میں نے حضور سے دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا ان سے کہہ دو کہ ابوبکر صدیق کے حوالہ کر دیں اور میں نے ان سے ایسا ہی کہہ دیا۔ انہوں نے کہا جا کر یہ دریافت کرو کہ اگر ابوبکر صدیق کو بھی ہم نہ پائیں تو؟ میں نے جا کر عرض کیا۔ حضور نے فرمایا ان سے کہہ دو حضرت عمر کے حوالہ کر دیں تو میں نے ان سے یہ کہہ دیا۔ انہوں نے کہا آپ سے عرض کرو کہ اگر ہم حضرت عمر کو بھی نہ پائیں؟ میں نے حضور سے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا ان سے کہہ دو حضرت عثمان کے حوالہ کر دیں اور فرمایا جس دن حضرت عثمان قتل کیے جائیں اس دن تم لوگوں کی ہلاکت ہو۔

طبرانی وابونعیم نے جابر بن سمرہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰ سے فرمایا تم امیر وخلیفہ ہو گے اور تم کو قتل کیا جائے گا اور یہ داڑھی تمہارے سر کے خون سے رنگین ہو گی۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا دم واپسیں

حاکم نے ثور بن مجزاۃ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ جنگ جمل کے دن میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس اس وقت پہنچا جب ان میں تھوڑی سی جان باقی تھی تو انہوں نے مجھ سے پوچھا تم کس گروہ سے تعلق رکھتے ہو؟ میں نے کہا میں امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ کی جماعت سے ہوں۔ انہوں نے کہا اپنا ہاتھ بڑھاؤ کہ میں تمہاری بیعت کروں تو میں نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور انہوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کی اور ان کی روح پرواز کر گئی۔ پھر میں حضرت علی مرتضیٰ کے پاس آیا اور آپ سے واقعہ عرض کیا۔ آپ نے سن کر فرمایا اللہ اکبر۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس بات سے انکار کر دے گا کہ طلحہ جنت میں داخل ہوں مگر یہ کہ میری بیعت ان کی گردن میں ہو۔

ابن عساکر نے بطریق سہل بن ابی حثمہ عبدالرحمن بن سہل انصاری حارثی سے جو کہ شہداء احد میں سے ہیں روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کبھی نبوت نہ ہوئی مگر یہ کہ اس کے بعد خلافت ہوئی اور کبھی خلافت نہ ہوئی مگر یہ کہ اس کے بعد بادشاہت ہوئی اور کبھی صدقہ نہ ہوا مگر یہ کہ وہ ٹیکس بن گیا۔

بیہقی وابونعیم نے ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا یہ امر جو نبوت ورحمت ظاہر ہوا ہے اس کے بعد خلافت ورحمت ہو گی۔ اس کے بعد ظلم وجور سے بھرپور بادشاہت ہو گی۔ اس کے بعد امت میں سرکشی وجبر اور فساد برپا ہو گا۔ جوزنا اور شراب اور ریشم کو حلال جانیں گے اور ان کے مرتکب ہونے پر مدد کریں گے۔ ان کو ہمیشہ رزق ملتا رہے گا۔ یہاں تک کہ خدا سے ملیں۔

ابوداؤد وترمذی نے حسن بتا کر اور نسائی وحاکم اور بیہقی نے اور ابونعیم نے سفینہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا نبوت کی خلافت ہوگی۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ میری امت میں خلافت تیس برس رہے گی اس کے بعد بادشاہت ہوگی۔ یہ مدت خلافت چاروں خلفا کی ہے۔

بیہقی نے ابوبکرہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا' میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ نبوت کی خلافت تیس سال رہے گی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ جسے چاہے گا' بادشاہ کرے گا۔ یہ سن کر امیر معاویہ نے کہا' ہم بادشاہت کے ساتھ خوش ہیں۔

بیہقی نے حذیفہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تم لوگ جب تک اللہ تعالیٰ چاہے نبوت کے عہد میں رہو گے۔ اس کے بعد جب خدا چاہے اسے اٹھالے گا۔ پھر تم خلافت علی منہاج نبوت میں جب تک اللہ تعالیٰ چاہے' رہو گے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ اسے اٹھالے گا۔ پھر ظلم سے بھرپور بادشاہت ہوگی۔ پھر ظلم وجور ہوگا۔ جب تک خدا چاہے تم اس میں رہو گے۔ پھر جب خدا چاہے اسے اٹھالے گا۔ پھر خلافت علی منہاج النبوت ہوگی۔ چنانچہ جب حضرت بن عبدالعزیز خلیفہ مقرر ہوئے تو ان سے یہ حدیث بیان کی گئی اور ان سے عرض کیا گیا کہ ہم تمنا رکھتے ہیں کہ آپ کا عہد ظلم وجور کے بعد والا ہو۔ یہ سن کر انہوں نے خوشی کا اظہار کیا۔

حضور ﷺ نے فرمایا' خلافت مدینہ میں ہے اور بادشاہت شام میں

حاکم وبیہقی نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' خلافت مدینہ منورہ میں ہے اور بادشاہت شام میں۔

حاکم نے صحیح بتا اور بیہقی نے عبداللہ بن حوالہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم خلافت کو دیکھو کہ ارض مقدسہ میں نازل ہوئی ہے تو اس وقت زلزلے اور حزن وغم اور بڑے بڑے امور رونما ہوں گے اور قیامت لوگوں سے اتنی قریب ہوگی جیسے ہاتھ اپنے سر سے قریب ہے۔ بیہقی نے فرمایا' اس قیامت سے مراد زمانہ خلافت کی مدت کا خاتمہ ہے۔

بزار وبیہقی نے صحیح بتا کر ابوالدردا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' میں سو رہا تھا کہ میں نے دیکھا لشکروں کی تلوار میرے سر کے نیچے سے اٹھالی گئی۔ میں نے گمان کیا' اب وہ جاتی رہے گی اور میں نے نگاہوں سے اس کا پیچھا کیا تو وہ تلوار شام پہنچی تو جب فتنوں کا وقوع ہوگا تو ایمان شام میں ہوگا اور اس کی مانند حضرت عمر بن الخطاب اور ابن عمر نے حدیث روایت کی ہے۔

ابونعیم نے ابوالدردا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عثمان کے بعد مدینہ' مدینہ نہ رہے گا اور امیر معاویہ کے بعد آرام وکشائش نہ رہے گی۔

اے معاویہ جب تم بادشاہت کرو تو حسن سلوک سے پیش آنا

ابن ابی شیبہ نے اپنی مسند میں بطریق عبدالملک بن عمیر حضرت امیر معاویہ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ جب سے رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ ''اے معاویہ! اگر تم بادشاہت کرو تو لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا۔'' اس وقت سے میں

خلافت کی خواہش رکھنے لگا تھا۔

بیہقی نے عبدالرحمن بن عمیر سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ امیر معاویہ نے فرمایا' خدا کی قسم خلافت پر مجھے کسی بات نے برانگیختہ نہ کیا مگر نبی کریم ﷺ کے اس ارشاد نے کہ اے معاویہ جب تم حکومت کے والی ہو تو اللہ سے ڈرنا اور انصاف کرنا تو میں برابر گمان رکھتا تھا کہ میں ضرور امر دیانت میں مبتلا ہوں گا کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے۔

بنو امیہ کی ملوکیت کے سلسلے میں حضور ﷺ کا خبر دینا

طبرانی نے حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے امیر معاویہ سے فرمایا' اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا اگر اللہ تعالیٰ تمہیں ایک قمیص پہنائے یعنی امر ولایت سپرد کرے۔ اس پر ام حبیبہ نے عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ کیا واقعی اللہ تعالیٰ میرے بھائی کو قمیص پہنائے گا؟ فرمایا' ہاں لیکن اس میں بلاوتحتی ہے۔ اسے تین مرتبہ فرمایا۔

ابن عساکر نے حضرت عائشہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' اے معاویہ! بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس امت کے امر کا والی بنائے گا تو تم خیال رکھنا کہ تم کیا کر رہے ہو۔ حضرت ام حبیبہ نے عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ کیا اللہ تعالیٰ میرے بھائی کو ولایت عطا کرے گا؟ آپ نے فرمایا' ہاں' مگر اس میں بلاوتحتی ہے اور یہ بات تین مرتبہ فرمائی۔

امام احمد نے ابوہریرہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' اے معاویہ! اگر تم حکومت کے والی ہو تو اللہ سے ڈرنا اور انصاف کرنا۔ انہوں نے کہا اس کے بعد میں گمان رکھنے لگا کہ میں امارت کے ساتھ ضرور مبتلا ہوں گا کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے۔ یہاں تک کہ میں مبتلا ہوا۔ ابویعلیٰ نے حضرت امیر معاویہ سے اس کی مثل روایت کی ہے۔

ابن عساکر نے بروایت حسن حضرت امیر معاویہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' سنو! میرے بعد میری امت کے معاملات کے تم والی ہو گے تو جب ایسا ہو تو امت کے محسنوں کو آگے بڑھانا اور امت کے بدکاروں سے درگزر کرنا تو میں اس کا امیدوار رہا۔ یہاں تک کہ میں اس جگہ پہنچا۔

دیلمی نے حسن بن علی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا' میں نے علی مرتضیٰ سے سنا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے۔ یہ دن و رات ختم نہ ہوں گے جب تک کہ معاویہ کی بادشاہت نہ ہو۔

ابن سعد و ابن عساکر نے مسلمہ بن مخلد سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے امیر معاویہ سے فرمایا' "اللھم علمه الکتاب ومکن له فی البلاد وقه العذاب" "اے خدا معاویہ کو کتاب کا علم دے اور انہیں شہروں میں قدرت دے اور انہیں عذاب سے محفوظ رکھ۔

ابن عساکر نے عروہ بن اویم سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ایک اعرابی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے مجھ سے کہا' کشتی کیجئے تو امیر معاویہ اس کی طرف بڑھے اور فرمایا میں تجھ سے کشتی لڑتا ہوں۔ اس وقت نبی کریم ﷺ نے فرمایا' معاویہ کبھی مغلوب نہ ہوں گے اور انہوں نے اعرابی کو پچھاڑ دیا۔ چنانچہ جب صفین کا دن آیا تو حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا' اگر یہ حدیث مجھے

یاد ہوتی تو میں معاویہ سے جنگ نہ کرتا۔

بیہقی نے نافع سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا' میری نسل میں ایک شخص ہوگا جس کے چہرے پر بدنما نشان ہوگا مگر وہ زمین کو انصاف سے بھر دے گا۔ حضرت نافع نے کہا' میں گمان نہیں رکھتا مگر یہ کہ وہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ ہیں۔

بیہقی نے حضرت نافع سے روایت کی۔ اس نے کہا کہ حضرت ابن عمر اکثر فرمایا کرتے تھے کہ کاش میں اس شخص کو جان لیتا کہ جو حضرت عمر کی نسل میں سے ہے اور اس کے چہرے پر بدنما نشان ہے اور وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھرے گا۔

بیہقی نے عبداللہ بن دینار سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ابن عمر نے فرمایا کہ لوگ دنیا کے بارے میں یقین رکھتے ہیں کہ وہ اس وقت تک ختم نہ ہوگی' جب تک کہ آل عمر سے اس شخص کی خلافت نہ ہو جس کی خلافت حضرت عمر کی خلافت کے مشابہ ہے تو لوگ بلال بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا گمان رکھتے تھے کیونکہ ان کے چہرے پر بدنما نشان تھا مگر وہ نہ ہوئے اور وہ شخص حضرت عمر بن عبداللہ ہوئے کیونکہ ان کی والدہ عاصم بن عمر ابن خطاب کی بیٹی تھیں۔

عبداللہ بن امام احمد نے الزوائد میں حضرت علی مرتضیٰ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ بنی امیہ پر لعنت نہ کرو کیونکہ ان میں ایک امیر ایسا ہے جو مرد صالح ہے یعنی عمر بن عبدالعزیز۔

بیہقی نے سعید بن المسیب سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ خلفاء حضرت ابوبکر اور دو (۲) عمر ہیں۔ کسی نے ان سے پوچھا' دوسرے عمر کون ہیں؟ فرمایا قریب ہے کہ تم اسے جان لو گے۔ بیہقی نے فرمایا کہ حضرت ابن المسیب' حضرت عمر بن عبدالعزیز سے دو سال پہلے فوت ہوئے اور انہوں نے یہ بات توفیق الٰہی سے سنائی۔

ابویعلیٰ وبیہقی نے ابوہریرہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ابوالعاص کے بیٹوں کی تعداد چالیس تک پہنچ جائے گی تو لوگ اللہ کے دین سے فریب کریں گے اور اللہ کے مال کو دوست سمجھیں گے اور اللہ کے بندوں کا تمسخر اڑائیں گے۔

بیہقی نے ابن موھب سے روایت کی کہ وہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے تو ان کے پاس مروان آیا اور اس نے کہا' اے امیر المومنین میری حاجت پوری کیجئے۔ خدا کی قسم میں عظیم مشقت میں مبتلا ہوں۔ میں دس بچوں کا باپ ہوں' دس کا چچا اور دس بہنوں کا بھائی ہوں۔ جب مروان پشت پھیر کر گیا تو حضرت ابن عباس معاویہ کے ساتھ تخت پر بیٹھے ہوئے تھے تو معاویہ نے کہا' اے ابن عباس! کیا آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب الحکم کے بیٹوں کی تعداد تیس تک پہنچ جائے گی تو لوگ اللہ کے مال کو اپنے درمیان دولت سمجھیں گے اور اللہ کے بندوں کا تمسخر اڑائیں گے اور کتاب اللہ کے ساتھ فریب کریں گے اور جب ان کی تعداد چار سوننانوے تک پہنچ جائے گی تو ان کی ہلاکت کھجور کے چبانے سے زیادہ جلدی ہوگی۔ یہ سن کر ابن عباس نے فرمایا' خدا گواہ ہے۔ بالکل درست ہے۔ پھر مروان کو اپنی کوئی حاجت یاد آئی اور اس نے عبدالملک کو امیر معاویہ کے پاس بھیجا اور عبدالملک نے معاویہ سے اس کی حاجت کے بارے میں گفتگو کی۔ جب عبدالملک واپس چلا گیا تو امیر معاویہ نے کہا' اے عباس کیا آپ کو علم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے بارے میں ذکر فرمایا اور کہا کہ یہ چار ظالم وجابر بادشاہوں کا باپ ہے۔ اس پر حضرت ابن عباس نے

فرمایا' خدا گواہ ہے۔ بالکل صحیح ہے۔

حاکم نے ابوذر سے روایت کی کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب بنوامیہ کی تعداد چالیس تک پہنچ جائے گی تو وہ اللہ کے بندوں سے تمسخر' اللہ کے مال کو دولت اور کتاب اللہ سے فریب کریں گے۔

ابویعلی وحاکم اور بیہقی نے ابوہریرہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' میں نے خواب میں دیکھا کہ بنی الحکم میرے منبر پر اس طرح کود رہے ہیں جیسے بندر کودتے ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا' اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کو نہ تبسم کرتے دیکھا اور نہ خاطر جمع کی حالت میں۔ یہاں تک کہ آپ نے وفات پائی۔

بیہقی نے ابن المسیب سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ بنی امیہ آپ کے منبر پر ہیں۔ آپ نے اسے برا جانا تو اللہ تعالیٰ نے آپ پر وحی فرمائی۔ یہ دنیا ہے' انہیں دنیا ہی دوں گا۔ اس سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوگئیں۔

ترمذی وحاکم اور بیہقی نے حسن بن علی مرتضیٰ سے روایت کی۔ فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ بنوامیہ آپ کے منبر پر فرداً فرداً خطبہ دے رہے ہیں۔ آپ کو یہ ناگوار معلوم ہوا تو اس وقت آیہ کریمہ ''انا اعطیناك الکوثر'' اور ''انا انزلنه فی لیلته القدر وما ادراك لیلته القدر' لیلته القدر خیر من الف شهر الایات'' نازل ہوئیں تو بنی امیہ کی حکومت ہزار مہینہ تک رہی۔

قاسم بن فضل نے فرمایا' ہم نے بنی امیہ کی حکومت کی مدت شمار کی تو وہ ہزار مہینہ تھی۔ نہ اس سے کم اور نہ اس سے زیادہ۔

ابویعلی وحاکم اور بیہقی نے عمرو بن مرو جہنی سے روایت کی۔ ان کو حضور کی صحبت حاصل تھی۔ انہوں نے کہا کہ حکم بن ابوالعاص نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کی اجازت مانگی۔ آپ نے فرمایا' اس سانپ کو یا سانپ کے بچے کو آنے کی اجازت دے دو۔ اللہ تعالیٰ اس پر اور جو اس کے صلب سے نکلے اس پر سوائے مسلمانوں کے جو کہ بہت کم ہوں گے' لعنت کرے۔ یہ لوگ دنیا کو چاہیں گے اور آخرت میں ذلیل وخوار ہوں گے۔ وہ لوگ مکاری وفریبی ہوں گے۔ ان کو دنیا میں مال ودولت ملے گی اور آخرت میں ان کے لئے کوئی حصہ نہ ہوگا۔

فاکہی نے زہری اور عطا خراسانی سے روایت کی۔ نبی کریم ﷺ نے حکم کے لئے فرمایا' جب اس کی اولاد تیس یا چالیس کو پہنچے گی تو وہ ملکوں کے بادشاہ بن جائیں گے۔

ابن نجیب نے اپنے رسالہ میں جبیر بن مطعم سے روایت کی۔ انہوں نے کہا ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے تو حکم بن العاص آپ کے سامنے سے گزرا۔ نبی کریم نے فرمایا' جو اولاد اس کے صلب میں ہے' میری امت کے لئے افسوسناک ہے۔

ابن ابی اسامہ نے ابوہریرہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بنی امیہ کے ظالم وجابر لوگوں میں سے ایک کی ناک سے میرے اس منبر پر ضرور خون بہے گا تو عمر بن سعید بن العاص کی ناک سے نبی کریم ﷺ کے منبر پر خون بہا۔ یہاں تک کہ منبر کی سیڑھیوں سے خون بہنے لگا۔

حکومت بنی عباس کی خبر دینا

امام احمد وحاکم اور بیہقی وابونعیم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا ایک رات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا۔ آپ نے فرمایا' دیکھو کیا آسمان میں کسی ستارہ کو دیکھتے ہو۔ میں نے عرض کیا' ہاں ثریا کو دیکھ رہا ہوں۔ فرمایا سنو! ان ستاروں کی تعداد کے مواقف تمہارے صلب کی اولاد اس امت کی حکمراں ہوگی اور وہ فتنہ کے وقت حکمراں ہوں گے۔

بزار' ابن عدی' بیہقی اور ابونعیم نے ابوہریرہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس سے فرمایا' تم میں نبوت ومملکت ہے۔

ابونعیم نے ابن عباس سے روایت کی۔ انہوں نے کہا' مجھ سے ام الفضل نے حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے گزری تو آپ نے فرمایا' تم ایک فرزند کی حاملہ ہو۔ جب وہ بچہ پیدا ہو تو اسے میرے پاس لانا۔ میں نے عرض کیا' یارسول اللہ! میرے بچہ کیسے ہوگا۔ جب کہ قریش نے قسم اٹھا رکھی ہے کہ وہ عورتوں کے پاس نہ آئیں گے۔ حضور نے فرمایا' یہ ایسا ہی ہوگا جیسا میں نے تم سے فرمایا۔ وہ کہتی ہیں جب میرے بچہ پیدا ہوا تو اسے آپ کے پاس لائی اور حضور نے اس کے داہنے کان میں اذان دی اور بائیں کان میں اقامت کہی۔ اور اس بچے کے منہ میں لعاب دہن اقدس ڈالا اور اس کا نام عبداللہ رکھا۔ پھر فرمایا' خلفاء کے باپ کو اب لے جاؤ۔ جب میں نے حضرت عباس سے واقعہ عرض کیا تو وہ حضور کی خدمت میں آئے اور آپ سے اس کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا' جو بات تم سے ام الفضل نے کہی ہے' وہ حقیقت ہے۔ یہ ابوالخلفاء ہے۔ یہاں تک کہ ان میں سے کچھ بدکار ہوں گے اور کچھ ان میں سے ہدایت یافتہ ہوں گے حتیٰ کہ ان میں سے ایک وہ ہوگا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ نماز پڑھے گا۔

ابن عدی وابونعیم اور بیہقی نے ابن عباس سے روایت کی۔ انہوں نے کہا' میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا اور میں نے دیکھا کہ دحیہ کلبی کی شکل میں جبریل علیہ السلام ہیں مگر میں یہی گمان کرتا رہا کہ دحیہ کلبی ہیں۔ میں سفید لباس پہنے ہوئے تھا۔ جبریل علیہ السلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا' یہ تو سفید لباس پہنے ہوئے ہیں اور ان کی اولاد سیاہ لباس پہنے گی۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا' میں آپ کے ساتھ جا رہا تھا تو آپ کے ساتھ دحیہ تھے۔ پھر حضور نے جبریل کی بات ان سے بیان کی اور ان کی آنکھیں جانے کا ذکر کیا اور فرمایا' وہ بینائی موت کے وقت واپس آجائے گی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا' خراسان سے سیاہ جھنڈے آئیں گے اور قتال عظیم کریں گے

بیہقی نے ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' تمہارے اس خزانے یعنی کعبہ معظمہ کے پاس تین شخص جنگ کریں گے اور وہ تینوں خلفاء کی نسل سے ہوں گے اور ان میں سے کسی کو اس کا حق نہ پہنچے گا۔ پھر خراسان سے سیاہ جھنڈوں والے آئیں گے اور وہ تم کو اس طرح قتل کریں گے کہ تم نے اس کی مانند قتال کبھی نہ دیکھا ہوگا۔

بیہقی وابونعیم نے ابوہریرہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ فرمایا خراسان سے سیاہ جھنڈے نکلیں گے۔ کوئی چیز انہیں نہ پھیر سکے گی۔ یہاں تک کہ وہ ایلیاء میں نصب ہو جائیں گے۔

بیہقی نے ابان بن ولید بن عتبہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ابن عباس امیر معاویہ کے پاس آئے تو میں موجود تھا۔ ان سے امیر معاویہ نے کہا' کیا تمہارے لئے دولت (حکومت) ہوگی؟ انہوں نے کہا' ہاں۔ امیر معاویہ نے پوچھا تمہارے مددگار کون ہوں گے۔ کہا' اہل خراسان اور بنی امیہ بنی ہاشم سے کئی مرتبہ لڑیں گے۔

حاکم وابونعیم نے ابن مسعود سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' ہم وہ اہل بیت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے دنیا کے مقابلے میں آخرت کو ترجیح دی ہے اور میرے بعد میرے اہل بیت شدید بلاؤں سے دوچار ہوں گے اور ان کو منتشر کر دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ اس جگہ سے ایک قوم آئے گی اور دست اقدس سے مشرق کی جانب اشارہ فرمایا اور وہ سیاہ جھنڈے تھامے ہوں گے اور وہ حق کو مانگیں گے مگر کوئی انہیں حق نہ دے گا تو وہ جنگ کریں گے اور غالب رہیں گے اور انہیں حق دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ میرے اہل بیت میں ایک شخص کے اسے سپرد کریں گے اور وہ زمین کو عدل سے اس طرح بھر دے گا جس طرح ظلم وجور سے زمین بھر گئی ہوگی۔

حاکم نے ابوسعید خدری سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے اہل بیت میں سے ایک شخص زمانہ کے خاتمہ اور فتنوں کے ظاہر ہونے کے وقت ظاہر ہوگا۔ اس کا نام سفاح ہوگا۔ اس کی داد ودہش دونوں ہاتھوں سے مال میں ہوگی۔

بیہقی وابونعیم نے بروایت ابن عباس نبی کریم ﷺ سے روایت کی۔ فرمایا ہم میں سے سفاح' منصور اور مہدی ہوں گے۔

بیہقی نے بسند صحیح ابن عباس سے روایت کی۔ فرمایا کہ ہم میں سے تین شخص ہوں گے جو اہل بیت سے ہوں گے۔

زبیر بن بکار نے موفقیات میں حضرت علی مرتضیٰ سے روایت کی۔ جس وقت ابن ملجم نے آپ کو مجروح کیا اور آپ نے وصیت فرمائی تو اس وصیت میں آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ان باتوں کی خبر دی ہے جو آپ کے بعد اختلافات رونما ہوں گے اور مجھے عہد شکنوں' دین سے نکل جانے والوں اور ظلم وجور کرنے والوں سے لڑنے کا حکم دیا ہے۔ مجھے ان زخموں کی خبر دی جو مجھے پہنچے ہیں اور مجھے بتایا کہ امیر معاویہ اور اس کا بیٹا یزید حکومت کرے گا۔ اس کے بعد بنی مروان کو حکومت پہنچ جائے گی اور وہ اسے وراثت بنالیں گے۔

اب امر خلافت بنی امیہ کو پہنچنے والا ہے۔ اس کے بعد بنی عباس کی جائے گا اور مجھے اس جگہ کی مٹی دکھائی گئی جہاں حسین قتل کئے جائیں گے۔ نیز انہوں نے مغیرہ بن شعبہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عمر بن خطاب نے مجھ سے فرمایا' خدا کی قسم بنو امیہ اسلام کو ننگا کرکے رکھ دیں گے۔ اس کے بعد اسے اندھا کر دیں گے۔ پھر یہ نہ جانا جائے گا کہ اسلام کہاں ہے اور یہ نہ معلوم ہوگا کہ اسلام کا والی کون ہے اور اسلام ادھر ادھر پھرتا رہے گا جہاں خدا چاہے یہ حالت ایک سو چھتیس تک رہے گی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ سفراء کو بھیجے گا جس طرح بادشاہوں کے سفراء ہوتے تھے۔ ان کی خوشبو پاکیزہ ہوگی اور اللہ تعالیٰ اسلام کی سماعت وبصارت کو پھیر دے گا۔ میں نے پوچھا' وہ کون لوگ ہوں گے؟ فرمایا وہ عراقی' مشرقی اور عجمی ہوں گے اور کم ہے جو ہوگیا اور کم ہے جو ہو رہے گا۔

حاکم نے صحیح بتا کر ابومسعود انصاری سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ دین تم میں ہمیشہ رہے گا اور تم ہی اس کے والی ہو۔ جب تک تم نئے نئے اعمال نہ کرو ورنہ تم سے یہ ولایت چھن جائے گی' لہٰذا جب تم ایسا کرو گے تو تم پر اللہ تعالیٰ

شریروں کو مسلط کرے گا اور وہ تمہاری کھال اس طرح ادھیڑیں گے جس طرح درخت سے پوست چھیلا جاتا ہے۔

بخاری نے امیر معاویہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' یہ امر قریش میں رہے گا۔ جب تک قریش دین پر قائم ہیں' جو بھی ان سے دشمنی کرے گا' اللہ تعالیٰ اسے منہ کے بل اوندھا کر دے گا۔

حاکم نے ضحاک بن قیس سے روایت کی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ نے فرمایا حکمراں ہمیشہ قریش میں سے رہے گا۔

حکومت ترکیہ کی خبر دینا

طبرانی وابونعیم نے ابن مسعود سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ترکوں کو اپنے حال پر رہنے دو۔ جب تک وہ تم سے کچھ نہ کہیں' کیونکہ میری امت میں سب سے پہلے جوان کا ملک چھینے گا اور ان کو اللہ تعالیٰ جس چیز کا مالک کرے گا' وہ بنوقنطوراء ہیں۔ (کہا گیا ہے کہ قنطورا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی باندی کا نام ہے۔ ان سے ان کی اولاد ہوئی اور انہیں میں سے ترک اور چینی ہیں اور یہ بھی کہا گیا کہ قنطوراء ترکوں کے باپ کا نام تھا۔)

ابونعیم نے ابوبکرہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک علاقہ ہے جس کا نام بصرہ یا بصیرہ ہے۔ وہاں کچھ مسلمان اتریں گے۔ ان کے قریب نہر ہوگی جس کا نام دجلہ ہے۔ اس پر ان کا پل ہوگا اور وہاں رہنے والے کثرت سے ہو جائیں گے۔ جب آخر زمانہ ہوگا تو بنوقنطوراء آئیں گے۔ ان کے چہرے چوڑے اور آنکھیں چھوٹی چھوٹی ہوں گی۔ یہاں تک کہ وہ نہر کے کنارے پر اتریں گے اور لوگ تین فرقوں میں بٹ جائیں گے۔ ایک فرقہ اپنی اصل کے ساتھ ملحق رہے گا اور وہ ہلاک ہو جائے گا اور ایک فرقہ اپنی جانوں کو بچائے گا اور وہ کافر ہو جائے گا۔ اور ایک فرقہ ان سے جنگ کرے گا اور خوب شدت سے جنگ کرے گا اور اللہ تعالیٰ ان کے بقیہ لوگوں کو فتح دے گا۔

امام احمد و بزار اور حاکم نے بسند صحیح بریدہ سے روایت کی کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا' میری امت کو ایسی قوم کھینچے گی جن کے چہرے چپٹے اور آنکھیں چھوٹی ہوں گی۔ گویا ان کے چہرے ڈھال کی مانند ہوں گے۔ یہ تین مرتبہ ہوگا یہاں تک کہ ان کو جزیرۃ العرب میں پہنچا دیں گے۔ پہلی مرتبہ کے حملے میں جو لوگ بھاگ جائیں گے' وہ نجات پائیں گے اور دوسری مرتبہ کے حملے میں کچھ لوگ نجات پائیں گے لیکن تیسری مرتبہ کے حملے میں جو لوگ ان میں سے باقی رہ جائیں گے' ان کا وہ استیصال کر دیں گے۔ صحابہ نے پوچھا' یارسول اللہ! وہ کون لوگ ہوں گے؟ فرمایا' وہ ترک ہوں گے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ وہ اپنے گھوڑوں کو مسلمانوں کی مسجدوں کے ستونوں سے باندھیں گے۔

ابویعلی نے معاویہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا اہل عرب پر ترک ضرور غالب ہوں گے۔ یہاں تک کہ وہ اہل عرب کو شیخ وقیصوم کے پودوں کی مانند کر دیں گے۔

طبرانی وحاکم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا گویا میں ترکوں کو دیکھ رہا ہوں جو ایسے اونٹوں پر تمہارے اوپر

آئے ہیں جن کے کان چرے ہوئے ہیں اور وہ ان کو فرات کے کنارے باندھ رہے ہیں۔

حاکم نے صحیح بتا کر حذیفہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا' یہ قبیلہ مضر ہمیشہ مرد صالح کو قتل کرتے رہیں گے اور ان کو ہلاک کرکے نابود کرتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنی جانب سے ایسے لشکر سواروں کو بھیجے گا جو انہیں قتل کرے گا۔

امام احمد طبرانی اور ابویعلی نے بسند صحیح عمار بن یاسر سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' آپ نے فرمایا میرے بعد ایک قوم آئے گی جو ایک دوسرے کو قتل کرکے حکومت حاصل کرے گی۔

شہادت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خبر دینا

امام احمد و ابن ماجہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً اس کی مثل اور بزار نے حضرت جابر سے اس کی مانند روایت کی ہے۔

حضور ﷺ کا کوہ اُحد پر ارشاد کہ تجھ پر دو شہید موجود ہیں

ابویعلی نے بسند صحیح سہل بن سعد سے روایت کی کہ کوہ احد نے حرکت کی اور اس پر رسول اللہ ﷺ' ابوبکر صدیق' عمر فاروق اور عثمان ذوالنورین تشریف فرما تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا احد قائم رہ۔ تجھ پر نبی اور صدیق اور دو شہیدوں کے سوا کوئی نہیں ہے۔

طبرانی نے ابن عمر سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ ایک باغ میں تشریف فرما تھے تو ابوبکر صدیق نے آنے کی اجازت مانگی۔ آپ نے فرمایا انہیں اجازت دے دو اور جنت کی بشارت دے دو۔ پھر حضرت عمر نے اجازت مانگی' آپ نے فرمایا انہیں اجازت دے دو اور جنت و شہادت کی بشارت دے دو۔ پھر حضرت عثمان نے اجازت مانگی۔ آپ نے فرمایا انہیں جنت و شہادت کی بشارت اور اجازت دے دو۔

طبرانی نے بسند صحیح عبدالرحمن بن یسار سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں حضرت عمر فاروق کی رحلت کے دن موجود تھا۔ اس دن آفتاب کو گہن ہوا تھا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بارے میں ارشاد گرامی

شیخین نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ بیر اریس تشریف لے گئے اور اس کنویں کی دیوار پر بیٹھے اور آپ اس کے وسط میں تھے۔ اس کے بعد آپ نے اپنے قدمہائے مبارک کنویں میں لٹکا کر اپنی پنڈلیاں کھول لیں۔ اس وقت میں نے اپنے دل میں کہا' آج میں رسول اللہ ﷺ کا ضرور دربان رہوں گا۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق آئے۔ میں نے عرض کیا' آپ اپنی جگہ رہئے اور میں نے جا کر نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ ابوبکر صدیق تشریف لائے ہیں اور اجازت چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا انہیں اجازت دے دو اور جنت کی بشارت دے دو تو وہ آئے اور نبی کریم ﷺ کے پہلو میں آپ کی داہنی جانب دیوار پر بیٹھ گئے اور پاؤں لٹکا دیئے۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے۔ میں نے عرض کیا' حضرت عمر آئے ہیں اور اجازت چاہتے ہیں۔ فرمایا

انہیں اجازت دے کر جنت کی بشارت دے دوتو وہ آئے اور رسول اللہ ﷺ کی بائیں جانب دیوار پر بیٹھ گئے اور پاؤں لٹکا دیے۔ پھر حضرت عثمان آئے اور میں نے عرض کیا' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے ہیں اور اجازت چاہتے ہیں۔ فرمایا انہیں اجازت دے کر اس بلوے پر جو انہیں پہنچے گا' جنت کی بشارت دے دو۔ تو وہ آئے اور انہوں نے دیوار پر بیٹھنے کی جگہ نہ پائی تو وہ ان کے مقابل کنویں کی دیوار پر بیٹھ گئے اور پاؤں لٹکا دیے۔ حضرت سعید بن المسیب نے فرمایا' میں نے اس کی تاویل ان کی قبروں سے لی ہے۔

طبرانی نے اوسط میں اور بیہقی نے زید بن ارقم سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھیجا اور فرمایا' جاؤ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچو اور ان کو تم اپنے گھر میں چادر لپیٹے بیٹھا ہوا پاؤ گے اور ان کو جنت کی بشارت دے دو۔ وہاں سے چل کر ثمیہ پر آ جانا اور تم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دراز گوش پر سوار اس حال میں پاؤ گے کہ ان کے سر کا اگلا حصہ کھلا ہوگا اور انہیں جنت کی بشارت دے دو۔ اس کے بعد تم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچو۔ ان کو بازار میں خرید و فروخت کرتا پاؤ گے اور انہیں شدید بلا و مصیبت کے بعد جنت میں داخل ہونے کی بشارت دے دو تو میں گیا اور ان سب کو اسی حال میں پایا جس طرح کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے احوال کی خبر دی تھی۔

ابن ابی خیثمہ نے اپنی تاریخ اور ابو یعلیٰ و بزار اور ابونعیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا' میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک باغ میں تھا تو کسی آنے والے نے دستک دی تو حضور ﷺ نے فرمایا' اے انس رضی اللہ عنہ! جاؤ دروازہ کھول کر اسے جنت کی بشارت دے کر میرے بعد خلافت کی بشارت دے دو تو میں نے دیکھا کہ وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ پھر کسی شخص نے دستک دی۔ حضور نے فرمایا' اے انس رضی اللہ عنہ جاؤ انہیں جنت اور میرے بعد خلافت کی بشارت دے دو۔ تو میں نے دیکھا کہ وہ حضرت عمر فاروق تھے۔ اس کے بعد پھر کسی نے دستک دی۔ آپ نے فرمایا دروازہ کھول کر انہیں جنت اور میرے بعد خلافت کی بشارت دے دو کیونکہ وہ شہید کیے جائیں گے تو میں نے دیکھا کہ وہ عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔

امام احمد و طبرانی اور ابونعیم نے حضرت ابن عمر سے روایت کی۔ رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ کے ایک نخلستان میں تشریف فرما تھے تو کسی نے آہستہ آواز کے ساتھ اجازت مانگی۔ آپ نے فرمایا' انہیں اجازت دے دو اور اس بلوے پر جس کا انہیں واسطہ ہوگا' جنت کی بشارت دے دو تو وہ عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔

طبرانی نے زید بن ثابت سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا' میرے ساتھ عثمان چلے۔ اس وقت میرے پاس ایک فرشتہ تھا۔ اس نے کہا' یہ شہید ہوں گے اور ان کی قوم ان کو شہید کرے گی اور ہم تمام فرشتے ان سے حیاء کرتے ہیں۔

بزار و طبرانی نے اوسط میں حضرت زبیر بن عوام سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ کے دن ایک قریشی آدمی کو قتل کر کے فرمایا' آج کے بعد جبر کے ساتھ کسی قریشی کو قتل نہیں کیا جائے مگر ایک آدمی عثمان بن عفان کو قتل کرے گا' لہٰذا تم اس آدمی کو قتل کر دینا۔ اگر تم نے اسے قتل نہ کیا تو تم بکریوں کی مانند قتل کیے جاؤ گے۔

حاکم نے صحیح بتا کر اور بیہقی نے ابوہریرہ سے روایت کی۔ انہوں نے اس وقت فرمایا جبکہ حضرت عثمان کو بلوائیوں نے محصور کر

رکھا تھا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا فتنہ واختلاف رونما ہوگا۔ ہم نے عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے لئے اس وقت کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا تم امیر اور ان اصحاب کے دامن سے وابستہ رہنا اور حضرت عثمان کی طرف اشارہ کیا۔

رسول اکرم ﷺ نے یوم الدار میں حضرت عثمان سے جنگ نہ کرنے کا وعدہ کرلیا

ابن ماجہ وحاکم نے صحیح بتا کر اور بیہقی وابونعیم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان کو بلایا اور آپ ان کی طرف اشارہ فرمارہے تھے اور حضرت عثمان کا رنگ متغیر ہو رہا تھا۔ چنانچہ جب یوم الدار یعنی وہ دن آیا جس میں انہیں محصور کیا گیا تو ہم نے عرض کیا' کیا آپ جنگ نہیں کریں گے؟ تو حضرت عثمان نے فرمایا' نہیں کیونکہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے اس امر کا عہد لیا ہے' لہٰذا میں اس پر اپنی جان کا خیال نہ کروں گا۔ صابر رہوں گا۔

حاکم وابن ماجہ اور ابونعیم نے حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان سے فرمایا' بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہیں ایک قمیص پہنائے گا۔ (یعنی خلافت دے گا) تو اگر منافقین تم سے اسے اتارنا چاہیں تو اسے نہ اتارنا۔

ابویعلی نے ام المومنین حضرت حفصہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے کسی کو حضرت عثمان کے پاس بھیجا اور ان سے کہلوایا کہ تم مقتول وشہید ہوگے' لہٰذا تم صبر کرنا اور اللہ تعالیٰ تمہیں صبر کا اجر دے گا اور اس قمیص کو نہ اتارنا جسے اللہ تعالیٰ بارہ سال چھ مہینے پہنائے رکھے گا۔ پھر جب حضرت عثمان واپس ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ تمہیں صبر دے کیونکہ تم بہت جلد شہید کئے جاؤ گے اور اس حال میں جان دو گے کہ تم روزے سے ہوگے اور میرے ساتھ افطار کرو گے۔

ابن عدی وابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اے عثمان! میرے بعد تمہیں خلافت دی جائے گی اور منافقین چاہیں گے کہ تم اسے چھوڑ دو تو تم اسے نہ چھوڑنا اور تم اس دن روزہ رکھنا کیونکہ تم میرے پاس افطار کرو گے۔

حاکم نے صحیح بتا کر عبداللہ بن حوالہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تم لوگ ایک ایسے شخص پر بلوہ کرو گے جو چادر سے عمامہ باندھے ہوگا اور وہ جنتی لوگوں کی بیعت لے گا تو جب لوگوں نے حضرت عثمان پر بلوہ کیا تو وہ حیری چادر کا عمامہ باندھے بیعت لے رہے تھے۔

حاکم نے ابن عباس سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اے عثمان! تم اس حال میں قتل کئے جاؤ گے کہ تم سورۂ بقرہ کی تلاوت کر رہے ہوگے اور تمہارے خون کا قطرہ آیت کریمہ "فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ" پر گرے گا۔ ذہبی نے کہا' یہ روایت موضوع ہے۔

امام احمد وطبرانی وحاکم نے صحیح بتا کر اور بیہقی نے عبداللہ بن حوالہ سے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا جو تین باتوں سے محفوظ رہا' اس نے نجات پائی۔ صحابہ نے عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ! وہ کیا باتیں ہیں؟ فرمایا میری رحلت ہے اور اس خلیفہ کا قتل ہے جو حق پر قائم رہ کر حق پر جان دے گا اور دجال کے فتنے سے اور طبرانی نے اس کی مثل عقبہ بن عامر سے

روایت کی ہے۔

حاکم نے صحیح بتا کر اور بیہقی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسلام کی چکی پینتیس ۳۵ یا چھتیس ۳۶ یا سینتیس ۳۷ سال کے بعد گھومے گی تو اگر وہ لوگ ہلاک ہوئے تو راہِ صواب ہلاک ہونے والوں میں ہے اور اگر ان کا دین ان کے لئے قائم رہا تو ستر سال تک قائم رہے گا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا نبی اللہ ﷺ! یہ مدت گزشتہ سال سے ہے؟ فرمایا نہیں جو آئندہ آئے گا۔ بیہقی نے فرمایا' چنانچہ ایسا ہی واقع ہوا۔ بنی امیہ کی حکومت اس حال میں رہی۔ یہاں تک کہ جب ان میں سستی در انداز ہوئی تو ۱۰۷ھ کے قریب خراسان سے دعویٰ کرنے والوں کا ظہور ہوا۔

حاکم نے صحیح بتا کر اور ابن ماجہ نے مرہ بن کعب سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ قریب تر ہونے والے فتنوں کا ذکر فرما رہے تھے۔ اسی اثناء میں ایک شخص کپڑے سے منہ لپیٹے گزرا۔ آپ نے فرمایا' اس دن یہ شخص ہدایت پر ہوگا۔ میں اٹھ کر اس کے پاس گیا تو وہ عثمان تھے۔

بیہقی نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تم اپنے امام کو قتل نہ کرو گے اور ایک دوسرے کو اپنی تلوار سے قتل کرو گے اور تمہارے شریر لوگ تمہاری دنیا کے وارث بن جائیں گے۔

لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے چلہ سے تیر!

بیہقی اور ابو نعیم نے المعرفہ میں عبدالرحمٰن بن عدیس سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے چلہ سے تیر نکل جاتا ہے اور وہ لوگ لبنان کے پہاڑوں میں قتل کئے جائیں گے۔ ابن لہیعہ نے کہا کہ عبدالرحمٰن بن عدیس ان بلوائیوں میں شامل تھا جو اہل مصر کے ساتھ قتل عثمان کی غرض سے چلے تھے۔ ان بلوائیوں نے حضرت عثمان کو قتل کیا تھا۔ اس واقعہ کے ایک یا دو سال بعد لبنان کے پہاڑ میں ابن عدیس کو قتل کیا گیا۔

حارث بن ابی اسامہ نے اپنی مسند میں مہاجر بن حبیب سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عثمان نے عبداللہ بن سلام کو کسی کو بھیج کر بلوایا اور وہ اس وقت محصور تھے۔ حضرت عثمان نے عبداللہ سے کہا' اپنا سر اٹھا کر اس روزن کو دیکھو۔ آج رات رسول اللہ ﷺ اس روزن سے رونق افروز ہوئے اور فرمایا' اے عثمان رضی اللہ عنہ کیا تم محصور ہو؟ میں نے عرض کیا' ہاں تو آپ نے ایک ڈول لٹکایا اور میں نے اس سے پانی پیا اور میں اپنے اندر اس کی ٹھنڈک اب تک پا رہا ہوں۔ اس کے بعد حضور نے مجھ سے فرمایا' اگر تم چاہو تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں۔ وہ تمہیں ان پر غالب کر دے گا اور اگر تم چاہو تو ہمارے پاس آ کر افطار کرو تو میں نے آپ کے پاس حاضر ہونے کو اختیار کیا ہے اور وہ اسی دن شہید کئے گئے۔

محصور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حضور اکرم ﷺ کا پانی پلانا

ابن منیع نے اپنی مسند میں بطریق نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ روایت کی کہ جب حضرت عثمان محصور ہو گئے تو وہ روزے سے رہنے

گئے۔ ایک دن افطار کا وقت آیا تو انہوں نے بلوائیوں سے افطار کے لئے شیریں پانی مانگا مگر آپ انہوں نے پانی دینے سے انکار کر دیا۔ آپ نے تشنگی کے عالم میں رات بسر کی۔ پھر جب سحر کا وقت آیا تو آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اس چھت سے رونق افروز ہوئے۔ آپ کے ساتھ پانی کا ڈول تھا۔ آپ نے فرمایا اے عثمان رضی اللہ عنہ! پانی پیو تو میں نے پیا یہاں تک کہ میں سیراب ہو گیا۔ پھر فرمایا اور زیادہ پیو تو میں نے پیا۔ یہاں تک کہ میں سیر ہو گیا۔

ابونعیم نے عدی بن حاتم سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت عثمان کی شہادت کے دن ایک آواز سنی۔ اس نے کہا۔

ابشر یا ابن عفان' بروح وریحان ابشر یا ابن عفان' برب غیر غضبان

ابشر یا ابن عفان' بغفران ورضوان

میں نے ادھر ادھر دیکھا مگر کوئی نظر نہ آیا۔

طبرانی وابونعیم نے مسیح بن حیش سے روایت کی۔ انہوں نے کہا' ہم نے حضرت عثمان کو رات میں دفن کیا تو ہمیں ہمارے پیچھے سے ایک انبوہ نے ڈھانپ لیا اور ہم لوگ ڈر گئے۔ قریب تھا کہ منتشر ہو جائیں ایک منادی نے پکارا۔ ڈرو نہیں اپنی جگہ جمے رہو۔ ہم اس لئے آئے ہیں کہ تمہارے ساتھ حضرت عثمان کے جنازے میں شریک ہوں تو مسیح کہا کرتے تھے' خدا کی قسم وہ انبوہ فرشتوں کا تھا۔

ابونعیم نے عروہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عثمان کا جنازہ ''حش کوکب'' میں تین دن رکھا رہا۔ لوگوں نے انہیں دفن نہیں کیا تھا۔ یہاں تک کہ ایک ہاتف نے ندا دی' ان کو دفن کرو اور ان کی نماز جنازہ نہ پڑھو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان پر صلوٰۃ پڑھ لی ہے۔

ابن سعد نے مالک بن ابی عامر سے روایت کی۔ انہوں نے کہا۔ لوگ ''حش کوکب'' میں اپنے مردوں کو دفن کرنے سے بچا کرتے تھے۔ اس پر حضرت عثمان فرمایا کرتے تھے کہ عنقریب ایک مرد صالح فوت ہوگا اور اسے اس جگہ دفن کیا جائے گا اور لوگ اس کی اقتدا کریں گے۔ چنانچہ حضرت عثمان پہلے شخص تھے جو اس جگہ دفن کئے گئے۔

ابونعیم نے بروایت عثمان بن مروان کی والدہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی مسجد کے اوپر تین دن تک جنات کو حضرت عثمان پر نوحہ کرتے سنا ہے۔ ان کے نوحہ کا ایک بند یہ ہے

لیلۃ الحصبہ اذیرمون بالصخر الصلاب ثم جاء وابکرۃ یغون صقرا کاشھاب

زینھم فی الحی والمجلس فکاک الرقاب

ابن سعید نے مجاہد سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان لوگوں کے سامنے جنہوں نے محاصرہ کر رکھا تھا' چھت پر تشریف لائے اور آپ نے فرمایا' تم لوگ مجھے قتل کر کے پھر کبھی (مقبول) نماز نہ پڑھ سکو گے اور (اخروی ثواب کی خاطر) تم کبھی جہاد نہ کر سکو گے اور نہ تم میں تمہارے درمیان غنیمت تقسیم ہوگی۔ جب وہ لوگ ارادہ قتل سے باز نہ آئے تو آپ نے دعا کی۔

''اللهم احصهم عددا-و اقتلهم بددا- ولا تبق منهم احدا'' اے خدا ایک ایک کو گھیر لے اور ان کو چن چن کر قتل کر دے اور ان میں سے کسی کو باقی نہ چھوڑ۔ مجاہد نے کہا ان میں سے فتنہ کے دن جو مارے گئے' سو مارے گئے اور یزید نے اہل مدینہ کی طرف بیس ہزار کا لشکر بھیجا اور تین دن تک انہوں نے قتل مباح رکھا اور اس کی مداہنت سے انہوں نے جو چاہا کیا۔

حضرت علی مرتضٰی کرم اللہ وجہہ کی شہادت کی خبر دینا

حاکم نے صحیح بتا کر حضرت علی مرتضٰی سے روایت کی۔ آپ نے کہا' مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تمہیں اس جگہ اور اس جگہ ضرب لگائی جائے گی اور حضور نے دونوں کنپٹیوں کی طرف اشارہ کیا اور ان دونوں زخموں سے خون بہہ کر تمہاری داڑھی کو رنگین کر دے گا۔ اس کی علی مرتضٰی سے کئی سندیں ہیں۔

حاکم نے صحیح بتا کر اور ابونعیم نے عمار بن یاسر سے روایت کی۔ آپ نے کہا کہ میرے سامنے رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے فرمایا' وہ شخص بڑا شقی ہے جو تمہاری اس جگہ پر ضرب لگائے گا۔ کنپٹی پر یہاں تک کہ اس کے خون سے داڑھی رنگین ہو جائے گی اور حضرت جابر بن سمرہ اور صہیب رومی سے اس کی مثل وارد ہے جس کو ابونعیم نے نقل کیا ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ فوت نہ ہوں گے مگر مقتول

حاکم نے حضرت انس سے روایت کی کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ علی مرتضٰی کے یہاں پہنچا' وہ اس وقت علیل تھے۔ آپ کے پاس حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق موجود تھے۔ ایک نے دوسرے سے کہا' میرا گمان یہ ہے کہ اب یہ فوت ہونے والے ہیں۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا' ہرگز فوت نہ ہوں گے مگر مقتول ہو کر اور ہرگز فوت نہ ہوں گے مگر اس حال میں کہ غیظ سے بھرے ہوں گے۔ حاکم' بیہقی اور ابونعیم نے زہری سے روایت کی۔ انہوں نے کہا جب صبح کا وقت ہوا تو حضرت علی بن ابی طالب قتل کیے گئے۔ بیت المقدس میں جس پتھر کو اٹھایا جاتا' اس کے نیچے سے خون برآمد ہوتا۔

ابونعیم نے بطریق زہری حضرت سعید بن المسیب سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ جس دن حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کو قتل کیا گیا' اس کی صبح کو زمین سے جس کنکری کو اٹھایا جاتا' اس کے نیچے تازہ خون پایا جاتا تھا۔

چند اور صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کی شہادت کی خبر دینا

مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کوہ حرا پر تھے۔ آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق' عمر فاروق' عثمان ذوالنورین' علی مرتضٰی' طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم تھے تو ایک بڑے پتھر نے جنبش کی تو حضور نے فرمایا' ٹھہر جا' تجھ پر نبی یا صدیق یا شہیدوں کے سوا کوئی نہیں ہے۔

حاکم' ابن ماجہ اور ابونعیم نے جابر سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' جو محبوب رکھتا ہے کہ زمین پر چلتا پھرتا شہید دیکھے تو

اسے چاہئے کہ طلحہ بن عبید اللہ کو دیکھے۔

طبرانی نے طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی مجھے دیکھتے تو فرماتے جو چاہتا ہے کہ زمین کے اوپر شہید کو چلتا پھرتا دیکھے تو اسے چاہئے کہ وہ طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھے۔

حاکم نے صحیح بتا کر اور ابونعیم نے بطریق زہری روایت کی۔ کہا کہ مجھے اسمٰعیل بن محمد بن ثابت انصاری نے اپنے والد سے خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت بن قیس بن شماس سے فرمایا' اے ثابت رضی اللہ عنہ! کیا تم اس سے خوش نہیں کہ تمہاری زندگی محمود اور شہید ہو کر فوت ہو اور جنت میں داخل کئے جاؤ؟ انہوں نے عرض کیا' میں اس پر خوش ہوں تو انہوں نے محمود زندگی گزاری اور مسیلمہ کذاب کے قتل کے دن وہ شہید ہو کر داخل جنت ہوئے۔

حضرت حسین ابن علی رضی اللہ عنہما کی شہادت کی خبر دینا

حاکم و بیہقی نے ام الفضل بنت الحارث سے روایت کی۔ انہوں نے کہا ایک دن میں امام حسین کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور میں نے انہیں آپ کے آغوش میں دے دیا۔ کچھ دیر بعد میں نے آپ کی طرف دیکھا تو آپ کی چشمان مبارک آنسوؤں سے ڈبڈبا رہی تھیں۔ پھر آپ نے مجھ سے فرمایا کہ میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور انہوں نے مجھے خبر دی کہ میری امت میرے اس فرزند کو شہید کر دے گی اور میرے پاس ان کے مقتل کی سرخ مٹی لائے۔

ابن راہویہ' بیہقی اور ابونعیم نے ام سلمہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن محو استراحت تھے۔ آپ بیدار ہوئے تو غمگین تھے اور آپ کے دست اقدس میں سرخ مٹی تھی جسے آپ پلٹ رہے تھے۔ میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ مٹی کیسی ہے؟ آپ نے فرمایا' میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور انہوں نے مجھے بتایا کہ حسین رضی اللہ عنہ سرزمین عراق میں قتل کئے جائیں گے اور یہ ان کے مقتل کی مٹی ہے۔

<u>ہم سنا کرتے تھے کہ حسین رضی اللہ عنہ کربلا میں شہید کیے جائیں گے</u>

بیہقی و ابونعیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ بارش کے فرشتے نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر ہونے کی اجازت مانگی اور اسے اجازت دی گئی۔ اسی دوران امام حسین اندر آئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دوش مبارک پر سوار ہونے لگے۔ فرشتہ نے پوچھا' آپ ان سے محبت کرتے ہیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' ہاں۔ اس نے کہا' آپ کی امت ان کو قتل کر دے گی۔ اگر چاہیں تو میں آپ کو وہ جگہ دکھا دوں جہاں انہیں قتل کیا جائے گا تو فرشتہ نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور سرخ مٹی آپ کو دکھائی اور اس مٹی کو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے لے لیا اور اسے اپنے کپڑے میں باندھ لیا اور ہم سنا کرتے تھے کہ حسین کو کربلا میں شہید کیا جائے گا۔

ابونعیم نے حضرت ام سلمہ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ امام حسن و حسین میرے گھر میں آ کر کھیل رہے تھے۔ اسی وقت

جبریل علیہ السلام آئے اور کہا' یارسول اللہ! آپ کی امت آپ کے اس فرزند کو آپ کے بعد شہید کر دے گی اور جبریل علیہ السلام نے امام حسین کی طرف اشارہ کیا اور انہوں نے مٹی لا کر دی۔ آپ نے اسے سونگھ کر فرمایا' کرب وبلا کی بو ہے اور فرمایا اے ام سلمہ رضی اللہ عنہا جب یہ مٹی خون سے بدل جائے تو جان لینا کہ میرا فرزند شہید کر دیا گیا تو انہوں نے اس مٹی کو شیشی میں محفوظ کر لیا۔

ابن عساکر نے محمد بن عمرو بن حسن سے روایت کی۔ انہوں نے کہا' ہم امام حسین کے ساتھ کربلا کی نہر پر تھے۔ آپ نے شمر بن ذی الجوشن کو دیکھ کر فرمایا' اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا۔ گویا میں چتکبرے کتے کو دیکھ رہا ہوں جو میری اہل بیت کا خون پی رہا ہے۔ چونکہ شمر ملعون برص کے مرض میں مبتلا تھا۔

ابن سکن وبغوی نے الصحابہ میں ابونعیم نے بطریق سحیم حضرت انس بن حارث سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میرا یہ فرزند حسین ایسی زمین میں شہید کیا جائے گا جس کا نام کربلا ہے تو جو تم میں سے موجود ہو' اسے چاہئے کہ ان کی مدد کرے تو انس بن حارث کربلا گئے اور امام حسین کے ساتھ شہید ہوئے۔

بیہقی نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت کی کہ امام حسین نبی کریم ﷺ کے پاس آئے۔ اس وقت جبریل علیہ السلام حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں تھے تو حضور سے جبریل نے کہا' آپ کی امت ان کو شہید کر دے گی۔ اگر آپ چاہیں تو وہ مٹی آپ کو بتا دوں جہاں انہیں شہید کیا جائے گا اور جبریل علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے مقام طف کی اشارہ کیا جو عراق میں ہے اور سرخ مٹی لے کر آپ کو دکھائی۔ اس روایت کو دوسری سند کے ساتھ ابوسلمہ سے انہوں نے عائشہ صدیقہ سے متصلاً روایت کی۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے فرمایا' آپ شہید ہیں

بیہقی نے شعبی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما مدینہ منورہ آئے۔ انہیں معلوم ہوا کہ امام حسین عراق کی طرف روانہ ہو چکے ہیں تو وہ مدینہ سے دو دن کی مسافت پر جا کر ان سے ملے اور ان سے کہا' اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کو دنیا اور آخرت کے درمیان اختیار کرنے کو فرمایا تو حضور نے آخرت کو اختیار کیا اور دنیا کو رد کر دیا۔ چونکہ آپ رسول اللہ ﷺ کے جزو ہیں۔ خدا کی قسم آپ میں سے کسی کو دنیا کبھی نہیں حاصل ہوگی اور اللہ تعالیٰ نے آپ حضرات سے اس دنیا کو اس چیز کے ساتھ پھیر دیا ہے جو آپ حضرات کے لئے اس سے بہتر ہے' لہٰذا آپ واپس چلئے مگر امام حسین نے واپسی سے انکار کر دیا تو ابن عمر نے آپ سے یہ کہتے ہوئے معانقہ کیا کہ میں آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں کیونکہ آپ شہید ہیں۔

حاکم نے ابن عباس سے روایت کی۔ انہوں نے کہا' ہم اہل بیت کی کثرت تعداد کی بنا پر شک نہیں کرتے تھے کہ امام حسین عراق میں شہید کر دیئے جائیں گے۔

ابونعیم نے یحییٰ حضرمی سے روایت کی۔ انہوں نے حضرت علی مرتضیٰ کی معیت میں صفین تک سفر کیا۔ جب آپ نینوا میں پہنچے تو آپ نے پکارا' اے عبداللہ! فرات کے کنارے ٹھہرو۔ میں نے عرض کیا' کس لئے؟ آپ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ مجھے جبریل علیہ السلام نے بتایا کہ حسین کو فرات کے کنارے قتل کیا جائے گا اور مجھے اس جگہ کی مٹی اٹھا کر دکھائی تھی۔

ابونعیم نے اصبغ بن نباتہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا' ہم حضرت علی کے ساتھ امام حسین کی قبر کی جگہ آئے۔ آپ نے فرمایا اس جگہ ان کے اونٹ باندھے جائیں گے۔ اس جگہ ان کا سامان رکھا جائے گا اور اس جگہ ان کا خون بہایا جائے گا۔ آل محمد ﷺ کی ایک جماعت اس میدان میں قتل کی جائے گی اور ان پر زمین و آسمان روئیں گے۔

حاکم نے صحیح بتا کر ابن عباس سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو وحی بھیجی کہ میں نے حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کے بدلے ستر ہزار کو قتل کرایا اور میں آپ کے نواسے کے قتل کے بدلے ستر ہزار اور ستر ہزار قتل کراؤں گا۔

امام احمد و بیہقی نے ابن عباس سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک دن دوپہر کے وقت خواب میں اس حالت میں دیکھا کہ آپ کے بال گرد آلود ہیں اور آپ کے دست مبارک میں خون کی بوتل ہے۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ فرمایا یہ حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کا خون ہے۔ آج میں شروع دن سے اس خون کو اس وقت تک جمع کرتا رہا ہوں تو میں نے اپنی خواب کے وقت کو یاد رکھا تو یہ وہی وقت تھا جس دن وہ شہید کئے گئے۔

حاکم نے بیہقی نے حضرت ام سلمہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ کے سر مبارک اور آپ کی داڑھی شریف گرد آلود ہے۔ یہ حال دیکھ کر میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ آپ کا کیا حال ہے؟ آپ نے فرمایا' ابھی ابھی مقتل حسین سے آ رہا ہوں۔

بیہقی و ابونعیم نے بصرہ ازدیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا' جب امام حسین شہید ہوئے تو آسمان سے خون برسا۔ جب ہم نے صبح کی تو ہمارے خیمے' ہمارے مشکیزے اور ہماری ہر چیز خون سے بھری ہوئی تھی۔

بیہقی و ابونعیم نے زہری سے روایت کی۔ انہوں نے کہا' مجھے معلوم ہوا ہے کہ جس دن امام حسین شہید ہوئے' ہم اس دن بیت المقدس کے جس پتھر کو اٹھاتے اس کے نیچے سے تازہ خون نکلتا۔

بیہقی نے ام حبان سے روایت کی۔ انہوں نے کہا جس دن امام حسین شہید ہوئے' ہم پر تین راتیں اندھیری چھائی رہی اور ہم میں سے کسی نے اپنے زعفران کو ہاتھ نہ لگایا جس نے بھی اپنے چہرے پر زعفران ملا' اس کا چہرہ جھلس گیا اور بیت المقدس میں جس پتھر کو پلٹتے' اس کے نیچے سے تازہ خون نکلتا۔

بیہقی نے جمیل بن مرہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا جس دن امام حسین شہید کئے گئے لوگوں نے ان کے لشکر کا ایک اونٹ پایا اور انہوں نے ذبح کر کے اسے پکایا تو وہ حنظل کی مانند کڑوا ہو گیا اور کسی کو قدرت نہ ہوئی' اس کا کچھ حصہ نگل سکیں۔

بیہقی و ابونعیم نے سفیان سے روایت کی۔ انہوں نے کہا' مجھ سے میری دادی نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا جس وقت امام حسین شہید ہوئے تو میں نے ورس کو دیکھا تو وہ خاکستر ہو گیا تھا اور میں نے گوشت کو دیکھا تو وہ آگ بن گیا تھا۔

بیہقی نے علی بن مسہر سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے میری دادی نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا جب امام حسین شہید کئے گئے تو میں ان دنوں جوان لڑکی تھی۔ میں نے دیکھا کہ کئی دنوں تک آسمان سرخ رہا اور وہ آپ کے لئے روتا رہا۔

ابونعیم نے بطریق سفیان ان کی دادی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ جعفیین کے دو آدمی قتل حسین میں موجود تھے تو ان میں

سے ایک کا آلۂ تناسل اتنا دراز ہوا کہ وہ اسے لپیٹ لیتا تھا اور دوسرے کا حال یہ تھا کہ مشکیزہ اس منہ سے لگایا جاتا اور وہ اس کا آخری قطرہ تک پی جاتا مگر وہ سیراب نہ ہوتا یعنی اس کی پیاس نہ بجھتی۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت پر جنات نے نوحہ کیا

ابو نعیم نے حبیب بن ابی ثابت سے روایت کی۔ انہوں نے کہا۔ میں نے امام حسین رضی اللہ عنہ پر جنات کو نوحہ کرتے سنا ہے۔ وہ کہتے ہیں

مسح النبی جبینہ فلہ بریق فی الخدود
ابواہ فی علیا قریش وجدہ خیر الجدود

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسین کی پیشانی پر دستِ اقدس پھیرا ہے۔ ان کے رخساروں میں نور کی چمک ہے۔ ان کے ماں باپ قریش میں بلند رتبہ ہیں اور ان کے جد ساری مخلوق کے اجداد سے بہتر ہیں۔

ابو نعیم نے بطریق حبیب بن ابی ثابت حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا' جب سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رحلت فرمائی ہے' میں نے جنات کو نوحہ کرتے نہیں سنا بجز آج کی رات کے۔ میرا خیال ہے کہ میرا فرزند یعنی امام حسین ضرور شہید کر دیئے گئے ہیں۔ پھر میں نے اپنی باندی سے کہا' جاؤ پوچھ کر آؤ تو اس نے آ کر خبر دی کہ وہ شہید کر دیئے گئے ہیں۔ اس وقت جنات اس طرح نوحہ کرتے تھے۔

الا یا عین فاحتفلی بجھد ومن یبکی علی الشھداء بعدی
علی رھط تقودھم المنایا الی متجبر فی ملک عبد

اے آنکھ تو کوشش کے ساتھ آنسو بہا۔ میرے بعد ان شہیدوں پر کون روئے گا۔ یہ رونا ان شہیدوں پر ہے جو موتیں' تجبیر' ابن زیادہ ملعون اور عبدِ بادشاہ یعنی یزید شقی کی طرف کھینچے لئے جا رہی ہیں۔

ابو نعیم نے فریدہ بن جابر حضرمی سے انہوں نے اپنی والدہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا' میں نے جنات کو امام حسین پر نوحہ کرتے سنا ہے۔ وہ کہتے ہیں

انعی حسینا ھبلا کان حسین جبلا

میں حسین کی شہادت کی خبر دیتا ہوں۔ وہ بڑے بردبار تھے۔ حسین تحمّل کے پہاڑ تھے۔

ابو نعیم نے بروایت ابن لہیعہ' ابو قبیل سے روایت کی۔ انہوں نے کہا' جب امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو ناپاکوں نے آپ کا سر اقدس تن مبارک سے جدا کر دیا اور وہ ایک منزل میں بیٹھ کر نبیذ پینے لگے تو ایک دیوار سے لوہے کا قلم ان پر نمودار ہوا اور اس نے خون سے یہ سطر لکھی۔

اترجوا امۃ قتلت حسینا شفاعۃ جدہ یوم الحساب

وہ امت جس نے حسین کو قتل کیا' قیامت کے دن ان کے جد کریم کی شفاعت کی کیا امید رکھتی ہے۔

ابن عساکر نے منہال بن عمرو سے روایت کی۔ انہوں نے کہا' خدا کی قسم میں نے سر امام کو دیکھا ہے جب وہ اسے بلند کئے لئے جا رہے تھے۔ میں اس وقت دمشق میں تھا۔ اس سر مبارک کے آگے کسی نے سورہ کہف کی تلاوت کی۔ جب وہ آیت کریمہ "اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا" (کہف:۹) تو اللہ تعالیٰ نے سر مبارک کو گویائی عطا فرمائی اور فرمایا "اَعْجَبُ مِنْ اَصْحَابِ الْكَهْفِ قَتْلِيْ وَ حَمْلِيْ" اصحاب کہف سے زیادہ تعجب کی بات میرا قتل کرنا اور میرے سر کو اٹھائے پھرنا ہے۔

حضور ﷺ نے اپنے بعد لوگوں کے مُرتد ہونے کی خبر دی اور دیگر اخبار

مسلم نے ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ میری امت کے بہت سے قبیلے مشرکوں کے ساتھ مل جائیں گے اور وہ بتوں کی پوجا کریں گے۔

مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' سنو! میرے حوض پر بہت سے لوگوں کو دھکار دیا جائے گا جس طرح کہ بھٹکا ہوا اونٹ دھکار دیا جاتا ہے اور میں انہیں پکاروں گا۔ ادھر آؤ' اس وقت کہا جائے گا۔ ان لوگوں نے اپنا دین بدل ڈالا ہے۔ تو میں ان سے کہوں گا' دور ہو جاؤ' دور ہو جاؤ۔

شیخین نے ابن عباس سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' سنو میری امت کے کچھ لوگ لائے جائیں گے۔ پھر ان کو شمال والے پکڑ لیں گے۔ میں کہوں گا' یہ تو میرے پاس کے بیٹھنے والے ہیں۔ اس وقت بتایا جائے گا' آپ نہیں جانتے۔ انہوں نے آپ کے بعد کیا ایجادات کی ہیں تو میں وہ کہوں گا جو مرد صالح نے کہا ہے کہ "وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّادُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ الاية" (مائدہ:۱۱۷) اور کہا جائے گا' یہ وہ لوگ ہیں جب سے آپ نے ان کو چھوڑا ہے یہ اپنی ایڑیوں کے بل پلٹ کر ہمیشہ مرتد رہے ہیں۔

مسلم نے حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' شیطان جزیرۃ العرب میں نماز پڑھنے والوں سے مایوس ہو گیا ہے کہ وہ اسے پوجیں۔ البتہ شیطان نمازیوں کے درمیان تحریش یعنی امور مکروہہ کی رغبت دلاتا رہے گا۔

بیہقی نے مستورد رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ فرماتے ہیں سخت ترین لوگ رومی ہیں۔ ان کا استیصال قیامت کے ساتھ ہے۔

حاکم و بیہقی نے بطریق سفیان بن عیینہ عمرو سے انہوں نے حسن بن محمد بن حنفیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ مجھے اجازت دیجئے کہ میں سہیل بن عمر کے سامنے کے بڑے دانت توڑ دوں تاکہ وہ اپنی

قوم میں کبھی کھڑے ہو کر بدگوئی نہ کر سکے۔ آپ نے فرمایا' اس سے درگزر کرو' ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک دن تمہیں خوش کر دے۔ سفیان نے کہا' جب نبی کریم ﷺ نے وفات پائی تو کچھ لوگ بھاگ کر مکہ پہنچے۔ اس وقت سہیل بن عمرو کعبہ معظمہ کے پاس کھڑا ہوا اور اس نے خطبہ دیا کہ جو محمد ﷺ کی پرستش کرتا تھا' جان لے کہ آپ نے وفات پالی ہے مگر اللہ تعالیٰ زندہ ہے' اسے موت نہیں۔

یونس بن بکیر نے مغازی میں اور ابن سعد نے بطریق ابن اسحاق' محمد بن عمرو بن عطاء سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا' جب سہیل بن عمرو گرفتار ہو کر آئے تو حضرت عمر نے عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ کیا میں اس کے سامنے کے دانت توڑ دوں تاکہ اس کی زبان باہر لٹک پڑے اور یہ کبھی کھڑے ہو کر خطبہ نہ دے سکے اور سہیل زیادہ جانتا تھا کہ اس کے ہونٹوں سے کیا نکلتا ہے مگر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں مثلہ کرنے کی اجازت نہ دوں گا۔ مبادا اللہ تعالیٰ میرے ساتھ بھی اسی طرح پیش آئے گا۔ اگرچہ میں نبی ہوں۔ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے ایسے مقام پر کھڑا کرے جسے تم برا نہ جانو۔ چنانچہ سہیل نے مکہ مکرمہ میں جب رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی ایسا خطبہ دیا جیسا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دیا تھا۔ گویا کہ اس نے ان کا خطبہ سنا تھا۔ جب سہیل کے خطبہ کی خبر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو انہوں نے کہا' "اشھد انک رسول اللہ" چونکہ حضور ﷺ نے خبر دی تھی کہ ممکن ہے سہیل رضی اللہ عنہ ایک دن ایسے مقام میں کھڑا ہو جسے تم برا نہ جانو۔

ابن سعد نے بطریق ابوسلمہ بن عبدالرحمن حضرت ابوعمرو بن عدی بن حمراء خزاعی سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا' میں نے سہیل بن عمرو کو اس دن دیکھا جس دن رسول اللہ ﷺ کی وفات کی خبر مکہ مکرمہ آئی تو سہیل رضی اللہ عنہ نے ہمیں ایسا خطبہ دیا جیسے ابوبکر صدیق نے مدینہ منورہ میں خطبہ دیا تھا۔ گویا کہ اس نے ان کا خطبہ سنا تھا۔ جب سہیل کے اس خطبہ کی خبر حضرت عمر فاروق کو پہنچی تو فرمایا "اشھد ان محمد الرسول اللہ" اور جو کچھ حضور لائے' وہ حق ہے۔ یہی وہ مقام ہے جس کی رسول اللہ نے خبر دی تھی جبکہ آپ نے مجھ سے فرمایا' ممکن ہے وہ ایسے مقام میں کھڑا ہو جسے تم برا نہ جانو' اور محاملی نے اپنی کتاب فوائد میں بطریق سعید بن ابی ہند عمرہ سے اور عائشہ صدیقہ سے متصلاً اسے روایت کیا ہے۔

حضرت براء بن مالک کے بارے میں ارشاد

ترمذی و حاکم نے صحیح بتا کر اور بیہقی نے حضرت انس سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کتنے ہی کمزور بندے ایسے ہیں جن کو لوگ ضعیف جانتے ہیں اور ان کے جسموں پر صرف دو چادریں ہوتی ہیں۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ کو قسم دے دیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم ضرور پوری فرما دے۔ ان حضرات میں سے ایک حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں۔ چنانچہ حضرت براء رضی اللہ عنہ نے تستر کے میدان میں کفار سے مقابلہ کیا مگر مسلمان منتشر ہو گئے۔ مسلمانوں نے براء رضی اللہ عنہ سے کہا' اے براء رضی اللہ عنہ بلاشبہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کی قسم دے دو تو اللہ تعالیٰ تمہاری قسم ضرور پوری فرما دے' لہٰذا آپ اپنے رب کو قسم دیجئے تو انہوں نے کہا' اے رب! میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ جب تو ہم کو ان کے شانے دے گا تو وہ پشت پھیر کر فرار ہو جائیں گے۔ اس کے بعد کفار مسلمانوں سے قنطرۃ السوس پر مقابل آئے اور انہوں نے مسلمانوں کو بڑی تکلیف پہنچائی تو مسلمانوں نے کہا' اے براء! اپنے رب کو

قسم دیجئے تو انہوں نے کہا: اے رب! میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ جب تو ہمیں ان کے شانے دے تو وہ اپنے شانے ہمیں دے دیں اور تو مجھے اپنی نبی کے ساتھ ملا دے۔ اس کے بعد مسلمانوں نے حملہ کیا اور فارسی کفار ہزیمت کھا گئے اور حضرت براء شہید ہو گئے۔

ابن السکن اور ابن مندہ دونوں نے الصحابہ میں اور ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں کئی سندوں کے ساتھ اقرع بن شفی عکی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی کریم ﷺ میری بیماری کے زمانہ میں تشریف لائے۔ اس وقت میں نے عرض کیا: میرا گمان یہی ہے کہ میں اپنے اس مرض سے جانبر نہ ہو سکوں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہرگز نہیں۔ تم ضرور زندہ رہو گے اور سرزمین شام کی طرف ضرور ہجرت کرو گے اور وہاں فوت ہو کر فلسطین کے ٹیلہ پر دفن ہو گے۔ چنانچہ وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں فوت ہوئے اور رملہ میں مدفون ہوئے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا شمار محدثین میں

شیخین نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گزشتہ امتوں میں محدثین ہوتے تھے اور میری امت میں اگر کوئی محدث ہے تو وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فاروق ہیں۔

طبرانی نے اوسط میں ابوسعید خدری سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو مبعوث نہ فرمایا مگر یہ کہ اس نبی کی امت میں محدثین ہوتے تھے۔ اگر میری امت میں محدثین میں سے کوئی ہے تو وہ حضرت عمر ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! محدثین کیسے ہوتے ہیں؟ فرمایا: فرشتے ان کی زبان پر کلام کرتے ہیں۔

طبرانی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہر نبی کے ساتھ اس کی امت میں ایک یا دو معلم ہوتے رہے۔ میری امت میں اگر کوئی معلموں میں سے ہے تو وہ حضرت عمر بن الخطاب ہیں۔

طبرانی نے اوسط میں اور بیہقی نے حضرت علی مرتضیٰ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا: ہم اصحاب محمد ﷺ اگرچہ بکثرت تھے لیکن ہمیں اس میں کوئی شک نہ تھا کہ سکینہ حضرت عمر کی زبان پر کلام کرتا ہے۔

بیہقی نے طارق بن شہاب سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ہم باہم کہا کرتے تھے کہ حضرت عمر بن خطاب کی زبان پر فرشتہ کلام کرتا ہے۔

حاکم نے ابن عمر سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے نہیں سنا کہ حضرت عمر کسی چیز کے بارے میں فرماتے ہوں کہ میرا ایسا ایسا خیال ہے مگر یہ کہ وہ ایسی ہی ہوتا جیسا کہ آپ نے گمان کیا ہوتا تھا۔

ازواجِ مطہرات میں سے سب سے پہلی زوجہ مطہرہ کا آپ سے ملنا

مسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم ازواج میں سے وہ زوجہ مجھے سب سے پہلے ملے گی جو تم سب میں دراز دست ہے۔ تو ہم ناپتے تھے کہ کس کے ہاتھ طویل ہیں تو وہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا تھیں۔ ان کے ہاتھ طویل تھے کیونکہ وہ اپنے ہاتھ سے عمل کرتیں اور صدقہ دیا کرتی تھیں۔

بیہقی نے شعبی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ازواج مطہرات نے عرض کیا' یارسول اللہ ﷺ ہم میں سے سب سے پہلے کون آپ سے ملے گا؟ فرمایا جس کے ہاتھ سب سے زیادہ دراز ہیں تو وہ سب اپنے ہاتھوں کو ناپتی تھیں کہ کس کے ہاتھ دراز ہیں؟ جب ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے وفات پائی تو ازواج مطہرات نے جانا کہ وہ خیر وصدقہ میں سب سے زیادہ دراز دست تھیں۔

قرآن کریم کی کتابت کے بارے میں آپ کی خبر

ابن عساکر نے نبیط اشجعی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا' جب حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے قرآن کریم کے نسخوں کی کتابت کرائی تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا' آپ نے راہ ثواب اختیار کی اور آپ نے توفیق حق پائی۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ فرماتے تھے' میری امت میں مجھ سے زیادہ محبت رکھنے والے لوگ جو میرے بعد آئیں گے' وہ ہیں جو بغیر دیکھے مجھ پر ایمان رکھیں گے اور جو''ورق معلق'' میں ہے' اس پر عمل کریں گے۔ میں دل میں کہتا وہ''ورق معلق'' کیا ہوگا۔ یہاں تک کہ میں نے مصاحف قرآنیہ کو دیکھا۔ حضرت عثمان نے یہ سن کر بہت تعجب کیا اور حکم دیا کہ حضرت ابوہریرہ کو دس ہزار درہم دیے جائیں اور فرمایا' خدا کی قسم میں نہیں جانتا تھا کہ تم ہم سے نبی کی حدیث کو روک کے رکھو گے۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی خبر دینا

مسلم نے امیر المومنین حضرت عمر فاروق سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے ارشاد فرمایا کہ اہل یمن کا ایک شخص تمہارے پاس آئے گا اور یمن میں صرف اپنی والدہ کو ہی چھوڑ کر آنے گا۔ اس کے جسم پر سفیدی تھی تو اس نے اللہ تعالیٰ سے اسے دور کرنے کی دعا کی تو وہ سفیدی اس سے جاتی رہی۔ صرف ایک دینار کے برابر سفیدی باقی ہے۔ اس کا نام اویس رضی اللہ عنہ ہے تو تم میں سے جو کوئی اس سے ملاقات کرے تو اسے چاہئے کہ اس سے مغفرت کی دعا کی درخواست کرے۔

بیہقی نے دوسری سند کے ساتھ حضرت عمر فاروق سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تابعین میں قرن کا ایک شخص ہوگا۔ اس کا نام اویس بن عامر ہوگا۔ اس کے جسم میں سفیدی ظاہر ہوگی اور اللہ تعالیٰ سے اسے دور کرنے کی دعا کرے گا اور وہ دور ہو جائے گی۔ چنانچہ وہ دعا کرے گا''اَللّٰهُمَّ دَعْ لِیْ فِیْ جَسَدِیْ مِنْهُ مَا اَذْكُرُ بِهٖ نِعْمَتَكَ عَلَیَّ''اے خدا میرے جسم سے اس سفیدی کو دور کر دے اور میرے جسم میں اتنی سفیدی چھوڑ دے کہ میں تیری نعمت کو یاد رکھوں تو اللہ تعالیٰ اس کے جسم میں اتنی سفیدی چھوڑ دے گا' لہٰذا تم میں سے کوئی اگر اس سے ملے تو اور وہ استطاعت رکھتا ہو کہ اس سے استغفار کرائے تو اسے لازم ہے کہ اس سے استغفار کی درخواست کرے۔''

ابن سعد وحاکم نے عبدالرحمن بن ابولیلیٰ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ جنگ صفین کے روز اہل شام کے ایک آدمی نے پکارا کہ کیا تم میں اویس قرنی ہیں؟ لوگوں نے جواب دیا' ہاں ہیں۔ اس نے کہا' میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا' اویس قرنی خیر التابعین ہیں۔ اس کے بعد وہ شخص اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا کر اپنے لشکر میں چلا گیا۔

ابن سعد وحاکم نے بطریق اسیر بن جابر حضرت عمر سے روایت کی۔ انہوں نے حضرت اویس قرنی سے فرمایا کہ آپ میرے لئے استغفار فرمائیں۔ اویس قرنی نے کہا' میں آپ کے لئے کیونکر استغفار کروں جبکہ آپ خود رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں۔ حضرت عمر نے فرمایا' میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا' خیر التابعین وہ شخص ہے جس کا نام اویس قرنی ہے۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے حال کی خبر دینا

شیخین نے عبداللہ بن سلام سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا' وہ شہداء کا مقام ہے اور تم اس مقام کو ہرگز نہ پاؤ گے۔

ابن سعد وحاکم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ کے حضور میں ایک پیالہ کھانا لایا گیا۔ حضور نے اس میں سے کچھ نوش فرمایا اور پیالہ میں کھانا بچ رہا۔ آپ نے فرمایا' اس طرف سے ایک شخص آئے گا جو اہل جنت میں سے ہے وہ اس کھانے کو کھائے گا تو حضرت عبداللہ بن سلام آئے اور انہوں نے اسے کھایا۔

رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر دینا

طیالسی وابن سعد وبیہقی نے بطریق یحییٰ بن عبدالحمید بن رافع سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے میری دادی نے بیان کیا کہ رافع کو یوم احد یا یوم حنین ان کی چھاتی میں تیر لگا۔ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا' یارسول اللہ ﷺ! تیر کو نکال دیجئے۔ حضور نے فرمایا' اے رافع اگر تم چاہو تو میں تیر اور اس کے پیکان کو نکال دوں اور اگر تم چاہو تو میں تیر کو نکال دوں اور اس کے پیکان کو رہنے دوں تاکہ میں قیامت کے دن تمہاری شہادت کی گواہی دوں کہ تم شہید ہو۔ رافع نے عرض کیا' یارسول اللہ ﷺ تیر کو نکال دیجئے اور پیکان کو رہنے دیجئے اور میرے شہید ہونے کی گواہی قیامت کے دن دیجئے کہ میں شہید ہوں تو وہ اس کے بعد زندہ رہے یہاں تک کہ جب امیر معاویہ کی خلافت کا زمانہ تھا تو وہ زخم پھٹا اور اس سے ان کی وفات ہوئی۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی خبر دینا

حاکم نے صحیح بتا کر اور بیہقی نے ام ذر سے روایت کی۔ انہوں نے کہا' خدا کی قسم حضرت عثمان نے ان کو نہیں جدا کیا لیکن رسول اللہ ﷺ نے چونکہ ان سے فرمایا کہ جب مقام سلع پہاڑ سے عمارتیں تجاوز کر جائیں تو تم یہاں سے نکل جانا۔ چنانچہ جب سلع سے بستی تجاوز کر گئی تو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ شام کی طرف چلے گئے۔

حاکم وابونعیم نے ام ذر رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ جب حضرت ابوذر کی رحلت کا وقت قریب آیا تو انہوں نے فرمایا' میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے ان لوگوں سے جن میں میں بھی تھا' فرمایا تم میں سے ایک شخص بیابان سرزمین میں فوت ہوگا اور مسلمانوں کی ایک جماعت اس کے پاس آئے گی تو ان لوگوں میں کوئی فرد ایسا نہیں ہے جس نے آبادی اور جماعت میں وفات نہ پائی ہو۔ البتہ ایک میں ہی وہ شخص رہ گیا ہوں لہٰذا تم سر راہ انتظار کرو اس پر میں نے کہا' اس زمانے میں لوگ کہاں

آتے جاتے ہیں کیونکہ حجاج گزر چکے ہیں اور راستہ رک چکا ہے۔ ہم اسی حال میں تھے اور وہ وفات پا چکے تھے کہ اچانک چند سواروں کو اونٹوں پر دیکھا اور میں نے ہاتھ اور کپڑے سے انہیں اشارہ کیا اور وہ لوگ تیزی کے ساتھ آ کر کھڑے ہو گئے اور وہ لوگ حضرت ابوذر کے پاس آئے اور ٹھہر کر انہیں دفن کیا۔

ابن ابی شیبہ نے حضرت ابوذر سے روایت کی۔ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا' میرے بعد اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے۔ یہ سن کر میں رونے لگا اور عرض کیا' یارسول اللہ ﷺ کیا میں آپ کے بعد زندہ رہوں گا؟ فرمایا' ہاں جب کوہِ سلع سے آبادی کو تجاوز کرتے دیکھو تو عرب میں سرزمین قضاعہ چلے جانا کیونکہ ایک دن آنے والا ہے جو ایک کمان یا دو کمان یا ایک تیر یا دو تیر کی مقدار میں قریب ہے۔

ابن سعد نے ابوذر سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' اے ابوذر اس وقت تم کیا کرو گے جب تم پر ایسے حاکم آئیں گے جو مال غنیمت کو بے دریغ خرچ کریں گے۔ میں نے عرض کیا' میں اپنی تلوار سے ماروں گا۔ حضور نے فرمایا' کیا میں تمہیں اس سے بہتر صورت نہ بتاؤں' وہ یہ کہ تم صبر کرنا۔

ابونعیم و ابن عساکر نے ابوذر سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے خبر دی کہ لوگ ہرگز میرے قتل پر قابو نہ پائیں گے اور میرے دین میں لوگ ہرگز فتنہ نہ ڈالیں گے اور مجھے خبر دی کہ میں تنہا اسلام لایا اور تنہا فوت ہوں گا اور تنہا قیامت کے دن اٹھایا جاؤں گا۔

ابونعیم نے اسماء بن یزید سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوذر کو مسجد میں سوتا ہوا پایا تو آپ نے ان سے فرمایا' کیا وجہ ہے کہ میں تمہیں مسجد میں سوتا ہوا دیکھ رہا ہوں۔ انہوں نے عرض کیا' پھر میں کہاں سوؤں جبکہ مسجد کے سوا میرا کوئی گھر ہی نہیں؟ حضور نے فرمایا' اس وقت تم کیا کرو گے جب تم کو یہاں سے نکالا جائے گا؟ انہوں نے عرض کیا' میں شام چلا جاؤں گا۔ حضرت نے فرمایا' اس وقت تم کیا کرو گے جب شام سے نکالے جاؤ گے؟ تو عرض کیا' اس جگہ پھر پلٹ آؤں گا۔ فرمایا اس وقت تم کیا کرو گے جب تم کو اس جگہ سے دوبارہ نکالا جائے گا۔ عرض کیا' اس وقت اپنی تلوار لے کر ماروں گا۔ یہاں تک کہ فوت ہو جاؤں۔ حضور نے فرمایا' کیا میں اس سے بہتر تدبیر تمہیں نہ بتاؤں۔ وہ یہ کہ تم کو لوگ جس طرف لے جائیں تم چلے جانا اور جدھر وہ تمہیں چلائیں' چلتے رہنا یہاں تک کہ تم اسی اپنی حالت کے ساتھ مجھ سے آ کے ملو۔

حارث بن ابی اسامہ نے ابوالمثنیٰ ملیکی ﷺ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ جب صحابہ کرام میں تشریف لاتے تو فرماتے عویمر میری امت کا دانشور ہے اور جندب (ابوذر) میری امت کا تنہا شخص ہے۔ یہ تنہا زندگی گزارے گا اور تنہا فوت ہوگا اور صرف اللہ تعالیٰ ہی اس کی کفایت کرے گا۔

ابن سعد نے محمد بن سیرین سے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ نے حضرت ابوذر سے فرمایا جب آبادی سلع پہاڑ سے بڑھ جائے تو یہاں سے نکل جانا اور شام کی طرف جانے کا دست اقدس سے اشارہ فرمایا اور میں گمان نہیں رکھتا کہ تمہارے حکماء تمہیں اپنے حال پر چھوڑیں۔ انہوں نے عرض کیا' یارسول اللہ ﷺ جو لوگ میرے اور آپ کے حکم کے درمیان حائل ہوں' کیا میں ان سے جنگ نہ

کروں؟ آپ نے فرمایا نہیں ان کی سمع وطاعت کرنا۔ اگرچہ حبشی غلام ہی تمہارا حاکم ہو۔ چنانچہ جب وہ شام چلے گئے تو امیر معاویہ نے حضرت عثمان ذوالنورین کو خط لکھا کہ ابوذر نے شام کے لوگوں کو خراب کر دیا ہے۔ اس پر حضرت عثمان نے حضرت ابوذر کے پاس کسی کو بھیجا۔ پھر وہ ربذہ کی طرف چلے گئے۔ جب ربذہ پہنچے تو نماز کی اقامت ہو رہی تھی۔ اس جگہ حضرت عثمان کی جانب سے حبشی غلام حاکم تھا' وہ حضرت ابوذر کو دیکھ کر پیچھے ہٹا۔ آپ نے اسے آگے بڑھایا' فرمایا کہ نماز پڑھاؤ کیونکہ مجھے سمع وطاعت کا حکم دیا گیا ہے۔ اگرچہ حبشی غلام ہی حاکم ہو تو تم حبشی غلام ہو۔

ایک اعرابی کو اس کے قتل کی خبر دینا

ابن خزیمہ' دیلمی اور طبرانی نے کدیر ضبی سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ کے دربار میں ایک اعرابی آیا اور اس نے عرض کیا' آپ مجھے ایسا عمل بتایئے جو مجھے جنت سے قریب کر دے اور دوزخ سے مجھے دور کر دے۔ حضور نے فرمایا' عدل وانصاف سے بولو اور بچا ہوا مال لوگوں کو دیا کرو۔ اس نے عرض کیا' خدا کی قسم میں اس کی قدرت نہیں رکھتا کہ ہر لحظہ عدل وانصاف سے بولوں اور نہ اس کی ہی قدرت رکھتا ہوں کہ بچا ہوا مال لوگوں کو دے سکوں۔ حضور نے فرمایا' تم کھانا کھلایا کرو اور بکثرت لوگوں کو سلام کیا کرو۔ اس نے کہا' یہ بھی بہت دشوار ہے۔ حضور نے فرمایا' کیا تمہارے پاس اونٹ ہے؟ اس نے کہا' ہاں! حضور نے فرمایا' اپنے اونٹ اور اپنے مشکیزہ کا دھیان رکھو اور ان گھروں میں جایا کرو جو ایک دن کے بعد پانی پیتے ہیں اور انہیں پانی پلایا کرو۔ توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اونٹ کو نہ مارے گا اور تمہارے مشکیزے کو نہ پھاڑے گا۔ یہاں تک کہ تمہارے لئے جنت واجب کر دے گا۔ چنانچہ وہ اعرابی گیا۔ ابھی نہ اس کا مشکیزہ پھٹا تھا اور نہ اس کا اونٹ مرا تھا کہ وہ شہید ہو کر فوت ہو گیا۔ المنذری نے کہا' اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں مگر یہ کہ کدیر تابعی ہے اور یہ حدیث مرسل ہے اور ابن خزیمہ کو وہم ہوا ہے کہ انہیں صحبت رسول میسر آئی ہے اور اپنی صحیح میں اسے نقل کیا ہے۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی شاہد ایک اور متصل روایت ہے جسے طبرانی نے اپنے ثقہ راویوں کے ساتھ نقل کیا ہے۔ بجز یحییٰ حمانی کے جو ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے عرض کیا' وہ کون سا عمل ہے جسے اگر میں کروں تو جنت میں داخل ہو جاؤں؟ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم ایسے علاقے میں ہو جہاں پانی ڈھو کر لایا جاتا ہے؟ اس نے کہا' ہاں! حضور ﷺ نے فرمایا' تم نیا مشکیزہ خرید لو۔ پھر اس میں پانی بھرا کرو۔ یہاں تک کہ وہ پھٹ جائے۔ ابھی وہ پھٹنے نہ پائے گا کہ تم اس کے ذریعہ ایسے عمل کو پہنچ جاؤ گے جو جنت میں لے جائے۔

طبرانی نے مسند الشامیین میں اور ابن حبان نے الثقات میں بطریق ابراہیم بن ابی عبلہ شریک بن خباشہ نمیری سے روایت کی کہ وہ بیت المقدس گئے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے کنویں سے پانی کھینچ رہے تھے کہ ان کے ڈول کی رسی ٹوٹ گئی تو وہ ڈول نکالنے کیلئے کنویں میں اترے۔ ابھی وہ ڈول کو تلاش ہی کر رہے تھے کہ ان کی نظر ایک درخت پر پڑی اور انہوں نے اس کا ایک پتہ توڑ لیا اور اس پتے کو اپنے ساتھ نکال لائے۔ جب اسے باہر دیکھا وہ دنیاوی درختوں کے پتوں کی مانند نہ تھا۔ پھر وہ اعرابی حضرت عمر فاروق کی خدمت میں اسے لائے۔ آپ نے اسے دیکھ کر فرمایا' میں شہادت دیتا ہوں کہ حضور ﷺ کی وہ خبر حق ہے۔ میں نے

رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا' اس امت کا ایک شخص دنیا میں رہتے ہوئے جنت میں داخل ہوگا۔ اس کے بعد حضرت عمر نے اس پتے کو مصحف شریف کے دونوں گتوں کے درمیان رکھ دیا اور کلبی نے دوسری سند کے ساتھ قصہ مذکورہ بیان کیا۔ اس میں مذکور ہے کہ پھر حضرت عمر نے حضرت کعب سے دریافت کیا کہ کیا تم کتاب میں یہ پاتے ہو کہ اس امت کا ایک شخص دنیا میں رہتے ہوئے جنت میں داخل ہوگا؟ انہوں نے کہا' ہاں اس کا ذکر موجود ہے۔

حضور ﷺ کا کذاب اور حجاج ثقفی کی خبر دینا

امام احمد نے حذیفہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' میری امت میں ستائیس کذاب ودجال ہوں گے۔ ان میں سے چار عورتیں ہوں گی۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد نبی نہیں۔

ابن عدی وابویعلی وبزار وطبرانی اور بیہقی نے عبداللہ بن زبیر سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' قیامت قائم نہ ہوگی جب تک تیس کذاب ظاہر نہ ہوں۔ ان میں سے مسیلمہ' عنسی اور مختار ہے۔ عرب کے شریر ترین قبائل بنوامیہ' بنو حنیفہ اور بنو ثقیف ہیں۔

مسلم نے اسماء بنت ابوبکر سے روایت کی۔ انہوں نے حجاج ثقفی سے کہا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا بنوثقیف میں کذاب اور ظالم ہوگا۔ چنانچہ کذاب کو تو ہم نے دیکھ لیا ہے۔ اب رہا ظالم تو میرا خیال ہے وہ تو ہی ہے۔ اور بیہقی نے ابن عمر سے اس کی مانند مرفوعاً روایت کی۔

ابن سعد وبیہقی نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ کسی آنے والے نے آپ کو خبر دی کہ اہل عراق نے اپنے امام کو کنکریاں ماری ہیں تو وہ غضبناک ہو کر باہر نکلے اور نماز پڑھی اور ان کی نماز میں سہو واقع ہو گیا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو دعا کی کہ اے خدا جن لوگوں نے مجھے وسوسہ میں ڈالا تو ان کو اس پریشانی میں ڈال دے اور اس ثقفی غلام کو ان پر مسلط کرنے میں جلدی کر جو ان میں جاہلیت کے طریقہ کے ساتھ حکومت کرے گا اور وہ ان کے محسنوں کا عذر قبول نہ کرے گا اور نہ ان کے بروں سے درگزر کرے گا۔ حالانکہ حجاج اس وقت تک پیدا بھی نہ ہوا تھا۔ ابوالیمان نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو علم تھا کہ حجاج یقیناً خروج کرے گا۔ چنانچہ جب اہل عراق نے ان کو غضبناک کیا تو حضرت عمر نے ان کے لئے بطور سزا اس کے ظہور کی عجلت فرمائی جس کا ظاہر ہونا اس کے لئے لازمی امر تھا۔

امام احمد نے الزہد میں اور بیہقی نے حسن سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت علی مرتضیٰ نے اہل کوفہ پر بددعا کی کہ اے خدا! جیسے میں نے ان پر بھروسہ کیا مگر انہوں نے خیانت وبدعہدی کی اور جس طرح میں نے ان کی خیرخواہی کی مگر انہوں نے خیرخواہی کی قدر نہ کی۔ اب ان پر اس ثقفی جوان کو مسلط کر دے جو لانبے لانبے دامن والا اور ادھر ادھر بھٹکنے والا ہے جو عراق کی تروتازگی کو کھالے گا اور عمدہ پوشاکیں پہنے گا اور ان میں جاہلیت کے طریقہ پر حکومت کرے گا۔ حضرت حسن نے فرمایا کہ اس وقت تک حجاج پیدا بھی نہیں ہوا تھا۔

بیہقی نے بروایت مالک بن اوس بن حدثان حضرت علی مرتضیٰ سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا' وہ جوان جو بڑے بڑے دامن والا ہوگا' مصریوں کا امیر ہوگا۔ عمدہ پوشاک پہنے گا۔ اعلیٰ نعمتیں کھائے گا' جو عزت والے اس کے دربار میں حاضر ہوں گے انہیں وہ قتل کرے گا۔ مخلوق اس سے بہت ڈرے گی۔ اس دور میں لوگوں کی نیندیں اڑ جائیں گی۔

بیہقی نے حبیب بن ابو ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت علی مرتضیٰ نے ایک شخص سے فرمایا تو اس وقت تک نہ مرے جب تک کہ تو ثقفی جوان کو نہ پائے۔ اس نے پوچھا' وہ ثقفی جوان کون ہے؟ فرمایا روز قیامت اس سے کہا جائے گا کہ جہنم کے گوشوں میں سے کسی گوشے کو ہماری طرف سے اپنے اختیار کرلے۔ وہ جوان بیس سال یا کچھ اوپر بیس سال حکومت کرے گا اور وہ اللہ تعالیٰ کی کسی معصیت کو نہ چھوڑے گا مگر یہ کہ وہ اس کا ارتکاب کرے گا۔ یہاں تک کہ ایک معصیت کے سوا کوئی معصیت باقی نہ چھوڑے گا اور اس معصیت کے اور اس کے درمیان ایک بند دروازہ حائل ہوگا' وہ اسے توڑ ڈالے گا اور وہ اس معصیت کا بھی مرتکب ہو جائے گا۔ جو لوگ اس کی اطاعت کریں گے۔ ان کے ساتھ وہ اپنے نافرمانوں کو قتل کرے گا۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے بارے میں خبر دینا

بخاری نے ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی بابت فرمایا' میرا یہ فرزند سردار ہے اور توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں کے درمیان اس کے ذریعہ صلح کرائے گا اور بیہقی نے حضرت جابر سے اس کی مثل حدیث روایت کی ہے۔

حضرت محمد بن حنیفہ رضی اللہ عنہ کی خبر دینا

بیہقی نے حضرت علی مرتضیٰ سے روایت کی۔ فرمایا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' میرے بعد تم سے ایک بچہ پیدا ہوگا۔ اس کا نام میرے نام پر اور اس کی کنیت میری کنیت پر تم رکھو گے۔

صلہ بن اشیم رضی اللہ عنہ کے بارے میں خبر دینا

ابن سعد و بیہقی اور ابونعیم نے الحلیہ میں بطریق ابن المبارک روایت کی کہ ہمیں عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر نے خبر دی۔ انہوں نے کہا ہمیں معلوم ہوا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' میری امت میں ایک شخص ہوگا جس کا نام صلہ بن اشیم ہوگا۔ اس کی شفاعت سے اتنے اتنے لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔

وہب' قرظی' غیلان اور ولید کی خبر دینا

ابن عدی و بیہقی نے عبادہ بن صامت سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' میری امت میں ایک شخص ہوگا جس کا نام وھب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اسے حکمت عطا فرمائے گا اور ایک شخص ہوگا جس کا نام غیلان ہوگا۔ وہ شیطان سے زیادہ لوگوں کو ضرر پہنچائے گا۔ (غیلان دمشقی قدریہ فرقہ کا سردار ہے۔ اسی نے سب سے پہلے قدر کے باب میں اختراعات کیں۔)

بیہقی نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' ایک شیطان شام میں پکارے گا اور دو تہائی شامی قدر کو جھٹلائیں گے۔ بیہقی نے نے فرمایا' اس حدیث میں غیلان قدری کی طرف اشارہ ہے۔

ابن سعد و بیہقی نے ابوبردہ ظفری سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا دو کاہنوں میں سے ایک کاہن مرد میں ظاہر ہوگا جو قرآن کریم کی اس خوبی کے ساتھ تلاوت کرے گا کہ اس کے بعد کوئی شخص اس جیسا تلاوت نہ کر سکے گا۔ نافع بن یزید نے کہا' ہم کہا کرتے تھے کہ وہ کاہن محمد بن کعب قرظی تھے اور دو کاہن قریظہ و بنونضیر کے تھے۔

بیہقی نے ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دو کاہنوں میں سے ایک کاہن شخص ایسا ہوگا جو قرآن کریم کو بڑی خوبی کے ساتھ پڑھے گا۔ اس کے سوا کوئی دوسرا ایسا جیسا نہ پڑھ سکے گا۔ راوی نے کہا' لوگ خیال کرتے تھے کہ وہ محمد بن کعب قرظی تھے اور دو کاہن قریظہ اور نضیر کے تھے۔ یہ حدیث مرسل ہے۔ بیہقی نے عون بن عبداللہ سے روایت کر کے فرمایا' ہم نے قرظی سے زیادہ عالم تاویل قرآن میں کسی کو نہ دیکھا۔

بیہقی و ابونعیم نے حضرت سعید بن مسیب سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ام سلمہ کے بھائی کا بچہ پیدا ہوا اور انہوں نے اس کا نام ولید رکھا۔ رسول اللہ نے یہ نام سن کر فرمایا' تم لوگ اپنے فرعونوں کے نام پر نام رکھتے ہو۔ اس امت میں ایک شخص ہوگا جس کا نام ولید ہوگا' وہ شخص اس امت کے لئے بہت شریر ہوگا۔ جس طرح فرعون اپنی قوم کے لئے بد تھا۔ اوزاعی نے کہا' لوگ خیال کرتے تھے کہ وہ شخص ولید بن عبدالمالک ہے۔ اس کے بعد ہم نے دیکھا کے وہ ولید بن یزید تھا۔ بیہقی نے فرمایا' یہ حدیث مرسل حسن ہے اور حاکم نے انہیں لفظوں کے ساتھ بروایت ابن المسیب حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے متصلا روایت کر کے صحیح بتایا اور امام احمد نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کر کے فرمایا کہ ام سلمہ کے بھائی کا بچہ پیدا ہوا۔ اس کے بعد مذکورہ حدیث کی مثل روایت کی۔

شام میں طاعون کی خبر دینا

اس بارے میں ایک حدیث عوف بن مالک سے مروی پہلے گزر چکی ہے۔

امام احمد نے معاذ بن جبل سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ تم لوگ شام کی طرف جاؤ گے اور تمہارے لئے شام فتح ہوگا اور تم میں ایک وبا پھیلے گی جو گلٹی کے یا گوشت کے طویل ٹکڑوں کی مانند ہوگی اور وہ پاؤں کے جھنگاسوں (یا بغل وغیرہ) کو گھیرے گی۔ اس وباء کے ذریعے اللہ تعالیٰ تمہیں شہادت کی موت دے گا اور تمہارے اعمال کو ستھرا بنائے گا۔

طبرانی نے معاذ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تم ایک منزل میں اترو گے۔ اس جگہ کا نام جابیہ ہے۔ وہاں تم کو ایک بیماری لاحق ہوگی جو اونٹ کے غدود (گلٹی) کی مانند ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے تمہیں اور تمہاری اولاد کو شہادت کی موت دے گا اور اس کے ذریعے تمہارے اعمال کو ستھرا کرے گا۔

امام احمد و طبرانی اور بزار و ابویعلیٰ اور حاکم و ابن خزیمہ اور بیہقی نے ابوموسیٰ اشعری سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت طعن اور طاعون سے فنا ہوگی۔ صحابہ نے پوچھا' یارسول اللہ ﷺ اس طعن یعنی نیزے کے زخم کو تو

جانتے ہیں' طاعون کیا ہے؟ حضور نے فرمایا طاعون تمہارے دشمن جنات کا کونچہ ہے اور طعن و طاعون دونوں میں شہادت ہے۔

امام احمد و ابویعلی اور طبرانی نے اوسط میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' میری امت فنا نہ ہوگی مگر طعن اور طاعون سے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! اس طعن کو ہم جانتے ہیں' طاعون کیا ہے؟ فرمایا اونٹ کے غدود کی مانند غدود ہے۔ طاعون کی جگہ رہنے والا شخص شہید کی مانند ہے اور وہاں سے بھاگنے والا ایسا ہے جیسا کہ جہاد سے بھاگنے والا شخص۔

ابن ماجہ و بیہقی نے حضرت ابن عمر سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کسی قوم میں کبھی فواحش کا غلبہ نہ ہوا۔ جب تک کہ انہوں نے اس کا علانیہ ارتکاب نہ کیا۔ اس کے بعد ان میں طاعون کی وبا پھیلی۔

طبرانی نے ابن عباس سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس قوم میں زناکاری جب عام ہوئی تو ان میں موت کی کثرت واقع ہوئی۔

اُم ورقہ رضی اللہ عنہا کو شہادت کی خبر دینا

ابوداؤد و ابونعیم نے جمیع اور عبدالرحمن بن خلاد انصاری سے ان دونوں نے ام ورقہ بن نوفل سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ جب بدر گئے تو کسی نے عرض کیا' یارسول اللہ ﷺ مجھے غزوہ بدر میں اپنی معیت میں جانے کی اجازت دیجئے۔ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے شہادت نصیب فرمائے۔ آپ نے فرمایا' تم اپنے گھر میں بیٹھی رہو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں شہادت نصیب فرمائے گا۔ تو ان کو لوگ شہیدہ کے نام سے پکارتے تھے۔ اس کی شہادت کا واقعہ یہ ہوا کہ وہ قرآن کریم کی تلاوت کر رہی تھیں اور انہوں نے ایک غلام اور باندی کو مدبر کیا تھا۔ وہ دونوں رات کے وقت ان کے پاس آئے اور ایک چادر سے ان کا گلا گھونٹا یہاں تک کہ وہ فوت ہو گئیں۔ یہ واقعہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت کا ہے۔ چنانچہ انہوں نے ان دونوں کو حکم دیا اور دونوں کو سولی دی گئی۔ یہ دونوں مدینہ منورہ میں سب سے پہلے سولی چڑھنے والے تھے۔ ابن راہویہ' ابن سعد' بیہقی اور ابونعیم نے دوسری سند کے ساتھ اسے روایت کیا۔ اس میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا تھا آؤ شہیدہ کی زیارت کریں۔

حضرت اُم الفضل رضی اللہ عنہا کا گریہ

ابن سعد نے زید بن علی بن حسین سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے اظہار نبوت کے بعد کسی ایسی عورت کی گود میں اپنا سر مبارک نہ رکھا جو آپ کے لئے حلال نہ ہو۔ بجز ام الفضل زوجہ حضرت عباس کے۔ وہ آپ کے سر مبارک کو سنوارتیں اور چشمان مبارک میں سرمہ لگاتی تھیں۔ چنانچہ ایک دن آپ نے سرمہ لگایا تو اچانک ان کی آنکھوں سے آنسو کا قطرہ بہہ کر حضور کے رخسار مبارک پر گرا۔ حضور نے فرمایا' کیا بات ہے' کیوں رو رہی ہو؟ انہوں نے عرض کیا' اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ کی رحلت کی خبر دی ہے۔ کاش کہ آپ بتا دیتے کہ آپ کے بعد ہمارے ساتھ کیا ہوگا؟ حضور نے فرمایا' میرے بعد تم لوگ مقہور و ضعیف خیال کئے جاؤ گے۔

اس فتنہ کی خبر دینا جس کی ابتداء شہادتِ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہوئی

شیخین نے حضرت حذیفہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو آپ نے فرمایا' تم میں کون شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو فتنوں کی بابت یاد رکھتا ہے؟ حضرت حذیفہ نے کہا' میں ہوں۔ حضرت عمر نے فرمایا قریب آؤ اور بیان کرو تو میں نے بیان کیا کہ مرد کا فتنہ اس کے اہل' مال' اولاد اور اس کے ہمسائے میں اگر ہو تو اس کا کفارہ نماز اور صدقہ ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا میرا مقصود اس قسم کی فتنوں کی بابت دریافت کرنا نہیں ہے بلکہ وہ فتنے دریافت کرتا ہوں جو دریا کے موج کی مانند امنڈ کے آئیں گے۔ میں نے عرض کیا' اے امیر المومنین! ایسے فتنوں کا آپ کو کوئی اندیشہ نہیں ہے کیونکہ آپ کے اور اس کے درمیان بند دروازہ حائل ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا' تمہارا کیا خیال ہے کہ وہ دروازہ کھولا جائے گا یا توڑا جائے گا۔ میں نے عرض کیا' نہیں بلکہ توڑا جائے گا۔ پھر وہ دروازہ کبھی بند نہ ہوگا۔ لوگوں نے اس دروازے کی بابت پوچھا کہ وہ کون ہے۔ انہوں نے بتایا کہ وہ حضرت عمر ہیں۔

امام احمد وبیہقی اور طبرانی نے عروہ بن قیس سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت خالد بن ولید سے لوگوں نے ظاہر ہونے والے فتنوں کی بابت پوچھا تو انہوں نے فرمایا' سنو جب تک عمر فاروق زندہ ہیں' وہ ظاہر نہ ہوں گے۔ ان فتنوں کا ظہور ان کے بعد ہوگا۔

ابن راہویہ نے ابوذر سے روایت کی کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد نبوت کا ذکر کر کے اس کی تعریف وثناء کی۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت کا ذکر کر کے اس کی تعریف وثناء کی۔ اس کے بعد فرمایا' جب تیس سال پورے ہو جائیں تو جدھر تمہارا جی چاہے چلے جانا کیونکہ اس کے بعد کسی طرف نہیں پھیرا جا سکتا مگر عجز وفجور ہی کی طرف۔

ابن سعد نے کعب سے روایت کی۔ انہوں نے حضرت عمر فاروق سے کہا' قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ ماہ ذی الحجہ کا چاند تمام نہ ہوگا کہ آپ جنت میں داخل ہو جائیں گے اور میں آپ کی بابت کتاب اللہ میں لکھا پاتا ہوں کہ آپ جہنم کے ایک دروازے پر ہیں اور لوگوں کو جہنم میں گرنے سے روک رہے ہیں۔ جب آپ وفات پائیں گے تو لوگ جہنم میں قیامت تک گرتے رہیں گے۔

بزار' طبرانی اور ابونعیم نے مظعون رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بابت فرمایا کہ عمر فتنوں کی رکاوٹ ہیں۔ جب تک یہ تم میں موجود وزندہ رہیں گے' اس وقت تک تمہارے اور فتنوں کے درمیان دروازہ مضبوطی سے بند رہے گا۔

طبرانی نے اوسط میں ابوذر سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' تمہیں فتنوں کا ہرگز سامنا نہ کرنا پڑے گا۔ جب تک عمر رضی اللہ عنہ تم میں موجود ہیں۔

مسلم نے ثوبان سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم نے فرمایا جس وقت میری امت میں تلوار رکھ دی جائے گی' پھر وہ تلوار

قیامت تک ان سے نہ اٹھے گی (یعنی امت برابر کی جاتی رہے گی)

بیہقی نے ابوموسیٰ اشعری سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت سے پہلے ہرج واقع ہوگا۔ صحابہ نے دریافت کیا' ہرج کیا ہے؟ فرمایا' یہ قتل مشرکوں کا نہیں ہوگا' مسلمان ایک دوسرے کو قتل کریں گے۔

امام احمد و بیہقی اور بزار و طبرانی اور ابونعیم نے کرز بن علقمہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فتنے اس طرح واقع ہوں گے جس طرح شبنم گرتی ہے۔ اور تم اس وقت سانپ بن جاؤ گے اور ایک دوسرے کی گردن مارو گے۔ زہری نے فرمایا کالا سانپ جب ڈسنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ اس طرح کھڑا ہو جاتا ہے اور انہوں نے اپنا ہاتھ کھڑا کر کے بتایا اس کے بعد وہ ڈستا ہے۔

امام احمد و بزار اور طبرانی و حاکم نے خالد بن عرفطہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ مجھ سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا' عنقریب حادثات' فتنے' فرقے اور اختلاف واقع ہوں گے اگر تم قدرت رکھو کہ مقتول ہو جاؤ تو مقتول ہو جانا قاتل نہ بننا۔

طبرانی و حاکم نے صحیح بتا کر عمرو بن الحمق رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فتنے واقع ہوں گے وہ لوگ زیادہ سلامتی میں رہیں گے جو مغربی لشکر میں ہوں گے۔ ابن الحمق رضی اللہ عنہ نے کہا اسی بنا پر میں مصر میں تمہارے پاس آیا ہوں۔

طبرانی نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عنقریب چار فتنے رونما ہوں گے۔ پہلا فتنہ یہ ہے کہ اس میں خون بہانے کو حلال جانیں گے اور دوسرا فتنہ یہ ہوگا کہ اس میں خونریزی اور مال کو حلال سمجھا جائے گا اور تیسرا فتنہ یہ ہوگا کہ اس میں خونریزی اور مال و فروج (شرمگاہ) کو حلال سمجھا جائے گا (اس روایت میں چوتھے فتنے کا ذکر نہیں ہے ممکن ہے کہ چوتھا فتنہ تاتار کا ہو جنہوں نے آخری خلفاء عباسیہ کو قتل کیا۔ واللہ اعلم بمراد رسول اللہ ﷺ۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر دینا

بیہقی و ابونعیم نے ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ نے فرمایا بہت سے لوگ ایمان لانے کے بعد مرتد ہو جائیں گے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ٹھیک سنا ہے۔ مگر تم ان میں سے نہیں ہو۔ چنانچہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے پہلے فوت ہو گئے۔

طیالسی نے یزید بن ابوحبیب سے روایت کی کہ دو آدمی بالشت بھر زمین پر جھگڑتے ہوئے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ اس وقت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا جب تم ایسی زمین پر ہو جہاں دو آدمی بالشت بھر زمین پر جھگڑ رہے ہوں تو تم وہاں سے نکل جانا۔ چنانچہ حضرت ابوالدرداء شام کی طرف چلے گئے۔

محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ارشاد

ابوداؤد و حاکم نے صحیح بتا کر اور بیہقی نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں ہر آدمی کو فتنے میں مبتلا ہونے کا خوف رکھتا ہوں سوائے محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا: کہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو فتنہ ضرر نہ پہنچائے گا۔ ثعلبہ بن ضبیعہ نے کہا ہم مدینہ منورہ آئے تو ہم نے ایک خیمہ نصب دیکھا اور دیکھا کہ خیمہ میں محمد بن مسلمہ انصاری

رضی اللہ عنہ موجود ہیں۔ میں نے ان سے وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ میں کسی آبادی میں اس وقت نہ رہوں گا جب تک کہ مسلمانوں کے درمیان سے یہ فتنہ وفساد دور نہ ہو جائے۔

طبرانی نے اوسط میں محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب لوگوں کو دیکھو کہ وہ بنیادی غرض سے خونریزی کر رہے ہیں تو تم اپنی تلوار لے کر حرہ میں بڑے پتھر کے پاس جانا اور تلوار کو اس پر اتنا مارنا کہ وہ ٹوٹ جائے اور اس کے بعد اپنے گھر آ کر بیٹھ جانا یہاں تک کہ تمہارے پاس کوئی خطا کار ہاتھ آئے یا پورا ہونے والا خدا کا حکم آئے تو میں نے ایسا ہی کیا۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا تھا۔

ابن سعد نے محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے مجھے تلوار عطا کر کے فرمایا کہ اس سے خدا کی راہ میں جہاد کرو جب تک کہ تم دیکھو کہ مسلمانوں کے دو گروہ باہم لڑیں اس وقت تم اپنی تلوار کو پتھر پر مارنا یہاں تک کہ وہ ٹوٹ جائے اور اپنی زبان وہاتھ کو روکے رہنا۔ جب تک کہ پورا ہونے والا خدا کا حکم یا خطا کار ہاتھ تمہارے پاس آئے' چنانچہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور مسلمانوں میں وہ سب کچھ ہوا جو ہوا تو وہ ایک پتھر کے پاس گئے اور اپنی تلوار اس پر ماری یہاں تک کہ وہ ٹوٹ گئی۔

جنگ جمل وصفین ونہروان کی خبر دینا اور دو حکم کے بارے میں ارشاد

حاکم نے صحیح بتا کر اور بیہقی نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے بعض امہات المومنین کے خروج کا ذکر کیا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہنسیں۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے حمیرا! دھیان رکھنا تم ان میں نہ ہونا اس کے بعد حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا اگر تمہیں ان حالات کا سامنا کرنا پڑے تو ان کے ساتھ نرمی برتنا۔

امام احمد ابو یعلی وبزار وحاکم وبیہقی اور ابونعیم نے قیس سے روایت کی انہوں نے کہا کہ جب ام المومنین سید عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بنی عامر کے ہاں پہنچیں تو ان پر کتوں نے بھونکنا شروع کر دیا۔ انہوں نے پوچھا اس منزل کا کیا نام ہے؟ بتایا کہ اس جگہ کا نام حواب ہے۔ انہوں نے کہا میرا خیال ہے کہ میں واپس چلی جاؤں۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا نہیں بلکہ آگے بڑھئے لوگ آپ کو دیکھیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے درمیان صلح کرا دے گا۔ انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا تم میں کوئی زوجہ اس وقت کیا کرے گی جب حواب کے کتے اس پر بھونکیں گے۔

بزار اور ابونعیم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے ایک عورت سرخ رنگ کے زیادہ بالوں والے اونٹ پر سوار ہو کر نکلے گی یہاں تک کہ حواب کے کتے بھونکیں گے اور اس کے چاروں طرف مقتولوں کا ڈھیر ہو گا پھر قریب ہو گا کہ ہلاک ہو جائے مگر نجات پائے گی۔

حاکم نے صحیح بتا کر اور بیہقی وابونعیم نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ان سے کسی نے عرض کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے جو حدیثیں سنی ہیں ہمیں بیان فرمایئے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر میں تم سے بیان کروں تو تم مجھے سنگسار کر دو گے۔ ہم نے کہا

سبحان اللہ! یہ کیوں کر ہوسکتا ہے؟ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر میں تم سے یہ حدیث بیان کروں کہ تمہاری بعض امہات المومنین تم سے جنگ کریں گی اور وہ لشکر تم کو تلوار سے قتل کر دے گا تو تم میری تصدیق نہ کرو گے۔ لوگوں نے عرض کیا سبحان اللہ! کون ہے وہ جو تمہاری بات کی تصدیق نہ کرے گا۔ انہوں نے کہا وہ الحمراء اونٹ پر سوار ہو کر تم پر حملہ کریں گی جنہیں اہل لشکر زبردستی لے کر آئیں گے۔ بیہقی نے فرمایا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ کی خبر دی حالانکہ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روانگی سے پہلے ہی فوت ہو چکے تھے۔

بزار اور بیہقی نے ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا ایک ایسی قوم خروج کرے گی جو ہلاک ہوگی اور وہ فلاح نہ پائے گی ان کی قائد ایک عورت ہوگی مگر ان کی قائد عورت جنت میں داخل ہوگی۔

امام احمد و بزار اور طبرانی نے ابورافع سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰ سے فرمایا عنقریب تمہارے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے درمیان ایک واقعہ ہوگا لہٰذا جب اس واقعہ کا ظہور ہو تو ان کو امن کی جگہ واپس کر دینا۔

حاکم نے صحیح بتا کر اور بیہقی نے ابوالاسود رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ جب حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اپنی جگہ سے نکلے اور وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارادہ کر رہے تھے تو اس وقت میں موجود تھا۔ حضرت علی مرتضیٰ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر کہا کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم علی رضی اللہ عنہ سے جنگ کرو گے حالانکہ تم ظالم ہو گے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے تو یاد نہیں ہے اس کے بعد حضرت زبیر رضی اللہ عنہ واپس چلے گئے۔

ابو علی و حاکم اور بیہقی وابونعیم نے ابوجروہ مازنی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے کہتے سنا ہے کہ ہم تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دیتے ہیں کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا آپ نے فرمایا کہ تم علی رضی اللہ عنہ سے جنگ کرو گے۔ درآں حالیکہ تم ان کے بارے میں ظالم ہو گے۔ انہوں نے کہا ہاں میں نے سنا ہے مگر میں بھول گیا تھا۔

حاکم نے قیس سے روایت کی کہ انہوں نے کہا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کیا تمہیں وہ دن یاد نہیں جب میں اور تم دربار رسالت میں موجود تھے اور تم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم علی رضی اللہ عنہ سے محبت رکھتے ہو؟ اس وقت تم نے کہا مجھے ان سے محبت کرنے میں کون سی چیز مانع ہے۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سنو! تم ان پر خروج کرو گے اور ان سے جنگ کرو گے درآں حالیکہ تم ظالم ہو گے۔ یہ سن کر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ واپس پلٹ گئے۔

ابونعیم نے عبدالسلام سے روایت کی انہوں نے کہا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے یوم الجمل حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا آپ نے فرمایا تم ان سے ضرور جنگ کرو گے درآں حالیکہ تم ان کے معاملے میں ظالم ہو گے۔ اس کے بعد علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو تم پر فتح حاصل ہوگی۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا یقیناً میں نے یہ سنا ہے اب میں ہرگز تم سے جنگ نہیں کروں گا۔

جنگ صفین

شیخین نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں اختلاف واقع ہوا

تو وہ ہمیشہ اپنے اختلافات میں پڑے رہے یہاں تک کہ انہوں نے دو ثالث مقرر کیے۔ یہ ثالث خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کی گمراہی کا باعث بھی بن گئے اور اس امت میں بھی اختلاف واقع ہوگا اور وہ اختلاف ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ وہ دو حکم بھیجیں گے جو کہ دونوں گمراہ ہوں گے اور جو ان کی پیروی کرے گا وہ بھی گمراہ ہوگا۔

طبرانی نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس امت میں دو حکم ہوں گے اور وہ دونوں گمراہ ہوں گے اور جو ان کی پیروی کرے گا وہ بھی گمراہ ہوگا۔ سوید بن غفلہ نے کہا یہ سن کر میں نے کہا اے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ! میں تمہیں اللہ کی قسم دے کو پوچھتا ہوں کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے اس فرمان سے تمہیں مراد نہیں لیا تھا اور فرمایا تھا کہا اے موسیٰ رضی اللہ عنہ! میری امت میں فتنہ رونما ہوگا اور تم اس میں شامل ہوگے۔ سونے والا تم بیٹھے ہوؤں سے بہتر ہوگا اور بیٹھا ہوا تم کھڑوں سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہونے والے تم چلنے والوں سے بہتر ہوگا تو رسول اللہ ﷺ نے اس ارشاد میں تمہیں خاص نہیں کیا اور آدمیوں کو عام نہیں فرمایا تھا۔

ابونعیم نے حارث سے روایت کی۔ انہوں نے کہا میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ صفین میں تھا میں نے ایک اونٹ کو شام سے آتا ہوا دیکھا اس اونٹ پر سوار اور بوجھ تھا تو وہ اونٹ اپنے سوار اور بوجھ کو گرا کر صفوں کو چیرتا ہوا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے آگے کھڑا ہوگیا اور اس نے اپنا ہونٹ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سر اور شانے کے درمیان رکھ دیا اور اپنے جبڑے کو ہلانے لگا یہ دیکھ کر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم یہ وہ علامت ہے جو میرے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان ہے۔

حاکم نے صحیح بتا کر اور بیہقی نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے آپ کی نعلین مبارک ٹوٹ گئی تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پیچھے رہ کر اسے سینے لگے پھر کچھ دور چل کر فرمایا تم میں سے ایک شخص وہ ہے جو قرآن کی تاویل پر جنگ کرے گا جس طرح کہ میں اس کی تنزیل پر جنگ کرتا ہوں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کیا وہ میں ہوں؟ فرمایا نہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں ہوں؟ فرمایا نہیں۔ لیکن وہ شخص نعلین مبارک کو سینے والا شخص ہے یعنی حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ۔

حاکم نے ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو عہد شکنوں' ظالموں اور دین سے نکل جانے والوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا اور طبرانی نے اوسط میں اس کی مثل حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بلفظ ''مجھے حکم دیا گیا'' اور بلفظ کہ ''مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے عہد لیا ہے'' روایت کیا ہے اور ابویعلیٰ و حاکم نے صحیح بتا کر اور ابونعیم نے علی مرتضیٰ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے جو عہد لئے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ آپ کے بعد یہ امت میرے ساتھ بے وفائی کرے گی۔

ابویعلیٰ و حاکم نے صحیح بتا کر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے علی مرتضیٰ سے فرمایا سنو! میرے بعد تمہیں بڑی تکلیفیں پہنچیں گی انہوں نے عرض کیا کیا اپنے دین کی سلامتی میں یہ تکلیفیں پہنچیں گی؟ فرمایا ہاں۔

حمیدی' ابن ابی عمر' بزار' ابویعلیٰ' ابن حبان' حاکم اور ابونعیم نے ابوالاسود دیلمی سے روایت کی کہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ' حضرت

علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ اس وقت حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنی رکاب میں پاؤں رکھا ہوا تھا انہوں نے کہا آپ عراق نہ جائیے کیونکہ وہاں آپ کو تلواروں کی نوکوں سے تکلیفیں پہنچیں گی۔ یہ سن کر علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا خدا کی قسم ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے پہلے مجھے اس کی خبر دیدی ہے۔

ابو نعیم نے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا عنقریب فتنے اٹھیں گے اور لوگ تم سے فیصلہ چاہیں گے میں نے عرض کیا اس وقت میرے لئے کیا حکم ہے؟ فرمایا تم کتاب الٰہی سے فیصلہ دینا۔

حاکم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا میں تم کو سات فتنوں سے خبردار کرتا ہوں ایک فتنہ مدینہ منورہ سے رونما ہوگا۔ ایک فتنہ مکہ مکرمہ سے۔ ایک فتنہ یمن سے۔ ایک فتنہ شام سے۔ ایک فتنہ مشرق سے۔ ایک فتنہ مغرب سے اور ایک فتنہ بطن شام سے اٹھے گا اور وہ فتنہ سفیانی ہوگا۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم میں سے کچھ لوگ تو ان میں سے پہلے فتنے کو پائیں گے اور اس امت کے کچھ لوگ اس کے آخری فتنہ کو پائینگے۔ ولید بن عیاش نے کہا مدینہ منورہ کا فتنہ حضرت طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما کی جانب سے تھا اور مکہ مکرمہ کا فتنہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا فتنہ تھا اور شام کا فتنہ بنو امیہ کی جانب سے تھا اور مشرق کا فتنہ بھی انہیں لوگوں کی جانب سے تھا۔

۶۰ ہجری میں پیش آنے والے حوادث اور دیگر اخبار کی اطلاع

شیخین نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا میری امت قریش کے نو مردوں کے ہاتھوں ہلاک ہوگی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر تم چاہو تو میں ان کے نام بتا سکتا ہوں کہ فلاں کے بیٹے اور فلاں کے بیٹے ہوں گے۔

بیہقی نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا ۶۰ ہجری کے بعد ایسے لوگ آئیں گے جو نماز کو ضائع کرینگے اور شہوات کے پیچھے دوڑیں گے اور قریب ہوگا کہ وہ ہلاکت میں پڑیں اس کے بعد ایسے لوگ آئیں گے جو قرآن پڑھیں گے مگر ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا۔

بیہقی نے شعبی سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ جب صفین سے واپس تشریف لائے تو فرمایا اے لوگو! معاویہ کی امارت کو برا نہ جانو کیونکہ اگر تم نے معاویہ کو گم کردیا تو تم دیکھو گے کہ سر اپنے کندھوں سے حنظل کی مانند گرتے ہوں گے۔

امام احمد بزار نے بسند صحیح ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۶۰ ہجری کی ابتداء سے اور نوجوانوں کی حکومت سے اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگو اور دنیا فانہ ہوگی یہاں تک کہ احمق اور احمق کے بیٹوں کے لئے دنیا ہوگی۔

بیہقی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ وہ مدینہ منورہ کے بازار میں جا رہے تھے اور دعا کرتے جاتے تھے اے خدا مجھے ساٹھواں سن نہ پائے اور اے لوگو تم امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی کنپٹی کے بالوں کو مضبوطی سے تھامے رہو خدا تم پر رحم کرے۔ اے خدا مجھے نو عمروں کی امارت نہ پائے۔

ابن ابی شیبہ وابو یعلی اور بیہقی نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا سب سے پہلے جو میری سنت کو بدلے گا وہ بنی امیہ کا آدمی ہوگا۔ بیہقی نے فرمایا شبہ ہوتا ہے کہ غالباً وہ آدمی یزید بن معاویہ ہے۔

ابن منیع وابو یعلی و بیہقی اور ابو نعیم نے ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ دین ہمیشہ معتدل اور عدل وانصاف پر قائم رہے گا البتہ بنی امیہ کا ایک آدمی جس کا نام یزید ہے اس میں رخنہ ڈالے گا۔

ابو نعیم نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم پر اندھیری رات کے ٹکڑے کی مانند فتنے آئے جب ایک رسول گیا دوسرا رسول آ گیا اور نبوت منسوخ ہوگئی اور بادشاہت آ گئی۔ اے معاذ رضی اللہ عنہ یاد رکھو اور گنو۔ پھر جب پانچ تک پہنچے تو فرمایا یزید۔ اللہ تعالیٰ یزید میں برکت نہ دے اس کے بعد آپ کے چشمان مبارک سے آنسو بہنے لگے اور فرمایا مجھے امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر دی گئی اور ان کے مقتل کی مٹی لائی گئی ہے اور مجھے ان کے قاتل کی خبر دی گئی۔ اس کے بعد جب شمار دس تک پہنچی تو فرمایا ولید۔ یہ فرعون کا نام ہے۔ وہ اسلامی شریعت کا ڈھانے والا ہوگا۔ اس کے اہلبیت کا ایک آدمی اس کا خون بہائے گا۔

حاکم نے صحیح بتا کر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اہل عرب پر افسوس ہے کہ ۶۰ ہجری کی بربادی قریب آ گئی ہے۔ اس وقت امانت غنیمت بن جائے گی اور صدقہ تاوان ہو جائے گا اور گواہی جان پہچان کے ساتھ ہوگی اور خواہشات پر فیصلے ہوں گے۔

حاکم نے صحیح بتا کر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عنقریب لوگ اونٹوں کا جگر پھاڑ کر دور دراز کا سفر کرینگے مگر مدینہ منورہ کے عالم سے زیادہ عالم کسی کو نہ پائیں گے۔ سفیان نے کہا ہمارا خیال ہے کہ وہ عالم حضرت امام مالک بن انس ہیں۔

طیالسی اور بیہقی نے المعرفہ میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قریش کو گالی نہ دو۔ کیونکہ ان کا ایک عالم زمین کو علم سے بھر دے گا۔ امام احمد رضی اللہ عنہ وغیرہ نے فرمایا یہ عالم قریش حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس لئے کہ جو علم روئے زمین پر امام شافعی سے پھیلا ہے کسی قریشی صحابی عالم وغیرہ کے علم سے نہیں پھیلا ہے۔

زید بن صوحان اور جندب رضی اللہ عنہما کے بارے میں ارشاد گرامی

ابو یعلی وابن مندہ اور بیہقی نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اس سے خوش ہوتا ہے کہ وہ ایسے شخص کو دیکھے جس کے بعض اعضاء جنت میں پہلے داخل ہوں گے اسے چاہئے کہ وہ زید رضی اللہ عنہ بن صوحان کو دیکھے۔

ابن مندہ اور ابن عساکر نے بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کو لے کر جا رہے تھے اور آپ فرما رہے تھے۔ جندب رضی اللہ عنہ بھی کتنا عجیب جندب ہے اور زید کتنا قطع خیر ہے۔ ان دونوں کے بارے میں صحابہ نے پوچھا تو فرمایا سنو! جندب ایک ضرب ایسی لگائے گا کہ وہ اس ضرب میں ایک امت ہوگا اور زید میری امت کا ایسا شخص ہے جس کا ہاتھ اس کے پورے جسم سے ایک عرصہ پہلے جنت میں جائے گا۔ چنانچہ جب ولید رضی اللہ عنہ بن عقبہ حضرت عثمان کی طرف سے کوفہ میں والی مقرر

ہوا تو اس نے ایک شخص کو بٹھایا جو جادو کرتا اور لوگوں کو زندہ و مردہ کرتا تھا اس وقت حضرت جندب رضی اللہ عنہ اپنی تلوار کے ساتھ آئے اور جادوگر کی گردن اڑا کر فرمایا اب اپنے آپ کو زندہ کر کے دکھا اور زید رضی اللہ عنہ بن صوحان کا واقعہ یہ ہے کہ جنگ قادسیہ میں ان کا ہاتھ قطع ہو گیا اور خود جنگ جمل میں شہید ہوئے تھے۔ ابن عساکر نے اسے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے اور ابن عباس وابن عمر رضی اللہ عنہما سے بطریق اور بجاز مرسلا روایت کی ہے۔

ابن سعد نے بروایت اجلح 'حمید بن لاحق سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں تھے ایک شخص اترا اور وہ لشکر کو لے کر چلا اور رجز پڑھتا جاتا تھا اس کے بعد دوسرا شخص اترا۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کی غم خواری کے لئے تشریف لائے اور اتر کر فرمانے لگے جندب رضی اللہ عنہ بھی کتنا عجیب جندب ہے اور زید رضی اللہ عنہ کتنا قطع خیر ہے اس کے بعد آپ سوار ہو گئے اور صحابہ نے آپ کے نزدیک ہو کر دریافت کیا کہ آپ نے ان دونوں کے بارے میں کیا فرمایا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ دونوں اس امت میں ایسے ہوں گے۔ ایک تو تلوار کی ایسی ضرب لگائے گا جس سے حق و باطل جدا ہو جائے گا اور دوسرا اپنے ہاتھ کو اللہ کی راہ میں کٹائے گا پھر اللہ تعالیٰ آخر میں اس کے جسم کو اس کے پہلے جزو کے ساتھ بھیجے گا۔ اجلح نے بیان کیا کہ جندب رضی اللہ عنہ کا حال تو یہ ہوا کہ انہوں نے ولید بن عقبہ کے پاس ایک جادوگر کو قتل کیا اور زید رضی اللہ عنہ کا واقعہ یہ ہے کہ ان کا ہاتھ یوم جلولا میں قطع ہوا اور زید بن صوحان رضی اللہ عنہ یوم الجمل شہید ہوئے۔ اجلح کی صحابیت مختلف فیہ ہے۔ آیا انہیں صحبت حاصل ہوئی یا نہیں۔ ابن حجر نے اس کو ترجیح دی ہے کہ اجلح نے زمانہ رسالت تو پایا ہے لیکن انہیں رویت حاصل نہیں ہوئی۔

حاکم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ کوفہ کے ایک گورنر نے جادوگر بلایا اور وہ لوگوں کو اپنا کرتب دکھا رہا تھا۔ حضرت جندب رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی تو وہ اپنی تلوار لے کر چلے جب اسے دیکھا تو اپنی تلوار کی ایک ضرب لگائی اور لوگ ان کے پاس سے جدا ہو گئے۔ آپ نے فرمایا اے لوگو ڈرو نہیں مجھے صرف جادوگر ہی مارنا تھا۔

ابن عساکر نے حارث اعور سے روایت کی کہ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے جن زید الخیر کا ذکر فرمایا تھا وہ زید بن صوحان رضی اللہ عنہ تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے بعد تابعین میں سے ایک شخص ہوگا اور وہ زید الخیر ہے۔ وہ اپنے جسم کا ایک حصہ بیس سال پہلے جنت کی طرف بھیجے گا چنانچہ ان کا بایاں ہاتھ نہاوند میں قطع ہوا۔ اس کے بعد وہ بیس سال زندہ رہے۔ پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سامنے یوم الجمل شہید ہوئے۔ زید بن صوحان رضی اللہ عنہ نے شہید ہونے سے پہلے فرمایا کہ میں اپنے ہاتھ کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ آسمان سے نکلا ہے اور اپنی طرف آنے کا اشارہ کر رہا ہے اور میں اس سے ملنے والا ہوں۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کی شہادت کی خبر دینا

شیخین نے ابوسعید و مسلم سے انہوں نے ام سلمہ و ابوقتادہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے فرمایا تمہیں باغی جماعت شہید کرے گی۔ یہ حدیث متواتر ہے اسے دس سے زیادہ صحابیوں نے روایت کیا ہے جیسا کہ احادیث متواترہ میں میں نے اسے بیان کیا ہے۔

بیہقی وابونعیم نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی کنیزک سے روایت کی انہوں نے کہا کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو سخت بیماری لاحق ہوئی اور ان پر بے ہوشی طاری ہوگئی۔ پھر انہیں افاقہ ہوا تو دیکھا کہ ہم سب ان کے گرد رو رہے ہیں۔ اس وقت انہوں نے فرمایا کیا لوگ ڈر رہے تھے کہ میں اپنے بستر پر مرجاؤں گا مجھے میرے حبیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ مجھے باغی جماعت قتل کرے گی اور دنیا میں میری آخری غذا پانی ملا ہوا دودھ ہوگا۔

امام احمد وابن سعد اور طبرانی وحاکم نے صحیح نے بتا کر اور بیہقی وابونعیم نے ابوالبختری سے روایت کی کہ یوم صفین حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے پاس دودوھ کا پیالہ لایا گیا اور اسے دیکھ کر انہوں نے تبسم کیا۔ لوگوں نے ان سے پوچھا اس میں ہنسنے کی کون سی بات ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا میں آخری غذا جسے تم پیو گے وہ دودھ کا شربت ہے۔ اس کے بعد وہ آگے بڑھے اور شہید ہوگئے۔ یہ روایت حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے دوسری سندوں سے بھی مروی ہے۔

حاکم نے صحیح بتا کر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم کو باغی گروہ قتل کرے گا اور دنیا میں تمہارا آخری رزق پانی ملا دودھ کا گھونٹ ہوگا۔

امام احمد وطبرانی اور حاکم نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا اے خدا تو نے قریش کو عمار رضی اللہ عنہ پر برانگیختہ کیا ہے۔ عمار رضی اللہ عنہ کا قاتل اور ان کا سامان لوٹنے والا جہنمی ہے۔

ابن سعد نے ہذیل سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو لوگوں نے عرض کیا حضرت عمار رضی اللہ عنہ پر چھت گرگئی ہے اور وہ فوت ہوگئے ہیں آپ نے فرمایا عمار رضی اللہ عنہ فوت نہیں ہوئے ہیں۔

اہل حرہ کے قتل کی خبر

بیہقی نے ایوب بن بشیر معاوی سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تشریف لے چلے اور جب حرہ زہرہ میں پہنچے تو آپ نے ٹھہر کر اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھا۔ صحابہ نے اس کی وجہ دریافت کی تو فرمایا میرے صحابہ کے اچھے اچھے حضرات اس حرہ میں قتل کئے جائیں گے۔ یہ حدیث مرسل ہے بیہقی نے فرمایا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک آیہ کریمہ کی تفسیر میں جو وارد ہوا ہے وہ اس کی تائید کرتا ہے اس کے بعد بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی انہوں نے فرمایا اس آیت کی تاویل ۶۰ھ کے آغاز میں رونما ہوگی وہ آیت یہ ہے" وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا الآیۃ" ابن عباس رضی اللہ عنہما نے" اتوھا" کے معنی" عطوھا" سے کئے ہیں اور اس سے یہ تاویل فرمائی کہ بنی حارثہ نے اہل شام کو مدینہ میں داخل کیا۔

بیہقی نے حسن سے روایت کی کہ انہوں نے کہا حرہ کا دن آیا تو اہل مدینہ یہاں تک قتل کئے گئے کہ قریب تھا کہ ان میں سے کوئی زندہ نہ بچے۔

بیہقی نے مالک بن انس سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ یوم حرہ سات سو حافظ قرآن شہید کئے گئے جن میں تین سو صحابی تھے۔ یہ واقعہ یزید کی حکومت میں ہوا۔ بیہقی نے مغیرہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ مسلم بن عقبہ نے مدینہ منورہ کو تین دن تک لٹوایا

اور ایک ہزار باکرہ لڑکیوں کی عصمت دری کی گئی۔

بیہقی نے لیث بن سعد سے روایت کی کہ حرہ کا واقعہ بدھ کے دن ستائیس ماہ ذی الحجہ ۶۳ ہجری کو رونما ہوا۔

ان شہدا کی خبر دینا جو مقام عذراء میں ظلماً شہید کئے گئے

یعقوب بن سفیان نے اپنی تاریخ میں اور بیہقی وابن عساکر نے ابوالاسود سے روایت کی انہوں نے کہا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اہل عذراء کے حجر اور ان کے اصحاب کو قتل کرنے پر کس بات نے تمہیں برانگیختہ کیا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے ان کے قتل میں امت کی صلاح اور ان کو زندہ چھوڑنے میں امت کا فساد دیکھا۔ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا عذراء میں ایسے لوگ قتل کیے جائیں گے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اور تمام آسمان والے غضب میں آ جائیں گے۔ یہ حدیث مرسل ہے۔

بیہقی وابن عساکر نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے اہل عراق سے فرمایا تم میں سے سات آدمی عذراء میں ایسے قتل کیے جائیں گے جن کی مثال اصحاب اخدود (کھائی) کی سی ہے چنانچہ حجر اور ان کے اصحاب قتل کئے گئے۔ ابونعیم نے بیان کیا کہ زیاد بن سمیہ نے منبر پر کھڑے ہو کر حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا تو حجر نے ایک مٹھی کنکریاں لے کر اس کو ماریں۔ اس کے گرد کے لوگوں نے زیاد پر کنکریاں پھینکیں۔ اس پر زیاد نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ حجر رضی اللہ عنہ نے منبر پر مجھے کنکریاں ماریں۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسے خط لکھا کہ حجر رضی اللہ عنہ کو میرے پاس بھیجدو۔ چنانچہ حجر جب دمشق کے قریب پہنچے تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگوں کو بھیجا کہ وہ ان سے مقابلہ کریں تو حجر رضی اللہ عنہ نے ان سے عذراء میں مقابلہ کیا اور ان لوگوں نے حجر رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔ بیہقی نے فرمایا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جو خبر بتائی اس کی بنیاد یہی ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہوگا۔

اسلام میں پہلا سر جو کاٹ کر بھیجا گیا

ابن عساکر نے رفاعہ بن شداد بجلی سے روایت کی کہ وہ عمرو بن الحمق رضی اللہ عنہ کے ساتھ چلے جب کہ امیر معاویہ نے ان کو طلب کیا تھا۔ رفاعہ بیان کرتے ہیں کہ عمرو بن الحمق رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ اے رفاعہ! یہ لوگ میرے قاتل ہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے خبر دی کہ جن وانس میرے خون میں مشترک ہیں۔ رفاعہ نے کہا ابھی عمرو نے اپنی بات پوری نہ کی تھی کہ میں نے گھوڑوں کی باگیں دیکھیں اور میں نے ان کو رخصت کر دیا۔ اسی وقت ایک سانپ نے جست کی اور اس نے اس کو ڈس لیا پھر سواروں نے قریب آ کر ان کا سر تن سے جدا کر ڈالا۔ اسلام میں یہ پہلا سر ہے جو کاٹ کر بھیجا گیا۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے نابینا ہونے کی خبر دینا

بیہقی نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ ان کے پاس ان کی بیمار پرسی کے لئے تشریف لائے اور آپ نے ان سے فرمایا اس بیماری کا تمہیں اندیشہ نہیں ہے لیکن اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب میرے بعد زندہ رہو گے اور تم نابینا ہو جاؤ گے

انہوں نے عرض کیا اس وقت میں ثواب کی امید پر صبر کروں گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس وقت تم بغیر حساب کے جنت میں جاؤ گے۔ چنانچہ وہ نبی کریم ﷺ کے رحلت کے بعد نابینا ہو گئے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ ان کی بینائی لوٹا دی پھر وہ فوت ہوئے۔

ان پیشواؤں کی خبر دینا جو بے وقت نمازیں پڑھیں گے

ابن ماجہ وبیہقی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ممکن ہے تم ایسے لوگوں کو پاؤ جو نماز کو اس کے غیر وقت میں پڑھیں گے۔ لہٰذا اگر تم ایسے لوگوں کو پاؤں اس وقت کی نماز جسے تم پہچانتے ہو اپنے گھر میں پڑھ لینا۔ اس کے بعد ان کے ساتھ پڑھ لینا اور اسے تم نفل شمار کر لینا۔

بیہقی وابونعیم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے بعد تمہارے امور کے والی ایسے لوگ ہونگے جو سنت کے نور کو بجھا دیں گے اور علانیہ بدعت کو رواج دیں گے اور نماز کو اپنے وقت سے موخر کر دیں گے۔

ابن ماجہ نے بروایت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کی۔ حضور نے فرمایا ایسے امراء ہوں گے جن کو دنیا مشغول رکھے گی اور نمازوں کو ان کے وقتوں سے موخر کر دیں گے تو ان کے ساتھ نفل نماز پڑھا کرو (فرائض کو گھروں میں اپنے وقت میں پڑھا کرو) علامہ سیوطی رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ یہ امراء بنی امیہ تھے کیونکہ وہ امراء اس عادت میں معروف تھے یہاں تک کہ جب حضرت عمر بن عبدالعزیز خلیفہ ہوئے تو انہوں نے نمازوں کو ان کے اوقات میں شروع کیا۔

حیات مبارکہ کی شب آخر

شیخین نے ابن عمر سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ کی آخری عشاء کی نماز ہمیں پڑھائی جب آپ نے سلام پھیرا تو کھڑے ہو کر فرمایا کیا تم لوگ آج کی اس رات کو دیکھ رہے ہو۔ آج کی رات سے صدی کا آغاز ہو رہا ہے۔ آج کا دن روئے زمین پر آج سے سو سال کے اندر اندر تم میں سے کوئی شخص زندہ باقی نہ رہے گا۔ حضور ﷺ نے اس ارشاد سے قرن کا تمام ہونا مراد لیا۔

مسلم نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے آپ نے اپنی رحلت سے ایک ماہ قبل فرمایا تم لوگ قیامت کے بارے میں پوچھتے ہو اس کا علم تو اللہ تعالیٰ ہی کو ہے مگر میں اللہ تعالیٰ کی قسم کے ساتھ کہتا ہوں کہ پشت زمین پر کوئی سانس لینے والا آج ایسا باقی نہیں ہے جس پر سو سال گزریں۔

مسلم نے ابوالطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میرے سوا کوئی شخص ایسا زندہ نہیں رہا جس نے رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی ہو اور یہ ابوالطفیل رضی اللہ عنہ صدی کے آغاز میں فوت ہوئے۔

حاکم وبیہقی اور ابونعیم نے بطریق محمد بن زیاد الھانی' عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے اپنا دست اقدس ان کے سر پر رکھا اور فرمایا یہ بچہ ایک قرن تک زندہ رہے گا تو وہ ۱۰۰ ہجری تک زندہ رہے اور ان کے چہرے پر مہاسہ تھا حضور ﷺ نے فرمایا یہ بچہ اس وقت تک نہ مرے گا جب تک یہ مہاسہ اس کے چہرے سے دور نہ ہو جائے تو وہ فوت نہ ہوئے جب تک وہ مہاسہ

دور نہ ہوا۔

ابن سعد وبغوی اور ابونعیم نے الصحابہ میں اور بیہقی نے حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ فہری سے روایت کی کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور حضور اس وقت مدینہ منورہ میں ہی رونق افروز تھے تاکہ وہ حضور ﷺ کے جمال جہاں آرا کو دیکھیں مگر اس کے باپ نے آ کر انہیں پکڑ لیا اور اس نے کہا یارسول اللہ! یہ فرزند میرا ہاتھ اور میرا پاؤں ہے اس پر حضور نے فرمایا تم اپنے باپ کے ساتھ چلے جاؤ کیونکہ یہ بہت جلد مر جائے گا' چنانچہ وہ اسی سال مر گیا۔

ابونعیم وابن عساکر نے ابن ابی ملیکہ سے روایت کی کہ حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے دربار میں جہاد کرنے کے ارادہ سے مدینہ منورہ آئے مگر ان کے باپ نے ان کو مدینہ منورہ میں پکڑ لیا اور مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا یا نبی اللہ! اس کے سوا میرا کوئی فرزند نہیں ہے۔ یہی میرے مال' میری زمین اور میرے گھربار کا انتظام کرتا ہے اور نبی کریم ﷺ نے ان کو اس کے ساتھ واپس کر دیا اور فرمایا ممکن ہے اسی سال تم خودمختار ہو جاؤ اور تمہیں کوئی روکنے والا نہ رہے۔ لہٰذا اے حبیب رضی اللہ عنہ تم اپنے باپ کے ساتھ چلے جاؤ اور وہ چلے گئے اور مسلمہ رضی اللہ عنہ اسی سال فوت ہو گیا اور اسی سال میں حبیب رضی اللہ عنہ نے جہاد کیا۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر دینا

ابن سعد نے عاصم بن عمر بن قتادہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ عمرہ بنت رواحہ رضی اللہ عنہا اپنے بیٹے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو بچھونے میں لپیٹے اٹھائے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور عرض کیا یارسول اللہ! اس کے مال واولاد میں کثرت کی اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے۔ حضور نے فرمایا کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ یہ اپنے ماموں کی مانند زندگی بسر کرے کیونکہ اس نے قابل ستائش زندگی بسر کی اور شہید ہو کر جنت میں داخل ہوئے۔

ابن سعد نے عبدالملک بن عمیر سے روایت کی بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ' نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لائے اور عرض کیا یارسول اللہ! میرے اس فرزند کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے۔ حضور نے فرمایا کیا تم اس سے راضی نہیں کہ یہ اس درجہ کو پہنچے جس درجے پر تم پہنچے ہو۔ اس کے بعد وہ شام جائے اور شامی منافق اسے شہید کر دے۔

ابن سعد نے مسلمہ بن محارب وغیرہ سے روایت کی کہ مروان بن حکم کے زمانے میں جب حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ بمقام مرج راھط قتل ہوئے تو نعمان بن بشیر نے حمص سے بھاگ جانے کا ارادہ کیا کیونکہ وہ حمص کے گورنر تھے مگر انہوں نے مخالفت کی اور انہوں نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے لئے لوگوں کو دعوت دی اس پر حمص والوں نے انہیں تلاش کر کے ان کا سر تن سے جدا کر دیا۔

روایت حدیث میں کذب کرنیوالوں کی خبر دینا

مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ آخر زمانے میں میری امت کے ایسے لوگ ہوں گے جو ایسی حدیثیں بیان کریں گے جن کو نہ تم نے سنا ہو گا نہ تمہارے آباء واجداد نے لہٰذا تم ان سے ہوشیار رہو اور ان سے بچو۔

ابن عدی و بیہقی نے واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت قائم نہ ہو گی جب

تک کہ ابلیس بازاروں میں چکر لگا کر کہتا نہ پھیرے گا کہ مجھے فلاں بن فلاں نے ایسی اور ایسی حدیث بیان کی ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ شیطان آدمی کی صورت میں لوگوں کے پاس آ کے ایسی حدیثیں بیان کرے گا جو جھوٹی ہوں گی اور لوگوں میں انتشار پھیل جائے گا۔

بخاری نے اپنی تاریخ میں اور بیہقی نے سفیان سے روایت کی انہوں نے کہا کہ مجھے اس شخص نے بیان کیا جس نے مسجد خیف میں قصہ گوئی کرتے ایک شخص کو دیکھا تھا پھر میں نے اسے تلاش کیا تو وہ شیطان تھا۔

ابن عدی و بیہقی نے عیسیٰ بن ابی فاطمہ فزاری سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ میں مسجد حرام میں بیٹھا اپنے شیخ سے حدیث لکھ رہا تھا تو شیخ نے فرمایا مجھے سے شیبانی نے حدیث بیان کی اس پر ایک شخص نے کہا مجھ سے شیبانی نے حدیث بیان کی ہے۔ شیخ نے کہا کہ انہوں نے شعبی سے روایت کی ہے اس شخص نے کہا مجھ سے شعبی نے حدیث بیان کی ہے شیخ نے کہا حارث سے مروی ہے۔ اس شخص نے کہا خدا کی قسم! میں نے حارث کو دیکھا ہے اور میں نے اس سے حدیث سنی ہے شیخ نے کہا کہ علی مرتضیٰ سے مروی ہے۔ اس شخص نے کہا خدا کی قسم میں نے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے اور میں ان کے ساتھ صفین میں حاضر تھا۔ جب میں نے اس شخص کی طرف نظر کی اور میں نے آیۃ الکرسی پڑھی جب میں نے ''ولا یؤدہٗ حفظھما'' تک پڑھا اور اس کی طرف دیکھا تو وہ شخص غائب تھا۔

چوتھے قرن میں لوگوں کے اندر تغیر

مسلم نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں بہتر لوگ میرے قرن کے ہیں اس کے بعد وہ لوگ جو ان کے متصل ہیں اس کے بعد وہ لوگ جو ان کے متصل ہیں اس کے بعد وہ لوگ ہوں گے جو خیانت کریں گے امانت دار نہیں ہوں گے اور بغیر طلب کے گواہی دیں گے وہ عہد کریں گے مگر وہ عہد پورا نہ کریں گے اور ان لوگوں میں سمن ظاہر ہوگا یعنی موٹاپا' سستی و کاہلی پیدا ہوگی۔

سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کے بارے میں ارشاد گرامی

بیہقی نے ابونضرہ کی سند کے ساتھ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کے گھر میں دس آدمیوں کی بابت فرمایا تم میں جو سب سے آخر میں مرے گا اس کی موت آگ میں ہے۔ چنانچہ ان میں سے سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہما بھی تھے۔ ابونضرہ نے کہا سمرہ رضی اللہ عنہ ان میں سے سے آخر میں مرے۔ بیہقی نے اس روایت کو دوسری سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

ابن سعد و طبرانی اور بیہقی و ابونعیم نے بروایت اوس بن خالد' ابو محذورہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا میں' ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور سمرہ رضی اللہ عنہ ایک گھر میں تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ نے فرمایا تم میں جو آخر میں مرے گا اس کی موت آگ میں ہے چنانچہ پہلے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے پھر حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے اس کے بعد سمرہ رضی اللہ عنہ اور عبد الرزاق نے کہا ہم سے معمر نے کہا کہ میں نے ابن طاؤس وغیرہ سے سنا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ' سمرہ بن جندب رضی

اللہ عنہما اور ایک اور شخص سے فرمایا تم میں جو آخر میں مرے گا اس کی موت آگ میں ہے چنانچہ وہ شخص تو ان دونوں سے پہلے فوت ہوا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور سمرہ رضی اللہ عنہ باقی رہ گئے چنانچہ جب کوئی شخص یہ چاہتا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو جوش میں لائے تو وہ کہہ دیتا کہ سمرہ رضی اللہ عنہ مر گیا یہ سنتے ہی وہ بے ہوش ہو جاتے اور چیخیں مارنے لگتے۔ پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سمرہ رضی اللہ عنہ سے پہلے فوت ہو گئے۔

ابن وہب نے ابی یزید مدینی سے روایت کی انہوں نے کہا جب سمرہ اس مرض میں مبتلا ہوا جس میں وہ مرا ہے تو وہ شدید سردی پاتا تھا۔ یہاں تک کہ اس کے لئے آگ روشن کی گئی اور ایک انگیٹھی اس کے آگے ایک اس کے پیچھے ایک اس کے بائیں اور ایک اس کے دائیں رکھی جاتی تھی مگر یہ چاروں طرف کی آگ اسے نفع نہ پہنچاتی تھی اور وہ اسی سردی میں مر گیا۔

ابن عساکر نے محمد بن سیرین سے روایت کی کہ سمرہ کو شدید لرزہ لاحق ہوا اور کسی طرح گرمی نہ پاتا تھا اس نے بڑی دیگ میں پانی بھرنے کا حکم دیا اور اس کے نیچے آگ جلائی گئی اور اسکے اوپر اسے بٹھایا گیا تو اس کی بھاپ اس کی سردی کو کچھ کم کرتی تھی اور وہ اسی حال میں تھا کہ اچانک دیگ میں گر پڑا اور جل گیا۔

حضور کا ایک جماعت کے بارے میں ارشاد گرامی کہ اس میں ایک شخص دوزخی ہے

واقدی وطبرانی اور ابو نعیم وابن عساکر نے رافع بن خدیج سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رجال بن عنفوہ خشوع وخضوع اور قرآت قرآن کے لزوم اور نیکی کرنے میں بہت عجیب تھا۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہمارے ساتھ ایک گروہ کی معیت میں بیٹھا ہوا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس گروہ میں ایک شخص جہنمی ہے۔ رافع رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے تمام لوگوں کو بنظر غائر دیکھا۔ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ' ابواروی رضی اللہ عنہ دوسی' طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ اور رجال بن عنفوہ کو بیٹھے دیکھا اور میں حیرت وتعجب کے ساتھ انہیں دیکھ رہا تھا اور دل میں کہہ رہا تھا ایسا شقی بد بخت کون ہوگا؟ غرضکہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رحلت فرمائی اور بنو حنیف پلٹ کے آئے تو میں نے پوچھا کہ رجال بن عنفوہ کہاں گیا؟ لوگوں نے بتایا وہ فتنہ میں مبتلا ہو گیا اور اس نے مسیلمہ کذاب کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف گواہی دی کہ (معاذ اللہ) حضور نے مسیلمہ کو اپنے بعد اپنی نبوت میں شریک کر لیا ہے یہ سن کر میں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا وہی حق ہے ابن عساکر نے کہا رجال جیم کے ساتھ ہے ایک قول یہ ہے کہ حاء کے ساتھ ہے۔ رجال اس کا لقب تھا اور اس کا نام نہار تھا۔

سیف بن عمر نے الفتوح میں مخلد بن قیس بجلی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ فرات رضی اللہ عنہ بن حیان اور رجال بن عنفوہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے نکلے تو حضور نے فرمایا ان میں سے ایک شخص کی داڑھ جہنم میں کوہ احد سے زیادہ بڑی ہے اور فرمایا کہ اس کے ساتھ فریب کاری کی گدھی ہے اور یہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر ان سب کو پہنچی۔ چنانچہ جب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور فرات رضی اللہ عنہ کو رجال کے مرتد ہونے کی اطلاع ملی تو یہ دونوں صحابی سجدہ شکر میں گر پڑے۔

ولید بن عقبہ کے انجام کی خبر دینا

حاکم وبیہقی نے ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ مکرمہ کو فتح فرمایا تو اہل مکہ

اپنے بچوں کو حضور ﷺ کی خدمت میں لائے اور حضور ان کے سروں پر دست اقدس پھیر کر ان کے لئے دعا فرماتے چنانچہ میری والدہ مجھے لے کر آپ کے پاس آئی اس وقت میرے جسم پر خلوق ملا ہوا تھا تو حضور نے میرے سر پر ہاتھ نہ پھیرا اور نہ مجھے چھوا۔ بیہقی نے فرمایا حضور کا دست اقدس نہ پھیرنا اس علم غیب کی وجہ سے تھا جو اللہ تعالیٰ نے دیا۔ ولید کے بارے میں تھا اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو برکت عطا فرمانے سے روک دیا۔ ولید کے حالات کے بارے میں جب کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے کوفہ کا گورنر تھا خبریں معروف و مشہور ہیں کہ اس نے شراب پی اور اپنی نماز میں تاخیر کی اور یہ ولید ان اسباب اذیت کا ایک سبب بھی بنا جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اذیتیں برداشت کرنی پڑیں اور جس کے نتیجہ میں بلوائیوں نے ان کو شہید کر دیا۔

قیس بن مطاعہ کے انجام بد کی خبر دینا

خطیب نے ''رواۃ مالک'' میں ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت کی کہ قیس بن مطاعہ اس حلقہ کی جانب آیا جس میں حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ، صہیب رومی رضی اللہ عنہ اور بلال حبشی رضی اللہ عنہ تھے اور اس نے کہا اوس وخزرج کے لوگ تو اس شخص (یعنی حضور ﷺ) کی مدد پر کھڑے ہیں ان لوگوں کا یہاں کیا کام ہے ابوسلمہ نے کہا یہ سن کر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور اسے گریبان سے پکڑ کر نبی کریم ﷺ کے حضور میں لے آئے اور حضور ﷺ کو اس کی بکواس کی خبر دی۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ غضب ناک ہو کر اپنی چادر شریف کھینچتے ہوئے مسجد میں تشریف لائے اس کے بعد الصلوٰۃ جامعۃ کی ندا دی گئی جب لوگ آ گئے تو حضور نے خطبہ دیا اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد فرمایا اے لوگو! بیشک رب ایک ہی رب ہے اور باپ ایک ہی باپ ہے اور دین ایک ہی دین ہے اور عربیت تمہارا باپ نہیں ہے اور نہ تمہاری ماں ہے وہ تو ایک زبان ہے لہٰذا جو عربی بولتا ہے عربی ہے۔ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اسے پکڑے ہوئے اور اپنی تلوار کھینچے ہوئے کھڑے تھے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس منافق کے بارے میں کیا حکم ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا اسے جہنم کی طرف چھوڑ دو۔ ابوسلمہ نے کہا وہ شخص مرتدین میں سے ہو گیا اور ارتداد کی بنا پر اسے قتل کیا گیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حال کی خبر دینا

بیہقی وابونعیم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب سے روایت کی انہوں نے اپنے فرزند حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو کسی ضرورت سے رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا تو انہوں نے کسی شخص کو موجود پایا اور واپس ہو گئے اور اس شخص کی موجودگی کے سبب حضور سے کچھ بات نہ کی۔ پھر اس کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے ملے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں نے آپ کی خدمت میں اپنے فرزند کو بھیجا تھا مگر اس نے ایک شخص کو آپ کے پاس موجود دیکھا تو اسے قدرت نہ ہوئی کہ وہ آپ سے عرض کرتا اور پلٹ کر چلا گیا۔ حضور نے فرمایا کیا اس نے اس شخص کو دیکھا ہے؟ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ہاں دیکھا ہے۔ حضور نے فرمایا وہ شخص جبرئیل علیہ السلام تھے وہ ہرگز فوت نہ ہو گا یہاں تک کہ اس کی بینائی جاتی رہے گی اور اسے علم وحکمت دیا جائے گا۔

ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں سفید لباس پہنے حاضر ہوا تو میں نے دیکھا آپ دحیہ رضی اللہ عنہ سے سرگوشی میں گفتگو کر رہے ہیں۔ حالانکہ وہ جبرئیل علیہ السلام تھے اور میں اس سے لاعلم تھا

اور میں نے سلام تک نہ کیا مجھے دیکھ کر جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ کتنے سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں لیکن ان کی اولاد ان کے بعد خوب سیاہ کپڑے پہنے گی اگر یہ سلام کرتے تو میں ان کو سلام کا جواب دیتا۔ جب وہ چلے گئے تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا تم کو کس بات نے سلام کرنے سے روکا؟ میں نے عرض کیا میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ دحیہ رضی اللہ عنہ کلبی سے سرگوشی میں گفتگو فرما رہے ہیں تو میں نے مکروہ جانا آپ دونوں کے درمیان بات کو قطع کروں۔ حضور نے فرمایا کیا تم نے ان کو دیکھا ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں دیکھا ہے فرمایا سنو! تمہاری بینائی جاتی رہے گی اور بوقت وفات وہ بینائی لوٹ آئے گی۔ عکرمہ نے فرمایا جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روح قبض ہوئی اور ان کو تختہ پر رکھا گیا تو نہایت سفید ایک پرندہ آیا اور ان کے کفن میں داخل ہو گیا اور کسی نے اسے باہر نکلتے نہ دیکھا یہ دیکھ کر عکرمہ نے کہا رسول اللہ ﷺ کی وہ بشارت ہے جو حضور نے ان کے لئے فرمائی تھی پھر جب ان کو لحد میں رکھا گیا تو ان کی قبر کے کنارے کھڑے ہوئے لوگوں نے سنا کہ ان کو کلمہ کی تلقین کی گئی

''يَاأَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيْ إِلَى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً فَادْخُلِيْ فِيْ عِبَادِيْ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ۔''

ابونعیم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ میری بینائی جاتی رہے گی تو وہ جاتی رہی اور مجھ سے فرمایا کہ میں غرق ہوں گا تو میں بحیرہ طبریہ میں غرق ہوا اور مجھ سے فرمایا کہ میں فتنہ کے بعد ہجرت کروں گا تو اے خدا میں تجھے گواہ بناتا ہوں کہ آج میری ہجرت محمد بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کی طرف ہے۔

حضور ﷺ کا ارشاد میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی

بیہقی و حاکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہود کے اکہتر یا بہتر فرقے بنے اور نصاریٰ کے بھی اکہتر فرقے ہوئے لیکن میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی۔

حاکم و بیہقی نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اہل کتاب اپنے دین میں بہتر ملتوں پر بٹ گئے اور یہ امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی یعنی اہل ہواء ہو جائیں گے۔ یہ سب کے سب جہنم میں جائیں گے بجز ایک فرقہ کے اور وہ فرقہ الجماعت ہے اور میری امت میں ایسے لوگوں کا ظہور ہوگا جس کے ساتھ خواہشات اس طرح چپکی ہوں گی جس طرح کتا اپنے مالک سے چپٹا ہوتا ہے اور ان لوگوں کی کوئی رگ اور کوئی جوڑ ایسا نہ رہے گا جس میں خواہشات داخل نہ ہوئی ہوں۔

بیہقی و ترمذی اور حاکم نے ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت پر وہ سب آئے گا جو نبی اسرائیل پر آیا تھا اور جوتی جوتی کے برابر ہو جائے گی یہاں تک کہ اگر ان میں سے کسی نے اپنی ماں کے ساتھ علانیہ نکاح کیا تھا تو میری امت میں بھی اس کی مانند ہوگا۔ بلاشبہ بنی اسرائیل اکہتر ملتوں میں بٹے اور میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائیگی جو سب کے سب ناری ہیں بجز ایک ملت کے صحابہ نے پوچھا وہ ناجی ملت کون سی ہے؟'' مَا أَنَا عَلَيْهِ الْيَوْمَ وَ أَصْحَابِيْ '' آج جس پر میں ہوں اور میرے صحابہ ہیں وہی ناجی ملت ہے۔

بیہقی و حاکم نے عمرو بن العوف سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگ ضرور پچھلی امتوں کی راہ پر چلو

گے بلاشبہ بنی اسرائیل ٹکڑے ٹکڑے ہوئی تھی۔

بیہقی وحاکم نے صحیح بتا کر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گزشتہ امتیں جس راہ پر تھیں ضرور تم بھی اسی راہ کو اختیار کرو گے بالشت کے مطابق بالشت بھر' گز کے مطابق گز بھر اور باع کے مطابق باع بھر تم بھی چلو گے یہاں تک کہ اگر ان میں کا کوئی شخص گوہ کے سوراخ میں داخل ہوا ہے تو تم بھی داخل ہو گے حتیٰ کہ اگر کسی نے اپنی ماں سے جماع کیا ہے تو تم میں سے بھی کوئی ایسا ضرور کرے گا۔

طبرانی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ باعتبار امت بنی اسرائیل کی امتوں کے بہت مشابہ ہو ضرور تم لوگ ان کے قدم بہ قدم چلو گے حتیٰ کہ بنی اسرائیل میں کوئی شیئ نہ ہوگی مگر یہ کہ تم میں اس کی مثل ضرور ہوگی یہاں تک کہ لوگ مجتمع ہوں گے ان پر ایک عورت گزرے گی اور ان لوگوں میں سے ایک آدمی اٹھے گا اور وہ اس عورت سے جماع کرے گا پھر اپنے نشینوں کے پاس لوٹ آئے گا وہ لوگوں کی طرف دیکھ کر ہنسے گا اور لوگ اس کی طرف دیکھ کر ہنسیں گے۔

طبرانی نے اوسط میں بسند حسن مستورد رضی اللہ عنہ بن شداد سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ امت پچھلی امتوں کی کسی بات کو نہ چھوڑے گی یہاں تک کہ وہ اس پر عمل کرے گی۔

طبرانی نے عوف بن مالک اشجعی سے روایت کی انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت تم کیا کرو گے جب یہ امت تہتر فرقوں میں بٹ جائیگی۔ صرف ایک فرقہ جنتی ہوگا باقی تمام جہنمی ہوں گے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ! یہ کب ہوگا؟ فرمایا جب رذیلوں کی کثرت ہوگی اور باندیاں مالک ہوں گی اور بوجھ اٹھانے والے (جاہل و بے علم) منبروں پر بیٹھیں گے اور قرآن کو مزامیر بنایا جائے گا مسجدیں نقش ونگار سے آراستہ ہوں گی۔ اونچے اونچے منبر ہونگے۔ مال غنیمت کو دولت بنالیا جائے گا اور زکوۃ کو ٹیکس سمجھ لیا جائے گیا اور امانت غنیمت ٹھہرائی جائے گی اور دین میں غور وخوض غیر خدا کی خوشنودی کے لئے ہوگا اور مرد اپنی بیوی کی اطاعت کرے گا۔ بیٹا ماں کا نافرمان ہوگا۔ اور اپنے باپ کو دور پھینکے گا۔ اس کے دوست کمینے وذلیل ہوں گے اس امت کے بعد والے لوگ اپنے پہلوں پر لعنت کریں گے۔ قبیلہ کا سرداران کا فاسق ہوگا۔ قوم کا مدبران کا ذلیل شخص ہوگا۔ آدمی کی عزت اس کے شر سے بچنے کے لئے کی جائے گی۔ جس دن یہ باتیں ہوں گی اس وقت یہ امت تہتر فرقوں میں ہو جائے گی اور لوگ شام کی طرف بے چینی سے بھاگیں گے میں نے عرض کیا کیا شام فتح ہو جائے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شام تو عنقریب فتح ہو جائے گا۔ اس کی فتح کے بعد فتنوں کا ظہور واقع ہوگا۔

حاکم رضی اللہ عنہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ اپنی پچھلی امتوں کا اتباع باع کا باع سے' ذراع کا ذراع سے بالشت کا بالشت سے ضرور کرو گے حتیٰ کہ اگر کوئی گوہ کے سوراخ میں داخل ہوا ہے تو تم ضرور اس کے ساتھ داخل ہو گے۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! یہ لوگ یہود ونصاریٰ ہیں؟ فرمایا اس وقت کون ہوگا یعنی تم ہی لوگ ہو گے۔

خوارج کے فتنے کی خبر اور دیگر اخبار آئندہ

شیخین نے ابو سعید رضی اللہ عنہ خدری سے روایت کی انہوں نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے اس وقت آپ مال تقسیم فرما رہے تھے اچانک ذوالخویصرہ نے آپ کے پاس آ کر کہا یا رسول اللہ! عدل کیجئے! حضور نے فرمایا تیری خرابی ہو جب کہ میں ہی عدل نہ کروں گا تو پھر کون عدل کرے گا اگر میں ہی عدل نہ کروں گا تو میں غائب و خاسر ہوں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن اڑا دوں؟ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے چھوڑ دو کیوں کہ اس کے ساتھی ایسے لوگ ہوں گے کہ تم میں سے کوئی اپنی نماز کو ان کی نماز کے ساتھ اپنے روزے کو ان کے روزوں کے سامنے حقیر جانے گا۔ یہ لوگ قرآن کی تلاوت کریں گے مگر ان کے حلقوم سے نیچے نہ اترے گا (یعنی دلوں پر کچھ اثر نہ ہوگا) وہ دین اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح کمان سے تیر نکل جاتا ہے ان کی نشانی یہ ہے کہ ایک مرد سیاہ ہوگا جس کے ایک بازو پر عورت کی چھاتی کی مانند یا گوشت لوتھڑے کی مانند ہوگا جو ہلے گا۔ وہ لوگ بہترین امت پر خروج کریں گے۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان سے جنگ کی ہے اور میں ان کے ساتھ تھا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس نشانی والے آدمی کو تلاش کرنے کا حکم دیا اور ڈھونڈا گیا تو وہ مل گیا اور اسے لایا گیا حتیٰ کہ میں نے اس میں وہ نشانی دیکھی جس کی صفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کی تھی۔ ابو یعلیٰ نے اس حدیث کو روایت کیا اس کے آخر میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے پوچھا تم میں سے کون اسے پہچانتا ہے ان لوگوں نے کہا اس کا نام حرقوص ہے اور اس کی ماں اسی جگہ ہے پھر اس کی ماں کو بلایا اور اس سے پوچھا یہ کس کا بیٹا ہے؟ اس نے کہا میں نہیں جانتی کہ اس کا باپ کون ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ میں زمانہ جاہلیت میں ایک چراگاہ میں بکریاں چرا رہی تھی اچانک مجھے ایسی چیز نے ڈھانپ لیا جیسے اندھیری ہوتی ہے (یعنی کسی نے مجھ سے جماع کیا) اس سے میں حاملہ ہوئی اور یہ پیدا ہوا۔

مسلم نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی فرمایا مسلمانوں کے فرقہ ہو جانے کے بعد ایک فرقہ دین سے نکل جائے گا اور وہ مسلمان جو بہتر اور حق پر ہوں گے اس فرقہ کو قتل کر دیں گے۔

مسلم نے عبیدہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا حضرت علی مرتضیٰ جب اصحاب نہر (خارجیوں) سے فارغ ہوئے تو فرمایا ان لوگوں کو تلاش کرو یہ وہی ہیں جن کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اور ان میں ضرور ایک ناقص الید آدمی ہوگا تو ہم نے اسے تلاش کیا اور وہ ہمیں مل گیا اور ہم اسے پکڑ کر ان کے پاس لائے۔ حضرت علی مرتضیٰ تشریف لائے یہاں تک کہ اس کے قریب کھڑے ہو کر دیکھا اور تین مرتبہ اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم لوگ گھمنڈ کرو گے تو میں تم کو وہ بات بتاتا جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے ان لوگوں کے بارے میں مطلع کرایا جو ان خارجیوں کو قتل کریں گے۔ میں نے عرض کیا کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ارشاد نہیں سنا ہے؟ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رب کعبہ کی قسم میں نے سنا ہے اور یہ تین مرتبہ فرمایا۔

ازارقہ جہنم کے کتے ہیں

حاکم نے سعید بن جمہان سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو انہوں نے پوچھا تیرا باپ کیا ہوا؟ میں نے کہا ان کو ازارقہ نے قتل کر دیا ہے فرمایا اللہ تعالیٰ ازارقہ پر لعنت کرے ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث فرمائی کہ ازارقہ جہنم کے کتے ہیں۔

فرقہ روافض، قدریہ، مرجیہ اور زنادقہ کی خبر دینا

عبداللہ بن امام احمد نے زوائد المسند میں اور بزار وابو یعلی اور حاکم نے حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے باب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثال ہے ان سے یہود نے بغض وعداوت کی یہاں تک کہ ان کی والدہ ماجدہ پر بہتان رکھا اور ان سے نصاریٰ نے اس حد تک محبت کا دعویٰ کیا کہ ان کو اس منزلت تک پہنچایا جو ان کے شایان شان نہ تھی۔ حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے فرمایا سنو! میرے بارے میں دونوں گروہ ہلاک ہوں گے وہ بھی جو بہت زیادہ محبت کا دعویٰ کرتا ہے اور میری طرف اس چیز کی نسبت کرتا ہے جو مجھ میں نہیں ہے اور وہ بھی جو مجھ سے بغض وعداوت رکھتا ہے اور مجھ پر عیب لگانے اور مجھ پر بہتان رکھنے پر ابھارتا ہے۔

بیہقی نے حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں سے ایک قوم ہوگی جس کا نام رافضہ ہوگا وہ اسلام کو چھوڑ دیںگے۔ بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی مثل حدیث روایت کی۔

طبرانی نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو مبعوث نہیں فرمایا مگر یہ کہ ان کی امت میں قدریہ اور مرجیہ ہوئے ہیں جو نبی پر ان کی امت کے معاملہ کو پراگندہ کر دیتے ہیں۔

طبرانی نے اوسط میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قدریہ اور مرجیہ اس امت کے مجوسی ہیں۔ طبرانی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مثل حدیث روایت کی ہے۔

طبرانی نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے دو گروہ ایسے ہوں گے جن کا حصہ اسلام میں نہیں ہے ایک قدریہ ہے دوسرا مرجیہ اور طبرانی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور واثلہ رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل حدیث روایت کی ہے اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی مثل روایت کی ہے۔ طبرانی نے الکبیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ممکن ہے تم اس زمانہ تک زندہ رہو اور ایسی قوم پاؤ جو اللہ تعالیٰ کی تقدیر کی تکذیب کرتے ہوئے بے گناہ اس کے بندوں پر ہیں جب تم ان کو پاؤ تو ان سے کنارہ کش ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا۔

بیہقی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا ہے آپ نے فرمایا میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو تقدیر کو جھٹلائیں گے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا اس امت میں

مسخ (مقتول) ہوگا اور وہ مسخ تقدیر کے جھٹلانے والوں اور زندیقوں پر ہوگا۔

طبرانی و بزار نے بسند صحیح ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس امت کے معاملات اعتدال پر رہیں گے جب تک کہ وہ مشرکوں کے بچوں کے بارے میں (کہ وہ اہل جنت ہیں یا اہل جہنم) اور قدر کے بارے میں کلام نہیں کریں گے۔

بزار و طبرانی نے اوسط میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امت کے برے لوگوں کا آخری کلام قدر میں ہوگا۔

امام احمد نے بسند صحیح ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا میری امت میں مسخ اور قذف ہوگا اور وہ اہل زندقہ پر ہوگا۔

طبرانی نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت مضبوطی کے ساتھ اپنے دین پر قائم رہے گی جب تک کہ وہ قدر کو نہ جھٹلائیں اس وقت انکی ہلاکت ہوگی۔

ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے مقام وفات کی خبر دینا

ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے یزید بن اصم رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا مکہ مکرمہ میں بیمار ہوئیں تو انہوں نے فرمایا مجھے مکہ مکرمہ سے باہر لے جاؤ کیونکہ میری وفات مکہ مکرمہ میں نہیں ہے چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خبر دی ہے کہ میں مکہ مکرمہ میں فوت نہ ہوں گی۔ تو لوگ لے کر چلے یہاں تک کہ جب مقام سرف میں اس جگہ پہنچیں جس درخت کے نیچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے عقد کیا تھا تو وہ رحلت فرما گئیں رضی اللہ عنہا۔

محمد بن ربیع جیزی نے کتاب "من دخل مصر من الصحابة" میں ابو ریحانہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا اے ابو ریحانہ رضی اللہ عنہ جس دن تم ایسے لوگوں پر گزرو گے جنہوں نے جانوروں کو بغیر دانہ پانی کے بھوکا رکھ چھوڑا ہوگا اور تم کہو گے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے اور وہ کہیں گے ہمارے سامنے ایسی کوئی آیت لائیے جو خاص اس بارے میں نازل ہوئی ہو (گویا وہ قول رسول کی حجیت کا انکار کریں گے اور صرف قرآن پر اس کا دعویٰ کریں گے) چنانچہ ابو ریحانہ رضی اللہ عنہ ایسے لوگوں پر گزرے جنہوں نے مرغیوں کو بغیر دانہ پانی کے بھوکا رکھ چھوڑا تھا تو انہوں نے ان کو اس سے منع کیا اور انہوں نے کہا کہ ہمیں اس بارے میں نازل شدہ کوئی آیت پڑھ کر سنائیے یہ سن کر ابو ریحانہ رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا۔

خطیب نے رواۃ مالک میں اسلم سے روایت کی انہوں نے کہا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے خیبر کے سردار سے فرمایا تمہارا خیال ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو بھول گیا ہوں حضور نے تم سے فرمایا تھا کہ تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا جب تمہارا اونٹ تمہیں شام میں چھوڑ جائے گا پھر ایک دن پھر ایک دو دن تک وہ اونٹ تمہیں چھوڑے رکھے گا۔

طبرانی نے اوسط میں بسند حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا میری امت میں ایک شخص ہوگا جو مرنے کے بعد کلام کرے گا۔

بیہقی نے صحیح بتا کر اور ابونعیم نے بطریق ربعی بن خراش روایت کی انہوں نے کہا کہ میرا بھائی ربیع فوت ہوگیا۔ وہ ہم میں گرمی کے دنوں میں زیادہ روزہ دار اور سردی کی راتوں میں زیادہ قیام کرنے والا تھا۔ میں نے اس کے جسد پر چادر ڈالی تو وہ ہنسنے لگا اس پر میں نے کہا اے بھائی! کیا مرنے کے بعد بھی (دنیاوی) زندگانی ہے؟ اس نے کہا نہیں بات یہ ہے کہ میں اپنے رب سے ملا اور میرا رب مجھ سے روح و ریحان اور ایسے وجہ کریم کے ساتھ ملا جو غضب ناک نہ تھا میں نے پوچھا تم نے امر کو کیسا دیکھا اس نے کہا جتنا تم گمان کر سکتے ہو اس سے زیادہ آسان میں نے دیکھا اس کے بعد یہ واقعہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا۔ تو انہوں نے فرمایا ربعی رضی اللہ عنہ نے سچ کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا میری امت میں ایک شخص مرنے کے بعد کلام کرے گا اور ایک روایت میں یہ ہے کہ میری امت میں ایک شخص مرنے کے بعد کلام کرے گا اور وہ خیر التابعین سے ہوگا۔ علامہ سیوطی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس روایت کی بکثرت سندیں ہیں جن کو میں نے ''کتاب البرزخ'' میں مرنے کے بعد کلام کرنے والوں کی خبروں کے ضمن میں جمع کیا ہے۔

بیہقی نے مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار مجھے کتاب الٰہی اور اس کے ساتھ اس کی مثل (حدیث وسنت) دی گئی ہے خبردار ایک آدمی ہوگا جو پیٹ بھرا اور اپنے تکیہ پر ٹیک لگائے ہوگا۔ وہ کہے گا تم پر یہ قرآن ہی لازم ہے لہٰذا قرآن میں جو چیز تم حلال پاؤ اسے حلال جانو اور جو تم حرام پاؤ اسے حرام جانو۔

ابوداؤد و بیہقی نے بروایت ابورافع رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا تم میں سے کسی کو میں ایسا نہ پاؤں کہ وہ اپنے تکیہ پر ٹیک لگائے ہوئے ہو اس کے سامنے میرا کوئی ایسا حکم آئے جسے میں نے حکم دیا ہو یا ایسی مخالفت آئے جس کی میں نے مخالفت کی ہو اور وہ کہے کہ ہم نہیں جانتے ہمیں تو وہی لازم ہے جو کتاب اللہ میں ہم پائیں ہم اسی کا اتباع کریں گے۔

شیخین نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیہ کریمہ ''هُوَ الَّذِيْ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ الاية'' تلاوت کر کے فرمایا جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو قرآن کے متشابہات کا اتباع کریں تو یہ لوگ وہی ہیں جنکے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''فاحذروھم'' ان سے بچو۔ بیہقی نے اسے اس طرح نقل کیا کہ جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو اس کے ساتھ جدال کرتے ہیں اور ایوب نے فرمایا میں اہل ہوا میں سے کسی ایک کو ایسا نہیں جانتا جس نے متشابہات کیساتھ جدال نہ کیا ہو۔

طبرانی و بیہقی نے محمد بن یزید بن ابی زیاد ثقفی سے روایت کی انہوں نے کہا کہ قیس بن خرشہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے کہا اللہ تعالیٰ کی جانب سے جو کچھ آیا اس پر اور اس پر کہ میں ہمیشہ حق بات کہوں گا آپ کی بیعت کرتا ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے قیس! رضی اللہ عنہ تم ایک زمانے تک زندہ رہو گے اور میرے بعد ایسے لوگ تمہیں ملیں گے جن کے ساتھ حق بات کہنے کی تمہیں استطاعت نہ ہوگی۔ قیس رضی اللہ عنہ نے کہا: خدا کی قسم! میں کسی بات پر آپ کی بیعت نہ کروں گا مگر یہ کہ آپ کے عہد کو پورا کروں گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت تمہیں کوئی بشر نقصان نہیں پہنچائے گا۔ چنانچہ قیس رضی اللہ عنہ' زیاد بن ابوسفیان اور اس کے بیٹے

عبید اللہ کی عیب چینی کرتا تھا۔ عبید اللہ کو جب اس کی اطلاع پہنچی تو اس نے قیس رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور کہا تو وہی ہے جو اللہ اور اس کے رسول پر افتراء کرتا ہے اور قیس نے کہا نہیں' لیکن اگر تو چاہے تو میں اسے بتا دوں جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر افتراء کرتا ہے اور جس نے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کو چھوڑ رکھا ہے؟ عبید اللہ نے پوچھا وہ کون ہے؟ قیس رضی اللہ عنہ نے کہا تو ہے اور تیرا باپ ہے اور وہ شخص ہے جس نے تم دونوں کو حکم دیا ہے۔ اس کے بعد قیس رضی اللہ عنہ نے پوچھا وہ کون سی بات ہے جس کا میں نے اللہ اور اس کے رسول پر افتراء کیا ہے؟ عبید اللہ نے کہا تو یقین رکھتا ہے کہ کوئی بشر تجھے نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ قیس رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں میں یہ یقین رکھتا ہوں۔ عبید اللہ نے کہا آج تو جان لے گا کہ تو کتنا جھوٹا ہے۔ عبید اللہ نے حکم دیا کہ عذاب والے کو عذاب کے سامان کے ساتھ میرے پاس لاؤ۔ راوی نے بیان کیا کہ یہ دیکھ کر قیس جھک گیا اور مر گیا۔

حاکم وابو نعیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے فرمایا تم لوگ میرے بعد تقسیم اور امر میں ناگواری دیکھو گے لہٰذا تم صبر کرنا۔ یہاں تک کہ تم حوض کوثر پر مجھ سے ملو۔

حاکم نے مقسم سے روایت کی کہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے کوئی اپنی حاجت بیان کی مگر انہوں نے ان سے جفا کی اور انکی طرف سر تک نہ اٹھایا۔ یہ حال دیکھ کر ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے فرمایا سنو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خبر دیدی ہے کہ ہمیں انکے بعد ناگوار باتوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایسی صورت میں تمہیں کیا حکم دیا گیا ہے۔ ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہمیں صبر کا حکم دیا گیا ہے یہاں تک کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حوض کوثر پر حاضر ہوں۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا تو اب صبر کرو۔ یہ سنکر ابو ایوب رضی اللہ عنہ کو غصہ آیا اور قسم اٹھائی کہ ان سے کبھی بات نہ کروں گا۔

ابن عساکر نے حسن بن حسن سے روایت کی انہوں نے کہا کہ انصار کا ایک قبیلہ تھا ان کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا پہلے سے تھی۔ جب ان میں سے کوئی مرتا تو بادل آتا اور اس کی قبر پر بارش برساتا تھا۔ چنانچہ اس انصاری قبیلہ کا ایک غلام فوت ہوا۔ مسلمانوں نے کہا آج ضرور دیکھیں گے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا ہے کہ **مولی القوم انفسھم** (قوم کا غلام انہیں میں سے ہوتا ہے) چنانچہ جب اس غلام کو دفن کیا گیا تو بادل آیا اور وہ اس کی قبر پر برسا۔

حاکم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ علم کا ظرف ہے۔

ابن سعد نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم سے زیادہ جاننے والے اور آپ کی حدیث کو ہم سے زیادہ یاد رکھنے والے ہیں۔

آنے والی قوم کی خبر دینا

حاکم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے کچھ لوگ میرے بعد ایسے آئیں گے جو تمنا رکھیں گے کہ کاش کہ میری حدیث کو اپنی آل واولاد اور مال کے بدلے خرید سکتے۔

انصیاء کے بارے میں ارشاد

ابن عدی و دار قطنی نے الافراد میں اور ابن عساکر نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک قوم آئے گی جن کو انصیاء یعنی خواجہ سرا کہا جائے گا لہٰذا تم ان کے ساتھ حسن سلوک کرنا۔

شرطی کی خبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دی

مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا توقع ہے کہ تمہاری عمر اتنی طویل ہو کہ تم ایسی قوم کو دیکھو جن کے ہاتھوں میں گائے کی دم کی مانند کوڑا ہوا۔ وہ لوگ اللہ کے غضب میں صبح کریں گے اور شام بھی اسی کی ناراضگی میں کریں گے۔ مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہل جہنم دو قسم کے ہوں گے جن کو تم نے نہیں دیکھا ایک قسم تو وہ ہوگی جن کے ساتھ گائے کی دم کی مانند کوڑے ہوں گے اور اس سے وہ لوگوں کو ماریں گے اور دوسری قسم ان عورتوں کی ہوگی جو لباس پہنے ہوں گی مگر وہ ننگی ہوں گی (یعنی لباس اتنا باریک ہوگا کہ ان کا جسم نظر آئے گا) اور وہ تھرکنے مٹکنے والی اپنے بدن کو ادھر ادھر مٹکانے والی ہوں گی ان کے سر اونٹ کے کوہان کی مانند ہوں گے۔ ابو نعیم نے کہا اس حدیث میں جن عورتوں کا ذکر کیا گیا ہے ایک قول تو یہ ہے کہ یہ عراقی مغنیات یعنی ناچنے گانے والیاں ہیں جو باکرہ ہیں اور بڑے بڑے پگڑ اپنے سروں پر باندھتی ہیں اور ان پگڑوں پر دوپٹے اوڑھتی ہیں۔

حاکم نے صحیح بتا کر ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس امت میں ایسے مرد ہوں گے جن کے ساتھ گائے کی دم کی مانند کوڑے ہوں گے وہ لوگ صبح بھی خدا کے غضب اور شام بھی خدا کی ناراضگی میں رہیں گے۔

اس آگ کی خبر دینا جو حجاز سے بلند ہوگی

حاکم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی جب تک کہ ارض حجاز سے وہ آگ نکلے جس سے بصرہ کے اونٹوں کی گردنیں روشن ہو جائیں۔

حاکم نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ پھر جب ہم واپس آئے تو لوگوں نے مدینہ منورہ میں داخل ہونے میں عجلت کا مظاہرہ کیا اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریب ہے کہ تم لوگ مدینہ کو جس حالت میں پہلے تھا اس سے بہتر حالت پر چھوڑو۔ کاش کہ میں جانتا وہ آگ کوہ ورقان سے کب نکلے گی جس سے بصرے کے اونٹوں کی گردنیں روشن ہو جائیں گی۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ وہ آگ جس کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی ۶۵۴ ہجری میں نکلی تھی۔

بصرہ اور کوفے کے بارے میں ارشاد

ابو نعیم نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا میں اس زمین کو پہچانتا ہوں

جس کا نام بصرہ ہے وہ باعتبار قبلہ زیادہ صحیح ہے۔ وہاں بکثرت مسجدیں ہوں گی اور کثرت کے ساتھ اذانیں دی جائیں گی وہاں سے اتنی بلائیں دور کی جائیں گی کہ اتنی تمام شہروں سے دور نہ کی جائیں گی۔

عبداللہ بن امام احمد نے زوائد الزہد میں اور ابونعیم نے دوسری سند کے ساتھ ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل کوفہ کا ذکر کیا اور آپ نے بیان کیا کہ ان لوگوں پر عظیم بلائیں نازل ہوں گی اس کے بعد اہل بصرہ کا ذکر کیا اور فرمایا اہل بصرہ باعتبار قبلہ اعتدال پر رہیں گے اور ان میں اذان دینے والے کثرت سے ہوں گے جس امر کو وہ ناگوار جانیں گے اللہ تعالیٰ ان سے ان کو دور کر دے گا۔

ابونعیم نے عثمان بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا مسلمانوں کے تین شہر ہوں گے ایک شہر وہ جہاں بحرین ملتے ہیں اور ایک شہر وہ جو جزیرہ میں ہے اور ایک شہر وہ جو شام میں ہے۔

ابونعیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ بہت سے شہروں کو آباد کرو گے مگر ان میں ایک شہر ایسا ہوگا جس کا نام بصرہ ہے اس میں خسف یعنی زمین میں دھنس جانے اور مسخ واقع ہوگا۔

تعمیر بغداد کے بارے میں ارشاد

ابونعیم نے جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا دجلہ دجیلہ اور صراۃ قطربل کے درمیان ایک شہر بسایا جائے گا اور اس شہر میں روئے زمین کے جبابرہ جمع ہوں گے اور اس کی طرف روئے زمین کا خراج آئے گا اور وہ سرزمین دھنسنے میں زمین شور میں میخ گھس جانے سے زیادہ سریع ہوگی۔

ابونعیم نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا مشرق کے دونوں نہروں کے درمیان شہر بسایا جائے گا اور اس کی طرف روئے زمین کے خزانے اور دفینے لائے جائیں گے اس شہر کے رہنے والے مخلوق الٰہی میں سب سے زیادہ شریر ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ تلوار کے عذاب کے بعد انہیں دھنسا دے گا۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ نے فرمایا یہ شہر یعنی بغداد دوسرے قرن میں بسایا گیا اور ساتویں قرن (صدی) میں تاتاریوں کی طرف سے تلوار کے شدید عذاب میں مبتلا ہوا اور اب اس کا دھنسنا باقی رہ گیا ہے۔

حاکم نے صحیح بتا کر ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا میری امت کے لئے نصف دن کا مقرر کیا جانا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہرگز ہرگز مجھے عاجز نہ کرے گا۔ صحابہ نے پوچھا نصف دن کتنا ہے؟ فرمایا پانچ سو سال کا۔

امت کے اس گروہ کی خبر دینا جو تا قیامت حق پر رہے گا

بخاری و مسلم نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم (قیامت) آجائے۔

امام احمد وحاکم نے صحیح بتا کر جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میری امت ہمیشہ قائم رہے گی اور مسلمانوں کی ایک جماعت ہمیشہ دین پر جنگ کرتی رہے گی یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے۔

طبرانی اور حاکم نے صحیح بتا کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہ کر دین کی مدد کرتی رہے گی یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے۔

بزار نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ میری امت کی ایک جماعت اس دین پر ہمیشہ قائم رہے گی کسی خلاف کرنے والے کی مخالفت انہیں کوئی نقصان نہ پہنچائے گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم (قیامت) آ جائے۔

ہر صدی کے آغاز پر مجدد ہونے اور خروج دجال کی خبر دینا

حاکم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اس امت میں ہر صدی کے آغاز پر ایسا شخص پیدا فرمائے گا جو اس کے دین کو امت کے لئے تازہ کرے گا۔ عبداللہ بن امام احمد نے زوائد المسند میں صعب بن جثامہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا دجال کا خروج اس وقت تک نہ ہوگا جب تک لوگ اس کے ذکر سے غافل نہ ہو جائیں یہاں تک کہ ائمہ بھی اس کے ذکر کو منبروں پر چھوڑ دیں گے۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تم نے اپنے زمانے میں کسی خطیب کو نہیں دیکھا ہوگا کہ اس نے منبر پر اس کا ذکر کیا ہو۔

اخبار دیگر

حاکم نے صحیح بتا کر رویفع بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے خشک یا تر کھجوریں لائی گئیں اور سب نے مل کر اسے کھایا۔ یہاں تک کہ بجز گٹھلیوں کے کچھ باقی نہ رہا اور وہ گٹھلیاں کسی کام کی نہ تھیں۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جانتے ہو یہ کیا بات ہے؟ یکے بعد دیگرے اچھے لوگ ختم ہوتے رہیں گے یہاں تک کہ تم میں سے کوئی باقی نہ رہے گا بجز ان کے جو ان گٹھلیوں کی مانند بیکار ہیں۔

شیخین نے حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا کہ لوگ تو رسول اللہ ﷺ سے خیر ونیکی کی باتیں پوچھا کرتے تھے مگر میں آپ سے شر وفساد کی ہی باتیں پوچھا کرتا تھا۔ اس خوف سے کہ مجھے اس سے سابقہ نہ پڑ جائے۔ چنانچہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! ہم زمانہ جاہلیت اور شر وفساد میں تھے مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس خیر کے ساتھ ہمارے پاس بھیج دیا تو کیا اس خیر کے بعد بھی کوئی شر ہے؟ فرمایا ہاں ہے۔ میں نے عرض کیا کیا اس شر کے بعد بھی خیر ہے؟ فرمایا ہاں ہے مگر اس کے ساتھ دخن ہے میں نے عرض کیا وہ دخن یعنی بے دینی کیا ہے؟ فرمایا وہ میری سنت کو چھوڑ کر چلیں گے اور میری ہدایت کے سوا اور راستہ اختیار کریں گے۔ اس سے وہ پہچانے جائیں گے اور ان کو برا جانا جائیگا۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا اس کے بعد بھی شر ہے؟ فرمایا ہاں ہے وہ جہنم کے دروازوں کی طرف بلانے والے ہوں گے جو ان کی بات مان لے گا وہ انہیں جہنم میں ڈال دیں گے میں نے عرض کیا مجھے ان لوگوں کی صفت بتایئے۔ فرمایا اچھا سنو۔ وہ لوگ ہماری ہی طرح گوشت پوست کے ہوں گے اور ہماری ہی زبانوں

میں کلام کریں گے۔ امام اوزاعی نے فرمایا پہلا شر جس کے بعد خیر ہے وہ ارتداد ہے جو رسول اللہ ﷺ کی رحلت کے بعد واقع ہوا۔

بیہقی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ بنو سلیم اپنی کان سے سونے کا ٹکڑا لائے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کانیں ہوں گی۔ ایک روایت میں ہے کہ معاون ظاہر ہونگے اور اشرار خلق اس کے گرد جمع ہوں گے۔

بیہقی نے ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قریب ہے کہ امتیں تمہارے پاس جمع ہوں گی جس طرح کھانے والے طباق کے گرد جمع ہوتے ہیں کسی کہنے والے نے کہا اس دن کیا ہم کم تعداد میں ہوں گے فرمایا نہیں بلکہ تم کثیر تعداد میں ہو گے لیکن غایت درجہ ذلیل و پست ہو جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کے سینوں سے تمہاری ہیبت نکال دے گا اور تمہارے دلوں میں کمزوری و بزدلی ڈال دے گا کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ بزدلی و کمزوری (وھن) کیا ہے؟ فرمایا دنیا کی محبت اور موت سے کراہت۔

بخاری نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ آدمی مال کے لینے میں اس کی پرواہ نہ کرے گا کہ حلال طریقہ سے آیا ہے یا حرام ذرائع سے۔

شیخین نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کسی پر وہ دن ضرور آئے گا کہ اگر وہ مجھے دیکھے اور پھر وہ مجھے دیکھے تو اسے اپنے اہل و عیال کے دیکھنے سے زیادہ میرا دیکھنا محبوب ہو۔

مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تمنا رکھتا ہوں کہ میں اپنے بھائیوں کو دیکھوں صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں؟ فرمایا تم تو میرے صحابہ ہو۔ میرے بھائی تو وہ ہیں جو ابھی تک نہیں آئے ہیں۔

بیہقی کو ابو نعیم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگ براہ راست مجھ سے سنتے ہو اور تم سے دوسرے لوگ حدیث سنیں گے اور تمہارے سننے والوں سے اور دوسرے لوگ سنیں گے۔ ابو نعیم نے ثابت بن قیس سے اس کی مثل حدیث روایت کی ہے۔

شیخین نے ابو بکرہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حاضر کو چاہئے کہ وہ غائب کو حدیث پہنچائے ممکن ہے جس کو وہ پہنچائے ممکن ہے ان سننے والوں میں سے کوئی شخص ان سے زیادہ یاد رکھنے والا ہو۔ ابو نعیم نے ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کی ہے۔

ابن ماجہ و بیہقی نے ابو ہارون عبدی سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ہم ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ کے وصیت کے لوگو! مرحبا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے حدیث فرمائی کہ آفاق سے لوگ تمہارے پاس آئیں گے اور وہ دین میں تفقہ کے طالب ہوں گے تو تم لوگ ان کے ساتھ خیر کی وصیت کرنا۔ ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس کی مانند حدیث روایت کی۔

شیخین نے ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ علم کو عالم کے سینوں سے

نکال کر قبض نہیں فرماتا بلکہ علما کو قبض کر کے علم کو قبض کرتا ہے۔ جب علما باقی نہ رہیں گے تو لوگ جاہلوں کو سردار بنالیں گے اور ان سے مسئلہ پوچھیں گے اور وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے جس سے وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

ابونعیم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر علم ثریا پر پہنچ جائے تب بھی ابنائے فارس کے لوگ وہاں سے بھی علم ضرور حاصل کرلیں گے۔ مسلم و بیہقی نے بھی ابن سیرین سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا ان سے کسی شخص نے کوئی بات پوچھی میں اسے نہ سمجھ سکا۔ اس پر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ اکبر۔ اس مسئلہ کو دو شخصوں نے پوچھا اور یہ تیسرا شخص ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا بہت سے لوگ ایسے ہوں گے جن کے سبب سوال بلند ہو جائے گا یہاں تک کہ لوگ یہ کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا تو اسے (معاذ اللہ) کس نے پیدا کیا۔

بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اپنی امت کے اندیشوں میں سب سے زیادہ خوف اس بات کا ہے کہ وہ نمازوں کو ان کے اوقات سے تاخیر کر کے پڑھیں گے اور نمازوں کو ان کے اوقات سے تعجیل کر کے پڑھیں گے یا تو بہت زیادہ دیر کر کے یا بہت جلد۔

ابونعیم نے حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دین اتنا پھیلے گا کہ دریاؤں سے تجاوز کر جائے گا اور یہاں تک کہ اللہ کی راہ میں دریاؤں میں گھوڑے ڈال دیں گے اس کے بعد ایک قوم ایسی آئے گی جو قرآن کی تلاوت کرے گی اور وہ کہیں گے ہم نے قرآن پڑھا ہے۔ ہم سے زیادہ پڑھا ہوا کون ہے اور ہم سے زیادہ فقیہ اور عالم کون ہے؟ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ ان لوگوں میں خیر ہوگی؟ ہرگز نہیں یہ لوگ تو جہنم کے ایندھن ہیں۔

امام احمد و بزار' طبرانی و ابونعیم اور حاکم نے بسند صحیح سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ عجم کے خزائن سے تمہارے ہاتھوں کو بھر دے اس کے بعد وہ شیر ہو جائیں گے اور وہ نہ بھاگیں گے اور وہ تم سے خوب جنگ کریں گے اور تمہارا مال غنیمت وہ کھائیں گے اور بزار نے حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حذیفہ رضی اللہ عنہ سے اس کی مانند اور بزار و طبرانی نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل اور طبرانی نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کی ہے۔

ابونعیم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مدینہ منورہ کے ایک قطعہ زمین کو دیکھ کر فرمایا اس قطعہ میں ایسی بکثرت قسمیں ہوں گی جو اللہ تعالیٰ سے معبود نہیں کریں گی۔ میں نے آج تک اس جگہ نخاسہ (بازار مویشی وغیرہ) ہی دیکھا ہے۔

حاکم نے عبادہ بن صامت سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا میرے بعد تم پر ایسے حکمران آئیں گے جن کو تم معروف کی کہو گے وہ ان کو منکر خیال کریں گے۔ اور جن کو تم منکر جانو گے وہ ان کو معروف سمجھیں گے تو تم میں سے جو کوئی ایسے حکمران کو پائے تو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں اس شخص کی اطاعت نہیں ہے۔

ابن راہویہ نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عطیات کو لو جب تک کہ وہ عطیہ ہو اور جب وہ دین کے خلاف رشوت بن جائے تو اسے نہ لو۔ میری اس ہدایت کے باوجود تم لوگ اسے نہ چھوڑو گے اور فقر و فاقہ کے خوف سے اس سے باز نہ آؤ گے۔ سن لو! ایمان کی چکی گردش میں ہے جس طرف کتاب اللہ ہو اس طرف تم گھوم جاؤ' خبردار سن لو!

بادشاہ اور کتاب اللہ دونوں جدا جدا ہو جائیں گے تو تم لوگ کتاب اللہ کو نہ چھوڑنا۔ خبردار آگاہ رہو تم پر ایسے حکمران آئیں گے اگر تم نے ان کی اطاعت کی تو تم گمراہ ہو جاؤ گے اور اگر تم نے ان کی نافرمانی کی تو تم قتل کر دیئے جاؤ گے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ایسے زمانے میں ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ حضور ﷺ نے فرمایا: اس زمانہ میں وہ کرنا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اصحاب نے کیا۔ انہیں سولی پر چڑھایا گیا اور آروں سے انہیں چیرا گیا۔ اللہ کی اطاعت میں مرنا خدا کی معصیت میں جینے سے بہتر ہے۔

حاکم نے عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا میرے بعد ایسے سلاطین ہوں گے جن کے دروازوں پر فتنوں کی ایسی جگہ ہوگی جیسے اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ ہوتی ہے وہ سلاطین کسی کو کچھ نہ دیں گے مگر یہ کہ اس کے عوض اتنا ہی ان کا دین لے لیں گے۔

ابن قانع نے حجر بن عدی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی کہ حضور نے فرمایا میری امت کے کچھ لوگ شراب پئیں گے مگر اس کا نام کچھ اور رکھیں گے۔ حاکم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس کی مثل روایت کی۔

ابو یعلیٰ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دن رات کا یہ سلسلہ اس وقت تک ختم نہ ہوگا جب تک کھڑا ہونے والا کھڑے ہو کر یہ نہ کہے کہ ایک مٹھی بھر درہم کے بدلے اپنے دین کو ہمارے ہاتھ کون فروخت کرتا ہے۔

امام احمد نے عمران بن حصین ضبعی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ بصرے میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما امیر تھے اچانک انہوں نے دیکھا کہ ایک شخص بار بار یہ کہہ رہا ہے کہ "اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا" تو عمران رضی اللہ عنہ اس کے پاس گئے اور یہ کہنے کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں قبیلہ کے ایک سردار کے بیٹے کا فدیہ لے کر گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا وہ وہ ہے اور ایک کے باپ کو جا کر یہ دیدو۔ میں نے عرض کیا یا نبی اللہ! یہ فدیہ ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہم آل محمد کے لئے جو اولاد اسمٰعیل میں سے ہیں سزاوار نہیں ہے کہ ہم کسی کے جان کی قیمت کھائیں۔ اس کے بعد فرمایا مجھے قریش پر کوئی خوف نہیں ہے مگر ان کی اپنی ہی جانوں سے میں نے عرض کیا یا نبی اللہ! قریش کے لئے کیا خوف ہے؟ فرمایا اگر تمہاری عمر دراز ہوئی تو تم ان کو اس جگہ دیکھو گے حتیٰ کہ لوگوں کو ان بکریوں کی مانند دیکھو گے جو دو حوضوں سے پانی پیتی ہیں کبھی ایک حوض سے اور کبھی دوسرے حوض سے۔ لہٰذا اب میں لوگوں کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس حاضر ہونے کی اجازت مانگ رہے ہیں اور اسی سال میں نے دیکھا کہ یہ لوگ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہونے کی اجازت طلب کر رہے تھے۔ یہ صورت حال دیکھ کر مجھے رسول اللہ ﷺ کا وہ فرمان یاد آ گیا۔

امام احمد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی آپ نے فرمایا کہ آخر زمانہ میں ایسے لوگ ہوں گے جو ایسی سیاہی سے خضاب کریں گے جیسے پرندوں کے پوٹے رنگیں ہوتے ہیں وہ لوگ جنت کی بو بھی نہ سونگھیں گے۔

ابن سعد و ابن ماجہ نے سلامہ بنت حر رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا میری امت کے لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ وہ ایک گھڑی تک کھڑے انتظار کرتے رہیں گے مگر وہ کسی امام کو نہ پائیں گے جو انہیں نماز پڑھائے۔

امام احمد وابو یعلیٰ وبزار اور طبرانی سے جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا میں اپنی امت پر تین باتوں کا خوف رکھتا ہوں ایک یہ کہ ستاروں سے بارش چاہیں گے دوسرے یہ کہ ان پر سلطان ظالم ہوگا تیسرے یہ کہ وہ تقدیر کو جھٹلائیں گے۔

ابو یعلیٰ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اپنی امت پر اندیشہ ہے کہ وہ قدر کو جھٹلائیں گے اور ستاروں کی تصدیق کریں گے۔

طبرانی نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی امت کے خوف میں سے ایک خوف یہ ہے کہ آخر زمانے میں ستاروں کی تصدیق کریں گے اور تقدیر کی تکذیب کریں گے اور سلطان کا ان پر ظلم ہوگا۔

بخاری نے اپنی تاریخ میں اور ابن سعد وابن سکن اور طبرانی نے بروایت جنادہ رضی اللہ عنہ ازدی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا جاہلیت کے تین فعل ایسے ہیں جن کو اہل اسلام ترک نہیں کریں گے۔ ستاروں سے پانی مانگنا' نسب میں طعن کرنا' اور مردے پر واویلا کرنا۔

طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی امت پر تین باتوں کا خوف رکھتا ہوں۔ عالم کا بھٹکنا' منافق کا قرآن کے ساتھ جھگڑنا اور قدر کا جھٹلانا۔

ابو یعلیٰ وطبرانی نے مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا یہ امت کی ایک مدت مقرر ہے اور میری امت کی مدت سو سال ہے جب میری امت پر ایک صدی گزر جائے گی تو جس چیز کا اللہ عزوجل کا ان سے وعدہ ہے وہ آ جائے گی۔ ابن لہیعہ نے کہا اس سے مراد فتنوں کی کثرت ہے۔

بزار نے بسند حسن ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس چیز کا وعدہ کیا گیا ہے وہ سو سال میں ہوگی۔

ابو یعلیٰ وبزار نے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا کی زیبائش ایک سو پچیس سال میں بڑھ جائے گی۔

طبرانی نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس دین کے لئے اقبال بھی ہے ادبار بھی' آگاہ رہو اس دین کا اقبال یہ ہے کہ سارا قبیلہ دین میں تفقہ رکھے گا یہاں تک کہ تفقہ فی الدین میں کوئی نہ بچے گا۔ بجز ایک یا دو فاسقوں کے اور وہ قبیلہ میں ذلیل وخوار ہوں گے۔ اگر وہ بات کریں گے تو قہر کیا جائے گا اور ان پر غضب ہوگا اور اس دین کا ادبار یہ ہے کہ سارا قبیلہ جفاشعار ہوگا اس سے کوئی نہ بچے گا مگر یہ کہ ایک یا دو فقیہ ہوں گے اور وہ دونوں ان لوگوں میں ذلیل ہوں گے اگر کلام کریں گے تو قہر کیا جائے اور ان پر غضب ہوگا اور یہ بھی اس کے ادبار میں سے ہے کہ بعد والے لوگ اپنے پچھلوں پر لعنت وملامت کریں گے حالانکہ خود انہیں پر لعنت حلال ہوگی حتیٰ کہ وہ علانیہ شراب پئیں گے یہاں تک کہ ایک عورت قوم پر گزرے گی اور ایک آدمی اس قوم میں سے کھڑا ہوگا اور وہ اس عورت کا دامن اس طرح اٹھائے گا جس طرح بھیڑ کی دم اٹھائی جاتی ہے اس وقت کوئی

کہنے والا یہ کہے گا کہ تم نے اس عورت کو دیوار کے پیچھے کیوں نہ چھپالیا اس دن ان لوگوں میں یہ کہنے والا شخص ایسا ہوگا جیسے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما آج تم میں ہیں۔ لہٰذا اس دن جو معروف کا حکم دے گا اور منکر سے باز رہنے کی تلقین کرے گا اس کے لئے پچاس ایسے صحابیوں کا اجر ہوگا جنہوں نے مجھے دیکھا اور وہ مجھ پر ایمان لائے اور انہوں نے میری اطاعت کی اور میری بیعت کی۔

امام احمد و بزار اور حاکم نے صحیح بتا کر ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا جب تم دیکھو کہ میری امت ظالم کا اتنا خوف رکھتی ہے کہ وہ اس سے یہ کہہ سکے کہ "تو ظالم ہے" تو تم ان سے وداع کر لئے جاؤ گے۔

طبرانی نے اوسط میں ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ وہ اس زمانے میں معروف کا حکم کرنے والا اور منکر سے باز رہنے کی تلقین کرنے والا کوئی نہ رہے گا۔

ابو یعلیٰ و طبرانی نے اوسط میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! اس وقت تمہارا کیا حال ہوگیا جب تمہاری عورتیں سرکشی کریں گی اور تمہارے جوان فسق و فجور کریں گے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ایسا زمانہ آنے والا ہے؟ فرمایا ہاں بلکہ اس سے اشد ہوگا۔ اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو چھوڑ دو گے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ایسا ہوگا؟ فرمایا ہاں بلکہ اس سے اشد۔ فرمایا اس وقت تم کیا کرو گے جب تم معروف کو منکر اور منکر کو معروف دیکھو گے۔

حاکم نے صحیح بتا کر حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا وہ اپنی مسجدوں میں حلقہ بنا کر بیٹھیں گے لیکن ان کی غرض خالص دنیاوی ہوگی اور انہیں اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت نہ ہوگی تو ایسے لوگوں کے پاس نہ بیٹھنا۔

حاکم نے علی مرتضیٰ سے روایت کی انہوں نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مسلمان اپنے علماء سے بغض رکھیں گے اور اپنے بازار کی عمارتوں کو ظاہر کریں گے اور روپیہ جمع کرنے کی غرض سے نکاح کریں گے اس وقت اللہ تعالیٰ ان کو چار باتوں میں مبتلا کر دے گا۔ زمانے میں قحط سالی عام ہوگی' بادشاہ کا ظلم ہوگا' حکمران طبقہ خیانت کرے گا اور دشمن کی صولت ان پر ہوگی۔

حاکم نے صحیح بتا کر ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس امت کے آخر زمانے میں ایسے لوگ ہوں گے جو اونچی اونچی سواریوں پر سوار ہوں گے یہاں تک کہ مسجدوں کے دروازوں پر آئیں گے ان کی عورتیں ایسا لباس پہنیں گی کہ وہ ننگی ہوں گی (یعنی اس قدر باریک ہوں گے کہ جسم نظر آئے گا) اور ان کے سروں پر اونٹ کی مانند کچھ ہوگا۔ (جیسے اونٹوں کے کوہان ہوتے ہیں)۔

حاکم نے بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ حضور نے فرمایا دنیا ختم نہ ہوگی جب تک کہ ان میں دھنسنا مسخ ہونا اور پتھر مارنا واقع نہ ہو۔ صحابہ نے عرض کیا یا نبی اللہ! یہ کب واقع ہوگا؟ فرمایا جب تم دیکھو کہ عورتیں اونچے بالا خانوں پر ہوں اور گانے والیوں کی کثرت ہو۔ جھوٹی گواہیاں دی جائیں اور نماز پڑھنے والے مشرکین کے سونے چاندی کے برتنوں میں پانی پئیں۔ مرد مردوں سے اور عورتیں عورتوں سے مستغنی ہوں۔

حاکم نے معاذ رضی اللہ عنہ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ امت شریعت پر ہمیشہ قائم رہے گی جب تک ان میں یہ تین باتیں ظاہر نہ ہوں۔ جب تک علم ان سے قبض نہ کیا جائے اور ان میں خبیث اولاد کی کثرت نہ ہو اور ان میں سقاروں کا ظہور نہ ہو۔ صحابہ رضوان اللہ اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ! سقارون کیا ہے؟ فرمایا وہ لوگ ہیں جو آخر زمانہ میں ہوں گے بوقت ملاقات ان کی تحیت باہم لعنت ہوگی۔ (دعا سلام کے بجائے ایک دوسرے کو برا بھلا کہیں گے)

حاکم نے بروایت حذیفہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کی۔ حضور نے فرمایا میری امت فنا نہ ہوگی جب تک میں ان میں تمایز (گروہ بندی)' تمایل (فتنہ فساد) اور معامع (جنگ وجدل) کا ظہور نہ ہو۔ میں نے عرض کیا تمایز (فتنہ وفساد) کیا ہے؟ فرمایا عصبیت' جسے میرے بعد لوگ اسلام میں پیدا کریں گے میں نے پوچھا تمایل کیا ہے؟ فرمایا ایک قبیلہ کا دوسرے قبیلہ پر اس طرح مائل ہو جانا کہ اس کی حرمت کو حلال جانیں۔ میں نے پوچھا معامع کیا ہے؟ فرمایا ایک شہر کے لوگوں کے دوسرے شہر میں جانا اور برسرپیکار ہو جانا۔

امام احمد وطبرانی اور حاکم نے صحیح بتا کر بروایت ابوامامہ رضی اللہ عنہ باہلی' رسول اللہ ﷺ سے روایت کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا اسلام کی سیڑھی کے ایک ایک کر کے ڈنڈے ٹوٹ جائیں گے جب بھی ایک ڈنڈا ٹوٹے گا تو لوگ اس کے متصل ڈنڈے کو پکڑ لیں گے۔ اسلام کی سیڑھی کا پہلا ڈنڈا ٹوٹنا نقض حکم ہے اور اس کا آخری ڈنڈا نماز ہے۔

بزار وطبرانی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے پیچھے صبر کے ایام ہیں۔ ان دنوں میں صبر کرنا ایسا ہے جیسے شعلہ کو ہاتھ میں پکڑنا۔ اس زمانے میں عمل کرنے والے پچاس آدمیوں کا اجر ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کیا ہم میں کے پچاس آدمیوں کا اجر ملے گا یا ان میں کے؟ فرمایا تم میں کے حاکم نے ابوثعلبہ رضی اللہ عنہ سے اس کی مانند حدیث روایت کی۔

بزار وطبرانی اور حاکم نے صحیح بتا کر ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا تم پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ تم کسی شخص کی اولاد کی کمی پر رشک کرو گے جس طرح تم آج مال واولاد کی کثرت پر رشک کرتے ہو۔ یہاں تک کہ تم میں کا ایک شخص اپنے بھائی کی قبر پر گزرے گا اور وہ اس کی قبر پر اس طرح لوٹے گا جس طرح جانور لوٹتا ہے اور وہ کہے گا کاش میں تیری جگہ ہوتا۔ اس کا یہ لوٹنا نہ خدا کی طرف شوق کی بنا پر ہوگا اور نہ اپنے بھیجے ہوئے کسی عمل صالح کی بنا پر مگر اس کی وجہ وہ بلائیں ہوں گی جو اس پر نازل ہوں گی۔

طبرانی نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا لوگوں پر ایسا زمانہ ضرور آئے گا کہ اس زمانے میں سچ کو جھوٹا اور جھوٹے کو سچا گردانا جائے گا اور اس زمانے میں امین کو خائن اور خائن کو امین سمجھا جائے گا اور آدمی گواہی دے گا اگرچہ گواہی طلب نہ کی ہو اور آدمی قسم اٹھائے گا اگرچہ اس سے قسم طلب نہ کی گئی ہو اور کم ظرف اور کمینہ ظرف آدمی دنیاوی جاہ وحشمت اور مال ودولت سے بہرہ اندوز ہوگا۔

طبرانی نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ باہلی سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی۔ حضور نے فرمایا لوگ میوہ دار درخت ہیں مگر قریب

ہے کہ وہ کانٹے دار درخت ہو جائیں اگر تم ان کی بات کا جواب دو گے تو وہ تمہیں جواب دیں گے اور اگر تم انہیں چھوڑ دو گے تو وہ تمہیں نہ چھوڑیں گے اور اگر تم ان سے بھاگ جاؤ گے تو وہ تمہیں ڈھونڈ لیں گے۔ راوی نے عرض کیا یارسول اللہ ان سے چھٹکارے کی کیا صورت ہے؟ فرمایا اپنے فاقہ کے دنوں کے لئے اپنا مال انہیں قرض دو (مطلب یہ کہ خود فاقہ کرو مگر انہیں مال ضرور دو)۔

طبرانی نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ باہلی سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا یہ امر زیادہ نہ ہوگا مگر شدت میں اور مال زیادہ نہ ہوگا مگر اضافہ میں لوگ زیادہ نہ ہوں گے مگر بخل میں۔ قیامت قائم نہ ہوگی مگر شریر اور بدوں پر۔

طبرانی نے اوسط میں حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا میں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو لوگ کب چھوڑ دیں گے۔ فرمایا جب تم ایسے ہو جاؤ گے جیسے بنی اسرائیل ہوئے۔ جب تم میں کے اچھے لوگ تاجروں سے متابعت کریں گے اور تفقہ فی الدین تم میں کے بدوں میں چلا جائے گا اور حکومت چھوکروں میں پہنچ جائے گی۔

ابن ماجہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اس امت کے آخر کے لوگ اپنے پچھلوں پر لعنت کریں گے اور جو حدیث کو چھپائے گا گویا وہ اللہ کے نازل کردہ کلام کو چھپائے گا۔

بزار وطبرانی نے اوسط میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آخر زمانے میں ایسے لوگ ہوں گے جو ظاہر میں تو بھائی بنیں گے مگر باطن میں وہ دشمن ہوں گے۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ! یہ حالت کیوں ہوگی؟ فرمایا بعض بعض کی طرف رغبت کرے گا اور بعض بعض سے خوف رکھے گا۔

طبرانی نے اوسط میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آخر زمانے میں ایسے لوگ آئیں گے جن کے منہ تو آدمیوں جیسے ہوں گے لیکن ان کے دل' قلوب الشیاطین ہوں گے۔ وہ امر قبیح سے باز رہیں گے۔ اگر تم ان کی متابعت کرو گے تو وہ تمہاری مدارات کریں گے اور اگر ان سے کنارہ کش ہوگے تو وہ تمہیں برا کہیں گے اور اگر تم ان سے بات کرو گے تو وہ تمہیں جھٹلائیں گے اور اگر تم ان کے پاس امانت رکھو گے تو وہ تمہاری خیانت کریں گے ان کے بچے بے حیا بے شرم ہوں گے۔ ان کے جوان شاطر وچالاک ہوں گے ان کے بوڑھے امر بالمعروف اور نہی عن والمنکر نہ کریں گے۔ ان سے عزت کے ساتھ پیش آنا ذلت ہوگی اور جوان کے ہاتھوں میں ہوگا اسے طلب کرنا محتاجی ہوگی۔ ان لوگوں میں بردبار شخص کو بداندیش وخطارکار ٹھہرایا جائے گا۔ ان میں نیکی کا حکم دینے والا متہم ہوگا۔ ان میں ایماندار مومن کمزور سمجھا جائے گا۔ ان میں فاسق وفاجر عزت دار ہوگا ان کی زبان پر بدعت بدعت ہوگی اور جو بدعت ہوگی وہ ان میں سنت کہلائے گی۔ اس وقت ان لوگوں پر بدترین لوگ حاکم بنادیے جائیں گے۔ ان میں سے اچھے لوگ دعا مانگیں گے مگر ان کی دعا مقبول نہ ہوگی۔

طبرانی نے اوسط میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ وہ بھیڑیے بن جائیں گے اور جو بھیڑیا نہ ہوگا اسے بھیڑیے کھا جائیں گے۔

امام احمد وابویعلی اور بیہقی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ آدمی بے بسی اور فسق وفجور میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے پر مجبور ہوگا۔ تو جو کوئی ایسے زمانے کو پائے تو اسے چاہیے

کہ فسق وفجور کے مقابلے میں عاجزی وبے بسی کو اختیار کرے۔

طبرانی نے اوسط میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا میری امت کو گزشتہ امتوں کی بیماریاں پہنچیں گی۔ صحابہ نے عرض کیا کہ گزشتہ امتوں کی بیماریاں کیا ہیں؟ فرمایا عجب مال پر اترانا' بیگانگی' نفسانیت' ایک دوسرے سے بغض رکھنا اور بخل کرنا۔ یہاں تک کہ زنا کاری بڑھ جائے گی اس کے بعد فتنہ وفساد پھیل جائے گا۔

امام احمد وطبرانی نے بعض اصحاب سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا دنیا ختم نہ ہوگی جب تک کہ ذلیل وکمینوں کا دور دورہ نہ ہو۔

طبرانی نے اوسط میں مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک ایک کرکے صلحاء دنیا سے رخصت ہو جائیں گے۔ دنیا میں وہی ناکارہ لوگ رہ جائیں گے جو کھجور کی چھال کی مانند ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی کوئی پرواہ نہ کرے گا۔

ابویعلی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس امت سے سب سے پہلے جو چیز اٹھے گی وہ حیا اور امانت ہے اور اس امت پر آخری جو چیز رہ جائے گی وہ نماز ہے۔

امام احمد نے سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ ایسے لوگ ہوں گے جو اس طرح اپنی زبانوں سے کھائیں گے جس طرح گائے اپنی زبان سے کھاتی ہے۔

حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخر زمانے میں عبادت گزار لوگ جاہل ہوں گے اور قاری فاسق ہوں گے۔

حاکم نے صحیح بتا کر جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی امت سے جن باتوں کا میں خوف رکھتا ہوں سب سے زیادہ خوف قوم لوط کے عمل سے ہے۔

ابونعیم نے المعرفہ میں عبید الجہنی رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہیں صحبت حاصل تھی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جبریل آئے انہوں نے کہا کہ آپ کی امت میں تین عمل ایسے ہوں گے جن کو ان سے پہلی امتوں نے نہیں کیا ہے۔ نباشی (مردوں کا کفن چرانا) مشتمسنی (خود کو موٹا بنانا) اور عورت کا عورت سے جماع کرنا)۔

ابن عساکر نے ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا میری امت میں اسلام سے انحراف کی پہلی بات جھکاؤ کی ایسی ہوگی جیسے شراب میں برتن کا جھکاؤ ہوتا ہے (ھکذافی النسخ فلیتدبر' واللہ اعلم)۔

بیہقی نے الشعب میں حسن سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں پر ایسا زمانہ آئے کہ وہ اپنی مسجدوں میں بیٹھ کر اپنی دنیاوی باتیں کریں گے لہٰذا تم ان کے ساتھ نہ بیٹھنا۔ اللہ تعالیٰ کو ان کی کوئی حاجت نہیں ہے۔ یہ حدیث مرسل ہے۔

زبیر بن بکار نے الموفقیات میں عمر بن حفص سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں پر ایسا زمانہ آئے

گا کہ بادشاہ سیر وتفریح کے لئے حج کریں گے (مقصود عبادت گزاری نہ ہوگی) اور تونگر لوگ تجارت کے لئے اور محتاج بھیک مانگنے کے لئے حج کریں گے۔

امام احمد نے الزہد میں بکر بن سوادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے بعد میری امت کے کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو قرآن پڑھیں گے اور دین میں تفقہ کریں گے۔ شیطان ان کے پاس آکر کہے گا کاش کہ تم سلطان کے پاس جاتے تو تمہاری دنیا سنور جاتی اور تم ان کو اپنے دین کی طرف پھیر لیتے۔ حالانکہ ایسا نہ ہوگا۔ جس طرح کہ قتاد کے درخت سے کانٹوں کے سوا کوئی پھل نہیں حاصل کرسکتا۔ اسی طرح بادشاہوں کے قرب سے خطاء وعصیان کے سوا کسی فائدے کی امید نہیں رکھی جا سکتی۔

بیہقی نے الزہد میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ دیندار کا اپنا دین سلامت نہ رہے گا۔ بجز اس شخص کے جو اپنا دین لے کر ایک چوٹی سے دوسری چوٹی تک یا ایک پتھر سے دوسرے پتھر تک بھاگ جائے (گویا آبادی سے کنارہ کش ہو جائے) جب ایسا زمانہ ہوگا تو زندگانی بجز اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں گزارنے کے کچھ حاصل نہ ہو گا جب ایسا ہوگا تو یہی انجام ہوگا کہ آدمی کی ہلاکت اس کی بیوی یا اس کی اولاد کے ہاتھوں ہوگی اور اگر اس کی بیوی اور اولاد نہ ہو تو اس کی ہلاکت اس کے ماں باپ کے ہاتھوں سے ہے اور اگر اس کے ماں باپ نہ ہوں تو اس کی ہلاکت اس کے قرابت داروں اور اس کے ہمسایوں کے ہاتھوں سے ہے۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ! فرمایا یہ لوگ معیشت کی تنگی پر عار دلائیں گے جس وقت وہ عار دلائیں گے تو آدمی خود کو اس مقام میں لے آئے گا جہاں اس کی ہلاکت واقع ہوگی۔

قیامت کی نشانیوں کی خبر دینا اور خبر کے مطابق ان کا ظہور

شیخین نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ علم اٹھ جائے گا اور جہالت جڑ پکڑ جائے گی۔ شراب نوشی عام ہوگی اور زنا کاری ظاہر ہوگی۔

شیخین نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک اعرابی نے عرض کیا یارسول اللہ! قیامت کب آئے گی فرمایا جب امانت ضائع ہونے لگے تو قیامت کا انتظار کرنا۔ اس نے پوچھا امانت کا ضیاع کیسے ہوگا فرمایا جب امر غیر اہل کو سونپ دیا جائے تو قیامت کا انتظار کرنا۔

شیخین نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ سے کسی نے پوچھا قیامت کب آئے گی؟ فرمایا "ما المسئول عنها باعلم من السائل" البتہ میں اس کی نشانیاں تمہیں بتاتا ہوں جب تم دیکھو کہ باندی نے اپنی مالکہ کو جنا ہے تو یہ اس کی ایک نشانی ہے اور جب تم برہنہ پاؤں اور گونگے بہروں کو زمین کا بادشاہ دیکھو تو یہ اس کی ایک نشانی ہے اور جب تم دیکھو کہ جانور چرانے والے اونچی اونچی عمارتیں بنا رہے ہیں تو یہ بھی قیامت کی ایک نشانی ہے۔

بزار نے عمرو بن عوف سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قرب قیامت عین مکر وفریب کے سن ہوں گے

جن میں جھوٹے کو سچا اور سچے کو جھوٹا سمجھا جائے گا اور خائن امانت دار ہوگا اور امانتدار خائن ان سالوں میں رویبضہ گویا ہوگا۔ صحابہ نے پوچھا رویبضہ کیا ہے فرمایا: حقیر وخسیس آدمی عام لوگوں کے معاملات میں بحث کرے گا حاکم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کی ہے۔

طبرانی نے اوسط میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علامات قیامت میں سے ہے کہ فحش وتفحش یعنی بدی کرنا اور بدی کا حد سے بڑھ جانا اور قطع رحمی اور امین کو خائن بتانا اور خائن کو امین کہنا ہے۔

طبرانی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا علامات قیامت میں سے یہ ہے کہ اولاد غصہ ور ہوگی۔ بارش کم ہو جائے گی۔ بدلوگوں کا دور دورہ ہوگا اور علامات قیامت میں سے یہ بھی ہے کہ اجنبی لوگوں سے تو حسن سلوک ہوگا مگر رحمی رشتہ داروں سے قطعیت ہوگی اور ہر قبیلہ کے منافق قبیلہ کے سردار بن جائیں گے اور علامات قیامت میں سے یہ بھی ہے کہ محرابوں کو منقش کیا جائیگا۔ مگر دل ویران وخراب ہوں گے اور قبیلہ میں مسلمان غلام سے زیادہ ذلیل ہوگا۔ مرد مرد کے ساتھ اور عورت عورت کے ساتھ اکتفا کریں گے اور علامات قیامت میں سے یہ بھی ہے کہ بچوں کی بادشاہت اور عورتوں کی حکومت ہو گی اور ان سے مشورے لئے جائیں گے دنیا کی ویران جگہیں آباد ہوں گی اور آباد جگہیں ویران ہوں گی۔ آلات موسیقی ڈھول باجا وغیرہ اور شراب نوشی کی فراوانی ہوگی اور زنا سے بکثرت بچے پیدا ہوں گے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے پوچھا کیا وہ لوگ مسلمان ہوں گے؟ فرمایا ہاں مسلمان ہی ہوں گے۔ لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا شوہر بیوی کو طلاق دے دے گا پھر وہ مرد اسی فرش پر مقیم رہے گا جب تک یہ دونوں یکجا رہیں گے زنا کرتے رہیں گے۔

طبرانی نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ کتاب اللہ کو عار جانا جائے گا اور دُنیا کی مدت سمٹ جائے گی۔ قحط سالی کی وجہ سے پھل کم پیدا ہوں گے۔ امانت دار کو مشکوک اور مشکوک کو امانتدار سمجھا جائے گا اور جھوٹے کو سچا اور سچے کو جھوٹا کہا جائے گا۔ فتنہ وفساد کی کثرت ہوگی۔ بغاوت وحسد اور بخل کا غلبہ ہوگا۔ لوگوں کے درمیان امور مختلف ہو جائیں گے۔ خواہشات کی پیروی ہوگی۔ ظن وگمان سے فیصلہ کیا جائے گا۔ علم قبض کرلیا جائے گا اور جہالت عام ہوگی۔ اولاد غصہ ور ہوگی اور سردی میں گرمی ہوگی۔ بدیاں علی الاعلان کی جائیں گی اور زمین کو خون سے سیراب کیا جائے گا۔

طبرانی نے اوسط میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ بدعملی' بخل عام ہو جائے گا۔ خائن کو امین اور امین کو خائن کہنے کا ظہور ہوگا اور دعول ہلاک ہوں گے اور تحوت کا غلبہ ہوگا۔ صحابہ نے دریافت کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! دعول اور تحوت کیا ہے؟ فرمایا دعول' لوگوں کے چہرے اور ان کے عزت دار لوگ اور تحوت وہ لوگ ہیں جو پست وخوار ہیں۔ جو لوگوں کے پاؤں تلے رہتے تھے جن کی کوئی پرواہ تک نہ کرتا تھا۔

نیز ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ غصہ ور بچے پیدا ہوں گے اور بارش گرمی برسائے گی اور کمینوں کا غلبہ ہوگا اور عزت والے کم ہو جائیں گے اور چھوٹے بڑوں پر اور کمینے عزت والوں پر جرأت کریں گے۔

تجارت کی بہتات اور مال کی فراوانی قیامت کی نشانیاں ہیں

طبرانی نے اوسط میں اور حاکم نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب زمانہ متقارب ہو جائے گا تو اطلس کے لباس کی کثرت ہو جائے گی۔ تجارت کی بہتات ہو گی اور مال کی فراوانی ہو گی اور مالدار کی تعظیم اس کے مال کی وجہ سے کی جائے گی۔ فواحش کی کثرت ہو گی اور چھوکروں کی حکومت ہو گی عورتیں زیادہ ہوں گی اور حکمران ظالم ہوں گے۔ ناپ تول میں کمی ہو گی اور آدمی کتوں کے بچوں کو پالے گا اور کتوں کی پرورش اولاد کی پرورش سے بہتر کی جائے گی۔ بڑوں کی تعظیم اور چھوٹوں پر رحم نہ ہو گا۔ زنا کے بچوں کی کثرت ہو گی۔

طبرانی نے بروایت ابن عمرو رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کی فرمایا قیامت کے قریب ہونے کی علامت یہ ہے کہ بدوں کی عزت و توقیر ہو گی اور اخیار کی ذلت ہو گی۔ باتوں کے دروازے کھلے ہوں گے اور عمل مفقود ہو گا۔

طبرانی نے اوسط میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا قیامت کے قریب ہونے کی علامت یہ ہے کہ ہلال کو روبرو دیکھ کر کہیں گے کہ یہ دو راتوں کا چاند ہے مسجدیں رہگزر ہو جائیں گی اور اچانک موت کی کثرت ہو گی۔

بخاری نے تاریخ میں طلحہ بن ابی حدار رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا علامات قیامت میں سے ہے کہ لوگ ہلال کو دیکھ کر کہیں گے یہ دو راتوں کا چاند ہے حالانکہ وہ پہلی ہی رات کا ہو گا۔

بزار و طبرانی نے ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا قیامت قائم نہ ہو گی یہاں تک کہ لوگ سرراہ جماع کریں گے جس طرح گدھے جفتی کرتے ہیں۔

قیامت اس وقت قائم ہو گی جب ہر قبیلے کا سردار منافق ہو گا

طبرانی نے اوسط میں ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت قائم نہ ہو گی یہاں تک کہ قبیلہ کا سردار منافق ہو گا۔

امام احمد و بزار اور طبرانی و حاکم نے صحیح بتا کر ابن مسعود سے روایت کی انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا علامات قیامت میں سے یہ ہے کہ آدمی سلام کرے گا اور وہ سلام کا جواب نہیں دے گا مگر جان پہچان کو اور تجارت پھیل جائے گی یہاں تک کہ بیوی اپنے شوہر کی مدد کرے گی صلہ رحمی منقطع ہو جائے گی اور جھوٹی گواہی دی جائے گی اور سچی گواہی چھپائی جائے گی۔ آدمی مسجد کے قریب سے گزر جائے گا مگر مسجد میں نماز نہ پڑھے گا۔

طبرانی نے عداء بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا قیامت قائم نہ ہو گی یہاں تک کہ آدمی سلام نہیں کرے گا مگر اسی کو جسے وہ جانتا ہو گا اور یہاں تک کہ مسجدیں رہگزر بن جائیں گی۔

طبرانی نے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ انصاری سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قرب قیامت کی علامات میں سے ہے کہ بارش کی کثرت ہو گی مگر سبزہ کم ہو گا۔ قاری کثرت سے ہوں گے مگر فقیہ کم ہوں گے۔ امراء کی کثرت ہو گی مگر امینوں کی

کمی ہوگی۔

امام احمد نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ عرب کی سرزمین سبزہ زاروں اور نہروں سے بدل جائے گی۔ یہاں تک کہ عراق سے مکہ کو سوار روانہ ہوگا اسے خوف نہ ہوگا مگر راستہ بھٹکنے کا۔

ابو یعلی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ زمانہ سمٹ جائے گا اور سال مہینہ کی برابر اور مہینہ جمعہ کی برابر اور جمعہ ایک دن کی برابر معلوم ہوگا اور دن اتنی جلدی گزر جائے گا جیسے پھونس کا تنکہ جلتا ہے۔

امت جب چھ چیزوں کو حلال جان لے گی تو اس کی ہلاکت لازمی ہوگی

طبرانی نے اوسط میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میری امت چھ چیزوں کو حلال جان لے گی تو اس کی ہلاکت لازمی ہو جائے گی۔ جب ان میں سے ایک دوسرے پر لعنت کا ظہور ہوگا اور وہ شراب نوشی کریں گے اور ریشم کا لباس پہنیں گے اور لوگوں کو غلام بنالیا جائے گا اور مرد مرد کے ساتھ اور عورت عورت کے ساتھ اکتفا کریں گے تو ان کی ہلاکت قریب ہوگی۔

ابن ماجہ و بیہقی نے سنن میں حضرت انس رضی اللہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ لوگ مسجدوں میں فخر و مباہات کریں گے۔

ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں دیکھ رہا ہوں کہ میرے بعد تم مسجدوں کو اونچا بناؤ گے جس طرح کہ یہود نے اپنے کنیساؤں کو اونچا بنایا اور جس طرح نصاریٰ نے اپنے گرجاؤں کو بلند بام بنایا۔

ابن ماجہ نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کبھی کسی قوم کا عمل اتنا برا نہ ہوا جتنا کہ ان کا جنہوں نے اپنی مسجدوں کو نقش و نگار سے مزین کیا۔

حاکم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی فرمایا کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ میراث تقسیم نہ کی جائے گی اور دشمن کی غنیمت سے خوشی نہ ہوگی۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ نے فرمایا امر ثانی تو پایا جاتا ہے اور امر دوم کے مبادی ظاہر ہو چکے ہیں۔ اس لئے کہ موجودہ زمانہ کے وزراء نے بہت سے وارثوں کو ان کی میراث سے محروم کر دیا ہے۔

حاکم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع بتا کر روایت کی کہ قیامت قائم نہ ہوگی۔ یہاں تک کہ زمین عرب لہلہاتے باغوں اور نہروں سے بدل جائے گی۔

حاکم نے صحیح بتا کر اور بیہقی نے سنن میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ مسجدیں رہگزر بن جائیں گی یہاں تک کہ آدمی جانے پہچانے شخص کو ہی سلام کرے گا۔ یہاں تک کہ بیوی اور اس کا شوہر دونوں تجارت کریں گے یہاں تک کہ گھوڑوں اور عورتوں کی قیمت گراں ہو جائے گی اس کے بعد دونوں ارزاں ہو جائیں گے پھر قیامت تک گراں نہ ہوں

ہے۔

دیلمی نے ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی حارثہ کے ایک شخص سے فرمایا اے فلاں! کیا تم جہاد نہ کرو گے؟ اس نے عرض کیا یارسول اللہ! میں نے پودے لگائے ہیں میں ڈرتا ہوں کہ اگر میں نے جہاد کیا تو وہ پودے ضائع ہو جائیں گے حضور ﷺ نے فرمایا تمہارے پودوں سے جہاد بہتر ہے۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر اس نے جہاد کیا۔ واپسی پر پودوں کو دیکھا تو وہ نہایت عمدہ واحسن پودے تھے۔

ابن عساکر نے الحسن بن محمد صوفی سے روایت کی انہوں نے کہا میں بچپن میں کوفہ کی جامع مسجد میں تھا جب کہ قرامطہ (جو کہ ملحدہ روافض کی قوم تھی اور خلافت عباسیہ میں انہوں نے خروج کیا تھا) حجر اسود کو لائے تو اہل کوفہ نے امیر المومنین مرتضیٰ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ایک روایت بیان کی کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا گویا میں اسود دندانی کو جو کہ حام کی اولاد سے ہے دیکھ رہا ہوں کہ اس نے میری اس مسجد کے ساتویں کنگرے سے حجر اسود کو گرایا ہے۔ اس کا نام رخمہ ہے۔ (علماء اس کا نام رحمہ حاء کے ساتھ بتاتے ہیں) راوی نے بیان کیا جب قرامطہ مسجد کے اندر آئے تو ان کے سردار نے کہا اے رخمہ اٹھ! تو اسود دندانی (جو کہ اولاد حام سے تھا جیسا کہ امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا تھا) اٹھا اور اے حجر اسود دے کر کہا اے مسجد کی چھت پر لے جا اور اوپر سے اسے گرا دے تو وہ حجر اسود کو لے کر مسجد کی چھت پر چڑھا اور وہ پہلے کنگرے کے قریب سے اسے گرانے لگا تو ایک انسان نے دوسرے کنگرے کی طرف دھکیل دیا پھر جب وہ اسے وہاں سے گرانے لگا تو تیسرے کنگرے کی طرف دھکیل دیا۔ یہاں تک کہ وہ ساتویں کنگرے کے پاس پہنچا اور وہاں سے اس نے حجر اسود کو گرا دیا۔ یہ واقعہ دیکھ کر امیر المومنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے قول کی صداقت پر لوگوں نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا کہ کس طرح ان کی غیبی خبر صحیح ثابت ہوئی۔

علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے فرمایا حضرت علی کا یہ خبر دینا رائے زنی کے قبیل سے نہیں کہا جا سکتا۔ بلاشبہ انہوں نے ربانی تائید اور اس کی توفیق سے یہ خبر دی۔ حالانکہ قرامطہ کا فتنہ اور ان کا حجر اسود کو لینا ۳۱۷ ہجری کا واقعہ تھا۔

وہ معجزات جو دعاؤں کے مقبول ہونے میں ظہور میں آئے

بارش کے لئے دعا فرمانا اور فوراً بارش کا ہونا

شیخین نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں لوگوں کو خشک سالی پہنچی۔ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن منبر شریف پر خطبہ دے رہے تھے کہ ایک اعرابی آیا اور اس نے عرض کیا یارسول اللہ! مال تباہ ہو گیا۔ بچے بھوکے مرنے لگے آپ اللہ تعالیٰ سے ہمارے لئے دعا کیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک دعاء کے لئے اٹھائے۔ حال یہ تھا کہ ہم بادل کا ایک ٹکڑا بھی اس سے پہلے آسمان پر نہیں دیکھ رہے تھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ ابھی آپ دست مبارک نیچے نہیں لائے تھے کہ بادل پہاڑ کی مانند امنڈ کے آ گئے پھر حضور ﷺ نے منبر شریف سے اترے نہ تھے کہ حضور

ﷺ کی ریش مبارک سے بارش کے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے تو وہ بارش اس دن بھی برسی اور اس کے دوسرے دن، تیسرے دن اور چوتھے دن بھی یہاں تک کہ دوسرا جمعہ آ گیا پھر وہی اعرابی کھڑا ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ! مکانات گرنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے دست مبارک دعاء کے لئے اٹھائے اور کہا "اللھم حوالینا و لا علینا" اے خدا اردگرد برسے اور ہم پر نہ برسے اور حضور اکرم ﷺ ابر کے جس جانب دست اقدس سے اشارہ فرماتے بادل پھٹتا جاتا تھا یہاں تک کہ مدینہ طیبہ خشک زمین کی مانند ہو گیا اور چاروں طرف صحرا کے ندی نالوں میں بارش ایک ماہ تک ہوتی رہی اور جدھر سے کوئی آدمی آتا یہی کہتا ایسی عمدہ بارش کبھی نہیں ہوئی۔ اس حدیث کی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کئی سندیں ہیں۔

بیہقی و ابن عساکر نے بطریق مسلم الملائی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے دربار میں ایک اعرابی آیا اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! خدا کی قسم! ہم آپ کے حضور اس حال میں آئے کہ ہمارے اونٹوں کی آوازیں نہیں نکلتیں نہ ہمارے بچوں میں رونے کی سکت رہی ہے اور یہ اشعار کہے:

اتیناك والعذر آ تدمی لثاتها وقد شغلت ام الصبی عن الطفل

والقی بکفیه الصبی استکانة من الجوع ضعفا ما یمر وما یحلی

ولا شیئی مما یاکل الناس عندنا سوی الحنظل القامی و العلهز العسل

ولیس لنا الا الیك فرارنا و این فرار الناس الا الی الرسل

یعنی ہم اس حال میں آپ کے حضور آئے کہ کنواری لڑکیوں کے تالو خشک ہیں اور بچوں کی مائیں اپنے بچوں سے مایوس ہیں اور بچے بھوک کی ناتوانی میں ہاتھوں سے اپنے منہ میں ہر کڑوی یا میٹھی چیز کو ڈال لیتے ہیں اور ہم میں سے کسی کے پاس خوراک کی قسم سے کچھ نہیں رہا ہے جسے کھائیں بجز عام اندرائن پھل اور فرومایہ علہز کے اب اس کے سوا کوئی چارہ نہ رہا کہ ہم آپ کے حضور ہوں اور انسان بجز رسولوں کے دربار کے کہاں جا سکتے ہیں۔ یہ حال زار سن کر رسول اللہ ﷺ منبر شریف پر تشریف لائے اور آسمان کی جانب دست اقدس اٹھا کر دعا کی "اللھم اسقنا غیثا مغیثا مرئیا مریعا غدقا طبقا عاجلا غیر رائث نافعا غیر ضار تملاء به الضرع وتنبت به الزرع وتحیی به الارض بعد موتها و کذالك تخرجون" خدا کی قسم! دست اقدس ابھی سینہ تک نہیں آئے تھے کہ موسلا دھار بارش برسنے لگی یہاں تک کہ مدینہ منورہ کے لوگوں نے آ کر فریاد کی یا رسول اللہ ہم غرق ہو گئے ہم غرق ہو گئے۔ اس وقت آپ نے دست اقدس آسمان کی جانب اٹھائے اور کہا "اللھم حوالینا و لا علینا" تو اسی وقت مدینہ سے بادل چھٹ گئے اور نبی کریم ﷺ نے اتنا تبسم فرمایا کہ دندان مبارک ظاہر ہو گئے۔ اس کے بعد فرمایا "للہ در" اللہ ہی کی بڑی شان ہے۔ کاش ابوطالب زندہ ہوتے تو یہ حال دیکھ کر ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ گویا آپ ان کا یہ شعر مراد لے رہے ہیں؟

وابیض یستسقی الغمام بوجهه ثمال الیتامی عصمة للارامل

بنی کنانہ کے ایک شخص نے نعتیہ اشعار پڑھے

پھر بنی کنانہ کا ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا۔

لك الحمد والحمد ممن شكر — سقينا بوجه النبي المطر

دعا الله خالقه دعوة — اليه واشخص منه البصر

اغاث به الله عليا مضر — وهذا العيان لذاك الخبر

وكان كما قاله عمه — ابو طالب ابيض ذوغدر

فلم تك الا كف الرداء — او اسرع حتى راينا الدرر

به الله يسقي صوب الغمام — ومن يكفر الله يلقى الغير

اے خدا تیری ہی ثنا ہے اور ہر اس شخص کی طرف سے حمد جس نے تیرا شکر کیا تو نے ہمیں نبی کریم ﷺ کے روئے تاباں کے صدقے میں بارش سے سیراب کیا۔ حضور نے اللہ تعالیٰ سے جو آپ کا خالق ہے دعا کی اور اس کی جانب نظریں اٹھائیں۔ اللہ تعالیٰ حضور کے طفیل معز قبیلہ کی فریاد کو پہنچا۔ وہ خبر شنیدہ تھی اور یہ عینی مشاہدہ ہے۔ یہ واقعہ اس طرح ہوا جس طرح حضور کے چچا ابو طالب نے کہا کہ آپ ایسے حسین وجمیل ہیں کہ آپ کے چہرے سے بادل پانی لیتا ہو جتنی دیر میں چادر بدن سے کھنچ جاتی ہے یہ واقعہ اس سے بھی کم مدت میں ہو گیا یہاں تک کہ ہم نے موتیوں کو برستا دیکھا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے طفیل بارش برساتا ہے جو اللہ کا انکار کرتا ہے وہ غیر حالت میں پڑا رہے گا۔ نبی کریم ﷺ نے یہ اشعار سن کر فرمایا اگر کوئی شاعر عمدہ کلام کہہ سکتا ہے تو واقعتہً تم نے اچھا کلام کہا۔

بیہقی وابونعیم نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ چاشت کے وقت مسجد میں کھڑے ہوئے اور تین تکبیریں کہیں پھر تین مرتبہ یہ دعا کی ''اللھم اسقنا' اللھم ارزقنا وسمنا ولبنا' وشحما ولحما'' اے خدا ہمیں بارش سے سیراب کر' اے خدا ہمیں گھی' دودھ چربی اور گوشت عطا فرما۔ ہم نے اس سے پہلے آسمان پر کوئی ابر کا نشان نہ دیکھا پھر ہوا و غبار اٹھا اور وہ مجتمع ہو کر بادل بنا اور خوب زور کی بارش ہونے لگی اور اہل بازار فریاد کرنے لگے مگر رسول اللہ ﷺ کھڑے رہے اور راستوں میں پانی بہنے لگا تو میں نے دودھ' گھی' چربی اور گوشت کی کثرت میں اس سے زیادہ کوئی سال نہ دیکھا یہ چیزیں راستہ میں موجود ہوتیں مگر خریدنے والا کوئی نہ ہوتا۔

ابونعیم نے ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ انہوں نے کہا ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے آپ کے ایک سفر میں بیٹھے ہوئے تھے جب لوگوں کو پانی کی ضرورت لاحق ہوئی تو انہوں نے قافلہ میں پانی کو تلاش کیا مگر پانی نہ ملا۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے دعا کی اور بارش ہوئی یہاں تک کہ سب نے پیا اور پانی بھرا۔

بیہقی وابونعیم نے بطریق ابن المسیب' ابولبابہ بن عبد المنذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہ نبی کریم ﷺ جمعہ کے دن منبر شریف پر خطبہ دے رہے تھے آپ نے فرمایا ''اللھم اسقنا'' ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! کھجوریں کھلیانوں میں

پڑی ہیں حضور نے دعا کی ''اللهم اسقنا'' یہاں تک ابولبابہ رضی اللہ عنہ برہنہ اٹھے اور اپنے تہبند و چادر سے کھلیانوں کے سوراخوں کو بند کرنے لگے باوجود یہ کہ ہم آسمان میں بادل کا نشان تک نہ دیکھ رہے تھے پھر بادل گرجا اور خوب بارش ہوئی۔ انصار نے ابولبابہ رضی اللہ عنہ کے گرد گھڑے ہو کر کہا اے ابولبابہ رضی اللہ عنہ آسمان سے بادل ہرگز نہ چھٹیں گے یہاں تک کہ تم وہ کرو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے تو ابولبابہ رضی اللہ عنہ اٹھے اور برہنہ ہو کر اپنی چادر سے کھلیانوں کے سوراخوں کو بند کرنے لگے۔ پھر بادل کھل گیا۔

ابونعیم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں نے بارش کے قحط کی شکایت کی تو آپ عیدگاہ تشریف لائے اور منبر پر تشریف رکھ کر دست اقدس دعا کے لئے اتنے بلند کئے کہ بغل شریف کی سفیدی نظر آنے لگی اور اللہ تعالیٰ نے ابر بھیجا اور گرج و چمک کے ساتھ بارش ہوئی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ابھی مسجد نبوی شریف سے واپس تشریف نہ لائے تھے کہ پانی راستوں میں بہنے لگا۔ اس وقت فرمایا:

''اشهدان الله علی کل شئیٍ قدیر وانی عبد الله ورسوله''۔

ابن ماجہ و بیہقی نے کعب بن مرہ رضی اللہ عنہ سے یا مرہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مضر کے خلاف دعا کی تو ابوسفیان رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ آپ کی قوم ہلاک ہوگئی ہے آپ اللہ تعالیٰ سے ان کے لئے دعا کیجئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ ''اللهم اسقنا غیثا مغیثا غدقا طبقا مربعانا فعاغیر ضا رعا جلا غیر رائث'' اس کے بعد ہم نے جمعہ بھی نہ گزارا کہ خوب ہم پر بارش ہوئی۔ پھر وہ لوگ آئے اور بارش کی کثرت کی شکایت کرتے ہوئے کہنے لگے کہ مکانات گرنے لگے ہیں تو آپ نے دعا کی اللهم حوالینا ولا علینا'' تو بادل دائیں بائیں سے پھٹ گیا۔

ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ایک اعرابی نے آ کر عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسے لوگوں کے پاس سے آیا ہوں جن کے جانوروں کے لئے چارہ نہیں ہے اور اب وہ اپنے جانوروں کو نہیں روک سکتے تو ان کی فراخی کے لئے دعا کیجئے۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لائے اور دعا کی کہ اللهم اسقنا غیثا مغیثا مرنیا طبقا مریعا غدقاعا جلا غیر رائث' اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اتر آئے پھر جس طرف سے بھی آدمی آتے یہی کہتے کہ ہماری زمین سرسبز ہوگئی۔

بخاری نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ میں اکثر اوقات شاعر کے اس شعر کو یاد کرتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ تاباں کو دیکھا کرتا تھا جب کہ آپ منبر پر بارش کی دعا کرتے اور ابھی آپ منبر سے نہ اترتے کہ پرنالوں سے پانی بہنے لگتا تھا۔ وہ شاعر کا شعر یہ ہے:

وابیض یستسقی الغمام بوجهه ثمال الیتامی عصمة للارامل

خطابی نے ''غریب الحدیث'' میں اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں لوگ قحط زدہ ہوئے تو آپ شہر مدینہ منورہ سے بقیع الغرقد سیاہ عمامہ باندھے جس کا ایک گوشہ آپ کے سامنے اور دوسرا گوشہ پشت اقدس پر دونوں شانوں کے درمیان تھا تیر کمان آویزاں کئے تشریف لے گئے اور روبہ قبلہ ہو کر تکبیر کہہ کر صحابہ کرام کو دو رکعت پڑھائی اور دونوں رکعتوں میں قرأت جہر کی پہلی رکعت میں سورہ اذا الشمس کوّرت اور دوسری رکعت میں

سورۃ الضحیٰ پڑھی۔ نماز کے بعد اپنی چادر شریف کو پلٹا تا کہ قحط سالی فراخ حالی سے بدل جائے اس کے بعد اللہ عزوجل کی حمد وثنا کی اور دست مبارک اٹھا کر یہ دعا مانگی

"اللهم ضاحت بلادنا واغبرت ارضنا وهامت دوابنا اللهم منزل البركات من اماكنها وناشر الرحمة من معادنها بالغيث المستغيث انت المستغفر من الالام فنستغفرك للجمات من ذنوبنا ونتوب اليك من عظيم خطايانا اللهم ارسل السماء علينا مدرارا واكفنا مغزو راهن تحت عرشك من حيث ينفعنا غيثا مغيثا وارعا رانگا ممر عاطبقاء اخصباتـرع لنابه النبات وتكثر لنابه البركات وتقبل به الخيرات اللهم انك قلت في كتابك وجعلنا من الماء كل شيئي حي اللهم لاحياة لشئي ء خلق الماء الابالماء اللهم وقد قنط الناس اومن قنط منهم ساء ظنهم وهامت بهائمهم وعجت عجيج الثكلي على اولادها - اذ حبست عنا قطر السماء فدقت لذلك عظمها وذهب لحمها وذاب شحمها اللهم ارحم امين الآنته وحنين الحانته ومن لايحمل رزقه غيرك اللهم ارحم البهائم الحائمه والانعام السائمه والاطفال الصائمه اللهم ارحم المشائخ الركع والاطفال الرضع والبهائم الرتع اللهم زدنا قوتا الي قوتنا ولا تردنا محرومين انك سميع الدعاء برحمتك يا ارحم الراحمين"۔

رسول اللہ ﷺ نے ابھی دعا سے فراغت نہ پائی تھی کہ زوردار بارش ہونے لگی۔ یہاں تک کہ ان میں سے ہر ایک شخص فکر مند ہو گیا کہ کس طرح اپنے گھر لوٹیں گے تو اس بارش سے جانوروں نے زندگی پائی۔ زمین سرسبز ہوئی اور رسول اللہ ﷺ کی برکت سے ہر شخص خوشحال ہو گیا۔

حضور ﷺ کا اپنی آل اطہار کیلئے دعا فرمانا

شیخین نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا مانگی کہ "اللهم اجعل رزق آل محمد قوتا" اے خدا محمد ﷺ کی آل کو اتنا ہی رزق دے جس سے حیات کا رشتہ قائم رکھ سکیں۔ امام بیہقی نے فرمایا اس دعا ہی کا اثر ہے کہ آل پاک کو اسی قدر رزق ملتا رہا ہے اور اسی پر انہوں نے قناعت کیا ہے۔

بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک مہمان آیا آپ نے اپنی ازواج مطہرات کے پاس اس کے کھانے کے لئے بھیجا انہوں نے اپنے یہاں سے بہت جستجو کی مگر کچھ کھانے کو ان کے یہاں نہ نکلا۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے دعا کی "اللهم انی اسئلك من فضلك ورحمتك فانه لايملكها الانت" اے خدا میں تیرے فضل ورحمت کا بھی سے خواہاں ہوں۔ کیونکہ تیرے سوا کوئی اس کا مالک نہیں ہے تو کسی نے بھنی ہوئی بکری ہدیہ میں بھیجی۔ حضور نے فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہے اور ہم رحمت کے منتظر ہیں۔ بیہقی نے واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے اسی کی مانند حدیث روایت کی اس میں ہے

کہ بھنی ہوئی بکری اور روٹیاں ہدیہ میں کسی نے بھیجیں اور اسے تمام اہل صفہ نے کھایا یہاں تک کہ سب شکم سیر ہو گئے۔ اس وقت حضور نے فرمایا میں نے اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل و رحمت کو مانگا تھا تو یہ کھانا اس کے فضل سے ہے اور اپنی رحمت آخرت میں ہمارے لئے اپنے پاس ذخیرہ کر لی ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمانا

طبرانی نے اوسط میں اور حاکم نے بسند حسن حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سینہ پر اپنا دست اقدس مار کر تین مرتبہ یہ دعا مانگی جب کہ وہ اسلام لائے "اللھم اخرج مافی صدر عمر من غل وابدلہ ایمانا" اے خدا عمر رضی اللہ عنہ کے سینے میں جو کدورت ہے اسے نکال دے اور اس کی جگہ ایمان کو بھر دے۔

حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کیلئے دعا فرمانا

حاکم نے صحیح بتا کر اور بیہقی و ابونعیم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا کہ میں بیمار ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کو تشریف لائے اس وقت میں یہ دعا مانگ رہا تھا کہ اے خدا اگر میرا وقت آ گیا ہے تو مجھے راحت کے ساتھ اٹھا لے اور اگر میرے وقت میں دیر ہے تو یہ تکلیف مجھ سے دور کر دے اور اگر یہ آزمائش ہے تو مجھے صبر عطا فرما۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی اللھم اشفہ اللھم عافہ (اے خدا انہیں شفا دے اے خدا انہیں عافیت دے) اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اٹھو۔ تو میں اٹھ گیا اس کے بعد وہ درد مجھے پھر کبھی نہ ہوا۔

حاکم نے صحیح بتا کر حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک عورت کے ہاں گیا اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک بکری ذبح کی۔ اس وقت حضور نے فرمایا ضرور اہل جنت میں سے ایک شخص آئے گا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ صدیق داخل ہوئے پھر فرمایا ضرور اہل جنت میں سے ایک شخص آئے گا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ داخل ہوئے۔ پھر فرمایا ضرور ایک شخص اہل جنت میں سے آئے گا "اللھم ان شئت جعلتہ علیا" اے خدا اگر تو چاہے تو وہ آنے والا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہو' چنانچہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ داخل ہوئے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمانا

بیہقی نے قیس بن ابو حازم سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے لئے فرمایا "اَللّٰھُمَّ اسْتَجِبْ لِسَعْدٍ اِذَا دَعَاكَ" اے خدا سعد رضی اللہ عنہ کی دعا کو قبول فرما جب تجھ سے یہ دعا مانگیں تو وہ جب بھی دعا مانگتے تو ان کی دعا ضرور مقبول ہوتی اور طبرانی نے اوسط میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی مانند حدیث روایت کی۔

ابن عساکر نے بطریق قیس بن ابی حازم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ

نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے لئے دعا فرمائی کہ "اَللّٰهُمَّ سَدِّدْ سَهْمَهٗ وَاَجِبْ دَعْوَتَهٗ وَحَبِّبْهُ" اے خدا سعد رضی اللہ عنہ کے تیر کو سیدھا رکھ اور ان کی دعا کو قبول کر اور انہیں اپنا محبوب بنا۔

شیخین اور بیہقی نے بروایت عبدالملک بن عمیر حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ اہل کوفہ کے کچھ لوگوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی شکایت کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تفتیش احوال کے لئے کسی کو کوفہ بھیجا اس نے کوفہ کی تمام مسجدوں میں گشت کی مگر کسی ایک نے بھی خیر کے سوا کوئی بات نہ کہی۔ یہاں تک کہ ایک مسجد میں وہ قاصد پہنچا تو ابوسعدہ نامی ایک آدمی نے کہا سنو جب کہ تم نے ہمیں قسم دی ہے تو میں بتاتا ہوں کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ تقسیم مساوات نہیں برتتے اور نہ وہ لشکر کے ساتھ روانہ ہوتے ہیں نہ مقدمات میں عدل وانصاف کرتے ہیں یہ بیان سن کر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دعا کی اللھم ان کان کاذبا فاطل عمره واطل فقره وعرضه للفتن" (اے خدا اگر یہ کہنے والا آدمی جھوٹا ہے تو اس کی عمر کو طویل کر اور اس کی محتاجی کو بڑھا دے اور اسے فتنوں کا نشانہ بنا دے۔ ابن عمیر نے کہا کہ میں نے اس شخص کو دیکھا ہے وہ شخص بڑھاپے کی اس حد تک پہنچا کہ اس کی بھویں اس کی آنکھوں پر بڑھاپے کی وجہ سے آپڑی تھیں اور وہ محتاج ہو گیا تھا اور وہ راستہ میں نوعمر لڑکیوں کو پکڑ کر چھیڑتا تھا جب کوئی اس سے پوچھتا کہ یہ تیرا کیا حال ہوا ہے؟ تو وہ کہتا میں شیخ کبیر اور آفت زدہ مفتون ہوں مجھے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی بددعا پڑی ہے۔

ابن عساکر نے بطریق مصعب بن سعد سے روایت کی کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کوفہ میں لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے پوچھا میں تمہارے لئے کیسا امیر ثابت ہوا ہوں؟ اس پر ایک شخص نے کھڑے ہو کہا خدا شاہد ہے جہاں تک مجھے معلوم ہے آپ کا حال یہ ہے کہ "آپ نہ تو رعایا کے ساتھ انصاف کرتے ہیں اور نہ تقسیم میں مساوات رکھتے ہیں اور نہ لشکر کے ساتھ جہاد کرتے ہیں" یہ سن کر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دعا کی کہا اے خدا! اگر یہ جھوٹا ہے تو اس کی نور بصارت کو چوپٹ کر دے اور اس کی محتاجی کو بجلت لے آ اور اس کی عمر دراز کر کے اسے فتنوں کا نشانہ بنا دے" چنانچہ وہ اندھا ہو کر مرا محتاجی کا حال یہ تھا کہ وہ لوگوں سے بھیک مانگتا تھا اور مختار کذاب کا فتنہ اسے پہنچا اور وہ اس فتنے میں مارا گیا۔

طبرانی اور ابونعیم اور ابن عساکر نے قبیصہ بن جابر سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ایک مسلمان نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی ہجو کی اس پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دعا مانگی کہ اے خدا! اس کی زبان اور اس کے ہاتھ سے جس طرح تو چاہے مجھے محفوظ رکھ۔ چنانچہ اس شخص کو جنگ قادسیہ میں تیر لگا جس سے اس کی زبان اور اس کا ہاتھ کٹ گیا اور وہ ایک بات بھی نہ کر سکا یہاں تک کہ کیفر کردار کو پہنچ گیا۔

ابن ابی الدنیا نے کتاب "مجابی الدعوۃ" میں اور ابن عساکر نے مغیرہ سے انہوں نے اپنی والدہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ایک عورت بچوں جیسے قد کی تھی۔ لوگوں نے بتایا کہ یہ سعد رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہے اس نے بچپن میں ان کے وضو کے پانی میں ہاتھ ڈال دیا تھا اس پر انہوں نے دعا کی "یقطع اللہ قرنک" اللہ تعالیٰ تیرے زمانہ کو ضائع کرے تو وہ اب تک نہ بڑھی اور نہ جوان ہوئی۔

ابن ابی الدنیا نے اور ابن عساکر نے میناء مولیٰ عبد الرحمٰن بن عوف سے روایت کی کہ ایک عورت حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو ادھر سے جھانکا کرتی تھی اور وہ اسے منع کیا کرتے تھے مگر وہ باز نہ آتی تھی۔ ایک دن اس نے جھانکا تو فرمایا "شاہ وجھک" تو اس کا چہرہ لوٹ گیا۔

حاکم نے حضرت قیس سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ایک آدمی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو گالی دی اس پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دعا مانگی کہ اللھم ان ھذا یشتم ولیامن اولیائك فلا تفرق ھذا الجمع حتی تریھم قدرتك" یعنی اے خدا اس شخص نے تیرے ایک ولی مقرب کو گالی دی ہے۔ یہ مجمع جانے نہ پائے کہ تمام لوگ تیری قدرت کو دیکھ لیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مجمع کو متفرق ہونے سے پہلے اپنی قدرت کا مظاہرہ اس طرح کرایا کہ اس کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا اور اس نے اس کو سر کے بل پتھروں پر دے مارا اور اس کا دماغ پاش پاش ہو گیا اور وہ وہیں مر گیا۔

حاکم نے مصعب بن سعد سے روایت کی کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ایک شخص پر بددعا کی تو اس کے پاس اونٹنی آئی اور اس نے اسے ہلاک کر دیا۔ اس پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ایک غلام آزاد کر کے عہد کیا کہ آئندہ کسی کو بددعا نہ دوں گا۔

حاکم نے ابن المسیب سے روایت کی کہ مروان نے کہا "یہ مال ہمارا ہے ہم جس کو چاہیں دیں" اس پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا کہ میں بددعا کر دوں؟ یہ دیکھ کر مروان اچھل کر آیا اور ان کو گلے سے لگا لیا اور کہنے لگا اے ابا اسحٰق میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں آپ بددعا نہ کریں بلاشبہ یہ مال اللہ تعالیٰ ہی کا ہے۔

بیہقی و ابن عساکر نے یحییٰ بن عبد الرحمٰن بن لبیبہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے دعا کی اور کہا کہ اے رب! میری اولاد کمسن ہے میری عمر اتنی بڑھا کہ وہ بالغ ہو جائیں۔ چنانچہ ان کی موت ان سے بیس سال دور رہی۔

طبرانی نے عامر بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ایک شخص کے پاس سے گزرے تو انہوں نے اسے حضرت علی مرتضیٰ اور حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما کو برا کہتا پایا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اس آدمی سے کہا تو ان لوگوں کو برا کہتا ہے جن کے لئے اللہ تعالیٰ کی جانب سے وہ سبقت ہے جو سبقت ان کے لئے اس نے مقرر کر رکھی تھی۔ خدا کی قسم اگر تو ان حضرات کو برا کہنے سے زبان کو بند نہ رکھے گا تو میں تجھ پر اللہ تعالیٰ سے بددعا کروں گا۔ یہ سن کر اس نے کہا آپ مجھے ایسا ڈراتے ہیں کہ گویا نبی ہیں۔ اس پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دعا کی کہ اے خدا! یہ شخص ایسے حضرات کو برا کہتا ہے جن کے لئے میری جانب سے وہ سبقت ہے جو تو نے ان کے لئے مقرر کر رکھی ہے تو آج ہی اس کو اس کا بدلہ دے دے تو ایک اونٹنی آئی۔ لوگوں نے اونٹنی کو راستہ دیدیا اور اس اونٹنی نے اس شخص کو کچل ڈالا پھر ہم نے دیکھا کہ لوگ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے پیچھے دوڑتے ہوئے آئے اور انہوں نے کہا اے ابواسحاق! اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی۔

دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کیلئے دعا فرمانا:

ابن مندہ و ابن عساکر نے یزید بن ابی مریم سے انہوں نے اپنے والد مالک بن ربیعہ سلولی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے لئے یہ دعا کی کہ ان کی اولاد میں برکت ہو تو ان کے اسی لڑکے پیدا ہوئے۔

بیہقی نے عبداللہ بن عتبہ کی اُم ولد سے روایت کی۔ انہوں نے کہا میں نے اپنے آقا عبداللہ بن عتبہ سے پوچھا کیا آپ کو نبی کریم ﷺ کی کوئی بات یاد ہے؟ انہوں نے کہا مجھے یہ بات خوب یاد ہے کہ میں پانچ یا چھ برس کا بچہ تھا تو نبی کریم ﷺ نے مجھے اپنی گود میں بٹھایا اور میرے لئے اور میری اولاد کے لئے برکت کی دعا فرمائی تھی۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم اس دعا کا اثر یہ پہچانتے ہیں کہ ہم بوڑھے نہیں ہوئے۔

بیہقی و ابونعیم نے بطریق یعلی بن اشدق روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اس نابغہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے جو بنی جعدہ کا نابغہ رضی اللہ عنہ تھا وہ کہتا ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک اپنا شعر سنایا تو حضور نے فرمایا تم نے اچھا شعر کہا ہے "لایفضض اللہ فاك" "اللہ تعالیٰ تمہارے منہ کو بے رونق نہ کرے۔" تو میں نے اس نابغہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔ وہ ایک سو سال سے زیادہ کی عمر کا تھا مگر اس کا ایک دانت بھی نہ گرا تھا۔ اس کے بعد بیہقی نے نابغہ رضی اللہ عنہ سے ایک سند کے ساتھ روایت کی ہے اور اسی سے ابن ابی الاسامہ سے ایک اور سند کے ساتھ روایت کی ہے۔ اس میں ہے کہ نابغہ رضی اللہ عنہ دانتوں میں احسن الناس تھا۔ جب اس کا کوئی دانت گرتا تو دوسرا دانت اس کی جگہ نمودار ہو جاتا تھا اور ابن السکن نے نابغہ رضی اللہ عنہ سے ایک اور سند کے ساتھ روایت کی۔ اس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی دعا کی برکت سے نابغہ رضی اللہ عنہ کے دانت برف سے زیادہ سفید چمکدار میں نے دیکھے ہیں۔

طبرانی نے "مسند الشامیین" میں اور ابن مندہ و ماوردی نے المعرفہ میں حضرت ابن عائذ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ثابت رضی اللہ عنہ بن یزید نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے پاؤں میں لنگ ہے۔ وہ زمین کو نہیں لگتا۔ حضور نے میرے لئے دعا کی اور میں اچھا ہو گیا اور وہ پاؤں دوسرے پاؤں کے برابر ہو کر زمین سے لگنے لگا۔

ابونعیم نے ضباعہ رضی اللہ عنہا بنت زبیر سے روایت کی کہ ضباعہ رضی اللہ عنہا حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں تھیں۔ وہ کہتی ہیں کہ ایک دن مقداد رضی اللہ عنہ کسی کام سے بقیع تشریف لے گئے اور وہ ایک ویران جگہ میں پہنچے اور ایک جگہ بیٹھ گئے۔ اچانک ایک چوہا سوراخ سے دینار نکال کر لایا اور ایک ایک کر کے دینار برابر لاتا رہا۔ یہاں تک کہ سترہ جمع ہو گئے وہ ان تمام دیناروں کو لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور ﷺ سے سارا واقعہ عرض کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہا تم نے سوراخ میں اپنا ہاتھ ڈالا تھا۔ انہوں نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا تم پر اس کی زکوٰۃ لازم نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اس میں تمہارے لئے برکت عطا فرمائے۔ ضباعہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ان دیناروں کا آخری دینار ختم نہیں ہوا کہ میں نے دیکھا مقداد رضی اللہ عنہ کا گھر عمدہ چاندی سے بھر گیا ہے۔

ابن ابی شیبہ نے اپنی مسند میں اور ابونعیم و ابن عساکر نے عمرو رضی اللہ عنہ بن حمق سے روایت کی کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو دودھ پیش کیا تو آپ نے ان کے لئے یہ دعا فرمائی اے خدا! اس کے شباب کو قائم رکھ تو ان پر سال گزر گئے مگر ایک بال تک سفید دکھائی نہ دیا۔

طبرانی نے ابوسبرہ سے روایت کی کہ ان کے والد نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور نے ان کی اولاد کے لئے دعا فرمائی تو وہ اب تک اپنی اولاد میں بزرگ ہیں۔

طبرانی نے ضمرہ رضی اللہ عنہ بن ثعلبہ بہزی سے روایت کی کہ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عرض کیا یا رسول اللہ! میرے لئے شہادت کی اللہ سے دعا کیجئے۔ حضور نے دعا فرمائی کہ "اللّٰھم انی احرم دم ابن ثعلبه علی المشرکین" اے خدا میں ابن ثعلبہ رضی اللہ عنہ کے خون کو مشرکوں پر حرام کرتا ہوں تو انہوں نے طویل عمر پائی اور ہمیشہ کافروں پر حملہ کرتے اور ان کی صفوں کو چیر ڈالتے مگر پھر صحیح وسلامت واپس آجاتے رہے۔

بیہقی نے بسند مجہول حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ایک یہودی نبی کریم ﷺ کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ حضور نے چھینک لی تو اس یہودی نے "یرحمك الله" کہا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا "هداك الله" بالآخر وہ یہودی مسلمان ہوگیا۔

ابن سعد نے بروایت عبدالحمید بن سلمہ ان کے والد سے انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی کہ ان کے والدین نے ان کے بارے میں جھگڑا کیا اور نبی کریم ﷺ کے پاس یہ مقدمہ لے گئے۔ ان کے والدین میں سے ایک کافر تھا اور ایک مسلمان۔ نبی کریم ﷺ نے ان کو اختیار دیا کہ جس کے پاس رہنا چاہے چلا جائے تو وہ کافر کی طرف متوجہ ہوا۔ حضور نے دعا فرمائی کہ اے خدا اس کی رہنمائی کر پھر وہ مسلمان کی طرف متوجہ ہوا اور حضور نے مسلمان کے حق میں اس کا فیصلہ کردیا۔

امام احمد وبیہقی نے شعیب الایمان میں ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ایک جوان رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے زنا کرنے کی اجازت دیجئے۔ یہ سن کر اس کی قوم کے لوگوں نے جھڑکا۔ مگر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے قریب آؤ۔ تو وہ حضور ﷺ کے قریب آیا۔ آپ نے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ وہ بیٹھ گیا۔ فرمایا کیا تم اپنی ماں کے لئے زنا کو پسند کرو گے اس نے کہا: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر فدا کرے۔ خدا کی قسم! میں ہرگز یہ پسند نہ کروں گا۔ فرمایا: لوگ بھی پسند نہ کریں گے کہ ان کی ماؤں کے ساتھ زنا کیا جائے۔ پھر فرمایا کیا تم پسند کرتے ہو کہ تمہاری بیٹی سے کوئی زنا کرے؟ اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! خدا مجھے آپ پر قربان کرے۔ خدا کی قسم میں یہ بھی ہرگز پسند نہ کروں گا۔ فرمایا لوگ بھی یہ پسند نہیں کرتے کہ ان کی بیٹیوں سے زنا کیا جائے پھر فرمایا کیا تم پسند کرو گے کہ کوئی تمہاری بہن سے زنا کرے۔ اس نے کہا کہ خدا کی قسم! میں ہرگز یہ پسند نہیں کروں گا۔ اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کرے۔ حضور ﷺ نے فرمایا لوگ بھی اسی طرح پسند نہیں کرتے کہ ان کی بہنوں سے زنا کیا جائے۔ کیا تم اپنی پھوپی کے لئے زنا پسند کرو گے اس نے کہا خدا کی قسم ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کرے۔ فرمایا لوگ بھی اسی طرح پسند نہیں کرتے کہ پھوپھیوں سے زنا کرے۔ پھر فرمایا کیا تم پسند کرو گے کہ کوئی تمہاری خالہ سے زنا کرے۔ اس نے کہا خدا کی قسم ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کرے۔ فرمایا اسی طرح لوگ بھی پسند نہیں کرتے کہ ان کی خالاؤں سے زنا کیا جائے۔ راوی نے کہا کہ اس کے بعد حضور ﷺ نے اپنا دست اقدس اس کے سینے پر رکھا اور دعا فرمائی کہ "اللّٰھم اغفر ذنبه وطهر قلبه واحصن فرجه" اے خدا! اس کے گناہ بخش دے اور اس کو پاک کردے اور اس کی شرمگاہ کو محفوظ رکھ تو اس کے بعد وہ جوان کسی کی طرف ملتفت نہ ہوا۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے لئے دعا فرمانا:

بیہقی نے سلیمان بن صرد سے روایت کی کہ ابی رضی اللہ عنہ بن کعب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایسے دو شخصوں کو لائے جو قرات میں اختلاف رکھتے تھے اور ہر ایک یہی کہتا تھا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھایا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کی قرات سنی اور فرمایا دونوں نے اچھا پڑھا۔ ابی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہ سن کر میرے دل میں ایسا شک واقع ہوا جو زمانہ جاہلیت کے شک سے زیادہ شدید تھا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینے پر دست اقدس رکھا اور فرمایا "اللھم اذھب عنه الشیطان" اے خدا اس سے شیطانی وسوسہ دور کر دے تو میں خشیت الٰہی سے پسینہ پسینہ ہو گیا۔ گویا میں اللہ کی طرف خوفزدہ ہو کر دیکھ رہا تھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کیلئے دعا فرمانا:

شیخین نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دعا دیتے ہوئے فرمایا "اللھم فقهه فی الدین" اے خدا اس کو دین میں فقاہت عطا فرما اور اس روایت کو حاکم نے نقل کیا اور بیہقی و ابونعیم نے انہی سے دوسری سند کے ساتھ روایت کر کے زیادہ کیا کہ "وعلمه التاویل" اور اسے تفسیر کا علم عطا کر۔

امام احمد و ابونعیم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سر پر دست اقدس پھیر کر مجھے حکمت کی دعا دی۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا نے ہمیشہ میری دستگیری کی۔

ابونعیم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دعا دیتے ہوئے فرمایا "اللھم اعطه الحکمته وعلمه التاویل"

حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دعا دیتے ہوئے فرمایا اے خدا! اسے قرآن کی تفسیر کا علم عطا فرما۔

ابن عدی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو دعا دی کہ اے خدا! عبداللہ رضی اللہ عنہ کو برکت دے اور اس سے علم کو پھیلا۔

شیخین نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دعا دیتے ہوئے فرمایا اے خدا! انس رضی اللہ عنہ کے مال و اولاد میں کثرت دے اور جو تو رزق انہیں عطا فرمائے اس میں انہیں برکت دے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم! میرے مال میں بہت کثرت ہوئی اور میرے بیٹوں اور پوتوں کی تعداد ایک سو تک پہنچی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھ سے میری بیٹی آمنہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ بصرہ میں حجاج کے آنے تک میرے صلب سے ایک سو انتیس اولاد دفن کی گئی۔

بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے دعا کی کہ اے خدا ان کی عمر زیادہ کر اور ان کے مال میں کثرت دے اور انہیں بخش دے۔

ترمذی و بیہقی نے ابوالعالیہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا باغ تھا جو سال میں دو مرتبہ پھل لاتا تھا اور اس باغ میں ایک خاص قسم کی بوٹی تھی جس سے مشک کی مانند خوشبو مہکتی تھی۔

بیہقی نے حمید سے روایت کی کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی عمر ننانوے سال ہوئی اور وہ ۹۱ ہجری میں فوت ہوئے۔

ابن سعد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دعا دی کہ اے خدا ان کے مال میں کثرت دے اور ان کی عمر میں زیادتی کر اور انہیں بخش دے تو میں نے ایک سو دو (۱۰۲) اپنی صلبی اولاد کو دفن کیا ہے اور میرے پھل سال میں دو مرتبہ آیا کرتے تھے اور میں اتنا جیا کہ میں اپنی زندگی سے اکتا گیا اب میں چوتھی دعائے مغفرت کا امیدوار ہوں۔

ابن سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو میرے لئے اور میری اولاد کے لئے اور مال کے لئے دعا فرمائی اسے میں خوب پہچانتا ہوں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کیلئے دعا:

مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے فرمایا روئے زمین پر کوئی مومن مرد و عورت ایسا نہیں ہے جو مجھ سے محبت نہ رکھتا ہو؟ راوی نے پوچھا آپ کو اس کا علم کیسے ہے؟ فرمایا واقعہ یہ ہے کہ میں اپنی والدہ کو اسلام کی دعوت دیتا تھا مگر وہ انکار کرتی تھیں۔ اس پر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کو اسلام کی ہدایت نصیب فرمائے تو حضور نے دعا فرمائی' پھر میں گھر واپس گیا تو میرے داخل ہوتے ہی میری والدہ نے کہا ''اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ '' پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر ہوا اور میرا حال یہ تھا کہ میں خوشی سے رو رہا تھا۔ جیسا کہ میں اس کے انکار کے غم میں رویا کرتا تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کو ہدایت دے دی اور وہ اسلام لے آئی۔ اب آپ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کیجئے کہ وہ مجھ کو اور میری والدہ کو تمام مسلمانوں کے نزدیک محبوب بنا دے اور ان کی محبت ہمارے دلوں میں پیدا کر دے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ اے خدا اپنے اس بندے کو اور اس کی ماں کو اپنے تمام مسلمان بندوں کے نزدیک محبوب کر دے اور ان سب کی محبت ان دونوں کے دلوں میں پیدا کر دے۔ اس دعا کی برکت سے روئے زمین پر کوئی مومن مرد و عورت ایسا نہیں ہے جو مجھے محبوب نہ رکھتا ہو اور میں اسے محبوب نہ رکھتا ہوں۔

حاکم نے محمد بن قیس بن مخرمہ سے روایت کی کہ زید رضی اللہ عنہ بن ثابت کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے ان سے کوئی سوال کیا اس پر انہوں نے فرمایا کہ تم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے دامن کو مضبوط تھام لو کیونکہ میں اور وہ اور ایک اور شخص مسجد میں دعا مانگ رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے۔ میں اور میرا رفیق دعا مانگ رہے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری دعاؤں پر آمین فرما رہے تھے۔ اس کے بعد حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی دعا مانگی اور کہا اے خدا! میں بھی تجھ سے وہی دعا مانگتا ہوں جو میرے دونوں رفیقوں نے تجھ سے مانگی ہے اور میں تجھ سے ایسا علم مانگتا ہوں جو کبھی نہ بھولے اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین فرمائی۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم بھی ایسا ہی علم مانگتے ہیں جو کبھی نہ بھولے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دونوں پر تمہارا ہی رفیق (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ) سبقت لے جا چکے ہیں۔

چند اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کیلئے دعائیں فرمانا:

بخاری نے جعد بن عبدالرحمٰن سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت سائب رضی اللہ عنہ بن یزید چورانوے (۹۴) سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ وہ چاق و چوبند اور معتدل الاحوال تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ میری سمع و بصارت نے میری مدد نہیں کی بلکہ یہ کمال واثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا ہے۔

شیخین نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف کو دعا دیتے ہوئے فرمایا "بارك الله لك" اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے۔ ابن سعد و بیہقی نے دوسری سند کے ساتھ روایت کی اس میں زیادہ ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے اپنا یہ حال دیکھا ہے کہ اگر میں پتھر بھی اٹھاتا تو میں اس کی توقع رکھتا تھا کہ اس کے نیچے سونا یا چاندی میں حاصل کروں گا۔

بیہقی وابونعیم نے عروہ رضی اللہ عنہ بارقی سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے خرید وفروخت میں برکت کی دعا فرمائی تو اگر وہ مٹی بھی خریدتے تھے تو اس میں انہیں نفع ہوتا تھا۔

ابونعیم نے عروہ رضی اللہ عنہ بارقی سے روایت کی انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دعا دی کہ اللہ تعالیٰ تمہاری تجارت میں برکت دے۔ تو میں کچھ بھی خریدتا مجھے اس میں نفع ضرور ہوتا تھا۔

ابونعیم نے انہی سے ایک اور سند کے ساتھ روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے دعا فرمائی "بارك الله لك في صفقته يمينك" تو میں مدینہ طیبہ کے بازار کناسہ میں کھڑا ہوتا تو بغیر چالیس ہزار نفع کمائے اپنے گھر نہیں واپس آتا تھا۔

ابن ابی شیبہ ابویعلی اور بیہقی نے بسند حسن عمر رضی اللہ عنہ بن حریث سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے تو وہ کھیل کود میں کچھ فروخت کر رہے تھے اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے دعا فرمائی کہ اے خدا اس کی تجارت میں اسے برکت دے۔

شیخین نے بطریق اسحاق بن عبداللہ بن ابوطلحہ رضی اللہ عنہ' حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا ایک فرزند بیمار ہوا اور وہ فوت ہوگیا۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اس وقت گھر سے باہر تھے جب ان کی اہلیہ نے دیکھا کہ وہ بچہ فوت ہوگیا ہے تو اسے نہلا دھلا کر مکان کے ایک گوشے میں لٹا دیا۔ جب ابوطلحہ رضی اللہ عنہ آئے تو انہوں نے بچے کی بابت پوچھا اہلیہ نے کہا اس کے سانس کو سکون ہے اور میں امید رکھتی ہوں کہ وہ آرام میں ہے۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے گمان کیا کہ وہ سچ کہہ رہی ہے پھر انہوں نے رات بسر کی جب صبح غسل کر کے باہر جانے کا ارادہ کیا تو اہلیہ نے انہیں بتایا کہ وہ بچہ فوت ہوگیا ہے۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ کہ واقعہ گزرا تھا عرض کیا اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ تم دونوں کی آج رات میں تمہارے لئے برکت عطا فرمائے۔ سفیان نے بیان کیا کہ ایک انصاری شخص نے بتایا اس کے بعد ان دونوں سے نو اولادیں ہوئیں اور وہ سب کے سب قرآن کے قاری و عالم ہوئے۔

بیہقی نے بطریق ثابت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے اُمِ سلیم رضی اللہ عنہا کا ایک بچہ تھا اور وہ فوت ہو گیا تو اُمِ سلیم رضی اللہ عنہا نے اسے کپڑے میں لپیٹ کر ایک گوشے میں ڈال دیا۔ اس کے بعد ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اندر آئے اور انہوں نے پوچھا میرے بیٹے نے رات کیسی گزاری۔ اُمِ سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا وہ سکون کی حالت میں ہے پھر انہوں نے رات کا کھانا کھایا۔ اس کے بعد اُمِ سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا اگر کوئی شخص تمہیں کوئی چیز عاریۃً دے پھر وہ شخص تم سے وہ چیز لے لے تو کیا تم اس پر جزع وفزع کرو گے؟ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں۔ اُمِ سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا اللہ تعالیٰ نے تمہیں بیٹا عاریۃً دیا تھا اور اس نے اسے تم سے لے لیا ہے پھر دوسرے دن ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آئے اور اُمِ سلیم رضی اللہ عنہا کی بات حضور سے بیان کی۔ چونکہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اسی رات اُمِ سلیم سے صحبت کی تھی۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ تم دونوں کی آج رات میں تمہیں برکت دے۔ اُمِ سلیم رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے وہ بچہ جنا جس کا نام عبداللہ رکھا۔ لوگوں نے بیان کیا کہ وہ عبداللہ اپنے زمانے میں خیر الناس تھے۔ ابن سعد نے اس کی مانند روایت کی اور کہا کہ انصار میں نشوونما میں اس سے افضل کوئی بچہ نہ تھا اور بیہقی نے بطریق زیادہ نمیری حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کی اور اتنا زیادہ بیان کیا کہ وہ بچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں لایا گیا تو آپ نے کوئی چیز منہ مبارک میں چبا کر اس کے تالو سے لگائی اور پیشانی پر دست اقدس پھیر کر اس کا نام عبداللہ رکھا۔ حضور کے دست اقدس پھیرنے کی جگہ ان کے چہرے میں چاند کی مانند چمکتا تھا۔

بخاری نے ابوعقیل سے روایت کی کہ وہ اپنے دادا عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ کے ساتھ بازار غلہ خریدنے جایا کرتے تھے تو انہیں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر ملا کرتے اور ان سے کہا کرتے کہ ہمیں بھی اپنے ساتھ شریک کر لیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے لئے برکت کی دعا فرمائی ہے تو وہ ان کو شریک کر لیا کرتے تھے اور اکثر سالم اونٹ جیسا بھی ہوتا نفع میں لے لیا کرتے اور اپنے گھر بھیج دیا کرتے تھے۔

ابن سعد نے بطریق ابوحصین' مدینہ کے ایک بزرگ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکیم رضی اللہ عنہ بن حزام کو ایک دینار دے کر قربانی کا جانور خریدنے بھیجا۔ وہ جانور لے کر آرہے تھے کہ ایک خریدار مل گیا اور اس کے ہاتھ دو دینار کا فروخت کر دیا۔ پھر ایک دینار سے جانور خرید کر لائے اور وہ جانور اور ایک دینار حضور کو پیش کیا۔ اس وقت حضور نے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ان کی تجارت میں انہیں برکت دے۔ ابن سعد نے حکیم سے روایت کی کہ وہ تجارت میں نصیب ور شخص تھے وہ جو خریدتے اس میں ضرور نفع ہوتا۔

بخاری نے اپنی تاریخ میں اور ابن ابی اسامہ نے اور ابویعلی وابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے خدا جس طرح تو نے ابتدا میں قریش کو عذاب کا مزہ چکھایا اسی طرح انہیں آخر میں بخشش کا مزہ چکھا۔

طیالسی وابونعیم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے خدا ابتدا میں تو نے قریش کو عذاب وخواری کا مزہ چکھایا اب ان کو آخر میں بخشش وکرم کا مزہ چکھا۔

ابوالفرج اصبہانی نے الاغانی میں فرمایا میں نے ایک کتاب میں عبداللہ بن شبیب سے انہوں نے زبیر بن بکار سے انہوں نے حمید بن محمد بن عبدالعزیز زہری سے انہوں نے اپنے بھائی ابراہیم بن محمد سے روایت پائی ہے۔ انہوں نے اسے رسول اللہ ﷺ کی طرف مرفوع کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زہیر رضی اللہ عنہ بن ابوسلمیٰ کی طرف دیکھا اس کی عمر اس وقت سو سال کی تھی پھر حضور نے فرمایا ''اللھم اعذنی من شیطانہ '' اے خدا اس کی شیطانیت سے مجھے پناہ میں رکھ تو اس نے مرتے دم تک کوئی شعر نہ کہا۔ یہاں تک کہ وہ مر گیا۔

ابن سعد نے کہا کہ خالد رضی اللہ عنہ بن اسید بن ابوالعیص میں بہت زیادہ خودی تھی پھر جب وہ فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے اور رسول اللہ ﷺ نے ان کو دیکھا تو فرمایا اے خدا اس کی خودی اور زیادہ کر دے تو اس کے بعد آج تک ان کی اولاد میں خودی موجود ہے۔

ابن ابی شیبہ نے المصنف میں یزید بن نمر سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ایک شخص سرین کے بل بیٹھا دیکھا اس نے بتایا کہ میں ایک دن نبی کریم ﷺ کے آگے سے جب کہ آپ نماز پڑھ رہے تھے اپنے گدھے پر سوار گزرا تھا۔ حضور نے فرمایا اے خدا اس کی ٹانگیں توڑ دے تو اس کے بعد بھی گدھے پر سوار ہو کر نہ چل سکا۔

حضور سرور کونین ﷺ اور دوسری دعائیں

امام احمد اور اربعہ ابن خزیمہ اور بیہقی نے صخر الغامدی رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اللھم بارک لامتی فی بکورھا '' چونکہ صخر رضی اللہ عنہ ایک تجارت پیشہ شخص تھے وہ اپنے لڑکوں کو اول دن میں ہی تجارت کے لئے بھیجا کرتے تھے تو اتنے دولت مند ہوئے اور اتنا وافر مال ہوا کہ وہ نہیں جانتے تھے کہ کہاں کہاں اسے رکھا ہے۔

بیہقی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ایک عورت نے نبی کریم ﷺ سے اپنے شوہر کی شکایت کی۔ حضور نے عورت سے پوچھا کیا تو اپنے شوہر سے بغض رکھتی ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم دونوں اپنے سروں کو میرے قریب لاؤ۔ پھر حضور نے اپنی پیشانی مبارک اس عورت کے شوہر کی پیشانی پر رکھی اور اس کے بعد دعا فرمائی کہ ''اللھم الف بینھما وحبب احدھما الی صاحبہ '' اے خدا ان دونوں کے درمیان الفت پیدا کر دے اور ایک دوسرے میں محبت ڈال دے۔ کچھ عرصے بعد وہ عورت حضور ﷺ کے دربار میں آئی اور اس نے حضور ﷺ کی قدم بوسی کی۔ حضور ﷺ نے پوچھا تم اور تمہارے شوہر کیسے ہیں؟ اس نے عرض کیا کوئی محنت کی کمائی اور کوئی موروثی مال اور کوئی اولاد مجھے اپنے شوہر سے زیادہ محبوب نہیں ہے۔ یہ حال سن کر حضور نے فرمایا ''اشھد انی رسول اللہ '' میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً آپ اللہ کے رسول ﷺ ہیں اور ابو یعلیٰ اور ابو نعیم نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے اس کی مانند روایت کی ہے۔

ابو یعلیٰ و بیہقی نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ فرمایا تو میں نے آ کر عرض کیا یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ سے میرے لئے شہادت کی دعا کیجئے۔ حضور نے دعا فرمائی کہ اے خدا! انہیں سلامت رکھ اور غنیمت عطا فرما۔ تو ہم نے

جہاد کیا اور سلامت رہے اور غنیمت حاصل کی۔اس کے بعد حضور ﷺ نے ایک اور غزوہ فرمایا میں نے آ کر عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے میرے لئے شہادت کی دعا کیجئے۔حضور ﷺ نے دعا فرمائی کہ اے خدا! انہیں سلامت رکھ اور غنیمت عطا فرما' تو ہم نے جہاد کیا اور سلامت رہے اور ہم نے غنیمت حاصل کی۔

بیہقی نے زید رضی اللہ عنہ بن ثابت سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے یمن کی طرف نظر فرما کر دعا کی کہ "اللّٰھم اقبل بقلوبھم" اے خدا ان کے دل متوجہ کر دے۔اس کے بعد شام کی طرف نظر فرمائی اور دعا کی "اللّٰھم اقبل بقلوبھم" پھر عراق کی جانب رخ فرما کر دعا کی کہ "اللّٰھم اقبل بقلوبھم۔"

مسلم نے سلمہ رضی اللہ عنہ بن اکوع سے روایت کی کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس اپنے بائیں ہاتھ سے کھا رہا تھا۔حضور ﷺ نے فرمایا اپنے داہنے ہاتھ سے کھا' اس نے کہا مجھے اس کے اٹھانے کی قدرت نہیں ہے۔حضور ﷺ نے فرمایا نہیں تجھے قدرت ہے مگر تکبر نے تجھے اس سے باز رکھا ہے۔راوی نے کہا کہ اس کے بعد وہ داہنا ہاتھ منہ تک لے جا ہی نہ سکا۔

بیہقی نے عقبہ رضی اللہ عنہ بن عامر سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے سبیعہ کو بائیں ہاتھ سے کھاتے دیکھا تو فرمایا اسے غزہ کی بیماری نے پکڑ لیا ہے چنانچہ جب وہ غزہ علاقہ شام میں پہنچا تو طاعون نے اسے ہلاک کر دیا۔

بیہقی نے بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کا حال پوچھا جس کا نام قیس رضی اللہ عنہ تھا پھر آپ نے فرمایا زمین اسے کہیں نہیں قرار بخشے گی تو وہ جس سرزمین میں رہنے کے لئے جاتا تو وہاں نہ رہ سکتا۔یہاں تک کہ وہ وہاں سے کہیں اور چلا جاتا۔

ابن عساکر نے حبیب کے دونوں بیٹے ضمرہ رضی اللہ عنہ اور مہاجر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ان دونوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ایک لشکر کے ساتھ تشریف لے گئے اور حضور نے اونٹوں پر سوار اپنے اصحاب کو نماز پڑھائی۔ایک آدمی نے خلاف کیا اور زمین پر اتر کر نماز پڑھی' اس پر حضور ﷺ نے فرمایا اس نے خلاف کیا ہے اللہ تعالیٰ اس سے خلاف کرے تو وہ شخص نہیں مرا یہاں تک کہ اسلام سے وہ نکل گیا۔

ابن مندہ اور ابن عساکر عبدالملک بن یعلی لیثی سے روایت کی کہ بکر رضی اللہ عنہ بن شداخ ان خدام میں سے تھے جو نبی کریم ﷺ کی خدمت کیا کرتے تھے اور وہ اس وقت بچے تھے جب وہ بالغ ہوئے تو نبی کریم ﷺ سے آ کر عرض کیا یا رسول اللہ! میں آپ کی ازواج مطہرات کے گھروں میں جایا کرتا تھا مگر اب میں مردوں کے زمرے میں پہنچ گیا ہوں (یعنی بالغ ہو چکا ہوں) اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس نے اپنے قول ولفظ میں سچ کہا ہے اسے ظفر مندی عطا فرما۔چنانچہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ تھا تو بکر رضی اللہ عنہ اس حال میں آئے کہ انہوں نے ایک یہودی کو قتل کر دیا تھا۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ کو بہت عظیم گردانا اور بیقرار ہو کر منبر پر تشریف لائے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے ولایت وخلافت لوگوں کے قتل کرنے کے لئے نہیں عطا فرمائی ہے میں اس شخص کو خدا کا خوف یاد دلاتا ہوں جس کو اس قتل کا علم ہو وہ مجھے آ کر واقعہ بتائے اس پر بکر رضی اللہ عنہ بن شداخ کھڑے ہوئے اور کہا کہ میں نے اس کو قتل کیا ہے۔حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ اکبر تم نے اس یہودی کے قتل کا اقرار کیا ہے اب نجات پانے کے لئے

کوئی دلیل پیش کرو۔ بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ضرور پیش کروں گا۔ واقعہ یہ ہے کہ فلاں شخص جہاد کے لئے گیا اور اس نے اپنا گھر بار میرے سپرد کر دیا۔ میں اس کے دروازے پر آیا تو میں نے اس یہودی کو اس کے گھر میں موجود پایا وہ کہتا تھا

واشعث غرہ الاسلام حتی — خلوت بعرسہ لیل التمام

ابیت علی ترائبھا ویمسی — علی قوداء لاحبۃ الحزام

کان مجامع الربلات منھا — فئام ینھضون الی فئام

(یعنی وہ غبار آلود بالوں والا شخص جسے اسلام نے دھوکہ دیا۔ میں نے تمام رات اس کی بیوی سے شب باشی کی ہے اور میں نے اس کی بیوی کی چھاتی پر رات گزاری ہے اور وہ شخص ایسی اونٹنی پر رات گزارتا ہے جو ہمیشہ سفر میں رہتی ہے۔ اس کی بیوی کے پستانوں اور رانوں کا گوشت خوب فربہ ہے۔)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ سن کر ان کے قول کی تصدیق کی اور ان کے خون کو باطل قرار دیا۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا نتیجہ تھا۔

مسلم و بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے الفاظ میں روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معاویہ کو میرے پاس لاؤ۔ میں نے عرض کیا وہ کھانا کھا رہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری مرتبہ اور تیسری مرتبہ یہی فرمایا۔ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ اس کے پیٹ کو نہ بھرے چنانچہ اس کے بعد ان کا پیٹ کبھی نہیں بھرا۔

بخاری نے اپنی تاریخ میں وحشی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ حضور نے فرمایا اے معاویہ رضی اللہ عنہ! تمہارے جسم کا کون سا حصہ مجھ سے متصل ہے؟ انہوں نے کہا میرا پیٹ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے خدا اس کے پیٹ کو علم و حلم سے بھر دے۔

بیہقی نے ابو یحییٰ سے انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے غلام فروخ سے روایت کی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کسی نے کہا آپ کے فلاں غلام نے غلہ ذخیرہ کیا ہے تاکہ گراں قیمت پر فروخت کرے۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا جو مسلمانوں پر غلہ روک کر گراں بیچنے کے لئے ذخیرہ کرے گا اللہ تعالیٰ اسے کوڑھ یا افلاس میں مبتلا کر دے گا۔ اس پر اس غلام نے کہا میں نے اپنے داموں سے خریدا ہے اور ہم اپنا مال فروخت کریں گے۔ پھر ابو یحییٰ نے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس غلام کو بعد میں دیکھا تو وہ کوڑھ میں مبتلا تھا۔

ابو نعیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو سجدے میں دیکھا کہ وہ اپنے بالوں کو مٹی سے بچاتا تھا اس پر حضور نے فرمایا اے خدا اس کے بالوں کو برباد کر دے۔ راوی نے کہا تو اس کے بال گر پڑے۔

ابو نعیم نے بطریق عبدالملک بن ہارون بن عنترہ ان کے والد سے انہوں نے ان کے دادا سے انہوں نے ابو ثروان رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ وہ بنی عمرو بن تمیم کے اونٹوں کے چرواہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریش سے بچ کر اونٹوں کے مزبلہ میں تشریف لائے۔ ابو ثروان رضی اللہ عنہ نے حضور کو دیکھ کر کہا آپ کون ہیں؟ حضور نے فرمایا ایک شخص ہوں جو تمہارے اونٹوں میں آرام لینے آیا ہوں۔ اس

نے کہا کہ آپ وہی شخص ہیں جس کے بارے میں لوگ یقین رکھتے ہیں کہ وہ نبی ہو کر ظاہر ہوئے ہیں۔ فرمایا ہاں! اس نے کہا آپ چلے جایئے۔ جن اونٹوں میں آپ ہوں گے ان میں صلاح نہ ہوگی۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے بددعا فرمائی اور فرمایا "اللّٰھم اطل شقاءہٗ و بقاءہٗ" اے خدا اس کی شقاوت اور اس کی زندگی کو دراز کر دے۔ ہارون نے کہا کہ میں نے ابوثروان رضی اللہ عنہ کو بہت بوڑھا پایا' وہ موت کی تمنا کرتا تھا۔ لوگوں نے اس سے کہا ہم تجھے نہیں دیکھتے مگر یہ کہ تجھے رسول اللہ ﷺ کی بددعا نے ہلاک کیا ہے۔ اس نے کہا ہرگز یہ بات نہیں ہے میں ظہور اسلام کے بہت عرصہ بعد حضور کے پاس حاضر ہوا ہوں۔ اور میں نے اسلام قبول کیا ہے اور حضور نے میرے لئے دعا و استغفار فرمائی ہے۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ حضور کی پہلی دعا سبقت کر گئی ہے۔

شیخین نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ایک حبشی عورت' نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور اس نے کہا مجھے مرگی کا دورہ پڑ جاتا ہے۔ آپ میرے لئے دعا فرمایئے۔ حضور نے فرمایا اگر تم چاہو تو صبر کرو اور صبر میں تمہارے لئے جنت ہے۔ اور اگر تم چاہو تو میں اللہ سے دعا کروں کہ وہ تجھے عافیت دے دے۔ اس نے کہا میں صبر کروں گی۔ پھر کہا میں مرگی میں برہنہ ہو جاتی ہوں تو آپ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کیجئے کہ میں برہنہ نہ ہوں تو حضور نے اس کی دعا فرمائی۔

بیہقی نے مجاہد سے روایت کی کہ ایک شخص نے اونٹ خرید کر عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے اونٹ خریدا ہے آپ اللہ تعالیٰ سے اس میں میرے لئے برکت کی دعا کیجئے۔ حضور نے دعا کی کہ اے خدا! اس میں اس کے لئے برکت ہو۔ مگر وہ چند دن کے بعد مر گیا۔ پھر انہوں نے دوسرا اونٹ خریدا اور عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے اس میں میرے لئے برکت کی دعا کیجئے تو حضور نے دعا کی اے خدا اس میں اس کے لئے برکت ہو مگر وہ بھی چند دن کے بعد مر گیا پھر انہوں نے تیسرا اونٹ خریدا اور اسے دعا کے لئے حضور کی خدمت میں لائے۔ آپ نے دعا کی کہ اے خدا! اس کو اس پر سوار کرا تو یہ تیسرا اونٹ ان کے پاس بیس سال رہا۔ بیہقی نے فرمایا تیسری مرتبہ میں دعا اجابت کو پہنچی۔ اور پہلی دوبار کی دعائے برکت امر آخرت کی طرف متوجہ ہو گئی۔

سعید بن منصور نے اپنی سنن میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے آپ نے اپنی دعا میں فرمایا اے اُم ملام یعنی تپ و لرزہ تجھے لازم ہے کہ بنی عصیہ کو نہ چھوڑے کیونکہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی ہے۔ تو وہ سب بخار سے پچھڑ گئے۔

بخاری نے الادب میں اور نسائی نے اُم قیس رضی اللہ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میرا بیٹا فوت ہوا تو میں بے قرار ہو گئی اور انہوں نے اس سے کہا جو اسے غسل دے رہا تھا کہ میرے بیٹے کو ٹھنڈے پانی سے غسل نہ دو۔ ٹھنڈا پانی اسے مار ڈالے گا۔ پھر عکاشہ رضی اللہ عنہ بن محصن' رسول اللہ ﷺ کے دربار میں آئے اور اُم قیس رضی اللہ عنہا کی بات حضور ﷺ سے نقل کی۔ حضور ﷺ نے تبسم فرمایا پھر کہا اس کی عمر دراز ہو' عورت نہیں جانتی کہ گذشتہ عمر کس طرح گزاری۔ مطلب یہ کہ سرد پانی میت کو کیا نقصان پہنچائے گا؟

ابن سعد و ابن عساکر نے بطریق کلبی' ابوصالح سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ لیلیٰ رضی اللہ عنہا بنت خطیم' نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اس وقت حضور آفتاب کی طرف پشت کئے تشریف فرما تھے تو لیلیٰ رضی اللہ عنہا نے آپ کے شانے پر ہاتھ مارا۔ حضور نے کہا یہ کون ہے اسے شیر کھائے۔ لیلیٰ رضی اللہ عنہا نے کہا میں بنت مطعم الطیر و مباری الریح یعنی لیلیٰ بنت خطیم ہوں۔ میں

آپ کے پاس اس غرض سے حاضر ہوئی ہوں کہ میں خود کو آپ کے عقد میں پیش کردوں۔ حضور نے فرمایا میں نے قبول کیا۔ اس کے بعد وہ اپنی قوم کے پاس پہنچی۔ اور اس نے کہا نبی کریم ﷺ نے مجھ سے عقد فرمالیا ہے۔ قوم کے لوگوں نے کہا تو نے برا کیا تو غیرت مند عورت ہے۔ اور نبی کریم ﷺ صاحب ازواج مطہرات ہیں تو ان پر غیرت کھائے گی۔ اور حضور اللہ تعالیٰ سے تجھ پر بددعا کریں گے۔ لہٰذا تو جا کر اپنے کو عقد سے آزاد کرالے تو وہ واپس آئی اور کہا یا رسول اللہ مجھے عقد سے آزاد کر دیجئے۔ حضور نے فرمایا میں نے تجھے عقد سے آزاد کر دیا۔ پھر اس نے مسعود رضی اللہ عنہ بن اوس سے نکاح کرلیا۔ ایک دن وہ مدینہ طیبہ کے ایک باغ میں غسل کر رہی تھی اچانک بھیڑیئے نے اس پر جست کی۔ چونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ اسے شیر کھائے۔ تو بھیڑیئے نے اس کے جسم کا کچھ حصہ کھا کر اسے چھوڑ دیا۔ جب لوگ اس کے پاس پہنچے تو وہ مر چکی تھی۔ ابن سعد نے عاصم بن عمر بن قتادہ سے مرسلا اس کی مانند روایت کی۔ اس روایت میں اسود (شیر) کی جگہ اسد ہے۔

باوردی و ابن شاہین و ابن السکن اور بیہقی نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ثعلبہ بن حاطب نے حاضر ہو کر کہا یا رسول اللہ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے مال و اولاد عطا فرمائے حضور نے فرمایا اے ثعلبہ تیرا بھلا ہو۔ تھوڑا مال جس کا تو شکر ادا کر سکے ایسے کثیر مال سے جس کا تو شکر ادا نہ کر سکے زیادہ بہتر ہے۔ مگر اس نے انکار کیا۔ حضور نے فرمایا اے ثعلبہ تیرا بھلا ہو کیا تو میری مانند ہونا پسند نہیں کرتا۔ اگر میں چاہتا تو میرا رب اس پہاڑ کو سونا کر کے میرے ساتھ چلاتا۔ پھر اس نے کہا یا رسول اللہ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے مال و اولاد عطا فرمائے۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے مال عطا فرمایا تو میں ہر حقدار کو اس کا حق ضرور دوں گا۔ تو حضور نے اس کے لئے دعا فرمائی اور اس نے بکریاں خریدیں۔ ان بکریوں میں اتنی فراوانی ہوئی جیسے کیڑے مکوڑوں میں ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ مدینہ منورہ کا میدان اس کے لئے تنگ ہو گیا اور اسے دور لے گیا۔ اور وہ دن میں تو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز کے لئے حاضر ہوتا مگر رات میں نہ آتا۔ پھر ان بکریوں میں اور زیادتی ہوئی اور وہ ان کو اور دور لے گیا۔ اب وہ نماز کے لئے نہ دن میں آتا اور نہ رات میں بجز جمعہ کے جمعہ نماز کے لئے۔ اس کے بعد ان بکریوں میں اور اضافہ ہوا اور وہ انہیں اور دور لے گیا۔ اب وہ نہ جمعہ کی نماز کے لئے آتا نہ جنازے کی نماز کو۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ثعلبہ بن حاطب کی حالت افسوسناک ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو حکم دیا کہ اس سے زکوٰۃ وصول کی جائے اور ان دونوں عاملوں کو ثعلبہ بن حاطب کے پاس جانے کا حکم دیا تو یہ دونوں عامل اس کے پاس پہنچے۔ اور اس سے زکوٰۃ ادا کرنے کا مطالبہ کیا۔ اس نے کہا تو دونوں مجھے اپنا دستور العمل دکھاؤ۔ اور اس نے اسے پڑھا۔ اور اس نے کہا یہ زکوٰۃ نہیں جزیہ ہے۔ تم دونوں دوسروں کے پاس جاؤ وہاں سے فارغ ہو کر میرے پاس آؤ۔ جب وہ دونوں فارغ ہو کر اس کے پاس آئے تو اس نے کہا یہ زکوٰۃ نہیں ہے بلکہ جزیہ ہے۔ تم دونوں جاؤ میں اس بارے میں غور کرلوں تو وہ دونوں واپس چل دیئے۔ یہاں تک کہ مدینہ طیبہ آ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب ان دونوں کو دیکھا قبل اس کے کہ یہ دونوں کچھ عرض کرتے حضور ﷺ نے فرمایا "ویح ثعلبہ بن حاطب" یعنی ثعلبہ بن حاطب پر افسوس ہے اور اللہ تعالیٰ نے "وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰنَا مِنْ فَضْلِهٖ" کی تین آیتیں نازل فرمائیں۔ جب ثعلبہ کو وہ آیتیں پہنچیں جو اس کے بارے میں نازل ہوئیں تو وہ اپنی زکوٰۃ لے کر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر

ہوا۔حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے تیرا مال لینے سے منع فرمادیا ہے اس پر وہ رونے لگا۔اور اپنے سر پر خاک ڈالنے لگا۔اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ تیرے اپنے نفس کا عمل ہے کیا میں نے تجھ سے نہ کہا تھا کہ تو میری اطاعت کر۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی زکوٰۃ قبول نہ فرمائی اور نہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اور نہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قبول فرمائی یہاں تک کہ وہ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں ہلاک ہوگیا۔

بیہقی وطبرانی نے عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کے دربار میں آ کر عرض کیا یارسول اللہ!اس جگہ ایک جوان نزع کے عالم میں ہے لوگ اس سے کہتے ہیں کہ ''لَآ اِلٰـــہَ اِلَّا اللّٰہُ کہو'' مگر وہ اس کے کہنے کی استطاعت نہیں رکھتا۔حضور ﷺ نے فرمایا کیا وہ اپنی حیات میں کلمہ نہیں کہتا تھا لوگوں نے عرض کیا بے شک وہ کہتا تھا۔ پھر کس چیز نے اسے اس کی موت کے وقت اس کلمہ کے کہنے سے روک رکھا ہے؟ پھر حضور اٹھے اور ہم بھی حضور کے ساتھ ہوگئے۔ یہاں تک کہ حضور اس جوان کے پاس آئے اور فرمایا کہو ''لَآ اِلٰـــہَ اِلَّا اللّٰہُ'' اس جوان نے کہا میں اس کلمہ کے کہنے کی استطاعت نہیں رکھتا۔فرمایا اس کی وجہ کیا ہے۔ اس نے کہا اس کی وجہ میری والدہ کی نافرمانی ہے۔حضور نے فرمایا کیا وہ زندہ ہے؟ اس نے کہا ہاں زندہ ہے۔ راوی نے کہا پھر حضور نے لوگوں کو اس کی ماں کے پاس بھیجا۔اور وہ حضور کے پاس آئی۔حضور ﷺ نے اس سے فرمایا کیا یہ نوجوان تیرا بیٹا ہے؟اس نے کہا ہاں۔حضور نے فرمایا تو غور کر اگر آگ بھڑکائی جائے اور تجھ سے کہا جائے کہ اگر تو اس کی شفاعت نہ کرے گی تو اس آگ میں دفن کردیا جائے گا۔اس پر اس نے کہا اس وقت میں ضرور اس کی شفاعت کروں گی۔فرمایا اب تو اللہ تعالیٰ اور ہم سے اس طرح شہادت دے کہ میں اس سے راضی ہوگئی ہوں۔ ماں نے کہا بیشک میں اپنے بیٹے سے راضی ہوگئی ہوں۔ پھر حضور نے فرمایا اے نوجوان کہو لاالہ الا اللہ تو اس نے کہا'' لا الہ الا اللہ''۔یہ کلمہ مبارک سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَنْقَذَہٗ بِیْ مِنَ النَّارِ'' تمام خوبیاں اس خدا کو جس نے میرے ذریعہ سے اس جوان کو دوزخ کی آگ سے بچایا۔

الاربعہ نے زید رضی اللہ عنہ بن ثابت سے روایت کی انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'' اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو بارونق وشاداب کرے جس نے میری حدیث سنی اور اس نے اسے محفوظ رکھا۔اور اسے اسی طرح دوسروں تک پہنچایا جس طرح کہ اس نے سنا۔''

علماء اعلام نے فرمایا کہ محدثین میں سے کوئی ایسا نہیں ہے مگر یہ کہ نبی کریم ﷺ کی دعاء کے طفیل اس کے چہرے میں رونق و شادابی موجود نہ ہو۔

امام احمد نے خدیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ جب کسی شخص کے لئے دعا فرماتے تھے تو آپ کی دعا اسے اور اس کے بیٹوں اور اس کے پوتوں تک پہنچتی تھی۔

ابویعلیٰ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بن العوام سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے میری اولاد اور میرے پوتوں کے لئے دعا فرمائی اور میں نے اپنے والد سے سنا ہے انہوں نے میری ایک بہن سے فرمایا کہ تم ان میں سے ہو جن کو رسول اللہ ﷺ کی دعا پہنچی ہے۔

وہ دعائیں اور کلمات جو حضور ﷺ نے دفع امراض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سکھائیں

دفع بخار اور ادائے قرض کی دعا:

بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہاں تشریف لائے تو وہ بخار میں تھیں اور بخار کو برا کہہ رہی تھیں۔ حضور نے فرمایا بخار کو برا نہ کہو وہ تو حکم خدا کا پابند ہے لیکن اگر تم چاہو تو میں تمہیں ایسے کلمات سکھاتا ہوں جب تم انہیں کہو گی تو اللہ تعالیٰ تم سے اسے دور کر دے گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا پھر حضور نے وہ کلمات مجھے سکھائے اور کہا کہ یہ پڑھو "اللّٰھم ارحم جلدی الرقیق و عظمی الدقیق من شدة الحریق' یا ام ملدم ان کنت آمنت باللہ العظیم فلا تصدعی الراس ولا تنتنی الفم ولا تاکلی اللحم ولا تشربی الدم و تحولی عنی الی من اتخذ مع اللہ الٰھا آخر" حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ان کلمات کو پڑھا اور ان سے بخار جاتا رہا۔

بیہقی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ ان کے پاس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک دعا ایسی سنی ہے کہ اگر تم میں سے کسی پر پہاڑ کے برابر سونا قرض ہو تو اللہ تعالیٰ اسے ادا کرے گا۔ وہ دعا یہ ہے۔ "اللّٰھم فارج الھم کاشف الغم مجیب دعوة المضطرین' رحمن الدنیا والاخرہ و رحیمھما' انت ترحمنی فارحمنی برحمتہ تغنینی بھا عن رحمتہ من سواک" حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھ پر کچھ قرض تھا حالانکہ میں قرض کو ناگوار سمجھتا تھا تو زیادہ عرصہ نہ گزرا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے فائدہ دیا اور اس نے جو مجھ پر قرض تھا ادا کرا دیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں مجھ پر حضرت اسماء کا قرض تھا جب بھی میں انہیں دیکھتی تھی شرمسار ہو جاتی تھی تو میں نے یہ دعا پڑھنی شروع کر دی۔ زیادہ دیر نہ گزری کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بغیر میراث اور بغیر صدقہ کے اتنا مال عطا فرما دیا کہ میں نے وہ قرض ادا کر دیا۔

جن کا اتار:

ابن سعد و بیہقی نے ابوالعالیہ ریاحی سے روایت کی کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ بن ولید نے عرض کیا یا رسول اللہ ایک مکار جن میرے ساتھ مکر کرتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم یہ پڑھو "اعوذ بکلمات اللہ التامات التی لا یجاوزھن بر ولا فاجر من شر ما ذراء فی الارض ومن شر ما یخرج منھا ومن شر ما یعرج فی السماء وما ینزل منھا ومن شر کل طارق یطرق بخیر یا رحمن" حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے اس کو پڑھا تو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے اس جن کو دور کر دیا۔

ابن سعد نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے۔ جب وہ واپس جانے لگے تو عرض کیا میں کیا پڑھا کروں۔ فرمایا یہ پڑھا کرو "اللّٰھم قنی شر نفسی و اعزم لی علی رشدی" وہ اس

وقت تک مسلمان نہ ہوئے تھے۔ اس کے بعد وہ مسلمان ہوئے تو آکر عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے مجھے یہ پڑھنے کے لئے فرمایا تھا۔ اب میں نے اسلام قبول کرلیا ہے۔

بچھو کے کاٹے کی دعا:

بیہقی نے بطریق سہیل بن ابو صالح ان کے والد سے انہوں نے ایک اسی شخص سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ایک شخص کے بچھو نے ڈنک مارا۔ جب اس کی اطلاع نبی کریم ﷺ کو پہنچی تو فرمایا اگر وہ رات ہونے تک یہ دعا پڑھ لیتا تو تکلیف نہ اٹھاتا وہ دعا یہ ہے "اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق" راوی نے کہا میرے اہل خانہ کی ایک عورت نے اسے پڑھا اسے سانپ نے ڈسا تھا تو اس کے زہر نے کچھ ضرر نہ پہنچایا۔

سانپ کے کاٹے کی دعا:

ابن سعد نے ابوبکر بن محمد سے روایت کی کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ بن سہل کو حرۃ الافاعی میں سانپ نے ڈسا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انہیں عمارہ رضی اللہ عنہ بن حزم کے پاس لے جاؤ وہ اس کا منتر پڑھ دیں گے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ تو اتنی دیر تک مر جائیں گے۔ فرمایا انہیں عمارہ کے پاس لے جاؤ۔ تو عمارہ رضی اللہ عنہ نے ان پر منتر پڑھا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں شفا دی۔

ابن سعد نے سہل رضی اللہ عنہ بن ابی حثمہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ہم نے ایک شخص کو حرۃ الافاعی میں سانپ نے ڈسا تو اس کے لئے عمرو بن حزم کو بلایا گیا تاکہ وہ منتر پڑھیں تو انہوں نے انکار کر دیا۔ یہاں تک کہ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے اور حضور ﷺ سے منتر پڑھنے کی اجازت چاہی۔ حضور ﷺ نے فرمایا وہ منتر پڑھ کر مجھے سناؤ تو انہوں نے سنایا اور حضور ﷺ نے ان کو وہ منتر پڑھنے کی اجازت دے دی۔ حرۃ الافاعی منزل ابوار کے نزدیک ایک مقام ہے۔

نیند لانے کی دعا

ابن سعد نے عبدالرحمٰن بن سابط سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کو بے خوابی کی شکایت ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا سنو: میں تم کو وہ کلمات بتاتا ہوں کہ جب تم اسے پڑھو گے تو نیند آجائے گی۔ تم پڑھو:"

اللھم رب السموت السبع وما اظلت و رب الارضین وما اقلت ورب الشیاطین وما اضلت کن جاری من شر خلقک کلھم جمیعاً ان یفرط علی احد منھم او ان یطغی عز جارک ولا الہ غیرک۔"

ظالم کے ظلم سے نجات اور ہر ضرورت کے پورا ہونے کی دعاء

ابن سعد نے ابان بن ابی عیاش سے روایت کی کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک نے حجاج سے گفتگو کی تو حجاج نے ان سے کہا کہ اگر آپ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت نہ کی ہوتی اور امیر المومنین کا خط آپ کے بارے میں نہ آیا ہوتا تو آپ کے ساتھ کچھ اور ہی سلوک ہوتا۔ اس پر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خاموش رہو خاموش رہو۔ جب میرے تخنے اچھے اور میری آواز بھاری ہوئی

(یمن میں جوان ہوا) تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایسے کلمات سکھائے جن کی موجودگی میں کسی سرکش و جابر کا ظلم و ستم مجھے ضرر نہیں پہنچا سکتا اور اس کی موجودگی میں ہر ضرورت آسانی پوری کرتی رہے گی اور ہر مسلمان میرے ساتھ محبت کے ساتھ پیش آتا رہے گا۔ یہ سن کر حجاج نے کہا کہ کاش کہ آپ مجھے وہ کلمات بتا دیتے؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو ان کلمات کے سیکھنے کا اہل نہیں ہے۔ اس کے بعد حجاج نے اپنے دونوں بیٹوں کو دو ہزار درہم کے ساتھ ان کے پاس بھیجا اور ان سے کہا کہ اس بزرگ کے ساتھ نرمی سے پیش آنا۔ ممکن ہے کہ تم ان کلمات کے حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاؤ مگر وہ دونوں ان کلمات کے حاصل کرنے میں ناکام رہے۔ پھر جب حضرت انس رضی اللہ عنہ کی وفات کے دن قریب آئے تو تین دن پہلے مجھے فرمایا اے ابان! تم مجھ سے ان کلمات کو سیکھ لو اور ان کلمات کو نااہل سے آگے نہ کہنا۔ ابان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو جو عطا فرمایا تھا اس میں سے مجھے بھی اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا اور جو باتیں اللہ تعالیٰ نے ان سے دور رکھی تھیں ان کو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے بھی دور رکھا۔ وہ دعا یہ ہے:

''اللہ اکبر اللہ اکبر بسم اللہ علی نفسی و دینی' بسم اللہ علی اھلی و مالی' بسم اللہ علی کل شیئی اعطانی' بسم اللہ خیر الاسماء' بسم اللہ رب الارض و رب السماء' بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ داء' بسم اللہ افتتحت و علی اللہ توکلت اللہ ربی لا اشرک بہ احدا' اسئلک اللّٰھم بخیرک من خیرک الذی لایعطیہ غیرک عزجارک وجل ثناء ک ولا الہ الا انت اجعلنی فی عیاذک وجوارک من کل سوء ومن الشیطان الرجیم' اللّٰھم استجیرک من جمیع کل شیء خلقت و احترس بک منھن واقدم بین یدی' بسم اللہ الرحمن الرحیم قل ھو اللہ احد' اللہ الصمدلم یلد ولم یو لد ولم یکن لہ کفوا احد ومن خلفی وعن یمینی و عن شمالی ومن فوقی ومن تحتی۔'' سورۂ اخلاص کو چھ مرتبہ پڑھے۔

دفع فقر کی دعا:

خطیب نے ''رواۃ مالک'' میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! دنیا نے مجھ سے پیٹھ پھیر لی ہے اور اس نے روگردانی کی ہے۔ حضور ﷺ نے اس سے فرمایا تم صلوٰۃ ملائکہ اور تسبیح مخلوق کی کیوں نہیں پڑھتے۔ وہ اسی کی وجہ سے رزق پاتی ہے۔ تم طلوع فجر کے وقت ایک سو مرتبہ یہ دعا پڑھا کرو۔ ''سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ'' دنیا تمہارے پاس ذلیل ہو کر آئے گی۔ اس کے بعد وہ شخص چلا گیا۔ پھر کچھ دن بعد آیا اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے پاس دنیا اس قدر آئی ہے کہ اب میں نہیں جانتا کہ اسے کہاں رکھوں۔

سانپ کاٹے کی دعا:

شیخین نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کے ساتھ ایک سفر میں گئے اور ان کا گزر عرب کے ایک قبیلے میں ہوا اور اس قبیلہ کے ایک شخص کو سانپ نے ڈس لیا تھا تو ان میں سے ایک شخص نے اس پر سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کی اور وہ اچھا ہو گیا۔

بیہقی نے خارجہ رضی اللہ عنہ بن الصلت تمیمی سے انہوں نے اپنے چچا سے روایت کی کہ وہ ایک قوم پر گزرے جن کے پاس زنجیر سے بندھا ہوا ایک مجنون تھا۔ ان لوگوں میں سے کسی نے کہا کیا تمہارے پاس ایسی کوئی چیز ہے جس سے اس کا علاج ہو سکے۔ کیونکہ تمہارے آقا خیر کو لائے ہیں تو انہوں نے اس مجنون پر تین دن تک سورۂ فاتحہ پڑھی اور ہر روز دو مرتبہ پڑھا کرتے تھے۔ اور وہ اچھا ہو گیا اس پر لوگوں نے ان کو ایک سو بیس بکریاں پیش کیں۔ وہ ان بکریوں کے لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ اور حضور سے سارا واقعہ عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کھاؤ۔ کیونکہ کوئی تو باطل طریقہ سے کھاتا ہے مگر تم تو جائز طریقہ سے کھاؤ گے۔

حفاظت مال:

بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیۂ کریمہ "قل ادعوا اللہ او ادعوا الرحمن لا آیۃ" کے بارے میں فرمایا یہ آیۂ کریمہ چوری سے امان میں رکھتی ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی نے جب سونے کا ارادہ کیا تو اس آیت کو پڑھ لیا۔ پھر ان کے گھر میں چور آیا۔ اور گھر کا تمام سامان اکٹھا کر کے اٹھا کر لے چلا۔ اور وہ صحابی سو نہیں رہے تھے۔ یہاں تک کہ چور سامان کو لے کر دروازے پر پہنچا مگر اس نے دروازہ بند پایا۔ پھر اس نے اس گٹھری کو رکھ دیا دیکھا تو دروازہ کھلا ہوا ہے اس نے پھر گٹھری اٹھائی اور دروازہ بند پایا اسی طرح چور نے تین مرتبہ کیا۔ یہ حال دیکھ کر وہ صحابی ہنس پڑے اور کہنے لگے میں نے اپنے گھر کو محفوظ کر لیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے جو خواب بغرض تعبیر پیش کئے

بخاری نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں جو صحابہ کرام خواب دیکھا کرتے تھے وہ اپنا خواب حضور سے بیان کرتے تھے پھر حضور ان خوابوں کی تعبیر دیا کرتے جو اللہ تعالیٰ چاہتا تھا۔ اس زمانے میں میں نوعمر اور کمسن بچہ تھا۔ اور میرے نکاح کرنے سے پہلے میرا گھر مسجد تھا۔ تو میں نے ایک دن اپنے دل میں کہا اگر تجھ میں خیر ہوتی تو تو بھی یقیناً ایسا خواب دیکھتا۔ جیسا کہ یہ لوگ دیکھتے ہیں۔ چنانچہ ایک رات جب میں سونے کیلئے لیٹا تو میں نے کہا اے خدا! اگر تو مجھ میں خیر کو جانتا ہے تو مجھے بھی کوئی خواب دکھا۔ اور میں یہی کہتا ہوا سو گیا اچانک میں نے خواب میں دیکھا کہ دو فرشتے میرے پاس آئے اور ان دونوں کے ہاتھوں میں لوہے کے گرز تھے اور وہ دونوں مجھے جہنم کی طرف لے جانے لگے اور میں برابر اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کر رہا ہوں کہ اے خدا! میں تجھ سے جہنم کی پناہ مانگتا ہوں۔ پھر میں نے دیکھا کہ ایک فرشتہ مجھ سے ملا ہے اور اس کے ہاتھ میں بھی لوہے کا گرز ہے۔ اس نے مجھ سے کہا تم ڈرو نہیں تم اچھے آدمی ہو کاش کہ نماز کی کثرت کرتے۔ تو وہ فرشتے مجھے لے چلے۔ یہاں تک کہ جہنم کے کنارے پر لے جا کر کھڑا کر دیا۔ میں نے دیکھا وہ بہت گہرا ہے جیسے کہ کنواں ہوتا ہے اور اس کے کئی قرن ہیں۔ جیسے کہ کنوئیں کے قرن (چوکٹے) ہوتے ہیں اور ہر قرن پر ایک فرشتہ لوہے کا گرز لئے موجود ہے۔ اور میں نے اس جہنم کے کنوئیں میں سے

بہت سے لوگوں کو دیکھا جو زنجیروں سے بندھے سر کے بل اوندھے لٹکے ہوئے ہیں۔ میں نے ان میں سے بہت سے قریشی لوگوں کو پہچانا۔ پھر وہ فرشتے مجھے داہنی جانب پلٹ کر لے آئے اور میں نے یہ قصہ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا۔ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا۔ حضور نے فرمایا بلاشبہ عبداللہ رضی اللہ عنہ مرد صالح ہے۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا خواب:

بخاری نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے ہاتھ میں ریشم کا پارچہ ہے میں اسے لے کر جنت کے کسی مکان میں جانا نہیں چاہتا تھا۔ مگر وہ پارچہ مجھے اس طرف اڑا کر لے جاتا تھا۔ میں نے یہ قصہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے یہ خواب بیان کیا اس پر حضور ﷺ نے فرمایا تمہارا بھائی مرد صالح ہے۔

بخاری نے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک باغ میں ہوں اور اس باغ میں ایک ستون ہے۔ اور اس ستون کے اوپر ایک رسی (عروہ) ہے کسی نے مجھ سے کہا اس پر چڑھ جاؤ میں نے کہا میں چڑھنے کی استطاعت نہیں رکھتا تو ایک شخص میرے پاس آیا اور اس نے مجھے کپڑوں سے پکڑ کر اٹھایا اور اوپر چڑھا دیا۔ اور میں نے رسی کو مضبوط تھام لیا۔ پھر میں بیدار ہو گیا۔ درآنحالیکہ میں رسی کو مضبوطی سے تھامے ہوئے تھا۔ یہ قصہ میں نے نبی کریم ﷺ سے بیان کیا۔ آپ نے فرمایا وہ باغ اسلام کا باغ ہے۔ اور وہ ستون اسلام کا ستون ہے اور وہ رسی عروہ وثقیٰ ہے۔ تم ہمیشہ اس پر قائم رہو گے۔ یہاں تک کہ تم فوت ہو جاؤ۔

ابن سعد نے عبداللہ رضی اللہ عنہ بن سلام سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں ایک خواب دیکھا۔ میں نے دیکھا کہ ایک شخص میرے پاس آیا ہے۔ اس نے کہا چلو تو وہ مجھے بہت عظیم راہ پر لے کر چلا۔ میں جا رہا تھا کہ اچانک ایک راستہ اپنی بائیں جانب نظر آیا۔ میں نے اس راستہ پر چلنا چاہا۔ اس شخص نے کہا تم اس راہ پر چلنے کے اہل نہیں ہو۔ اس کے بعد ایک راستہ داہنی طرف آیا اور میں اس راہ پر چلنے لگا یہاں تک کہ میں ایک پہاڑ پر پہنچا جو بہت چکنا تھا۔ تو اس شخص نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے پہاڑ پر پہنچا دیا۔ یہاں تک کہ میں نے عروہ کو پکڑ لیا اس نے مجھ سے کہا تم اس عروہ کو مضبوطی سے پکڑے رہنا۔ یہ قصہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا۔ حضور نے فرمایا تم نے اچھا خواب دیکھا ہے۔ وہ عظیم راستہ تو حشر ہے اور وہ راستہ جو تمہاری بائیں جانب نظر آیا وہ دوزخیوں کا راستہ ہے اور تم ان میں سے نہیں ہو اور وہ راستہ جو تمہاری داہنی جانب نظر آیا وہ اہل جنت کا راستہ ہے اور وہ چکنا پہاڑ شہداء کی منزل ہے اور وہ عروہ جس کو تم نے مضبوطی سے تھاما وہ اسلام کا عروہ ہے تو اسے مضبوطی سے تھامے رہو گے یہاں تک کہ تم فوت ہو جاؤ۔

حضرت ابن زمیل جہنی رضی اللہ عنہ کا خواب:

طبرانی وبیہقی نے ابن زمیل جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نے ایک خواب دیکھا اور اس خواب کو میں نے رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے دیکھا کہ بہت سے لوگ ایک راہ پر چل رہے ہیں جو وسیع و نرم اور فراخ

راستہ ہے۔ وہ لوگ سواریوں پر جا رہے ہیں۔ اسی دوران کہ وہ لوگ جا رہے تھے وہ لوگ ایک چراگاہ پر پہنچے کہ میری آنکھوں نے کبھی ایسی عمدہ چراگاہ نہیں دیکھی تھی۔ وہ چراگاہ برق کی مانند چمک رہی تھی۔ اور قسم قسم کی گھاس سے شبنم کے قطرے چمک رہے تھے میں گویا ان لوگوں کی پہلی صف میں تھا۔ جب وہ لوگ اس چراگاہ کے قریب پہنچے تو انہوں نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔ اور انہوں نے راہ میں اپنا پڑاؤ ڈال لیا۔ اور دائیں اور بائیں ذرہ بھر تعدی نہ کیا۔ گویا میں ان کو دیکھ رہا تھا کہ وہ لوگ چلے گئے۔ اس کے بعد دوسرا قافلہ آیا اور اس سے پہلے سے کئی گنا زیادہ لوگ تھے۔ جب وہ لوگ اس چراگاہ کے کنارے پہنچے تو انہوں نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا اور انہوں نے راستے میں اپنے کجاوے اتار دیئے۔ تو ان میں سے کچھ لوگوں نے تو فراخی سے چرایا اور کچھ لوگوں نے گھاس کو کاٹ کر گٹھر بنالیا اس کے بعد بہت زیادہ لوگوں کا قافلہ آیا جب وہ لوگ اس چراگاہ کے کنارے پہنچے تو اللہ اکبر کا نعرہ لگایا اور کہنے لگے یہ کیسی عمدہ منزل ہے۔ میں گویا انہیں دیکھ رہا تھا کہ وہ دائیں اور بائیں جانب متلفت ہوئے جب میں نے ان کا حال دیکھا تو میں نے سیدھی راہ کو لازم کر لیا۔ یہاں تک کہ اس چراگاہ کے آخر کنارے پر پہنچ گیا۔ اچانک میں نے دیکھا یا رسول اللہ! آپ کو ایسے منبر پر تشریف فرما دیکھا جس کی سات سیڑھیاں تھیں۔ اور آپ سب سے اونچی سیڑھی پر تشریف فرما تھے۔ اور آپ کی داہنی جانب گندم گوں اور اونچی بینی والا شخص کھڑا تھا اور وہ قد و قامت میں سب سے بلند تر تھا۔ جب وہ بات کرتا تو وہ سب پر غالب رہتا۔ اور میں نے دیکھا کہ آپ کی بائیں جانب چھریرے بدن کا سرخ رنگ اور میانہ قد کا شخص کھڑا تھا اس کے چہرے پر کثرت سے بال تھے اس کے بال ایسے سیاہ تھے جیسے کہ کوئلہ۔ جب وہ بات کرتا تو اس کے اکرام میں آپ سب حضرات اس کی طرف کان لگا لیتے اور میں نے دیکھا آپ کے سامنے ایک بزرگ ہیں جو شکل و شباہت ہر چیز میں تمام لوگوں سے آپ سے مشابہ تھے۔ تمام لوگ اس بزرگ کی پیروی کرتے۔ اور اس سے ارادت مندی کا اظہار کرتے تھے اور میں نے دیکھا کہ اس بزرگ کے آگے زیادہ عمر کی بوڑھی اونٹنی ہے اور میں نے دیکھا کہ یا رسول اللہ! آپ گویا کہ اسے ہنکال رہے ہیں۔ یہ خواب سن کر رسول اللہ ﷺ کا رنگ کچھ دیر متغیر رہا۔ جب وہ حالت ختم ہوگئی تو فرمایا سنو وہ جو تم نے نرم و فراخ راستہ دیکھا وہ ہدایت کا وہ راستہ ہے جس پر تم لوگ اٹھائے گئے ہو اور وہ جو چراگاہ تم نے دیکھی وہ دنیا ہے اور اس کی سرسبزی و شادابی اس کا عیش ہے۔ میں اور میرے اصحاب دنیا کے عیش و عشرت کے خواہاں نہیں ہوئے۔ اور نہ دنیا نے ہم سے تعلق رکھا۔ اس کے بعد وہ جو دوسرا قافلہ ان کے بعد تم نے دیکھا ان میں سے زیادہ تر لوگ تو ہم میں سے ہیں مگر کچھ ان میں سے وہ ہیں جن کو چراگاہ کی کشادہ روزی دی گئی۔ اور کچھ لوگ وہ ہیں جنہوں نے اس میں سے گٹھر باندھا اور انہوں نے اس حال میں رہ کر نجات پائی۔ اس کے بعد کثرت کے ساتھ جن لوگوں کو تم نے آتے دیکھا اور وہ چراگاہ کے دائیں بائیں حائل ہوئے۔ مگر تم سیدھی راہ پر گامزن رہتے ہوئے گزر گئے تو تم اسی سیدھی راہ پر ہمیشہ قائم رہو گے یہاں تک کہ تم مجھ سے ملاقات کرو۔ اور وہ منبر جس کو تم نے سات درجوں کا دیکھا اور مجھے اس کے سب سے اونچے درجے پر دیکھا تو دنیا کے سات ہزار سال ہیں اور میں اس کے آخری ہزار سال میں ہوں اور وہ شخص جس کو تم نے میری داہنی جانب دیکھا تو وہ موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ جب وہ بات کرتے ہیں تو سب پر غالب رہتے ہیں۔ اور یہ صفت ان سے اللہ تعالیٰ کا کلام کرنے کی وجہ سے ہے۔ اور وہ شخص جس کو تم نے میری بائیں جانب دیکھا وہ عیسیٰ علیہ السلام ہیں ہم ان کا اکرام اس بنا پر کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا اکرام کیا۔ اور وہ بزرگ جن کو

میرے سامنے دیکھا وہ ہمارے جد اعلیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ ہم سب ان کی پیروی کرتے اور ان کی اقتدا کرتے ہیں اور وہ اونٹنی جسے تم نے دیکھا تو وہ قیامت ہے جو ہم پر قائم ہوگی۔ میرے بعد نہ کوئی نبی ہے اور نہ میری امت کے بعد کوئی امت ہے۔

بنی طے کے دو شخصوں کا قبولِ اسلام اور ان کا خواب:

بیہقی نے طلحہ رضی اللہ عنہ بن عبید اللہ سے روایت کی کہ بنی طے کے دو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور وہ دونوں ایک ساتھ مسلمان ہوئے اور ان دونوں میں ہر ایک جہاد میں سبقت لے جانے کی کوشش کرتا تھا تو ان دونوں میں سے ایک سبقت لے جاتے ہوئے جہاد میں شہید ہو گیا۔ اور دوسرا شخص ایک سال بعد تک زندہ رہا۔ اس کے بعد اس نے بھی وفات پائی۔ طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا گویا میں جنت کے دروازے پر موجود ہوں میں نے دیکھا کہ وہ دونوں جنت کے دروازے پر آئے پھر ایک شخص جنت سے باہر آیا۔ اور اس نے اس کو آواز دی جو بعد میں فوت ہوا تھا اس کے بعد وہ واپس آیا اور اس نے اس کو اذن دیا جو پہلے شہید ہوا تھا۔ اس کے بعد وہ میری طرف آیا اور اس نے کہا تم واپس چلے جاؤ۔ تمہارے لئے ابھی اجازت نہیں ہے۔ طلحہ رضی اللہ عنہ نے جب صبح کی تو لوگوں سے اپنا یہ خواب بیان کیا لوگوں نے اس پر تعجب کیا۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا وہ دوسرا شخص پہلے کے بعد ایک سال تک زندہ نہیں رہا اور اس نے اتنی اتنی نمازیں نہیں پڑھیں اور اس نے ماہِ رمضان کو پا کر اس کے روزے نہیں رکھے؟ (گویا اس بنا پر پہلے کے مقابلے میں دوسرا سبقت لے گیا)۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا خواب:

بیہقی نے ابو سعید رضی اللہ عنہ خدری سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں سورہ ص کی تلاوت کر رہا ہوں جب سجدہ کی آیت پر پہنچا تو دیکھا کہ ہر چیز نے سجدہ کیا ہے اور میں نے دیکھا کہ دوات' قلم اور لوح نے بھی سجدہ کیا۔ صبح کو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے اس آیت پر سجدہ کرنے کا حکم دیا۔

ابن ماجہ و بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ! آج رات میں نے خواب میں دیکھا گویا میں ایک درخت کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہوں اور میں سورہ ص کی تلاوت کر رہا ہوں۔ جب میں سجدہ کی آیت پر پہنچا تو اس درخت نے سجدہ کیا اور میں نے اسے کہتے سنا وہ کہہ رہا تھا "اللهم اكتب لى بها عندك ذكرا واجعل لى بها عندك ذخراء اعظم لى بها عندك اجرا" حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سورہ ص پڑھتے سنا جب آپ سجدہ کی آیت پر پہنچے تو آپ نے سجدہ کیا۔ اور میں نے سنا کہ اس سجدے میں آپ نے وہی دعا پڑھی جو اس شخص نے درخت کو سجدہ کرتے ہوئے اس سے سنی تھی اور اس نے آپ سے آ کر عرض کیا تھا۔

ایک انصاری کا خواب:

بیہقی نے زید رضی اللہ عنہ بن ثابت سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ ہم ہر نماز کے بعد تینتیس بار

سبحان اللہ تینتیس بار الحمد للہ اور تینتیس بار اللہ اکبر پڑھا کریں۔تو ایک انصاری نے خواب میں کسی کو دیکھا اور اس نے اس سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے تم لوگوں کو ہر نماز کے بعد اتنی اتنی مرتبہ تسبیح پڑھنے کا حکم دیا ہے؟ اس انصاری نے کہا ہاں ہمیں حکم دیا ہے۔اس نے کہا تم ہر ایک کو پچیس پچیس مرتبہ پڑھو اور اس تسبیح میں تہلیل یعنی ''لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کو بھی شامل کر لو۔ جب صبح ہوئی تو اس انصاری نے نبی کریم ﷺ سے اپنا یہ خواب بیان کیا اس پر رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جیسا خواب میں بتایا گیا ہے ویسا ہی کرو۔

شیخین حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے کئی صحابہ کو خواب میں دکھایا گیا کہ لیلۃ القدر رمضان المبارک کی سات آخری راتوں میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ سنکر فرمایا میں دیکھتا ہوں کہ تم سب کے خواب اس پر متفق ہیں کہ آخری سات راتوں میں لیلۃ القدر ہے تو جو لیلۃ القدر کا متلاشی ہے اسے چاہئے کہ آخری سات راتوں میں اسے تلاش کرے۔

دارمی نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ کسی صحابی کے ایک بھائی کو خواب میں دکھایا گیا کہ کچھ لوگ پہاڑ کے دشوار گزار گھاٹی میں چل رہے ہیں اور پہاڑ کی چوٹی پر دو ہرے بھرے درخت ہیں۔ ان دونوں درختوں میں سے آواز آئی کہ کیا تم میں کوئی سورۂ بقرہ کی تلاوت کرتا ہے۔ کیا تم میں کوئی سورۂ آل عمران کی تلاوت کرتا ہے تو ان لوگوں میں سے ایک نے جواب دیا ہاں۔ اس پر ان درختوں نے اپنی شاخوں کو اتنا قریب کر دیا کہ ان کو لوگوں نے پکڑ لیا اور وہ دونوں ان کے ساتھ اتنے جھومے کہ پہاڑ حرکت کرنے لگا۔

حاکم نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ طفیل رضی اللہ عنہ بن عمرو نے ہجرت کی اور ان کے ساتھ ان کی قوم کے ایک اور شخص نے ہجرت کی اور وہ شخص بیمار ہو گیا تو اس نے تیر کی انی لی اور اس سے اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کی جڑوں کو کاٹ ڈالا۔ جس سے وہ مر گیا پھر طفیل رضی اللہ عنہ نے خواب میں اسے دیکھا اور اس سے پوچھا کہ تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟ اس نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے میری ہجرت کے سبب بخش دیا ہے۔ پھر طفیل رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تمہارے ہاتھوں کا کیا ہوا؟ اس نے جواب دیا اس بارے میں مجھے کہا گیا کہ جس چیز کو تم نے اپنے آپ فاسد کیا ہے ہم اس کی اصلاح نہیں کریں گے۔ اس کے بعد طفیل رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے یہ قصہ بیان کیا۔ حضور نے دعا فرمائی اے خدا اس کے ہاتھوں کو بھی بخش دے۔

جمیع انبیاء علیہم السلام کے خصائص اور شرف ذات والا صفات میں موجود تھے

علماء اعلام نے فرمایا کہ کسی نبی کو کوئی معجزہ اور کوئی فضیلت نہیں دی گئی مگر یہ کہ ہمارے نبی ﷺ کو اس معجزے یا اس کی فضیلت کی نظیر عطا فرمائی گئی بلکہ اس سے اعظم عطا فرمایا گیا۔

حضرت آدم علیہ السلام کے خصائص رسول اللہ ﷺ کو عطا فرمائے گئے

ان خصائص میں سے ایک تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی پیدائش اپنے دست قدرت سے فرمائی اور اپنے فرشتوں سے ان کو سجدہ کرایا اور انہیں ہر شے کے اسماء کا علم عطا فرمایا گیا۔

بعض علماء نے کہا کہ جماعت اس طرف گئی ہے کہ آدم علیہ السلام اس زمانہ میں نبی تھے اور ان کو فرشتوں کی طرف بھیجا گیا اور ان کا معجزہ بھی انباء یعنی غیبی خبریں دینا تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ'' تو حضرت آدم نے ان کو ان

کے اسماء کی خبر دی۔ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے کلام کیا فرمایا جیسا کہ طبرانی نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آدم نبی تھے؟ حضور نے فرمایا ہاں وہ نبی و رسول تھے اللہ تعالیٰ نے ان سے پہلے کلام فرمایا۔

تو ہمارے نبی کریم ﷺ کو ان خصائص و معجزات کی نظیر و مثل عطا فرمائی گئی۔ آدم علیہ السلام سے کلام کرنے کی نظیر یہ ہے کہ شب معراج حضور سے کلام فرمایا لیکن یہ معجزہ کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شے کے اسماء کی تعلیم فرمائی تو اس کی نظیر وہ روایت ہے جسے دیلمی نے مسند الفردوس میں ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میرے لئے میری امت کو آب وگل کے زمانے میں صورت بنا کر دکھایا اور مجھے ان سب کے نام بتائے گئے جس طرح کہ حضرت آدم علیہ السلام کو کل اشیاء کے نام تعلیم فرمائے تھے۔

لیکن حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں سے سجدہ کرانے کے معجزے کے بارے میں بعض علماء نے ارشاد باری تعالیٰ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ الآیہ کو نظیر میں پیش کیا ہے اور کہا کہ یہ وہ اعزاز ہے جس سے نبی کریم ﷺ کو مشرف فرمایا ہے۔ اور اس اعزاز و اکرام سے مشرف فرمانا حضرت آدم علیہ السلام کے لئے فرشتوں کو سجدہ کرنے کا حکم دینے سے دو وجہوں کے ساتھ اتم و اہم ہے ایک وجہ تو یہ کہ حضرت آدم کو سجدے سے مشرف فرمانا ایک واقعہ تھا جو ختم ہو گیا۔ مگر رسول اللہ ﷺ کو صلوٰۃ سے مشرف فرمانا مستمر اور ابدی ہے۔ اور دوسری وجہ یہ کہ وہ شرف صرف فرشتوں سے ان کو حاصل ہوا تھا۔ ان کے سوا کسی اور سے نہیں لیکن رسول اللہ ﷺ کو جو صلوٰۃ کا شرف حاصل ہوا وہ اللہ تعالیٰ تمام فرشتوں اور تمام مومنوں کی طرف سے ہے۔

حضرت ادریس علیہ السلام کا شرف جو حضور اکرم ﷺ میں موجود تھا

اللہ تعالیٰ نے حضرت ادریس علیہ السلام کے لئے فرمایا "وَرَفَعْنٰہُ مَکَانًا عَلِیًّا" (مریم: ۵۷) ہم نے ان کو بلند مکان کی رفعت بخشی۔ اور ہمارے نبی ﷺ کو "قاب قوسین" تک رفعت عطا فرمائی۔

حضرت نوح علیہ السلام کا شرف:

ابونعیم نے فرمایا حضرت نوح علیہ السلام کا معجزہ یہ ہے کہ ان کی دعا کو قبول کیا گیا۔ اور ان کی قوم کو طوفان سے غرق کیا گیا۔ لیکن ہمارے نبی کریم ﷺ کی ایسی دعائیں بہت کثرت سے ہیں جو درجہ قبول کو فائز ہوئیں ان میں سے ایک تو ان لوگوں پر بددعا ہے جنہوں نے دشمنی میں اپنی پشتوں پر ہتھیار باندھ رکھے تھے۔ اور قحط سالی کے زمانے میں بارش کی دعا فرمانا ہے اور آپ کی دعا کی برکت سے کثرت سے بارش ہونا ہے ابونعیم نے فرمایا ہمارے نبی کریم ﷺ کی دعا حضرت نوح علیہ السلام کی دعا سے اس طرح زیادہ ہے کہ بیس سال کی مدت میں ہزار ہا آدمی مسلمان ہوئے۔ اور فوج در فوج آپ کے دین میں لوگ داخل ہوئے اور حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو ساڑھے نو سو سال تبلیغ فرمائی مگر سو آدمیوں سے کم لوگوں نے ان پر ایمان لانا قبول کیا بقیہ لوگ ایمان نہ لائے۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام کے معجزات میں سے تمام حیوانات کا ان کی کشتی میں سوار ہونے کے

لئے مسخر ہوتا ہے۔ بلاشبہ ہمارے نبی ﷺ کے لئے بھی ہر نوع کے حیوانات مسخر کئے گئے جیسا کہ گزشتہ متعلقہ مقامات میں بیان کیا جا چکا ہے اور حضرت نوح علیہ السلام کا ایک معجزہ یہ ہے کہ وہ زمین پر بخار کے اترنے کا سبب بنے اور ہمارے نبی ﷺ نے بخار کو مدینہ طیبہ سے جحفہ کی طرف نکال باہر کیا۔

حضرت ہود علیہ السلام کا شرف:

ابونعیم نے فرمایا حضرت نوح علیہ السلام کو ہوا کا معجزہ دیا گیا اور ہمارے نبی ﷺ کو ہوا کے ذریعہ مدد فرمائی گئی جیسا کہ غزوہ خندق میں گزر چکا ہے۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اور ہوا سے مدد غزوہ بدر میں بھی کی گئی تھی۔

ابونعیم نے فرمایا حضرت صالح علیہ السلام کو اونٹنی کا معجزہ دیا گیا اور ہمارے نبی ﷺ کو اس کی مانند اونٹ کا کلام کرنا اور اونٹ کا آپ کی اطاعت کرنا عطا فرمایا گیا۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے مثل حضور والا کا شرف:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ سے نجات کا شرف عطا کیا گیا۔ اس کی نظیر و مانند بھی ہمارے نبی ﷺ کو عطا ہوئی جو آگ کے معجزات کے بارے میں پہلے گزر چکا ہے اور مرتبہ خلت بھی عطا فرمایا گیا۔ چنانچہ ابن ماجہ، ابونعیم نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے خلیل بنایا جس طرح کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا تو میری منزل اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی منزل جنت میں آمنے سامنے ہے۔ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ ہمارے درمیان ایسے ہوں گے جیسے دو خلیلوں کے درمیان مومن ہوتا ہے۔

ابونعیم نے کعب رضی اللہ عنہ بن مالک سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے اپنی وفات سے پانچ دن پہلے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے آقا کو خلیل بنایا ہے۔

ابونعیم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر میں اپنے رب کے سوا کسی کو خلیل بناتا تو یقیناً میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیل بناتا لیکن تمہارا آقا اللہ کا خلیل ہے۔

ابونعیم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نمرود سے تین حجابوں میں پوشیدہ رکھا۔ اسی طرح ہمارے نبی ﷺ کو ان لوگوں سے جو آپ کے قتل کا ارادہ رکھتے تھے حجابات میں پوشیدہ رکھا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے" اِنَّا جَعَلْنَا فِیْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِیَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰهُمْ فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ (پ۲۲ ع۱۸) ہم نے ان کی گردنوں میں طوق کر دیئے ہیں جو ٹھوڑیوں تک ہیں تو یہ اوپر کو منہ اٹھائے رہ گئے اور ہم نے ان کے آگے دیوار بنا دی اور ان کے پیچھے ایک دیوار اور انہیں اوپر سے ڈھانپ دیا تو انہیں کچھ نہیں سوجھتا۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے" وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَیْنَكَ وَبَیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا "(الاسراء ۴۵) اور جب آپ نے قرآن پڑھا تو ہم نے آپ کے اور ان لوگوں کے درمیان جو ایمان نہیں لائے آخرت میں چھپانے والا حجاب کر دیا۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور کی عصمت وحفاظت کے ضمن میں اور آپ کو مخفی رکھنے کے سلسلے میں بکثرت احادیث پہلے بیان کی جا چکی ہیں۔

ابونعیم نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نمرود سے مناظرہ کیا اور اسے برہان وحجت سے مبہوت کر دیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "فَبُهِتَ الَّذِي كَفَرَ" (بقرہ ۲۵۸) ای طرح ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے واقع ہوا چنانچہ حضور کے پاس ابی بن خلف آیا اور مرنے کے بعد اٹھنے کے انکار پر بوسیدہ ہڈی لایا اور اس نے اسے مسلتے ہوئے کہا "مَنْ يُحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ" (یٰسین ۷۸) کون ان ہڈیوں کو زندہ کرے گا۔ درآں حالیکہ وہ بوسیدہ ہو چکی ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا "قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ" (یٰسین ۷۹) اے نبی فرما ئیں ان کو وہ زندہ کرے گا جس نے ان کو پہلی مرتبہ پیدا فرمایا۔ یہ برہان ساطع ہے۔

ابونعیم نے فرمایا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے غضب میں اپنی قوم کے بتوں کو توڑا۔ اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم کے بتوں کی طرف اشارہ فرمایا جو کہ تین سو ساٹھ تھے اور وہ سب کے سب گر کر چکنا چور ہو گئے۔ اس معجزے کی حدیثیں فتح مکہ کے باب میں پہلے گزر چکی ہیں۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے معجزات میں بھیڑوں کا کلام کرنا ہے چنانچہ ابن ابی حاتم نے علباء بن احمر سے روایت کی کہ حضرت ذوالقرنین مکہ مکرمہ آئے تو حضرت ابراہیم وحضرت اسمٰعیل علیہما السلام کو خانہ کعبہ تعمیر کرتے ہوئے پایا حضرت ذوالقرنین نے کہا ہماری سرزمین میں آپ کو تصرف کرنے کا کیا حق ہے؟ انہوں نے فرمایا ہم دونوں اللہ تعالیٰ کے مامور بندے ہیں اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس خانہ کعبہ کی تعمیر کرنے کا حکم دیا ہے۔ حضرت ذوالقرنین نے کہا آپ دونوں اپنے دعوے کے ثبوت میں دلیل لائیں تو پانچ بھیڑیں اٹھیں اور انہوں نے کہا ہم سب شہادت دیتے ہیں کہ حضرت ابراہیم واسمٰعیل علیہما السلام مامور بندے ہیں اور ان دونوں کو اس کعبہ کی تعمیر کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ سن کر حضرت ذوالقرنین نے کہا میں اس سے راضی ہوں اور میں نے اس امر کو تسلیم کیا۔ اسی طرح ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں متعدد حیوانوں نے کلام کیا ہے۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے معجزات میں سے یہ ہے جسے ابن سعد نے روایت کیا کہ ہم سے ہشام بن محمد نے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ابوصالح سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کوثی سے ہجرت کی اور نار نمرود سے باہر آئے تو اس زمانے میں ان کی زبان سریانی تھی لیکن جب آپ نے فرات کو عبور کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی زبان بدل دی اور وہ عبرانی زبان میں جب سے فرات کو عبور کیا گفتگو فرمانے لگے۔ نمرود نے ان کے تعاقب میں کچھ لوگوں کو بھیجا اور اس نے حکم دیا کہ جو سریانی زبان میں گفتگو کرتا ہے اسے نہ چھوڑا جائے۔ اور اسے میرے پاس لے آؤ تو وہ لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملے مگر انہوں نے ان سے عبرانی زبان میں گفتگو فرمائی۔ اور وہ لوگ آپ کو چھوڑ کر چل دیئے۔ کیونکہ وہ آپ کی لغت وزبان کو نہ پہچان سکے اس معجزے کی نظیر ومثل ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ان قاصدوں کے ضمن میں گزر چکی ہے جن کو حضور نے بادشاہوں کی طرف بھیجا تھا۔ وہ قاصد جب ان بادشاہوں کے ملک میں پہنچے تو وہ انہیں لوگوں کی زبان میں گفتگو کرنے لگے جن کی طرف انہیں بھیجا گیا تھا۔

اورابراہیم علیہ السلام کے معجزات میں یہ ہے جسے ابن ابی شیبہ نے المصنف میں روایت کی کہ ہم نے محمد بن ابی عبیدہ بن معن نے حدیث بیان کی انہوں نے کہا کہ مجھ سے میرے والد نے حدیث بیان کی انہوں نے اعمش سے انہوں نے ابوصالح سے حدیث بیان کی۔ابوصالح نے کہا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام غلہ لینے تشریف لے گئے مگر انہیں غلہ فراہم نہ ہو سکا تو انہوں نے تھیلے میں کچھ سرخ ریت بھر لی اوراسے اٹھا کر گھر لے آئے۔اہل خانہ نے پوچھا یہ کیا ہے؟انہوں نے فرمایا یہ سرخ گندم ہے۔جب انہوں نے تھیلا کھولا تو سرخ گندم پائی جب اس گندم کے دانے کو بویا جاتا تو اس دانہ سے ایسی بالیں نکلتیں جس کے جڑ سے شاخ تک مسلسل دانوں سے بھریں بالیں ہوتیں۔

بلاشبہ اس معجزے کی نظیر و مثل ہمارے نبی ﷺ کے لئے بھی واقع ہے۔جس کا تذکرہ اس مشکیزے کے باب میں پہلے گزر چکا ہے۔جو آپ نے اپنے اصحاب کو زادراہ کے طور پر عطا فرمایا تھا اور اس مشکیزے کو پانی سے بھر کر دیا تھا اور جب ان اصحاب نے اس مشکیزے کو کھولا تو انہوں نے دودھ اور مکھن پایا۔

وہ شرف جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کے مثل آپ کو عطا ہوا

حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح پر صبر عطا فرمایا گیا۔اس کی نظیر شق صدر کے باب میں پہلے گزر چکی ہے بلکہ یہ شرف اس سے ابلغ ہے۔اس لئے کہ شق صدر تو حقیقۃً واقع ہوا اور ذبح کا وقوع نہ ہوا۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کے عوض فدیہ عطا فرمایا گیا اسی طرح نبی کریم ﷺ کے والد ماجد حضرت عبداللہ کے ذبح کے عوض فدیہ دیا گیا۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کو آب زمزم عطا فرمایا گیا۔اسی طرح نبی کریم ﷺ کے دادا عبدالمطلب کو چاہ زمزم دیا گیا۔

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو عربیت عطا فرمائی گئی۔چنانچہ حاکم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ عربی زبان حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو بطریق الہام عطا ہوئی اور اس کی نظیر میں ابونعیم وغیرہ محدثین نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا وجہ ہے کہ آپ ہم سب میں سب سے زیادہ فصیح اللسان ہیں باوجود یکہ آپ ہمارے درمیان سے کہیں باہر بھی تشریف نہیں لے گئے؟حضور نے فرمایا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی زبان نابود ہو چکی تھی اس زبان کو جبریل علیہ السلام میرے پاس لائے اور اسے انہوں نے مجھے یاد کرایا۔

وہ شرف جو حضرت یعقوب علیہ السلام کے مثل آپ کو عطا کیا گیا

جرجانی نے مشہور کتاب امالی میں فرمایا کہ ہم سے ابوالحسن احمد بن محمد بن اسمٰعیل نے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے نوح بن حبیب بذشی سے انہوں نے حامد بن محمود سے انہوں نے ابومسہر دمشقی سے انہوں نے ابن عبدالعزیز تنوخی سے انہوں نے ربیعہ سے حدیث بیان کی۔انہوں نے کہا کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام آئے تو آپ سے کہا گیا کہ یوسف علیہ السلام کو بھیڑیئے نے کھالیا ہے تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے بھیڑیئے کو بلایا اور اس سے فرمایا کیا تو نے میرے قرۃ العین اور جگر گوشہ کو کھایا ہے؟اس

نے جواب دیا میں نے یہ گستاخی نہیں کی ہے۔ حضرت یعقوب نے فرمایا تو کہاں سے آیا ہے اور کہاں جانے کا ارادہ رکھتا ہے؟ بھیڑیے نے کہا میں سرزمین مصر سے آیا ہوں اور جرجان جانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ حضرت یعقوب نے فرمایا جرجان کس مقصد سے جانا چاہتا ہے؟ بھیڑیے نے کہا میں نے آپ سے پہلے نبیوں سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ جو کوئی دوست یا کسی رشتہ دار سے ملاقات کرنے جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ہر قدم کے بدلے ایک ہزار نیکیاں لکھتا ہے اور اس سے ایک ہزار بدیاں محو فرماتا ہے اور اس کے ایک ہزار درجے بلند کرتا ہے۔ یہ سن کر حضرت یعقوب نے اپنے بیٹوں کو بلایا اور فرمایا کہ اس حدیث کو لکھ لو۔ اس پر بھیڑیے نے ان کو حدیث بیان کرنے سے انکار کیا۔ حضرت یعقوب نے فرمایا یہ کیا سبب ہے کہ تو ان کو حدیث نہیں سناتا۔ بھیڑیے نے کہا یہ سب نافرمان و گنہگار ہیں۔ اس کی نظیر بھی ہمارے نبی ﷺ کو عطا فرمائی گئی کہ بھیڑیے نے کلام کیا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

ابونعیم نے فرمایا حضرت یعقوب علیہ السلام کو دیے گئے معجزات میں سے یہ ہے کہ ان کو اپنے فرزند کی جدائی کے ساتھ [illegible] صبر [illegible] قریب تھا کہ غم سے ہلاک ہو جائیں اور ہمارے نبی ﷺ کو فرزندوں کا درد دیا گیا [illegible] مگر آپ نے رضا و تسلیم کو اختیار کیا اس بنا پر آپ کا صبر حضرت یعقوب علیہ السلام [illegible] صبر سے فوقیت [illegible]۔

وہ شرف جو حضرت یوسف علیہ السلام کی مانند آپ کو عطا ہوا

ابونعیم نے فرمایا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو ایسا حسن دیا گیا جو تمام انبیاء و مرسلین پر بلکہ تمام مخلوقات پر فائق تھا اور ہمارے نبی ﷺ کو ایسا جمال عطا فرمایا گیا کہ کسی فرد بشر کو آپ جیسا جمال نہ ملا۔ کیونکہ حضرت یوسف علیہ السلام کو حسن کا نصف حصہ دیا گیا اور ہمارے نبی ﷺ کو تمام حسن عطا کیا گیا اس کا تذکرہ اول کتاب میں گزر چکا ہے۔ ابونعیم نے فرمایا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے والدین کی جدائی اور ان کی مسافرت اور وطن سے دوری کے ساتھ آزمایا گیا اور ہمارے نبی ﷺ نے اپنے اہل و کنبہ اور دوست واحباب اور وطن کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی طرف ہجرت فرمائی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پتھر سے پانی کے چشمے ابلنے کا معجزہ دیا گیا۔ ایسا ہی معجزہ ہمارے نبی ﷺ سے واقع ہوا جیسا کہ اول بعثت کے ضمن میں پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ مزید براں یہ کہ آپ کی انگشتہائے مبارک کے درمیان سے پانی کے چشمے ابلے تھے۔ ابونعیم نے فرمایا انگشتہائے مبارک سے پانی کا جاری ہونا زیادہ عجیب ہے۔ اس لیے کہ پتھر سے پانی کا نکلنا تو متعارف و معہود ہے لیکن گوشت اور خون کے درمیان سے پانی جاری ہونا نہ متعارف ہے اور نہ معہود ہے۔

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بادل سے سایہ کرنے کا معجزہ دیا گیا اور یہ معجزہ ہمارے نبی ﷺ کو بھی عطا ہوا چنانچہ اس ضمن میں متعدد حدیثیں پہلے بیان ہو چکی ہیں۔

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عصا کا معجزہ دیا گیا۔ ابونعیم نے فرمایا کہ اس کی نظیر ہمارے نبی ﷺ کو ایک تو چوبی ستون کے رونے میں ہے اور دوسری نظیر جو اژدھے کی صورت میں ظاہر ہونے کی شکل میں ہے وہ اس اونٹ کے قصہ میں ہے جسے ابوجہل نے

دیکھا تھا۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ید بیضا کا معجزہ عطا ہوا اور اس کی نظیر وہ نور ہے جو حضرت طفیل بن عمرو کی پیشانی میں بطور نشانی ظاہر ہوئی۔ پھر حضرت طفیل رضی اللہ عنہ نے مثلہ ہونے کا خوف ظاہر کیا۔ تو وہ نور ان کے کوڑے کی نوک پر منتقل کر دیا گیا۔ جیسا کہ حضرت طفیل رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے باب میں پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دریا پھاڑ کر راستہ بنانے کا معجزہ دیا گیا بلاشبہ اس کی نظیر اسرار کے باب میں پہلے گزر چکی ہے کہ وہ دریا جو زمین و آسمان کے درمیان ہے حضور کے لئے پھاڑا گیا یہاں تک کہ آپ نے اسے عبور کیا اور آ گئے۔ اور ابونعیم نے اس کی نظیر میں وہ روایت بیان کی ہے جو احیاء موتی کے باب میں علاء بن حضرمی کے قصہ میں گزر چکی ہے اور آخر کتاب میں بھی آئے گی اور اس کی مانند بکثرت واقعات ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو من وسلویٰ عطا فرمایا گیا۔ ابونعیم نے فرمایا اس کی نظیر میں غنیموں کے حلال ہونے اور جم غفیر کا تھوڑے سے کھانے سے شکم سیر کر دینے کے واقعات ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم پر طوفان، ٹڈیاں، کھٹمل، مینڈک اور خون کی بددعا کی۔ ابونعیم نے فرمایا اس کی نظیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ بددعائیں ہیں جو اپنی قوم پر قحط سالی کے ضمن میں ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کی کہ "وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى" (طہٰ: ۸۴) اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حق تعالیٰ نے فرمایا "وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى" - اور ارشاد فرمایا فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا (البقرہ: ۱۴۴)

اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے لئے فرمایا: وَاَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّيْ (طہٰ: ۳۹) اور اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں فرمایا۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ -(آل عمران: ۳۱)

وہ شرف جو مثل حضرت یوشع اور حضرت داؤد علیہما السلام کے آپکو عطا ہوا

حضرت یوشع علیہ السلام جب قوم جبارین سے جنگ کر رہے تھے تو ان کے لئے آفتاب کو غروب ہونے سے روک دیا گیا۔ جیسا کہ شب معراج کے واقعات میں گزر چکا ہے اور اس سے زیادہ عجیب یہ ہے کہ جب حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی نماز عصر فوت ہوئی تو اس وقت حضور کی دعا سے ڈوبے ہوئے سورج کو واپس لایا گیا۔

ابونعیم نے فرمایا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو پہاڑوں کی تسبیح کا معجزہ دیا گیا اور اس کی نظیر میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کنکریوں اور کھانوں کی تسبیح کا معجزہ دیا گیا جیسا کہ اس کے باب میں پہلے گزر چکا ہے۔

اور حضرت داؤد علیہ السلام کو پرندوں کی تسخیر کا معجزہ دیا گیا اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام حیوانات کی تسخیر کا معجزہ دیا گیا جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

اور حضرت داؤد علیہ السلام کو لوہے کے نرم ہونے کا معجزہ دیا گیا۔ بلاشبہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پتھروں اور بڑی بڑی چٹانوں کے نرم ہو جانے کا معجزہ دیا گیا۔ چنانچہ غزوۂ احد میں جب مشرکوں کی نظروں سے پوشیدہ ہونے کیلئے پہاڑ کی طرف آپ نے مبارک

جھکایا تا کہ آپ کا جسم اقدس مشرکوں کی نظروں سے پوشیدہ ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے پہاڑ کو آپ کے لئے نرم کر دیا یہاں تک کہ آپ کا سر مبارک پہاڑ میں داخل ہو گیا اور یہ معجزہ اب تک ظاہر و باقی ہے لوگ اس مقام کی زیارت کرتے ہیں۔ اسی طرح مکہ مکرمہ میں ایک گھاٹیاں موجود ہیں جہاں سخت پتھر آپ اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی نماز میں ان جگہوں پر آرام فرمایا تھا اور وہ پتھر آپ کے لئے نرم ہو گئے تھے یہاں تک کہ آپ کی پنڈلیوں اور بازوؤں کا نشان ان میں موجود ہے۔ اور یہ معجزہ مشہور ہے۔ یہ معجزہ زیادہ عجیب ہے اس لئے کہ لوہے کو آگ نرم کر دیتی ہے مگر ایسی آگ کہیں نہیں کہ اس نے پتھر کو نرم کر دیا ہو۔ یہ تمام کلام ابونعیم کا ہے۔

اور حضرت داؤد علیہ السلام کو غار پر مکڑی کا جالا تننے کا معجزہ دیا گیا، یہ معجزہ بھی ہمارے نبی ﷺ سے واقع ہوا ہے۔ جیسا کہ ہجرت کے واقعہ میں غار ثور کے ضمن میں گزر چکا ہے۔

وہ شرف جو حضرت سلیمان علیہ السلام کی مانند آپ کو عطا ہوا

ابونعیم نے فرمایا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو ملک عظیم دیا گیا اور ہمارے نبی ﷺ کو وہ چیز عطا فرمائی گئی جو ملک عظیم سے اعظم ہے وہ روئے زمین کے خزانوں کی کنجیاں ہیں۔

اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو ہوا عطا فرمائی گئی جو کہ صبح کو ایک مہینے کی مسافت اور شام کو ایک مہینہ کی مسافت تک ان کو لے جاتی تھی۔ اور ہمارے نبی ﷺ کو وہ چیز عطا فرمائی گئی جو اس سے اعظم ہے۔ وہ براق ہے جو پچاس ہزار برس کی مسافت کو تہائی رات سے کم کی مدت میں طے کر کے ایک ایک آسمان میں حضور کو لے گیا اور وہاں کے عجائب دکھائے اور جنت کی سیر کرائی اور دوزخ کا معائنہ کرایا۔

اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے جنات مسخر کئے گئے اور وہ ان سے بھاگتے تھے تو ان کو زنجیروں سے باندھ کر سزا دیتے تھے اور ہمارے نبی ﷺ کے پاس جنات کے وفود رغبت و شوق اور ایمان دار ہو کر آئے اور حضور کے لئے شیاطین و مردہ کو مسخر کیا گیا یہاں تک کہ آپ نے ارادہ فرمایا ان شیاطین کو جن کو آپ نے پکڑا تھا۔ مسجد کے ستونوں سے باندھ دیں۔ اس کا قصہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔

اور حضرت سلیمان علیہ السلام پرندوں کی بولیوں کو جانتے تھے اور ہمارے نبی ﷺ کو تمام حیوانات کی بولیوں کا فہم عطا فرمایا گیا۔ مزید برآں یہ کہ درخت' پتھر اور عصا کی بات آپ نے سمجھی۔ یہ تمام واقعات پہلے گزر چکے ہیں۔

وہ شرف جو حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کی نظیر میں آپ کو عطا ہوا!

ابونعیم نے فرمایا کہ حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کو بچپن میں حکمت دی گئی اور وہ بغیر صدور معصیت رویا کرتے تھے اور مسلسل روزے رکھا کرتے تھے۔ اور ہمارے نبی کریم ﷺ کو اس سے افضل شرف عطا فرمایا گیا اس لئے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام بت پرستی اور جاہلیت کے زمانے میں نہ تھے اور ہمارے نبی ﷺ اوثان اور جاہلیت کے زمانے میں مبعوث ہوئے تھے۔ اس کے باوجود آپ کو بت پرستوں اور شیطانی ٹولوں کے درمیان بچپن میں فہم و حکمت عطا فرمائی گئی اور آپ نے کبھی بھی بتوں میں دلچسپی نہیں

لی۔ اور نہ ان بت پرستوں کے ساتھ ان کی خوشیوں میں شریک ہوئے۔ اور نہ آپ سے کبھی جھوٹی بات مسموع ہوئی۔ نہ بچوں کی مانند کھیل کود کی طرف میلان طبع ہوا اور آپ ہفتوں مسلسل روزے رکھا کرتے تھے۔ (صوم وصال کے دوران) فرمایا کرتے میں اس حال میں رات گزارتا ہوں کہ میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے اور آپ رویا کرتے تھے کہ آپ کا سینہ اقدس سے ہانڈی کے جوش مارنے کی مانند آواز سنائی دیا کرتی تھی۔

ابونعیم نے فرمایا کہ اگر کوئی یہ کہے کہ حضرت یحییٰ تو حصور تھے اور حصور تو اسے کہا جاتا ہے جو عورت کے پاس نہ گیا ہو تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہمارے نبی ﷺ کی بعثت و رسالت تمام مخلوق کی طرف ہے اس لئے آپ کو نکاح کرنے کا حکم فرمایا گیا تا کہ ساری مخلوق نکاح میں اقتداء کرے۔ اس لئے کہ نفوس کی پیدائشی خصلت ہی اس پر ہے کہ وہ شہوت کی حالت میں عورت کے پاس جائے۔

وہ شرف جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نظیر میں آپ کو عطا ہوا:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں حق تعالیٰ نے فرمایا:

وَرَسُوْلاً اِلٰی بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ اَنِّیْ قَدْ جِئْتُکُمْ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ اَنِّیْ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ کَهَیْئَةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاُبْرِئُ الْاَکْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاُنَبِّئُکُمْ بِمَا تَاْکُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِکُمْ

(آل عمران: ۴۹ پ ۳ ع ۱۳)

اور رسول ہوگا بنی اسرائیل کی طرف یہ فرماتا ہوا کہ میں تمہارے پاس ایک نشانی لایا ہوں تمہارے رب کی طرف سے کہ میں تمہارے لئے مٹی سے پرند کی سی مورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرندہ ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے اور میں شفا دیتا ہوں مادرزاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور میں مردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے اور جو اپنے گھروں میں جمع کر کے رکھتے ہو۔

ان امور کے نظائر ہمارے نبی ﷺ کے لئے احیاء الموتی کے باب میں اور مریضوں کو شفایاب اور صحت مند کرنے کے بارے میں اور غزوۂ بدر و احد کے باب میں اور قتادہ کی آنکھ درست کرنے کے ضمن میں اور غزوۂ خیبر میں حضرت علی مرتضیٰ کی آشوب چشم کو لعاب دہن سے درست کرنے اور غیبی خبروں کے ابواب میں مذکور ہو چکے ہیں۔

اور ابونعیم نے مٹی سے پرندہ پیدا کرنے کے معجزے کی نظیر میں کھجور کی ٹہنی کو لوہے کی تلوار سے بدل دینے کا قرار دیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِذْ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ هَلْ یَسْتَطِیْعُ رَبُّکَ اَنْ یُّنَزِّلَ عَلَیْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ الآیہ (المائدہ: ۱۱۲)

جب حواریوں نے کہا اے عیسیٰ ابن مریم کیا آپ کا رب ایسا کرے گا کہ ہم پر آسمان سے ایک خوان اتارے؟

تو ہمارے نبی ﷺ کے لئے اس کا نظیر یہ ہے کہ متعدد حدیثوں میں گزر چکا ہے کہ آسمان سے آپ کے لئے طعام اترا ہے۔

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے حق تعالیٰ نے فرمایا "**وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ**" (آل عمران:۴۶) اور آپ نے آغوش
۱ مادر میں لوگوں سے کلام فرمایا۔ تو اس کی نظیر ہمارے نبی ﷺ کے لئے بعد ولادت ظہور معجزات کے باب میں پہلے بیان ہو چکی ہے۔

اور حاکم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ جب عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو روئے زمین پر کوئی بت ایسا نہ رہا جو منہ کے بل نہ گرا ہو۔ اور ہمارے نبی ﷺ کے لئے اس کی نظیر باب ولادت میں پہلے گزر چکی ہے۔

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان کی طرف اٹھایا جانا عطا ہوا تو اس کی نظیر میں ابو نعیم نے کہا کہ یہ بات ہمارے نبی ﷺ کی امت کے بہت سے لوگوں کے لئے واقع ہوئی ہے۔ چنانچہ ان میں سے حضرت عامر بن فہیرہ حضرت خبیب اور حضرت العلاء ابن الحضرمی رضی اللہ عنہم ہیں۔ ان کا تذکرہ گذشتہ ابواب میں کیا جا چکا ہے۔

وہ خصائص جن کے ساتھ حضور ﷺ کو تمام انبیاء علیہم السلام پر فضیلت دی گئی اور وہ خصائص آپ کے سوا کسی نبی کو عطا نہ ہوئے

ابو سعید نیشاپوری نے شرف المصطفیٰ میں ان فضائل کا ذکر کیا ہے جن کے ساتھ نبی کریم ﷺ کو تمام انبیاء علیہم السلام پر فضیلت دی گئی ہے۔ ایسے مخصوص فضائل ساٹھ ہیں۔ انتہی۔

علامہ سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ کسی اور نے حضور ﷺ کے فضائل کو اس طرح شمار کیا ہو البتہ میں نے خود احادیث و آثار میں اس کی جستجو کی ہے اور میں نے مذکورہ تعداد کو پایا ہے۔ اور تین فضیلتیں اس کی مانند اس کے ساتھ پائی ہیں۔ اور ان فضائل کو میں نے چار قسموں میں دیکھا ہے۔ ایک قسم تو وہ ہے جو حضور ﷺ کی ذات اقدس میں دنیا کے اندر مختص فرمائے گئے ہیں اور دوسری قسم فضائل کی وہ ہے جو آخرت میں آپ کے ساتھ مخصوص ہیں اور تیسری قسم وہ ہے جو آپ کی امت کے ساتھ دنیا میں مخصوص کئے گئے ہیں اور چوتھی قسم وہ ہے جو آپ کی امت کے ساتھ آخرت میں مخصوص کی گئی ہے۔ اب میں ان چار قسموں کو تفصیل کے ساتھ ابواب میں بیان کرتا ہوں۔

چنانچہ حضور اکرم ﷺ اس وقت بھی نبی تھے جب کہ آدم علیہ السلام ابھی خمیر میں تھے۔ جو میثاق اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام سے لیا ان میں آپ مقدم تھے۔ اس کا ذکر پہلے آ چکا ہے۔ اور یہ کہ جس دن اللہ تعالیٰ نے فرمایا "الست بربکم" کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ تو سب سے پہلے حضور ہی نے بلیٰ فرمایا تھا۔

اور یہ کہ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق اور تمام مخلوقات کی تخلیق آپ ہی کی وجہ سے ہوئی۔ اور یہ کہ آپ کا اسم شریف عرش، آسمانوں، جنتوں اور تمام ان چیزوں پر لکھا ہوا تھا۔ جو ملکوت سموات میں ہیں۔ اور یہ کہ فرشتے ہر گھڑی آپ کا ذکر کرتے ہیں۔ اور یہ کہ آپ کا اسم شریف حضرت آدم علیہ السلام کے عہد میں اذانوں میں لیا جاتا رہا اور ملکوت اعلیٰ میں ذکر ہوتا رہا۔ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں سے اور حضرت آدم سے یہ عہد لیا کہ جو لوگ ان کے بعد ہوں وہ سب حضور پر ایمان لائیں اور آپ کی نصرت کریں

اور یہ کہ کتب سابقہ میں آپ کی تشریف آوری کی بشارتیں دی گئیں اور ان کتابوں میں آپ کی نعت اور آپ کے اصحاب وخلفاء اور آپ کی امت کی نعت بیان کی گئی۔ اور یہ کہ ابلیس لعین کو آپ کی ولادت کی وجہ سے آسمانوں سے روک دیا گیا اور یہ کہ ایک قول کے بموجب (بوقت ولادت) آپ کا شق صدر ہوا۔ اور یہ کہ آپ کے پشت مبارک میں آپ کے قلب اطہر کے مقابل جہاں سے شیطان (انسانوں میں) داخل ہوتا ہے مہر نبوت قائم کی گئی ہے اور یہ کہ آپ کے ایک ہزار نام ظاہر ہوئے۔ جو کہ اسماء الٰہی سے مشتق و ماخوذ ہیں اور یہ کہ اسماء الٰہی میں سے تقریباً ستر اسمائے کے ساتھ آپ کا اسم شریف رکھا گیا اور یہ کہ فرشتے سفر میں آپ پر سایہ کرتے تھے اور یہ کہ عقل میں تمام انسانوں سے فائق تھے۔ اور یہ کہ آپ کو تمام حسن و جمال دیا گیا اور حضرت یوسف علیہ السلام کو صرف نصف حسن دیا گیا تھا۔ اور یہ کہ ابتدائے وحی میں آپ کو ڈھانپ لیا جاتا تھا اور یہ کہ آپ نے جبرئیل علیہ اسلام کو ان کی اس صورت میں جس پر ان کو پیدا کیا گیا تھا دیکھا یہ تمام فضائل وہ ہیں جن کو بیہقی نے احادیث میں ذکر کیا ہے۔

اور یہ کہ آپ کی بعثت کے سبب کہانت کا سلسلہ منقطع کر دیا گیا اور شہاب کی رمی کے ذریعہ خبریں سننے سے آسمانوں کی حفاظت کی گئی اور وہ فضائل ہیں جن کو ابن سبع نے احادیث میں ذکر کیا۔

اور یہ کہ حضور کے لئے آپ کے والدین کو زندہ کیا گیا۔ یہاں تک کہ وہ آپ پر ایمان لائے۔ اور یہ کہ (بعض) کافروں کے لئے تخفیف عذاب کے لئے آپ کی شفاعت قبول کی گئی جیسے کہ ابوطالب کے قصے میں اور دو قبروں کے قصے میں مذکور ہے اور یہ کہ لوگوں کو آپ پر غالب نہ آنے دینے کا وعدہ کیا گیا اور آپ کی عصمت وحفاظت فرمائی گئی۔ اور یہ کہ آپ کو معراج ہوئی۔ اور وہ خصوصیات جو اس کے ضمن میں ہیں جیسے ساتوں آسمانوں کا فرق اور اس بلندی تک جانا کہ آپ قاب قوسین تک پہنچے اور آپ کی رفعت اس مقام تک ہوئی جہاں نہ کوئی نبی و مرسل گیا اور نہ کوئی فرشتہ مقرب۔ اور یہ کہ آپ کیلئے انبیاء علیہم السلام احیاء فرمایا گیا اور یہ کہ آپ نے ان کے امام بن کر ان کو نماز پڑھائی اور یہ کہ آپ نے جنت کی سیر کی اور دوزخ کا معائنہ فرمایا یہ وہ فضائل ہیں جن کو بیہقی نے ذکر کیا۔

اور یہ کہ آپ نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں اور آپ ایسے محفوظ رہے کہ ماذاغ البصر و ماطغی آپ کی شان رہی۔

اور حق تبارک وتعالیٰ کی رویت سے آپ دو مرتبہ مشرف ہوئے اور کہ آپ کے ساتھ فرشتوں نے قتال کیا۔ یہ سب تقریباً ہ فضائل وخصائص ہیں جن کی حدیثیں ابواب سابقہ میں بیان ہو چکی ہیں۔

خصائص اعجاز قرآن

اس باب میں رسول اللہ ﷺ کی اس خصوصیت کا بیان ہے جو قرآن کریم کے معجزہ ہونے کے اظہار میں ہے اور یہ کہ کتنا ہی زمانہ گزر جائے قرآن کریم تبدیل وتحریف سے محفوظ رہے گا۔ اور یہ کہ یہ قرآن ہر شے کا جامع ہے۔ اور وہ اپنے غیر سے بے نیاز ہے۔ اور یہ کہ تمام کتب سابقہ میں جو کچھ بیان ہوا ہے یہ قرآن عظمت کے ساتھ ان سب پر مشتمل ہے۔ اور یہ کہ قرآن حفظ کرنے

والوں کے لئے آسان ہے اور یہ کہ قرآن تھوڑا تھوڑا ہو کر نازل ہوا اور یہ کہ اس کا نزول سات حرفوں پر ہے۔ اور اس کے سات ابواب ہیں۔ (۱- زجر ۲- امر ۳- حلال ۴- حرام ۵- محکم ۶- متشابہ اور ۷- مثال) اور یہ کہ ہر لغت کیساتھ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا۔ (اسراء ۸۸)

تم فرماؤ اگر آدمی اور جن سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کی مانند لے آئیں تو اس کا مثل نہ لاسکیں گے اگرچہ ان میں ایک دوسرے کا مددگار ہو۔

اور حق تعالیٰ نے فرمایا

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (حجر پ ۱۴)

بے شک ہم نے اتارا ہے قرآن اور بیشک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔

اور فرمایا

وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ۔ (حم السجدہ ۴۲-۴۱)

اور بے شک وہ عزت والی کتاب ہے باطل کو اس کی طرف راہ نہیں نہ اس کے آگے سے اور نہ اس کے پیچھے سے۔

نیز فرمایا

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ (النحل ۸۹)

اور ہم نے آپ پر قرآن نازل کیا جس میں ہر چیز کا واضح بیان ہے۔

اور فرمایا

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ اَكْثَرَ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ۔ (النمل ۷۶)

بیشک قرآن ذکر فرماتا ہے بنی اسرائیل سے اکثر وہ وہ جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔

اور فرمایا

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ۔ (پ ۲۷ قمر)

اور بیشک ہم نے قرآن یاد کرنے کے لئے آسان فرمادیا ہے تو ہے کوئی یاد کرنے والا؟

اور فرمایا

وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ (اسراء ۱۰۶)

اور قرآن ہم نے جدا جدا کر کے اتارا کہ تم لوگ ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔

اور فرمایا

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً كَذٰلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا (الفرقان ۳۲)

اور کافر بولے قرآن ان پر ایک ساتھ کیوں نہ اتارا۔ ہم نے یوں ہی بتدریج اتارا ہے کہ اس سے تمہارا دل مضبوط کریں۔ اور اسی لیے ہم نے ٹھہر ٹھہر کر اسے پڑھا ہے۔

بخاری نے ابوہریرہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی نبی ایسا نہیں ہے مگر یہ کہ اس نبی کو اس کی مانند معجزہ دیا گیا۔ جس پر بشر ایمان لائے بلاشبہ جو چیز مجھے عطا فرمائی گئی ہے وہ وحی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی فرمائی اور میں امید رکھتا ہوں کہ میں متبعین کے اعتبار سے تمام نبیوں سے ممتاز ہوں گا۔ یعنی میری امت سب سے زیادہ ہوگی۔

بیہقی نے حسن سے آیہ کریمہ لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ الآیہ کی تفسیر میں روایت کی انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کو شیطان کے دخل سے محفوظ رکھا ہے لہٰذا نہ کوئی اس میں باطل کا اضافہ کرسکتا ہے اور نہ کوئی اس میں سے حق کو نکال سکتا ہے۔

بیہقی نے یحییٰ بن اکثم سے روایت کی انہوں نے کہا کہ خلیفہ مامون کے پاس ایک یہودی آیا اور اس یہودی نے بہت اچھی گفتگو کی۔ پھر مامون نے اس یہودی کو اسلام کی دعوت دی۔ مگر اس نے انکار کیا جب ایک سال گزر گیا تو وہ یہودی ہمارے پاس مسلمان ہوکر آیا اور اس نے فقہ پر بہت اچھی گفتگو کی۔ مامون نے اس سے پوچھا تیرے اسلام لانے کا واقعہ کیا ہے؟ اس یہودی نے کہا جب میں آپ کے پاس سے گیا تو میں نے چاہا کہ میں تمام دینوں کا امتحان لوں۔ چنانچہ میں نے پہلے توریت کو شروع کیا۔ اور اس کے تین نسخے لکھے اور میں نے اس میں کمی وزیادتی کی۔ پھر میں ان نسخوں کو لے کر کنیسہ میں گیا تو انہوں نے وہ نسخے مجھ سے خرید لئے۔ اس کے بعد میں نے انجیل کی طرف توجہ دی اور میں نے اس کے تین نسخے لکھے جس میں میں نے کمی وزیادتی کی اور ان کو لے کر گرجا میں گیا تو انہوں نے وہ نسخے مجھ سے خرید لئے۔ پھر میں نے قرآن کی طرف قصد کیا۔ اور میں نے اسکے تین نسخے لکھے۔ اور میں نے اس میں بھی کمی وزیادتی کی اور ان اوراق کو لے کر مسلمانوں کے پاس گیا۔ تو مسلمانوں نے اسے بغور پڑھا جب انہوں نے اس میں کمی وزیادتی پائی تو انہوں نے ان ورقوں کو میرے منہ پر مار دیا اور نہیں خریدا اس وقت میں نے جان لیا کہ یہ کتاب محفوظ ہے۔ تو یہ واقعہ میرے اسلام لانے کا ہے۔ یحییٰ بن اکثم نے بیان کیا کہ میں اسی سال حج کو گیا تو میں حضرت سفیان بن عیینہ سے ملا اور ان سے یہ واقعہ بیان کیا اس پر انہوں نے مجھ سے فرمایا اس واقعہ کی صداقت اللہ تعالیٰ کی کتاب میں موجود ہے۔ میں نے پوچھا وہ کس جگہ ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں کہ "فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ بِمَا اسْتُحْفِظُوا مِنْ كِتَابِ اللَّهِ" (المائدہ ۴۴) تو اللہ تعالیٰ نے توریت وانجیل کی حفاظت ان امتوں کے ذمہ رکھی مگر انہوں نے اسے ضائع کردیا لیکن قرآن کریم کے بارے میں فرمایا "إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ" (الحجر ۹) تو اللہ تعالیٰ نے قرآن کی حفاظت ہمارے ذمہ نہیں کی بلکہ اپنے ذمے رکھی اس لئے وہ ضائع نہیں ہوا۔

بیہقی نے شعب الایمان میں حسن بصری سے روایت کی انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے ایک سو چار کتابیں نازل فرمائیں اور ان کتابوں کے علوم چار کتابوں میں جمع فرمائے وہ چار کتابیں توریت، انجیل، زبور اور فرقان حمید ہے۔ اس کے بعد توریت وانجیل وزبور کے علوم کو فرقان حمید میں جمع فرمادیا۔

سعید بن منصور نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ جو تحصیل علم کا ارادہ رکھتا ہے اسے لازم ہے کہ قرآن پڑھے کیونکہ اس میں اولین وآخرین کا علم ہے۔

ابن جریر اور ابن حاتم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس قرآن کریم میں تمام علوم نازل فرمائے ہیں اور اس میں ہمارے لئے ہر چیز کو بیان کیا ہے۔ لیکن ہمارے علوم جو کچھ قرآن کریم میں ہمارے لئے بیان کئے گئے اس

سے قاصر ہے۔

ابوالشیخ نے کتاب العظمۃ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ کسی چیز سے غافل ہوتا تو وہ ذرہ رائی اور مچھر سے ضرور غافل ہوتا۔ (لیکن اللہ تعالیٰ کا علم ہر شے پر محیط ہے)۔

حاکم نے اور بیہقی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ پہلے کتابیں جو نازل ہوئی تھیں وہ ایک ہی باب اور ایک ہی حرف یعنی مضمون پر نازل ہوتی تھیں۔ اور قرآن سات ابواب اور سات حرفوں پر نازل ہوا۔ اس میں زجز امر حلال حرام محکم متشابہ اور امثال ہیں۔

شیخین نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جبریل علیہ السلام نے ایک حرف پر قرآن مجھے پڑھایا اور میں اسے دہراتا رہا اور میں برابر زیادہ چاہتا رہا۔ وہ میرے لئے زیادہ کرتے رہے۔ یہاں تک کہ سات حرفوں تک منتہی ہو گیا۔

مسلم نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے رب نے میرے پاس فرشتہ بھیجا کہ میں ایک حرف پر قرآن کو پڑھوں تو میں نے اس فرشتہ کو واپس بھیجا کہ میں دو حرفوں پر پڑھوں مگر میں نے پھر اپنی امت کی سہولت کے لئے اسے واپس بھیجا تو اللہ تعالیٰ نے اسے میری طرف بھیجا کہ میں سات حرفوں پر قرآن پڑھوں۔

ابن ابی شیبہ نے المصنف میں اور ابن جریر نے ابومیسرہ سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ قرآن ہر زبان (لغت عرب) کے ساتھ نازل ہوا ہے اور ابن ابی شیبہ نے ضحاک سے اس کی مثل روایت کی ہے۔

ابن المنذر نے اپنی تفسیر میں وہب بن منبہ سے روایت کی انہوں نے کہا کوئی صفت ایسی نہیں ہے کہ اس کا کوئی جز قرآن میں نہ ہو۔ کسی نے ان سے پوچھا رومی لغت کا کون جز قرآن میں ہے؟ فرمایا **فصرھن** ہے جو **قطعھن** کے معنی میں ہے۔

امام رازی نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی تمام نازل کردہ کتابوں پر قرآن کریم کی فضیلت تمیں ایسی خصلتوں کے ساتھ ہے جو قرآن کے سوا کسی اور کتاب میں نہیں ہے۔

حضور ﷺ کا وہ معجزہ جو قیامت تک باقی و مستمر ہے

آپ کا وہ معجزہ جو قیامت تک باقی و مستمر رہے گا وہ قرآن کریم ہے۔ اور تمام انبیاء علیہم السلام کے معجزات اپنے وقت کے ساتھ تھے۔ یہ خصوصیت شیخ عزالدین ابن عبدالسلام نے خصائص میں شمار کی ہے اور یہ رسول اللہ ﷺ کے معجزات تمام انبیاء سے زیادہ ہیں چنانچہ ایک قول کے بموجب ایک ہزار معجزات اور ایک قول کے بموجب تین ہزار معجزات تک ان کی گنتی پہنچتی ہے۔ اسے بیہقی نے ذکر کیا۔

حلیمی نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے معجزات باوجود کثرت کے دوسرے معنی بھی رکھتے ہیں۔ وہ یہ کہ آپ کے سوا کسی اور نبی کے معجزات میں وہ معنی نہیں ہیں جو اختراع اجسام کی طرف راہ پاتے ہوں۔ بلاشک وشبہ یہ خصوصیت ہمارے نبی ﷺ کے معجزات میں ہی

ہیں۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جو بات کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں شمار کی جاتی ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ تمام معجزات وفضائل جو جدا جدا ہر نبی کو دیئے گئے وہ سب کے سب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوئے اور آپ کے سوا کسی اور نبی میں وہ مجتمع نہیں ہیں بلکہ آپ ہر نوع کے معجزات کے ساتھ مختص ہوئے۔

ابن عبدالسلام نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے پتھروں کا سلام کرنا اور ستونی چوب کا رونا بھی شمار کیا ہے اور فرمایا اس کی مانند معجزہ نبی کے لئے ثابت نہیں ہے۔ اور انہوں نے انگشت ہائے مبارک کے درمیان سے پانی جاری ہونے کو بھی خصائص میں شمار کیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونے کے ساتھ اختصاص

اور یہ کہ آپ کی بعثت تمام نبیوں کے آخر میں ہے اور یہ کہ آپ کی شریعت قیامت تک باقی رہنے والی ہے۔ اور یہ کہ آپ کی شریعت آپ سے پہلی تمام شریعتوں کی ناسخ ہے اور یہ کہ اگر انبیاء کرام آپ کے عہد مبارک کو پائیں تو ان پر آپ کا اتباع واجب ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ الآیہ (الاحزاب:۴۰)

نہیں ہیں محمد تم میں سے کسی مرد کے باپ لیکن اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں۔

اور فرمایا:

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ۔ الآیہ

ہم نے آپ کی طرف حق کے ساتھ کتاب نازل کی جو کہ تصدیق کرنے والی ہے ان کی جو ان کے ہاتھوں میں کتاب ہے۔ ....

اور فرمایا:

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ الآیہ۔ (التوبہ:۳۳)

اللہ وہ ہے جس نے اپنے رسول کی ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ وہ دین کو تمام دینوں پر غالب فرمائیں۔

ابن سبع نے ان دونوں آیتوں کو آپ کی شریعت تمام آپ سے پہلی شریعتوں کے ناسخ ہونے پر استدلال کیا ہے۔

ابونعیم نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور میرے ساتھ ایک کتاب تھی۔ جسے کسی اہل کتاب نے مجھے دی تھی اس وقت حضور نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر آج حضرت موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو ان کے لئے کوئی گنجائش نہ تھی۔ بجز اس کے کہ وہ میرا اتباع کرتے۔

سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے کہ قرآن مجید میں ناسخ ومنسوخ ہے:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی کتاب میں ناسخ ومنسوخ ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "مَا نَنْسَخْ مِنْ

اَیَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْهَا اَوْ مِثْلِهَا "۔ ہم جس آیت کو منسوخ کرتے ہیں یا اسے ہم بھلاتے ہیں تو اس سے بہتر یا اس کی مثل لے آتے ہیں۔ اور اس کی مثل تمام کتابوں میں نہیں ہے۔ اسی بناء پر یہود نسخ کا انکار کرتے ہیں اور نسخ میں بھید یہ ہے کہ گذشتہ تمام کتابیں دفعۃً واحدۃً یعنی ایک دم ہی نازل ہوتی رہیں لہٰذا ان میں ناسخ و منسوخ کا تصور تک نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے کہ ناسخ کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ نزول میں منسوخ سے متاخر ہو۔

آپ کو عرش کے خزانے سے عطا کیا گیا:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کو عرش کے خزانہ میں سے عطا فرمایا گیا اور اس میں سے کسی نبی کو نہیں دیا گیا اس موضوع پر حدیث چند ابواب کے بعد آئے گی۔

آپ کی دعوت تمام لوگوں کی طرف تھی

آپ کی دعوت تمام لوگوں کی طرف تھی اور یہ کہ آپ کے متبعین تمام نبیوں کے متبعین سے زیادہ ہوں گے۔ اور یہ کہ رسالت والا اجماع جنات کی طرف بھی ہے۔ اور ایک قول کے مطابق فرشتوں کی طرف بھی۔ اور یہ کہ آپ کتاب الٰہی کو اتقان سے پڑھتے تھے باوجودیکہ لکھتے نہ تھے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:" وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ "(انبیاء:۱۰۷) اور ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر سارے جہانوں کے لئے سراپا رحمت بنا کر۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا" تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا "۔ یعنی برکت والی ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے پر فرقان نازل کیا تا کہ سارے جہان کو وہ ڈرائیں۔(الفرقان:۱)

شیخین نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے پانچ چیزیں ایسی ملی ہیں کہ مجھ سے پہلے کسی نبی کو وہ عطا نہ ہوئیں۔ ۱۔ ایک ماہ کی مسافت تک رعب کے ساتھ میری نصرت کی گئی' ۲۔ اور ساری زمین میرے لئے مسجد اور پاک کرنے والی بوقت ضرورت بنائی گئی۔ تو میری امت کا ہر شخص جہاں بھی نماز کا وقت پائے تو اسے وہیں پڑھنی چاہئے' ۳۔ اور میرے لئے غنیموں کو حلال کیا گیا۔ اور یہ مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہ ہوئی' ۴۔ اور مجھے شفاعت عطا کی گئی' ۵۔ اور ہر نبی اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوتا تھا مگر میری بعثت تمام لوگوں کی طرف عام ہے۔

بخاری نے اپنی تاریخ میں اور بزار و بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے پانچ چیزیں ایسی عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہ ہوئیں۔ ۱۔ میرے لئے ساری زمین مسجد و طہور بنائی گئی۔ حالانکہ کسی نبی کے لئے جائز نہ تھا کہ وہ اپنی محراب میں پہنچے بغیر نماز پڑھے' ۲۔ اور ایک ماہ کی مسافت تک رعب کے ساتھ میری نصرت فرمائی گئی۔ مشرکین میرے سامنے ہوتے مگر اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں میرا رعب ڈال دیتا ہے' ۳۔ اور نبی خاص اپنی قوم کی طرف ہی مبعوث ہوتے تھے مگر مجھے جن و انس کی طرف مبعوث فرمایا گیا۔ ۴۔ اور انبیاء علیہم السلام پانچواں حصہ نکالا کرتے تھے اور آگ آ کر اسے کھا لیا کرتی تھی لیکن مجھے حکم دیا گیا کہ میں اسے اپنی امت کے فقراء کے درمیان تقسیم کر دوں' ۵۔ اور کوئی نبی

ایسا نہیں ہے مگر یہ کہ اسے ایک سوال دیا گیا مگر میں نے اپنی دعا کو امت کی شفاعت کے لئے اٹھا رکھا ہے۔

ابن ابی حاتم اور عثمان بن سعید داری نے اپنی کتاب ''الرد علی الجہمیہ'' میں حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے تو فرمایا میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے انہوں نے کہا کہ باہر جا کر اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کا اظہار و بیان فرمایئے جو اللہ تعالیٰ نے آپ پر فرمائی ہے تو انہوں نے مجھے دس باتوں کی بشارت دی جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہ دی گئیں۔ یہ کہ: ا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام لوگوں کی طرف مبعوث فرمایا' ۲۔ اور یہ کہ مجھے حکم دیا گیا کہ میں جنات کو ڈراؤں' ۳۔ اور یہ کہ مجھ پر اپنا کلام القا فرمایا درآں حالیکہ میں امی ہوں۔ بلاشبہ حضرت داؤد کو زبور' حضرت موسیٰ کو توریت اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کو انجیل دی گئی۔ ۴۔ اور چوتھے یہ کہ میرے لئے پچھلوں کے اور میرے اگلوں کے گناہ بخشے گئے' ۵۔ اور یہ کہ مجھے الکوثر عطا فرمائی' ۶۔ اور یہ کہ میری مدد فرشتوں کے ساتھ کی گئی۔ اور مجھے نصرت عطا ہوئی۔ ۷۔ اور میرے دشمنوں پر رعب ڈالا گیا' ۸۔ اور یہ کہ میرا حوض تمام حوضوں سے بڑا بنایا گیا' ۹۔ اور یہ کہ میرے لئے میرے ذکر کو اذانوں میں بلند کیا' ۱۰۔ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے روز قیامت مقام محمود پر فائز کرے گا۔ درآں حالیکہ تمام لوگ سر جھکائے منہ لپیٹے ہوں گے اور جب لوگوں کو قبروں سے اٹھایا جائے گا تو مجھے سب سے پہلے اٹھائے گا۔ اور جنت میں میری شفاعت سے میری امت کے ستر ہزار بغیر حساب داخل ہوں گے اور اللہ تعالیٰ جنات نعیم کے اعلیٰ غرفہ میں مجھے بلندی عطا فرمائے گا۔ میرے اوپر بجز ان فرشتوں کے جو عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں کوئی مخلوق نہ ہوگی۔ اور مجھے غلبہ عطا فرمایا اور میرے لئے اور میری امت کے لئے غنیمت کو حلال بنایا باوجودیکہ ہم سے پہلے کسی کے لئے حلال نہ تھی۔

ابو یعلیٰ وطبرانی نے اور بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو آسمان والوں پر اور تمام نبیوں پر فضیلت دی ہے۔ لوگوں نے پوچھا اے ابن عباس! وہ کون سی فضیلت ہے جو آسمان والوں پر حضور کو عطا ہوئی۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان والوں سے فرمایا ''وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّيْ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ'' (الانبیاء:۲۹) اور ان میں سے جو کوئی یہ کہے کہ میرے سوا کوئی اور بھی معبود ہے تو ہم اس کہنے پر اسے جہنم کی سزا دیں گے۔ مگر رسول اللہ ﷺ کے بارے میں فرمایا: ''اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ'' (الفتح:۲-۱) گویا اس میں حضور کے لئے برات ہے۔ لوگوں نے ابن عباس سے پوچھا اور تمام نبیوں پر آپ کی فضیلت کیا ہے؟ ابن عباس نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ'' اور بھیجا ہم نے کسی رسول کو مگر اس کی قوم کی زبان کے ساتھ۔ مگر حضور اکرم ﷺ کے حق میں فرمایا ''وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ'' اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر تمام انسانوں کی طرف۔ (سبا:۲۸) لہٰذا حضور کی رسالت انس و جن کی طرف ہے۔

ابن سعد نے حسن سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں ہر اس شخص کا رسول ہوں جن کو میں نے زندگی میں پایا اور وہ جو میرے بعد پیدا ہوگا۔

ابن سعد نے خالد بن معدان سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے تمام لوگوں کی طرف مبعوث فرمایا گیا ہے۔ اب اگر تمام لوگ میری دعوت قبول نہ کریں گے تو میں عرب کی طرف ہوں اور اگر تمام عرب قبول نہ کریں گے تو میں

قریش کی طرف ہوں اور اگر تمام قریش قبول نہ کریں گے تو بنی ہاشم کی طرف ہوں اور اگر بنی ہاشم بھی قبول نہ کرینگے تو میں اپنی ذات کی طرف رسول ہوں۔

مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمام نبیوں سے تبعین میں زیادہ ہوں۔

بزار نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روز قیامت میری امت میرے ساتھ سیل رواں کی مانند آئے گی جس طرح رات چھا جاتی ہے اسی طرح میری امت لوگوں پر چھا جائے گی۔ اس وقت فرشتے کہیں گے کہ تمام نبیوں کے ساتھ جتنی امتیں ہیں ان سب سے زیادہ امت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔

مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی نبی کی اتنی تصدیق نہیں کی گئی جتنی تصدیق میری کی گئی ہے بلاشبہ کون نبی ایسا ہے بجز ایک کے کہ اس کی امت میں سے کسی نے اس کی تصدیق نہ کی۔

اس پر اجماع ہے کہ آپ تمام جن وانس کی طرف مبعوث ہوئے:

اس پر اجماع ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انس وجن کی طرف مبعوث ہوئے ہیں۔ البتہ فرشتوں کی جانب آپ کی بعثت میں اختلاف ہے اور وہ قول جسے امام سبکی نے ترجیح دی ہے یہ ہے کہ حضور فرشتوں کی طرف بھی مبعوث ہیں۔ اس قول پر وہ اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں جسے عبدالرزاق نے عکرمہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ اہل زمین کی صفیں آسمان والوں کی صفوں پر ہیں۔ جب زمین والوں کی آمین آسمان والوں کی آمین سے موافقت کر جاتی ہے تو بندے کے لئے مغفرت ہوتی ہے۔

آپ کی بعثت رحمۃ اللعالمین ہے

آپ کی یہ خصوصیت کہ آپ کی بعثت رحمۃ للعالمین ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (الانبیاء:۱۰۷) نہیں بھیجا ہم نے آپ کو سارے جہان کی رحمت کیلئے اور نہیں ہے اللہ

اور فرمایا: وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ (الانفال:۳۳) تعالیٰ کہ کافروں پر عذاب کرے جب تک کہ اے محبوب تم ان میں ہو۔

ابو نعیم نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے سارے جہاں کے لئے رحمت اور متقین کے لئے ہدایت بنا کر مبعوث فرمایا:

مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ مشرکوں پر عذاب کی دعا کیوں نہیں مانگتے۔ حضور نے فرمایا مجھے رحمت کر کے بھیجا گیا ہے۔

ابن جریر وابن ابی حاتم اور طبرانی وبیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیہ کریمہ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ کے تحت روایت کی انہوں نے فرمایا جو ایمان لے آیا اس کے لئے دنیا وآخرت میں رحمت تمام ہو گئی اور جو ایمان نہیں لایا وہ اس چیز سے محفوظ

ہے جو دنیا میں جلد ہی خسف، مسخ اور قذف کی شکل میں نمودار۔ کیونکہ اس عذاب میں گذشتہ امتیں بھی مبتلا ہوئیں۔

آپ کی یہ خصوصیت کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی حیات کی قسم یاد فرمائی:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِىْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ۔ (الحجر:۷۲)
قسم آپ کی حیات کی یقیناً یہ کافر اپنے نشے میں بہک رہے ہیں۔

ابویعلیٰ وابن مردویہ اور بیہقی وابونعیم اور ابن عساکر نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی مخلوق پیدا نہیں کی اور کوئی جان ایسی پیدا نہیں کی جو محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے نزدیک مکرم ہو اور اللہ تعالیٰ نے کبھی کسی کی حیات کی قسم یاد نہیں فرمائی مگر اس نے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کی قسم یاد فرمائی۔ چنانچہ فرمایا لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِىْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ الآیہ''۔ یعنی ''وَحَيَاتِكَ يَا مُحَمَّدُ'' آپ کی حیات کی قسم اے محبوب!

بزار نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو باتوں میں مجھے تمام نبیوں پر فضیلت دی گئی ایک میرا ہمزاد کافر تھا اللہ تعالیٰ نے اس پر میری مدد فرمائی۔ یہاں تک کہ وہ ہمزاد مسلمان ہو گیا۔ راوی نے کہا میں دوسری بات بھول گیا ہوں۔

بیہقی وابونعیم نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو باتوں میں مجھے آدم علیہ السلام پر فضیلت دی گئی۔ ایک یہ کہ میرا شیطان یعنی ہمزاد کافر تھا اللہ تعالیٰ نے اس پر میری مدد فرمائی۔ یہاں تک کہ وہ مسلمان ہو گیا اور دوسری بات یہ کہ میری تمام ازواج میرے لئے مددگار رہیں۔ حالانکہ حضرت آدم علیہ السلام کا شیطان کافر تھا اور ان کی زوجہ ان کی خطا پر مددگار تھیں۔

مسلم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے مگر یہ کہ اس کے ساتھ ایک جن اس کا ہمزاد ہو۔ اور ایک فرشتہ اس کا ہمزاد ہو۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ کے ساتھ بھی فرمایا ہاں میرے ساتھ بھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے میری مدد فرمائی اور وہ جن ہمزاد مسلمان ہو گیا۔ اب وہ بھلائی کے سوا مجھے کوئی حکم دیتا ہی نہیں۔
طبرانی نے مغیرہ رضی اللہ عنہ بن شعبہ سے اس کی مثل حدیث روایت کی۔

ابن عساکر نے عبدالرحمٰن بن زید سے روایت کی کہ حضرت آدم علیہ السلام نے سید عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک کرتے ہوئے فرمایا کہ جن فضائل کے ساتھ مجھے فضیلت دی گئی ہے وہ میرا فرزند ان سے افضل ہے۔ وہ صاحب بعیر یعنی ناقہ سوار ہے ان کی زوجہ ان کے لئے ان کی دین پر مددگار ہو گی۔ جب کہ میری زوجہ میرے لئے خطا پر مددگار تھی۔

ابونعیم نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مخاطب کرنے میں آپ کی بزرگی و احترام کی خاطر آپ سے پہلے تمام نبیوں کو مخاطب کرنے سے بالکل مختلف رکھا۔ وہ یہ کہ گذشتہ امتیں اپنے نبیوں سے کہا کرتیں کہ ''رَاعِنَا سَمْعَكَ'' یعنی اپنی بات سنانے میں ہمارے رعایت فرمایئے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اس امت کو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح مخاطب کرنے سے منع فرمایا۔ چنانچہ فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۔ (البقرۃ ۱۰۴)

اے ایمان والو راعنا نہ کہو بلکہ انظرنا کہو اور خوب غور سے بات سنو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو اسم مبارک کے ساتھ کہیں مخاطب نہیں فرمایا:

علماء کرام نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ کے خصائص میں سے ایک بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں آپ کو آپ کے اسمائے مبارک کے ساتھ نہیں پکارا۔ بلکہ یا ایھا النبی' یا ایھا الرسول' یا ایھا المدثر' یا ایھا المزمل' فرمایا بخلاف تمام انبیاء علیہم السلام کے کیونکہ ان کو ان کے ناموں کے ساتھ پکارا۔ مثلاً ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "یٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ" (البقرہ ۳۵) "یٰنُوْحُ اهْبِطْ" (ہود ۴۸) "یٰٓاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا" (ہود ۷۶) "یٰمُوْسٰٓى اِنِّى اصْطَفَيْتُكَ" (اعراف ۱۴۴) "یٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ" (المائدہ ۱۱۰) "یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِى الْاَرْضِ" (ص ۲۶) "یٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ" (مریم ۷) "یٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ" (مریم ۱۲)

آپ کی امت پر حرام ہے کہ وہ آپ کو آپ کے نام سے پکارے:

ابونعیم نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ امت پر حرام ہے کہ آپ کو آپ کے نام کے ساتھ پکارے بخلاف تمام انبیاء علیہم السلام کے کہ ان کی امتیں ان کو ان کے ناموں سے پکارتی تھیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان امتوں کی تمثیل میں فرمایا "قَالُوْا يٰمُوْسَى اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ" (اعراف ۱۳۸) لوگوں نے کہا یا موسیٰ ہمارے لئے کوئی معبود بنادے جیسا کہ ان کے لئے معبود ہے۔ اور فرمایا "اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ" (مائدہ ۱۱۲) جب کہ حواریوں نے کہا اے عیسیٰ ابن مریم۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس امت کو فرمایا "لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا" (نور ۶۳) اے مسلمانو! اپنے درمیان رسول کے پکارنے کو ایسا نہ بناؤ جیسا کہ تم ایک دوست کو پکارتے ہو۔

ابونعیم نے بطریق ضحاک حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک آیت کے تحت روایت کی انہوں نے کہا کہ لوگ یا محمد! یا ابا القاسم کہہ کر حضور کو پکارا کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اس سے اپنے نبی کی عظمت واحترام میں منع فرمادیا۔ پھر لوگ یا نبی اللہ' یا رسول اللہ کہنے لگے۔ بیہقی نے علقمہ اور اسود سے ایک آیت کے تحت روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ یا محمد نہ کہو۔ بلکہ یا رسول اللہ یا نبی اللہ کہو اور ابونعیم نے حسن اور سعید بن جبیر سے اس کی مثل روایت کی۔ بیہقی نے قتادہ سے آیہ کریمہ کے تحت روایت کی انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اس کے نبی کی ہیبت دل میں رکھیں۔ اور ان کی تعظیم وتوقیر کریں اور ان کو سردار جانیں۔

مردے سے قبر میں آپ کی بابت سوال ہوتا ہے:

امام احمد وبیہقی نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سنو! قبر آزمائش کی جگہ ہے اور میری بابت تمہاری آزمائش ہوتی ہے اور میری بابت تم سے سوال ہوتا ہے۔ لہٰذا جب میت مرد صالح ہوتا ہے تو اسے بٹھا کر

پوچھا جاتا ہے۔"ماھذا الرجل الذی کان فیکم" وہ شخص کون ہے جو تم میں مبعوث ہوا تھا تو وہ مرد صالح جواب دیتا ہے کہ وہ محمد الرسول اللہ ﷺ ہیں۔ آخر حدیث تک۔ حکیم ترمذی نے فرمایا مقبور سے جو سوال ہوتا ہے وہ اس امت کے ساتھ خاص ہے۔ اور ابن عبدالبر محدث نے بھی ایسا ہی فرمایا ہے۔ یہ مسئلہ کتاب البرزخ میں مبسوط ہے۔

آپ کی بارگاہ میں ملک الموت آپ سے اجازت لے کر حاضر ہوئے:

اس موضوع پر حدیث بھی ابواب الوفات میں آئے گی اور میں نے کتاب البرزخ میں وہ حدیثیں بیان کی ہیں جو حضرت ابراہیم' حضرت موسیٰ' اور حضرت داؤد علیہم السلام کے پاس بغیر اجازت لئے ملک الموت داخل ہوئے تھے۔

آپ کے بعد آپ کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے نکاح کرنا حرام قرار دیا گیا:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا-(احزاب:۵۳)

اور تمہیں نہیں پہنچتا کہ رسول ﷺ اللہ کو ایذا دو اور نہ یہ کہ ان کے بعد کبھی ان کی بیبیوں سے نکاح کرو۔ بیشک یہ اللہ کے نزدیک بڑی سخت بات ہے۔

یہ بات کسی نبی کے لئے ثابت نہیں ہے بلکہ حضرت سارہ کا قصہ ظالم و جابر بادشاہ کے ساتھ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اس بادشاہ سے یہ فرمانا کہ یہ میری (دینی) بہن ہے اور یہ کہ انہوں نے یہ چاہا کہ انہیں طلاق دیدیں تاکہ وہ جابر ان سے نکاح کرلے۔ یہ روایات اس پر دلالت کرتی ہیں کہ یہ بات دیگر انبیاء علیہم السلام کے لئے نہ تھی۔

حاکم و بیہقی نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے اپنی بیوی سے کہا اگر تم اس میں خوش ہو کہ جنت میں تم میری بیوی رہو تو میرے بعد دوسرے سے نکاح نہ کرنا' کیونکہ عورت اس شوہر کے ساتھ ہوگی جو دنیا میں اس کا آخری شوہر ہے۔

اسی وجہ سے نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات پر حرام کیا گیا کہ حضور ﷺ کے بعد وہ کسی اور سے نکاح کریں تاکہ وہ ازواج جنت میں حضور کی زوجیت کے شرف میں باقی رہیں۔

اس حرمت کی علت میں جو اقوال مذکور ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ ازواج مطہرات امہات المومنین ہیں اور یہ بھی وجہ ہے کہ دوسرا نکاح کرنے میں غضاضت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے منصب شریف کو غضاضت سے پاک و منزہ فرمایا ہے اور یہ بھی حرمت کی وجہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ اپنی قبر انور میں حی و زندہ ہیں۔ اسی لئے ماوردی نے حرمت کی وجوہات میں ایک روایت یہ بیان کی ہے کہ ان ازواج مطہرات پر وفات کی عدت واجب نہیں ہے۔

اور وہ عورتیں جن کو رسول اللہ ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں جدا کر دیا جیسے مستعیذہ اور وہ عورت جس کی کوکھ میں سفیدی دیکھی تو ان عورتوں کے بارے میں کئی وجہ مذکور ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ ان کو بھی نکاح کرنا حرام تھا اور امام شافعی نے اسی کو منصوص قرار دیا ہے اور کتاب الروضہ میں عموم آیت کے تحت اسی کو صحیح قرار دیا ہے۔ اور "من بعدہ" سے "بعدیت الموت" مراد نہیں ہے' بلکہ

بعدیت نکاح مراد ہے اور ایک قول یہ ہے کہ ان کو حرام نہیں ہے اور تیسرا قول جسے امام الحرمین اور رافعی نے شرح الصغیر میں صحیح قرار دیا ہے۔ یہ ہے کہ فقط مدخول بہا مراد ہے۔ چونکہ یہ مروی ہے کہ اشعث بن قیس نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مستعیدہ سے نکاح کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اشعث کو رجم کرنے کا ارادہ کیا۔ پھر انہیں معلوم ہوا کہ وہ عورت مدخول بہا نہ تھی تو وہ رجم سے باز رہے۔

اور علماء اعلام کا اختلاف ان عورتوں کے بارے میں جاری ہے جن عورتوں نے جدائیگی کو اختیار کیا تھا لیکن امام الحرمین اور امام غزالی کے نزدیک اس بارے میں اصح حلت ہے اور ایک جماعت نے اختیار کا فائدہ حاصل کرنے کی وجہ سے حلت پر قطعی حکم دیا ہے کیونکہ اختیار زندگیائی زینت پر برقرار رہنے میں تھا۔

اور ان باندیوں کے بارے میں جن کو وطی کے بعد چھوڑ دیا تھا کئی اقوال ہیں۔ ان میں تیسرا قول یہ ہے کہ اگر وہ باندی وفات کی وجہ سے جدا ہوئی ہے تو اسے بھی نکاح کرنا حرام ہے۔ جیسے کہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا اور اگر حیات میں اسے فروخت کر دیا ہے تو اسے حرام نہیں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اور خصوصیت:

ابونعیم نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ سے پہلے جتنے انبیاء علیہم السلام گزرے ہیں وہ اپنی مدافعت خود کرتے تھے اور اپنے دشمنوں کو خود ہی جواب دیتے تھے۔ جیسے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا: "يَا قَوْمِ لَيْسَ بِي ضَلَالَةٌ" (اعراف ۶۱) اے میری قوم میرے ساتھ گمراہی نہیں ہے اور حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا "يَا قَوْمِ لَيْسَ بِي سَفَاهَةٌ" (اعراف ۶۷) اے میری قوم میرے ساتھ سفاہت نہیں ہے۔ اس قسم کے اقوال ونظائر بہت ہیں مگر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دشمنوں نے جس بات کی نسبت کی تھی اللہ تعالیٰ اس کی برات کا خود والی ہوا اور آپ کی طرف سے اللہ نے ان کا جواب دیا۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے جواب میں فرمایا "مَا أَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُونٍ" (القلم:۲) آپ اپنے رب کی نعمت سے مجنون نہیں ہیں اور فرمایا "مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ" تمہارے آقا نہ بھٹکے اور نہ بے راہ ہوئے۔ اور فرمایا "وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ" (النجم ۳-۲) اور حضور خواہش سے نہیں فرماتے اور فرمایا "وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ" (یٰسین:۶۹) ہم نے حضور کو شعر گوئی نہ سکھائی اس قسم کی بکثرت آیات کریمہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے رسالت کی قسم یاد فرمائی

ابونعیم نے فرمایا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی رسالت پر قسم یاد فرمائی چنانچہ فرمایا:

يٰسٓ ۝ وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ ۝ إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ۝ (یٰسین:۳-۱)
قسم ہے حکمت والے قرآن کی۔ بیشک آپ یقیناً رسولوں میں سے ہیں۔

آپ دو قبلوں اور دو ہجرتوں کے جامع ہیں:

ابونعیم نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو قبلوں اور دو ہجرتوں کے درمیان

جامع فرمایا اور یہ کہ آپ کے لئے شریعت اور حقیقت کو جمع کیا گیا اور انبیاء علیہم السلام میں سے کسی کے لئے یہ بات نہ تھی بجز ایک کے۔ اس کی دلیل وہ قصہ ہے جو حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کے درمیان ہے۔ چنانچہ حضرت خضر نے کہا کہ "انی علی علم من علم اللہ لا ینبغی لک ان تعلمه وانت علی علم من علم اللہ لا ینبغی لی ان اعلمه" میں اللہ تعالیٰ کے علم سے ایک علم پر ہوں جو آپ کے لئے مناسب نہیں ہے کہ آپ اس علم کو جانیں اور آپ اللہ تعالیٰ کے علم میں سے اس علم پر ہیں جو کہ میرے لئے مناسب نہیں ہے کہ میں اسے جانوں۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں پہلے یہ بات حدیث سے استنباط کر کے کہا کرتا تھا بغیر اس کے کہ میں کسی عالم کے کلام سے جو کہ اس بارے میں ہے واقف ہوتا۔ اس کے بعد میں نے بدر بن الصاحب کو دیکھا کہ انہوں نے اپنے تذکرہ میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے اور میں نے اس کے شواہد میں وہ حدیث پائی جو اس چور کے بارے میں ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل کرنے کا حکم دیا تھا اور دوسری حدیث اس نمازی کی ہے جس کے قتل کا حکم حضور نے دیا تھا۔ یہ دونوں حدیثیں "الاخبار بالمغیبات" کے باب میں پہلے گزر چکی ہیں۔

مزید وضاحت

بلاشبہ لوگوں پر اس کا سمجھنا دشوار ہو گیا ہے۔ حالانکہ اگر وہ غور وفکر کرتے تو ان کو ضرور واضح ہو جاتا کہ شریعت سے مراد ظاہری حکم ہے اور حقیقت سے مراد باطنی حکم۔ بلاشبہ علماء اعلام نے اس کی صراحت کی ہے کہ اکثر انبیاء علیہم السلام اس پر مبعوث ہوئے ہیں کہ وہ ظاہر کے ساتھ حکم کریں اور اس شئی پر حکم نہ کریں جو امور باطنیہ اور اسکے حقائق سے متعلق ہیں اگرچہ وہ اس پر مطلع اور باخبر ہوں اور حضرت خضر علیہ السلام کی بعثت اس پر ہے کہ وہ اس پر حکم دیں اور جو امور باطنیہ اور اس کے حقائق سے متعلق ہیں اور جس پر ان کو اطلاع وخبر ہے۔ چونکہ انبیاء علیہم السلام اس کے ساتھ مبعوث نہیں کئے گئے اس بنا پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس بچہ کے قتل پر اعتراض کیا جس کو حضرت خضر نے قتل کیا تھا اور ان سے کہا "لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُّكْرًا" اس لئے کہ قتل نفس شریعت کے خلاف ہے تو اس کا جواب حضرت خضر نے یہ دیا کہ انہیں اسی کا حکم دیا گیا ہے اور اسی کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہے اور کہا کہ یہ قتل میں نے اپنے ارادہ سے نہیں کیا ہے اور یہی مطلب ان کے اس کہنے کا ہے جو کہ انہوں نے کہا تھا کہ آپ ایسے اللہ تعالیٰ کے علم میں سے اس علم پر ہیں الخ" شیخ سراج الدین بلقینی نے شرح بخاری میں فرمایا کہ علم سے مراد حکم کا نافذ کرنا ہے اور ان کے اس کہنے کا مطلب یہ تھا کہ مناسب نہیں ہے کہ آپ اس کا علم حاصل کریں تاکہ آپ اس پر حکم نافذ کریں۔ اس لئے کہ اس کے ساتھ عمل کرنا مقتضائے شریعت کے خلاف ہے اور نہ یہ مناسب ہے کہ میں اسے حاصل کروں اور اس کے مقتضا پر عمل کروں اس لئے کہ یہ بھی مقتضائے حقیقت کے منافی ہے۔ شیخ سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس قاعدہ کے بموجب اس ولی کے لئے جائز نہیں ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تابع ہے کہ جب حقیقت پر وہ مطلع ہوئے تو وہ بمقتضائے حقیقت اسے نافذ کرے۔ بلاشک وشبہ اس پر یہی واجب ہے کہ حکم ظاہر کو نافذ کرے۔ انتہی کلامہ۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے الاصابہ میں فرمایا کہ ابوحیان نے اپنی تفسیر میں بیان کیا کہ جمہور اس پر ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام نبی ہیں اور ان کا علم ان امور باطنیہ کی معرفت تھی جس کی انہیں وحی کی گئی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا علم ظاہر کے ساتھ حکم کرنا تھا۔ حدیث میں دو علوم جن کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ اس سے مراد باطن اور ظاہر کے ساتھ حکم کرنا ہے اس کے سوا کوئی اور مفہوم مراد نہیں ہے۔

شیخ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا وہ حکم جس کے ساتھ حضرت خضر علیہ السلام مبعوث ہوئے وہ ان کی شریعت تھی لہٰذا یہ سب شریعت ہے اور ہمارے نبی کریم ﷺ کو ابتدا میں یہ حکم فرمایا گیا کہ ظاہر پر حکم فرمائیں۔ اور اس باطن وحقیقت پر حکم نہ دیں جس کی آپ کو اطلاع ہے جس طرح کہ اکثر انبیاء علیہم السلام کا معمول تھا۔ اسی بنا پر حضور نے فرمایا ''نَحْنُ نَحْکُمُ بِالظَّاهِرِ'' تو ہم ظاہر پر حکم دیتے ہیں۔ ایک روایت میں اس طرح ہے کہ ''اِنَّمَا اَقْضِیْ بِالظَّاهِرِ وَاللّٰهُ يَتَوَلَّى السَّرَائِرَ'' میں تو ظاہر پر فیصلہ دیتا ہوں باطنی حالات کا خدا مالک ہے اور یہ کہ حضور نے فرمایا میں تو اسی پر فیصلہ دیتا ہوں جیسا کہ میں سنتا ہوں تو جس نے اپنے لئے دوسرے کے حق کا فیصلہ کر دیا ہے تو وہ یہ جان لے کہ وہ آگ کا ٹکڑا ہے اور یہ کہ حضور نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا جہاں تک تمہارے ظاہر کا تعلق ہے تو وہ ہمارے ذمہ ہے لیکن جو تمہاری باطنی حالت ہے وہ اللہ کے ذمہ ہے اور یہ کہ حضور غزوہ تبوک سے رہ جانے والوں کی معذرت قبول فرماتے تھے اور ان کے باطنی حالات کو اللہ تعالیٰ کے سپرد فرماتے تھے اور یہ کہ حضور نے ایک عورت کے بارے میں فرمایا اگر میں بغیر دلیل وشہادت کے کسی کو رجم (سنگسار) کرتا تو ضرور اس عورت کو سنگسار کرتا اور یہ بھی فرمایا کہ اگر قرآن کریم نہ ہوتا تو یقیناً میرے لئے اور اس عورت کے لئے کچھ اور ہی معاملہ ہوتا۔ یہ تمام نظائر وشواہد اس بات کی مظہر ہیں کہ آپ کو دلیل اور شہادت یا اعتراف واقرار کے ساتھ ظاہر شریعت پر فیصلہ دینے کا حکم ہوا نہ کہ اس پر جو باطنی امور پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو باخبر فرمایا اور اس کی حقیقتیں آپ پر آشکارا فرمائیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کے شرف کو اور زیادہ فرمایا اور آپ کو اجازت فرمائی کہ آپ باطن کے ساتھ حکم فرمائیں اور جن حقائق امور کی آپ کو اطلاع دی گئی ہے اس پر فیصلہ فرمائیں تو اس طرح آپ ان تمام معمولات کے جو انبیاء علیہم السلام کے لئے تھے اور اس خصوصیت کے ساتھ جو حضرت خضر علیہ السلام کے لئے اللہ تعالیٰ نے خاص فرمائے جامع تھے اور یہ امر آپ کے سوا کسی اور نبی میں جمع نہیں کیا گیا۔

اور امام قرطبی نے اپنی تفسیر میں فرمایا علماء کا اس پر اجماع ہے کہ کسی کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ اپنے علم کے ساتھ کسی کے قتل کا حکم دے۔ بجز نبی کریم ﷺ کے۔ اس کی شاہد اس نمازی اور چور کی حدیث ہے جن کے قتل کرنے کا حکم حضور نے دیا تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں باطنی حالات پر آپ کو باخبر کر دیا تھا اور ان دونوں کے بارے میں آپ کو علم ہو گیا تھا کہ واجب القتل ہیں۔ (اگرچہ ان کا قتل کچھ عرصہ بعد واقع ہوا) امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کاش کہ یہ علماء اسلام اس بات کو سمجھ سکتے جس کو انہوں نے نہیں سمجھا جس کی طرف میں نے آخر باب میں ان دونوں حدیثوں کے ساتھ استشہاد کیا ہے۔ اگر وہ یہ بات سمجھ جاتے تو یقیناً جان لیتے کہ مراد فقط ظاہر اور باطن کے ساتھ حکم فرمانا ہے اس کے سوا اور کوئی بات نہیں ہے۔ اس کے سوا اور کوئی بات نہ مسلمان کہہ سکتا ہے اور نہ کافر اور نہ کوئی مجنون وپاگل۔

بعض اسلاف نے ذکر کیا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام اب تک حقیقت کو نافذ کرتے ہیں اور وہ لوگ جو اچانک مر جاتے ہیں وہ وہی ہوتے ہیں جن کو انہوں نے قتل کیا ہوتا ہے۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو ان کا یہ عمل اس امت میں نبی کریم ﷺ کی طرف سے بطریق نیابت ہوگا اور وہ حضور کے متبعین میں سے ہوں گے جس طرح کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب نازل ہوں گے تو وہ نبی کریم ﷺ کی شریعت کے ساتھ آپ کی نیابت میں حکم دیں گے۔ وہ آپ کے متبعین اور آپ کی امت میں سے ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ سے سدرۃ المنتہیٰ کے قریب کلام فرمایا:

شیخ عزالدین ابن عبدالسلام نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کوہ طور اور وادی مقدس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا اور ہمارے نبی ﷺ سے سدرۃ المنتہیٰ کے پاس کلام فرمایا اور آپ کو کلام رویت، محبت اور خلت کے درمیان جمع فرمایا۔

ابن عساکر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھ سے میرے رب عزوجل نے فرمایا کہ ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو اپنی خلت سے نوازا اور موسیٰ علیہ السلام کو کلام سے سرفراز کیا اور اے محمد! میں نے آپ کو اپنی خلت اور محبت عطا فرمائی اور میں نے آپ سے بالمشافہ کلام کیا۔

ابن عساکر نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ سے کسی نے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلام سے سرفراز کیا اور حضرت عیسیٰ کو روح القدس سے پیدا کیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا اور حضرت آدم علیہ السلام کو اصطفاء سے نوازا تو آپ کو کون سی فضیلت عطا کی گئی؟ اسی وقت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کیا کہ آپ کا رب فرماتا ہے اگر میں نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا تو میں نے آپ کو اپنا حبیب بنایا اور اگر میں نے موسیٰ سے زمین پر کلام کیا تو میں نے آپ سے آسمان پر کلام کیا اور اگر میں نے عیسیٰ کو روح القدس سے پیدا کیا تو میں نے آپ کے نام کو تمام مخلوق کے پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے پیدا کیا اور آپ آسمان میں وہاں تک پہنچے کہ آپ سے پہلے کوئی مخلوق وہاں تک نہ پہنچی اور نہ کوئی آپ کے بعد پہنچے گی اور اگر میں نے آدم کو صفی کیا تو میں نے آپ پر سلسلہ نبوت کو ختم کیا اور کوئی مخلوق ساری کائنات کی آپ سے زیادہ مکرم میں نے پیدا نہیں کی اور میں نے آپ کو حوض کوثر، شفاعت، ناقہ، شمشیر، تاج، عصا، حج، عمرہ اور ماہ رمضان عطا فرمایا اور تمام شفاعت آپ ہی کی ہے۔ حتیٰ کہ روز قیامت میرے عرش کا سایہ آپ پر دراز ہوگا اور حمد کا تاج آپ کے سر پر بندھا ہوگا اور آپ کا نام میں نے اپنے ساتھ ملایا تو جس جگہ بھی میرا ذکر کیا جائے گا میرے ساتھ آپ کا ذکر ضرور ہوگا اور میں نے دنیا کو اور اس کے رہنے والوں کو اسی لئے پیدا کیا ہے کہ میرے نزدیک جو آپ کی قدر و منزلت ہے سب اس کو پہچانیں۔ اور اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا کو پیدا نہ فرماتا۔

ابن عساکر نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو کلام سے شرف عطا فرمایا اور مجھے روایت عطا فرمائی اور مجھے مقام محمود اور حوض مورود سے فضیلت بخشی۔ ابن عساکر نے

حضرت انس سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے شب معراج لے جایا گیا تو رب کریم اتنے قریب ہوا گویا میرے اور اس کے درمیان "قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى" کی مانند فاصلہ تھا۔ اور مجھ سے فرمایا اے محمد! کیا آپ کو یہ غم ہے کہ میں نے آپ کو آخر النبیین بنایا؟ میں نے عرض کیا مجھے اس کا کچھ غم نہیں۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کیا آپ کو اس کا غم ہے کہ میں نے آپ کی امت کو آخر الامم بنایا؟ میں نے عرض کیا نہیں۔ رب العزت نے فرمایا میں آپ کو آپ کی امت کے بارے میں بتاتا ہوں کہ میں نے اس کو اس لئے آخر الامم بنایا ہے کہ میں ان کے سامنے تمام امتوں کی فضیحت کروں گا اور دوسری امتوں کے سامنے انہیں فضیحت نہ دوں گا۔

شیخ عزیز الدین نے فرمایا رسول اللہ ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے ہر قسم کی وحی کے ساتھ کلام فرمایا اور وحی کی تین قسمیں ہیں ایک رویائے صادقہ دوم بغیر واسطہ کلام فرمانا۔ سوم جبریل کے واسطہ سے کلام کرنا۔

خصائص متعددہ

حضور اکرم ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ سامنے کی جانب ایک ماہ کی مسافت تک اور پیچھے کی جانب ایک ماہ کی مسافت تک مشرکوں پر رعب ڈال کر نصرت فرمانا اور یہ کہ آپ کو جوامع الکلم سے نوازا اور یہ کہ زمین کے خزانوں کی کنجیاں دیں اور یہ کہ ہر شی کا علم دیا بجز پانچ چیزوں کے اور ایک قول کے بموجب ان پانچ چیزوں کا علم بھی عطا فرمایا اور یہ کہ روح کا علم دیا اور یہ کہ دجال کے بارے میں آپ کو مطلع فرمایا جب کہ آپ سے پہلے کسی نبی کے لئے اس کو واضح نہیں کیا۔ اور یہ کہ آپ کا اسم شریف احمد رکھا اور یہ کہ آپ پر اسرافیل علیہ السلام کو اتارا۔ اس آخری خصوصیت کو ابن سبع نے گنایا ہے اور نبوت وسلطان کے درمیان آپ کو جمع فرمایا۔

امام احمد و ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے حضرت علی مرتضےٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے وہ چیز دی گئی ہے جو انبیاء میں سے کسی کو نہیں دی گئی۔ رعب کے ساتھ میری نصرت فرمائی گئی۔ اور مجھے زمین کی کنجیاں عطا فرمائی گئیں۔ اور میرا نام احمد رکھا گیا۔ اور مٹی میرے لئے طہور قرار دی گئی اور میری امت کو خیر الامم بنایا گیا۔

مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا چھ خصوصیتوں کی وجہ سے انبیاء پر مجھے فضیلت دی گئی۔ مجھے جوامع الکلم عطا فرمایا گیا اور میری نصرت رعب کے ساتھ کی گئی۔ اور میرے لئے غنیموں کو حلال بنایا گیا۔ اور میرے لئے زمین کو مسجد اور طہور بنایا گیا اور مجھے ساری مخلوق کی طرف بھیجا گیا اور سلسلہ نبوت مجھ پر ختم کیا گیا۔

بزار نے حضرت علی مرتضےٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے پانچ باتیں ایسی عطا کی گئیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہ ہوئیں۔ میری نصرت رعب کے ساتھ کی گئی اور مجھے جوامع الکلم عطا فرمایا گیا اور میرے لئے غنیموں کو حلال کیا گیا۔ اور خصوصیتیں میرے ذہن سے جاتی رہیں اسے ابو نعیم نے روایت کی اور دونوں خصوصیتوں کو بیان کیا کہ مجھے سفید و سیاہ اور سرخ کی طرف بھیجا گیا اور میرے لئے زمین کو مسجد اور طہور قرار دیا گیا۔

طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی آپ کے دشمنوں پر ایک ماہ کی مسافت تک

رعب ڈال کر مدد کی گئی۔

طبرانی نے سائب بن زید رضی اللہ عنہ نے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ باتوں کی وجہ سے انبیاء پر مجھے فضیلت دی گئی۔ مجھے تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا اور میری شفاعت کو میری امت کے لئے ذخیرہ بنایا گیا اور ایک ماہ کی مسافت تک آگے اور ایک ماہ کی مسافت تک پیچھے رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی اور میرے لئے زمین کو مسجد اور طہور بنایا گیا اور میرے لئے غنیموں کو حلال کیا گیا۔ جو کہ مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہ تھی۔

ابونعیم نے عبادہ رضی اللہ عنہ بن صامت سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس باہر تشریف لائے اور آپ نے فرمایا کہ میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور انہوں نے مجھے بشارت دی کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ساتھ میری مدد فرمائی اور مجھے نصرت عطا کی اور مقابل کے دشمنوں کے اوپر رعب ڈالا گیا اور مجھے سطوت وغلبہ اور ملک عطا فرمایا اور میرے لئے اور میری امت کے لئے غنیموں کو حلال بنایا گیا جب کہ ہم سے پہلے کسی کے لئے حلال نہ ہوئی۔ اور امام غزالی نے احیاء العلوم میں فرمایا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں نبوت، ملک اور غلبہ جمع ہونے کے سبب آپ تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل تھے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ دین و دنیا کی صلاح کو کامل تر فرمایا حالانکہ آپ کے سوا کسی نبی کے لئے تلوار اور ملک نہ تھا۔

بیہقی نے قتادہ سے آیہ کریمہ ''وَقُل رَّبِّ اَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّاَخۡرِجۡنِیۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَّ اجۡعَل لِّیۡ مِنۡ لَّدُنۡكَ سُلۡطٰنًا نَّصِیۡرًا۔ '' (الاسراء:۸۰) کے تحت روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو مکہ مکرمہ سے جو مخرج صدق ہے ہجرت کے ذریعہ مدینہ طیبہ میں جو مدخل صدق ہے داخل کیا۔ قتادہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم تھا کہ یہ امر بغیر غلبہ وقوت کے ناممکن ہے۔ تو آپ نے اس کا سوال کیا اور اللہ تعالیٰ نے'' سلطانا نصیر'' آپ کو مخاطب فرمایا تا کہ کتاب اللہ اور اس کے حدود و فرائض کو غلبہ ونصرت کے ساتھ نافذ کریں اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کی حجت قائم ہو کیونکہ سلطان یعنی غلبہ اللہ کی جانب سے ایسی عزت ہے کہ اسے اپنے بندوں کے درمیان اس طرح قرار دیا ہے کہ اگر غلبہ نہ ہو تو ایک دوسرے کو غارت کر دے۔ اور قوی کمزور کو کھا جائے۔

شیخین نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی اور مجھے جوامع الکلم عطا فرمایا گیا۔ ایک دن میں محو استراحت تھا کہ اچانک زمین کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے آگے رکھی گئیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو دنیا سے تشریف لے گئے۔ مگر تم لوگ زمین کے خزانوں کو نکالتے ہو۔

ابن شہاب نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ جوامع الکلم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کے لئے ایسے امور کثیرہ کو جو آپ سے پہلے وحی میں لکھی جاتی تھیں عطا فرمائیں جو ایک امر یا دو امر یا اس کی مانند ہوتی تھیں۔

طبرانی نے بسند حسن اور بیہقی نے الزھد میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جبریل علیہ السلام ایک دن کوہِ صفا پر تھے کہ حضور نے فرمایا اے جبریل! آج رات آل محمد کے لئے نہ تو ایک مٹھی آٹا ہے اور نہ ایک مٹھی ستو۔ ابھی آپ کی یہ بات ختم نہ ہوئی تھی کہ آپ نے آسمان سے دیوار گرنے کی مانند ایک آواز سنی اور آپ کے پاس اسرافیل علیہ السلام آئے۔ انہوں نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بات سن لی ہے جو کچھ کہ آپ نے فرمایا ہے اور مجھے آپ کی خدمت میں زمین

کے خزانوں کی کنجیاں لے کر بھیجا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ کے پاس حاضر رہوں اور تہامہ کے پہاڑوں کو زمرد یاقوت اور سونے چاندی کا بنا کر آپ کے ساتھ چلاؤں۔ اگر آپ ایسا چاہیں تو۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اختیار دیا ہے کہ اگر آپ چاہیں تو نبی بادشاہ ہوں اور اگر آپ چاہیں تو نبی بندہ رہیں۔ تو جبریل علیہ السلام نے اس طرف اشارہ کیا کہ آپ تواضع کو اختیار فرمائیں۔ چنانچہ حضور نے فرمایا کہ نبی بندہ ہی رہنا چاہتا ہوں اور یہ تین مرتبہ فرمایا۔

طبرانی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا کہ میرے پاس آسمان سے وہ فرشتہ اترا جو مجھ سے پہلے کسی نبی پر نہیں اترا اور نہ میرے بعد کسی پر اترے گا اور وہ فرشتہ اسرافیل علیہ السلام ہیں۔ چنانچہ اس نے کہا میں آپ کی جانب آپ کے رب کی طرف سے بھیجا ہوا آیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ کو اختیار دوں کہ آپ اگر چاہیں تو نبی بندہ رہیں اور اگر آپ چاہیں تو نبی بادشاہ ہوں۔ تو میں نے جبریل کی طرف نظر کی۔ انہوں نے مجھے اشارہ کیا۔ کہ میں تواضع کو اختیار کروں لہٰذا اگر میں نبی بادشاہ کہتا تو یقیناً سونے کے پہاڑ میرے ساتھ چلا کرتے۔

امام احمد و ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور ابو نعیم نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس ابلق گھوڑے پر دنیا کی کنجیاں لائی گئیں اور اس گھوڑے کو جبریل علیہ السلام لے کر آئے اس پر سندس کی زین تھی۔

ابن سعد و ابو نعیم نے بروایت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی آپ نے فرمایا میرے رب نے مجھے پیشکش کی کہ بطحائے مکہ کو میرے لئے سونا کر دے۔ مگر میں نے عرض کیا اے رب! نہیں میری خواہش تو یہ ہے کہ ایک دن بھوکا رہوں۔ اور ایک دن کھانا کھاؤں تو جب میں بھوکا ہوں تو تیرے حضور تضرع کروں اور تجھے یاد کروں اور جب شکم سیر ہوں تو تیری حمد کروں۔ اور تیرا شکر بجالاؤں۔

ابن سعد و بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا میرے پاس ایک انصاری عورت آئی اور اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر کو دیکھا جو تہہ کی ہوئی عبا تھی۔ یہ دیکھ کر وہ چلی گئی اور اس نے میرے پاس صوف کا بھرا ہوا بستر بھیج دیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے تو فرمایا اے عائشہ! یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! فلاں انصاری عورت میرے پاس آئی تھی اور آپ کا بستر دیکھ کر چلی گئی تھی۔ پھر اس نے یہ بستر میرے پاس بھیجا ہے۔ حضور نے فرمایا اس بستر کو واپس کر دو۔ مگر میں نے اسے واپس نہ کیا چونکہ مجھے یہ پسند تھا کہ یہ بستر میرے گھر میں رہے یہاں تک کہ حضور نے یہ حکم تین مرتبہ دیا اور فرمایا اے واپس کر دو۔ اے عائشہ رضی اللہ عنہا! خدا کی قسم! اگر میں چاہتا تو اللہ تعالیٰ میرے ساتھ سونے چاندی کے پہاڑ چلاتا۔

ابن عساکر نے بطریق اسحٰق بن بشر جو یبر سے انہوں نے ضحاک سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ جب ترکوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فاقہ کے ساتھ عار دلائی اور انہوں نے کہا کہ یہ کیسا رسول ہے کہ کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں پھرتا ہے۔ یہ بات سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملال ہوا۔ اسی لمحہ آپ کے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور کہا کہ آپ کا رب آپ کو سلام فرماتا ہے کہ ہم نے آپ سے پہلے کسی رسول کو نہیں بھیجا مگر یہ کہ وہ رسول کھانا کھاتے اور بازاروں میں پھرتے تھے۔ اس کے بعد آپ کے پاس خازن جنت رضوان آئے اور ان کے ساتھ نور کی ایک تھیلی تھی جو چمک رہی تھی اور انہوں نے

عرض کیا یہ دنیا کے خزانوں کی کنجیاں ہیں نبی کریم ﷺ نے جبریل علیہ السلام کی طرف بغرض استشارہ نظر فرمائی اور جبریل علیہ السلام نے اپنے ہاتھوں سے زمین کی طرف اشارہ کیا کہ آپ تواضع کو اختیار فرمائیں۔ چنانچہ حضور نے فرمایا اے رضوان! مجھے دنیا کے خزانوں کی کوئی حاجت نہیں ہے۔ پھر ندا کی گئی کہ آپ آسمان کی طرف اپنی نگاہیں اٹھائیں تو آپ نے اوپر نگاہ اٹھائی دیکھا کہ عرش تک تمام دروازے مکشوف ہیں اور جنت عدن سامنے ہے اور آپ نے انبیا کے منازل اور ان کے بالا خانے ملاحظہ فرمائے اور آپ نے دیکھا کہ آپ کے منازل انبیاء کے منازل سے بلند ہیں اس وقت حضور ﷺ نے کہا میں راضی ہو گیا۔ مروی ہے کہ یہ آیت کریمہ رضوان لے کر آئے "تَبٰرَكَ الَّذِیْۤ اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَكَ خَیْرًا مِّنْ ذٰلِكَ الایہ" ابن عساکر نے کہا یہ حدیث منکر ہے۔ اور اسحاق راوی کذاب ہے اور جویبر ضعیف ہے۔

ابن ابی شیبہ نے اپنی مسند میں اور ابویعلی نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے روایت کی انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے فواتح الکلم، جوامع الکلم اور خواتم الکلم عطا فرمائے گئے۔

امام احمد اور طبرانی نے بسند صحیح ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجھے پانچ چیزوں کے سوا ہر شئی کی کنجیاں دی گئیں "اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ الایہ۔"

امام احمد و ابویعلی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ تمہارے نبی ﷺ کو پانچ چیزوں کے سوا ہر شئی کی کنجیاں دی گئیں۔ "اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ الایہ۔"

امام احمد نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا۔ مگر اس نے اپنی امت کو دجال سے ڈرایا۔ مگر میرا حال یہ ہے کہ مجھ سے دجال کے معاملہ میں وہ شئی بیان کی گئی ہے جو کسی سے بیان نہیں کی گئی۔ وہ یہ کہ دجال کانا یک چشم ہے اور تمہارا رب جسم و جسمانیات سے منزہ و مبرہ ہے۔

بعض علماء اعلام کا مذہب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو پانچ چیزوں کا علم اور قیامت و روح کا علم بھی دیا گیا ہے۔ مگر یہ کہ ان کو پوشیدہ رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

ابن سبع نے حضور اکرم ﷺ کے خصائص کے سلسلے میں فرمایا کہ آپ کی خصوصیت یہ ہے کہ آپ فاقہ کے ساتھ شب گزارتے اور صبح کو آپ کھانا کھائے ہوئے اٹھتے تھے۔ اور یہ کہ کوئی شخص ایسا نہ تھا کہ قوت میں آپ پر غالب ہوتا اور یہ کہ جب آپ طہارت کا ارادہ فرماتے اور پانی موجود نہ ہوتا تو آپ اپنی انگشتہائے مبارک پھیلا دیتے اور ان کے درمیان سے پانی پھوٹا کرتا۔ یہاں تک کہ آپ طہارت کر لیتے تھے۔ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ میں محبت، خلت اور کلام کو جمع فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے ایسی جگہ آپ سے کلام فرمایا جہاں کسی مخلوق کا گذر نہ ہوا، نہ مقرب فرشتہ کا نہ نبی مرسل کا۔ اور یہ کہ زمین آپ کے لئے لپٹتی تھی۔

شرح صدر کے خصوصیات:

حضور اکرم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کا شرح صدر ہوا اور یہ کہ آپ کے بوجھ کو دور کیا گیا اور یہ کہ آپ کے ذکر کو رفعت دی گئی۔ اور یہ کہ آپ کے نام کو اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ ملایا گیا اور یہ کہ آپ کو اس حال میں مغفرت کا وعدہ دیا گیا

جب کہ آپ زندہ چلتے پھرتے اور صحیح تھے اور یہ کہ آپ حبیب الرحمن سید ولد آدم اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک اکرم خلق تھے۔ ان صفات سے آپ تمام رسولوں اور فرشتوں سے افضل ہیں اور یہ کہ آپ کی امت آپ کے روبرو بالمشافہ پیش کی گئی حتیٰ کہ آپ نے ان سب کو ملاحظہ فرمایا اور یہ کہ آپ کی امت میں قیامت تک جو کچھ حوادث و واقعات رونما ہونے والے ہیں آپ کے سامنے پیش کیے گئے۔ اور یہ کہ آپ بسم اللہ' سورۂ فاتحہ' آیۃ الکرسی' سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں' مفصل اور سبع طوال کے ساتھ مختص ہوئے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ O الَّذِىْ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ O وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ O (الانشراح:۴تا۱)

کیا ہم نے تمہارا سینہ کشادہ نہ کیا۔ اور تم سے تمہارا وہ بوجھ اتار لیا جس نے تمہاری پیٹھ توڑی تھی اور ہم نے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ الآیہ۔ (الفتح:۲)

تا کہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخش دے تمہارے اگلوں کے اور پچھلوں کے

بزار نے بسند جید ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ کو چھ باتوں کے ساتھ انبیاء پر فضیلت دی گئی جو کہ مجھ سے پہلے کسی کو عطا نہ ہوئیں۔ میری وجہ سے گذشتہ و آئندہ کے گناہ بخشے گئے۔ اور میرے لئے غنیموں کو حلال کیا گیا۔ اور میری امت کو خیر الامم بنایا گیا۔ اور میرے لئے زمین کو مسجد اور طہور قرار دیا گیا اور مجھے کوثر عطا ہوا اور رعب کے ساتھ میری نصرت فرمائی گئی۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے بلاشبہ تمہارا آقا روز قیامت صاحب لواء الحمد ہے اس کے نیچے آدم اور ان کے سوا ہیں سب ہوں گے۔

شیخ عزالدین ابن عبدالسلام نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مغفرت کی خبر سے نوازا اور کسی نبی کے بارے میں ایسا منقول نہیں ہے کہ ان کو اس جیسی خبر دی گئی ہو۔ بلکہ ظاہر یہ ہے کہ ان کو خبر ہی نہیں دی گئی۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ وہ عرصات محشر (موقف) میں نفسی نفسی کہیں گے۔

ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں آیۂ فتح کے تحت فرمایا کہ یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان خصائص میں سے ہے کہ اس میں آپ کے سوا کوئی شریک نہیں ہے اور طبرانی و بیہقی اور ابو نعیم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے رب کی بارگاہ میں ایک عرض کی اور میں نہیں چاہتا تھا کہ یہ بات اس سے عرض کروں۔ میں نے عرض کیا اے رب! مجھ سے پہلے بکثرت رسول ہوئے ہیں ان میں سے کوئی تو وہ ہیں جو مردے زندہ کرتے تھے اور کچھ وہ ہیں جن کے لئے ہوا مسخر کی گئی تھی۔ رب تبارک تعالیٰ نے فرمایا اے محبوب! کیا ہم نے آپ کو یتیم نہ پایا سو ہم نے آپ کو اپنی آغوش رحمت میں لیا۔ کیا میں نے آپ کو اپنی محبت میں وارفتہ نہ پایا۔ اور میں نے آپ کو اپنی راہ دکھائی۔ کیا میں نے آپ کو اپنا محتاج نہ پایا اور میں نے آپ کو غنی کر دیا کیا میں نے آپ کا شرح صدر نہ فرمایا اور آپ سے نبوت کا بوجھ میں نے نہ اٹھایا اور کیا میں نے آپ کے ذکر کو رفعت عطا نہ فرمائی۔ میں نے عرض کیا اے رب! بیشک تو نے یہ سب کیا۔

ابن سعد نے مجمع رضی اللہ عنہ بن جاریہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ جب ہم مقام ضجنان میں تھے تو میں نے دیکھا کہ لوگ سواریوں کو دوڑا رہے تھے اچانک میں نے سنا کہ وہ کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مجتمع ہو جاؤ تو میں نے لوگوں کے ساتھ اپنی سواری کو ہانکا یہاں تک کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گئے۔ میں نے دیکھا کہ آپ ''اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا'' (الفتح:۱) کی تلاوت فرما رہے تھے تو جب جبریل علیہ السلام یہ سورت لے کر نازل ہوئے تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ! آپ کو مبارک ہو۔ جب جبریل علیہ السلام نے حضور کو تہنیت دی تو مسلمانوں نے بھی حضور کو تہنیت پیش کی۔

ابن جریر و ابن خاتم و ابو یعلیٰ و ابن حبان اور ابو نعیم نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے انہوں نے آیہ کریمہ ''وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ'' کے تحت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی آپ نے فرمایا کہ مجھ سے جبریل علیہ السلام نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب میرا ذکر کیا جائے گا تو میرے ساتھ آپ کا ذکر بھی ہوگا۔

ابن ابی حاتم نے قتادہ سے اس آیہ کریمہ کے تحت روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت میں آپ کے ذکر کو بلند کیا ہے تو کوئی خطیب اور کوئی گواہی دینے والا اور نماز پڑھنے والا نہیں ہے مگر یہ کہ وہ کہے اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

ابو نعیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے امر آسمانی سے جس کا مجھے حکم دیا تھا جب میں اس سے فارغ ہو گیا تو میں نے عرض کیا اے رب! مجھ سے پہلے جتنے نبی گزرے ہیں سب ہی کا تو نے اکرام کیا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا' موسیٰ علیہ السلام کو کلیم کیا' داؤد علیہ السلام کے لئے پہاڑوں کو مسخر کیا' سلیمان علیہ السلام کے لئے ہوا اور شیاطین کو مسخر کیا' عیسیٰ علیہ السلام کو مردے زندہ کرنے کا اعزاز بخشا تو میرے لئے تو نے کیا کیا ہے؟ رب العزت نے فرمایا کہ میں نے ان تمام سے افضل آپ کو مرتبہ عطا نہیں فرمایا وہ یہ کہ میرا ذکر نہیں کیا جائے گا مگر یہ کہ میرے ساتھ تمہارا ذکر ہوگا اور میں نے تمہاری امت کے سینوں کو کتاب خانہ بنا دیا کہ وہ قرآن کو علانیہ پڑھیں گے اور یہ فضیلت میں نے کسی امت کو عطا نہیں کی اور میں نے اپنے عرش کے خزانوں سے وہ کلمہ تم پر نازل کیا جو ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ'' ہے۔

پہلے حدیث اسراء میں گزر چکا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب عزوجل کی ثنا کرتے ہوئے کہا تمام خوبیاں اس اللہ تعالیٰ کی جس نے رحمت للعالمین اور سارے لوگوں کی طرف رسول بنایا اور مجھ پر وہ فرقان نازل فرمایا جس میں ہر چیز کا واضح بیان ہے اور میری امت کو بہترین اُمت بنایا اور اسے لوگوں کے نفع و ہدایات کیلئے پیدا کیا گیا اور میری امت کو درمیانی امت بنایا اور میری امت کو آخرین اُمم اور اولین امم کیا اور میرے سینے کا شرح فرمایا اور مجھ سے میرے بوجھ کو دور فرمایا اور میرے لئے ذکر کو بلند کیا اور مجھے فاتح اور خاتم بنایا اس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اے محمد! انہیں فضائل کی وجہ سے آپ کو افضل کیا اور اسی حدیث میں ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ سے فرمایا اے محبوب! مانگیے۔ اس پر آپ نے عرض کیا تو نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا اور ان کو ملک عظیم دیا اور تو نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا اور تو نے داؤد کو ملک عظیم دیا اور ان کے لئے لوہے کو نرم کیا اور ان کے لئے پہاڑوں کو مسخر کیا اور سلیمان کو ملک عظیم دیا اور ان کے لئے انس و جن اور شیاطین و ہوا کو مسخر کیا اور ان کو ایسا ملک عطا فرمایا جو ان کے بعد کسی اور کے

لئے سزاوار نہیں اور تو نے عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل کی تعلیم دی اور تو نے ان کو ایسا مسیحا بنایا کہ وہ مادر زاد اندھے اور مبروص کو اچھا کرتے تھے اور ان کی والدہ کو شیطان مردود سے پناہ دی اور اس کے لئے ان دونوں پر کچھ قابو نہ رہا۔ اس پر خالق کائنات رب العزت تبارک وتعالیٰ نے حضور سے فرمایا کہ میں نے تمہیں بھی خلیل بنایا اور توریت میں وہ خلت حبیب الرحمٰن کے نام سے مکتوب ہے اور میں نے تمہیں تمام لوگوں کی طرف رسول بنایا اور میں نے تمہاری امت کو ایسا بنایا کہ وہی آخر ہیں اور وہی اول ہیں اور میں نے تمہاری امت کو ایسا کیا کہ ان کے لئے خطبہ جائز نہیں جب تک کہ وہ اس کی شہادت نہ دیں کہ آپ میرے بندے اور میرے رسول ﷺ ہیں اور میں نے تم کو اول النبیین تخلیق میں اور آخر النبیین بعثت میں کیا اور میں نے تم کو سبع مثانی (سورۃ فاتحہ عطا فرمائی۔ جسے آپ سے پہلے کسی نبی کو میں نے عطا نہیں کی اور میں نے تم کو سورۃ بقر کی آخری آیتیں عرش کے نیچے کے خزانہ سے عطا فرمائیں جو میں نے تم سے پہلے کسی نبی کو نہیں عطا کیں اور میں نے تمہیں فاتح اور خاتم بنایا اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے رب نے مجھے چھ چیزوں کے ساتھ فضیلت دی ہے۔ میرے دشمنوں کے دلوں میں ایک ماہ کی مسافت تک رعب ڈالا اور میرے لئے غنیموں کو حلال کیا گیا جو کہ مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہ ہوئی اور میرے لئے زمین کو سجدہ گاہ اور طہور بنایا اور مجھے فواتح الکلام اور جوامع الکلام عطا فرمائے اور میری امت میرے سامنے پیش کی گئی تو تابع اور متبوع میں سے کوئی بھی مجھ سے پوشیدہ نہ رہا۔

طبرانی نے حذیفہ رضی اللہ عنہ اسید سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آج رات اس حجرے کے قریب میرے سامنے میری امت کے اولین و آخرین پیش کئے گئے۔ اس پر راوی نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کے سامنے وہی لوگ پیش ہوئے ہوں گے جو پیدا ہو چکے اور وہ لوگ جو پیدا نہیں ہوئے وہ کیسے پیش ہوئے ہوں گے؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مٹی میں وہ تمام صورتیں میرے لئے بنائی گئیں۔ تم میں سے جو کوئی اپنے رفیق کو پہچانتا ہے اس سے زیادہ میں ہر ایک انسان کو پہچانتا ہوں۔

دارقطنی وطبرانی نے اوسط میں بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ پر ایک آیت ایسی نازل فرمائی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد کسی نبی پر میرے سوا نازل نہ ہوئی وہ "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" ہے۔

ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ لوگ اللہ تعالیٰ کی کتاب کی ایک آیت سے غافل ہیں۔ وہ آیت نبی کریم ﷺ کے سوا کسی پر نازل نہ ہوئی مگر یہ کہ سلیمان علیہ السلام پر نازل ہوئی وہ آیت "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" ہے۔

ابوعبیدہ اور ابن الفریس دونوں نے فضائل القرآن میں علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ تمہارے نبی ﷺ کو عرش کے نیچے کے خزانے سے آیۃ الکرسی عطا فرمائی گئی جو کہ تمہارے نبی سے پہلے کسی کو عطا نہ ہوئی۔

ابوعبید نے کعب سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضور اکرم ﷺ کو چار آیتیں ایسی دی گئی ہیں جو کہ موسیٰ علیہ السلام کو عطا نہ ہوئیں۔ "لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ" آخر سورہ بقرہ تک ہیں جو کہ تین آیتیں ہیں اور ایک آیۃ الکرسی ہے۔

امام احمد وطبرانی اور بیہقی نے شعب الایمان میں حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا آخری سورۃ بقرہ کی

آیتیں عرش کے نیچے کے خزانے سے مجھے عطا ہوئیں۔ جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہ ہوئیں۔ امام احمد نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل مرفوعاً روایت کی ہے۔

طبرانی نے عقبہ رضی اللہ عنہ بن عامر سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتوں کو جو کہ آمن الرسول سے آخر سورۃ تک ہیں بار بار پڑھو اور غور و فکر کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے ساتھ برگزیدہ فرمایا ہے۔

حاکم نے معقل رضی اللہ عنہ بن یسار سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فاتحہ الکتاب اور سورۂ بقرہ کی آخری آیات عرش کے نیچے سے عطا کی گئی ہیں اور وہ مفصل قافلہ ہیں۔

مسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایک فرشتہ آیا۔ اس نے کہا آپ کو دو ایسے نور کی بشارت ہے جن کو آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیا گیا۔ وہ فاتحہ الکتاب اور خواتیم سورۂ بقرہ ہیں۔ بیہقی نے واثلہ بن اسقع سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے توریت کی جگہ سبع طوال اور زبور کی جگہ کئی چھوٹی سورتیں اور انجیل کی جگہ سورۂ مثانی عطا کی گئیں اور مفصل کے ساتھ مجھے فضیلت دی گئی۔

ابن جریر اور ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیہ کریمہ ''وَلَقَدْ اٰتَیْنٰکَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ'' کے تحت روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ وہ سات طویل سورتیں ہیں وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کو نہیں دی گئیں اور موسیٰ علیہ السلام کو ان میں سے دو دی گئیں۔

حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سبع مثانی اور طوال دی گئیں اور موسیٰ علیہ السلام کو ان میں سے چھ دی گئیں۔

ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ارشاد باری تعالیٰ ''سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ'' کے تحت روایت کی۔ انہوں نے کہا وہ سبع طوال ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کو چھ دی گئیں۔ جب انہوں نے الواح کو گرایا تو ان میں سے دو اٹھالی گئیں اور چار باقی رہ گئیں۔

ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ارشاد باری تعالیٰ ''سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ'' کے تحت روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ ذخیرہ کی گئی ہیں۔ آپ کے سوا کسی نبی کے لئے یہ ذخیرہ نہ ہوئیں۔

بیہقی نے الشعب میں اور ابن عساکر نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل اور موسیٰ علیہ السلام کو نجیع و کلیم بنایا اور مجھے اپنا حبیب بنایا۔ اس کے بعد حق تعالیٰ نے فرمایا مجھے اپنے عزت و جلال کی قسم ہے میں اپنے خلیل و نجی پر اپنے حبیب کو اختیار کروں گا۔

عبداللہ بن امام احمد نے زوائد الزھد میں اور ابونعیم نے ثابت البنانی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موسیٰ صفی اللہ ہیں اور میں ان کے رب کا حبیب ہوں۔

ابونعیم نے المعرفہ میں عبدالرحمن رضی اللہ عنہ بن غنم سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں مسجد کے اندر بیٹھے ہوئے اچانک ایک بدلی دیکھی۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس ایک فرشتہ نے آکر سلام کیا۔ اس نے کہا میں اپنے رب سے آپ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کی برابر اجازت مانگتا رہا۔ حتیٰ کہ مجھے اس وقت اجازت ملی تو حاضر ہوا۔ میں آپ کو بشارت

دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک آپ سے زیادہ مکرم کوئی نہیں ہے۔

بیہقی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم روز قیامت بارگاہ الٰہی میں اکرم الخلق ہوں گے۔

بیہقی نے عبداللہ رضی اللہ عنہ بن سلام سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ بارگاہ الٰہی میں خدا کی قسم تمام مخلوق میں ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم اکرم الخلق ہیں۔

خطاب باری تعالیٰ میں آپ کے اور تمام انبیاء علیہم السلام کے درمیان فرق ہے:

ابونعیم نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ خطاب میں آپ کے اور تمام انبیاء کے درمیان فرق رکھا گیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام سے فرمایا

''وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ''(ص:۲۶) آپ خواہش کا اتباع نہ کریں وہ آپ کو اللہ کے راستے سے ہٹا دے گا اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ ''وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ''(نجم:۳) آپ خواہش سے کلام فرماتے ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر قسم یاد فرمانے کے بعد آپ سے خواہش کی تنزیہ ونفی فرمائی ہے اور حق تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی مدافعت میں فرمایا ''فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ ''(الشعراء:۲۱) اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مدافعت میں فرمایا ''وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (الانفال:۳۰) الآیہ'' اور آپ کے نکلنے اور ہجرت کرنے کو احسن عبارات کے ساتھ کنایہ فرمایا۔ اسی طرح اپنے قول میں اخراج کو آپ کے دشمنوں کی طرف منسوب فرمایا۔ ارشاد ہے ''اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَرْيَتِكَ الَّتِيْٓ اَخْرَجَتْكَ۔ الآیہ'' اور آپ کے چلے جانے کا ذکر نہیں فرمایا جس میں یک گونہ تکی ہے۔ انتہی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو سرگوشی پر صدقہ کا حکم:

ابونعیم نے فرمایا آپ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر جس نے آپ سے سرگوشی کی۔ یہ فرض کیا کہ وہ اپنی سرگوشی کے روبرو صدقہ کو پیش کرے۔ حالانکہ آپ سے پہلے کسی نبی کے لئے یہ فرض نہیں کیا گیا۔ ارشاد باری ہے ''يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً -الآیہ'' اے ایمان والو! جب تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تنہائی میں بات کرنا چاہو تو سرگوشی سے پہلے صدقہ دیا کرو۔ ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیہ کریمہ کے تحت روایت کی۔ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسلمانوں نے بکثرت مسائل دریافت کئے۔ یہاں تک کہ اس پر آپ کو مشقت اٹھانی پڑی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اسے کم کرنے کا ارادہ فرمایا۔ جب کہ یہ ارشاد فرمایا کہ بہت سے لوگوں نے بخل کیا اور مسئلہ کے دریافت کرنے میں باز رہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ''ءَاَشْفَقْتُمْ'' آخر آیت تک نازل فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر وسعت رکھی اور ان پر تنگی نہیں فرمائی۔

سعید بن منصور نے مجاہد سے روایت کی۔ انہوں نے کہا جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نجویٰ یعنی سرگوشی کی اس نے ایک دینار کا صدقہ پیش کیا اور جس نے سب سے پہلے اس حکم پر عمل کیا وہ حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ تھے۔ اس کے بعد رخصت نازل

فرمائی۔ "فَإِذْلَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ عَلَيْكُمْ - الآیہ" (المجادلہ:۱۳)

ابونعیم نے فرمایا رسول اللہ ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام عالم پر آپ کی اطاعت کو مطلق فرض کیا ہے۔ اس فرضیت میں نہ کوئی شرط ہے اور نہ کوئی استثناء۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (الحشر:۷) یہ رسول جو تمہیں دیں اس پر عمل کرو اور جس سے تمہیں منع فرمائیں باز رہو۔

اور فرمایا:

وَمَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (النساء:۸۰) جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی بلاشبہ اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

اللہ تعالیٰ نے مطلق آپ کے قول وفعل کی پیروی کو بغیر استثناء کے لوگوں پر واجب کیا ہے۔ مزید فرمایا کہ:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب:۲۱) یقیناً تمہارے لئے اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت میں اسوۂ حسنہ ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل علیہ السلام کی اقتدار میں استثناء فرمایا چنانچہ ارشاد ہوا "لَقَدْ كَانَ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْ اِبْرٰهِيْمَ (الی قوله تعالیٰ) اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ"

ابونعیم نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے نام کو اپنی کتاب میں اپنی طاعت، معصیت، فرائض، احکام وعدو وعید اور تعظیم وتوقیر کے ذکر کے وقت شامل کیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ" (المائدہ:۹۲) (اللہ کی اطاعت کرو اور رسول ﷺ کی اطاعت کرو) اور فرمایا "وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ" (اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو اگر تم مومن ہو) اور فرمایا "وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ" (مسلمان اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں) فرمایا: "اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ" (وہی لوگ مومن ہیں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لائے) فرمایا "بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ" (التوبہ:۱) (اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ بری ہے) فرمایا "وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ" (توبہ:۳) (اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی جانب سے اجازت واعلان ہے) فرمایا: "اِسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ" (انفال:۲۴) (اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی پکار کو مانو) فرمایا "وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ" (احزاب:۳۶) (جس نے اللہ اور اس کے رسول کی معصیت کی) فرمایا: "شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ" (الانفال:۱۳) (اور اور اس کے رسول کو لوگوں نے مشقت میں ڈالا) فرمایا: "مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ" (التوبہ:۶۳) جس نے اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کی) فرمایا "وَلَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ" (توبہ:۱۶) (اور ان لوگوں نے نہ تو اللہ کے سوا کسی کو ٹھہرایا اور نہ اس کے رسول ﷺ کے سوا) فرمایا "يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ" (مائدہ:۳۳) (وہ لوگ اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں) فرمایا "

مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ" (توبہ:۲۹) (جو چیز اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حرام کردی) فرمایا "قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ" (الانفال:۱) (مال غنیمت اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہے) فرمایا "فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ"

(انفال ۴۱) بیشک اللہ کے اس کا پانچواں حصہ ہے اور رسول کے لئے) فرمایا "مَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ" (توبہ:۵۹) (جو اللہ اور اس کے رسول نے ان کو دیا) فرمایا "سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗ" (توبہ:۵۹) (ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اس کا رسول دے گا) فرمایا "اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ" (توبہ:۷۴) (اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے ان کو غنی کر دیا) فرمایا "كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ" (توبہ ۹۰) (کافروں نے اللہ اور اس کے رسول کو جھٹلایا) فرمایا "اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ" (احزاب ۳۷) (اللہ نے ان پر انعام فرمایا اور تو نے ان پر انعام کیا)۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کے ایک ایک عضو مطہر کا بیان اپنی کتاب میں فرمایا

ابن سبع نے فرمایا رسول اللہ ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی کتاب میں آپ کے ایک ایک عضو کی صفت بیان فرمائی۔ چنانچہ روئے تاباں کے بارے میں فرمایا "قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ" (بقرہ:۱۴۴) (بیشک ہم نے آسمان کی طرف آپ کا بار بار منہ اٹھانا دیکھا) اور آپ کی چشمان مبارک کے بارے میں فرمایا "لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ" (حجر ۸۸) اور آپ کی زبان مبارک کے بارے میں فرمایا "فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ" (مریم:۹۷) (بلاشبہ ہم نے اس کو آپ کی زبان پر آسان کر دیا) اور آپ کے دست مبارک اور آپ کی گردن شریف کے بارے میں فرمایا۔ "وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ" (اسراء ۲۹) (اے محبوب آپ اپنے ہاتھ کو اپنی گردن کی طرف باندھے نہ رکھیں) اور آپ کے سینہ اقدس اور کمر شریف کے بارے میں فرمایا "اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ الَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ" (الانشراح:۱تا۳) اور آپ کے قلب اطہر کے بارے میں فرمایا "نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ" (بقرہ:۹۷) (قرآن کو آپ کے قلب پر ہم نے نازل کیا) اور آپ کے اخلاق کے بارے میں فرمایا "وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ" (القلم:۴) (بلاشبہ آپ بڑی خوبو والے ہیں)۔

رسول اللہ ﷺ کے خصائص میں سے یہ بھی ہیں جیسے بزار و طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے میری مدد چار وزیروں کے ساتھ فرمائی ہے۔ دو آسمان والوں میں سے ہیں۔ جبرئیل و میکائیل علیہما السلام اور دو اہل زمین والوں میں سے وہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں اور وہ بھی حضور کے خصائص میں سے ہے جسے ابن ماجہ اور ابونعیم نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ جب چلتے تو آپ کے صحابہ آپ کے آگے چلتے تھے اور آپ کی پشت مبارک فرشتوں کے لئے صحابہ چھوڑ دیتے تھے۔

اور وہ بھی خصائص میں سے ہے جسے حاکم و ابن عساکر نے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہر نبی کو سات رفیق دیئے گئے اور مجھے چودہ رفقاء دیئے گئے۔ حضرت علی مرتضیٰ سے کسی نے پوچھا وہ کون رفقاء ہیں؟ تو انہوں نے کہا میں' حمزہ میرے دونوں بیٹے' جعفر' عقیل' ابوبکر' عمر' عثمان' مقداد' سلمان' عمار' طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم اجمعین۔

دارقطنی نے "الموتلف" میں امام جعفر بن محمد سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کوئی نبی نہیں ہے مگر یہ کہ اس نے اپنے بعد اپنی اہل بیت میں ایک مستجاب دعا چھوڑی ہے اور رسول اللہ ﷺ نے ہم اہل بیت میں اپنے بعد دو مستجاب دعائیں چھوڑی ہیں۔ ایک دعا تو ہمارے شدائد کے لئے ہیں اور دوسری دعا ہمارے حوائج و ضروریات کے لئے۔ وہ دعا جو ہمارے حوائج و ضروریات کے لئے ہے یہ

ہے۔ "یَا دَائِمًا لَمْ یَزَلْ یَا اِلٰهِیْ وَاِلٰهَ آبَائِیْ یَاحَیُّ یَا قَیُّوْمُ" اور وہ دعا جو ہمارے حوائج وضروریات کے لئے ہے یہ ہے "یَا مَنْ یَکْفِیْ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ وَلَا یَکْفِیْ مِنْهُ شَیْءٌ یَا اَللّٰهُ رَبُّ مُحَمَّدٍ اِقْضِ عَنِّی الدَّیْنَ"

حضور ﷺ کی کنیت کے مطابق کنیت رکھنا حرام ہے:

حضور اکرم ﷺ کی خصوصیت یہ ہے کہ آپ کی کنیت کے ساتھ اپنی کنیت رکھنا حرام ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ کے نام کے ساتھ نام رکھنا بھی حرام ہے۔ یہ حرمت کسی نبی کے لئے ثابت نہیں ہے۔

...... ابو ہریرہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے نام اور میری کنیت کو جمع نہ کرو۔ میری کنیت ابوالقاسم ہے۔ "اَللّٰهُ یُعْطِیْ وَاَنَا اَقْسِمُ" اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔

امام احمد نے عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ انصاری سے انہوں نے اپنے چچا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے نام اور میری کنیت کو جمع نہ کرو۔

امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ بقیع شریف میں تشریف فرما تھے۔ کسی آدمی نے آواز دی "یا اباالقاسم" نبی کریم ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ اس شخص نے کہا میں نے آپ کو آواز نہیں دی ہے اس وقت آپ نے فرمایا میرے نام کے ساتھ نام رکھو۔ مگر میری کنیت کے ساتھ کنیت نہ رکھو۔

حاکم نے ...... جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ایک انصاری شخص کے یہاں بچہ پیدا ہوا اس نے اپنے بچہ کا نام محمد رکھا اس پر انصار غضب ناک ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نبی کریم ﷺ سے حکم دریافت کریں گے لہٰذا کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور معاملہ رکھا' آپ نے فرمایا انصار نے اچھا کیا۔ اس کے بعد فرمایا میرے نام کے ساتھ نام رکھو مگر میری کنیت کے ساتھ کنیت نہ رکھو' کیونکہ میں قاسم ہوں تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں۔

امام شافعی نے فرمایا کسی کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ ابوالقاسم کنیت رکھے۔ خواہ اس کا نام محمد ہو یا نہ ہو۔

رافعی نے کہا کچھ علماء اعلام ایسے ہیں جو اسم وکنیت کو جمع کرنے پر کراہیت پر محمول کرتے ہیں اور تنہا نام کو یا صرف کنیت رکھنے کو جائز کہتے ہیں۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب' حضور کے بعد کنیت رکھنے کے جواز میں ہے اور ممانعت' حضور کی حیات کے ساتھ مختص ہے کیونکہ وہ مفہوم جو کسی کے پکارنے سے حضور کے متوجہ ہونے پر ایذا ہوتی تھی زائل ہو گیا ہے۔ آپ کے بعد یہ گمان مفقود ہے۔

اور شیخ سراج الدین ابن الملقن کی کتاب الخصائص میں ہے کہ علماء کنارہ کش ہو گئے ہیں اور انہوں نے نبی کریم ﷺ کے نام پر نام رکھنے کو مطلقاً منع کیا ہے ایسی صورت میں کیسے جائز ہو سکتا ہے کہ آپ کی کنیت پر کنیت رکھی جائے۔ اسے شیخ زکی الدین منذری نے نقل کیا ہے۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابن سعد نے ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر بن

الخطاب رضی اللہ عنہ نے ان تمام بچوں کو جمع کیا جن کا نام نبی کریم ﷺ کے نام پر تھا اور ان سب کو ایک گھر میں بند کر دیا تا کہ ان سب کے نام بدل دیئے جائیں لیکن بچوں کے والدین نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے شہادت پیش کی کہ نبی کریم ﷺ نے عام طور پر بچوں کے نام اپنے نام پر رکھے ہیں۔ اس وقت انہوں نے ان بچوں کو چھوڑ دیا۔ راوی حدیث ابو بکر نے کہا کہ میرے باپ بھی ان بچوں میں تھے۔

آپ کے نام پر نام رکھنا افضل ہے

بزار ابن عدی ابو یعلی اور حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اپنے بچوں کا نام محمد رکھتے ہو اس کے بعد ان بچوں پر لعنت کرتے ہو۔

بزار نے ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا جب تم بچہ کا نام محمد رکھو تو اسے نہ مارو اور نہ محروم رکھو۔

طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کے تین بچے پیدا ہوئے اور اس نے کسی کا نام محمد نہ رکھا بلاشبہ وہ جاہل ہے اور طبرانی نے اس کی مثل واثلہ رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے۔

ابن ابی عاصم نے ابن ابی فدیک جہم بن عثمان سے انہوں نے ابن جشیب سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے فرمایا جس نے میرے نام پر نام رکھا اور مجھ سے برکت کی امید رکھی تو اس کو برکت حاصل ہوگی اور وہ برکت قیامت تک جاری رہے گی۔

بخاری نے اپنی تاریخ میں اور بیہقی نے ''الدلائل والدعوات'' میں صحیح بتا کر اور ابو نعیم نے المعرفہ میں عثمان رضی اللہ عنہ بن حنیف سے روایت کی کہ ایک نابینا شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور اس نے عرض کیا کہ میرے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے عافیت دیدے۔ حضور نے فرمایا کہ اگر تو چاہے تو اس بات کو آخرت پر چھوڑ دے اور یہ تیرے لئے بہتر ہے اور اگر تو چاہے تو میں تیرے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کروں۔ اس نے عرض کیا آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے۔ حضور نے حکم دیا کہ خوب اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھو اور یہ دعا پڑھو ''اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰى رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ هٰذِهٖ فَيَقْضِيْهَا لِیْ اَللّٰهُمَّ شَفِّعْهُ فِیَّ۔'' چنانچہ اس نابینا نے ارشاد کے مطابق عمل کیا اور وہ بینا ہو کر اٹھا۔

بیہقی و ابو نعیم نے المعرفہ میں ابو امامہ رضی اللہ عنہ بن سہل بن حنیف سے روایت کی کہ ایک شخص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان کے پاس کسی حاجت سے آتا جاتا تھا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس کی طرف متوجہ نہ ہوتے تھے اور اس کی حاجت کی طرف نظر نہ فرماتے تھے تو وہ شخص عثمان رضی اللہ عنہ بن حنیف سے ملا اور ان سے شکایت کی۔ عثمان رضی اللہ عنہ بن حنیف نے کہا آفتابہ لاؤ اور وضو کرو۔ اس کے بعد مسجد میں آ کر دو رکعت نماز پڑھو۔ پھر یہ دعا مانگو۔ ''اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيِّ

الرَّحْمَةِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰی رَبِّیْ فَیَقْضِیْ حَاجَتِیْ " یہ دعا پڑھ کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور اپنی ضرورت کی بات کرو' تو وہ شخص گیا اور اس نے یہ عمل پڑھا۔ اس کے بعد وہ شخص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان کے دروازے پر آیا اور دربان نے اس کا ہاتھ تھاما اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان کے پاس لے گیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے پاس چٹائی پر بٹھایا اور فرمایا بتاؤ تمہاری کیا حاجت ہے۔ اس کے بعد وہ شخص ان کے پاس سے عثمان بن حنیف کے پاس پہنچا اور ان سے کہا اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے جو کہ آپ نے میری حاجت میں رہنمائی فرمائی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے میری حالت پر غور کیا اور اس سے پہلے وہ میری طرف متوجہ ہی نہ ہوتے تھے۔ یہاں تک کہ اب نوبت آئی کہ انہوں نے مجھ سے گفتگو کی۔ عثمان رضی اللہ عنہ بن حنیف نے کہا تم نے کیا بات کہی ہے میں نے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ کے پاس ایک نابینا آیا اور اس نے اپنی بصارت جانے کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کیا تو صبر کرسکتا ہے؟ اس نے کہا یا رسول اللہ! نہیں۔ مجھے کوئی لے کر چلنے والا نہیں ہے اور یہ بات مجھ پر بہت دشوار ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آفتابہ لاؤ اور وضو کرو اور دو رکعت نماز پڑھ کر یہ دعا مانگو۔ ''اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْكَ بِنَبِیِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰی رَبِّیْ فَیُجَلِّیْ لِیْ بَصَرِیْ اَللّٰهُمَّ شَفِّعْهُ فِیَّ وَشَفِّعْنِیْ فِیْ نَفْسِیْ۔ '' عثمان بن حنیف نے کہا خدا کی قسم ہم ابھی گئے نہ تھے کہ وہ شخص آیا اور اسے نابینائی کی شکایت نہ تھی۔

شیخ عزالدین ابن عبدالسلام نے فرمایا کہ ممکن ہے یہ قسم دینا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہو اس لئے کہ حضور اولاد آدم کے سردار ہیں اور یہ کہ آپ کے سوا کسی نبی' فرشتہ اور ولی کی اللہ تعالیٰ پر قسم نہیں دی جا سکتی' کیونکہ کوئی مخلوق آپ کے درجہ میں نہیں ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ بات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان خصائص میں سے ہے جن کے ساتھ آپ کو مخصوص کیا گیا ہے تاکہ آپ کے درجہ اور مرتبہ کی رفعت پر آگاہی ہو۔ انتہی۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے دیگر خصائص شریفہ

ماوردی نے اپنی تفسیر میں کہا کہ ابن ابوہریرہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شان تھی کہ آپ پر خطا کا اطلاق جائز نہیں ہے اور آپ کے سوا دیگر انبیاء پر اس کا اطلاق جائز تھا۔ اس لئے کہ آپ خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے جو آپ کی خطا کو جانے۔ بخلاف دیگر انبیاء علیہم السلام کے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو خطا سے معصوم و محفوظ رکھا۔

امام شافعی نے فرمایا حق الامر یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اجتہاد میں خطا تھی ہی نہیں۔

آپ کی یہ خصوصیت کہ آپ کی صاحبزادیاں اور آپ کی ازواج مطہرات تمام جہان کی عورتوں پر فضیلت رکھتی ہیں اور آپ کی ازواج کا ثواب و عقاب دونا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ (الاحزاب: ۳۲)	اے نبی کی بیبیو! تم دیگر عورتوں کی مانند نہیں ہو۔

اور حق تعالیٰ نے فرمایا "یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ مَنْ یَّاْتِ مِنْکُنَّ" ۔الآیتین۔

ترمذی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورتوں میں افضل مریم اور فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

حارث بن ابی اسامہ نے عروہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سارے جہان کی عورتوں میں افضل مریم ہیں اور سارے جہاں کی عورتوں میں بہتر فاطمۃ الزہرہ ہیں۔

ابونعیم نے ابوسعید خدری سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فاطمہ رضی اللہ عنہا اہل جنت عورتوں کی سردار ہیں مگر مریم بنت عمران کے علاوہ۔

ابونعیم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے فاطمہ! اللہ تعالیٰ تمہارے غضب کے سبب غضب کرتا ہے اور تمہاری رضا کے سبب خوش ہوتا ہے۔

ابونعیم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے فاطمہ رضی اللہ عنہا! پارسائی کی زندگی اختیار کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان پر اور ان کی اولاد پر جہنم کو حرام کر دیا ہے۔

ابن حجر نے کہا کہ جو لوگ حضور اکرم ﷺ کی صاحبزادیوں کو آپ کی ازواج پر فضیلت میں جس حدیث سے استدلال کرتے ہیں وہ وہ حدیث ہے جسے ابویعلیٰ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ حفصہ رضی اللہ عنہا نے عثمان سے بہتر کے ساتھ نکاح کیا اور عثمان رضی اللہ عنہ نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے بہتر کے ساتھ نکاح کیا۔

طبرانی نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چار گروہ ہیں جن کو دوہرا اجر دیا جائے گا۔ ان میں ایک گروہ ازواج رسول اللہ ﷺ ہیں۔ آخر حدیث تک۔

علماء نے فرمایا دوہرا اجر آخرت میں ہوگا اور ایک قول یہ ہے کہ ایک اجر دنیا اور دوسرا اجر آخرت میں ہوگا اور علماء نے دوہرے عقاب کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ ایک عقاب دنیا میں اور دوسرا عقاب آخرت میں ہوگا اور ان کے سوا دوسری عورتوں کا حال یہ ہے کہ جب دنیا میں عقاب ہو جائے گا تو آخرت میں عقاب نہ ہوگا۔ اس لئے کہ حدود کفارہ معصیت ہے اور مقاتل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ دنیا میں دو حدیں ہیں۔ سعید بن جبیر نے کہا یہی حکم ان لوگوں کے حدود کا ہے جنہوں نے ازواجِ مطہرات پر قذف رکھی کہ ان کو دنیا میں دوہری سزا یعنی ایک سو ساٹھ کوڑے لگائے جائیں گے۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے الشفا میں بعض علماء سے نقل کیا یہ حد قذف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوا کے ساتھ خاص ہے اگر کسی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر قذف کی تو اسے قتل کیا جائے گا اور ایک قول یہ ہے کہ ازواج مطہرات میں سے کسی کے ساتھ جو کوئی قذف کرے گا اسے قتل کیا جائے گا۔ صاحب تلخیص نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "لَئِنْ اَشْرَکْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُکَ" (الزمر:۶۵) اگر تم نے شرک کیا تو تمہارے عمل ضرور ضائع ہو جائیں گے حالانکہ دوسروں کے عمل کفر پر مرنے کے سبب ضائع ہوتے ہیں۔ صاحب تلخیص نے کہا کہ حق تعالیٰ نے آپ کے بارے میں فرمایا لَقَدْ کِدْتَّ تَرْکَنُ اِلَیْھِمْ ۔الآیہ قریب تھا کہ آپ ان کی طرف

مائل ہو جاتے۔

آپ کے اصحاب انبیاء علیہم السلام کے علاوہ تمام جہان پر فضیلت رکھتے ہیں:

ابن جریر نے کتاب السنۃ میں جابر بن عبداللہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے صحابہ کو تمام جہان والوں پر انبیاء و مرسلین کے سوا فضیلت دی ہے اور میرے اصحاب میں سے چار کو برگزیدہ کیا ہے۔ وہ حضرت ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم ہیں اور ان چاروں کو میرے صحابہ میں افضل کیا۔ درآں حالیکہ میرے تمام صحابہ میں خیر رکھی ہے اور میری امت کو تمام امتوں پر برگزیدگی دی ہے اور میری امت کے چار قرنوں کو شرف عطا کیا۔ قرن اول، قرن دوم اور قرن سوم مسلسل ہیں اور قرن چہارم منفرد اکیلا ہے۔ جمہور نے فرمایا کہ تمام صحابہ اپنے تمام بعد والوں سے افضل ہیں۔ اگرچہ علم و عمل میں بعد والوں نے ترقی کی ہو۔

آپ کی یہ خصوصیت کہ آپ کے دونوں شہر تمام شہروں سے افضل ہیں اور یہ کہ دجال و طاعون آپ کے دونوں شہر میں داخل نہ ہوں گے اور یہ کہ آپ کی مسجد تمام مسجدوں میں افضل ہے۔

وہ بقعہ نور جہاں آپ آرام فرما ہیں افضل البقاع ہے

امام احمد نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری اس مسجد میں نماز پڑھنا اس کے سوا کی مساجد سے بجز مسجد حرام کے ہزار درجہ افضل ہے اور مسجد حرام میں نماز پڑھنا میری اس مسجد میں نماز پڑھنے سے ایسا ہے گویا سو نمازیں پڑھیں۔

ترمذی نے عبداللہ بن عدی سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خدا کی قسم یقیناً شہر مکہ ایسا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تمام زمینوں سے اچھا ہے اور اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ تجھی سے پیار ہے۔

حاکم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے خدا! تو نے مجھے اپنی محبوب ترین سرزمین سے نکالا ہے اب تو مجھے ایسی سرزمین پر ٹھہرا جو تیرے نزدیک بہت ہی پیاری ہو۔

امام احمد نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مدینہ طیبہ اور مکہ مکرمہ دونوں کی فرشتے حفاظت کرتے ہیں اور ان کے ہر راستے پر فرشتہ مقرر ہے جو ان میں نہ طاعون کو داخل ہونے دیتا ہے اور نہ دجال کو۔

علماء اعلام نے فرمایا کہ شہر مکہ و مدینہ کے درمیان افضلیت میں رسول اللہ ﷺ کے قبر انور کے سوا اختلاف رکھتے ہیں لیکن حضور اکرم ﷺ کا روضہ مبارکہ بالا جماع افضل البقاع ہے۔ بلکہ کعبہ سے بھی افضل ہے۔ ابن عقیل حنبلی نے ذکر کیا کہ وہ عرش سے بھی افضل ہے۔

سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے چار باتوں کے ساتھ فضیلت دی گئی ہے

طبرانی نے ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے چار باتوں کے ساتھ فضیلت دی گئی ہے۔ میں

اور میری امت نمازوں میں اس طرح صفیں باندھتی ہیں جس طرح فرشتے صفیں باندھتے ہیں اور پاک مٹی میرے لئے پاک کرنے والی بنی اور میرے لئے تمام زمین سجدہ گاہ ہوئی اور میرے لئے غنائم کو حلال کیا گیا۔

حلیمی نے فرمایا استدلال کیا جاتا ہے کہ وضو کرنا اس امت کے خصائص میں سے ہے اس لئے کہ حدیث صحیحین میں مروی ہے کہ میری امت روز قیامت اس حال میں بلائی جائے گی کہ ان کے آثار وضو یعنی ہاتھ پاؤں اور چہرے روشن و تاباں ہوں گے۔ حلیمی کے اس استدلال کو اس طرح رد کا جاتا ہے کہ غرہ و تحجیل جس امر کے ساتھ مختص ہے وہ اصل وضو نہیں ہے اور یہ کیسے ہوسکتا ہے جب کہ حدیث میں آیا ہے کہ میرا یہ وضو ان انبیاء کا وضو ہے جو مجھ سے پہلے گزرے ہیں اس رد کے جواب میں حافظ ابن حجر نے فرمایا کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور بر تقدیر ثبوت ممکن ہے کہ وضو کرنا انبیاء علیہم السلام کے خصائص میں سے ہو نہ کہ ان کی امتوں کے لئے' مگر اس امت کے خصائص میں سے وضو کرنا ہے۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس احتمال کی تائید و روایت کرتی ہے جو توریت و انجیل ہیں۔ آپ کے ذکر ہونے کے باب میں گزر چکی ہے۔ اس روایت میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی صفات میں سے ہے کہ وہ اطراف کا وضو کریں گے۔ اس روایت کو ابونعیم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا۔

دارمی نے کعب احبار سے اور بیہقی نے وہب سے روایت کی ہے کہ امت محمدیہ پر فرض کیا گیا ہے کہ وہ ہر نماز میں وضو کیا کریں جس طرح کہ انبیاء علیہم السلام پر فرض کیا گیا تھا۔ علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا ہے کہ طبرانی نے اوسط میں اس سند کے ساتھ جس میں ابن لہیعہ ہے بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آفتابہ طلب فرمایا اور ایک ایک بار اعضا کو دھویا اور فرمایا یہ وضو ان امتوں کا ہے جو تم سے پہلے گزری ہیں پھر حضور نے تین تین بار اعضا کو دھویا اور فرمایا یہ میرا وضو ہے اور میرے امتیوں کا وضو ہے۔ اس روایت میں صراحت ہے کہ وضو کرنا گزشتہ امتوں کے لئے بھی تھا پھر اس میں ان کے مقابلہ میں ہمارے لئے جو خصوصیت ہے وہ تین بار اعضاء کا دھونا ہے جبکہ دوسرے نبیوں کے لئے صرف ایک مرتبہ تھا۔

عشاء کی نماز صرف آپ ہی نے پڑھی اور کسی نبی نے نہیں پڑھی:

امام طحاوی نے عبیداللہ بن محمر بن عائشہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ آدم علیہ السلام کی جب توبہ قبول کی گئی تو وہ صبح کا وقت تھا۔ انہوں نے دو رکعت نماز پڑھی تو نماز فجر فرض ہوئی اور اسحاق علیہ السلام کا فدیہ ظہر کے وقت دیا گیا تو ابراہیم علیہ السلام نے چار رکعت نماز پڑھی تو اس طرح ظہر کی نماز فرض ہوئی۔ عزیز علیہ السلام کو جب اٹھایا گیا اور ان سے پوچھا گیا کہ کتنا عرصہ آرام کیا تو انہوں نے کہا ایک دن اور انہوں نے سورج کو دیکھا تو کہا یا کچھ زیادہ اور انہوں نے چار رکعت نماز پڑھی اس طرح عصر کی نماز فرض ہوئی اور داؤد علیہ السلام کی مغفرت مغرب کے وقت ہوئی تو وہ اٹھے اور چار رکعت نماز کا ارادہ کیا مگر مشقت کی بنا پر تیسری میں قعدہ کرلیا تو اس طرح مغرب کی نماز کی تین رکعتیں فرض ہوئیں اور سب سے پہلے جس نے عشاء کی نماز پڑھی وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

بخاری نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن نماز عشاء میں تاخیر فرمائی یہاں تک کہ

رات چھا گئی۔ پھر حضور باہر تشریف لائے اور نماز پڑھائی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو حاضرین سے فرمایا تمہیں بشارت ہو کہ اللہ تعالیٰ کی نعمت یہ تم پر ہے۔ وہ یہ کہ تمہارے سوا لوگوں میں سے کوئی نہیں ہے جو اس گھڑی میں نماز پڑھے یا یہ فرمایا کہ تمہارے سوا کوئی نہیں ہے جس نے اس گھڑی میں نماز پڑھی ہو۔

امام احمد و نسائی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عشاء میں تاخیر فرمائی۔ اس کے بعد مسجد میں تشریف لائے تو ملاحظہ فرمایا کہ لوگ نماز کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا سنو! تمہارے سوا ان اہل ادیان میں سے کوئی نہیں ہے جو اس وقت اللہ کا ذکر کرتا ہو۔

ابوداؤد و ابن ابی شیبہ نے المصنف میں اور بیہقی نے سنن میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عشاء میں تاخیر فرمائی یہاں تک کہ گمان کرنے والوں نے گمان کیا کہ آپ نے نماز پڑھ لی ہے پھر حضور مسجد تشریف لائے اور فرمایا اس نماز میں تم تاخیر کیا کرو' کیونکہ تم اس نماز کے ساتھ تمام امتوں پر فضیلت دیئے گئے ہو اور تم سے پہلے کسی امت نے یہ نماز نہیں پڑھی ہے۔

آپ کی چند دیگر مبارک خصوصیات

مسلم نے حذیفہ رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہم سے پہلے لوگوں کو جمعہ سے دور رکھا۔ یہودیوں کے لئے سنیچر کا دن اور نصاریٰ کے لئے اتوار کا دن مقرر ہوا۔ پھر اللہ تعالیٰ ہمیں لایا تو ہمیں جمعہ کے دن کی ہدایت دی تو اللہ تعالیٰ نے پہلے جمعہ پھر ہفتہ پھر اتوار کو پیدا کیا۔ اسی طرح وہ لوگ روز قیامت ہمارے تابع یعنی پیچھے ہوں گے۔ ہم دنیا میں تو آخر ہیں مگر روز قیامت اول ہیں۔ ان کے لئے تمام خلائق سے پہلے فیصلہ کیا جائے گا۔

ابن عساکر نے بطریق ربیع بن انس روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے جو باتیں علماء بنی اسرائیل سے سنیں ان کو انہوں نے ہم سے اس طرح بیان کیا کہ یحییٰ بن زکریا علیہما السلام پانچ کلمات کے ساتھ بھیجے گئے تھے جو شخص ان پانچ کلمات پر عمل کرتا یہاں تک کہ وہ مر جاتا تو روز قیامت اس پر حساب نہ ہوتا۔ وہ پانچ کلمات یہ ہیں۔ اللہ کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں۔ نماز پڑھیں' صدقہ دیں' روزہ رکھیں اور اللہ کا ذکر کریں۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ پانچ کلمات بھی عطا فرمائے اور ان کے ساتھ پانچ مزید عطا فرمائے۔ جمعہ' سمع' طاعت' ہجرت اور جہاد۔

امام احمد و بیہقی نے سنن میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل کتاب ہم سے کسی شئے پر حسد نہیں کرتے۔ جتنا جمعہ پر وہ ہم سے حسد کرتے ہیں۔ جمعہ ایسا دن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کی ہدایت دی اور اہل کتاب اس سے گمراہ رہے اور ہم سے اس قبلہ پر حسد کرتے ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہدایت دی اور وہ اس سے گمراہ رہے اور وہ امام کے پیچھے ہمارے آمین کہنے پر حسد کرتے ہیں۔

ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہود تم سے کسی چیز پر اتنا حسد نہیں

کرتے جتنا وہ تم سے السلام علیکم کہنے اور آمین کہنے پر حسد کرتے ہیں۔

طبرانی نے اوسط میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہود نے مسلمانوں سے ان تین چیزوں سے افضل چیز پر حسد نہیں کیا۔ ایک چیز سلام کا جواب دینا دوسری چیز صفوں کا قائم کرنا اور تیسری چیز مسلمانوں کا اپنے امام کے پیچھے فرض نمازوں میں آمین کہنا ہے۔

حارث بن ابی اسامہ نے اپنی مسند میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے تین چیزیں دی گئی ہیں۔ ایک صفوں میں نماز دی گئی دوسرے السلام علیکم دیا کیونکہ یہ اہل جنت کی تحیت ہے اور آمین دیا گیا۔ تم سے پہلے کسی کو بھی آمین کہنا نہیں بتایا گیا۔ البتہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہارون علیہ السلام کو آمین بتائی ہو کیونکہ موسیٰ علیہ السلام جب دعا کر رہے تھے تو ہارون علیہ السلام آمین کہہ رہے تھے۔

ابن ابی شیبہ بیہقی اور ابونعیم نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگوں پر مجھے تین چیزوں کے ساتھ فضیلت دی گئی ہے۔ تمام زمین ہمارے لئے سجدہ گاہ بنائی گئی اور اس کی مٹی ہمارے لئے پاک کرنے والی بنائی گئی اور ہماری صفوں کو فرشتوں کی صفوں کی مانند بنایا گیا اور وہ آیتیں جو سورۂ بقرہ کی آخر میں ہیں عرش کے نیچے کے خزانے سے مجھے دی گئیں اور یہ چیزیں مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں اور نہ میرے بعد کسی کو عطا ہوں گی۔

حضور ﷺ کو اقامت اور اذان عطا ہوئی:

سعید بن منصور نے ابوعمیر بن انس سے روایت کی۔ انہوں نے کہا مجھے میری پھوپھی نے جو کہ انصار میں سے تھیں خبر دی کہ لوگوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے نماز کے لئے اہتمام فرمایا کہ کس طرح لوگوں کو نماز کے لئے جمع کیا جائے۔ اس پر کسی نے کہا کہ حضور نماز کے وقت جھنڈا نصب کیا جائے مگر یہ بات حضور کو پسند نہ آئی اور کسی نے بگل بجانے کا مشورہ دیا مگر حضور کو یہ بات بھی پسند نہ آئی اور آپ نے فرمایا اس میں نصاریٰ کی مشابہت ہے پھر عبداللہ ابن زید رضی اللہ عنہ اس حال میں واپس آئے کہ وہ اس کا اہتمام کر رہے تھے جو انہیں خواب میں اذان کے بارے میں دکھایا گیا تھا۔

نماز میں رکوع کی مشروعیت اس ملت کے ساتھ مختص ہے:

مفسرین کی ایک جماعت نے آیہ کریمہ "وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ" (رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو) کے تحت ذکر کیا ہے کہ نماز میں رکوع کی مشروعیت اس ملت کے ساتھ خاص ہے کیونکہ بنی اسرائیل کی نماز میں رکوع نہیں تھا۔ اس لئے بنی اسرائیل کو امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ رکوع کرنے کا حکم دیا گیا۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رکوع کے سلسلے میں جس حدیث سے استدلال کیا جاتا ہے وہ ہے۔ جسے بزار و طبرانی نے اوسط میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ فرمایا پہلی نماز جس میں ہم نے رکوع کیا وہ نماز عصر تھی۔ یہ دیکھ کر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ کیا ہے؟ فرمایا مجھے اس کا حکم دیا گیا ہے اور وجہ استدلال یہ ہے کہ حضور نے اس سے قبل ظہر کی نماز پڑھی اور نماز پنجگانہ کی فرضیت سے قبل رات کی نماز میں وغیرہ حضور نے پڑھیں تو

وہ پہلے کی تمام نمازیں بغیر رکوع کے تھیں۔ یہ اس بات کا قرینہ ہے کہ امم سابقہ کی نمازیں رکوع سے خالی تھیں اور ابن فرشتہ نے "شرح المجمع" میں رسول اللہ ﷺ کے اس قول کے تحت ذکر کیا کہ "جس نے ہماری نماز پڑھی اور ہمارے قبلہ کی طرف رخ کیا وہ ہم میں سے ہے۔" انہوں نے "ہماری نماز" کے ارشاد سے باجماعت نماز مراد لی ہے۔ اس لئے کہ انفرادی نماز تو ہم سے پہلے لوگوں میں موجود ہی تھی۔

بیہقی نے سنن میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہود نے ہماری کسی چیز پر اتنا حسد نہیں کیا جتنا ہماری ان تین چیزوں پر انہوں نے حسد کیا۔ "ایک سلام کہنا' دوسرا آمین کہنا' تیسرا اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ" کہنا ہے۔

آپ نعلین کیساتھ نماز پڑھنے میں مخصوص ہیں اور دیگر خصائص محمدی ﷺ

سعید بن منصور نے شداد رضی اللہ عنہ بن اوس سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اپنی نعلینوں میں نماز پڑھو اور یہود کے ساتھ مشابہت نہ کرو اور ابوداؤد و بیہقی دونوں نے اپنی اپنی سنن میں بلفظ "خالفوا الیھود" کہ یہود کی مخالفت کرو کیونکہ وہ اپنے موزوں اور نعلینوں میں نماز نہیں پڑھتے۔" روایت کیا ہے۔

آپ کی یہ خصوصیت کہ آپ کے لئے محراب میں نماز پڑھنا مکروہ تھا باوجودیکہ ہم سے پہلے محراب میں نماز پڑھتے تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ" (آل عمران:۳۹)

ابن ابی شیبہ نے المصنف میں موسیٰ الجہنی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت ہمیشہ خیر کے ساتھ رہے گی جب تک کہ وہ اپنی مسجدوں میں نصاریٰ کے مذابح کی مانند مذابح (طاق ومحراب) نہ بنائیں گے۔

ابن ابی شیبہ نے عبید بن ابوالجعد سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ فرمایا کرتے تھے کہ علامات قیامت میں سے یہ ہے کہ مسجدوں میں مذابح یعنی طاق ومحراب بنائے جائیں گے۔

ابن ابی شیبہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ محرابوں سے اجتناب کرو۔

ابن ابی شیبہ نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا علامات قیامت میں سے یہ ہے کہ مسجدوں میں طاق ومحراب بنائے جائیں گے۔

ابن ابی شیبہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ طاق (محراب) میں نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اس کی مثل حسن' ابراہیم نخعی' سالم بن ابوالجعد اور ابوخالد والبی سے روایت کی۔

طبرانی و بیہقی نے سنن میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت کی کہ ان محرابوں سے اجتناب کرو۔ حوقلہ یعنی لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ کے بارے میں حدیث' شرح صدر اور رفع ذکر کے باب میں گزر چکی ہے۔

طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ میری امت کو وہ چیز دی گئی ہے جو کسی

امت کو نہیں دی گئی۔ وہ مصیبت کے وقت "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ" کہتا ہے۔

عبدالرزاق وابن جریر نے اپنی تفسیروں میں سعید بن جبیر سے روایت کی۔ انہوں نے کہا اس امت کے سوا کسی کو استرجاع نہیں دیا گیا۔ کیا تم نے حضرت یعقوب علیہ السلام کا یہ قول نہیں سنا کہ انہوں نے "یٰاَسَفٰی عَلٰی یُوْسُفَ" فرمایا تھا۔

عبدالرزاق نے المصنف میں روایت کی کہ ہم کو معمر نے ابان سے خبر دی۔ انہوں نے کہا کہ اس امت کے سوا کسی کو تکبیر یعنی "اللہ اکبر" نہیں دی گئی۔ ابن ابی شیبہ نے المصنف میں ابوالعالیہ سے روایت کی۔ ان سے پوچھا گیا کہ انبیاء علیہم السلام کس چیز سے نماز کا افتتاح کرتے تھے۔ فرمایا توحید تسبیح اور تہلیل سے۔

خصائص اُمتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی امت کے گناہ استغفار سے بخش دیئے جاتے ہیں اور یہ کہ شرمندہ ہونا ان کے لئے توبہ ہے اور یہ کہ وہ اپنے صدقات کو خود ہی استعمال کریں گے اور اس پر انہیں ثواب دیا جائے گا اور یہ کہ ان کے لئے دنیا میں ثواب میں تعجیل ہوگی باوجودیکہ آخرت میں ثواب کا ذخیرہ ہوگا اور یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ سے جو دعا مانگیں گے اس کو قبولیت عطا ہوگی۔

ان تمام باتوں کے بارے میں احادیث کثیرہ وتوریت وانجیل میں امت محمدیہ کے ذکر ہونے کے باب میں پہلے گزر چکی ہیں۔

فریابی نے کعب سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ اس امت کو تین باتیں ایسی دی گئی ہیں جو انبیاء کے سوا کسی کو نہیں دی گئیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان یہ ہے کہ آپ سے کہا گیا کہ پیغام حق آپ نے پہنچا دیا۔ اب کوئی حرج نہیں اور آپ اپنی امت پر گواہ ہیں۔ آپ دعا کیجئے۔ آپ کی دعا قبول ہوگی۔ "اور اس امت کے لئے فرمایا "وَمَا جَعَلَ عَلَیْکُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ" (حج: ۷۸) تم پر دین میں حرج نہیں بنایا اور فرمایا "لِتَکُوْنُوْا شُھَدَآءَ عَلَی النَّاسِ" (بقرہ ۱۴۳) تاکہ تمام لوگوں پر گواہ ہو اور فرمایا "اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ" (غافر ۶۰) تم مجھ سے دعا مانگو۔ تمہاری دعا قبول کروں گا۔

نسائی وحاکم اور بیہقی وابونعیم نے ابوہریرہ سے آیہ کریمہ "وَمَا کُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَیْنَا" "اور تم طور کے گوشے میں موجود نہ تھے جب کہ ہم نے ندا فرمائی کے تحت روایت کی۔ انہوں نے کہا اے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم! پکار و تمہاری پکار قبول کی جائے گی۔ قبل اس کے تم مجھے پکارو اور تمہیں دیا جائے گا قبل اس کے کہ تم مجھ سے مانگو۔

ابونعیم نے عمرو بن عبسہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد باری تعالیٰ "وَمَا کُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَیْنَا" کے بارے میں استفسار کیا کہ وہ ندا کیا تھی؟ اور وہ رحمت کیا تھی؟ فرمایا وہ کتاب تھی جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کے پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے لکھی تھی۔ اس کے بعد ندا کی گئی اے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم! میری رحمت میرے غضب پر سبقت کرگئی ہے۔ مجھ سے مانگنے سے پہلے میں نے تم کو دیا ہے اور مجھ سے مغفرت چاہنے سے پہلے میں نے تم کو بخش دیا ہے تو جو کوئی تم میں سے اس حال میں مجھ سے ملے کہ وہ اس کی گواہی دیتا ہو کہ "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد مصطفیٰ میرے بندے اور میرے رسول ہیں" تو میں اسے جنت میں داخل کروں گا۔

امام احمد و حاکم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی کہ ندامت و شرمندگی توبہ ہے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ ندامت کا توبہ ہونا اس امت کے خصائص میں سے ہے۔

نووی نے شرح المہذب میں فرمایا کہ لیلۃ القدر اس امت کے ساتھ خاص ہے۔ (اللہ تعالیٰ اس کی بزرگی کو زیادہ کرے) جو ہم سے پہلوں کے لئے یہ نہ تھی۔

امام مالک نے الموطا میں فرمایا مجھے معلوم ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو امت کی عمروں کو ان کی تخلیق سے پہلے دکھایا گیا جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے اسے چاہا دکھایا۔ تو آپ نے اپنی امت کی عمروں کو بہت کم پایا اور وہ ان عملوں تک نہیں پہنچی جو ان کے سوا دوسری امتیں طویل عمر کی وجہ سے پہنچی تھیں تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو لیلۃ القدر عطا فرمائی جو ہزار مہینے سے افضل ہے۔ اس قول کے دیگر شواہد ہیں جن کو ہم نے ''التفسیر المسند'' میں بیان کیا ہے اور دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری امت کو لیلۃ القدر عطا فرمائی اور لیلۃ القدر ان سے پہلے کسی کو عطا نہ ہوئی۔

ابن جریر نے عطاء سے آیہ کریمہ ''كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ'' کے تحت روایت کی۔ انہوں نے کہا تم پر ہر مہینے کے تین دن کے روزے فرض کئے گئے تھے اور یہ اس سے پہلے لوگوں کا روزہ تھا پھر اللہ نے ماہ رمضان کے روزے فرض کر دیے۔

ابن جریر نے سدی سے آیہ کریمہ ''كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ'' کے تحت روایت کی۔ انہوں نے کہا ہم سے پہلے جو نصاریٰ تھے ان پر ماہ رمضان کے روزے فرض کئے گئے اور ان پر فرض کیا گیا کہ وہ سونے کے بعد ماہ رمضان میں نہ کھائیں اور نہ پئیں اور نہ بیویوں سے جماع کریں تو رمضان کے روزے نصاریٰ پر سخت گزرے اور انہوں نے مجتمع ہو کر گرمی و سردی کے موسم کے درمیان روزوں کو کر لیا اور انہوں نے کہا ہم مزید بیس دن روزے رکھیں گے۔ تاکہ جو ہم نے تغیر و تبدل کیا ہے اس کا کفارہ بن جائے' پھر مسلمانوں نے ایسا ہی کیا۔ جیسا کہ نصاریٰ نے کیا تھا۔ یہاں تک کہ ابو قیس بن صرمہ اور عمر بن خطاب کا واقعہ پیش آیا جو ہوا تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے طلوع فجر تک کھانے پینے اور جماع کرنے کو حلال کر دیا۔

اصبہانی نے الترغیب میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ماہ رمضان میں میری امت کو پانچ باتیں ایسی دی گئی ہیں جو ان سے قبل امتوں کو نہیں دی گئیں۔ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے اور افطار کے وقت تک فرشتے ان کے لئے استغفار کرتے ہیں اور سرکش شیاطین مقید کیے جاتے ہیں تو وہ جس چیز کی طرف پہنچتے تھے رمضان میں اس کی طرف وہ نہیں پہنچتے اور رمضان میں ہر روز جنت کو آراستہ کرتا ہے اور فرماتا ہے بہت جلد اپنے صالح بندوں سے مونت و مشقت کو اٹھا دیا جائے گا اور اے جنت تیری طرف وہ آئیں گے اور ان کے لئے ماہ رمضان کی آخر رات میں مغفرت ہوگی۔ صحابہ نے عرض کیا کیا وہ لیلۃ القدر ہے یا رسول اللہ! فرمایا نہیں بلکہ عمل کرنے والوں کی مزدوری اسی وقت دی جاتی ہے جب وہ اپنے عمل اور کام کو پورا کر لیتا ہے۔

حاکم نے صحیح بتا کر ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے عید الاضحیٰ کا حکم دیا گیا ہے اسے اللہ تعالیٰ

نے اس امت کے لئے بنایا ہے۔

حاکم نے عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص سے روایت کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارے روزوں اور اہل کتاب کے روزوں کے درمیان جو فرق ہے وہ روزے سے قبل سحری کھانے کا ہے۔

ابوداؤد نے اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دین ہمیشہ غالب و ظاہر ہے گا جب تک لوگ افطار میں جلدی کریں گے کیونکہ یہود و نصاریٰ دیر لگاتے ہیں۔

ابن ابی حاتم اور ابن المنذر نے تفسیروں میں مجاہد وعکرمہ سے روایت کی دونوں نے کہا کہ بنی اسرائیل کے لئے ذبح تھا اور تم جو ہو تو تمہارے لئے نحر ہے پھر انہوں نے پڑھا "فَذَبَحُوْهَا" اور "فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ"

الا ربعہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے لئے لحد ہے اور ہمارے سوا کے لئے شق ہے۔

امام احمد نے جریر رضی اللہ عنہ بن عبداللہ بجلی سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لحد ہمارے لئے ہے اور شق اہل کتاب کے لئے۔

مسلم نے ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یوم عاشورا کے روزے کے بارے میں استفسار کیا گیا تو فرمایا "گزشتہ سال کے گناہوں کا کفارہ ہے اور یوم عرفہ کے روزے کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا یہ گزشتہ اور آئندہ کے دو سالوں کا کفارہ ہے۔

علماء اعلام نے فرمایا کہ یوم عرفہ کے روزے کا مرتبہ اتنا ہی ہے کیونکہ یہ روزہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اور یوم عاشورا کا روزہ موسیٰ علیہ السلام کی سنت ہے تو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت' حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سنت' مرتبہ واجر میں دوگنی ہے۔ قریب قریب اسی کے مشابہ وہ روایت ہے جسے حاکم نے سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے توریت میں پڑھا ہے کہ اس طعام میں برکت ہے جس کے پہلے وضو ہو۔ اس پر حضور نے فرمایا طعام کی برکت اس وضو میں ہے جو اس کے پہلے اور اس کے بعد ہو۔

حاکم نے تاریخ نیشاپور میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت کی کہ قبل طعام وضو میں ایک نیکی ہے اور بعد طعام وضو میں دو نیکیاں۔

نماز میں کلام حرام اور روزے میں مباح آپ کی امت کے خصائص سے ہے

سعید بن منصور نے سنن میں محمد بن کعب قرظی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے مسلمان نماز میں اپنی ضروریات کی باتیں کرلیا کرتے تھے جس طرح اہل کتاب نماز میں اپنی ضروریات کی باتیں کرلیتے تھے۔ یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی "وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ"

ابن جریر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیہ کریمہ "وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ" کے تحت روایت کی۔ انہوں نے فرمایا پہلے امتی نماز میں کلام

کرتے ہیں لیکن اے مسلمانو! تم اللہ کی عبادت میں اس طرح قیام کرو کہ تم اللہ کے ہی مطیع ہو۔

ابن العربی نے شرح ترمذی میں فرمایا ہم سے پہلی امتوں کا روزہ اس طرح تھا کہ کھانے پینے کے ساتھ کلام کرنے سے بھی باز رہتے تھے وہ لوگ حرج میں تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لئے نصف زمانہ صوم کو جو کہ رات ہے حذف کر کے اور آدھے روزے کو جو کہ کلام سے رکنا تھا حذف کر کے رخصت عطا فرمائی اور اس امت کو روزے میں بات کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔

آپ کی امت خیر الامم اور آخر الامم ہے

حضور اکرم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی امت خیر الامم ہے اور یہ شرف آپ کی وجہ سے ہے اور گزشتہ امتوں کے اعمال دوسروں کے سامنے ظاہر کر کے رسوا کیا جائے گا اور اس امت کو رسوا نہ کیا جائے گا اور یہ کہ اپنی کتاب الٰہی کو اپنے سینوں میں محفوظ کرنا مسلمانوں کے لئے آسان کر دیا ہے اور یہ کہ اس کا نام دو اسماء الٰہی سے مشتق کر کے رکھا گیا۔ ایک المسلمون دوسرے المومنون اور یہ کہ ان کے دین کا نام اسلام رکھا گیا اور اس وصف کے ساتھ بجز انبیاء کے کوئی موصوف نہ ہوا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ" "تم بہترین امت ہو جتنی لوگوں میں امتیں نکلیں اور فرمایا: "وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّکْرِ" (القمر: ۲۲، ۳۲) ہم نے قرآن کو یاد کرنے کیلئے آسان کیا اور فرمایا: "هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِیْنَ مِنْ قَبْلُ" اس نے پہلے ہی سے تمہارا نام مسلمان رکھا۔

امام احمد و ترمذی نے حسن بتا کر اور ابن ماجہ و حاکم نے اس بارے میں معاویہ رضی اللہ عنہ بن حیدہ سے روایت کی کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا۔ آپ نے آیۃ الکریمہ "کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ" (آل عمران: ۱۱۰) کے تحت فرمایا: تم لوگ سترویں امت کو پورا کرنے والے ہو اور تم اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان سب میں اکرم و بہترین ہو۔

ابن ابی حاتم نے ابن ابی کعب سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ کوئی امت قبولیت دعا کے اندر اسلام میں اس امت سے زیادہ نہیں ہوئی اور اسی مقصد سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا "کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ"

ابن راہویہ نے اپنی مسند میں اور ابن ابی شیبہ نے المصنف میں مکحول سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کوئی حق ایک یہودی آدمی پر تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنا حق طلب کرنے اس یہودی کے پاس آئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد مصطفیٰ ﷺ کو بشر پر برگزیدہ کیا میں حق لئے بغیر تجھے نہ چھوڑوں گا اس پر یہودی نے کہا خدا کی قسم اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو بشر پر برگزیدہ نہیں کیا۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس یہودی کے طمانچہ رسید کیا۔ وہ یہودی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور حضور سے فریاد کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے عمر رضی اللہ عنہ تم پر لازم ہے کہ اپنے طمانچے کے بدلے اسے راضی کرو اور یہودی سے مخاطب ہو کر فرمایا اے یہودی! آدم صفی اللہ تھے ابراہیم خلیل اللہ تھے موسیٰ نجی اللہ تھے عیسیٰ روح اللہ تھے اور میں حبیب اللہ ہوں۔ سن اے یہودی! تم اللہ تعالیٰ کے دو نام لیتے ہو مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے ان دو ناموں کے ساتھ میری امت کا نام رکھا۔ خدا کا ایک نام "السلام" ہے اور اس نے میری امت کا نام مسلمان رکھا اور خدا کا ایک نام المومن ہے اور اس نے میری امت کا نام مومن رکھا۔ سن

اے یہودی! تم نے اللہ تعالیٰ سے ایک دن مانگا۔ اللہ تعالیٰ نے وہ دن ہمارے لئے محفوظ رکھا اور تمہارے لئے دوسرا دن اور نصاریٰ کے لئے اس کے بعد کا دن مقرر کیا۔ سن اے یہودی! تم لوگ دنیا میں پہلے ہو اور ہم آخر میں مگر روز قیامت ہم پہلے ہوں گے بلکہ انبیاء پر جنت حرام ہوگی جب تک کہ میں اس میں داخل نہ ہوں اور جنت تمام امتوں پر حرام ہوگی جب تک میری امت میں داخل نہ ہو جائے۔

اور وہ حدیث کہ ''ان کی کتابیں ان کے سینے میں ہوں گی'' توریت وانجیل میں ان کے تذکرے کے باب میں پہلے گزر چکی ہے اور وہ حدیث کہ وہ آخر الامم ہیں آگے آ رہی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی یہ خصوصیت کہ آپ عمامہ میں شملہ چھوڑیں گے اور یہ کہ آپ درمیان کمر تہبند باندھیں گے اور دونوں باتیں فرشتوں کی علامت ہے۔ اس بارے میں احادیث توریت وانجیل میں آپ کے تذکرے کے باب میں اور آپ کی امت کے اوصاف کی احادیث پہلے گزر چکی ہیں۔ ان حدیثوں کے لفظ یہ ہیں ''وَیَأْتَزِرُوْنَ عَلٰی اَوْسَاطِھِمْ۔''

دیلمی نے بطریق عمرو بن شعیب ان کے والد سے انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگ اس طرح تہبند باندھو جس طرح میں نے فرشتوں کو باندھے دیکھا ہے۔ فرشتے اپنے رب کے حضور ﷺ اپنی آدھی پنڈلی تک تہبند باندھے ہوئے تھے۔

طبرانی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم عمامہ باندھنے کو لازمی کرلو اور اس کا کنارہ اپنی پشت کے پیچھے چھوڑ دو کیونکہ یہ فرشتوں کی علامت ہے۔

ابن عساکر نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف کے عمامہ باندھا اور ان کے عمامہ کا سرا عشر درخت کے پتے کی مانند چھوڑا۔ پھر فرمایا میں نے فرشتوں کو عمامہ باندھے دیکھا ہے۔

ابن تیمیہ نے بیان کیا کہ شملہ چھوڑنے کی اصل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جب اپنے رب کو دیکھا کہ حق تعالیٰ نے اپنا ہاتھ آپ کے دونوں شانوں کے درمیان رکھا ہے تو حضور نے اس جگہ کا اکرام شملہ چھوڑ کر فرمایا لیکن عراقی نے کہا میں نے اس کی اصل نہیں پائی۔

آپ کی امت سے وہ بوجھ دور کر دیا گیا جو دوسری امتوں پر تھا

حضور اکرم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی امت سے اس بوجھ کو دور کیا گیا جو ان سے پہلی امتوں پر تھا اور آپ کی امت سے بکثرت ان شدتوں کو دور فرمایا جو ان سے پہلی امتوں پر سختیاں تھیں اور ان پر دین میں کوئی تنگی نہیں رکھی گئی اور خطا و نسیان اور وہ باتیں جن کو وہ نا پسند کریں ان سے ان کا مواخذہ اٹھالیا گیا اور دلی خیالات کا مواخذہ اٹھالیا گیا اور یہ کہ جو کوئی برے عمل کا قصد کرے تو وہ گناہ نہ لکھا جائے گا اور بلکہ (نہ کرنے کے سبب) ایک نیکی لکھی جائے گی اور جو نیکی کا قصد کرے تو ایک نیکی لکھی جائے گی اور یہ کہ توبہ کی قبولیت میں جان کی ہلاکت کو ان سے اٹھالیا گیا اور یہ کہ موقع نجاست کے کاٹنے اور زکوٰۃ میں چوتھائی مال دینے کا

حکم اٹھالیا گیا اور یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ سے جو دعا مانگیں گے ان کی وہ دعا قبول کی جائے گی اور یہ کہ ان کے لئے قصاص و دیت کے درمیان اختیار شروع کیا گیا اور یہ کہ چار عورتوں سے نکاح کی اجازت دی گئی اور یہ کہ غیر ملت اسلام میں نکاح کی رخصت دی گئی اور باندی سے نکاح کرنے اور وطی کے سوا حائض سے مخالطت رکھنے اور جس پہلو سے چاہیں بیوی سے جماع کرنے کی اجازت دی گئی اور شرمگاہ (ستر) کے کھولنے اور تصویر اور نشہ پینے کو حرام کیا گیا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ '' (الحج:۷۸) دین میں تم پر تنگی نہیں رکھی گئی اور فرمایا'' يُرِيْدُ اللهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ '' (بقرہ:۱۸۵) اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہے اور تمہارے ساتھ تنگی نہیں چاہتا اور فرمایا '' رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَّسِيْنَا أَوْ أَخْطَأْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا '' (بقرہ:۲۸۶) اے ہمارے رب! اگر ہم بھول جائیں یا ہم سے خطا ہو جائے تو ہم سے مواخذہ نہ کرنا۔ اے ہمارے رب! ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈال جس طرح کہ تو نے ان لوگوں پر بوجھ ڈالا جو ہم سے پہلے ہیں اور فرمایا'' وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ '' (اعراف:۱۵۷) ان سے ان کا بوجھ اٹھایا اور وہ پابندیاں جو ان پر تھیں اور فرمایا'' وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَإِنِّيْ قَرِيْبٌ أُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ - الایہ '' (بقرہ:۱۸۶) جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے سوال کرتے ہیں تو میں قریب ہوتا ہوں دعا کرنے والے کی دعا کو جب وہ مجھ سے دعا کریں تو میں قبول کرتا ہوں۔

ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں ابن سیرین سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے'' مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ '' تم پر دین میں کوئی تنگی نہیں رکھی۔ تو کیا ہم پر کوئی حرج نہیں اگر چہ ہم زنا کریں یا چوری کریں' انہوں نے کہا ہاں حرج ہے لیکن وہ بوجھ جو بنی اسرائیل پر تھا تم سے اٹھالیا ہے۔

فریابی نے اپنی تفسیر محمد بن کعب سے روایت کی۔ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو مبعوث نہیں کیا اور نہ کسی رسول کو بھیجا اور نہ ان پر کتاب نازل کی مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر یہ آیت نازل کی '' وَإِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْ أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللهُ - (البقرہ:۲۸۴) الآیہ '' خواہ تم جو تمہارے دلوں میں ہے ظاہر کرو یا اسے چھپاؤ اللہ تعالیٰ تم سے اس کا حساب لے گا۔ تو امتیں اپنے اپنے نبیوں اور رسولوں کے پاس آئیں اور کہا ہم سے اس کا مواخذہ ہوگا جو ہمارے دلوں میں وسوسہ اور خیالات پیدا ہوتے ہیں اور جن کو ہمارے اعضا نے عملی صورت نہیں دی ہے تو وہ کفر و انکار کر کے گمراہ ہو جاتے۔ جب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ حکم نازل ہوا تو مسلمانوں پر اتنا گراں گزرا جتنا ان سے پہلی امتوں پر سخت گزرا تھا اور وہ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جو وسوسے اور خیالات ہمارے دلوں میں پیدا ہوتے ہیں اور ان کو ہمارے اعضاء نے عملی صورت نہیں دی کیا ہم سے ان کا بھی مواخذہ اور احتساب ہوگا؟ فرمایا ہاں۔ لہٰذا سنو اور اطاعت کرو اور اپنے رب کے طالب بنو۔ تو اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے '' امن الرسول الآیہ '' نازل فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے ان سے حدیث نفس یعنی دلی وسوسے کو اٹھا دیا جب تک اعضا ان پر عمل نہ کریں تو جو نیکی کریں گے ان کو اجر ملے گا اور جو بدی کریں گے ان کا وبال انہی پر ہوگا۔

مسلم و ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا جب یہ آیہ کریمہ'' وَإِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْ أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوْهُ

یُحَاسِبْکُمْ بِہِ اللّٰہُ۔الآیہ" نازل ہوئی تو مسلمانوں کے دلوں میں اس سے وہ شئی داخل ہوئی جو کسی شئی سے داخل نہ ہوئی اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اپنا حال عرض کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم کہو ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی اور ہم نے تسلیم کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں ایمان کا القا فرمایا اور "امن الرسول" آخر سورۃ تک نازل ہوئی۔

شیخین نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری خاطر میری امت سے دلی وسوسوں اور خیالوں سے تجاوز فرمایا جب تک وہ منہ سے نہ بولیں یا اس پر عمل نہ کریں۔

امام احمد و ابن حبان اور حاکم و ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری امت سے خطاء و نسیان اور ہر وہ چیز جس سے وہ کراہت کریں معاف کیا ہے۔

ابن ماجہ نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت سے خطا و نسیان اور ہر وہ عمل جس کو وہ برا جانیں درگزر فرمایا ہے۔

امام احمد و ابوبکر شافعی نے "الغیلانیات" میں ابونعیم و ابن عساکر نے حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن اتنا طویل سجدہ کیا کہ ہم نے گمان کیا کہ اس سجدے میں آپ کی جان قبض کر لی گئی ہے پھر آپ نے سر مبارک اٹھایا تو فرمایا میرے رب نے میری امت کے بارے میں مجھ سے مشورہ فرمایا کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے۔ میں نے عرض کیا اے رب! تو نے پیدا کیا اور تیرے بندے ہیں پھر حق تعالیٰ نے دوسری مرتبہ مجھ سے مشورہ فرمایا کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے اور میں نے اس سے وہی عرض کیا پھر حق تعالیٰ نے مجھ سے تیسری مرتبہ مشورہ فرمایا اور میں نے اس سے وہی عرض کیا اس وقت حق تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا میں تمہاری امت کے معاملے میں ہرگز تم کو رسوا نہ کروں گا اور مجھے بشارت دی کہ سب سے پہلے میرے ساتھ میری امت کے ستر ہزار ہوں گے اور ان میں سے ہزار ہوں گے جن پر کوئی حساب نہ ہوگا۔ اس کے بعد میرے پاس فرشتہ بھیجا کہ دعا کیجئے قبول کی جائے گی اور مانگئے عطا کیا جائے گا اور مجھے عطا فرمایا کہ میرے سبب سے میرے اگلے اور پچھلوں کے گناہ بخشے گا اور میں زندہ و صحیح چلتا پھرتا ہوں اور میرے سینے کا شرح فرمایا اور یہ کہ مجھے بشارت دی کہ میری امت رسوا نہ کی جائے گی اور نہ مغلوب ہوگی اور یہ کہ مجھے حوض کوثر عطا فرمایا جو کہ جنت کی ایک نہر ہے اور میرے حوض میں بہہ کر آتی ہے اور یہ کہ مجھے قوت' نصرت' رعب عطا فرمایا جو میرے آگے ایک ماہ کی مسافت تک دوڑتا ہے اور یہ کہ مجھے بتایا گیا کہ میں جنت میں تمام نبیوں سے پہلے داخل ہونے والا ہوں گا اور میری امت کے لئے غنیمت حلال کی گئی اور ہمارے لئے بہت سی وہ سختیاں جو ہم سے پہلے لوگوں پر تھیں کھول دی گئیں اور ہم پر دین میں کوئی تنگی نہ رکھی گئی تو میں نے اظہار تشکر کے لئے سجدہ ادا کیا۔

ابن منذر نے اپنی تفسیر میں اور بیہقی نے الشعب میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ان کے سامنے بنی اسرائیل کی ان چیزوں کا ذکر کیا گیا جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ان کو فضیلت عطا فرمائی۔ اس وقت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا بنی اسرائیل کی حالت یہ تھی کہ جب ان کا کوئی شخص گناہ کرتا تو دوسرے دن صبح کے وقت اس کے دروازے کی چوکھٹ پر اس کا کفارہ لکھا ہوتا' مگر اے مسلمانو! تمہارے گناہوں کا کفارہ وہ قول ہے جسے تم کہتے ہو اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دیتا ہے۔

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک آیت عطا فرمائی جو دنیا و مافیہا سے زیادہ مجھے محبوب ہے وہ یہ ہے "وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَۃً -الایہ"۔(آل عمران:۱۳۵)

ابن جریر نے ابوالعالیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ! کاش ہمارے گناہوں کے کفارے ایسے ہی ہوتے جیسے بنی اسرائیل کے لئے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے جو چیز تمہیں عطا فرمائی ہے وہ بہتر ہے۔ بنی اسرائیل کی تو یہ حالت تھی کہ جب ان میں کوئی گناہ کرتا تو وہ اپنے دروازوں پر اسے اور اس کے کفارہ کو لکھا پاتا۔ اب اگر وہ اس کا کفارہ دیتا تو دنیا میں اس کے لئے ذلت ہوتی تھی اور اگر اس کا کفارہ نہ دیتا تو آخرت میں اس کے لئے رسوائی ہوتی۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس سے بہتر عطا فرمایا ہے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا: "وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْمَحِیْضِ - الآیہ" پنج گانہ نماز میں اور جمعہ سے جمعہ تک ان گناہوں کے کفارے ہیں جو ان کے درمیان صادر ہوں۔

ابن ابی حاتم نے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ان لوگوں کے قصے میں جنہوں نے بچھڑے کی پوجا کی تھی، روایت کی۔ فرمایا ان لوگوں نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا ہمارے گناہوں کی توبہ کس طرح ہے؟ فرمایا کہ ایک دوسرے کا قتل کرنا تو انہوں نے چھریاں ہاتھ میں لے لیں اور ہر ایک آدمی اپنے بھائی، اپنے باپ اور اپنی ماں کو قتل کرنے لگا اور وہ پروا نہیں کرتا تھا کہ کس کو قتل کر رہا ہے۔

ابن ماجہ نے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ بن حسنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کو حکم تھا کہ جب کسی جگہ پیشاب لگ جائے تو اس جگہ کو قینچی سے کاٹ دیں تو ان میں سے ایک شخص نے اس سے انکار کیا تو اسے اس کی قبر میں عذاب دیا گیا۔

حاکم نے صحیح بتا کر ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی اسرائیل کو حکم تھا کہ جب کسی جگہ پر پیشاب لگ جائے تو اسے قینچی سے کاٹ دیں۔

ابن ابی شیبہ نے المصنف میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ میرے پاس ایک یہودی عورت آئی اور اس نے کہا قبر کا عذاب پیشاب کی چھینٹوں سے ہے۔ میں نے کہا تو جھوٹ کہتی ہے۔ یہودیہ نے کہا میں صحیح کہتی ہوں بات یہ ہے کہ جب پیشاب جسم کو یا کپڑے کو لگ جائے تو اسے کاٹ دینا چاہئے یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے یہودیہ! تو نے سچ کہا۔

امام احمد و مسلم، ترمذی و نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ یہود کی حالت یہ تھی کہ جب ان کی کوئی عورت حائضہ ہوتی وہ اس کے ساتھ نہ کھاتے پیتے اور نہ گھر میں اس کے ساتھ میل جول رکھتے تھے۔ اس بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ نے مسئلہ دریافت کیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا "وَمَنْ یَّعْمَلْ سُوْءًا اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَہٗ - (نساء:۱۱۰) الآیہ" اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس عورت کے ساتھ سب کچھ معاملات رکھو بجز مجامعت کے۔ یہ سن کر یہود نے کہا یہ شخص کیا چاہتا ہے۔ ہمارے دین کی کوئی بات بھی نہیں چھوڑتا مگر یہ اس میں ہمارے خلاف حکم دیتا ہے۔ تفسیر کی کتابوں میں ہے کہ نصاریٰ حائضہ سے مجامعت کرتے تھے اور وہ حیض کی پروا نہیں کرتے تھے اور یہود کی حالت یہ تھی وہ ہر شئی میں ایسی عورتوں کو جدا رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں باتوں کے درمیان میانہ روی کا حکم فرمایا۔

ابوداؤد و حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ اہل کتاب عورتوں کے پاس ایک پہلو سے آتے تھے اور یہ طریقہ زیادہ پوشیدہ تھا اور انصار کے ایک قبیلہ نے بھی ان کے اس فعل کو اختیار کر رکھا تھا اور وہ اس گمان میں تھے کہ اہل کتاب اپنے سوا ہر علم میں بڑھ چڑھ کر ہیں تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا "نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنّٰى شِئْتُمْ۔ (بقرہ ۲۲۳) الآیہ" تمہاری بیبیاں تمہاری کھیتی ہیں تو تم اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو آؤ (خواہ آمنے سامنے خواہ الٹے پلٹے خواہ چت لیٹ کر۔)

ابن ابی شیبہ نے المصنف میں قرۃ الهمدانی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا یہودی عورت کو بٹھا کر جماع کرنے کو مکروہ جانتے تھے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ "نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ - الآیہ" اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو رخصت دی کہ عورتوں کی فروج میں جس طرح چاہے جیسے چاہے سامنے سے یا پیچھے سے جماع کر سکتے ہو۔

ابونعیم نے المعرفہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان رضی اللہ عنہ بن مظعون سے فرمایا ہم پر رہبانیت فرض نہیں کی گئی ہے۔ میری امت کی رہبانیت یہ ہے کہ نماز کے انتظار میں مسجد میں بیٹھنا حج و عمرہ کرنا ہے۔

امام احمد و ابویعلیٰ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی کے لئے رہبانیت تھی۔ اس امت کی رہبانیت فی سبیل اللہ جہاد ہے۔

ابوداؤد نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ مجھے سیاحت کی اجازت دیجئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کی سیاحت فی سبیل اللہ جہاد ہے۔

ابن مبارک نے عمارہ رضی اللہ عنہ بن غزیہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں سیاحت کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے سیاحت کو جہاد فی سبیل اللہ اور اس تکبیر کے ساتھ بدل دیا ہے جو ہر بلندی پر کہی جائے۔

ابن جریر نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ اس امت کی سیاحت روزہ ہے۔

بخاری نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا بنی اسرائیل میں مقتولین کے بارے میں قصاص کا حکم تھا اور ان میں دیت کا حکم نہ تھا مگر اللہ تعالیٰ نے اس امت سے فرمایا "كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ أَخِيْهِ شَيْءٌ - الآیہ" تو عفو یہ ہے کہ قتل عمد میں دیت قبول کی جائے۔ "ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ" (بقرہ: ۱۷۸) اور رحمت اس حکم میں ہے جو تم سے پہلوں پر فرض کیا گیا تھا۔

ابن جریر نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ بنی اسرائیل پر قصاص کا لینا اور دینا فرض تھا اور ان کے درمیان کسی جان اور زخم میں دیت نہ تھی۔ اس بارے میں حق تعالیٰ کا ارشاد ہے "وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ - الآیہ" (مائدہ: ۴۵) مگر اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ سے تخفیف فرمائی اور ان کی طرف سے قتل نفس و جراحت میں دیت کو قبول فرمایا اور اس بارے میں حق تعالیٰ کا ارشاد ہے "ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ - الآیہ۔"

ابن جریر نے قتادہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا توریت والوں میں قتل پر قصاص تھا یا عفو۔ اس میں دیت کا حکم نہ تھا اور انجیل

والوں پر صرف عفو ہی تھا۔ اس کا انہیں حکم دیا گیا اور اس امت کے لئے قتل میں عفو اور دیت ہے۔ وہ ان میں سے جو چاہیں ان کے لئے حلال ہے یہ حکم ان سے پہلی امتوں کے لئے نہ تھا۔

ابن ابی شیبہ نے المصنف میں کہا ہم سے وکیع نے انہوں نے سفیان سے انہوں نے لیث سے انہوں نے مجاہد سے حدیث روایت کی۔ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کی اس امت کو وسعت دی ہے ان میں سے نصرانیہ عورت اور باندی سے نکاح کرنا ہے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے وہب بن منبہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو جب کلام کے لئے اپنے قریب بلایا تو موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے رب! میں توریت میں ایسی امت کا ذکر پاتا ہوں جو "خیر اُمة اخرجت للناس" ہے۔ وہ امت نیکی کا حکم دے گی اور منکر سے روکے گی اور اللہ پر ایمان رکھے گی۔ اس امت کو میری امت بنا دے حق تعالیٰ نے فرمایا وہ امت تو احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے رب میں توریت میں ایسی امت پاتا ہوں جن کے سینوں میں ان کی کتاب ہوگی اور وہ اسے پڑھیں گے اور ان سے پہلی امتیں انہیں دیکھ کر اپنی کتابوں کو پڑھیں گی اور وہ ان کو حفظ کریں گی تو اس امت کو میری امت بنا دے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا وہ تو امت احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا میں نے توریت میں پایا ہے کہ ایک امت ان کی پچھلی کتابوں پر ایمان رکھے گی۔ گمراہ پیشواؤں سے جنگ کرے گی یہاں تک کہ وہ کانے کذاب و دجال سے جنگ کرے گی تو اس امت کو میری امت بنا دے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا وہ امت تو احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے رب میں توریت میں پاتا ہوں کہ ایک امت اپنے صدقات کو خود ہی استعمال کرے گی اور ان سے پہلی امتیں ایسی ہوں گی کہ جب وہ اپنے صدقات نکالیں گی تو اللہ تعالیٰ ان پر آگ بھیجے گا اور وہ آگ اسے کھا جائے گی اور جس کا صدقہ قبول نہ ہوگا اسے آگ نہ کھائے گی تو اس امت کو میری امت بنا دے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا وہ امت تو احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے رب! میں نے توریت میں پایا ہے کہ ایک امت ایسی ہوگی کہ جب وہ بدی کا قصد کرے گی تو اسے نہ لکھا جائے گا اور اگر اس بدی کو عمل میں لے آئے تو ایک ہی گناہ لکھا جائے گا اور جب ان میں سے کوئی نیکی کا قصد کرے اور اگر اس نے ایسا نہ کیا تو اس کے لئے ایک نیکی لکھی جائے گی اور اگر وہ عمل میں لے آیا تو اس کے لئے دس گنا سے سات سو گنا تک نیکی لکھی جائے گی تو اس امت کو میری امت بنا دے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا وہ امت تو احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے رب میں نے توریت میں پایا ہے کہ ایک امت ایسی ہوگی کہ ان کی دعائیں قبول کی جائیں گی اور وہ اپنی دعاؤں میں مستجاب ہیں تو اس امت کو میری امت بنا دے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا وہ امت احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔

بیہقی نے فرمایا کہ وہب بن منبہ نے حضرت داؤد نبی علیہ السلام کے قصہ میں بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف زبور میں وحی فرمائی کہ تمہارے بعد نبی محترم تشریف لانے والے ہیں جن کا نام احمد و محمد ہوگا۔ وہ نبی صادق ہیں۔ میں ان پر کبھی غضب نہ فرماؤں گا اور نہ وہ میری کبھی نافرمانی کریں گے اور میں نے اپنی معصیت کرنے سے پہلے ہی ان کی مغفرت کر دی ہے۔ ان کے سبب ان کے اگلے اور پچھلوں کے گناہ بخشوں گا۔ ان کی امت مرحومہ ہے۔ میں اس امت کو اتنا زیادہ عطا فرماؤں گا جتنا میں نے انبیاء کو

عطا فرمایا ہے۔ میں اس امت پر وہ کچھ فرض کروں گا جو انبیاء و مرسلین پر میں نے فرض کیا ہے اور وہ امت روز قیامت اس حال میں آئے گی ان کا نور انبیاء کے نور سے مشابہ ہوگا۔ یہ اس لئے کہ میں نے ان پر فرض کیا ہے کہ وہ میری خوشنودی کی خاطر تمام نمازوں کے لئے وضو کریں جس طرح کہ میں نے ان سے پہلے انبیاء پر فرض کیا تھا اور میں ان کو غسل جنابت کا حکم دوں گا جس طرح کہ میں نے ان سے پہلے انبیاء کو حکم دیا ہے اور میں ان کو حج کا حکم دوں گا جیسے میں نے ان سے پہلے انبیاء کو حکم دیا ہے اور میں ان کو جہاد کا حکم دوں گا جیسے میں نے ان سے پہلے رسولوں کو حکم دیا ہے۔ اے داؤد! میں نے محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی امت کو تمام امتوں پر فضیلت دی ہے۔ میں نے ان کو چھ باتیں ایسی عطا کی ہیں کہ ان کے سوا کسی امت کو عطا نہیں کیں۔ میں ان کو خطا و نسیان اور ہر اس گناہ پر جس وانہوں نے بغیر قصد و ارادہ کے ارتکاب کیا ہوگا مواخذہ نہ کروں گا۔ جب وہ اپنے گناہ کی مجھ سے مغفرت چاہیں گے تو میں ان کو بخش دوں گا اور وہ جس عمل کو اپنی خوش دلی کے ساتھ آخرت کے لئے کریں گے تو میں ان کو ان کا ثواب خوب بڑھا چڑھا کر بعجلت دوں گا۔ اور میرے پاس ان کے لئے کئی گنا اجر و ثواب موجود ہوگا جو اس سے افضل ہوگا اور جب وہ بلاؤں میں صبر کرتے ہوئے "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ" کہیں گے تو میں ان کو صلوٰۃ و رحمت اور وہ ہدایت عطا کروں گا جو نعمتوں والی جنتوں کی طرف لے جائے گی اور اگر وہ مجھ سے دعا کریں گے تو میں قبول کروں گا یا تو وہ قبول دعا کا اثر جلد ہی دنیا میں دیکھ لیں گے یا اس دعا کے باعث ان سے برائیوں کو دور کروں گا یا ان کے لئے آخرت میں ذخیرہ کر کے رکھوں گا وہ حدیثیں جو ان کی نیکی و بدی کے بارے میں ہیں توریت و انجیل میں ان کا ذکر کرتے ہوئے گزر چکی ہیں۔

آپ کی امت بھوک اور غرقاب سے ہلاک نہیں ہوگی

حضور اکرم ﷺ کی یہ خصوصیت کہ آپ کی امت بھوک اور غرق سے ہلاک نہ ہوگی۔ اور یہ کہ اس امت پر ایسا عذاب نہ ہوگا جیسا کہ ان سے پہلی امتوں پر عذاب ہوا اور کوئی دشمن ان پر اس طرح مسلط نہیں کیا جائے گا کہ وہ ان کو صفحہ ہستی سے مٹا دے اور یہ کہ یہ امت گمراہی پر مجتمع نہ ہوگی اور اس سے یہ بات پیدا ہوگی کہ اس امت کا اجماع حجت ہوگا اور یہ کہ اس امت کا اختلاف رحمت ہوگا جب کہ ان سے پہلوں کا اختلاف ان پر عذاب تھا۔

مسلم نے ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین کو مجتمع کیا اور میں نے اس کے مشارق و مغارب کو دیکھا اور میں نے دیکھا کہ میری امت کا ملک وہاں تک پہنچے گا جہاں تک میرے لئے زمین و مجتمع کیا گیا اور مجھے سرخ و سفید خزانے دیئے گئے اور میں نے اپنے رب سے اپنی امت کے بارے میں سوال کیا ہے کہ وہ اس امت کو قحط سے ہلاک نہ کرے اور ان پر ایسا دشمن مسلط نہ کرے جو ان کو صفحہ ہستی سے مٹا دے بجز ان کی اپنی جانوں کے تو اس نے مجھے یہ تمام باتیں عطا فرمائیں۔

ابن ابی شیبہ نے سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے دعا کی ہے کہ میری امت کو بھوک و قحط سے ہلاک نہ کرے تو اس نے مجھے یہ عطا فرمایا اور میں نے اس سے دعا کی کہ میری امت کو غرق سے ہلاک نہ کرے تو اس

نے مجھے یہ عطا فرمایا اور میں نے دعا کی کہ یہ امت آپس میں نہ لڑے مگر میری یہ بات واپس کردی گئی۔

دارمی وابن عساکر نے عمرو بن قیس سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ وقت عطا فرمایا جو رحمت سے بھرپور ہے۔ اور مجھے مختار کل بنایا۔ تو ہم زمانے میں آخر ہیں مگر روز قیامت سابق واول ہیں۔ اور میں بغیر فخر کے کہتا ہوں کہ ابراہیم خلیل اللہ ہیں اور موسیٰ صفی اللہ ہیں اور میں حبیب اللہ ہوں۔ روز قیامت میرے ساتھ لواء الحمد ہوگا۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے میری امت کے بارے میں مجھ سے وعدہ کیا ہے اور ان کو تین چیزوں سے نجات دی ہے ایک یہ کہ وہ قحط عام میں مبتلا نہ ہوگی۔ دوم یہ کہ کوئی دشمن ان کا استیصال نہ کرے گا۔ سوم یہ کہ یہ امت گمراہی پر مجتمع نہ ہوگی۔

امام احمد وطبرانی نے ابو بصرہ غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ میری امت گمراہی پر جمع نہ ہو تو یہ بات مجھے عطا ہوئی اور میں نے سوال کیا کہ یہ امت ان قحطوں سے ہلاک نہ ہو جن قحطوں سے ان کی پہلی امتیں ہلاک کی گئی تھیں تو یہ بات بھی مجھے عطا ہوئی۔ اور میں نے اس سے سوال کیا کہ کوئی دشمن ان پر غالب نہ ہو۔ تو یہ بات مجھے عطا ہوئی۔ اور میں نے سوال کیا کہ اس امت کو شیعوں کے ساتھ یعنی مختلف گروہوں کے ساتھ مخلوط نہ کرے۔ اس طرح کہ بعض کو بعض سے خطرہ ہو۔ اور ایک دوسرے کو سختی کا مزہ چکھائیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اس دعا کی پیشکش سے روک دیا۔

حاکم نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس امت کو کبھی گمراہی پر جمع نہ کرے گا۔

حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ میری امت کو کبھی گمراہی پر جمع نہ کرے گا۔

شیخ نصر المقدسی نے کتاب الحجۃ میں اسکے راوی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے فرمایا میری امت کا اختلاف رحمت ہے۔

خطیب نے ''رواۃ مالک'' میں اسمٰعیل بن ابوالمجالد سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ہارون رشید نے مالک بن انس سے کہا اے ابوعبداللہ! ہم ایک کتاب لکھتے ہیں اور اس کتاب کو سارے جہان میں پھیلاتے ہیں تاکہ اس پر یہ ساری امت اور تمام ملت یکجا ہوجائے۔ مالک بن انس نے کہا اے امیر المومنین علماء کا اختلاف' اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس امت پر رحمت ہے ہر عالم اسی کا اتباع کرتا ہے جو اس کے نزدیک صحیح ہے۔ اور ہر عالم اسی ہدایت پر ہے جسے اللہ تعالیٰ نے ہر عالم کے لئے چاہا ہے۔

ابویعلیٰ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا گزشتہ امتیں' سوامتیں تھیں جب وہ کسی بندے کے حق میں خیر کی گواہی دیتیں تو اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی۔ مگر میری امت کے پچاس آدمی کی ایک امت ہے۔ جب وہ کسی بندے کے حق میں خیر کی گواہی دیتی ہے تو اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔

بخاری وترمذی اور نسائی نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس مسلمان کے لئے خیر کی گواہی چار مسلمان دیں گے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ ہم نے عرض کیا اگر تین آدمی گواہی دیں تو؟ فرمایا خواہ تین ہی دیں۔ پھر ہم نے عرض کیا اگر دو مسلمان گواہی دیں تو؟ فرمایا خواہ دو ہی مسلمان گواہی دیں۔ پھر ہم نے

ایک کے بارے میں حضور سے عرض نہ کیا۔

آپ کی امت کیلئے طاعون رحمت اور شہادت ہے

حضور اکرم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی امت کے لئے طاعون رحمت وشہادت ہے۔ جب کہ ان سے پہلوں پر عذاب تھا۔

بخاری ومسلم نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا طاعون ایسا مہلک مرض ہے جسے بنی اسرائیل کے ایک گروہ پر بھیجا گیا تھا اور ان لوگوں پر بھیجا جو تم سے پہلے گزرے۔

بخاری نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے طاعون کے بارے میں استفسار کیا تو حضور نے مجھے بتایا کہ یہ ایک عذاب ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا ہے بھیج دیتا ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اسے مسلمانوں کے لئے رحمت بنا دیا ہے تو کوئی بندہ نہیں ہے۔ کہ اس پر طاعون واقع ہوا اور وہ اپنے شہر میں صبر اور استقامت کے ساتھ ٹھہرے اور وہ جانتا ہو کہ اسے کوئی مصیبت نہیں پہنچے گی مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے پہنچنا لکھا ہو تو اسے ایک شہید کے برابر اجر ملے گا۔

آپ کی امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہے گی

حضور اکرم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہے گی اور ان میں قطب' اوتاد' نجباء اور ابدال ہوں گے اور یہ کہ ان ہی کا ایک شخص حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو نماز پڑھائے گا اور یہ کہ آپ کی امت کے کچھ لوگ استغناء طعام میں تسبیح کے ساتھ فرشتوں کے قائم مقام ہونگے اور یہ کہ وہ دجال سے مقاتلہ کریں گے۔

شیخین نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر رہے گی اور غالب رہے گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم (قیامت) آ جائے۔

ابونعیم نے الحلیہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہر زمانے میں میری امت کے ساتھ طابقین ہوں گے۔

ابونعیم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں تین سو آدمی ایسے ہیں جن کے دل آدم صفی اللہ کے قلب پر ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں چالیس آدمی ایسے ہیں جن کے دل' موسیٰ علیہ السلام کے قلب پر ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سات آدمی ایسے ہیں جن کے دل ابراہیم علیہ السلام کے قلب پر ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں تین آدمی ایسے ہیں جن کے دل میکائیل علیہ السلام کے قلب پر ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں ایک آدمی ایسا ہے جس کا دل اسرافیل علیہ السلام کے دل پر ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں کے سبب زندہ کرتا' مارتا بارش' اتارتا' نباتات وغیرہ اگاتا اور بلاؤں کو دفع کرتا ہے۔

طبرانی نے اوسط میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی حال میں یہ زمین ایسے چالیس

آدمیوں سے خالی نہ رہے گی جو مثل خلیل الرحمٰن ہوں گے۔ انہیں کے سبب تم پر بارش ہوتی ہے۔ اور انہیں کے سبب تمہاری مدد کی جاتی ہے۔ جب ان میں سے کوئی وفات پاتا ہے تو اللہ دوسرے کو اس کی جگہ مقرر فرما دیتا ہے۔

امام احمد نے اپنی مسند میں عبادہ رضی اللہ عنہ بن الصامت سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس امت میں تیس ابدال خلیل الرحمٰن کی مانند ہیں ان میں سے جب کوئی فوت ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرے کو لے آتا ہے۔

ابوزناد نے فرمایا کہ انبیاء کرام علیہم السلام زمین کے اوتاد تھے۔ اب نبوت کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے تو اللہ تعالیٰ نے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں سے چالیس آدمیوں کو ان کے قائم مقام خلیفہ بنایا ان کو ابدال کہا جاتا ہے۔ جب بھی ان میں سے کوئی فوت ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ اس کا خلیفہ پیدا کر دیتا ہے۔ تو یہ لوگ زمین کے اوتاد ہیں۔ میں نے یہ بحث اپنی مستقل تالیف میں شرح وبسط کے ساتھ بیان کی ہے۔

ابویعلی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت ہمیشہ حق پر غالب وظاہر رہے گی۔ یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نازل ہوں تو ان کا امام عرض کرے گا کہ آگے بڑھیئے وہ فرمائیں گے تم زیادہ حق دار ہو۔ تم میں سے بعض امراء، بعض امراء پر ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعہ اس امت کو مکرم بنایا ہے۔ مسلم نے ان کی مانند ایک حدیث روایت کی ہے اس میں ہے کہ اس امت کا امیر کہے گا۔ آیئے ہمیں نماز پڑھایئے۔ وہ فرمائیں گے نہیں کیونکہ تم میں سے کچھ لوگ بعض امراء پر ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو ان سے مکرم کیا ہے۔

بخاری نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس وقت تمہاری کیا شان ہو گی جب کہ عیسیٰ ابن مریم تم میں نازل ہوں گے اور تم میں سے تمہارا امام ہو گا۔

امام احمد نے بسند صحیح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رنج ومشقت کا ذکر فرمایا جو دجال کے سامنے ہو گی۔ صحابہ نے عرض کیا اس دن کون سا مال بہتر ہو گا۔ فرمایا وہ طاقتور بچہ جو اپنے گھر والوں کو پانی پلائے گا۔ درآں حالیکہ کھانا نہ ہو گا۔ صحابہ نے عرض کیا اس دن مسلمانوں کا طعام کیا ہو گا؟ فرمایا تسبیح اور تکبیر وتہلیل امام احمد نے اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیس سے اس کی مانند حدیث روایت کی اس میں ہے کہ اس دن مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ اس چیز سے بچائے گا جس کے سبب فرشتوں کو تسبیح سے بچایا اور حاکم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس کی مانند حدیث روایت کی۔ اور وہ حدیث جو دجال سے مقاتلہ کرنے کے سلسلے میں مسلمانوں کی توصیف میں ہے توریت وانجیل میں آپ کے ذکر کے باب میں پہلے گزر چکی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو ''یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا'' سے خطاب کیا گیا:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی امت کو قرآن کریم میں ''یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا'' کے ساتھ مخاطب کیا گیا۔ جب کہ تمام امتوں کو ان کی کتابوں میں ''یٰاَیُّہَا الْمَسَاکِیْنَ'' کے ساتھ پکارا گیا اور یہ کہ آسمان میں فرشتے ان کی اذانوں کی آواز سنتے ہیں۔ اور تلبیہ پڑھتے ہیں۔ اور یہ کہ یہ امت ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی بہت زیادہ حمد کرنے والی ہے۔ اور ہر بلندی پر اللہ

تعالیٰ کی کبریائی بولتے ہیں۔ اور ہر نشیب میں اس کی تسبیح بیان کرتے ہیں اور یہ کہ کسی کام کے کرنے کے وقت "انشاء اللہ تعالیٰ میں یہ کروں گا" کہتے ہیں اور جب غضبناک ہوتے ہیں تو تہلیل کرتے ہیں اور جب جھگڑتے ہیں تو تسبیح کرتے ہیں اور ان کے سینوں میں اپنا قرآن ہے اور ان کے سبقت لے جانے والے برابر میں سابق ہیں اور ان کے میانہ رو ناجی ہیں اور ان کے ظالم لوگ (بلاآخر) مغفور ہیں اور ان میں کا ہر شخص رحمت کیا ہوا ہے اور وہ ہر رنگ کے جنتی کپڑے پہنیں گے۔ اور وہ نماز کے لئے آفتاب کی نگہداشت رکھیں گے۔ اور وہ درمیانی امت اور اللہ تعالیٰ کے تزکیہ کے سبب انصاف پسند ہیں اور جب وہ جنگ کرتے ہیں تو فرشتے موجود ہوتے ہیں۔ اور ان پر وہ فرض ہوا جو انبیاء مرسلین پر فرض ہوا وہ وضو غسل جنابت حج اور جہاد ہے۔ اور نوافل کا ثواب وہ دیا گیا جو انبیاء کو عطا ہوا۔ اکثر ان ہی کی خصوصیات توریت وانجیل میں آپ کے ذکر کے باب میں ان آثار کے ضمن میں جس میں آپ کا وصف اور آپ کی امت کا وصف ہے پہلے گزر چکی ہیں۔

ابن ابی حاتم نے خیثمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ تم لوگ جو قرآن میں یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا پڑھتے ہو تو آیت میں "یَا اَیُّهَا الْمَسَاکِیْنُ" مذکور ہے۔

ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیہ کریمہ "ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا" کے تحت روایت کی انہوں نے کہا کہ وہ برگزیدہ بندے امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جتنی کتابیں نازل فرمائی ہیں ان کو ان کا وارث بنایا ہے۔ ان میں جو ظالم ہیں ان کی (بلاآخر) مغفرت کی گئی ہے۔ اور ان میں جو میانہ رو ہیں ان سے آسان حساب لیا جائے گا۔ اور ان میں سبقت لے جانے والے بے حساب جنت میں داخل ہوں گے۔

سعید بن منصور نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ وہ جب مذکورہ آیہ کریمہ سے استدلال کرتے تو فرماتے کہ آگاہ ہو کہ ہمارے سابقین برابر میں سابق ہیں اور ہمارے میانہ رو ناجی ہیں اور ہمارے ظالم ان کے لئے مغفرت ہے اور اسے ابن لال نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔

آپ ﷺ کی امت عمل میں کم اور اجر میں کثیر ہوگی

شیخ عزالدین نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی امت عمل میں تو گزشتہ امتوں سے کم ہوگی مگر اجر میں اکثر ہوگی۔

شیخین نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہاری مدت حیات ان لوگوں کے مقابلہ میں جو تم سے پہلے امتیں گزری ہیں اتنی ہے جتنی عصر سے غروب آفتاب تک کی مدت ہوتی ہے۔ توریت والوں کی توریت دی گئی اور انہوں نے اس پر عمل کیا۔ یہاں تک کہ جب نصف دن ہوا تو وہ عاجز ہو گئے۔ اور ہر ایک کو اجر میں ایک ایک قیراط دی گئی۔ اس کے بعد انجیل والوں کو انجیل دی گئی تو انہوں نے نماز عصر تک عمل کیا پھر وہ عاجز ہو گئے اور انہیں اجرت میں ایک ایک قیراط دی گئی اسکے بعد ہمیں قرآن دیا گیا تو ہم نے غروب آفتاب تک عمل کیا۔ اور ہمیں دو دو قیراط اجرت میں عطا ہوئی۔ اس پر دونوں کتابوں والوں نے عرض کیا اے

ہمارے رب! ان لوگوں کو تو نے دو دو قیراط دیئے۔ اور ہمیں ایک ایک قیراط دیا باوجود یکہ ہمارے اعمال ان سے زیادہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا میں نے تمہاری اجرت دینے میں کسی چیز کا تم پر ظلم کیا ہے؟ انہوں نے کہا یہ بات تو نہیں ہے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا وہ تو میرا فضل ہے میں جس کو جتنا چاہوں اسے دوں۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام کے معجزات جتنے زیادہ ظاہر ہوں گے ان کی امت کا ثواب اتنا ہی زیادہ کم ہوگا۔ ابن السکن نے فرمایا ان کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ یہ ثواب کسی کی تصدیق کی نسبت کے اعتبار سے ہے کیونکہ ان کا واضح ہونا اور ان کے اسباب کا ظاہر ہونا اور محنت و مشقت اور اس میں غور وفکر کا کم ہونا اس کمی کا موجب ہے۔ فرمایا مگر اس امت کا حال یہ ہے کہ باوجود یکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات اظہر ہیں مگر تمام امتوں کے مقابلے میں ہمارا ثواب زیادہ ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے حق میں فرمایا" وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰٓى اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ۔"(اعراف:۱۵۹)(موسیٰ علیہ السلام کے قوم کے کچھ لوگ ایسی امت ہیں جو حق پر چلتے ہیں اور اس کے ساتھ عدل کرتے ہیں) اور حضور کی امت کے بارے میں فرمایا" وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ " (اعراف:۱۸۱)(اور ہماری پیدا کردہ مخلوق میں ایک امت ایسی ہے جو حق پر چلتی ہے اور اس کے ساتھ عدل کرتی ہے۔)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو علم اول اور علم آخر دیا گیا:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی امت کو علم اول اور علم آخر دیا گیا۔ اور آپ کی امت پر علم کے خزانے کھولے گئے اور آپ کی امت کو اسناد حدیث' انساب' اعراب' اور تصنیف کتب کا علم دیا گیا۔ اور اس امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی مانند ہیں۔ یہ حدیث کہ" میں الواح میں ایسی امت پاتا ہوں جن کو علم اول اور علم آخر دیا گیا ہے۔" توریت وانجیل میں آپ کے ذکر کے باب میں پہلے بیان ہو چکی ہے۔

ابو زرعہ نے اپنی تاریخ میں شفی بن ماتع اصحی سے روایت کی انہوں نے کہا کہ اس امت پر ہر شیئ کھولی گئی ہے۔ حتیٰ کہ ان پر زمین کے خزانے کھولے گئے۔ آخر حدیث تک ابن حزم نے کہا کہ ثقہ سے ثقہ کا نقل کرنا یہاں تک کہ وہ مع الاتصال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ جائے۔ اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ہی مخصوص کیا ہے۔ دیگر تمام ملتیں اس سے محروم ہیں اور امام نووی نے التقریب میں فرمایا کہ اسناد حدیث اس امت کی ہی خصوصیت ہے۔ اور ابو علی جبائی نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس امت کو تین چیزوں کے ساتھ خاص کیا ہے ان سے پہلی امتوں کو وہ عطا نہ ہوئیں۔ وہ اسناد' انساب اور اعراب ہے۔ ابن العربی نے شرح ترمذی میں زیادہ تصنیف وتحقیق میں اس امت کی کاوشیں اس حد تک پہنچی ہیں کہ گزشتہ امتوں میں وہ بالکل نہیں ہے۔ اور تفریع وتدقیق میں اس امت کی درازی کی ہمسری کوئی امت نہیں کر سکتی۔

عبداللہ بن امام احمد نے زوائد الزہد میں مالک بن دینار سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ اس امت کا ایمان تین دن سے زیادہ کسی امر میں تکلیف نہ اٹھائے گا یہاں تک کہ اس پر کشادگی فراخی آجائے گی۔

سب سے پہلے حضور ﷺ کیلئے زمین شق ہوگی

رسول اللہ ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ سب سے پہلے آپ کے لئے زمین شق ہوگی اور صعقہ سے سب سے پہلے آپ افاقہ پائیں گے۔ اور یہ کہ آپ ستر ہزار فرشتوں کے جرمٹ میں محشور ہوں گے۔ اور یہ کہ آپ براق پر اٹھائے جائیں گے۔ اور یہ کہ موقف میں آپ کے نام کے ساتھ اذان دی جائے گی اور یہ کہ آپ کے موقف میں جنت کے عظیم حلوں میں سے دو حلے پہنائے جائیں گے۔ اور آپ کا مقام عرش کی داہنی جانب ہوگا۔

مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ روز قیامت میں اولاد آدم کا سردار ہوں گا۔ اور میں پہلا شخص ہوں گا جس سے زمین شق ہوگی اور سب سے پہلے شفاعت کرنیوالا ہونگا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی۔

شیخین نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمام لوگ غشی میں ہوں گے۔ سب سے پہلے میں ہی افاقہ پاؤں گا۔

ابن مبارک اور ابن ابی الدنیا نے کعب سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ کوئی طلوع ہونے والی فجر نہیں ہے مگر یہ کہ ستر ہزار فرشتے اترتے ہیں۔ اور وہ اپنے بازوؤں کو نبی کریم ﷺ کی قبر انور پر رکھتے ہیں۔ اور اس کو ڈھانپ لیتے ہیں اور آپ کے لئے رفع درجات کی دعا کرتے ہیں اور آپ پر صلوٰۃ وسلام عرض کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ شام ہو جاتی ہے جب شام ہو جاتی ہے تو وہ اوپر چڑھ جاتے ہیں اور ستر ہزار فرشتے اترتے ہیں اور اسی طرح کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ صبح ہو جاتی ہے۔ یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ جب قیامت ہوگی۔ تو نبی کریم ﷺ ستر ہزار فرشتوں کے جھرمٹ میں باہر تشریف لائیں گے۔

طبرانی وحاکم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمام انبیاء چارپایوں پر اٹھیں گے اور میں براق پر اٹھوں گا۔ اور بلال رضی اللہ عنہ حبشی ناقہ پر اٹھیں گے وہ محض اذان اور شہادت حق کے ساتھ ندا کریں گے۔ یہاں تک کہ جب وہ ''اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' کہیں گے تو تمام اولین وآخرین کے مسلمان ان کی گواہی دیں گے۔ تو جن کی شہادت قبول کی جائے گی وہ قبول ہوگی۔ اور جن کی شہادت رد کی جائے گی۔ وہ رد ہوگی۔

ابن زنجویہ نے فضائل الاعمال میں کثیر بن مرہ حضرمی سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ صالح علیہ السلام کے لئے ثمود کا ناقہ اٹھایا جائے گا اور وہ اپنی قبر کے پاس اس پر سوار ہوں گے۔ یہاں تک کہ وہ ناقہ ان کو محشر میں پہنچائے گی۔ معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ عضباء پر سوار ہوں گے۔ فرمایا نہیں۔ اس پر میری بیٹی سوار ہوگی اور میں براق پر سوار ہوں گا۔ مجھ کو اس کے ساتھ اس دن تمام انبیاء پر خاص کیا جائے گا۔ اور بلال رضی اللہ عنہ حبشی اونٹنی پر سوار ہوں گے۔ اور وہ اس کی پشت پر اذان دیں گے۔ تو جب انبیاء اذان کی انتہیں ''اشهدان لا اله الا الله واشهدان محمد الرسول الله'' سنیں گی تو کہیں گی ہم بھی اس پر گواہی دیتے ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا

تو جنت کے حلوں میں سے ایک حلہ مجھے دیا جائے گا۔ پھر میں عرش کی داہنی جانب کھڑا ہوں گا۔ میرے سوا مخلوق میں کوئی ایسا نہیں ہے جو اس جگہ کھڑا ہو۔

ابونعیم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلے جسے حلہ پہنایا جائے گا۔ وہ ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ پھر وہ عرش کی طرف منہ کر کے بیٹھیں گے اس کے بعد میرا جوڑا لایا جائے گا۔ اور میں اسے پہنوں گا۔ اور میں عرش کی داہنی جانب ایسے مقام پر کھڑا ہوں گا جہاں میرے سوا کوئی نہ کھڑا ہوگا۔ اس مقام پر اولین و آخرین مجھ پر غبطہ کریں گے۔

بیہقی نے الاسماء والصفات میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلے جسے جنتی حلہ پہنایا جائے گا وہ ابراہیم علیہ السلام ہیں پھر میرے لئے لایا جائے گا۔ اور میں اس جنتی حلہ کو پہنوں گا۔ کوئی بشر اس کی قیمت کا اندازہ نہیں لگا سکے گا۔

ابونعیم نے اُمِ کرز رضی اللہ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا میں مسلمانوں کا سردار ہوں جب کہ اٹھائے جائیں۔ جب کہ وہ وارد ہوں گے۔ تو میں ان سے پہلے وارد ہوں گا۔ اور میں ان کو بشارت دینے والا ہوں گا۔ جب وہ مایوس ہونگے۔ اور میں ان کا امام ہوں گا۔ جب کہ وہ سجدہ کریں گے۔ اور رب تعالیٰ کے حضور میں ان سے زیادہ قریب بیٹھنے والا ہوں گا۔ جب کہ وہ جمع ہوں گے۔ میں کھڑا ہوں گا اور کلام کروں گا۔ میرا رب میری تصدیق فرمائے گا۔ میں شفاعت کروں گا اور وہ میری شفاعت قبول کرے گا میں سوال کروں گا اور وہ مجھے عطا فرمائے گا۔

دارمی' ترمذی' ابویعلیٰ' بیہقی وابونعیم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ باہر آنے والے لوگوں میں' میں پہلا شخص ہوں گا جب کہ وہ اٹھائے جائیں گے۔ اور میں ان کا قائد ہوں گا جب کہ وہ بلائے جائیں گے۔ میں ان کا خطیب ہوں گا جب کہ وہ خاموش رہیں گے۔ اور میں ان کا شافع ہوں گا۔ جب کہ وہ روک لئے جائیں گے۔ اور میں ان کی بشارت دینے والا ہوں گا جب کہ وہ مایوس ہوں گے۔ اور لواء الحمد میرے دوسرے ہاتھ میں ہوگا۔ میں اپنے رب کے حضور اولادِ آدم سے اکرم ہوں گا۔ یہ فخر یہ نہیں۔ ایک ہزار ایسے خادم میرے گرد ہوں گے گویا وہ لؤلؤ مکنون ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم مقام محمود پر فائز ہوں گے اور دستِ اقدس میں لواء الحمد ہوگا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ مقام محمود پر فائز ہوں گے اور آپ کے دست اقدس میں لواء الحمد ہوگا۔ اور یہ کہ آدم اور ان کے ماسوا سب آپ کے پرچم کے نیچے ہوں گے۔ اور یہ کہ آپ اس دن امام الانبیاء' ان کے خطیب اور ان کے قائد ہوں گے۔ اور یہ کہ آپ اول شافع اور اول مشفع ہوں گے۔ اور آپ ہی وہ شخص ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی طرف نظر کرے گا۔ اور سب سے پہلے آپ ہی کو سجدہ کا حکم ہوگا اور آپ ہی سب سے پہلے اپنے سر کو سجدہ سے اٹھائیں گے۔ اور آپ سے تبلیغ پر گواہ طلب نہ کیا جائے گا۔ جب کہ تمام نبیوں سے تبلیغ پر گواہ طلب کئے جائیں گے۔ اور مقدمات کے فیصلہ میں شفاعت عظمیٰ کے ساتھ آپ ہی مخصوص ہوں گے۔ اور ایک قوم کو بغیر حساب جنت میں داخل کرانے میں شفاعت کے ساتھ آپ ہی مخصوص ہوں گے۔ اور جو

موحدین مستحق نار ہو گئے ہوں گے جہنم میں ان کو نہ داخل کرنے کی آپ شفاعت کریں گے اور جنت میں لوگوں کے درجات کی بلندی کے لئے آپ شفاعت کریں گے۔ اور جو کفار ہمیشہ جہنم میں رہیں گے ان پر تخفیف عذاب کی شفاعت کریں گے۔ اور مشرکوں کے بچوں کے بارے میں کہ ان کو عذاب نہ دیا جائے آپ شفاعت کریں گے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا (اسراء:۷۹)

(قریب ہے کہ آپ کا رب آپ کو مقام محمود پر فائز کرے۔)

امام احمد نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں روز قیامت سید الناس ہوں گا۔ اے میرے صحابہ! تم جانتے ہو یہ کس وجہ سے ہے؟ اس دن اللہ تعالیٰ اولین و آخرین کو ایک میدان میں جمع کرے گا اور ہر ایک پکارنے والے کی آواز سنے گا اور سورج قریب ہوگا۔ اور لوگوں کو اتنا کرب و غم پہنچے گا کہ وہ برداشت نہ کر سکیں گے اور نہ اس کا تحمل کر سکیں گے۔ لوگ ایک دوسرے سے کہیں گے تم دیکھتے نہیں کہ کس حال میں ہو۔ اور کیسی شدت و تکلیف پہنچ رہی ہے۔ تم اس شخص کو کیوں نہیں تلاش کرتے جو تمہاری شفاعت تمہارے رب سے کرے۔ تو وہ ایک دوسرے سے کہیں گے تمہارے سب کے باپ آدم علیہ السلام موجود ہیں۔ پھر وہ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ اور عرض کرینگے اے آدم آپ ابو البشر ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو دست قدرت سے پیدا کیا ہے اور آپ میں اپنی جانب سے روح پھونکی اور فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ آپ کو سجدہ کریں۔ آپ ہماری اپنے رب کے حضور شفاعت کیجئے۔ آپ دیکھتے نہیں کہ ہم کس حال میں ہیں۔ کیا آپ ملاحظہ نہیں فرمارہے کہ ہم کو کتنی شدید تکلیف پہنچ رہی ہے۔ اس پر آدم علیہ السلام فرمائیں گے۔ بیشک آج میرے رب کا غضب عظیم ہے۔ ایسا غضب اس سے پہلے کبھی نہیں کیا اور نہ اس جیسا کبھی آئندہ کرے گا۔ بات یہ ہے کہ میرے رب نے مجھے ایک درخت سے منع فرمایا تھا۔ مگر مجھ سے حکم عدولی ہوئی "نفسی نفسی نفسی اذھبوا الی غیری " مجھے اپنی فکر ہے مجھے اپنی ہی فکر ہے تم کسی اور کے پاس جاؤ۔ پھر وہ سب نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ اور عرض کریں گے اے نوح علیہ السلام! آپ روئے زمین کی طرف اول المرسلین ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام عبد شکور رکھا ہے۔ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے۔ آپ ملاحظہ نہیں فرمارہے کہ ہم کس حال میں ہیں اور ہمیں کیسی شدت و تکلیف پہنچ رہی ہے۔ نوح علیہ السلام فرمائیں گے بلاشبہ میرے رب نے آج بڑا غضب فرمایا ہے۔ اس جیسا غضب نہ اس سے پہلے کیا نہ آئندہ کرے گا۔ بات یہ ہے کہ میری ایک دعائے خاص تھی جس کو میں نے اپنی قوم کی ہلاکت پر مانگ لی "نفسی نفسی نفسی اذھبوا الی غیری " تم ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ تو وہ سب ابراہیم علیہ السلام کے پاس حاضر آئیں گے۔ اور عرض کریں گے اے ابراہیم علیہ السلام! آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اہل زمین کی جانب نبی اور اس کے خلیل ہیں۔ آپ ملاحظہ نہیں فرما رہے کہ ہم کس حال میں ہیں اور ہمیں کیسی شدت و تکلیف پہنچ رہی ہے۔ بلاشبہ میرے رب نے آج بڑے غضب کا اظہار فرمایا ہے۔ اس جیسا غضب نہ اس سے پہلے کیا اور نہ آئندہ کرے گا۔ پھر وہ اپنے کذبات کا ذکر کرکے فرمائیں گے۔ "نفسی نفسی نفسی اذھبوا الی غیری " تم موسیٰ کے پاس جاؤ وہ سب موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ اور عرض کریں گے اے موسیٰ علیہ السلام آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی رسالت کے ساتھ برگزیدہ فرمایا اور اپنے ساتھ کلام فرما کر لوگوں پر برگزیدہ کیا۔

آپ ہماری شفاعت اپنے رب کے حضور کیجئے۔ آپ ملاحظہ نہیں فرمارہے کہ ہم کس حال میں ہیں اور ہمیں کیسی شدت و تکلیف پہنچ رہی ہے۔ وہ فرمائیں گے بلاشبہ رب نے آج بڑا غضب فرمایا ایسا غضب تو نہ پہلے کیا اور نہ اس کے بعد کبھی کرے گا۔ بات یہ ہے کہ میں نے ایک جان کو ہلاک کیا جس کے ہلاک کرنے کا مجھے حکم نہیں دیا گیا تھا۔ ''نفسی نفسی نفسی اذھبوا الی غیری'' تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ تو وہ سب عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے اے عیسیٰ علیہ السلام! آپ اللہ کے رسول اور اس کے وہ کلمہ ہیں جسے مریم کی جانب القا فرمایا اور اس کی روح ہیں۔ اور آپ نے پنگھوڑے میں لوگوں سے بات کی۔ آپ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے۔ آپ ملاحظہ نہیں فرمارہے کہ ہم کس حال میں ہیں اور ہمیں کیسی شدت اور تکلیف کا سامنا ہے۔ وہ فرمائیں گے بلاشبہ میرے رب نے آج اس غضب کا اظہار کیا ہے کہ اس جیسا نہ پہلے غضب کیا اور نہ اس کے بعد کرے گا اور وہ اپنی کسی لغزش کا ذکر نہیں فرمائیں گے مگر یہ کہیں گے کہ میرے سوا کسی اور کے پاس جاؤ۔ تم محمد مصطفیٰ ﷺ کے پاس جاؤ۔ تو وہ سب حضور ﷺ کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے اے محمد ﷺ! آپ اللہ کے رسول' خاتم النبیین' اور'' غفر اللہ ماتقدم من ذنبک وماتاخر'' ہیں۔ اپنے رب کے حضور آپ ہماری شفاعت کیجئے۔ آپ ملاحظہ نہیں فرمارہے کہ ہم کس حال میں ہیں اور ہمیں کیسی شدت و تکلیف کا سامنا ہے تو اس وقت میں کھڑا ہوں گا اور عرش کے نیچے آؤں گا۔ اور اپنے رب کے حضور سجدہ میں گر جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ مجھ پر اپنے حمد وثناء کا اظہار فرمائیگا۔ اور مجھے الہام فرمائے گا۔ اور میں ایسی حمد وثنا کروں گا کہ مجھ سے پہلے کسی کے لئے ایسی حمد وثناء کی کشائش نہ ہوئی اور فرمایا جائے گا یَا مُحَمَّدُ! ''اِرْفَعْ رَاْسَکَ سَلْ تُعْطَہْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ'' آپ اپنا سر اٹھایئے' مانگئے آپ کو وہ دیا جائے گا۔ شفاعت کیجئے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ میں عرض کروں گا اے رب میری امت' اے رب میری امت' اے رب میری امت' فرمایا جائے گا اے محمد! اپنی امت کے ان لوگوں کو جن پر حساب نہیں ہے جنت کے دروازوں کی داہنی جانب سے داخل کر دیں۔ درآنحالیکہ آپ کی امت ان دروازوں کے سوا جنت کے دوسرے دروازوں میں بھی لوگوں کے ساتھ شریک ہوگی۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ جنت کے دروازوں کے دو پٹ کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا مکہ مکرمہ اور ہجر یا مکہ اور بصریٰ کے درمیان ہے۔

شیخین نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا روز قیامت تمام مسلمان جمع کئے جائیں گے۔ اور اس دن کے لئے خاص اہتمام کیا جائے گا' وہ کہیں گے کاش ہمارے رب کے حضور ہماری شفاعت کرنے والا کوئی ہوتا اور وہ ہمیں اس جگہ کی سختیوں سے راحت بخشتا تو وہ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور ان کے عرض کریں گے اے آدم! آپ ابوالبشر ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا اور آپ کے لئے اپنے فرشتوں سے سجدہ کرایا اور آپ کو ہر شی کے اسماء کا علم سکھایا آپ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے تاکہ ہم اس جگہ کی سختیوں سے راحت پائیں۔ وہ ان سے فرمائیں گے میں تمہارے اس کام کے لئے نہیں ہوں۔ اور وہ اپنی لغزش کو یاد کریں گے۔ جس کی وجہ سے وہ اپنے رب سے حیا کرینگے اور وہ کہیں گے تم نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ کیونکہ وہ اول رسول ہیں اللہ نے ان کو روئے زمین کی طرف مبعوث فرمایا پھر وہ نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ وہ فرمائیں گے میں تمہارے اس کام کا نہیں ہوں اور وہ اپنی اس لغزش کو یاد کریں گے۔ جو بغیر علم کے انہوں نے رب

سے سوال کیا تھا اس بنا پر اپنے رب سے حیا کریں گے وہ فرمائیں گے تم ابراہیم خلیل اللہ کے پاس جاؤ تو وہ سب ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ وہ فرمائیں گے میں تمہارے اس کام کا نہیں ہوں۔ لیکن تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ ایسے بندے ہیں کہ اللہ نے ان سے کلام فرمایا ہے اور ان کو توریت عطا فرمائی ہے۔ تو وہ سب موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے وہ فرمائیں گے میں تمہارے اس کام کا نہیں ہوں۔ اور ان سے اس جان کا ذکر کریں گے جو بغیر نفس کے ہلاک کیا تھا۔ اس بنا پر اپنے رب سے حیا کریں گے۔ فرمائیں گے تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ وہ اللہ کے بندے اس کے رسول اس کے کلمہ اور اس کے روح ہیں۔ وہ سب عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ وہ فرمائیں گے میں تمہارے اس کام کا نہیں ہوں۔ لیکن تم محمد مصطفیٰ ﷺ کے پاس جاؤ وہ ایسے بندے ہیں کہ "غفر الله له ماتقدم من ذنبه وما تاخر" اللہ تعالیٰ نے آپ کی وجہ سے آپ کے اگلوں کے گناہ اور آپ کے پچھلوں کے گناہ معاف کئے ہیں تو میں اٹھوں گا اور مسلمانوں کے دو صفوں کے درمیان جاؤں گا۔ یہاں تک کہ میں اپنے رب سے اذن چاہوں گا۔ جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو میں اس کے آگے سجدہ ریز ہو جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ جتنی دیر مجھے چاہے سجدے میں رکھے گا۔ اس کے بعد فرمائے گا اے محمد ﷺ! آپ اپنا سر اٹھایئے کہیے سنا جائے گا۔ شفاعت کیجیے قبول کی جائے گی۔ اور مانگیے آپ کو وہ دیا جائے گا۔ تو میں اپنا سر اٹھاؤں گا۔ اور میں اس تحمید کے ساتھ حمد کروں گا جو وہ مجھے سکھائے گا۔ پھر میں شفاعت کروں گا۔ اور میرے لئے ایک حد مقرر کی جائے گی۔ اور میں ان کو جنت میں داخل کروں گا۔ اس کے بعد میں دوبارہ بارگاہِ رب میں حاضر ہوں گا اب میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو اس کے آگے سجدہ ریز ہو جاؤں گا۔ اور اللہ تعالیٰ جتنی دیر مجھے چاہے سجدے میں رکھے گا۔ اس کے بعد فرمائے گا اے محمد ﷺ! سر اٹھایئے کہیے سنا جائے گا۔ مانگئے وہ عطا کیا جائے گا۔ اور شفاعت کیجیے قبول کی جائے گی۔ تو میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور اس تحمید کے ساتھ اس کی حمد کروں گا جس کی وہ مجھے تعلیم فرمائے گا۔ پھر میں شفاعت کروں گا اور میرے لئے ایک حد مقرر کی جائے گی۔ اور میں ان کو جنت میں داخل کروں گا۔ اس کے بعد تیسری مرتبہ بارگاہِ رب میں حاضر ہوں گا۔ جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو اس کے آگے سجدہ ریز ہو جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ جتنی دیر چاہے مجھے سجدہ میں رکھے گا۔ اس کے بعد فرمایا جائے گا اے محمد ﷺ! سر اٹھایئے کہیے سنا جائے گا۔ مانگیے آپ کو وہ دیا جائے گا۔ شفاعت کیجیے قبول کی جائے گی تو میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور ان الفاظ کے ساتھ اس کی حمد کروں گا جس کی وہ مجھے تعلیم فرمائے گا اور میرے لئے ایک اور حد مقرر کی جائے گی۔ اور میں ان کو جنت میں داخل کروں گا۔ اس کے بعد میں چوتھی مرتبہ بارگاہِ رب میں حاضر ہوں گا۔ اور میں عرض کروں گا کہ اب وہی لوگ باقی رہ گئے ہیں جنہیں قرآن پاک نے روکا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا پھر وہ لوگ جہنم سے نکالے جائیں گے جنہوں نے "لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللهُ" کہا اور ان کے دل میں جو کے برابر خیر ہے اس کے بعد وہ جہنم سے نکالے جائیں گے جنہوں نے "لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللهُ" کہا اور ان کے دل میں گندم برابر خیر ہے۔ اس کے بعد وہ لوگ جہنم سے نکالے جائیں گے جنہوں نے "لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللهُ" کہا اور ان کے دل میں ذرہ برابر خیر ہے۔

امام احمد نے بسند صحیح حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں کھڑا انتظار کر رہا ہوں گا کہ کب لوگ صراط سے گزرتے ہیں۔ اچانک عیسیٰ علیہ السلام میرے پاس آئیں گے۔ اور کہیں گے یہ انبیاء کی جماعت ہے۔ جو اے محمد ﷺ! آپ

کے پاس آئی ہے۔ وہ سوال کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ تمام امتوں کے درمیان سے جس طرح اللہ تعالیٰ چاہے اس غم کو چھانٹ دے جس میں وہ لوگ مبتلا ہیں۔ تو لوگوں کی حالت یہ ہوگی کہ وہ پسینہ میں دہانوں تک غرق ہوں گے۔ لیکن مومن کی حالت ایسی ہوگی جیسے زکام کی حالت ہوتی ہے اور کافروں کی حالت یہ ہوگی کہ ان کو موت ڈھانپ لے گی۔ اس وقت فرماؤں گا آپ انتظار کیجئے یہاں تک کہ میں فارغ ہو کر آؤں۔ پھر نبی کریم ﷺ جائیں گے اور عرش کے نیچے قیام کریں گے۔ اور آپ کو وہ تقرب حاصل ہوگا۔ جو نہ کسی برگزیدہ فرشتہ کو ملا اور نہ نبی و رسول کو۔ اللہ تعالیٰ جبریل علیہ السلام سے فرمائے گا تم میرے محبوب کے پاس جاؤ اور ان سے کہو آپ اپنا سر اٹھائیے مانگیے آپ کو وہ دیا جائے گا اور شفاعت کیجئے شفاعت قبول کی جائے گی تو میں اپنی امت کے بارے میں شفاعت کروں گا اور ننانوے میں سے ایک انسان کو نکالوں گا۔ اس طرح میں برابر اپنے رب کی بارگاہ میں آتا جاتا رہوں گا اور میں جہاں کھڑا ہوں گا شفاعت ہی کروں گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ مجھے یہ اذن عطا فرمائے گا کہ اے محمد ﷺ! آپ اپنی امت کے ہر اس شخص کو جسے اللہ نے پیدا کیا ہے اور اس نے صرف ایک دن اخلاص کے ساتھ "لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ" کی شہادت دی ہو اور وہ اسی ایمان خالص پر مر گیا ہو نکال کے جنت میں داخل کر دیں۔

امام احمد و ابو یعلیٰ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر نبی کے لئے ایک دعا ہوتی تھی جس کو انہوں نے دنیا میں پورا کرا لیا مگر میں نے اپنی دعا کو اپنی امت کی شفاعت کے لئے اٹھا رکھا ہے اور میں روز قیامت اولاد آدم کا سردار ہوں گا۔ اور میں ہی وہ پہلا شخص ہوں گا جس سے زمین شق ہوگی۔ یہ فخر یہ نہیں' میرے ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا اور یہ فخر یہ نہیں۔ آدم اور ان کے ماسوا تمام میرے جھنڈے تلے ہوں گے۔ یہ فخر یہ نہیں۔ لوگوں پر قیامت کا دن طویل ہوگا۔ وہ ایک دوسرے سے کہیں گے ہمیں آدم علیہ السلام کے پاس پہنچنا چاہئے وہ ابو البشر ہیں تاکہ وہ ہمارے رب کے حضور ہماری شفاعت کریں۔ اور ہمارا فیصلہ کرائیں مگر آدم علیہ السلام فرمائیں گے میں تمہارے کام کا نہیں ہوں۔ میں جنت سے اپنی لغزش کی بنا پر باہر کیا گیا ہوں۔ آج کے دن اپنے سوا کسی کی فکر نہیں ہے۔ لیکن تم نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ اول الانبیاء ہیں تو وہ سب نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ اور کہیں گے ہمارے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے۔ وہ فرمائیں گے۔ میں تمہارے اس کام کا نہیں ہوں۔ کیونکہ میں نے اپنے بیٹے کے بارے میں سوال کیا تھا آج مجھے اپنے سوا کسی کی فکر نہیں ہے۔ لیکن تم ابراہیم علیہ السلام خلیل الرحمٰن کے پاس جاؤ تو وہ ان کے پاس آئیں گے۔ اور کہیں گے اے ابراہیم علیہ السلام ہمارے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے اور ہمارا فیصلہ کرائیے مگر وہ فرمائیں گے میں تمہارے اس کام کا نہیں ہوں۔ اور وہ اپنے تین کذبات کا ذکر فرمائیں گے اور فرمائیں گے کہ خدا کی قسم! میں نے ان کے ساتھ مجادلہ نہیں کیا۔ مگر دین خدا سے کہ ہم شدید اضطراب میں ہیں' ایک قول تو یہ کہ "اِنِّـىْ سَقِيْـمٌ" میں علیل ہوں دوسرا قول یہ کہ "بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا" بلکہ یہ فعل ان کے اس بڑے بت نے کیا ہے۔ اور تیسرا قول جو اپنی بیوی کے بارے میں ہے جب کہ وہ بادشاہ ظالم کے پاس پہنچی تھیں کہ یہ میری بہن ہے۔ آج مجھے اپنے سوا کسی کا غم لیکن تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ وہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی رسالت سے برگزیدہ فرمایا۔ اور ان کو اپنے کلام سے نوازا ہے تو وہ سب موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ اور کہیں گے اے موسیٰ علیہ السلام! اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی رسالت سے سرفراز کیا ہے۔ اور اپنے کلام سے نوازا

ہے۔ آپ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے۔ وہ فرمائیں گے میں تمہارے اس کام کا نہیں ہوں میں نے ایک جان کو بغیر جان کے ہلاک کیا ہے آج مجھے اپنے سوا کسی کی فکر نہیں ہے لیکن تم عیسیٰ روح اللہ اور کلمۃ اللہ کے پاس جاؤ۔ تو وہ سب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے۔ اور ہمارے درمیان فیصلہ کرائیے۔ مگر وہ فرمائیں گے میں تمہارے اس کام کا نہیں ہوں لوگوں نے مجھے اللہ کے سوا معبود ٹھیرالیا تھا آج مجھے اپنے سوا کسی کا غم نہیں ہے۔ لیکن ہر سامان اپنے ہی صندوق میں محفوظ ہوتا ہے اس پر مہر لگی ہو۔ بتاؤ کیا کوئی قدرت رکھتا ہے کہ صندوق کے بیچ میں ہاتھ ڈالے بغیر اس کی مہر توڑے۔؟ لوگ کہیں گے نہیں تو وہ فرمائیں گے بلاشبہ محمد مصطفےٰ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ بلاشبہ آج وہ جلوہ افروز ہیں۔ بلاشبہ انہیں کی وجہ سے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ بخشے جائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو وہ سب میرے پاس حاضر ہوں گے۔ اور عرض کریں گے۔ یا رسول اللہ! اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے اور ہمارے درمیان فیصلہ کرائیے اور میں فرماؤں گا کہ آؤ" انا لھا" میں ہی اس کام کے لئے ہوں۔ اللہ تعالیٰ جس کے لئے چاہے گا اور جس سے راضی ہوگا اذن عطا فرمائے گا۔ جس وقت اللہ تعالیٰ اپنی خلق کے درمیان فیصلہ کا ارادہ فرمائے گا تو منادی پکارے گا کہاں ہیں احمدؐ کہاں ہے ان کی امت۔ تو ہم ہی آخرین اور ہم ہی اولین ہیں' ہم آخرالامم ہیں اور ہم حساب کئے جانے والوں میں اول ہیں۔ اور تمام امتیں ہمارے لئے ہمارا راستہ چھوڑیں گی اور ہم اس شان سے گزریں گے کہ وضو کے اثر سے ہمارے اعضا چمکتے دمکتے ہوں گے۔ تمام امتیں کہیں گی قریب تھا کہ یہ ساری امت انبیا ہوتی اور ہم جنت کے دروازے پر آئیں گے اور میں دروازے کی زنجیر پکڑ کر دروازے کو کھٹکھٹاؤں گا۔ کہا جائے گا کون ہے؟ میں فرماؤں گا محمد اور میں اپنے رب عزوجل کے حضور حاضر ہوں گا۔ وہ اپنی کرسی پر جلوہ افروز ہوگا۔ اور میں اس کے سامنے سجدہ ریز ہو جاؤں گا۔ اور میں اس کی ایسے محامد کے ساتھ حمد کروں گا کہ کسی نے مجھ سے پہلے ان محامد سے اس کی حمد نہ کی ہوگی اور نہ میرے بعد کوئی اس کے ساتھ اس کی حمد کرے گا۔ اور فرمایا جائے گا اے محمد ﷺ! آپ اپنا سر اٹھائیے مانگیے وہ آپ کو دیا جائے گا کہیے سنا جائے گا۔ اور شفاعت کیجئے شفاعت قبول کی جائے گی۔ تو میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور عرض کروں گا اے میرے رب! میری امت! میری امت! فرمایا جائے گا ہر اس شخص کو نکال لیجیے جس کے دل میں اتنا اتنا مثقال ایمان ہے۔ اس کے بعد میں دوبارہ حاضر ہوں گا اور سجدہ کر کے وہی عرض کروں گا جو پہلے کیا تھا۔ فرمایا جائے گا" اِرْفَعْ رَاْسَكَ وَقُلْ يُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ"۔ میں عرض کروں گا اے میرے رب! میری امت' میری امت' حق تعالیٰ فرمائے گا جس کے دل میں اتنے اتنے مثقال ایمان ہے اور پہلے طبقے سے کم ہے اسے نکال لیجیے۔ اس کے بعد میں پھر بارگاہ رب العزت میں حاضر ہوں گا اور ویسا ہی عرض کروں گا فرمایا جائے گا" ارفع راسك و قل تسمع لك وسل تعط واشفع تشفع "اور میں عرض کروں گا اے میرے رب! میری امت' میری امت' حق تعالیٰ فرمائے گا جس کے دل میں پہلوں سے اتنے اتنے مثقال ایمان ہے اسے نکال لیجیے۔

طبرانی نے اوسط میں اور حاکم نے صحیح بتا کر اور بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انبیا کے لئے سونے کے منبر ہوں گے۔ اور وہ ان منبروں پر تشریف رکھیں گے اور میرا منبر باقی رہے گا میں اس پر نہ بیٹھوں گا اور میں اپنے رب کے حضور اس خوف سے کھڑا رہوں گا کہ میرا رب مجھے تو جنت میں بھیج دے اور میری امت کو کوئی شخص باقی رہ

جائے۔ تو میں عرض کروں گا اے رب امتی امتی! اللہ عزوجل فرمائے گا۔ اے محمد ﷺ! آپ کیا چاہتے ہیں کہ میں آپ کی امت کے بارے میں کیا کروں؟ میں عرض کروں گا اے رب! ان کا حساب جلد تر ہو۔ تو میں برابر شفاعت کرتا رہوں گا۔ یہاں تک کہ مجھ کو ان مردوں کے نامہ اعمال دیئے جائیں گے جن کو اس نے جہنم کی طرف بھیجا ہوگا۔ مالک داروغہ جہنم عرض کرے گا اے اللہ کے حبیب! میں نے اپنے رب کی رحمت سے آپ کی امت کا ایک شخص بھی باقی نہیں رہنے دیا ہے۔

بخاری نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ تمام لوگ روز قیامت گھٹنوں کے بل چلیں گے اور ہر امت اپنے نبی کے پیچھے دوڑے گی وہ کہیں گے اے فلاں ہماری شفاعت کیجئے۔ اے فلاں ہماری شفاعت کیجئے۔ یہاں تک کہ وہ شفاعت نبی کریم ﷺ کی طرف ختم ہوگی تو وہ دن ایسا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کو مقام محمود پر فائز کرے گا۔

نیز بخاری نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا کہ آفتاب بہت نزدیک ہوگا یہاں تک کہ پسینہ آدھے کان تک پہنچ جائے گا۔ اس دوران تمام لوگ فریاد وفغان کرتے ہوئے آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے مگر وہ فرمائیں گے میں اس کا مجاز نہیں پھر وہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور آپ شفاعت کریں گے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ مخلوق کے درمیان فیصلہ فرمائے گا اور آپ چلیں گے یہاں تک کہ جنت کے دروازے کی زنجیر تھامیں گے تو اس دن اللہ تعالیٰ حضور کو مقام محمود پر مبعوث فرمائے گا اور سارا مجمع آپ ہی کی تعریف وتوصیف کرتا ہوگا۔

بزار وبیہقی نے البعث میں حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو ایک چٹیل میدان میں جمع فرمائے گا اور کسی جان کو بات کرنے کی یارانہ ہوگی۔ سب سے پہلے جس کو پکارا جائے گا وہ محمد مصطفےٰ ﷺ ہوں گے۔ اور آپ کہیں گے ''لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ وَالْخَیْرُ فِیْ یَدَیْکَ وَالشَّرُّ لَیْسَ اِلَیْکَ وَالْمَھْدِیُّ مَنْ ھَدَیْتَ وَعَبْدُکَ بَیْنَ یَدَیْکَ وَبِکَ وَاِلَیْکَ لَامَنْجَاءَ مِنْکَ اِلَّا اِلَیْکَ تَبَارَکْتَ وَتَعَالَیْتَ سُبْحَانَکَ رَبَّ الْبَیْتِ'' اور اس وقت آپ شفاعت کریں گے۔ اور اسی کے بارے میں حق تعالیٰ نے فرمایا ''عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا۔''

روز قیامت آفتاب کو بیس سال کی گرمی دی جائیگی:

ابن ابی شیبہ اور ابن ابی عاصم نے السنۃ میں سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ روز قیامت آفتاب کو بیس سال کی گرمی دی جائے گی۔ پھر وہ لوگوں کی کھوپڑیوں کے بہت قریب ہوگا۔ حتیٰ کہ وہ دو کمانوں کے فاصلے کے قریب ہوگا اور لوگوں کو پسینہ آئے گا۔ یہاں تک کہ پسینہ ٹپک کر زمین میں قد کے برابر آجائے گا۔ اور وہ بلند ہوتا جائے گا۔ یہاں تک کہ لوگ غرغر کرینگے۔ سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا یہ حال ہوگا کہ لوگ غق غق کرینگے۔ جب وہ لوگ اپنے اس حال کو دیکھیں گے تو ایک دوسرے سے کہیں گے کیا تم نہیں دیکھ رہے کہ کس حال میں ہو۔ چلو اپنے ابوالآباء آدم علیہ السلام کے حضور میں آؤ اور اپنے رب کے حضور اپنی شفاعت کے طالب ہو۔ تو وہ سب آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے اے ہمارے باپ! آپ وہ ہیں کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے پیدا کیا اور آپ میں اپنی طرف سے روح پھونکی۔ اور اپنی جنت میں آپ کو ٹھہرایا۔ اٹھیے اور اپنے رب کے

حضور ہماری شفاعت کیجئے۔ بلاشبہ آپ ملاحظہ فرمارہے ہیں کہ ہم کس حال میں ہیں۔ مگر وہ فرمائیں گے میں تمہارے اس کام کا نہیں ہوں۔ پھر وہ لوگ کہیں گے بتایئے ہم کس کے پاس جائیں فرمائیں گے تم بندۂ شاکر کے پاس جاؤ۔ تو وہ نوح علیہ السلام کے پاس آ پہنچیں گے اور کہیں گے یا نبی اللہ! آپ وہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بندۂ شکر گزار بنایا آپ ملاحظہ فرمارہے ہیں کہ ہم کس حال میں ہیں اب رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے۔ مگر وہ فرمائیں گے میں تمہارے اس کام کا نہیں ہوں۔ بتایئے اب ہم کہاں جائیں۔ وہ فرمائیں گے تم ابراہیم خلیل اللہ کے پاس جاؤ تو وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ اور کہیں گے اے خلیل اللہ! آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہم کس حال میں ہیں آپ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے۔ وہ فرمائیں گے میں تمہارے اس کام کا نہیں ہوں۔ تو وہ کہیں گے بتایئے اب ہم کس کے پاس جائیں؟ وہ فرمائیں گے تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ جو ایسے بندے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت اور اپنے کلام کے ساتھ ان کو سرفراز فرمایا۔ تو وہ سب موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ اور کہیں گے کہ آپ ملاحظہ فرمارہے ہیں کہ ہم کس حال میں ہیں۔ آپ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے۔ وہ فرمائیں گے میں تمہارے کام کا نہیں ہوں۔ تو وہ کہیں گے بتایئے اب ہم کہاں جائیں؟ وہ فرمائیں گے تم عیسیٰ علیہ السلام کلمۃ اللہ اور روح اللہ کے پاس جاؤ۔ تو وہ سب عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے اے کلمۃ اللہ! اے روح اللہ! آپ ملاحظہ فرمارہے ہیں کہ ہم کس حال میں ہیں اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے۔ مگر وہ فرمائیں گے میں تمہارے اس کام کا نہیں ہوں۔ وہ کہیں گے پھر بتایئے ہم کس کے پاس جائیں۔ وہ فرمائیں گے تم اس بندے کے پاس جاؤ جس کے ہاتھ میں آج فتح شفاعت ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے سبب ان کے اگلے اور پچھلوں کے گناہ بخشے ہیں وہی آج کے دن امن دینے والے اور ستودہ صفات تشریف فرما ہیں۔ وہ سب نبی کریم ﷺ کے پاس آئیں گے۔ اور عرض کریں گے یا نبی اللہ! آپ ہی وہ مقدس ہستی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فتح باب شفاعت آپ کے سپرد فرمایا ہے۔ اور آپ کی وجہ سے آپ کے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ معاف کئے ہیں۔ اور آج کے دن آپ ہی امن عطا کرنے والے تشریف فرما ہیں آپ ملاحظہ فرمارہے ہیں کہ ہم کس حال میں ہیں۔ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے۔ آپ فرمائیں گے کہ میں ہی تمہارا مددگار باب شفاعت کا مالک ہوں۔ پھر حضور ﷺ مجمع کو چیرتے ہوئے جنت کے دروازے پر پہنچیں گے اور دروازے کی زنجیر پکڑ کر جو کہ سونے کی ہوگی دروازہ کھٹکھٹائیں گے۔ کہا جائے گا آپ کون ہیں؟ آپ فرمائیں گے میں محمد ہوں۔ تو آپ کے لئے دروازہ کھل جائے گا۔ یہاں تک کہ رب العزت کے حضور قیام فرمائیں گے۔ اور سجدے میں اذن طلب کریں گے۔ اور آپ کو اذن دیا جائے گا۔ پھر سجدہ کریں گے اس وقت ندا فرمائی جائے گی اے محمد! آپ اپنا سر اٹھایئے مانگئے آپ کو وہ دیا جائے گا اور شفاعت کیجئے شفاعت قبول کی جائے گی۔ اور دعا کیجئے قبول کی جائے گی۔ اور اللہ تعالیٰ آپ پر تحمید و تمجید اور ثنا کو کشادہ فرمائے گا۔ ایسا کہ کسی مخلوق کے لئے اسے کشادہ نہ فرمایا اور ندا کی جائے گی اے محمد! سر اٹھایئے مانگیئے آپ کو وہ دیا جائے گا شفاعت کیجئے وہ شفاعت قبول کی جائے گی۔ دعا کیجئے قبول ہوگی۔ پھر آپ اپنا سر اٹھائیں گے اور دو مرتبہ یا تین مرتبہ امتی امتی عرض کریں گے۔ اور ہر اس شخص کی جس کے دل میں رائی کے دانے یا جو کے دانے کے برابر ایمان ہوگا شفاعت کریں گے تو یہ ہے وہ مقام محمود۔

اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کی شفاعت قبول فرمائے گا:

طبرانی نے الکبیر میں اور ابن ابی حاتم و ابن مردویہ نے عقبہ رضی اللہ عنہ بن عامر سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ اولین و آخرین کو جمع کر کے ان کے درمیان فیصلہ فرمائے گا اور وہ فیصلہ سے فارغ ہو جائے گا تو مسلمان کہیں گے ہمارا رب ہمارے مابین فیصلہ کر کے تو فارغ ہو گیا ہے اب کون ہے جو ہماری شفاعت ہمارے رب کے حضور کرے۔ اور وہ لوگ کہیں گے آدم علیہ السلام ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے پیدا کر کے ان سے کلام کیا ہے تو وہ سب آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ اور عرض کریں گے' ہمارے رب نے ہمارا فیصلہ کر دیا اور وہ حکم سے فارغ ہو گیا ہے۔ اب آپ اٹھئے اور ہمارے رب سے شفاعت کیجئے وہ فرمائیں گے تم نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ تو وہ سب نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جانے کو فرمائیں گے۔ پھر وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور وہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس جانے کو فرمائیں گے۔ پھر وہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور وہ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جانے کو فرمائیں گے۔ اور وہ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ اور وہ عربی اُمی ﷺ کے پاس حاضر ہونے کو فرمائیں گے۔ چنانچہ وہ سب میرے پاس آئیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ مجھے اذن دے گا کہ میں اس کے حضور کھڑا ہوں اور میرے جلوس کی جگہ سے ایسی خوشبو مہکے گی کہ کسی نے کبھی ایسی نہ سونگھی ہوگی۔ یہاں تک کہ میں رب کے حضور پہنچوں گا۔ اور وہ میری شفاعت قبول فرمائے گا۔ اور میرے سر کے بالوں سے میرے پاؤں کے ناخنوں تک میرے لئے نور ہی نور ہوگا۔

ابن ابی عاصم نے السنۃ میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور انہوں نے اسے رسول اللہ ﷺ تک رفع کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں اپنے رب کے حضور برابر شفاعت کرتا رہوں گا اور وہ میری شفاعت قبول کرتا رہے گا۔ یہاں تک کہ میں عرض کروں گا اے میرے رب! ہر اس شخص کے لئے جس نے ''لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کہا ہے میری شفاعت قبول کیجئے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ کام نہ آپ کا ہے اور نہ کسی اور کا۔ قسم ہے مجھے اپنے عزت و جلال کی اپنی رحمت کی میں کسی ''لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کہنے والے کو جہنم میں باقی نہ رکھوں گا۔

امام احمد و طبرانی نے عبادہ رضی اللہ عنہ بن الصامت سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی۔ حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اے محمد ﷺ! میں نے کسی نبی و رسول کو مبعوث نہیں کیا مگر یہ کہ انہوں نے مجھ سے وہ دعا مانگی جسے میں نے انہیں خاص طور پر دی تھی تو اے محمد ﷺ! آپ بھی مجھ سے مانگیے میں آپ کو وہ عطا فرماؤں گا مگر میں نے عرض کیا میری دعا روز قیامت اپنی امت کے لئے شفاعت کرنا ہے۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! شفاعت کیا ہے؟ حضور نے فرمایا میں کہوں گا کہ اے رب! وہ میری شفاعت جسے میں نے تیرے حضور محفوظ کیا ہے۔ رب العزت فرمائے گا ہاں میرے پاس محفوظ ہے۔ تو حق تعالیٰ میری بقیہ تمام امت کو جہنم سے نکالے گا۔ اور انہیں جنت میں داخل کرے گا۔

امام احمد و طبرانی و بزار نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا میرے رب نے مجھے اختیار دیا ہے کہ میں اپنی آدھی امت کو جنت میں داخل کروں یا شفاعت کو اختیار کروں تو میں نے امت کے لئے شفاعت کو اختیار کیا ہے اور میں جانتا ہوں کہ امت کے لئے شفاعت زیادہ وسیع ہے۔ اور وہ شفاعت ہر اس شخص کے لئے ہوگی جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک گردانے بغیر فوت ہوا ہو۔

طبرانی نے اوسط میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں دوزخ کے معائنہ کیلئے جاؤں گا اور اس کے دروازے پر دستک دوں گا اور میرے لئے وہ کھولا جائے گا اور میں اس کے اندر جا کر اللہ تعالیٰ کی حمد ایسی کروں گا کہ مجھ سے پہلے کسی نے نہ کی ہوگی اور نہ کوئی میرے بعد کرے گا۔ اس کے بعد میں دوزخ سے ہر اس آدمی کو نکالوں گا جس نے اخلاص کے ساتھ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللهُ کہا ہوگا۔

ابو یعلیٰ نے بروایت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ہمیں چار چیزیں ایسی دی گئی ہیں کہ ہم سے پہلے کسی کو عطا نہ ہوئیں۔ میں نے اپنے رب سے پانچ چیزوں کا سوال کیا۔ اس نے مجھے وہ بھی عطا فرما دی۔ وہ پانچویں چیز باقی اچھی چیز ہے۔ ہر نبی اپنی ہی قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا وہ اپنی قوم سے تجاوز نہیں کرتا تھا۔ مگر مجھے تمام انسانوں کی طرف بھیجا گیا۔ اور یہ کہ ہمارا دشمن ایک ماہ کی مسافت سے ہم سے خوف کھاتا ہے۔ اور یہ کہ تمام زمین ہمارے لئے مسجد اور پاک کرنے والی بنائی گئی۔ اور یہ کہ ہمارے لئے غنیمت حلال کی گئی۔ اور ہم سے پہلے کسی کے لئے حلال نہ ہوئی۔ اور یہ کہ میں نے اس سے سوال کیا کہ میری امت کا کوئی بندہ جو اس کی توحید کا اقراری ہو اس سے نہ ملے گا مگر یہ کہ میں اسے جنت میں داخل کروں گا۔

امام احمد و ابن شیبہ اور طبرانی نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں۔ مجھے سرخ و سیاہ (عرب و عجم) کی طرف مبعوث کیا گیا۔ ایک ماہ کی مسافت تک رعب سے میری مدد کی گئی۔ میرے لئے تمام زمین سجدہ گاہ اور پاک کرنے والی بنائی گئی۔ میرے لئے غنیمتوں کو حلال کیا گیا جو کہ مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہ ہوئی۔ اور مجھے شفاعت عطا فرمائی گئی۔ کیونکہ ہر نبی نے شفاعت کو مقدم رکھا ہے۔ (یعنی دنیا میں اس نے مانگ لی ہے) مگر میں نے اپنی شفاعت کو موخر کیا ہے۔ وہ شفاعت ہر اس شخص کے لئے ہوگی جو میری امت میں اس حال میں فوت ہو کہ اس نے اللہ کا شریک کسی کو نہ ٹھہرایا ہو۔

ابن ابی شیبہ ابو یعلیٰ ابو نعیم اور بیہقی نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں کہ مجھ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہ ہوئی پھر راوی نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی مانند حدیث بیان کی۔ مگر انہوں نے پانچویں چیز میں کہا کہ مجھ سے فرمایا جائے گا سوال کیجئے وہ آپ کو عطا ہوگا۔ تو میں نے اپنی دعا کو جو روز قیامت اپنی امت کی شفاعت کے لئے ہوگی اٹھا رکھا ہے۔ تو انشاءاللہ تعالیٰ میری وہ دعا ہر اس شخص کو پہنچے گی جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو۔

امام احمد و طبرانی نے اوسط میں اور حاکم، بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے دکھایا گیا ہے کہ میری امت میرے بعد جس چیز سے دوچار ہوگی وہ ایک دوسرے کا خون بہانا ہے۔ اور یہ باتیں اللہ تعالیٰ کی جانب سے پہلے ہی واقع ہو چکی ہیں۔ تو میں نے اپنے رب سے سوال کیا کہ روز قیامت مجھے شفاعت کا ان کے درمیان والی بنا

دے۔ تو اس نے قبول فرمایا۔

مسلم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قول کہ "فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ" (تو جس نے میری اطاعت کی وہ تو مجھ سے ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو تو ہی غفور رحیم ہے) اور عیسیٰ علیہ السلام کے قول کہ "اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ" (مائدہ:۱۱۸) (اگر تو نے ان پر عذاب کیا تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو نے ان کو بخش دیا تو تو ہی عزیز وحکیم ہے) کو تلاوت کر کے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور دعا کی کہ "امتی امتی" اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم روئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے جبرئیل علیہ السلام! میرے حبیب کے پاس جاؤ۔ اور ان سے کہو کہ ہم آپ کو آپ کی امت کے بارے میں راضی کریں گے اور آپ کو رنجیدہ نہ کریں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے پانچ چیزیں ایسی عطا کی گئی ہیں جو کسی نبی کو عطا نہیں ہوئیں

بزار وطبرانی نے اوسط میں بسند حسن ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں کہ (۱) مجھ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہ ہوئیں۔ مجھے سرخ وسیاہ کی طرف بھیجا گیا بلاشبہ ہر نبی اپنی قوم کی طرف ہی بھیجے گئے تھے۔ (۲) اور ایک ماہ کی مسافت تک رعب سے میری مدد کی گئی۔ (۳) اور مجھے غنیمت کھانے کو حلال کیا گیا۔ حالانکہ مجھ سے پہلے کوئی اسے نہیں کھاتا تھا۔ (۴) اور میرے لئے تمام زمین پاک کرنے والی اور مسجد قرار دی گئی اور کوئی نبی ایسا نہیں ہے مگر یہ کہ اسے ایک دعا دی گئی اور اس نے اس کے مانگنے میں عجلت کی مگر میں نے اپنی اس دعا کو اپنی امت کی شفاعت کے لئے موخر کیا ہے اور وہ دعا انشاء اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کو پہنچے گی جو اس حال میں مرے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو۔

ابن ابی شیبہ اور ابو یعلی نے بسند صحیح انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے انسانی بچوں کے کھیل کود کے بارے میں اپنے رب سے سوال کیا۔ کہ ان کو عذاب نہ دیا جائے تو وہ مجھے عطا فرمایا گیا۔ ابن عبدالبر نے کہا وہ خورد سال بچے ہیں۔ اس لئے کہ ان کے اعمال مثلاً کھیل کود وغیرہ بغیر قصد وارادہ کے ہوتے ہیں۔

امام احمد وابن ابی شیبہ نے اور ترمذی وحاکم اور بیہقی نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو میں امام النبیین' ان کا خطیب اور ان کی شفاعت کا صاحب ہوں گا یہ فخر یہ نہیں ہے۔

مسلم نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے رب نے میرے پاس فرشتہ بھیجا کہ میں ایک حرف پر قرآن پڑھوں میں نے اسے واپس کر کے عرض کیا کہ اے رب میری امت پر آسانی فرما۔ تو وہ دوبارہ آیا کہ میں دو حرف پر قرآن پڑھوں میں نے عرض کیا اے رب میری امت پر آسانی فرما۔ تو وہ تیسری مرتبہ میرے پاس آیا کہ میں سات حرفوں پر قرآن پڑھوں اور آپ کے لئے ہر پھیرے کے عوض جسے میں نے پھیرا ایک سوال کی اجازت دیتا ہوں جسے آپ مجھ سے مانگیں۔ تو میں نے عرض کیا اے خدا میری امت کو بخش دے اور دوسری اور تیسری قیامت کے دن کے لئے اٹھا رکھی ہے۔ جس دن ساری مخلوق میری طرف راغب ہوگی۔ حتیٰ کہ ابراہیم علیہ السلام بھی میری طرف راغب ہوں گے۔

حاکم وبیہقی نے کتاب الرؤیۃ میں عبادہ رضی اللہ عنہ بن الصامت سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں روز قیامت سید الناس ہوں گا۔ یہ فخریہ نہیں ہے۔ کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو کہ روز قیامت میرے جھنڈے کے نیچے نہ ہو اور وہ کشادگی کا انتظار کرینگے میرے ساتھ لواء الحمد ہوگا۔ میں چلوں گا میرے ساتھ لوگ چلیں گے۔ یہاں تک کہ جنت کے دروازے پر آؤں گا۔ اور دستک دوں گا۔ پوچھا جائے گا کون ہے۔ میں کہوں گا محمدؐ کہا جائے گا آپ کا آنا مبارک ہو اور جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو اس کے آگے سجدہ ریز ہو جاؤں گا اور رحمت الٰہی سے حصہ حاصل کروں گا۔

ابونعیم وابن عساکر رضی اللہ عنہ نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ابراہیم خلیل اللہ ہیں۔ اور عیسیٰ کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہیں۔ اور موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا آپ کو کیا عطا ہوا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمام اولاد آدم روز قیامت میرے جھنڈے کے نیچے ہوگی۔ اور میں پہلا شخص ہوں گا جو جنت کے دروازے کو کھلواؤں گا۔

بخاری نے اپنی تاریخ میں اور طبرانی نے اوسط میں اور بیہقی وابونعیم نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں قائد المرسلین ہوں' یہ فخریہ نہیں اور میں خاتم النبیین ہوں' یہ فخریہ نہیں۔ اور میں اول شافع اور اول مشفع ہوں یہ فخریہ نہیں۔

دارمی وترمذی اور ابونعیم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ کچھ اصحاب نبی بیٹھے حضور کا انتظار کر رہے تھے اور وہ ایک دوسرے سے تذکرہ کر رہے تھے کہ عجیب بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے ایک خلیل علیہ السلام بنایا اور ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا دوسرے نے کہا اس سے زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا اور تیسرے نے کہا عیسیٰ علیہ السلام اس کے کلمہ اور اس کے روح ہیں۔ چوتھے نے کہا آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے صفی فرمایا۔ اسی دوران حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے آئے اور فرمایا میں نے تمہاری باتیں سنی ہیں بلاشبہ ابراہیم علیہ السلام خلیل ہیں وہ اسی لائق تھے اور موسیٰ علیہ السلام نجی اللہ ہیں اور وہ اسی کے لائق تھے۔ اور عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں اور وہ اسی کے اہل تھے۔ اور آدم علیہ السلام کو اللہ نے برگزیدہ کیا وہ اسی کے لائق تھے اور میں حبیب اللہ ہوں اور یہ فخریہ نہیں اور میں پہلا شخص ہوں گا جو جنت کا دروازہ کھلواؤں گا۔ اور یہ فخریہ نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ میرے لئے اسے کھولے گا اور مجھے اس میں داخل کرے گا اور میرے فقراء مومنین ہوں گے۔ یہ فخریہ نہیں۔ اور میں اکرم الاولین وآخرین ہوں' اللہ تعالیٰ کی جناب میں۔ اور یہ فخریہ نہیں بلکہ اظہار واقعہ ہے۔

ابونعیم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے جن وانس اور سرخ وسیاہ کی طرف بھیجا گیا ہے اور میرے لئے غنیموں کو حلال کیا گیا جو دیگر نبیوں کے لئے حلال نہ تھیں اور میرے لئے تمام زمین مسجد اور طہور بنائی گئی اور میرے مقابل ایک ماہ کی مسافت تک رعب سے مدد کی گئی۔ اور سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں دی گئیں جو کہ عرش کے خزانوں میں سے تھیں۔ اور مجھے ان کے ساتھ مخصوص کیا گیا۔ اور انبیاء کو نہیں۔ اور مجھے توریت کی جگہ مثانی اور انجیل کی جگہ مئین اور زبور کی جگہ حم والی سورتیں اور مفصل کے ساتھ مجھے فضیلت دی گئی۔ اور میں دنیا وآخرت میں اولاد آدم کا سردار ہوں یہ فخریہ نہیں اور میں پہلا شخص ہوں گا کہ مجھ سے زمین شق ہوگی۔ اور میری امت سے زمین شق ہوگی۔ یہ فخریہ نہیں۔ روز قیامت میرے ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا۔ اور تمام انبیاء میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔ یہ فخریہ نہیں۔ روز قیامت جنت کی کنجیاں میرے پاس ہوں گی یہ فخریہ نہیں۔ اور میں ہی

باب شفاعت کو کھولوں گا۔ یہ فخریہ نہیں۔ اور میں جنت کی طرف سابق الخلق ہوں گا۔ یہ فخریہ نہیں۔ اور میں امام ہوں گا اور میری امت میرے نقش قدم پر ہوگی۔

آپ کی یہ خصوصیت کہ روز قیامت تمام حسب (رشتے) ونسب منقطع ہو جائیں گے صرف حضور ہی کا حسب (رشتے) ونسب باقی اور قائم رہے گا۔ حاکم و بیہقی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا روز قیامت میرے حسب (رشتے) ونسب کے سوا ہر حسب (رشتے) ونسب منقطع ہے۔ ان سے حدیث کا مطلب پوچھا گیا تو فرمایا کہ روز قیامت آپ کی امت آپ ہی کی طرف منسوب ہوگی۔ اور تمام نبیوں کی امتیں ان کی طرف منسوب نہ ہوں گی۔ اور کہا گیا ہے کہ اس دن آپ کے ساتھ جو نسبت کی جائے گی اس سے مخلوق کو نفع پہنچے گا۔ اور کوئی نسبت نفع نہ دے گی۔ اس قول کی تائید وہ روایت کرتی ہے جیسے ______ نے روایت کیا ہے۔ (اصل کتاب میں بھی راوی کا نام موجود نہیں تھا اس لیے یہ جگہ خالی چھوڑ دی گئی ہے۔ محمد اطہر نعیمی)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے پل صراط سے گزریں گے اور سب سے پہلے درِ جنت پر دستک دیں گے

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ سب سے پہلے آپ ہی پل صراط سے گزریں گے اور سب سے پہلے آپ ہی باب جنت پر دستک دیں گے۔ اور سب سے پہلے آپ ہی اس میں داخل ہونگے۔ اور آپ کے بعد آپ کی صاحبزادی۔ اور یہ کہ ان کے سر مبارک کے ہر بال اور ان کے چہرے سے نور تاباں ہوگا۔ اور اہل محشر کو حکم دیا جائے گا کہ وہ اپنی نگاہیں بند کر لیں تاکہ آپ کی صاحبزادی پل صراط سے گزر جائیں تو ریت و انجیل میں آپ کے ذکر کے باب میں نور کی حدیث گزر چکی ہے اور اس ضمن میں عقبہ رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی پہلے باب میں گزر چکی ہے۔

شیخین نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہنم کے اوپر پل نصب کیا جائے گا۔ اور سب سے پہلے میں اسے عبور کروں گا۔

ابو نعیم نے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو کہا جائے گا اے اہل محشر اپنی نگاہوں کو بند کر لو تاکہ سیدہ فاطمہ بنت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم گزر جائیں۔ تو وہ دو سبز چادریں اوڑھے گزریں گی۔

ابو نعیم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو منادی پس پردہ سے ندا کرے گا کہ اپنی نگاہیں بند کر لو اور اپنے سروں کو جھکا لو کیونکہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جنت کی طرف پل صراط طے کر کے گزریں گی۔

مسلم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلے میں ہی جنت کے دروازے پر دستک دوں گا۔

مسلم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روز قیامت میں جنت کے دروازے پر آؤں

کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا۔ خازن جنت کہے گا آپ کون ہیں؟ میں فرماؤں گا محمد! تو وہ کہے گا مجھے آپ ہی کے لئے حکم دیا گیا کہ میں آپ سے پہلے کسی کے لئے دروازہ نہ کھولوں گا۔

بیہقی و ابونعیم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا روز قیامت سب سے پہلا شخص میں ہوں گا کہ میرے سر سے زمین شق ہوگی اور یہ فخر نہیں ہے اور مجھے لواء الحمد دیا جائے گا یہ فخر نہیں ہے اور میں روز قیامت سید الناس ہوں گا یہ فخر نہیں ہے اور روز قیامت میں ہی سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گا۔ یہ فخر نہیں ہے۔

طبرانی نے اوسط میں بسند حسن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت انبیاء پر حرام کر دی گئی ہے جب تک میں اس میں داخل نہ ہوں۔ اور جنت تمام امتوں پر حرام کر دی گئی ہے جب تک کہ میری امت اس میں داخل نہ ہو جائے۔

اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل حدیث روایت کی ہے۔

ابونعیم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گا۔ یہ فخر نہیں اور جنت میں سب سے پہلے میرے پاس فاطمہ رضی اللہ عنہا داخل ہوں گی۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی مثال اس امت میں ایسی ہے جیسے بنی اسرائیل میں مریم کی ہے۔

حضور ﷺ کو کوثر عطا فرمایا گیا اور یہ آپ ہی سے مخصوص ہے:

آپ کے خصائص میں یہ ہے کہ آپ کوثر و وسیلہ کے ساتھ مخصوص ہیں۔ اور یہ کہ آپ کے منبر کے پائے جنت کی زمین میں نصب ہیں اور یہ کہ آپ کا منبر جنت میں بلندترین جگہ پر ہوگا۔ اور آپ کی قبر انور اور آپ کے منبر کے درمیان باغ جنت میں سے ایک باغ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ'' ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمائی۔

ابونعیم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے بکثرت خصائل سے نوازا گیا ہے جن کو میں فخر سے نہیں بیان کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے میری وجہ سے میرے اگلوں اور میرے پچھلوں کے گناہ بخشے ہیں اور میری امت کو خیر الامم بنایا ہے اور مجھے جوامع الکلم دیے گئے ہیں اور رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے۔ اور میرے لئے تمام زمین مسجد اور پاک کرنے والی بنائی گئی ہے۔ اور مجھے حوض کوثر دیا گیا۔ جس کے پیالے آسمان کے ستاروں کی گنتی کے برابر ہیں۔

مسلم نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تم اذان سنو تو وہی کلمات کہو جو مؤذن کہتا ہے اس کے بعد مجھ پر درود بھیجو۔ پھر اللہ تعالیٰ سے میرے وسیلہ سے مانگو کیونکہ وسیلہ جنت میں ایک مرتبہ ہے۔ جو کسی کے لئے سزاوار نہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے ایک بندے کے لئے۔ اور میں توقع رکھتا ہوں کہ وہ میں ہی ہوں اور جو میرے وسیلہ سے دعا کرے گا اس پر میری شفاعت حلال ہوگی۔

عثمان بن سعید دارمی نے کتاب الرد علی الجہمیہ میں عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ روز قیامت جنت نعیم کے اس اعلیٰ غرفہ میں مجھے رفعت عطا فرمائے گا جس کے اوپر حملۃ العرش کے سوا کچھ نہیں ہے۔

بیہقی نے اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے منبر کے پائے جنت کی زمین میں نصب ہیں۔ اور حاکم نے اس کی مثل ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے۔

ابن سعد نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرا یہ منبر جنت کی بلند جگہوں میں سے ایک جگہ پر ہے۔

شیخین نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے حجرے اور میرے منبر کے مابین جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

آپ ﷺ کی امت دنیا میں آخر اور آخرت میں اول ہے:

حضور اکرم ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ کی امت دنیا میں تو آخر ہے اور روز قیامت اول ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کا فیصلہ ساری مخلوق سے پہلے فرمائے گا اور یہ امت موقف میں بلند پشتہ پر ہوگی اور امت اس حال میں آئے گی کہ آثار وضو چمکتے دمکتے ہوں گے۔ اور دنیا و برزخ میں ان کی سزا میں عجلت کی جائے گی تاکہ قیامت کے دن یہ پاک صاف ہو کر آئیں۔ یہ امت اپنی قبروں میں اپنے گناہوں کے ساتھ داخل ہوگی اور اس سے جب نکلیں گی تو بغیر گناہ کے ہوں گے۔ ان کے گناہ مومنوں کے استغفار کے سبب نابود کر دیئے جائیں گے۔ ان کے نامۂ اعمال ان کے داہنے ہاتھ میں دیئے جائیں گے۔ ان کی ذریت اور ان کا نور ان کے آگے دوڑتا ہوگا اور اس امت کے لوگوں کی پیشانیوں پر سجدوں کا نشان ہوگا۔ اور ان کے لئے انبیاء کی مانند دو نور ہوں گے اور وہ لوگ میزان میں تمام سے وزنی ہوں گے اور ان کے لئے وہ ہوگا جو انہوں نے خود سعی کی۔ اور وہ جو ان کے لئے سعی کی گئی بخلاف تمام امتوں کے۔

نور کی حدیث تو توریت و انجیل میں آپ کے تذکرہ کے باب میں پہلے گزر چکی ہے۔ ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ ان دونوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہم لوگ دنیا والوں میں آخر ہیں اور روز قیامت ہم لوگ اول ہیں تمام مخلوق سے پہلے ان کا فیصلہ کیا جائے گا۔

حاکم نے صحیح بتا کر عبداللہ رضی اللہ عنہ بن سلام سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو ایک ایک امت اور ایک ایک نبی کر کے اٹھائے گا۔ یہاں تک کہ احمد مجتبیٰ ﷺ اور ان کی امت موقف میں آخری امت ہوگی۔ اس کے بعد جہنم پر پل صراط نصب کیا جائے گا۔ اس کے بعد منادی پکارے گا کہاں ہیں احمد ﷺ اور ان کی امت۔ یہ سن کر حضور کھڑے ہو جائیں گے اور آپ کے پیچھے آپ کی امت۔ خواہ وہ نیک ہو یا گنہگار چلے گی۔ اور وہ صراط کو تھام لیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے دشمنوں کی آنکھیں چوپٹ کر دے گا تو وہ صراط کے داہنے اور بائیں جہنم میں گر پڑیں گے اور نبی کریم ﷺ اور تمام صالحین گزر جائیں گے۔ حضور کے ساتھ فرشتے ہوں گے جو جنت میں ان کو ان کے منازل میں ٹھہرائیں گے۔ جو آپ کی داہنی جانب اور بائیں جانب ہوں گے۔ حتیٰ کہ ان کا سلسلہ آپ کے رب تک منتہی ہو جائے گا اور حضور کے لئے اللہ تعالیٰ کی داہنی جانب کرسی رکھی جائے

گی۔ اس کے بعد منادی پکارے گا کہاں ہیں عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی امت آخر حدیث تک۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ روز قیامت میں میری امت سب سے اونچے پشتہ پر ہوگی

ابن جریر وابن مردویہ نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا روز قیامت میں اور میری امت تمام لوگوں سے اونچے پشتہ پر ہوگی۔ لوگوں میں سے کوئی ایسا نہ ہوگا جو یہ تمنا نہ کرے کہ کاش وہ ہم میں سے ہوتا۔ اور کوئی نبی ایسا نہ ہوگا کہ اس کی قوم اسے نہ جھٹلائے۔ مگر میں اور میری امت اس بات کی شہادت دے گی کہ اس نبی نے اپنے رب کی رسالت کو پہنچایا۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا روز قیامت تمام لوگ اٹھائے جائیں گے۔ اور میں اور میری امت ایک بلند چوٹی پر ہوگی اور اللہ تعالیٰ مجھے سبز حلہ پہنائے گا اس کے بعد مجھے اذن دیا جائے گا تو جو خدا مجھ سے کہلوانا چاہے گا میں کہوں گا۔ یہی وہ مقام ہے جس کا نام مقام محمود ہے۔

شیخین نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت کو روز قیامت اس حال میں بلایا جائے گا کہ آثار وضو سے ان کے اعضا چمکتے دمکتے ہوں گے۔

مسلم نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرا حوض ایلہ سے عدن سے زیادہ بعید ہے۔ میں لوگوں کو اس سے اس طرح ہٹاؤں گا جس طرح کہ آدمی دوسرے کے اونٹ کو اپنے حوض سے ہٹاتا اور دور کرتا ہے۔ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ ہمیں پہچان لیں گے۔ فرمایا ہاں! تم لوگ میرے پاس اس حال میں آؤ گے کہ اثر وضو سے چمکتے دمکتے ہونگے۔ جو تمہاری نشانی ایسی ہوگی کہ تمہارے سوا کسی اور میں نہ ہوگی۔

امام احمد و بزار نے ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا روز قیامت سب سے پہلے مجھی کو سجدوں کی اجازت دی جائے گی اور میں ہی سب سے پہلے سجدے سے اپنا سر اٹھاؤں گا۔ اور اپنے سامنے کی طرف نظر کروں گا اور تمام امتوں کے درمیان اپنی امت کو پہچان لوں گا۔ اور اپنے پیچھے بھی اسی طرح پہچان لوں گا اور اپنے داہنے اور بائیں جانب بھی اسی طرح پہچان لوں گا۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ اپنی امت کو ان امتوں کے درمیان جو نوح علیہ السلام سے لے کر آپ کی امت تک ہوگی۔ کس طرح پہچان لیں گے؟ فرمایا آثار وضو سے ان کے اعضا چمکتے دمکتے ہوں گے۔ ان کے سوا کسی امت میں یہ بات نہ ہوگی۔ اور میں اس طرح پہچان لوں گا کہ ان کے نامہ اعمال ان کے داہنے ہاتھوں میں ہوں گے۔ اور میں اس طرح پہچان لوں گا کہ ان کی ذریت ان کے آگے دوڑتی ہوگی۔

امام احمد نے بسند صحیح ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا روز قیامت میں اپنی امت کو تمام امتوں کے درمیان ضرور پہچان لوں گا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ اپنی امت کو کس طرح پہچانیں گے۔ فرمایا میں اس طرح پہچانوں گا کہ ان کے نامہ اعمال ان کے داہنے ہاتھوں میں ہوں گے اور سجدوں کے اثر سے ان کی پیشانیوں پر نشان ہوگا اور اس طرح پہچانوں گا کہ ذریت ان کے آگے دوڑتے ہوں گے۔

طبرانی نے اوسط میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت امت مرحومہ ہے۔ اپنی قبروں میں اپنے گناہوں کے ساتھ داخل ہوتی ہے مگر اپنی قبروں سے نکلے گی تو ان پر کوئی گناہ نہ ہوگا۔ ان کے گناہوں کو مسلمانوں کے استغفار نابود کردیں گے۔

امام احمد نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روز قیامت کسی سے حساب نہ لیا جائے گا اور اسے بخش دیا جائے گا۔ مسلمان اپنی قبر میں اپنے اعمال کو دیکھے گا۔ حکیم ترمذی نے فرمایا مومن کا حساب قبر میں ہی ہو جائے گا تاکہ کل میدان حشر میں اسے آسانی ہو اور قبر میں ہی اسے پاک وصاف کر دیا جائے گا۔ تاکہ قبر سے نکلے تو اس کا بدلہ چکا دیا گیا ہو۔

طبرانی نے اوسط میں اور حاکم نے صحیح بتا کر عبداللہ رضی اللہ عنہ بن یزید انصاری سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا بلاشبہ اس امت کا عذاب اس کی دنیا میں ہی کر دیا گیا ہے۔

ابو یعلی وطبرانی نے اوسط میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ یہ امت مرحومہ ہے ان پر عذاب نہیں ہے مگر یہ کہ خود اپنے اعمال کے بدلے عذاب میں ڈالے جائیں۔

ابو یعلی وطبرانی نے ایک صحابی سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس امت کی عقوبت تلوار سے ہوگا۔

ابن ماجہ وبیہقی نے البعث میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ امت مرحومہ ہے اس کا عذاب اپنے ہاتھوں کے سبب ہے۔ تو جب قیامت کا دن ہوگا تو ہر مسلمان مرد کو ایک مشرک دیا جائے گا کہ یہ مشرک جہنم سے بچنے کے لئے تیرا فدیہ ہے۔

اصبہانی نے الترغیب میں لیث سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے فرمایا کہ امت محمدیہ میزان میں تمام لوگوں سے وزنی ہوگی۔ ان کی زبانیں ایسے کلمہ کے ساتھ فرماں بردار ہوئی ہیں جو کہ ان سے پہلے لوگوں پر بھاری تھا۔ وہ کلمہ ''لا الہ الا اللہ'' ہے۔

ابن ابی حاتم نے عکرمہ سے آیہ کریمہ ''وَأَنْ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى'' (انسان کے نہیں ہے مگر وہ جو اس نے عمل کیے۔) کی تفسیر میں روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ یہ حکم حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کے صحیفوں میں ان کی امتوں کے لئے تھا۔ لیکن اس امت کے بارے میں ہے کہ اس کے لئے وہ ہے جو اس نے عمل کیا۔ اور وہ جو اس کے لئے عمل کیا گیا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی امت ہر ایک سے پہلے جنت میں داخل ہوگی اور اس امت کی خطاؤں کو بھی معاف کر دیا جائے گا اور یہ امت تمام امتوں سے پہلے ہے۔ جن سے زمین شق ہوگی۔ پہلی اور تیسری حدیث قریب میں پہلے گزر چکی ہے اور تیسری حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اسراء میں گزر چکی ہے۔

شیخ عزالدین بن عبدالسلام نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی امت میں سے ستر ہزار تو بے حساب جنت میں داخل ہوں گے اور یہ تعداد آپ کے سوا کسی نبی کی امت کے لئے ثابت نہیں ہے۔

شیخین نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن ہمارے پاس باہر تشریف لائے آپ

نے فرمایا مجھ پر تمام امتیں پیش کی گئی ہیں کوئی نبی تو میرے سامنے سے اس طرح گزرے کہ اس کے ساتھ صرف ایک آدمی تھا اور کوئی نبی اس حال میں کہ اس کے ساتھ دو آدمی تھے۔ اور کوئی نبی اس طرح کہ اس کے ساتھ ایک بھی امتی نہ تھا۔ اور کوئی نبی اس حال میں گزرے کہ ان کے ساتھ جم غفیر تھا۔ جب میں نے اس مجمع کثیر کو دیکھا تو خواہش کی کہ یہ میری امت ہو۔ مجھ سے کہا گیا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کی امت ہے۔ پھر کہا گیا کہ آپ ملاحظہ فرمائیں تو میں نے اتنا عظیم مجمع دیکھا کہ اس نے افق کو گھیر رکھا تھا۔ مجھ سے کہا گیا کہ ادھر دیکھیے اور ادھر دیکھیے تو میں نے بڑا عظیم مجمع دیکھا اس وقت مجھ سے کہا گیا کہ یہ سب آپ کی امت ہے اور ان کے ساتھ ستر ہزار امتی ایسے ہیں جو بے حساب جنت میں داخل کئے جائیں گے۔

ترمذی نے حسن بتا کر ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا مجھ سے میرے رب نے وعدہ فرمایا ہے کہ میری امت کے ستر ہزار آدمی ایسے ہیں جن پر کوئی حساب نہ ہوگا اور نہ ان پر عذاب ہوگا اور وہ جنت میں داخل کئے جائیں گے اور ان ستر ہزار کے ہر فرد کے ساتھ میرے رب کی جانب سے تین حثیتیں ہوں گی۔

طبرانی و بیہقی نے البعث میں عمرو رضی اللہ عنہ بن حزم انصاری سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میری امت کے ستر ہزار افراد ایسے ہوں گے جن پر کوئی حساب نہ ہوگا۔ اور وہ جنت میں داخل کئے جائیں گے۔ میں نے اپنے رب سے مزید اضافے کا سوال کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمایا کہ ستر ہزار میں ہر فرد کے ساتھ ستر ہزار آدمی ہوں گے۔ میں نے عرض کیا اے میرے رب کیا میری امت اس تعداد تک پہنچے گی؟ فرمایا یہ تعداد تو میں آپ کے لئے اہل عرب سے ہی مکمل کر دوں گا۔ اس سے پہلے توریت و انجیل میں آپ کے تذکرے کے باب میں غیلان بن عاصم کی حدیث اندر گزر چکی ہے کہ یہ خصوصیت توریت میں آپ کے صفات میں مذکور ہے۔

حضور ﷺ کی امت کو عادل حکام کے مرتبہ میں رکھا گیا ہے

شیخ عزالدین نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت کو عادل حکام کے مرتبہ میں رکھا ہے۔ اور وہ تمام قوموں پر گواہی دیں گے کہ ان کے رسولوں نے ان کو تبلیغ رسالت کی ہے۔ یہ آپ کی ایسی خصوصیت ہے کہ کسی نبی کے لئے ثابت نہیں ہے۔ انتہی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا" اسی طرح ہم نے تم کو عادل امت بنایا تاکہ تم تمام لوگوں پر گواہ ہو اور یہ رسول تم پر گواہ ہوں۔

بخاری و ترمذی اور نسائی نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ روز قیامت نوح علیہ السلام کو بلایا جائے گا۔ اور کہا جائے گا کہ کیا تم نے تبلیغ رسالت فرمائی؟ وہ فرمائیں گے ہاں میں نے تبلیغ رسالت کی۔ پھر ان کی امت بلائی جائے گی اور ان سے پوچھا جائے گا کہ تمہیں تبلیغ رسالت ہوئی اس پر وہ جواب دیں گے نہ تو ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا اور نہ کوئی نبی آیا۔ پھر نوح علیہ السلام سے فرمایا جائے گا کہ تمہارا گواہ کون ہے؟ وہ کہیں گے محمد اور ان کی امت۔ تو اس معنی میں اللہ

تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ "وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا" (البقرہ:۱۴۳) حضور نے فرمایا "وسط" سے مراد عدل ہے۔ تو تم بلائے جاؤ گے۔ اور تبلیغ رسالت پر ان کی گواہی دو گے اور میں تم پر گواہ ہوں گا۔

امام احمد' نسائی اور بیہقی نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روز قیامت کوئی نبی اس حال میں آئیں گے کہ ان کے ساتھ ایک امتی ہوگا۔ اور کوئی نبی اس حال میں کہ ان کے ساتھ دو امتی مرد یا اس کے کچھ زیادہ ہونگے۔ اور ان سے پوچھا جائے گا کہ کیا تم کو تبلیغ رسالت ہوئی؟ اور وہ کہیں گے ہاں ہوئی۔ پھر ان کی قوم بلائی جائے گی اور ان سے پوچھا جائے گا کیا تمہیں احکام پہنچے وہ جواب دیں گے نہیں۔ اس وقت انبیاء سے فرمایا جائے گا کون ہے جو تمہاری گواہی دے کہ تم نے تبلیغ رسالت کی؟ تو وہ کہیں گے امت محمد یہ ہے۔ پھر امت محمدیہ کو بلایا جائے گا اور وہ گواہی دیگی کہ انہوں نے تبلیغ رسالت فرمائی۔ پھر امت محمدیہ سے کہا جائے گا کہ تم نے کیسے جانا کہ انہوں نے تبلیغ رسالت فرمائی؟ وہ عرض کرے گی ہمارے پاس ہمارا نبی ایک کتاب لایا اور اس کتاب نے ہمیں خبر دی ہے کہ انہوں نے تبلیغ فرمائی ہے۔ اور ہم نے اس کی تصدیق کی ہے فرمایا جائے گا تم نے سچ کہا۔ تو اسی مفہوم میں یہ آیت کریمہ ہے "وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا" فرمایا وسط سے عدل مراد ہے۔

طبرانی نے اوسط میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت پر جہنم کی گرمی ایسی ہی ہوگی جیسے حمام کی گرمی۔

ان خصائص کا ذکر جن کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے ذریعہ سے مختص ہیں!

فقہائے امت نے اس نوع کو اپنی تصانیف میں مستقلاً ذکر کیا ہے۔ لیکن ہمارے اصحاب شوافع نے اپنی فقہی کتابوں میں باب النکاح کے ضمن میں ذکر کیا ہے مگر انہوں نے تمام و کمال ذکر نہیں کیا۔ اب میں انشاء اللہ تعالیٰ اس جگہ ایسا تمام و کمال بیان کرتا ہوں اور میرا خیال ہے کہ جس پر اضافہ ممکن نہ ہوگا۔

واضح رہنا چاہئے کہ میں ہر اس بات کو بیان کروں گا جسے کسی عالم نے کہا ہو اور وہ حضور کے خصائص میں سے ہو۔ خواہ ہمارے اصحاب نے کہا ہو یا نہیں۔ خواہ صحیح کہا ہو یا نہیں؟ کیونکہ ایسے اقوال کا جمع کرنا ان لوگوں کا طریقہ ہے جو علماء کے کلام جمع کرنے والے ہوتے ہیں اور استیعاب اقوال کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ جاہل لوگ جو فہم کلام سے قاصر ہوتے ہیں جب اس قسم کے کلام کو دیکھتے ہیں تو اس کے مورد پر انکار میں جلد بازی کر جاتے ہیں۔

قسم در واجبات

ان واجبات کے ساتھ آپ کے مخصوص ہونے میں حکمت یہ ہے کہ ان کے ذریعہ تقرب و درجات میں اضافہ ہوتا ہے۔ چنانچہ

حدیث قدسی میں وارد ہے کہ میرے حضور کی طرف تقرب چاہنے والے حضرات پر جس چیز کو میں نے فرض کیا ہے اس کی ادائیگی کی مانند کسی اور چیز سے میرا تقرب ہرگز تلاش نہیں کریں گے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ فرض کی ادائیگی کا ثواب ستر نوافل کے ثواب کے برابر ہے۔

حضور اکرم ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ نماز تہجد (رات کی نماز) وتر فجر نماز چاشت مسواک اور قربانی آپ پر واجب تھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "وَمِنَ الَّیْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ"۔ تو نماز تہجد پڑھو یہ خاص تمہارے لئے زیادہ ہے۔

طبرانی نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے تحت روایت کی انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے لئے نماز تہجد نافلہ تھی مگر تمہارے لئے فضیلت ہے۔

طبرانی نے اوسط میں اور بیہقی نے سنن میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین چیزیں ایسی ہیں جو مجھ پر فرض ہیں اور تمہارے لئے سنت وتر مسواک اور نماز تہجد۔

امام احمد و بیہقی نے سنن میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تین چیزیں ایسی ہیں جو مجھ پر فرض ہیں اور تمہارے لئے نفل ہیں۔ قربانی، وتر اور چاشت کی دو رکعتیں۔

دارقطنی و حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تین چیزیں ہیں جو مجھ پر فرض ہیں اور تمہارے لئے تطوع ہیں۔ قربانی (یا نحر) وتر اور فجر کی دو رکعتیں۔

امام احمد و بزار نے ایک اور سند کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی کہ مجھے فجر کی دو رکعتوں اور وتر کا حکم دیا گیا ہے۔ اور تمہارے ذمہ چاشت کی نماز نہیں ہے۔

امام احمد و عبید نے اپنی مسند میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی کہ مجھے چاشت کی دو رکعتوں کا حکم دیا گیا ہے اور تمہارے لئے ان کا حکم نہیں ہے۔ اور مجھے قربانی کا حکم دیا گیا ہے اور وہ تم پر فرض نہیں کی گئی ہے۔ اور امام احمد کی روایت میں یہ ہے کہ قربانی مجھ پر فرض کی گئی۔ اور تم پر یہ فرض نہیں کی گئی۔

امام احمد و طبرانی نے تیسری سند کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی کہ تین چیزیں مجھ پر فرض کی گئی ہیں اور وہ تمہارے لئے نفل ہیں۔ وتر فجر کی دو رکعتیں اور چاشت کی دو رکعتیں۔

ابوداؤد و ابن خزیمہ اور ابن حبان و حاکم اور بیہقی نے سنن میں حنظلہ رضی اللہ عنہ غسیل ملائکہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کو ہر نماز کے لئے وضو کرنے کا حکم دیا گیا تھا خواہ آپ طاہر ہوں یا غیر طاہر۔ اور جب آپ پر دشوار ہوا تو ہر نماز کے وقت مسواک کا حکم دیا گیا اور آپ سے حدث کے سوا وضو کرنے کا حکم اٹھا لیا گیا۔

فائدہ: یہ ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سواری پر وتر پڑھے ہیں۔ بعض علماء نے کہا کہ اگر آپ پر یہ واجب ہوتا تو سواری پر یہ فعل جائز نہیں ہوتا۔ نووی نے شرح المہذب میں فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے خصائص میں سے تھا کہ یہ واجب جو کہ آپ کے ساتھ خاص تھی وہ سواری پر صرف آپ کے ساتھ ہی خاص تھا۔

فائدہ: بیہقی نے سنن میں سعید بن المسیب سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز وتر پڑھی ہے۔ مگر وہ تم پر واجب نہیں ہے۔ اور اشراق کی نماز پڑھی ہے مگر وہ تم پر واجب نہیں ہے۔ اور چاشت کی نماز پڑھی ہے مگر وہ تم پر واجب نہیں ہے۔ اور ظہر سے پہلے نماز پڑھی ہے مگر وہ تم پر واجب نہیں ہے۔ یہ بات اس بات کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ وہ نماز جو زوال کے وقت پڑھتے تھے وہ آپ پر واجب تھی اور آپ کے خصائص میں سے تھی۔

دیلمی نے مسند الفردوس میں اس سند کے ساتھ جس میں نوح ابن مریم ہے اور وہ وضاع حدیث میں سے ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت کی کہ مجھ پر وتر فرض ہے اور وہ تمہارے لئے نفل ہے۔ اور قربانی مجھ پر فرض ہے اور وہ تمہارے لئے نفل ہے۔ اور جمعہ کے دن غسل مجھ پر فرض ہے اور تمہارے لئے نفل ہے۔

حضور ﷺ کیلئے مشورہ واجب کر دیا گیا تھا:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ'' امر میں مسلمانوں سے مشورہ کیجئے۔

ابن عدی وبیہقی نے الشعب میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ جب ''وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ'' (آل عمران ۱۵۹) نازل ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آگاہ رہو۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول دونوں مشورہ سے بے نیاز ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے میری امت کے لئے اسے رحمت قرار دیا ہے۔

حکیم ترمذی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے لوگوں کے ساتھ مدارات کا حکم دیا ہے۔ جس طرح کہ مجھے اقامت فرائض کا حکم دیا ہے۔

ابن ابی حاتم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نے لوگوں میں سے کسی کو نہیں دیکھا جو اپنے صحابہ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے مشورہ فرمانے سے زیادہ ہو۔

حاکم نے علی مرتضےٰ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں بغیر مشورہ کے کسی کو اپنا قائم مقام بناتا تو ضرور ابن اُم عبد کو میں خلیفہ بناتا۔

امام احمد نے عبدالرحمن بن غنم سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر و عمر سے فرمایا اگر تم دونوں کسی مشورے میں ہم خیال ہو گئے تو میں تمہاری مخالفت نہ کروں گا۔

حاکم نے حباب بن منذر سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دو باتوں میں اشارۃً عرض کیا۔ آپ نے میری وہ دونوں باتیں قبول فرمائیں۔ میں حضور کے ساتھ غزوۂ بدر میں گیا تو لشکر اسلام نے پانی کے پیچھے پڑاؤ کیا۔ اس پر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ نے اس جگہ وحی سے قیام فرمایا ہے یا اپنی رائے سے فرمایا اے حباب! اپنی رائے سے قیام کیا ہے۔ میں نے عرض کیا۔ میری عرض یہ ہے کہ آپ چشمہ کو اپنے عقب میں کیجئے۔ اگر ہم مضطر ہوئے تو پانی کی طرف مضطر ہوں گے۔ تو حضور نے میری عرض کو قبول فرمایا۔ دوسرا واقعہ یہ ہے کہ جبرئیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے کہا کہ دو باتوں میں سے آپ کو جو

بہت زیادہ محبوب ہو اختیار فرمائیں۔ کیا آپ دنیا میں اپنے اصحاب کے ساتھ رہنا پسند فرماتے ہیں یا اپنے رب کی طرف اس مقام میں جو جنات نعیم سے ہے جس کا آپ سے وعدہ فرمایا گیا ہے جانا پسند فرماتے ہیں۔ تو حضور ﷺ نے اپنے صحابہ سے اس میں مشورہ فرمایا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کا ساتھ رہنا ہمیں زیادہ محبوب ہے۔ اور آپ کا ہمارے دشمنوں کے عیوب کی خبریں دیتے رہنا اور اللہ تعالیٰ سے ان پر ہماری نصرت کے لئے دعا فرماتے رہنا اور آسمانی خبروں کو ہمیں پہنچاتے رہنا زیادہ پسند ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے حباب! کیا بات ہے کہ تم نہیں بولتے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ اسی کو اختیار فرمائیں جو آپ کا رب آپ کے لئے پسند فرمائے تو حضور نے میری عرض کو شرف قبول بخشا۔

ابن سعد نے یحییٰ بن سعید سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے بدر کے دن صحابہ سے مشورہ فرمایا تو حباب بن المنذر کھڑے ہوئے اور عرض کیا ہم لوگ اہل حرب ہیں۔ میں یہ مناسب خیال کرتا ہوں کہ آپ چشموں کو عبور کر جائیں۔ مگر ایک چشمہ کو چھوڑ دیں۔ اس پر ہم دشمن سے مقابلہ کریں گے۔ حضور نے قریظہ اور نضیر کے دن صحابہ سے مشورہ فرمایا تو حباب بن المنذر کھڑے ہوئے اور عرض کیا میں یہ مناسب خیال کرتا ہوں کہ آپ محلات کے درمیان قیام فرمائیں۔ اور ان لوگوں کی خبریں ان سے اور ان لوگوں کی خبریں ان سے منقطع فرمادیں تو رسول اللہ ﷺ نے حباب کی رائے کو قبول فرمایا۔

حاکم نے عبدالحمید بن ابی عبس بن محمد بن ابی عبس انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے کہا کون ہے وہ جو ابن الاشرف پر میری مدد کرے؟ چونکہ ابن الاشرف نے اللہ اور اس کے رسول کو ایذا پہنچائی ہے۔ اس پر محمد بن مسلمہ نے عرض کیا کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ میں اسے قتل کر دوں؟ کچھ دیر خاموش رہ کر فرمایا تم حضرت سعد بن معاذ کے پاس جاؤ اور ان سے مشورہ لو۔ پس میں ان کے پاس آیا اور یہ واقعہ بیان کیا۔ انہوں نے سن کر فرمایا تم اللہ تعالیٰ کی مدد سے کام انجام تک پہنچا دو۔ ماوردی نے کہا کہ حضور ﷺ جن امور میں صحابہ سے مشورہ فرمایا کرتے تھے ان میں علماء نے اختلاف کیا ہے۔ علماء کی ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ حضور صرف انہیں باتوں میں فرمایا کرتے تھے جو حرب اور دشمن کی ایذا رسانی کے سلسلے میں ہوتی تھیں اور ایک جماعت نے کہا کہ آپ دنیا اور دین کی باتوں میں مشورہ لیا کرتے تھے۔ اور ایک جماعت نے کہا کہ آپ امور دین میں ان سے مشورہ فرمایا کرتے تھے کہ انہیں احکام کی علتوں اور اجتہاد کے طریقوں پر آگاہی ہو۔

آپ کو دشمنوں پر صبر کرنا واجب تھا

رسول اللہ ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ پر دشمنوں پر صبر کرنا واجب تھا۔ اگرچہ ان کی تعداد زیادہ ہی ہو۔ اور یہ کہ منکر کو بدلنا آپ پر واجب تھا۔ اور کسی خوف سے اسے ساقط کرنا جائز نہ تھا۔ بخلاف آپ کے سوا ان دونوں باتوں میں کسی امتی کے۔ یہ دونوں وجوب اس بنا پر ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حفظ و عصمت کا وعدہ آپ سے فرمایا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا ''وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ لوگوں سے اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت فرماتا ہے۔ دشمن آپ تک کسی حال میں برے ارادہ سے نہیں پہنچ سکتے تھے۔ خواہ وہ کم ہوں یا زیادہ۔

آپ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ جو مسلمان قرض دار فوت ہو جائے اور وہ تنگدست ہو تو اس کے قرض کی ادائیگی آپ پر واجب تھی۔

ابن ماجہ نے جابر بن عبداللہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مال چھوڑا تو وہ مال اس کے اہل کے لئے ہے۔ اور جس نے قرض یا زمین چھوڑی تو وہ مجھ پر واجب ہے۔ اور زمین میری طرف منتقل ہو گی۔

شیخین نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس شخص کی میت لائی جاتی تھی جس پر قرض ہوتا تھا۔ آپ دریافت فرماتے کیا اس نے ادائے قرض کے لئے کوئی مال چھوڑا ہے تو آپ اس کی نماز جنازہ پڑھتے ورنہ مسلمانوں سے فرماتے کہ تم اپنے رفیق کی نماز جنازہ پڑھ لو اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر فتوحات کا سلسلہ جاری کر دیا تو کھڑے ہو کر فرماتے میں مسلمانوں کی اپنی جانوں سے زیادہ اولیٰ واحق ہوں۔ تو جو کوئی مسلمان فوت ہو جائے اور اس نے قرض چھوڑا ہو تو اس کی ادائیگی میرے ذمہ ہے اور جو مال چھوڑا تو وہ اس کے وارثوں کے لئے ہے۔

آپ پر اپنی ازواجِ مطہرات کو اختیار دینا واجب تھا

آپ کے خصائص میں سے ہے کہ اپنی ازواج مطہرات کو اختیار دینا واجب تھا۔ اور اپنی اختیار کردہ ازواج کو روک کر رکھنا اور ان کے طلاق کی تحریم واجب تھی۔

امام احمد و مسلم اور نسائی نے جابر سے روایت کی انہوں نے کہا کہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس حال میں آئے کہ آپ کے گرد آپ کی ازواج بیٹھی تھیں اور آپ خاموش تھے۔ یہ حال دیکھ کر حضرت عمر نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی ایسی بات ضرور کروں گا ممکن ہے کہ حضور تبسم فرمائیں۔ چنانچہ حضرت عمر نے عرض کیا یا رسول اللہ! کاش کہ آپ ملاحظہ فرماتے کہ زید کی بیٹی کمر کی بیوی نے مجھ سے ابھی ابھی نفقہ مانگا تھا مگر میں نے اس کی گردن دبوچ لی تھی۔ یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور فرمایا کہ یہ ازواج بھی جو میرے گرد ہیں مجھ سے نفقہ مانگتی ہیں۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر حضرت عائشہ کی جانب بڑھے تا کہ انہیں ماریں اور حضرت عمر حضرت حفصہ کی طرف بڑھے اور دونوں نے کہا کہ تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس چیز کا مطالبہ کرتی ہو جو فی الحال آپ کے پاس موجود نہیں ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے اختیار کو نازل فرمایا ہے۔ پھر حضور نے حضرت عائشہ کی طرف سے ابتدا کرتے ہوئے فرمایا کہ میں تم سے ایک بات کہنے والا ہوں جو مجھے پسند ہے تم اس کے جواب دینے میں جلدی نہ کرنا جب تک کہ تم اپنے والدین سے مشورہ نہ کرلو۔ حضرت صدیقہ نے عرض کیا وہ کیا بات ہے۔؟ پھر حضور نے یہ آیہ کریمہ تلاوت فرمائی۔ "یٰـاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَزِیْنَتَھَا-الآیة"

حضرت عائشہ نے عرض کیا کیا میں آپ کے بارے میں اپنے والدین سے مشورہ لوں گی؟ ہرگز نہیں میں اللہ اور اس کے رسول کو اختیار کرتی ہوں۔

ابن سعد نے ابو جعفر سے روایت کی انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات نے فرمایا کہ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد

وئی بیوی مہروں میں ہم سے زیادہ گراں نہ ہوگی۔" اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی طرف سے اس قول سے غیرت کی اور آپ کو حکم فرمایا کہ ان ازواج سے کنارہ کش رہیں تو حضور نے ان سے انتیس دن کنارہ کشی رکھی پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ ان کو اختیار دیں۔ چنانچہ حضور ﷺ نے ان کو اختیار دیا۔

ابن سعد نے عمرو بن شعیب سے انہوں نے ان کے والد سے انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے جب اپنی ازواج کو اختیار دیا تو حضرت عائشہ صدیقہ سے اس کی ابتداء فرمائی۔ تو عامریہ عورت کے سوا سب نے حضور کو اختیار کیا۔ اس عامریہ عورت نے اپنی قوم کو اختیار کیا۔ اس کے بعد وہ عامریہ عورت کہا کرتی تھی کہ میں شقیہ بدبخت ہوں وہ اونٹ کی مینگنیاں چنا کرتی اور اسے بیچا کرتی تھی۔ اور وہ نبی کریم ﷺ کے ازواج مطہرات کے پاس آنے کے لئے اجازت لیا کرتی تھی۔ اور ان سے مانگا کرتی تھی اور کہا کرتی تھی کہ میں بدبخت شقیہ ہوں۔

ابن سعد نے عکرمہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ازواج مطہرات کو اختیار دیا تو سب نے اللہ اور اس کے رسول کو اختیار دیا تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا "تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ - الآیہ" (احزاب ۵۱)۔ راوی نے کہا ان نو ازواج مطہرات کے سوا جنہوں نے آپ کو اختیار کیا دیگر بیویوں سے تزوج آپ پر اللہ نے حرام کر دیا۔

ابن سعد نے ابی بکر بن عبدالرحمن بن الحارث بن ہشام سے اور حسن سے اور مجاہد سے اور ابوامامہ بن سہل سے روایت کی ان تمام راویوں نے آیہ کریمہ "لَا یَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْ بَعْدُ" کے تحت فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد مزید نکاح کرنے سے روک دیئے گئے۔ چنانچہ آپ نے ان کے بعد نکاح نہ کیا۔

ابن سعد نے حضرت عائشہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس وقت تک رحلت نہ فرمائی جب تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے جتنی چاہیں عورتوں سے نکاح کرنے کا حلال نہ کر دیا گیا۔ بجز ان عورتوں کے ذی محرم ہیں۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "لَا یَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْ بَعْدُ"۔ اور ابن سعد نے اس کی مثل ام سلمہ اور ابن عباس اور عطاء بن یسار اور محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب سے روایت کی ہے۔

ابن سعد نے حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا جب "تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ" نازل ہوئی تو میں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے جو آپ چاہتے تھے وہ آیت کریمہ جلد نازل فرمائی ہے۔

علماء اعلام کا اختیار دینے کے نکتہ میں اختلاف ہے۔ چنانچہ امام غزالی نے فرمایا کہ غیرت سینہ میں عداوت پیدا کرتی ہے۔ اور دل میں نفرت ابھارتی ہے اور اعتقاد کو کمزور کرتی ہے۔ اس بنا پر آپ نے ان کو اختیار دیا۔ یافعی نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو غنی اور فقر کے درمیان اختیار دیا تو آپ نے فقر کو اختیار فرمایا اور اپنے لئے صبر کو پسند فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے صبر اختیار کرنے پر آپ کو حکم فرمایا کہ ازواج کو اختیار دے دیں تا کہ ان کے لئے فقر و ضرر پر جبر و ناگواری نہ رہے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ اختیار دینے میں ان ازواج کا امتحان تھا۔ تا کہ وہ اپنے رسول کے لئے خیر النساء ہو جائیں۔ کتاب الروضہ وغیرہ میں علماء نے فرمایا جب ازواج کو اختیار دیا گیا تو ان سب نے آپ کو اختیار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس حسن کارکردگی پر ان کو جنت کی بشارت دی۔ چنانچہ

فرمایا"فَاِنَّ اللّٰہَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْکُنَّ اَجْرًا عَظِیْمًا" اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر ان کی اور یہ مزید تزوج کو اور ان کے عوض دیگر عورتوں سے بدل دینے کو حرام فرمایا۔ چنانچہ فرمایا"لَا یَحِلُّ لَکَ النِّسَآءُ مِنْ بَعْدُ" مطلب یہ ہوا کہ ان کے عوض دیگر ازواج کو بدل قرار نہ دیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس حکم کو منسوخ فرما دیا۔ تا کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ترک تزوج سے ان پر احسان ہو چنانچہ فرمایا"یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَکَ اَزْوَاجَکَ۔ الایہ"(احزاب:۵۰)

امام احمد و ترمذی وابن حبان اور حاکم نے حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت کی انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اس وقت تک رحلت نہ فرمائی جب تک کہ آپ کے لئے عورتوں سے تزوج حلال نہ ہوا۔ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ کیا آپ کے لئے تمام عورتیں حلال ہوئیں۔ یا صرف مہاجر عورتیں۔ کیونکہ ظاہر آیت دونوں وجہوں پر دلالت کرتی ہے۔ ان دونوں وجہوں کو ماوردی نے نقل کیا ہے۔ بر وجہ دوم یہ بھی آپ کی ایک خصوصیت ہے کیونکہ آپ پر وہ عورت حرام کر دی گئی جس نے ہجرت نہیں کی۔ اس قول کی تائید وہ روایت کرتی ہے جسے ترمذی نے ام ہانی سے نقل کیا۔ انہوں نے کہا کہ میں آپ کے لئے حلال نہ ہوئی اس لئے کہ میں نے ہجرت نہ کی تھی۔ اور علماء نے پہلی وجہ کو ترجیح دی ہے۔ اس لئے کہ اس میں امت سے نکاح کرنے میں زیادہ گنجائش ہے۔ لہٰذا یہ جائز نہ ہوا کہ غیر مہاجرہ مہاجرہ عورتوں سے ناقص رہیں اور یہ کہ حضرت صفیہ سے نکاح فرمانا بعد میں واقع ہوا ہے۔ حالانکہ وہ مہاجرات میں سے نہ تھیں۔ پہلی شق کا اس طرح جواب دیا گیا ہے کہ آپ کے منصب شریف کی جلالت وعظمت کے سبب مزید وسعت آپ کے منافی نہیں ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ آپ نے اس سے قبل کتابیہ عورت سے نکاح نہ فرمایا تھا۔ باوجود یکہ وہ آپ کی امت کے لئے مباح ہے۔ اور دوسری شق کا اس طرح جواب دیا گیا کہ حضرت صفیہ سے نکاح کرنے کے سبب یہ وجہ قابل ترجیح ہے تو واقعہ یہ ہے کہ یہ نکاح آیت کے نازل ہونے سے پہلے ہوا ہے۔ کیونکہ آپ نے ان سے نکاح خیبر میں ۷ ہجری میں کیا ہے۔ اور یہ آیت ۹ ہجری میں نازل ہوئی ہے۔ اصحاب شوافع نے فرمایا کہ آپ کے لئے ازواج میں تغیر وتبدل مباح کیا گیا ہے۔ اس کے باوجود آپ نے ایسا نہ کیا۔ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مخالفت کی ہے چنانچہ انہوں نے فرمایا یہ تحریم دائمی ہے اور وہ منسوخ نہ ہوئی۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہمارے نزدیک دونوں وجہوں میں سے ایک وجہ یہ ہے جس کی امام شافعی نے"کتاب الام" میں تصریح فرمائی اور ماوردی نے اس کے ساتھ قطعی حکم کیا ہے۔ وہ یہ کہ رسول اللہ ﷺ پر ان عورتوں کو طلاق دینا حرام تھا جنہوں نے آپ کو اختیار کیا جس طرح کہ ان عورتوں کا روکے رکھنا آپ پر حرام تھا۔ جو آپ سے اعراض کرتی ہیں۔ ہمارے اصحاب شوافع نے اس عورت کے بارے میں جس نے آپ سے جدائیگی کو اختیار کیا دو وجہیں نقل کی ہیں ایک وجہ یہ کہ وہ عورت جس نے آخرت پر دنیا کو ترجیح دی آپ پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام کر دی گئی ہے اور وہ عورت آخرت میں آپ کے ازواج میں سے نہ ہوگی۔ اس بنا پر یہ بات بھی آپ کے خصائص میں سے شمار ہوتی ہے اس لئے کہ آپ کی امت میں سے جس کسی نے اپنی عورت کو جب اختیار دیا اور اس نے اپنے نفس کو اختیار کر لیا تو ہم اسے طلاق قرار دیں گے۔ وہ عورت اس پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام نہ ہوگی (گویا اس سے دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے۔)

منقول ہے کہ آپ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ جب آپ کسی چیز کو دیکھیں اور وہ چیز آپ کو اچھی طرح معلوم ہو تو آپ پر واجب ہے کہ آپ لبیک فرمائیں کیونکہ عیش تو آخرت کا ہی عیش ہے۔ اسے رافعی نے نقل کیا۔

آپ کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ آپ پر ادائے فرض صلوٰۃ کامل طور پر واجب تھا۔ جس میں کوئی خلل نہ ہو۔ اسے ماوردی وغیرہ نے بیان کیا۔

آپ کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ وحی کی حالت میں آپ سے دنیا ساقط ہو جاتی تھی۔ لیکن نماز روزہ اور تمام احکام شرعی آپ سے ساقط نہ ہوتے تھے۔ اسے ابن القاص نے التلخیص میں بیان کیا اور اسے نووی نے زوائد الروضہ میں نقل کیا ہے اور ابن سبع نے اس پر جزم کیا ہے۔

آپ کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ آپ نے جس نفل کو شروع فرمایا اسے پورا کرنا آپ پر لازم تھا۔ اسے روضہ میں نقل کیا ہے اس کی اصل بھی روضہ ہی میں منقول ہے۔

آپ کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ باوجودیکہ آپ بنفس نفیس لوگوں میں تشریف فرما ہوتے اور ان سے گفتگو فرماتے ہوتے مگر مشاہدہ حق میں مستغرق رہتے تھے۔

آپ کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ آپ کو اتنے علوم و معارف عطا کئے گئے جو تمام لوگوں کو نہیں دیئے گئے۔

آپ کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ آپ اس چیز سے مدافعت فرمائیں جو احسن ہو۔

آپ کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ آپ کے قلب اطہر پر غین ہوتا تو آپ روزانہ ستر مرتبہ اللہ تعالیٰ سے استغفار فرماتے۔

ان تمام خصائص کو ابن القاص نے جو اصحاب شوافع میں سے ہیں اپنی تلخیص میں ذکر کیا اور ابن سبع نے بھی بیان کیا ہے۔

جرجانی نے ''الشافی'' میں ایک وجہ نقل کی ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے حق میں امامت اذان سے افضل ہے۔ بخلاف آپ کے سوا کے۔ اس لئے کہ حضور اکرم ﷺ سہو و غلط پر قائم نہیں رہتے۔ بجز آپ کے سوا کے۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ وجہ اس کی مستحق ہے کہ اسے قطعی قرار دیا جائے۔ کیونکہ آپ کے سوا میں اقامت و اذان کے درمیان افضلیت میں اختلاف کی گنجائش ہے۔

محرمات کا فائدہ آپ کا اعزاز و اکرام فرمانا ہے۔ تاکہ آپ لغو باتوں سے پاک و منزہ رہیں اور مکارم اخلاق پر گامزن رہیں۔ اور اس لئے بھی کہ محرمات کے ترک کا اجر مکروہات کے ترک سے زیادہ ہے۔

صدقہ وزکوۃ کا مال آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ کی آل پر حرام ہے اور یہ آپ ﷺ کی خصائص میں سے ہے

حضور اکرم ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ زکوۃ و صدقہ آپ ﷺ کی آل و غلام پر اور آپ ﷺ کی آل کے غلاموں پر

حرام ہے۔

مسلم نے مطلب بن ربیعہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلاشبہ یہ صدقات لوگوں کی کثافت اور میل ہیں اور یہ صدقات محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ کے لئے حلال نہیں کئے گئے۔

ابن سعد نے حضرت ابوہریرہ حضرت عائشہ اور عبداللہ بن بسر سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کی عادت شریفہ تھی کہ آپ ہدیہ قبول فرماتے اور صدقہ قبول نہیں کرتے تھے۔

ابن سعد نے حسن سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اور میرے اہل پر صدقہ حرام کیا ہے۔

امام احمد نے ابوہریرہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی عادت شریفہ تھی کہ آپ کے گھر والوں کے سوا کسی اور گھر سے کھانا آتا تو آپ اس سے دریافت فرماتے تھے اگر وہ ہدیہ کہا جاتا تو کھالیتے اور اگر صدقہ کہا جاتا تو نہ کھاتے تھے۔

طبرانی نے ابن عباس سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے ارقم زہری کو صدقات کی وصولی پر عامل مقرر فرمایا تو انہوں نے حضرت ابورافع غلام نبی کریم ﷺ سے ساتھ چلنے کی خواہش کی۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا اے ابورافع! مجھ پر اور میری آل پر صدقہ حرام ہے۔ اس روایت کو امام احمد نے ابورافع سے بھی روایت کی ہے۔ اس میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا صدقہ ہمارے لئے حلال نہیں ہے۔ قوم کے غلام انہی میں سے شمار کئے جاتے ہیں۔

ابن سعد حاکم نے صحیح بتا کر علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ نبی کریم ﷺ سے درخواست کریں کہ آپ کو حضور ﷺ صدقات پر عامل مقرر فرما دیں تو انہوں نے یہ درخواست کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں ہاتھوں کے دھوون پر تمہیں عامل مقرر نہیں کرسکتا۔

ابن سعد نے عبدالملک بن مغیرہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عبدالمطلب کی اولاد بلاشبہ صدقہ لوگوں کا میل ہے تو تم نہ اسے کھاؤ نہ اس پر عامل ہو۔

مسلم وابن سعد نے مطلب بن ربیعہ بن حارث سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں اور فضل بن عباس دونوں حاضر ہوئے اور ہم نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! ہم اس غرض سے حاضر ہوئے ہیں کہ آپ ان صدقات پر ہمیں عامل مقرر فرما دیں۔ تو حضور ﷺ نے سکوت فرمایا اور اپنا سر مبارک حجرے کی چھت کی طرف اٹھا کر دیکھتے رہے یہاں تک کہ ہم نے ارادہ کیا کہ ہم مکرر عرض کریں تو حضرت زینب نے پس پردہ ہماری طرف اشارہ فرمایا گویا وہ ہمیں آپ سے گفتگو کرنے سے منع فرما رہی تھیں۔ پھر حضور ﷺ نے متوجہ ہو کر فرمایا صدقہ محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ کے لئے حلال نہیں ہے۔ بلاشبہ یہ لوگوں کا میل ہے۔

علماء اعلام نے فرمایا کہ چونکہ صدقہ لوگوں کا میل تھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے منصب شریف کو اس سے منزہ و پاک رکھا اور یہ حکم آپ کی وجہ سے آپ کی آل پر بھی جاری فرمایا اس لئے صدقہ ایسا رحم کھا کر دیا جاتا ہے جو کہ صدقہ لینے والے کی ذات پر مبنی ہے اور صدقہ کے عوض اس غنیمت کو بدل قرار دیا جو کہ بطریق عزت و شرف لیا جائے اور غنیمت میں لینے والے کی عزت اور دینے والے کی ذلت و پستی ہوتی ہے۔

علماء کا اختلاف ہے کہ کیا اس حکم پر انبیاء علیہم السلام آپ کے شریک ہیں یا صرف آپ ہی کے ساتھ خاص ہے۔ پہلی بات حسن بصری نے کہی ہے اور دوسری بات کو سفیان بن عیینہ نے کہا ہے۔

پھر یہ زکوٰۃ اور نفلی صدقہ نبی کریم ﷺ کی طرف نسبت میں برابر ہیں۔ لیکن آپ کی آل کے بارے میں اصحاب شوافع کا مذہب یہ ہے کہ نفلی صدقات ان پر حرام نہیں ہیں البتہ زکوٰۃ حرام ہے اور ایک وجہ میں ہمارے نزدیک نفلی صدقہ بھی ان پر حرام ہے یہی مالکیوں کا مذہب ہے اور تیسری وجہ میں خاص ان کی ذوات پر تو نفلی صدقہ بھی حرام ہے لیکن رفاہ عام کے ذریعہ نہیں جیسے مساجد چشمے اور کنویں وغیرہ۔

ابن صلاح نے ابوالفرج سرخسی کی کتاب امالی سے نقل کیا ہے کہ کفارہ اور نذر باقی کو دینے میں دونوں ہیں اور اس بارے میں زکوٰۃ پر ہاشمیوں کو عامل بنانا جائز ہے یا نہیں۔ اس میں دو وجہ ہیں۔ اصح یہی ہے کہ یہ بھی ممنوع ہے اور اس مخالفت میں احادیث سابقہ صحیح ہیں۔

امام احمد نے عمران بن حصین سے روایت کی۔ ان سے ایک شخص نے بیان کیا کہ قبیلہ کے دو بوڑھے آدمی تھے ان دونوں کا بیٹا چلا گیا اور وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آ گیا۔ ان دونوں بوڑھوں نے مجھ سے کہا کہ تم حضور ﷺ کے پاس جاؤ اور آپ سے اس لڑکے کو مانگو۔ اگر وہ انکار فرمائیں اور فدیہ طلب کریں تو آپ کو فدیہ دے دو۔ تو میں آپ کے پاس آیا اور آپ سے اس لڑکے کو مانگا تو آپ نے فرمایا وہ موجود ہے اسے اس کے باپ کے پاس لے جاؤ۔ میں نے عرض کیا یا نبی اللہ! فدیہ حاضر کیا جائے؟ آپ نے فرمایا ہم آل محمد جو کہ اولاد اسماعیل سے ہیں ہمارے لئے زیبا نہیں ہے کہ ہم کسی کی جان کی قیمت کھائیں۔ یہ حکم اس حدیث میں مذکور ہے۔ میں نے کسی فقیہ کو نہیں دیکھا کہ اس نے اس حکم پر خبردار کیا ہو۔

ہر وہ حلال چیز جس میں بو ہے اس کا کھانا آپ کو منع ہے

امام احمد و حاکم نے جابر بن سمرہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ابوایوب انصاری کے یہاں تشریف فرما تھے۔ حضور ﷺ کا معمول تھا کہ جب کھانا تناول فرماتے تو بچا ہوا کھانا ان کے پاس بھیج دیا کرتے تھے اور ابوایوب انصاری کھانے میں رسول اللہ ﷺ کی انگلیوں کے نشان دیکھا کرتے تھے۔ ایک دن وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ آج میں نے کھانے میں انگلیوں کے نشان نہیں دیکھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کھانے میں لہسن تھا۔ انہوں نے عرض کیا کیا لہسن حرام ہے فرمایا نہیں لیکن تم لوگ میری مثل نہیں ہو۔ میرے پاس فرشتہ آتا ہے۔

شیخین نے جابر سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک ہانڈی سبزی اور دال کی لائی گئی۔ آپ ﷺ نے اس میں خاص قسم کی بو پائی۔ آپ نے اس کے بارے میں دریافت کیا تو دال وغیرہ کے بارے میں آپ کو خبر دی گئی۔ آپ نے فرمایا اس ہانڈی کو صحابہ رضی اللہ عنہم کے پاس لے جاؤ۔ جب صحابہ رضی اللہ عنہم نے یہ بات دیکھی تو انہوں نے اسے کھانا گوارا نہ کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم لوگ کھاؤ۔ چونکہ میں اس ذات سے ہم کلام ہوتا ہوں جس سے تم لوگ نہیں ہوتے۔ (یعنی فرشتہ سے)

بخاری نے ابو جحیفہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آگاہ رہو میں ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھاتا ہوں۔

ابن سعد نے ابن عمرو سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو کبھی بھی ٹیک لگا کر کھانا کھاتے نہیں دیکھا گیا۔

ابن سعد و ابو یعلی نے بسند حسن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا! اگر میں چاہتا تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلتے۔ میرے پاس وہ فرشتہ آیا اگر میں اسے روک لیتا تو کعبہ کے برابر ہوتا۔ اس نے کہا آپ کا رب آپ کو سلام بھیجتا ہے اور آپ ﷺ سے فرماتا ہے آپ ﷺ کو اختیار ہے چاہے آپ نبی بادشاہ ہوں یا نبی بندہ تو جبریل علیہ السلام نے مجھے اشارہ کیا کہ میں تواضع کو اختیار کروں۔ تو میں نے کہا میں نبی بندہ رہنا چاہتا ہوں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اس کے بعد آپ ﷺ نے ٹیک لگا کر کھانا تناول نہیں کیا۔ آپ ﷺ فرمایا کرتے ہیں اس طرح کھانا تناول کرتا ہوں جس طرح بندہ کھاتا ہے اور اس طرح بیٹھتا ہوں جس طرح بندہ بیٹھتا ہے۔

ابن سعد نے زہری سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس وہ فرشتہ آیا جو اس سے پہلے کبھی آپ ﷺ کے پاس نہ آیا تھا۔ اس کے ساتھ جبرئیل علیہ السلام تھے اور اس فرشتہ نے عرض کیا اور جبریل علیہ السلام خاموش رہے کہ آپ ﷺ کا رب آپ کو اختیار دیتا ہے کہ آپ یا تو نبی بادشاہ یا نبی بندہ جو پسند فرمائیں رہنا قبول کریں تو حضور ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام کی طرف دیکھا گویا آپ ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام سے مشورہ چاہا تو جبرئیل نے تواضع کی طرف اشارہ کیا۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا نہیں میں نبی بندہ رہنا پسند کرتا ہوں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یقین سے کہتے ہیں کہ جب سے آپ ﷺ نے فرمایا تھا کبھی کھانا ٹیک لگا کر نہیں تناول کیا۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ نے دنیا کو چھوڑا۔

طبرانی و ابو نعیم اور بیہقی نے ابن عباس سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کے پاس اپنا ایک فرشتہ بھیجا۔ اس کے ساتھ جبرئیل بھی تھے اس فرشتہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اختیار دیتا ہے کہ چاہے آپ نبی بندہ ہوں چاہے آپ نبی بادشاہ ہوں تو حضور ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام کی طرف توجہ فرمائی گویا ان سے مشورہ چاہا تو جبرئیل نے حضور ﷺ کی طرف اشارہ کیا کہ آپ تواضع اختیار کریں۔ آپ نے فرشتہ سے فرمایا میں نبی بندہ رہنا پسند کرتا ہوں تو اس کلمہ کے فرمانے کے بعد آپ نے ٹیک لگا کر کھانا تناول نہیں کیا۔ حتیٰ کہ آپ اپنے رب سے ملاقی ہو گئے۔

ابن سعد نے عطاء بن یسار سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ کے پاس جبرئیل آئے اور آپ اس وقت تکیہ لگا کر کھانا تناول فرما رہے تھے۔ جبریل نے آپ ﷺ سے کہا یا رسول اللہ! یہ وضع بادشاہوں کے کھانا کھانے کی ہے تو حضور ﷺ سیدھے بیٹھ گئے۔

ابن عدی اور ابن عساکر نے انس سے روایت کی کہ جبرئیل علیہ السلام اس حال میں آئے کہ نبی کریم ﷺ تکیہ لگا کر کھانا کھا رہے تھے۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ آپ ﷺ نعمت سے تکیہ لگاتے ہیں تو حضور ﷺ مستوی ہو کر بیٹھ گئے۔ اس کے بعد کبھی آپ کو تکیہ لگائے نہیں دیکھا گیا اور حضور ﷺ نے فرمایا میں بندہ ہی ہوں۔ اسی طرح کھاتا ہوں جس طرح بندہ کھاتا ہے اور اسی طرح پیتا ہوں جس طرح بندہ پیتا ہے۔ خطابی نے فرمایا اس جگہ ٹیک لگانے سے مراد اس ہیئت پر بیٹھنا ہے کہ جو بستر آپ ﷺ کے نیچے بچھا ہوا تھا۔ اس سے ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ اس مفہوم کو بیہقی' ابن وجیہ اور قاضی عیاض رحمہم اللہ نے ثابت کیا ہے اور بعض علماء نے

فرمایا کہ ایک پہلو پر بٹھانا مراد ہے۔

کتابت اور شعر گوئی آپ ﷺ پر حرام تھی یہ آپ ﷺ کے خصائص میں سے ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ (اعراف ۱۵۷)
وہ لوگ ہیں جو رسول نبی امی کی پیروی کرتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَمَا كُنْتَ تَتْلُو مِنْ قَبْلِهِ مِنْ كِتَابٍ وَلَا تَخُطُّهُ بِيَمِينِكَ إِذًا لَارْتَابَ الْمُبْطِلُونَ○ (عنکبوت ۴۸)
اور اس سے پہلے تم کوئی کتاب نہ پڑھتے تھے اور نہ اپنے ہاتھ سے لکھتے تھے یوں ہوتا تو باطل والے ضرور شک لاتے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ (یٰسین ۶۹)
ہم نے ان کو شعر گوئی نہ سکھائی اور نہ یہ ان کے لائق ہے۔

ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کی۔ انہوں نے کہا اہل کتاب اپنی کتابوں میں لکھا پاتے تھے کہ محمد ﷺ اپنے ہاتھ سے کتابت نہ کریں گے اور نہ کتاب پڑھیں گے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی وَمَا كُنْتَ تَتْلُو مِنْ قَبْلِهِ مِنْ كِتَابٍ وَلَا تَخُطُّهُ بِيَمِينِكَ۔

رافعی نے فرمایا ان دونوں کی تحریم کا قول اس وقت متوجہ ہوتا ہے جب کہ ہم کہیں کہ آپ ﷺ میں دونوں خوبیاں احسن طریق پر تھیں۔

امام نووی نے الروضہ میں اس کا تعاقب کیا ہے اور کہا کہ ان دونوں کی تحریم ممتنع نہیں ہے۔ اگرچہ آپ بخوبی لکھ اور پڑھ نہ سکیں اور تحریم سے مراد ان دونوں کی طرف توصل کرنا ہوگی۔ حق صواب یہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بخوبی لکھ پڑھ نہیں سکتے تھے۔ بعض علماء اس کے برعکس گئے ہیں اور وہ قضیہ کی حدیث سے تمسک و استدلال کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے لکھا "هَذَا مَا صَالَحَ عَلَيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ" تو اس کا جواب یہ ہے کہ آپ نے کتابت کرنے کا حکم فرمایا تھا۔

طبرانی نے عوف بن عبداللہ بن عتبہ سے انہوں نے ان کے والد سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے رحلت نہ فرمائی یہاں تک کہ آپ نے قرأت بھی کی اور کتابت کی۔ اس کی سند ضعیف ہے اور طبرانی نے کہا یہ حدیث منکر ہے۔ حافظ ابوالحسن ہیثمی نے کہا میرا گمان یہ ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے رحلت نہ فرمائی جب تک عبداللہ بن عتبہ (راوی حدیث) نے پڑھ لکھ نہ لیا۔ مطلب یہ کہ وہ حضور ﷺ کے زمانہ میں سمجھدار تھے۔ ابومسعود دمشقی کی کتاب "اطراف" میں قضیہ حدیبیہ کے حصے میں مذکور ہے کہ نبی کریم ﷺ نے تحریر فرمایا باوجودیکہ آپ بخوبی لکھ نہیں سکتے تھے مگر آپ نے "رسول اللہ" کی جگہ "محمد ﷺ"

''لکھا۔ عمر بن شیبہ نے اپنی کتاب میں رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ کے دن اپنے ہاتھ سے لکھا۔ باوجودیکہ آپ ﷺ نے اس سے قبل کتابت نہ کی تھی اور یہ آپ کے معجزات میں سے ہے کہ کتابت کا علم اسی لمحہ آپ کو حاصل ہوا اور اس قول کو محدثین کی ایک جماعت نے کہا ہے۔ ان میں ابوذر ہروی' ابوالفتح نیشاپوری' قاضی ابوالولید لخمی اور قاضی ابوجعفر سمنانی اصول ہیں۔ ابوالولید نے کہا کہ آپ ﷺ کے موکدترین معجزات میں سے یہ ہے کہ آپ ﷺ نے بغیر سیکھے کتابت فرمائی اور آپ ﷺ کو حروف میں امتیاز نہ تھا لیکن آپ ﷺ نے اپنے دست اقدس میں قلم لیا اور اس سے لکھا باوجودیکہ آپ ﷺ کو امتیاز نہ تھا لیکن جب تحریر دیکھی تو وہ حسب مراد ظاہر وواضح تھی۔

اور انہیں محرمات میں سے یہ ہے کہ آپ ﷺ پر شعر گوئی حرام تھی۔ جیسا کہ حدیث دلالت کرتی ہے۔ جسے ابوداود نے ابن عمر سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا میں نے جو کچھ کیا ہے مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے۔ خواہ میں نے تریاق پیا ہو یا تعویذ لٹکایا ہو یا میں نے اپنے دل سے شعر کہا ہے۔

ابن سعد نے زہری سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے جب کہ صحابہ مسجد کی تعمیر کر رہے تھے یہ فرمایا

هذا الحمال لاحمال خيبر هذا ابر ربنا واطهر

زہری نے کہا آپ ﷺ نے ازخود کبھی کوئی شعر نہیں کہا البتہ پہلے کسی شاعر نے جو کہا ہے آپ ﷺ نے نقل کیا ہے۔

ابن سعد نے عبدالرحمن بن ابوالزناد سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے عباس بن مرداس سے فرمایا اپنے اس شعر کی بابت کیا رائے ہے

اصبح نهبي ونهب العبيد بين الاقرع وعيينه

اس پر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ نہ تو شاعر ہیں اور نہ شعر کو نقل کرنے والے اور نہ یہ بات آپ ﷺ کے شایان شان ہے۔ عباس رضی اللہ عنہ نے تو ''بین عیینہ والاقرع'' کہا ہے۔

علماء نے فرمایا وہ روایت جو رجز کے سلسلے میں نبی کریم ﷺ سے منقول ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا ''هَلْ اَنْتِ اِلَّا اِصْبَعٌ دَمِیْتِ'' یا اس کے سوا اور کوئی آپ کے مقولہ وغیرہ تو یہ اس پر محمول ہیں کہ آپ ﷺ نے بالقصد کبھی شعر نہ کہا۔ شعر تو اسی کو کہا جاتا ہے جو بالقصد کہا جائے۔ یہی حال ان آیات موزونہ کا ہے جو قرآن کریم میں ہیں کیونکہ ان کو شعر گوئی کے قصد سے نہیں کہا گیا۔

ماوردی نے کہا آپ ﷺ پر جس طرح کتابت حرام تھی اور جس طرح آپ پر شعر گوئی حرام تھی اسی طرح آپ پر شعر کی نقل بھی حرام تھی۔

حربی نے کہا مجھے معلوم نہیں ہوا کہ آپ ﷺ نے کبھی کسی شاعر کا پورا شعر نقل کیا ہو بلکہ یا تو شعر کا ابتدائی حصہ نقل کیا جیسا کہ لبید نے کہا ''اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَا اللّٰہَ بَاطِلٌ'' یا آخری حصہ نقل فرمایا جیسے کہ طرفہ کا قول ہے ''وَیَاْتِیْکَ بِالْاَخْبَارِ مَنْ لَّمْ تُزَوِّدْ'' لیکن آپ ﷺ نے اگر کبھی کوئی پورا شعر پڑھا ہے تو اس میں تغیر کر دیا ہے جیسے کہ عباس بن مرداس کا شعر ہے۔

بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی کوئی شعر مرتب نہیں فرمایا۔

وہ محرمات جو آپ ﷺ کے خصائص سے ہیں

جسم اقدس پر اسلحہ لگا کر آپ ﷺ کیلئے ان کا اتارنا حرام تھا:

امام احمد و ابن سعد نے جابر بن عبداللہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم احد فرمایا کہ میں نے دیکھا ہے کہ گویا میں محفوظ زرہ میں ہوں اور میں نے ذبح ہوتی گائے دیکھی ہے۔ تو میں نے اس کی یہ تعبیر لی کہ محفوظ زرہ تو مدینہ منورہ ہے اور ذبح ہوتی گائے جنگ و قتال ہے۔ اب اگر تم چاہو تو مدینہ منورہ میں مقیم رہو۔ اگر دشمن ہم پر چڑھ آئے تو ہم مدینہ میں ان سے جنگ کریں گے۔ اس پر لوگوں نے کہا خدا کی قسم زمانہ جاہلیت میں وہ ہم پر نہیں چڑھے تو اب یہ عہد اسلام میں ہم پر چڑھ آئیں گے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اب تمہیں اختیار ہے اور وہ لوگ چلے گئے پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے جسم پر اسلحہ آویزاں کر لیا۔ یہ دیکھ کر لوگوں نے کہا ہم نے کیا کیا۔ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی رائے مبارک کی خلاف ورزی کی۔ پھر وہ سب آئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ﷺ آپ ہی کو اختیار ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اب مجھے اختیار نہیں کیونکہ نبی کے لئے روا نہیں ہے کہ جب وہ زرہ پہن لے تو اسے بغیر جنگ کے اتارے۔

آپ ﷺ کی یہ خصوصیت کہ احسان کے بدلہ زیادتی چاہنا آپ پر حرام تھا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا "وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ" زیادہ چاہنے کے لئے احسان نہ کرو۔ ابن جریر نے ابن عباس سے اس آیت کے تحت روایت کی فرمایا کہ کسی کو اس طرح عطیہ نہ دو کہ اس سے بہتر کی خواہش رکھو۔ مفسرین کا اس پر اجماع ہے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خاص تھا۔

ابن ابی حاتم نے ضحاک سے آیہ کریمہ "وَمَا آتَيْتُمْ مِنْ رِبًا" الآیہ کے تحت روایت کی۔ فرمایا کہ وہ زیادتی حلال ہے جو کوئی شی ہدیہ میں دی جائے اور اس کے عوض اس سے بہتر کی توقع رکھی جائے۔ اس میں نہ اسے نفع ہے اور نہ اس پر نقصان۔ نبی کریم ﷺ کو اس سے منع فرمایا گیا ہے۔

آپ ﷺ کی یہ خصوصیت کہ لوگ جس چیز سے نفع اٹھاتے ہیں ان کی طرف نگاہ دراز کرنا آپ پر حرام تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَى مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِنْهُمْ" الآیہ اس حکم کو رافعی نے صاحب "الایضاح" سے نقل کیا ہے اور نووی نے اصل الروضہ میں اور ابن القاص نے التلخیص میں جزم کیا ہے۔

آپ کی یہ بھی خصوصیت تھی کہ جو عورت آپ کو اختیار نہ کرے اسے روکنا آپ پر حرام تھا۔ بخاری نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ جون کی بیٹی جب رسول اللہ ﷺ کے حرم میں داخل ہوئی تو آپ اس کے قریب گئے اس عورت نے کہا "اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ" اس پر حضور ﷺ نے فرمایا تو نے بہت بڑی ہستی کی پناہ لی ہے تو اپنے گھر چلی جا۔

ابن الملقن نے کہا یہ بات آپ کے خصائص میں سے ہے اور اس سے انہوں نے سمجھا کہ آپ پر ہر اس عورت سے نکاح حرام

تھا جو آپ کی صحبت کو برا جانے۔ اور اس کی شاہد ایجاب تخییر ہے جس کا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

ابن سعد نے مجاہد سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی عادت شریفہ تھی کہ جب کسی کو نکاح کا پیغام بھیجتے اور وہ نامنظور کرتے تو دوبارہ پیام نہ دیتے تھے۔ چنانچہ حضور ﷺ نے ایک عورت کو پیام دیا۔ اس نے کہا میں اپنے باپ سے مشورہ کرلوں اور وہ اپنے باپ سے ملی اور اس کے باپ نے اسے اجازت دیدی۔ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئی اور آپ سے کہا کہ میرے باپ نے اجازت دیدی ہے مگر حضور ﷺ نے فرمایا ہم نے تیرے سوا اور عورت کو اپنا ہمبستر بنالیا ہے۔

کتابیہ سے نکاح آپ ﷺ پر حرام تھا

آپ ﷺ کی یہ خصوصیت تھی کہ کتابیہ سے نکاح کرنا آپ پر حرام تھا۔ ابوداؤد نے اپنی کتاب الناسخ میں مجاہد سے آیہ کریمہ "لَایَحِلُّ لَکَ النِّسَآءُ مِنۡ بَعۡدُ" کے تحت روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ "النساء" سے مراد کتابیہ عورتیں ہیں۔

سعید بن منصور نے مجاہد سے آیہ کریمہ "لَایَحِلُّ لَکَ النِّسَآءُ مِنۡ بَعۡدُ" کے تحت روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ وہ عورتیں خواہ یہودیہ ہوں یا نصرانیہ انہیں سزاوار نہیں ہے کہ وہ امہات المومنین ہوں۔ اصحاب نے کہا اس ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ آپ کی ازواج امہات المومنین آخرت میں آپ کے ساتھ جنت میں آپ کے درجہ میں ساتھ ہوں گی اور اس وجہ سے بھی ممانعت کی گئی۔ آپ اس سے بزرگ تر ہیں کہ آپ کا پانی کافرہ کے رحم میں واقع ہو اور اس وجہ سے بھی کافرہ عورت آپ کی صحبت کو ناپسند کرتی ہے اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے عورتوں کی اباحت میں مہاجرہ ہونے کی شرط لگائی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری ہے "اَلّٰتِیۡ هَاجَرۡنَ مَعَکَ" لہٰذا جب کہ آپ پر وہ عورتیں حرام ہیں جو مسلمان ہیں مگر انہوں نے ہجرت نہیں کی ہے تو غیر مسلمہ عورت تو بدرجہ اولیٰ حرام ہے۔

ابواسحاق نے جو کہ شوافع میں سے ہیں کہا اگر آپ کتابیہ عورت سے شادی کرتے تو آپ کی کرامت کی وجہ سے اسے اسلام کی ہدایت مل جاتی۔

بعض اصحاب شوافع کتابیہ باندی سے صحبت کے حرام ہونے کی طرف گئے ہیں لیکن اس میں اصح قول یہ ہے کہ وہ حلال ہے۔

ماوردی نے الحاوی میں فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی باندی ریحانہ سے اس کے اسلام لانے سے پہلے تمتع فرمایا۔ علیٰ ہذا القیاس کیا آپ کو اس کے مابین اختیار تھا کہ اس باندی کو اسلام لانے تک روکے رکھیں یا وہ اپنے دین پر قائم رہے تو آپ اسے اپنے سے جدا کردیں تو اس کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ ہاں آپ کو روکے رکھنا حلال تھا تاکہ وہ آخرت میں آپ کی زوجات میں ہو۔ دوسری صورت یہ ہے کہ روکے رکھنا تو جائز تھا لیکن آخرت میں وہ آپ کی زوجات میں نہ ہوگی۔ اس لئے کہ جب ریحانہ پر عرض اسلام کیا گیا تو اس نے انکار کیا پھر بھی وہ آپ کی ملک میں برابر رہی اور آپ استمتاع پر قائم رہے۔

غیر مہاجرہ عورت سے آپ کا نکاح حرام تھا

آپ کی یہ خصوصیت تھی کہ وہ مسلمان عورت جس نے ہجرت نہیں کی اس سے نکاح کرنا آپ پر حرام تھا۔ ترمذی نے حسن بتا کر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو اصناف النساء سے منع کیا گیا تھا بجز ان عورتوں

ہے جو مومنہ اور مہاجرہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ وَلَا أَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ أَزْوَاجٍ وَّلَوْ أَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ إِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ" (الاحزاب ۵۲) اور آپ کے لئے مومنہ جوان عورت اور مومنہ عورتیں اگر وہ اپنے نفس کو نبی کریم ﷺ کے حوالہ کریں تو حلال کی گئیں اور ہر وہ عورت جو اسلام کے سوا کسی اور دین پر ہو حرام کی گئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا "يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ (الی قولہ تعالیٰ) خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ۔ (احزاب ۵۰) الآیہ" ان کے سوا تمام عورتیں آپ پر حرام کی گئیں۔

آپ کے خصائص میں سے ہے کہ بروایت اصح مسلمہ باندی سے نکاح کا حرام ہونا ہے۔ اس لئے کہ باندی سے نکاح کرنا گناہ کے خوف کے ساتھ مشروط ہے اور نبی کریم ﷺ معصوم ہیں اور باندی سے نکاح کا جائز ہونا مہر دینے کی قدرت نہ رکھنے کی وجہ سے ہے اور آپ کا نکاح فرمانا مہر کا محتاج نہیں ہے اور اس لئے بھی آپ پر باندی سے نکاح کرنا حرام تھا کہ جو باندی سے نکاح کرتا ہے تو اس سے اس کا بیٹا آزاد ہوگا اور آپ کا منصب اس سے منزہ و پاک ہے۔ رافعی نے فرمایا جس نے اسے جائز رکھا ہے اس نے باندی کے حق میں گناہ کے خوف کو شرط رکھا ہے۔ اسی طرح عدم استطاعت مہر کو مشروط رکھا ہے اس تقدیر پر آپ کے لئے جائز ہوگا کہ آپ ایسی سے نکاح کریں جو باندی ہو لیکن خلاف امت کے اور اگر باندی سے آپ کے نکاح کو فرض کیا جائے تو جو بچہ اس سے پیدا ہوگا وہ آزاد ہوگا اور بچے کی قیمت اس کے مالک کے لئے لازم نہیں آئے گی۔ بقول اصح کیونکہ آزادی نا ممکن ہے۔ رافعی نے فرمایا اگر حضور ﷺ کے حق میں نکاح غرور کو فرض کیا جائے تو بچے کی قیمت آپ پر لازم نہیں آئے گی۔ ابن الرفعہ نے المطلب میں کہا کہ نکاح غرور اور اس سے وطی کرنے کے امکانی تصور کے بارے میں نظر ہے۔ جب ہم کہتے ہیں کہ وطی شبہ حرام ہے اور ساتھ ہی یہ بھی کہتے ہیں کہ اس میں گناہ لازم نہیں آتا تو وہ جائز رکھتا ہے کہ اس سے آپ کی برتر جانب کو محفوظ رکھا جائے اور یہ جائز ہوتا ہے کہ یہ بات آپ کے لئے جائز ہے اس لئے کہ بالاجماع امت گناہ اسی طرح آپ سے مفقود ہے جس طرح نسیان مفقود ہے۔

آپ کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ آنکھوں سے اشارہ کرنا حرام تھا۔ ابوداؤد، نسائی اور حاکم نے صحیح بتا کر اور بیہقی نے سعد بن ابی وقاص سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ کے دن چار آدمیوں کے سوا تمام لوگوں کو امن دیا ان چار میں سے ایک عبداللہ بن ابی سرح ہے اور اس نے حضرت عثمان بن عفان کے پاس پناہ لی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو بیعت کے لئے بلایا تو حضرت عثمان اسے لے کر آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! عبداللہ بیعت کے لئے حاضر ہے۔ حضور ﷺ نے اپنا سر مبارک اٹھایا اور تین مرتبہ اس پر نظر ڈالی ہر بار آپ نے انکار کیا۔ تیسری مرتبہ کے بعد اس سے بیعت لی۔ اس کے بعد آپ نے اپنے صحابہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کیا تم میں کوئی ایسا مرد رشید نہ تھا کہ وہ اس کی طرف کھڑا ہوتا جب کہ میں نے اسے دیکھا اور اس کی بیعت سے اپنے ہاتھوں کو کھینچے رہا یہاں تک کہ وہ مرد رشید اسے قتل کر دیتا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم نے نہیں جانا کہ آپ کیا چاہتے تھے؟ آپ نے ہمیں اپنی چشم مبارک سے اشارہ نہ فرمایا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کسی نبی کو سزاوار نہیں ہے کہ وہ اپنی آنکھوں کی خیانت کرے۔ ابن سعد نے ابن المسیب سے مرسلاً اس کی مثل روایت کیا۔ اس کے آخر میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اشارہ کرنا خیانت و چوری ہے کسی نبی کے لئے جائز نہیں کہ وہ اشارہ کرے۔

امام رافعی نے کہا کہ خَائِنَةُ الْاَعْیُنِ۔ سے مراد یہ ہے کہ مباح کی طرف آنکھ سے اشارہ کیا جائے خواہ قتل کے لئے ہو یا مارنے کے لئے۔ برخلاف اس کے جو ظاہر ہے اور جس کی طرف حال اشارہ کرتا ہو۔ یہ آنکھ سے اشارہ کرنا آپ کے سوا کسی کے لئے حرام نہیں ہے بجز امر ممنوع کے۔ اس کے ساتھ صاحب التلخیص نے اس پر استدلال کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے لئے جنگ میں دھوکہ دینا جائز نہ تھا۔ المعظم نے اس کی مخالفت کی ہے۔ امام رافعی نے کہا کہ اس قول کی مخالفت کی وجہ یہ ہے کہ یہ مشہور ہے کہ حضور اکرم ﷺ جب کسی سفر کا ارادہ فرماتے تو اس کے غیر کے ساتھ کنایہ کرتے تھے۔ یہ بات صحیحین میں کعب بن مالک کی حدیث میں ہے۔ رمز و کنایہ پر رمز و کنایہ کرنے والے پر عیب لگاتے ہیں۔ بخلاف امور عظمیہ کے ابہام اور پوشیدہ رکھنے کے۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بیہقی نے الدلائل میں ابوہریرہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر سے مدینہ طیبہ میں داخل ہوتے وقت فرمایا مجھ سے لوگوں کو دور کردو کیونکہ کسی نبی کے لئے جائز نہیں ہے کہ جھوٹی بات کہے۔ چنانچہ جب ابوبکر سے کوئی پوچھتا تم کون ہو تو وہ فرماتے میں متلاشی ہوں اور جب ان سے پوچھا جاتا کہ تمہارے ساتھ کون ہے تو کہتے ہادی ہیں جو میری رہنمائی کرتے ہیں۔ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ انبیاء کے امور خاصہ میں بھی توریہ کرنا درست نہیں ہے کیونکہ حضرت صدیق اکبر نے جو کچھ فرمایا اس میں جھوٹ نہ تھا۔ بلاشبہ وہ ایک گونہ توریہ تھا۔ ان کی مراد یہ تھی کہ راہ خیر میں آپ میری ہدایت فرماتے ہیں۔ لیکن اس کو کذب اس بنا پر نام دیا گیا کہ یہ صورۃً کذب تھا۔ حقیقتاً کذب نہ تھا۔ اس سے وہ حدیث واضح ہو جاتی ہے جو شفاعت کے باب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قول ہے کہ میں نے تین کذب بولے ہیں۔ حالانکہ یہ سب توریے تھے لہٰذا یہ ظاہر ہے کہ اس سے منع کیا جانا انبیاء علیہم السلام کے خصائص سے ہے۔ اس وجہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے نفس پر ان توریوں کو کذب سے شمار کیا۔

ابن سبع نے حضور ﷺ کے خصائص میں سے شمار کیا ہے کہ جب آپ تکبیر کی آواز سنیں تو ان پر غارت گری کرنا حرام تھی۔ اس بات کو انہوں نے اس روایت سے استدلال کیا ہے جسے شیخین نے انس سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی قوم پر جہاد فرماتے تو ہمارے ساتھ مل کر جنگ نہ کرتے۔ جب تک کہ صبح نہ ہو جاتی اور آپ اذان کی آواز سننے کے منتظر رہتے۔ اگر آپ اذان کی آواز سن لیتے اپنے ہاتھوں کو روک لیتے اور اگر اذان کی آواز نہ سنتے تو ان پر حملہ کردیتے تھے۔

آپ کے خصائص میں سے ایک وہ ہے جسے قضاعی نے ذکر کیا کہ آپ پر حرام تھا کہ مشرکوں کی اعانت قبول فرمائیں۔ بخاری نے اپنی تاریخ میں حبیب لمیاف سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ ایک جانب تشریف لے گئے تو میں اور میری قوم کے ایک شخص حضور ﷺ کے پاس آئے اور ہم نے کہا ہم مکروہ جانتے ہیں کہ ہماری قوم جنگ میں آئے البتہ ہم آپ کے پاس ان کے ساتھ جنگ میں آئیں گے۔ حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کیا تم دونوں مسلمان ہو گئے ہو۔ ہم نے کہا نہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا نہیں کیونکہ ہم مشرکوں کے خلاف مشرکوں سے مدد نہیں لیتے۔

قضاعی نے القاضی میں حضور ﷺ کے خصائص میں شمار کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ظلم وستم پر گواہی نہیں دیتے تھے۔ شیخین نے نعمان بن بشیر سے اس روایت کو نقل کیا ہے اور میں نے اس تالیف کو صاف لکھا ہے۔

حضور ﷺ کیلئے اللہ تعالیٰ نے جن امور کو مباح فرمایا ان کی تفصیل

آپ کی یہ خصوصیت ہے کہ بعد عصر نماز آپ پر مباح تھی

کتاب الروضہ کے مصنف نے الروضہ میں فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ سے بعد ظہر کی دو رکعتیں فوت ہو گئیں۔ تو آپ نے بعد نماز عصر قضا فرمائی۔ اس کے بعد آپ نے بعد عصر ان دونوں رکعتوں پر مواظبت فرمائی۔ ان پر مداومت فرمانے میں آپ کی خصوصیت کے تحت دو وجہ بیان کی ہیں۔ ان دونوں میں اصح وجہ یہ ہے کہ یہ آپ کے ساتھ خاص تھی۔

مسلم و بیہقی نے سنن میں ابو سلمہ سے روایت کی کہ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ سے ان دو رکعتوں کے بارے میں پوچھا جو نبی کریم ﷺ عصر کے بعد پڑھا کرتے تھے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا آپ ان کو عصر سے پہلے پڑھا کرتے تھے پھر کسی وجہ سے آپ ان کے پڑھنے سے باز رہ گئے تو آپ نے ان کو بعد عصر پڑھا اس کے بعد آپ نے اسے برقرار رکھا چونکہ حضور ﷺ کی عادت شریفہ تھی جب کوئی نماز پڑھتے تو اسے قائم رکھا کرتے تھے۔

امام احمد، ابویعلیٰ اور ابن حبان نے بسند صحیح ام سلمہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے عصر کی نماز پڑھی اس کے بعد اپنے کاشانہ اقدس میں تشریف لائے اور دو رکعت نماز پڑھی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے دو نماز پڑھی ہے جسے آپ پڑھا نہیں کرتے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا خالد آئے اور انہوں نے مجھے ان دو رکعتوں کے پڑھنے سے باز رکھا جنہیں میں بعد ظہر پڑھا کرتا تھا۔ اس وقت میں نے ان کو پڑھا ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول ﷺ! ہم سے جب یہ قضا ہو جائے تو کیا ہم اسے ادا کریں؟ فرمایا تمہیں ضرورت نہیں ہے۔

بیہقی نے سنن میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ خود تو بعد نماز عصر پڑھتے تھے اور دوسروں کو اس سے منع فرماتے تھے اور خود صوم وصال (مسلسل روزے) رکھا کرتے تھے اور دوسروں کو صوم وصال سے منع فرمایا کرتے تھے۔

شیخین نے حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ دو رکعتیں ایسی تھیں جن کو رسول اللہ ﷺ ظاہر و باطن کسی حال میں ترک نہ فرمایا کرتے تھے، وہ دو رکعتیں قبل صبح اور دو رکعتیں بعد عصر کی ہیں۔

آپ نماز کی حالت میں صغر سن بچی کو گود میں لئے رہتے تھے:

آپ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ نماز کی حالت میں چھوٹی بچی کو آغوش میں لئے رہا کرتے تھے۔ یہ ان حدیثوں میں سے ہے جن کو بعض علماء نے بیان کیا ہے۔ شیخین نے ابوقتادہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے تو امامہ بنت زینب جو کہ رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی کی بیٹی تھی آغوش میں لئے رہا کرتے تھے۔ جب آپ سجدے میں جاتے تو انہیں بٹھا دیتے اور جب آپ کھڑے ہوتے تو انہیں اٹھا لیا کرتے تھے۔ بعض علماء نے کہا کہ یہ آپ کے خصائص میں سے ہے۔ اسے ابن حجر نے شرح بخاری میں نقل کیا ہے۔

غائب کی نماز جنازہ پڑھنا حضور ﷺ کے خصائص میں سے ہے:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ غائب کی نماز جنازہ پڑھنا رسول اللہ ﷺ کے خصائص میں سے ہے اور اسی اختصاص پر نجاشی کی نماز جنازہ کو محمول کیا ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا غائبانہ نماز جنازہ آپ کے سوا دوسروں کے لئے جائز اور درست نہیں ہے۔

آپ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی لیکن دوسروں کو اس سے منع فرمایا:

علماء کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ نے لوگوں کو بیٹھ کر نماز پڑھائی ہے جیسا کہ صحیحین حدیث میں آیا ہے اور دوسروں کو اس سے منع فرمایا ہے۔ دار قطنی و بیہقی نے سنن میں بطریق جابر شعبی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے بعد کوئی بیٹھ کر امامت نہ کرے۔ دار قطنی نے کہا کہ اس حدیث کو جابر جعفی کے سوا کسی اور نے روایت نہیں کیا ہے اور جابر جعفی متروک الحدیث ہے اور یہ حدیث مرسل ہے اس کے ساتھ حجت قائم نہیں کی جاسکتی اور امام شافعی نے فرمایا وہ شخص جانتا ہے جس نے اس کے ساتھ حجت لی ہے کہ اس حدیث میں حجت نہیں ہے کیونکہ یہ مرسل ہے اور اس لئے کہ اس میں راوی ایسا ہے جس سے روایت کرنے سے لوگ اعراض کرتے ہیں۔

صوم وصال آپ کے لئے مباح تھا:

شیخین نے ابوہریرہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگ صوم وصال سے اجتناب کرو۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ تو صوم وصال رکھتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں تمہاری مثل نہیں ہوں۔ مجھے میرا رب کھلاتا ہے اور مجھے پلاتا ہے۔

اس حدیث کے معنی میں اختلاف واقع ہے۔ بعض نے کہا کہ حقیقت مراد ہے اور آپ کے پاس جنت سے کھانا پینا آتا ہے اور جنتی غذا کھانے سے روزہ کا افطار نہیں ہوتا۔ بعض نے کہا مجاز مراد ہے کہ آپ میں کھانے پینے والوں کی طاقت پیدا کی جاتی ہے پھر یہ کہ جمہور کا مذہب یہ ہے کہ صوم وصال آپ کے حق میں مباحات میں سے ہے اور امام الحرمین نے فرمایا کہ صوم وصال آپ کے حق میں قربت وعبادت ہے۔ اس جگہ ایک لطیفہ ہے جس پر صاحب مطلب نے خبردار کیا ہے وہ یہ کہ صوم وصال کے مباح ہونے میں آپ کی خصوصیت' آپ کے تمام امت کے اعتبار سے ہے نہ کہ افراد امت کے اعتبار سے۔ اس لئے بکثرت صالحین ایسے ہوئے ہیں جن کے لئے شہرت ہے کہ وہ صوم وصال رکھا کرتے تھے۔ صاحب المطلب نے کہا کہ اور ممانعت جو ہے اس کا تعلق بحسب جمیع امت ہے۔ انتہیٰ۔

فائدہ: ابن حبان نے اپنی صحیح میں فرمایا کہ اس حدیث کے ساتھ اس روایت کے بطلان پر استدلال کیا جاسکتا ہے جس میں یہ وارد ہے کہ آپ بھوک سے اپنے شکم اقدس پر پتھر باندھا کرتے تھے اس لئے کہ جب آپ صوم وصال رکھتے تھے تو آپ کا رب آپ کو کھلاتا

اور پلاتا ہے اور عدم صوم وصال کی حالت میں آپ کو بھوکا چھوڑ دے۔ حتیٰ کہ آپ کو اپنے شکم اقدس پر پتھر باندھنے کی ضرورت لاحق ہو جائے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ابن حبان نے کہا حدیث میں جو لفظ حجر بمعنی پتھر آیا ہے حقیقت میں وہ لفظ حجز (زا کے ساتھ) ہے جس کے معنی تہبند کے کنارے کے ہیں۔ مگر تحریر میں را کے ساتھ لکھا گیا۔

آپ کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ آپ اپنے کلام میں طویل زمانہ گزرنے کے بعد استثناء فرمایا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَایٍٔ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِکَ غَدًا اِلَّا اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ وَاذْکُرْ رَّبَّکَ اِذَا نَسِیْتَ۔ الآیہ۔ (کہف ۲۳)

اور ہرگز کسی بات کو نہ کہنا میں کل یہ کروں گا۔ مگر یہ کہ اللہ چاہے اور اپنے رب کی یاد کرو جب تم بھول جاؤ۔

طبرانی اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے اس آیت کے تحت روایت کی۔ انہوں نے کہا کبھی آپ استثناء فرمانا فراموش کر دیتے تو جب یاد آتا آپ استثناء کر لیتے اور انہوں نے فرمایا یہ بات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خاص تھی۔ ہم میں سے کسی کے لئے جائز نہیں ہے کہ استثناء کرے مگر یہ کہ اپنی قسم کے ساتھ فوراً ہی استثناء کو شامل کرے۔

حضور اکرم ﷺ کے خصائص میں سے ہے جیسا کہ شیخ عز الدین ابن عبد السلام وغیرہ نے فرمایا کہ آپ کے لئے یہ جائز تھا کہ آپ خود کو اور اپنے رب کو ایک ضمیر میں جمع فرمائیں۔ جیسا کہ آپ کا ارشاد ہے کہ "اَنْ یَّکُوْنَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِمَّا سِوَاھُمَا" اور آپ کا یہ ارشاد کہ "وَمَنْ یَّعْصِہِمَا فَاِنَّہٗ لَا یَضُرُّ اِلَّا نَفْسَہٗ" اور یہ بات آپ کے سوا ممنوع ہے جیسا کہ آپ نے اس خطیب سے فرمایا جس وقت کہ اس نے یہ کہا "مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ یَّعْصِہِمَا فَقَدْ غَوٰی" خطیب نے فرمایا تم یوں کہنا چاہتے تھے "وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ" علماء نے فرمایا کہ یہ بات آپ کے سوا کے لئے ممنوع ہے۔ آپ کے لئے نہیں۔ اس لئے کہ آپ کے سوا جو کوئی جمع کرے گا تو اس میں برابری کے اطلاق کا وہم پیدا ہوگا۔ بخلاف آپ کے کیونکہ آپ کا منصب ایسا ہے کہ آپ کی طرف ایسا وہم راہ ہی نہیں پا سکتا۔

آپ پر زکوٰۃ واجب نہیں تھی

رسول اللہ ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ شاذلی طریقہ کے شیخ الصوفیہ شیخ تاج الدین بن عطاء اللہ نے اپنی کتاب التنویر میں فرمایا انبیاء علیہم السلام کی شان یہ ہے کہ ان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہیں اور ان کی اپنی کوئی ملکیت نہیں ہوتی۔ وہ صرف اسی کی شہادت دیتے ہیں جو ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے ان کے لئے ودیعت فرمائے۔ وہ مختلف اوقات میں وہی خرچ کرتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ خرچ کراتا ہے اور اس کو اس کے محل کے سوا میں خرچ سے باز رکھتے ہیں اور اس لئے بھی ان پر زکوٰۃ کا وجوب نہیں کہ زکوٰۃ ان لوگوں کے لئے طہارت ہے جو چاہتے ہیں کہ ان لوگوں میں سے ہو جائیں جن پر طہارت واجب ہو چکی ہے اور انبیاء علیہم السلام اپنی عصمت کی وجہ سے ناپاکی سے پاک و منزہ ہیں۔

اموال فے سے ۴/۱ اور اموال غنیمت سے ۵/۱ آپ کا حصہ ہے

آپ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اموال فے میں سے چار خمس اور اموال غنیمت میں سے پانچواں حصہ آپ کا ہے اور یہ کہ

تقسیم غنیمت سے پہلے غنیمت وغیرہ میں سے باندی وغیرہ جو پسند آئے اپنے لئے خاص فرمالیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

مَـآ اَفَـآءَ اللّٰهُ عَـلٰی رَسُوْلِـهٖ مِـنْ اَهْلِ الْقُرٰی فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ (حشر:۷)

جو غنیمت دلائی اللہ نے اپنے رسول کو شہر والوں سے وہ اللہ اور رسول کی ہے۔

اور فرمایا:

وَاعْلَـمُوْٓا اَنَّـمَا غَـنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَـهٗ وَلِلرَّسُوْلِ۔ (الانفال:۴۱)

اور جان لو کہ جو کچھ غنیمت لو تو اس کا پانچواں حصہ خاص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا ہے۔

امام احمد و بخاری و مسلم نے حضرت عمر سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو اس فے میں اس چیز کے ساتھ خاص فرمایا جو آپ کے سوا کسی کو عطا نہ ہوا۔ چنانچہ فرمایا:

وَمَآ اَفَـآءَ اللّٰهُ عَـلٰی رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْـلٍ وَّلَا رِكَـابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰی مَنْ يَّشَـآءُ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ○ (الحشر:۶)

جو غنیمت دلائی اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو ان سے تو تم نے ان پر نہ اپنے گھوڑے دوڑائے تھے اور نہ اونٹ۔ ہاں اللہ اپنے رسولوں کے قابو میں دے دیتا ہے جسے چاہے اور اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔

تو یہ رسول اللہ ﷺ کے لئے خاص تھا۔ آپ اپنی اہل کا خرچ اس سے سال بھر تک کرتے تھے اور جو مال باقی رہ جاتا اسے آپ لے کر اللہ تعالیٰ کے مال میں شامل کر دیتے تھے۔ اس پر آپ نے اپنی تمام عمر عمل فرمایا پھر جب حضور ﷺ نے رحلت فرمائی تو ابو بکر صدیق نے فرمایا چونکہ ابوداؤد و حاکم نے عمرو بن عبسہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے لئے بجز خمس کے تمہاری غنیمت میں سے اتنا بھی حلال نہیں ہے اور خمس لینا تمہارے حق میں مردود ہے۔

ابن سعد و ابن عساکر نے عمر بن الحکم سے روایت کی کہ بنو قریظہ تمام بنائے گئے اور دونا مر رسول اللہ ﷺ نے حضور میں پیش ہوئے تو ان میں ریحانہ بنت زید بن عمرو تھی۔ حضور ﷺ نے ریحانہ کو جدا کرنے کا حکم فرمایا چنانچہ وہ علیحدہ کر لی گئی۔ واقعہ یہ ہے کہ ہر غنیمت میں آپ کو اختیار حاصل تھا۔ تقسیم سے پہلے اپنے لئے جو چاہتے خاص فرمایا کرتے تھے۔

بیہقی نے سنن میں یزید بن شخیر سے اس نے ایک بدوی صحابی شخص سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے چمڑے کے ایک ٹکڑے پر یہ تحریر لکھا کر اسے عطا فرمائی کہ ''مِنْ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ اِلٰی بَنِیْ زُهَيْرِ بْنِ اُقَيْسٍ اِنَّكُمْ اِنْ شَهِدْتُمْ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاَدَّيْتُمُ الْخُمُسَ مِنَ الْمَغْنَمِ وَسَهْمَ النَّبِیِّ وَسَهْمَ الصَّفِیِّ اَنْتُمْ اٰمِنُوْنَ بِاَمَانِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ۔'' ابن عبدالبر نے کہا کہ سہم الصفی (یعنی تقسیم سے قبل نبی کا خاص پسند فرمانا) صحیح آثار میں مشہور ہے اور اہل علم کے درمیان معروف ہے اور اہل سیر کا اس میں اختلاف نہیں ہے کہ حضرت صفیہ اسی سہم الصفی میں سے تھیں اور علماء کا اس پر اجماع ہے کہ سہم الصفی آپ کے ساتھ خاص تھا اور رافعی نے بیان کیا ہے کہ شمشیر ذوالفقار اسی سہم صفی میں سے تھی۔

چراگاہ کا اپنی ذات کیلئے خاص فرمالینا آپ کے لئے مباح تھا:

آپ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ حمی یعنی چراگاہ کا اپنے لئے خاص فرمانا ہے اور جس زمین کو آپ نے چراگاہ بنایا وہ نہ توڑے گی۔

بخاری نے ابن عباس سے روایت کی کہ صعب بن جثامہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "لاحمی الا للہ ولرسولہ" چراگاہ صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہی کے لئے ہے۔ کسی کے لئے نہیں۔ اصحاب نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ جس زمین کو چاہیں جس میں کھیتی نہ ہو اپنے جانوروں کے لئے چراگاہ بنالیں یہ اختیار آپ ہی کو ہے۔ دیگر تمام آئمہ کے لئے یہ اختیار قطعاً جائز نہیں ہے البتہ ان آئمہ کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ تمام مسلمانوں کے لئے چراگاہ منتخب کریں۔ ایک قول یہ ہے یہ بھی جائز نہیں ہے۔ بر تقدیر جواز ان آئمہ کے لئے جو بعد میں آئیں یہ جائز ہوگا کہ وہ چراگاہ منسوخ کردیں۔ لیکن جس قطعہ زمین کو رسول اللہ ﷺ نے بطور چراگاہ اپنے لئے مقرر فرمایا اسے کوئی نہیں بدل سکتا اور نہ اس کی حالت میں تغیر کرسکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ قطعہ اراضی کو اس کی فتح سے پہلے چراگاہ کے لئے منتخب فرماتے تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کا خاص مالک بنایا تھا۔ آپ اس میں جس طرح چاہیں تصرف فرمائیں اور آپ نے بیت المقدس کے ایک گاؤں کو اس کی فتح سے پہلے تمیم داری اور اس کی اولاد کو بطور جاگیر عطا فرمایا تھا اور وہ جاگیر آج تک ان کی اولاد کے قبضہ میں ہے۔ بعض حاکموں نے ان کو پریشان کرنے کا ارادہ کیا تو امام غزالی نے ان کے کفر کا فتویٰ دیا۔ امام غزالی نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے جنت کی زمین جاگیر میں عطا فرماتے تھے۔ یہ تو دنیا کی زمین ہے۔ یہ تو زیادہ اولیٰ ہے کہ کسی کو جاگیر اور اجارہ میں دی جائے۔

چند دیگر امور مباح جو ذات والا ﷺ کے ساتھ مختص ہیں:

رسول اللہ ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ مکہ مکرمہ میں قتال کرنا اور وہاں قتل کرنا اور بغیر احرام کے داخل ہونا اور بعد امان کے قتل کرنا آپ کے لئے مباح کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ (البلد) مجھے قسم ہے اس شہر کی کیونکہ اس شہر میں آپ جلوہ افروز ہیں۔

شیخین نے انس سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ فتح کے سال مکہ مکرمہ میں اس شان سے داخل ہوئے کہ آپ کے سر مبارک پر خود تھا۔ جب آپ نے خود اتارا تو ایک شخص نے آکر بتایا ابن خطل کعبہ کے پردوں سے لپٹا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا اسے قتل کرو۔

شیخین نے ابو شریح عدوی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فتح مکہ کے دن فرمایا اللہ تعالیٰ نے مکہ کو حرم بنایا ہے لوگوں نے اسے حرم نہیں بنایا لہٰذا کسی آدمی کے لئے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے حلال نہیں ہے کہ وہ مکہ میں خونریزی کرے اور نہ اسے یہ حلال ہے کہ مکہ کا کوئی درخت کاٹے۔ اب اگر کوئی رسول اللہ ﷺ کے قتال سے اجازت چاہے تو کہہ دو کہ اللہ نے اپنے رسول ﷺ کے لئے اجازت دی اور تمہارے لئے اس نے اجازت نہیں دی ہے۔

مسلم نے جابر بن عبداللہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن اس شان سے داخل ہوئے کہ بغیر احرام کے آپ کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا۔ ابن القاص نے کہا کہ آپ کے لئے امان دینے کے بعد قتل کرنا جائز تھا۔ امام رافعی نے فرمایا کہ ابن القاص نے اپنے اس قول میں خطا کی ہے کیونکہ علماء نے فرمایا جس ذات مقدس پر آنکھ کے اشارے کو حرام کیا ہو اس کے لئے یہ کیسے جائز ہوسکتا ہے کہ وہ امن دینے کے بعد قتل کرے۔

آپ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ اپنے علم کے ذریعہ فیصلہ فرمائیں:

آپ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اپنے علم کے ذریعہ فیصلہ دیں اور اپنے لئے اور اپنی اولاد کے لئے حکم فرمائیں اور اس کی شہادت قبول فرمائیں جو آپ کے لئے اور آپ کی اولاد کے لئے شہادت دے اور آپ اپنے لئے اور اپنی اولاد کے لئے خود شہادت دیں۔ آپ ہدیہ کو قبول فرمائیں۔ بخلاف آپ کے سوا دیگر حکام کے کہ ان کے لئے ہدیہ جائز نہیں۔

بیہقی قضائے بالعلم کے باب میں ہند زوجہ ابوسفیان کی حدیث لائے کہ حضور ﷺ نے ہند سے فرمایا کہ تم اپنے شوہر کے مال میں سے اس قدر مال لے سکتی ہو جو اپنے لئے اور اپنے بچوں کے لئے کفایت کر سکے اور وہ معروف کے ساتھ ہو اور بیہقی حضور ﷺ کے اپنے نفس کے حکم کے باب میں اور وہ شہادت قبول کرنے کے باب میں جس نے آپ کے حق میں گواہی دی حضرت خزیمہ کی شہادت کی حدیث لائے ہیں جو آگے آ رہی ہے۔ بیہقی نے فرمایا جب کہ یہ جائز رہا تو یہ بھی جائز ہے کہ آپ اپنی اولاد کے لئے بھی حکم فرمائیں اور قبول ھدیہ کی حدیث پہلے گزر چکی ہے۔

آپ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ غضب کی حالت میں آپ کے لئے حکم فرمانا اور فتویٰ دینا مکروہ نہ تھا۔ اس لئے کہ آپ پر غضب کی حالت میں وہ خوف نہیں تھا جو ہم پر خوف ہوتا ہے۔ نووی نے شرح مسلم میں لقطہ کی حدیث بیان کرتے وقت اس کا ذکر کیا کہ آپ نے اس بارے میں فتویٰ دیا۔ درآں حالیکہ آپ اتنے غضب میں تھے کہ آپ کے دونوں رخسار سرخ تھے۔

آپ کے خصائص میں یہ ہے کہ روزے کی حالت میں قوت شہوت کے باوجود بوسہ لینا جائز تھا۔ درآں حالیکہ یہ بات آپ کے سوا پر حرام ہے۔

شیخین نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ روزے کی حالت میں بوسے لیا کرتے تھے۔ تم لوگوں میں کون شخص اپنی حاجت کا مالک ہوسکتا ہے جیسے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی حاجت کے مالک تھے۔

مسلم و ابن ماجہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ روزے کی حالت میں مباشرت یعنی بوس و کنار کرتے تھے اور آپ اپنی حاجت کے تم سے زیادہ مالک تھے۔

بیہقی نے سنن میں حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ روزے کی حالت میں بوسہ لیا کرتے اور ان کی زبان چوسا کرتے تھے۔

آپ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ کے لئے احرام کے بعد ہمیشہ خوشبو میں رہنا جائز تھا۔ یہ مالکیوں کے مذورات میں

ہے۔

شیخین نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ گویا کہ میں نبی کریم ﷺ کے جوڑوں میں احرام کی حالت میں تراوت دیکھتی تھی۔ مالکیہ نے کہا کہ احرام کے بعد خوشبو کی مداومت آپ کے خصائص میں سے ہے کیونکہ یہ دواعی نکاح میں سے ہے اس لئے لوگوں کو اس سے منع کیا گیا ہے۔ چونکہ حضور ﷺ اپنی حاجت کے لوگوں سے زیادہ مالک تھے اس لئے آپ ایسا کرتے تھے اور اس لئے بھی کہ آپ کو خوشبو محبوب کی گئی ہے تو آپ کو خوشبو کی اجازت دی گئی اور اس لئے بھی کہ وحی لانے کی وجہ سے فرشتوں سے آپ کی صحبت رہتی تھی۔

حالت جنابت میں مسجد میں قیام آپ کے لئے جائز تھا

آپ کے خصائص میں سے ہے کہ جنابت کی حالت میں مسجد میں ٹھہرنا آپ کے لئے جائز تھا۔ اور سید ھے لیٹ کر سونے کے جب آپ کا وضو نہ ٹوٹتا تھا اور شرمگاہ کے چھونے سے دو وجہوں میں سے ایک وجہ میں وضو نہیں ٹوٹتا تھا اور یہ مذہب کے نزدیک اصح ہے۔

ترمذی وبیہقی نے ابوسعید سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے علی مرتضیٰ سے فرمایا میرے اور تمہارے سوا کسی کے لئے یہ حلال نہیں ہے کہ اس مسجد میں جنابت کی حالت میں ٹھہرے۔

بزار نے سعد سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے علی مرتضیٰ سے فرمایا کہ میرے سوا اور تمہارے سوا کسی کے لئے یہ حلال نہیں ہے کہ وہ اس مسجد میں جنبی ہو۔

ابویعلیٰ نے حضرت عمر بن الخطاب سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت علی مرتضیٰ کو تین خوبیاں ایسی دی گئی ہیں کہ اگر ان میں سے کوئی ایک بھی مجھے حاصل ہوتی تو میرے نزدیک وہ عرب کے سارے اونٹ مجھے دیئے جانے سے زیادہ محبوب ہوتی۔ (۱) حضرت علی مرتضیٰ کا حضرت سیدہ فاطمہ سے شادی کر لینا (۲) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسجد میں ان کا اس حال میں رہنا کہ ان کے لئے وہ چیز حلال ہوئی جو میرے لئے مسجد میں حلال نہ ہوئی (۳) خیبر کے دن علم دیا جانا۔

بیہقی نے ام سلمہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنبی کا حالت حائض میں اس مسجد میں آنا حلال نہیں ہے بجز رسول اللہ ﷺ اور علی مرتضیٰ سیدہ فاطمہ الزہرہ اور حسن وحسین رضی اللہ عنہم کے۔

زبیر بن بکار نے اخبار مدینہ میں ابوحازم اشجعی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ وہ پاکیزہ مسجد بنائیں جس میں وہ اور ہارون علیہما السلام کے سوا کوئی نہ رہے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا کہ پاکیزہ مسجد بناؤں جس میں میرے اور علی مرتضیٰ اور ان کے دونوں فرزند کے سوا کوئی نہ ٹھہرے۔

ابن عساکر نے جابر بن عبداللہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے علی مرتضیٰ سے فرمایا مسجد میں تمہارے لئے وہ چیز حلال ہے جو میرے لئے حلال ہے۔

ابن عساکر نے حضرت اُم سلمہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں مسجد کو نہ جنبی کے لئے حلال قرار دیتا ہوں اور نہ حائض کو۔ بجز محمد ﷺ اور میری ازواج اور علی و فاطمہ رضی اللہ عنہم کے۔

بیہقی نے سنن میں حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں مسجد کو نہ حائض کے لئے حلال قرار دیتا ہوں اور نہ جنبی کے لئے۔ البتہ محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ کے لئے حلال ہے۔

شیخین نے ابن عباس سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے رات میں وضو فرمایا اور نماز پڑھی۔ اس کے بعد آپ سو گئے یہاں تک کہ میں نے خرخراہٹ کی آواز سنی اس کے بعد موذن آیا اور آپ اٹھ کر نماز کے لئے تشریف لے گئے اور وضو نہیں کیا۔

بزار نے ابن مسعود سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ سجدے کی حالت میں سو جایا کرتے تھے۔ اس کے بعد کھڑے ہو کر اپنی نماز تمام فرمایا کرتے تھے۔

ابن ماجہ و ابویعلی نے ابن مسعود سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سیدھے لیٹ کر سو جایا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ سانس کی آواز آنے لگتی پھر آپ اٹھ کر نماز پڑھتے اور وضو نہیں کرتے تھے۔ اس کی علت یہ ہے کہ آپ کی آنکھیں سوتیں اور آپ کا دل بیدار رہتا تھا۔

شیخین نے ابوہریرہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا کی "اے خدا میں تجھ سے ایک عہد لیتا ہوں کہ مجھ سے اپنے عہد کے خلاف معاملہ نہ کرنا" بلاشبہ میں ایک بشر ہی ہوں تو جس مسلمان کو میں ایذا پہنچاؤں یا اسے برا کہوں یا اس پر لعنت کروں یا اسے کوڑے ماروں تو میرے اس عمل کو اس کے حق میں تزکیہ رحمت اور قربت کا ذریعہ بنا دینا اور اس کے سبب روز قیامت اپنی طرف اسے تقرب بنا۔

امام احمد نے بسند صحیح حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حفصہ کے پاس ایک شخص کو بھیجا اور فرمایا اس آدمی کی حفاظت کرنا مگر وہ غافل ہو گئیں اور وہ آدمی بھاگ گیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تمہارے ہاتھ قطع کرے۔ یہ سن کر انہوں نے فریاد کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں نے اپنے رب تبارک وتعالیٰ سے سوال کیا ہے کہ اپنی امت کے جس انسان پر اللہ تعالیٰ سے بددعا کروں تو تو اس کے حق میں اس بددعا کو مغفرت قرار دینا۔

طبرانی نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا اے خدا جاہلیت کے زمانے میں جس شخص پر میں نے لعنت کی ہو اور وہ دائرہ اسلام میں داخل ہو جائے لہٰذا تو اس کو اس کے حق میں اپنے حضور قربت قرار دینا۔

مسلمانوں پر لازم ہے کہ رسول ﷺ کے ناموس پر اپنی جان قربان کردے

آپ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ جس شخص سے چاہیں بقوت اس کا کھانا اس کا پینا لے لیں اور مالک پر دے دینا واجب ہے۔ اگرچہ وہ محتاج ہو اور اس پر لازم ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ناموس پر اپنی جان قربان کردے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ (الاحزاب: ۶) نبی کریم ﷺ مومنوں کے ان کی جان سے بھی زیادہ مالک ہیں

علماء اعلام نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی ظالم آپ کی طرف قصد کرے تو ہر اس شخص پر واجب ہے جو اس وقت حاضر ہے اپنی جان و رسول اللہ ﷺ کی حفاظت میں قربان کر دے۔ جس طرح کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے احد میں اپنی جان سے حضور ﷺ کی حفاظت فرمائی اور اگر حضور ﷺ کسی عورت کو اپنے نکاح میں لانا چاہیں تو اس پر واجب ہے کہ قبول کرے اگر وہ بے شوہر ہو اور آپ کے سوا پر حرام ہے اس عورت سے نکاح کا پیام دے اور اگر وہ عورت شوہر والی ہے تو اس کے شوہر پر واجب ہے کہ اسے طلاق دے دے تا کہ حضور ﷺ اس سے نکاح کر لیں۔ جیسا کہ پہلے اس آیت کے تحت گزر چکا ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ۔ (انفال ۲۴) الآیۃ" اسی آیت کے ساتھ ماوردی نے ایسا ہی استدلال کیا ہے اور امام غزالی نے حضرت زید کے قصہ میں طلاق دینے کے واجب ہونے کے سبب یہی استدلال کیا ہے۔ امام غزالی نے فرمایا کہ ممکن ہے اس قصے میں یہ حکمت ہے کہ شوہر کی جانب سے اپنی بیوی کو چھوڑنے کی تکلیف کے ذریعہ ان کے ایمان کا امتحان مقصود ہو' کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے بیوی اس کے بچوں اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوں اور رسول اللہ ﷺ کی جانب سے بشری آزمائشوں کے ذریعہ اور گوشہ چشم سے اشارے سے منع کرنے کے ذریعہ اور ضمیر کی ان باتوں کے ذریعہ جو مخالف اظہار ہیں آپ کی آزمائش ہے۔

چار عورتوں سے زیادہ بیک وقت اپنے نکاح میں رکھنا آپ کے خصائص میں سے ہے

آپ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ چار عورتوں سے زیادہ نکاح میں رکھنا آپ کے لئے مباح تھا اس پر سب کا اجماع ہے۔ ابن سعد نے محمد بن کعب قرظی سے آیت کریمہ "مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ" (احزاب ۳۸) کے تحت روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ اس آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ آپ جتنی عورتوں سے چاہیں نکاح کریں یہ فریضہ ہے اور جتنے انبیاء گزرے ہیں یہ ان سب کی سنت ہے چونکہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی ایک ہزار بیبیاں تھیں اور حضرت داؤد علیہ السلام کی ایک سو بیبیاں تھیں۔

بیہقی نے سنن میں آیہ کریمہ "یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ (تا) خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ" کے تحت فرمایا باوجودیکہ حضور اکرم ﷺ کی متعدد ازواج تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے ایسی عورتوں سے نکاح کرنا حلال فرمایا جن کے شوہر نہیں ہیں۔ جس دن اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے نکاح حلال کیا اس دن آپ کے چچا کی بیٹیاں' پھوپھیوں کی بیٹیاں اور ماموں کی بیٹیاں اور خالاؤں کی بیٹیاں موجود تھیں۔

علماء نے فرمایا ہے کہ آزاد کو غلام پر اس بناء پر فضیلت دی گئی کہ غلام کے لئے جتنی عورتیں رکھنا مباح ہے اس سے زائد آزاد عورتوں کو نکاح میں لاسکتا ہے تو نبی کریم ﷺ کے لئے واجب ہونا چاہئے کہ آپ کی تمام امت زیادہ سے زیادہ جو کہ چار ہیں ازواج رکھنے کی فضیلت رکھتی ہے۔ امت کے کثرت مباح چاہنے کے سبب آپ کے لئے اس سے اکثر بیبیاں مباح ہونی چاہئیں۔

قرطبی نے اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ننانوے ازواج حلال کیں اور انہوں نے اس ضمن میں بہ کثرت فوائد بیان کئے ہیں۔ ان فوائد میں سے ایک یہ ہے کہ یہ محاسن باطنی کی نقل ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محاسن ظاہرو باطن میں مکمل تھے اور دوسرا فائدہ یہ ہے کہ یہ اس شریعت کی نقل ہے جس پر لوگوں کو اطلاع نہ تھی۔ تیسرا فائدہ یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ قبائل کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سسرال بننے کا شرف عطا فرمادیں۔ چوتھا فائدہ یہ ہے کہ آپ کو اپنے اعداء کی طرف سے جو اذیت و تکلیف پہنچے ازواج کی کثرت کے سبب شرح صدر رہے اور پانچواں فائدہ یہ ہے کہ باررسالت کے تحمل کے باوجود کثرت ازواج پر قائم رہنے میں جو تکلیف کی زیادتی ہے وہ آپ کی ریاضت و مشقت کے لئے اعظم ہے اور اس کا اجر بھی زیادہ ہے۔ چھٹا فائدہ یہ ہے کہ آپ کے حق میں نکاح کرنا عبادت ہے۔

علماء اعلام نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے ایسے وقت میں نکاح فرمایا جس وقت ان کے باپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن تھے اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے ایسے وقت میں نکاح کیا جبکہ ان کا باپ اور ان کا چچا اور ان کا شوہر قتل ہو چکا تھا۔ اب اگر یہ ازواج آپ کے اس باطنی احوال سے مطلع نہ ہوتیں کہ آپ اکمل الخلق ہیں تو یقیناً طبائع بشریہ اس کی مقتضی ہوتیں کہ وہ عورتیں اپنے ماں باپ اور اپنے خاندان کی طرف مائل ہو جاتیں اور آپ کے حبالہ عقد میں کثرت کے ساتھ وہی ازواج تھیں جو آپ کے معجزات اور آپ کے باطنی کمالات کے اظہار و بیان کے لئے تھیں جس طرح کہ ظاہری معجزات و کمالات کو مردوں نے جانا پہچانا تھا۔

بغیر ولی اور گواہ کے آپ کے لئے نکاح مباح تھا

بیہقی نے سنن میں ابوسعید سے روایت کی انہوں نے کہا کہ بغیر ولی کے نکاح نہیں اور بغیر گواہ و مہر کے نکاح نہیں۔ لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح کے لئے ان میں سے کوئی شرط نہیں تھی۔ اور بیہقی اس حدیث کو بھی لائے ہیں جسے مسلم نے انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت حضرت صفیہ کو اپنایا تو لوگوں نے کہا ہم نہیں جانتے کہ آپ نے ان سے نکاح فرمایا یا انہیں ام ولد بنایا ہے اور لوگوں نے کہا اگر آپ ان کا پردہ کرائیں گے تو وہ آپ کی زوجہ ہوں گی اور اگر ان کا پردہ نہ کرایا تو وہ ام ولد ہوں گی۔ چنانچہ جب آپ نے انہیں سوار کرنے کا ارادہ فرمایا تو ان کا پردہ کرایا گیا۔ اس سے لوگوں نے جانا کہ آپ نے ان سے نکاح فرمایا ہے۔ اس حدیث سے دلالت کی وجہ ظاہر ہے جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔

علماء اعلام نے فرمایا امت کے نکاح میں ولی کا اعتبار اسی مقصد سے ہے۔ کفارت یعنی ہم نسبی کی محافظت کی جائے مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اکفاء سے بالاتر ہیں اور امت کے نکاح میں گواہوں کا اعتبار اس لئے ہے کہ نکاح سے انکار نہ کیا جا سکے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان یہ ہے کہ آپ نکاح سے انکار نہ کریں گے۔ اور اگر عورت نکاح سے انکار کرے گی تو اس کی بات آپ کے خلاف اثر انداز ہو ہی نہیں۔ عراقی نے شرح مہذب میں فرمایا ایسی منکرہ عورت آپ کی تکذیب کی بناء پر کافرہ ہو جائے گی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی عورت سے نکاح فرمانا اپنی ذات کی جانب سے تھا۔ اور آپ طرفین کی جانب سے بغیر عورت کے اذن اور اس کے ولی کے اذن کے والی تھے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ۔'' (الاحزاب ۶)

آپ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ کے لئے عورت اللہ تعالیٰ کے حلال قرار دینے کی وجہ سے حلال تھی۔ آپ بغیر عقد کے اسے نواز سکتے تھے۔ بیہقی نے فرمایا جب کہ یہ بات آپ کے لئے جائز ہے تو یہ بات بھی آپ کے لئے جائز ہوگی کہ بغیر عورت سے مشورہ لئے اس کا عقد کر دیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا-الآیہ- (الاحزاب ۳۷)

بخاری نے انس سے روایت کی انہوں نے کہا کہ حضرت زینب بنت جحش رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات پر تفاخر کرتی تھیں۔ کہتی تھیں کہ تم سب کو تو تمہارے گھر والوں نے بیاہا ہے۔ لیکن مجھے اللہ تعالیٰ نے ساتوں آسمان کے اوپر بیاہا ہے۔

مسلم نے حضرت انس سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ جب حضرت زینب کی عدۃ ختم ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ نے زید سے فرمایا جاؤ اور زینب کو میری طرف سے پیام دو تو وہ گئے اور ان کو پیام پہنچا دیا پس انہوں نے کہا کہ میں کچھ نہیں کروں گی جب تک کہ میں اپنے رب سے مشورہ نہ کروں پھر وہ جائے نماز پر نماز پڑھنے کھڑی ہوگئیں اور آیات قرآنیہ نازل ہوئی۔ اور رسول اللہ ﷺ تشریف لائے یہاں تک کہ بغیر اذن کے ان کو سرفرازی بخشی۔

بیہقی نے علی بن حسین سے ارشاد باری تعالیٰ "وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ" کی تفسیر میں روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو علم دے دیا تھا کہ حضرت زینب آپ کے حبالہ عقد میں آئیں گی۔ قبل اس کے کہ آپ ان سے تزوج فرمائیں۔ چنانچہ جب آپ کے پاس حضرت زید ان کی شکایت لے کر آئے تو حضور نے فرمایا "اِتَّقِ اللّٰهَ وَاَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ" اللہ سے ڈرو اور اپنی بیوی کو اپنے پاس روکے رکھو۔ اس پر زید نے عرض کیا "قَدْ اَخْبَرْتُكَ اِنِّيْ مُزَوِّجُكَهَا وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ۔"

حضرت زینب بنت جحش (رضی اللہ عنہا) کا شرف

ابن سعد اور ابن عساکر نے ام سلمہ سے انہوں نے زینب سے روایت کی انہوں نے کہا کہ خدا کی قسم میں رسول اللہ ﷺ کی ازواج میں کسی کے مانند نہیں ہوں۔ ان سب سے مردوں کے ساتھ نکاح کیا ہے اور ان کا نکاح ان کے ولیوں نے کیا ہے لیکن میرا نکاح اللہ اور اس کے رسول نے کیا ہے اور قرآن میں نازل کیا ہے جسے تمام مسلمان پڑھیں گے نہ اسے کوئی بدل سکتا ہے اور نہ پھیر سکتا ہے۔

ابن سعد و ابن عساکر نے حضرت عائشہ سے روایت کی انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ زینب بنت جحش پر رحم فرمائے۔ انہوں نے اس دنیا میں وہ شرف پایا ہے کہ ایسا شرف کسی نے نہیں پایا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا نکاح دنیا میں اپنے نبی سے فرمایا اور ان کے ساتھ قرآن گویا ہوا اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج سے اس وقت فرمایا جب کہ ہم سب آپ کے گرد جمع تھے۔ "تم میں سے وہ عورت سب سے پہلے مجھ سے ملنے والی ہے جس کے ہاتھ دراز ہیں۔" تو آپ نے ان کو جلد تر ملنے کی بشارت کے ساتھ نوازا اور وہ جنت میں آپ کی زوجیت میں ہیں۔

ابن جریر نے شعبی سے روایت کی انہوں نے کہا کہ حضرت زینب نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کرتی تھیں کہ مجھے آپ کے ساتھ تین وجوں پر ناز ہے اور تینوں باتیں آپ کی ازواج میں سے کسی کو حاصل نہیں ہے۔ ایک یہ کہ میرا جد اور آپ کا جد ایک ہے

دوسرے یہ کہ میرا نکاح اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ آسمان میں کیا۔ تیسرے یہ کہ سفیر جبریل علیہ السلام بنے۔

ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے اپنا نفس حضور ﷺ کیلئے ہبہ فرمادیا تھا

آپ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کا نکاح لفظ ہبہ اور بغیر مہر کے ابتداء اور انتہاءً ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا" وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ " (احزاب ۵۰) الایہ۔ اور ایمان والی عورت! اگر وہ اپنی جان نبی کی نذر کرے۔ اگر نبی اسے نکاح میں لانا چاہے۔ یہ خاص آپ کے لئے ہے۔ امت کے لئے نہیں۔

ابن سعد نے عکرمہ سے روایت کی حضرت میمونہ الحارث نے اپنے نفس کو نبی کریم ﷺ کو ہبہ کیا تھا۔

ابن سعد نے محمد بن ابراہیم تیمی سے روایت کی کہ ام شریک نے اپنا نفس نبی کریم ﷺ کو ہبہ کیا مگر حضور نے ان کو قبول نہ فرمایا اور ام شریک نے کسی سے نکاح بھی نہ کیا۔ یہاں تک کہ وہ فوت ہو گئیں۔

ابن سعد و بیہقی نے سنن میں شعبی سے ارشاد باری تعالیٰ" تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ " کے تحت روایت کی انہوں نے کہا ان سے وہ عورتیں مراد ہیں جنہوں نے اپنا نفس نبی کریم ﷺ کو ہبہ کیا اور آپ نے بعض عورتوں کو سرفراز فرمایا اور بعض کو امید میں رکھا اور جنہوں نے آپ کے بعد نکاح نہ کیا ان میں سے ام شریک بھی ہیں۔

سعید بن منصور اور بیہقی نے سنن میں ابن المسیب سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی کے لئے ہبہ کرنا حلال نہیں ہے اور یہ کہ کیا آپ کی طرف سے بھی لفظ ہبہ کو قبول کرنا کافی ہے جیسا کہ عورت کی طرف سے لفظ ہبہ کہنا کافی ہوتا ہے یا آپ کی طرف سے لفظ نکاح شرط ہوتا ہے اس میں دو وجہیں ہیں۔ اصح وجہ دوسری ہے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ظاہر ہے کہ" اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا " لہٰذا آپ کی جانب نکاح اعتبار کیا جائے گا۔

اس سلسلے کے دوسرے خصائص

آپ کے خصائص میں سے ہے کہ اپنی ازواج کے درمیان عدم قسمت مباح تھا۔ یہ بات دو وجہوں میں سے ایک وجہ میں ہے۔ اور یہی مختار ہے اور امام غزالی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْيْ اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ الآیۃ (الاحزاب:۵۱)

پیچھے ہٹاؤ ان میں سے جسے چاہو اور اپنے پاس جگہ دو جسے چاہو اور جسے تم نے کنارے کر دیا تھا اسے تمہارا جی چاہے تو اس میں بھی تم پر کچھ گناہ نہیں۔

ابن سعد نے محمد بن کعب قرظی سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنی ازواج کی تقسیم کے درمیان فراخی دی گئی تھی۔ ان کے درمیان جس طرح چاہیں تقسیم فرمائیں۔ یہ بات اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں ہے۔" ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ تَقَرَّ اَعْيُنُهُنَّ " اِذَا عَلِمْنَ اَنَّ ذٰلِكَ مِنَ اللّٰهِ ترجمہ اس (رخصت) سے پوری توقع ہے کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی چونکہ ازواج پاک کو معلوم

تھا کہ یہ حکم خداوندی ہے لہٰذا وہ اس حکم پر مطمئن تھیں۔ بعض علماء نے کہا کہ آپ وجوب قسمت میں لوازم رسالت سے بے توجہی ہے۔ حالانکہ یہ بات صحیح ہے کہ آپ ایک ساعت میں اپنی تمام ازواج پر دورہ فرماتے تھے اور یہ بات وجوب قسمت کے منافی ہے۔ اور ابن القشیری نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ آپ پر یہ واجب تھا پھر یہ حکم مذکورہ آیت سے منسوخ ہو گیا۔

اور آپ پر اپنی ازواج کے نفقہ کے وجوب میں بھی دو وجہیں ہیں۔ نووی نے وجوب کو صحیح کہا ہے۔ اس تقدیر پر نفقہ کا اندازہ نہیں کیا جائے گا۔ بخلاف آپ کے غیر کے۔ ان کے لئے اندازہ کیا جانا ضروری ہے۔

شیخین نے ابن عباس سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت میمونہ سے احرام کی حالت میں نکاح کیا اس میں ایک وجہ ہے جسے رافعی نے نقل کیا ہے کہ آپ کے لئے آپ کے غیر کی معتدہ عورت سے نکاح کرنا اور عورت اور اس کی بہن اور اس کی پھوپھی اور اس کی خالہ اور اس کی بیٹی کو اپنے نکاح میں جمع فرمانا بھی جائز تھا۔ لیکن اصح یہی ہے کہ ان تمام صورتوں میں منع ہے۔ اور اس کی شاہد وہ حدیث ہے جو صحیحین میں بنت ام سلمہ کے بارے میں ہے۔ اور آپ کا حضرت ام حبیبہ سے یہ فرمانا جب کہ انہوں نے اپنی بہن کو آپ پر پیش کیا تھا کہ یہ میرے لئے حلال نہیں ہے۔ اور تم میرے حضور اپنی بیٹیوں اور اپنی بہنوں کو پیش کرو۔

یہ بات صحیح ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے چھ یا سات سال کی عمر کی حضرت عائشہ سے نکاح فرمایا۔ ابن شبرمہ اس بات کی طرف گئے ہیں جسے ابن حزم نے نقل کیا ہے کہ یہ بات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خاص تھی۔ اور یہ بات باپ کے لئے جائز نہیں ہے۔ کہ اپنی بیٹی کا نکاح بالغ ہونے سے پہلے کر دے۔ اس بات کو ابن الملقن "الخصائص" میں لائے ہیں اور انہوں نے کہا یہ غریب و نادر ہے۔ ابن شبرمہ کے سوا کسی اور نے کہا ہے ہمیں اس کا علم نہیں ہے اور جمہور علماء نے کہا ہے کہ باپ کی ولایت سے نابالغہ کا نکاح ہر ایک کے لئے جائز ہے اور یہ بات حضور کے خصائص میں سے نہیں ہے بلکہ ابن المنذر نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔

آپ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ اپنی باندی کو آزاد کر کے اس کی آزادی کو اس کا مہر قرار دیں۔

شیخین نے انس سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے صفیہ کو آزاد کیا۔ اور اس کی آزادی کو اس کا مہر قرار دیا۔

بیہقی نے سنن میں انس سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت صفیہ کو آزاد کیا اور ان سے نکاح کیا۔ کسی نے آپ سے دریافت کیا کہ ان کا مہر کیا ہے؟ فرمایا ان کی جان ان کا مہر ہے۔ ابن حبان نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا عمل تو کیا ہے لیکن اس پر دلیل قائم نہیں فرمائی کہ یہ فعل آپ کے ساتھ خاص تھا اور آپ کی امت کے لئے جائز نہیں۔ لہٰذا امت کے لئے بھی ایسا کرنا مباح ہے۔ کیونکہ اس میں آپ کے تخصیص کے وجود پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ علامہ سیوطی نے فرمایا کہ ابن حبان کا قول میرے نزدیک مختار ہے۔ یہی مذہب امام احمد و اسحاق رحمہما اللہ کا ہے۔

آپ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اجنبی عورتوں کی طرف آپ کا دیکھنا اور تنہائی میں ان کے ساتھ تشریف رکھنا مباح تھا۔

بخاری نے خالد بن ذکوان سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ربیع بنت معوذ بن عفراء نے کہا کہ نبی کریم ﷺ میرے پاس میرے گھر اس حال میں تشریف لائے اس وقت میری شادی ہو چکی تھی اور آپ میرے بستر پر اس طرح تشریف فرما ہوئے جس طرح تم بیٹھے ہوئے ہیں۔ کرمانی نے کہا اس حدیث میں جو مفہوم ہے وہ اس پر محمول ہے کہ یہ واقعہ پردے کی آیت کے نزول سے

پہلے کا ہے یا یہ بات ہے کہ کسی ضرورت سے دیکھنا جائز ہو۔ یا یہ کہ فتنہ کا خوف نہ ہو تو دیکھنا جائز ہو۔ واللہ اعلم۔ ابن حجر نے فرمایا دلائل قویہ سے ہمیں جو بات واضح ہوئی ہے یہ ہے کہ اجنبی عورت کے ساتھ خلوت اور اس کی طرف نظر کرنے کا جواز نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے ہے۔ اور وہ جواب صحیح ہے جو ام حرام کے قصے میں مذکور ہے کہ حضور ﷺ حرام بنت ملحان کے گھر تشریف لے گئے۔ اور ان کے نزدیک خواب استراحت فرمائی اور وہ آپ کے سر مبارک کو آراستہ کرتی تھیں باوجودیکہ آپ دونوں کے درمیان نہ محرمیت تھی اور نہ زوجیت۔ ابن الملقن کے ''الخصائص'' میں مذکور ہے اور انہوں نے ام حرام کی حدیث بیان کی ہے۔ جن علماء نے علم انساب کا احاطہ کیا ہے وہ جانتے ہیں کہ دونوں کے درمیان محرمیت نہ تھی۔ اسے حافظ شرف الدین نے بیان کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ بات ام حرام اور ان کی بہن ام سلیم کے ساتھ خاص تھی۔ ابن الملقن نے کہا حقیقت یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ معصوم ہیں اس بنا پر کہا جائے گا کہ اجنبیہ کے ساتھ خلوت کرنا حضور کے خصائص میں سے تھا۔ اور بعض مشائخ شافعیہ نے بھی اس کا ادعا کیا ہے انتہی۔

آپ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ عورتوں میں سے جس کو چاہیں جس کے ساتھ چاہیں۔ اس کی رضامندی سے اور ان کے والدین کی رضا حاصل کئے بغیر خود بہ جبر نکاح کر دیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ۔ (الاحزاب۔۳۶) الآیہ'' اور کسی مومن مرد اور کسی مومنہ عورت کے لئے سزاوار نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی امر کا فیصلہ فرما دیں تو انہیں اپنے امر میں کچھ اختیار ہو۔

اور بیہقی اپنی سنن میں اس بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ''اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ'' نقل کر کے اور اس روایت کو بیان کیا ہے جسے بخاری نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مومن نہیں ہے جب تک میں اس کے نزدیک دنیا اور آخرت میں احق نہ ہوں۔ اور وہ روایت نقل کی ہے جسے شیخین نے سہل بن سعد سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس عورت آئی اور اس نے اپنا نفس آپ پر پیش کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا مجھے عورتوں کی حاجت نہیں ہے۔ اس پر ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ! اس عورت کو میرے ساتھ بیاہ دیجئے۔ آپ نے فرمایا جتنا قرآن تیرے پاس ہے اس کے عوض میں نے اس عورت کا عقد تیرے ساتھ کر دیا۔

ابن جریر نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے جب زینب بنت جحش کو زید بن حارثہ کے ساتھ عقد کا پیام دیا تو زینب نے عرض کیا میں ان کے ساتھ نکاح نہیں کروں گی۔ ابھی حضور ﷺ اور ان کے درمیان گفتگو ہو رہی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ پر یہ آیت نازل فرمائی کہ ''وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ الآیہ۔ حضرت زینب نے عرض کیا یا رسول ﷺ! کیا آپ میرے لئے اس عقد پر راضی ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ زینب نے عرض کیا اس صورت میں میں اللہ کے رسول ﷺ کی نافرمانی نہیں کروں گی۔

ابن سعد نے محمد بن کعب قرظی سے روایت کی کہ عبداللہ ذوالبجادین نے ایک عورت کو اپنا پیام نکاح دیا مگر اس عورت نے ان سے نکاح کرنا قبول نہ کیا پھر حضرت ابوبکر و عمر نے اس عورت سے پوچھا تو اس نے انکار کیا۔ یہ خبر نبی کریم ﷺ کو پہنچی تو آپ نے فرمایا اے عبداللہ! کیا وہ خبر صحیح ہے جو مجھے پہنچی ہے کہ تم فلاں عورت کا ذکر کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا صحیح ہے۔ حضور ﷺ نے

فرمایا میں نے اس عورت کا نکاح تمہارے ساتھ کردیا پھر وہ عورت ان کے گھر پہنچ گئی۔

مذکورہ صورت میں آپ کو حق حاصل ہے کہ اپنی بیٹیوں کے سوا دیگر چھوٹی لڑکیوں کا نکاح فرمادیں۔ چنانچہ بیہقی نے سنن میں ابن عباس سے روایت کی کہ عمارہ بنت حمزہ بن عبدالمطلب مکہ مکرمہ میں تھیں جب نبی کریم ﷺ عمرۃ القضاء میں تشریف لے گئے تو حضرت علی مرتضیٰ ان کو لے کر آئے اور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا آپ ان سے نکاح فرمالیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ میرے دودھ شریک بھائی کی بیٹی ہے اور رسول اللہ ﷺ نے ان کا نکاح سلمہ بن ابی سلمہ سے کردیا۔ بیہقی نے فرمایا کہ نکاح کے باب میں نبی کریم ﷺ کو صغیرہ اور غیر صغیرہ کے نکاح کرنے میں وہ حق حاصل ہے جو آپ کے سوا کسی کو حاصل نہیں اور اسی بنا پر عمارہ کے نکاح کرنے میں آپ ولی ہوئے اور ان کے چچا حضرت عباس ولی نہ ہوئے۔

بیہقی نے سنن میں سلمہ بن ابو سلمہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے ام سلمہ کو پیام نکاح دیا اور انہوں نے کہا میرا کوئی ولی موجود نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا اپنے بیٹے کو حکم دو کہ وہ تمہارا نکاح کردے تو ان کے بیٹے نے ان کا نکاح کردیا۔ حالانکہ وہ اس وقت چھوٹے تھے بالغ نہ ہوئے تھے۔ بیہقی نے کہا نکاح کے باب میں نبی کریم ﷺ کو وہ حق حاصل تھا جو آپ کے علاوہ کسی دوسرے کو حاصل نہیں ہے۔

آپ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی طلاق کا انحصار تین میں نہیں ہے یہ دو وجہوں میں سے ایک پر ہے۔ جس طرح کہ آپ کی ازواج کی گنتی کا انحصار نہیں اور بر وجہ حصر اگر آپ ایک طلاق دیں تو وہ تین واقع ہوں گی تو کیا وہ مطلقہ عورت دوسرے شوہر سے خلوت صحیحہ کرنے کے بعد حلال ہوگی؟ اس میں دو وجہیں ہیں۔ ایک وجہ میں تو حلال ہو جائے گی اس سبب سے کہ آپ غیر پر آپ کی ازواج ہونے میں آپ خاص ہیں۔ دوسری وجہ میں یہ ہے کہ مطلقہ عورت کبھی آپ کے لئے حلال نہ ہوگی۔

آپ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ نے اپنی باندی ماریہ قبطیہ کو حرام کردیا مگر وہ آپ پر حرام نہ ہوئی اور نہ آپ پر کفارہ لازم ہوا۔ یہ اس صورت میں ہے جو مقاتل نے کہا ہے علت یہ ہے کہ آپ مغفور ہیں اور آپ کے سوا آپ کی امت میں سے کوئی جب اپنی باندی کو اپنے پر حرام کرلے تو اس پر کفارہ لازم ہے۔

حضور ﷺ کا اپنی امت کی طرف سے قربانی فرمانا آپ کے خصائص میں سے ہے

آپ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ نے اپنی امت کی طرف سے قربانی فرمائی اور کسی کے لئے دوسرے کی طرف سے بغیر اس کی اجازت کے قربانی کرنا جائز نہیں ہے۔

حاکم نے ابوسعید خدری سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے سینگوں والا دنبہ عیدگاہ میں ذبح کرکے دعا کی کہ اے خدا! یہ میری طرف سے قربانی ان کے لئے ہے جو میری امت میں سے قربانی نہ کرسکیں۔

حاکم نے حضرت عائشہ صدیقہ سے اور ابوہریرہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے دو دنبے کی قربانی دی اور ایک کو ذبح کرکے دعا کی کہ اے خدا! یہ محمد ﷺ اور اس کی امت کے ان لوگوں کی طرف سے ہے جنہوں نے توحید اور میری تبلیغ کی گواہی

رکھی۔

حاکم نے صحیح بتا کر علی بن حسین سے روایت کی کہ ہر امت کے لئے قربانی دینے کو ہم نے لازم کیا ہے اور انہوں نے قربانی دی ہے اور اس کو ذبح کیا ہے۔ مجھ سے ابو رافع نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ جب قربانی دیا کرتے تو آپ دو سفید و سیاہ اور سینگوں والے دنبے خریدا کرتے تھے اور جب آپ خطبہ و نماز سے فارغ ہو جاتے تو ایک کو ذبح کر کے کہتے اے خدا! یہ قربانی میری امت کے ان لوگوں کی طرف سے ہے جنہوں نے تیری توحید اور میری تبلیغ کی گواہی دی۔ اس کے بعد دوسرا دنبہ لایا جاتا اور آپ ﷺ اسے ذبح کر کے دعا کرتے کہ اے خدا! یہ محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ کی قربانی ہے۔ اس کے بعد دونوں کو مساکین کو کھلاتے اور ان دونوں میں سے خود بھی اور آپ کے اہل خانہ بھی کھایا کرتے تھے پھر ہم برسوں مقیم رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے قرض اور مشقت کی کفایت فرمائی۔ اب بنی ہاشم کا کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو قربانی نہ دیتا ہو۔

ابن القاص نے فرمایا کہ آپ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ نے طعام الفجاءۃ تناول فرمایا باوجودیکہ آپ اس سے منع فرماتے تھے مگر بیہقی نے اس کا انکار کیا ہے اور کہا کہ وہ امت کے لئے مباح ہے اور ممانعت ثابت نہیں ہے۔

ابن سبع نے آپ کے خصائص میں شمار کیا ہے کہ جو شخص آپ کو برا کہے یا آپ کو گالی دے آپ کو حق ہے کہ اسے قتل کر دیں اور یہ حکم قضاء لنفسہ کی طرف راجع ہے۔

قسم الکرامات

حضور ﷺ کا ترکہ ورثاء پر تقسیم نہیں ہوگا

شیخین نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہماری میراث کوئی نہ پائے گا۔ جو کچھ ہم چھوڑیں گے وہ صدقہ ہوگا۔ بلاشبہ آل محمد اس مال میں سے کھائیں گے۔ خدا کی قسم میں رسول اللہ ﷺ کے ترکہ میں سے ذرہ بھر تغیر نہیں کروں گا وہ اسی حال پر برقرار رہیں گے جس حال پر رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں تھے اور میں اس میں وہی عمل کروں گا جو رسول اللہ ﷺ اس کے ساتھ عمل فرماتے تھے۔

شیخین نے ابوہریرہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے ورثاء درہم و دینا کو باہم تقسیم نہ کریں جو کچھ میں چھوڑوں گا میرے بعد وہ میری ازواج کا نفقہ ہے اور عاملوں کی اجرت ہے کیونکہ وہ صدقہ ہے۔

طبرانی نے ابن عمر سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے علی مرتضیٰ سے فرمایا کیا تم راضی نہیں کہ تم میری طرف سے بمنزلہ ہارون کے موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے ہو بجز اسکے کہ نہ نبوت اور نہ وراثت ہے۔

فائدہ: قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے حسن بصری سے نقل کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ وہ خصائص ہیں۔ جن سے ہمارے نبی ﷺ مختص تھے۔ بخلاف تمام انبیاء علیہم السلام کے اور وہ وارث ہوئے تھے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُدَ" اور زکریا

علیہ السلام نے کہا "رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا يَّرِثُنِي وَيَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ" اس صورت میں آپ کی یہ خصوصیت ان خصائص میں شامل کی جائے گی جن کے سبب آپ تمام انبیاء سے ممتاز ہیں۔ ہاں ہم کہتے ہیں صحیح وصواب وہ ہے جس پر تمام علماء ہیں وہ یہ کہ یہ حکم تمام انبیاء کے لئے تھا اس وجہ سے کہ نسائی نے زبیر سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ "انا معاشر الانبیاء لا نورث" ہم گروہ انبیاء سے کوئی میراث نہیں پاتے اور نہ وہ دونوں آیتوں کا جواب یہ ہے کہ ان دونوں میں نبوت وعلم کی وراثت مراد ہے نہ کہ مال وجائداد کی۔ ابن ماجہ نے ابوالدرداء سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا علماء انبیاء کے وارث ہیں اس لئے کہ انبیاء کے درہم ودینار کی وراثت کوئی نہیں پاتا۔ وہ صرف علم کے ہی وارث ہوتے ہیں تو جس نے علم حاصل کیا اس نے بڑی دولت حاصل کر لی اور انہوں نے اس حکمت میں کہ انبیاء کا مال میراث میں تقسیم نہیں کیا جاتا کئی وجوہ بیان کی ہیں۔ ان وجوہ میں سے یہ ہے کہ انبیاء کے قرابت دار ان کی موت کی تمنا نہ کریں ورنہ وہ اس تمنا میں ہلاک ہو جائیں گے۔ ایک وجہ یہ ہے کہ مخلوق کے ساتھ کوئی یہ گمان نہ کرے کہ ان کو مال دنیا سے رغبت تھی اور وہ اپنے ورثاء کے لئے دنیا جمع کرتے تھے اور ایک وجہ یہ کہ تمام انبیاء زندہ ہیں اور زندہ کی میراث نہیں ہوتی۔ اسی بناء پر امام الحرمین اس طرف گئے ہیں کہ ان کا مال ان کی ملک پر باقی ہے ان کی طرف سے ان کے اہل پر خرچ کیا جائے گا جس طرح کہ حضور اکرم ﷺ اپنی حیات میں خرچ کرتے تھے کیونکہ آپ زندہ ہیں۔ اسی سبب سے حضرت صدیق اکبر آپ کی طرف سے آپ کے اہل اور آپ کے خدام پر خرچ کرتے تھے اور اس جگہ پر صرف کرتے تھے جہاں حضور ﷺ اپنی حیات میں صرف فرماتے تھے اور نووی وغیرہ نے اس کو ترجیح دی ہے کہ اس کی ملکیت آپ سے جاتی رہی اور وہ تمام مسلمانوں پر صدقہ ہے۔ اس کے ساتھ ورثاء کی تخصیص نہیں ہے۔ اس بات سے بعض علماء نے ایک اور خصوصیت اخذ کی ہے وہ یہ کہ آپ کے لئے اپنے تمام مال کو اپنی وفات کے بعد صدقہ کر دینے کو مباح کیا گیا۔ بخلاف آپ کی امت کے اور ان کو تہائی مال پر پابند کر دیا گیا۔

آپ کی یہ خصوصیت کہ آپ کی ازواجِ مطہرات امہات المومنین ہیں اور اس سلسلے کے دیگر امور

ازواج مطہرات کا امہات المومنین ہونا ان سے نکاح کرنے اور ان کے احترام وطاعت کرنے میں ہے نہ کہ ان کی طرف دیکھنے اور خلوت میں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا "النَّبِيُّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ" الآیہ۔ اور یہ بھی قرأت کی گئی ہے کہ "وهو اب لهم" حضور ﷺ مسلمانوں کے باپ ہیں اور یہ ازواج مرد مسلمانوں کی مائیں ہیں نہ کہ عورتوں کی۔ اس لئے کہ مائیں ہونے کا فائدہ مردوں کے حق میں ہے اور وہ فائدہ نکاح ہے جو کہ عورتوں کے حق میں مفقود ہے۔ ابن سعد وبیہقی نے حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت کی کہ ایک عورت نے ان کو یا امی کہہ کر مخاطب کیا۔ اس پر انہوں نے فرمایا ہم تمہارے مردوں کی مائیں ہیں اور تم

عورتوں کی مائیں نہیں ہیں اور ابن سعد نے اُمِ سلمہ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا ہم تم سب مردوں اور عورتوں کی مائیں ہیں۔ اسی روایت سے علماء کی ایک جماعت حجت پکڑتی ہے۔ اس لئے کہ احترام وتعظیم کا فائدہ عورتوں میں بھی موجود ہے۔ بغوی نے فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ تمام مرد وعورت کے حرمت وتعظیم میں باپ ہیں۔

آپ کی خصوصیت یہ ہے کہ آپ کی ازواج مطہرات کو ان کے پردوں میں ان کے جسم کو دیکھنا اور ان سے بالمشافہ بات کرنا حرام ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا "وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَاسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ" "جب تم ان سے کچھ مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگو۔

کتاب الروضہ میں رافعی اور بغوی کے اتباع میں علماء نے فرمایا کہ کسی کے لئے یہ حلال نہیں ہے کہ ان سے کچھ پوچھے مگر یہ کہ پردے کے پیچھے سے ہو۔ لیکن ان کے سوا عورتوں کا مسئلہ تو جائز ہے کہ ان سے بالمشافہ کچھ پوچھے۔ قاضی عیاض ونووی نے شرح مسلم میں فرمایا کہ چہرہ اور دونوں ہاتھوں کے چھپانے میں نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات مخصوص کی گئی ہیں۔ ان پر حجاب فرض ہے۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے ان کے لئے شہادت یا کسی اور وجہ سے ہاتھوں اور چہروں کا کھولنا جائز نہیں ہے اور نہ یہ جائز ہے کہ وہ چادر وغیرہ میں اپنے جثوں کو ظاہر کریں اور ان پر فرض ہے کہ وہ پردہ نشین رہیں۔ بجز حوائج ضروریہ مثلاً بول وبراز وغیرہ کے لئے باہر نکلنے کے۔ نووی نے فرمایا یہ ازواج مطہرات جب لوگوں کے لئے بیٹھیں تو پردے کے اس طرف بیٹھتی تھیں اور جب وہ باہر نکلتیں تو پردہ کرکے اپنے جثوں کو پوشیدہ کرکے نکلتیں اور جب حضرت زینب نے وفات پائی تو ان کی نعش کے اوپر ان کے جثہ کی پردہ پوشی کا گہوارہ بنایا گیا۔

بخاری نے حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت کی کہ حضرت سودہ حجاب کے فرض ہونے کے بعد اپنی کسی حاجت سے باہر نکلیں چونکہ وہ عظیم الجثہ عورت تھیں کسی پر وہ مخفی نہ رہتی تھی ہر ایک ان کو پہچان جاتا تھا۔ چنانچہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو دیکھا تو انہوں نے کہا اے سودہ آگاہ رہو۔ خدا کی قسم تم ہم پر مخفی نہیں رہ سکتیں۔ تم اپنے حال پر غور کرو کہ تم کیسے باہر نکلی ہو۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں وہ فوراً واپس رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اس وقت حضور ﷺ کے دست اقدس میں شانہ تھا اور اسے تناول فرما رہے تھے۔ انہوں نے کہا یا رسول ﷺ! میں اپنی حاجت سے باہر نکلی تو مجھ سے حضرت عمر نے یہ کہا۔ اسی لمحہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ پر وحی نازل فرمائی در آں حالیکہ وہ شانہ آپ کے دست میں ہی تھا اور اسے رکھا نہ تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم کو اپنی حاجت سے باہر جانے کی اجازت دے دی ہے۔

ابن سعد نے عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت کی۔ انہوں نے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سن میں جس میں انہوں نے وفات پائی مجھے اور حضرت عثمان کو نبی کریم علیہ السلام کی ازواج مطہرات کے ساتھ بھیجا۔ وہ سب پردہ کئے ہوئے تھیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان کے آگے آگے چلتے تھے اور وہ کسی کو ان کے قریب جانے نہ دیتے تھے مگر یہ کہ وہ دور سے دیکھے اور میں ان کے پیچھے پیچھے چلتے تھے وہ بھی ایسا ہی کرتے جاتے تھے حالانکہ وہ ازواج ہودج میں تھیں اور وہ دونوں ان کو گھاٹیوں میں لے جاتے اور کسی کو

ان کے قریب گزرنے نہ دیتے تھے۔

ابن سعد نے اُم معبد بنت خالد بن حنیف سے روایت کی۔ انہوں نے کہا میں نے حضرت عثمان اور حضرت عبد الرحمن بن عوف کو حضرت عمر کی خلافت کے زمانے میں دیکھا ہے کہ ان دونوں نے رسول اللہ ﷺ کی ازواج کو حج کرایا اور میں نے دیکھا کہ وہ ازواج ہودجوں میں تھیں اور ہودج کے اوپر اطلس کے سبز پردے پڑے ہوئے تھے اور وہ عورتوں کے جھرمٹ میں تھیں۔ ان کے آگے آگے حضرت عثمان اپنی سواری پر چل رہے تھے۔ جب کوئی ان سے قریب ہوتا تو آواز بلند کہتے "الیك الیك" اپنی طرف ہو اپنی طرف ہو۔ ان کے پیچھے پیچھے ابن عوف تھے وہ بھی ایسا ہی کرتے جاتے تھے۔

ابن سعد نے مسور بن مخرمہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے کہ وہ ازواج النبی ﷺ کے آگے تھے جو آدمی ان کے سامنے سے آتا وہ اسے ایک طرف ہٹاتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ لوگ بہت دور تک ہٹ جاتے یہاں تک کہ وہ گزر جاتیں۔

آپ کے خصائص میں سے ایک قول کے بموجب یہ ہے کہ آپ کے بعد آپ کی ازواج کو اپنے گھروں میں بیٹھے رہنا واجب اور ان کو باہر نکلنا حرام تھا۔ اگرچہ حج یا عمرہ کے لئے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ" وہ اپنے گھروں میں بیٹھی رہیں۔

ابن سعد نے ابوہریرہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں اپنی ازواج سے فرمایا یہی حج ہے اس کے بعد رکنا ظاہر ہوگا۔ حضرت ابوہریرہ نے فرمایا تمام ازواج حج کرتی تھیں مگر حضرت سودہ اور حضرت زینب نہ کرتی تھیں وہ کہتیں رسول اللہ ﷺ کے بعد ہمیں کوئی سواری حرکت نہ دے گی۔

ابن سعد نے ابن سیرین سے روایت کی۔ انہوں نے کہا حضرت سودہ فرماتی ہیں کہ میں نے حج و عمرہ کرلیا ہے اب میں اپنے گھر میں بیٹھی رہوں گی جیسا کہ مجھے اللہ نے حکم دیا ہے اور وہ رسول اللہ ﷺ کے اس قول کو مضبوطی سے تھامے ہوئے تھیں جو حضور ﷺ نے حجۃ الوداع میں فرمایا کہ صرف یہی حج ہے اس کے بعد رکنا ظاہر ہوگا تو انہوں نے حج نہیں کیا یہاں تک کہ وہ وفات پا گئیں۔

ابن سعد نے عطا بن یسار سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات سے فرمایا تم میں سے جو بھی اللہ کا خوف رکھے گی اور کوئی ظاہر میں ایسا کام نہ کرے گی جو فحش ہو اور اپنے بوریہ پر ہمیشہ بیٹھی رہے گی اور آخرت میں میری زوجہ ہوگی۔

ابن سعد نے ابطری ربیعہ ابو عبد الرحمن ابو جعفر سے روایت کی کہ حضرت عمر بن الخطاب نے نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کو حج و عمرہ سے منع کیا۔

ابن سعد نے حضرت عائشہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم کو حج و عمرہ سے منع کیا گیا ہے۔ یہاں تک کہ جب آخری سال آیا تو ہمیں اجازت دی گئی اور ہم نے حضور ﷺ کے ساتھ حج کیا پھر جب حضرت عثمان خلیفہ ہوئے تو ہم نے ان سے اجازت مانگی تو انہوں نے فرمایا جو تم مناسب سمجھتی ہو وہ کرو۔ تو ہم سب نے حج کیا بجز دو عورتوں کے۔ وہ حضرت زینب اور حضرت سودہ ہیں۔ وہ نبی کریم ﷺ کے بعد اپنے گھروں سے باہر نہ نکلیں۔ باوجودیکہ ہم خوب پردہ کرتے تھے۔ ابوسفیان بن عیینہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی ازواج معتدات کے معنی میں تھیں چونکہ معتدہ کے لئے گھر میں ہی رہنا ہے تو ان کے لئے گھروں میں ہی رہنا تھا جب تک

وہ زندہ رہیں وہ خود اپنی ذاتوں کی مالک نہ تھیں۔

آپ ﷺ کی یہ خصوصیت کہ آپ کا بول و براز اور خون پاک و طاہر تھا

الغطریف نے اپنی تصنیف میں اور طبرانی و ابونعیم نے حضرت سلمان فارسی سے روایت کی کہ وہ نبی کریم ﷺ کے حضور حاضر ہوئے تو دیکھا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر موجود ہیں ان کے پاس ایک طشت ہے اور کچھ اس میں ہے وہ پی رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ تم کیا کر رہے ہو؟ انہوں نے عرض کیا میں نے محبوب جانا کہ رسول اللہ ﷺ کا خون میرے پیٹ میں محفوظ رہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا لوگوں کی جانب سے تمہارے لئے افسوس ہے اور تمہاری جانب سے لوگوں کو افسوس ہے تم کو جہنم کی آگ نہ چھوئے گی مگر اتنا کہ اللہ نے قسم یاد کی۔

ابن حبان نے الضعفاء میں ابن عباس سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک قریشی جوان سے پچھنے لگوائے جب وہ دن پچھنا لگانے سے فارغ ہوا تو وہ خون اٹھا کر لے گیا اور اسے پی لیا۔ اس کے بعد وہ آیا تو حضور ﷺ نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا تیرا بھلا ہو تو نے کیا کیا؟ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے اسے زمین میں بہانے سے بہتر جگہ رکھ دیا ہے اور وہ میرے پیٹ میں ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا جا تو نے اپنے کو جہنم کی آگ سے محفوظ کر لیا۔

دار قطنی نے سنن میں اسماء بنت ابوبکر سے روایت کی۔ انہوں نے کہا نبی کریم ﷺ نے پچھنے لگوائے اور اپنا خون میرے بیٹے کو دیا اور اس نے اسے پی لیا پھر جبرئیل علیہ السلام آئے اور آپ کو اس کی خبر دی۔ حضور ﷺ نے میرے بیٹے سے پوچھا تم نے اس خون کا کیا کیا؟ اس نے کہا میں نے مکروہ جانا کہ میں آپ کے خون کو ڈالوں اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا تمہیں جہنم کی آگ نہ چھوئے گی اور اس کے سر پر دست شفقت پھیرا اور فرمایا لوگوں کو تم سے بھلا ہو اور تم کو لوگوں سے بھلا ہو۔

بزار و ابویعلیٰ و ابن خیثمہ اور بیہقی نے سنن میں اور طبرانی نے سفینہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے پچھنے لگوائے اور مجھ سے فرمایا اس خون کو پوشیدہ کر دو تو میں گیا اور اسے پی لیا۔ پھر میں آ گیا۔ حضور ﷺ نے پوچھا تم نے کیا کیا؟ میں نے عرض کیا اسے پوشیدہ کر دیا ہے' فرمایا کیا پی لیا ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں' پھر حضور ﷺ نے تبسم فرمایا۔

بزار و طبرانی اور حاکم و بیہقی نے سنن میں بسند حسن' عبداللہ بن زبیر سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے خون دیا اور فرمایا اسے پوشیدہ کر دو تو میں نے جا کر اسے پی لیا اس کے بعد میں نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو مجھ سے فرمایا تم نے کیا کیا؟ میں نے عرض کیا اسے پوشیدہ کر دیا ہے۔ حضور نے فرمایا شاید تم نے اسے پی لیا ہے۔ میں نے عرض کیا ہاں میں نے پی لیا ہے۔

حاکم نے ابوسعید خدری سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ یوم احد مجروح ہوئے تو میرے والد آپ سے قریب پہنچے اور انہوں نے اپنے منہ کے ذریعہ آپ کے چہرے کے خون کو صاف کیا اور اسے پی گئے۔ اس وقت حضور ﷺ نے فرمایا جو اس بات کو دیکھ کر خوش ہونا چاہتا ہے وہ دیکھے کہ اس کے خون میں میرا خون مخلوط ہے تو اسے چاہئے وہ مالک بن سنان کو دیکھے اور ابن سکن

وطبرانی نے اوسط میں اس طرح روایت کی کہ آپ نے فرمایا کہ اس کا خون میرے خون کے ساتھ مل گیا ہے اور اسے جہنم کی آگ نہ چھوئے گی۔

ابویعلیٰ و حاکم اور دارقطنی وطبرانی اور ابونعیم نے ام ایمن سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ایک رات نبی کریم ﷺ اٹھ کر پیالہ کی طرف گئے اور اس میں پیشاب فرمایا۔ پھر رات کو میں اٹھی تو مجھے پیاس معلوم ہوئی اور میں نے پیالہ میں جو تھا اسے پی لیا پھر جب صبح ہوئی تو میں نے آپ سے عرض کیا۔ آپ نے تبسم فرمایا اور کہا آگاہ ہو جاؤ اب کبھی تمہارے پیٹ میں درد نہ ہوگا اور ابویعلیٰ نے اس طرح روایت کی کہ آج کے بعد کبھی بھی تمہارے پیٹ کو کوئی شکایت نہ ہوگی۔

طبرانی و بیہقی نے بسند صحیح حکیمہ بنت امیمہ سے انہوں نے ان کی والدہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کا لکڑی کا ایک پیالہ تھا جس میں آپ بول شریف فرمایا کرتے تھے اور وہ آپ کے تخت کے نیچے رکھا رہتا تھا آپ نے اٹھ کر اسے تلاش کیا تو وہ پیالہ آپ کو نہ ملا۔ آپ نے اس کے بارے میں استفسار فرمایا اور کہا کہ وہ پیالہ کہاں ہے؟ صحابہ نے بتایا اسے تو برہ نے پی لیا ہے جو ام سلمہ کی خادمہ تھیں اور وہ ان کے ساتھ سرزمین حبشہ سے آئی تھیں۔ یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا وہ آتش جہنم سے چاروں طرف سے محفوظ ہوگئی۔

طبرانی نے اوسط میں ابورافع کی بیوی سلمی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے غسل فرمایا تو میں نے آپ کے غسل کا پانی پی لیا اور میں نے آپ سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا جاؤ اللہ تعالیٰ تمہارے بدن کو جہنم کی آگ سے محفوظ فرمادے گا۔

ہمارے شافعی اصحاب نے فرمایا کہ حضور ﷺ کے موئے مبارک بالاجماع طاہر ہیں اس میں وہ اختلاف جاری نہیں ہے جو لوگوں کے بالوں میں ہے۔

شیخین نے حضرت انس سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے قربانی کے دن جب بالوں کا حلق فرمایا تو آپ نے حکم دیا کہ موئے ہائے مبارک کو لوگوں کے درمیان تقسیم کردیا جائے تو ابوطلحہ نے ان سے کچھ حاصل کرلئے۔ ابن سیرین نے کہا اگر آپ کے موئے ہائے مبارک میں سے ایک بال بھی میرے پاس ہوتا تو وہ دنیا اور مافیہا سے مجھے زیادہ محبوب ہوتا۔

آپ کے لئے بیٹھ کر نماز نفل پڑھنا کھڑے ہوکر پڑھنے کے مانند ہے:

آپ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ کے لئے بیٹھ کر نفلی نماز پڑھنا ایسا ہی ہے جیسے کھڑے ہوکر پڑھنا۔ مسلم وابوداؤد نے ابن عمر سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بیٹھ کر آدمی کی نماز آدھی نماز ہے پھر میں حضور اکرم ﷺ کے پاس آیا تو میں نے دیکھا کہ آپ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے ہیں۔ اس پر میں نے عرض کیا مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ بیٹھ کر مرد کی نماز پڑھنا آدھی نماز ہے درآں حالیکہ آپ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا تم نے ٹھیک سنا لیکن میں تم سے کسی کی مانند نہیں ہوں۔

آپ کا عمل آپ کے لئے نافلہ ہے:

آپ کی خصوصیت ہے کہ آپ کا عمل آپ کے لئے نافلہ ہے۔ امام احمد نے بسند صحیح حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت کی۔ ان سے کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روزوں کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کیا تم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کی مانند عمل کرو گے؟ کیونکہ آپ کی شان یہ ہے کہ ''قد غفر لہ ماتقدم من ذنبہ وماتاخر''۔ آپ کا عمل آپ کے لئے نافلہ تھا (آپ کو عمل کی احتیاج نہ تھی جس طرح کہ ہم کو عمل کی احتیاج ہے۔ آپ کا عمل آپ کے لئے اول تا آخر اجر و ثواب میں زائد ہے۔

امام احمد و طبرانی نے ابوامامہ سے ارشاد باری تعالیٰ ''نَافِلَةً لَّكَ'' کے تحت روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ بلاشبہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص زائد تھا۔

بیہقی نے مجاہد سے ارشاد باری تعالیٰ ''نَافِلَةً لَّكَ'' کے تحت روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نافلہ کسی کے لئے نہیں ہے صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اللہ تعالیٰ کی جانب سے خاص نافلہ تھا۔ کیونکہ آپ کی شان ہے کہ جو عمل فرض کے سوا آپ نے کیا وہ اس وجہ سے نافلہ ہے کہ آپ کفارہ ذنوب میں نافلہ ادا نہیں کرتے تھے۔ آپ کے سوا تمام امت فرائض کے سوا جو نوافل ادا کرتے ہیں وہ کفارہ ذنوب کے لئے کرتے ہیں ان کے لئے نافلہ نہیں ہے۔ نافلہ تو صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص ہے اور مفسرین نے ''نَافِلَةً لَّكَ'' کے تحت فرمایا۔ مطلب یہ ہے کہ یہ فرائض کے ثواب پر آپ کے لئے خاص زیادہ ہے بخلاف آپ کے سوا تہجد پڑھنے والوں کے۔ کیونکہ وہ اس کمی و نقصان کی تلافی کرتے ہیں جو فرائض کی ادائیگی میں پیدا ہو جاتی ہے اور یہ خلل و نقصان حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرائض میں راہ پاتا ہی نہیں کیونکہ آپ معصوم ہیں۔

نماز پڑھنے والا نماز میں آپ کو ''السلام علیك ایھا النبی'' کہہ کر مخاطب کرسکتا تھا

آپ کے خصائص میں یہ ہے کہ نماز پڑھنے والا آپ کو نماز میں ''السلام علیک ایہا النبی'' کہہ کر مخاطب کرتا ہے۔ آپ کے سوا کسی آدمی کو نماز میں مخاطب نہیں کرسکتا اور یہ کہ نماز پڑھنے والے پر واجب ہے کہ آپ کی ندا کو قبول کرے۔ جب کہ آپ اسے بلائیں اور اس کی نماز باطل نہیں ہوتی۔

بخاری نے ابوسعید بن المعلی سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو آواز دی اور وہ نماز پڑھ رہے تھے پھر وہ نماز تمام کر کے حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا مجھے جواب دینے سے تمہیں کس چیز نے روکا؟ جب کہ میں نے تمہیں آواز دی تھی۔ اس نے کہا نماز پڑھ رہا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا اللہ عزوجل نے یہ نہیں فرمایا ''يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ - (انفال:۲۴) الآیہ'' اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر لبیک کہو۔ جب کہ وہ تم کو آواز دیں۔ اس کے بعد فرمایا کیا میں نے تمہیں قرآن کی اعظم سورۃ نہیں سکھائی۔ راوی نے کہا گویا کہ میں اسے بھول گیا تھا یا بھلا دیا گیا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ کون سی سورت ہے جسے آپ نے مجھ سے فرمائی تھی۔ فرمایا وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ہے۔ وہ سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے۔

آپ کے خصائص میں یہ ہے کہ آپ کے عہد مبارک میں جس نے آپ کے خطبہ دینے کی حالت میں کلام کیا اس کا جمعہ باطل ہو گیا اور یہ کہ کسی کے لئے جائز نہیں ہے کہ بغیر آپ کی اجازت کے آپ کی مجلس مبارک سے جائے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِذَا كَانُوا مَعَهُ عَلَىٰ أَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوا حَتَّىٰ يَسْتَأْذِنُوهُ۔ الآیہ۔

ابن ابی حاتم نے مقاتل بن حیان سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کسی شخص کے لئے سزاوار نہ تھا کہ وہ مسجد سے نکلے مگر نبی کریم ﷺ کی طرف سے اجازت حاصل کر کے یہ جمعہ کے دن اس کے بعد جب کہ آپ خطبہ شروع فرمائیں اور جب کوئی باہر جانے کا ارادہ کرتا تو وہ نبی کریم ﷺ کی طرف اپنی انگلی سے اشارہ کرتا اور آپ اسے اجازت عطا فرما دیتے۔ بغیر اس کے کہ وہ شخص کلام کرے۔ اس لئے اگر وہ شخص کلام کرتا تو ان لوگوں میں سے ہو جاتا جس کے لئے ارشاد تھا کہ جس نے نبی کریم ﷺ کے خطبہ دینے کی حالت میں کلام کیا اس کا جمعہ باطل ہو گیا۔

آپ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ پر جھوٹ بولنا ایسا نہیں ہے جیسا کہ آپ کے غیر پر جھوٹ بولنا ہے اور یہ کہ جس نے آپ پر جھوٹ بولا اس کی توبہ اس کے بعد بھی قبول نہیں کی جائے گی۔ اگرچہ وہ توبہ کرے اور یہ کہ ابو محمد شیخ جوینی کے قول کے بموجب آپ پر جھوٹ بولنے کے سبب کافر ہو جائے گا۔

شیخین نے مغیرہ بن شعبہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلاشبہ مجھ پر جھوٹ بولنا ایسا نہیں ہے جیسا کہ کسی پر جھوٹ بولا جائے تو جس نے مجھ پر قصداً جھوٹ بولا تو اسے چاہئے کہ وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنائے۔

امام نووی وغیرہ نے فرمایا آپ پر جھوٹ بولنا کبائر میں سے ہے اور بقول صحیح اس کا فاعل کافر نہ ہوگا۔ یہی جمہور کا قول ہے مگر جوینی نے فرمایا وہ کافر ہو جائے گا۔ اب اگر وہ اس سے توبہ کر لے تو ایک جماعت کا مذہب یہ ہے کہ جن میں امام احمد صیرفی اور بہت سے علماء کہتے کہ بھی اس سے روایت قبول نہ کی جائے گی۔ اگرچہ اس کا حال اچھا ہو جائے۔ بخلاف آپ کے سوا پر جھوٹ بولنے والے کی توبہ کے اور وہ ان میں سے ہوگا جو ہر قسم کے فسق سے توبہ کرنے والے ہوتے ہیں یہ کذب اس قسم سے ہوگا جو مخالف اس کذب کے ہے جو رسول اللہ ﷺ کے غیر پر ہے۔ یہی قول فن حدیث میں معتمد ہے جیسا کہ میں نے شرح التقریب میں اور شرح الفیہ الحدیث میں بیان کیا ہے اگرچہ نووی نے اس کے خلاف کو ترجیح دی ہے۔

حضور ﷺ کی مجلس کے آداب بھی آپ ﷺ ہی کی ذات والا سے مختص ہیں

آپ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کے سامنے تقدیم کرنا اور آپ کی آواز سے اونچی آواز کر کے بولنا اور بلند آواز کے ساتھ آپ سے کلام کرنا اور حجروں کے اس طرف سے آپ کو پکارنا اور دور سے آپ کو چیخ کر بلانا حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِه وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ۝

اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو۔ بیشک اللہ سمیع وعلیم ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ۝

اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ۝

بیشک وہ جو آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیزگاری کے لئے پرکھ لیا۔ ان کے لئے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۝ (الحجرات ۱ تا ۵)

بیشک وہ جو تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ ان کے پاس تشریف لاتے تو یہ ان کے لئے بہتر تھا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

ابونعیم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ارشاد باری تعالیٰ "لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا - الآیہ" کے تحت روایت کا مطلب یہ ہے کہ دور سے "یا ابا القاسم" کہہ کر نہ پکارو لیکن جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے الحجرات میں فرمایا "اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ - الآیہ" علماء کی ایک جماعت نے کہا اسی طرح حضور ﷺ کی قبر انور کے پاس رفع صوت مکروہ ہے۔ اس لئے کہ آپ کی حرمت بعد وفات اسی طرح ہے جس طرح آپ کی حرمت آپ کے حیات میں ہے۔

ابن حمید نے روایت کی کہ ابوجعفر المنصور نے امام مالک سے مسجد رسول اللہ ﷺ میں مناظرہ کیا اس وقت ابوجعفر خلیفہ کے ساتھ پانچسو شمشیر بند موجود تھے امام مالک نے ابوجعفر سے فرمایا اے امیر المومنین اس مسجد میں اپنی آواز اونچی نہ کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ادب سکھایا ہے اور فرمایا "لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ - الآیہ" اور ان مسلمانوں کی اللہ تعالیٰ نے مدح فرمائی جو آواز پست رکھتے ہیں۔ چنانچہ "اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ - الآیہ" اور بے ادب لوگوں کی مذمت فرمائی ہے۔ چنانچہ فرمایا "اِنَّ الَّذِيْنَ

تجارۃ تولون من وراء الحجرات-الآیہ" بلاشبہ رسول اللہ ﷺ کا احترام بعد وفات بھی ایسا ہی ہے جیسا حیات مبارکہ میں ہے یہ
بھی کہ خلیفہ نے آپ سے آگے فروتنی کی۔

جس نے (معاذ اللہ) آپ کی اہانت کی وہ کافر ہو گیا

آپ کے خصائص میں یہ ہے کہ جس نے آپ کی اہانت کی وہ کافر ہو گیا اور جس نے آپ کو گالی دی یا برا کہا وہ قتل کیا جائے گا۔

حاکم نے صحیح قرار اور بیہقی نے سنن میں ابوبرزہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو گالی دی۔ اس پر میں نے کہا کہ اے خلیفہ رسول اللہ کیا میں اس کی گردن ماردوں؟ آپ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ کے بعد یہ کسی کے لئے نہیں ہے۔

ابن عدی و بیہقی نے ابوبرزہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ کسی کو گالی دینے کی بنا پر قتل نہیں کیا جائے گا بجز نبی کریم ﷺ کو گالی دینے والے کے۔

بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک اندھے کی ام ولد رسول اللہ ﷺ کے عہد میں تھی وہ رسول اللہ ﷺ کی شان میں شدت سے بدگوئی کرتی اور آپ کو گالی دیتی تھی۔ ایک شخص نے اس کا گلا گھونٹا یہاں تک کہ وہ مر گئی تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا خون باطل کر دیا۔

آپ ﷺ کی آپ ﷺ کے اہل بیت رضی اللہ عنہم اور اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کی محبت واجب ہے

آپ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی محبت اور آپ کے اہل بیت اور آپ کے اصحاب کی محبت واجب ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا
"قل ان کان اٰبآؤکم واَبنآؤکم (تا) احب الیکم من اللہ ورسولہ وجھاد فی سبیلہ فتربصوا" (توبہ ۲۴)

آپ ﷺ فرما دیں اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیارے ہوں تو راستہ دیکھو (پ ۱۰ ع ۹)

شیخین نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی مومن نہیں جب تک کہ میں اسے والدین اور اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ اس کے نزدیک محبوب نہ ہوں اور ابن الملقن کی کتاب الخصائص میں یہ ہے کہ آپ کی امت پر واجب ہے کہ آپ کو اعلیٰ درجات محبت سے محبوب رکھے۔

ابن ماجہ و حاکم نے حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا ہم قریش کے کچھ لوگوں سے ملا کرتے تھے اور وہ آپس میں باتیں کرتے ہوتے تو اپنی بات کو قطع کر دیتے تھے۔ ہم نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا اور عرض کیا کہ وہ لوگ باتیں کرتے ہوتے ہیں اور جب وہ مجھے دیکھتے ہیں تو خاموش ہو جاتے ہیں اور اپنی بات ختم کر دیتے ہیں۔ یہ سن کر

حضور ﷺ اٹھے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی جو آپ کی یا اس کی شان کے لائق تھی اور فرمایا ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو باتیں کرتے ہوتے ہیں اور جب میرے اہل بیت میں سے کسی شخص کو دیکھتے ہیں تو اپنی بات ختم کر دیتے ہیں۔ خدا کی قسم! کسی آدمی کے دل میں ایمان داخل نہ ہوگا جب تک کہ وہ لوگ میرے اہل بیت سے اللہ تعالیٰ کی رضا میں اور ان لوگوں سے جو میرے قرابت دار ہیں میری وجہ سے محبت نہ رکھیں۔

شیخین نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ایمان کی نشانی انصار سے محبت رکھنا ہے اور نفاق کی نشانی انصار سے بغض رکھنا ہے۔

ابن ماجہ نے براء رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے انصار کو محبوب رکھا اس کو اللہ نے محبوب رکھا اور جس نے انصار سے بغض رکھا اللہ تعالیٰ نے اس سے بغض رکھا۔

آپ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی صاحبزادیوں کی اولاد آپ کی طرف منسوب ہوگی اور آپ کے غیر کی بیٹیوں کی اولاد اس کی طرف منسوب نہ ہوں گی نہ کفاءت میں اور نہ اس کے سوا کسی اور چیز میں۔

حاکم نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر ماں کے بیٹوں کا عصبہ (ولی) ہوتا ہے مگر فاطمہ کے دونوں بیٹوں کا عصبہ میں ہوں۔ میں ہی ان دونوں کا ولی اور عصبہ ہوں۔

ابو یعلیٰ نے اس کی مثل حضرت فاطمہ سے حدیث روایت کی اور بیہقی اس باب میں آپ کے قول والے ہیں جو امام حسن کے حق میں ہے کہ میرا یہ بیٹا سید ہے اور آپ کا وہ قول لائے ہیں جو آپ نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے اس وقت فرمایا جب امام حسن پیدا ہوئے کہ تم نے میرے بیٹے کا نام کیا رکھا ہے؟ اسی طرح اس وقت فرمایا جب کہ امام حسین پیدا ہوئے۔

آپ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی صاحبزادیوں کی موجودگی میں ان پر دوسری عورت نکاح میں نہ لائی جائے۔

شیخین نے المسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا (جب کہ آپ منبر پر تشریف فرما تھے) کہ بنی ہاشم بن مغیرہ کے لوگوں نے مجھ سے اجازت مانگی ہے کہ وہ اپنی بیٹی کو علی ابن ابی طالب سے بیاہ کریں تو میں اجازت نہ دوں گا اور میں اجازت نہ دوں گا اور میں اجازت نہ دوں گا مگر یہ کہ علی ابن ابی طالب اس کا ارادہ رکھیں کہ وہ میری بیٹی کو طلاق دے دیں اور ان کی بیٹی سے نکاح کر لیں۔ بلاشبہ حضرت فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے جو بات انہیں ناپسند ہے وہ مجھے ناپسند ہے اور جو چیز انہیں ایذا دیتی ہے وہ مجھے ایذا دیتی ہے۔ ابن حجر نے فرمایا یہ بات بعید نہیں ہے کہ آپ کی بیٹیوں پر دوسری شادی کرنے کی ممانعت آپ کے خصائص میں سے ہو۔

حارث ابن ابی اسامہ نے علی بن حسین رضی اللہ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ جب حضرت علی بن ابی طالب نے ارادہ کیا کہ وہ ابو جہل کی بیٹی سے نکاح کا پیام دیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی کے لئے جائز نہیں ہے کہ رسول اللہ کی بیٹی پر عدو اللہ (دشمن خدا) کی بیٹی بیاہ کر لائے۔

حاکم نے ابو حنظلہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت علی مرتضیٰ نے ابو جہل کی بیٹی کو پیام نکاح دیا جب یہ خبر رسول اللہ ﷺ کو پہنچی

تو آپ نے فرمایا فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے جس نے ان کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی۔ یہ حدیث مرسل قوی ہے۔

امام احمد، حاکم اور بیہقی نے عبیداللہ بن ابورافع سے انہوں نے المسور رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حسن بن حسن نے کسی کو ان کے پاس بھیجا کہ وہ ان کی بیٹی کے لئے ان کو پیام دیں۔ اس پر المسور نے کہا خدا کی قسم! میرے نزدیک کوئی نسب، کوئی سبب اور کوئی دامادی آپ سے زیادہ محبوب نہیں ہے لیکن چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے جس بات سے وہ ناخوش ہوتی ہے اس سے میں ناخوش ہوتا ہوں اور جس بات سے وہ خوش ہوتی ہیں وہ بات مجھے خوشی پہنچاتی ہے۔ کیونکہ آپ کے حبالہ عقد میں حضرت فاطمہ کی بیٹی ہے اگر میں اپنی بیٹی کو ان پر آپ سے بیاہتا ہوں تو یہ ان کی ناخوشی کی بات ہوگی۔ قاصد ان کا یہ عذر قبول کر کے چلا گیا۔

ابن عساکر نے بطریق حارث حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص جہنم میں داخل نہ ہوگا جس نے میرے خاندان میں تزوج کیا یا میں نے اس کے خاندان میں تزوج کیا۔

حارث بن ابی اسامہ نے اور حاکم نے صحیح بتا کر ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے مانگا ہے کہ میں اپنی امت کے جس خاندان میں تزوج کروں یا میں اپنی امت کے جس خاندان سے تزوج کراؤں وہ جنت میں میرے ساتھ ہو تو اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ عطا فرمایا۔ حارث نے اس کی مثل حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے حدیث روایت کی ہے۔

ابن راہویہ اور حاکم نے صحیح بتا کر اور بیہقی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے حضرت علی مرتضیٰ کو حضرت ام کلثوم کے لئے پیام نکاح دیا اور حضرت علی مرتضیٰ نے ام کلثوم کو ان سے بیاہ دیا پھر حضرت عمر مہاجرین کے پاس آئے اور فرمایا کیا تم لوگ مجھ کو ام کلثوم بنت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کرنے پر مبارکباد نہ دو گے؟ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا روز قیامت ہر سبب و نسب قطع ہو جائے گا بجز اس کے جو میرے سبب اور نسب سے متعلق ہے تو میں نے محبوب جانا کہ میرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان سبب اور نسب ہو جائے۔

ابویعلیٰ نے المسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام انساب و اسباب اور دامادی کے رشتے منقطع ہو جائیں گے مگر میری دامادی کا رشتہ منقطع نہ ہوگا۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چند دیگر خصائص

آپ کے خصائص میں یہ ہے کہ آپ کی مہر کے نقش کو دوسری مہروں پر نقل کرنا حرام اور نادرست ہے۔

ابن سعد نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگشتری کے مہر کو بنوایا اور اس پر "محمد رسول اللہ" نقش کرایا اور فرمایا میں نے انگشتری بنوائی ہے اور اس میں وہ نقش کندہ کرایا ہے جو کسی کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ یہ نقش کندہ کرائے۔

ابن سعد نے طاؤس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگشتری بنوائی اور اس میں محمد رسول اللہ نقش کرایا اور فرمایا کوئی شخص میری انگشتری کے نقش کو اپنی انگشتری میں نقش نہ کرائے۔

بخاری نے اپنی تاریخ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مشرکوں کی آگ سے روشنی نہ لو اور اپنی انگشتریوں میں عربی نقش نہ کراؤ۔ بخاری نے اپنی تاریخ میں کہا کہ عربی سے مراد محمد رسول اللہ ہے۔ فرماتے ہیں کہ حضور کی انگشتری کی مانند محمد الرسول اللہ کندہ نہ کراؤ۔

نماز خوف آپ کے خصائص میں سے ہے

آپ کے خصائص میں سے خوف کی نماز ہے۔ ایک جماعت کے مذہب میں ہے جن میں امام یوسف تلمیذ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ ہیں کہ چونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ - الآیہ" (نساء ۱۰۲) اس لئے اس جماعت نے قید لگائی ہے کہ مسلمانوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تشریف فرما ہونا ضروری ہے۔ اس کو مقید کرنے میں حکمت اس معنی کے لحاظ سے ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھنا ایسی فضیلت رکھتا ہے کہ کوئی شئی اس کی ہمسری نہیں کر سکتی اور اس فضیلت کی وجہ سے نظم صلوٰۃ میں تغیر اس حد تک ہے کہ آپ سے انفرادیت حاصل نہیں ہوتی۔ آپ کے سوا دیگر آئمہ اس مقام میں نہیں ہیں لہٰذا جماعت میں دوسرے امام کا بدلنا ضروری ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر کبیرہ و صغیرہ (ارادی اور غیر ارادی) گناہ سے معصوم ہیں

آپ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ ہر کبیرہ و صغیرہ گناہ سے خواہ قصداً ہو یا سہواً معصوم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ - (الفتح ۲) الآیہ" اس کی تفسیر میں امام سبکی نے فرمایا امت کا اس پر اجماع ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام تبلیغ سے متعلق تمام امور میں معصوم ہیں اور تبلیغ کے سوا کبائر اور ایسے صغائر رزیلہ جو ان کے مرتبہ کو گرانے کے موجب ہوں صغائر پر مداومت سے معصوم ہیں۔ ان چار امور پر سب کا اجماع ہے اور ان صغائر میں جو ان کے رتبے کو گرانے کے موجب نہ ہوں اس میں اختلاف ہے۔ چنانچہ معتزلہ اور بہت سے علماء کا مذہب اس کے جواز میں ہے لیکن مذہب مختار میں ممانعت ہے۔ اس لئے کہ تمام امتیں ان کی اقتداء کے ساتھ ہر اس چیز میں مامور ہیں جو ان سے صادر ہو خواہ وہ قول ہو یا فعل۔ بھلا انبیاء سے غیر مناسب چیز کیسے صادر ہوگی۔ جب کہ اس میں ان کی اقتداء کا حکم دیا گیا ہے۔

امام سبکی نے فرمایا جس کسی نے ایسے صغائر کو ان کے لئے جائز رکھا ہے اس نے کسی دلیل اور کسی نص سے جائز نہیں رکھا ہے۔ یہ بات اس آیت سے ثابت ہے جو پہلے گزر چکی ہے۔ امام سبکی نے فرمایا میں نے آیہ کریمہ کے ماقبل اور مابعد کے ساتھ غور کیا ہے اور میں نے اس میں پایا ہے کہ سوائے ایک وجہ کے اس میں اور کوئی احتمال ہی نہیں ہے اور وہ وجہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و بزرگی ہے۔ بغیر اس بات کے اس جگہ گناہ کا تصور کیا جائے لیکن اللہ تعالیٰ نے چاہا ہے کہ اس آیت میں تمام اقسام کی نعمتوں کو جمع کیا جائے۔ جو کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے آخرت میں اپنے بندوں پر ہوں گی اور تمام اخروی نعمتیں دو قسم کی ہیں ایک سلبی جو کہ گناہوں کی مغفرت

ہے اور دوسرے ثبوتی ہیں جس کی کوئی انتہا ہی نہیں ہے اس کی طرف اللہ تعالیٰ نے اپنے اس قول میں اشارہ فرمایا ہے "وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ" اور تمام دینوی نعمتیں دو قسم کی ہیں۔ ایک دینی نعمتیں اس طرف اللہ تعالیٰ نے اپنے فرمان میں یہ اشارہ کیا ہے کہ "وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا" (فتح ۲) اور دوسری دنیاوی نعمتیں وہ اس فرمان میں ہے کہ "وَّيَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا" (فتح ۳) اس طرح نبی کریم ﷺ کے مرتبہ عالی کی تعظیم ان تمام انواع و اقسام کی نعمتوں کے ساتھ جن کو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف الگ فرمایا اور جدا جدا آپ کے لئے عنایت فرمایا ایک جگہ منظم فرما دیا ہے اسی بنا پر اس امر کو اس فتح مبین کی غایت قرار دیا ہے جس کو اس نے معظم و مفخم قرار دیا ہے اور اس کی اسناد اپنی طرف نون عظمت کے ساتھ کی ہے اور اس کو اپنے "لَكَ" کے قول کے ساتھ نبی کریم ﷺ کے لئے خاص کیا ہے۔ امام سبکی نے فرمایا اس حکمت کی طرف ابن عطیہ سبقت لے گئے ہیں اور انہوں نے کہا ہے کہ اس آیت کا مفہوم مراد اس حکمت کے سوا اور کچھ نہیں کہ اس سے حضور کی عظمت و بزرگی مراد ہے اور قطعی و یقینی طور پر گناہ مراد ہی نہیں۔ اس کے بعد ابن عطیہ نے فرمایا کہ یہ تقدیر جواز ہے کوئی شک و شبہ نہیں ہے کہ حضور اکرم ﷺ سے اس کا ہونا ممکن ہے اس کی طرف کیسے تصور کیا جا سکتا ہے۔ جب کہ آپ کی شان عالی یہ ہے کہ "وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى" (نجم ۳-۴) اب رہا آپ کا فعل تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس پر اجماع ہے کہ آپ کا اتباع اور آپ کی پیروی ہر اس فعل میں کی جائے جس کو آپ نے کیا ہے خواہ وہ کم ہو یا زیادہ اور چھوٹا ہو یا بڑا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس میں ذرہ بھر نہ توقف ہے اور نہ بحث تھی کہ وہ اعمال جو آپ سر اور خلوت میں کرتے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان کو معلوم کرنے اور ان پر عمل کرنے کے حریص رہتے تھے خواہ ان کو حضور ﷺ سے علم ہوتا یا علم نہ ہوتا۔ حضور اکرم ﷺ کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جو احوال ہیں ان میں جو کوئی غور و فکر کرے گا وہ اللہ سے شرم کرے گا کہ اس کے خلاف اس کے دل میں کوئی خطرہ آئے۔ انتہیٰ۔

حاکم نے صحیح بتا کر بطریق عمرو بن شعیب ان کے والد سے انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ مجھے اجازت عطا فرماتے ہیں کہ جو میں آپ سے سنوں اسے لکھ لیا کروں؟ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں لکھ لیا کرو۔ میں نے عرض کیا کیا رضا (خوشی) اور غضب کی ہر بات کو؟ فرمایا ہاں؟ کیونکہ یہ مناسب نہیں ہے کہ میں رضا و غضب میں حق کے سوا کوئی بات کہوں۔

ابن عساکر نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں حق کے سوا فرماتا ہی نہیں۔ بعض اصحاب نے عرض کیا آپ تو ہم سے ظرافت بھی فرماتے ہیں۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا اس وقت بھی میں حق کے سوا کچھ نہیں فرماتا۔

آپ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ فعل مکروہ سے منزہ و پاک ہیں

آپ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ فعل مکروہ سے پاک و منزہ ہیں۔ ابن سبکی نے جمع الجوامع میں فرمایا کہ عصمت کی وجہ سے آپ کا فعل غیر محرم ہے اور نزاہت کی وجہ سے آپ کا فعل غیر مکروہ ہے اور وہ فعل جو ہمارے حق میں مکروہ ہے اور اسے آپ نے کیا ہے تو وہ بیان جواز کے لئے کیا ہے۔ لہٰذا وہ فعل تبلیغ رسالت کی وجہ یا تو آپ کے حق میں واجب ہے یا وہ فضیلت ہے اور اس فعل

پر آپ کو واجب یا فضیلت کا ثواب دیا جائے گا۔

حضور اکرم ﷺ اور تمام انبیاء علیہم السلام کے خصائص میں سے یہ ہے کہ ان کو عارضہ جنون لاحق نہیں ہوتا البتہ اغماء یعنی بیہوشی ممکن ہے اس لئے کہ جنون نقص وعیب ہے اور اغماء مرض اور شیخ ابو حامد نے فرمایا ان پر طویل زمانے تک بیہوشی بھی جائز نہیں ہے اسی کے ساتھ حواشی الروضہ میں ابن الملقن نے جزم کیا ہے اور امام سبکی نے تنبیہ فرمائی ہے کہ وہ اغماء جو انبیاء علیہم السلام کے لئے جائز مانا گیا ہے اس میں ایسی بے ہوشی نہیں ہے جیسے عام لوگوں کو ہوتی ہے۔ وہ صرف ظاہری حواس کے لئے درد والم کا غلبہ ہے بس نہ کہ دل پر سبکی نے فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی شان عالی میں وارد ہوا ہے کہ ان کی چشمان مبارک سوتی ہیں اور ان کا دل بیدار رہتا ہے جب کہ ان کے قلوب کی حفاظت کی گئی ہے اور ان کو اس نیند سے بچایا گیا ہے جو اغماء سے بہت خفیف ہے تو اغماء سے بطریق اولی حفاظت کی گئی ہوگی انتہی یہ نکتہ بہت نفیس وعمدہ ہے اور مشہور یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو احتلام ممتنع ہے۔ جیسا کہ نووی نے الروضہ میں فرمایا ہے۔ اس کی دلیل اول کتاب میں بیان ہو چکی ہے۔ امام سبکی نے فرمایا ان پر نابینائی بھی جائز نہیں رکھی گئی ہے اس لئے کہ یہ نقص وعیب ہے اور کبھی کوئی نبی نابینا نہ ہوا اور وہ جو حضرت شعیب کے بارے میں ذکر کیا گیا ہے کہ وہ نابینا ہو گئے تھے تو یہ ثابت نہیں ہے۔ اب رہا حضرت یعقوب علیہ السلام کی کم بصری تو وہ ایک پردہ تھا جو زائل ہو گیا۔

خواب میں آپ ﷺ کا دیدار گرامی برحق ہے اور یہ آپ کے خصائص سے ہے

حضور اکرم ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ کا خواب وحی ہے اور جو کچھ خواب میں آپ دیکھیں وہ حق ہے۔ طبرانی نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی خواب اور بیداری میں جو دیکھا وہ حق ہے اور حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیہ کریمہ ''اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ کَوْکَبًا'' کے تحت روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ انبیاء کی خواب وحی ہے۔

آپ کے خصائص میں سے ہے کہ خواب میں آپ کو دیکھنا حق ہے۔ شیخین نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے مجھے خواب میں دیکھا بلاشبہ اس نے مجھی کو دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا۔ قاضی ابوبکر نے فرمایا اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ کا دیکھنا صحیح ہے اور وہ خوف اضغاث احلام نہیں ہے اور علمائے متاخرین نے فرمایا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اس نے حقیقتہً آپ ہی کو دیکھا اور بعض علماء نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اس کے ساتھ خاص کئے گئے ہیں کہ خواب میں آپ کو دیکھنا صحیح ہے اور شیطان کو اس سے روک دیا گیا ہے کہ وہ آپ کی صورت میں متصور ہو سکے تاکہ وہ خواب میں آپ کی زبان پر کذب نہ کہے۔ جس طرح کہ بیداری میں اس کو روک دیا گیا ہے کہ آپ کے اکرام کی خاطر وہ آپ کی صورت کو اختیار نہ کر سکے۔ نووی کی شرح مسلم میں ہے کہ اگر کسی شخص نے نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ کسی ایسے فعل کا حکم دے رہے ہیں جو آپ کی طرف سے مستحب ہے یا آپ کسی منہی علیہ یعنی ممنوع عمل سے منع فرما رہے ہیں یا کسی ایسے فعل کی طرف اسے ہدایت فرما رہے ہیں جو اصلاح کرنے والا ہے تو اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے کہ اس کے لئے مستحب یہ ہے کہ جس بات کا آپ نے حکم دیا ہے اس پر عمل کرے اور فتاویٰ حناطی میں ہے کہ اگر کسی نے نبی کریم ﷺ کو اپنے کسی خواب میں ایسی صفت پر دیکھا جو

منقول نہ ہے اور اس نے کسی حکم کے بارے میں حضور سے پوچھا اور آپ نے اس کے مذہب کے خلاف فتویٰ دیا اور وہ فتویٰ نہ تو کسی نص کے خلاف ہے اور نہ اجماع کے تو اس بارے میں دو وجہیں ہیں۔ ایک یہ کہ وہ شخص اللہ تعالیٰ کے فرمان کے ساتھ عمل کرے اس میں فرمان الٰہی قیاس پر مقدم ہے اور دوسری وجہ یہ کہ وہ شخص خوابی فتوے پر عمل نہ کرے اس لئے کہ قیاس دلیل و حجت ہے اور خواب پر اعتماد و بھروسہ نہیں ہے تو محض خواب کی وجہ سے دلیل کو نہ چھوڑا جائے گا۔ استاذ ابو اسحاق اسفرائنی کی کتاب الجدل میں ہے کہ اگر کسی شخص نے نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا اور آپ نے اسے کسی بات کا حکم فرمایا تو کیا جب وہ بیدار ہو جائے تو اس کا بجالانا اس پر واجب ہے؟ تو اس میں دو وجہیں ہیں۔ ایک وجہ یہ ہے کہ بجالانا منع ہے کیونکہ خواب دیکھنے والے کا ضبط معدوم ہے۔ روایت میں شک نہیں ہے۔ اس لئے کہ خبر نہیں قبول کی جاتی مگر اسی سے جو ضابط اور مکلف ہے اور سونے والا اس کے برخلاف ہے اور فتاویٰ قاضی حسین میں اس کی مثل ہے۔ اس میں یہ ہے کہ اگر وہ تیسویں شعبان کی رات کو دکھایا گیا اور خبر دی گئی کہ کل رمضان کا دن ہے تو کیا اس پر روزہ فرض ہے اور قاضی شریح الدین کی روضۃ الاحکام میں ہے کہ اگر کسی نے خواب میں نبی کریم ﷺ کو دیکھا اور آپ نے فرمایا کہ فلاں کا فلاں پر اتنا واجب ہے تو کیا سامع کے لئے واجب ہے کہ اس کی شہادت دے تو اس میں بھی دو وجہیں ہیں۔

درود وسلام کی فضیلت آپ کے ساتھ مختص ہے

حضور اکرم ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ درود وسلام کی فضیلت آپ کے ساتھ خاص ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا O (احزاب ۵۶)

بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے نبی پر اے ایمان والو ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجے گا۔

امام احمد نے ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ پر جس نے ایک مرتبہ درود بھیجا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس کے ساتھ ستر درودیں بھیجیں گے تو بندے کو چاہئے کہ اتنا ہی رکھے یا زیادہ سے زیادہ کہے۔

حاکم نے صحیح بتا کر ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے پاس فرشتہ آیا اور اس نے کہا کہ آپ کا رب فرماتا ہے کیا اس سے خوش ہیں کہ آپ کی امت کا جو شخص آپ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا تو میں اس پر دس مرتبہ درود بھیجوں گا اور جو ایک مرتبہ آپ پر سلام بھیجے گا میں اس پر دس مرتبہ سلام بھیجوں گا۔

طبرانی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا کہ جس نے آپ پر ایک مرتبہ درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمتیں بھیجے گا اور اس کے دس درجے بلند کرے گا۔

بزار و ابو یعلیٰ نے عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس کے لئے اس کے بدلے دس نیکیاں لکھے گا۔

قاضی اسماعیل نے عبدالرحمٰن بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس کے لئے دس نیکیاں لکھے گا اور اس سے دس بدیاں مٹائے گا اور اسکے دس درجے بلند کرے گا۔

الاصبہانی نے الترغیب میں سعد بن عمیر سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا جس نے مجھ پر صدق دل کے ساتھ ایک مرتبہ درود بھیجا تو اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں بھیجے گا اور اس کے دس درجے بلند کرے گا اور اس کے بدلے دس نیکیاں لکھے گا۔

امام احمد وابن ماجہ نے عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا جس نے مجھ پر درود پڑھا تو فرشتے اس پر برابر صلوٰۃ بھیجتے رہیں گے جب تک وہ درود پڑھتا رہے تو بندے کو اختیار ہے چاہے اس سے کم کرے یا زیادہ کرے۔

ترمذی وابن حبان نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روز قیامت تمام لوگوں سے وہ شخص مجھ سے زیادہ نزدیک ہوگا جو مجھ پر درود پڑھنے میں ان سے زیادہ ہوگا۔

امام احمد وترمذی نے حسین بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص بخیل ہے جس کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔

ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مجھ پر درود پڑھنا بھول گیا اس نے جنت کے راستے میں خطا کی۔

ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس مجلس کے لوگ ایسے بیٹھے ہوں جس میں اللہ کا ذکر نہ کیا جائے اور نہ اپنے نبی پر درود بھیجا جائے تو وہ لوگ نقص کی حالت میں ہیں اگر خدا چاہے تو ان پر عذاب کرے اور اگر چاہے تو انہیں بخش دے۔

ترمذی وحاکم نے ابن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں آپ پر بکثرت درود بھیجتا ہوں تو میں اپنا درود آپ کے لئے کس تعداد میں رکھوں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جتنا تم چاہو اور اگر اس سے زیادہ کرو گے تو وہ تمہارے لئے اچھا ہے۔ میں نے عرض کیا آدھا' فرمایا جتنا چاہو اور اگر اس سے زیادہ کرو گے تو وہ تمہارے لئے اچھا ہے۔ میں نے عرض کیا دوتہائی' فرمایا جتنا چاہو اگر اس سے زیادہ کرو گے تو تمہارے لئے وہ اچھا ہے۔ میں نے عرض کیا میں اپنے سارے وقت آپ پر درود پڑھوں گا۔ فرمایا اس وقت تمہاری ہمت تمہیں کفایت کرے گی اور اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ بخش دے گا۔

قاضی اسماعیل نے فضل الصلوٰۃ میں یعقوب بن زید بن طلحہ تیمی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس میرے رب کی جانب سے آنے والا آیا اور اس نے کہا کوئی بندہ ایسا نہیں ہے جو آپ پر درود بھیجے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس پر ایک کے بدلے دس رحمتیں نازل کرتا ہے۔ ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا یا رسول اللہ! میں اپنی دعا کا آدھا وقت آپ کے لئے خاص کرتا ہوں۔ فرمایا اگر تو چاہے تو بڑھالے۔ اس نے کہا میں دوتہائی وقت آپ کے لئے قرار دیتا ہوں فرمایا اگر اور بڑھالے

تو اچھا ہے۔ اس نے کہا اپنی دعا کا سارا وقت آپ کے لئے خاص کرتا ہوں۔ فرمایا اس وقت تمہیں اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت کے غم میں کفایت کرے گا۔

بیہقی نے الشعب میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے کہا کہ اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے روبرو آپ کا ذکر ہو اور وہ آپ پر درود نہ بھیجے۔

قاضی اسماعیل نے حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بخیل ہونے کے لئے یہ کافی ہے کہ لوگ میرا ذکر کریں اور مجھ پر درود نہ بھیجیں نیز انہوں نے جعفر بن محمد سے انہوں نے ان کے والد سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے بلاشبہ اس نے جنت کی راہ میں خطا کی۔

قاضی اسماعیل، اصبہانی نے الترغیب میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھ پر درود بھیجو کیونکہ تمہارا مجھ پر درود بھیجنا تمہارے لئے تزکیہ ہے۔

اصبہانی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھ پر درود پڑھو کیونکہ تمہارا مجھ پر درود پڑھنا تمہارے لئے کفارہ ہے۔

اصبہانی نے خالد بن طہمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھا اس کی سو حاجتیں پوری ہوں گی۔

قاضی اسماعیل اور بیہقی نے شعب الایمان میں ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کوئی قوم نہیں ہے جو بیٹھیں پھر وہ اٹھ جائیں اور وہ نبی کریم ﷺ پر درود نہ پڑھیں۔ مگر یہ کہ ان پر روز قیامت حسرت و افسوس ہوگا۔ جب کہ وہ جنت میں داخل ہوں گے تو وہ ثواب کو نہ دیکھیں گے۔

اصبہانی نے الترغیب میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ روز قیامت اس کے احوال اور اس کے مواطن سے تم میں وہ شخص زیادہ نجات پانے والا ہوگا جو دنیا میں مجھ پر کثرت سے درود بھیجتا ہوگا اگرچہ اللہ تعالیٰ اور فرشتے میرے حق میں کافی تھے لیکن اس نے مسلمانوں کو اس کے ساتھ خاص کیا تاکہ ان کو اس پر ثواب دیا جائے۔

اصبہانی نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجنا غلام کو آزاد کرنے سے افضل ہے اور رسول اللہ ﷺ سے محبت کرنا جانوں سے زیادہ افضل ہے یا یہ فرمایا کہ فی سبیل اللہ تلوار چلانے سے افضل ہے۔

بزار و اصبہانی نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگ مجھ کو شتر سوار کے پیالہ کی مانند نہ بناؤ کیونکہ شتر سوار اپنے پیالہ میں پانی بھر کر رکھ لیتا ہے جب اسے پینے کی ضرورت ہوتی ہے تو پی لیتا ہے یا وضو کی ضرورت ہوتی ہے تو وضو کر لیتا ہے ورنہ اسے بہا دیتا ہے لیکن تم لوگ مجھے اول دعا، درمیان دعا اور آخر دعا میں رکھو۔

اصبہانی نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی دعا نہیں ہے مگر یہ کہ اس کے اور آسمان کے درمیان حجاب ہوتا ہے یہاں تک کہ جب نبی کریم ﷺ اور آل محمد پر درود بھیجتا ہے تو اس وقت وہ حجاب پھٹ جاتا

ہے اور دعا داخل ہو جاتی ہے اور اگر اس نے درود نہ پڑھا تو وہ دعا لوٹ آتی ہے۔

ترمذی نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ دعا آسمان وزمین کے درمیان موقوف رہتی ہے اور اس کا کوئی کلمہ اوپر نہیں جاتا جب تک کہ تم اپنے نبی پر درود نہ پڑھو۔

قاضی اسماعیل نے سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا ہر وہ دعا جس کے اول میں درود نہ پڑھا جائے وہ آسمان وزمین کے درمیان معلق رہتی ہے۔

طبرانی نے بسند جید ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے صبح کے وقت دس مرتبہ مجھ پر درود شریف پڑھا اور شام کو دس مرتبہ پڑھا تو اسے روز قیامت میری شفاعت میسر آئے گی۔

بیہقی نے الشعب میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات میں مجھ پر بکثرت درود بھیجا کرو تو جس نے اس پر عمل کیا میں اس کے لئے روز قیامت گواہ اور شفیع ہوں گا۔

طبرانی نے حضرت عبدالرحمن بن سمرہ سے ''حدیث الرویا'' میں روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنی امت کا ایک شخص دیکھا کہ وہ صراط پر اس طرح کانپ رہا تھا جس طرح کھجور کی شاخ کانپتی ہے تو اس کے پاس وہ درود آیا جو اس نے مجھ پر بھیجا تھا اور اس کا کانپنا ختم کر دیا۔

دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی کہ جو مجھ پر کثرت کے ساتھ درود بھیجے گا وہ عرش کے زیر سایہ ہوگا۔

بیہقی نے بسند حسن ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن و رات میں مجھ پر بکثرت درود بھیجو کیونکہ میری امت کا درود ہر جمعہ کے دن میرے حضور پیش کیا جائے گا اور وہ بلحاظ منزلت میں مجھ سے بہت قریب ہوگا۔

ابوعبداللہ نمیری نے فضل الصلوۃ میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے عرش کی فراخی میں ایک جگہ آدم علیہ السلام کے لئے ہوگی اور وہ دو سبز کپڑے پہنے ہوں گے۔ گویا کہ وہ کھجور کے سبز درخت کی مانند طویل نظر آئیں گے اور وہ اپنی ہر اس اولاد کو دیکھتے ہوں گے۔ جس کو جنت کی طرف لے جایا جائے گا اور وہ ہر اس اولاد کو دیکھتے ہوں گے جس کو جہنم کی طرف لے جایا جائے گا تو آدم علیہ السلام جب یہ منظر دیکھتے ہوں گے کہ اچانک وہ دیکھیں گے کہ ایک امت محمدیہ کو جہنم کی طرف لے جایا جا رہا ہے تو حضرت آدم آواز دیں گے اے احمد! اے احمد! حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے لبیک یا ابوالبشر۔ وہ کہیں گے وہ مرد آپ کی امت کا ہے اسے جہنم کی طرف لے جایا جا رہا ہے تو میں اپنی کمر باندھ کر تیزی کے ساتھ فرشتوں کے پیچھے جاؤں گا اور فرماؤں گا اے میرے رب کے قاصدو! ٹھہر جاؤ۔ وہ فرشتے کہیں گے ہم وہ درشت خو اور سختی کرنے والے ہیں کہ ہم اللہ کی نافرمانی اس میں نہیں کرتے جو وہ ہمیں حکم فرمائے اور ہم وہی کرتے ہیں جس کا ہمیں حکم ہوتا ہے تو جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرشتوں سے مایوس ہو جائیں گے تو اپنی ریش مبارک پر اپنا بایاں ہاتھ رکھیں گے اور اپنا چہرہ انور عرش کے روبرو فرمائیں گے اور بارگاہ الٰہی میں عرض کریں گے اے میرے رب! تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ تو میری امت کے حق میں مجھے رسوا نہ کرے گا تو عرش کے پاس سے ندا آئے گی

اے فرشتو! محمد ﷺ کی اطاعت کرو اور اس بندے کو مقام کی طرف واپس لے آؤ' پھر میں اپنی آغوش سے سفید چمکتا ہوا کاغذ کا پرزہ نکالوں گا جو انگلی کے پورے کے برابر ہوگا اور اسے میں ترازو کے پلڑے میں رکھوں گا اور میں کہوں گا "بسم اللہ" تو نیکیاں بدیوں پر وزنی ہو جائیں گی۔ اس وقت یہ ندا ہوگی "سعد و سعد جده ثقلت موازنيه" یہ سعید ہو گیا اس کی کوشش سعید ہوئی اور اس کا وزن بھاری ہو گیا۔ اس وقت میں فرماؤں گا اے میرے رب کے قاصدو! ٹھہر جاؤ تاکہ میں اس بندے سے جو اس کے رب کے نزدیک عزت والا ہے استفسار کروں۔ اس پر وہ بندہ اکرم الانبیاء سے عرض کرے گا۔ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ آپ کا چہرہ کتنا حسین ہے اور آپ کا خلق کتنا اچھا ہے۔ آپ کون ہیں کہ آپ نے میرے گناہوں کے بوجھ کو ہلکا کیا اور میرے آنسوؤں پر آپ نے رحم فرمایا۔ حضور ﷺ فرمائیں گے میں تیرا نبی محمد ﷺ ہوں اور یہ تیرا وہ درود ہے جو تو مجھ پر پڑھتا تھا۔ اس نے تیری اس ضرورت کو پورا کر دیا جس کا تو حاجت مند تھا۔

الاصبہانی نے ابن مسعود سے مرفوعاً روایت کی کہ جب تم میں سے کوئی اپنے وضو سے فارغ ہو تو اسے چاہیے کہ وہ "لا الہ الا اللہ و ان محمداً عبدہ و رسولہ" کی شہادت دے پھر وہ مجھ پر درود بھیجے۔ جس وقت اس نے یہ کہا تو اس کے لئے رحمت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے۔

الاصبہانی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص کتاب میں مجھ پر درود پڑھے گا اور جب تک اس کتاب میں میرا نام رہے گا فرشتے اس کے لئے استغفار کرتے رہیں گے نیز انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت کی ہے کہ وہ درود اس کے لئے ہمیشہ جاری رہے گا۔

الاصبہانی نے کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ اللہ عزوجل نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ اے موسیٰ کیا تم اس کو پسند کرتے ہو کہ روز قیامت تمہیں تشنگی نہ ہو؟ انہوں نے کہا میں نے ابو علی الحسن بن عیینہ کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا کہ ان کے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں پر سونے کے رنگ سے کچھ لکھا ہوا ہے۔ میں نے ان کی بابت ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا اے میرے فرزند! میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث کی کتابت کے وقت "ﷺ" لکھا کرتا تھا یہ میرے اس لکھنے کے سبب مکتوب ہے۔ ﷺ۔

آپ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کا منصب شریف آپ کے لئے دعا میں رحمت کی دعا مانگنے سے بزرگ تر ہے۔ عبداللہ نے فرمایا کہ کسی کے لئے جائز نہیں ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کا ذکر مبارک ہو تو وہ "رحمہ اللہ" کہے۔ اس لئے کہ حضور اکرم ﷺ نے "من صلی علی" (جس نے مجھ پر درود پڑھا) فرمایا ہے اور "من ترحم علی" (جس نے مجھ پر رحمت کی دعا کی) نہیں فرمایا اور نہ آپ نے "من دعا لی" (جس نے میرے لئے دعا مانگی) فرمایا ہے۔ اگرچہ درود و صلوٰۃ کے معنی رحمت ہیں لیکن اس لفظ صلوٰۃ کو آپ کی تعظیم کے لئے خاص کیا گیا ہے۔ لہٰذا اس لفظ کے سوا کسی اور لفظ کی طرف عدول نہ کیا جائے گا اور اس کی تائید اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد بھی کر رہا ہے کہ "لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا" انتہیٰ۔

ابن حجر نے ارشاد ... فرمایا وہ بحث عمدہ ہے اور اسی کی مانند قاضی ابو بکر بن العربی نے مالکیہ سے اور صیدلانی نے شافعیہ

سے نقل کیا ہے اور ابوالقاسم انصاری شارح الارشاد نے فرمایا کہ لفظ رحمت کو صلوٰۃ کی طرف مضاف کر کے کہنا جائز ہے اور محض لفظ رحمت کہنا جائز نہیں ہے اور الذخیرہ میں جو کہ حنفی کتب میں سے ہے امام محمد سے منقول ہے کہ چونکہ لفظ رحمت میں نقص کا وہم ہوتا ہے اس لئے یہ مکروہ ہے کیونکہ رحمت اکثر اسی فعل کے لئے ہوتی ہے جس پر ملامت کی جاتی ہے۔

حضور اکرم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ لفظ صلوٰۃ کے ساتھ جس پر چاہیں صلوٰۃ فرمائیں۔ آپ کے سوا کسی کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ صلوٰۃ کا لفظ استعمال کرے بجز نبی یا فرشتہ کے اوپر۔

شیخین نے عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں جب کوئی قوم اپنے صدقات لاتی تو آپ ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْھِمْ'' کے ساتھ دعا فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ جب میرے والد اپنا صدقہ لائے تو آپ نے فرمایا ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْھِمْ آلِ اَوْفٰی''

ابن سعد اور قاضی اسماعیل اور بیہقی نے سنن میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے یہاں تشریف لائے تو میری بیوی نے عرض کیا کہ یا رسول ﷺ اللہ مجھ پر اور میرے شوہر پر صلوٰۃ فرمایئے۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا ''صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَعَلٰی زَوْجِکَ۔''

قاضی اسماعیل اور بیہقی نے سنن میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ کسی پر تمہارا صلوٰۃ کہنا درست نہیں ہے صرف رسول اللہ ﷺ پر صلوٰۃ بھیجی جائے۔ لیکن مسلمان مرد و عورت کے لئے استغفار کی دعا کی جائے۔ ہمارے اصحاب شوافع نے کہا ہے کہ ابتداً غیر انبیاء پر صلوٰۃ کا استعمال مکروہ ہے اور ایک قول کے بموجب حرام ہے۔ شیخ جوینی نے فرمایا سلام معنی میں الصلوٰۃ کے ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں لفظوں کو ملایا ہے بہذا غیر انبیاء کے غائب پر سلام نہ بھیجا جائے (یعنی علیہ السلام نہ کہا جائے) اور بر سبیل خطاب لفظ سلام کے استعمال میں مضائقہ نہیں ہے خواہ زندہ مسلمان کے لئے ہو خواہ میت مسلمان کے لئے۔

آپ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ احکام میں سے جس کے لئے جو حکم چاہیں خاص فرمائیں۔

ابوداؤد و نسائی نے بطریق عمارہ بن خزیمہ انصاری ان کے چچا سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مرد اعرابی سے ایک گھوڑا خریدا اور اسے اپنے پیچھے آنے کے لئے فرمایا تاکہ قیمت ادا کر دی جائے۔ حضور ﷺ تیز رفتاری سے چلے اور وہ اعرابی آہستہ چلا۔ لوگ اعرابی کے پاس سامنے سے گزرنے لگے اور اس سے گھوڑے کا سودا کرنے لگے ان لوگوں کو یہ معلوم نہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے خرید لیا ہے یہاں تک کہ کسی نے گھوڑے کی قیمت اس اعرابی سے اس قیمت سے زیادہ زیادہ لگائی جس پر اس نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ فروخت کیا تھا۔ جب اس کی قیمت زیادہ ہو گئی تو اس اعرابی نے رسول اللہ ﷺ کو آواز دی اور اس نے کہا اگر آپ اس گھوڑے کو خریدنا چاہتے ہیں تو اسے خرید لیں ورنہ میں اسے فروخت کئے دیتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے جب اس اعرابی کی آواز سنی تو کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ وہ اعرابی آپ کے پاس آ گیا۔ آپ نے اس سے فرمایا کیا میں نے یہ گھوڑا تجھ سے خرید نہیں لیا ہے؟ اعرابی نے کہا خدا کی قسم نہیں۔ میں نے آپ کے ہاتھ فروخت نہیں کیا ہے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے کہا کہ بیشک میں نے اس کو تجھ سے خرید لیا ہے یہ سن کر لوگ جمع ہونے لگے اور وہ رسول اللہ ﷺ اور اعرابی کے گرد اکٹھے ہو گئے اور دونوں اسے ار

کرنے لگے اور وہ اعرابی کہنے لگا آپ گواہ لایئے جو اس کی گواہی دے کہ میں نے آپ کے ہاتھ فروخت کر دیا ہے اور مسلمانوں میں سے جو آتا وہ اس اعرابی سے کہتا تجھ پر افسوس ہے رسول اللہ ﷺ نہیں فرماتے مگر حق۔ یہاں تک کہ حضرت خزیمہ آئے۔ انہوں نے جب رسول اللہ ﷺ کا مراجعت فرمانا سنا اور اعرابی کا یہ اصرار کہ کوئی گواہ لائے جو اس کی گواہی دے کہ میں نے آپ کے ہاتھ فروخت کر دیا ہے تو حضرت خزیمہ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ تو نے گھوڑے کو فروخت کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ حضرت خزیمہ کے روبرو آئے اور فرمایا تم کس بنا پر گواہی دیتے ہو۔ حضرت خزیمہ نے کہا یا رسول ﷺ اللہ! آپ کی تصدیق کی بنا پر اور رسول اللہ ﷺ نے حضرت خزیمہ کی ایک شہادت کو دو شخصوں کی شہادتوں کے برابر اور دو کے قائم مقام قرار دے دی۔

ابن ابی اسامہ نے مسند میں نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک اعرابی سے گھوڑا خریدا۔ اعرابی نے فروخت سے جانے سے انکار کیا تو خزیمہ بن ثابت آئے اور انہوں نے کہا اے اعرابی! میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ تو نے گھوڑا فروخت کر دیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے خزیمہ ہم نے تو تم کو گواہ نہیں بنایا تم کیسے گواہی دیتے ہو۔ حضرت خزیمہ نے کہا کہ میں آپ کی تصدیق آسمانی خبروں پر کرتا ہوں تو میں تصدیق اس اعرابی پر کیوں نہ کروں پھر نبی کریم ﷺ نے ان کی شہادت کو دو مردوں کی شہادت کے برابر قرار دے دیا۔ اسلام میں کسی مرد کے لئے یہ جائز نہ ہوا کہ اس کی شہادت دو آدمیوں کی شہادت قرار دی گئی ہو بجز خزیمہ بخاری نے اپنی تاریخ میں خزیمہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا خزیمہ جس کے حق میں گواہی دیں یا جس کے خلاف گواہی دیں تو ان کی صرف ایک گواہی درست اور کافی ہے۔

شیخین نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے قربانی کے دن ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا جو شخص ہماری طرح نماز پڑھے گا اور ہماری طرح قربانی دے گا تو اس کی قربانی ہو جائے گی۔ اور جس نے نماز سے پہلے قربانی کی تو وہ بکری کا گوشت ہے یہ سن کر ابو بردہ بن دینار کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں نے نماز کی طرف نکلنے سے پہلے قربانی کر لی ہے اور میں جانتا ہوں آج کا دن کھانے پینے کا دن ہے تو میں نے عجلت کی اور خود بھی کھایا اور اپنے گھر والوں اور ہمسایوں کو بھی کھلایا اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ بکری کا گوشت ہے۔ ابو بردہ نے عرض کیا میرے پاس دو ماہہ اونٹ کا بچہ ہے اور وہ دو بکریوں کے گوشت سے اچھا ہے تو کیا وہ میری طرف سے کفایت کرے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں تمہارے لئے کفایت کرے گا اور تمہارے بعد کسی کے لئے دو ماہہ بچہ کافی نہ ہوگا۔ ۱

مسلم نے ام عطیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا جب آیہ کریمہ "يُبَايِعْنَكَ عَلَىٰ أَن لَّا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا (۲) وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ" "الآیہ نازل ہوئی تو انہوں نے کہا عام لوگوں کو نوحہ گری کی عادت تھی۔ اس پر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس حکم سے فلاں خاندان کو مستثنیٰ فرما دیجئے کیونکہ وہ جاہلیت میں میری مدد کرتے تھے۔ اب ضروری ہے کہ میں ان کی مدد کروں۔ حضور ﷺ نے فرمایا فلاں خاندان مستثنیٰ ہے۔ امام نووی نے فرمایا یہ استثناء ام عطیہ کے خاص فلاں خاندان کے بارے میں رخصت چاہنے پر مخصوص ہے اور شارع علیہ السلام کو اختیار ہے عموم میں سے جو چاہیں خاص فرما دیں۔

ابن سعد و حاکم نے عمرہ بنت عبدالرحمن سے انہوں نے ابو حذیفہ کی بیوی سہلہ سے روایت کی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ

سے ابوحذیفہ کے غلام سالم کی بابت ذکر کیا کہ وہ ان کے گھر میں آتا جاتا ہے۔ حضور ﷺ نے ان سے فرمایا اسے اپنا دودھ پلا دو۔ تو انہوں نے اس کو دودھ پلا دیا حالانکہ وہ غلام مرد کبیر تھا اور اس کے بعد وہ جنگ بدر میں حاضر ہوا ہے۔

اور شیخین نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی تمام ازواج مطہرات نے اس کا انکار کیا کہ کوئی شخص ایسی رضاعت کی بنا پر ان میں سے کسی کے پاس اندر آئے۔ انہوں نے کہا کہ یہ رخصت رسول اللہ ﷺ کی طرف سے سالم کے لئے خاص تھی اور ایک روایت میں ہے کہ سہلہ بنت سہیل کے لئے خاص تھی اور حاکم نے ربیعہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ یہ رخصت صرف عالم کے لئے تھی۔

ابن سعد نے اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ جب حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم تین دن تک سوگ کے کپڑے پہنو اس کے بعد تم جو چاہے کرو۔

ابن سعد نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے حلال ہونے سے پہلے اپنے صدقے کی عجلت کے واسطے دریافت کیا تو حضور ﷺ نے اس بارے میں ان کو رخصت عطا فرمائی۔

ابن سعد نے حکم بن عیینہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباس کی جانب سے دو سال کے صدقہ میں عجلت فرمائی۔

سعید بن منصور نے ابوالنعمان ازدی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک عورت کا ایک سورۂ قرآنی پر نکاح کر دیا اور فرمایا تمہارے بعد کسی کے لئے سورۂ قرآنی مہر نہ ہوگا۔ یہ حدیث مرسل ہے اور اس میں غیر معروف راوی ہے اور ابوداؤد نے مکحول سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی کے لئے یہ جائز نہیں ہے اور ابن عوانہ نے لیث بن سعد سے اس کی مانند روایت کی۔

ابن سعد نے جعفر بن محمد سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ ام ایمن کی عادت تھی کہ جب وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آتیں تو وہ "**سلام لا علیکم**" کہا کرتی تھیں نبی کریم ﷺ نے ان کو اجازت عطا فرمائی کہ وہ صرف "السلام" کہا کریں۔ ایک اور روایت میں ہے کہ ام ایمن کی زبان میں لکنت تھی۔

ابن سعد نے منذر ثوری سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت طلحہ کے درمیان تیز کلامی ہوئی اور حضرت طلحہ نے ان سے کہا اے علی جیسی جرات آپ نے رسول اللہ ﷺ پر کی ہے مجھ میں وہ جرات نہیں ہے کہ آپ نے حضور ﷺ کے نام اور حضور ﷺ کی کنیت کو ایک میں جمع کر دیا ہے حالانکہ نبی کریم ﷺ نے اپنے بعد اپنی امت کے کسی فرد میں ان دونوں کو جمع کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اس پر حضرت علی نے قریش کی ایک جماعت کو بلایا اور ان قریشیوں نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عنقریب میرے بعد تم میں سے ایک فرزند پیدا ہوگا میں نے اپنا نام اور اپنی کنیت اس بچہ کو عطا کر دی ہے اس کے بعد میری امت میں سے کسی کے لئے ایسا کرنا جائز نہ ہوگا۔

ابن سعد نے بطریق منذر ثوری روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے۔ انہوں نے فرمایا حضر—

علی مرتضیٰ کے لئے رخصت تھی۔ حضرت علی مرتضیٰ نے عرض کیا تھا یا رسول اللہ! اگر آپ کے بعد میرا کوئی فرزند پیدا ہوا تو میں اس کا نام آپ کے نام پر اور اس کی کنیت آپ کی کنیت پر رکھوں گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے۔

آپ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ جس کے درمیان چاہتے مواخات فرماتے اور ان کے درمیان وراثت قائم کرتے اور یہ بات آپ کے سوا کسی کے لئے جائز نہیں ہے کہ وراثت دلائے۔

ابن ابی حاتم نے علی بن رباح سے ارشاد باری تعالیٰ "والذین عقدت ایمانکم" کے تحت روایت کی۔ انہوں نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جن کے درمیان رسول اللہ ﷺ نے مواخات کی رو رکھی تھی جب کوئی قریبی رشتہ میں نہ آتا جو ان کے درمیان حائل ہو جاتا تو وہ ان وارث کا حصہ پاتے تھے۔ انہوں نے کہا یہ بات آج مفقود ہے۔ یہ جماعت ان خاص لوگوں کی تھی جن کے درمیان رسول اللہ ﷺ نے مواخات قائم کی تھی اور وہ بات منقطع ہوگئی اور یہ امر کسی کے لئے جائز نہ ہوگا صرف نبی کریم ﷺ کے لئے ہی تھی۔ تو آپ نے انصار و مہاجرین کے درمیان مواخات فرمائی تھی اور آج کسی کے درمیان مواخات نہیں ہے۔

مسجد نبوی ﷺ کی محراب نمازی کیلئے محراب کعبہ کی طرح ہے

ہمارے اصحاب شافعیہ نے کہا ہے کہ جو شخص مدینہ منورہ میں نماز پڑھے تو اس کے حق میں رسول اللہ ﷺ کی محراب کعبہ کی مانند ہے۔ اس سے عدول و انحراف کسی حال میں اجتہاد کے ذریعہ جائز نہیں ہے اور یہی حکم ان تمام مقامات کا ہے جہاں رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی ہے اور اس باب میں تیامن و تیاسر بھی داخل ہیں اور باقی میں اجتہاد جائز نہیں ہے بخلاف تمام شہروں کے کہ ان میں تیامن و تیاسر میں اجتہاد جائز ہوگا۔ یہ قول اصح وجوہ پر ہے۔

حضور ﷺ کی نسبت سے آپ کی اولاد ازواج اور آپ کے اہل بیت کا شرف:

وہ شرافت و بزرگی جس کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کی وجہ سے آپ کی اولاد' آپ کی ازواج' آپ کی اہل بیت' آپ کے اصحاب اور آپ کے قبیلہ کو مشرف فرمایا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا ○ (پ ۲۲ ع ۱)

اور اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرما دے اور تمہیں پاک کرکے خوب ستھرا کر دے۔

اور فرمایا

ومن یقنت منکن للہ ورسولہ وتعمل صالحا نؤتھا اجرھا مرتین ○ (پ ۲۲ ع ۱)

اور جو تم میں فرماں بردار ہے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا اور اچھا کام کرے ہم اسے اوروں سے دونا اجر دیں گے۔

طبرانی نے ام سلمہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میرے گھر میں "انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت" نازل ہوئی۔ حضور نے علی' فاطمہ اور ان کے دونوں فرزندوں کو بلا کر فرمایا کہ یہ لوگ میرے اہل بیت (نسب) ہیں۔

طبرانی نے حذیفہ سے مرفوع روایت کی انہوں نے کہا کہ آسمان کے ایک فرشتے نے خالق عالم اللہ رب العالمین سے اجازت

چاہی کہ مجھے آ کر سلام کرے تو اس نے آ کر مجھے بشارت دی کہ سیدہ فاطمۃ الزہرا ''سیدۃ نساء اہل جنت'' ہیں۔

حاکم نے علی مرتضٰے رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا جب قیامت کا دن ہو گا تو حجابات کے اس طرف سے منادی ندا کرے گا کہ اے اہل محشر اپنی نگاہوں کو نیچے کر لو تا کہ حضرت فاطمہ گزر جائیں۔ اور وہ اس حال میں گزریں گی کہ ان کے جسم پر دو سبز چادریں ہوں گی۔

حاکم نے حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے غضب کرنے سے غضب فرماتا ہے اور تمہارے خوش ہونے سے خوش ہوتا ہے۔

حاکم نے صحیح بتا کر ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فاطمہ سیدۃ نساء اہل جنت ہیں بجز مریم بنت عمران کے۔

حاکم نے صحیح بتا کر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض میں حضرت فاطمہ سے فرمایا کیا تم خوش نہیں کہ تم سیدۃ نساء عالم اور سیدۃ نساء مومنین اور اس امت کی عورتوں کی سردار ہو۔

ابن سعد نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فرزند حضرت ابراہیم کی نماز جنازہ پڑھی اور فرمایا ان کے لیے دودھ پلانے والی ہے جو جنت میں ان کا دودھ پورا کرے گی۔ اور ابراہیم صدیق ہیں۔

ابن سعد نے براء رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابراہیم کے لیے جنت میں دودھ پلانے والی ہے جو ان کی بقیہ رضاعت کو تمام کرے گی اور فرمایا کہ ابراہیم صدیق و شہید ہیں۔

ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند حضرت ابراہیم نے وفات پائی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ پڑھی۔ اور فرمایا ان کے لیے جنت میں دودھ پلانے والی ایک دایہ ہے۔ اور اگر ابراہیم زندہ رہتے تو وہ یقیناً وہ صدیق و نبی ہوتے اور ان کے ماموں قبطی لوگ آزاد ہو جاتے اور کوئی قبطی غلام نہ رہتا۔

ابن سعد نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسن و حسین جنتی جوانوں کے سردار ہیں سوائے دو خالہ کے بیٹوں کے۔ حاکم نے اس کی مثل ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

حاکم نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس جبریل آئے اور انہوں نے کہا کہ حسن و حسین جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔

حارث بن ابی اسامہ نے محمد بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس امام حسن و حسین نے کشتی لڑی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے حسن جلدی کرو۔ حضرت فاطمہ نے حضور سے عرض کیا یا رسول اللہ آپ حسن کی مدد فرماتے ہیں۔ گویا وہ آپ کو حسین سے زیادہ محبوب ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبریل علیہ السلام حسین کی مدد کر رہے ہیں اور میں محبوب رکھتا ہوں کہ میں حسن کی مدد کروں۔ یہ حدیث مرسل ہے۔

ابن عساکر نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ امام حسن و حسین کے بازوؤں میں دو تعویذ تھے۔ ان میں جبریل

سے بازوؤں کے پروں میں سے چھوٹے پر تھے۔

امام احمد و حاکم نے صحیح قرار دیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنتی عورتوں میں افضل حضرت خدیجہ بنت خویلد اور فاطمہ بنت محمد اور مریم بنت عمران اور آسیہ بنت مزاحم ہیں۔

حاکم نے صحیح بتا کر انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم کو جہان کی عورتوں میں سے چار عورتیں کافی ہیں۔ مریم، آسیہ (فرعون کی بیوی) خدیجہ اور فاطمہ رضی اللہ عنہن۔

حاکم نے صحیح بتا کر ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عبدالمطلب کی اولاد میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا ہے کہ تم میں جو قائم ہے وہ ثابت قدم رہے۔ اور جو گمراہ ہے اسے ہدایت دے اور جو جاہل ہے اسے علم دے اور یہ دعا کی ہے کہ تم کو سخی بہادر رحم دل بنائے۔ اگر کسی شخص نے رکن اور مقام کے درمیان صف بستہ ہو کر نماز پڑھی اور روزے رکھے پھر وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے کہ وہ اہل بیت محمد ﷺ سے بغض و عداوت رکھے تو وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

حاکم نے صحیح بتا کر ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم اہل بیت سے کوئی شخص بغض نہ رکھے گا مگر اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں داخل کرے گا۔

ابو یعلیٰ، بزار اور حاکم نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا آگاہ رہو بلاشبہ میرے اہل بیت کی مثال تم میں سفینہ نوح کی مانند ہے۔ تو جو اس میں سوار ہوا اس نے نجات پائی اور جو پیچھے رہ گیا غرق ہو گیا۔

ترمذی نے حسن بتا کر اور حاکم نے صحیح بتا کر زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں تم میں دو وزنی چیزیں چھوڑ رہا ہوں۔ کتاب اللہ اور میری اہل بیت۔

حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا زمین والوں کے لیے ستارے غرق سے امان ہیں اور میری اہل بیت میری امت کے لیے اختلاف سے امان ہے۔ اور جب کوئی قبیلہ ان کی مخالفت کرے گا تو ان میں اختلاف رونما ہو جائے گا۔ اور وہ شیطانی گروہ بن جائے گا۔ اور ابو یعلیٰ و ابن ابی شیبہ نے سلمہ بن اکوع سے اسے روایت کیا ہے۔

حاکم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے رب نے میری اہل بیت کے بارے میں مجھ سے وعدہ کیا ہے جو ان میں سے توحید اور میری تبلیغ کے ساتھ ثابت قدم رہے گا اللہ تعالیٰ ان کو عذاب نہ دے گا۔

حاکم نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت حمزہ سید الشہداء ہیں۔

حاکم نے عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت کے نوجوانوں کے سردار ابوسفیان بن الحارث ہیں۔ حارث عبدالمطلب کے فرزند ہیں اور ابوسفیان نبی کریم ﷺ کے چچا کے فرزند ہیں۔

طبرانی نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر شخص اپنے بھائی کے لیے اپنی جگہ سے اٹھتا ہے مگر بنی ہاشم کسی کے لیے نہیں کھڑے ہوں گے۔

ابن عساکر نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی شخص اپنی جگہ سے نہ کھڑا ہو مگر امام

حسن یا امام حسین یا ان دونوں کی اولاد کے لیے۔

ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کو گالی نہ دو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر تم میں سے کوئی کوہ احد کے برابر سونا راہ خدا میں خرچ کرے تو ان کے کسی ایک کی فضیلت کو نہ پائے گا اور نہ ان کی نصف فضیلت کو۔

طیالسی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کسی کے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو اور وہ اسے راہ خدا میں خرچ کرے اور بیواؤں مسکینوں اور یتیموں میں خرچ کرے تاکہ میرے صحابی کے کسی شخص کے دن کی ایک گھڑی کی فضیلت کو حاصل کر سکے تو وہ کبھی اسے حاصل نہ کر سکے گا۔

ابن ابی عمر نے اپنی مسند میں بروایت انس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی آپ نے فرمایا میری امت میں میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کی مثال ستاروں جیسی ہے جس سے لوگ رستہ کی رہنمائی حاصل کرتے ہیں جب ستارے غائب ہوتے ہیں تو حیران رہ جاتے ہیں۔

عبد بن حمید نے اپنی مسند میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کی مثال ستاروں کی مانند ہے۔ جس سے لوگ رستہ کی رہنمائی حاصل کرتے ہیں تو جس کسی صحابی کے قول کے ساتھ تم لوگ عمل کرو گے تم ہدایت پا جاؤ گے۔

ابو یعلی و بزار نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کی مثال کھانے میں نمک کی مانند ہے کیونکہ کھانا بغیر نمک کے درست نہیں ہوتا۔

ابن منیع اور طبرانی نے اوسط میں بروایت حذیفہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا میرے بعد میرے صحابہ رضی اللہ عنہم سے ضرور لغزش ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ان کی لغزش کو ان کے سابقہ اعمال کے سبب جو میرے ساتھ کئے ہیں بخش دے گا۔ اور میرے بعد کے لوگ اس لغزش پر عمل کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو جہنم میں منہ کے بل اوندھا ڈالے گا۔

ابن منیع نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے قرابت داروں اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کو چھوڑ دو کیونکہ جس نے ان کے حق میں میری حفاظت کی تو اس کے ساتھ اللہ کی جانب سے ایک محافظ ہوگا اور جس نے ان کے حق میں میری حفاظت نہ کی اللہ تعالیٰ اس سے جدا ہو جائے گا۔ اور جس سے اللہ تعالیٰ جدا ہو جائے قریب ہے کہ وہ اسے گرفت میں لے لے۔

ابن عساکر نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی نبی نہیں مگر میری امت میں اس کا نظیر ہے تو حضرت ابو بکر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نظیر ہیں اور حضرت عمر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نظیر ہیں اور حضرت عثمان حضرت ہارون علیہ السلام کی نظیر ہیں اور حضرت علی مرتضیٰ میری نظیر ہیں۔ اور جو اس سے خوش ہوتا ہے کہ وہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو دیکھے تو اسے چاہیے کہ وہ ابو ذر کو دیکھے۔

ابن عساکر نے بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے جو کوئی جس

شہر میں فوت ہوگا تو وہ اس شہر کے مسلمانوں کا قائد اور ان کا امام اور روز قیامت ان کا نور ہوگا۔

نیز انہوں نے حضرت علی مرتضیٰ سے مرفوعاً روایت کی کہ میرا کوئی ایک صحابی جس شہر میں فوت ہوگا وہ ان کیلئے نور ہوگا اور اللہ تعالیٰ روز قیامت اس صحابی کو اس شان سے اٹھائے گا کہ وہ اس شہر والوں کا سردار ہوگا۔

دارقطنی نے سنن میں علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ وہ اہل بدر پر چھ تکبیریں اور اصحاب نبی پر پانچ تکبیریں اور دیگر تمام لوگوں پر (نماز جنازہ میں) چار تکبیریں کہتے تھے۔

حسن بن سفیان نے بطریق ابوالزاہریہ حلبیس سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قریش وہ چیز عطا کی گئی ہے جو لوگوں میں سے کسی کو عطا نہ ہوئی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے کہ آپ کے تمام أصحاب کرام رضی اللہ عنہم عادل ہیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے کہ آپ کے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم عادل ہیں۔ اس پر ان علماء کا اجماع ہے جو معتبر ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کی عدالت پر بحث نہیں کی جائے گی۔ جس طرح کہ راویوں کی عدالت سے بحث کی جاتی ہے اور اس بحث کے نہ کرنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے استدلال کیا جاتا ہے کہ فرمایا "**خیر القرون قرنی**"۔

اور آپ کے خصائص میں سے ہے کہ جس نے ایک لحظہ کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی اس کے لیے صحابیت ثابت ہے۔ بخلاف صحابی کے ساتھ تابعی کے تابعی کے لیے اسم تابعی اس وقت تک ثابت نہ ہوگا جب تک کہ اس نے صحابی کے ساتھ طویل زمانے تک صحبت نہ رکھی ہو۔ یہ تعریف اہل اصول کے نزدیک اصح قول پر ہے۔ یہ فرق و امتیاز منصب نبوت کی عظمت اور اس کے نور کی وجہ سے ہے۔ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شان اعجاز تھی کہ احمق و نادان اعرابی پر آپ کی محض ایک نظر مبارک پڑتی تو وہ حکمت اور دانائی کی باتیں کرنے لگتا تھا۔ اور آپ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی حدیث مبارک کے حاملین کے چہرے میں تروتازگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کی وجہ سے رہتی ہے کہ "**نضر اللہ امرأ سمع مقالتی فوعاھا فاداھا الی من لم یسمعھا**"۔ اللہ تعالیٰ اس شخص کے چہرے کو تروتازہ رکھے جس نے میری حدیث سنی اور اسے محفوظ رکھا اور اس شخص کو پہنچایا جس نے اسے سنا نہ تھا۔ اور یہ علماء حدیث حفاظ اور امراء المومنین کے ساتھ ملقب ہوکر مخصوص ہوتے ہیں۔ خطیب نے فرمایا حافظ ایسا لقب ہے جس کے ساتھ علماء حدیث تمام علماء کے درمیان مختص ہوتے ہیں۔

طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے خدا میرے خلفاء پر رحمت نازل فرما کسی نے پوچھا یا رسول اللہ! آپ کے خلفاء کون ہیں؟ فرمایا وہ لوگ ہیں جو میرے بعد آئینگے جو میری حدیث اور میری سنت کو روایت کریں گے اور لوگوں کو ان کی تعلیم دیں گے۔

وہ معجزات جو حضور ﷺ کی حیات (ظاہری) کے بعد ظہور میں آئے

وہ معجزہ کہ حضور ﷺ نے وفات شریف کی خود خبر دی

امام احمد و ابو یعلیٰ اور طبرانی نے بسند صحیح واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا تم کو یہ زعم ہے کہ میں تم سب کے بعد وفات پاؤں گا آگاہ رہو میں تم سب سے پہلے وفات پاؤں گا اور تم میرے بعد وفات پاؤ گے۔ اور خبردار کیا کہ تم ایک دوسرے کو ہلاک کرو گے۔

بخاری نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ہر ماہ رمضان میں دس دن اعتکاف فرمایا کرتے تھے مگر جب وہ سال آیا جس میں آپ نے رحلت فرمائی تو بیس دن اعتکاف فرمایا اور جبریل علیہ السلام ہر رمضان میں آپ کے ساتھ قرآن کریم کا دور کرتے تھے مگر جب وہ سال آیا جس میں آپ نے رحلت فرمائی تو دو مرتبہ انہوں نے دور کرایا۔

شیخین نے حضرت عائشہ صدیقہ سے انہوں نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے راز میں باتیں فرمائیں اور فرمایا کہ جبریل علیہ السلام میرے ساتھ ہر سال ایک مرتبہ قرآن کا دور کرتے تھے مگر انہوں نے اس سال دو مرتبہ میرے ساتھ دور کیا۔ اور میرا خیال ہے کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ میری رحلت کا وقت آ گیا ہے۔

شیخین نے حضرت عائشہ صدیقہ نے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ فاطمہ کو اپنی اس تکلیف میں بلایا جس میں آپ نے رحلت فرمائی اور ان سے راز میں کچھ باتیں کیں تو وہ رونے لگیں۔ اس کے بعد ان کو پھر بلایا اور راز میں باتیں کیں اور وہ ہنسنے لگیں میں نے ان سے اس کی بابت پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے مجھے خبر دی کہ میں اپنی اس تکلیف میں رحلت کر جاؤں گا یہ سن کر میں رونے لگی۔ پھر حضور ﷺ نے مجھے یہ خبر دی کہ میں ان کی اہل بیت میں سے سب سے پہلے آپ سے آ کر ملوں گی تو یہ سن کر میں ہنسنے لگی۔

طبرانی و بیہقی نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے سیدہ فاطمہ کو اپنے مرض میں بلایا اور ان سے راز کی کچھ دیر باتیں فرمائیں اور وہ رونے لگیں اس کے بعد ان سے کچھ دیر اور راز میں باتیں فرمائیں اور وہ ہنسنے لگیں پھر میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا مجھے پہلی مرتبہ تو یہ خبر دی کہ جبریل علیہ السلام ہر سال ہر رمضان میں ایک مرتبہ قرآن کا دور کراتے تھے اور اس سال انہوں نے دو مرتبہ قرآن کا دور کرایا ہے اور مجھے خبر دی کہ کوئی نبی نہیں ہوا مگر اس کے بعد نبی آیا اور اس نے نصف عمر اس کے ساتھ گزاری اور نصف عمر اس کے بعد گزاری اور فرمایا اے بیٹی! مسلمان عورتوں میں سے کوئی عورت مصیبت میں تم سے اعظم نہیں ہے تو تم صبر میں ادنیٰ عورت نہ ہونا۔ اور دوسری مرتبہ جو مجھ سے راز میں گفتگو کی تو اس میں مجھے خبر دی کہ میں آپ کی اہل بیت میں سے سب سے پہلے ان کے ساتھ ملوں گی اور فرمایا تم جنت کی عورتوں کی سردار ہو بجز اس کے جو مریم بنت عمران سے تعلق رکھتی ہو اس بنا پر میں ہنسنے لگی۔

امام احمد، دارمی، طبرانی اور بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ جب "اِذَاجَآءَ نَصْرُاللّٰہِ وَالْفَتْحُ" نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے سیدہ فاطمہ کو بلایا اور فرمایا میں تم کو اپنی رحلت کی خبر دے رہا ہوں یہ سن کر وہ رونے لگیں۔ آپ نے فرمایا صبر کرو اور تم ہی میری اہل بیت میں سے سب سے پہلے مجھ سے ملنے والی ہو۔ اور وہ ہنسنے لگیں۔

بخاری نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت عمر نے ان سے "اِذَاجَآءَ نَصْرُاللّٰہِ وَالْفَتْحُ" کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا یہ رسول اللہ ﷺ کی رحلت کی خبر ہے اس پر حضرت عمر نے فرمایا خدا کی قسم! میں اس سے زیادہ نہیں جانتا جتنا کہ تم نے بتایا۔

شیخین نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا ایک بندہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے دنیا اور جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اس کے درمیان اختیار کرنے کو فرمایا تو اس بندے نے اس کو اختیار کیا جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رونے لگے۔ ہم سب نے ان کے رونے کو حیرت و تعجب سے دیکھا۔ یہ تو نبی کریم ﷺ تو ایک بندے کی خبر دے رہے ہیں کہ اس نے جو اختیار کیا ہے۔ پھر معلوم ہوا کہ وہ اختیار کرنے والے بندے رسول اللہ ﷺ تھے اور ابوبکر صدیق اس خبر کے جاننے میں ہم سب سے اعلم تھے۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا اے ابوبکر تم روؤ نہیں تمام لوگوں میں سے جس نے اپنی صحبت اور اپنے مال سے مجھے امن سے رکھا ہے وہ ابوبکر ہیں۔ اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو یقیناً ان کو بناتا لیکن میرے اور ان کے درمیان اسلامی اخوت ہے۔ مسجد میں کھلنے والے کسی دروازے کو باقی نہ رکھا جائے۔ اور اسے بند کر دیا جائے مگر ابوبکر کے دروازے کو باقی رکھا جائے۔

بیہقی نے ابومعلی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ ایک مرد کو اس کے رب نے اختیار دیا کہ چاہے تو وہ جتنی چاہے دنیا میں زندگی گزارے اور دنیا میں عیش کرے اور چاہے تو اللہ تعالیٰ سے ملاقی ہو جائے تو اس مرد نے اپنے رب کی ملاقات کو اختیار کیا۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر رونے لگے اور کہنے لگے بلکہ ہم آپ پر اپنے اموال اور اپنی اولاد کو قربان کر دیں گے۔

واقدی و بیہقی نے بطریق عائشہ بنت سعد، ام ذرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے انہوں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اس حال میں باہر تشریف لے گئے کہ آپ کے سر مبارک پر پٹی بندھی ہوئی تھی پھر آپ نے منبر شریف پر چڑھ کر فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے یقیناً میں اس وقت حوض کوثر پر کھڑا ہوں اللہ تعالیٰ نے ایک بندے کو دنیا اور جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اس کے درمیان اختیار دیا اس بندے نے اسے اختیار کیا جو اللہ کے پاس ہے۔ یہ سن کر ابوبکر رونے لگے اور عرض کرنے لگے بلکہ ہم آپ پر اپنے ماں باپ اور اپنی جان و مال قربان کر دیں گے۔ ابن ابی شیبہ نے المصنف میں ابو سعید خدری سے اس روایت کو ان لفظوں تک روایت کیا کہ میں اس گھڑی حوض کوثر پر بالیقین کھڑا ہوں۔

امام احمد وابن سعد، دارمی، حاکم اور بیہقی وطبرانی نے ابومویہبہ سے روایت کی جو رسول اللہ ﷺ کے غلام تھے۔ ابومویہبہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے ایک رات مجھے جگا کر فرمایا اے ابومویہبہ! مجھے حکم دیا گیا کہ ان بقیع والوں کے لیے اللہ تعالیٰ سے استغفار کروں تو میں حضور کے ساتھ چلا یہاں تک کہ آپ بقیع میں تشریف لائے اور دست اقدس اٹھا کر ان کے لیے استغفار فرمائی۔ اس

کے بعد فرمایا تمہیں مبارک ہو جس امن کی حالت میں تم نے صبح کی ہے جس امن کی حالت میں لوگوں نے صبح کی اب وہ وقت آ گیا کہ اندھیری رات کے ٹکڑوں کی مانند فتنے برپا ہوں گے ان فتنوں کے آخر اول فتنوں کے تعاقب میں آ رہے ہیں۔ آخری فتنہ پہلے فتنوں سے بہت بڑا ہے۔ اے ابومویہبہ مجھے دنیا کے خزانوں اور اس میں ہمیشہ رہنے کی کنجیاں دی گئیں اس کے بعد جنت کی۔ اور اس کے بعد لقاء رب کے درمیان مجھے اختیار دیا گیا تو میں نے اپنے رب کی لقا کو اختیار کیا ہے اس کے بعد حضور واپس تشریف لے آئے۔ جب صبح ہوئی تو آپ کو اس تکلیف کی ابتدا ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہم سے جدا فرمایا اور ابن سعد نے اس کی مانند ابورافع، نبی کریم ﷺ کے غلام سے حدیث روایت کی۔

بیہقی نے طاؤس سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی۔ اور مجھے خزانے عطا کئے گئے اور مجھے اختیار دیا گیا کہ میں زندہ رہ کر وہ سب کچھ دیکھوں جو میری امت پر فتوحات ہوں گی یا میں تعجیل کو اختیار کروں تو میں نے تعجیل کو اختیار کیا ہے۔

ابن سعد نے سالم بن ابو الجعد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ خواب کی حالت میں مجھے دنیا کی کنجیاں دی گئیں۔ اس کے بعد تمہارے نبی کو اچھے راستہ کی طرف بھیجا گیا۔ اور تم کو دنیا میں چھوڑ دیا گیا ہے کہ تم سرخ وزرد اور سفید حلوے کھاؤ۔

بخاری نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن تشریف لے گئے اور شہداء احد پر آپ نے میت کی نماز کی مانند نماز پڑھی اس کے بعد واپس منبر پر تشریف لائے اور فرمایا میں تمہارا پیش رو ہوں اور میں تمہارا گواہ ہوں خدا کی قسم میں اپنے حوض کو اس وقت دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانے کی کنجیاں دی گئی ہیں۔ خدا کی قسم میں تم سے اس بات کا خوف نہیں رکھتا کہ تم میرے بعد شرک کرو گے لیکن مجھے تم سے اس کا خوف ہے کہ تم (دنیا کے بارے میں) ایک دوسرے سے مقابلہ کرو گے۔

ابن سعد اور ابن راہویہ نے یحییٰ بن جعدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے فاطمہ! کوئی نبی مبعوث نہ ہوا مگر یہ کہ اس نبی نے جو اس کے بعد ہوا اس نے اس کی نصف عمر گزاری اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے چالیس سال گزارے۔ ابن حجر نے "المطالب العالیہ" میں فرمایا اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ حضرت عیسیٰ نے اپنی نبوت کے چالیس سال گزارے۔

ابن سعد نے ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر نبی نے آدھی عمر اس نبی کے ساتھ گزاری جو اس سے پہلے تھا۔ اور عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم میں چالیس سال گزارے۔

بخاری نے اپنی تاریخ میں زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ نے کوئی نبی مبعوث نہ فرمایا مگر اس نبی نے اپنی زندگی کی آدھی عمر اس نبی کے ساتھ گزاری جو اس سے پہلے نبی تھا۔

امام احمد وابن سعد وابویعلیٰ اور بیہقی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی عادت کریمہ تھی کہ جب بھی آپ میرے حجرے کے سامنے سے گزرتے تو میری طرف کوئی کلمہ ایسا فرماتے جس سے میری آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں اور ایک دن حضور گزرے تو کوئی کلمہ ارشاد نہ فرمایا۔ پھر میں نے اپنے سر پر پٹی باندھ لی اور اپنے بستر پر سو گئی۔ اس کے بعد

حضور تشریف لائے تو فرمایا اے عائشہ! کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میرے سر میں درد ہے۔ فرمایا میرے سر میں بھی درد ہے۔ "اور وارأساہ" فرمایا (دراصل تمہیں نہیں) بلکہ مجھے درد سر کی شکایت ہے۔ یہ اس دن کا واقعہ ہے جس دن جبریل علیہ السلام نے آپ کو خبر دی کہ آپ رحلت فرمانے والے ہیں۔

بزار نے عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ زمین مضبوط رسیوں کے ساتھ آسمان کی طرف کھچی رہی ہے۔ میں نے اپنا یہ خواب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا تو فرمایا یہ تمہارے بھتیجے کی وفات کی خبر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات کے دن اور مقام کی خبر دیدی تھی

وہ خبر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے دن اور اپنی جگہ کے بارے میں فرمائی۔ ابن عساکر نے مکحول رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال سے فرمایا کہ پیر کے دن کا روزہ بھی ترک نہ کرنا کیونکہ میں پیر کے دن پیدا ہوا۔ اور پیر کے دن ہی مجھ پر وحی نازل ہوئی اور پیر کے دن میں نے ہجرت کی اور پیر کے دن ہی میں وفات پاؤں گا۔

امام احمد وبیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پیر کے دن پیدا ہوئے۔ پیر کے دن نبوت کا اعلان کیا۔ پیر کے دن مکہ سے ہجرت کر کے باہر آئے پیر کے دن مدینہ طیبہ میں رونق افروز ہوئے۔ پیر کے دن مکہ فتح ہوا اور پیر کے دن وفات پائی۔

ابونعیم نے معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ منورہ مقام ہجرت ہے۔ اور اس کی زمین میری آرام گاہ ہے۔

زبیر بن بکار نے اخبار مدینہ میں الحسن سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ منورہ میری ہجرت کا مقام ہے اور یہیں میری وفات ہے اور اسی جگہ سے میرا حشر ہوگا۔ نیز انہوں نے عطاء بن یسار سے اس کی مثل مرسلا روایت کی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت کیساتھ شہادت کی فضیلت بھی عطا کی گئی

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت کے اعزاز وتکریم کے ساتھ شہادت کی فضیلت بھی عطا کی گئی۔

بخاری وبیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس مرض میں جس میں آپ نے رحلت فرمائی فرماتے تھے کہ میں اس لقمہ کی تکلیف ہمیشہ پاتا رہا ہوں جسے میں نے خیبر میں کھایا تھا۔ اور اب اس زہر کی وجہ سے رگ جاں کٹ رہی ہے۔

حاکم نے صحیح بتاکر ام بشر رضی اللہ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی اور میں نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اپنے نفس شریف پر آپ کس چیز کی نسبت فرماتے ہیں بلاشبہ میں اپنے بیٹے کے لیے اس کھانے کی نسبت کرتی ہوں جو اس نے آپ کے ساتھ خیبر میں کھایا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بھی اس کے سوا کسی اور چیز کی طرف نسبت نہیں کرتا اس وقت رگ جاں منقطع ہو رہی ہے۔

ابن سعد نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ بشر بن البراء کی والدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس مرض میں آئیں اس وقت آپ کو بخار تھا انہوں نے چھو کر عرض کیا میں نے جتنا بخار آپ میں پایا ہے اتنا میں نے کسی میں نہیں پایا۔ حضور نے فرمایا ہمارے لیے اتنا ہی اجر زیادہ ہوتا ہے جس قدر کہ ہم پر تکالیف زیادہ ہوتی ہیں۔ حضور نے دریافت فرمایا لوگ کیا کہتے ہیں؟ میں نے عرض کیا لوگ آپ کو ذات الجنب یعنی نمونیہ کا مرض گمان کرتے ہیں۔ حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی شان کے خلاف ہے کہ وہ ذات الجنب کو میرے اوپر مسلط کرے۔ اس لیے کہ وہ تو شیطان کا کچوکہ ہے۔ بات یہ ہے کہ وہ جو لقمہ میں نے کھایا تھا اور جسے تمہارے بیٹے نے بھی یوم خیبر کھایا تھا میں ہمیشہ اس کی تکلیف پاتا رہا ہوں۔ یہاں تک کہ اس وقت اس سے رگ جاں قطع ہو رہی ہے۔ اس بناء پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شہادت کی وفات ہے۔

امام احمد و ابن سعد اور ابویعلیٰ وطبرانی اور حاکم و بیہقی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ اگر میں نو مرتبہ یہ قسم اٹھاؤں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شہادت کی ہے تو اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں ایک مرتبہ یہ قسم اٹھاؤں کہ آپ شہید نہیں کیے گئے۔ اور حقیقت الامر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو منصب نبوت پر سرفراز فرمایا اور آپ کو شہید بھی بنایا۔

ابن سعد نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہم آپ پر ذات الجنب کا خوف رکھتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی شان کے خلاف ہے کہ وہ ذات الجنب کو مجھ پر مسلط کرے۔ ابن سعد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی مثل روایت کی۔

ابن اسحاق ابن سعد اور بیہقی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ کسی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا ہمیں اندیشہ ہے کہ آپ کو ذات الجنب ہے۔ فرمایا یہ بیماری شیطان کے اثر سے پیدا ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ وہ مجھ پر اسے مسلط کرے۔

وہ واقعات جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض شریف میں رونما ہوئے

ابن سعد و ابویعلیٰ وطبرانی اور ابونعیم نے فضل بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے سر کو باندھ دو تاکہ میں مسجد میں جاؤں تو میں نے آپ کے سر مبارک پر پٹی باندھی اس کے بعد آپ مسجد کی طرف تشریف لے چلے اس طرح کہ آپ کے دونوں قدم مبارک زمین پر نشان چھوڑ رہے تھے۔ یہاں تک کہ آپ نے منبر پر جلوس فرمایا اس کے بعد فرمایا۔ امابعد یعنی بعد حمد وثنا اے لوگو! آگاہ ہو جاؤ تمہارے درمیان سے میرے تشریف لے جانے کا وقت قریب آ گیا ہے تو جس کسی شخص کی کمر پر میں نے کوڑا مارا ہے تو وہ مجھ سے بدلہ لے لے۔ اور جس کسی سے میں نے مال لیا ہے تو یہ میرا مال موجود ہے اسے چاہیے کہ اس میں سے لے لے اور جس کسی کو میں نے آبرو کی گالی دی ہے تو یہ میری آبرو موجود ہے اسے چاہیے کہ بدلہ لے لے۔ اور کوئی کہنے والا ہرگز یہ نہ کہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے کوئی اندیشہ ہے۔ کیونکہ کینہ و دشمنی نہ تو میری شان سے ہے اور نہ میرے اخلاق سے۔ اس کے بعد فرمایا سنو! جو اپنے آپ میں کچھ محسوس کرتا ہے تو وہ کھڑا ہو جائے تاکہ میں اللہ تعالیٰ سے دعا

کروں اس پر ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا یا رسول اللہ! میں یقیناً منافق ہوں اور میں یقیناً بخیل ہوں اور میں یقیناً بزدل ہوں اور میں یقیناً بہت سونے والا ہوں اور میں یقیناً جھوٹ بولنے والا ہوں اس پر حضور نے یہ دعا فرمائی کہ اے خدا اسے ایمان وصدق نصیب فرما اور اس سے نیند کی کثرت اور اس کے دل کا بخل دور کردے اور اس کی بزدلی کو شجاعت سے بدل دے۔ حضرت فضل نے فرمایا اس کے بعد میں نے اس شخص کو کئی معرکوں میں دیکھا ہے اور ہم میں سے کوئی شخص اس سے زیادہ دل کا غنی نہ تھا اور نہ اس سے زیادہ بے خوف تھا۔ اور نہ نیند میں اس سے بہتر تھا۔ پھر ایک عورت کھڑی ہوئی اور اس نے اپنی انگلی سے اپنی زبان کی طرف اشارہ کیا۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا تم عائشہ کے حجرے میں جا کر انتظار کرو یہاں تک کہ میں وہاں پہنچوں۔ اس کے بعد حضور اس عورت کے پاس تشریف لائے اور ایک ٹہنی اس کے سر پر رکھی اور اس کے لئے دعا فرمائی۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ اس عورت کے لئے حضور نے جو دعا فرمائی ہے میں اس دعا کے اثر کو پہچانتی ہوں وہ عورت مجھ سے کہا کرتی کہ اے عائشہ اپنی نماز اچھی طرح پڑھو۔

ابن سعد نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ اس پر رسول اللہ ﷺ کی تکلیف سے بڑھ کر تکلیف ہو۔

شیخین نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کو شدید بخار تھا۔ میں نے آپ کے جسم اقدس کو چھو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ کو بخار تو بہت شدید ہے۔ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے مجھے اتنا بخار ہے جتنا کہ تم میں سے دو مردوں کو ہوتا ہے۔ میں نے عرض کیا پھر تو آپ کے لئے اجر بھی دوگنا ہوگا؟ فرمایا ہاں۔

ابن سعد نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آپ پر بخار کی اتنی شدید حرارت ہے کہ ہم میں سے کسی کو یارا نہ تھا کہ بخار کی گرمی کی بنا پر آپ کے جسم اقدس پر زیادہ دیر ہاتھ رکھ سکیں یہ حال دیکھ کر ہم سبحان اللہ کہنے لگے۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا انبیاء علیہم السلام سے بلا میں اشد کوئی شخص نہ ہوتا۔ جس قسم کی بلا میں شدت ہم انبیاء پر ہوتی اتنا ہی ہمارے لئے اجر میں زیادتی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نبیوں میں سے کسی نبی کی یہ شان تھی کہ اگر چیچڑی چمٹ جاتی تو وہ نہ چھوڑتی یہاں تک کہ وہ ان کو قتل کر دیتی اور کسی نبی کی یہ حالت تھی کہ وہ برہنہ رہتے اور اتنا کپڑا موجود نہ ہوتا کہ وہ ستر کرتے بجز عبا کے جس کو وہ پہنتے تھے۔

امام احمد نے الزہد میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو بخار تھا میں نے اپنا ہاتھ آپ کی چادر شریف کے اوپر رکھا تو بخار کی گرمی چادر کے اوپر سے میں نے پائی۔ میں نے عرض کیا یا نبی اللہ ﷺ! میں نے کسی شخص کو نہیں دیکھا کہ اسے آپ سے شدید تر بخار ہو۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہمارے لئے اجر بھی اتنا ہی زیادہ ہے۔

شیخین نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ علیل ہوئے اور آپ پر مرض نے شدت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا ابو بکر سے کہو۔ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ نے عرض کیا وہ رقیق القلب آدمی ہیں جب وہ آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو ان کی استطاعت نہ ہوگی کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا ابو بکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو

نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پھر وہی عرض کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا کہ ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ تم تو وہی عورتیں ہو جنہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ مکر کیا تھا۔ بالآخر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد آیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں لوگوں کو نماز پڑھائی۔

بخاری نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ میں نے نماز پڑھانے کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تبدیلی حکم کے بارے میں بار بار عرض کیا اس بار بار کے عرض کرنے پر مجھے کسی بات نے برانگیختہ نہیں کیا بجز اس کے کہ میرے دل میں یہ واقع نہیں ہوا کہ آپ کے بعد لوگ اس شخص کو ہمیشہ محبوب رکھیں گے جو آپ کے مصلے پر کھڑا ہوگا اور نہ میں یہ گمان رکھتی تھی کہ جو شخص بھی آپ کے مصلے پر کھڑا ہوگا لوگ اسے برا کہیں گے اور میں نے یوں ہی چاہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حکم کو ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کسی اور کی طرف پھیر دیں۔

ابن سعد نے محمد بن ابراہیم رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی علالت کے زمانے میں ابوبکر صدیق کے لئے فرمایا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شدت میں کمی پائی تو آپ باہر تشریف لے گئے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے تھے انہیں پتہ نہ چلا کہ حضور تشریف لا رہے ہیں یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک ان کے شانوں پر رکھا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی جگہ سے ہٹے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی داہنی جانب بیٹھ گئے تو ابوبکر صدیق نے نماز پڑھائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ نماز پڑھی جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کبھی کوئی نبی اس وقت تک قبض نہیں کیا گیا جب تک کہ اس کی امامت اس کی امت کے کسی شخص نے نہ کی۔

بیہقی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس مرض میں جس میں آپ نے وفات پائی ابوبکر صدیق کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی۔

بیہقی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ وہ آخری نماز جس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعت کے ساتھ ایک چادر میں لپیٹ کر پڑھی تھی۔ وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے پڑھی تھی۔ بیہقی نے فرمایا یہ نماز دوشنبہ کی فجر تھی اور یہی وہ دن ہے جس میں آپ نے رحلت فرمائی۔

طبرانی نے شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھے اس وقت آپ نزع کے عالم میں تھے۔ آپ نے فرمایا اے شداد کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا مجھ پر دنیا تنگ ہوگئی ہے۔ آپ نے فرمایا تمہیں کوئی اندیشہ نہیں۔ آگاہ رہو عنقریب شام فتح ہوگا اور بیت المقدس فتح ہوگا اور تم اور تمہارے بعد تمہاری اولاد ان شاء اللہ تعالیٰ ان میں امام ہوگی۔

ابن سعد نے عمر بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مرض کی جس دن ابتدا ہوئی وہ بدھ کا دن (چہارشنبہ) تھا اور اس مرض کی طوالت آپ کی رحلت تک تیرہ دن رہی۔

وہ معجزات اور خصائص جو رحلت شریف کے وقت رونما ہوئے

شیخین نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی صحت کی حالت میں فرمایا کرتے تھے۔ کوئی نبی اس وقت تک قبض نہ کیا گیا جب تک کہ جنت میں اس نبی کے مقام کو اسے نہ دکھا دیا گیا۔ اس کے بعد اسے اختیار دیا جاتا ہے۔ وہ اور چاہے تو رہے۔ ام المومنین فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ پر مرض کا نزول ہوا تو آپ کا سر مبارک میری ران پر تھا اور آپ پر غشی طاری تھی۔ جب افاقہ ہوا تو آپ نے اپنی نگاہ مبارک حجرے کی چھت کی طرف بلند کی اور فرمایا "اللّٰھم الرفیق الاعلٰی" اس وقت میں نے پہچان لیا کہ یہ وہی بات ہے جسے آپ نے ہم سے صحت کی حالت میں فرمایا تھا۔

شیخین نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ہم آپس میں کہا کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ اس وقت تک رحلت نہ فرمائیں گے جب تک کہ آپ کو دنیا اور آخرت کے درمیان اختیار نہ دیا جائے چنانچہ آپ اس مرض میں مبتلا ہوئے جس مرض میں آپ نے رحلت فرمائی تو آپ کو بہت آواز کا عارضہ لاحق ہوا اس وقت میں نے سنا آپ فرما رہے تھے۔ "مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصلحین وحسن اولئک رفیقا" (ان لوگوں کے ساتھ جن پر اللہ نے انعام فرمایا وہ انبیاء، صدیقین اور شہداء، صالحین ہیں یہ لوگ کتنے اچھے رفیق ہیں) تو میں نے گمان کیا کہ آپ کو اختیار دیا گیا ہے۔

بیہقی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ پر غشی طاری ہوئی تو اس وقت آپ کا سر مبارک میری آغوش میں تھا اور میں آپ کے سر مبارک پر اپنا ہاتھ پھیر کر آپ کے لئے شفا کی دعا کر رہی تھی۔ اس وقت آپ نے فرمایا میں شفا نہیں چاہتا بلکہ اللہ تعالیٰ سے "الرفیق الاعلی الاسعد مع جبرئیل و میکائیل و اسرافیل" کا سوال کرتا ہوں۔

امام احمد، ابن سعد، ابونعیم نے بسند صحیح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کوئی نبی ایسا نہیں ہے مگر یہ کہ اس کی روح قبض کر کے اس کے ثواب کو دکھایا جاتا ہے پھر اس کی روح کو واپس اس کی طرف کر کے اسے اختیار دیا جاتا ہے تو میں نے آپ کی یہ بات من کر یاد رکھی جس وقت کہ آپ میرے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے تھے اور میں دیکھ رہی تھی۔ یہاں تک کہ آپ کی گردن مبارک ایک طرف جھک گئی اور میں نے گمان کیا کہ آپ نے قضا کی اور میں نے اس کیفیت کو پہچانا اور میں آپ کی طرف دیکھتی رہی۔ یہاں تک کہ آپ نے سر مبارک اٹھا کر نظر فرمائی۔ اس وقت میں نے دل میں کہا خدا کی قسم آپ ہم کو اختیار نہ فرمائیں گے چنانچہ آپ نے فرمایا "مع الرفیق الاعلی فی الجنۃ" اور طبرانی نے اوسط میں اس کو اس طرح روایت کی کہ آپ میرے پھیپھڑے اور میری گردن کے درمیان قبض کئے گئے اور گمان رکھتی تھی کہ اللہ تعالیٰ جلدی آپ کی روح کو واپس کردے گا۔ وہ کہتی ہیں کہ اسی طرح انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ہوتا رہا پھر حضور ﷺ نے حرکت فرمائی اس وقت میں نے دل میں کہا اگر آج آپ کو اختیار دیا گیا تو آپ ہرگز ہم کو اختیار نہ فرمائیں گے۔

رسول اللہ ﷺ کو جب کوئی مرض لاحق ہوتا تو آپ عافیت کا سوال ضرور فرماتے

ابن سعد، بیہقی نے بطریق واقدی روایت کی کہ مجھ سے حکم بن قاسم نے ابوالحویرث سے حدیث بیان کی انہوں نے کہا کہ

رسول اللہ ﷺ کو جب بھی کوئی شکایت (مرض) لاحق ہوتی تو آپ اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال ضرور کرتے تھے یہاں تک کہ وہ مرض جس میں آپ نے وفات پائی لاحق ہوا تو آپ نے شفا کی بالکل دعا نہ مانگی اور آپ خود کو فرماتے اے نفس! تیرا کیا حال ہے تو ہزار پناہ کی جگہ میں پناہ ڈھونڈتا ہے۔

راوی نے بیان کیا کہ آپ کے اس مرض میں آپ کے پاس جبرئیل آئے اور کہا کہ آپ کا رب آپ کو سلام ارشاد فرماتا ہے اور اپنی رحمت بھیجتا ہے اور فرماتا ہے اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو شفا دیدوں اور آپ کی کفایت کروں اور آپ چاہیں تو میں آپ کو وفات دیدوں۔ اور آپ کے سبب مغفرت کروں۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ اختیار میرے رب ہی کو ہے وہ جو چاہے میرے ساتھ کرے۔

ابن سعد و بیہقی نے جعفر بن علی سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کو ابھی تین دن باقی تھے کہ جبرئیل علیہ السلام آپ کے پاس نازل ہوئے اور کہا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کے اکرام، تفضیل اور خاص آپ کے لئے بھیجا ہے اور آپ سے وہ بات دریافت فرماتا ہے جس کو زیادہ جانتا ہے۔ فرماتا ہے کہ آپ اپنے کو کیسا پاتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے جبرئیل میں خود کو مغموم پاتا ہوں اور خود کو مکروب پاتا ہوں پھر جب دوسرا دن آیا تو جبرئیل علیہ السلام آپ کے پاس نازل ہوئے اور آپ سے وہی کہا جو پہلے دن آپ سے کہا تھا۔ حضور ﷺ نے ان سے فرمایا اے جبرئیل میں خود کو مغموم پاتا ہوں اور اے جبرئیل میں خود کو مکروب پاتا ہوں پھر جب تیسرا دن آیا تو جبرئیل علیہ السلام آپ کے پاس نازل ہوئے ملک الموت ساتھ تھے اور ان دونوں کے علاوہ وہ فرشتہ تھا جو ہوا میں رہتا ہے۔ وہ فرشتہ نہ کبھی آسمان کی طرف چڑھا اور نہ کبھی زمین پر اترا۔ اس کا نام اسماعیل ہے وہ ستر ہزار فرشتوں پر مقرر ہے اور ان میں سے ہر فرشتہ ستر ہزار فرشتوں پر حاکم ہے تو ان سب سے آگے جبرئیل علیہ السلام ہوئے اور کہا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی طرف آپ کے اکرام اور آپ کی تفضیل اور خاص آپ کے لئے بھیجا ہے اور آپ سے وہ بات دریافت کرتا ہے جس کو وہ زیادہ جانتا ہے فرماتا ہے آپ خود کو کیسا پاتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے جبرئیل میں خود کو مغموم پاتا ہوں اور اے جبرئیل میں خود کو مکروب پاتا ہوں۔ اس کے بعد ملک الموت نے دروازے پر اجازت چاہی۔ جبرئیل نے کہا یہ ملک الموت ہیں حاضر ہونے کی اجازت چاہتے ہیں حالانکہ آپ سے پہلے کسی آدمی کے پاس آنے کی انہوں نے اجازت نہ چاہی اور نہ آپ کے بعد کسی آدمی کے پاس آنے کی اجازت چاہیں گے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ان کو اجازت دے دو تو وہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے آکر کھڑے ہو گئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ آپ جو مجھے حکم فرمائیں اس میں آپ کی اطاعت کروں۔ اگر آپ مجھے اپنی روح قبض کرنے کا حکم فرمائیں تو میں اسے قبض کروں اور اگر آپ مجھے اپنی روح کے چھوڑنے کا حکم فرمائیں تو میں اسے چھوڑ دوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے ملک الموت کیا تم یہ کرو گے؟ ملک الموت نے کہا ہاں مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے۔ اس وقت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ آپ کی لقا کا مشتاق ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے ملک الموت! جس بات کا تمہیں حکم دیا گیا ہے اس پر عمل کرو۔ اس پر جبرئیل علیہ السلام نے کہا "السلام علیک یا رسول اللہ! یہ میرا زمین پر اترنا آخری ہے اور رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی۔ اس وقت آنے والا لوگوں کے پاس آیا اس کی آہٹ تو لوگوں نے سنی مگر اس کا جسم کسی کو نظر نہ آیا۔ اس نے کہا السلام علیک یا اہل البیت و رحمۃ اللہ و برکاتہ بلاشبہ ہر جانے

والے کا بارگاہ الٰہی میں متبادل انتظام موجود ہے اور ہر مصیبت کے لئے صبر ہے اور ہر فوت ہونے والے کا ایک درجہ رفعت ہے بنا بریں سب اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرو اور اسی سے امید وابستہ رکھو کیونکہ مصیبت زدہ وہی شخص ہے جو ثواب سے محروم ہے۔

سبکی نے اس حدیث میں فرمایا کہ جبریل علیہ السلام کا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی لقا کا مشتاق ہے تو آپ کی لقاء سے انہوں نے یہ مراد لی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کی دنیا سے آپ کے معاد کی طرف مزید اپنی قرابت وکرامت میں لے جانا چاہتا ہے اور اس روایت کو ابن سعد و شافعی نے اپنی سنن میں اور طبرانی نے بطریق جعفر بن محمد ان کے والد سے انہوں نے ان کے دادا سے انہوں نے ان کے دادا سے انہوں نے واحد علی بن حسین سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے علی ابن طالب سے مفصلاً روایت کی۔

طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس آپ کے مرض میں ملک الموت آئے اور آپ کا سر مبارک حضرت علی مرتضیٰ کی آغوش میں تھا اور انہوں نے اجازت چاہی اور عرض کیا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا واپس جاؤ ہم تم سے بے پرواہ ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے ابوالحسن! تم جانتے ہو یہ کون ہے؟ یہ ملک الموت ہیں اور یہ ادب کے ساتھ داخل ہونا چاہتے ہیں پھر جب وہ اندر آئے تو عرض کیا آپ کا رب آپ کو سلام ارشاد فرماتا ہے۔ حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا مجھے معلوم ہے کہ ملک الموت نے حضور ﷺ کے کسی اہل بیت پر سلام نہیں کیا اور نہ آپ کے بعد سلام کریں گے۔

طبرانی نے اوسط میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ اپنا دست مبارک دراز فرماتے اور کہتے اے جبریل تم کہاں ہو پھر آپ دست مبارک کھینچتے اور دراز فرماتے۔ تو اس وقت میں نے سنا جسے کسی دوسرے کان نے نہیں سنا کہ جبریل عرض کرتے لبیک لبیک۔

ابن سعد نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ کعب احبار حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں آئے اور انہوں نے کہا اے امیر المومنین وہ آخری کلمہ کیا تھا جسے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ حضرت عمر نے فرمایا یہ بات تم حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے دریافت کرو۔ تو انہوں نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے پوچھا انہوں نے فرمایا الصلوٰۃ الصلوٰۃ۔ کعب احبار نے کہا انبیاء علیہم السلام کا آخر لفظ یہی ہوتا ہے۔

شیخین نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی آخری وصیت جس وقت کہ آپ رحلت فرما رہے تھے۔ ''الصلوٰۃ الصلوٰۃ'' تھی اور یہ وصیت فرمائی کہ باندی اور غلام کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ اس وقت آپ کے سینے میں غرغر ہو رہا تھا مگر آپ کی زبان مبارک ان کلمات کا افاضہ کر رہے تھے۔

وہ واقعات جو حضور ﷺ کے جسد ظاہری سے روح پاک کے خروج کے وقت رونما ہوئے:

بزار و بیہقی نے بسند صحیح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ میرے سینے اور میری گردن کے درمیان قبض کئے گئے۔ جب آپ کی روح مقدس باہر آئی تو اس سے زیادہ طیب خوشبو کبھی نہ پائی۔

بیہقی نے عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت ابوبکر صدیق نے نبی کریم ﷺ کے بعد وفات بوسہ لیا اور فرمایا آپ کی حیات بھی کتنی پاکیزہ ہے اور آپ کی وفات بھی کتنی طیب ہے اور ابن سعد و بیہقی نے سعید بن المسیب سے اس کی مثل روایت کی۔

بیہقی نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے اپنا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کے سینہ اقدس پر وفات کے دن رکھا تو کئی جمعہ مجھ پر گزر گئے میں کھانا کھاتی ہوں اور وضو کرتی ہوں مگر میرے ہاتھ سے مشک کی خوشبو نہ گئی۔

بیہقی وابونعیم نے بطریق واقدی ان کے راویوں سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ لوگوں نے نبی کریم ﷺ کی وفات میں شک کیا۔ بعض کہنے لگے آپ کی وفات ہوگئی اور بعض کہنے لگے آپ نے وفات نہ پائی تو اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے اپنا ہاتھ نبی کریم ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان رکھا پھر کہا کہ آپ کی وفات ہوگئی۔ کیونکہ آپ کے شانوں کے درمیان مہر نبوت اٹھالی گئی ہے تو یہ وہ بات تھی جس سے لوگوں نے پہچانا کہ آپ کی وفات ہوگئی ہے اور ابن سعد نے واقدی سے روایت کی کہا کہ مجھ سے قاسم بن اسحاق نے اپنی والدہ سے انہوں نے ان کے والد قاسم بن محمد بن ابی بکر سے انہوں نے ام معاویہ سے حدیث روایت کی جب کہ شک واقع ہوگیا پھر مذکورہ روایت بیان کی۔

ابونعیم نے حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ جب نبی کریم ﷺ کی روح اقدس قبض کی گئی تو ملک الموت روتے ہوئے آسمان پر چڑھے۔ حضرت علی مرتضی نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا میں نے آسمان سے ایسی آواز سنی کہ کوئی پکارتا تھا ''وامحمداہ''

حضور ﷺ کے وصال مبارک کی خبر اہل کتاب نے دی

بخاری نے جریر سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں یمن میں تھا مجھے یمن کے رہنے والے دو آدمی ملے دونوں ذو معر کے اور عمر والے تھے اور میں ان سے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں باتیں کرتا تھا ان دونوں نے کہا اگر وہ بات جو آپ ہم سے کہہ رہے ہیں حق ہے تو تمہارے آقا تین دن گزرے وفات پاچکے ہیں پھر وہ دونوں میرے ساتھ چلے یہاں تک کہ ہم راستہ میں ہی تھے تو ہمیں کچھ شتر سوار مدینہ منورہ کی جانب سے آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ ہم نے ان سے پوچھا تو انہوں نے بتایا۔ رسول اللہ ﷺ رحلت فرما چکے ہیں۔

بیہقی نے ایک اور سند کے ساتھ جریر سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ یمن میں مجھے ایک نصرانی عالم ملا اور اس نے کہا تمہارے آقا نبی ﷺ کی پیر کے دن وفات ہو چکی ہے۔

بیہقی نے کعب بن عدی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا میں حیرہ والوں کے وفد میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور ﷺ نے دعوت اسلام دی اور ہم سب مسلمان ہوگئے۔ اسکے بعد ہم سب حیرہ واپس آ گئے زیادہ دن نہ گزرے کہ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ کی وفات کی خبر آئی او میرے تمام ساتھی مرتد ہوگئے اور وہ کہنے لگے کہ وہ نبی ہوتے تو فوت نہ ہوتے اس پر میں نے کہا آپ سے پہلے تمام انبیاء فوت ہوئے ہیں اور میں اسلام پر قائم رہا۔ اس کے بعد میں نے مدینہ طیبہ ﷺ کا ارادہ کیا اور میرا ارادہ

ایک راہب پر ہوا۔ میں نے اس سے یہ بات معلوم کی تو راہب نے بستر سے ایک کتاب نکالی میں نے اس میں نبی کریم ﷺ کی ایسی صفت لکھی پائی جیسا کہ میں نے آپ کو دیکھا تھا اور میں نے دیکھا کہ آپ کی وفات کا وہی وقت لکھا جس وقت آپ نے وفات پائی۔ یہ دیکھ کر میری ایمانی بصیرت میں اور اضافہ ہوگیا اور میں نے مدینہ شریف آ کر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ سب حال بتایا۔

ابن سعد نے بطریق واقدی ان کے راویوں سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی جانب سے حضرت عمرو بن العاص عمان پر عامل تھے تو ان کے پاس ایک یہودی آیا اور اس نے کہا میرا خیال ہے کہ آپ سے میں کچھ دریافت کروں اس صورت میں آپ کی جانب سے مجھے خطرہ تو نہیں؟ عمرو نے کہا نہیں۔ یہودی نے کہا میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ آپ کو کس نے ہماری جانب بھیجا ہے؟ عمرو نے کہا خدا شاہد ہے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا ہے۔ یہودی نے کہا آپ کو اللہ کی قسم ہے کیا آپ کو یقین ہے کہ وہ رسول اللہ ہیں؟ حضرت عمرو نے کہا خدا شاہد ہے یقیناً اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔ یہودی نے کہا اگر وہ بات جو آپ فرماتے ہیں حق ہے تو آج ان کی رحلت ہوگئی ہے اس کے بعد عمرو بن العاص کو رسول اللہ ﷺ کی رحلت کی خبر پہنچی۔

ابن سعد نے حارث بن عبداللہ جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن کی طرف بھیجا کاش کہ میں جانتا کہ آپ رحلت فرما جائیں گے تو میں آپ سے جدا نہ ہوتا۔ پھر میرے پاس ایک نصرانی عالم آیا اور اس نے کہا کہ محمد ﷺ وفات پا چکے ہیں۔ میں نے اس سے پوچھا کب؟ اس نے کہا آج۔ اس وقت اگر میرے پاس ہتھیار ہوتا تو میں اسے ضرور قتل کر دیتا پھر زیادہ دن نہ گزرے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی جانب سے ایسا مکتوب گرامی آ گیا اور میں نے اس عالم کو بلا کر پوچھا کہ تم نے وہ بات کس طرح جانی تھی؟ اس نے کہا بلاشبہ وہ نبی تھے اور ہم نے ان کی صفت کتاب میں پائی تھی کہ وہ فلاں دن فوت ہوں گے۔ میں نے پوچھا آپ کے بعد کس طرح زمانہ گزرے گا؟ اس نے کہا تمہاری چکی پینتیس سال تک چلتی رہے گی۔ چنانچہ اس میں ایک دن زیادہ نہ ہوا۔

ابن عساکر نے کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں اسلام کے ارادے سے حاضر ہوا اور میں نے صاحب قربات الحمیری سے ملاقات کی اس نے مجھ سے پوچھا کہاں کا قصد ہے؟ میں نے اسے بتایا اس نے مجھ سے کہا اگر وہ نبی ہیں تو یقیناً اس وقت وہ مٹی کے نیچے ہوں گے پھر میں چلا اچانک ایک شتر سوار دکھائی دیا اور اس نے بتایا کہ محمد رسول اللہ ﷺ رحلت فرما چکے ہیں۔

ابن عساکر نے ابوذویب ہذلی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی علالت کی خبر پہنچی تو قبیلہ والوں کو خوف و ہراس نے گھیر لیا اور وہ رات ہم نے بہت غمی سے گزاری یہاں تک کہ جب سحر کا وقت قریب آیا تو غیبی آواز نے پکارا کہ۔

خَطْبٌ اَجَلُّ اَنَاخَ بِالْاِسْلَامِ بَيْنَ النَّخِيْلِ وَمَعْقِدِ الْاٰطَامِ

قُبِضَ النَّبِيُّ مُحَمَّدٌ فَعُيُوْنُنَا تُذْرِي الدُّمُوْعَ عَلَيْهِ بِالتَّسْجَامِ

نخلستان اور اونچے اونچے مکانوں کے بیٹھنے کی جگہ میں جو مصیبت آ کے ٹھہری ہے وہ اسلام میں بہت عظیم ہے۔ وہ یہ کہ محمد مصطفی ﷺ کی روح کو قبض کیا گیا ہے اور ہماری آنکھیں مسلسل آنسو آپ پر بہا رہی ہیں۔

تو میں خوفزدہ ہو کر نیند سے چوک پڑا اور میں نے آسمان کی جانب نظر اٹھائی اور میں نے سعد الذابح ستارے کے سوا کچھ نہ دیکھا اور میں نے جان لیا کہ رسول اللہ ﷺ وفات فرما چکے ہیں یا وفات پانے والے ہیں پھر میں مدینہ طیبہ آیا اور میں نے اہل مدینہ کو اس طرح روتا ہوا پایا جس طرح حجاج احرام کی حالت میں لا الہ الا اللہ کہہ کر آہ و زاری کرتے ہیں۔ میں نے پوچھا بات کیا ہے؟ کسی نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ وفات پا چکے ہیں۔

وہ معجزات جو رسول اللہ ﷺ کے غسل کے وقت واقع ہوئے

ابن سعد ابوداؤد حاکم اور بیہقی نے صحیح بتا کر اور ابونعیم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا جب صحابہ رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو وہ کہنے لگے خدا کی قسم ہم نہیں جانتے کہ رسول اللہ ﷺ کے کپڑے اتاریں جس طرح کہ ہم اپنے مردوں کے کپڑے اتارتے ہیں یا ہم آپ کو انہی کپڑوں میں غسل دیں جو آپ کے جسم اقدس پر ہیں جب ان میں اختلاف بڑھ گیا تو اللہ تعالیٰ نے ان سب پر غنودگی طاری فرمائی حتیٰ کہ ان میں سے کوئی شخص ایسا نہ تھا جس نے اپنی ٹھوڑی اپنے سینہ پر نہ ڈال لی ہو۔ اس کے بعد حجرے کے ایک گوشے سے کسی بولنے والے نے کلام کیا۔ کوئی نہیں جانتا تھا کہ وہ کون ہے؟ اس نے کہا نبی کریم ﷺ کو انہی کپڑوں میں غسل دو جو آپ کے جسم اقدس پر موجود ہیں۔

ابن ماجہ وابونعیم اور بیہقی نے بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا جب صحابہ رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کو غسل دینے لگے تو منادی نے ان کو اندر سے پکارا کہ رسول اللہ ﷺ کی قمیض جسم اقدس سے نہ اتارو۔

ابن سعد وطبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا جب رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی تو آپ کے غسل دینے والوں میں اختلاف رونما ہوا تو انہوں نے کسی کہنے والے کی آواز سنی در آں حالیکہ وہ نہیں جانتے تھے کہ کون ہے۔ تم اپنے نبی کو غسل دو اور آپ کے جسم پر آپ کی قمیص باقی رہے۔ ابن سعد نے اس کی مثل شعبی' عکرمہ' ابن جریج' حکم بن عتیبہ اور منصور وغیرہم سے مرسلاً روایت کی۔

ابن سعد و بیہقی نے شعبی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت علی مرتضیٰ نے نبی کریم ﷺ کو غسل دیا اور وہ پانی بہاتے جاتے اور کہتے جاتے تھے کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ اپنی حیات اور آپ اپنی وفات دونوں حالتوں میں طیب رہے۔

ابوداؤد و حاکم نے صحیح بتا کر اور بیہقی و ابن سعد نے بطریق سعید بن المسیب' حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو غسل دیا تو میں نے اس بات کو نہ دیکھا جو میت سے برآمد ہوتی ہے تو آپ کی حیات بھی طیب رہی اور وفات بھی۔

امام احمد نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کو علی مرتضیٰ نے غسل دیا تو انہوں نے وہ چیز نہ دیکھی جو میت سے دیکھی جاتی ہے اس پر انہوں نے فرمایا میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ آپ کی حیات اور وفات کتنی پاکیزہ ہے۔

ابن سعد و بزار اور بیہقی نے بطریق یزید بن بلال حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے وصیت فرمائی تھی کہ میرے سوا کوئی آپ کو غسل نہ دے اور کوئی میرے ستر کو نہ دیکھے ورنہ اس کی بصارت جاتی رہے گی۔ حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا میں نے آپ کے کسی عضو کو نہ تھاما مگر یہ کہ میرے ساتھ تیس آدمی پھر رہے تھے۔ حتیٰ کہ میں آپ کے غسل سے فارغ ہوا۔

بیہقی نے بطریق معشر محمد بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ علی مرتضیٰ نے فرمایا کہ ہم غسل دینے کے لئے جس عضو کو اٹھانا چاہتے تھے تو وہ عضو ہمارے لئے اٹھا دیا جاتا۔ حتیٰ کہ جب ہم نے آپ کے ستر کو غسل دینا چاہا تو میں نے حجرے کے ایک گوشے سے آواز سنی کہ اپنے نبی کے ستر کو نہ کھولو۔

بیہقی نے علباء بن احمد سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو حضرت علی اور حضرت فضل دونوں غسل دے رہے تھے تو حضرت علی کو ندا دی گئی کہ تم اپنی نگاہوں کو آسمان کی طرف اٹھاؤ۔

ابن سعد نے عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ علی مرتضیٰ نے نبی کریم ﷺ کو غسل دیا تو آپ فرماتے تھے میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ کی حیات بھی کتنی طیب ہے اور آپ کی وفات بھی کتنی پاکیزہ ہے۔ راوی نے کہا ایسی خوشبو اور مہک پھیلی کہ اس جیسی مہک کبھی نہ پائی گئی اور طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کی۔

ابن سعد نے عبدالواحد بن عون سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا جب میں فوت ہو جاؤں تو تم مجھے غسل دینا۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے تو کبھی میت کو غسل نہیں دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم جان لو گے یا تمہارے لئے آسان ہو جائے گا۔ حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا چنانچہ میں نے آپ کو غسل دیا اور جس عضو کو لینا چاہا وہ پیراستہ ہو جاتا اور فضل آفتابہ تھامے ہوئے تھا اور وہ کہتے تھے کہ اے علی جلدی کرو میرے دل کی رگیں کٹ رہی ہیں۔

دعائے جنازہ و دفن کے وقت جن معجزات کا ظہور ہوا

ابن اسحاق و بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب فوت ہوئے تو پہلے مردوں کو داخل کیا گیا انہوں نے بغیر امام کے ٹولیاں بن کر آپ پر صلوٰۃ پیش کی اس کے بعد بچوں کو داخل کیا گیا اور انہوں نے آپ پر صلوٰۃ پیش کی تو یہ سب ٹولیاں بن کر آتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ پر صلوٰۃ پیش کرنے میں ان کا کوئی امام نہ تھا۔

ابن سعد و بیہقی نے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ کو آپ کے کفن میں لپیٹ دیا گیا تو آپ کو آپ کے تخت پر لٹا دیا گیا۔ اس کے بعد آپ کی قبر انور کے کنارے پر اس تخت کو رکھ دیا گیا۔ پھر لوگ آپ کے حضور میں آہستہ آہستہ حاضر ہوتے رہے۔

ابن سعد و ابن منیع و حاکم و بیہقی اور طبرانی نے اوسط میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی علالت نے شدت اختیار کی تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو کون غسل دے؟ فرمایا کہ میری اہل بیت کے قریب ترین مرد

غسل دیں۔ ان کے ساتھ بکثرت وہ فرشتے غسل دیں گے جو تم کو دیکھتے ہوں گے مگر تم ان کو نہ دیکھتے ہو گے۔ ہم نے دریافت کیا آپ پر کون صلوٰۃ پیش کرے۔ حضور ﷺ نے فرمایا جب تم مجھے غسل دے کر فارغ ہو جاؤ اور خوشبو لگا کر کفن پہنا دو مجھے میرے اس تخت پر لٹا دینا اور اسے میری قبر کے کنارے رکھ دینا۔ پھر تم سب کچھ دیر کے لئے باہر چلے جانا کیونکہ سب سے پہلے مجھ پر جبرئیل صلوٰۃ عرض کریں گے پھر میکائیل پھر اسرافیل پھر ملک الموت فرشتوں کے لشکر کے ساتھ صلوٰۃ عرض کریں گے پھر میری اہل بیت کو چاہئے کہ وہ صلوٰۃ پیش کریں اس کے بعد تم سب مجھ پر ٹولیاں بن کر اور تنہا تنہا صلوٰۃ پیش کرنا۔ ہم نے دریافت کیا کون آپ کو آپ کی قبر انور میں داخل کرے؟ فرمایا میری اہل بیت فرشتوں کی کثیر جماعت کے ساتھ جو کہ تم کو دیکھتے ہوں گے اور تم ان کو نہیں دیکھتے ہو گے۔ بیہقی نے فرمایا اس کے ساتھ طویل سلام منقول ہے جو کہ عبدالملک بن عبدالرحمن سے مروی ہے اور ابن حجر نے ''المطالب العالیہ'' میں بیہقی کا تعاقب اس طرح کیا ہے کہ ابن منیع نے بطریق مسلمہ بن صالح' عبدالملک سے روایت کی ہے لہٰذا یہ سند سلام طویل کی متابعت ہے اور بزار نے ابن مسعود سے دوسری سند کے ساتھ اسے روایت کیا ہے۔

ابن سعد نے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کو جب آپ کو تخت پر لٹا دیا تو انہوں نے فرمایا کوئی شخص آپ کی امامت نماز میں نہ کرے کیونکہ آپ ہی حیات و وفات میں تم سب کے امام ہیں۔ چنانچہ لوگ جماعت در جماعت بن کر داخل ہوتے اور آپ پر صف در صف ہو کر صلوٰۃ وسلام کرتے تھے۔ ان کا کوئی امام تکبیر کہنے والا نہ تھا۔ تمام لوگ اس طرح صلوٰۃ وسلام عرض کرتے تھے۔

''السلام علیک ایها النبی و رحمة الله و برکاته' اللهم انا نشهد ان قدبلغ ما انزل الیه ونصح لامة وجاهد فی سبیل الله حتی اعزا الله دینه وتصح لامة وجاهدفی سبیل الله وتمت کلمة' اللهم فاجعلنا ممن یتبع ما انزل الیه وثبتنا بعده واجمع بیننا وبینه''

ترجمہ: اے نبی آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں۔ اے خدا ہم گواہی دیتے ہیں کہ جو کچھ آپ ﷺ کی طرف نازل کیا گیا آپ نے اسے پہنچایا اور اپنی امت کو نصیحت فرمائی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو عزت دی اور آپ نے امت کو نصیحت دی اور اللہ کی راہ میں جہاد کی توفیق دی اور اس نے اپنا کلمہ تمام فرمایا۔ اے خدا ہمیں ان لوگوں میں کر دے جنہوں نے اس کا اتباع کیا جو آپ کی طرف نازل کیا گیا اور آپ کے بعد ہمیں ثابت قدم رکھ اور ہمیں اور آپ کو ایک جگہ جمع فرما۔

اس دعا و سلام پر سب لوگ آمین آمین کہتے تھے۔ یہاں تک کہ تمام مردوں نے صلوٰۃ وسلام عرض کیا اس کے بعد عورتوں نے اس کے بعد بچوں نے اور ابن سعد و بیہقی نے محمد بن ابراہیم تیمی سے اس کی مثل روایت کی۔

ابن سعد نے ابو عازم مدنی سے روایت کی کہ جب نبی کریم ﷺ کی اللہ نے روح قبض فرمائی تو مہاجرین فوج در فوج داخل ہوتے اور آپ پر صلوٰۃ وسلام عرض کر کے باہر آ جاتے تھے اس کے بعد انصار بھی اسی طرح جاتے اور باہر آتے رہے۔ پھر تمام اہل مدینہ گئے۔ یہاں تک کہ تمام مرد فارغ ہو گئے تو عورتیں داخل ہوئیں تو ان کی طرف سے فریاد و فغاں اور بے صبری کی ایسی آوازیں

سی گئیں جیسے کہ عورتیں کرتی ہیں۔ اسی اثنا میں حجرے کے اندر دھماکے کی مانند آواز سنی گئی اور وہ سب عورتیں متفرق ہو گئیں۔ جب خاموشی ہو گئی تو کسی کہنے والے کو کہتے سنا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہر مرنے والے کی طرف سے تعزیت اور صبر و شکر ہے اور ہر مصیبت کا بدلہ اور صلہ ہے اور ہر مافات کا خلف ہے۔ مجبور وہ ہے جو ثواب سے محروم ہے اور مصیبت زدہ وہ شخص ہے جسے ثواب سے محروم رکھا گیا۔

وہ معجزات جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن شریف کے وقت ظہور میں آئے

ابونعیم نے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی آپ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیر کے دن رحلت فرمائی اور جمعہ کی رات میں دفن کیے گئے۔

ابن سعد نے عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیر کے دن رحلت فرمائی اور بقیہ اس دن اور اس کی رات اور دوسرے دن رکھے رہے یہاں تک کہ رات میں دفن کیے گئے۔

بیہقی نے بطریق عکرمہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیر کے دن طلوع آفتاب سے تیسرے دن کے غروب آفتاب تک آپ کے تخت پر ہی رکھا گیا لوگ آپ پر صلوٰۃ و سلام عرض کرتے رہے اور وہ تخت قبر انور کے نزدیک پڑا تھا۔

ابن سعد نے سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیر کے دن وفات پائی اور آپ کو پیر کے دن اور منگل کے دن تک ٹھہرایا گیا یہاں تک کہ بدھ کے دن دفن کیے گئے اور ابن سعد نے عثمان بن محمد اخنس سے اس کی مثل روایت کی اور بیہقی نے بروایت معتمر بن سلیمان ان کے والد سے اس کی مثل روایت کی۔ ابن سعد نے ابراہیم بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ان سے پوچھا گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو زمین پر کتنے دن ٹھہرایا گیا۔ انہوں نے کہا تین دن۔

لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں تین دن تک جماعت در جماعت پیش ہوتے رہے

بیہقی نے مکحول رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب وفات پائی تو تین دن تک ٹھہرایا گیا دفن نہیں کیے گئے۔ لوگ آپ پر جماعت در جماعت داخل ہوتے اور صلوٰۃ و سلام عرض کرتے تھے۔ نہ صفیں بندھیں اور نہ ان کے درمیان پڑھنے والے نے نماز جنازہ پڑھائی۔

ابن سعد و بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن کے بارے میں مسلمانوں میں اختلاف ہوا۔ کسی نے کہا آپ کو آپ کی مسجد میں دفن کیا جائے اور کسی نے کہا بقیع شریف میں۔ لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا "مَامَاتَ نَبِیٌّ اِلَّا دُفِنَ حَیْثُ یُقْبَضُ۔" "کسی نبی نے وفات نہیں پائی مگر وہ اسی جگہ دفن کیے گئے جہاں ان کی روح قبض کی گئی پھر آپ کا وہ بستر اٹھایا گیا جس پر آپ نے وفات پائی اس کے بعد آپ کے لیے اس کے نیچے قبر انور کھودی گئی۔ اس روایت کی متصل و مرسل بکثرت سندیں ہیں۔

ابن سعد نے ابوملیکہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ نے کبھی کسی کو انبیاء میں سے وفات نہیں دی مگر یہ کہ انہیں اسی جگہ دفن کیا گیا جہاں ان کی روح قبض کی گئی۔

بیہقی نے سالم بن عبید سے جو کہ اصحاب صفہ میں سے تھے روایت کی انہوں نے کہا کہ حضرت ابوبکر صدیق رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد آپ کے پاس آئے جب وہ باہر آئے تو ان سے پوچھا گیا۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ تب لوگوں کو معلوم ہوا جیسا کہ آپ نے کہا دریافت کیا گیا کہ آپ پر کس طرح صلوٰۃ پیش کریں۔ آپ نے فرمایا جماعت در جماعت ہوکر جاؤ۔ تب لوگوں کو معلوم ہوا جیسا کہ فرمایا پھر لوگوں نے پوچھا کیا دفن کئے جائیں گے فرمایا ہاں۔ لوگوں نے پوچھا کس جگہ؟ جس جگہ اللہ نے آپ کی روح قبض فرمائی کیونکہ آپ کی روح قبض نہیں کی گئی مگر اس مکان میں جو طیب ہے تب لوگوں نے جانا جیسا کہ فرمایا۔

ابویعلی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ آپ کے دفن کے بارے میں لوگوں میں اختلاف ہوا اس وقت حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہترین جگہ وہ ہے جس جگہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی روح قبض فرماتا ہے۔

امام احمد و ابن سعد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ جب لوگوں نے ارادہ کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک کیسی کھودی جائے تو مدینہ طیبہ میں دو شخص تھے ایک ابوعبیدہ تو شق والی قبر کھودتے تھے اور ابوطلحہ لحد کی قبر کھودتے تھے تو حضرت عباس نے دونوں کو بلوایا ایک شخص ابوعبیدہ کی طرف گیا اور دوسرا شخص ابوطلحہ کی طرف۔ حضرت عباس نے دعا کی کہ اے خدا! اپنے رسول ﷺ کے لئے ان میں سے کسی کو اختیار کر لے تو ابوطلحہ پہلے آگئے اور انہوں نے آکر آپ کے لئے لحد کھودی۔

ابن سعد نے بطریق عبداللہ بن ابوطلحہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے لئے شق اور لحد کے بارے میں اختلاف ہوا۔ اس وقت لوگوں نے دعا کی کہ اے خدا اپنے نبی کے لئے جو بہتر ہو پسند کر لے تو لوگوں نے ابوعبیدہ اور ابوطلحہ دونوں کی طرف آدمی بھیجے تاکہ دوسرے سے جو پہلے آجائے اپنا کام شروع کر دے تو ابوطلحہ آئے اور ابوطلحہ نے کہا خدا کی قسم میں اللہ تعالیٰ سے امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے لئے لحد کو اختیار کیا ہے کیونکہ حضور ﷺ لحد کو ملاحظہ فرما کر اسے پسند کیا کرتے تھے۔

ابن سعد و حاکم اور بیہقی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ تین چاند میرے حجرے میں اترے ہیں۔ میں نے اس خواب کے بارے میں حضرت ابوبکر صدیق سے دریافت کیا تو فرمایا کہ تمہارے حجرے میں ایسے تین شخص دفن ہوں گے جو روئے زمین میں افضل ہوں گے چنانچہ جب رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی اور دفن ہو گئے تو جناب صدیق نے فرمایا اے عائشہ یہ تمہارا افضل ترین چاند ہے۔

ابن سعد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی قبر انور میں سرخ قطیفہ بچھایا گیا۔ وکیع نے فرمایا یہ نبی کریم ﷺ کے لئے خاص تھا اور مسلم نے بغیر وکیع کے قول کے اسے روایت کیا ہے۔

ابن سعد نے حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری لحد میں میری چادر کو بچھا دینا اس لئے

کہ انبیاء کے جسموں پر زمین غلبہ نہیں کرتی۔

بزار نے سند صحیح ابن سعید سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زمین میں چھپائے ہوئے زیادہ دیر نہ گزری کہ ہمارے دل بدل گئے۔

ابن سعد و حاکم اور بیہقی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا جب وہ دن آیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رحلت فرمائی تو مدینہ کی ہر شے تاریک ہوگئی اور ابھی ہم نے آپ کے دفن سے ہاتھوں کی مٹی نہیں جھاڑی تھی کہ ہمارے دل بدل گئے۔

حاکم و بیہقی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا میں اس دن موجود تھا جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رحلت فرمائی تو میں نے کوئی دن نہ دیکھا جو اس سے قبیح تر ہو۔

وہ نشانیاں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعزیت میں رونما ہوئیں

حاکم نے صحیح بتا کر اور بیہقی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو فرشتوں نے اہل بیت کی تعزیت کی۔ ان کی آہٹ تو سنی جاتی تھی مگر ان کے جسم نظر نہ آتے تھے۔ فرشتوں نے کہا "السلام علیکم یا اھل البیت ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" "ہر مصیبت کی غم خواری اللہ تعالیٰ کے دربار میں ہے اور ہر مصیبت کا بدلہ ہے۔ لہٰذا تم اللہ پر بھروسہ رکھو اور اسی سے امید رکھو۔ محروم وہ شخص ہے جو ثواب سے محروم ہے والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔"

حاکم و بیہقی اور ابن ابی الدنیا نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جب رحلت ہوئی تو آپ کو صحابہ رضی اللہ عنہم نے گھیر لیا اور آپ کے گرد روتے ہوئے جمع ہوگئے تو ایک شخص داخل ہوا جس کی داڑھی سفید و سرخ تھی وہ جسیم و صبیح تھا وہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی گردنوں کو پھلانگتا ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچا اور خوب رویا اس کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف متوجہ ہوکر کہا اللہ تعالیٰ کے یہاں ہر مصیبت کے بدلے غم خواری ہے اور ہر مصیبت کا عوض ہے اور ہر جانے والے کا بدلہ ہے تو اللہ ہی کی طرف رجوع ہو اور اسی کی طرف شوق رکھو۔ بلاشبہ مصیبت زدہ وہ ہے جو ثواب سے محروم رہا پھر وہ شخص پلٹ کر چلا گیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ایک نے دوسرے سے پوچھا کیا تم اس شخص کو پہچانتے ہو۔ حضرت ابوبکر اور علی مرتضیٰ نے فرمایا ہاں ہم جانتے ہیں یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی خضر علیہ السلام تھے جو آپ پر ہماری تعزیت کے لئے آئے تھے۔

ابن ابی حاتم اور ابونعیم نے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت ہوئی اور وہ وقت تعزیت کا تھا تو ایک آنے والا آیا جس کی آہٹ تو سنی گئی مگر اس کا جسم نہ دیکھا گیا۔ اس نے کہا "السلام علیکم یا اھل البیت ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" "اللہ تعالیٰ کے یہاں ہر مصیبت کے بدلے غم خواری ہے اور جانے والے کا بدلہ ہے اور ہر مافات کا درجہ ہے تو اللہ ہی پر بھروسہ رکھو اور اسی سے امید باندھو۔ بلاشبہ محروم وہ ہے جو ثواب سے محروم ہے۔ حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا تم جانتے ہو یہ کون ہیں؟ یہ خضر علیہ السلام ہیں۔

سیف بن عمر نے کتاب الردۃ میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو اہل

بیت اطہار بہت زیادہ شکستہ خاطر ہوئے اور ان کی آوازیں مسجد میں حاضرین نے سنیں۔ جب یہ فریاد وفغاں کا شور تھا تو انہوں نے دروازے پر ایک مرد کو سلام کرتے سنا اس نے کہا السلام علیکم یا اھل البیت' ہر جانے والے کو موت کا مزہ چکھنا ہے بلاشبہ تمہارے اجر روز قیامت پورے پورے ملیں گے۔ آگاہ رہو کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں ہر ایک کا بدلہ ہے اور ہر اندیشے سے نجات ہے تو اللہ سے ہی امید رکھو اور اسی پر بھروسہ رکھو۔ بلاشبہ مصیبت زدہ وہ ہے جو ثواب سے محروم ہے۔ اہل بیت نے اس کی بات سنی اور رونا موقوف کیا۔ اس کے بعد اس آواز دینے والے کو تلاش کیا مگر کسی نے اسے نہ دیکھا اور وہ واپس آ کر رونے لگے۔ اس وقت کسی دوسرے پکارنے والے نے ندا کی کہ اے اہل بیت! اللہ تعالیٰ کے یہاں ہر مصیبت کی غم خواری ہے اور ہر موت کا بدلہ ہے تو اللہ پر بھروسہ رکھو اور اسی پر کفایت کرو۔ بلاشبہ مصیبت زدہ وہی ہے جو ثواب سے محروم ہے اور وہی ناکام۔ اس پر حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا یہ خضر اور الیاس ہیں۔ یہ دونوں رسول اللہ ﷺ کی وفات میں آئے ہیں۔

ابن سعد اور ابن ابی شیبہ اور ابویعلی وطبرانی نے بسند حسن سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عنقریب میرے بعد میری تعزیت کے سلسلے میں لوگ ایک دوسرے کی تعزیت کریں گے۔ اس وقت لوگوں نے کہا یہ کیا بات حضور ﷺ نے ارشاد فرمائی مگر جب رسول اللہ ﷺ کی رحلت ہوئی تو لوگ ایک دوسرے سے ملاقات کرتے اور رسول اللہ ﷺ کی تعزیت ایک دوسرے سے کرتے تھے۔

شیخین نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے آپ کے اس زمانہ علالت میں سنا جس سے آپ نہ اٹھے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ یہود ونصاریٰ پر لعنت کرے۔ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا ہے۔ حضرت صدیقہ نے فرمایا اگر حضور کا یہ ارشاد نہ ہوتا تو آپ کی قبر انور ضرور ظاہر ہوتی بجز اس کے کچھ نہیں کہ یہ اندیشہ کیا گیا کہ لوگ سجدہ گاہ بنالیں۔

انبیاء علیہم السلام کے اجساد مطہر کو زمین پر حرام کردیا گیا ہے:

ابن ماجہ وابونعیم نے اوس بن اوس ثقفی سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تمہارے افضل دنوں میں سے جمعہ کا دن ہے لہٰذا تم اس دن مجھ پر درود وسلام بھیجنے میں کثرت کرو کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ' ہمارے درود آپ پر کس طرح پیش کئے جائیں گے درآں حالیکہ آپ زمین میں ہوں گے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کردیا ہے کہ وہ انبیاء کے اجساد کو کھائے۔

زبیر بن بکار نے اخبار مدینہ میں الحسن سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص سے روح القدس نے کلام کیا ہے اس کے لئے زمین کو اجازت نہیں دی گئی کہ وہ اس کا گوشت کھائے۔

زبیر وبیہقی نے ابوالعالیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی فرمایا بلاشبہ انبیاء کے گوشت کو زمین نہیں گلاتی اور نہ کوئی درندہ گزند پہنچاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ مزار مبارک میں زندہ ہیں:

رسول اللہ ﷺ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور اپنی قبر میں نماز پڑھتے ہیں اور آپ کی قبر انور پر فرشتہ مقرر ہے جو آپ کی

خدمت میں سلام پہنچاتا ہے اور جو آپ پر سلام عرض کرتا ہے۔ آپ اس کو جواب عنایت فرماتے ہیں۔

الاصبہانی نے الترغیب میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے میری قبر انور کے پاس مجھے درود و سلام عرض کیا میں اسے خود سنتا ہوں اور جس نے دور سے مجھ پر صلوٰۃ و سلام عرض کیا تو وہ مجھے پہنچا دیا جاتا ہے۔

بخاری نے اپنی تاریخ میں اور الاصبہانی نے عمار سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جسے تمام مخلوق کی آوازیں سننے کی قوت عطا فرمائی ہے۔ وہ میری قبر پر کھڑا ہے تو جو کوئی مجھ پر درود بھیجتا ہے وہ فرشتہ اسے میرے حضور پہنچا دیتا ہے۔

امام احمد ونسائی اور حاکم نے صحیح بتا کر اور بیہقی نے الشعب میں اور بزار نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے فرشتے زمین میں گشت کرتے ہیں وہ میری امت کا سلام مجھے پہنچاتے ہیں۔ ابن عدی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی مثل حدیث روایت کی۔

قاضی اسماعیل نے فضل الصلوٰۃ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھ پر صلوٰۃ و سلام بھیجو جس طرح تم چاہو تو مجھے تمہارا سلام اور تمہارا درود پہنچ جائے گا۔

نیز ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ نبی کریم ﷺ پر جو درود بھیجتا ہے ہر ایک کے ساتھ فرشتہ مقرر ہے یہاں تک کہ وہ فرشتہ نبی کریم ﷺ کے دربار میں درود پہنچا دیتا ہے۔

الاصبہانی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن اور رات میں سو مرتبہ مجھ پر درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس کی سو حاجتیں پوری فرمائے گا۔ ستر حاجتیں آخرت کی حاجتوں میں سے اور تیس دنیا کی حاجتوں میں سے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ فرشتہ مقرر فرماتا ہے جو اسے لے کر میری قبر انور میں اس طرح آتا ہے جس طرح تمہارے پاس ہدیے اور تحفے آتے ہیں۔ میرا علم میری وفات کے بعد بھی ایسا ہی ہے جیسے میرا علم میری حیات میں۔

ابویعلیٰ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا قسم ہے اس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ عیسیٰ ابن مریم ضرور نازل ہوں گے اور وہ قبر پر کھڑے ہو کر عرض کریں گے یا محمد ﷺ! تو میں ان کو ضرور جواب دوں گا۔

ابن راہویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ امت محمدیہ ﷺ میں سے کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو آپ پر درود بھیجتا ہے یا آپ پر سلام عرض کرتا ہے مگر اللہ تعالیٰ اسے آپ کے دربار میں اس طرح پہنچاتا ہے کہ فلاں نے آپ پر درود بھیجا ہے اور فلاں نے آپ پر سلام عرض کیا ہے۔

ابوداؤد نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو مجھ پر سلام عرض کرتا ہے مگر اللہ تعالیٰ مجھ پر میری روح کو لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

ابونعیم نے سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے واقعہ حرہ کی راتوں میں دیکھا ہے۔ درآں حالیکہ

رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں میرے سوا کوئی نہ ہوتا اور کوئی نماز کا وقت نہ آتا مگر یہ کہ میں قبر انور سے اذان کی آواز سنتا تھا۔

زبیر بن بکار نے اخبار میں مدینہ میں سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں ہمیشہ رسول اللہ ﷺ کی قبر انور سے واقعہ حرہ کے دنوں میں اذان واقامت کی آوازیں سنتا تھا۔ یہاں تک کہ لوگ واپس آئے۔

ابو یعلی وبیہقی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔

الحارث نے اپنی مسند میں اور ابن سعد وقاضی اسماعیل نے بکر بن عبداللہ قرنی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری حیات بھی تمہارے لئے بہتر ہے اور میری وفات بھی تمہارے لئے بہتر ہے۔ میرے حضور میں تمہارے اعمال پیش کئے جاتے ہیں تو جس کے عمل اچھے ہوتے ہیں اس پر میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں اور جس کے عمل برے ہوتے ہیں تو میں تمہارے لئے استغفار کرتا ہوں۔ بزار نے بسند صحیح ابن مسعود سے اس کی مثل روایت کی۔

ابن سعد نے واقدی سے انہوں نے شبلی بن العلاء سے انہوں نے ان کے والد سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ فاطمہ سے فرمایا جب میں فوت ہو جاؤں تو تم "اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّـآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ" کہنا۔ اس لئے کہ ہر انسان کے لئے اس کلمہ کے عوض ہر مصیبت کا بدلہ دیا جاتا ہے۔

ابن سعد نے عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو کوئی مصیبت پہنچے تو اسے چاہئے کہ اپنی مصیبت کو میری مصیبت کے ساتھ یاد کرے کیونکہ میری مصیبت اعظم المصائب ہے۔

طبرانی نے اوسط میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے دروازہ کا پردہ اٹھا کر لوگوں کو دیکھا کہ وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں۔ یہ حال دیکھ کر آپ خوش ہوئے اور فرمایا الحمد للہ۔ کوئی نبی اس وقت تک فوت نہ ہوا جب تک کہ اس کی امت کے کسی آدمی نے اس امت کی امامت نہ کی ہو۔ اس کے بعد لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اے لوگو! میرے بعد تم میں سے کسی کو کوئی مصیبت پہنچے تو اسے چاہئے کہ اس مصیبت کے ساتھ جو مجھے پہنچی ہے اپنی اس مصیبت کا موازنہ کر کے صبر کرے اس لئے کہ میرے بعد میری امت کے کسی آدمی کو ایسی مصیبت ہرگز نہ پہنچے گی جیسی مجھے مصیبتیں پہنچی ہیں۔

بیہقی نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی انہوں نے نبی کریم ﷺ کی وفات کو یاد کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ مصیبت عجیب ہے کہ اس کے بعد ہمیں کوئی مصیبت نہ پہنچی مگر جب ہم نے اس مصیبت کا اس مصیبت سے موازنہ کیا جو نبی کریم ﷺ کو پہنچی تو اپنی مصیبت حقیر معلوم ہوئی۔

خطیب نے رواۃ مالک میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا جب میرے والد ماجد بیمار ہوئے تو انہوں نے وصیت کی کہ مجھے نبی کریم ﷺ کی قبر انور کے پاس لے جایا جائے اور آپ سے اجازت مانگی جائے اور کہا جائے کہ یہ ابوبکر ہیں یا رسول اللہ! کیا انہیں آپ کے پہلو میں دفن کیا جائے؟ اب اگر تمہیں اجازت مل جائے تو مجھے دفن کر دینا اور اگر تمہیں اجازت نہ ملے تو مجھے بقیع لے جانا چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے جنازہ کو آپ کے دروازے تک لایا گیا اور یہ عرض کیا گیا۔ یہ

ابوبکر حاضر ہیں ان کی خواہش تھی کہ رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں دفن کیا جائے اور ہمیں اس کی وصیت کی ہے۔ اب اگر ہمارے لئے اجازت ہو تو ہم اندر داخل ہوں اور اگر ہمیں اجازت نہ ہو تو ہم پلٹ جائیں تو ہمیں ندا کی گئی کہ انہیں عزت و کرامت کے ساتھ اندر لے آؤ۔ ہم نے کلام تو سنا لیکن کسی کو ہم نے دیکھا نہیں۔ خطیب نے کہا یہ روایت بہت غریب ہے۔

ابن عساکر نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ جب ابوبکر صدیق کی رحلت کا وقت آیا تو انہوں نے مجھے اپنے سرہانے بٹھا کر مجھ سے فرمایا اے علی! جب میں مر جاؤں تو مجھے ان ہاتھوں سے غسل دینا جس سے تم نے رسول اللہ ﷺ کو غسل دیا اور مجھے خوشبو میں بسا کر اس حجرے تک لے جانا جس میں رسول اللہ ﷺ آرام فرما ہیں اور اجازت چاہنا اب اگر تم دیکھو کہ دروازہ کھل گیا ہے تو مجھے اندر لے جانا ورنہ مجھے مسلمانوں کے قبرستان لے جانا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ فرمائے۔ حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا چنانچہ آپ کو غسل دیا گیا اور کفن پہنایا گیا اور سب سے پہلے میں نے دروازے تک پہنچنے میں عجلت کی اور عرض کیا یا رسول اللہ! یہ ابوبکر حاضر ہیں اور اجازت چاہتے ہیں پھر میں نے دیکھا کہ دروازہ کھل گیا اور کسی کہنے والے نے کہا حبیب کو اس کے حبیب کے پاس لے آؤ۔ کیونکہ حبیب حبیب کا مشتاق ہے۔ ابن عساکر نے کہا یہ حدیث منکر ہے چونکہ اس کی اسناد میں ابوالطاہر موسیٰ بن محمد بن عطاء مقدسی کذاب ہے اس نے عبدالجلیل مری سے روایت کی اور وہ مجہول ہے۔

حضور ﷺ کی وفات شریف کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو غزوات میں جو واقعات پیش آئے

ابونعیم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ علاء بن حضرمی کے ساتھ گیا میں نے ان کی تین باتیں دیکھیں۔ میں نہیں جانتا کہ ان میں سے کون سی بات زیادہ عجیب ہے۔ ہم دریا کے کنارے تک پہنچے تو انہوں نے کہا بسم اللہ پڑھ کر دریا میں گھس جاؤ۔ تو ہم بسم اللہ پڑھ کر دریا میں گھس پڑے اور ہم نے عبور کر لیا اور پانی نے تر نہیں کیا مگر ہمارے اونٹوں کے تلووں کو۔ جب ہم واپس ہوئے تو ہم ان کے ساتھ جنگل میں تھے اور ہمارے ساتھ پانی نہ تھا اور ہم نے ان سے اس کی شکایت کی تو انہوں نے دو رکعت نماز پڑھی اس کے بعد دعا مانگی پھر ہم نے دیکھا کہ ابر موجود اور اس سے مشکیزے کے دہانے کی مانند پانی برسنے لگا تو ہم سب نے پیا اور جانوروں کو پلایا اور وہ فوت ہو گئے۔ پھر ہم نے ان کو اسی ریت میں دفن کر دیا۔ ابھی ہم نے زیادہ دور سفر نہ کیا تھا تو ہمیں خیال آیا کوئی درندہ آ کر انہیں کھا جائے گا۔ تو ہم واپس آئے دیکھا تو وہ قبر میں موجود نہ تھے اور ابن سعد نے اسے اس طرح نقل کیا کہ میں نے العلاء کو دیکھا کہ وہ گھوڑے پر دریا کو عبور کر رہے ہیں اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ العلاء نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی اور مسلمانوں کے ملے ریت کے نیچے سے پانی ابل پڑا اور سب سیراب ہوئے اور سفر شروع کر دیا۔ مسلمانوں میں سے ایک آدمی اپنا سامان اس جگہ بھول گیا تو وہ واپس آیا اور اس نے اپنا سامان لے لیا مگر پانی موجود نہ تھا۔ ایک روایت میں اس طرح ہے کہ وہ فوت ہوئے تو ہم سب پانی کے علاقہ میں نہ تھے اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے ابر بھیجا وہ ہم پر برسا اور ہم نے ان کو غسل دے کر دفن

کر دیا۔ جب ہم واپس آئے تو ان کی قبر کی جگہ ہم نے نہ پائی۔

ابونعیم نے ابن الدقیل رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ جب سعدؓ نہر شیر پر پہنچے تو کشتیوں کو تلاش کیا تاکہ لوگوں کو عبور کرائیں مگر وہ کوئی کشتی نہ پا سکے۔ انہوں نے وہاں کے لوگوں کو اس حال میں پایا کہ انہوں نے کشتیاں اکٹھی کر رکھی تھیں تو وہ سب چند دن کنارے پر مقیم رہے۔ یہاں تک کہ پانی چڑھنے لگا اس وقت انہوں نے خواب میں دیکھا کہ مسلمانوں کے گھوڑے دریا میں کود پڑے ہیں اور انہوں نے دریا کو عبور کر لیا ہے حالانکہ دجلہ کا پانی بہت شدید اور دریا ناقابل عبور تھا تو انہوں نے اپنے خواب کی تعبیر میں دریا کو عبور کرنے کا عزم کر لیا اور انہوں نے مسلمانوں کو جمع کر کے فرمایا میں نے اس دریا کو عبور کر کے دشمن پر تاخت کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ یہ بات تمام لوگوں نے مان لی اور انہوں نے لوگوں کو دریا میں اترنے کا حکم دیا اور کہا یہ پڑھتے جاؤ ''نَسْتَعِيْنُ بِاللهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ حَسْبُنَا اللهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ'' اس کے بعد سب مسلمان دجلہ میں اتر گئے اور پانی پر سوار ہو گئے اور پانی کا یہ عالم تھا کہ وہ جھاگ دے رہا تھا اور اس کا رنگ سیاہ تھا۔ اور مسلمان تیرنے کے عالم میں اس طرح باتیں کرتے جاتے تھے اور اس طرح ایک دوسرے کے قریب ہو گئے تھے گویا کہ وہ خشک زمین پر سفر کر رہے تھے اور باتیں کر رہے تھے۔ اہل فارس نے یہ حال دیکھ کر تعجب کیا یہ بات تو ان کے گمان میں بھی نہ تھی اور اہل فارس نے بڑے بڑے مالوں کو جمع کرنے میں عجلت دکھائی اور مسلمان ماہ صفر ۱۶ ہجری میں وہاں داخل ہو گئے اور وہ کسریٰ کے محلوں میں جتنا خزانہ باقی تھا اس کے مالک ہو گئے۔ شیرین نے اور اس کے بعد والوں نے جتنا خزانہ جمع کیا تھا سب پر ان کا قبضہ ہو گیا۔

ابونعیم نے ابوعثمان نہدی سے حضرت سعد کا لوگوں میں ٹھہرنے اور ان کو دریا کے عبور کی طرف بلانے کے سلسلے میں روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے گھوڑوں اور سواریوں نے دجلہ کو ڈھانپ لیا یہاں تک کہ کوئی دونوں کناروں کے پانی کو نہیں دیکھتا تھا اور ہمارے گھوڑوں نے ہمیں ان کی طرف پار کر دیا۔ گھوڑوں کے ایالوں سے پانی ٹپک رہا تھا اور وہ ہنہنا رہے تھے۔ جب اہل فارس نے یہ حال دیکھا تو وہ بھاگ کھڑے ہوئے اور وہ کسی چیز کی طرف توجہ نہیں دیتے تھے۔ راوی نے کہا ان کی طرف جاتے وقت پانی میں کوئی چیز ان کی طرف نہ گئی بجز ایک پیالہ کے جو پرانی رسی سے بندھا ہوا تھا اور رسی کٹ گئی تھی اور پانی پیالہ کو بہا کر لے گیا تھا۔ اچانک لوگوں نے دیکھا کہ ہوائیں اور موجیں پیالہ کو مار رہی تھیں یہاں تک کہ وہ پیالہ کنارہ تک آ گیا اور اس کے مالک نے اسے لے لیا۔

ابونعیم نے ابوبکر بن حفص بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا وہ شخص جو حضرت سعد کو پانی میں لے جا رہا تھا وہ حضرت سلمان فارسی تھے۔ گھوڑوں نے مسلمانوں کو تیرایا اور سعد یہ پڑھ رہے تھے ''حَسْبُنَا اللهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ وَاللهِ لَيَنْصُرَنَّ اللهُ وَلِيَّهٗ وَلَيُظْهِرَنَّ دِيْنَهٗ وَلَيَظْهِرَنَّ مَنْ عَدُوِّهٖ'' اگر لشکر میں نافرمانی اور گناہ نہ ہو تو نیکیاں غالب آ جائیں گی۔ اس وقت حضرت سلمان نے حضرت سعد سے کہا بلاشبہ اس کا سزاوار ہے کہ ہر چیز اس کے آگے پست ہو جائے۔ خدا کی قسم مسلمانوں کے لئے دریا ایسا مسخر ہوا جیسا کہ ان کے لئے خشکی مسخر ہے اور وہ پانی پر اس طرح چھا گئے کہ کناروں سے پانی دکھائی نہ دیا اور وہ پانی میں خشکی سے زیادہ ایک دوسرے سے باتیں کر رہے تھے چنانچہ وہ سب پار ہو گئے اور ان کی کوئی چیز نہ گم ہوئی اور نہ ان میں سے کوئی غرق ہوا۔

ابونعیم نے عمیرہ صائدی سے روایت کی انہوں نے کہا مسلمان دجلہ میں کود پڑے اور وہ ایک دوسرے سے قریب ہو گئے۔ حضرت سلمان حضرت سعد کی ایک جانب قریب تھے وہ ان کو پانی میں لے جا رہے تھے اور سعد کہہ رہے تھے "ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ" اور پانی ان کو آہستہ آہستہ لے جا رہا تھا۔ راوی نے کہا کہ میرا گھوڑا ہموار قائم رہا۔ جب وہ تھک جاتا تو ایک ٹیلہ نمودار ہو جاتا اور وہ اس پر آرام لے لیتا گویا کہ زمین پر ہے۔ مدائن کے جہاد میں اس سے زیادہ عجیب واقعہ کوئی نہیں ہے اور اسی لئے اس دن کو یوم الجراثیم کہتے ہیں۔ جب بھی کوئی تھک جاتا تو اس کے لئے جرثمہ یعنی ٹیلہ وغیرہ ابھر آتا اور وہ اس پر آرام کر لیتا تھا۔

ابونعیم نے قیس بن ابی حازم سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ہم جب دجلہ میں اترے تو وہ بڑھ رہا تھا جب کہ ہم دجلہ کے بیچ پانی میں تھے تو گھوڑ سوار تھم جاتا اور پانی گھوڑے کی تنگ تک نہیں پہنچتا تھا۔

ابونعیم نے حبیب بن صہبان سے روایت کی انہوں نے کہا جب مسلمانوں نے مدائن کے دن دجلہ کو عبور کیا تو اہل فارس نے کہا یہ لوگ جن ہیں انسان نہیں ہیں۔

امام احمد نے الزہد میں اور بیہقی نے صحیح بتا کر سلیمان بن مغیرہ سے انہوں نے حمید سے روایت کی کہ "ابو مسلم خولانی دجلہ کی طرف اس حال میں آئے کہ دریا لکڑی کو اپنی تیزی اور بہاؤ سے پھینکتا تھا تو وہ پانی پر چلے۔" امام احمد نے اس طرح روایت کی کہ وہ پانی پر کھڑے ہو گئے اور اس پر انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور انہوں نے بنی اسرائیل کا دریا میں چلنے کا ذکر کیا۔ اس کے بعد انہوں نے اپنے گھوڑے کا جھڑکا اور وہ ان کو لے کر چل دیا اور مسلمان ان کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔ یہاں تک کہ اسے عبور کر لیا پھر انہوں نے اپنے رفقاء کی طرف متوجہ ہو کر کہا کیا کوئی چیز تمہارے سامان میں سے گم تو نہیں ہوئی تاکہ میں اللہ تعالیٰ سے اس کی واپسی کی دعا کروں اور وہ واپس کر دے۔

ابویعلیٰ، بیہقی اور ابونعیم نے ابوالسفر سے روایت کی انہوں نے کہا کہ حضرت خالد بن ولید حیرہ گئے تو لوگوں نے ان سے کہا آپ زہر سے ڈرتے رہیں کہ عجمی لوگ آپ کو نہ پلا دیں۔ انہوں نے کہا کہ تم زہر کو میرے پاس لاؤ پھر انہوں نے زہر کو ہاتھ میں لیا اور اسے بسم اللہ پڑھ کر پی گئے اور زہر نے انہیں کوئی ضرر نہ پہنچایا۔ ابونعیم نے اس روایت کو کئی اور سندوں سے نقل کیا ہے اور کہا کہ یہ زہر ایک لمحہ میں ہلاک کرنے والا تھا۔

نیز انہوں نے کلبی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا حضرت خالد بن ولید حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں جب حیرہ پہنچے تو لوگوں نے ان کے پاس عبدالمسیح کو بھیجا اس کے ساتھ ایک لمحہ میں ہلاک کرنے والا زہر تھا تو حضرت خالد نے اس سے کہا وہ کہاں ہے وہ زہر؟ پھر انہوں نے زہر کو ہتھیلی پر رکھا اور پڑھا "بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ رَبِّ الْاَرْضِ وَالسَّمَآءِ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ دَاءٌ" پھر اسے پی لیا اس کے بعد عبدالمسیح اپنی قوم کی طرف گیا اور ان سے کہا اے لوگو! انہوں نے وہ زہر ہلاہل پی لیا ہے اور اس نے ان کو کوئی ضرر نہیں پہنچایا لہٰذا ان سے صلح کر لو۔ یہ کام اس کے لئے کیا گیا۔

ابن ابی الدنیا نے سند صحیح خیثمہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ حضرت خالد بن ولید کے پاس ایک آدمی شراب کا مشکیزہ لے کر آیا تو انہوں نے دعا کی اے خدا! اسے شہد بنا دے تو وہ شہد ہو گیا۔ ایک روایت میں دوسری سند سے یہ ہے کہ حضرت خالد کے

پاس ایک آدمی شراب کا مشکیزہ لے کر آیا۔ حضرت خالد نے پوچھا یہ کیا ہے؟ اس نے کہا سرکہ ہے انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ اسے سرکہ بنا دے گا۔ جب لوگوں نے دیکھا تو وہ سرکہ تھا حالانکہ وہ شخص شراب لایا تھا۔

ابن سعد نے محارب بن وثار سے روایت کی انہوں نے کہا کہ کسی نے حضرت خالد سے کہا کہ آپ کے لشکر میں کچھ لوگ شراب پیتے ہیں تو انہوں نے لشکر میں گشت کی اور ایک شخص کے پاس شراب کی چھاگل دیکھی۔ آپ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ اس نے کہا سرکہ ہے حضرت خالد نے دعا کی کہ اے خدا اسے سرکہ بنا دے۔ جب اس شخص نے کھولا تو وہ سرکہ تھا اس پر اس نے کہا یہ حضرت خالد کی دعا کا اثر ہے۔

بیہقی و ابونعیم نے بسند ضعیف ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو عراق کی طرف بھیجا اور وہ اس طرف روانہ ہوئے یہاں تک کہ جب حلوان پہنچے تو نماز عصر کا وقت ہو گیا۔ حضرت سعد نے اپنے موذن نضلہ کو اذان کا حکم دیا اور انہوں نے اذان شروع کی جب انہوں نے ''اللہ اکبر' اللہ اکبر'' کہا تو کسی نے پہاڑ پر سے جواب دیا ''لبرت یا نضلہ کبیرا'' پھر انہوں نے کہا ''اشھد ان لا الہ الا اللہ'' تو پہاڑ سے جواب آیا ''کلمتہ الاخلاص'' پھر انہوں نے کہا ''اشھد ان محمد الرسول اللہ'' پہاڑ سے جواب آیا ''بعثت النبی'' پھر انہوں نے کہا ''حی علی الصلوۃ'' پہاڑ سے جواب آیا ''کلمۃ مقبولتہ'' پھر کہا ''حی علی الفلاح'' پہاڑ سے جواب آیا ''البقاء لا منہ احمد'' پھر کہا ''اللہ اکبر اللہ اکبر'' جواب آیا ''لبرت کبیرا'' پھر کہا ''لا الہ الا اللہ'' پہاڑ سے جواب دیا ''کلمۃ حق حرمت علی النار'' اس وقت نضلہ نے اسے آواز دی اے شخص میں نے تیرا کلام سنا اب ہمیں اپنا چہرہ دکھا تو پہاڑ شق ہوا اور مرد سفید سر اور سفید ریش نکلا۔ اس کا سر چکی کی مانند تھا۔ نضلہ نے اس سے پوچھا اے شخص تم کون ہو؟ اس نے کہا میں ذریب ہوں اور عبد صالح عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا نصیحت یافتہ ہوں۔ انہوں نے میری درازی عمر کی دعا کی اور مجھے اس پہاڑ میں ان کے آسمان سے نازل ہونے تک ٹھہرنے کا حکم دیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں؟ ہم نے کہا وہ تو رحلت فرما چکے ہیں۔ یہ سن کر وہ بہت دیر تک رویا پھر اس نے پوچھا تم میں سے ان کی جگہ کون قائم ہوا ہے۔ ہم نے کہا حضرت ابوبکر صدیق۔ اس نے پوچھا وہ کہاں ہیں۔ وہ بھی رحلت کر چکے ہیں اس نے پوچھا تم میں ان کے بعد کون قائم ہوا ہے ہم نے کہا حضرت عمر فاروق۔ اس نے کہا تم ان سے کہنا کہ اے عمر! استقامت اور قربت رکھیں کیونکہ امر قریب آ پہنچا ہے۔ تو حضرت سعد نے یہ واقعہ حضرت عمر کو لکھ کر بھیجا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو لکھا تم نے سچ لکھا ہے بلاشبہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا اس پہاڑ میں عیسیٰ ابن مریم کا وصی ہے۔ اس حدیث کی متعدد سندیں ہیں جن کو میں نے النکت علی الموضوعات میں بیان کیا ہے۔

ابونعیم نے حارث بن عبداللہ ازدی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح جب یرموک میں اترے تو ان کے پاس رومی لشکر کے سردار نے اپنے بڑوں سے ایک شخص کو بھیجا جس کا نام جرجیر تھا اس نے کہا کہ میں آپ کی طرف ماہان کا قاصد ہوں وہ شاہ روم کا شام پر حاکم ہے۔ اس نے آپ سے کہلوایا ہے کہ میری طرف کسی مرد عاقل کو بھیجئے تاکہ ہم اس سے پوچھیں کہ آپ کا ارادہ کیا ہے تو حضرت ابوعبیدہ نے حضرت خالد سے فرمایا تم اس کی طرف جاؤ وہ وقت غروب آفتاب کا تھا۔ حضرت خالد

نے کہا کہ کل صبح میں اس کی طرف جاؤں گا۔ اسی دوران نماز کا وقت ہو گیا اور مسلمان نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے۔ وہ رومی سردار مسلمانوں کو نماز پڑھتا اور دعا مانگتا دیکھتا رہا اور اپنے سردار کی طرف لوٹ کر نہ گیا۔ اس کے بعد اس نے حضرت ابوعبیدہ سے کہا آپ حضرات اس دنیا میں کب داخل ہوئے ہیں اور کب آپ کو اس کی دعوت دی گئی ہے۔ انہوں نے فرمایا تقریباً بیس سال گزرے ہیں ہم میں سے کچھ وہ لوگ ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے مبعوث ہونے کے بعد اسلام لائے ہیں اور کچھ وہ لوگ ہیں جو آپ کے بعد اسلام لائے ہیں۔ رومی شخص نے پوچھا کیا تمہارے رسول ﷺ نے خبر دی ہے کہ ان کے بعد کوئی رسول ﷺ آئے گا؟ حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا نہیں بلکہ ہمیں اس کی خبر دی ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں اور آپ نے خبر دی ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم نے اپنی قوم کو آپ کی تشریف آوری کی بشارت دی ہے۔ اس رومی شخص نے کہا میں اس بشارت کے گواہوں میں سے ہوں کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام نے ہمیں بشارت دی ہے کہ ایک نبی ناقہ سوار ہوگا اور میرا گمان یہی ہے کہ وہ نبی تمہارے آقا ہی ہیں۔ پھر اس رومی نے کہا کہ مجھے خبر دیجئے کہ تمہارے آقا نے عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا خبریں دی ہیں۔ اس بارے میں تم لوگوں کا کیا نظریہ ہے۔ حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "اِنَّ مَثَلَ عِیۡسٰی عِنۡدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَہٗ مِنۡ تُرَابٍ- (آل عمران ۵۹) الآیہ" اور حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ "یٰۤاَہۡلَ الۡکِتٰبِ لَا تَغۡلُوۡا فِیۡ دِیۡنِکُمۡ- (نساء ۱۷۱) الآیہ" ترجمان نے ان آیات الٰہی کی تفسیر رومی زبان میں بیان کی۔ یہ سن کر اس رومی شخص نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ عیسیٰ علیہ السلام کی یہی صفت ہے وہ روح اللہ ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تمہارے نبی صادق ہیں اور وہ نبی وہی ہیں جن کی بشارت عیسیٰ علیہ السلام نے ہمیں دی ہے پھر وہ مسلمان ہو گیا۔

ابویعلیٰ نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا مسلمانوں کا ایک لشکر روانہ ہوا۔ اور میں ان کا امیر تھا یہاں تک کہ ہم اسکندریہ اترے۔ عظمائے اسکندریہ میں سے ایک شخص نے کہا میرے پاس کسی کو بھیجو تاکہ میں اس سے گفتگو کروں۔ تو میں اس کے پاس پہنچا اور میں نے کہا ہم عرب ہیں اور ہم بیت اللہ کے رہنے والے ہیں۔ ہم لوگوں میں بہت تنگ حال تھے۔ ہماری زندگیاں بڑی عسرت میں تھیں اور ہم مردار اور خون کھاتے تھے اور ہم ایک دوسرے کو لوٹ لیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ہم میں سے ایک شخص کا ظہور ہوا جو حال میں ہم سے بہتر نہ تھے۔ اس نے کہا میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ﷺ ہوں اور اس نے ہمیں ایسی چیزوں کا حکم دیا جسے ہم جانتے تک نہ تھے اور ہمیں ان چیزوں سے منع فرمایا جن پر ہم تھے اور ہمارے ماں باپ تھے۔ اس پر ہم نے ان کو برا کہا اور ہم نے ان کو جھٹلایا اور ان کی بات ان پر رد کر دی۔ یہاں تک کہ ان کے پاس ہمارے سوا ایک اور قوم آئی اور انہوں نے کہا ہم آپ کی تصدیق کرتے ہیں اور آپ پر ایمان لاتے ہیں اور آپ کا اتباع قبول کرتے ہیں اور ہم اس سے لڑیں گے جو آپ سے لڑے گا پھر اس نے ان کی طرف خروج کیا اور ہم نے ان سے جنگ کی اور وہ ہم پر غالب آئے اور ہم مغلوب ہو گئے۔ اس پر عظیم اسکندریہ نے کہا بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا بلاشبہ ہمارے رسول ہمارے پاس اس کی مثل لے کر آئے جس کو تمہارے رسول لائے اور ہم اس پر عمل کرتے تھے یہاں تک کہ ہمارے درمیان دو گروہ پیدا ہو گئے اور وہ اپنی خواہشوں کی پیروی کرنے لگے اور انہوں نے انبیاء کے حکموں کو چھوڑ دیا۔ بلاشبہ تم نے نبی ﷺ کے حکموں کو تھام لیا ہے۔ تم سے جو کوئی جنگ کرے گا تم اس پر ضرور

غالب آؤ گے اور تم پر جو بھی حملہ کرے گا تم اس پر ضرور غالب رہو گے اور جب تم نے وہ عمل کئے جو خواہشوں کی پیروی کرنے والوں نے عمل کئے تو تم لوگ نہ ہم سے گنتی میں زیادہ ہو گے اور نہ قوت میں ہم سے شدید ہو گے۔

بخاری و بیہقی نے حضرت انس سے روایت کی۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جب قحط سالی ہوئی تو وہ حضرت عباس کے وسیلہ سے دعا کرتے اور کہتے تھے ''اَللّٰھُمَّ نَتَوَسَّلُ اِلَیْكَ الْیَوْمَ بِعَمِّ نَبِیِّنَا فَاسْقِنَا'' تو بارش ہو جاتی تھی۔

حاکم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ عالم الرمادہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس کے وسیلہ سے بارش کی دعا مانگی اور کہا ''اَللّٰھُمَّ ھٰذَا عَمُّ نَبِیِّكَ نَتَوَجَّهُ اِلَیْكَ بِهٖ فَاسْقِنَا'' زیادہ دیر نہ گزری کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو سیراب کر دیا۔ اس وقت حضرت عمر نے فرمایا اے لوگو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عباس کو اس مرتبہ میں دیکھتے تھے جس طرح بیٹا اپنے باپ کو دیکھتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی تعظیم و توقیر فرماتے اور تقسیم میں حسن سلوک فرماتے تھے لہٰذا تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آپ کے چچا حضرت عباس کے بارے میں پیروی کرو اور ان کو بارگاہ الٰہی میں اس چیز میں جو حادثہ تمہیں پیش آئے وسیلہ بناؤ۔

ابن سعد و بیہقی نے ثابت بنانی سے روایت کی انہوں نے کہا کہ انس بن مالک ان کے پاس آئے وہ ثابت کی طرف سے ان کی زمین کے نگران تھے۔ انہوں نے کہا تمہاری زمین پیاسی ہے یہ سن کر ثابت بنانی نے نماز پڑھی اور دعا کی اسی وقت ابر اُمڈ کر آیا اور اس کی زمین کو ڈھانپ لیا اور اتنی بارش ہوئی کہ تمام گڑھے اور نالے بھر گئے۔ یہ گرمی کا موسم تھا پھر انہوں نے گھر کے کسی آدمی کو زمین دیکھنے کے لئے بھیجا کہ دیکھیں بارش کہاں تک ہوئی ہے تو اس نے دیکھا کہ اس بارش نے ان کی زمین سے تجاوز نہیں کیا ہے نیز اسے ابن سعد نے بطریق ثمامہ بن عبداللہ بھی روایت کی ہے۔

ابن سعد نے نافع مولائے ابن عمر اور زید بن اسلم سے روایت کی کہ حضرت عمر بن الخطاب نے منبر پر کھڑے کھڑے فرمایا ''یا ساریہ بن زنیم الجبل ظلم من استرعی الذئب الغنم'' اے ساریہ بن زنیم پہاڑ کی پناہ لو۔ وہ شخص ظالم ہے جس نے بکریوں کو بھیڑیے سے چروایا۔ اس کے بعد خطبہ دیتے رہے۔ جب لوگ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے نہیں جانا کہ انہوں نے کیا کہا ہے۔ یہاں تک کہ جب ساریہ مدینہ منورہ میں حضرت عمر کے پاس آئے تو انہوں نے کہا اے امیر المومنین! ہم دشمنوں کے نرغے میں تھے چونکہ ہم زمین کے نشیب میں تھے اور وہ لوگ بلند قلعے میں تھے۔ میں نے جمعہ کے دن خطبہ کے وقت ایک پکار ایسی ایسی سنی اور یہ وہی وقت تھا جس وقت کہ حضرت عمر نے پکارا تھا کہ اے ساریہ پہاڑ کی پناہ لو۔ یہ پکار سن کر میں نے اپنے رفقاء کے ساتھ پہاڑ کی پناہ لے لی تو زیادہ دیر نہ گزری کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتح عطا فرما دی۔ کسی نے حضرت عمر سے کہا یہ کیسی بات تھی! حضرت عمر نے فرمایا میں نے ساریہ کو کوئی القاء نہیں کیا مگر وہ بات میری زبان پر جاری ہوگئی۔

باوردی اور ابن سکن نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خطبہ دے رہے تھے جہجاہ غفاری ان کے پاس آیا اور ان کی عصا لے کر اسے توڑ ڈالا تو جہجاہ پر سال نہیں گزرا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھ میں آکلہ بھیج دیا اور وہ اس سے مر گیا۔

ابن السکن نے بطریق فلیح بن سلیم ان کے چچا سے انہوں نے ان کے باپ سے اور ان کے چچا سے روایت کی۔ دونوں نے کہا

کہ ہم دونوں حضرت عثمان کے پاس موجود تھے۔ حضرت عثمان کی طرف جہجاہ غفاری آیا اور اس نے ان کے ہاتھ سے عصا لے کر اپنے گھٹنے پر رکھ کر توڑ ڈالا لوگ اس پر چلائے پھر اللہ تعالیٰ نے اس کے گھٹنے میں مرض کیا اور پھر ایک سال بھی نہیں گزرا کہ وہ غفاری مر گیا۔

ابن سعد نے نافع رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ حضرت عثمان خطبہ دے رہے تھے اچانک جہجاہ غفاری اٹھ کر ان کی طرف آیا اور ان کے ہاتھ سے عصا لے کر اسے اپنے گھٹنے پر رکھ کر توڑ ڈالا تو اس کے گھٹنے میں آکلہ پیدا ہو گیا۔

بیہقی نے حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی وہ ایک لشکر پر امیر تھے جب وہ دشمن کے مقابل ہوئے تو انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا جب کوئی مجمع ہو کر دعا مانگی جاتی ہے اور لوگ آمین آمین کہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی دعا کو ضرور قبول فرماتا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور یہ دعا مانگی "اللھم احقن ومآءنا وجعل اجورنا اجور الشھداء" اسی اثنا میں کہ وہ مقابلے میں تھے اچانک دشمن کا سردار اترا اور وہ حبیب کے خیمے میں داخل ہو گیا۔

ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے حبیب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے ایک دن قلعہ پر حملہ کیا اور لاحول ولا قوۃ الا باللہ کا نعرہ لگایا اور مسلمانوں نے بھی یہی نعرہ لگایا تو قلعہ پھٹ گیا۔

حضرت ابونعیم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت ابوطلحہ ایک جہاد میں گئے اور کشتی میں سوار ہوئے وہ دریا میں ہی فوت ہو گئے اور مسلمانوں کو کوئی ایسا جزیرہ نہ ملا جہاں انہیں دفن کرتے مگر سات دن کے بعد جزیرہ ملا۔ اس عرصہ میں ان کا جسد کچھ بھی متغیر نہ ہوا اور ان کو اس جگہ دفن کر دیا گیا۔

ابن الدنیا اور بیہقی نے بطریق لیث ابن عجلان رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت سعد بن ابی وقاص نے بنی عذرہ کی ایک عورت سے نکاح کیا۔ ایک دن وہ اس کے پاس آئے تو بستر پر سانپ کو دیکھا۔ اس عورت نے کہا اسے آپ دیکھ رہے ہیں جب سے کہ میں اپنے گھر تھی یہ میرا پیچھا کر رہا ہے۔ حضرت سعد نے اس سانپ سے کہا خبردار ہو کر سن لے یہ میری بیوی ہے میں نے اس سے مالی مہر کے عوض نکاح کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے میرے لئے حلال کیا ہے اور تیرے لئے اس میں سے کچھ حلال نہیں کیا ہے لہٰذا تو چلا جا اب اگر تو پھر آیا تو میں تجھے مار ڈالوں گا تو وہ سانپ رینگنے لگا یہاں تک کہ گھر کے دروازے کے باہر نکل گیا اس کے بعد وہ پھر نہ آیا۔

بیہقی نے بطریق عائشہ بنت انس بن مالک ان کی والدہ نے ربیع بنت معوذ بن عفراء سے روایت کی۔ انہوں نے کہا میں دوپہر کو قیلولہ کر رہی تھی اور میں نے اوپر لحاف ڈال رکھا تھا۔ اچانک ایک اسود میرے پاس آیا اور وہ مجھ سے لپٹنے لگا اسی اثنا میں کہ وہ مجھ سے لپٹ رہا تھا زرد ورقوں کا ایک صحیفہ میرے روبرو آسمان سے اترا یہاں تک کہ وہ میرے قریب آگرا۔ میں نے اسے کھول کر پڑھا تو اس میں لکھا دیکھا "بسم اللہ الرحمن الرحیم من رب لکین الی لکین امابعد فدع امتی بنت عبدی الصالح فانی لم اجعل لك علیھا سبیلا" انہوں نے کہا پھر اس اسود نے میری چٹکی لی اور کہا تم اسی کے لائق ہو تو اس چٹکی کا نشان ان کے جسم میں برابر رہا۔

ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے دوسری سند کے ساتھ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ عفرا کی بیٹی اپنے بستر پر

لیٹی ہوئی تھی انہیں شعور نہ ہوا کہ ایک بزنجی کود کر ان کے سینہ پر جا بیٹھا اور اپنا ہاتھ ان کی گردن پر رکھ دیا۔ اچانک زرد رنگ کا صحیفہ زمین و آسمان کے درمیان سے اتراء بنت عفراء نے کہا یہاں تک کہ وہ صحیفہ میرے سینہ پر آ گرا اور اسے بزنجی نے لے لیا پھر اس نے پڑھا تو لکھا تھا ''من رب لکین الی لکین اجتنب امته العبد الصالح فانه لا سبیل لك علیها '' اور وہ اٹھ کھڑا ہوا اور اپنا ہاتھ میرے حلق سے کھینچ لیا اور میرے گھٹنے پر اپنا ہاتھ مارا اور جگہ سیاہ ہوگئی حتیٰ کہ وہ بکری کے سر کی مانند ہوگیا۔

ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا جب عمرہ بنت عبدالرحمٰن کی وفات کا وقت آیا تو ان کے پاس تابعین میں سے بکثرت لوگ جمع ہوگئے جن میں عروہ اور قاسم بھی تھے اچانک انہوں نے چھت سے ایک آواز سنی دیکھا تو وہ کالا اژدھا تھا اور وہ گرا گویا کہ کھجور کا بڑا تنا ہے وہ اٹھ کر ان کی طرف آیا اچانک ایک سفید ورق گرا جس میں لکھا تھا ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم. رب کعب الی کعب لیس لك علی بنات الصالحین سبیل. '' جب اس نے اس صحیفہ کی طرف نظر کی تو وہ بلند ہوا یہاں تک کہ وہ جہاں سے اترا تھا وہیں چلا گیا۔

ابونعیم نے طلق سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس تھا اور وہ زمزم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اچانک ایک سانپ سامنے آیا اور اس نے کعبہ کے گرد سات چکر لگائے پھر وہ مقام ابراہیم آیا اور دو رکعت نماز پڑھی۔ حضرت عباس نے اس کی طرف کہلوایا کہ اللہ تعالیٰ نے تیری عبادت کو پورا کر دیا اور ہمیں بھی یہی سزاوار ہے کہ عبادت کریں۔ ہوشیار رہو۔ ہمیں تمہارے اوپر لوگوں کی طرف سے خطرہ ہے کہ کہیں وہ تمہیں گزند نہ پہنچائیں پھر وہ کوہان کی مانند آسمان کی طرف اٹھ گیا۔

ابونعیم نے عطاء بن ابی رباح سے روایت کی انہوں نے کہا کہ عبدالرحمٰن بن عمرو مسجد حرام میں بیٹھے ہوئے تھے اچانک کوڑیالہ سانپ نمودار ہوا۔ اس نے آ کر خانہ کعبہ کے سات چکر لگائے پھر وہ مقام ابراہیم آیا گویا کہ اس نے نماز پڑھی' پھ حضرت عبدالرحمٰن بن عمرو آئے اور اس کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا اے شخص! شاید کہ تم نے اپنی عبادت ختم کر لی ہے اور میں اپنے شہر کے کم عقلوں کی طرف سے تجھ پر بے خوف نہیں ہوں پھر وہ لپٹا اور آسمان میں چلا گیا۔

وہ دائمی نشانیاں جو عہد نبوی ﷺ سے تادم تحریر موجود ہیں

ابونعیم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس آدمی کا حج مقبول ہوتا ہے اس کی کنکریاں اٹھالی جاتی ہیں۔

ابونعیم و بیہقی نے سنن میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے رمی جمار کی کنکریوں کی بابت پوچھا تو آپ نے فرمایا جو کنکری اس سے مقبول ہوتی ہیں وہ اٹھالی جاتی ہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو تم وہاں پہاڑ کی مانند یقیناً کنکریاں پڑی دیکھتے۔

ابونعیم اور بیہقی نے سنن میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ان سے کسی نے رمی جمار کی کنکریوں کی بابت دریافت کیا کہ وہ ویسی ہیں جیسے کہ آپ نے دیکھا ہے؟ اس پر انہوں نے فرمایا جو کنکری مقبول ہوتی ہے اسے اُٹھالیا جاتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو یقیناً کوہ

شبیر کی مانند ہو جاتیں۔

بیہقی نے سنن ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر کنکری کے ساتھ فرشتہ مقرر کیا ہے جو کنکری مقبول ہوتی ہے وہ اٹھالی جاتی ہے اور جو کنکری نامقبول ہوتی ہے وہ پڑی رہ جاتی ہے۔

ابونعیم نے فرمایا یہ نشانی ظاہر و بین بجملہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی گواہی دیتی ہے کہ آپ کی شریعت نے حج بیت اللہ کو واجب فرمایا ہے۔

و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین والصلوٰة والسلام علی خاتم النبیین فی کل طرفه عین عدد معلومات الله تعالیٰ۔ تمام شد

الحمد لله والمنه والصلوٰة والسلام علی من لا نبی بعده اما بعد ترجمہ کتاب مستطاب ''الخصائص الکبریٰ'' جلد دوم المسمّی بہ ''النعمۃ العظمیٰ'' آج مورخہ ۱۷ صفر المظفر ۱۳۸۸ھ مطابق ۱۶ مئی ۱۹۶۸ء بروز پنجشنبہ تمام ہوا۔ **و لله الحمد وصلی الله تعالیٰ علی خیر خلقه محمد و آله وصحبه وسلم۔**

(مولوی) غلام معین الدین نعیمی